

شرح الورد شریف

جلد 7

امام ابو ذر سلیم بن ابی شعث سجستانی

ترجمہ
ابوالعلائی محمد الدین ہمالیہ
اَدَامَ اللہُ تَعَالٰی مَعَالِیْہِ وَبَارَکَ اَیَّامُہُ وَلِیَّالِیْہِ

شرح
علامہ محمد لیاقت علی خاں
دامت برکاتہم العالیہ

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

شیر
مکتبہ
راولپورہ لاہور

علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائل میں حاصل
کرنے کے لئے

”مفت حنفی PDF BOOK“

چینل کو جوائن کریں

<http://T.me/FiqahHanfiBooks>

عقائد پر مشتمل پوسٹ حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیگرا م جوائن کریں

<https://t.me/tehqiqat>

علماء اہلسنت کی نایاب کتب گوگل سے اس لنک

پر فوری ڈاؤن لوڈ کریں

[https://archive.org/details/](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

@zohaibhasanattari

طالب دہلوی محمد عرفان عطاری

زohaib حسن عطاری

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۶	باب: جانور کے جفتی کرانے کی اجرت لینا	۲۱	مقدمہ رضویہ
۴۶	باب: سناروں کا بیان		ابواب الإجارة
	باب: جس غلام کو فروخت کیا جائے اور اس کے پاس مال موجود ہو	۲۲	یہ ابواب اجارہ کے بیان میں ہیں
۴۷		۲۲	اجارہ کے لغوی و اصطلاحی معنی و مفہوم کا بیان
۴۸	باب: سودا گروں سے منڈی سے باہر ملاقات کرنا	۲۳	اجارہ کے حکم کا بیان
۴۹	باب: مصنوعی بولی لگانے کی ممانعت	۲۳	اجارہ کے عقد کا محل منافع ہونے میں مذاہب اربعہ
	باب: شہری کے دیہاتی کے لیے خرید و فروخت کرنے کی ممانعت	۲۳	اجارہ کی شرائط کا بیان
۴۹		۲۴	باب: معلم کی کمائی
	باب: جو شخص "تصریہ" والے جانور کو (غلطی سے) خرید لے اور پھر اسے ناپسند کرے	۲۵	دینی امور پر اجرت کا جواز کا بیان
۵۱		۳۴	اختلاف کا موقف
۵۲	باب: ذخیرہ اندوزی کی ممانعت	۳۸	جناب موسیٰ کا نکاح
۵۳	باب: دراہم کو توڑنا	۳۹	باب: طبیبوں کی کمائی
۵۳	باب: نرخ مقرر کرنا	۴۱	باب: بچھنے لگانے والے کی کمائی
۵۴	باب: ملاوٹ کرنے کی ممانعت	۴۱	کتے کی قیمت اور گھر میں رکھنے سے متعلق احکام
۵۵	باب: خرید و فروخت کرنے والوں کے لیے اختیار ہونا	۴۱	ائمہ و فقہاء کے نزدیک
۵۷	باب: اقالہ کی فضیلت	۴۲	حنفی مذہب
۵۷	باب: جو شخص ایک ہی سودے میں، دو سودے کرے	۴۳	مذاہب ائمہ اربعہ
۵۷	باب: بیع عینہ کی ممانعت	۴۵	باب: کنیزی (جسم فروشی کی) کمائی
۵۸	باب: بیع سلف کا بیان	۴۵	باب: کاہن کی مٹھائی (نذرانہ)

باب: کسی متعین پھل کی بیج مسلم کرنا	۶۰	اس کے پاس پائے	۷۵
باب: سلف کو تبدیل کرنا	۶۰	باب: جو شخص انتہائی بیمار جالور کو زندگی فراہم کرے	۷۷
باب: آفت آنے کی صورت میں ادائیگی 'معاف' (یا کم)	۶۱	باب: رہن کا بیان	۷۸
باب: آفت کی وضاحت	۶۱	باب: آدمی کا اپنی اولاد کے مال میں سے کھانا	۷۹
باب: پانی سے روکنا	۶۱	باب: جب کوئی شخص کسی کے پاس اپنا مال بچینہ پائے	۸۰
باب: اضافی پانی کو فروخت کرنا	۶۳	باب: آدمی کا حاصل ہونے والے مال میں سے اپنا حق حاصل کر لینا	۸۰
باب: بلی کی قیمت (کا حکم)	۶۳	باب: تحائف قبول کرنا	۸۲
باب: کتوں کی قیمت (کا حکم)	۶۳	باب: ہبہ واپس لینا	۸۲
باب: شراب اور مردار کی قیمت (کا حکم)	۶۳	باب: کوئی کام کرنے پر تحفہ دینا	۸۳
باب: پوری طرح اپنے قبضے میں لینے سے پہلے، اناج کو فروخت کرنا	۶۷	باب: آدمی کا اپنی کسی اولاد کو ترجیحی طور پر عطیہ دینا	۸۳
باب: آدمی کا سودے وقت یہ کہنا: "کوئی دھوکہ نہیں ہے"	۶۹	باب: عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی عطیہ دینا	۸۶
باب: عربان (بیعانہ دبا لینے کا حکم)	۷۰	باب: عمری کا بیان	۸۷
باب: آدمی کا کوئی ایسی چیز فروخت کرنا، جو اس کے پاس نہ ہو	۷۰	عمری کے فقہی مفہوم کا بیان	۸۷
باب: سودے میں کوئی شرط عائد کرنا	۷۱	موت کے بعد عمری کو واپس لوٹانے میں مذاہب اربعہ	۸۷
باب: غلام کی ضمانت	۷۱	عمری معمر لہ کے ورثاء کی ملکیت بن جاتا ہے	۸۸
باب: جو شخص غلام خرید کر، اس سے مزدوری کروائے اور پھر اس میں کوئی عیب پائے	۷۲	عمری ورقی سے انتقال ملکیت کا بیان	۸۸
باب: جب خرید و فروخت کرنے والوں میں اختلاف ہو جائے اور فروخت شدہ سامان موجود ہو	۷۳	رقبی کے صحیح ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب اربعہ	۸۹
باب: شفعہ کا بیان	۷۴	باب: جس نے اس کے بارے میں یہ کہا ہے کہ یہ (حاصل کرنے والے کے) پسماندگان کے لیے بھی ہے	۹۰
باب: جب کوئی شخص مفلس ہو جائے اور پھر کوئی اپنا مال بچینہ	۷۴	باب: رقبی کا بیان	۹۲
		باب: عاریت کا ضمان ادا کرنا	۹۳
		عاریت کی تعریف و فقہی مفہوم کا بیان	۹۳
		عاریت کے شرعی مآخذ کا بیان	۹۳

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۱۲	پہٹ میں آگ بھرنے سے مراد یہی حرام کی کمائی رشوت ہے.....	۹۴	عاریت کا بغیر عوض کے تملیک ہونے کا بیان.....
۱۱۲	عاطلین زکوٰۃ کا ہدیہ یا نذرانہ قبول کرنا:.....	۹۵	مستعار لی ہوئی چیز کے امانت ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ.....
۱۱۳	رشوت کی برائی قرآن میں:.....	۹۵	موزونی و عددی چیزوں کی عاریت کا بیان.....
۱۱۳	موجودہ دور میں رشوت کا اطلاق کن چیزوں پر ہوگا؟.....	۹۶	عاریت والی چیز کو عاریت پر دینے میں مذاہب اربعہ.....
۱۱۴	جان یا مال پر خوف کی وجہ سے رشوت دینے کی گنجائش:.....	۹۸	باب: جو شخص کسی چیز کو خراب کر دے وہ اس کی مثل جرمانہ ادا کرے گا.....
۱۱۵	باب: ریاستی (اہلکاروں کو ملنے والے تحائف.....	۹۹	زمین کو ادھار پر لینے کا بیان.....
۱۱۵	باب: فیصلہ کیسے دیا جائے؟.....	۱۰۰	عاریت کی واپسی کے صرفہ کا بیان.....
۱۱۶	باب: جب قاضی (فیصلہ دیتے ہوئے) غلطی کر جائے.....	۱۰۰	باب: جب مویشی کسی کا کھیت خراب کر دیں.....
۱۱۸	باب: مقابل فریق قاضی کے سامنے کیسے پیشیں گے؟.....		کِتَابُ الْأَقْضِیَّةِ
۱۱۸	باب: قاضی کا غصے کے عالم میں فیصلہ کرنا.....	۱۰۲	یہ کتاب عہدہ قضاء کے بیان میں ہے.....
۱۱۸	باب: ذمی لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنا.....	۱۰۲	باب: عہدہ قضا مانگنا.....
۱۱۹	باب: فیصلہ کرتے ہوئے اپنی رائے سے اجتہاد کرنا.....	۱۰۲	منصب قضاء کے ابتلاء کا بیان.....
۱۲۰	اجتہاد کی تربیت.....	۱۰۳	باب: قاضی کا (فیصلہ دیتے ہوئے) غلطی کرنا.....
۱۲۲	فتویٰ دینے والے صحابہ.....	۱۰۳	تین قسم کے قاضی ہونے کا بیان.....
۱۲۶	فقہاء احناف کے درجات.....	۱۰۳	مجتہد قاضی کے لیے اجر کا بیان.....
۱۲۶	باب: صلح کا بیان.....	۱۰۷	باب: عہدہ قضا مانگنا، اور اس کی طرف جلدی کرنا.....
۱۲۶	صلح حدیبیہ کیونکر ہوئی.....	۱۰۸	باب: رشوت کا حرام ہونا.....
۱۳۰	صلح کے معنی و مفہوم کا بیان.....	۱۰۹	رشوت کے حرام ہونے کا بیان.....
۱۳۱	یہ باب گواہیوں کے بیان میں ہے.....	۱۱۰	رشوت پر وعید اور اس کا شرعی حکم.....
۱۳۱	قضاء و شہادت کے معنی کا بیان.....	۱۱۰	رشوت کیا ہے؟.....
۱۳۲	گواہ بنانے کی اہمیت کا بیان.....	۱۱۰	رشوت کی دلائی کرنے والا بھی ملعون:.....
۱۳۳	حکم شہادت کے شرعی ماخذ کا بیان.....	۱۱۱	رشوت دینے کی گنجائش کب ہو سکتی ہے؟.....
۱۳۴	گواہی دینے کے لازم ہونے کا بیان.....	۱۱۱	رشوت اور قوم یہود کا شیوہ:.....

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۶۷	شہادت میں اصل علم و یقین ہے قاعدہ فقہیہ	۱۳۵	ادائے شہادت کے وجوب کی شرائط کا بیان
۱۶۷	شہادت کی تعریف	۱۳۶	حدود کی گواہی میں پردہ رکھنے کا بیان
۱۶۷	شہادت کی اقسام:	۱۳۷	حدود کی گواہی میں اظہار و اختفاء کی نوعیت کا بیان
۱۶۸	۱۔ عینی شہادت	۱۳۸	حدود و قصاص میں عورتوں کی گواہی کے عدم قبول کا بیان
۱۶۸	۲۔ سعی شہادت	۱۳۹	مالی و حکم مالی معاملات میں نصاب شہادت کا بیان
۱۶۸	۳۔ شہادت علی شہادت		باب: جب کوئی شخص کسی مقدمے میں حقیقت جانے بغیر کسی
۱۶۸	حصول شہادت کے ذرائع:	۱۳۹	ایک فریق کی حمایت کرے
۱۶۸	غلام و باندی کی شہادت میں مذاہب اربعہ	۱۴۰	اسلام میں گواہی کی اہمیت
۱۶۸	ناپیدا کی گواہی کے قبول میں مذاہب اربعہ	۱۴۲	جھوٹی گواہی کا وبال
۱۶۹	مملوک کی شہادت کے قبول نہ ہونے میں مذاہب اربعہ	۱۴۳	ولادت و بکارت میں ایک عورت کی گواہی کا بیان
۱۶۹	حد قذف والے کی گواہی کے قبول ہونے کا بیان	۱۴۴	قرآن و سنت کے مطابق عورت کی آدمی گواہی کا بیان
۱۶۹	حد قذف والے کی گواہی میں مذاہب اربعہ	۱۴۵	باب: جھوٹی گواہی دینا
۱۶۹	فرع و اصل کا ایک دوسرے کیلئے گواہی دینے کا بیان	۱۴۶	جھوٹی قسم کھانے پر وعید کا بیان
۱۷۰	رشتہ داروں کی باہمی شہادت کا بیان	۱۴۷	باب: کس کی گواہی مسترد کر دی جائے گی؟
۱۷۰	بچوں کی باہمی گواہی کا بیان	۱۵۰	باب: دیہاتی کا شہریوں کے خلاف گواہی دینا
	بعض عائلی قوانین میں بیٹے کی گواہی کے قبول ہونے کا	۱۵۱	باب: رضاعت کے بارے میں گواہی
۱۷۱	بیان	۱۵۱	ولادت میں تہجد اسیہ کی گواہی کے مقبول ہونے کا بیان
۱۷۱	بچوں کی گواہی کے عدم قبول پر مذاہب اربعہ		باب: سفر کے دوران کی گئی (کسی مسلمان کی) وصیت کے
۱۷۱	شوہر بیوی کی باہمی شہادت کے عدم قبول پر مذاہب اربعہ	۱۵۲	بارے میں ذمیوں کا گواہی دینا
۱۷۱	باب: قسم اور ایک گواہ کی بنیاد پر فیصلہ دینا	۱۵۳	حدیث میں بیان کردہ آیت کی تفسیر اور گواہی کا بیان
۱۷۴	ایک گواہی و قسم سے فیصلہ کرنے میں مذاہب اربعہ		باب: جب قاضی کو ایک ہی گواہ کے سچے ہونے کا یقین ہو
۱۷۵	غائب شخص کے خلاف فیصلہ نہ کرنے کا بیان		تو اس کے لیے یہ بات جائز ہے کہ وہ (اس ایک گواہ کی
	حدود و قصاص میں قاضی کے خط کے قبول نہ ہونے میں	۱۶۶	گواہی کی بنیاد پر) فیصلہ دیدے
۱۷۵	مذاہب اربعہ	۱۶۷	گواہی پر گواہی دینے کا بیان

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۹۴	پڑوسی کا اکرام	۱۷۵	باب: برب و آدمی ایک ہی چیز کے بارے میں دعویٰ کر دیر اور ان دونوں کے پاس ثبوت نہ ہو
۱۹۴	مومن وہ ہے جو پڑوسی کو تکلیف نہ دے	۱۷۵	دو مدعیوں کا تیسرے شخص کے قبضہ میں ہونے والی چیز
۱۹۵	برا پڑوس قیامت کی نشانیوں میں سے ہے	۱۷۷	میں دعویٰ کرنے کا بیان
۱۹۶	پڑوسی کے اہلخانہ پر بری نظر رکھنا	۱۷۸	باب: مدعی علیہ کے خلاف قسم اٹھانا
۱۹۶	پڑوسی کو کھانے میں سے کچھ بھیج دینا	۱۷۸	قاضی کا مدعی علیہ پر تین بار قسم پیش کرنے کا بیان
۱۹۷	پڑوسیوں میں زیادہ حق دار کون ہے	۱۷۹	باب: قسم کیسے اٹھائی جائے
۱۹۷	پڑوسی کا حق شفعہ	۱۷۹	حد و وغیرہ حد و میں حلف لینے پر مذاہب اربعہ
۱۹۸	کیا تم جانتے ہو پڑوسی کا حق کیا ہے	۱۸۰	انکار کے سبب حلف ہونے میں مذاہب اربعہ
	وہ مومن نہیں جو خود تو شکم سیر ہو کر رات گزارے اور اس کا	۱۸۰	انکار جان کے سبب قصاص کے عدم ثبوت پر مذاہب اربعہ
۱۹۹	پڑوسی بھوکا ہو	۱۸۰	تعداد شہادت پر ترجیح نہ ہونے میں مذاہب اربعہ
۱۹۹	پڑوسی کو تکلیف دینے والی عورت جہنم میں جائے گی	۱۸۰	باب: اگر مدعی علیہ ذمی ہو تو کیا اس سے حلف لیا جائے گا؟
۱۹۹	اچھا پڑوسی	۱۸۱	حدیث میں بیان کردہ آیت کی تفسیر اور عہد شکنی کا بیان
۲۰۰	اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا محبوب بننے کا طریقہ		عہد شکنی کرنے اور قسم توڑنے والوں کے متعلق آیت کا
۲۰۰	پڑوسی کو حقیر سمجھنے سے بچو	۱۸۱	نزول
۲۰۱	باب: وکالت کا بیان	۱۸۲	عہد شکنی کرنے اور قسم توڑنے والوں کی سزا کا بیان
۲۰۲	وکالت سے متعلق بعض احکام کا بیان		باب: آدمی جس موقع پر موجود نہیں تھا اس کے بارے میں
۲۰۳	باب: قضاء کا بیان	۱۸۷	اس کے علم کی بنیاد پر اس سے حلف لینا
	کِتَابُ الْعِلْمِ	۱۸۸	باب: ذمی سے کیسے حلف لیا جائیگا؟
۲۰۹	یہ کتاب علم کے بیان میں ہے	۱۸۹	باب: آدمی کا اپنے حق کے لیے قسم اٹھانا
۲۰۹	علم کی فضیلت پر چالیس احادیث کا بیان	۱۸۹	باب: قرض کا بیان کیا اس کی وجہ سے قید کیا جائے گا؟
۲۱۲	باب: علم کی فضیلت	۱۹۰	قرض ادا کرنے کی استطاعت کے باوجود ادا نہ کرنا ظلم ہے
۲۱۳	باب: اہل کتاب سے کوئی بات روایت کرنا	۱۹۰	قرض ادا نہ کرنے پر سخت وعید کا بیان
۲۱۵	باب: علم کو تحریر کرنا	۱۹۲	پڑوسی کے حقوق قرآن و سنت کی روشنی میں
	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اہتمام ساعت! حفظ و کتابت		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۳۵	باب: وعظ کہنا	۲۱۶	حدیث
۲۳۷	تمام نبیوں کے صدق پر رسول اللہ ﷺ کی شہادت ...	۲۱۷	کتابت حدیث کے لیے احکام نبوی ﷺ
	کتاب الکشریۃ		عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھی گئی احادیث اور ان کے مجموعے
۲۳۹	کتاب: مشروبات کے بارے میں روایات	۲۱۸	باب: نبی اکرم ﷺ کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرنے کی شدید مذمت
۲۳۹	باب: شراب کا حرام ہونا	۲۲۱	باب: اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بارے میں، علم کے بغیر، بات کرنے کا تذکرہ
۲۴۱	حدیث میں بیان کردہ آیت کی تفسیر اور حکم شراب کا بیان ..	۲۲۱	قرآن میں اپنی مرضی سے تفسیر کرنے کی ممانعت کا بیان ..
۲۴۵	باب: شراب بنانے کے لیے انگور کو چوڑنا	۲۲۲	تفسیر میں گمراہی کے اسباب کا بیان
	باب: شراب کو سرکہ بنانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۲۲۳	باب: بات کو دہرا دینا
۲۴۵		۲۲۶	باب: جلدی، جلدی بات کرنا
۲۴۶	اللہ تعالیٰ کو حضرت جعفر کے محبوب ہونے کی وجہ	۲۲۷	باب: فتویٰ دینے میں احتیاط کرنا
۲۴۶	حضرت علی کا تقویٰ اور شراب سے نفرت	۲۲۸	افتاء کی لغوی اور شرعی تعریف
۲۴۶	دس شرابی زمین میں دھنس گئے	۲۲۸	دین کے مخصوص خدام
۲۴۷	باب: شراب کون سی چیزوں سے بنتی ہے؟	۲۲۹	ملت اسلامیہ کے پہلے مفتی
۲۴۸	باب: نشے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۲۲۹	باب: علم کی بات کو چھپانے کا ناپسندیدہ ہونا
۲۵۲	باب: داذی (مخصوص قسم کی شراب)	۲۳۰	علم چھپانا سخت گناہ ہے
۲۵۳	باب: (شراب کے) برتنوں کا بیان	۲۳۱	علم کو صلاحیت کے مطابق سکھانا چاہئے
۲۵۸	باب: دو چیزوں کو ملا کر (نبیذ تیار کرنا)	۲۳۱	علماء کرام کو اشاعت حدیث کا خاص خیال رکھنا چاہئے
۲۶۰	باب: مکی کھجور کی نبیذ تیار کرنا	۲۳۲	باب: علم کی اشاعت کی فضیلت
۲۶۱	باب: نبیذ کی صفت کا بیان	۲۳۳	بنی اسرائیل کے حوالے سے کوئی بات روایت ہونا
۲۶۳	باب: شہد کی شراب کا بیان	۲۳۳	اسرائیلیات کے حکم کا بیان
۲۶۴	باب: جب نبیذ میں جوش آجائے	۲۳۴	باب: غیر اللہ کے لیے علم کے حصول (کی مذمت)
۲۶۵	باب: کھڑے ہو کر کچھ پینا	۲۳۵	
۲۶۵	باب: مشکیزے کو منہ لگا کر پینا		
۲۶۶	باب: مشکیزے کا منہ الٹ کر اس سے پینا		

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۲۸۵	باب: پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پینا	۲۶۶	باب: پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پینا
۲۸۶	باب: سونے یا چاندی کے برتن میں پینا	۲۶۷	باب: سونے یا چاندی کے برتن میں پینا
۲۸۷	باب: (خٹھے یا نہروغیرہ میں سے) پانی پینا	۲۶۷	باب: (خٹھے یا نہروغیرہ میں سے) پانی پینا
۲۸۷	باب: پلانے والا خود کب پیئے گا؟	۲۶۸	باب: پلانے والا خود کب پیئے گا؟
۲۸۸	باب: مشروب میں پھونک مارنا اور اس میں سانس لینا	۲۶۹	باب: مشروب میں پھونک مارنا اور اس میں سانس لینا
۲۸۸	باب: جب آدمی دودھ پیئے، تو کیا پڑھے؟	۲۷۰	باب: جب آدمی دودھ پیئے، تو کیا پڑھے؟
۲۸۸	باب: برتن کوڑھانپ کر رکھنا	۲۷۱	باب: برتن کوڑھانپ کر رکھنا
۲۸۹	باب: کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا	۲۷۱	باب: کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا
۲۹۱	باب: ایک لگا کر کھانا	۲۷۲	باب: ایک لگا کر کھانا
۲۹۲	باب: پیالے کے اوپری حصے میں سے کھانا	۲۷۲	باب: پیالے کے اوپری حصے میں سے کھانا
۲۹۲	باب: ایسے دسترخوان پر بیٹھنا، جس میں کچھ ناپسندیدہ چیزیں ہوں	۲۷۲	باب: ایسے دسترخوان پر بیٹھنا، جس میں کچھ ناپسندیدہ چیزیں ہوں
۲۹۳	باب: دعوت کو قبول کرنے کا بیان	۲۷۲	باب: دعوت کو قبول کرنے کا بیان
۲۹۴	باب: نکاح کے لیے ولیہ کا مستحب ہونا	۲۷۶	باب: نکاح کے لیے ولیہ کا مستحب ہونا
۲۹۴	باب: ولیہ کتنے دنوں تک مستحب ہے؟	۲۷۸	باب: ولیہ کتنے دنوں تک مستحب ہے؟
۲۹۶	باب: دعوت ولیہ کتنے دن ہوتی ہے	۲۷۹	باب: دعوت ولیہ کتنے دن ہوتی ہے
۲۹۶	باب: سفر سے واپسی پر کھانا کھلانا	۲۷۹	باب: سفر سے واپسی پر کھانا کھلانا
۲۹۷	باب: مہمان نوازی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۲۸۰	باب: مہمان نوازی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۲۹۷	باب: دوسرے کے مال میں سے کھانے کی ضیافت ہونے کا منسوخ ہونا	۲۸۱	باب: دوسرے کے مال میں سے کھانے کی ضیافت ہونے کا منسوخ ہونا
۲۹۷	باب: ایک دوسرے کے مقابلے میں کھانا کھلانا	۲۸۳	باب: ایک دوسرے کے مقابلے میں کھانا کھلانا
۲۹۸	باب: آدمی کو دعوت میں بلایا جائے، اور وہاں وہ کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے	۲۹۸	باب: آدمی کو دعوت میں بلایا جائے، اور وہاں وہ کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے
۲۹۹	باب: جب دو دعوت دینے والے اکٹھے آجائیں، تو کس کا	۲۹۹	باب: جب دو دعوت دینے والے اکٹھے آجائیں، تو کس کا
۳۰۰	باب: حباری کا گوشت کھانا	۳۰۰	باب: حباری کا گوشت کھانا
۳۰۲	باب: حباری کا گوشت کھانا	۳۰۲	باب: حباری کا گوشت کھانا

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۲۱	باب: کھانے کے بعد ہاتھ دھونا	۳۰۲	باب: حشرات الارض کھانا
۳۲۱	باب: کھانے کے بعد میزبان کے لیے دعا کرنا	۳۰۳	باب: جس کی حرمت کا ذکر نہیں ہوا (اس کا کیا حکم ہے؟)
	کِتَابُ الْقَطِیْبِ	۳۰۳	باب: نلگہ بزر کھانا
۳۲۲	کتاب: طب کے بارے میں روایات	۳۰۴	باب: درندوں کا گوشت کھانے کی ممانعت
۳۲۲	باب: آدی کا دوا کی استعمال کرنا	۳۰۵	باب: پالتو گدھوں کا گوشت کھانے کا حکم
۳۲۲	باب: پرہیز کرنا	۳۰۷	باب: نڈی دل کھانا
۳۲۳	باب: پچھنے لگوانا	۳۰۸	باب: جو مچھلی مر کر اُپر آ جائے، اس کو کھانا
۳۲۴	باب: پچھنے لگوانے کی جگہ	۳۰۸	باب: جب آدی مردار کھانے کے لیے مجبور ہو جائے
۳۲۴	باب: کب پچھنے لگوانا مستحب ہے	۳۱۰	باب: ایک وقت میں دو طرح کے کھانے ایک ساتھ کھانا
۳۲۵	باب: فصد کھلوانا اور پچھنے لگوانے کی جگہ	۳۱۰	باب: خیر کھانا
۳۲۵	باب: داغ لگوانا	۳۱۰	باب: سرکہ کھانا
۳۲۶	باب: تاک میں دوا ڈالنا	۳۱۱	باب: لہسن کھانا
۳۲۶	باب: منتر پڑھنا	۳۱۳	باب: کھجور (کھانا)
۳۲۶	باب: تریاق کا بیان	۳۱۴	باب: کھاتے وقت کیزا لگی ہوئی کھجور کو صاف کرنا
۳۲۷	باب: ناپسندیدہ دوائیں	۳۱۵	باب: کھاتے وقت، کھجوریں ایک ساتھ کھانا
۳۲۸	باب: عجوہ کھجور کا بیان	۳۱۵	باب: کھاتے وقت، دو قسم کی چیزیں ایک ساتھ کھانا
۳۲۹	باب: حلق کو ملنا	۳۱۵	باب: اہل کتاب کے برتن استعمال کرنا
۳۲۹	باب: سرمہ لگانا	۳۱۶	باب: سمندری جانوروں کا حکم
۳۳۰	باب: نظر لگ جانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۳۱۷	باب: جب چوہا گھی میں گر جائے (تو اس کا حکم کیا ہے؟)
۳۳۰	باب: دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ مباشرت کرنا	۳۱۸	باب: جب مکھی کھانے میں گر جائے
۳۳۱	باب: تعویذ لگانا	۳۱۸	باب: جب لقمہ نیچے گر جائے؟
۳۳۲	باب: دم کرنا	۳۱۹	باب: خادم کا آقا کے ساتھ کھانا
۳۳۳	باب: کیسے دم کیا جائے؟	۳۱۹	باب: (کھانے کے بعد) رد مال استعمال کرنا
۳۳۹	مونا ہونا	۳۲۰	باب: آدی جب کھانا کھالے، تو کیا پڑھے؟

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۶۱	مکاتب کے آقا کا کچھ حصہ مکاتبت کو معاف کرنے کا بیان	۳۳۹	باب: کاہنوں کا بیان
	باب: مکاتب کو فروخت کرنا جب کتابت کا معاہدہ	۳۴۰	باب: علم نجوم کا بیان
۳۶۳	منسوخ ہو جائے	۳۴۵	علم نجوم کوئی سائنس نہیں ہے
۳۶۵	مکاتب کا قسط ادا کرنے سے عاجز ہو جانے کا بیان	۳۴۶	احادیث مبارکہ سے جادو کا ثبوت
۳۶۶	اعتاق کا ملکیت کو زائل کرنے کا بیان	۳۴۶	حدیث مبارکہ سے سحر کا دوسرا ثبوت
۳۶۷	مکاتبت میں فسخ کے جواز کا ایک فقہی بیان	۳۴۶	حدیث شریف سے سحر کا تیسرا ثبوت
	مال والے مکاتب کی موت کے سبب عقد کتابت فسخ نہ	۳۴۷	حدیث مبارکہ سے جادو کا چوتھا ثبوت
۳۶۷	ہوگا	۳۴۷	حدیث شریف سے جادو کا پانچواں ثبوت
۳۶۸	اہل شرف کیلئے صدقات کے عدم جواز کا بیان	۳۴۸	مہاجرین صحابہ پر بندش اولاد کا سحر
۳۶۹	باب: مشروط طور پر آزاد کرنا	۳۴۸	حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ پر جادو
۳۶۹	آزادی کو شرط کے ساتھ معلق کرنے کا بیان	۳۴۹	لکیر کھینچنے کا بیان
	مالک کا مملوک کی ملکیت کے ساتھ آزادی مقید کرنے کا	۳۵۰	باب: بدشگونی کا بیان
۳۷۰	بیان		کِتَابُ الْعِتْقِ
۳۷۰	باب: جو شخص کسی غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دے	۳۵۱	غلام آزاد کرنے کے بارے میں روایات
۳۷۱	متعدد مالکوں کے مشترک غلام کی مکاتبت کا بیان		باب: جب کوئی مکاتب غلام، اپنی کتابت کی کچھ رقم ادا
۳۷۲	دو بندوں میں مشترک غلام کی کتابت کا بیان	۳۵۱	کرنے کے بعد، باقی ادائیگی سے عاجز آجائے یا مرجائے
۳۷۳	مشترکہ مکاتبت سے متعلق بعض فقہی جزئیات کا بیان	۳۵۱	مکاتب کے لغوی معنی و مفہوم کا بیان
۳۷۳	مشترکہ باندی کو مکاتبت بنانے کا بیان	۳۵۱	مکاتبت کے معنی و مفہوم کا بیان
	صاحبین کے نزدیک باندی کا واطی اول کی ام ولد ہونے	۳۵۱	مکاتبت کے شرعی احکام کا بیان
۳۷۵	کا بیان	۳۵۸	آقا کا غلام کو باندی کو مکاتبت بنانے کا بیان
۳۷۶	مشترکہ حصے کی قیمت کی ادائیگی کا بیان	۳۵۸	مکاتبت بنانے کی شرعی حیثیت میں فقہی مذاہب کا بیان
۳۷۷	واطی اول کا اپنی مکاتبت باندی کے نصف ضمان کا بیان	۳۵۹	معاوضہ بننے والی چیز مکاتبت کرنے کا بیان
۳۷۸	مکاتبتین کی باہمی عدم کفالت و وراثت کا بیان	۳۶۰	درخواست مکاتبت پر قبول مولیٰ میں مذاہب اربعہ
۳۷۸	دو مالکوں کا باندی کو مکاتبت بنانے کا بیان	۳۶۱	بھلائی سے مراد تین چیزیں ہیں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۹۷	باب: جو شخص اپنے ایسے غلاموں کو آزاد کر دے، جو (اس کی وراثت کے)	۳۷۹	۱۰۔ ولد ہونے کے عروسی شریک پر ایک دن کے توقف کا بیان
۳۹۷	باب: جو شخص کسی غلام کو آزاد کر دے اور اس کے پاس مال	۳۷۹	مشترکہ باندی سے جماع کی ممانعت میں مذاہب اربعہ
۳۹۸	بھی موجود ہو	۳۸۰	مشترکہ غلام کو مدبر یا آزاد کرنے کا بیان
۳۹۹	باب: زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے کو آزاد کرنا	۳۸۱	مدبر کا ممانعت بیع میں سبب بننے کا بیان
۳۹۹	باب: غلام کو آزاد کرنے کا ثواب	۳۸۱	باب: جس نے اس عداوت میں مشقت کرانے کا ذکر کیا ہے
۴۰۰	باب: کون سے غلام کو آزاد کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟	۳۸۲	غلام سے سعایہ لینے متعلق فقہی تصریحات
۴۰۱	باب: تندرستی کے دوران غلام آزاد کرنے کی فضیلت	۳۸۳	سعایہ میں غلاموں سے حسن سلوک کرنے کا بیان
	کِتَابُ الْحُرُوفِ وَالْقِرَاءَاتِ	۳۸۴	مشترکہ غلام کو کسی ایک کے آزاد کرنے کا بیان
۴۰۲	کتاب: (قرآن کی) مختلف لہجوں اور قراءتوں کا بیان	۳۸۵	مشترکہ غلام سے استعساء میں شوافع و احناف کا اختلاف
۴۰۲	قرآن کو درست پڑھنے اور سیکھنے کا بیان	۳۸۶	مشترکہ غلام کے بارے میں صاحبین کی استدلال کردہ
۴۰۲	قرآن کو سات قراءتوں پر پڑھنے کا بیان	۳۸۷	حدیث
۴۰۳	معروف سات لغات عرب کا بیان	۳۸۷	متحدہ مالکوں کے مشترکہ غلام کی مکاتبت
۴۰۴	اختلاف اور قراءتوں کی سات میں تحدید کا بیان	۳۸۸	باب: جس نے یہ عداوت کیا ہے: ایسے شخص سے مشقت نہیں کروائی جائے گی
۴۰۴	قراءت قرآن کے معروف ائمہ سبعہ کا بیان	۳۹۰	باب: جو شخص کسی عہدہ دار کا مالک بن جائے
	کِتَابُ الْحَمَامِ	۳۹۱	جب دو مالکوں میں کسی ایک نے بیٹا خرید لیا
۴۱۷	کتاب: حمام کے بارے میں روایات	۳۹۳	باب: ام ولد کو آزاد کرنا
۴۱۸	باب: برہنہ ہونے کی ممانعت	۳۹۴	مشترکہ باندی سے جماع کی ممانعت میں مذاہب اربعہ
۴۱۹	باب: برہنہ ہونے کا بیان	۳۹۵	باب: مدبر غلام کو فروخت کرنا
	کِتَابُ الْبِئَاسِ	۳۹۶	مدبر کی خرید و فروخت کا بیان
۴۲۱	یہ کتاب لباس کے بیان میں ہے	۳۹۷	مدبر کی بیع میں فقہی مذاہب اربعہ
۴۲۱	لباس کے معنی و مفہوم کا بیان		
۴۲۱	لباس کے آغاز کا بیان		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۵۴	کا اظہار کیا؟	۴۲۲	لباس کی ضرورت
۴۵۵	واقعہ حکیم کی روایات کس حد تک درست ہیں؟	۴۲۲	لباس اور زینت اختیار کرنے کا بیان
۴۵۶	پہلی روایت	۴۲۴	لباس کے رنگوں کے متعلق احادیث کا بیان
۴۵۶	دوسری روایت		اجلے، صاف اور عمدہ لباس پہننے کے متعلق احادیث کا بیان
۴۶۰	واقعہ حکیم کی صحیح تفصیلات کیا ہیں؟	۴۲۵	لباس پہننے کے شرعی اور فقہی احکام کا بیان
۴۶۱	باب: خز کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۴۲۸	زینت اور جمل کے متعلق مفسرین مذاہب اربعہ کی تحقیق
۴۶۲	باب: ریشم پہننے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۴۲۹	اشیاء میں اباحت کے اصل ہونے کی تحقیق
۴۶۳	باب: جس نے اسے مکروہ قرار دیا ہے	۴۳۲	معمولات اہل سنت کا جواز اور استحسان
	باب: نشانات والے، پاریشم کی کڑھائی والے کپڑے کی اجازت	۴۳۵	عمدہ لباس پہننے کا بیان
۴۶۶	باب: عذر کی وجہ سے ریشم پہننا	۴۳۸	باب: جو شخص نیا کپڑا پہنے، اسے کیا عادی جائے؟
۴۶۷	باب: خواتین کا ریشم پہننا	۴۳۸	باب: قمیص کا بیان
۴۶۸	باب: نقش و نگار والے کپڑے کو پہننا	۴۳۹	باب: قبا (پہننے) کا بیان
۴۶۸	باب: سفید کپڑوں کا بیان	۴۳۹	باب: مشہور ہونے کے لیے لباس پہننا
۴۶۹	باب: کپڑے کو دھونے اور پرانے کپڑے پہننے کا بیان	۴۴۰	باب: اونٹنی یا بال سے بنا ہوا لباس پہننا
۴۶۹	باب: زرد رنگ کے کپڑے پہننا	۴۴۱	باب: موٹا لباس پہننا
۴۷۰	باب: سبز کپڑے پہننا	۴۴۲	فتنہ خوارج
۴۷۰	باب: سرخ رنگ کا بیان	۴۴۶	خوارج کا نقطہ نظر کیا تھا؟
۴۷۲	باب: اس کی اجازت	۴۴۷	حضرت علی نے خوارج کے ساتھ کیا سلوک کیا؟
۴۷۳	باب: سیاہ لباس پہننا	۴۴۹	خوارج سے جنگ کے نتائج کیا نکلے؟
۴۷۳	باب: کپڑے کے کنارے پر (نقش و نگار وغیرہ بنانا)	۴۵۱	واقعہ حکیم
۴۷۳	باب: عمامہ باندھنا	۴۵۱	فیصلہ کرنے والے کون تھے اور ان کا تعین کیسے ہوا؟
۴۷۴	جمعہ کے دن عمامہ باندھنے کی فضیلت	۴۵۲	صلح کا معاہدہ کیا تھا؟
۴۷۵	فرشتوں کا سلام		باغیوں نے صلح کے اس معاہدے کے سلسلے میں کس رد میں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۰۵	باب ۴۷۵: عورت کس حد تک زینت ظاہر کر سکتی ہے۔	۴۷۵	باب ۴۷۵: عورت کس حد تک زینت ظاہر کر سکتی ہے۔
۵۰۱	باب ۴۷۶: غلام اپنی مالکن کے بال دیکھ سکتا ہے۔	۴۷۶	باب ۴۷۶: غلام اپنی مالکن کے بال دیکھ سکتا ہے۔
۵۰۱	باب ۴۷۷: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: غُیْرَ اَوَّلٰی الْاَزِیْمَةِ	۴۷۷	باب ۴۷۷: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: غُیْرَ اَوَّلٰی الْاَزِیْمَةِ
۵۰۷	باب ۴۷۸: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان "تم مومن عورتوں سے یہ فرما دو کہ وہ اپنی لگاہیں جھکا کر رکھیں"	۴۷۸	باب ۴۷۸: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان "تم مومن عورتوں سے یہ فرما دو کہ وہ اپنی لگاہیں جھکا کر رکھیں"
۵۰۹	باب ۴۷۹: اوڑھنی کیسے لی جائے۔	۴۷۹	باب ۴۷۹: اوڑھنی کیسے لی جائے۔
۵۰۹	باب ۴۸۰: عورتوں کا باریک لباس پہننا۔	۴۸۰	باب ۴۸۰: عورتوں کا باریک لباس پہننا۔
۵۱۰	باب ۴۸۱: عورت کی چادر کا پلو کتنا لمبا ہوگا۔	۴۸۱	باب ۴۸۱: عورت کی چادر کا پلو کتنا لمبا ہوگا۔
۵۱۱	باب ۴۸۲: مردہ جانور کی کھال پہننا۔	۴۸۲	باب ۴۸۲: مردہ جانور کی کھال پہننا۔
۵۱۳	دباغت کی تعریف	۴۸۳	باب ۴۸۳: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا تذکرہ "وہ اپنے چادریں آگے لٹکا کر رکھیں"
۵۱۳	مردار کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔	۴۸۴	باب ۴۸۴: انسان اور مردار کی ہڈیوں کے پاک ہونے میں فقہ شافعی و حنبلی کا اختلاف مع دلائل
۵۱۳	انسان اور مردار کی ہڈیوں کے پاک ہونے میں فقہ شافعی و حنبلی کا اختلاف مع دلائل	۴۸۵	باب ۴۸۵: عورت کے حجاب کے متعلق قرآن مجید کی آیات
۵۱۳	دباغت سے چڑے کے پاک ہونے میں مذاہب اربعہ	۴۸۸	باب ۴۸۸: ذالک ادنیٰ ان بعرفن سے چہرہ ڈھانپنے پر استدلال
۵۱۵	باب ۴۸۸: جس نے یہ روایت کیا ہے: مردہ جانور کی کھال سے نفع حاصل نہیں کیا جاسکتا۔	۴۸۸	باب ۴۸۸: جس نے یہ روایت کیا ہے: مردہ جانور کی کھال سے نفع حاصل نہیں کیا جاسکتا۔
۵۱۵	باب ۴۹۲: چیتوں اور ورنندوں کی کھال کا بیان	۴۹۲	باب ۴۹۲: چیتوں اور ورنندوں کی کھال کا بیان
۵۱۸	باب ۴۹۳: جوتا پہننا۔	۴۹۳	باب ۴۹۳: جوتا پہننا۔
۵۲۰	باب ۴۹۴: بچھونے رکھنا۔	۴۹۴	باب ۴۹۴: بچھونے رکھنا۔
۵۲۲	باب ۴۹۵: پردے لٹکانا۔	۴۹۵	باب ۴۹۵: پردے لٹکانا۔
۵۲۲	باب ۴۹۶: کپڑے پر صلیب کا نشان ہونا۔	۴۹۶	باب ۴۹۶: کپڑے پر صلیب کا نشان ہونا۔
۵۲۳	باب ۴۹۷: تصاویر کا بیان	۴۹۷	باب ۴۹۷: تصاویر کا بیان
	کِتَابُ التَّوَجُّلِ	۴۹۸	باب ۴۹۸: عورت کے لیے عطر لگا کر گھر سے باہر نکلنا گناہ ہے
۵۲۷	کتاب: بال سنوارنے کے بارے میں روایات	۵۰۵	گناہ پر ندامت تو یہ ہے۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۶۰	باب: رویوں کے ساتھ جنگ کے بارے میں جو کچھ مذکور	۱۷	اضدال کے معنی میں
۵۶۰	باب: رویوں کے ساتھ جنگ کے بارے میں جو کچھ مذکور	۸	قتل اور قید کے معنی میں استعمال ہوا ہے
۵۶۰	باب: رویوں کے ساتھ جنگ کے بارے میں جو کچھ مذکور	۹	لوگوں میں اختلاف اور دلوں کا مخالف ہونا کے معنی میں
۵۶۰	باب: ان معرکوں کی نشانیاں	۱۰	جنوں کے معنی میں استعمال ہوتا ہے
۵۶۰	باب: معرکوں کا یکے بعد دیگرے ہونا	۱۱	آگ سے جلانے (عذاب) کے معنی میں
۵۶۱	باب: دوسری اقوام کا اسلام کے خلاف اکٹھا ہونا	باب: قتلوں کا تذکرہ اور ان کے دلائل (نشانیاں)	
۵۶۲	باب: ان جنگوں کے درمیان مسلمانوں کے مرکز کا بیان	قتل احلاس کا بیان	
۵۶۹	باب: ترکوں اور حبشیوں سے بلا وجہ لڑائی مول لینے کی	باب: فتنوں سے بچنے کے لیے گوشہ عایت اختیار کرنے کا بیان	
۵۷۷	باب: ترکوں اور حبشیوں سے بلا وجہ لڑائی مول لینے کی	باب: فتنے کے زمانے میں دیرانوں میں جانے کی	
۵۷۸	باب: ترکوں کے ساتھ جنگ کا تذکرہ	باب: فتنے کے زمانے میں جنگ کرنے کی ممانعت	
۵۸۳	باب: بصرہ کا تذکرہ	باب: مومن کو قتل کرنے کا شدید (گناہ) ہونا	
۵۸۳	باب: حبشہ کا تذکرہ	باب: قتل ہونے والے کے لئے کس ثواب کی امید ہے	
باب: علامات قیامت		کتاب المہدی	
۵۸۶	قیامت آنے کی دس بڑی نشانیوں کا بیان	کتاب: مہدی کے بارے میں روایات	
۵۸۷	تین باتوں کے ظاہر ہونے کے بعد ایمان قابل قبول نہ	باب: خلفاء کا قریش سے ہونے کا بیان	
۵۸۷	ہونے کا بیان	کتاب الملاحیہ	
۵۹۱	قیامت کی پہلی نشانی کا بیان	کتاب: (امت میں رونما ہونے والے اہم) معرکوں	
سورج کو اجازت نہ ملنے کا بیان		کتاب: ایک صدی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	
باب: فرات سے خزانے کا ظاہر ہونا		کتاب: ایک صدی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	
باب: دجال کا خروج		کتاب: ایک صدی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	
لفظ دجال کی توحیح		کتاب: ایک صدی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	
۶۰۰	باب: دجال کا بڑا فتنہ ہونے کا بیان	کتاب: ایک صدی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	
۶۰۰	باب: دجال اور اس کے نظریہ جنت و دوزخ کا بیان	کتاب: ایک صدی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	
۶۰۰	باب: دجال کے ساتھ آگ اور پانی ہونے کا بیان	کتاب: ایک صدی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۶۸۸	گستاخ رسول ﷺ کی سزا کا بیان	۶۳۰	وجال کی فریب کاریوں کا بیان
۶۹۰	گستاخی میں جہالت کے عدم اعتبار کا بیان	۶۴۱	باب: جسارہ کا تذکرہ
۶۹۰	گستاخ رسول ﷺ کی سزا قتل میں مذاہب اربعہ	۶۴۲	باب ابن صائد کا تذکرہ
	گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کا	۶۴۸	ابن صیاد کی حقیقت
۶۹۰	مذہب	۶۴۹	ابن صیاد کا ہن تھا
	گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام مالک علیہ الرحمہ کا	۶۵۰	قیامت سے پہلے تیس جھوٹے وجالوں کے آنے کا بیان
۶۹۱	مذہب	۶۵۱	باب: حکم دینا اور منع کرنا
۶۹۱	گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں ابن کنانہ کا حکام کا فتویٰ	۶۵۹	باب: قیامت قائم ہونا
۶۹۱	حکم قتل پر علمائے مالکیہ کی دلیل کا بیان	۶۵۹	قیامت کے قریب ہونے کا بیان
	گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام شافعی علیہ الرحمہ		کِتَابُ الْحُدُودِ
۶۹۳	کا مذہب	۶۶۲	یہ کتاب حدود کے بیان میں ہے
	گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ	۶۶۲	حد کے معانی و مقاصد کا بیان
۶۹۴	کا مذہب	۶۶۲	حد کی تعریف کا بیان
۶۹۵	گستاخان رسول ﷺ کا انجام واقعات کی روشنی میں	۶۶۳	حد کے دیگر معانی کا بیان
۶۹۷	گستاخ رسول ﷺ کی سزا اور اس کا انجام	۶۶۳	حد قائم کرنے کی برکت کا بیان
۶۹۸	یہودیہ عورت کا قتل:	۶۶۳	اسلامی سزاؤں کی حکمتوں کا بیان
۶۹۸	گستاخ رسول ﷺ کی سزا ام ولد کا قتل:	۶۶۵	باب: جو شخص مرتد ہو جائے اس کا حکم
	گستاخ نبی ﷺ اور گستاخ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین	۶۶۵	مرتد کی سزا قتل ہونے کا بیان
۶۹۹	کا حکم:	۶۶۶	قرآن و سنت اور اجماع کے مطابق قتل مرتد کا بیان
۶۹۹	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فتویٰ	۶۷۱	قتل مرتد سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان
۶۹۹	عصماء بنت مروان کا قتل:	۶۷۹	خلفائے راشدین اور قتل مرتد کا بیان
۷۰۰	ابو علفک یہودی کا قتل:	۶۸۰	خليفة ثانی ذروق اعظم رضی اللہ عنہ اور قتل مرتد
۷۰۱	انس بن زینم الدیلی کی گستاخی:	۶۸۱	خليفة ثالث حضرت عثمان غنی اور قتل مرتد
۷۰۱	گستاخ رسول ایک عورت:	۶۸۱	خليفة رابع حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور قتل مرتد
۷۰۱	مشرک گستاخ رسول کا قتل:	۶۸۶	باب: جو شخص نبی اکرم ﷺ کی گستاخی کرے اس کا حکم

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۷۳۲	نصاب سرقہ میں امام اعظم ابو حنیفہ کی مستدل حدیث	۷۰۲	کعب بن اشرف یہودی کا قتل
۷۳۳	نصاب سرقہ میں احناف کے موقف کی ترجیح کا بیان	۷۰۳	باب: ذاکر زنی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۷۳۳	نصاب سرقہ میں بعض احادیث و آثار کا بیان	۷۱۷	باب: کسی حد کے بارے میں سفارش کرنے کا حکم
۷۳۶	سرقہ بیعہ والی حدیث کے نسخ و تاویل کا بیان	۷۱۹	باب: حد کے مقدمات، جب تک قاضی تک نہیں پہنچتے
۷۳۶	نصاب سرقہ میں فقہی مذاہب اربعہ	۷۱۹	اس وقت تک انہیں معاف کرنا
۷۳۷	باب: کس چیز کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا	۷۱۹	باب: اہل حدود کی پردہ پوشی
۷۳۸	معمولی اشیاء کی چوری پر عدم حد کا بیان	۷۲۰	باب: حد کا مجرم اگر خود آکر اقرار کر لے
۷۳۹	عرف میں غیر محفوظ چیزوں کی چوری پر عدم حد کا بیان	۷۲۱	باب: حد میں تلقین کرنا
۷۳۹	جلد خراب ہونے والی اشیاء کی چوری پر عدم حد کا بیان		باب: آدمی کا کسی قابل حد جرم کا اعتراف کرنا، لیکن اس کا
۷۴۰	میوے کی چوری پر عدم حد میں فقہی مذاہب	۷۲۲	نام نہ لینا
۷۴۱	معمولی اشیاء کی چوری پر عدم حد میں مذاہب اربعہ	۷۲۲	باب: مار پیٹ کر کے تفتیش کرنا
۷۴۲	باب: اچک لینے یا خیانت کرنے کی وجہ سے ہاتھ کاٹنا	۷۲۳	باب: چور کا ہاتھ کس چیز کی چوری پر کاٹا جائے گا
۷۴۳	باب: جو شخص محفوظ جگہ سے کوئی چیز چوری کرے اس کا حکم	۷۲۴	سرقہ کے معنی و مفہوم کا بیان
	باب: عاریت کے طور پر لی ہوئی کسی چیز کو واپس کرنے	۷۲۵	حدیث کے مطابق چور کیلئے سخت وعید کا بیان
۷۴۴	کے انکار پر ہاتھ کاٹنا	۷۲۵	سرقہ کی لغوی تشریح کا بیان
۷۴۵	باب: مجنون کا چوری کرنا یا قابل حد جرم کا ارتکاب کرنا	۷۲۶	چوری کے جرم پر بیان کردہ شرعی حد کا بیان
۷۴۸	باب: نابالغ بچے کا قابل حد جرم کا ارتکاب کرنا	۷۲۶	حدود کا شبہ سے ساقط ہو جانے کا بیان
	باب: چور کا جنگ کے دوران چوری کرنا کیا اس پر ہاتھ کاٹا	۷۲۷	حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں قاعدہ فقہیہ
۷۴۹	جائے گا؟	۷۲۷	چور کی حد کے لیے شرائط کا بیان
۷۴۹	باب: کفن چور کا ہاتھ کاٹنا	۷۲۸	دائے ہاتھ اور دوبارہ چوری پر بایاں پاؤں کاٹنے کا بیان
۷۵۰	کفن چور پر عدم حد کا بیان	۷۲۸	چوری کی سزا قطع ید ہونے کا بیان
۷۵۰	باب: ایک چور کا بار بار چوری کرنا	۷۲۸	نصاب سرقہ میں مذاہب فقہاء کا بیان
۷۵۱	چوری میں تعدد پر حد سرقہ کا بیان	۷۳۱	چوری کی سزا اور اس کا نصاب
	سبب ملکیت کی تبدیلی ذات میں تبدیلی کو واجب کرتی	۷۳۲	نصاب سرقہ میں امام شافعی کی مستدل حدیث
۷۵۲	ہے، قاعدہ	۷۳۲	نصاب سرقہ میں امام مالک کی مستدل حدیث

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۷۷۳	دلائل	۷۵۳	باب: چور کے ہاتھ کو اس کی گردن میں لٹکا دینا
۷۷۳	غیر شادی شدہ زانی کو صرف کوڑے مارنے کے ثبوت	۷۵۳	باب: جب غلام چوری کرے، تو اسے فروخت کر دینا
۷۷۴	میں احادیث	۷۵۳	سارق غلام کی حد میں مذاہب اربعہ
۷۷۴	رجم کی تحقیق	۷۵۳	باب: سنگسار کرنا
۷۷۵	قرآن مجید سے رجم کا ثبوت	۷۵۵	زنا کا لغوی معنی
۷۷۶	رجم کی منسوخ استلادت آیت	۷۵۵	فقہاء حنبلیہ کے نزدیک زنا کی تعریف
۷۷۸	میرا کلام، کلام اللہ کو منسوخ نہیں کرتا	۷۵۷	فقہاء شافعیہ کے نزدیک زنا کی تعریف
۷۷۸	آیت رجم کی بحث	۷۵۷	فقہاء مالکیہ کے نزدیک زنا کی تعریف
۷۷۹	رجم کی احادیث متواترہ	۷۵۷	فقہاء احناف کے نزدیک زنا کی تعریف
۷۷۹	زانیہ کے لئے صرف زانی سے نکاح کی اجازت کی	۷۵۸	قبل
۷۸۰	احادیث	۷۵۸	دارالعدل :
۷۸۱	زانیہ سے مومن کے نکاح کی ممانعت کی توجہیات	۷۵۹	شبہ نکاح سے خالی ہونا
۷۸۲	زانیہ سے مومن کے نکاح کی ممانعت کا منسوخ ہونا	۷۶۰	حد زنا کی شرائط
۷۸۳	باب: حضرت معاذ بن مالک کو سنگسار کرنے کا تذکرہ	۷۶۱	احسان کی تحقیق
۷۹۳	سنگسار کے حکم سے متعلق بحث و نظر کا بیان	۷۶۱	زنا کی ممانعت، اور دنیا اور آخرت میں اس کی سزا کے متعلق
۸۰۰	اجماع امت:	۷۶۲	قرآن مجید کی آیات
۸۰۲	باب: اس عورت کا تذکرہ، جس کو سنگسار کرنے کا نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا تھا	۷۶۲	زنا کی ممانعت، مذمت اور دنیا اور آخرت میں اس کی سزا کے متعلق احادیث اور آثار
۸۰۲	جس کا تعلق چہینہ قبیلے سے تھا	۷۷۰	زنا کی حد میں عورت کے ذکر کو مقدم کرنے کی توجیہ
۸۰۵	باب: دو یہودیوں کو سنگسار کرنے کا تذکرہ	۷۷۰	کوڑے مارنے کے مسائل اور فقہی احکام
۸۱۲	باب: آدمی کا اپنی محرم عورت کے ساتھ زنا کرنا	۷۷۰	زانی کو کوڑے مارنے کے بعد شہر بدر کرنے میں مذاہب
۸۱۲	باب: آدمی کا اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ زنا کرنا	۷۷۲	فقہاء
۸۱۳	باب: جو شخص قوم لوط جیسا عمل کرتا ہے، اس کا حکم	۷۷۲	زانی اور زانیہ کو شہر بدر کرنے میں فقہاء احناف کا موقف اور
۸۱۵	باب: جو شخص جانور کے ساتھ بد فعلی کرتا ہے	۷۷۲	دلائل
۸۱۵	باب: جب مرد زنا کا اقرار کر لے، اور عورت اقرار نہ کرے	۷۷۲	ائمہ ثلاثہ کے دلائل کے جوابات اور فقہاء احناف کے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۸۳۲	قرآن مجید سے خمر (شراب) کی تحریم کا بیان :	۸۱۶	(تو کیا کیا جائے؟)
۸۳۲	احادیث سے خمر (شراب) کی تحریم کا بیان		باب جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ صحبت کرنے کے
	خمر کی تعریف میں ائمہ مذاہب کا نظریہ اور امام ابو حنیفہ کے		علاوہ کچھ کر لے اور پھر امام کے اسے پکڑنے سے پہلے وہ
۸۳۵	موافق پر دلائل :	۸۱۷	توبہ کر لے
۸۳۶	باب جب کوئی شخص بار بار شراب پیئے	۸۱۷	باب ایسی کنیز جو محض نہ ہو، اور روزنا کا ارتکاب کرے
۸۴۱	باب مسجد میں حد جاری کرنا	۸۱۸	باب بیمار پر حد جاری کرنا
۸۴۱	مساجد میں حد و تعزیر جاری نہ کی جائیں	۸۲۰	باب قذف کی حد
۸۴۱	باب تعزیر کا بیان	۸۲۰	قذف کا لغوی معنی
۸۴۱	تعزیر کے معنی و مفہوم کا بیان	۸۲۱	قذف کا شرعی معنی
۸۴۲	تعزیر کی تعریف اور اس کی سزا کا شرعی تعین	۸۲۱	قرآن مجید کی روشنی میں قذف کا حکم
۸۴۲	قرآن کے مطابق تعزیر کا بیان	۸۲۱	احادیث کی روشنی میں قذف کا حکم
۸۴۲	دہشت گرد اور براس پھیلا نے والے ناپسندیدہ لوگ	۸۲۲	احسان کی شرائط میں مذاہب فقہاء
۸۴۷	حد و تعزیر میں فرق	۸۲۲	احسان کی شرائط میں مذہب احناف
۸۴۷	تعزیری سزائیں کا بیان	۸۲۲	کوڑے مارنے کا حکم
۸۴۹	تعزیر کی زیادہ سے زیادہ سزا کا بیان		جس پر حد قذف لگ چکی ہو اس کی شہادت قبول کرنے میں
۸۵۰	باب حد کے دوران چہرے پر مارنا	۸۲۳	اختلاف فقہاء
۸۵۰	بیوی کے چہرے پر مارنے کی ممانعت کا بیان	۸۲۴	باب شراب نوشی کی حد
۸۵۲	شرح سنن ابو داؤد جلد ہفتم کے اختتامی کلمات کا بیان	۸۲۴	خمر (شراب) کے معنی و مفہوم کا بیان
		۸۲۵	قرآن کے مطابق حرمت شراب کا بیان
		۸۲۵	شراب سے متعلق حکم نذول کا بیان
		۸۲۶	احادیث کے مطابق حرمت شراب کا بیان
		۸۲۶	شراب کی حرمت نازل ہونے پر صحابہ کرام کا عمل
		۸۲۶	شراب کی حرمت کا سبب و علت
		۸۲۷	شرابی پر اجرائے حد کی شرائط کا بیان
		۸۳۰	شرابی کی حد میں اسی کوڑوں پر اجماع صحابہ کرام

مقدمہ رضویہ

الحمد لله الذي أوضح وجوه معالم الدين وأفصح وجوه الشك بكشف النقاب عن وجه اليقين بالعلماء المستنبطين الراسخين والفضلاء المحققين الشامخين الذين نزهوا كلام سيد المرسلين مميزين عن زيف المخلطين المدلسين ورفعوا منارة ينصب العلائم وأسندوا عمدة بأقوى الدعائم حتى صار مرفوعا بالبناء العالي المشيد وبالأحكام الموثق المدجج المؤكد مسلسلة بسلسلة الحفظ والإسناد غير منقطع ولا واه إلى يوم التناد ولا موقوف على غيره من المباني ولا معضل ما فيه من المعاني (والصلالة) على من بعث بالدين الصحيح الحسن والحق الصريح الشان الخالي عن العلل القاذحة والسالم من الطعن في أدلته الراجحة محمد المستأثر بالخصال الحميدة والمجتنى المختص بالخلال السعيدة وعلى آله وصحبه الكرام مؤيدي الدين ومظهرى الإسلام وعلى التابعين بالخير والإحسان وعلى علماء الأمة في كل زمان ما تغرد قمرى على الورد والبان وناح عندليب على نور الأقحوان (وبعد) فإن عالى رحمة ربه الغنى محمد لياقت على الرضوى الحنفى عامله ربه ووالديه بلطفه الخفى يقول أن السنة إحدى الحجج القاطعة وأوضح البهجة الساطعة وبها ثبوت أكثر الأحكام وعليها مدار العلماء الأعلام وكيف لا وهى القول والفعل من سيد الأكام في بيان الحلال والحرام الذين عليهما مبنى الإسلام فصرف الإعمار في استخراج كنوزها من أهم الأمور وتوجيه الأفكار في استكشاف رموزها من تعبير العصور لها منقبة تجلت عن الحسن والبهاء ومرتبة جللت بالبهجة والسنا وهى أنوار الهداية ومطالعها ووسائل الدراية وخرائعها وهى من مختارات العلوم عينها ومن متنقذات نقود المعارف فضها وعينها ولولاها لما بان الخطأ عن الصواب ولا تميز الشراب من السراب ولقد تصدت طائفة من السلف الكرام بمن كساهم الله تعالى جلابيب الفهم والأفهام ومكنهم من انتقاد الألفاظ الفصيحة المؤسسة على المعاني الصحيحة وأقدرهم على الحفظ بالحفاظ من المثلون والألفاظ إلى جمع سنن من سنن سيد المرسلين هادية إلى طرائق شرائع الدين وتذوين ما تفرق منها في أقطار بلاد المسلمين بتفرق الصحابة والتابعين الحاملين والفقهاء مذاهب الأربعة.

أَبْوَابُ الْإِجَارَةِ

یہ ابواب اجارہ کے بیان میں ہیں

اجارہ کے لغوی و اصطلاحی معنی و مفہوم کا بیان

معاوضہ دینا (مجازاً) قبضہ ایک معین مدت تک کے لیے اجرت یا معاوضہ دے کر کسی شے پر تصرف بلا شرکت غیرے تسلط بیوعات کی ایک قسم (کرایہ) لغوی معنی کرایے پر دینا مکان یا زمین کرایہ یا ٹھیکہ پر دینا کامل تصرف مکان یا زمین جو ٹھیکہ پر دی جائے کسی شخص یا اشخاص کا کسی کاروبار وغیرہ میں بلا شرکت غیرے امتیازی اور مراعاتی عمل دخل، جس سے دوسرے محروم رہیں۔

اجارہ کے لغوی معنی: کرایہ پر دینا۔ اجارہ کی اصطلاحی معنی: ہر اس معاملہ کو کہتے ہیں کہ جس میں مال (پیسے وغیرہ) کے بدلے کسی چیز سے فائدہ اٹھانے کا مالک بنایا گیا ہو، مثلاً ایک آدمی کا مکان ہو جس میں وہ کسی آدمی کو رہنے کی اجازت دی ہو اور اس میں رہنے والا اس کا کرایہ ادا کرتا ہو تو یہ اجارہ ہے۔

کسی شے کے نفع کا عوض کے مقابل کسی شخص کو مالک کر دینا اجارہ ہے۔ مزدوری پر کام کرنا اور ٹھیکہ اور کرایہ اور نوکری یہ سب اجارہ ہی کے اقسام ہیں۔ مالک کو آجر، موجر اور مواجر اور کرایہ دار کو مستاجر اور اجرت پر کام کرنے والے کو اجیر کہتے ہیں۔

اجارہ کے معنی ہیں کسی چیز کو کرایہ پر دینا اور اصطلاح شریعت میں اجارہ کا مضموم ہے اپنی کسی چیز کی منفعت کا کسی کو مالک بنا۔ فقہی طور پر قیاس تو یہ کہتا ہے کہ اجارہ میں چونکہ منفعت معدوم ہوتی ہے اس لئے اجارہ جائز ہونا چاہئے لیکن شریعت نے لوگوں کی احتیاج و ضرورت کے پیش نظر اس کو جائز قرار دیا ہے چنانچہ اجارہ حدیث و آثار سے ثابت ہے۔

کسی شے کے نفع کا عوض کے مقابل کسی شخص کو مالک کر دینا اجارہ ہے۔ مزدوری پر کام کرنا اور ٹھیکہ اور کرایہ اور نوکری یہ سب اجارہ ہی کے اقسام ہیں۔ مالک کو آجر، موجر اور مواجر اور کرایہ دار کو مستاجر اور اجرت پر کام کرنے والے کو اجیر کہتے ہیں۔

کسی سے کوئی چیز مقررہ کرائے پر لینا یا مقررہ اجرت پر کسی سے مزدوری کروانا اجارہ کہلاتا ہے۔ اس کے چند شرائط یاد رکھ کر اس پر عمل کرنا ہوتا ہے ورنہ اجارہ فاسد ہو جائے گا۔ اس طرح اگر کوئی اپنا اجارہ توڑنا چاہے تو اس کا شریعت نے طریقہ بتایا ہے۔ اس بارے میں تفصیل درج ذیل ہے۔

جب کسی نے مہینہ بھر کے لیے گھر کرایہ پر لیا اور اپنے قبضہ میں کر لیا تو مہینے کے بعد کرایہ دینا پڑے گا چاہے اس میں رستہ اتفاق ہوا ہو یا خالی پڑا ہو۔ کرایہ بہر حال واجب ہے۔

درزی کپڑا سی کر یا رنگ کر یا دھو بی کپڑا دھو کر لایا تو اس کو اختیار ہے کہ جب تک وہ اس کی مزدوری نہ لے لے لیوے تب

تک کپڑا نہ دے۔ بغیر مزدوری دیئے اس سے زبردستی لینا درست نہیں۔ اور اگر کسی مزدور سے غلے کا ایک بورا ایک پانچ روپے کے وعدہ پر اٹھوایا تو وہ اپنی مزدوری مانگنے کے لیے غلہ نہیں روک سکتا۔ کیونکہ وہاں سے لانے کی وجہ سے غلہ میں کوئی بات نہیں پیدا ہوئی۔ اور پہلی صورتوں میں ایک نئی بات کپڑے میں پیدا ہوگئی۔

اگر کسی نے یہ شرط کر لی کہ میرا کپڑا تم ہی سینا یا تم ہی رنگنا یا تم ہی دھونا تو اس کو دوسرے سے دھلوانا درست نہیں۔ اور اگر یہ شرط نہیں کی تو کسی اور سے بھی وہ کام کروایا جاسکتا ہے۔

اجارہ کے حکم کا بیان

اجارہ کا حکم یہ ہے کہ طرفین بدلیں کے مالک ہو جاتے ہیں مگر یہ ملک ایک دم نہیں ہوتا بلکہ وقتاً فوقتاً ہوتا ہے۔ مگر جبکہ تعین یعنی پیشگی لینا شرط ہو تو عقد کرتے ہی اجرت کا مالک ہو جائے گا۔ (مالکیری)

اجارہ کے عقد کا محل منافع ہونے میں مذاہب اربعہ

علامہ علی بن سلطان محمد حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک عقد اجارہ کا محل نفع ہے اور امام مالک، امام احمد اور کثیر فقہاء شوافع کا قول بھی اسی طرح ہے جبکہ بعض فقہاء شوافع نے کہا ہے کہ عقد اجارہ کا محل نفع نہیں بلکہ عین ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے معقود علیہ عقد کو گھیرنے والا ہے اور وہ نفع ہے نہ کہ عین ہے کیونکہ اعیان میں ایسا نہیں ہوتا۔ (شرح الوکایہ، کتاب اجارہ، بیروت)

علامہ علاء الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اجارہ کے ارکان ایجاب و قبول ہیں خواہ لفظ اجارہ ہی سے ہوں یا دوسرے لفظ سے۔ لفظ عاریت سے بھی اجارہ منعقد ہو سکتا ہے مثلاً یہ کہا میں نے یہ مکان ایک مہینے کو دس روپے کے عوض میں عاریت پر دیا دوسرے نے قبول کر لیا اجارہ ہو گیا۔ یوں اگر یہ کہا کہ میں نے اس مکان کے نفع اتنے کے بدلے میں تم کو ہبہ کیے اجارہ ہو جائے گا۔ اور جو چیز بیع کا ثمن ہو سکتی ہے وہ اجرت بھی ہو سکتی ہے مگر یہ ضرور نہیں کہ جو اجرت ہو سکے وہ ثمن بھی ہو جائے مثلاً ایک منفعت دوسری منفعت کی اجرت ہو سکتی ہے جبکہ دونوں دھن کی ہوں اور منفعت ثمن نہیں ہو سکتی۔ (در مختار، کتاب اجارہ، بیروت)

اجارہ کی شرائط کا بیان

اجارہ کے شرائط حسب ذیل ہیں۔ (۱) عاقل ہونا یعنی مجنون اور نابالغ بچہ نے اجارہ کیا وہ منعقد ہی نہ ہوگا۔ بالغ اس کے لیے شرط نہیں یعنی نابالغ عاقل نے اپنے نفس کے متعلق اجارہ کیا یا مال کے متعلق کیا اگر وہ ماذون ہے یعنی اس کے ولی نے اسے اجازت دیدی ہے تو اجارہ منعقد ہے اور اگر ماذون نہیں ہے تو ولی کی اجازت پر موقوف ہے جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا۔ اور اگر نابالغ نے بغیر اجازت ولی کام کرنے پر اجارہ کیا اور اس کام کو کر لیا مثلاً کسی کی مزدوری چار آنے روز پر کی تو اب ولی کی اجازت درکار نہیں بلکہ اجرت کا یہ مستحق ہو گیا۔ (۲) ملک و ولایت یعنی اجارہ کرنے والا مالک یا ولی ہو اجارہ کرنے کا اسے اختیار حاصل ہو فضولی نے جو اجارہ کیا وہ مالک یا ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا اور وکیل نے عقد اجارہ کیا یہ جائز ہے۔ (۳) مستاجر کو وہ چیز سپرد کر دینا جبکہ اس چیز کے منفع پر اجارہ ہوا ہو۔ (۴) اجرت کا معلوم ہونا۔ (۵) منفعت کا معلوم ہونا اور ان دونوں کو اس طرح بیان کر دیا ہو کہ نزاع کا احتمال نہ رہے، اگر یہ کہہ دیا کہ ان دو مکانوں میں سے ایک کو کرایہ پر دیا یا دو غلاموں میں سے ایک کو مزدوری پر دیا یہ اجارہ صحیح

أَبْنَوَاتِ الْأَجَارَةِ

نہیں۔ (۶) جہاں اجارہ کا تعلق وقت سے ہو وہاں مدت بیان کرنا مثلاً مکان کرایہ پر لیا تو یہ بتانا ضرور ہے کہ اتنے دنوں کے لیے یہ بیان کرنا ضروری نہیں ہے کہ اس میں کیا کام کریگا۔ (۷) جانور کرایہ پر لیا اس میں وقت بیان کرنا ہوگا یا جگہ مثلاً گھنٹہ بھر سو لے گا یا فلاں جگہ تک جائے گا اور کام بھی بیان کرنا ہوگا کہ اس سے کون سا کام لیا جائے گا مثلاً بوجھ لادنے کے لیے یا سواری کے لیے۔ (۸) وہ کام ایسا ہو کہ اس کا استیفاء قدرت میں ہو اگر حقیقتہً مقدور نہ ہو مثلاً غلام کو اجارہ پر دیا اور وہ بھاگا ہوا ہے یا شرعی غیر مقدور ہو مثلاً گناہ کی باتوں پر اجارہ یہ دونوں باتوں پر اجارہ صحیح نہیں۔ (۹) وہ عمل جس کے لیے اجارہ ہوا اس شخص پر فرض ہو جو جب نہ ہو۔ (۱۰) منفعت مقصود ہو۔ (۱۱) اسی جنس کی منفعت اجرت نہ ہو۔ (۱۲) اجارہ میں ایسی شرط نہ ہو جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو۔

علامہ ابن حجر حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ منفعت کی مقدار کا علم مدت بیان کرنے سے ہوتا ہے مثلاً پانچ روپے میں ایک مہینہ کے لیے مکان کرایہ لیا یا ایک سال کے لیے کھیت اجارہ پر لیا۔ یہ اختیار ہے کہ جس مدت کے لیے اجارہ ہو وہ قلیل مدت ہو مثلاً ایک گھنٹہ یا ایک دن یا طویل دس برس، بیس برس، پچاس برس۔ اگر اتنی مدت کے لیے اجارہ ہو کہ عادتاً اتنے دنوں تک زندگی متوقع نہ ہو جب بھی اجارہ درست ہے۔ وقف کے اجارہ کی مدت تین سال سے زیادہ نہ ہونی چاہیے مگر جبکہ اتنے دنوں کے لیے کوئی کرایہ دار نہ ملتا ہو یا مدت بڑھانے میں زیادہ فائدہ ہے تو بڑھا سکتے ہیں۔ (بحر الرائق، کتاب اجارہ، بیروت)

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کبھی عمل کا بیان خود اس کا نام لینے سے ہوتا ہے مثلاً اس کپڑے کی رنگائی یا اس کی سلائی یا اس زیور کی بنوائی مگر کام کو اس طرح بیان کرنا ہوگا کہ جہالت باقی نہ رہے کہ جھگڑا ہو لہذا جانور کو سواری کے لیے یا اس میں فقط فعل بیان کرنا کافی نہیں جب تک جگہ یا وقت کا بیان نہ ہو۔ کبھی اشارہ کرنے سے منفعت کا پتہ چلتا ہے مثلاً کہہ دیا یہ غلہ فلاں جگہ لیجاتا ہے۔ (در مختار، کتاب اجارہ، بیروت)

فِي كَسْبِ الْمُعَلِّمِ

باب: معلم کی کمائی

3416- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الرَّوَّاسِيُّ، عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: عَلَّمْتُ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ الْكِتَابَ، وَالْقُرْآنَ فَأَهْدَى إِلَيَّ رَجُلٌ مِنْهُمْ قَوْسًا فَقُلْتُ: لَيْسَتْ بِمَالٍ وَأَرْمِي عَنْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. لَا يَدْرِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا سَأَلَهُ فَأَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَجُلٌ أَهْدَى إِلَيَّ قَوْسًا مِمَّنْ كُنْتُ أَعْلِمُهُ الْكِتَابَ وَالْقُرْآنَ، وَلَيْسَتْ بِمَالٍ وَأَرْمِي عَنْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَالَ: إِنْ كُنْتَ تُحِبُّ أَنْ تَطُوقَ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَأَقْبِلْهَا.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اہل صفہ کے کچھ افراد کو قرآن اور لکھنے کی تعلیم دی، تو ان

میں سے ایک شخص نے مجھے تحفے کے طور پر کمان دیدی، میں نے سوچا یہ کوئی ایسا خاص مال نہیں ہے، میں جہاد کے دوران اس کے ذریعے تیر اندازی ہی کر سکتا ہوں، میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایک شخص نے مجھے کمان تحفے کے طور پر دی ہے یہ ان لوگوں میں سے ایک ہے جنہیں میں نے لکھنا اور قرآن پڑھنا سکھایا ہے، یہ کوئی خاص مال نہیں ہے، میں صرف اس کے ذریعے اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) تیر اندازی کر سکتا ہوں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اگر تم اس بات کو پسند کرتے ہو، کہ تمہیں آگ کا طوق پہنایا جائے، تو تم اسے قبول کرلو۔“

3417- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ وَكَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا بِقِيَّةٌ. حَدَّثَنِي بِشِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَسَارٍ. قَالَ عُمَرُو: وَحَدَّثَنِي - عُبَادَةُ بْنُ نُسَيْبٍ. عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ. عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ نَحْوُ هَذَا الْحَبَرِ وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ. فَقُلْتُ: مَا تَرَى فِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَقَالَ: بِحِمْرَةٍ بَيْنَ كَيْتَفَيْكَ تَقْلُدُهَا أَوْ تَعْلَقُهَا

❁❁ یہ روایت ایک سند کے ہمراہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس کی مانند منقول ہے تاہم پہلی روایت زیادہ مکمل ہے (اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:) میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ ایک انگارہ ہے، جسے تم نے اپنے کندھوں کے درمیان ڈال لیا ہے (راوی کو شک ہے شاید الفاظ ہیں) لٹکا لیا ہے۔

دینی امور پر اجرت کا جواز کا بیان

آج کل عذاب قبر کے منکرین نے عذاب قبر کے علاوہ دینی امور پر اجرت کے مسئلہ کو بھی اپنا ایشو بنا رکھا ہے اور اس بات کی وہ دن رات تبلیغ کر رہے ہیں کہ دینی امور پر اجرت ناجائز ہے اور اس سلسلہ میں انہوں نے کچھ لٹریچر بھی شائع کیا ہے جس میں کچھ روایات سے انہوں نے اجرت کے عدم جواز پر استدلال کیا ہے۔ یہ عجیب طرفہ تماشا ہے کہ عذاب قبر کی صحیح و سرتج اور متواتر احادیث کو تو یہ فرقہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

لیکن دینی امور پر اجرت کے مسئلہ کے لیے ضعیف روایات کو دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں جو روایت اجرت کے جواز کا ثبوت فراہم کرتی ہیں ان کا دوراز کار قسم کی تاویلات پیش کی گئی ہیں۔ حالانکہ ایسی باطل تاویلات ان محدثین کرام کے وہم و خیال میں بھی نہ تھیں کہ جنہوں نے ان احادیث کو روایت کیا ہے۔ اس سلسلے میں جو صحیح احادیث ہیں انہیں پیش کیا جاتا ہے اور جن ضعیف روایات کو منکرین عذاب القبر نے پیش کیا ہے ان کی حقیقت بھی واضح کی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ العزیز

دلیل نمبر ۱:

عن ابی سعید: انطلق نفر من اصحاب النبی ﷺ فی سفرۃ سافروہا. حتی نزلوا علی حی من احياء العرب فاستضافوہم فابوا ان یضیفوہم. فلدغ سید ذلک الحی. فسعوا لہ شیئ. لا ینفعہ شیئ فأتوہم فقالوا: یا یہا الرھط ان سئدنا الدغ وسعینا لہ بكل شیئ لا ینفعہ فهل عند احدکم من شیئ فقال بعضهم نعم اللہ. انی لارقی. ولكن والله لقد استضفناکم فلم تضیفونا فما اناب رقی لکم

آپ ﷺ نے اپنا حصہ بھی مقرر کرنے کا حکم دیا۔ تاکہ صحابہ کرام کو اس مال کے طلال و طیب ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہے۔
علاوہ ازیں آپ ﷺ نے اس واقعہ پر جس کو عیسیٰ کا اٹھنا بھی فرمایا۔

عام روایات میں دم کرنے والے کا نام ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ البتہ مسند احمد (۱۰/۳) اور جامع الترمذی کی روایات میں ہے کہ دم کرنے والے کو راوی حدیث جناب ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ تھے۔ صحیح بخاری، مسند احمد، ترمذی اور ابن ماجہ کی روایات میں بکریوں کی تعداد تیس (۳۰) ذکر کی گئی ہے، اور مسند احمد، ترمذی اور ابن ماجہ کی روایات میں ہے کہ سورۃ فاتحہ کو ساتھ مرتبہ پڑھ کر اس شخص پر دم کیا گیا اور ہر تھوک جمع ہو جاتا ہے اسے صحابی زظم کی جگہ پر تھکا روہیتے۔ بخاری کی اس روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے یہ واقعہ سننے کے بعد فرمایا: "قد استتم" (تم نے بالکل ٹھیک کیا) اور ابو داؤد کی روایت میں ہے: "استتم" (تم نے اچھا کیا) مسم وغیرہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ قبیلہ کی ایک خاتون نے صحابہ کرام کو یہ بتایا کہ انکے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ نیز قبیلہ والوں نے اجرت کے علاوہ صحابہ کرام کی دودھ سے تواضع بھی کی۔ (مسلم) اور اس طرح انہوں نے صحابہ کرام سے میزبانی کے معاملے میں جو بے اعتنائی برتی تھی اس کا انہوں نے ازالہ کر دیا۔

اس حدیث کی مزید وضاحت سیدنا عبداللہ بن عباس کی روایت سے ہوتی ہے جسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ جس طرح قرآن حکیم کی ایک آیت کی وضاحت دوسری آیت کرتی ہے، اسی طرح ایک حدیث کی وضاحت بھی دوسری حدیث کرتی ہے۔ سیدنا ابن عباس کی حدیث یہ ہے:

عن ابن عباس ان نفرا من اصحاب النبی ﷺ مروا بماء فربهم لیدیغ او سلیم فعرض لهم رجل من اهل الماء فقال: هل فيکم من راق؟ ان فی الماء رجلا لیدیغا او سلیما ما نطلق رجلا منهم فقرا بغائمة الكتاب علی شاء فبراء بالشاء الی اصحابه فکمر هوا ذالك وقالوا اخذت علی کتاب الله اجرء؟ حتی قدموا المدينة فقالوا: یا رسول الله اخذ علی کتاب الله اجرا فقال رسول الله ﷺ ان احق ما اخذتم علیه اجرا کتاب الله

(صحیح بخاری، کتاب الطلب باب الشرط فی الرقیۃ بخامخ الکتاب (۵۷۳) موارد الممان (۱۳۱) السنن الکبریٰ للبیہقی (۱/۲۳۰) (۶/۱۲۳)

۷/۲۳ شرح السنن للبخاری ۴/۲۵۱، الدارقطنی (۳/۶۵) مشکاۃ (۷۹۸۵)

(عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے چند صحابہ ایک پانی سے گزرے جس کے پاس کے قبیلہ میں سانپ یا بچھوکا ہوا لدیغ یا سلیم راوی کو ان دونوں الفاظ کے متعلق شک ہے۔) ایک شخص تھا۔ قبیلہ کا ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کیا آپ لوگوں میں کوئی دم کرنے والا ہے۔ ہمارے قبیلہ میں ایک شخص کو سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا ہے۔ چنانچہ صحابہ کی اس جماعت میں سے ایک صحابی اس شخص کے ساتھ گئے اور چند بکریوں کی شرط کے ساتھ اس شخص پر سورۃ فاتحہ پڑھی اس سے وہ اچھا ہو گیا وہ صاحب شرط کے مطابق بکریاں اپنے ساتھیوں کے پاس لائے تو انہوں نے اسے قبول کر لیا پسند نہیں کیا اور کہا کہ اللہ کی کتاب پر تم نے اجرت لی ہے۔ آخر جب سب لوگ مدینہ آئے تو (پورا واقعہ) عرض کیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! ان صاحب نے اللہ کی

ترتب پر اجرت لی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں سب سے زیادہ اس کی مستحق اللہ کی کتاب ہے۔ (اگر اس پر اجرت حاصل کی جائے۔)

اس حدیث سے واضح ہوا کہ جب دم کرنے والے صحابی نے وہ بکریاں لیں تو دوسرے صحابہ کرام نے ان سے اختلاف یہ اور ان سے کہا کہ تم نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے یہ تمام واقعہ نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: "ان حق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ" (جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں کتاب اللہ سب سے زیادہ مستحق ہے) (کہ اس پر اجرت لی جائے)۔ صحابہ کرام کے اس طرز عمل سے معلوم ہوا کہ جب ان میں کسی بات پر اختلاف ہو جاتا تو وہ اس کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ سے کروایا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر وہ راضی ہو جاتے۔ اور یہی ایمان خالص ہے کہ ایک سو گن اللہ اور اس کے فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کر لے۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے اس عمل کو درست قرار دیا اور فرمایا:

"قد اصبتم" (تم نے بالکل دست کیا) (بخاری) اور ابوداؤد کی روایت میں ہے: "احسنتم" (تم نے اچھا کیا)

اس حدیث سے درج ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

دم پر اجرت لینا جائز ہے اور یہ احادیث اس مسئلہ پر نص قطعی کا درجہ رکھتی ہیں۔

اس واقعہ کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ نے ایک عام اصول اور قاعدہ بھی بیان فرمایا اور وہ یہ ہے:

ان احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ۔

جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں اللہ کی کتاب سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اس پر اجرت لی جائے۔

اس حدیث نے یہ مسئلہ واضح کر دیا کہ دم کے علاوہ تعلیم القرآن وغیرہ پر بھی اجرت لی جاسکتی ہے۔

ان احادیث میں لدغ اور سلیم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ لدغ = ڈنگ مارنا جیسے لسع ہے۔ بعضوں نے کہا سانپ کے کانٹے کو

لسع کہتے ہیں اور بچھو کے کانٹے کو لدغ اور ہر ایک لفظ دوسرے میں مستعمل ہوتا ہے۔ (لغات القرآن ۴/۳۰) عموماً لدغ بچھو کے ڈسنے

اور سلم سانپ کے ڈسنے پر استعمال ہوتا ہے، لیکن کبھی یہ ایک دوسرے کی جگہ بھی استعمال ہوتے ہیں۔

حافظ ابن حجر العسقلانی اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

«واستدل به للجمهور في جواز اخذ الاجرة على تعليم القرآن، وخالف الحنفية فمنعوه في

التعليم واجازوه في الرقي كالنوا قالوا لان تعليم القرآن عبادة والا جرفيه على الله وهو القياس في

الرقى الا انهم اجازوه وفيها لهذا الخبر، وحمل بعضهم الاجر في هذا الحديث على الثواب وسياق القصة

التي في الحديث يابى هذا التاويل. وادعى بعضهم نسخه بالا حاديث الواردة في الوعيد على اخذ الاجرة

على تعليم القرآن وقد رواها ابو داؤد وغيره. وتعقب بانه اثبات للنسخ بالاحتمال وهو مردود. وبان

الاحاديث ليس فيها تصريح بالمنع على الاطلاق بل هي وقائع احوال متحيلة للتاويل لتوافق

الاحادیث الصحيحة كحديثي الباب. وبأن الاحادیث المذكورة ایضا ليس فيها ما تقوم به الحجة فلا تعارض الاحادیث الصحيحة وسيكون لنا عودة الى البحث في ذلك في كتاب النكاح في التزوج على تعليم القرآن ﴿فتح الباری کتاب الإجارة ۲/۲۵۳﴾

جمہور علماء کرام نے اس حدیث سے تعلیم القرآن پر اجرت لینے کے جواز پر استدلال کر کے اجرت کو درست قرار دیا ہے۔ اور حنفیہ نے جمہور کی مخالفت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تعلیم القرآن پر اجرت لینا درست نہیں ہے۔ البتہ جھاڑ پھونک پر اجرت لینا درست ہے۔ کیونکہ جھاڑ پھونک دوا کی طرح ہے (اور دوا علاج پر اجرت لی جاتی ہے) حنفیہ کا استدلال یہ ہے کہ تعلیم القرآن عبادت ہے اور اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔ اور قیاس چاہتا ہے کہ اس سے جھاڑ پھونک پر بھی اجرت نہ لی جائے، لیکن حنفیہ نے اس حدیث کی بنا پر اسے جائز قرار دیا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اس حدیث میں اجر سے مراد ثواب ہے، لیکن اس حدیث کا سیاق اس تاویل کو رد کرتا ہے اور بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ احادیث ان احادیث کی وجہ سے منسوخ ہیں کہ جن میں تعلیم القرآن پر اجرت لینے پر وعید آئی ہے۔ اور جسے ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے لیکن ایسے لوگوں کا تعقب کیا گیا کہ انہوں نے نسخ کا دعویٰ صرف احتمال کی بناء پر کیا ہے اور احتمال سے نسخ ثابت کرنا مردود ہے اور ان احادیث میں مطلق منع کی صراحت نہیں ہے۔ بلکہ وہ مختلف اوقات سے متعلق ہیں کہ جو تاویل کا احتمال رکھتی ہیں تاکہ اس طرح وہ روایات صحیح احادیث کے موافق ہو جائیں جیسا کہ اس باب کی حدیث ہے۔ نیز یہ احادیث اس قابل نہیں ہیں کہ ان (ضعیف روایات) کے ذریعے کوئی حجت قائم ہو سکے، پس وہ روایات احادیث صحیحہ کے معارض نہیں ہیں اور اس کی بحث ہم کتاب النکاح باب التزوج علی تعلیم القرآن (تعلیم القرآن کے عوض نکاح کرنے کا بیان) میں کریں گے۔

امام نووی اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

﴿قوله ﷺ: (خذوا منهم واضربوا لی بسهم معکم) هذا تصریح بجواز اخذ الاجرة على الرقية بالفاتحة والذكر وانها حلال كراهية فيها وكذا الاجرة على تعليم القرآن وهذا مذهب الشافعي ومالك واحمد واسحاق وابي ثور واخريين من السلف ومن بعدهم ومنعها ابو حنيفة في تعليم القرآن واجازها في الرقية... قوله ﷺ واضربوا لی بسهم فانما قاله تطيبا لقلوبهم ومبالغهم في تعريفهم انه حلال لا شبهة فيه﴾ (شرح صحيح مسلم للإمام نووی ۲/۲۲۳)

اور رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ اس مال کو لے لو اور اس میں میرا حصہ بھی لگاؤ۔ اس فرمان میں وضاحت ہے کہ سورۃ فاتحہ اور ذکر کے ذریعے جھاڑ پھونک پر اجرت لینا جائز ہے۔ اور بلاشبہ یہ حلال ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں۔ اس طرح تعلیم قرآن پر بھی اجرت لینا جائز ہے اور یہ مذہب امام شافعی، امام مالک، امام احمد، امام اسحاق، امام ابو ثور کا سلف میں سے اور ان کے بعد لوگوں کا ہے اور امام ابو حنیفہ نے تعلیم القرآن پر اجرت سے منع کیا ہے اور رقیہ پر اجرت کی اجازت دی ہے (اور آگے فرماتے ہیں) نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے ”کہ اس میں میرا حصہ بھی لگاؤ“ صحابہ کرام کے دلوں کو پاک صاف کرنے کے لیے تھا اور اس مال کی

تعریف میں مبالغہ کے لیے تھا کہ بلاشبہ یہ مال حلال ہے۔)

﴿ورخص الشافعي للمعلم ان يأخذ على تعليم القرآن اجرا ويرى له ان يشترط على ذلك واحتج

بهذا الحديث﴾ (جامع ترمذی ۲۰۶۳)

اور امام شافعی نے معلم کو تعلیم القرآن پر اجرت لینے کی رخصت دی ہے، اور اس بات کی بھی کہ وہ اسے مشروط کر سکتا ہے اور انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

امام بخاری نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے:

﴿باب ما يعطى في الرقبة على احياء العرب بفاتحة الكتاب﴾

یعنی سورۃ فاتحہ پڑھ کر عربوں پر پھونکنا اور اس پر اجرت لینا۔ اس سے ثابت ہوا کہ امام بخاری کے نزدیک دم پر شرط لگانا کہ اس کام پر اتنی بکریاں یا مال لوں گا بھی جائز ہے۔

علاوہ ازیں امام بخاری نے کتاب النکاح میں باب التزويج على تعليم القرآن (تعليم القرآن کے عوض نکاح کرنے کا بیان) قائم کیا ہے۔ جس سے انہوں نے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے تعلیم القرآن پر اجرت لینا جائز ہے۔ امام بخاری نے کتاب الاجارہ کے باب کے تحت سب سے پہلے سیدنا عبد اللہ بن عباس کی حدیث کے یہ آخری الفاظ نقل کیے ہیں۔

﴿ان احق ما اخذتم عليه اجرا كتاب الله﴾

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کتاب اللہ سب سے زیادہ اس کی مستحق ہے کہ تم اس پر اجرت حاصل کرو۔“ پھر امام بخاری نے امام الشافعی کا یہ قول نقل کیا ہے:

﴿لا يشترط المعلم الا ان يعطى شيئا فليقبله﴾

معلم تعلیم پر کوئی شرط نہ لگائے البتہ جو کچھ اسے بن مانگے دیا جائے وہ اسے لے لے۔

اور امام حاکم کا قول ہے ”لم اسمع احدا كره اجر المعلم“ میں سے کسی (عالم) شخص نے یہ نہیں سنا کہ معلم کی اجرت کو اس نے ناپسند کیا ہو“ اور امام حسن بصری نے (معلم کو) دس درہم اجرت کے دیے۔

ان احادیث اور آثار کو ذکر کرنے سے امام بخاری کا مقصد یہی ہے کہ تعلیم القرآن پر اجرت جائز ہے۔

امام ابن العربی المالکی (المتوفی ۵۴۳ھ) سیدنا ابوسعید الخدری کی روایت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿جواز اخذ الاجرة على القرآن وقف اتبعه بقوله في الصحيح ان احق ما اخذتم عليه اجرا

كتاب الله﴾ (عارضۃ الاحوذی بشرح صحیح الترمذی ۷/۱۶۸، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس حدیث سے قرآن پر اجرت لینے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور اس کی تائید صحیح بخاری کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں کتاب اللہ سب سے زیادہ مستحق ہے کہ تم اس پر اجرت حاصل کرو۔

امام بیہقی اس حدیث کا ذکر کر کے فرماتے ہیں:

﴿وہو عام فی جواز اخذ الاجرة علی کتاب اللہ تعالیٰ بالتعلیم وغیرہ﴾ واذا جاز اخذ الاجرة علیہ جاز ان یکون مہر او حدیث ابن عباس اصح من حدیث عبادة. (معرفۃ السنن والآثار ۵/۳۸۱)
 اور ابن عباس کی حدیث کتاب اللہ کی تعلیم وغیرہ پر اجرت لینے کے جواز کے سلسلے میں عام ہے اور جب کتاب اللہ کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے تو جائز ہے کہ تعلیم قرآن مہر مقرر ہو اور حدیث ابن عباس حدیث عبادة سے زیادہ صحیح ہے۔
 امام بیہقی عدم جواز کی ضعیف اور موضوع روایات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

﴿ویشبهہ ان کان شی من هذا ثابتاً ان یکون منسوخاً بحديث ابن عباس ویماروی فی معناه عنا بی سعید الخدری ویستدل علی ذلك بنهاية عامة اهل العلم علی ترک ظاہرہ وبان اباسعید وابن عباس انما حملا الحدیث علی اواخر عهد النبی ﷺ ویشبهہ ان یکون عبادة بن الصامت حملاً فی الابتداء واللہ اعلم﴾ (معرفۃ السنن والآثار ۵/۳۸۱، ۳۸۲)

اور اگر عدم جواز کی کوئی روایت ثابت بھی ہو تو وہ ابن عباس کی حدیث سے منسوخ ہوگی، اور اسی طرح کی حدیث ابوسعید الخدری سے بھی مروی ہے اور عام اہل علم نے ان احادیث کے ظاہر کی وجہ سے ان (ضعیف) روایات کے ترک پر استدلال کیا ہے۔

امام ابوسلمہ ان خطابی اس حدیث کے تحت رقم طراز ہیں:

﴿وفی هذا بیان جواز اخذ الاجرة علی تعلیم القرآن، ولو کان ذلك حراماً لامرهم النبی ﷺ برد القطیع، فلم صوب فعلهم، وقال لهم "احسنتم" ورضی الاجرة التي اخذوها لنفسه، فقال اضربوا لی معکم بسهم ثبت انه طلق مباح، وان المذهب الذی ذهب الیہ من جمع بین اخبار بار الاباحة والکراهة فی جواز اخذ الاجرة علی لا یتعدن الفرض فیہ علی معلومہ ونفی جوازہ علی ما یتعین فی التعلیم: مذهب سدید، وهو قول ابی سعید الاصطخری۔

وفی الحدیث دلیل: علی جواز بیع المصاحف، واخذ الاجرة علی کتبها وفیہ: اباحة الرقية بذکرانہ فی اسمائہ وفیہ: اباحة اجر الطب والمعالج، وذلك ان القراءة والرقية والنفس: فعل من الافعال المباحة وقد ابا حله اخذ الاجرة علیها، وفکذلك ما یفعله الطیب من قول ووصف علاج: فعل لا فرق بینہا﴾

اس حدیث میں تعلیم القرآن پر اجرت لینے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور اگر یہ اجرت حرام ہوتی تو رسول اللہ ﷺ انہیں بکریوں کا ریوڑ لوٹانے کا حکم دیتے۔ پس جب آپ نے اسے درست قرار دیا اور ان سے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا اور ان کی اس اجرت پر آپ راضی ہوئے جو انہوں نے اپنی ذات کے لیے حاصل کی تھی، اور آپ نے فرمایا اس میں میرا بھی حصہ لگاؤ، ثابت ہے۔

اجرة ولا مشاركة وهم يجيزون هذا الوجه فهو باير اذا حديث ليس فيها شيء مما منعوا. وهم مخالفون لها فيها فبطل كل ما في هذا الباب، والصحابة رحمہم اللہ قد اختلفوا فبقى الاثر ان الصحيحان عن رسول الله ﷺ اللذان اوردنا لا معارض لهما وبالله تعالى التوفيق ﴿﴾۔ (المبلى بالآثار ابن حزم النسخ ۷/ ۲۱)

پھر اگر یہ روایات صحیح بھی ثابت ہو جائیں تو امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے ان کی مخالفت کی ہے۔ کیونکہ ان تمام روایات میں جو حنفیہ دینے کا ذکر ہے وہ بغیر اجرت اور بغیر شرط کے ہے (یعنی ان روایات میں اجرت اور شرط کا کوئی ذکر نہیں ہے) اور وہ اس طریقہ کو جائز قرار دیتے ہیں۔ پس انہوں نے تلح سازی کرتے ہوئے ایسی روایات (اس مسئلہ میں) وارد کی ہیں جن میں اس چیز کی ممانعت نہیں جس سے انہوں نے منع کیا اور ان روایات میں جو کچھ ہے وہ خود اس کے مخالف ہیں۔ پس (اس وضاحت سے) جو اس باب میں ہے سب باطل ہو گیا۔ اور صحابہ کرام نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے، باقی رہ گئیں وہ دو صحیح حدیثیں جو ہم نے وارد کیں ان دونوں کے لیے کوئی معارض نہیں۔ وبالله تعالى التوفيق۔

علامہ سید محمد آلوسی الحنفی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں۔

والا كثرون من الشافعية ان ما كان له من خمس الخمس يصرف لمصالح المسلمين كالشغور وقضاة البلاد والعباء المشتغلين بعلوم الشرع وآلاتها ولو مبتدئين والائمة والمؤذنين ولو اغنيا وسائر من يشتغل عن نحو كسبه بمصالح المسلمين لعموم نفعهم ﴿﴾ (روح المعاني ۱۳/ ۳۶ پ ۲۸)

اور اکثر شافعی علماء کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خمس (اور مال فے) کو مسلمین کے بھلائی کے کاموں میں استعمال فرمایا کرتے تھے، جیسے دشمن کی سرحد پر پہرہ دینے والوں اور شہروں میں مقرر کیے گئے قاضی حضرات اور وہ علماء جو شرعی علوم کی تحصیل میں مشغول ہوں اور اس کے آلات اور اگرچہ ان آلات کو ایجاد کیا گیا ہو۔ اور اماموں اور مؤذنین کے لیے اگرچہ وہ امیر ہوں اور وہ تمام لوگ جو مسلمین کے بھلائی کے کاموں میں لگے ہوئے ہوں اور ان کے عمومی نفع کی وجہ سے ان تمام کو مال خمس اور مال فے میں سے وظائف دیے جاتے تھے۔

﴿وفى الحديث اعظم دليل على ان يجوز الاجرة على الرقي والطب كما قاله الشافعي ومالك وابو حنيفة واحمد واما الاجرة على تعليم القرآن فاجازها الجمهور بهذا الحديث وبرواية البخاري ان اهل ما اخذتم عليه اجرا كتاب الله وحرمة ابو حنيفة قاله ابن رسلان قلت ولكن اجازة متأخرو الحنفية لضرورة﴾ (بذل الجود فی حل ابی داؤد، ج ۶، ص ۱۱)

اس حدیث میں رقیہ اور طب پر اجرت لینے کی بہت بڑی دلیل ہے جیسا کہ امام شافعی، امام مالک، امام ابو حنیفہ اور امام احمد نے کہا اور رقیہ تعلیم القرآن پر اجرت تو جمہور نے اس حدیث کی بناء پر اس کی اجازت دی ہے اور صحیح بخاری کی یہ روایت ”بیشک جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں اللہ کی کتاب اجرت لینے کی زیادہ مستحق ہے۔“ (بھی اس کی دلیل ہے) اور امام ابو حنیفہ نے اجرت کو حرام قرار دیا ہے جیسا کہ ابن رسلان نے کہا۔ میں کہتا ہوں لیکن متاخرین حنفیہ نے ضرورت کی بناء پر اجرت کی اجازت دی

ہے۔

اس وضاحت سے ثابت ہوا کہ رقیہ پر تمام علماء کا اجماع ہے یہاں تک کہ امام ابو حنیفہ بھی اس کے قائل ہیں اور تعیم القرآن پر جسور کا اتفاق ہے۔ یعنی امت کے علماء کی اکثریت تعیم القرآن پر اجرت کی قائل ہے۔ اور اس سلسلے میں جو روایات آئی ہیں ان کے صحیح ہونے پر بھی پوری امت کا اتفاق ہے۔ البتہ جن روایات کو ممانعت کے سلسلے میں پیش کیا جاتا ہے وہ نہ تو صحیح ہیں اور نہ ہی اس مسئلہ میں صریح ہیں جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

احناف کا موقف:

امام ابو حنیفہ دم کے علاوہ دیگر دینی امور پر اجرت کے قائل نہیں تھے۔ چونکہ اس دور میں بیت المال موجود تھا اور دینی امور انجام دینے والوں کو بیت المال سے وظائف ملتے تھے لیکن جب بیت المال کا سلسلہ ختم ہو گیا تو علماء احناف نے بھی اپنے موقف میں تبدیلی پیدا کی اور وہ دینی امور پر اجرت کے قائل ہو گئے اور اس طرح اس مسئلہ پر گویا پوری امت کا اجماع ہو گیا۔ چنانچہ احناف کے بہت بڑی وکیل امام قاضی خان لکھنوی فرماتے ہیں کہ:

﴿انما كره المتقدمون الاستيجار لتعليم القرآن و كرهوا اخذ الاجر على ذلك لانه كان للمعلمين عطيات في بيت المال في ذلك الزمان وكان لهم زيادة رغبة في امر الدين واقامة الحسبة وفي زماننا انقطعت عطياتهم وانتقصت رغائب الناس في امر الاخرة فلو اشتغلوا بالتعليم بالحاجة الى مصالح المعاش لاختل معاشهم قلنا بضعة الاجارة ووجوب الاجرة للمعلم بحيث لو امتنع الوالد عن اعطاء الاجر حبس فيه﴾ (قادی قاضی خان ۳/۲۲۲ طبع ذلکھور کمنو)

بلاشبہ حضرات متقدمین نے تعیم قرآن کریم پر کسی کو اجرت دے کر ملازم رکھنا مکروہ سمجھا ہے اور اس پر اجرت لینا بھی مکروہ قرار دیا ہے، کیونکہ اس زمانہ میں معلمین کے لیے بیت المال میں عطیات مقرر ہوتے تھے۔ نیز امور دین اور اللہ فی اللہ کام کرنے میں ان حضرات کی رغبت زیادہ تھی۔ اور ہمارے زمانہ میں عطیات بھی منقطع ہو چکے ہیں اور آخرت کے معاملے میں لوگوں کی رغبتیں بھی کم ہو چکی ہیں سو اگر ایسے لوگ ناداری کی حالت میں تعلیم کا شغل جاری رکھتے ہوئے روزی کمانے میں مصروف ہوئے تو ان کی کمائی میں سخت خلل پڑے گا۔ اس لیے ہم نے یہ کہا کہ یہ اجارہ صحیح ہے اور معلم کے لیے اجرت واجب ہے۔ اب اگر تعیم پانے والے شاگرد کا والد (اور موجود اصطلاح میں مدرسہ، ادارہ اور مہتمم) معلم کو تنخواہ دینے سے گریز کرے تو اسے گرفتار کیا جائے گا۔

علامہ ابن الجیم لکھنوی (الملقب بابی حدیثہ الثانی) فرماتے ہیں:

﴿اما على المختار للفتوى في زماننا فيجوز اخذ الاجر للامام والمؤذن والمعلم والمفتي﴾

(بہار الفتا، ج ۱، ص ۲۵۲)

بہر حال ہمارے زمانہ میں فتویٰ کے لیے مختار قول یہ ہے کہ امام اور مؤذن اور معلم اور مفتی کو اجرت لینا جائز ہے۔

اور صاحب ہدایہ بھی یہی تصریح فرماتے ہیں کہ اب فتویٰ جواز پر ہے۔ (ہدایہ، ج ۴، ص ۱۵) اور اسی طرح علامہ بدرالدین اعینی

اکٹلی صراحت فرماتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو بنایہ شرح ابوداؤد ج ۳، ص ۶۵۵)

دوسری دلیل:

جناب سہل بن سعد الساعدی کی روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے ایک خاتون نے اپنے آپ کو نبی ﷺ سے نکاح کرنے کے لیے پیش کیا لیکن آپ کو اس کی خواہش نہ تھی۔ ایک صحابی نے نبی ﷺ سے اس خاتون کے ساتھ نکاح کی درخواست پیش کی، لیکن اس کے پاس مہر میں دینے کے لیے کچھ بھی نہ تھا۔ بالآخر آپ نے اس سے پوچھا کہ اسے کچھ قرآن یاد ہے؟ آخر میں آپ نے فرمایا:

«اذھب فقدم انکحتکھا بما معک من القرآن»

جائیں نے اس خاتون کا نکاح تیرے ساتھ اس قرآن کے عوض کر دیا جو تیرے پاس ہے (اور جسے تو مہر کے عوض اسے سکھا دے گا۔

دوسری روایت میں ہے: «قد زوجتکھا بما معک من القرآن»

ایک روایت میں ہے: «وقد زوجناکھا بما معک من القرآن»

ایک اور روایت میں ہے: «اذھب فقد ملککھا بما معک من القرآن»

جائیں نے تجھے اس خاتون کا مالک بنایا اس قرآن کے عوض جو تیرے پاس ہے۔

ایک اور روایت میں ہے: «املکناکھا بما معک من القرآن»

اس حدیث کو امام بخاری نے صحیح بخاری میں تیرہ مقامات پر ذکر کیا ہے اور ہر مقام پر اس حدیث سے کسی مسئلہ کا استخراج کیا

ہے۔ ایک مقام پر امام بخاری نے اس حدیث پر یہ باب بھی قائم کیا ہے "باب التزوج علی القرآن وبغیر صداق"

(قرآن کے عوض نکاح کرنا اور بغیر مہر کے) حافظ ابن حجر العسقلانی اس باب کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "مطلب یہ

ہے کہ تعلیم القرآن کے عوض اور بغیر ظاہری مال کے نکاح کرنا۔"

علاوہ سندھی کہتے ہیں "علی ما معک ای علی تعلیمہا" یعنی جو قرآن آپ کے پاس ہے اور جس کی آپ اسے تعلیم دیں

گے۔

اس روایت کی تخریج ملاحظہ فرمائیں:

صحیح بخاری حدیث نمبر ۷۴۱۷، ۵۸۱۷، ۵۱۵۰، ۵۱۳۹، ۵۱۳۱، ۵۱۳۵، ۵۱۳۲، ۵۱۲۶، ۵۱۲۱، ۵۰۸۷، ۵۰۳۰،

۵۰۲۹، ۲۳۱۰۔ صحیح مسلم کتاب النکاح باب الصداق، ابوداؤد کتاب النکاح باب فی التزوج علی العمل یعمل، الترمذی کتاب

النکاح باب فی مہور النساء النساء کتاب النکاح باب مہر المرأة نفسها بغیر صداق۔

امام ترمذی فرماتے ہیں:

«هذا حديث حسن صحيح وقد ذهب الشافعي الى هذا الحديث فقال ان لم يكن له شيء يصدقها»

ایک روایت میں ہے کہ ام سلیم کا مہر ابو طلحہ کا اسلام لانا قرار پایا:

عن انس قال تزوج ابو طلحہ ام سلیم فكان صداق ما بینہما الاسلام اسمت ام سلیم قبل ابی طلحہ قحطہا فقالت انی قد اسلمت فان اسلمت نکحتک فاسلم فكان صداق ما بینہما ﴿۱﴾

(نسائی، کتاب النکاح باب التزوج علی الاسلام)

انس فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ نے ام سلیم سے نکاح کیا۔ ان کے درمیان ابو طلحہ کا اسلام لانا مہر قرار پایا۔ ام سلیم ابو طلحہ سے پہلے اسلام لے آئیں تھیں۔ جب ابو طلحہ نے ان کو نکاح کا پیغام دیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں مسلمان ہو چکی ہوں اگر تم اسلام قبول کر لو تو میں تم سے نکاح کر لوں گی۔ پس ابو طلحہ نے اسلام قبول کر لیا۔ پس یہی ان کا مہر قرار پایا۔

عن انس قال خطب ابو طلحہ ام سلیم فقالت واللہ ما مثلك یا ابا طلحہ یردولکنت رجل کافر وانا امرأة مسلمة ولا یحل لی ان اتزوجک فان تسلم فذاک مہری ولا اسالك غیرہ فاسلم فكان ذلک مہرہا ﴿۲﴾ (ایضاً)

سیدنا انس فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ نے ام سلیم کو نکاح کا پیغام دیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم ابو طلحہ تمہاری طرح کے آدمی کو رد نہیں کیا جاتا لیکن تم کافر ہو اور میں مسلمہ اور میرے لیے جائز نہیں کہ تم سے نکاح کروں، ہاں اگر تم اسلام قبول کر لو تو یہی میرا مہر ہوگا اور اس کے علاوہ میں تم سے کچھ نہ طلب کروں گی۔ چنانچہ ابو طلحہ نے اسلام قبول کر لیا اور یہی ان کا مہر رہا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ابو طلحہ کی راہ میں غربت حائل نہ تھی البتہ ام سلیم نے خود ہی ان کو اپنا مہر معاف کر دیا تھا اور ان کے اسلام لانے ہی کو ان کا مہر قرار دیا۔ معترض نے اس حدیث پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام قبول کرنے پر مال و دولت لینا جائز ہوا یا مال و دولت کے عوض اسلام قبول کرنا مستحسن قرار پایا۔ (ص ۲۰)

اسلام قبول کرنے کی تو کوئی قیمت ہی نہیں لگائی جاسکتی اب یہ ام سلیم جتنی پر ہی منحصر ہے کہ انہوں نے ابو طلحہ کو مہر کیوں معاف کر دیا اور ان کے اسلام لانے پر کیوں راضی ہو گئیں؟ قرآن کریم میں ایک مقام پر آیا ہے:

”والمؤلفۃ قلوبہم“ اس کا موصوف کیا مطلب لیں گے۔ اسلام کی طرف راغب کافر و مشرک یا نیا نیا اسلام قبول کرنے والوں کی اگر مالی اعانت کی جائے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ان لوگوں نے مال و دولت کے لیے اسلام قبول کیا تھا؟ معترض جیسے لوگوں کو اپنی نیتوں کا علاج کرنا چاہیے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خود ان کی اپنی نیتوں میں فتور ہے اور اس کا الزام یہ دوسروں پر لگا رہے ہیں۔ ایک دور وہ تھا کہ اسلام کے چاہنے والوں نے پیٹ پر پتھر باندھ کر بھی اسلام کو سینہ سے لگائے رکھا اور پھر ایک ایسا دور بھی آیا کہ انہی صحابہ کرام نے اسلامی برکت سے قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو حاصل کیا۔ قیصر و کسریٰ کے خزانے لوٹنے والوں کے متعلق معترض کیا فتویٰ لگائیں گے؟ دین کی برکت سے اللہ تعالیٰ اگر ال ایمان کو مالا مال کر دے تو اس پر آپ کو کیا اعتراض ہے؟ کیا جہاد کے ذریعے جو مال غنیمت حاصل ہوتا ہے معترض اس کے بھی منکر ہیں؟

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نکاح میں اسلام کو بھی بطور مہر مقرر کیا جاسکتا ہے اور اسلام اسی طرح مہر مقرر ہو سکتا ہے جیسا کہ

قرآن کو نبی مومنین نے مہر کے طور پر مقرر فرمایا۔ اور قرآن گویا اس مال کا بدل ہے جو مہر میں مقرر کیا جاتا ہے اور چونکہ قرآن کے سکھانے میں محنت کرنی پڑتی ہے۔ لہذا اس محنت کے عوض مال و دولت (تنخواہ) لی جاسکتی ہے۔ اس کی ایک اور مثال جناب موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے بھی واضح ہوتی ہے۔

جناب موسیٰ کا نکاح:

حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے جب ایک قبیلہ ہلاک ہو گیا تو آپ گرفتاری کے خوف سے مصر سے نکلے اور مدینہ چلے گئے۔ اور آخر کار شعیب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کی بیٹیاں موسیٰ کی قوت و امانت کا مشاہدہ کر چکی تھیں۔ لہذا ایک بیٹی کہنے لگی۔

قَالَتْ اخذوها لآبَتِ اسْتَأْجِرُهُ إِنَّا نَحْنُ مِنَ اسْتَأْجِرَتِ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ○ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنِكَحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيْ هَذَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَنِي حَتَّى قَوَانِ أُنْكِحَكَ عَشْرًا قَبْلَ عَيْنَيْكَ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ○ قَالَ ذَلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ وَاللَّهُ عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ (النقص: ۲۶-۲۸)

ان میں سے ایک بولی ابا جان! اسے اپنا نوکر رکھ لیجئے بہترین آدمی جسے آپ نوکر رکھنا چاہیں وہی ہو سکتا ہے جو طاقتور اور امین ہو۔ شعیب علیہ السلام نے (موسیٰ علیہ السلام سے) کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا تجھ سے اس شرط پر نکاح کر دوں کہ تم میرے ہاں آٹھ برس ملازمت کرو اور اگر دس سال پورے کر دو تو تمہاری مہربانی۔ میں اس معاملے میں تم پر سختی نہیں چاہتا ان شاء اللہ تم مجھ کو ایک خوش معاملہ آدمی پاؤ گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہوگئی جو کسی مدت بھی میں پوری کروں مجھ پر کچھ دباؤ نہ ہوگا اور جو کچھ ہم قول و قرار کر رہے ہیں اس پر اللہ نگہبان ہے۔

اس بیان سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کا نکاح اس شرط پر ہوا کہ وہ شعیب علیہ السلام کے ہاں آٹھ برس تک ملازمت کریں اور ان کی کجبریاں چرائیں گے۔ اور اگر وہ دس سال پورے کریں تو یہ ان کا احسان ہوگا۔ گویا موسیٰ علیہ السلام کا مہر شعیب علیہ السلام کے ہاں ملازمت کرنا قرار پایا۔ یہ واقعہ ادھر نقل کردہ احادیث کی پوری طرح وضاحت اور تشریح کرتا ہے اور اس مسئلہ کی اس سے زیادہ وضاحت ممکن نہیں ہے۔ البتہ جس نے نہ ماننا ہو تو ”میں نہ مانوں“ کا علاج کسی کے پاس نہیں۔

جہاں تک گزرا وقت کی بات ہے اس کی ذمہ دار اسلامی حکومت ہوتی ہے۔ لیکن جب یہ سلسلہ منقطع ہو گیا اور زندگی کے جھنجھٹ بڑھ گئے تو پرائیوٹ سطح پر ان کی کفالت کے لیے جتن کئے گئے، ورنہ یہ عظیم سلسلہ ختم ہو کر دین کی نشر و اشاعت کا سلسلہ بند ہو جاتا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مؤذن، امام، قراء اور علوم عربیہ کے معلمین کی تقرریاں کیں اور ان کے پیش بہا وظیفے مقرر کیے۔

إِنْ عَمْرٍو بِنِ الْخَطَابِ وَعُمَانُ بْنُ عَفَانٍ كَانَا يَرْزُقَانِ الْمُؤَذِّنِينَ وَالْأُتَمَّةَ وَالْمُعَلِّمِينَ (سيرة العرين ۱۱۰)
بجوزی (وفی رواية: كَانَا يَرْزُقَانِ الْمُؤَذِّنِينَ وَالْأُتَمَّةَ) (ایشا) وَقَالَ الزَيْلَعِيُّ فِي نَصَبِ الرَّايَةِ: وَرَوَى عَنْ عَمْرٍو بْنِ الْخَطَابِ أَنَّهُ كَانَ يَرْزُقُ الْمُعَلِّمِينَ ثُمَّ أَسْنَدَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَمْرٍو بْنَ الْخَطَابِ كَتَبَ إِلَى

بعض عمالہ ان أعط الناس علی تعلیم القرآن (نصب الرایۃ)

قراء صحابہ کو قرآن کی تعلیم کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو درواز مقامات پر تعینات کیا، وہ جا کر ان کو قرآن پڑھاتے اور تفسیر فی الدین کے لیے تیاری کراتے۔ ان میں سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، ابوالیوب رضی اللہ عنہ، ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، کانام بالخصوص تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے امام ابن الجوزی نے تصریح کی ہے کہ باقاعدہ ان کی تنخواہیں مقرر کی گئی تھیں۔ (الاروق 2 ص 138)

بَابُ فِي كَسْبِ الْأَطِبَّاءِ

باب: طبیبوں کی کمائی

3418 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمُثَوِّجِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلَقُوا فِي سَفَرَةٍ سَافَرُوا فِيهَا فَتَزَلُّوا بِحَتَّى مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ، قَالَ: فَلَمَّا غَسِبَ ذَلِكَ الْحَيُّ فَشَفَّوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ تَزَلُّوا بِكُمْ لَعَلَّ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ يَنْفَعُ صَاحِبَكُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ سَيِّدَنَا لَدِغٍ فَشَفَّيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ، فَلَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ شَيْءٌ يَشْفِي صَاحِبَنَا، يَعْنِي رُقِيَّةً، فَقَالَ رَجُلٌ: مِنَ الْقَوْمِ إِلَيَّ لَأَرْقِي وَلَكِنْ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَأَبَيْتُمْ أَنْ تُضَيِّفُونَا مَا أَنَا بِرَاقٍ حَتَّى تَجْعَلُوا لِي جُعَلًا لَتَجْعَلُوا لَهُ قَطِيعًا مِنَ الشَّاءِ فَأَتَاهُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ بِأَمْرِ الْكِتَابِ، وَيَتَهَلَّلُ حَتَّى بَرَّ كَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَأَوْفَاهُمْ جُعَلَهُمُ الَّذِي صَاحَبُوهُ عَلَيْهِ، فَقَالُوا: اقْتَسِمُوا، فَقَالَ الَّذِي رَقِيَ: لَا تَفْعَلُوا حَتَّى تَأْتِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْتَأْمِرَ، فَعَدَّوْا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ أَيْنَ عَلِمْتُمْ أَنَّهَا رُقِيَّةٌ، أَحْسَنْتُمْ وَأَطْرَبُوا إِلَى مَعَكُمْ بِسَهْمٍ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کا ایک گروہ سفر پر روانہ ہوا، انہوں نے ایک عرب قبیلے کے پاس پڑاؤ کیا، انہوں نے ان سے مہمان نوازی کے لیے کہا تو ان لوگوں نے انہیں مہمان بنانے سے انکار کر دیا، راوی بیان کرتے ہیں: اس قبیلے کے سردار کو کسی ترہیلے کیڑے نے کاٹ لیا، ان لوگوں نے ہر چیز کو دوا کے طور پر استعمال کیا، لیکن اس سردار کو کوئی فائدہ نہیں ہوا، تو ان میں سے کسی نے کہا اگر تم ان لوگوں کے پاس جاؤ، جو تمہارے پاس آکر پڑاؤ کیے ہوئے ہیں، تو ہو سکتا ہے، ان میں سے کسی کے پاس ایسی چیز ہو، جو تمہارے آقا کو فائدہ دیدے، تو ان میں سے ایک شخص (ہمارے پاس آیا،

3418- را حرجہ بن سحورہ البخاری (2276) و (5736) و (5749)، ومسلم (2201)، وابن ماجہ (2156/م)، والترمذی (2193)، والنسائی فی "الکبری" (7491) و (15800) و (10801) من طرق عن ابی بَشیر جعفر بن ایاس، به. وهو فی "مسند احمد" (15985) و (11399)، را حرجہ ابن ماجہ (2156)، والترمذی (2192)، والنسائی فی "الکبری" (10799) و (10802)

اور اس نے کہا، ہمارے سردار کو کسی زہریلی چیز نے کاٹ لیا ہے، ہم نے اسے ہر طرح سے ٹھیک کرنے کی کوشش کی لیکن کسی چیز نے فائدہ نہیں دیا، کیا تم میں سے کسی کے پاس ایسی چیز ہے، جس کے ذریعے وہ ہمارے ساتھی کو شفاء دے سکے، اس کی مراد یہ تھی، کسی کو کوئی دم کرنا آتا ہے، تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا، میں دم کر دوں گا لیکن ہم نے تمہیں کہا تھا کہ ہمیں مہمان بنالو، لیکن تم نے ہمیں مہمان بنانے سے انکار کر دیا، میں اس وقت تک دم نہیں کروں گا، جب تک تم ہمارا معاوضہ مقرر نہیں کرتے، تو ان لوگوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ معاوضے کے طور پر طے کر دیا، وہ شخص اس سردار کے پاس آیا، اس نے سورۃ الفاتحہ پڑھ کر اس پر دم کرتا شروع کیا، یہاں تک کہ وہ سردار ٹھیک ہو گیا، یوں جیسے اس کی رسیاں کھول دی گئیں ہوں، راوی بیان کرتے ہیں، ان لوگوں نے طے شدہ معاوضہ ادا کر دیا، ان لوگوں نے کہا تم اسے تقسیم کر لو، دم کرنے والے شخص نے کہا تم لوگ ایسا اس وقت تک نہ کرو، جب تک ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے اس کی اجازت نہیں لے لیتے، پھر وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ ﷺ کے سامنے یہ بات ذکر کی، تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ”تم لوگوں کو کیسے پتہ چلا کہ اس کا دم ہوتا ہے، تم نے اچھا کیا ہے، تم لوگ اپنے ساتھ میرا بھی حصہ رکھو۔“

3419 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَخِيهِ مَعْبُدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِهَذَا الْحَدِيثِ ۞ ۞ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

3420 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الشَّافِرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ، عَنْ عَمْرِو، أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ فَأَتَوْهُ، فَقَالُوا: إِنَّكَ جِئْتَ مِنْ عِنْدِ هَذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ، فَأَرْقِ لَنَا هَذَا الرَّجُلَ فَأَتَوْهُ بِرَجُلٍ مَغْشُورٍ فِي الْقُبُودِ، فَرَقَاهُ بِأَمْرِ الْقُرْآنِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدُوَّةً وَعَشِيَّةً، وَكُلَّمَا خَشَبَهَا جَمَعَ بُزَاقَهُ، ثُمَّ تَفَلَّ فَكَاثَمًا أَنْشَطَ مِنْ عِقَالٍ فَأَعْطَوْهُ شَيْئًا، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَهُ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلْ فَلَعَمْرِي لَمَنْ أَكَلَ بِرُقِيَّةٍ بَاطِلٍ، لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقِيَّةً حَقًّا

۞ ۞ خارجیہ بن ملت اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ان کا گزر کسی قوم کے پاس سے ہوا، وہ لوگ ان کے پاس آئے اور بولے: تم ان صاحب کی طرف سے بھلائی لے کر آئے ہو، تو تم ہمارے شخص کو دم کر دو، وہ لوگ اس شخص کو ساتھ لے کر آئے، جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا، ان صحابی نے سورۃ الفاتحہ پڑھ کر تین دن تک صبح و شام اسے دم کیا، وہ جب بھی مکمل سورۃ پڑھ لیتے، اپنا لعاب اکھا کرتے اور اپنا لعاب اس پر ڈال دیتے تو وہ شخص یوں ٹھیک ہو گیا جیسے اسے رسیوں سے آزاد کر دیا گیا ہو، ان لوگوں نے اس صحابی کو کچھ دیا، وہ صحابی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بات کا تذکرہ کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تم اسے کھاؤ، میری زندگی کی قسم لوگ باطل دم کر کے کھاتے ہیں اور تم حق دم کر کے کھا رہے ہو“

بَابُ فِي كَسْبِ الْحَجَّامِ

باب: پچھنے لگانے والے کی کمائی

3421- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا آدَابُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَغْنِي ابْنِ قَارِظٍ
عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَسْبُ الْحَجَّامِ
خَبِيثٌ، وَتَمْنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ، وَمَهْرُ الْبَيْعِ خَبِيثٌ.

*** حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”پچھنے لگانے والے کی آمدن حرام ہے، کتے کی قیمت حرام ہے اور فاحشہ عورت کی آمدن حرام ہے“

کتے کی قیمت اور گھر میں رکھنے سے متعلق احکام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيْرَاطٍ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَا شِئِيَ.

جس نے کتا رکھا اس کے نیک اعمال سے ہر روز ایک قیراط نیکیاں کم ہو جائیں گی، سوائے کھیتی اور مویشیوں کی (حفاظت کی
خاطر رکھے گئے کتے کے)۔

دوسری روایت میں ہے ہاں وہ کتا رکھنا جائز ہے جو بکریوں یا کھیتی یا شکار کے لئے رکھا جائے۔

(بخاری ج 1، ص 312، طبع کراچی)، (مسلم ج 2، ص 27، طبع بیروت)

ائمہ و فقہاء کے نزدیک

آئیے اس معاملے میں ائمہ کبار اور فقہاء کرام کی آراء اور موقف جانتے ہیں:

امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ:

فمذهبنا انه يحرم اقتناء الكلب بغير حاجة ويجوز اقتناؤه للصيد وللزراعة وللماشية.

”ہمارا مذہب یہ ہے کہ بلا ضرورت کتا پالنا حرام ہے ہاں شکار، کھیتی اور مویشیوں کی حفاظت کے لئے جائز ہے۔“

(نووی شرح مسلم ج 2، ص 28، طبع بیروت)

امام قرطبی اندلسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ:

امام قرطبی اندلسی مالکی فرماتے ہیں کہ امام مالک کا مذہب مشہور یہ ہے کہ کتا رکھنا جائز ہے اور اس کی خرید و فروخت کرنا مکروہ
ہے۔ اگر بیع ہو گئی تو فسخ نہ ہوگی۔ تو گویا ان کے نزدیک یہ نجس نہ ہوا اور انہوں نے اس کے جائز منافع حاصل کرنے کی اجازت دی
ہے اور اس کا حکم باقی اموال تجارت کی طرح ہے، ہاں شریعت نے اس کی خرید و فروخت سے منع فرمایا تو یہ کراہت تنزیہی ہے کہ

اخلاق حسنہ کے خلاف ہے۔ (امام ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، شرح بخاری ج 4، ص 427، طبع دار الفکر)

امام ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ:

على جواز تربية الجر والصغير لاجل المنفعة التي يؤل امره اليها اذا كبر، ويكون القصد لذلك قائما مقام وجود المنفعة به كما يجوز بيع مال من ينتفع به في الحال لكونه ينتفع به في المال.
”کتے کا چھوٹا بچہ ان فوائد کے لئے پالنا جو اس کے بڑا ہونے سے وابستہ ہیں، جائز ہے اور ان فوائد کی نیت و ارادہ، ان کے حصول کے قائم مقام ہوگا جیسے ان اشیاء کو بیچنا جائز ہے جن سے ابھی فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا مگر مستقبل میں ان سے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔“ (فتح الباری، ج 5، ص 7، طبع دار الفکر)

حنفی مذہب:

عطاء بن ابی رباح، ابراہیم نخعی، امام ابو حنیفہ، ابو یوسف، امام محمد، ابن کثیر، سخون مالک اور امام مالک (ایک روایت کے مطابق) علیہم الرحمۃ والرضوان نے فرمایا:

الكلاب التي ينتفع بها يجوز بيعها ويباح اثمانها وعن ابی حنیفہ ان الكلب العقور لا يجوز بيعه ولا يباح ثمنه.

”جن کتوں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے ان کو خریدنا، بیچنا جائز اور ان کی قیمت حلال ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کانٹے والے کتے کو نہ بیچنا جائز اور نہ ہی اس کی قیمت جائز ہے۔
اسی طرح بدائع میں ہے کہ خنزیر کے علاوہ مندرجہ ذیل درندوں کی خرید و فروخت جائز ہے۔

اما بيع ذی ناب من السباع سوى الخنزير، كالكلب والفهد والاسد والنمر والذئب والهر ونحوها فحائز عند اصحابنا. ثم عندنا لا فرق بين المعلم وغير المعلم في الاصل فيجوز بيعه كيف ما كان وروى عن ابی یوسف انه لا يجوز بيع الكلب العقور كما روى عن ابی حنیفہ.

”خنزیر کے علاوہ تمام درندوں مثلاً تیندو، بھیڑیا، شیر، چیتا، ملی وغیرہ کی خرید و فروخت ہمارے اصحاب (حنفیہ) کے نزدیک جائز ہے۔ پھر ہمارے نزدیک اصل میں اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ یہ جانور پڑھائے سدھائے ہوں، یا نہ ہوں۔ سو جیسے بھی ہوں ان کی تجارت جائز ہے۔ امام ابو یوسف اور امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک پاگل کتے کی بیع جائز نہیں۔“

(عمدة القاری شرح صحیح البخاری، ج 12، ص 59)

امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ:

يجوز بيع الكلب والفهد والسباع المعلم وغير المعلم في ذلك سواء.

”خنزیر اور کانٹے والے کے علاوہ کتا، تیندو یا بھیڑیا اور سدھائے سکھائے یا غیر معلم درندوں کی خرید و فروخت جائز

ہے۔“ (امام ابن ہمام ہدایہ مع فتح القدیر، ج 6، ص 345)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ:

شکار، مویشیوں، گھروں اور فصل کی حفاظت کے لئے کتا پالنا، بالا جماع جائز ہے مگر گھر میں نہ رکھے۔ ہاں اگر چوروں یا دشمنوں کا ڈر ہو تو گھر میں (بھی) رکھ سکتا ہے۔ اس حدیث صحیح کی بناء پر کہ جس نے شکار اور مویشیوں کی حفاظت کے علاوہ (گھر میں) کتا پالا، ہر دن اس کے اجر و ثواب میں دو قیراطوں کی کمی کر دی جائے گی۔ گڑیا کی بیچ اور بچوں کا اس سے کھیلنا جائز ہے۔ سوائے خنزیر کے، کتے، بھیڑیے، ہاتھی، بندر اور تمام درندوں، یہاں تک کہ بلی اور پرندے سدھائے ہوں یا نہ، سب کی خرید و فروخت جائز ہے۔ (شامی، الدر المنثور ج 5، ص 226، طبع کراچی عالمگیری)

لہذا دینی عالمگیری میں ہے کہ

”سانپوں کی تجارت جائز ہے بشرطیکہ ان سے دوا میں بنائی جائیں۔ اگر اس کے لئے مفید نہیں تو بیچ جائز نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ ہر چیز جس سے نفع اٹھایا جائے اس کی تجارت جائز ہے۔ ہمارے نزدیک سکھائے ہوئے کتے کی بیچ جائز ہے اور اسی طرح بلی اور وحشی درندوں اور پرندوں کی خرید و فروخت درست ہے۔ اگرچہ سکھائے سدھائے ہوں یا نہ ہوں جس کتے کو سدھایا پڑھایا نہ جائے اگر وہ قابل تعلیم ہے تو اس کا لین دین بھی جائز ہے۔ اگر قابل تعلیم نہیں (پاگل ہے) تو اس کی بیچ درست نہیں۔“

”امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شیر کے بارے میں بھی یہی ہے کہ اگر قابل تعلیم و تربیت ہے اور اس سے شکار کیا جائے تو اس کی بیچ جائز ہے۔ بھیڑیا اور باز ہر حال میں تعلیم قبول کرتے ہیں لہذا ان کی ہر حال میں تجارت بھی جائز ہے۔۔۔ بھیڑیے یا (تیندوے) کے چھوٹے بچے کو جو قابل تعلیم نہ ہو، ان کو بیچنا بھی جائز ہے۔“

”امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا چھوٹے بڑے کا ایک ہی حکم ہے۔ ہاتھی کی تجارت جائز ہے۔ بندر کی خرید و فروخت میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت جواز کی ہے اور یہی مختار ہے جیسا کہ محیط سرخسی میں ہے اور خنزیر کے علاوہ تمام حیوانوں کی خرید و فروخت جائز ہے، یہی مذہب مختار ہے۔“ (لہذا دینی عالمگیری ج 3، ص 114، طبع کوئٹہ)

مذہب ائمہ اربعہ

- 1۔ مالکیہ: کتے کی بیچ جائز نہیں، خواہ اسے کسی مقصد کے لئے رکھا جائے حدیث پاک میں اس کے بیچ کی ممانعت ہے۔ بعض مالکیہ کے نزدیک شکار اور حفاظت کے لئے کتا رکھنا بھی جائز اور اس کی بیچ و شراء بھی جائز ہے۔
- 2۔ حنابلہ: کتے کی خرید و فروخت کسی صورت جائز نہیں، ہاں شکار، مویشیوں اور کھیتی کی حفاظت کے لئے کتا پالنا جائز ہے۔ بشرطیکہ سیاہ رنگ نہ ہو۔۔۔ بلی کی بیچ میں اختلاف ہے۔ مذہب مختار یہ ہے کہ ناجائز ہے۔۔۔ درندوں کی بیچ جائز ہے جیسے ہاتھی اور باقی درندے۔۔۔ اسی طرح شکاری پرندوں کی بیچ جائز ہے جیسے باز، شکر۔۔۔ حشرات الارض کی بیچ جائز نہیں جیسے بچھو، سانپ، مگر ریشم کے کیڑوں کی بیچ جائز ہے اور شکار کے لئے استعمال ہونے والے کیڑوں کی بیچ بھی جائز ہے۔

- 3۔ حنفیہ: گوبر، بیٹھ وغیرہ کی خرید و فروخت اور ان سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ بطور ایبتدھن ان کا استعمال جائز اور بیچ درست ہے۔۔۔ کتا، شکار یا حفاظت کے لئے ہو تو اس کی بیچ بھی جائز ہے۔۔۔ یونہی خنزیر کے علاوہ دیگر درندے مثلاً شیر، بھیڑیا، ہاتھی وغیرہ، جب ان سے یا ان کے چمڑوں سے فائدہ اٹھایا جائے مذہب مختار کی رو سے ان کو پالنا اور ان کی خرید و فروخت جائز

ہے۔۔۔ اسی طرح حشرات الارض، کیڑے مکوڑے مثلاً سانپ، بچھو وغیرہ سے جب فائدہ اٹھایا جائے تو ان کو رکھنا، پالنا اور زمین دین جائز ہے۔ جیسے شکاری پرندوں کی بیع و شراء جائز ہے مثلاً شگرا، باز۔۔۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز میں فائدہ ہو اور شرعاً اجازت ہو، اس کی بیع و شراء جائز ہے۔ (علاء عبد الرحمن الجزیری، الفتاویٰ مذاہب اربعہ، ج 2، ص 232، بیج)

3422- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ابْنِ مُحَيْصَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِجَارَةِ الْحَجَّامِ فَتَنَاهَا عَنْهَا فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُهُ وَيَسْتَأْذِنُهُ حَتَّى أَمَرَكَ أَنْ أَغْلِقَ نَاحِيَتَكَ وَرَقِيْقَكَ

ترجمہ: ابن محیصہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے پچھنے لگانے والے کے معاوضے کے بارے میں اجازت لی، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اس سے منع کر دیا، وہ مسلسل نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں سوال کرتے رہے اور ان سے اجازت حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ (اس کی آمدن کو) اپنے اونٹ کو کھلا دیں، یا غلام کو کھلا دیں۔

3423- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اِخْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَتَوَّعَلِمَهُ خَبِيثًا لَمْ يُعْطِ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے، آپ نے پچھنے لگانے والے کو اس کا معاوضہ ادا کیا، اگر آپ کو یہ علم ہوتا کہ یہ حرام ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ دیتے۔

3424- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ: حَجَّمَ أَبُو طَيْبَةَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَمَرَهُ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ، وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابو طیبہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو پچھنے لگائے، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں کھجوروں کا ایک صاع دینے کا حکم دیا آپ نے اس کے آق کو یہ ہدایت دی کہ وہ اس کے خراج میں تخفیف کر دے۔

3423- اسنادہ صحیح، خالد: هو ابن مهران الحذاء، ومسدد: هو ابن مسدد، واخرجه البخاری (2103) و (2279) من طریق حذاف الحذاء، به، وهو فی "مسند احمد" (3284)، واخرجه البخاری (2278)، ومسلم باثر (1577)، وروثو (2208)، واسماحه (2162)، والسانی فی "الکبری" (1580) من طریق طاووس الیمانی، عن ابن عباس، دون قوله: ولو كان حبيثاً لم يعطه، وهو فی "مسند احمد" (2249) و (2337)، و"صحیح ابن حبان" (5150)، واخرجه مسلم باثر (1577) من طریق الشعبي

3424- اسنادہ صحیح، حمید الطویل: هو ابن ابی حمید، والقعی: هو عبد الله بن مسleme بن قعب، وهو فی "موطأ مالک" 974.2/، وخرجه البخاری (2102) و (2210) و (2277) و (2281)، ومسلم (1577)، والترمذی (1324) من طرق عن حمید الطویل، به، وهو فی "مسند احمد" (11966)، واخرجه البخاری (2280)، ومسلم باثر (2208)

بَابُ فِي كَسْبِ الْإِمَاءِ

باب: کنیز کی (جسم فروشی کی) کمائی

3425 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَاذَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ ﴿﴾ ﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کنیزوں کی کمائی سے منع کیا ہے۔

3426 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، حَدَّثَنِي طَارِقُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُرَشِيُّ، قَالَ: جَاءَ رَافِعُ بْنُ رِفَاعَةَ إِلَى مَجْلِسِ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: لَقَدْ نَهَانَا نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ، فَذَكَرَ أَشْيَاءَ وَنَهَى عَنْ كَسْبِ الْأَمَةِ إِلَّا مَا عَمِلَتْ بِيَدِهَا، وَقَالَ: هَكَذَا بِأَصَابِعِهِ نَحْنُ الْخَبَزُ وَالْغَزَلُ وَالنَّفْثِشُ

﴿﴾ ﴿﴾ طارق بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں: حضرت رافع بن رفاعہ رضی اللہ عنہ انصاریوں کی ایک محفل میں آئے، اور بولے: انہوں نے فرمایا: اللہ کی نبی نے ہمیں آج منع کر دیا ہے، اس کے بعد انہوں نے کچھ چیزوں کا ذکر کیا اور بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں کنیزوں کی آمدن سے بھی منع کیا ہے، ماسوائے اس چیز کے، جو وہ اپنے ہاتھ کے ذریعے کام لے کر (کماتی ہیں)۔

راوی بیان کرتے ہیں: انہوں نے اپنی انگلیوں کے ذریعے اس طرح اشارہ کیا، جیسے روٹی پکانا یا سوت کا تنا یا روٹی وغیرہ دھنکنا۔

3427 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ هُرَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْأَمَةِ حَتَّى يُعْلَمَ مِنْ أَيْنَ هُوَ

﴿﴾ ﴿﴾ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کنیز کی آمدن سے منع کیا ہے، جب تک یہ پتہ نہیں چلتا کہ وہ آمدن کہاں سے آتی ہے۔

بَابُ فِي حُلْوَانِ الْكَاهِنِ

باب: کاہن کی مٹھائی (نذرانہ)

3428 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ

ترجمہ: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے کتے کی قیمت فاحشہ عورت کی آمدن اور کابین کے نذرانے سے منع کیا ہے۔

بَابُ فِي عَسْبِ الْفَعْلِ

باب: جانور کے جفتی کرانے کی اجرت لینا

3428 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرِّهٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ

قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَعْلِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ز جانور کو جفتی کے لیے، معاوضے کے عوض میں دینے سے منع کیا ہے۔

بَابُ فِي الصَّائِغِ

باب: سناروں کا بیان

3438 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَزَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي مَاجِدَةَ قَالَ: قَطَعْتُ مِنْ أُذُنِ غُلَامٍ أَوْ قَطَعَ مِنْ أُذُنِ فَقِيرٍ عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ حَاجًّا فَاجْتَبَعْنَا إِلَيْهِ فَرَفَعْنَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ هَذَا قَدْ بَلَغَ الْقِصَاصَ ادْعُوا إِلَى حُجَّامًا لِيَقْتَضَ مِنْهُ فَلَمَّا دُعِيَ الْحُجَّامُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: رَأَيْتُ وَهْبْتُ الْحَالِي غُلَامًا وَأَنَا أَرْجُو أَنْ يُبَارَكَ لَهَا فِيهِ فَقُلْتُ لَهَا: لَا تَسْلِمِيهِ حُجَّامًا وَلَا صَائِغًا وَلَا قَصَّابًا

قال أبو داود: زوى عبد الأعلى، عن ابن إسحاق، قال ابن ماجدة: رجل من بني سهم، عن عمرو بن الخطاب،

ترجمہ: ابو ماجد بیان کرتے ہیں: میں نے ایک لڑکے کا کان کاٹ لیا، (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) میرا کان کاٹ لیا گیا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حج کرنے کے لیے ہمارے علاقے میں تشریف لائے، ہم ان کے پاس جمع ہوئے تو انہوں نے ہمیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف بھجوا دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک یہ (یعنی کٹا ہوا کان) قصاص کی حد تک پہنچتا ہے، تو میرے پاس کسی بچھنے لگانے والے کو لاؤ، جو قصاص لے، جب بچھنے لگانے والے کو بلایا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

3428 - اسنادہ صحیح، معین: هو ابن عينة، وقنية: هو ابن سعيد البغلاني. واخرجه البخاري (2237)، ومسلم (1567)، وابن ماجه (2159)، والترمذي (1164) ر (1321) و (2201)، والنسائي (4292) و (4666) من طرق عن الزهري، به. وهو في "مسند احمد" (17070)، و "صحیح ابن حبان" (5157).

3429 - اسنادہ صحیح، اسماعیل: هو ابن ابراهيم بن مقسم، المعروف بابن غلبة. واخرجه البخاري (2284)، والترمذي (1319)، والنسائي (4671) من طريق عن علي بن الحكم، به. وهو في "مسند احمد" (4630)، و "صحیح ابن حبان" (5156).

”میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام تحفے کو طور پر دیا، مجھے یہ امید ہے کہ اس خالہ کے لیے اس میں برکت رکھی جائے گی، میں نے اس خاتون سے کہا، آپ اسے کسی پچھنے لگانے والے، یا ستار یا قھائی کے حوالے نہ کیجیے گا، (کہ کہیں وہ ان سے یہ پیشہ نہ سیکھ لے)“

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

3431- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مَوْسَى، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ الْحُرَوِيِّ، عَنِ ابْنِ مَاجِدَةَ السَّهْمِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

3432- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ الْحُرَوِيِّ، عَنِ ابْنِ مَاجِدَةَ السَّهْمِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

بَابُ فِي الْعَبْدِ يَبَاعُ وَلَهُ مَالٌ

باب: جس غلام کو فروخت کیا جائے اور اس کے پاس مال موجود ہو

3433- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَّائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ، وَمَنْ بَاعَ تَحْلًا مُؤَبَّرًا فَالشَّمْرَةُ لِلْبَّائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.

سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو شخص کوئی غلام فروخت کرے اور اس غلام کے پاس مال بھی موجود ہو، تو وہ مال فروخت کرنے والے کی ملکیت ہو

گا، اگر خریدار نے اس کی شرط عائد کی ہوگی، تو حکم مختلف ہوگا، جو شخص بیوند شدہ کھجوروں کا باغ فروخت کرتا ہے، تو اس کا

پھل فروخت کرنے والی کی ملکیت ہوگا، البتہ اگر خریدار نے شرط عائد کی ہو، تو (حکم مختلف) ہوگا۔“

3434- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ بِقِصَّةِ الْعَبْدِ. وَعَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِصَّةِ النَّخْلِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَاخْتَلَفَ الزُّهْرِيُّ، وَنَافِعٌ، فِي أَرْبَعَةِ أَحَادِيثَ هَذَا أَحَدُهَا

3433- اسنادہ صحیح، سالم: هو ابن عبد الله بن عمر بن الخطاب، وسفيان: هو ابن عيينة. واخرجه البخاري (2379)، ومسلم (1543)،

وابن ماجه (2211)، والترمذي (1288)، والنسائي في "المجيب" (4636) من طرق عن ابن شهاب الزهري، به. وهو في "مسند احمد"

(4552)، و"صحیح ابن حبان" (4922).

عن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ نے غلام کا واقعہ نقل کرتے ہیں، جبکہ نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے کچھ اور دلائل نقل کیا ہے۔

(امام ابوداؤد بسندہ فرماتے ہیں: زہری اور نافع نے چار روایات میں اختلاف کیا ہے، یہ ان میں سے ایک ہے۔)

3435 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كَهَيْلٍ، حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ بَاعَ عَبْدًا، وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص کوئی غلام فروخت کرے، اور اس غلام کا کوئی مال ہو، تو وہ مال فروخت کرنے والے کو ملے گا، البتہ اگر خریدار نے شرط عائد کی ہو، (تو حکم مختلف ہوگا)۔“

بَابُ فِي التَّلَقِّي

باب: (سودا گروں سے، منڈی سے باہر) ملاقات کرنا

3436 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا تَلْقُوا السِّلْعَ حَتَّى يَنْهَظَ بِهَا الْأَسْوَاقُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”کوئی شخص کسی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ ہی تم لوگ، سامان (لانے والے سودا گروں سے منڈی سے باہر) ملو، جب تک وہ بازار میں اتر نہیں جاتا۔“

3437 - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ كَافٍ أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ وَالرَّقِي، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ ابْنِ

3435- واخره ابن ابی شیبہ/1127 و/22614، واحمد (14214)، وابو یعلیٰ (2139)، والبیہقی/3265 من طریق سفیان الثوری، بهذا الاسناد. واخره احمد (14325)، والنسائی فی "الکبریٰ" (4964)، وابن حبان (4924) من طریق عطاء بن ابی رباح، عن جابر. واخره ابو حنیفہ (338)، وعبدابو یوسف فی "الآثار" (829)، والبیہقی/3265

3436- اسنادہ صحیح. وهو فی "موطا مالک" بروایة ابی مصعب الزهری (2701). وهو كذلك فی "الموطا" بروایة یحییٰ بن یحییٰ اللیثی/6832 دور ذکر تلقی السلع. وفي "الموطا" بروایة محمد بن الحسن الشیانی (772) و (784) معرقابین المساومة وتلقى السلع واخره البخاری (2165) عن عبد الله بن يوسف، عن مالك، به. تاماً. واخرج الشطر الاول منه وهو المساومة البخاری (2139) عن اسماعيل بن ابی اويس، ومسلم بائر (1514) عن يحيى بن يحيى النيسابوري، وابن ماجه (2171) عن سويد بن سعيد، ثلاثهم عن مالك، به. 3437- اسنادہ صحیح. ابن سيرين: هو محمد، وابو ب: هو ابن ابی تميمة السخاوي. واخره الترمذی (1264) من طریق غیبہ اللہ بن عمرو الرقی، بهذا الاسناد. واخره مسلم (1519)، وابن ماجه (2178)، والنسائی (4501) من طریق هشام بن حسان، عن محمد بن سيرين، به. واخره البخاری (2727)، ومسلم (1515)، والنسائی (4491) من طریق ابی حارم سلمان الاشعري، والبخاری (2162) من طریق سعيد المقرئ، كلاهما عن ابی هريرة وهو فی "مسند احمد" (7825) و (10324)، و"صحیح ابن حبان" (4961)، وسبائی صمدی (3443)

سَيُرِين، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ تَلْكِي الْجَلْبِ، فَإِنْ تَلَقَّاهُ مُتَلَقٍ مُشْتَرٍ فَاشْتَرَاهُ، فَصَاحِبُ السِّلْعَةِ بِالْخِيَارِ إِذَا وَرَدَتِ الشُّوقُ، قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ يَقُولُ: قَالَ سُفْيَانُ: لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ أَنْ يَقُولَ: إِنَّ عِنْدِي خَيْرًا مِنْهُ بِعَشْرَةِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے (منڈی سے باہر) سوداگروں سے ملنے سے منع کیا ہے، اگر کوئی شخص ان سے ملا ہو، اور اس نے کوئی چیز خرید لی ہو، تو پھر سامان والے کو اختیار ہوگا، جب وہ بازار میں وارد ہوگا (اگر وہ چاہے تو اس سودے کو کالعدم قرار دے)

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) سفیان کہتے ہیں: کوئی شخص کسی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ یہ کہے: یہ چیز میرے پاس، اس سے دس گنا بہتر موجود ہے۔

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّجْشِ

باب: مصنوعی بولی لگانے کی ممانعت

3438- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرَّاجِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَنَاجَشُوا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”مصنوعی بولی نہ لگاؤ“

بَابُ فِي النَّهْيِ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ

باب: شہری کے، دیہاتی کے لیے خرید و فروخت کرنے کی ممانعت

3439- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْبٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ فَقُلْتُ: مَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ قَالَ: لَا يَكُونُ لَهُ سِتْمَسَارًا

3438- اسنادہ صحیح، سفیان: ہوا بن عیینہ، واخرجه البخاری (2140)، ومسلم (1413)، وابن ماجہ (2174)، والترمذی (1352)، والنسائی (3239) و (4502)، و (4506) و (4507) من طرق عن الزهري، واخرجه البخاری (2150) و (6066)، ومسلم (1515)، والنسائی (4496) من طريق عبد الرحمن بن هرمز الاعرج، والبخاری (2727)، ومسلم (1515)، والنسائی (4491) من طريق ابي حازم سلمان الاشجعي، ومسلم (2563) من طريق ابي صالح السمان، و (2564) من طريق ابي سعيد مولى عامر بن كريب، والنسائی (4506) من طريق ابي سلمة بن عبد الرحمن، حمستهم عن ابي هريرة، وهو في "مسند احمد" (7248).

3439- واخرجه البخاری (2158)، ومسلم (1521)، وابن ماجہ (2177)، والنسائی (4500) من طريق معمر بن راشد، بهذا الاسناد وهو في "مسند احمد" (3482).

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے، کہ شہری شخص دیہاتی کے لیے کوئی چیز فروخت کرے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: شہری شخص کے دیہاتی کے لیے فروخت کرنے سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ کہ وہ اس کا ایجنٹ بن جائے۔

3440- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الزُّبَيْرِ قَانَ أَبَاهُمَا، حَدَّثَهُمْ قَالَ زُهَيْرٌ وَكَانَ ثِقَةً، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَإِنْ كَانَ أَحَاهُ، أَوْ أَبَاهُ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَبُو هِلَالٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ يُقَالُ: لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَهِيَ كَلِمَةٌ جَامِعَةٌ لَا يَبِيعُ لَهُ شَيْئًا، وَلَا يَبْتَاعُ لَهُ شَيْئًا ﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”کوئی شہری شخص کسی دیہاتی کے لیے خرید و فروخت نہ کرے، اگرچہ وہ اس کا باپ یا بھائی ہی کیوں نہ ہو“

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی راویت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، وہ بیان کرتے ہیں، یہ کہا جاتا ہے، کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے کوئی چیز خرید و فروخت نہ کرے، یہ ایک جامع کلمہ ہے، یعنی وہ اس کے لیے کوئی چیز فروخت نہ کرے اور اس کے لیے کوئی چیز خریدے نہیں۔

3441- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَالِمِ الْمَكِّيِّ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا، حَدَّثَهُ أَنَّهُ قَدِمَ بِحُلُوبَةٍ لَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَلَّ عَلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَكِنْ أَهْبَأَ إِلَى الشُّوقِ فَأَنْظُرْ مَنْ يُبَايِعُكَ، فَشَاوَرَنِي حَتَّى أَمَرْتُكَ وَأَنْتَ تَأْكُلُ

﴿﴾ سالم بن مکی بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نے انہیں بتایا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک دودھ والی اونٹنی لے کر آیا، اس نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے ہاں پڑاؤ کیا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے کوئی چیز فروخت کرے، تم بازار جاؤ، اور اس بات کا جائزہ لو کہ کون تمہارے ساتھ سودا کرنا چاہتا ہے، تم مجھ سے مشورہ لے لینا، تاکہ میں تمہیں (سودا کرنے کی) ہدایت کروں، یا تمہیں اس سے منع کر دوں۔

3442- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفَّيْسِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ

3442- اسنادہ صحیح، وقد صرح ابو الزبير - وهو محمد بن مسلم بن نضر المكي - بسماعه من جابر عند احمد والسناني، فانتفت شبهة تدليه. زهير: هو ابن معاوية الجعفي. واحمره مسلم (1522)، وابن ماجه (2176)، والترمذي (1266)، والسناني (4495) من طريقين عن ابي الزبير، به. وهو في "مسند احمد" (14291)، و"صحيح ابن حبان" (4960) و(4963) و(4964).

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَذَرُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللَّهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ

*** حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے خرید و فروخت نہ کرے، تم لوگوں کو (ان کے حال پر) چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ انہیں ایک دوسرے کے ذریعے رزق عطا کر دے گا۔“

بَابُ مَنْ اشْتَرَى مُصَرَّاةً فَكَرِهَهَا

باب: جو شخص ”تصریہ“ والے جانور کو (غلطی سے) خرید لے اور پھر اسے ناپسند کرے

3443 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَلْقُوا الزُّكْيَانَ لِلْبَيْعِ، وَلَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ، فَمَنْ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ، بَعْدَ أَنْ يَحْلِبَهَا فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا، وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ

*** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”خرید و فروخت کے لیے سواروں کو (منڈی سے باہر راستے میں) نہ ملو اور کوئی شخص کسی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور تم اونٹوں اور بکریوں کا تصریہ نہ کرو، جو شخص اسے خرید لیتا ہے، اس کے بعد، اسے دو میں سے ایک چیز کا اختیار ہوگا، جبکہ وہ اس کا دودھ دہ چکا ہو، اگر چہ وہ چاہے تو اسے اپنے پاس رہنے دے، اگر نہ چاہے تو وہ واپس کر دے، اور ساتھ کھجور کا ایک صاع بھی واپس کرے۔“

3444 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، وَهَيْشَامٍ، وَحَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

سَلِيمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اشْتَرَى شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِنْ شَاءَ رَدَّهَا، وَصَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَا سَمَرَاءَ

*** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو شخص تصریہ والی کوئی بکری خرید لیتا ہے، تو تین دن تک اسے (اس کو واپس کر دے) ساتھ میں اناج کا ایک صاع دے، جو عمدہ قسم کی گندم نہ ہو۔“

3445 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ يَعْنِي ابْنَ إِبرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي

زَيْدًا، أَنَّ ثَابِتًا، مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اشْتَرَى غَنَمًا مُصَرَّاةً، اخْتَلَبَهَا فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ سَخِطَهَا فَفِي حَلَبَتِهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ

*** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص تصریہ والی بکری خرید کر، پھر اس کا دودھ دودھ لے، تو اگر بعد میں وہ راضی ہو، تو اسے اپنے پاس رکھے اگر پسند نہ کرے، تو اس نے جو دودھ دودھ لیا تھا، اس کے عوض میں مجبور کا ایک صاع دیدے۔“

3446 - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ التَّمِيمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ ابْتَاعَ مُحْفَلَةً، فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنْ رَقَعَارَ دَمَعَهَا مِثْلًا، أَوْ مِثْلًا لَبَنَهَا فَمِنَعَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جس نے محفلہ جانور خرید، تین دن تک اسے اختیار ہوگا، اگر وہ چاہے تو اسے واپس کر دے اور اس کے ہمراہ، اس کے دودھ کی مانند (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس سے دو گنی گندم بھی واپس کرنے۔“

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ الْحُكْرَةِ

باب: ذخیرہ اندوزی کی ممانعت

3447 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ مَعْمَرِ بْنِ أَبِي مَعْمَرٍ، أَخْبَرَنِي عِدِّيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا غَاطِطٌ فَقُلْتُ لِسَعِيدٍ: فَإِنَّكَ تَحْتَكِرُ، قَالَ وَمَعْمَرٌ: كَانَ يَحْتَكِرُ،

قال أبو داود: وَسَأَلْتُ أَحْمَدَ مَا الْحُكْرَةُ، قَالَ: مَا فِيهِ عَيْشُ النَّاسِ،

قال أبو داود: قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: الْمُحْتَكِرُ: مَنْ يَغْتَرِضُ الشُّوقِ

حضرت معمر بن ابومعمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”(کوئی) گناہگار شخص ہی، ذخیرہ اندوزی کر سکتا ہے“

راوی کہتے ہیں: میں سعید بن مسیب سے کہا: آپ بھی تو ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں، انہوں نے کہا، حضرت معمر رضی اللہ عنہما خود بھی ذخیرہ اندوز کرتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں نے امام احمد بن حنبل سے دریافت کیا: ذخیرہ اندوزی سے مراد کیا ہے، انہوں نے فرمایا: یہ ان چیزوں کے بارے میں ہوتی ہے، جو لوگوں کی بنیادی ضروریات ہو۔

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) امام اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ذخیرہ اندوزہ ہوتا ہے، جو بازار سے متعلق ہو۔

3448 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قِيَاظٍ، حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْقَيَّاطِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: لَيْسَ فِي الشَّعْرِ حُكْرَةٌ، قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: قَالَ: عَنِ الْحَسَنِ فَقُلْنَا لَهُ: لَا تَقُلْ عَنِ الْحَسَنِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ عِنْدَنَا بَاطِلٌ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ يَحْتَكِرُ النَّوَى، وَالْحَبْطَ وَالْيَزَرَ وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ يُونُسَ يَقُولُ: سَأَلْتُ سُفْيَانَ، عَنْ كُبَيْسِ الْقَتِّ فَقَالَ: كَانُوا يَكْرَهُونَ الْحُكْرَةَ وَسَأَلْتُ أَبَا بَكْرٍ بْنُ عَيَّاشٍ فَقَالَ: الْكِبْسَةُ

❀❀ تادمہ فرماتے ہیں: بکجور میں ذخیرہ اندوزی نہیں ہوتی، ابن شثی نے یہ بات بیان کی، یہ روایت حسن بصری سے منقول ہے، تو ہم نے ان سے کہا، آپ اسے ان کے حوالے سے نقل نہ کریں۔

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) ہمارے نزدیک یہ روایت باطل ہے۔

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) سعید بن مسیب مٹھلیوں، پتوں اور بیج کا ذخیرہ کیا کرتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں نے احمد بن یونس کو یہ بیان سن کر دیکھا: میں نے سفیان سے جانوروں کے چارے کی

ذخیرہ اندوزی کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے بتایا: پہلے زمانے کے لوگ ذخیرہ اندوزی کو مکروہ سامان قرار دیتے تھے۔

میں نے ابوبکر بن عیاش سے اس بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: تم اسے ذخیرہ کر سکتے ہو۔

بَابُ فِي كَثْرِ الدَّرَاهِمِ

باب: دراهم کو توڑنا

3449- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ قُضَاءٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُكْسَرَ سِكَّةُ الْمُسْلِمِينَ الْجَائِزَةُ بَيْنَهُمْ إِلَّا مِنْ بَأْسٍ

❀❀ علقمہ بن عبد اللہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ مسلمانوں میں رائج سکے کو توڑ دیا جائے، البتہ اگر انتہائی ضرورت ہو، تو (حکم مختلف ہے)

بَابُ فِي التَّسْعِيرِ

باب: نرخ مقرر کرنا

3450- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَانَ الدِّمَشْقِيُّ، أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ بِلَالٍ، حَدَّثَهُمْ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، سَعِّرْ، فَقَالَ: بَلْ أَدْعُو ثُمَّ جَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، سَعِّرْ، فَقَالَ: بَلِ اللَّهُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ، وَإِنِّي لَا رَجُوَ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ وَلَيْسَ لِأَحَدٍ

عَنْدِي مَظْلَمَةٌ

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص آیا، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! (ہزار میں) چیزوں کے نرخ مقرر کر دیجیے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی نہیں! بلکہ میں دعا کروں گا کہ وہ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! نرخ مقرر کر دیجیے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی نہیں! بلکہ اللہ تعالیٰ (چیزوں کی قیمتوں کو) گھٹاتا اور بڑھاتا ہے، مجھے یہ امید ہے کہ جب میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا تو کوئی بھی شخص میری طرف سے ظلم کا دعویٰ نہیں ہوگا۔

2451۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَرِيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا عَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَقَتَادَةَ وَحُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: النَّاسُ يَارِسُوْنَ اللّٰهَ غَلًا السَّعْرُ فَسَعَرْنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْمَبْسُطُ الرَّازِقُ، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنَّ أَلْقَى اللّٰهَ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يُطَالِيُنِي بِمَظْلَمَةٍ فِي دَمٍ وَلَا مَالٍ

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! چیزوں کے نرخ منگے ہو گئے ہیں، آپ ہمارے لیے نرخ مقرر کر دیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”بے شک اللہ تعالیٰ نرخ مقرر کرنے والا ہے، وہ نگی کرنے والا اور وسعت دینے والا ہے، رزق عطا کرنے والا ہے، مجھے یہ امید ہے کہ میں ایسی حالت میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا کہ تم میں سے کوئی بھی شخص جان یا مال کے حوالے سے، مجھ سے زیادتی کا مطالبہ نہیں کرے گا۔“

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغِيْشِ

باب: ملاوٹ کرنے کی ممانعت

2452۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ يَبِيعُ طَعَامًا فَسَأَلَهُ كَيْفَ تَبِيعُ، فَأَخْبَرَهُ فَأَوْجَبَ إِلَيْهِ أَنْ أَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ فَإِذَا هُوَ مَبْلُولٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنْكُمْ غَشٌّ.

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا گزرا ایک شخص کے پاس سے ہوا، جو کوئی اناج فروخت کر رہا تھا، نبی اکرم ﷺ نے اس سے دریافت کیا: تم اسے کیسے فروخت کر رہے ہو؟ اس نے آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا، پھر آپ ﷺ کی طرف یہ بات وحی کی گئی کہ آپ ﷺ اپنا ہاتھ اس اناج میں داخل کریں، نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں داخل کیا، تو وہ اناج اندر سے گھلا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص دھوکہ دیتا ہے، وہ ہم میں سے نہیں۔

3451- اسنادہ صحیح. حمید: ہو ابن ابی حمید الطویل، وقنادة: ہو ابن دعامة السخومی، وثابت: ہو ابن اسلم الطویل، وعفان: ہو ابن مسلم. واخرجه ابن ماجه (2200)، والترمذی (1361) من طریق حماد بن سلمة، به. وهو في "مسند احمد" (12591).

3453 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ يَحْيَى قَالَ: كَانَ سُفْيَانُ يَكْرَهُ هَذَا التَّفْسِيرَ لَيْسَ

مِنَّا لَيْسَ مِنَّا

*** یحیی بیان کرتے ہیں: سفیان اس وضاحت کو ناپسند کرتے تھے ”وہ ہم میں سے نہیں“ سے مراد ”وہ ہماری مانند نہیں“

ۛ

بَابُ فِي خِيَارِ الْمُتَبَايَعِينَ

باب: خرید و فروخت کرنے والوں کے لیے اختیار ہونا

3454 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُتَبَايَعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَفْتَرِ قَارِ الْأَبْيَعِ الْخِيَارِ

*** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”خرید و فروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اس وقت تک اختیار رہتا ہے، جب تک وہ دونوں جدا نہیں ہو جاتے، البتہ اگر بیع خیار ہو، تو حکم مختلف ہوگا۔“

3455 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ قَالَ: أَوْ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اخْتَرْ

*** یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

”یا پھر ان دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے سے کہہ دے: تم اختیار کرلو“

3456 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عُمَرَ وَبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَبْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُتَبَايَعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ

يَفْتَرِ قَا، إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَفْقَةً خِيَارٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُفَارِقَ صَاحِبَهُ خَشْيَةً أَنْ يَسْتَقِيلَهُ

*** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”خرید و فروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اختیار اس وقت تک رہتا ہے، جب تک وہ دونوں ایک دوسرے

سے جدا نہیں ہو جاتے، اگر وہ سودا اختیار والا ہو، پھر (حکم مختلف ہوگا) اور آدمی کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اس

اندیشے کے تحت اپنے ساتھی سے جدا ہو جائے، کہ وہ سودا ختم ہو سکتا ہے۔“

3457 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الْوَضِيِّ قَالَ: غَزَوْنَا غَزْوَةً لَنَا فَنَزَلْنَا

مَنْزِلًا فَبَاعَ صَاحِبُ لَنَا فَرَسًا بِغُلَامٍ ثُمَّ أَقَامَا بَعِيَّةً يَوْمِيهِمَا وَلَيْلَتِيهِمَا فَلَمَّا أَصْبَحَا مِنَ الْغَدِ حَضَرَ

الرَّحِيلُ فَقَامَ إِلَى فَرَسِهِ يُسْرِجُهُ فَنَدِمَ فَأَتَى الرَّجُلَ وَأَخَذَهُ بِالْبَيْعِ فَأَبَى الرَّجُلُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَيْهِ فَقَالَ:

بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَبُو بَرْزَةَ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْنَا أَبَا بَرْزَةَ فِي تَاجِيَةِ الْعَسْكَرِ فَقَالَ لَهُ: هَذِهِ الْبَيْضَةُ. فَقَالَ: أَتَرْضَيَانِ أَنْ أَقْضِيَ بَيْنَكُمَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا. قَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَ جَمِيلٌ أَنَّهُ قَالَ: مَا رَأَيْنَا أَفْزَقَهُمَا

⊗⊗ ابودوسی بیان کرتے ہیں: ہم نے ایک جنگ میں حصہ لیا، ہم نے ایک جگہ پر پڑاؤ کیا، ہمارے ایک ساتھی نے دوسرے کو ایک غلام کے عوض میں اپنا گھوڑا فروخت کر دیا، اس کے بعد وہ دونوں ایک دن اور ایک رات اکٹھے رہے، جب اگلا دن ہوا، کوچ کرنے کا وقت آیا تو گھوڑے کا خریدار اپنے گھوڑے کی طرف بڑھا، اس نے اس پر زین رکھ کر اس کو تیار کرنا چاہا، تو گھوڑے کو فروخت کرنے والے کو، اپنے کیے ہوئے سودے پر ندامت ہوئی، وہ اس کے پاس آیا اور اس سے یہ کہا کہ وہ سودا منسوخ کرنا چاہتا ہے، لیکن جس شخص نے گھوڑا خریدا تھا، اس نے واپس کرنے سے انکار کر دیا، اس نے کہا میرے اور تمہارے درمیان حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ثالث ہوں گے، جو نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں، وہ دونوں آدمی لشکر کے ایک طرف سے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، انہیں پورا واقعہ بیان کیا، تو انہوں نے دریافت کیا: کیا تم دونوں اس بات پر راضی ہو کہ میں تمہارے درمیان وہ فیصلہ کروں جو نبی اکرم ﷺ کا فیصلہ ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”خرید و فروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اس وقت تک اختیار رہتا ہے، جب تک وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو جاتے۔“

ہشام بن حسان کہتے ہیں: جمیل نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے خیال میں تم جدا نہیں ہوئے۔

3458 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْجَزَّارِيُّ قَالَ: مَرْوَانُ الْفَزَارِيُّ، أَخْبَرَنَا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، قَالَ: كَانَ أَبُو زُرْعَةَ إِذَا بَاعَ رَجُلًا خَيْرَهُ، قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ: خَيْرَنِي، وَيَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَفْتَرِقَنَّ اثْنَانِ إِلَّا عَنْ تَرَاضٍ

⊗⊗ یعنی بن ایوب بیان کرتے ہیں: ابوزرعه جب کسی شخص کے ساتھ کوئی سودا کرتے تھے، تو اسے اختیار دیتے تھے، پھر وہ یہ فرماتے تھے: تم مجھے بھی اختیار دو، پھر وہ یہ بیان کرتے تھے، میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”دو آدمی باہمی رضامندی کے بغیر، ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔“

3459 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّلِيبِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَزَامٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرَقَا. فَإِنْ صَدَقَا وَبَيْنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا. وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَّتِ الْبَرَكَةُ مِنْ بَيْعِهِمَا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، وَحَمَّادٌ، وَأَمَّا هَمَّامٌ، فَقَالَ: حَتَّى يَتَفَرَّقَا، أَوْ يَخْتَارَا

ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

❁ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ”خرید و فروخت کرنے والوں کو (سود ختم کرنے کا) اختیار، اس وقت تک نہ ہوتا ہے، جب تک وہ دونوں جدا نہیں ہو جاتے، اگر وہ دونوں سچ بولتے ہیں اور سب کچھ بیان کرتے ہیں، تو ان دونوں کے لیے ان کے سودے میں برکت رکھی جائے گی، اور اگر وہ (کسی بھی قسم کی فراہمی) چھپاتے ہیں اور غلط بیانی کرتے ہیں، تو ان کے سودے میں سے برکت کو مٹا دیا جاتا ہے۔“

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: ”یہاں تک کہ وہ جدا ہو جائیں، یا وہ دونوں اختیار کر لیں (یعنی اختیار کی شرط عائد کر دیں)۔“

یہ الفاظ تین مرتبہ ہیں۔

بَابُ فِي فَضْلِ الْإِقَالَةِ

باب: اقالہ کی فضیلت

3460- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ:

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَقَالَ مُسْلِمًا أَقَالَ اللَّهُ عَلَيْهِ عَمَلَهُ

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص کسی مسلمان کے ساتھ اقالہ کر لے، اللہ تعالیٰ اس کی غزشتوں سے درگزر کرے گا“

بَابُ فِي مَنِ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ

باب: جو شخص ایک ہی سودے میں، دو سودے کرے

3461- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ، فَلَهُ أَوْ كُسُهَا أَوْ الزَّيْبُ

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص ایک ہی سودے میں، دو سودے کرے گا، تو یا تو اس کے حصے میں کم قیمت آئے گی، یا پھر سودا آئے گا“

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ الْعَيْنَةِ

باب: بیع عینہ کی ممانعت

3462- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي حَبِيبَةُ بْنُ شَرِيحٍ، وَحَدَّثَنَا جَعْفَرُ

بْنُ مُسَافِرٍ التَّيْمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى الْبُرْلُوسِيُّ، حَدَّثَنَا حَيُّوَةُ بْنُ شَرِيحٍ، عَنْ إِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ سُلَيْمَانُ: عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُرَّاسِيِّ أَنَّ عَطَاءَ الْحَرَّاسِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّ دَافِعًا حَدَّثَهُ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعَيْنَةِ، وَأَخَذْتُمْ أَذْكَابَ الْبَقَرِ، وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ، وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَطَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْإِسْنَادُ يَجُفَرُ وَهَذَا الْقَوْلُ

❦❦ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: "جب تم بیع عینہ کرو گے اور تم بیلوں کی زمین پر لڑو گے اور کھیتی باڑی سے مطمئن ہو جاؤ گے، اور جہاد ترک کر دو گے، تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا، جو کسی بھی صورت میں زائل نہیں ہوگی، جب تک تم اپنے دین کی طرف واپس نہیں آ جاتے۔"

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت جعفر کی نقل کردہ ہے اور یہ الفاظ بھی اسی کے ہیں۔)

بَابُ فِي السَّلَفِ

باب: بیع سلف کا بیان

3463- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي الْيَمْنَانِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسَلِّفُونَ فِي الشَّهْرِ السَّنَةَ، وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَسْلَفَ فِي تَمَرٍ فَلْيُسَلِّفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ، وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ.

❦❦ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے، تو لوگ کھجوروں میں ایک، ایک دو، دو، تین، تین سال تک کے لیے بیع سلف کر لیتے تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص کھجور میں بیع سلف کرتا ہے، اسے متعین ماپ، متعین وزن میں، متعین مدت کے لیے سودا کرنا چاہیے"

3464- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ، أَوْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُجَالِدٍ، قَالَ: اخْتَلَفَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ، وَأَبُو بُرْدَةَ فِي السَّلَفِ فَبَعَثُونِي إِلَى ابْنِ أَبِي أَوْفَى، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: إِنَّ كُنَّا نُسَلِّفُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ، فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّيْتِ زَادَ ابْنُ كَثِيرٍ، إِلَى قَوْمٍ مَا هُوَ عِنْدَهُمْ، ثُمَّ اتَّفَقَا، وَسَأَلْتُ ابْنَ أَبِي بَرٍّ، فَقَالَ:

3463- وارجعه البخاری (2239) و (2240)، ومسلم (1604)، وابن ماجه (2280)، والترمذی (1358)، والسنائی (4616) من طریق عبد اللہ بن ابی نجیح، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (1868)، و"صحیح ابن حبان" (4925).

مِفْلٌ ذَلِكَ

محمد بن مجالد یا شاید عبد اللہ بن مجالد بیان کرتے ہیں: عبد اللہ بن شداد اور ابو بردہ میں بیع سلف کے بارے میں اختلاف ہو گیا، انہوں نے مجھے حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، میں نے ان سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں اور آپ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں، گندم، جو، کھجور اور کشمش میں بیع سلف کر لیتے تھے۔

ابن کثیر نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ہم ان لوگوں کے ساتھ بیع سلف کرتے تھے، جن کے پاس وہ چیزیں موجود نہیں ہوتی تھیں، اس کے بعد دونوں راوی یہ الفاظ نقل کرنے میں متفق ہیں: میں نے حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بھی اس کی مانند جواب دیا۔

3465 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، وَابْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْمَجَالِيدِ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: عَنْ ابْنِ أَبِي الْمَجَالِيدِ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: عِنْدَ قَوْمٍ مَا هُوَ عِنْدَهُمْ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الصَّوَابُ ابْنُ أَبِي الْمَجَالِيدِ، وَشُعْبَةُ أَخْطَأَ فِيهِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں

”ان لوگوں کے ساتھ یہ معاملہ کرتے تھے، جن کے پاس وہ چیزیں نہیں ہوتی تھیں“

(امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: درست یہ ہے کہ راوی کا نام ابن ابی مجالد ہے جبکہ شعبہ نے اس روایت میں (راوی کا نام ذکر کرتے ہوئے) غلطی کی ہے۔

3466 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي غَنِيَّةٍ، حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الشَّامَ فَكَانَ يَأْتِينَا أَنْبَاطٌ مِنَ الشَّامِ فَنُسَلِّفُهُمْ فِي الْبُرِّ وَالزَّيْتِ سَعْرًا، مَعْلُومًا وَأَجَلًا مَعْلُومًا، فَقِيلَ لَهُ: رَمَتْكَ لَهُ ذَلِكَ قَالَ: مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ

محمد بن عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سلمیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ شام کی طرف جنگ کے لیے سفر کیا، تو شام کے رہنے والے لہطی لوگ ہمارے پاس آتے اور ہم ان کے ساتھ گندم، زیتون کے تیل میں بیع سلف کر لیتے، جو متعین نرخ کے اعتبار سے متعین مدت کے لیے ہوتی، ان سے دریافت کیا گیا: یہ چیزیں ان سے خریدتے تھے، جن کے پاس ہوں، تو انہوں نے فرمایا: ہم ان سے یہ دریافت نہیں کرتے تھے۔

بَابُ فِي السَّلَمِ فِي مَرَّةٍ بِعَيْنِهَا

باب: کسی متعین پھل کی بیج سلم کرنا

3457 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ رَجُلٍ، نَجْرَانِيٍّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا، أَسْلَفَ رَجُلًا فِي تَخْلٍ فَلَمْ تُخْرِجْ تِلْكَ السَّنَةَ شَيْئًا فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: بِمَ تَسْتَعِجِلُ مَالَهُ ارْزُدْ عَلَيْهِ مَالَهُ، ثُمَّ قَالَ: لَا تُسْلِفُوا فِي التَّخْلِ حَتَّى يَبْدُوَ صِلَا حُهُ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے کھجور کے درخت میں، ایک شخص کے ساتھ بیج سلم کر لی تو کھجور کے اس درخت کی اس سال پیداوار نہیں ہوئی، وہ دونوں اپنا مقدمہ لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم کس بنیاد پر اس کے مال کو حلال قرار دیتے ہو؟ تم اس کا مال اسے واپس کر دو، پھر آپ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ کھجور کے بارے میں، اس وقت تک بیج سلم نہ کرو، جب تک اس کی صلاحیت ظاہر نہیں ہو جاتی۔

بَابُ السَّلَفِ لَا يُحَوَّلُ

باب: سلف کو تبدیل کرنا

3458 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ خُثَيْبَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ يَعْنَى الطَّائِي، عَنْ عَطِيَّةِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَلَا يَضُرُّهُ إِلَى غَيْرِهِ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "جو شخص کسی چیز میں بیج سلم کرتا ہے، تو وہ اسے دوسری چیز میں تبدیل نہ کرے"

بَابُ فِي وَضْعِ الْجَائِمَةِ

باب: آفت آنے کی صورت میں ادائیگی معاف (یا کم) کرنا

3459 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتَارٍ ابْتِاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک شخص نے پھل خریدے، جو آفت کا شکار ہو گئے، تو اس شخص کا قرض زیادہ ہو گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اسے صدقہ دو، لوگوں نے اسے صدقہ دیا،

لیکن پھر بھی اس کے پورے قرض کی ادائیگی کا بندوبست نہ ہو سکا تو نبی اکرم ﷺ نے (اس کے قرض خواہوں سے) فرمایا: تمہیں جوں رہا ہے، اسے حاصل کر لو، تمہارے لیے صرف یہی ہے۔

3470 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ التَّهَرِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ الْمَعْنَى، أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ النَّخَعِيِّ، أَخْبَرَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنْ بَعْتَ مِنْ أَخِيكَ تَمْرًا فَأَصَابَتْهَا جَائِحَةٌ، فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا بِمَ تَأْخُذُ مَالِ أَخِيكَ بِغَيْرِ حَقٍّ ﴿١﴾ ﴿٢﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”اگر تم اپنے بھائی کو کھجور فروخت کرو، اور پھر اسے کوئی آفت لاحق ہو جائے، تو تمہارے لیے اس میں سے کچھ بھی لینا حلال نہیں ہے، تم کسی حق کے بغیر کس بنیاد پر اپنے بھائی کا مال حاصل کرو گے۔“

بَابُ فِي تَفْسِيرِ الْجَائِحَةِ

باب: آفت کی وضاحت

3471 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ التَّهَرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: الْجَوَائِحُ: كُلُّ ظَاهِرٍ مُفْسِدٍ مِنْ مَطَرٍ، أَوْ بَرَدٍ، أَوْ جَرَادٍ، أَوْ رِيحٍ، أَوْ حَرِيقٍ ﴿١﴾ ﴿٢﴾ عطاء بیان کرتے ہیں: آفات سے مراد تمام ظاہری اسباب ہیں، جو خرابی پیدا کر دیتے ہیں، جس میں بارش، سردی، آندھی یا جل جانا وغیرہ شامل ہیں۔

3472 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ الْحَكَمِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ قَالَ: لَا جَائِحَةٌ فِيْمَا أُصِيبَتْ دُونَ ثَلَاثِ رَأْسِ النَّالِ، قَالَ يَحْيَى: وَذَلِكَ فِي سُنَّةِ الْمُسْلِمِينَ ﴿١﴾ ﴿٢﴾ یحیی بن سعید فرماتے ہیں: جس آفت کے نتیجے میں پورے مال کا ایک تہائی سے کم کا نقصان ہو، وہ آفت شمار نہیں ہوتی، یحیی کہتے ہیں: مسلمانوں کا یہی طریقہ ہے۔

بَابُ فِي مَنَعِ الْمَاءِ

باب: پانی سے روکنا

3473 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُتَنَعَ بِهِ الْكَلَاءُ

3470- رواه احمد مسلم (1554)، وابن ماجه (2219)، والنسائي (4527) و (4528) من طريق ابن جريج، به. وهو في "صحيح ابن حبان" (5034) و (5035).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”اضافی پانی استعمال کرنے سے نہ روکا جائے، کیونکہ اس کے نتیجے میں گھاس اگنا بند ہو جائے گی“

3474 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ. عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ لَا يَكُلُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. رَجُلٌ مَنَعَ ابْنَ السَّبِيلِ فَضْلَ مَاءٍ عِنْدَهُ وَرَجُلٌ خَلَفَ عَلَى بِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ يَغْنَى كَافِيًا. وَرَجُلٌ تَابَعَ إِمَامًا فَإِنْ أَعْطَاهُ وَلِيَ لَهُ. وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ لَمْ يُغْفَرْ لَهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”تین لوگ ایسے ہیں کہ قیامت ک دن، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کلام نہیں کرے گا، ایک وہ شخص جس نے مسافر کو اپنے پاس موجود اضافی پانی استعمال کرنے سے روک دیا ہو، ایک وہ شخص جس نے عصر کے بعد کسی سامان پر قسم اٹھائی ہو (راوی کہتے ہیں: جس نے مہوئی قسم اٹھائی ہو) اور ایک وہ شخص جو کسی عسکران کی بیعت کرے، اگر عسکران اسے کچھ دیدے تو وہ اس بیعت کو پورا نہ کرے، اگر وہ اسے کچھ نہ دے تو وہ اس بیعت کو پورا نہ کرے۔“

3475 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: وَلَا يُؤْتِيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَقَالَ فِي الْبِلْعَةِ بَانُو لَقْدُ أَغْنَى بِهَا كَنَاءٌ وَكُنَّا لَصَدَقَةِ الْأَخْرَاقِ أَخَذْنَا

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، مگر اس میں یہ الفاظ ہیں:

”اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ترکی نہیں کرے گا، ان لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہوگا“

سامان کے بارے میں وہ شخص یہ کہے گا: اللہ کی قسم! مجھے اس کے عوض میں اتنے لادیتے ہیں جتنے چاہے رہے تھے تو دوسرا شخص اس کی تصدیق کرتے ہوئے، اسے حاصل کر لے۔

3476 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا كُثَيْبٌ عَنْ سَهْلِ بْنِ مَنْظُورٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِي قَزَازَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا بَيْتِيَّةٌ عَنْ أَبِيهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ بَيْتَهُ وَبَنُو قَبِيصٍ فَجَعَلَ يَقْبَلُ وَيَلْتَرِمُ ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنَعُهُ. قَالَ: الْمَاءُ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنَعُهُ. قَالَ: الْبِلْعُ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنَعُهُ. قَالَ: أَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ خَيْرَ لَكَ

یہاں بیسہ نامی خاتون اپنے آپ کو یہ بیان نقل کرتی ہیں: میرے والد نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت مانگی، وہ نبی اکرم ﷺ اور آپ سیدہ خاتون کے درمیان داخل ہو گئے، آپ کو روک دینے گئے اور اپنے ساتھ چمکانے گئے، چہ انہوں نے عرض کی: اسے اللہ کے نبی سے روکنا جائز نہیں ہے، جیسے روکنا جائز نہیں ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پانی انہوں نے عرض کی: اسے اللہ کے نبی سے روکنا جائز نہیں ہے، جیسے روکنا جائز نہیں ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم تک، انہوں نے عرض کی: اسے اللہ کے نبی سے

چیز ہے جس سے روکنا جائز نہیں ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا بھلائی کرتے رہتا، تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے۔

3477 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَجَّادِ اللَّؤْلُؤِيُّ، أَخْبَرَنَا حَرِيرُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ جَبَّانِ بْنِ زَيْدٍ الشَّزَّعِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قُرْبِ حٍ وَحَدَّثَنَا مُسْنَدٌ. حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا حَرِيرُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَدَّاشٍ، وَهَذَا لَفْظُ عَلِيٍّ، عَنْ رَجُلٍ، مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا أَسْمَعُهُ يَقُولُ: الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْكَلْبِ، وَالْمَاءِ، وَالنَّارِ

❦❦ ابو جَدَّاش ایک مہاجر صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تین غزوات میں شرکت کی ہے، میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”مسلمان تین چیزوں میں ایک دوسرے کے حصے دار ہیں، گھاس، پانی اور آگ۔“

بَابُ فِي بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ

باب: اضافی پانی کو فروخت کرنا

3478 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَطَّارُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الْيَمْنَانِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عُبَيْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ ❦❦ حضرت ایاس بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں: ”نبی اکرم ﷺ نے اضافی پانی کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے“

بَابُ فِي ثَمَنِ السِّنْدُورِ

باب: بلی کی قیمت (کا حکم)

3479 - حَدَّثَنَا إِبرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، ح وَحَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ تَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عِيسَى، وَقَالَ إِبرَاهِيمُ: أَخْبَرَنَا عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ السِّنْدُورِ ❦❦ حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کتے اور بلی کی قیمت (استعمال کرنے) سے منع کیا ہے۔

3480 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ زَيْدٍ الصَّنَعَانِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْهَرَّةِ

3479 - واحوجه الترمذی (1325) من طریق عیسی بن یونس، به. وضعف هو وابن عبد البر فی "المتهجد" / 4028-403 طریق ابی سعید
 هذه للاختلاف فيها على الاعمش، وهذا غير مسلم لهما، لان الحديث لم ينفرد ابو سفيان به، بل تابعه ابو الزبير محمد ابن مسلم المكي، على
 انه صحيحه من طريق ابی سعید: ابن الجارود (580)، والحاكم / 342، والبيهقي / 11.6 وانظر ما بعده من مسابحي برقم (3807).

روایت کردہ حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بلی کی قیمت سے منع کیا ہے۔

بَابُ فِي أَثْمَانِ الْكَلَابِ

باب: کتوں کی قیمت (کا حکم)

3481 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَيْعِ، وَخُلُوعِ الْكَاهِنِ
 ۞ حضرت ابومسعود بنحو نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے کتے کی قیمت، عورت کی نکاحی اور کاهن کے نذرانے سے منع کیا ہے۔

3482 - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا عُثَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ قَبِيصِ بْنِ حَبِشٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَانَ جَاءَ يَطْلُبُ ثَمَنَ الْكَلْبِ فَاْمَلًا كَفَّهُ تَرَابًا
 ۞ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کتے کی قیمت سے منع کیا ہے اور اگر کوئی شخص آ کر کتے کی قیمت کا مطالبہ کرے تو تم اس کی پھیلی ہوئی مٹی سے بھر دو۔

3483 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّلِبِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي جَحْفَةَ، أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ
 ۞ عمن بن ابوجحیفہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کتے کی قیمت سے منع کیا ہے۔

3484 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي مَعْرُوفُ بْنُ سُوَيْدٍ الْجَدَامِيُّ، أَنَّ شَوْكَ بْنَ رَبَاحٍ اللَّخْمِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ رِزْقَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ ثَمَنُ الْكَلْبِ وَلَا خُلُوعُ الْكَاهِنِ، وَلَا مَهْرُ الْبَيْعِ
 ۞ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”کتے کی قیمت، کاهن کا نذرانہ اور فاحشہ عورت کی نکاحی جائز نہیں ہے“

بَابُ فِي ثَمَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ

باب: شراب اور مردار کی قیمت (کا حکم)

3485 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ الْوَهَّابِ بْنِ بَجْطٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَحِلُّ ثَمَنُ الْخَمْرِ وَلَا ثَمَنُ الْمَيْتَةِ
 ۞ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اللَّهُ حَزَمَ الْخَمْرَ وَثَمَنَهَا. وَحَزَمَ الْمَيْتَةَ وَثَمَنَهَا. وَحَزَمَ الْخِنْزِيرَ وَثَمَنَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب اس کی قیمت کو حرام قرار دیا ہے۔ اس نے مردار اور اس کی قیمت کو بھی حرام قرار دیا ہے، اس نے خنزیر اور اس کی قیمت کو بھی حرام قرار دیا ہے“

3486 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ. حَدَّثَنَا اللَّيْثُ. عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ. عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ. أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ: إِنَّ اللَّهَ حَزَمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ. وَالْأَصْنَامِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ سُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُطْلَى بِهَا السُّنَنُ وَيُنْذَرُ بِهَا الْجُلُودُ. وَيَسْتَصْبَحُ بِهَا النَّاسُ. فَقَالَ: لَا هُوَ حَرَامٌ. ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ: قَاتِلِ الْيَهُودَ إِنَّ اللَّهَ لَمَّا حَزَمَ عَلَيْهِمْ سُحُومَهَا أَنْجَلُوهُ ثُمَّ بَاغُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں، نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے، عرض کی گئی:

یا رسول اللہ! مردار کی چربی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیونکہ ہم اسے کشتیوں کے تختوں پر لگاتے ہیں اور ان کے ذریعے چمڑوں کو دھونی لگاتے ہیں اور لوگ اس کے ذریعے روشنی بھی حاصل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی نہیں! یہ حرام ہے، پھر نبی اکرم ﷺ نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ یہودیوں کو برباد کرے، جب اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے چربی کو حرام قرار دیا، تو انہوں نے اسے پگھلا کر بچہ شروع کر دیا، اور اس کی قیمت کھانے لگے۔“

3487 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ. عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ. عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ. قَالَ: كَتَبَ إِلَى عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ نَحْوَهُ لَمْ يَقُلْ هُوَ حَرَامٌ

روایت: یزید بن ابی حبیب بیان کرتے ہیں: عطاء نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت مجھے لکھ کر بھیجی، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، جس میں یہ الفاظ نہیں ہیں: ”وہ حرام ہے“

3488 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ. أَنَّ بَشَرَ بْنَ الْمُفَضَّلِ. وَخَالِدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ. حَدَّثَاهُمَا الْمَعْنَى. عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ بَرَكَةَ. قَالَ مُسَدَّدٌ: فِي حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ. عَنْ بَرَكَةَ أَبِي الْوَلِيدِ. ثُمَّ اتَّفَقَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا عِنْدَ الرُّكْنِ. قَالَ: فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَضَحَّتْ فَقَالَ:

3486 - اسناد صحیح اللیث: ہوا بن سعد. واخرجه البخاری (2236)، ومسلم (1581)، وابن ماجہ (2167)، وترمذی (1343)، والنسبی (4256) و (4669) من طریق یزید بن ابی حبیب، وهو فی مسند احمد (14472)، و"صحیح ابن حبان" (4937).

لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ، لِأَنَّهُمْ حَرَّمُوا عَلَيْهِمُ الشُّعُومَ قَبَاغُوهَا وَآكَلُوا أَلْمَانَهَا، وَإِنَّ اللَّهَ إِذَا حَرَّمَ عَلَى قَوْمٍ أَكَلَ شَيْءٍ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ ثَمَنَهُ وَلَمْ يَقُلْ فِي حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الطَّلْحَانِ: رَأَيْتُ وَقَالَ: قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ

⊗⊗ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو حجر اسود کے پاس تشریف فرما دیکھا، آپ ﷺ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی، پھر مسکرا دیئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے۔“

آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ بات ارشاد فرمائی، (پھر فرمایا) ”بے شک اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے، چربی کو حرام قرار دیا، انہوں نے اسے فروخت کرنا شروع کر دیا، اور اس کی قیمت کو کھانا شروع کر دیا، اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کے لیے کسی چیز کو کھانا حرام قرار دیتا ہے، تو اس کی قیمت کو بھی حرام قرار دے دیتا ہے۔“

خالد بن عبد اللہ کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں ”میں نے دیکھا۔“

انہوں نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ”اللہ تعالیٰ یہودیوں کو برباد کر دے۔“

3489- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، وَوَكَيْعٌ، عَنْ طُعْمَةَ بْنِ عَمْرِو الْجَعْفَرِيِّ،

عَنْ عُمَرَ بْنِ بَيَانَ التَّغْلِبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُبَرَّزِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنِ الْمُبَرَّزِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ بَاعَ الْخَمْرَ فَلْيُشَقِّصِ الْخَنَازِيرَ

⊗⊗ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص شراب فروخت کرتا ہے، اسے خنزیر کو بھی حلال سمجھنا چاہیے“

3490- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الصُّخْي، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ

عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتِ الْآيَاتُ الْآخِرُ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُنَّ عَلَيْنَا، وَقَالَ: حُرِّمَتِ التِّجَارَةُ فِي الْخَمْرِ.

⊗⊗ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب سورۃ البقرہ کی آخری آیات نازل ہو گئیں تو نبی اکرم ﷺ باہر تشریف

لے گئے، آپ ﷺ نے ہمارے سامنے ان آیات کی تلاوت کی، آپ ﷺ نے فرمایا:

”شراب کی تجارت کو حرام قرار دے دیا گیا ہے“

3491- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ:

الْآيَاتُ الْآخِرُ فِي الرِّبَا

⊗⊗ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں ”وہ آخری آیات، جو سود سے متعلق ہیں“

بَابُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفِيَهُ

باب: پوری طرح اپنے قبضے میں لینے سے پہلے، اناج کو فروخت کرنا

3492 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ ابْتِاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو شخص کوئی اناج خریدے، تو وہ اسے آگے اس وقت تک فروخت نہ کرے، جب تک پہلے اپنے قبضے میں نہیں لے لیتا“

3493 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ، فَيَبْعُهُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِاتِّقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتِغَيْنَاهُ فِيهِ إِلَى مَكَانٍ سِوَاهُ، قَبْلَ أَنْ نَبِيعَهُ يَغْنِي جُزْأًا

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ہم غلے کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے، نبی اکرم ﷺ ہماری طرف کسی شخص کو بھیجتے اور ہمیں یہ حکم دیتے تھے کہ ہم اس اناج کو اس جگہ سے منتقل کر لیں، جس جگہ پر ہم نے اسے خریدا ہے، یا اسے کسی ایسی جگہ پر منتقل کریں، جو اس جگہ کے علاوہ ہو، ایسا ہم اس اناج کو آگے فروخت کرنے سے پہلے کریں۔

راوی کہتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ اندازے کے تحت (کی گئی، خرید و فروخت) ممنوع ہے۔

3494 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانُوا يَتَّبِعُونَ الطَّعَامَ جُزْأًا بِأَعْلَى الشُّوقِ فَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يَنْقُلُوهُ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: پہلے لوگ بازار کے بالائی حصے کی جانب اندازے کے تحت اناج کی خرید و فروخت کر لیا کرتے تھے، نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو اس طرح فروخت کرنے سے منع کر دیا، جب تک وہ اسے (دوسری جگہ) منتقل نہیں کر لیتے۔

3495 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو، عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ عُثَيْدِ الْمَدِينِيِّ، أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَبِيعَ أَحَدٌ طَعَامًا اشْتَرَاهُ بِكَيْلٍ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی شخص کسی اناج کو فروخت کرے، جس کو اس نے متعین ماپ کے ہمراہ خریدا ہو، ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا، جب تک وہ اسے پوری طرح اپنے قبضے میں نہیں لے لیتا۔

3496 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ، وَعُمَانُ، ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبْلُغُهُ حَتَّى يَكْتَالَهُ زَادَ أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: لِمَ؟ قَالَ: أَلَا تَرَى أَنَّهُمْ يَتَّبَاعُونَ بِالذَّهَبِ وَالطَّعَامِ مُرْتَجِي

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص کوئی اناج خریدتا ہے، تو وہ اسے اس وقت تک فروخت نہ کرے، جب تک اسے ماپ نہیں لیتا“

ابو بکر نامی راوی نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: اس کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: کیا تم لوگوں نے یہ بات نہیں دیکھی کہ لوگ سونے کے عوض میں خرید و فروخت کر لیتے ہیں، اور اناج ابھی دور ہوتا ہے۔

3497 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، وَهَذَا لَفْظُ مُسَدَّدٍ - عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اشْتَرَى أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَبْلُغُهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ، قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ، زَادَ مُسَدَّدٌ، قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَحْسِبْ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلُ الطَّعَامِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب کوئی شخص کوئی اناج خریدے تو اس وقت تک آگے فروخت نہ کرے جب تک اسے اپنے قبضے میں نہیں لیتا“

مسدد نامی راوی نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میرا خیال ہے ہر چیز اناج کی مانند ہے۔

3498 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّاسَ يُطْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَرَوْا الطَّعَامَ جُزْأً فَإِنْ أَنْ يَبْلُغُهُ حَتَّى يُبْلِغَهُ إِلَى رَحْلِهِ

روز، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ان کی اس بات پر پٹائی ہوتی تھی، جب وہ اناج کو کسی اندازے کے تحت خرید لیتے تھے اور پھر اسے اپنے پالان تک پہنچانے سے پہلے اسے فروخت کر دیتے تھے۔

3499 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوُهَيْبِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي

3497- مسادہ صحیح کسابقہ، ابو عوانہ: هو الوضاح بن عبد اللہ الیشکری، وحماد: هو ابن زید، واخرجه البحاری (2135)، ومسلم (1525)، وابن ماجه (2227)، والرمذی (1337)، والنسائی (4598) من طريق عمرو بن دينار، به، وهو في "مسند احمد" (1847)، و"صحیح ابن حبان" (4980).

الزَّيَّادُ، عَنْ عَبْدِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ابْتِغَتْ زَيْنًا فِي الشُّوقِ، فَلَمَّا اسْتَوْجَبْتُهُ لِنَفْسِي، لَقَيْتَنِي رَجُلٌ فَأَعْطَانِي بِهِ رُبْحًا حَسَنًا، فَأَرَدْتُ أَنْ أَضْرِبَ عَلَى يَدِهِ، فَأَخَذَ رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي بِذِرَاعِي فَالْتَفَتْتُ، فَإِذَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، فَقَالَ: لَا تَبِعْهُ حَيْثُ ابْتِغَتْهُ، حَتَّى تَحْوِزَهُ إِلَى رَحْلِكَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تُبَاعَ السِّلَعُ حَيْثُ تُبْتَاعُ، حَتَّى يَحْوِزَهَا التُّجَّارُ إِلَى بِرَحَالِهِمْ

❦❦ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے بازار سے زیتون کا تیل خریدا جب میں نے اسے مکمل طور پر وصول کر لیا، تو ایک شخص کی مجھ سے ملاقات ہوئی وہ مجھے مناسب سامعہ دے رہا تھا، تو میں نے یہ ارادہ کیا میں اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہوں (تاکہ سودا طے شمار ہو) تو ایک شخص نے پیچھے سے، میری کلائی پکڑ لی، میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے فرمایا: تم اسے فروخت نہ کرو، جہاں تم نے اسے خریدا تھا، جب تک تم اسے اپنے پالان کے قریب نہیں لے جاتے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ سامان کو اسی جگہ فروخت کر دیا جائے، جہاں اسے خریدا تھا، جب تک تاجر لوگ اسے اپنے پالان کے قریب نہیں لے جاتے۔

بَابُ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ فِي الْبَيْعِ لَا خِلَابَةَ

باب: آدمی کا سودے وقت یہ کہنا: ”کوئی دھوکہ نہیں ہے“

3500 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخَدِّعُ فِي الْبَيْعِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا بَايَعَ يَقُولُ: لَا خِلَابَةَ

❦❦ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے یہ ذکر کیا کہ خرید و فروخت میں اس کے ساتھ دھوکہ ہو جاتا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: جب تم کوئی سودا کرو تو یہ کہہ دو: دھوکہ نہیں چلے گا، تو جب وہ شخص کوئی سودا کرتا تھا، تو یہ کہتا تھا: کہ دھوکہ نہیں چلے گا۔

3501 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأُرْزُغِيُّ، وَابْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو ثَوْرٍ الْكَلْبِيُّ الْمَعْفِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْتَاعُ وَفِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ، فَأَتَى أَهْلَهُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، اخْجُرْ عَلَى فَلَانٍ، فَإِنَّهُ يَبْتَاعُ وَفِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ، فَدَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَهَاةً عَنِ الْبَيْعِ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، إِنِّي لَا أَصِيرُ عَنِ الْبَيْعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

3500 - اسنادہ صحیح و ہوفی "موطأ مالک" 685.2/ و آخر حہ البخاری (2117)، و مسلم (1533)، و السانی (4484) من طریق عد
لہ دیار، بہ، و ہوفی "مسند احمد" (5036) و (5970)، و "صحیح ابن حبان" (5051).

إِنْ كُنْتَ غَيْرَ تَارِكِ الْبَيْعِ، فَقُلْ: هَاءُ وَهَاءُ وَلَا يَحِلَّ لَهُ. قَالَ أَبُو ثَوْرٍ، عَنْ سَعِيدٍ
 رَوَاهُ عَنْهُ عَنْ مَالِكِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: نَبِيُّ أَكْرَمِ النَّاسِ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ فِي زَمَانِهِ أَقْدَسَ فِيهِ أَيْكٍ مُخَصَّصَ خَرِيدَ وَفَرُوحَتِ كَيْفَا كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ،
 اس کی زبان میں کچھ لکنت تھی، اس کے اہل خانہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی! آپ فلاں شخص کو تصرف کرنے سے روک دیں، کیونکہ وہ خرید و فروخت کرتا ہے اور اس کی زبان میں کچھ لکنت ہے، نبی اکرم ﷺ نے اسے بلوایا اور اسے خرید و فروخت کرنے سے منع کر دیا، تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں خرید و فروخت کے بغیر نہیں رہ سکتا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم نے خرید و فروخت ترک نہیں کرنی تو پھر یہ کہہ دیا کرو: یہ اور یہ، کوئی دھوکہ نہیں چلے گا۔
 ابو ثور کہتے ہیں: یہ روایت سعید سے منقول ہے۔

بَابُ فِي الْعُرْبَانِ

باب: عربان (بیعانہ دبا لینے کا حکم)

3502- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عُمَرَ وَبْنِ شُعَيْبٍ،
 عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّهُ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ، قَالَ مَالِكٌ: وَذَلِكَ
 لِمَا تَرَى وَاللَّهُ أَعْلَمُ أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ الْعَبْدَ، أَوْ يَتَكَازَى الدَّابَّةَ، ثُمَّ يَقُولُ: أُعْطِيكَ دِينَارًا عَلَى أَلِيٍّ إِنْ
 تَرَكْتُ السِّلْعَةَ أَوْ الْكَرَاءَةَ، فَمَا أُعْطِيكَ لَكَ

❦❦ عمرو بن شعیب، اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عربان کے سودے سے منع کیا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک اس سے مراد یہ ہے، باقی اللہ بہتر جانتا ہے، کہ کوئی شخص کسی سے کوئی غلام خریدتا ہے، یا کوئی جانور کرائے پر لیتا ہے اور پھر یہ کہتا ہے، میں تمہیں ایک دینار دے رہا ہوں، اس شرط پر اگر میں نے تمہیں سامان یا کرایہ نہیں دیا تو جو میں نے تمہیں دیا ہے وہ تمہارا ہو جائے گا۔

بَابُ فِي الرَّجُلِ يَبِيعُ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ

باب: آدمی کا کوئی ایسی چیز فروخت کرنا، جو اس کے پاس نہ ہو

3503- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ،
 قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَأْتِيَنِي الرَّجُلُ فَيُرِيدُ مِنِّي الْبَيْعَ لَيْسَ عِنْدِي أَفَأَتْبَاعُهُ لَهُ مِنَ الشُّوْطِ، فَقَالَ: لَا تَبِيعْ
 مَا لَيْسَ عِنْدَكَ

❦❦ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور مجھ

سے کوئی ایسی چیز خریدنا چاہتا ہے، جو میرے پاس نہیں ہوتی تو کیا میں (اسے فروخت کرنے کے لیے) بازار سے وہ چیز خریدوں (اور اس کے ساتھ سودا پہلے طے کر لوں؟) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ایسی چیز فروخت نہ کرو، جو تمہارے پاس نہیں ہے۔

3504 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عُمَرُو بْنُ شُعَيْبٍ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَبَيْعٌ وَلَا فَرْطَانٌ فِي بَيْعٍ وَلَا رِجْحٌ مَالُهُ تَضَمَّنَ وَلَا بَيْعٌ مَالِ يَسَّ عِنْدَكَ ﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"سلف (ادھار) اور بیع (سودا)، اور ایک ہی بیع میں دو شرطیں عائد کرنا، اور ایسا منافع جس میں تاوان کی پابندی نہ ہو، اور ایسی چیز کو فروخت کرنا، جو تمہارے پاس نہ ہو، یہ سب جائز نہیں ہے۔"

بَابُ فِي شَرْطٍ فِي بَيْعٍ

باب: سودے میں کوئی شرط عائد کرنا

3505 - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْنَى، ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ زَكْرِيَّا، حَدَّثَنَا عَامِرٌ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: بَعَثَهُ يَعْزِي بَعِيرَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَرَطْتُ مُخْلَاةً إِلَى أَهْلِي. قَالَ فِي آخِرِهِ: تَرَانِي إِنَّمَا مَا كَسَبْتُكَ لَا كُفَّ بِجَمَلِكَ، أَخَذَ بِجَمَلِكَ وَثَمَنَهُ فَهَذَا لَكَ ﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اسے فروخت کر دیا (یعنی اونٹ کو فروخت کر دیا) میں نے وہ نبی اکرم ﷺ کو فروخت کیا اور میں نے یہ شرط عائد کی کہ میں اپنے گھریلو اس پر سوار ہو کر جاؤں گا، اس روایت کے آخر میں وہ بیان کرتے ہیں: (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) "تم یہ سمجھ رہے تھے کہ میں نے تمہارے ساتھ یہ سودا اس لیے کیا ہے، تاکہ تمہارا اونٹ حاصل کر لو، تم اپنا اونٹ بھی لے جاؤ، اور اس کی قیمت بھی، یہ دونوں تمہارے ہوئے۔"

بَابُ فِي عَهْدَةِ الرَّقِيقِ

باب: غلام کی ضمانت

3506 - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَهْدَةُ الرَّقِيقِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ. ﴿﴾ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"غلام کی ضمانت تین دن تک ہوتی ہے"

3507 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ

زَادَ أَنْ وَجَدَ دَاءً فِي الثَّلَاثِ لَيَالِي رَدَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ. وَإِنْ وَجَدَ دَاءً بَعْدَ الثَّلَاثِ كُفِّفَ الْبَيِّنَةُ أَنَّهُ اشْتَرَاهُ. وَبِهِ هَذَا الدَّاءُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا التَّفْسِيرُ مِنْ كَلَامِ قَتَادَةَ

رَبِّهِ: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

”اگر تین دن میں آدمی غلام میں کوئی بیماری پائے تو وہ کسی ثبوت کے بغیر اسے واپس کر دے گا، اور اگر تین دن کے بعد کوئی بیماری کو پاتا ہے، تو پھر وہ ثبوت پیش کرنے کا پابند ہوگا کہ اس نے اس شخص سے اسے خریدا تھا، تو اس وقت اس میں یہ بیماری موجود تھی۔“

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ وضاحت قتادہ کا کلام ہے۔)

بَابُ فِيهِ اشْتَرَى عَبْدًا فَاسْتَعْمَلَهُ ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا

باب: جو شخص غلام خرید کر، اس سے مزدوری کروائے اور پھر اس میں کوئی عیب پائے

3508 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُفَافٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْخَرَجُ بِالضَّحَّانِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”خراج‘ ضمان کے حساب سے ہوتا ہے“

3509 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَالِدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُفَافٍ

الْغِفَارِيِّ، قَالَ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَكَلِيسَ شِرْكَةٌ فِي عَبْدٍ فَأَقْتَوَيْتُهُ وَبَعْضُنَا غَائِبٌ، فَأَعْلَلْتُ عَلَى غَلَّةٍ فَخَاصَمَنِي فِي

نَصِيبِهِ إِلَى بَعْضِ الْقَضَاةِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَرُدَّ الْغَلَّةَ فَأَتَيْتُ عُرْوَةَ بِنَ الرَّبِيعِ، فَحَدَّثْتُهَا فَأَتَاهَا عُرْوَةُ، فَحَدَّثَتْهُ عَنْ

عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْخَرَجُ بِالضَّحَّانِ

حضرت محمد بن حفاف غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں دوسرے کچھ لوگوں کے ساتھ ایک غلام میں حصہ دار تھا، میں

نے اسے کام پر لگا دیا۔ ہم حصہ داروں میں سے چند لوگ موجود نہیں تھے وہ غلام میرے لیے کما کر لایا، تو میرے شراکت دار نے

اپنے حصے کے بارے میں، ایک قاضی کے سامنے مقدمہ پیش کر دیا، قاضی نے مجھے ہدایت دی کہ میں وہ کمالی واپس کروں، میں

عروہ بن ربیع کے پاس آیا، انہیں یہ بات بتائی، عروہ قاضی کے پاس آئے، اور اسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ

کا یہ فرمان بتایا:

”خراج، ضمان کے حساب سے ہوتا ہے“

3510 - حَدَّثَنَا ابْرَاهِيمُ بْنُ مَرْوَانَ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الرَّزَّازِيُّ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ

عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَجُلًا ابْتِاعَ غُلَامًا فَأَقَامَهُ عِنْدَهُ مَا شَاءَ لَمْ أَنْ يُقِيمَ ثُمَّ

وَجَدَ بِهِ غَيْرُهُمَا فَحَاصَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَدَهُ عَلَيْهِ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ اسْتَعْلَى
غُلَامِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْخَرَجُ بِالضَّمَانِ

قال ابو داود: هذا الاسناد ليس يذاك

رواہ ابو داؤد بحکم عاصم بن محمد بیان کرتی ہیں: ایک شخص نے غلام خریدا، پھر جب تک اللہ کو منظور تھا، وہ غلام اس کے پاس رہا، پھر
اس نے اس غلام میں عیب پایا، وہ اس کا مقدمہ لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا تو نبی اکرم ﷺ نے وہ غلام واپس کروا دیا، اس
شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے غلام کی آمدن بھی ہوئی تھی، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”خراج، ضمان کے حساب سے
ہوتا ہے“

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ سند زیادہ مستند نہیں ہے۔)

بَابُ إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيْعَانِ وَالْمَبِيعُ قَائِمٌ

باب: جب خرید و فروخت کرنے والوں میں اختلاف ہو جائے اور فروخت شدہ سامان موجود ہو

3511- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ قَارِيسٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ،
أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ قَيْسٍ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْأَشْعَثِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: اشْتَرَيْتُ الْأَشْعَثَ رَقِيقًا
مِنْ رَقِيقِ الْحُثُثِيِّ، مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْفَا فَا رَسَلَ عَبْدُ اللَّهِ إِلَيْهِ فِي ثَمَنِهِمْ، فَقَالَ: إِنَّمَا أَخَذْتُهُمْ بِعَشْرَةِ
أَلْفٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَأَخَذْتُ رَجُلًا يَكُونُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ، قَالَ الْأَشْعَثُ: أَنْتَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِكَ، قَالَ:
عَبْدُ اللَّهِ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيْعَانِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ
فَهُوَ مَا يَقُولُ رَبُّ السَّلْعَةِ، أَوْ يَتَّخِذَ كَانِ

رواہ ابو یوسف عبد الرحمن بن قیس بن محمد بن قیس اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

حضرت اشعث بن قیس نے خمس کے غلاموں میں سے، ایک غلام حضرت عبد اللہ بن عمر سے 20 ہزار کے عوض میں خریدا، حضرت
عبد اللہ بن عمر نے غلاموں کی قیمت کے لیے آدمی ان کے پاس بھجوایا، تو حضرت اشعث بن قیس نے کہا: میں نے تو یہ دس ہزار کے عوض
میں خریدا ہے، تو حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ تم کسی ایسے شخص کو چن لو، جو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے، تو
اشعث بن قیس نے کہا: میرے اور اپنے درمیان آپ ہی فیصلہ کریں، تو حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد
فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جب خرید و فروخت کرنے والوں کے درمیان اختلاف ہو جائے، ان میں سے کسی کے پاس ثبوت نہ ہو، تو پھر یا تو
فروخت کرنے والے کی بات معتبر ہوگی، یا پھر وہ دونوں سودے کو ترک کر دیں گے۔“

3512- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ. عَنْ أَبِيهِ. أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ بَاعَ مِنَ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ رَقِيقًا قَدْ كَرَّمَعْنَاهُ وَالْكَلَامُ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ

❦❦ قاسم بن عبد الرحمن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اشعث بن قیس کو ایک غلام فروخت کیا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، جس کے الفاظ میں کچھ کمی بیشی ہے۔

بَابُ فِي الشُّفْعَةِ

باب: شفعة کا بیان

3513 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الشُّفْعَةُ فِي كُلِّ شِرْكَ رُبْعَةٌ، أَوْ حَائِطٌ لَا يَصْلُحُ أَنْ يَبِيعَ، حَتَّى يُؤْذِنَ شَرِيكُهُ، فَإِنْ بَاعَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ حَتَّى يُؤْذِنَهُ

❦❦ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”شفعة ہر مشترکہ زمین یا باغ میں کیا جاسکتا ہے اسے اس وقت تک فروخت کرنا درست نہیں ہے جب تک آدمی اپنے شراکت دار کو اطلاع نہیں دیتا، اگر آپ نے (اطلاع دیے بغیر) فروخت کر دیا ہے، تو وہ شراکت دار اس بات کا زیادہ حقدار ہوگا، یا پھر یہ ہے کہ وہ اس کی اجازت دیدے“

3514 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: إِنَّمَا جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَالٍ يُقْسَمُ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الظُّرُفُ فَلَا شُفْعَةَ

❦❦ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعة کا حق ہر ایسے مال میں رکھا ہے، جو تقسیم نہ ہوا ہو، لیکن جب حدود متعین ہو جائیں، اور راستے الگ ہو جائیں، تو اسے شفعة کا حق نہیں رہے گا۔

3515 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَارِسٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، أَوْ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَوْ عَنْهُمَا جَمِيعًا، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا قُسِمَتِ الْأَرْضُ وَحُدَّتْ، فَلَا شُفْعَةَ فِيهَا

❦❦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب زمین تقسیم ہو جائے اور حدود متعین ہو جائیں، پھر اس میں شفعة نہیں ہو سکتا“

3516 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، سَمِعَ عُمَرَو بْنَ الشَّرِيدِ سَمِعَ أَبَا رَافِعٍ، سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقْبِهِ
 ﴿﴾ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
 ”پڑوسی، اپنے پڑوس کا زیادہ حقدار ہوتا ہے“

3517 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ بِدَارِ الْجَارِ أَوِ الْأَرْضِ
 ﴿﴾ حضرت سمروہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
 ”گھر کا پڑوسی، اپنے پڑوس کے گھر کا، (راوی کا شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) زمین کا زیادہ حقدار ہوتا ہے“

3518 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْجَارُ أَحَقُّ بِشَفْعَةٍ جَارِيَةٍ يُنْتَظَرُ بِهَا، وَإِنْ كَانَ غَائِبًا إِذَا كَانَ طَرِيقُهَا وَاجِدًا
 ﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”پڑوسی اپنے پڑوس کا زیادہ حقدار ہوتا ہے، اگر وہ موجود نہ ہو، تو اس کا انتظار کیا جائے گا، یہ اس صورت میں ہے، جب ان دونوں کا راستہ ایک ہو۔“

بَابُ فِي الرَّجُلِ يُفْلِسُ فَيَجِدُ الرَّجُلَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَهُ

باب: جب کوئی شخص مفلس ہو جائے اور پھر کوئی اپنا مال بعینہ اس کے پاس پائے

3519 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، ح وَحَدَّثَنَا النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ الْمَعْلِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزِيمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَيُّمَا رَجُلٍ أَفْلَسَ فَأَدْرَكَ الرَّجُلَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ

3516 - اسنادہ صحیح، معین: هو ابن عیینہ، واخرجه البخاری (2258)، وابن ماجه (2495) و (2498)، والنسائی (4702) من طریق ابراهیم بن ميسرة، به، وهو في "مسند احمد" (23871) و (27180)، و "صحیح ابن حبان" (5181) و (5183)، واخرجه ابن ماجه (2496)، والنسائی (4703)

3519 - اسنادہ صحیح، زهير: هو ابن معاذ الجعفی، والثفیلی: هو عبد الله بن محمد بن علی بن ثعلب، وهو في "موطا مالک" 678.2/ واخرجه البخاری (2402)، ومسلم (1559)، وابن ماجه (2358)، والترمذی (1308)، والنسائی (4676) و (4677) من طریق ابی بکر بن محمد، بهذا الاسناد، وهو في "مسند احمد" (7124)، و "صحیح ابن حبان" (5036) و (5037)، واخرجه مسلم (1559) من طریق یسیر بن یحک، و (1559)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جب کوئی شخص مفلس ہو جائے، کوئی شخص اپنے سامان کو اس کے پاس آئے، تو وہ اس سامان کا دوسرے کسی سے زیادہ حقدار ہوگا۔“

3520 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَيُّمَارَ جُلِّ بَاعَ مَتَاعًا فَأَقْلَسَ، الَّذِي ابْتِئَاعُهُ وَلَمْ يَقْبِضْ الَّذِي بَاعَهُ مِنْ ثَمَنِهِ شَيْئًا، فَوَجَدَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ، وَإِنْ مَاتَ الْمُشْتَرِي فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ أَسْوَى الْغَرَمَاءِ.

ابو بکر بن عبدالرحمن، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو شخص کوئی سامان فروخت کرے، اور پھر اسے خریدنے والا شخص مفلس ہو جائے، اور فروخت کرنے والے نے اس کی قیمت میں سے کچھ بھی وصول نہ کیا ہو، اور پھر وہ اپنے مال کو اس شخص کے پاس بعینہ پائے، تو اس سامان کا مالک دیگر قرض خواہوں کے برابر شمار ہوگا۔“

3521 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ وَهَبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَرَّ مَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ، زَادَ وَإِنْ كَانَ قَدْ قُطِيَ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا فَهُوَ أَسْوَى الْغَرَمَاءِ فِيهَا.

یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابو بکر بن عبدالرحمن کے حوالے سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: ”اگر اس نے قیمت میں سے کچھ ادائیگی کی بھی ہو، تو وہ اس بارے میں دیگر قرض خواہوں کی مانند شمار ہوگا۔“

3522 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ يَعْنِي الْحَبَائِرِي، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ أَبُو الْهَذِيلِ الْحَمِصِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ قَالَ: فَإِنْ كَانَ قِضَاهُ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ أَسْوَى الْغَرَمَاءِ وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ هَلَكَ وَعِنْدَهُ مَتَاعٌ امْرَأَةٍ بِعَيْنِهِ اقْتَضَى مِنْهُ شَيْئًا أَوْ لَمْ يَقْتَضِ فَهُوَ أَسْوَى الْغَرَمَاءِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ مَالِكٍ أَصَحُّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اس کی مانند روایت نقل کرتے ہیں: جس میں یہ الفاظ ہیں:

”اگر اس نے اس کی قیمت میں سے کچھ بھی وصول کر لیا ہو تو باقی بچ جانے والی رقم کے بارے میں وہ دیگر قرض خواہوں کی مانند شمار

ہوگا اور جو شخص فوت ہو جائے اس کے پاس کسی شخص کا سامان بعینہ موجود ہو، تو خواہ اس دوسرے شخص نے اس کی قیمت میں سے کچھ وصول کیا ہو، یا نہ کیا ہو، وہ دیگر قرض خواہوں کی مانند شمار ہوگا۔“

(امام ابو داؤد بسند میں فرماتے ہیں: امام مالک بسند کی نقل کردہ روایت زیادہ درست ہے)

3523 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ هُوَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذُئْبٍ، عَنْ أَبِي الْمُعْتَبِرِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ خَلْدَةَ، قَالَ: أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فِي صَاحِبٍ لَنَا أَفْلَسَ، فَقَالَ: لَا قِصَّةَ فِيكُمْ بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَنْ أَفْلَسَ، أَوْ مَاتَ فَوَجَدَ رَجُلٌ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ

❁❁ عمر بن خالدہ بیان کرتے ہیں: ہم اپنے ایک ساتھی کے سلسلے میں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جو مفلس ہو گیا تھا، تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم لوگوں کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ دوں گا۔ جو شخص مفلس ہو جائے یا فوت ہو جائے اور پھر کوئی شخص اپنے سامان کو بعینہ اس کے پاس پائے، تو وہ اس سامان کا زیادہ حقدار ہوگا۔“

بَابُ فِيْمَنْ أَحْيَا حَيْرًا

باب: جو شخص انتہائی بیمار جانور کو زندگی فراہم کرے

3524 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَمْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحُمَيْرِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، وَقَالَ عَنْ أَبَانٍ: أَنَّ عَامِرَ الشَّعْبِيِّ، حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ وَجَدَ دَابَّةً قَدْ عَجَزَ عَنْهَا أَهْلُهَا أَنْ يَغْلِقُوهَا فَسَيَبُوهَا، فَأَخَذَهَا فَأَحْيَاهَا فَهِيَ لَهُ، قَالَ: فِي حَدِيثِ أَبَانٍ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَقُلْتُ: عَمَّنْ؟ قَالَ: عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَمَّادٍ وَهُوَ أَهْدَى وَأَتْمُّ

❁❁ عامر شعبی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص کوئی ایسا جانور پائے، جس کے مالکان اسے چارہ فراہم کرنے سے عاجز آچکے ہوں اور پھر انہوں نے اس جانور کو چھوڑ دیا ہو، تو جو شخص اس جانور کو لے کر اسے زندگی فراہم کرے گا (یعنی چارہ فراہم کرے گا) وہ جانور اسی کا ہوگا۔“

ابان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: عبید اللہ کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: یہ کس کے حوالے سے منقول ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ کئی نبی بہ کرام کے حوالے سے منقول ہے۔

(امام ابو داؤد بسند میں فرماتے ہیں: یہ روایت حماد کی نقل کردہ ہے، یہ زیادہ واضح اور زیادہ مکمل ہے۔)

3525 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ حَمَادٍ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّادِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ الشَّعْبِيِّ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ تَرَكَ ذَاتَهُ بِمَهْلِكٍ فَأَحْيَاهَا زَجَلٌ فَهِيَ لِمَنْ أَحْيَاهَا

﴿﴾ شعبی مرفوع حدیث کے طور پر نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
 ”جو شخص کسی جانور کو تباہ کن حالت میں چھوڑ دے اور پھر کوئی شخص اسے زندگی فراہم کرے (یعنی اسے چارہ فراہم کرے) تو وہ جانور اس کا ہوگا جس نے اسے زندگی فراہم کی۔“

بَابُ فِي الرَّهْنِ

بَابُ: رَهْنٌ كَابْيَانِ

3526 - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ زَكْرِيَّا عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَبَنٌ الَّذِي يُحْلَبُ بِتَفْقَةٍ إِذَا كَانَ مَرْهُوْتًا وَالظَّهْرُ يُزْكَبُ بِتَفْقَةٍ إِذَا كَانَ مَرْهُوْتًا وَعَلَى الَّذِي يَزْكَبُ وَيُحْلَبُ التَّفَقَةُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ عِنْدَنَا صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”دودھ والے جانور کو جب رہن رکھا گیا ہو، تو اس کے خرچ کے عوض میں اس کا دودھ دودھ لیا جائے گا، اور سواری والے جانور کو جب رہن رکھا گیا ہو، تو اس کے خرچ کے عوض میں، اس پر سواری کی جائے گی، جو شخص دودھ دوہتا ہے اور سواری کرتا ہے، خرچ اس پر لازم ہوگا۔“

(امام ابوداؤد بیہقی فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ روایت درست ہے۔)

3527 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقُعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ لَأَنْسَاءَ مَا هُمْ بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغِيطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ تُخَيِّرُنَا مَنْ هُمْ قَالَ: هُمْ قَوْمٌ تَحَاتُّوا بِرُوحِ اللَّهِ عَلَى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا أَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا، فَإِنَّهُمْ لَنُورٌ وَإِنَّهُمْ عَلَى نُورٍ لَا يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُونَ إِذَا حَزَنَ النَّاسُ وَقَدْ أَهْنَاهُ الْآيَةُ (إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ) (يونس: 62)

﴿﴾ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ وہ انبیاء بھی نہیں ہیں اور شہید بھی نہیں ہیں، لیکن انبیاء اور شہداء قیامت کے دن، اللہ

تعالیٰ کی بارگاہ میں، ان کے مرتبہ و مقام پر رشک کریں گے، لوگوں نے عرض کی:

یا رسول اللہ! آپ ہمیں بتائیں وہ کون لوگ ہوں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے، جو آپس میں اللہ کی کتاب کی وجہ سے، ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہوں گے، حالانکہ ان کے درمیان آپس میں کوئی رشتہ یا مالی لین دین نہیں ہو گا، اللہ کی قسم! ان کے چہرے نور ہوں گے، وہ لوگ نور پر موجود ہوں گے، اس دن جب لوگ خوفزدہ ہوں گے، انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا، جب لوگ غمگین ہوں گے، انہیں کوئی غم نہیں ہوگا، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی

”خبردار! بے شک اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے“

بَابُ فِي الرَّجُلِ يَأْكُلُ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ

باب: آدمی کا اپنی اولاد کے مال میں سے کھانا

3528- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي جُزْئِ يَتِيمٍ أَفَاكُلُ مِنْ مَالِهِ؟ فَقَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَطْيَبِ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَوَلَدُهُ مِنْ كَسْبِهِ

❁❁ عمارہ بن عمیر، اپنی چھوٹی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: میرے زیر کفالت ایک یتیم لڑکا ہے، کیا میں اس کے مال میں سے کچھ کھا سکتی ہوں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”آدمی جو کچھ کھاتا ہے، اس میں سے پاکیزہ چیز وہ ہے، جو وہ اپنی کمائی میں سے کھاتا ہے اور آدمی کی اولاد اس کی

کمائی

کا حصہ ہے۔“

3529- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: وَلَدُ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِهِ، فَكُلُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ.

❁❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

3528- و أخرجه ابن ماجه (2290)، والترمذی (1408)، والسنائی (4449) و (4450) من طریق عمارة بن عمير، بهذا الاسناد. وأخرجه ابن ماجه (2137)، والسنائی (4451) و (4452) من طریق الاعمش، عن ابراهيم النخعي، عن الاسود، عن عائشة. وهذا اسناد صحيح. وهو في "مسند احمد" (24148)، و "صحيح ابن حبان" (4260) و (4261) من طریق الاسود. وأخرجه الدارقطني في "المعلل" 5/ ورقة 60، وابن حرم في "المحلى" 1028/

”آدمی کی اولاد اس کی کمائی کا حصہ ہے، بلکہ اس کی کمائی کا بہترین حصہ ہے، تو تم ان کے اموال کھا سکتے ہو“

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) حماد بن ابوسلیمان نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں ”جب تم ضرورت مند ہو“ لیکن یہ الفاظ منکر ہیں۔

3530 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حَبِيبُ الْمَعْلَمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي مَالًا وَوَلَدًا وَإِنِّي وَالِدِي يَحْتَاجُ مَالِي؛ قَالَ: أَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ. إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ

(۳) عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے پاس مال بھی ہے اور میری اولاد بھی ہے اور میرے والد کو میرے مال کی ضرورت ہوتی ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اور تمہارا مال تمہارے والد کا ہے، بے شک تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ ترین کمائی ہے، تو تم اپنی اولاد کی کمائی کھا سکتے ہو۔

بَابُ فِي الرَّجُلِ يَجِدُ عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ رَجُلٍ
باب: جب کوئی شخص کسی کے پاس اپنا مال بعینہ پائے

3531 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُوسَى بْنِ الشَّائِبِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ وَجَدَ عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ رَجُلٍ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ وَيَتْبَعُ الْبَيْعَ مَنْ بَاعَهُ

(۴) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جو شخص اپنا مال بعینہ کسی شخص کے پاس پاتا ہے، تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہوگا، اور خریدار اس شخص کے پاس جائے گا، جس نے اسے فروخت کیا تھا۔“

بَابُ فِي الرَّجُلِ يَأْخُذُ حَقَّهُ مِنْ تَحْتِ يَدِهِ

باب: آدمی کا حاصل ہونے والے مال میں سے اپنا حق حاصل کر لینا

3532 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ

3532 - احر حہ البخاری (2211) و (5364) و (5375) و (7180)، و مسلم (1714)، و ابن ماجہ (2293)، و السانی فی ’لصحی‘ (5420) من طرف عن عائشہ عن عروۃ، و هو فی ’مسند‘ (24117)، و ’صحیح ابن حبان‘ (4256).

هَذَا أَمْرٌ مُعَاوِيَةَ، جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ، رَجُلٌ شَحِيحٌ وَإِنَّهُ لَا يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَبَنِي، فَهَلْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ أَنْ أَخْذَ مِنْ مَالِهِ شَيْئًا؟ قَالَ: خُذِي مَا يَكْفِيكَ وَبَنِيكَ بِالْمَعْرُوفِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت معاویہ کی والدہ ہند نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کی: ابوسفیان ایک کنجوس آدمی ہے، وہ مجھے اتنا خرچ نہیں دیتے، جو میرے بچوں کے لیے کافی ہو، تو اگر میں ان کے مال میں سے (ان کی لاعلمی میں) کچھ حاصل کر لو، تو کیا مجھے کوئی گناہ ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم مناسب طور پر اتنا حاصل کر لو، جو تمہارے لیے اور تمہاری اولاد کے لیے کافی ہو۔

3533 - حَدَّثَنَا حُشَيْشُ بْنُ أَحْمَرَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مُنْسِكٌ، فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ خَرْجٍ أَنْ أُنْفِقَ عَلَى عِيَالِهِ مِنْ مَالِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا خَرْجَ عَلَيْكَ أَنْ تُنْفِقَ بِالْمَعْرُوفِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہند، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ابوسفیان کنجوس شخص ہے، کیا مجھے کوئی گناہ ہوگا اگر میں ان کے مال میں سے ان کی اجازت کے بغیر ان کی اولاد پر کچھ خرچ کروں، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم مناسب طور پر خرچ کرتی ہو، تو تمہیں کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

3534 - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، أَنَّ يَزِيدَ بْنَ زُرَيْجٍ، حَدَّثَهُمْ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الطَّوِيلُ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَاهِكِ الْمَكِّيِّ، قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ لِفُلَانٍ نَفَقَةَ أَيَّتَامٍ كَانَ وَلِيِّهِمْ فَعَالَطُوهُ بِالْفِ جِرْهِمْ، فَأَذَاهَا إِلَيْهِمْ فَأَذَرَ كُتْلَهُمْ مِنْ مَالِهِمْ مِثْلَيْهَا، قَالَ: قُلْتُ: أَقْبِضُ الْأَلْفَ الَّذِي ذَهَبُوا بِهِ مِنْكَ؟ قَالَ: لَا، حَدَّثَنِي أَبِي، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا أَمَانَةٌ إِلَى مَنْ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تُخْنِ مَنْ خَانَكَ

یوسف بن ماکہ کی بیان کرتے ہیں: میں فلاں شخص کا خرچ لکھتا تھا، جو کچھ یتیم بچوں کا خرچ ہوتا تھا، جن بچوں کا وہ شخص نگران تھا، تو ان بچوں نے اس کو مغالطے کا شکار کر کے ایک ہزار درہم حاصل کر لیے، اس نے وہ رقم ان کو ادا کر دی، جب میں نے ان یتیموں کے مال میں زیادہ ادائیگی پائی تو میں نے کہا: آپ وہ ایک ہزار وصول کر لیں، جو وہ آپ سے لے گئے ہیں، تو اس نے جواب دیا: جی نہیں، میرے والد نے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جو تمہیں امین بنائے، تم اسے امانت ادا کر دو، اور جو تمہارے ساتھ خیانت کرے، تم اس کے ساتھ خیانت نہ کرنا۔“

3535 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا طَلْحُ بْنُ عَتَّامٍ، عَنْ شَرِيكَ - قَالَ: ابْنُ الْعَلَاءِ، وَقَيْسٌ - عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: إِذَا أَمَانَةٌ إِلَى مَنْ اتَّيَمَّنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص تمہیں امین بنائے، اسے تم امانت ادا کرو، اور جو شخص تمہارے ساتھ خیانت کرے، تم اس کے ساتھ خیانت نہ کرنا“

بَابُ فِي قَبُولِ الْهَدَايَا

باب: تحائف قبول کرنا

3536- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ، وَعَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ الرَّوَاسِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَيْسَى وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ

بْنِ أَبِي اسْحَاقَ السَّيْنِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا

﴿﴾ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ تحفہ قبول کر لیتے تھے، اور اس کے بدلے میں تحفہ دیا کرتے تھے۔

3537- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ

سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَإِيْمُ اللَّهِ لَا أَقْبَلُ بَعْدَ يَوْمِي هَذَا مِنْ أَحَدٍ هَدِيَّةً إِلَّا أَنْ يَكُونَ مُهَاجِرًا قَرِيبًا، أَوْ أَنْصَارِيًّا، أَوْ ثَقَفِيًّا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”اللہ کی قسم! میں آج کے بعد کسی شخص سے تحفہ قبول نہیں کروں گا، صرف کسی قریشی مہاجر سے یا انصاری سے یا دوس قبیلے سے تعلق رکھنے والے شخص سے یا ثقیف قبیلے سے تعلق رکھنے والے شخص سے تحفہ قبول کروں گا۔“

بَابُ الرُّجُوعِ فِي الْهَبَةِ

باب: ہبہ واپس لینا

3538- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، وَهَمَّامٌ، وَشُعْبَةُ، قَالُوا: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ سَعِيدِ

بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْعَائِدُ فِي هَبَّتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْبِهِ

3537- حدیث صحیح، و هذا سند حسن لولا عنده محمد بن اسحاق، وهو متابع، واخرجه الترمذی (4290) من طريق محمد بن اسحاق، بهذا الاسناد، وقال: حسن غريب صحيح من هذا الوجه، واخرجه احمد (7363)، والنسائی (3759) من طريق محمد بن عجلان، والترمذی (4289)

3538- اسنادہ صحیح، قتادہ: هو ابن دعامة السدوسي، وشعبة: هو ابن الحجاج، وهمام: هو ابن يحيى الفوذی، وابان: هو ابن يزيد العطار، واخرجه البخاری (2621)، ومسلم (1622)، وابن ماجه (2385)، والنسائی (3696) و (3697) من طريق قتادة، به، واخرجه البخاری (2622) و (6975)، والترمذی (1344)، والنسائی (3698)، من طريق عكرمة، عن ابن عباس، ولفظه: "ليس لما مثل السوء، الذي يعود في هبته كالكلب يرجع في قيبه:." وهو في "مسند احمد" (1872) و (2529)، و "صحيح ابن حبان" (5121).

قَالَ هَتَامٌ: وَقَالَ قَتَادَةُ: وَلَا نَعْلَمُ الْقَيْءَ إِلَّا حَرَامًا

❁❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لینے والا شخص اپنی قے کو چاٹ لینے والے کی مانند ہے“

ہام اور قتادہ نے یہ بات بیان کی ہے: ہمارے نزدیک قے چاٹنا حرام ہے۔

3539 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ،

عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُعْطِيَ

عَطِيَّةً أَوْ يَهَبَ هِبَةً فَيَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ وَمِثْلَ الَّذِي يُعْطِي الْعَطِيَّةَ، ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا

كَمِثْلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ فَإِذَا شَبِعَ قَاءَ، ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ

❁❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”آدی کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ کوئی چیز عطیہ کے طور پر دے، یا کوئی چیز ہبہ کرے، اور پھر اسے واپس

لے، البتہ والد نے اپنی اولاد کو جو چیز دی ہو (اس کا حکم مختلف ہے) جو شخص کوئی عطیہ دینے کے بعد واپس لے لیتا ہے،

اس کی مثال اس کتے کی مانند ہے، جو کچھ کھاتا ہے، پھر جب وہ سیر ہو جاتا ہے تو قے کر دیتا ہے، پھر دوبارہ اسی قے کو

کھانے لگتا ہے۔“

3540 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ

شُعَيْبٍ، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مِثْلُ الَّذِي

يَسْتَرِدُّ مَا وَهَبَ كَمِثْلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ فَيَأْكُلُ قَيْئَهُ، فَإِذَا اسْتَرَدَّ الْوَاهِبُ فَلْيُوقِفْ فَلْيُعْرِفْ بِمَا اسْتَرَدَّ ثُمَّ

لِيُدْفَعُ إِلَيْهِ مَا وَهَبَ

❁❁ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو شخص کوئی چیز ہبہ کر کے واپس لے لیتا ہے اس کی مثال اس کتے کی مانند ہے، جو قے کرتا ہے، پھر اپنی قے کو کھا

لیتا ہے، جب ہبہ کرنے والا شخص اس چیز کو واپس لینے لگے، تو اسے کھڑا کیا جائے اور جو چیز وہ واپس لے رہا ہے، اس

کی شناخت حاصل کی جائے، پھر وہ چیز اسے واپس دیدی جائے، جو اس نے ہبہ کی تھی۔“

بَابُ فِي الْهَدِيَّةِ لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ

باب: کوئی کام کرنے پر تحفہ دینا

3539 - اسادہ صحیح، حسین المعلم: ہو ابن ذکوان، ومسدد: ہو ابن مسرهد، واخرجه ابن ماجه (2377)، والرمذی (1345) و

(2266)، والسنائی (3690) و (3703) من طریق حسین المعلم بهذا الاسناد، وهو فی "مسند احمد" (2119) و (4810)، و "صحیح

ابن حبان" (5123).

[illegible]

بَابِي مَرْجِسٌ يُقَصِّصُ بَعْضَ وَتَدِيدِي الشُّحْلِ

یہ: ان کی بات کی ورنہ کچھ غور پر غصہ دیتا

[illegible]

قَالَ كَيْفَ دُونَكَ فِي حَدِيثِ تَرْفِيعِي قَالَ بَعْضُهُمْ: كُنَّ بَيْنَكَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: وَلَدِكَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي
حَدَّادٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ شُعْبَةَ: سَمِعْتُ يُونُسَ يَقُولُ: كُنَّ الشُّعْمَانُ بَيْنَ بَشِيرٍ: أَلَاكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ

[illegible]

ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں!

تو یہاں بعض محدثین نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ ظلم ہے۔

جبکہ بعض محدثین نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: یہ زیادتی ہے، تم میری بجائے کسی اور کو اس پر گواہ بتالو۔

مغیرہ نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ فرمانبرداری اور مہربانی کرنے

میں، وہ سب تمہارے ساتھ یکساں سلوک کریں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میری بجائے کسی اور کو اس پر گواہ بتالو۔

مجاالد نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ان بچوں کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان کے درمیان انصاف سے کام

لو، اس طرح تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہاری فرمانبرداری کریں۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: زہری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

بعض راویوں نے یہ نقل کیا ہے: ”کیا تم نے اپنے تمام بیٹوں کو“

جبکہ بعض راویوں نے یہ لفظ نقل کیا ہے: ”اپنی اولاد کو“

ابن ابو خالد نے شعبی کے حوالے سے اس میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ”کیا تمہارے اس کے علاوہ اور بیٹے بھی ہیں“

ابو یحییٰ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ”کیا تمہارا اس کے علاوہ کوئی اور بچہ بھی ہے“

3543- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، حَدَّثَنِي الثُّعْمَانُ بْنُ

بَشِيرٍ، قَالَ: أَعْطَاهُ أَبُوهُ غُلَامًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا هَذَا الْغُلَامُ؟ قَالَ: غُلَامٌ

أَعْطَانِي أَبِي، قَالَ: فَكُلَّ اخْوَتِكَ أَعْطَى كَمَا أَعْطَاكَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَارْذُدْهُ

﴿﴾ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ان کے والد نے انہیں ایک غلام عطا کیا، نبی اکرم ﷺ نے ان سے

دریافت کیا: یہ غلام کس کا ہے؟ انہوں نے عرض کی: یہ میرا ہے، میرے والد نے مجھے دیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا

انہوں نے تمہارے تمام بھائیوں کو اسی طرح دیا ہے جس طرح تمہیں دیا ہے؟ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی نہیں، نبی

اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اسے واپس کر دو۔

3544- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حَاجِبِ بْنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ الْمُهَلَّبِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:

سَمِعْتُ الثُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ اَعْدِلُوا

بَيْنَ أَهْبَائِكُمْ

﴿﴾ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”اپنی اولاد کے درمیان انصاف سے کام لو، اپنی اولاد کے درمیان انصاف سے کام لو۔“

3545 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَتِ امْرَأَةُ بَشِيرِ ابْنِ الْحَلِيبِ غُلَامًا مَلَكَ وَأَشْهَدَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ ابْنَةَ فَلَانٍ سَأَلَتْنِي أَنْ أَلْعَلَّ ابْنَهَا غُلَامًا، وَقَالَتْ لِي: أَشْهَدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: لَهُ إِخْوَةٌ، فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَكُلُّهُمْ أُعْطِيََتْ مِثْلَ مَا أُعْطِيََتْهُ؛ قَالَ: لَا، قَالَ: فَلَيْسَ يَصْلُحُ هَذَا، وَإِنِّي لَا أَشْهَدُ إِلَّا عَلَى حَقٍّ

❁❁ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے کہا: آپ ﷺ میرے بیٹے کو اپنا غلام تحفے کے طور پر دے دیں، اور نبی اکرم ﷺ کو اس پر گواہ بنالیں، تو حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کی: فلاں کی صاحبزادی (یعنی میری بیوی) نے مجھ سے یہ درخواست کی ہے کہ میں اس کے بیٹے کو یہ غلام عطیہ کے طور پر دے دوں، اس نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کو گواہ بنالوں، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا اس بچے کے اور بھی بھائی ہیں؟ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی ہاں، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ان سب کو تم نے اسی طرح دیا ہے؟ جس طرح اسے دیا ہے، حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی نہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ ٹھیک نہیں ہے، میں صرف حق کے کام پر گواہ بننا ہوں۔

بَابُ فِي عَطِيَّةِ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا

باب: عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی عطیہ دینا

3546 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، وَحَبِيبِ الْمَعْلَمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَجُوزُ لِمَرْأَةٍ أَمْرٌ فِي مَالِهَا إِذَا مَلَكَ زَوْجُهَا عَصَمَتَهَا

❁❁ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”عورت کے لیے اپنے مال میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے، جبکہ اس کا شوہر اس کی عصمت کا مالک بن چکا ہو۔“

3547 - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، أَنَّ أَبَاهُ، أَخْبَرَهُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَجُوزُ لِمَرْأَةٍ عَطِيَّةٌ، إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا

❁❁ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”عورت کے لیے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی عطیہ دینا جائز نہیں ہے۔“

بَابُ فِي الْعُمَرَى

باب: عمری کا بیان

3548 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّظَرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيَكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعُمَرَى جَائِزَةٌ. ❀ ❀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”عمری جائز ہے“

عمری کے فقہی مفہوم کا بیان

جان لیجیے کہ عمری کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی سے یہ کہے کہ میں نے اپنا یہ مکان تمہیں تمہاری زندگی تک کے لئے دیا یہ جائز ہے اس صورت میں جب تک وہ شخص جس کو مکان دیا گیا ہے زندہ ہے اس سے وہ مکان واپس نہیں لیا جاسکتا۔ لیکن اس کے مرنے کے بعد وہ مکان واپس لیا جاسکتا ہے یا نہیں اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں جس کی تفصیل یہ ہے کہ عمری کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔

اول یہ کہ کوئی شخص مثلاً اپنا مکان کسی کو دے اور یہ کہے کہ میں نے اپنا یہ مکان تمہیں دے دیا جب تک تم زندہ رہو گے یہ تمہاری ملکیت میں رہے گا تمہارے مرنے کے بعد تمہارے وارثوں اور اولاد کا ہو جائے گا اس صورت کے بارے میں تمام علماء کا بالاتفاق یہ مسلک ہے کہ یہ ہبہ ہے اس صورت میں مکان مالک کی ملکیت سے نکل جاتا ہے اور جس شخص کو دیا گیا ہے اس کی ملکیت میں آ جاتا ہے اس شخص کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء اس مکان کے مالک ہو جاتے ہیں اگر ورثاء نہ ہوں تو بیت المال میں داخل ہو جاتا ہے۔

عمری کی دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ دینے والا بلا کسی قید و شرط کے یعنی مطلقاً یہ کہے کہ یہ مکان تمہاری زندگی تک تمہارا ہے اس صورت کے بارے میں علماء کی اکثریت یہ کہتی ہے کہ اس کا بھی حکم وہی ہے جو پہلی صورت کا حکم ہے چنانچہ حنفیہ کا مسلک بھی یہی ہے اور بعد اس کے وارثوں کا حق نہیں ہوتا بلکہ اصل مالک یعنی جس نے اس شخص کو دیا تھا کی ملکیت میں واپس آ جاتا ہے۔

موت کے بعد عمری کو واپس لوٹانے میں مذاہب اربعہ

تیسری صورت یہ ہے کہ دینے والا یوں کہے کہ یہ مکان تمہاری زندگی تک تمہارا ہے تمہارے مرنے کے بعد میری اور میرے وارثوں کی ملکیت میں آ جائے گا اس صورت کے بارے میں بھی زیادہ صحیح یہی بات ہے کہ اس کا حکم بھی وہی ہے جو پہلی صورت ہے حنفیہ کے نزدیک یہ شرط کہ تمہارے مرنے کے بعد میری اور میرے وارثوں کی ملکیت میں آ جائے گا فاسد ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ کسی

3548 - اسنادہ صحیح قنادہ: ہو ابن دعامہ، و ہمام: ہو ابن یحییٰ القزوی، و ابو الولید الطیالسی: ہو ہشام بن عبد الملک، و اخرہ البخاری (2626)، و مسلم (1626)، و النسائی (3754) من طریق قتادہ، و جاء عند مسلم فی احادی و ابیہ: ”العمری میراث لا ہلہا“ و قال: ”جانرہ“ و ہوفی ”مسند احمد“ (8567)، و اخر ج ابن ماجہ (2379)، و النسائی (3753)

فاسد شرط کی وجہ سے فاسد نہیں ہوتا۔

حضرت امام شافعی کا بھی زیادہ صحیح قول یہی ہے لیکن حضرت امام احمدیہ فرماتے ہیں کہ عمری کی یہ صورت ایک فاسد شرط کی وجہ سے فاسد ہے۔ عمری کے بارے میں حضرت امام مالک کا یہ قول ہے کہ اس کی تمام صورتوں میں بنیادی مقصد دی جانے والی چیز کی منفعت کا مالک کرنا ہوتا ہے۔ (شرح الوفاق، کتاب ہبہ، بیروت)

عمری معمر لہ کے ورثاء کی ملکیت بن جاتا ہے

حضرت جابر بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمری اپنے مالک یعنی معمر لہ کے ورثاء کی میراث ہو جاتا ہے (مسلم)

معمر لہ اس شخص کو کہتے ہیں جسے بطور عمری کوئی چیز دی جاتی ہے چنانچہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو مثلاً کوئی مکان بطور عمری دیا جاتا ہے وہ مکان اس کی زندگی تک تو اس کی ملکیت رہتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کی ملکیت بن جاتا ہے گویا یہ حدیث اپنے ظاہری مفہوم کے اعتبار سے جمہور علماء کے مسلک کی دلیل ہے۔

عمری ورقی سے انتقال ملکیت کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی شخص اور اس کے ورثاء کو کوئی چیز بطور عمری دی جاتی ہے تو وہ عمری اسی شخص کا ہو جاتا ہے جسے وہ دیا گیا ہے (یعنی وہ چیز اس کی ملکیت ہو جاتی ہے) عمری دینے والے کی ملکیت میں واپس نہیں آتا کیونکہ دینے والے نے اس طرح دیا ہے کہ اس میں میراث جاری ہو جاتی ہے (بخاری و مسلم)

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جو چیز کسی شخص کو بطور عمری دی جاتی ہے وہ اس شخص کی ہو جاتی ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں کی ملکیت میں چلی جاتی ہے دینے والے کی ملکیت میں واپس نہیں آتی۔ حضرت ابو ہریرہ: کی جو روایت (۲) اوپر گزری ہے اس کی تشریح کے ضمن میں عمری کی تین صورتیں بیان کی گئی تھیں اس حدیث میں انہیں سے پہلی صورت کا بیان ہے اس بارے میں جو فقہی اختلاف ہے اس کی تفصیل وہاں ذکر کی جا چکی ہے

حضرت جابر بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رقبی کرو اور نہ عمری کرو کیونکہ جو چیز یعنی مثلاً مکان یا زمین (بطور رقبی یا بطور عمری دی جاتی ہے وہ اس کے ورثاء کی ملکیت میں چلی جاتی ہے) (سنن ابوداؤد)

عمری کی طرح رقبی بھی ہبہ ہی کی ایک شاخ ہے اس کی وضاحت بھی ابتداء باب کے حاشیہ میں کی جا چکی ہے چنانچہ رقبی کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے یہ کہے کہ میں اپنا مکان تمہیں اس شرط کے ساتھ دیتا ہوں کہ اگر میں تم سے پہلے مر گیا تو یہ مکان تمہاری ملکیت میں رہے گا اور اگر تم مجھ سے پہلے مر گئے تو پھر یہ میری ملکیت میں آ جائے گا رقبی مشتق ہے ارقاب سے جو مراقبہ کے معنی میں ہے گویا رقبی میں ہر ایک دوسرے کی موت کا منتظر رہتا ہے۔

اس حدیث میں عمری اور رقبی سے منع کیا گیا ہے اور اس کی علت یہ بیان کی گئی ہے کہ تم جو چیز بطور عمری یا رقبی کسی کو دیتے ہو وہ اس شخص کی ملکیت میں چلی جاتی ہے اور تمہاری ملکیت چونکہ کلیۃً ختم ہو جاتی ہے اس لئے اس شخص کے مرنے کے بعد وہ چیز اس کے

ورثاء کی ملکیت میں منتقل ہو جاتی ہے لہذا تم اپنے مال کو بطور عمری یا رقبی اپنی ملکیت سے نکال کر اپنا نقصان نہ کرو۔

اب رہی یہ بات کہ جب پہلے ہمیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ عمری اور رقبی جائز ہیں تو پھر اس ممانعت کا محمول کیا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یا تو یہ ممانعت اس وقت فرمائی گئی ہوگی جب یہ دونوں جائز نہیں تھے اس صورت میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے یا پھر اس ارشاد گرامی کی مراد یہ ظاہر کرنا ہے کہ عمری اور رقبی اگرچہ مصلحت کے خلاف ہیں لیکن جب یہ وقوع پذیر ہو جاتے ہیں (یعنی کسی کو کوئی چیز بطور عمری یا رقبی دے دی جاتی ہے) تو شرعی طور پر یہ صحیح ہو جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ چیز نہ صرف اس کی ملکیت میں آ جاتی ہے کہ جس کو دی گئی ہے بلکہ اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کی ملکیت میں پہنچ جاتی ہے اس صورت میں اس حدیث کو منسوخ قرار دینے کی کوئی ضرورت نہیں رہے گی۔

عمری کے بارے میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ یہ حنفیہ کے ہاں جائز ہے لیکن رقبی کے بارے میں ملا علی قاری یہ لکھتے ہیں کہ یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد کے نزدیک تو جائز نہیں ہے لیکن حضرت امام ابو یوسف کے قول کے مطابق جائز ہے۔ حنفی علماء میں سے بعض شارحین حدیث نے اس حدیث کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ یہ نہیں (ممانعت) ارشاد دی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اپنا مال کسی مدت متعینہ تک کے لئے ہبہ نہ کرو کہ جب وہ مدت پوری ہو جائے تو اپنا مال واپس لے لو کیونکہ جب تم اپنی کوئی چیز کسی کو دے دو تو وہ تمہاری ملکیت سے نکل گئی اب وہ تمہاری ملکیت میں نہیں آئے گی خواہ تم وہ چیز ہبہ کی صراحت کر کے دو یا عمری اور رقبی کے طور پر دو۔

رقبی کے صحیح ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب اربعہ

علامہ علی بن سلطان محمد حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم، امام محمد اور ایک قول کے مطابق امام مالک علیہم الرحمہ کے نزدیک رقبی درست نہیں ہے۔

حضرت امام ابو یوسف، امام شافعی اور امام احمد علیہم الرحمہ کے نزدیک رقبی درست ہے کیونکہ یہ ایسی شرط پر مشتمل ہے جس کے سبب موت کے بعد اس کو لوٹا دیا جاتا ہے۔ پس یہ عمری کے حکم میں ہو جائے گا۔ جبکہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسی تعلیق کے معلق ہے جو خود خطرناک یعنی موت ہے۔ (شرح الوکایہ، کتاب ہبہ، میر دت)

3549 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

❧❧ یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

3550 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: الْعُمَرَى لِمَنْ وَهَبَتْ لَهُ

3550 - اسنادہ صحیح، ابو سلمہ: هو ابن عبد الرحمن بن عوف، ويحیی: هو ابن ابي كثير، وابان: هو ابن يزيد العطار، واجرجه البحاری (2625)، ومسلم (1625)، والنسائی (3750) و (3751) من طرق عن يحيى بن ابي كثير، به، وهو في "مسند احمد" (14243)، و (14270)، و "صحیح ابن حبان" (5130).

❦❦ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ یہ ارشاد فرماتے تھے:

”عمری اس کا ہوتا ہے، جسے ہمہ کیا گیا ہو“

3551- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، أَخْبَرَنِي الْأَوْزَاعِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،

عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْمَرَ عُمُرِي فَهِيَ لَهُ، وَلِعَقِبِهِ يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ.

❦❦ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جس شخص کو عمری کے طور پر کوئی چیز دی گئی ہو، تو یہ اس شخص کو اور اس کے پسماندگان کو ملے گی، اس کا وارث وہ شخص ہوگا، جو اس کے پسماندگان میں وارث ہوگا۔“

شرح

رقمی ارقاب سے ہے جو مراقبہ سے بنا، رقب گردن کو کہتے ہیں، سوچنا، انتظار کرنا رقی کہلاتا ہے کہ وہ بھی گردن ڈال کر ہی ہوتا ہے، رقبہ یہ ہے کہ یہ چیز تجھے دیتا ہوں لیکن اگر تو پہلے مر جائے تو میری ہوگی اور اگر میں پہلے مر جاؤں تو مستقل تیری ہوگی، چونکہ اس صورت میں ہر ایک دوسرے کی موت کا انتظار کرتا ہے اس لیے اسے رقی کہتے ہیں، عمری کے معنی پہلے عرض ہو چکے۔ لائق قبول کی نہیں بطور مشورہ ہے نہ کہ حرمت کے لیے یا یہ مطلب ہے کہ واپسی کی نیت سے رقی عمری نہ کرو۔

یعنی رقی ہو یا عمری چونکہ یہ ہمہ بالشرط ہے لہذا ہمہ درست ہے اور شرط باطل اور وہ شے کبھی بھی واہب کو نہ واپس ہوگی یہ حدیث جمہور علماء کی دلیل ہے کہ رقی اور ہر طرح کا عمرہ موہوب لہ کہ مستقل مالک کر دیتا ہے، چونکہ حدیث مرفوع ہے لہذا موقوف کے مقابل یہ ہی رائج ہے۔

3552- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْخَوَّارِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ،

وَعُرْوَةَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْنَاهُ:

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَكَذَا رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ

❦❦ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔)

بَابُ مَنْ قَالَ فِيهِ وَلِعَقِبِهِ

باب: جس نے اس کے بارے میں یہ کہا ہے کہ یہ (حاصل کرنے والے کے) پسماندگان کے لیے بھی ہے

3553- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ فَارِسٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عَمْرٍ، حَدَّثَنَا مَالِكُ

يَعْنِي ابْنَ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَقَالَ: اَيْتَمَارُ جُلٍّ اُغْمِرَ غَمْرِي لَهُ، وَلَعَقِبِهِ فَيَايْتَهَا الَّذِي يُعْطَاهَا لَا تَرْجِعْ اِلَى الَّذِي اَعْطَاهَا، لِأَنَّهُ اَعْطَى عَطَاءً
وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جس شخص کو عمری کے طور پر کوئی چیز دی گئی ہو، تو اس شخص کی اور اس کے پسماندگان کی ہوگی، کیونکہ یہ اس کی ملکیت ہے، جسے وہ دیدی گئی ہے، یہ اس شخص کی طرف واپس نہیں جائے گی، جسے نے وہ دی ہو، کیونکہ اس نے ایک ایسا عطیہ دیا ہے، جس میں وراثت کے احکام جاری ہوں گے۔“

3554 - حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ،

بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ:

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ عَقِيلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ،
وَاخْتَلَفَ عَلَى الْأَوْزَاعِيِّ، فِي لَفْظِهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَرَوَاهُ فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، مِثْلَ حَدِيثِ مَالِكٍ
❦ ❦ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابن شہاب کے حوالے سے منقول ہے۔

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ ابن شہاب کے حوالے سے منقول ہے، تاہم اس کے الفاظ میں کچھ اختلاف ہے۔

3555 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: اَيْتَمَّا الْغُمْرَى الَّتِي أَجَازَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ يَقُولَ: هِيَ لَكَ
وَلَعَقِبِكَ فَإِذَا قَالَ: هِيَ لَكَ مَا عِشْتَ فَإِيَّتَهَا تَرْجِعُ إِلَى صَاحِبِهَا

❦ ❦ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: عمری کو نبی اکرم ﷺ نے جائز قرار دیا ہے کہ آدمی یہ کہے: یہ تمہارے ہے اور تمہارے ورثاء کے لیے ہے۔ لیکن جب آدمی یہ کہے: یہ تمہاری اس وقت تک ہے، جب تک تم زندہ رہو، تو پھر یہ چیز اس کے مالک کی طرف واپس آ جائے گی۔

3556 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُزَقِّبُوا وَلَا تُعْمِرُوا فَمَنْ أُرْقِبَ شَيْئًا أَوْ أُغْمِرَ لَهُ فَيُورَثُ
❦ ❦ حضرت جابر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

3553 - اسنادہ صحیح، وهو فی "موطأ مالک" 7562، ومن طريقه أخرجه مسلم (1625)، والترمذی (1400)، والنسائی (3745).
وأخرجه مسلم (1625)، والنسائی (3747) من طريق ابن أبي ذئب، ومسلم (1625) من طريق ابن جريج، والنسائی (3746) من طريق
شعيب بن أبي حمزة، ومسلم (1625)، وابن ماجه (2380)، والنسائی (3744) من طريق الليث بن سعد، والنسائی (3749) من طريق يربد
بن أبي حبيب، حمستهم عن الزهري، به. وهو فی "مسند أحمد" (14131) و (14871) و (15290)، و "صحیح ابن حبان" (5137) و
(5138) و (5139).

”تم لوگ رقی کے طور پر، یا عمری کے طور پر کوئی چیز نہ دو، جس شخص کو رقی یا عمری کے طور پر کوئی چیز دے جائے، وہ اس کے ورثاء کو ملے گی۔“

3557 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ طَارِقِ الْمَدَنِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَطَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَعْظَاهَا ابْنُهَا حَدِيقَةً مِنْ تَخْلٍ، فَمَاتَتْ، فَقَالَ ابْنُهَا: إِنَّمَا أُعْطِيَتْهَا حَيَاتِهَا وَلَهُ إِخْوَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هِيَ لَهَا حَيَاتُهَا وَمَوْتُهَا، قَالَ: كُنْتُ تَصَدَّقْتُ بِهَا عَلَيْهَا، قَالَ: ذَلِكَ أَبْعَدُ لَكَ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک انصاری خاتون کے بارے میں فیصلہ دیا تھا، اس خاتون کو اس کے بیٹے نے کھجوروں کا ایک باغ دیا تھا، اس خاتون کا انتقال ہو گیا، تو اس کے بیٹے نے کہا، یہ تو میں نے ان کی زندگی تک کے لیے دیا تھا، اس لڑکے کے اور بھی بھائی تھے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ اس خاتون کی ملکیت شمار ہوگا، اس کی زندگی میں بھی اور اس کے مرنے کے بعد بھی، اس لڑکے نے کہا: یہ تو میں نے انہیں صدقہ کے طور پر دیا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس صورت میں تو یہ اور بھی زیادہ دور ہو جائے گا۔

بَابُ فِي الرُّقْبَى

باب: رقی کا بیان

3558 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا دَاوُدُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْعُمَرَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا، وَالرُّقْبَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا ﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”عمری اس کے اہل کے لیے جائز ہے اور رقی اس کے اہل کے لیے جائز ہے (یعنی جسے یہ دیا گیا ہے، اس کی ملکیت شمار ہوگا)۔“

3556 - اسنادہ صحیح، وروایۃ ابن جریج - وهو عبد الملك بن عبد العزيز - وان لم يصرح بسماعه من عطاء - وهو ابن أبي رباح - محمولة على الاتصال، كما صرح هو نفسه بذلك فيماروا ابن أبي خيثمة في "تاريخه" (858). مكيان: هو ابن عيسى، واسحاق بن اسماعيل: هو الطالقاسي. واخرجه النسائي (3731) من طريق سفيان بن عيينة بهذا الاسناد. واخرجه البخاري (2626)، ومسلم (1625)، والنسائي (3729) و (3755) من طريق قتادة بن دعامة والنسائي (3727) من طريق مالك بن دينار، كلاهما عن عطاء بن رباح، به. بنقط: "العمرى جائزة"، وفي رواية لمسلم: "العمرى ميراث لاهلها" واخرجه النسائي (3728) من طريق عبد الكريم بن مالك الجعدي، و (3730) من طريق عبد الملك بن أبي سليمان، كلاهما عن عطاء بن أبي رباح مرسلًا. وهو في "مسند احمد" (14174)، و"صحیح ابن حبان" (5129).

3558 - اخرجه ابن ماجه (2383)، والترمذي (1401)، والنسائي (3738) (3739) من طريق داود بن أبي هند، به. وقال الترمذي: حديث حسن. واقتصر النسائي في الموضع الاول على ذكر الرقي. وهو في "مسند احمد" (14254)، و"صحیح ابن حبان" (5136).

3559- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفَّيْسِيُّ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَعْقِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ جُبَيْرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَخْمَرَ شَيْئًا فَهُوَ لِمُعْتَمِرِهِ مَحْيَاةٌ وَمَحَاةٌ، وَلَا تُزَقِّبُوا فَمَنْ أَرْقَبَ شَيْئًا فَهُوَ سَبِيلُهُ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص کوئی چیز عمری کے طور پر دے دیتا ہے، تو وہ جس شخص کو دی گئی ہو، اس کی ملکیت شمار ہوگی، اس کی زندگی میں بھی اس کے مرنے کے بعد بھی اور تم لوگ کوئی چیز رقبی کے طور پر نہ دو، جو شخص رقبی کے طور پر کوئی چیز دے گا، تو اس کا راستہ وہی ہوگا (یعنی اس میں وراثت کے احکام جاری ہوں گے۔)“

3560- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَجَّاجِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُوسَى، عَنْ عُمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: الْعُمَرَى أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ: لِلرَّجُلِ هُوَ لَكَ مَا عِشْتَ فَإِذَا قَالَ ذَلِكَ فَهُوَ لَهُ وَلِوَرَثَتِهِ وَالرَّقْبَى هُوَ أَنْ يَقُولَ الْإِنْسَانُ هُوَ لِلْآخِرِ مِثْقَى وَمِنْكَ

مجاہد فرماتے ہیں: عمری سے مراد یہ ہے: ایک شخص دوسرے شخص سے یہ کہے: جب تک تم زندہ رہے یہ تمہاری ہوئی، جب کوئی شخص یہ کہہ دے تو یہ اس دوسرے شخص کی اور اس کے ورثاء کی ملکیت ہوگی، اور رقبی سے مراد یہ ہے: وہ یہ کہے: یہ مجھ میں اور تم میں سے اس شخص کی ہوگی، جو بعد میں فوت ہو۔

بَابُ فِي تَضَمُّنِ الْعَوَرِ

باب: عاریت کا ضمان ادا کرنا

عاریت کی تعریف و فقہی مفہوم کا بیان

فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے عاریت کی تعریف یہ کی ہے کہ کسی معین اور مباح چیز کا نفع لینا جس کا نفع لینا مباح ہو اور نفع حاصل کرنے کے بعد اصل چیز کو مالک کو واپس کرنا۔ تو اس تعریف سے وہ چیز خارج ہوگی جس کا نفع حاصل کیا جائے تو وہ ضائع ہو جائے مثلاً کھانے پینے والی چیزیں۔

دوسرے شخص کو چیز کی منفعت کا بغیر عوض مالک کر دینا عاریت ہے جس کی چیز ہے اُسے معیر کہتے ہیں اور جس کو دی گئی مستعیر ہے اور چیز کو مستعار کہتے ہیں۔ عاریت کے لیے ایجاب و قبول ہونا ضروری ہے اگر کوئی ایسا فعل کیا جس سے قبول معلوم ہوتا ہو تو یہ فعل ہی قبول ہے مثلاً کسی سے کوئی چیز مانگی اُس نے لا کر دیدی اور کچھ نہ کہا عاریت ہو گئی اور اگر وہ شخص خاموش رہا کچھ نہیں بولا تو عاریت نہیں۔ (بحر الرائق، کتاب عاریت، بیروت)

عاریت کے شرعی مآخذ کا بیان

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے: (اور استعمال کرنے والی چیزوں سے روکتے ہیں) (الماعون، ۷)

یعنی وہ چیزیں جو لوگ عام طور پر آپس میں لیتے دیتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو ضرورت کی چیزوں سے لوگوں کو روکتے اور عاریت نہیں دیتے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ایک دن (ایک دن اس خیال سے کہ کفار کا لشکر مدینہ کے قریب آ گیا ہے) مدینہ میں گھبراہٹ اور خوف کی ایک فضا پیدا ہو گئی ہے۔ (یہ دیکھ کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ کا گھوڑا کہ جسے مندوب یعنی ست کہا جاتا تھا عاریۃ مانگا اور اس پر سوار ہو کر تحقیق حال کے لیے مدینہ سے باہر نکلے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو فرمایا کہ میں نے خوف و گھبراہٹ کی کوئی چیز نہیں دیکھی ہے نیز میں نے اس گھوڑے کو کشادہ قدم یعنی تیز رفتار پایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوطحہ کا گھوڑا پہلے بہت ڈھیلا اور ست رفتار تھا اسی واسطے اس کا نام ہی مندوب یعنی ست رکھ دیا گیا تھا مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے وہ گھوڑا بڑا چاق و چوبند اور تیز رفتار ہو گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی جانور کو عاریۃ مانگنا اور اسے اپنے استعمال میں لانا جائز ہے نیز کسی جانور کو کسی نام سے موسوم کر دینا بھی جائز ہے اسی طرح سامان جنگ کا نام رکھنا بھی جائز ہے۔

یہ حدیث جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری اور کمال جانبازی کو ظاہر کرتی ہے کہ جب دشمن کی فوج کے مدینہ کے قریب آ جانے کے خوف سے پورے مدینہ میں اضطراب و گھبراہٹ کی ایک عام فضا پیدا ہو گئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل بے خوف ہو کر تحقیق حال کے لئے تنہا مدینہ سے نکل کھڑے ہوئے وہیں یہ حدیث اس بات کی بھی غماز ہے کہ دشمنوں کی نوہ لینی اور ان کے حالات پر مطلع ہونے کے لئے سعی کرنا ضروری ہے۔ نیز حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی خوف و اضطراب کے موقع پر خوف کے خاتمہ کی خوشخبری لوگوں کو دینا مستحب ہے۔

عاریت کا بغیر عوض کے تملیک ہونے کا بیان

کوئی چیز بطور ادھار لینا دینا جائز ہے اور اس کی تعریف یہ ہے کہ عاریت ”کسی کو بلا عوض اپنی چیز کے منافع کا مالک بنا دینا“ ہے اور یہ اس طرح کا قول کرنے سے درست ہو جاتی ہے۔ مثلاً کہنا کہ میں نے تجھے تیری مانگی شے ادھار دیدی۔ اور میں نے تمہیں یہ زمین کھانے کیلئے دیدی۔ اور میں نے یہ کپڑا تمہیں دیدیا عطا کر دیا۔ اور میں نے تمہیں اس جانور پر سوار کر دیا۔ مگر یہ اس وقت ہوگا۔ جب اس نے اپنے اس قول سے جانور کو ہبہ کرنے کا ارادہ نہ کیا اور میں نے تمہیں یہ غلام خدمت کے لئے دیدیا میرا گھر تیرے لئے رہائش ہے اور میرا گھر زندگی بھر تیرے لئے رہائش ہے۔

اور معیر (یعنی بطور ادھار چیز دینے والے) کے لئے جب چاہے اپنی چیز واپس لے لینا جائز ہے اور عاریت (ادھار دی گئی شے مستعیر (یعنی جس نے ادھار چیز لے رکھی ہو) کے پاس امانت کے طور پر ہوتی ہے۔ اس لئے جب وہ مستعیر کی زیادتی کے علاوہ ہلاک ہوئی۔ تو اسے تاوان نہیں دینا پڑے گا۔ اور مستعیر کے لئے جو چیز اس نے ادھار لے رکھی ہو اسے آگے کرائے پر چڑھا دینا جائز نہیں ہے۔ جب اس نے اسے کرائے پر دیا تھا اور وہ ہلاک ہو گئی تو اسے جرم نہ بھرنا پڑے گا۔ اس

کیلئے مانگی شے کو آگے دینا اس صورت میں جائز ہو سکتا ہے۔ کہ جب استعمال کرنے والے کی تبدیلی میں مستعار (یعنی ادھار لی گئی) چیز تبدیل نہ ہو جاتی ہو اور وہ ہم دینار پیمائش والی اشیاء اور وزن والی جن کا وزن کیا جاتا ہو ان اشیاء کو بطور عاریت دینا بطور قرض شمار ہوگا۔ (قدوری، کتاب عاریت، لاہور)

مستعار لی ہوئی چیز کے امانت ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ

علامہ علی بن سلطان محمد حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت شریح، حضرت نخعی حضرت سفیان ثوری اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مسلک یہ ہے کہ جو چیز مستعار لی جاتی ہے وہ مستعار لینے والے کے پاس بطور امانت ہوتی ہے کہ اگر وہ تلف و ضائع ہو جائے تو اس کا بدلہ دینا واجب نہیں ہوتا ہاں اگر مستعار لینے والا اس چیز کو قصد اضرار کر دے تو پھر اس پر اس چیز کا بدلہ واجب ہوتا ہے۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کا مذہب بھی یہی ہے۔

لیکن حضرت ابن عباس حضرت ابو ہریرہ حضرت امام شافعی اور امام احمد کا مسلک یہ ہے کہ اگر وہ چیز ضائع و تلف ہو جائے تو مستعار لینے والے پر اس کا بدلہ یعنی اس چیز کی قیمت ادا کرنا واجب ہوتا ہے اسی لئے ان حضرات کے نزدیک لفظ مضمونۃ جو واپس کر دی جائے گی کے یہ معنی ہیں تلف ہو جانے کی صورت میں ان کا بدلہ ادا کیا جائے گا۔ (شرح الوقاہ، کتاب عاریت، بیروت)

موزون و عددی چیزوں کی عاریت کا بیان

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مکمل و موزون و عددی مقارب کو عاریت لیا اور عاریت میں کوئی قید نہیں تو عاریت نہیں بلکہ قرض ہے مثلاً کسی سے روپے، پیسے، گیہوں، جو وغیرہ عاریت لیے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان چیزوں کو خرچ کرے گا اور اسی قسم کی چیز دے گا یعنی روپیہ لیا ہے تو روپیہ دے گا پیسہ لیا ہے تو پیسہ دے گا اور جتنا لیا اتنا ہی دے دیگا یہ عاریت نہیں بلکہ قرض ہے کیونکہ عاریت میں چیز کو باقی رکھتے ہوئے قائمہ اٹھایا جاتا ہے اور یہاں ہلاک و خرچ کر کے قائمہ اٹھانا ہے لہذا فرض کرو کہ قہل انتفاع یہ چیزیں ضائع ہو جائیں جب بھی تاوان دینا ہوگا کہ قرض کا یہی حکم ہے کہ لینے والا مالک ہو جاتا ہے نقصان ہوگا تو اس کا ہوگا دینے والے کا نہیں ہوگا ہاں اگر ان چیزوں کے عاریت لینے میں کوئی ایسی بات ذکر کر دی جائے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہو کہ حقیقتہً عاریت ہی ہے قرض نہیں تو اسے عاریت ہی قرار دیں گے مثلاً روپے یا پیسے مانگتا ہے کہ اس سے کوئی چیز وزن کرے گا یا اس سے تول کر بات بنائے گا یا اپنی دوکان کو سجانے کا تو عاریت ہے۔ (در مختار، کتاب عاریت، بیروت)

اور جب اس نے پہننے کے کپڑے قرض مانگے یہ عرفاً عاریت ہے پیوند مانگا کہ کرتے میں لگائے گا یا اینٹ یا کڑی مکان میں لگانے کے لیے عاریت مانگی اور ان سب میں یہ کہہ دیا ہے کہ واپس دیدوں گا تو عاریت ہے اور یہ نہیں کہا ہے تو قرض ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ، کتاب عاریت، بیروت)

کسی سے ایک پیالہ سالن مانگا یہ قرض ہے اور اگر دونوں میں انبساط و بے تکلفی ہو تو اباحت ہے۔ گولی، چھرے عاریت لیے یہ قرض ہے اور اگر نشانہ پر مارنے کے لیے یعنی چاند ماری کے لیے گولی لی ہے تو عاریت ہے کیونکہ اسے واپس دے سکتا ہے۔

عاریت والی چیز کو عاریت پر دینے میں مذاہب اربعہ

علامہ علی بن سلطان محمد حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص نے عاریت والی چیز کسی کو بطور عاریت دی تو یہ ہمارے نزدیک جائز ہے۔ اگرچہ معیر نے معین نہ کیا اور یہی مذہب امام مالک اور ایک دلیل کے مطابق امام شافعی کا ہے۔ کیونکہ وہ منافع کی ملکیت ہے۔ جبکہ امام شافعی کا صحیح مذہب اور امام احمد علیہما الرحمہ کا مذہب یہ ہے کہ عاریت کو کسی دوسرے شخص پر بطور عاریت دینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ عاریت میں ملکیت منافع صرف اسی کیلئے مباح ہوئے ہیں کسی دوسرے کیلئے مباح نہیں ہوئے۔

(شرح الوقایہ، کتاب عاریت، بیروت)

3561 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرِّدٍ هَذِهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عُرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ،

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذْتَ حَتَّى تُؤَدِّيَ، ثُمَّ إِنَّ الْحَسَنَ نَسِيَ، فَقَالَ: هُوَ أَمِينُكَ لَا صَمَانَ عَلَيْهِ

حضرت سرہ رحمہ اللہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”ہاتھ جو وصول کرتا ہے وہ اس پر لازم ہے، جب تک وہ اسے ادا نہیں کر دیتا (یعنی واپس نہیں کر دیتا)“

پھر حسن اس روایت کو بھول گئے اور انہوں نے یہ کہا: جو شخص تمہارا امین ہو، اس پر ضمان نہیں ہوگا۔

3562 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَسَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ،

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أُمِّيَّةَ بِنِ صَفْوَانَ بِنِ أُمِّيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَارَ مِنْهُ أَدْرَاعًا يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ: أَغَضِبُ يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ: لَا، بَلْ عَمِقُ مَضْمُونَةٌ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذِهِ رِوَايَةٌ يَزِيدُ بْنُ بَغْدَادٍ وَفِي رِوَايَتِهِ بِوَاسِطِ تَغْيِيرٍ عَلَى غَيْرِ هَذَا

حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوہ حنین کے موقع پر، نبی اکرم ﷺ نے ان سے کچھ

زرہیں عاریت کے طور پر طلب کیں، تو انہوں نے عرض کی: اے حضرت محمد ﷺ! کیا یہ غصب کرنا چاہ رہے ہیں، نبی اکرم ﷺ

نے فرمایا: جی نہیں! بلکہ عاریت کے طور پر ہیں اور ان کا ضمان بھی ہوگا

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت یزید نے بغداد میں بیان کی تھی، جب انہوں نے واسطہ میں یہ روایت نقل کی،

تو وہ کچھ متغیر تھی۔

3563 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أَنَاسٍ، مِنْ آلِ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا صَفْوَانُ، هَلْ عِنْدَكَ مِنْ سِلَاحٍ، قَالَ: عَوْرٌ أَمْ غَضَبًا، قَالَ: لَا، بَلْ عَوْرٌ فَأَعَارَهُ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِينَ إِلَى الْأَرْبَعِينَ دِرْعًا، وَغَزَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

3561 - احر حہ ابن ماجہ (2400)، والترمذی (1312)، والنسائی فی "الکبری" (5751) من طریق سعید بن ابی عروبة، بهذا الاسناد

وقال الترمذی: حدیث حسن. وهو فی "مسند احمد" (20086).

وَسَلَّمَ حَنِينًا، فَلَمَّا هَزِمَ الْمُشِيرُ كُنَّ جُمُعَتُ دُرُوعَ صَفْوَانَ فَقَفَّعَ مِنْهَا أَكْرَاعًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَصَفْوَانَ: إِنَّا قَدْ فَقَدْنَا مِنْ أَكْرَاعِكَ أَكْرَاعًا، فَهَلْ نَعْرَمُ لَكَ؟ قَالَ: لَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ، لِأَنَّ فِي قَلْبِي الْيَوْمَ مَا لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ أَعَارَهُ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، ثُمَّ أَسْلَمَ.

❁❁ حضرت عبداللہ بن صفوان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کچھ لوگوں نے یہ بات نقل کی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اے صفوان! کیا تمہارے پاس ہتھیار ہیں؟ انہوں نے دریافت کیا: آپ عاریت کے طور پر لینا چاہتے ہیں یا غصب کرنا چاہتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عاریت کے طور پر لینا چاہتے ہیں، تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو 30 سے لے کر 40 تک زرہیں عاریت کے طور پر دیں، نبی اکرم ﷺ نے غزوہ حنین میں شرکت کی، جب مشرکین پسپا ہو گئے، تو حضرت صفوان کی زرہیں اکبھی کی گئیں، ان میں سے کچھ زرہیں گم ہو چکی تھیں، تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت صفوان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تمہاری زرہوں میں سے کچھ زرہیں ہمیں نہیں ملی ہیں، تو کیا ہم تمہیں اس کا تاوان ادا کریں، انہوں نے عرض کی: جی نہیں، یا رسول اللہ! آج میرے دل میں (اسلام کی) جو جگہ ہے وہ اس دن نہیں تھی“ (امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے وہ زرہیں اسلام قبول کرنے سے پہلے عاریت کے طور پر دی تھیں، بعد میں وہ مسلمان ہو گئے تھے۔

3564- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ دُفَيْعٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ نَائِسٍ، مِنْ

أَلِ صَفْوَانَ قَالَ: اسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ

❁❁ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کی آل میں سے کچھ لوگوں نے یہ بات نقل کی ہے، نبی اکرم ﷺ نے عاریت کے طور پر لیں، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

3565- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ الْحَوْطِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ:

سَمِعْتُ أَبَا أَمَامَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَلَا وَصِيَّةَ لِرِثٍ، وَلَا تُنْفِقُ الْمَرْأَةُ شَيْئًا مِنْ بَيْتِهَا إِلَّا بِإِذْنِ رَوْحِهَا، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَلَا الطَّعَامَ، قَالَ: ذَاكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا ثُمَّ قَالَ: الْعَوْرُ مُؤَدَّاءٌ، وَالْمِنْعَةُ مَرْدُودَةٌ، وَالذَّيْنُ مَقْضِيٌّ، وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ

❁❁ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے، اس لیے وارث کے لیے وصیت نہیں ہو سکتی اور عورت اپنے گھر میں سے کوئی بھی چیز، اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے، عرض کی گی: یا رسول اللہ! اناج بھی نہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ ہمارا افضل مال ہے، پھر آپ نے فرمایا عاریت کے طور پر لی ہوئی چیز واپس کی جائے گی،

عطیہ کے طور پر ملنے والی چیز واپس کی جائے گی، قرض کو ادا کیا جائے گا، اور ضامن شخص تاوان ادا کرنے کا پابند ہو گا۔

3566 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِيرِ الْعُضْفَرِيُّ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَتَيْتَكَ رُسُلِي فَأَعْطِهِمْ ثَلَاثِينَ دِرْعًا، وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا قَالَ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَعَوُّ مَضْمُونَةً، أَوْ عَوْرَ مَوْذَاةٍ؟ قَالَ: بَلْ مَوْذَاةٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَبَّانُ خَالَ هِلَالِ الرَّائِجِ

*** صفوان بن یعلیٰ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

جب میرے قاصد تمہارے پاس آئیں گے، تم انہیں 30 زرہیں اور 30 اونٹ دے دینا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا یہ ایسی عاریت کے طور پر ہیں، جن کا ضمان ادا کیا جائے گا یا یہ وہ عاریت ہیں، جسے واپس کیا جائے گا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ وہ عاریت ہے، جسے واپس کیا جائے گا۔

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حبان نامی راوی، ہلال رائی کے ماسوں ہیں۔)

بَابُ فِيمَنْ أَفْسَدَ شَيْئًا يَغْرُمُ مِثْلَهُ

باب: جو شخص کسی چیز کو خراب کر دے، وہ اس کی مثل جرمانہ ادا کرے گا

3567 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ، فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَ خَادِمِهَا قِصْعَةً فِيهَا طَعَامٌ، قَالَ: فَطَرَبَتْ بِبَيْتِهَا فَكَسَرَتِ الْقِصْعَةَ، قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِسْرَتَيْنِ فَضَمَّ إِحْدَاهُمَا إِلَى الْأُخْرَى، فَجَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ، وَيَقُولُ: غَارَتْ أُمُكُمْ زَادَ ابْنُ الْمُثَنَّى كُلُّوْا فَأَكَلُوْا حَتَّى جَاءَتْ قِصْعَتُهَا الَّتِي فِي بَيْتِهَا، ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى لَفْظِ حَدِيثِ مُسَدَّدٍ قَالَ كُلُّوْا وَخَبَسَ الرَّسُولُ وَالْقِصْعَةَ حَتَّى فَرَعُوا فَدَفَعَ الْقِصْعَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الرَّسُولِ وَخَبَسَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِهِ

*** حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اپنی ایک زوجہ محترمہ کے گھر میں موجود تھے، امہات المؤمنین میں سے کسی نے ایک خادم کے ہاتھ ایک پیالہ بھیجا جس میں کھانا موجود تھا راوی کہتے ہیں: تو اس خاتون نے (جس کے گھر میں نبی

3567- اسنادہ صحیح، حمید: هو ابن ابی حمید الطویل، وخالد: هو ابن الحارث الہذلی، وبیحی: هو ابن سعید القطان، ومسدد: هو ابن مسرہد، واخره البحاری (2481)، و (5225)، وابن ماجہ (2334)، والترمذی (1409)، والنسائی (3955) من طرق عن حمید الطویل، به وروایۃ الترمذی مختصره، وهو فی "مسند احمد" (12027).

اکرم ﷺ موجود تھے) اپنا ہاتھ مار کر وہ پیالہ توڑ دیا، نبی اکرم ﷺ نے اس کے دونوں ٹکڑے پکڑے اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملایا، پھر آپ ﷺ اس اناج کو اکٹھا کرنے لگے (جو نیچے گر گیا تھا) آپ یہ فرماتے جا رہے تھے: تمہاری امی کو غصہ آ گیا۔ ابن مثنیٰ نامی راوی نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں: (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے کھا لو، لوگوں نے اسے کھالیا، یہاں تک کہ وہ خاتون اپنا برتن لے کر آئی، جس کے گھر میں نبی اکرم ﷺ موجود تھے، مسدد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: تم لوگ کھا لو، نبی اکرم ﷺ نے اس آنے والے شخص کو (اور ٹوٹے ہوئے) پیالے کو روک لیا، یہاں تک کہ جب لوگ کھا کر فارغ ہو گئے تو نبی اکرم ﷺ نے صحیح پیالہ اس قاصد کے سپرد کیا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اس گھر میں رکھ لیا (جس میں آپ ﷺ موجود تھے)۔

3568 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي فُلَيْتُ الْعَامِرِيُّ، عَنْ جَسْرَةَ بِنْتِ دَجَاجَةَ، قَالَتْ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: مَا رَأَيْتُ صَانِعًا طَعَامًا مِثْلَ صَفِيَّةَ، صَنَعَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَبَعَثَتْ بِهِ، فَأَخَذَنِي أَفْكَلٌ، فَكَسَرَتْ الْإِنَاءَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا كَفَّارَةُ مَا صَنَعْتُ؟ قَالَ: إِنَاءٌ مِثْلُ إِنَاءٍ وَطَعَامٌ مِثْلُ طَعَامٍ

❁❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے ایسی کوئی عورت نہیں دیکھی، جو سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا جیسا عمدہ کھانا پکاتی ہو، ایک مرتبہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا اور وہ کھانا بھجوا یا، اس پر مجھے غصہ آ گیا، میں نے وہ برتن توڑ دیا (بعد میں) میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے جو کیا ہے، اس کا کفارہ کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ایسا برتن جو اس برتن کی مانند ہو، ایسا کھانا جو اس کھانے کی مانند ہو“

زمین کو ادھار پر لینے کا بیان

جب کسی نے کسی سے زمین اس لئے مستعار لی کہ وہ اس میں تعمیر کرے گا یا شجر کاری کرے گا تو یہ جائز ہے لیکن معیر اس سے اپنی زمین کسی بھی وقت واپس لے لینے کا برابر حقدار ہوگا۔ اور اسے اس کو اپنی عمارت اور درخت اکھاڑ لینے پر مجبور کر دینے کا حق حاصل ہوگا۔ پھر اس صورت میں دینے والے سے جب عاریت کا کوئی وقت طے نہیں ہوا تھا تو اس پر کوئی جرمانہ وغیرہ نہ ہوگا۔ لیکن جب پہلے اس نے وقت مقرر کر دیا تھا اب جب وہ وقت سے پہلے لینے کی کوشش کرے گا تو اس پر مستعیر کے مکان اکھاڑنے اور درخت اکھاڑنے سے جو نقصان ہوگا اس کا جرمانہ دینا لازم ہوگا۔ البتہ عاریت کی چیز کو واپس کرنے کی مزدوری مستعیر کے ذمے ہوگی اور اجرت پردی گئی چیز کو واپس کرنے کی اجرت مؤجر (یعنی جسے چیز اجرت پردی گئی) پر ہوتی ہے اور غصب کردہ شے کو لوٹانے کی اجرت غاصب پر ہوتی ہے۔ اور ودیعت رکھی گئی شے کو واپس لوٹانے کی مزدوری مودع کے ذمہ ہوتی ہے۔ جب کسی نے کسی سے کوئی جانور سواری مستعار لی پھر اس نے اسے اس کے مالک کے اصطبل میں واپس لوٹا بھی دیا۔ اس کے بعد وہ جانور ہلاک ہو گیا۔ تو اس کا مستعیر ضامن نہ ہوگا۔ اور جب اس نے کوئی شے مستعار لی پھر اسے اس کے مالک کے گھر پہنچا دیا مگر اسے بنفس نفیس اس کے مالک کے حوالے نہیں کیا تھا تو پھر بھی وہ اس کا ضامن نہ ہوگا۔ لیکن جب اس نے ”ودیعت“ مالک کے گھر تو پہنچا دی تھی مگر اسے اس کے مالک کے حوالے نہیں کیا تھا تو اس کا اسے جرمانہ دینا ہوگا۔ اور اللہ

تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے۔ (قدوری، کتاب عاریت، لاہور)

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ زمین عاریت پر لی کہ اس میں مکان بنائے گا یا درخت نصب کرے گا یہ عاریت صحیح ہے اور مالک زمین کو یہ اختیار ہے کہ جب چاہے اپنی زمین خالی کرالے کیونکہ عاریت میں کوئی پابندی مالک پر لازم نہیں اور اگر مکان یا درخت کھود کر نکالنے میں زمین خراب ہو جائے گا اندیشہ ہو تو اس ملکہ کی جو مکان کھودنے کے بعد قیمت ہوگی یا درخت کاٹنے کے بعد جو قیمت ہوگی مالک زمین سے دلا دی جائے اور مالک مکان و درخت اپنے مکان و درخت کو بجھم چھوڑ دے۔ اور جب مالک زمین نے مستعیر کے لیے کوئی مدت مقرر کر دی تھی مثلاً دس سال کے لیے یہ زمین مکان بنانے کو یا درخت لگانے کو عاریت دی اور مدت پوری ہونے سے پہلے زمین واپس لینا چاہتا ہے اگرچہ یہ مکروہ و وعدہ خلافی ہے مگر واپس لے سکتا ہے، کیونکہ یہ عقد اس کے ذمہ قضاء لازم نہیں مگر اس عمارت اور درخت کی وجہ سے مستعیر کا جو کچھ نقصان ہوگا مالک زمین اس کو ادا کرے یعنی کھڑی عمارت کی قیمت لگائی جائے اور ملکہ جدا کر دینے کے بعد جو قیمت ہو اس میں عمارت کی قیمت سے جو کمی ہو مالک زمین یہ رقم مستعیر کو دے۔ (در مختار، کتاب عاریت، بیروت)

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور جب زمین زراعت کے لیے عاریت دی اور واپس لینا چاہتا ہے جب تک فصل طیار نہ ہو اور کھیت کاٹنے کا وقت نہ آئے واپس نہیں لے سکتا وقت مقرر کر کے دی ہو یا مقرر نہ کیا ہو دونوں کا ایک حکم ہے یہ البتہ ہے کہ فصل طیار ہونے تک زمین کی جو اجرت ہو مالک زمین کو دلا دی جائے گی۔ اگر کھیت بولیا ہے مگر ابھی تک جما نہیں ہے مالک زمین یہ کہتا ہے کہ بیج لے لو اور جو کچھ صرفہ ہوا ہے وہ لے لو اور کھیت چھوڑ دو یہ نہیں کر سکتا اگرچہ کاشتکار اس پر راضی بھی ہو کیونکہ جمنے سے پہلے زراعت کی بیج نہیں ہو سکتی اور کھیت جم گیا ہے تو ایسا کیا جاسکتا ہے۔ (بحر الرائق، کتاب عاریت، بیروت)

عاریت کی واپسی کے صرفہ کا بیان

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں جب ایک شخص نے یہ وصیت کی ہے کہ میرا غلام فلاں شخص کی خدمت کرے یعنی وہ وارث کی ملک ہے اور موصلیٰ لہ کی اتنے دنوں خدمت کرے اس میں بھی واپسی کا صرفہ موصلیٰ لہ کے ذمہ ہے۔ غصب و رہن میں واپسی کی ذمہ داری و مصارف غاصب و مرتہن پر ہیں۔ مالک نے اپنی چیز اجرت پر دی تو واپسی کی ذمہ داری و مصارف مالک پر ہیں۔ یہ اس وقت ہے کہ وہاں سے لے جانا مالک کی اجازت سے ہو مثلاً کہیں جانے کے لیے گھوڑا کرایہ پر لیا وہاں تک گیا سواری واپس کرنا اس کا کام نہیں بلکہ مالک کا کام ہے اور اگر اس کے حکم سے نہیں لے گیا ہے تو پہنچانا اس کے ذمہ ہے۔ مثلاً کرسی کرایہ پر لی اور شہر سے باہر لے گیا تو واپس کرنا اس کا کام ہوگا۔ شرکت و مضاربت اور موہوب شے جس کو مالک نے واپس کر لیا ان سب کی واپسی مالک کے ذمہ ہے۔ اجیر مشترک جیسے درزی دھوبی کپڑے کی واپسی ان کے ذمہ ہے۔ (ثانی)

بَابُ الْمَوَاشِي تَفْسِدُ زَرْعَ قَوْمٍ

باب: جب مویشی کسی کا کھیت خراب کر دیں

3569 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ.

عَنْ حَرَامِ بْنِ مُحَيِّصَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ نَاقَةَ لِبْرَاءِ بْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطَ رَجُلٍ فَأَفْسَدَتْهُ عَلَيْهِمْ، فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِ الْأَمْوَالِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ، وَعَلَى أَهْلِ الْمَوَاشِي حِفْظَهَا بِاللَّيْلِ

❦❦❦ حرام بن محیصہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اونٹنی ایک شخص کے باغ میں داخل ہو گئی اور اس نے وہاں کی پیداوار خراب کر دی، تو نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا کہ زمین کے مالک پر اس کی حفاظت کرنا، دن کے وقت لازم ہے، اور مویشی کے مالک پر رات کے وقت اس کی حفاظت کرنا لازم ہے۔

شرح

یعنی اگر اونٹنی نے رات میں باغ کو نقصان پہنچایا ہے تو اونٹنی کا مالک اس نقصان کو پورا کرے گا، اور اگر دن میں نقصان پہنچائے تو باغ کا مالک اس نقصان کو برداشت کرے، کیونکہ باغ کی حفاظت خود اسی کی اپنی ذمہ داری تھی۔

3570 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا الْفَرِّبَاقِيُّ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَرَامِ بْنِ مُحَيِّصَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: كَانَتْ لَهُ نَاقَةٌ ضَارِبَةٌ فَدَخَلَتْ حَائِطًا فَأَفْسَدَتْ فِيهِ، فَقُلِّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا: فَقَضَى أَنْ حِفْظُ الْحَوَائِطِ بِالنَّهَارِ عَلَى أَهْلِهَا، وَأَنْ حِفْظُ الْمَاشِيَةِ بِاللَّيْلِ عَلَى أَهْلِهَا، وَأَنَّ عَلَى أَهْلِ الْمَاشِيَةِ مَا أَصَابَتْ مَاشِيَتُهُمْ بِاللَّيْلِ

❦❦❦ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ان کی ایک اونٹنی تھی، جو نقصان پہنچایا کرتی تھی، وہ ایک باغ میں داخل ہوئی، اس نے وہاں نقصان کر دیا، اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے بات کی گئی، تو آپ نے یہ فیصلہ دیا: دن کے وقت باغات کی حفاظت کرنا، ان کے مالکان پر لازم ہے، اور رات کے وقت مویشیوں کی حفاظت کرنا، ان کے مالکان پر لازم ہے۔ مویشی رات کے وقت جو نقصان کریں گے، اس کی ادائیگی مویشی کے مالک کے ذمے ہوگی۔

3570- اسنادہ ضعیف لا یقطعہ، والصحیح انہ مرسل کما سلف قبلہ. وحرام بن محیصہ لم یسمع من البراء بن عازب، واخرجه النسائی فی "الکبری" (5753) من طریق الارزاعی، بهذا الاسناد. واخرجه ابن ماجه (2332م)، والنسائی (5752) من طریق معاوية بن هشام القصار، عن سعید الثوری، عن عبد الله بن عيسى - وقرن به النسائی اسماعیل بن امیة - عن الزهري به. ومعاوية بن هشام - وان كان حسن الحديث - لكنه يفرق عن الثوري باشياء كما قال ابن عدي. واخرجه النسائی (5755)

کِتَابُ الْأَقْضِيَّةِ

یہ کتاب عہدہ قضاء کے بیان میں ہے

بَابُ فِي تَلَبُّ الْقَضَاءِ

باب: عہدہ قضا مانگنا

منصب قضاء کے ابتلاء کا بیان

3571 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا فَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ وَلِيَ الْقَضَاءَ فَقَدْ دُخِيَ بِغَيْرِ سَيِّدِينَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو شخص قضا کا نگران بنے، وہ چھری کے بغیر ذبح کر دیا گیا۔“

3572 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَحْنَسِيِّ، عَنْ الْمَقْبُرِيِّ، وَالْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا

بِذُنِّ النَّاسِ فَقَدْ دُخِيَ بِغَيْرِ سَيِّدِينَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جسے لوگوں کے درمیان قاضی بنادیا گیا، اسے چھری کے بغیر ذبح کر دیا گیا“

شرح

ذبح "سے اس کے متعارف معنی (یعنی ہلاکت بدن) مراد نہیں ہے بلکہ غیر متعارف معنی "ذہنی و روحانی ہلاکت" مراد ہے۔ چنانچہ جس شخص کو قاضی مقرر کیا جاتا ہے وہ نہ صرف یہ کہ ہمہ وقت کی الجھن و پریشانی اور روحانی، (اذیت) یا یوں کہئے۔ کہ درد بے

3571 - حدیث قوی، و هذا اسناد حسن في المتابعات من اجل فضيل بن سليمان، فهو ضعيف يعتبر به، وقد ترويع سعيد المقبري: هو ابن ابي سعيد كيسان. وسياتي بعده من طريق آخر بسند حسن. واخرجه الترمذي (1374) من طريق فضيل بن سليمان، بهذا الاسناد. وقال: حديث حسن غريب. واخرجه النسائي في "الكبرى" (5892) من طريق داود بن خالد العطار، عن سعيد المقبري، به. وداود العطار في عداد المجتهولين. وهو في "مسند احمد" (7145).

3572 - واخرجه ابن ماجه (2308)، والنسائي في "الكبرى" (5895) من طريق عبد الله بن جعفر المصمري، والنسائي (5893) من طريق ابن ابي دنبل، و (5894)

دوا اور مفت کی بیماری میں مبتلا رہتا ہے بلکہ اس کو اپنی عاقبت کی خرابی کا خوف بھی رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ چھری سے ذبح ہو جانا مرنے لحد بھر کے لئے اذیت برداشت کرنا ہے جب کہ یہ اذیت عمر بھر کی ہے بلکہ اس کی حسرت و پشیمانی قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔

بَابُ فِي الْقَاضِي يُحْطِئُ

باب: قاضی کا (فیصلہ دیتے ہوئے) غلطی کرنا

تین قسم کے قاضی ہونے کا بیان

3573 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ السَّمْعِيُّ، حَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ: وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَاثْنَانِ فِي النَّارِ، فَأَمَّا الَّذِي فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضَى بِهِ، وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَى الْحُكْمَ، فَهُوَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ قَطَعَ لِلنَّاسِ عَلَى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا أَصَحُّ شَيْءٍ فِيهِ يَعْنِي حَدِيثُ ابْنِ بُرَيْدَةَ الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ

ابن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک جنت میں جائے گا اور دو جہنم میں جائیں گے، جہاں تک اس قاضی کا تعلق ہے جو جنت میں جائے گا، یہ وہ شخص ہے جو حق کو جانتا ہے اور اس کے مطابق فیصلہ دے دیتا ہے ایک وہ شخص ہے جو حق کو جانتا ہے لیکن فیصلے میں زیادتی کر جاتا ہے، وہ جہنم میں جائے گا، ایک وہ شخص ہے جو علم نہ ہونے کے باوجود لوگوں کے فیصلے کرتا ہے، وہ بھی جہنم میں جائے گا“

(امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) اس بارے میں یہ روایت سب سے زیادہ مستند ہے، یعنی بریدہ کی نقل کردہ یہ روایت ”قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں“

شرح

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص مسلمانوں کے منصب قضاء کا طالب اور خواستگار ہو یا یہاں تک کہ اس نے اس کو حاصل بھی کر لیا اور پھر اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں اس کا عدل و انصاف ظلم پر غالب ہوگا تو جنت ملے گی اور اگر ظلم غالب ہوگا تو دوزخ ملے گی۔ لیکن علماء نے لکھا ہے کہ دونوں ہی صورتوں میں ”غالب“ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس درجہ کا ہو کہ دوسرے کے لئے رکاوٹ بن جائے۔ مثلاً اس کے عدل و انصاف کا وصف اس طرح حاوی ہو کہ اس کا ظلم سر نہ اٹھا سکے۔ یا اس کے ظلم کی خصلت اتنی حاوی ہو کہ اس کے مقابلہ پر اس کا عدل ظاہر نہ ہو سکے۔

3574 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عَنْ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ
عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ
أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَا بَكْرٍ بْنُ حَزِيمٍ فَقَالَ: هَكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاصؓ کی روایت کرتے ہیں: نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب کوئی حاکم فیصلہ دیتے ہوئے اجتہاد کرے اور درست فیصلہ دے، تو اسے دو اجر ملیں گے اور جب فیصلہ دیتے

ہوئے اجتہاد کرے اور غلطی کر جائے تو اسے ایک اجر ملے گا۔“

راوی کہتے ہیں: میں نے ابو بکر بن حزم کو یہ روایت سنائی تو وہ بولے: ابوسلمہ نے حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالے سے یہ

حدیث اسی طرح مجھے بیان کی ہے۔

مجتہد قاضی کے لیے اجر کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمروؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ دونوں کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جب کوئی حاکم فیصلہ
دینے کا ارادہ کرے اور اجتہاد کرے یعنی غور و فکر کے ذریعہ حکم و فیصلہ دے (اور پھر اس کا وہ حکم و فیصلہ صحیح یعنی کتاب و سنت کے
موافق ہو تو اس کو دو ہر اجر ملے گا) (ایک اجر تو اجتہاد کرنے کا اور دوسرا اجر صحیح فیصلہ پر پہنچنے کا) اور اگر اس نے کوئی ایسا حکم و فیصلہ دیا
جس میں اس نے اجتہاد کیا لیکن (نتیجہ اخذ کرنے میں) چوک گیا (یعنی صحیح حکم تک پہنچنے میں خطا کر گیا) تو اس کو ایک اجر ملے گا۔“

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 860)

مطلب یہ ہے کہ اگر حاکم و قاضی کسی سے قضیہ و معاملہ کا حکم و فیصلہ دینا چاہے جس کے بارے میں کتاب و سنت اور اسلامی فقہ
میں کوئی صریح اور واضح ہدایت نہیں ہے اور پھر وہ اجتہاد کرے یعنی کتاب و سنت کے احکام و تعلیمات و فقہ اسلامی کے مسائل اور
اسلامی عدالتوں کے بخلاف میں پوری طرح غور و فکر کرنے کے بعد وہ کسی ایسے نتیجہ پر پہنچ جائے جس کے بارے میں اس کے ضمیر کی
رہنمائی نہ ہو کہ یہ جی برحق ہے اور پھر وہی نتیجہ اس کا حکم و فیصلہ بن جائے تو وہ حکم و فیصلہ ظاہری قانون کے اعتبار سے تو بالکل صحیح تسلیم
کیا جائے گا البتہ غیبی کے لحاظ سے اس کی دو صورتیں ہوں گی ایک تو یہ کہ اگر حقیقت میں بھی وہ فیصلہ کتاب و سنت کی منشاء کے موافق
رہا تو اس کو دو اجر ملیں گے اور اگر اس کا فیصلہ کتاب و سنت کے موافق نہیں ہوا ہے تو اس کو ایک ہی اجر ملے گا۔ بالکل یہی حکم مجتہد کا ہے
کہ اگر وہ استنباط مسائل کے وقت اپنے اجتہاد کے نتیجے میں کتاب و سنت کی منشاء تک پہنچ گیا تو اس کو دو اجر ملیں گے۔

3574- حدیث صحیح، وهذا مناد فوری من اجل عبد العزيز بن محمد - وهو الدراودی - فهو صدوق لا بأس به، وهو متابع. عیدہ اللہ بن
میسرة: هو ابن عمر بن ميسرة، نسب هنا الى جده. واخرجه البخاري (7352)، ومسلم (1716)، وابن ماجة (2314)، والنسائي في
”الكبرى“ (5887) و (5888) من طريق يزيد بن عبد الله بن الهادي، بهشام الامتداد. وهو في ”مسند احمد“ (17774) و (17820)، و ”صحیح
ابن حبان“ (5061). و اخرج حديث ابن هريزة وحده الترمذی (1375)، والنسائي في ”المعجمي“ (5381) من طريق يحيى بن سعيد، عن
ابن بکر بن حزم، به.

اور اگر کتاب وسنت کی منشاء تک پہنچنے میں خطا کر گیا تو اس کو ایک ثواب ملے گا۔ لہذا یہ حدیث جہاں اس بات کی دلیل ہے کہ قاضی اسلام کو ایسی جزئیات میں اجتہاد کا اختیار حاصل ہے جو اسلامی قانون کے ماخذ میں صراحت کے ساتھ مذکور نہیں ہیں اور جن کا کوئی حکم واضح نہیں وہیں اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مجتہد اپنے اجتہاد میں کبھی تو صحیح حکم تک پہنچ جاتا ہے اور کبھی خطا کر جاتا ہے یعنی صحیح حکم تک نہیں پہنچ پاتا لیکن اجر و ثواب اس کو بہر صورت ملتا ہے۔ طاعلی قازی نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کسی چیز کا حکم و مسئلہ، نصوص یعنی کتاب اللہ، احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت میں مذکور نہ ہونے کی وجہ سے قیاس پر عمل کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ ہو تو اس صورت میں قیاس پر عمل کرنا تحریر قبلہ کی مانند ہوگا (جس طرح اگر کسی شخص کو کسی وجہ سے قبلہ کی سمت کا پتہ نہ چلے اور وہ نماز کے وقت غور و فکر اور تحریر کر کے اپنے گمان غالب کے مطابق قبلہ کی کوئی سمت مقرر کر لے اور اس طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہوگی اگرچہ حقیقت میں قبلہ اس سمت نہ ہو اسی طرح قیاس پر عمل کرنے والا، مصیبت یعنی درست عمل کرنے والا ہوگا اگرچہ اس قیاس میں اس سے خطا (غلطی) ہوگئی ہو۔

3575- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا مُلَاذِمُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ نَجْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَهُوَ أَبُو كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ طَلَبَ قَضَاءَ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى يَنَالَهُ، ثُمَّ غَلَبَ عَدْلُهُ جَوْرَهُ، فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ غَلَبَ جَوْرُهُ عَدْلُهُ فَلَهُ النَّارُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو شخص مسلمانوں کے قاضی کے منصب کا طلبگار ہو، یہاں تک کہ وہ اس پر فائز ہو جائے، پھر اس کا انصاف اس کے ظلم پر غالب آ جائے، تو اسے جنت ملے گی اور جس کا ظلم اس کے انصاف پر غالب آ جائے، اسے جہنم ملے گی۔“

شرح

حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”قاضی جب تک ظلم و نا انصافی کی راہ اختیار نہیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے یعنی حق تعالیٰ کی توفیق و تائید اس کے شامل حال ہوتی ہے لیکن جب وہ ظلم و نا انصافی کی راہ اختیار کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے الگ ہو جاتا ہے (یعنی اس کے اوپر سے حق تعالیٰ کی تائید و توفیق کا سایہ ہٹ جاتا ہے اور شیطان اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ مشکوٰۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 868)

اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ قاضی جب ظلم و نا انصافی کی راہ اختیار کر لیتا ہے تو (اللہ تعالیٰ) اس کے کام کو اس کے سپرد کر دیتا ہے (یعنی اس کو اپنی توفیق و تائید سے محروم کر دیتا ہے۔“ اور حضرت سعید ابن مسیب راوی ہیں کہ (ایک دن) حضرت عمر فاروق کی خدمت میں ایک مسلمان اور ایک یہودی اپنا جھگڑا لے کر آئے حضرت عمر نے جب (قضیہ کی تحقیق کے بعد)

3575- اسنادہ ضعیف لجهالة موسى بن نجلدة. عباس العنبري: هو ابن عبد العظيم. واخرجه البيهقي 88 10 من طريق المصنف بهما

یہ دیکھا کہ یہودی حق پر ہے تو انہوں نے اس (یہودی) کے حق میں فیصلہ دیا اس یہودی نے (اپنے حق میں فیصلہ سن کر) کہا "اللہ کی قسم! آپ نے حق کے مطابق فیصلہ دیا ہے حضرت عمر نے (یہ سن کر) اس کے ایک درہ مارا اور فرمایا تجھے کیسے علم ہوا کہ میں نے حق کے مطابق فیصلہ دیا ہے؟ یہودی نے کہا "اللہ کی قسم! ہم نے توراۃ میں (یہ لکھا ہوا پایا ہے کہ جو بھی قاضی حق کے مطابق فیصلہ دیتا ہے اس کے دائیں ایک فرشتہ ہوتا ہے اور اس کے بائیں ایک فرشتہ ہوتا ہے اور دونوں فرشتے اس کو تقویت پہنچاتے ہیں اور حق کی توفیق دیتے ہیں جب تک وہ حق پر رہتا ہے اور جب قاضی حق کو چھوڑ کر دیتا ہے تو وہ فرشتے آسمان پر چلے جاتے ہیں اور اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ (مالک)

ایک خلیجان تو یہ واقع ہو سکتا ہے کہ حضرت عمر نے اس یہودی کو اپنے درے سے کیوں مارا در آنحالیکہ اس نے ان کے فیصلہ کے منصفانہ اور برحق ہونے کا اقرار و اعتراف کیا تھا؟ اور ایک اشکال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ حضرت عمر کے سوال "تجھ کو یہ کیسے معلوم ہوا" اور یہودی کے جواب "ہم نے توراۃ میں پایا ہے" میں مطابقت کیا ہوئی۔ پہلے خلیجان کا جواب تو یہ ہے کہ حضرت عمر نے یہودی کو کسی سزا یا غصہ کے طور پر نہیں مارا تھا بلکہ نرمی اور خوش طبعی کے طور پر مارا تھا اور دوسرے اشکال کا جواب یہ ہے کہ اس بات کو یہودی سے زیادہ کون جان سکتا تھا کہ اس تنازعہ میں حق پر کون ہے۔ لہذا جب اس یہودی نے دیکھا کہ اگر حضرت عمر حق سے انحراف کرتے تو فریق مخالف یعنی مسلمان کے حق میں فیصلہ کرتے، اس صورت میں ان کا فیصلہ جی برانصاف ہوتا اور نہ ان کا حق پر قائم رہتا ظاہر ہوتا۔ لہذا جب انہوں نے مسلمان کے خلاف یہودی کے حق میں فیصلہ دیا تو معلوم ہوا کہ حضرت عمر حق پر قائم ہیں اور انہوں نے انصاف سے انحراف نہیں کیا ہے۔

3576 - حَدَّثَنَا ابْرَاهِيمُ بْنُ حَمْرَةَ بْنِ أَبِي يَحْيَى الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي الزُّرْقَاءِ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزُّرْقَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: (وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أُنْزِلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ) (الباقية: 44)، إِلَى قَوْلِهِ: (الْفَاسِقُونَ) (الباقية: 47) هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ الثَّلَاثِ نَزَلَتْ فِي الْيَهُودِ خَاصَّةً فِي قُرَيْظَةَ وَالتَّضَرُّعِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

"وہ لوگ جو اس چیز کے مطابق فیصلہ نہیں دیتے، جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے تو یہی لوگ کافر ہیں۔"

یہ آیت یہاں تک ہے: "قاسق ہیں۔"

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) یہ تین آیات یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھیں، بطور خاص قریظہ اور نصیر (قبیلوں سے تعلق رکھنے والے، یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھیں)

شرح

ولیحکم اهل الانجیل بما انزل اللہ فیہ اور (حکم دے دیا گیا کہ) انجیل والے اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق حکم دیں۔

ایک شبہ: نزول قرآن کے بعد انجیل کو منسوخ کر دیا گیا۔ پھر دیکھیں کہ اس طرح صحیح ہوگا۔ امر تو حال یا استقبال کے لئے آتا ہے (امر کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ فوراً یا آئندہ اس حکم کی تعمیل کی جائے۔ گزشتہ کے متعلق اب حکم دینا ناقابل تصور ہے)۔

جواب: انجیل کے تمام احکام منسوخ نہیں کئے گئے اور جو احکام منسوخ کئے گئے ہیں اور قرآن کی وجہ سے ان کو ترک کر دیا گیا ہے تو اس کا حکم بھی انجیل میں ہی موجود تھا (تو گویا یہ بھی حکم انجیل کی تعمیل ہوئی) اب اگر منسوخ ہونے کے بعد اس منسوخ پر عمل کیا جائے گا تو حکم انجیل کی خلاف ورزی ہوگی۔ اہل انجیل سے مراد ہے حضرت عیسیٰ کی وہ امت جو رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے گزر چکی اور امت اسلامیہ جو رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد امت محمدیہ قرار پائی (یعنی حضور ﷺ کی بعثت کے بعد یہی امت اسلامیہ انجیل والی ہے کیونکہ انجیل کے احکام پر یہی چلتی ہے اور قرآن سے جو احکام انجیل منسوخ کر دیئے گئے ان پر نہیں چلتی کیونکہ قرآن سے ان کے منسوخ ہو جانے کی صراحت خود انجیل میں پہلے سے موجود تھی اس طرح منسوخ شدہ احکام پر نہ چلنا بھی حکم انجیل کے مطابق ہے) (۱) [شبہ کا زیادہ واضح جواب وہ ہے جو مترجم نے ترجمہ میں اشارتا بین القوسین عبارت کو زیادہ کر کے ظاہر کر دیا ہے اس پر غور کیا جائے]

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون اور جو لوگ اللہ کی نازل کردہ کتاب کے مطابق حکم نہیں دیتے وہ اللہ کی اطاعت سے باہر ہونے والے ہیں۔ یا (فاسقوں سے مراد کافر ہیں یعنی) ایمان سے خارج ہیں۔ کیونکہ اللہ کے احکام کو حقیر جانتے ہیں۔

بَابُ فِي تَلْبِ الْقَضَاءِ وَالتَّسْرِعِ إِلَيْهِ

باب: عہدہ قضا مانگنا، اور اس کی طرف جلدی کرنا

3577- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ رَجَاءِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيِّ الْأَزْرَقِيِّ، قَالَ: دَخَلَ رَجُلَانِ مِنْ أَبْوَابِ كِنْدَةَ وَأَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ، جَالِسٌ فِي حَلْقَةٍ، فَقَالَا: أَلَا رَجُلٌ يُتَقَدُّ بَيْنَنَا، فَقَالَ: رَجُلٌ مِنَ الْحَلْقَةِ أَنَا فَأَخَذَ أَبُو مَسْعُودٍ كَفًّا مِنْ حَصَى فَرَمَاهُ بِهِ، وَقَالَ: مَهْ إِنَّهُ كَانَ يُكْرَهُ التَّسَرُّعُ إِلَى الْحُكْمِ

عبدالرحمن بن بشر انصاری بیان کرتے ہیں: کندہ کے دروازوں سے دو آدمی اندر داخل ہوئے، اس وقت حضرت ابومسعود انصاریؓ ایک محفل میں تشریف فرماتے تھے، ان دونوں نے کہا: کیا کوئی ایسا شخص ہے جو ہمارے درمیان فیصلہ کر دے،

3577- اسنادہ ضعیف لجهالة رجاء الانصاري. الاعمش: هو سليمان بن مهران، وابو معاوية: هو محمد بن حازم الصيرفي. واخرجه ابو حنيفة دهر بن حرب في "العلم" (11)، والبيهقي 10110 من طريق ابى معاوية الصيرفي، بهذا الاسناد. واخرجه البيهقي 10010 من طريق سفيان الثوري، عن الاعمش، به.

تو محفل میں موجود ایک شخص نے کہا: میں کرتا ہوں، حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ میں کنکریاں پکڑ کر اس کو ماریں، اور بولے: رک جاؤ! ثالث بننے کی طرف جلد بازی کو ناپسندیدہ سمجھا جاتا تھا۔

3578- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ يَلَالٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ طَلَبَ الْقَضَاءَ وَاسْتَعَانَ عَلَيْهِ، وَكَلَّ إِلَيْهِ، وَمَنْ لَمْ يَطْلُبْهُ وَلَمْ يَسْتَعِنْ عَلَيْهِ، أَنْزَلَ اللَّهُ مَلَكًا يُسَدِّدُهُ وَقَالَ وَكَيْفَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ يَلَالِ بْنِ أَبِي مُوَسَى، عَنْ أَنَسِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ: عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ يَلَالِ بْنِ مُزَايِسَ الْفَزَارِيِّ، عَنْ خَيْثَمَةَ الْبَصْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: "جو شخص قاضی کے منصب کا طلب گار ہوتا ہے اور اس کے لیے مدد مانگتا ہے، اسے اس کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور جو شخص اس کا طلب گار نہیں ہوتا، اور اس کے لیے مدد حاصل نہیں کرتا (یعنی سفارش نہیں کرواتا) تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ نازل کرتا ہے جو اس کی رہنمائی کرتا رہتا ہے۔"

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

3579- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو مُوَسَى: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَنْ نُسْتَعِيلَ، أَوْ لَا نُسْتَعِيلَ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "ہم اپنے کام کے لیے کسی ایسے شخص کو عامل مقرر نہیں کریں، جو اس کا طلب گار ہو۔"

بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ الرِّشْوَةِ

باب: رشوت کا حرام ہونا

3580- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَّ وَالْمُرْتَشِيَّ

3578- واخرجه ابن ماجه (2309)، والترمذی (1372) من طريق اسرائيل، بهذا الاسناد. واخرجه الترمذی (1373) من طريق ابی عوانه
3579- اسنادہ صحیح، واخرجه البخاری (2261)، ومسلم بالحدیث (1823)، والنسائی (4) من طریق یحییٰ بن سعید القطان، بهذا الاسناد. وهو فی "مسند احمد" (19666)، و"صحیح ابن حبان" (1071)، واخرجه البخاری (7149)، ومسلم بالثر (1823) من طریق ابی اسامہ عن نربد ابن عبد اللہ بن ابی بردہ، عن ابی بردہ، به. وهو فی "صحیح ابن حبان" (4481).

3580- واخرجه ابن ماجه (2313)، والترمذی (1386) من طریق ابن ابی ذئب، بهذا الاسناد. لكن جاء فی رواية ابن ماجه: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم: - "لعن الله على الراشي والمرشي". وهو فی "مسند احمد" (6532)، و"صحیح ابن حبان" (5077).

(۱۰۹) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت

کی ہے۔

شرح

بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رائش یعنی وہ شخص جو رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے کے درمیان واسطہ و ذریعہ بننے اس پر بھی لعنت فرمائی ہے۔ "تشریح: رشوت (یاراء کے پیش کے ساتھ یعنی رشوت) اس مال کو کہتے ہیں جو کسی (حاکم و عامل وغیرہ) کو اس مقصد کے لئے دیا جائے کہ وہ باطل (ناحق) کو حق کر دے اور حق کو باطل کر دے۔ ہاں اگر اپنا حق ثابت کرنے یا اپنے اوپر ہونے والے کے دفعیہ کے لئے کچھ دیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

رشوت کے حرام ہونے کا بیان

اسلام جس معاشرے کا تصور دیتا ہے وہ بے غرض اور ایثار پسند معاشرہ ہے۔ جس میں ہر شخص بے غرض ہو کر دوسرے کے لیے کچھ نہ کچھ کرنا چاہتا ہے۔ اسلامی تعلیمات تو یہ ہیں کہ مسکرا کر دیکھنا بھی صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی صدقہ ہے۔ رشوت کا تصور صرف اسی معاشرے میں پنپ سکتا ہے جہاں صلاحیت کی بجائے سفارش یا پھر روپے پیسے کو میرٹ بنالیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں جہنم میں جائیں گے"۔ (طبرانی)

اصطلاحی معنوں میں رشوت سے مراد وہ مال ہے جو اپنے جائز یا ناجائز کام کی تکمیل کے لئے کسی دوسرے شخص کو دیا جائے یا کوئی فرد کسی کا جائز یا ناجائز کام کرنے کے بدلے جو رقم حاصل کرے وہ بھی رشوت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اور آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ"۔ (البقرہ)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے رشوت کھانے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی ہے"۔ (کنز العمال)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے، رشوت دینے اور رشوت کی دلالی کرنے والے سب پر لعنت فرمائی ہے"۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "قاضی کا کسی سے رشوت لے کر اس کے حق میں فیصلہ کرنا کفر کے برابر ہے اور عام لوگوں کا ایک دوسرے سے رشوت لینا حرام کمائی ہے"۔ (طبرانی)

یہی وجہ ہے کہ رشوت کے حرام ہونے پر امت کا اجماع ہے چنانچہ کسی بھی معاشرے میں جب کوئی کام انصاف کے مطابق نہیں ہوتا تو اس معاشرے کی بنیادیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں۔ لوگوں میں عدل و انصاف کو قائم رکھنے اور حق داروں کو ان کا حق پہنچانے کے لیے ہی تو اللہ تعالیٰ نے آخرت کی یقین دہانی کروائی ہے تاکہ لوگوں میں یہ شعور پیدا ہو کہ عدل و انصاف کے ساتھ معاملات نمٹانے میں ہی بھلائی ہے ورنہ دنیا میں نہ سہی آخرت میں اس کی سزا ضرور ملے گی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچنے کے لئے

صوت لینے کے ساتھ ساتھ رشوت دینے سے بھی احتراز کرنا چاہیے اور اس کی ہر جگہ مذمت کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ رشوت کی جو بات کا تجزیہ کر کے ان کی خلافی کی جائے تو بھی کافی حد تک ہم اپنے معاشرے سے اس ماسور کو ختم کر سکتے ہیں۔

ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ 7-8، جلد: 97، رمضان شوال 1434 ہجری مطابق جولائی - اگست 2013ء

رشوت پر وعید اور اس کا شرعی حکم

افتخار مولانا غفران ساجد قاسمی، جی انسیم، ریاض، سعودی عرب

رشوت کیا ہے؟

آج جب کہ زمانہ بہت تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے اور آئے دن نئی ایجادات سامنے آ رہی ہیں، ایسے ترقی یافتہ دور میں رشوت کی کوئی خاص شکل و صورت متعین نہیں ہے، اور اب صرف کاغذ کے چند نوٹوں کے لین دین کا نام رشوت نہیں ہے؛ بلکہ زمانہ اور حیثیت کے اعتبار سے رشوت کی شکلیں بھی مختلف ہوتی رہتی ہیں، اگر کوئی عام آدمی کسی کلرک کو رشوت دیتا ہے تو وہ وہ چند نوٹوں کی شکل میں ہوتا ہے، لیکن اگر یہی رشوت کوئی خاص شخص کسی بڑے عہدہ دار، مثلاً وزیر یا کسی بڑے صاحب منصب کو دیتا ہے تو وہ کبھی بنگلہ، موٹر کار یا پھر کسی بیرون ملک کے سیاحتی ٹکٹ وغیرہ کی شکل میں ہوتا ہے، جسے وہ ہدیہ یا نذرانہ کا خوبصورت نام دے دیتا ہے؛ لیکن درحقیقت وہ رشوت کی ترقی یافتہ شکل ہوتی ہے؛ اس لیے صرف کاغذ کے چند نوٹوں کے لین دین کو ہی رشوت نہیں کہہ سکتے، اس کے علاوہ بھی ہر وہ شے جو اپنے جائز یا ناجائز مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے کسی اہل منصب کو دیا جائے گا وہ رشوت ہی ہوگا۔

مجمع البحار میں علامہ فتنی نے بھی رشوت کی تعریف کی ہے: "رشوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنی باطل غرض اور ناحق مطالبہ کے پورا کرنے کے لیے کسی ذی اختیار یا کارپرداز شخص کو کچھ دے"۔ (مجمع البحار بحوالہ علامہ سید سلیمان ندوی)

رشوت کی مذمت اور اس کے لینے اور دینے والوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سخت وعیدیں بتائی ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ کی لعنت برسی ہے"۔ (رواہ ابن ماجہ)

ایک دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "رشوت لینے اور دینے والا دونوں ہی دوزخ میں جائیں گے"۔ (طبرانی)

رشوت کی دلالی کرنے والا بھی ملعون:

اسلام کی نظر میں جس طرح رشوت لینے اور دینے والا ملعون اور دوزخی ہے، اسی طرح اس معاملہ کی دلالی کرنے والا بھی حدیث رسول کی روشنی میں ملعون ہے۔ صحابی رسول حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے اور دینے والے اور رشوت کی دلالی کرنے والے سب پر لعنت فرمائی ہے"۔ (رواہ احمد طبرانی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ قاضی کا کسی سے رشوت لے کر اس کے حق میں فیصلہ کرنا کفر کے برابر ہے، اور عام لوگوں کا ایک دوسرے سے رشوت لینا "مستح" یعنی حرام ناپاک کمائی ہے۔ (طبرانی) یہی وجہ ہے کہ پوری امت رشوت کے حرام ہونے پر متفق ہے۔

رشوت دینے کی گنجائش کب ہو سکتی ہے؟

لغت میں "رشوت" کے معنی ہیں وہ نذرانہ جو اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے کسی کو پیش کیا جائے، خواہ وہ مقصد جائز ہو یا ناجائز؛ اسی لیے امام ابوسلیمان خطابی اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "رشوت لینے اور دینے والے دونوں شخص گناہ و ہذا کے مستحق اس وقت ہوں گے، جب کہ دونوں کا مقصد باطل اور ناحق کی حمایت کرنا ہو، کسی پر ظلم کرنا یا کرانا ہو یا شرعی حکم کی پامالی ہو، مثلاً ایک شخص جس کا ایک چیز میں شرعاً کوئی حق نہیں بنتا، وہ صاحب اختیار کو رشوت دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرا لیتا ہے یا ایک چیز ایک شخص کی ملکیت یا اس کا حق ہے، اس کے پاس ثبوت بھی ہیں، جو اس نے فراہم کر دیے، مگر دوسرا شخص رشوت کے زور پر صاحب اختیار سے اس کے خلاف فیصلہ کرا لیتا ہے، تاکہ حق دار کو اس کا حق نہ مل سکے، مذکورہ حدیث کی روشنی میں یہ رشوت دینا بلاشبہ لعنت کا سبب ہے۔

اسی طرح رشوت لینے والا شخص بھی وعید کا مصداق اس وقت ہوگا، جب اس نے ایسے حق یا عمل کی انجام دہی پر رشوت لی ہو جو اس کے اوپر از روئے شریعت واجب ہے، یا وہ کوئی کام ایسا کر رہا ہے، جس کے کرنے کا کوئی جواز نہیں اور دوسرے کا اس نے نقصان ہو رہا ہے، جب تک اس کی مٹھی گرم نہ کی جائے، وہ اپنے اس ناحق عمل سے دست بردار ہونے کے لیے تیار نہ ہو، مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں ایسا شخص ملعون ہے۔

البتہ ایک شخص کا حق ہے کہ جو اسے ملنا چاہیے، رشوت دیے بغیر نہیں ملے گا، یا اتنی دیر سے ملے گا، جس میں اسے غیر معمولی مشقت برداشت کرنی پڑے گی۔ اسی طرح اس کے اوپر کسی فرد کی طرف سے ظالمانہ مطالبات عائد ہو گئے ہیں اور رشوت دینے بغیر ان سے خلاصی مشکل ہے تو امید ہے کہ دینے والا شخص گناہ گار نہ ہوگا، البتہ دیانت شرط ہے جس کی ذمہ داری خود اس پر ہوگی۔ اسی طرح ایک شخص حکام اور ارباب اختیار کے نزدیک اپنی ذاتی وجاہت کی وجہ سے باحیثیت مانا جاتا ہے، اگر ایسے شخص کے ذریعے اپنا جائز حق وصول کرنے کے لیے حاکم تک رسائی حاصل کی جائے اور وہ شخص جس پر اس کام کی شرعاً کوئی ذمہ داری نہیں ہے، حق الخدمت کے طور پر کچھ وصول کرتا ہے تو یہ اس کے لیے حلال ہوگا، کیوں کہ یہ نہ تو باطل کی اعانت ہے، نہ کسی پر ظلم ہے اور نہ ہی اس پر یہ کام کرنا از روئے شریعت واجب ہے، لیکن نہ لینا موجب اجر و ثواب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: سفارش کردہ، ثواب پاؤ گے۔ تجربہ شاہد ہے کہ جن ناگوار حالات میں رشوت دینی پڑتی ہے، ان میں دینے والا تو مجبور ہوتا ہے، مگر لینے والا مجبور نہیں ہوتا۔

رشوت اور قوم یہود کا شیوہ:

سید سلیمان ندوی نے اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں رشوت کے چلن پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ عرب کے کاہن اپنی

مفروضہ نبی طاقت کی بنا پر بعض مقدموں کے فیصلے کرتے تھے، اہل غرض ان کو اس کے لیے مزدوری یا رشوت کے طور پر کچھ نذرانہ دیتے تھے، اس کو حلوان (مثنائی) کہتے تھے، اسلام آیا تو اوہام کا یہ دفتر ہی اڑ گیا، اس پر بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاہن کے حلوان کی خاص طور سے ممانعت فرمائی۔ (ترمذی، باب اجابہ کرہیہ میرالشی)

اسی طرح عرب میں یہودیوں کے مقدمے ان کے احبار اور رئیس فیصل کرتے تھے، قانون کی زد سے بچنے کے لیے مال دار اور اہل ثروت طبقہ علانیہ رشوت دیتے اور ان کے کاہن اور قاضی یہ رشوت لے کر ان کے حق میں فیصلہ سنا دیتے تھے، اور اتنا ہی نہیں؛ بلکہ توراۃ کے احکام پر پردہ ڈالتے تھے۔ (معجم بخاری) چنانچہ توراۃ کے قوانین میں تحریف کا ایک بڑا سبب یہی رشوت خوری تھی، قرآن مجید کی اس آیت میں اسی گناہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا، أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ (بقرہ: ۲۱۷)

ترجمہ: خدا نے کتاب سے جو اتارا اس کو جو چھپاتے ہیں اور اس کے ذریعہ معمولی معاوضہ حاصل کرتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھرتے ہیں، خدا ان سے قیامت کے دن بات نہ کرے گا، نہ ان کو پاک صاف کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

پیٹ میں آگ بھرنے سے مراد یہی حرام کی کمائی رشوت ہے۔

عہد نبوت میں خیر کے یہودیوں سے زمین کی آدھے آدھے پیداوار پر مصالحت ہوئی تھی، جب پیداوار کی تقسیم کا وقت آتا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے، وہ ایمان داری سے پیداوار کے دو حصے کر دیتے تھے اور کہہ دیتے تھے کہ ان دو میں سے جو چاہو لے لو، یہودیوں نے اپنی عادت کے مطابق ان کو بھی رشوت دینی چاہی، آپس میں چندہ کر کے اپنی عورتوں کے کچھ زیورات اکٹھے کیے اور کہا کہ یہ قبول کرو، اور اس کے بدلہ تقسیم میں ہمارا حصہ بڑھا دو، یہ سن کر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے یہودیو! خدا کی قسم تم خدا کی ساری مخلوق میں مجھے مغفوض ہو، لیکن یہ مجھے تم پر ظلم کرنے پر آمادہ نہیں کر سکتا اور جو تم نے رشوت پیش کی ہے وہ حرام ہے، ہم (مسلمان) اس کو نہیں کھاتے۔" یہودیوں نے ان کی تقریر سن کر کہا کہ "یہی وہ انصاف ہے جس سے آسمان و زمین قائم ہیں۔" (سوطا، مالک، کتاب الساقۃ)

عالمین زکوٰۃ کا ہدیہ یا نذرانہ قبول کرنا:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمال کو رعایا سے ہدیہ اور تحفہ قبول کرنے کی ممانعت فرمائی ہے (ابوداؤد، کتاب لاقضیہ)، ایک دفعہ ایک عامل نے آ کر کہا کہ یہ صدقہ کا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے، یہ سن کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر تقریر کی، حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

"عامل کا کیا حال ہے کہ ہم اس کو بھیجتے ہیں تو آ کر کہتا ہے کہ یہ تمہارا ہے اور یہ میرا ہے، تو اپنے باپ یا ماں کے گھر میں بیٹھ کر نہیں دیکھتا کہ اس کو تحفے ملتے ہیں یا نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ اس میں سے جوے جائے

گاہ قیامت میں اپنی گردن پر لا کر لائے گا، اونٹ، گائے، بکری جو ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر تین بار فرمایا: "خداوند! میں نے پہنچا دیا۔" (صحیح بخاری، باب ہدایا اہمال)

اس حدیث میں غور کریں اور موجودہ دور کے عمال (یعنی مدرسہ اور ملی تنظیموں کے سفراء) پر نظر ڈالیں کہ جب وہ رمضان میں سفر سے واپس اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو ان کے پاس ہدایا و تحائف کی کتنی بڑی تعداد ہوتی ہے بالخصوص مہتمم، نظما و اور سکریٹری حضرات، پھر فیصلہ کریں کہ ان کا یہ ہدایا اور تحائف قبول کرنا مذکورہ حدیث کی روشنی میں کیسا ہے؟

رشوت کی برائی قرآن میں:

رشوت کی ممانعت میں قرآن کریم کی ایک اور آیت صریح طور پر دلالت کرتی ہے:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (البقرة: ۲۸۴)

ترجمہ: اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق اور نہ پہنچاؤ ان کو حاکموں تک کہ کھا جاو کوئی حصہ لوگوں کے مال میں سے ظلم کر کے (ناحق) اور تم کو معلوم ہے۔

علامہ ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ آیت ایسے شخص کے بارے میں ہے جس کے پاس کسی کا حق ہو، لیکن حق والے کے پاس ثبوت نہ ہو، اس کمزوری سے قائدہ اٹھا کر وہ عدالت یا حاکم مجاز سے اپنے حق میں فیصلہ کروالے۔ اور اس طرح دوسرے کا حق غصب کر لے۔ یہ ظلم ہے اور حرام ہے۔ عدالت کا فیصلہ ظلم اور حرام کو جائز اور حلال نہیں کر سکتا۔ یہ ظالم عند اللہ مجرم ہوگا۔ (ابن کثیر)

شریعت اسلام میں جتنے معاملات باطل یا فاسد اور گناہ کہلاتے ہیں ان سب کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ ان میں وجود مذکورہ میں کسی وجہ سے خلل ہوتا ہے، کہیں دھوکہ فریب ہوتا ہے، کہیں نامعلوم چیز یا نامعلوم عمل کا معاوضہ ہوتا ہے، کہیں کسی کا حق غصب ہوتا ہے، کہیں کسی کو نقصان پہنچ کر نفع حاصل کیا جاتا ہے، کہیں حقوق عامہ میں ناجائز تصرف ہوتا ہے، سود، قمار وغیرہ کو حرام قرار دینے کی اہم وجہ یہ ہے کہ وہ حقوق عامہ کے لیے معر ہیں، ان کے نتیجہ میں چند افراد پلتے بڑھتے ہیں، اور پوری ملت مفلس ہوتی ہے، ایسے معاملات فریقین کی رضامندی سے بھی اس لیے حلال نہیں کہ وہ پوری امت کے خلاف ایک جرم ہے، آیت مذکورہ ان تمام ناجائز صورتوں پر حاوی ہے۔

یہ آیت اپنے ترجمہ کے لحاظ سے رشوت کی ممانعت میں صاف و صریح ہے؛ کیوں کہ رشوت بھی ایک ایسا عمل ہے جس کا اثر حقوق عامہ پر براہ راست پڑتا ہے، اور اس کی وجہ سے حقدار کا حق مارا جاتا ہے۔

موجودہ دور میں رشوت کا اطلاق کن چیزوں پر ہوگا؟

اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ دور میں کن طریقوں کو رشوت کہیں گے، تو اس کا سیدھا اور آسان جواب یہ ہے کہ مذکورہ بالا احادیث اور قرآنی آیتوں کی روشنی میں ہر وہ لین دین جو شریعت کے خلاف ہو، اور کسی کا حق مارنے کے لیے

ہو یا اسی طرح غیر شرعی افعال کو انجام دینے کے لیے کچھ لیا یا دیا جا رہا ہو وہ سب رشوت کے دائرہ میں آئیں گے۔

مثلاً: اس وقت ذرائع ابلاغ سب سے موثر اور طاقتور ذریعہ ہے اپنی بات لوگوں تک پہنچانے اور اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کا۔ تو ہر وہ شخص جو غیر شرعی طور پر اپنی بات اخبار میں شائع کرانے کے لیے یا اپنے کسی مد مقابل کو نیچا دکھانے کے لیے کوئی خبر اخبار میں شائع کراتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس طرح کی خبریں جو شخص ہوتی ہیں اخبار والے بھی بغیر کچھ لے دے شائع نہیں کرتے تو یہ دینا اور اخبار والے کا لینا دونوں شرعاً بھی حرام ہیں اور صحافتی و قانونی نقطہ نظر سے بھی حرام ہے۔ یہ تو ایک چھوٹی سی مثال تھی، آج کی دنیا میں قدم قدم پر رشوت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور اس کا حل سب سے زیادہ سرکاری دفاتر اور محکموں میں دیکھنے کو ملتا ہے اور یہ جگہیں ایسی ہیں جہاں ایک ٹیک اور دین دار شخص کو بھی اپنا حق حاصل کرنے کے لیے رشوت کا سہارا لینا پڑتا ہے! کیوں کہ اگر وہ رشوت نہیں دیتے ہیں تو وہ اپنے حق سے محروم رہ جائیں گے، ایسے معاملات میں جہاں اپنا حق حاصل کرنے کے لیے یہ جبر و اکراہ رشوت دینی پڑتی ہے، اسے تو فقہاء نے کسی حد تک جائز قرار دیا ہے؛ لیکن رشوت لینا ہر حال میں حرام اور ناجائز ہے۔

جان یا مال پر خوف کی وجہ سے رشوت دینے کی گنجائش:

”رشوت لینا جس طرح حرام ہے، اسی طرح اصولی طور پر رشوت کا دینا بھی حرام ہے، اس سلسلہ میں فقہاء کے یہاں ایک متفق علیہ اصول ہے کہ جس چیز کا لینا جائز نہیں اس کا دینا بھی جائز نہیں۔ ”مَا حُرِّمَ قَدْ أَخْلُفَهُ حُرْمٌ غَلَطَالَهُ“ البتہ چوں کہ رشوت لینا کبھی بھی مجبوری نہیں بن سکتی اور رشوت دینا بعض دفعہ مجبوری بن جاتی ہے؛ اس لیے فقہاء نے ضرورت اور مجبوری کے مواقع پر رشوت دینے کی اجازت دی ہے اور اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کو پیش نظر رکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ شریک شہداء کو اس لیے کچھ دیا کرتے تھے کہ وہ بے ہودہ ہو پر مبنی اشعار کہنے اور مسلمانوں کو بدنام کرنے سے اجتناب کریں۔

رشوت دینے کی گنجائش کب ہوگی؟ اس سلسلہ میں فقہاء نے یہ اصول متعین کیا ہے کہ اگر رشوت نہ دے تو ناقص طریقہ پر اس کو جانی یا مالی نقصان کا اندیشہ ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ جس ذمہ دار کے پاس اس کی درخواست زیر غور ہے، وہ اس کے ساتھ انصاف سے کام نہ لے گا اور اس کے اور دوسرے امیدواروں کے درمیان مساویانہ سلوک روا نہیں رکھے گا۔
علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”الْبَشْوُ مَا يَكُونُ عَلَى نَفْسِهِ أَوْ مَالِهِ أَوْ لِيُسَبِّحَ أَمْرًا يَحْتَاجُ السُّلْطَانَ أَوْ أَمِيرًا“

(رد المحتار ۴/۳۴۰ بحوالہ جہد فقہی مسائل ۱۱/۳۰۰)

جان یا مال پر خوف کی وجہ سے نیز اس لیے کہ سلطان یا امیر کے پاس معاملہ کی صحیح صورت حال رکھے رشوت دینے کی گنجائش ہے یہ ممنوع صورتوں سے مستثنیٰ ہے۔

بَابُ فِي هَذَا يَا الْعَبَّالَ

باب: (ریاستی) اہلکاروں کو ملنے والے تحائف

3581- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ رِشْوَانَ عَنْ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنِ ابْنُ كُنَسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ لَكَ عَمَلٌ فَكُنْتُمْ مِلَّةً عَلَيْهِمْ لَنَا قَوْلُهُ لَمْ يَوْعَلْ يَأْتِ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ سُودٌ كَأَنَّ الْفَخْرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ الْفَتْلُ عَيْنُ عَمَلِكَ قَالَ: وَمَا ذَلِكَ قَالَ: سَمِعْتُكَ تَقُولُ: كُنَّا وَكُنَّا قَالَ: وَكُنَّا أَقُولُ: لِمَكَ مِنْ اسْتَعْمَلْنَا عَلَى عَمَلٍ فَلَيْسَ بِقَلِيلٍ وَكَوْثَرُهُ لَنَا أَوْ بِيَمِينِهِ أَخَذَهُ وَمَا لِي بِهِ عِلَّةُ انْتَهَى

⑤⑤ حضرت عدى بن عمیر وندی برقی نے اکرمؓ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"اے لوگو! تم میں سے جس کسی کو بھی ہمارے کام کا عامل مقرر کیا جائے اور پھر وہ اس میں سے ایک دھماکہ یا اس سے کم تر کوئی چیز چھپالے تو یہ خیانت ہوگی جسے ساتھ لے کر وہ قیامت کے دن آئے گا، جو انصار سے قطع رکھنے والا ہے وہ جنگ کا ایک شخص کھڑا ہوا، یہ مقرر آج بھی میری لاد میں ہے، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کام مجھ سے واپس لے لیں، نبی اکرمؓ نے فرمایا: ہر کیوں؟ اس نے عرض کی: میں نے آپ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرمؓ نے فرمایا: میں یہ کہتا ہوں کہ ہم جس کو کسی کام کے لیے عامل مقرر کریں، تو وہ تھوڑی اور زیادہ تمام چیزیں لے کر آئے، اور اس کو جو دیا جائے وہ حاصل کر لے اور جس چیز سے منع کیا جائے، اس سے باز آ جائے۔"

بَابُ كَيْفَ الْقَطَاءِ

باب: فیصلہ کیسے دیا جائے؟

3582- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ رِشْوَانَ عَنْ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنِ ابْنُ كُنَسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ لَكَ عَمَلٌ فَكُنْتُمْ مِلَّةً عَلَيْهِمْ لَنَا قَوْلُهُ لَمْ يَوْعَلْ يَأْتِ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ سُودٌ كَأَنَّ الْفَخْرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ الْفَتْلُ عَيْنُ عَمَلِكَ قَالَ: وَمَا ذَلِكَ قَالَ: سَمِعْتُكَ تَقُولُ: كُنَّا وَكُنَّا قَالَ: وَكُنَّا أَقُولُ: لِمَكَ مِنْ اسْتَعْمَلْنَا عَلَى عَمَلٍ فَلَيْسَ بِقَلِيلٍ وَكَوْثَرُهُ لَنَا أَوْ بِيَمِينِهِ أَخَذَهُ وَمَا لِي بِهِ عِلَّةُ انْتَهَى

3581- اسناد صحیح، لیس: ہر ابن ابی حاتم، و یحیی: ہر ابن سعید القطان، و آخر جہ مسلمہ (1833) من طرق عن احمد بن حنبل عن

۴، و ہر لی "مسند احمد" (17717)، و "صحیح ابن حبان" (5078).

3582- و آخر جہ الترمذی (1380) من طریق (الدائم للامام والنسائی فی "الکبری" (8366) من طریق ہر یک، و یحیی: کلام احمد عن

مساک، ۴

قَالَ: فَمَا زِلْتُ قَاضِيًا، أَوْ مَا شَكَّكْتُ فِي قَضَائِهِ بَعْدُ

①② حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے قاضی بنا کر یمن بھیجا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ مجھے بھیج رہے ہیں، میری عمر کم ہے اور مجھے قضاء (یعنی فیصلہ کرنے) کے بارے میں علم بھی نہیں ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو ہدایت نصیب کرے گا اور تمہاری زبان کو ثابت رکھے گا، جب تم دو مخالف فریقوں کے درمیان بیٹھو، تو تم اس وقت تک فیصلہ ہرگز نہ کرنا، جب تک تم دوسرے فریق کو نہیں سن لیتے، جس طرح تم نے پہلے کو سنا ہے، کیونکہ یہ اس بات کے زیادہ لائق ہوگا کہ تمہارے لیے فیصلہ واضح ہو جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کے بعد میں قاضی رہا (راوی کو شک ہے کہ شاید یہ الفاظ ہیں) اس کے بعد مجھے فیصلہ کرنے میں کوئی تردد نہیں ہوا۔

بَابُ فِي قَضَاءِ الْقَاضِي إِذَا أَخْطَأَ

باب: جب قاضی (فیصلہ دیتے ہوئے) غلطی کر جائے

3583- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا مَا آتَاكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيْهِ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَحْسَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَأَقْضِي لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ مِنْهُ، فَمَنْ قَضَيْتَ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ بَشْيَءٍ، فَلَا تَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا، فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ،

①② حضرت سیدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: "میں بھی ایک انسان ہوں، تم لوگ اپنے مقدمات میرے پاس لے کر آتے ہو، ہو سکتا ہے تم میں سے کوئی ایک اپنی بات ثابت کرنے میں، دوسرے سے زیادہ تیز ہو تو میں نے جب اس سے بات سنی ہو، تو اس کے مطابق میں اس کے حق فیصلہ دے دوں، تو جس شخص کے حق میں، میں اس کے بھائی کے حق سے متعلق کسی چیز کا فیصلہ دوں، تو وہ اس میں سے کچھ بھی حاصل نہ کرے، کیونکہ میں نے اس کے لیے آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دیا ہوگا۔"

3584- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

3583- اسنادہ صحیح، واخرجه البخاری (2680) و (6967) و (7169)، ومسلم (1713)، و ابن ماجہ (2317)، والترمذی (1388)، والسانی (5401) و (5422) من طریق هشام بن عروة بهذا الاسناد، وهو في "مسند احمد" (25670)، و "صحیح ابن حبان" (5070)، واخرجه البخاری (2458) و (7181) و (7185)، ومسلم (1713) من طریق الزهري، عن عروة، به، وهو في "مسند احمد" (26626).
3584- اسنادہ حسن اسامہ بن زید - وهو الليثي - صنف حسن الحديث، وباني رجاله ثقات، واخرجه ابن ابی شیبہ (2337-234)، واسحاق بن راہویہ فی "مسندہ" (1823)، وابو یعلیٰ (7027)، وابن الجارود (1090)، والطحاوی فی "شرح مشکل الآثار" (755-760)، وفی "شرح معانی الآثار" 1554/، والطبرانی فی "الکبیر" 23/ (663)، والدارقطنی (4580) و (4581)، والحاکم 954/، و بیہقی 666/، وابو یعلیٰ فی "شرح السنہ" (2508) من طرق عن اسامه بن زيد الليثي، به

رَافِعٍ. مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيفَ لُهُمَا، لَمْ تَكُنْ لُهُمَا بَيِّنَةٌ إِلَّا دَعْوَاهُمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَرَّ مِثْلُهُ، فَبَكَى الرَّجُلَانِ، وَقَالَ: كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَقِّي لَكَ، فَقَالَ لُهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا إِذَا فَعَلْتُمَا مَا فَعَلْتُمَا فَأَقْتَسِمَا، وَتَوَخَّيَا الْحَقَّ، ثُمَّ اسْتَغْنَمَا، ثُمَّ تَحَالَا.

❁❁ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: دو آدمی وراثت کا مقدمہ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، دونوں کے پاس ثبوت کوئی نہ تھا، صرف ان دونوں کا دعویٰ تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں: وہ دونوں شخص روئے لگ پڑے، اور ان دونوں میں سے ہر ایک نے یہ کہا: میرا حق بھی تمہارا ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: اگر تم ایسا کر رہے ہو تو پھر تم حق کو دو حصوں میں تقسیم کرو، پھر قرعہ اندازی کر لو اور پھر ایک دوسرے سے معافی تلافی کر لو۔

3585 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عَيْسَى، حَدَّثَنَا أُسَامَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيفَ وَأَشْيَاءَ قَدْ دَرَسَتْ، فَقَالَ: إِنِّي أَلْمَأْأَقُصِي بَيْنَكُمْ بِرَأْيِي فِيمَا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ.

❁❁ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ روایت نقل کرتی ہیں: تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں، ان دونوں کا وراثت کے بارے میں چند دوسری چیزوں کے بارے میں اختلاف چل رہا تھا، جس کے نشانات ختم ہو چکے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہارے درمیان اپنی رائے سے فیصلہ کروں گا، اس چیز کے بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔

3586 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ التَّهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدٍ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمَشِيرِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ الرَّأْيَ إِنَّمَا كَانَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصِيبًا لِأَنَّ اللَّهَ كَانَ يُرِيهِ، وَإِنَّمَا هُوَ مِنَّا الظَّنُّ وَالشَّكْلُ.

❁❁ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے انہوں نے منبر پر ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! نبی اکرم ﷺ کی رائے بالکل درست ہوتی تھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں ٹھیک راہ دکھا دیتا تھا، ہماری رائے صرف گمان اور اپنی سوچ پر مبنی ہوتی ہے۔“

3587 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّغِيِّ، أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُمَيْرٍ الشَّامِيُّ: وَلَا

3585- اسنادہ حسن کسابقہ. عیسیٰ: ہواہن یونس بن ابی اسحاق السیعی. واخرجه ابو یعلیٰ (6897)، والیہقی / 260 10 من طریق اسامہ بن زید، بہ.

3586- رجالہ ثقات الا ان فیہ انقطاعاً، ابن شہاب الزہری لم یندرک عمر بن الخطاب. واخرجه البیہقی / 117 10 من طریق ابن وہب، بہذا الاساد.

إِمَّا لِيَنَّ رَأْيُ شَامِئًا أَوْ لِيَنَّ رَأْيُ حَزَلِ بْنِ عُمَانَ

❦❦ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَابُ كَيْفَ يَجْلِسُ الْخُصَمَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْقَاضِي؟

باب: مقابل فریق، قاضی کے سامنے کیسے بیٹھیں گے؟

3588- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: قَطَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْخُصَمَانِ يَفْعَدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَكَمِ

❦❦ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ (کسی مقدمے کے) دونوں مخالف

فریق، حاکم (قاضی) کے سامنے بیٹھیں گے۔

بَابُ الْقَاضِي يَقْضِي وَهُوَ غَضَبَانِ

باب: قاضی کا غصے کے عالم میں فیصلہ کرنا

3589- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ

بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَقْضِي الْحَكَمُ

بَيْنَ الْفَتْنَيْنِ وَهُوَ غَضَبَانِ

❦❦ عبدالرحمن بن ابوبکرؓ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے صاحبزادے کو خط میں یہ لکھا ہے کہ نبی

اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

”کوئی بھی قاضی غصے کے عالم میں دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ دے“

بَابُ الْحُكْمِ بَيْنَ أَهْلِ الذِّمَّةِ

باب: ذمی لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنا

3587- هَذَا لَيْسَ بِحَدِيثٍ وَإِنَّمَا هُوَ تَوْبَةٌ بِفَضْلِ حَرِيزِ بْنِ عُمَانَ. وَحَرِيزُ بْنُ عُمَانَ هُوَ الْحَمَصِيُّ مِنْ صَفَارِ النَّاهِجِينَ، قَالَ ابْنُ حَجَرٍ فِي "هَدْيِ

السَّارَى" ص: 396 وَتَفَهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَعِينٍ وَالْإِسْلَامُ لَكِنْ قَالَ الْفَلَاسُ وَغَيْرُهُ: إِنَّهُ كَانَ يَنْتَقِصُ عَلِيًّا، وَلَالُ ابْنِ حَاتِمٍ: لَا أَعْلَمُ بِالشَّامِ اثْبَتَ مِنْهُ، وَلَمْ

يَصِحَّ عِنْدِي مَا يُقَالُ عَنْهُ

3588- اسنادہ ضعیف لضعف مصعب بن ثابت۔ وهو ابن عبد الله بن الزبير بن العوام ولا نقطاعه، مصعب بن ثابت لم يدر كجد عبد الله بن

الزبير، بهما ثابت ما سألني، وأخرجه أحمد (16104)، والطبرانی في "الكبير" - قطعة من الجزء 13 - (246)، والبيهقي 13510/ من

طريق عبد الله بن المبارك، به. وأخرجه الحاكم 944/ من طريق عبدان، عن مصعب بن ثابت، عن أبيه ثابت، إن أباه عبد الله بن الزبير... وقال:

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَلَمْ يَخْرُجْ جَاهٌ وَسَكَتَ عَنْهُ اللَّيْثِيُّ أَوْ لَهُ شَاهِدٌ لَا يَفْرَحُ بِهِ مِنْ حَدِيثِ أُمِّ سَلَمَةَ عِنْدَ أَبِي بَعْلَى (5867) وَ(6924)، وَالطَّبْرَانِيُّ

فِي "الْكَبِيرِ" 23/ (622)، وَالْأَذَارِيُّ (4466) وَ(4467)، وَالْبَيْهَقِيُّ 13510/

3580 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمَزُّزِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ التَّخَوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: (فَإِنْ جَاءُوكَ فَأَحْكَمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَخْرِطْ عَنْهُمْ) فَلْيَسْتَعِثْ قَالَ: (فَأَحْكَمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَلَزَمَكَ اللَّهُ) (الباب: 40)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: (ارشاد باری تعالیٰ ہے:)

"اگر وہ تمہارے پاس آئیں تو تم ان کے درمیان فیصلہ کرو، یا پھر ان سے اعراض کرو (تمہاری مرضی ہے) یہ آیت منسوخ

ہوئی اور ارشاد ہوا:

"اللہ تعالیٰ نے جو نازل کیا ہے، اس کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کرو"

3581 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمَزُّزِيُّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ إِسْحَاقَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْمُضَنِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا كَرِهَتْ هَلِيبَةُ الْأَيْمَةَ (فَإِنْ جَاءُوكَ فَأَحْكَمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَخْرِطْ عَنْهُمْ وَإِنْ حَكَمْتَ فَأَحْكَمْ بَيْنَهُمْ بِالْعِصْطِ) الْأَيْمَةُ قَالَ: كَانَ بَنُو النَّضِيرِ إِذَا قَتَلُوا مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ أَكْثَرًا يَصِفُ الذِّبَةَ، وَإِذَا قَتَلَ بَنُو قُرَيْظَةَ مِنْ بَنِي النَّضِيرِ أَكْثَرًا إِلَيْهِمُ الذِّبَةُ كَامِلَةً، فَسَوَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی:

"جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم ان کے درمیان فیصلہ کرو، یا ان سے اعراض کرو (تمہاری مرضی ہے) اگر تم ان سے اعراض کرتے ہو، تو وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، اگر تم فیصلہ کرتے ہو، تو ان کے درمیان انصاف کے مطابق فیصلہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے وضاحت کی: پہلے یہ ہوتا تھا کہ بنو نضیر سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص جب بنو قریظہ کے کسی شخص کو قتل کر دیتا تھا، تو وہ لوگ نصف دیت ادا کرتے تھے اور بنو قریظہ کا کوئی فرد بنو نضیر کے کسی فرد کو قتل کر دیتا تھا، تو وہ لوگ مکمل دیت ادا کرتے تھے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں ان دونوں کو برابر قرار دیا۔

بَابُ اجْتِهَادِ الرَّأْيِ فِي الْقَضَاءِ

باب: فیصلہ کرتے ہوئے اپنی رائے سے اجتہاد کرنا

3589 - اسنادہ صحیح. سفیان: هو الثوري، ومحمد بن كثير: هو الحنفي. واخرجه البخاري (7158)، ومسلم (1717)، وابن ماجه (2316)، والترمذي (1383)، والنسائي (5406) و (5421) من طرق عن عبد الملك بن عمرو، به. وهو في "مسند احمد" (20379)، و "صحیح ابن حبان" (5063).

3591 - حديث صحيح، وهذا اسناد حسن من اجل محمد بن اسحاق، وقد صرح بالسماع عند ابن هشام في "السيرة" 2152، وعبد لسانى (4733)، وقد توبع. وهو في "السيرة النبوية" لابن هشام 215.2 واخرجه النسائي في "الكبرى" (6959) من طريق ابراهيم بن سعد برهري، عن محمد بن اسحاق، به. الاسناد. وهو في "مسند احمد" (3434). واخرجه باطول معاهنا احمد (2212)

3592- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْمُبَيْزَرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَنَسٍ مِنْ أَهْلِ حَمِصٍ، مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: كَيْفَ تَقْضِي إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ؟ قَالَ: أَقْضِي بِكِتَابِ اللَّهِ، قَالَ: فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي كِتَابِ اللَّهِ، قَالَ: فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا فِي كِتَابِ اللَّهِ، قَالَ: أَجْتَهِدُ رَأْيِي، وَلَا أَلُو فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهُ، وَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ لِمَا يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنے کا ارادہ کیا، تو آپ نے دریافت کیا: جب تمہارے سامنے کوئی مقدمہ آئے گا، تو تم کیسے فیصلہ کر دے گے، انہوں نے عرض کی: میں اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اگر تم اللہ کی کتاب میں (اس کا حکم) نہ پاؤ، تو انہوں نے عرض کی: میں اللہ کے رسول کے سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اگر تم (اس مسئلے کا حل) اللہ کے رسول کی سنت میں اور اللہ کی کتاب میں بھی نہ پاؤ؟ تو انہوں نے عرض کی: میں اپنی رائے کے ذریعے اجتہاد کروں گا اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا، پھر نبی اکرم ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا:

”ہر طرح کی حمد اس اللہ کے لیے مخصوص ہے، جس نے اپنے رسول کے نمائندے کو، اس بات کی توفیق عطا کی جو اللہ کے رسول کو راضی کر دے۔“

3593- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنِي أَبُو عَوْنٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرِو، عَنْ أَنَسٍ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ قَدْ كَرَّمَ مَعْنَاهُ ﴿١﴾ ﴿٢﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جب انہیں یمن بھیجا (تو اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)

اجتہاد کی تربیت

ان اصولی ہدایات کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو اجتہاد کے موقع پر اجتہاد کرنے کی ہدایت کی اور عملاً اس کی تربیت دی۔

3592- وقد خرج البخاری (360) الذي شرط الصحة حديث عروة البارقي: سمعت الحبي يحدون عن عروة، ولم يكن ذلك الحديث في المحجولات. وقال مالك في "القائمة" 2/1877: أخبرني رجل من كبار قومه، وفي "صحيح مسلم" (945) (52) عن ابن شهاب 3593- اسنادہ کسایفہ، قال الخطابی: قوله: "اجتهد رأيي" يريد الاجتهاد في رد القضية من طريق القياس الى معنى الكتاب والسنة، ولم يرد الرأي الذي يسح له من قبل نفسه او يعطى به من غير اصل من كتاب او سنة، وفي هذا اثبات القياس، واجاب الحكم به، وفيه دليل على ان لمحاكم ان يقلد غيره فيما يريد ان يحكم به، وان كان المقلد اعلم منه والفقه حتى يجتهد فيما يسمعه منه، فان والقرابة واجتهاده امضاء، والا توقف عنه، لان التقليد خارج من هذه الاقسام المذكورة في الحديث، وقوله: "لا ألو" معناه: لا أقصر في الاجتهاد، ولا اترك بدوع الوسع فيه

ایک خاتون نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی، لیکن اپنی نذر پوری کرنے سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا، کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: بتاؤ اگر تمہاری ماں پر کسی کا قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا نہ کرتیں؟ اس نے عرض کیا: ہاں ضرور کرتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اس قرض کو بھی ادا کرو۔ یہ تو دوسرے قرضوں سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ وہ ادا ہو۔

اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں بعض پہلوؤں سے مشابہت ہے اور ایک کو دوسرے پر قیاس کیا جانا چاہیے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں اپنے مال کا حق ادا کرے تو یہ مال آخرت میں اس کی فلاح اور کامیابی کا ذریعہ ہوگا، لیکن جس مال کا حق ادا نہ کیا جائے وہ آخرت میں وبال ثابت ہوگا۔ اس سلسلے میں آپ نے دولت کی مختلف صنفوں: سونے، چاندی، اونٹ، گائے، بکری اور گھوڑے کا تفصیل سے ذکر کیا کہ وہ کس صورت میں ہلاکت کا باعث ہوں گے اور کب سبب نجات بنیں گے؟ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے گدھے اور خچر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سلسلے میں الگ سے کوئی ہدایت نہیں نازل ہوئی ہے، البتہ یہ جامع اور اپنی نوعیت کی منفرد آیت موجود ہے:

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ۔ (الزلزال: ۷-۸)

جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا اسے (وہاں) وہ دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا اسے بھی وہ دیکھ لے گا۔

یہ درحقیقت اصول و کلیات سے تفصیلات اخذ کرنے کی ہدایت ہے۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کبھی صحابہ رضی اللہ عنہم نے کسی معاملے میں اجتہاد سے کام لیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی ہمت افزائی فرمائی۔

جنگِ احزاب کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے بعض لوگوں سے کہا کہ وہ فوراً 'بنی قریظہ' پہنچ جائیں اور وہیں عصر کی نماز پڑھیں، لیکن یہ لوگ راستے ہی میں تھے کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ ہم 'بنو قریظہ' پہنچنے میں جلدی کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا یہ نہیں تھا کہ اس کی وجہ سے نماز عصر میں تاخیر کر دی جائے۔ چنانچہ ان لوگوں نے وقت پر نماز پڑھ لی، لیکن بعض دوسرے لوگوں نے اس سے اختلاف کیا، چوں کہ آپ نے عصر کی نماز 'بنو قریظہ' میں پڑھنے کی ہدایت کی تھی، اس لیے وہیں پہنچ کر رات میں انہوں نے نماز پڑھی، پہلے گروہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منشا کو سمجھنے کی کوشش کی اور دوسرے گروہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کو سامنے رکھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی گروہ کو ملامت نہیں کی۔

دو صحابہ رضی اللہ عنہم سفر میں تھے، نماز کا وقت آیا تو وضو کے لیے پانی نہیں تھا، چنانچہ انہوں نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی، لیکن وقت کے ختم ہونے سے پہلے ہی پانی مل گیا، تو ایک صاحب نے نماز دہرائی اور دوسرے نے نہیں دہرائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو درست قرار دیا۔ جنہوں نے نماز نہیں دہرائی ان سے کہا: تم نے سنت کے مطابق عمل کیا، تمہارے لیے یہ نماز کافی ہے،

دوسرے سے کہہ کہ تمہیں دو گنا اجر ملے گا۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اجتہاد کے عمل کو جاری رکھا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع رہا ہے کہ جس مسئلے میں شریعت کا منصوص حکم نہ ہو وہاں رائے اور اجتہاد سے کام لیا جائے، اسی پر انھوں نے اپنے دور میں عمل کیا۔ یہ اس قدر تواتر سے ثابت ہے کہ اس میں شک و شبہ کی گنجائش بالکل نہیں ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی متعدد مثالیں پیش کی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سب سے اہم مسئلہ خلافت کا پیش کیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مستحق خلافت ہونے کی ایک دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دی کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اپنی زندگی میں نماز کی امامت کے لیے آگے بڑھایا تھا۔ یہ ان کے نزدیک اس بات کا ثبوت تھا کہ خلافت کے لیے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی سب سے زیادہ آپ کی نظر میں مستحق تھے۔ اس طرح انھوں نے 'امامت مغربی' پر 'امامت کبریٰ' کو قیاس کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے 'بائعین زکوٰۃ' سے جنگ کرنی چاہی تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس سے اختلاف کیا۔ ان کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد تھا کہ اسلام لانے کے بعد لوگوں کے جان و مال محفوظ ہیں، الا یہ کہ حق اس کا تقاضا کرے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی میں زکوٰۃ بھی داخل ہے۔ جس طرح نماز کے انکار پر جنگ کی جائے گی، اسی طرح زکوٰۃ کے انکار پر بھی جنگ کی جائے گی، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا ایک ساتھ اور یکساں اہمیت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ علاوہ ازیں خلیفہ وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ رفاہ عام کے لیے لی تھی، اس مقصد کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی زکوٰۃ وصول کی جائے گی۔ اس طرح یہ پورا مسئلہ اجتہادی تھا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے وظائف متعین ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ ان کی دینی خدمات اور قربانیوں کے بدلے سے ان کے وظائف متعین کیے جائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ خدمات اور قربانیاں اللہ کے لیے انجام دی گئی تھیں، اس کا صلہ اللہ کے ہاں ملے گا۔ دنیا کی ضروریات سب کے ساتھ لگی ہوئی ہیں، اس لیے اس معاملے میں برابری ہونی چاہیے، چنانچہ انھوں نے بغیر کسی فرق کے سب کا ایک وظیفہ مقرر کیا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس فیصلے کو بدل دیا اور دینی خدمات اور قربانیوں کے لحاظ سے وظائف کا تعین کیا۔ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قسم کے اور بھی اجتہادات نقل کیے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ تو ان کے اجتہادات میں سے صرف چند ہیں، سب کا نقل کرنا ممکن نہیں ہے۔

فتویٰ دینے والے صحابہ

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مختلف موضوعات پر فتوے دیے ان کی تعداد ایک سو تیس (۱۳۰) سے زیادہ ہے، ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت زید بن

باب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ابو محمد بن حزم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے فتوؤں سے ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ ابو بکر محمد بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فتوؤں کے بیس مجموعے مرتب کیے تھے۔ ان کے علاوہ بیس صحابہ وہ ہیں جنہوں نے اتنے زیادہ فتوے دیے ہیں لیکن پھر بھی ان میں سے ہر ایک کے فتوؤں سے ایک رسالہ تیار ہو سکتا ہے۔ ان میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ داخل ہیں۔ باقی صحابہ رضی اللہ عنہم نے بہت کم فتوے دیے ہیں۔ کسی نے ایک مسئلے میں، کسی نے دو مسئلوں میں، کسی نے کچھ زیادہ مسائل میں فتوے دیے۔ ان سب فتوؤں کو اکٹھا کیا جائے تو ایک مختصر سا مجموعہ تیار ہو سکتا ہے۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں بھی بڑے بڑے فقہا پیدا ہوئے۔ صرف مدینے میں ایک وقت سات فقہاء تھے۔ اس کے علاوہ مکہ، کربلا، کوفہ، بصرہ، شام، مصر، یمن، خراسان اور دوسرے علاقوں میں فقہاء کی بڑی تعداد تھی جنہوں نے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک مدت گزاری، جن کی کتاب وسنت پر گہری نظر تھی اور جو اجتہاد و استنباط کر سکتے تھے۔ ان سے انہوں نے بھرپور استفادہ کیا اور فتویٰ دیے اور اجتہاد کرنے کی تربیت حاصل کی۔ خود اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کے علم و فضل کی تعریف کی۔ ان میں اصحاب درس بھی تھے، جن کے طالب علموں اور شاگردوں کا بڑا وسیع حلقہ تھا۔ ان میں مفتی بھی تھے، جن کی طرف دینی احکام معلوم کرنے کے لیے لوگ رجوع کرتے تھے۔ ان میں قاضی بھی تھے، جن کو مختلف مسائل کے سلسلے میں کتاب وسنت کی روشنی میں فیصلے کرنے پڑتے تھے۔

فرض سیکندروں تابعین رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جن کو مورخین نے مفتی، مجتہد، فقیہ اور عالم کے القاب سے یاد کیا ہے۔ ان میں سے بعض افراد تو اپنے علم و فہم، لقی بصیرت اور اجتہادی صلاحیت میں خاص شہرت رکھتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحابہ میں سب سے بڑے راوی حدیث ہیں۔ حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ ان کے داماد تھے۔ انہوں نے سب سے زیادہ ان کی حدیثیں روایت کی ہیں۔ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی انہوں نے استفادہ کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فتاویٰ اور صحابہ کے اسوہ سے سب سے زیادہ واقفیت رکھتے تھے، خصوصیت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم کے حامل سمجھے جاتے تھے، خود بھی فقیہ تھے، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو سب سے بڑا فقیہ کہا ہے۔

فقہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقام بہت نمایاں ہے۔ حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کا ان کے ممتاز شاگردوں میں شمار ہوتا ہے۔ خاص طور پر فقہ میں انہوں نے ان سے تربیت حاصل کی تھی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جتنا کچھ میں جانتا ہوں اتنا علقمہ رضی اللہ عنہ بھی جانتے ہیں، اور جو کچھ میں پڑھ سکتا ہوں وہ علقمہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے بھی استفادہ کیا تھا۔ قابوس بن نعیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے پوچھا: کیا بات ہے کہ آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس

میں پہنچ جاتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ بھی علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مسائل معلوم کرتے اور فتویٰ حاصل کرتے تھے۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم سے انھوں نے استفادہ کیا تھا۔ ان کو ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے 'علامہ تابعین' کہا ہے۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ ان کے دور میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے لیکن اس کے باوجود ان سے فتوے لیے جاتے تھے۔ ان کا اپنا ایک حلقہ تھا۔ جہاں تک قیاس اور اجتہاد کا تعلق ہے، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ان سے بھی اونچا تھا۔ ابن عون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: شعبی رحمۃ اللہ علیہ خوش مزاج اور ہنسے بولنے والے آدمی تھے، لیکن کوئی فتویٰ سامنے آتا تو وہ خاموش ہو جاتے، اس کے برخلاف ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ خاموش طبع تھے، لیکن فتویٰ دیتے وقت ان کی خاموشی ختم ہو جاتی اور کھل کر اظہار خیال فرماتے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سو پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا تھا۔ بے شمار مسائل میں فتوے دیے، بعض علماء نے ان کے فتاویٰ سات ضخیم مجموعوں میں مرتب کیے تھے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے ہر فتویٰ کی بنیاد کوئی حدیث ہوتی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: نہیں، بلکہ اپنی دانست میں جس بات کو ہم مسائل کے حق میں خود اس کی رائے سے بہتر سمجھتے ہیں، اسے پیش کرتے ہیں۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا محدثین میں بڑا اونچا مقام ہے۔ اس کے ساتھ وہ مفتی وقت اور مجتہد بھی تھے۔ محمد بن نوح رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے فتاویٰ کو تین جلدوں میں فقہی ترتیب کے ساتھ مرتب کیا تھا۔

ربیعہ بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ فقیہ اور مجتہد تھے، اور رائے اور قیاس میں بڑی بصیرت رکھتے تھے، اسی وجہ سے ان کو 'ربیعہ الرائی' کہا جاتا تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ربیعہ ہماری مشکلات حل کرتے تھے، وہ صاحب علم اور ہم سب میں افضل تھے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ میں ان سے استفادہ کیا تھا۔ ان کے انتقال پر انھوں نے کہا: فقہ کی لذت ختم ہو گئی۔

حدیث و فقہ کے وسیع ذخیرہ میں تابعین رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ اور اجتہادات بکھرے ہوئے ہیں۔ ان سب کو جمع کر کے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ انھوں نے کن مسائل میں استنباط کیا اور اس سلسلے میں ان کے سامنے کیا اصول تھے؟ ان کے فتاویٰ اور اجتہادات باقاعدہ مرتب ہو جائیں تو ان کے اجتہادی کام سے بہتر طریقہ سے قاعدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہ کے بعد، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ، ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ جیسے بہت سے ائمہ فقہ پیدا ہوئے۔ ان ائمہ رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار مسائل میں نہ صرف یہ کہ اپنی رائے ظاہر کی، بلکہ مسائل کے استنباط کے اصول بھی بتائے۔ ان ہی کے دور میں ایک فن کی حیثیت سے فقہ کی ترتیب کا عمل شروع ہوا۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ

علیہ نے فقہ کے اصول اور استنباط و اجتہاد کے طریقے مدون کیے۔ اس کے بعد فقہ کے ساتھ ساتھ اصول فقہ نے بھی ایک مخصوص علم اور فن کی شکل اختیار کر لی۔

ان ائمہ کے انداز فکر میں تھوڑا بہت اختلاف رہا ہے، لیکن اتنی بات طے ہے کہ یہ سب مجتہد تھے اور انھوں نے قیاس اور اجتہاد کو ایک اصول کی حیثیت سے تسلیم کیا اور اس پر عمل کرتے رہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مسلمان کو جو بھی مسئلہ درپیش ہو، شریعت میں اس کا حکم صراحتاً یا دلالتاً موجود ہوگا۔ اگر بعینہ اس مسئلہ کے بارے میں کوئی حکم ہو تو اُسے اس کی اتباع کرنی چاہیے، اگر ایسا نہ ہو تو اسے اجتہاد کے ذریعہ حق بات دریافت کرنی چاہیے۔ اسی کو اجتہاد اور قیاس کہا جاتا ہے۔

امام مرنوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے دور سے لے کر ہمارے زمانے تک فقہاء تمام دینی احکام میں قیاس سے کام لیتے رہے ہیں، اس بات پر ان کا اجماع رہا ہے کہ حق کی نظیر حق اور باطل کی نظیر باطل ہے۔ اس لیے قیاس کا انکار کسی بھی شخص کے لیے صحیح نہیں ہے۔ یہ ایک طرح کی تشبیہ اور تمثیل ہے۔

محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جو شخص کتاب و سنت اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کا عالم ہو اور فقہائے رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جو چیزیں مستحسن رہی ہیں ان کو جانتا ہو، تو اسے پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کا حق ہے۔ وہ نماز، روزہ، حج اور تمام مامورات و منہیات کے بارے میں فتویٰ دے سکتا اور اسے نافذ کر سکتا ہے، اگر اس نے غور و فکر اور اجتہاد میں اور مسئلہ سے ملتے جلتے احکام پر قیاس کرنے میں کوتاہی نہیں کی ہے تو اس پر عمل بھی کر سکتا ہے، چاہے وہ عملاً صحیح نتیجہ تک نہ پہنچ سکا ہو۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں تک کہا ہے کہ قیاس کا انکار بدعت ہے۔

مختلف اسباب کی بنا پر اس دور کے ائمہ میں ائمہ اربعہ کو خاص شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اور ان کے ذریعہ فقہ اور اجتہاد کے اس عمل کو جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور سے شروع ہوا تھا، بڑی ترقی ہوئی۔

فقہ حنفی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا بیج بویا، علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی آب پاشی کی، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو پھٹی کو کاٹا، حماد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کوئی نے اس کے دانے الگ کئے، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا آنا بنایا، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے خمیر کی شکل دی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی روٹی تیار کی، ان کے بعد سب لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے چلے جا رہے ہیں۔

یہی بات دوسری فقہوں کے بارے میں بھی کہی جاسکتی ہے کہ ان کے ائمہ نے اپنے اپنے طور پر بتدریج فقہ کو کمال تک پہنچانے کی کوشش کی۔

ان ائمہ اور ان کے تلامذہ نے اجتہاد اور مسائل کے استنباط کے جو اصول وضع کیے ان کی روشنی میں مزید استنباط کا کام صدیوں تک جاری رہا۔ ہر فقہ کے ماننے والوں میں مختلف سطح کے علماء پیدا ہوتے رہے۔

فقہاء احناف کے درجات

لقد خلی میں مجتہدین اور ان کی اتباع کرنے والے علماء و فقہاء کے سات طبقات بتائے گئے ہیں:

پہلا طبقہ 'مجتہدین فی الشرع' کا ہے، جنہوں نے شریعت کے احکام سے براہ راست اجتہاد کیا۔ جیسے ائمہ اربعہ یا ان جیسے دوسرے ائمہ، جنہوں نے کتاب و سنت کو سامنے رکھا اور ان کی روشنی میں اجتہاد کے اصول وضع کیے اور ان پر عمل کیا۔

دوسرا طبقہ 'مجتہدین فی المذہب' کا ہے۔ لقد خلی میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے تلامذہ کا شمار اسی طبقہ میں ہوتا ہے۔ یہ لوگ فروع اور جزئیات میں بسا اوقات امام صاحب سے اختلاف بھی کرتے ہیں، لیکن اصول میں وہ ان سے متفق ہیں۔ اسی وجہ سے یہ لوگ لقد خلی کے امام کہے جاتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کو اصول سے بھی اختلاف ہے، اس لیے ان کا فقہی مسلک دوسرا سمجھا جاتا ہے۔

تیسرا طبقہ 'مجتہدین فی المسائل' کا ہے۔ یہ لوگ لقد خلی کے اصول و فروع کسی بھی چیز سے اختلاف نہیں کر سکتے، البتہ جن مسائل میں ان کے ائمہ نے صراحت نہیں کی ہے، ان کی ہتائی ہوئی تفصیلات کی روشنی میں ان کا حکم یہاں کر سکتے ہیں۔ اس طبقہ میں خصالی رحمۃ اللہ علیہ، طحاوی رحمۃ اللہ علیہ، کرخی رحمۃ اللہ علیہ، شمس الاعمر حلوانی رحمۃ اللہ علیہ، شمس الاعمر سرخسی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ بزدوی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی خاں رحمۃ اللہ علیہ جیسے اصحاب علم داخل ہیں۔

چوتھا طبقہ 'اصحاب ترجیح' کا ہے، جو اجتہاد کی صلاحیت تو نہیں رکھتے، البتہ اپنے ائمہ کے اصول اور ان کے ماخذ سے اچھی طرح واقف ہیں اور انہوں نے جو مسائل مستنبط کیے ہیں ان پر قیاس کر سکتے ہیں۔ اس لیے ان کے کسی بھی جمل یا مبہم قول کی جس کے ایک سے زیادہ پہلو ہو سکتے ہیں، تعین اور توجیح کر سکتے ہیں، جیسے رازی رحمۃ اللہ علیہ اور کرخی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

پانچواں طبقہ 'اصحاب ترجیح' کا ہے۔ یہ لوگ اپنے مذہب کی مختلف روایات میں کسی ایک کو ترجیح دے سکتے ہیں۔ ابو الحسن قدوری رحمۃ اللہ علیہ اور صاحب ہدایہ اسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

چھٹا طبقہ ان علماء کا ہے جو اپنے مذہب کی مختلف روایات میں یہ فرق کر سکتے ہیں کہ ان میں کون قوی ہے اور کون ضعیف؟ اور ظاہر روایت کیا ہے اور مثلاً روایت کیا؟ جیسے 'کنز الدقائق'، 'درعیار'، 'دقائق' وغیرہ کے مصنفین۔

ساتواں طبقہ ان مقلدین کا ہے جو اپنے مذہب کی کم زور اور مضبوط اور غلط اور صحیح روایات میں کوئی فرق نہیں کر پاتے۔ یہ لقد خلی کی تاریخ کو سمجھانے کی ایک کوشش ہے۔ اس سے اختلاف کیا جاسکتا ہے اور یہ بحث کی جاسکتی ہے کہ کس امام یا فقیہ کا کیا مقام ہے اور اسے کس طبقہ میں جگہ ملنی چاہیے؟ (مقالہ جلال الدین عمری)

تَابَ فِي الصَّلَاحِ

باب: صلح کا بیان

صلح حدیبیہ کیونکر ہوئی

حدیبیہ میں سب سے پہلے شخص جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا وہ ہدیل بن ورقاء خزاعی تھا۔ ان کا قبیلہ اگرچہ

ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا مگر یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف اور انتہائی مقصود و غیر خواہ تھے۔ ہدیل بن ورقاء نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ کفار قریش نے کثیر تعداد میں فوج جمع کر لی ہے اور فوج کے ساتھ راشن کے لئے دودھ والی اونٹنیاں بھی ہیں۔ پھر آپ سے جنگ کریں گے اور آپ کو خانہ کعبہ تک نہیں چلنے دیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قریش کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم جنگ کے ارادہ سے نہیں آئے ہیں اور نہ ہم جنگ چاہتے ہیں۔ ہم یہاں صرف عہد ادا کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔ مسلسل لڑائیوں سے قریش کو بہت کافی جانی و مالی نقصان پہنچ چکا ہے۔ لہذا ان کے حق میں بھی یہی بہتر ہے کہ وہ جنگ نہ کریں بلکہ مجھ سے ایک مدت معینہ تک کے لئے صلح کا معاہدہ کر لیں اور مجھ کو اہل عرب کے ہاتھ میں چھوڑ دیں۔ اگر قریش میری بات مان لیں تو بہتر ہوگا اور اگر انہوں نے مجھ سے جنگ کی تو مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں ان سے اس وقت تک لڑوں گا کہ میری گردن میرے بدن سے الگ ہو جائے۔

ہدیل بن ورقاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام لے کر کفار قریش کے پاس گیا اور کہا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک پیغام لے کر آیا ہوں۔ اگر تم لوگوں کی مرضی ہو تو میں ان کا پیغام تم لوگوں کو سناؤں۔ کفار قریش کے شرارت پسند لوگوں نے جن کا جوش ان کے ہوش پر غالب تھا شور مچانے لگے کہ نہیں اہرگز نہیں! ہمیں ان کا پیغام سننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن کفار قریش کے سلیہ اور سمجھدار لوگوں نے پیغام سننے کی اجازت دے دی اور ہدیل بن ورقاء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت صلح کو ان لوگوں کے سامنے پیش کر دیا۔ یہ سن کر قبیلہ قریش کا ایک بہت ہی معزز اور سردار عروہ بن مسعود ثقفی کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ اے قریش! کیا میں تمہارا ہاتھ نہیں؟ سب نے کہا کہ کیوں نہیں۔ پھر اس نے کہا کہ کیا تم لوگ میرے بچے نہیں؟ سب نے کہا کہ کیوں نہیں۔ پھر اس نے کہا کہ میرے ہارے میں تم لوگوں کو کوئی ہد گمانی تو نہیں؟ سب نے کہا کہ نہیں اہرگز نہیں۔ اس کے بعد عروہ بن مسعود نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بہت ہی سمجھداری اور بھلائی کی بات پیش کر دی۔ لہذا تم لوگ مجھے اجازت دو کہ میں ان سے صلح کر معاملات طے کروں۔

سب نے اجازت دے دی کہ بہت اچھا! آپ جاسیے۔ عروہ بن مسعود وہاں سے چل کر حدیبیہ کے میدان میں پہنچا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ ہدیل بن ورقاء کی رہائی آپ کا پیغام ہمیں ملا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے آپ سے یہ کہنا ہے کہ اگر آپ نے لڑ کر قریش کو براہ ذکر کے بغیر سے نیست و نابود کر دیا تو مجھے بتائیے کہ کیا آپ سے پہلے کبھی کسی عرب نے اپنی ہی قوم کو براہ ذکر کیا ہے؟ اور اگر لڑائی میں قریش کا پلہ ہماری پڑا تو آپ کے ساتھ جو یہ لڑکر ہے میں ان میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ یہ سب آپ کو تمہارا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ عروہ بن مسعود کا یہ جملہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صبر و ضبط کی تاب نہ رہی۔ انہوں نے تڑپ کر کہا کہ اے عروہ! چپ ہو، جا اپنی دیوی "لات" کی شرمگاہ چوس، کیا ہم بھلا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

عروہ بن مسعود نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ ابو بکر ہیں۔ عروہ بن مسعود نے کہا کہ مجھے اس

ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اے ابوبکر! اگر تیرا ایک احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا بدلہ میں اب تک تجھ کو نہیں دے سکا ہوں تو میں تیری اس تلخ گفتگو کا جواب دیتا۔ عروہ بن مسعود اپنے کو سب سے بڑا آدمی سمجھتا تھا۔ اس لئے جب بھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات کہتا تو ہاتھ بڑھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک پکڑ لیتا تھا اور بار بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس داڑھی پر ہاتھ ڈالتا تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جو جنگی تلوار لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے تھے۔ وہ عروہ بن مسعود کی اس جرأت اور حرکت کو برداشت نہ کر سکے۔ عروہ بن مسعود جب ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو وہ تلوار کا قبضہ اس کے ہاتھ پر مار کر اس سے کہتے کہ ریش مبارک سے اپنا ہاتھ ہٹالے۔ عروہ بن مسعود نے اپنا سراٹھایا اور پوچھا کہ یہ کون آدمی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ مغیرہ بن شعبہ ہیں۔ تو عروہ بن مسعود نے ڈانٹ کر کہا کہ اے دغا باز! کیا میں تیری عہد شکنی کو سنبھالنے کی کوشش نہیں کر رہا ہوں؟ (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے چند آدمیوں کو قتل کر دیا تھا جس کا خون بہا عروہ بن مسعود نے اپنے پاس سے ادا کیا تھا یہ اسی طرف اشارہ تھا)

اس کے بعد عروہ بن مسعود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھنے لگا اور پوری لشکر گاہ کو دیکھ بھال کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ عروہ بن مسعود نے حدیبیہ کے میدان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حیرت انگیز اور تعجب خیز عقیدت و محبت کا جو منظر دیکھا تھا اس نے اس کے دل پر بڑا عجیب اثر ڈالا تھا۔ چنانچہ اس نے قریش کے لشکر میں پہنچ کر اپنا تاثر ان لفظوں میں بیان کیا:

”اے میری قوم! خدا کی قسم! جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا ٹھکانہ رکھتے ہیں تو وہ کسی نہ کسی صحابی کی ہتھیلی میں پڑتا ہے اور وہ فرط عقیدت سے اس کو اپنے چہرے اور اپنی کھال پر مل لیتا ہے۔ اور اگر وہ کسی بات کا ان لوگوں کو حکم دیتے ہیں تو سب کے سب اس کی تعمیل کے لئے جھپٹ پڑتے ہیں۔ اور وہ جب وضو کرتے ہیں تو ان کے اصحاب ان کے وضو کے دھون کو اس طرح لونتے ہیں کہ گویا ان میں تلوار چل پڑے گی اور وہ جب کوئی گفتگو کرتے ہیں تو تمام اصحاب خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے ساتھیوں کے دلوں میں ان کی اتنی زبردست عظمت ہے کہ کوئی شخص ان کی طرف نظر بھر دیکھ نہیں سکتا۔ اے میری قوم! خدا کی قسم! میں نے بہت سے بادشاہوں کا دربار دیکھا ہے۔ میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں بھی باریاب ہو چکا ہوں۔ مگر خدا کی قسم! میں نے کسی بادشاہ کے درباریوں کو اپنے بادشاہ کی اتنی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے جتنی تعظیم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کرتے ہیں۔“

عروہ بن مسعود کی یہ گفتگو سن کر قبیلہ بنی کنانہ کے ایک شخص نے جس کا نام ”حلیس“ تھا، کہا کہ تم لوگ مجھ کو اجازت دو کہ میں ان کے پاس جاؤں۔ قریش نے کہا کہ ”ضرور جائیے“ چنانچہ یہ شخص جب بارگاہ رسالت کے قریب پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ یہ فلاں شخص ہے اور یہ اس قوم سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں۔ لہذا تم لوگ قربانی کے جانوروں کو اس کے سامنے کھڑا کر دو اور سب لوگ ”لبیک“ پڑھنا شروع کر دو۔ اس شخص نے جب قربانی کے جانوروں کو دیکھا اور احرام کی حالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ”لبیک“ پڑھتے ہوئے سنا تو کہا کہ سبحان اللہ! بھلا ان لوگوں کو کس طرح مناسب ہے کہ بیت اللہ سے ردک دیا جائے؟ وہ فوراً ہی پلٹ کر کفار قریش کے پاس پہنچا اور کہا کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آ رہا

ہوں کہ قربانی کے جانور ان لوگوں کے ساتھ ہیں اور سب احرام کی حالت میں ہیں۔ لہذا میں کبھی بھی یہ رائے نہیں دے سکتا کہ ان لوگوں کو خانہ کعبہ سے روک دیا جائے۔ اس کے بعد ایک شخص کفار قریش کے لشکر میں سے کھڑا ہو گیا جس کا نام مکرز بن حفص تھا اس نے کہا کہ مجھ کو تم لوگ وہاں جانے دو۔ قریش نے کہا: ”تم بھی جاؤ“ چنانچہ یہ چلا۔ جب یہ نزدیک پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مکرز ہے۔ یہ بہت ہی لچا آدمی ہے۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کی۔ ابھی اس کی بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ ناگہاں ”سہیل بن عمرو“ آگیا اس کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک قالی کے طور پر یہ فرمایا کہ سہیل آگیا، لو! اب تمہارا معاملہ سہل ہو گیا۔ چنانچہ سہیل نے آتے ہی کہا کہ آئیے ہم اور آپ اپنے اور آپ کے درمیان معاہدہ کی ایک دستاویز لکھ لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منظور فرمالیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دستاویز لکھنے کے لئے طلب فرمایا۔ سہیل بن عمرو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دیر تک صلح کے شرائط پر گفتگو ہوتی رہی۔ بالآخر چند شرطوں پر دونوں کا اتفاق ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل نے کہا کہ ہم ”رحمن“ کو نہیں جانتے کہ یہ کیا ہے؟ آپ ”باسمک اللہم“ لکھوائے جو ہمارا اور آپ کا پرانا دستور رہا ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ ہم بسم اللہ الرحمن الرحیم کے سوا کوئی دوسرا لفظ نہیں لکھیں گے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل کی بات مان لی اور فرمایا کہ اچھا۔ اے علی! باسمک اللہم ہی لکھ دو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عبارت لکھوائی۔ ہذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ یعنی یہ وہ شرائط ہیں جن پر قریش کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کا فیصلہ کیا۔ سہیل پھر بھڑک گیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم! اگر ہم جان لیتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو نہ ہم آپ کو بیت اللہ سے روکتے نہ آپ کے ساتھ جنگ کرتے لیکن آپ ”محمد بن عبد اللہ“ لکھیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں محمد رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبد اللہ بھی ہوں۔ یہ اور بات ہے کہ تم لوگ میری رسالت کو جھٹلاتے ہو۔ یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ محمد رسول اللہ کو منادو اور اس جگہ محمد بن عبد اللہ لکھ دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ کون مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار ہو سکتا ہے؟ لیکن محبت کے عالم میں کبھی کبھی ایسا مقام بھی آ جاتا ہے کہ سچے محب کو بھی اپنے محبوب کی فرمانبرداری سے محبت ہی کے جذبہ میں انکار کرنا پڑتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے نام کو تو کبھی ہرگز ہرگز نہیں مٹاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا مجھے دکھاؤ میرا نام کہاں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس جگہ پر انگلی رکھ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے ”رسول اللہ“ کا لفظ مٹا دیا۔ بہر حال صلح کی تحریر مکمل ہو گئی۔ اس دستاویز میں یہ طے کر دیا گیا کہ فریقین کے درمیان دس سال تک لڑائی بالکل موقوف رہے گی۔ صلح نامہ کی باقی دفعات اور شرطیں یہ تھیں کہ

(۱) مسلمان اس سال بغیر عمرہ ادا کیے واپس چلے جائیں۔

(۲) آئندہ سال عمرہ کیلئے آئیں اور صرف تین دن مکہ میں ٹھہر کر واپس چلے جائیں۔

(۳) تلوار کے سوا کوئی دوسرا ہتھیار لے کر نہ آئیں۔ تلوار بھی نیام کے اندر رکھ کر تھیلے وغیرہ میں بند ہو۔

(۴) مکہ میں جو مسلمان پہلے سے مقیم ہیں ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور مسلمانوں میں سے اگر کوئی مکہ میں

رہنا چاہیے تو اس کو نہ روکیں۔

(۵) کافروں یا مسلمانوں میں سے کوئی شخص اگر مدینہ چلا جائے تو واپس کر دیا جائے لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ سے مکہ میں چلا جائے تو وہ واپس نہیں کیا جائے گا۔

(۶) قبائل عرب کا اختیار ہوگا کہ وہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں دوستی کا معاہدہ کر لیں۔

یہ شرطیں ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس پر بڑی زبردست ناگواری ہو رہی تھی مگر وہ فرمان رسالت سے پیچھے ہٹنے کے خلاف دم مارنے سے مجبور تھے۔ (سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۱۷، بیروت)

3594 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ النَّهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ يَعْنَى ابْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، أَوْ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ شَكَ الشَّيْخُ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ زَادَ أَحْمَدُ، إِلَّا صُلْحًا أَحَلَّ حَرَامًا، أَوْ حَرَّمَ حَلَالًا وَزَادَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے"

احمد راوی نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں: البتہ دو صلح جائز نہیں ہے، جو کسی حلال چیز کو حرام قرار دے، یا حرام چیز کو حلال قرار دے۔

سلیمان بن داؤد نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مسلمان اپنی آپس کی طے کی جانے والی شرائط کے پابند ہوں گے"

صلح کے معنی و مفہوم کا بیان

صلح اصل میں صلاح اور صلوح کا اسم ہے جو فساد بمعنی تباہی کے مقابلہ پر استعمال ہوتا ہے۔ اسلامی مملکت کے سربراہ کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ نظریہ توحید کے مطابق عالمگیر امن کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے، تبلیغ اسلام کی سطح نظر کی خاطر انسانی سلامتی و آزادی کی حفاظت اور سیاسی و جنگی مسلح کے پیش نظر دشمن اقوام سے معاہدہ صلح و امن کر لے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ھ میں اپنے سب سے بڑے دشمن کفار مکہ سے صلح کی جو "صلح حدیبیہ" کے نام سے مشہور ہے۔ اس معاہدہ صلح کی

3594- اسنادہ حسن من اجل کثیر برید - وهو الاسلمی - والولید بن رباح فہما صدوقان حمتا الحدیث. و اخر حہ احمد (8784)، و اس نحرود (637) و (638)، و ابن حبان (5091)، و ابن عدی فی "الکامل" / 20886، و الدارقطنی (2890)، و الحاکم / 492 و 1014، و البیہقی / 636 و 64-65 و 65 من طرق عن کثیر برید، بہ. و بعضہم برید فیہ الریادات النبی اشار الیہا المصنف. و اخر حہ الصحاری فی "شرح معانی الآثار" / 904 من طریق کثیر برید، بہ مختصر بقولہ: "المسلمون عند شروطہم." و اخر حہ الدارقطنی (2891)، و الحاکم

مقدار دس سال مقرر کی گئی تھی اور حدیث و تاریخ کے اس متفقہ فیصلہ کے مطابق کہ حدیبیہ کا یہی وہ معاہدہ صلح ہے جس نے نہ صرف اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی راہ میں بڑی آسانیاں پیدا کی بلکہ دنیا کو معلوم ہو گیا کہ اسلام، انسانیت اور امن کے قیام کا حقیقی علم دار ہے اور مسلمان اس راہ میں اس حد تک صادق ہیں کہ جنگ جو عرب اور بالخصوص کفار مکہ کے وحشیانہ تشدد اور عیارانہ سازشوں کے باوجود اس معاہدہ کی پوری پوری پابندی کرتے رہے لیکن اس معاہدہ صلح کی مدت پر تین سال ہی گزرے تھے کہ کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف بنو خزاعہ کے مقابلہ پر جنگ کرنے والے بنو بکر کی مدد کر کے اس معاہدہ کو توڑ ڈالا۔

3595

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، تَقَاطَى ابْنُ أَبِي حَذَرٍ دَيْنَنَا كَانَ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَشَفَ بِيضَ فُجَرَتِهِ، وَكَادَى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ: يَا كَعْبُ، فَقَالَ: لَتَيْتِكَ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَشَارَ لَهُ بِيَدِهِ، أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ، قَالَ كَعْبُ: قَدْ فَعَلْتُ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثُمَّ فَاقْضِهِ

عبداللہ بن کعب بن بیان کرتے ہیں: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ انہوں نے ابن ابی حذر سے قرض کا مطالبہ کیا، جو انہوں نے اس سے واپس لینا تھا، اس وقت وہ مسجد میں موجود تھے، ان دونوں کی آواز بلند ہوئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے یہ آواز سن لی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر ان دونوں کے پاس تشریف لائے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کا پردہ ہٹایا اور بلند آواز میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے کعب! انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے دست مبارک کے ذریعے سے اشارہ کر کے فرمایا کہ تم نصف قرض معاف کر دو، حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے ایسا ہی کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (دوسرے فریق سے) فرمایا: تم انھو اور اسے (بقیہ قرض) ادا کرو۔

بَابُ فِي الشَّهَادَاتِ

یہ باب گواہیوں کے بیان میں ہے

قضاء وشہادت کے معنی کا بیان

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ قضاء کی مجلس میں گواہی کے الفاظ کے ساتھ حق کو ثابت کرنے کیلئے سچی

3595- اسنادہ صحیح، ابن شہاب: ہو الزہری، ویوس: ہو ابن یزید الایلی، وابن وہب: ہو عبداللہ، وخرجه البیہاری (457)، ومسلم

(1558)، وابن ماجہ (2429)، والنسائی (5408) من طریق یونس بن یزید الایلی، به، وخرجه النسائی (5414) - وهو عند مسلم (1558)

معلق - من طریق عبد الرحمن ابن هرمز الاعرج، عن عبد اللہ بن کعب، عن ابيه، وهو في مسند احمد (27173) و (27177)، و"صحیح ابن

حباب" (5048).

گواہی دینے کا نام شہادت ہے۔ اور ہر ایسا لفظ جو بھلائی کے معنی کیلئے ہو اور وہ قسم کے معنی میں نہ ہو تو وہ اس کا رکن ہوگا۔

(فتح القدیر، کتاب شہادات)

تفسیر اس نزاعی معاملے کو کہتے ہیں جو حاکم وقاضی کے پاس اس غرض سے لے جایا جائے کہ وہ فریقین کے درمیان کوئی حکم فیصلہ کرے۔ اور "شہادت" گواہی دینے کو کہتے ہیں اور "گواہی" کا مطلب ہے "دو فریقوں میں سے ایک فریق کے مقابلہ پر دوسرے فریق کے حق کا اقرار و اثبات کرنا۔"

گواہ بنانے کی اہمیت کا بیان

اب ربیع شہادت تو سعید بن مسیب تو فرماتے ہیں کہ ادھار ہو یا نہ ہو، ہر حال میں اپنے حق پر گواہ کر لیا کرو، دیگر بزرگوں سے مروی ہے کہ (آیت فان اسن الخ)، فرما کر اس حکم کو بھی ہٹا دیا، یہ بھی ذہن نشین رہے۔

جمہور کے نزدیک یہ حکم واجب نہیں بلکہ استحباب کے طور پر اچھائی کیلئے ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید و فروخت کی جبکہ اور کوئی گواہ شاہد نہ تھا، چنانچہ مسند احمد میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے ایک گھوڑا خریدا اور اعرابی آپ کے پیچھے پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ کی طرف رقم لینے کیلئے چلا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ذرا جلد نکل آئے اور وہ آہستہ آہستہ آ رہا تھا، لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ گھوڑا بک گیا ہے، انہوں نے قیمت لگانی شروع کی یہاں تک کہ جتنے داسوں اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بیچا تھا اس سے زیادہ دام لگ گئے، اعرابی کی نیت بلی اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دے کر کہا حضرت یا تو گھوڑا اسی وقت نقد دے کر لے لو یا میں اور کے ہاتھ بیچ دیتا ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر رے اور فرمانے لگے تو تو اسے میرے ہاتھ بیچ چکا ہے پھر یہ کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم میں نے تو نہیں بیچا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلط کہتا ہے، میرے تیرے درمیان معاملہ طے ہو چکا ہے، اب لوگ ادھر ادھر سے بیچ میں بولنے لگے، اس گنوار نے کہا اچھا تو گواہ لائیے کہ میں نے آپ کے ہاتھ بیچ دیا، مسلمانوں نے ہر چند کہا کہ بد بخت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کے پیغمبر ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے تو حق ہی نکلتا ہے، لیکن وہ یہی کہے چلا جائے کہ لاؤ گواہ پیش کرو، اتنے میں حضرت خزیمہ آگئے اور اعرابی کے اس قول کو سن کر فرمانے لگے میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے بیچ دیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ تو فروخت کر چکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کیسے شہادت دے رہا ہے، حضرت خزیمہ نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور سچائی کی بنیاد پر یہ شہادت دی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج سے حضرت خزیمہ کی گواہی دو گواہوں کے برابر ہے۔ پس اس حدیث سے خرید و فروخت پر گواہی دو گواہوں کی ضروری نہ رہی، لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ تجارت پر بھی دو گواہ ہوں،

کیونکہ ابن مردویہ اور حاکم میں ہے کہ تین شخص ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں لیکن قبول نہیں کی جاتی، ایک تو وہ کہ جس کے گھر بد اخلاق عورت ہو اور وہ اسے طلاق نہ دے، دوسرا وہ شخص جو کسی یتیم کا مال اس کی بلوغت کے پہلے اسے سوئپ دے، تیسرا وہ شخص جو کسی کو مال قرض دے اور گواہ نہ رکھے، امام حاکم اسے شرط و بخاری و مسلم پر صحیح بتلاتے ہیں، بخاری مسلم اس لئے نہیں لائے

کہ شعبہ کے شاگرد اس روایت کو حضرت ابو موسیٰ اشعری پر موقوف بتاتے ہیں۔

حکم شہادت کے شرعی ماخذ کا بیان

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ أَوْ آخَرَيْنِ مِمَّنْ غَيْرُكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَنِ بِاللَّهِ إِنْ أَرْتَبْتُمْ لَا نَشْأُوهُ بِمَنْ شَرَيْنَا لَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ إِذَا لَئِنِ الْأَشْمَدِينَ

(المائدہ، ۱۰۶)

اے ایمان والو! تمہاری آپس کی گواہی جب تم میں کسی کو موت آئے، وصیت کرتے وقت تم میں کے دو معتبر شخص ہیں یا غیروں میں کے دو جب تم ملک میں سفر کو جاؤ پھر تمہیں موت کا حادثہ پہنچے، ان دونوں کو نماز کے بعد روکو، وہ اللہ کی قسم کھائیں اگر تمہیں کچھ شک پڑے، ہم حلف کے بدلے کچھ مال نہ خریدیں گے، اگرچہ قریب کا رشتہ دار ہو اور اللہ کی گواہی نہ چھپائیں گے ایسا کریں تو ہم ضرور گنہگاروں میں ہیں۔ (کنز الایمان)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ شان نزول: مہاجرین میں سے بدیل جو حضرت عمرو بن العاص کے موالی میں سے تھے بقصد تجارت ملک شام کی طرف دو نصرانیوں کے ساتھ روانہ ہوئے، ان میں سے ایک کا نام تمیم بن اوس داری تھا اور دوسرے کا عدی بن بداء، شام پہنچتے ہی بدیل بیمار ہو گئے اور انہوں نے اپنے تمام سامان کی ایک فہرست لکھ کر سامان میں ڈال دی اور ہمراہیوں کو اس کی اطلاع نہ دی، جب مرض کی شدت ہوئی تو بدیل نے تمیم وعدی دونوں کو وصیت کی کہ ان کا تمام سرمایہ مدینہ شریف پہنچ کر ان کے اہل کو دے دیں اور بدیل کی وفات ہو گئی، ان دونوں نے ان کی موت کے بعد ان کا سامان دیکھا، اس میں ایک چاندی کا جام تھا جس پر سونے کا کام بنا تھا اس میں تین سو مثقال چاندی تھی، بدیل یہ جام بادشاہ کو نذر کرنے کے قصد سے لائے تھے ان کی وفات کے بعد ان کے دونوں ساتھیوں نے اس جام کو غائب کر دیا اور اپنے کام سے فارغ ہونے کے بعد جب یہ لوگ مدینہ طیبہ پہنچے تو انہوں نے بدیل کا سامان ان کے گھر والوں کے سپرد کر دیا، سامان کھولنے پر فہرست ان کے ہاتھ آ گئی جس میں تمام متاع کی تفصیل تھی، سامان کو اس کے مطابق کیا تو جام نہ پایا اب وہ تمیم اور عدی کے پاس پہنچے اور انہوں نے دریافت کیا کہ کیا بدیل نے کچھ سامان بیچا بھی تھا؟ انہوں نے کہا نہیں، کہا کوئی تجارتی معاملہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں پھر دریافت کیا بدیل بہت عرصہ بیمار رہے اور انہوں نے اپنے علاج میں کچھ خرچ کیا؟ انہوں نے کہا نہیں، وہ تو شہر پہنچتے ہی بیمار ہو گئے اور جلد ہی ان کا انتقال ہو گیا، اس پر ان لوگوں نے کہا کہ ان کے سامان میں ایک فہرست ملی ہے اس میں چاندی کا ایک جام سونے سے منقش کیا ہوا جس میں تین سو مثقال چاندی ہے، یہ بھی لکھا ہے تمیم وعدی نے کہا ہمیں نہیں معلوم، ہمیں تو جو وصیت کی تھی اس کے مطابق سامان ہم نے تمہیں دے دیا، جام کی ہمیں خبر بھی نہیں، یہ مقدمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پیش ہوا، تمیم وعدی وہاں بھی انکار پر جبرے رہے اور قسم کھائی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ پھر وہ جام مکہ مکرمہ میں پکڑا گیا، جس شخص کے پاس تھا اس نے کہا کہ

میں نے یہ جام تمیم وعدی سے خریدا ہے، مالک جام کے اولیاء میں سے دو شخصوں نے کھڑے ہو کر قسم کھائی کہ ہماری شہادت ان کی شہادت سے زیادہ اہق ہے، یہ جام ہمارے مورث کا ہے۔ اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (ترمذی)

3596 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ الشَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ. أَخْبَرَنِي مَالِكُ

بْنُ أَنَسٍ. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ. أَنَّ أَبَاهُ. أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ. أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيَّ. أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِّيَّ. أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: إِلَّا أَخْبِرْكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ. أَوْ يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ. قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَ بِهَا. شَكَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَيْتَهُمَا قَالَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مَالِكُ: الَّذِي يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ وَلَا يَعْلَمُ بِهَا الَّذِي هِيَ لَهُ. قَالَ الْهَمْدَانِيُّ: وَيَزْفَعُهَا إِلَى السُّلْطَانِ. قَالَ ابْنُ الشَّرْحِ: أَوْ يَأْتِي بِهَا الْإِمَامَ وَالْإِخْبَارُ فِي حَدِيثِ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ ابْنُ الشَّرْحِ: ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ لَمْ يَقُلْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ

بْنُ وَهْبٍ حضرت زید بن خالد جہنیؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو سب سے بہتر گواہ کے بارے میں نہ بتاؤں، یہ دو شخص ہے جو اپنی گواہی دیتا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) گواہی کے بارے میں خبر دیتا ہے اس سے پہلے کے اس سے گواہی کا مطالبہ کیا جائے۔

روایت کے الفاظ میں شک 'عبداللہ بن ابوبکر نامی راوی کو ہے۔

(امام ابوداؤد سیبویہ فرماتے ہیں: (امام مالک سیبویہ فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی گواہی کے بارے میں خبر دیتا ہے حالانکہ اس شخص کو بھی اس گواہی کا پتہ نہیں ہوتا، جس کے حق میں گواہی دی جائے گی۔

ہمدانی کہتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ حاکم وقت کے سامنے اپنی گواہی پیش کرتا ہے۔

ابن سرح یہ کہتے ہیں: یاد وہ اپنی گواہی حاکم کے پاس لے کر آتا ہے۔

اخبار کے الفاظ ہمدانی کے نقل کردہ روایت میں ہیں، ابن سرح نامی راوی نے راوی کا نام ابن ابوعمرہ نقل کیا ہے انہوں نے نام عبدالرحمن ذکر نہیں کیا۔

گواہی دینے کے لازم ہونے کا بیان

گواہی فرض ہے جو گواہوں پر لازم ہوتی ہے۔ جب مدعی انہیں طلب کرے تو اس کے چھپانے کی گنجائش نہیں ہوتی۔

3596- اسنادہ صحیح، ابن وہب: هو عبد الله، واحمد بن السرح: هو احمد بن عمرو بن عبد الله بن عمرو بن السرح ابو الطاهر، بسبب لاحد احدا، وهو مشهور بكنيته. وهو في "الموطأ" برواية محمد بن الحسن الشيباني (849). واحمد بن مسلم (1719) عن يحيى بن يحيى النيسابوري، والترمذي (1449) من طريق عبد الله بن مسلمة القصبی، كلاهما عن مالك، به. الا انها قلنا: عن ابن ابي عمير له يسناد وهو في "الموطأ" برواية يحيى بن يحيى النيسابوري (7202)، ورواية ابي مصعب الزهري (2931). واحمد بن محمد الترمذي (2448) من طريق معمر بن عيسى، والسناني في "الكبرى" (5985)

حدود کی گواہی میں گواہ کو چھپانے اور ظاہر کرنے کا اختیار ہوتا ہے اور ان میں چھپانا ہی زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

البتہ مال کی چوری میں گواہی واجب ہو جاتی ہے۔ پس وہ یوں کہے گا کہ اس نے لیا ہے یہ نہیں کہے گا کہ اس نے چھپایا ہے اور گواہی کے کچھ درجے ہیں۔ ان تمام میں سے زنا کی گواہی دینا ہے۔ اس میں چار مردوں کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور اس میں عورتوں کی گواہی قبول نہیں ہوگی اور ان مراتب میں سے باقی حدود اور قصاص کی گواہی دینا ہے۔ جس میں دو مردوں کی گواہی قبول کی جائے گی اور یہاں بھی عورتوں کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ اس کے علاوہ حقوق میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قبول کی جائے گی۔ وہ چاہے مال میں ہو یا مال کے علاوہ کسی اور چیز میں ہو مثلاً نکاح طلاق عتاق وکالت اور وصیت وغیرہ میں۔ (قدوری کتاب شہادت، لاہور)

ادائے شہادت کے وجوب کی شرائط کا بیان

علامہ ابن قیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ادائے شہادت واجب ہونے کے لیے چند شرائط ہیں۔ (۱) حقوق العباد میں مدعی کا طلب کرنا اور اگر مدعی کو اس کا گواہ ہونا معلوم نہ ہو اور اس کو معلوم ہو کہ گواہی نہ دے گا تو مدعی کی حق تلفی ہوگی اس صورت میں بغیر طلب گواہی دینا واجب ہے۔

(۲) یہ معلوم ہو کہ قاضی اس کی گواہی قبول کر لے گا اور اگر معلوم ہو کہ قبول نہیں کریگا تو گواہی دینا واجب نہیں۔

(۳) گواہی کے لیے یہ معین ہے اور اگر معین نہ ہو یعنی اور بھی بہت سے گواہ ہوں تو گواہی دینا واجب نہیں جب کہ دوسرے لوگ گواہی دے دیں اور وہ اس قبل ہوں کہ ان کی گواہی مقبول ہوگی۔ اور اگر ایسے لوگوں نے شہادت دی جن کی گواہی مقبول نہ ہوگی اور اس نے نہ دی تو یہ گنہگار ہے اور اگر اس کی گواہی دوسروں کی بہ نسبت جلد قبول ہوگی اگرچہ دوسروں کی بھی قبول ہوگی اور اس نے نہ دی گنہگار ہے۔

(۴) دو عادل کی زبانی اس امر کا بطلان معلوم نہ ہوا ہو جس کی شہادت دینا چاہتا ہے مثلاً مدعی نے دین کا دعویٰ کیا ہے جس کا یہ شاہد ہے مگر دو عادل سے معلوم ہوا کہ مدعی علیہ دین ادا کر چکا ہے یا زوج نکاح کا مدعیہ اور گواہ کو معلوم ہوا کہ تین طلاقیں دے چکا ہے یا مشتری غلام خریدنے کا دعویٰ کرتا ہے اور گواہ کو معلوم ہوا ہے کہ مشتری اسے آزاد کر چکا ہے۔ یا قتل کا دعویٰ ہے اور معلوم ہے کہ ولی معاف کر چکا ہے ان سب صورتوں میں دین و نکاح و بیع و قتل کی گواہی دینا درست نہیں۔ اور اگر خبر دینے والے عادل نہ ہوں تو گواہ کو اختیار ہے گواہی دے اور قاضی کے سامنے جو کچھ سنا ہے ظاہر کر دے اور یہ بھی اختیار ہے کہ گواہی سے انکار کر دے۔ اور اگر خبر دینے والا ایک عادل ہو تو گواہی سے انکار نہیں کر سکتا۔ نکاح کے دعوے میں گواہ سے دو عادل نے کہا کہ ہم نے خود معاہدہ کیا ہے کہ دونوں نے ایک عورت کا دودھ پیا۔ یا گواہوں نے دیکھا ہے کہ مدعی اس چیز میں اس طرح تصرف کرتا ہے جیسے مالک کیا کرتے ہیں اور دوسروں نے ان کے سامنے یہ شہادت دی کہ وہ چیز دوسرے شخص کی ہے تو گواہی دینا جائز نہیں۔

(۵) جس قاضی کے پاس شہادت کے لیے بلایا جاتا ہے وہ عادل ہو۔

(۶) گواہ کو یہ معلوم نہ ہو کہ مقرر نے خوف کی وجہ سے اقرار کیا ہے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے تو گواہی نہ دے مثلاً مدعی یہ کہتا

جبراً ایک چیز کا اقرار کر لیا گیا تو اس اقرار کی شہادت درست نہیں۔

(۷) گواہ ایسی جگہ ہو کہ وہ کچہری سے قریب ہو یعنی قاضی کے یہاں جا کر گواہی دے کر شام تک اپنے مکان کو واپس آ سکتا ہو اور اگر زیادہ فاصلہ ہو کہ شام تک واپس نہ آ سکتا ہو تو گواہی نہ دینے میں گناہ نہیں اور اگر بوڑھا ہے کہ پیدل کچہری تک نہیں جاسکتا اور خود اس کے پاس سواری نہیں ہے مدی اپنی طرف سے اسے سوار کر کے لے گیا اس میں حرج نہیں اور گواہی مقبول ہے اور اگر اپنی سواری پر جاسکتا ہو اور مدی سوار کر کے لے گیا تو گواہی مقبول نہیں۔ (بہر افاق، کتاب شہادت)

حدود کی گواہی میں پردہ رکھنے کا بیان

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی اسلم میں سے ایک آدمی جسے ماعز بن مالک کہا جاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں برائی کو پہنچا ہوں (زنا کیا ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر حد قائم کر دیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بار بار رد کیا۔ پھر آپ نے ان کی قوم سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہمیں اس میں کوئی بیماری معلوم نہیں لیکن انداز معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے جس کے بارے میں اسے گمان ہے کہ سوائے حد قائم کیے کے اس سے نہ نکلے گی۔ راوی کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اسے سنگ ر کر دیں اسے بقیع غرقہ کی طرف لے چلے نہ ہم نے اسے باندھا اور نہ اس کے لیے گڑھا کھودا۔ ہم نے اسے ہڈیوں ڈھیلوں اور ٹھکریوں سے مارا وہ بھاگا اور ہم بھی اس کے پیچھے دوڑے۔ یہاں تک کہ وہ حرہ کے عرض میں آ گیا اور ہمارے لیے رکا تو ہم نے اسے میدان حرہ کے پتھروں سے مارا۔ یہاں تک کہ اس کا جسم ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر شام کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا ہم جب بھی اللہ کے راستہ میں جہاد کے لیے نکلتے ہیں تو کوئی آدمی ہمارے اہل میں پیچھے رہ جاتا ہے۔ اس کی آواز بکمرے کی آواز کی طرح ہوتی ہے مجھ پر یہ ضروری ہے کہ جو بھی آدمی جس نے ایسا عمل کیا ہو اور وہ میرے پاس لایا جائے تو میں اسے عبرت ناک سزا دوں۔ راوی کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے نہ مغفرت مانگی اور نہ اسے برا بھلا کہا۔

(صحیح مسلم: جلد دوم: حدیث نمبر 1935)

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اس سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بالجزم یہ کہتے ہیں کہ: میں یہ پسند کرتا ہوں کہ جو کوئی بھی گناہ کر بیٹھے اور اللہ نے اس کا پردہ رکھ لیا تو وہ اپنے آپ کو پردہ میں ہی رہنے دے اور اسے چاک مت کرے، انہوں نے ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کے ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ قصہ سے استدلال کیا ہے۔

اور اس میں یہ بھی ہے کہ جو کوئی برائی کر بیٹھے اور وہ اپنے لیے پرنام ہو تو وہ جلد توبہ کر لے، اور کسی کو بھی اس کے متعلق مت بتائے اور اللہ کے پردہ کو چاک مت کرے، اور اگر اتفاق سے کسی کو اس کی خبر بھی ہو جائے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ برائی کرنے والے کو توبہ کرنے کا حکم دے، اور لوگوں سے اسے چھپائے جس طرح ماعز رضی اللہ عنہ کا عمر اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ قصہ میں ہے۔ (فتح الباری (12/124))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی مسلمان سے دنیاوی

مصائب میں سے کوئی مصیبت دور کرے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن مصیبت دور فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ اسکی دنیا و آخرت میں پردہ پوشی کریں گے۔ اللہ بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں رہے اس باب میں حضرت عقبہ بن عامر اور ابن عمر سے بھی روایات منقول ہیں حضرت ابو ہریرہ کی حدیث کو کئی راوی اعمش سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ اعمش، ابوصالح سے وہ ابو ہریرہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو عوانہ ہی کی حدیث کی طرح نقل کرتے ہیں۔ اسباط بن محمد، اعمش سے وہ ابو ہریرہ سے اور وہ نبی سے نقل کرتے ہیں ہم سے یہ حدیث عبید بن اسباط بن محمد اپنے والد کے واسطے سے اعمش سے نقل کرتے ہیں۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 1463)

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حدود کی گواہی میں دونوں پہلو ہیں ایک ازالہ منکر و رفع فساد اور دوسرا مسہم کی پردہ پوشی کرنا، گواہ کو اختیار ہے کہ پہلی صورت اختیار کرے اور گواہی دے یا دوسری صورت اختیار کرے اور گواہی دینے سے اجتناب کرے اور یہ دوسری صورت زیادہ بہتر ہے مگر جب کہ وہ شخص برباک ہو۔ حدود شرعیہ کی محافظت نہ کرتا ہو۔ (در مختار، کتاب شہادت)

زنا کی شہادت سے مراد تو ایسی شہادت ہے جس میں وضاحت کے ساتھ فعل زنا کی شہادت ہو اور تہمت زنا کی شہادت سے مراد ایسے قرائن کی شہادت ہے جیسے کوئی یہ گواہی ہے کہ میں نے فلاں اجنبی مرد اور عورت کو خلوت میں دیکھا ہے۔ یا بوس و کنار کرتے دیکھا ہے یا کوئی کسی کو ولد الزنا یا ولد الحرام کہے۔ ایسے مدعی کے لئے چار شہادتوں کا پیش کرنا ضروری ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی چار شہادتیں میسر آنا نہایت مشکل ہے۔ لہذا شہادتوں کے اس سخت نصاب اور پھر سخت سزا سے اصل مقصود یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی برائی دیکھ بھی لے تو اس کے لئے دو ہی راستے ہیں۔ یا تو وہ پردہ پوشی کرے اور مطلقاً اس کی تشہیر نہ کرے۔ یا پھر چار شہادتیں مہیا کر کے صرف حکومت کو مطیع کرے تاکہ حکومت مظلوموں کا جرم ثابت ہو جانے پر انہیں سزا دے کر اس گندگی کا سد باب کرے۔ تیسری راہ اختیار کرنا یعنی عام لوگوں میں ایسی باتیں پھیلا نا معاشرہ کے حق میں اور خود اس کے حق میں انتہائی خطرناک ہے۔

دوسری بات محضت کے لفظ سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ جو مرد یا عورت پہلے ہی بدنام مشہور ہو چکے ہوں یا پہلے ہی سزا یافتہ ہوں ان پر الزام لگانے سے نہ حد پڑے گی اور نہ ہی وہ غیر مقبول الشہادت قرار پائیں گے تاہم انہیں ایسے کام سے پرہیز کرنا چاہئے۔ یعنی خواہ ایسے لوگ اپنی بات یا دعویٰ میں حقیقتاً حوں مگر مکمل ثبوت فراہم نہ ہونے کے باعث جھوٹے قرار پائیں گے ہوں تب بھی ایسے لوگ بدکردار ہیں۔ اللہ کے ہاں بھی اور لوگوں کے ہاں بھی۔ اور ان کی بدکرداری یہ ہے کہ اس فحاشی کی بات کو معاشرے میں پھیلا نا شروع کر دیا۔ جیسے وہ ثابت نہیں کر سکے۔ لہذا مسلمانوں کے لئے راہ نجات پردہ پوشی میں ہی ہے۔

حدود کی گواہی میں اظہار و اخفاء کی نوعیت کا بیان

البتہ حدود میں یعنی حدود کی گواہی میں دو پہلو ہیں ایک ازالہ منکر یعنی برائی کا ازالہ اور رفع فساد کہ معاشرہ میں فساد برپا نہ ہو اور دوسرا مسلمان کی پردہ پوشی۔ اس لیے حدود کی گواہی میں گواہ کو اظہار و اخفاء کا اختیار ہے کہ پہلی صورت اختیار کرے اور گواہی دے تاکہ مجرم اپنی سزا کو پہنچے۔ یا دوسری صورت اختیار کرے اور گواہی دینے سے اجتناب و پرہیز برتے اور یہ دوسری صورت زیادہ بہتر

ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اُس کی ستاری کرے گا (اور اُس سے جرائم پر پردہ ڈال دے گا)۔

ہاں جس پر جرم ثابت ہو چکا وہ بیباک و بد لحاظ ہو۔ حدود شرعیہ کی محافظت نہ کرتا ہو اور مسلمان اس کے کرتوتوں سے تالاں ہوں اور اس کی غلط روی سے دوسروں کے اخلاق و عادات اور کردار کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو پہلی صورت اختیار کرے تاکہ لوگ اس کی شرارتوں اور بد کرداریوں سے محفوظ رہیں۔ اور اسی طرح چوری میں مال لینے کی شہادت دینا واجب ہے تاکہ جس کا مال چوری ہو گیا ہے اُس کا حق تلف نہ ہو۔ اتنی احتیاط کر سکتا ہے کہ چوری کا لفظ نہ کہے۔ اتنا کہنے پر اکتفاء کرے کہ اُس نے فلاں شخص کا مال لیا یہ نہ کہے کہ چوری کی۔ اس طرح احیاء حق بھی ہو جاتا ہے اور پردہ پوشی بھی۔ (در مختار۔ رد المحتار)

حدود و قصاص میں عورتوں کی گواہی کے عدم قبول کا بیان

جمہور فقہاء حدود اور قصاص کے معاملات میں خواتین کی گواہی کو قبول نہ کرنے پر متفق ہیں، جبکہ عطاء بن ابی رباح، حماد بن ابی سلیمان اور ابن حزم کی رائے میں تمام معاملات میں عورتوں کی گواہی قابل قبول ہوگی، البتہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر سمجھی جائے گی۔ امام جعفر صادق سے بھی خواتین کی گواہی کی بنیاد پر زنا کی سزا دینے کی رائے مردی ہے۔ اسی طرح سیدنا علی سے قتل کے ایک مقدمے میں خواتین کی گواہی قبول کرنا ثابت ہے۔ بعض معاصر اہل علم نے بھی اس معاملے میں جمہور کے موقف سے اختلاف کرتے ہوئے حدود و قصاص میں خواتین کی گواہی کو قابل قبول قرار دیا یا کم از کم اس رائے کو قابل غور ضرور تسلیم کیا ہے۔ یہ در ہے جو موقف جمہور فقہاء کا ہے وہی تمام اہل اسلام کا عمل ہے۔ جمہور فقہاء کی طرف سے اپنے نقطہ نظر کے حق میں بنیادی طور پر حسب ذیل دلیلیں پیش کی گئی ہیں

ایک یہ کہ قرآن مجید نے زنا کے اثبات کے لیے 'اَرْبَعَةُ شُهَدَاءَ' کی گواہی کو ضروری قرار دیا ہے جس سے مراد چار مرد گواہ ہیں۔ یہ استدلال اس نحوی قاعدے پر مبنی ہے کہ عربی زبان میں تین سے دس تک محدود اگر مذکر ہو تو اس کے لیے عدد مونث استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اربعہ کا مونث لایا جانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شہدائے مراد مرد گواہ ہیں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خواتین کے بدکاری کا مرتکب ہونے کی صورت میں فرمایا ہے کہ 'فاستشهدوا علیہن اربعة منکم' یعنی ان پر اپنے میں سے چار گواہ طلب کرو۔ چونکہ یہاں مشہود علیہ خواتین ہیں اور مشہود علیہ، خود شاہد نہیں ہو سکتے، اس لیے منکم سے مراد بھی خواتین نہیں، بلکہ مرد ہی ہو سکتے ہیں۔

تیسری دلیل امام زہری کا یہ بیان ہے کہ 'مضت السنة من رسول الله صلى الله عليه وسلم والخليفين من بعده ان لا تجوز شهادة النساء في الحدود' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد دونوں خلفاء کے زمانے سے سنت یہ چلی آرہی ہے کہ حدود میں عورتوں کی گواہی قابل قبول نہیں۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ خواتین گواہی دیتے ہوئے نسیان اور ضلال کا شکار ہو سکتی ہیں، اس لیے ان کی گواہی میں شبہ پایا جاتا ہے اور چونکہ شریعت میں شبہات کی بنا پر حدود کو نال دینے کا حکم دیا گیا ہے، اس لیے خواتین کی گواہی کی بنا پر کسی کو زنا کی سزا نہیں دی جا

سنتی۔ (ابن قدامہ، المغنی ۱۰/۱۷۰)

مالی و حکم مالی معاملات میں نصاب شہادت کا بیان

اور امام مالک نے امام زہری سے بیان کیا ہے۔ یہ طریقہ اور سنت چل رہی ہے کہ حدود اور نکاح اور طلاق میں عورت کی گواہی جائز نہیں، اور جس میں مذکورہ شرط پائی جائے اسے بھی اس پر قیاس کرو۔

احناف کہتے ہیں: وہ معاملات جس میں دو مرد گواہ یا پھر ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قبول ہوتی ہے وہ حدود اور قصاص کے معاملات کے علاوہ باقی معاملات ہیں، چاہے وہ مال ہو یا غیر مال، مثلاً نکاح، طلاق، آزادی، وکالت، وصیت اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: (اور اپنے میں سے دو مرد گواہ رکھ لو، اگر مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جنہیں تم گواہوں میں سے پسند کر لو، تاکہ ایک بھول چوک کو دوسری یاد کرادے۔) (البقرہ، ۲۸۲)

اور جمہور نے دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کو صرف مال یا مال کے معنی والے معاملات میں ہی اقتصار کیا ہے، مثلاً بیع، اور حوالہ، ضمان، مالی حقوق، مثلاً اختیار، اور مدت وغیرہ۔

دو اور کچھ ایسے معاملات ہیں جس میں صرف عورتوں کی ہی گواہی قبول کی جاتی ہے، اور وہ دلاوت اور رضاعت، اور پیدائش کے وقت بچے کا چیخنا، اور وہ چھپے عیوب جن پر اجنبی مرد مطلع نہیں ہو سکتا، اس میں صرف عورت کی گواہی ہی قبول کی جائیگی۔ لیکن ان امور کے ثبوت میں گواہوں کی تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے، کہ ان امور میں کتنی عورتوں کی گواہی ہو تو وہ معاملہ پایا ثبوت تک پہنچے گا، اس میں پانچ قول ہیں۔

اور کچھ ایسے معاملات بھی ہیں جس میں صرف ایک گواہ کی گواہی قبول کی جاتی ہے، چنانچہ رمضان المبارک کا چاند دیکھنے میں ایک عادل شخص کی گواہی قبول کی جائیگی، اس کی دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث ہے: "لوگوں نے چاند دیکھنے کی کوشش کی تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں نے چاند دیکھا ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس دن کاروزہ رکھنے کا حکم دیا" اسے ابو داود نے روایت کیا ہے۔ (البرہۃ النعمیہ ۲۶/۲۲۶-۲۲۹)

بَابُ فِيمَنْ يُعَيَّنُّ عَلَى خُصُومَةٍ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَعْلَمَ أَمْرَهَا

باب: جب کوئی شخص کسی مقدمے میں، حقیقت جانے بغیر کسی ایک فریق کی حمایت کرے

3597 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ. حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ. حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ. عَنْ يَحْيَى بْنِ رَاشِدٍ. قَالَ: جَلَسْنَا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَخَرَجَ إِلَيْنَا فَجَلَسَ. فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ خَالَتْ شَفَاعَتُهُ كُونَ حَذْوٍ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ فَقَدْ ضَادَّ اللَّهَ. وَمَنْ جَاوَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ، لَمْ يَزَلْ فِي سَخَطٍ

3597- اسناد صحیح، زہیر: هو ابن معاوية، واحمد بن يونس: هو ابن عبد الله بن يونس، نسب هنا لجدہ، واحمر حہ احمد (5385)،

الحاکم 272، والبیہقی فی "السنن الکبریٰ" 826/3328، وفی "شعب الایمان" (6309) و (7267) من طریق زہیر بن معاویہ، بہذا

الاسناد. واحمر حہ القسم الاول معہ، وهو: "من حالت شفاعته..." الحاکم 3834، والطبرانی فی "الکبیر" (13084)

انہ حتی ینزع عنہ. ومن قال فی مؤمن مالنس فیہ وأسکنہ اللہ رذیۃ الخبال حتی یخرجہا قال.

یعنی بن راشد بیان کرتے ہیں: ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے وہ ہمارے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور بتایا میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جس شخص کی سفارش اللہ کی حد کے بارے میں رکاوٹ بن جائے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی اور جو شخص باطل کے بارے میں مقدمہ بازی کرے، حالانکہ وہ یہ جانتا ہو (کہ وہ باطل ہے) تو وہ شخص مسلسل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہتا ہے، جب تک وہ اس چیز سے الگ نہیں ہو جاتا اور جو شخص کسی مومن کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے، جو اس میں نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جہنموں کی پیپ میں ڈالے گا، جب تک وہ اس چیز سے باہر نہیں نکل آتا، جو اس نے بات کہی ہے۔“

3588- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ ابِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ زَيْدٍ الْعُمَرِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُشْتَمِيُّ بْنُ يَزِيدَ عَنْ مَطَرٍ الرِّزَاقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ، قَالَ: وَمَنْ أَعَانَ عَلَى خُصُومَةٍ يَظْلِمُ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص کسی ظالم کے مقدمے میں مدد کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے ساتھ واپس آتا ہے“

اسلام میں گواہی کی اہمیت

اللہ تعالیٰ اس جہاں کا خالق ہے۔ کائنات میں حسن پیدا کرنے کے لئے انسان بنایا۔ انسان کے ملنے سے معاشرہ ترتیب پاتا ہے۔ جب معاشرہ میں دینی اور دنیاوی معاملات بعض اوقات ایسی صورت اختیار کر لیں کہ صاحب معاملہ کسی پر کسی چیز کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میرا حق ہے لیکن تمہا اس کے اقرار کی دعویٰ یا بیان کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا، اس لیے نہیں کہ وہ ناقابل اعتبار ہے۔ بلکہ اس لیے کہ اگر محض دعویٰ و بیان کی رو سے کسی کا کسی پر کوئی حق ثابت ہو جایا کرے تو دنیا سے امان اٹھ جائے اور لوگوں کا جینا دو بھر ہو جائے۔ اسی لئے حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”اگر لوگوں کو محض دعویٰ کی وجہ سے دے دیا جایا کرے تو کتنے ہی لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے۔ لیکن مدعی (دعویدار) کے ذمہ پختہ (گواہ) ہے اور منکر پر قسم۔“ (مسلم ہقی)

تو ثابت ہوا کہ مدعی اپنے دعویٰ کے ثبوت، یا اپنے کسی حق کو ثابت کرنے کے لئے حاکم اسلام کی مجلس میں ایسے اشخاص کو پیش کرے جو اس کے دعویٰ کی تصدیق کریں۔ لفظ شہادت کے ساتھ کسی کی تصدیق کرنے یا سچی خبر دینے کو شہادت یا گواہی کہتے ہیں۔

3598- حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعیف لجهالة المشتی بن يزيد وقد سلف الحديث قبله بسند صحيح. مطر الرزاق: هو ابن طهمان واحمرجه ابن ماجه (2320) من طريق حسين المعلم عن مطر الرزاق، به. واستاده حسن في المتابعات من اجل مطر الرزاق.

پھر چونکہ شہادت بھی شرعاً ایک خاص اعزاز و منصب ہے اس لئے ہر کس و ناکس نہ اس شہادت کا اہل ہے اور نہ ایرا غیرا، گواہی کے لئے موزوں اس کے اہل وہی ہیں جن کی سیرت و کردار پر اسلامی معاشرہ کو اطمینان ہو اور جو اپنے اخلاق و دیانت کے لحاظ سے اہل علم و لوگوں کے درمیان قابل اعتماد سمجھے جاتے ہوں جن کی بات پر اعتبار کیا جاتا ہو اور جن کی دیانت کم از کم عام طور پر مشتبہ نہ ہو۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

مَنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ۔ ایسے گواہ جن کو تم پسند کرو۔

اور ظاہر ہے کہ ایک مسلمان، ایسوں ہی کو گواہ بنانا اور اس کی گواہی کو قبول کرنا پسند کرے گا جو اُس کے نزدیک متقی، عادل اور قابل اعتبار ہوں اور جن کے صالح ہونے پر اُسے اعتماد ہو۔ جو عاقل ہوں، بالغ ہوں۔ آزاد ہوں اور دیندار ہوں۔

اسلام نے مسلمان عورتوں کو بھی یہ حق دیا اور عورت کی گواہی کو قابل قبول مانا۔ لیکن ساتھ ہی اپنے علم کامل اور تحقیق مطلق کی بنا پر عورت کی گواہی کا مرتبہ، مرد کے مقابلہ پر نصف مانا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ۔ لہذا تنہا عورتوں کی گواہی کسی معاملہ میں، اگرچہ وہ چار ہوں، شرعاً معتبر نہیں۔ مگر جن امور پر مرد مطلع نہیں ہو سکتے۔ جیسے ولادت و بکارت یعنی عورت کا بچہ جنم یا اس کا بارہ ہونا۔ یونہی نسوانی، عیوب، یعنی عورتوں کے وہ عیوب جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی اُن میں ایک عورت کی شہادت بھی مقبول ہے، جبکہ وہ آزاد و مسلمان ہو اور دو عورتیں ہوں تو اور بہتر۔

قرآن حکیم سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب مدعی گواہوں کو طلب کرے تو انہیں گواہی چھپانا جائز نہیں۔ بلکہ مدعی کے طلب کرنے پر گواہی دینا لازمی ہے۔ بلکہ اگر گواہ کو اندیشہ ہو کہ اگر میں نے گواہی نہ دی تو صاحب حق کا حق تلف ہو جائے گا۔ یعنی اُسے معلوم ہی نہیں ہے کہ فلاں شخص معاملہ کو جانتا ہے تو اُسے گواہی کے لئے کیسے طلب کرے گا۔ اس صورت میں بغیر طلب بھی گواہی دینا لازم ہے۔

البتہ حدود میں یعنی حدود کی گواہی میں دو پہلو ہیں ایک ازالہ منکر یعنی برائی کا ازالہ اور رفع فساد کہ معاشرہ میں فساد برپا نہ ہو اور دوسرا مسلمان کی پردہ پوشی۔ اس لیے حدود کی گواہی میں گواہ کو اظہار و انکفاء کا اختیار ہے کہ پہلی صورت اختیار کرے اور گواہی دے تاکہ مجرم اپنی سزا کو پہنچے۔ یا دوسری صورت۔ اختیار کرے اور گواہی دینے سے اجتناب و پرہیز کرتے اور یہ دوسری صورت زیادہ بہتر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اُس کی ستاری کرے گا (اور اُس کے جرائم پر پردہ ڈال دے گا۔)

ہاں جس پر جرم ثابت ہو چکا وہ چپا ک و بدلہ لحاظ ہو۔ حدود شرعیہ کی محافظت نہ کرتا ہو اور مسلمان اس کے کرتوتوں سے نالاں ہوں اور اس کی غلط روی سے دوسروں کے اخلاق و عادات اور کردار کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو پہلی صورت اختیار کرے تاکہ لوگ اس کی شرارتوں اور بدکرداریوں سے محفوظ رہیں۔ یونہی چوری میں مال لینے کی شہادت دینا واجب ہے تاکہ جس کا مال چوری ہو گیا ہے اُس کا حق تلف نہ ہو۔ اتنی احتیاط کر سکتا ہے کہ چوری کا لفظ نہ کہے۔ اتنا کہنے پر اکتفاء کرے کہ اُس نے فلاں شخص کا مال لیا۔ یہ نہ کہے کہ چوری کی۔ اس طرح احیاء حق بھی ہو جاتا ہے اور پردہ پوشی بھی۔ (در مختار۔ رد المحتار وغیرہ)

جھوٹی گواہی کا وبال

حدیث میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ”جھوٹی گواہی بت پڑ جانے کے برابر ہے۔ جھوٹی گواہی بت پڑتی ہے برابر ہے۔ جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے۔“ تین بار فرما کر، حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
 ”بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو۔ اللہ کے لئے باطل سے حق کی طرف مائل ہو جاؤ۔ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔“ (ترمذی ابن ماجہ وغیرہما)

نیز رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ”جھوٹے گواہ کے پاؤں، جگہ سے ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم واجب کر دے گا۔“

اور یہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص لوگوں کے ساتھ یہ ظاہر کرتے ہوئے چلا کہ یہ بھی گواہ ہے، حالانکہ یہ گواہ نہیں۔ وہ بھی جھوٹے گواہ کے حکم میں ہے اور جو بغیر جانے ہوئے کسی کے مقدمہ کی پیروی کرے، وہ اللہ تعالیٰ کی ناخوشی میں ہے۔ جب تک اُس سے جدا نہ ہو جائے۔“ اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ جو گواہی کے لئے بلایا گیا اور اُس نے گواہی چھپائی یعنی ادا کرنے سے گریز کیا وہ ویسا ہی ہے جیسا جھوٹی گواہی دینے والا۔“ (طبرانی)

شہادت کے احکام و مسائل میں اتنا یاد رکھنا چاہیے کہ مندرجہ ذیل افراد کی گواہی شرعاً مقبول و معتبر نہیں۔

- 1:- کافر کی گواہی مسلم کے خلاف اور مرتد کی گواہی مقبول نہیں۔
- 2:- دو شخصوں میں دنیاوی عداوت ہو تو ایک کی گواہی دوسرے کے خلاف قبول نہیں۔
- 3:- جو شخص گناہ کبیرہ کا ارتکاب یا صغیرہ پر اصرار کرتا ہو کہ وہ اس کی عادت سی ہو گئی ہے۔ تو ایسے شخص کی گواہی بھی قبول نہیں۔
- 4:- بچے کی گواہی اور ایسے لوگوں کی گواہی جو دنیاوی باتوں سے بے خبر رہتے ہیں۔
- 5:- جس پر حد قذف قائم کی گئی ہو۔
- 6:- جس کا جھوٹا ہونا مشہور ہے یا جھوٹی گواہی دے چکا ہے۔
- 7:- زوج و زوجہ میں سے ایک کی گواہی دوسرے کے حق میں اور خلاف ہو تو مقبول۔
- 8:- اولاد کی گواہی ماں باپ دادا دادی کے حق میں، اور اُن کی گواہی اولاد کے حق میں۔
- 9:- کسی کاریگر کے پاس کام سیکھنے اور اس کی کفالت میں رہنے والوں کی گواہی استاد کے حق میں۔
- 10:- گویے، گانے والی یا پیشہ ور ڈرامے کرنے والے۔
- 11:- جو شخص انکل بچو باتیں اڑاتا ہو۔
- 12:- جو کثرت سے قسم کھاتا یا اپنے بچوں کو یا دوسروں کو گالی دینے کا عادی ہو۔
- 13:- جس کا پیشہ دلالی ہو کہ کثرت سے جھوٹ بولتا ہے۔
- 14:- مختاری کا پیشہ کرنے والے کہ خود جھوٹ بچ بولنے اور دوسروں کو تلقین کرتے ہیں۔

15:- سرخ بازی، کبوتر بازی، اور دوسرے ایسے ہی کھیل کو درمیں وقت گنوانے والے۔

16:- جو شخص گناہ و حرام کی مجلس میں بیٹھتا ہے اگرچہ وہ خود اس حرام کام مرتکب نہیں۔

17:- سود خور، جواری، یا علی الاعلان شطرنج کھیلنے والا۔

18:- بغیر عذر شرعی نماز روزہ قضا کرنے والا یا جماعت ترک کرنے والا جبکہ کوئی عذر شرعی نہ ہو۔

19:- حقیر و ذیل افعال میں گرفتار و مشغول رہنے والا۔

20:- جو شخص بزرگان دین، پیشوایان اسلام مثلاً صحابہ و تابعین، وائمہ اہلبیت خصوصاً امام حسین شہید کرب و بلا اور ازواج معہرات رضی اللہ عنہم کو برے الفاظ سے اعلانیہ یاد کرتا ہو، اس کی گواہی بھی مقبول نہیں۔ انہی بزرگان دین سلف صالحین میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ اور جو یہودہ گوئی کو اپنا جزو ایمان سمجھتے ہیں، ہرگز ہرگز کسی دینی یا دنیاوی معاملہ میں شہادت کے اہل نہیں۔ (درمذہب و الفکر، عالمگیری وغیرہ)

کیونکہ سچی گواہی سے معاملہ کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔ حق اور باطل دونوں میں تمیز ہو جاتی ہے۔ لہذا سچی گواہی مسلمان کی عزت میں اضافہ کرتی ہے جبکہ جھوٹی گواہی ذلت و رسوائی کا باعث بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچی گواہی دینے والا بنائے۔ آمین

ولادت و بکارت میں ایک عورت کی گواہی کا بیان

اورومات و پردہ بکارت اور عورتوں کے وہ عیب جن پر مرد مطلع نہیں ہو سکتے۔ ان میں صرف ایک عورت کی گواہی بھی قبول کر لی جائے گی۔ البتہ ان سب میں عادل و انصاف والا ہونا اور لفظ شہادت کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ جب گواہ نے لفظ شہادت ذکر نہ کیا اور کہا کہ میں جانتا ہوں یا میں یقین رکھتا ہوں۔ تو اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حاکم ایک مسلمان آدمی کے ظاہری طور پر عادل ہونے پر ہی اکتفاء کرے گا۔ مگر حدود اور قصاص میں ایسا نہیں کرے گا بلکہ ان میں گواہوں کے بارے سوال کرے گا۔ جب مدعی علیہ ان کے بارے طعنہ زنی کرے تو حاکم ان کے بارے معلومات حاصل کرے گا۔ صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے بارے میں خفیہ طور پر اور اعلانیہ طور پر دونوں طرح تحقیق کرنا ضروری ہے۔

اور وہ چیز جسے کسی گواہ نے دو طرح سے اٹھا رکھا ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک تو وہ ہے جس کا حکم اس کی ذات کے ساتھ ہی ثابت ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال جیسے بیع، اعتراف، غصب، قتل اور حاکم کا حکم وغیرہ ہے پس جب گواہ نے انہیں خود دیکھ ہو یا سنا ہو تو سے جبکہ گواہ نہ بھی بنایا گیا ہو۔ اس کے لئے ان کی گواہی دینا جائز ہے اور وہ کہے گا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اس نے لٹا دیا ہے یہ نہیں کہے گا کہ اس نے مجھے گواہ بنایا ہے۔ (قدوری، کتاب شہادات، ص ۱۰۰)

علامہ ابن عابدین حنفی شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ولادت و بکارت اور عورتوں کے وہ عیوب جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی نہ میں ایک عورت حرہ مسلمہ کی گواہی کافی ہے اور دو عورتیں ہوں تو بہتر اور بچہ زندہ پیدا ہوا، پیدا ہونے کے وقت رو یا تھا اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے حق میں ایک عورت کی گواہی کافی ہے۔ مگر حق وراثت میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک عورت کی گواہی

کافی نہیں۔ عورتوں کے دو عیوب جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی اور ولادت کے متعلق اگر ایک مرد نے شہادت دی تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر کہتا ہے میں نے بالقصد ادھر نظر کی تھی گواہی مقبول نہیں کہ مرد کو نظر کرنا جائز نہیں۔ اور اگر یہ کہتا ہے کہ اچانک میری اس طرف نظر چلی گئی تو گواہی مقبول ہے۔ (درمختار کتاب شہادت، ص ۱۰۰)

قرآن و سنت کے مطابق عورت کی آدمی گواہی کا بیان

وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى. (البقرة ۲۸۲)

اور دو گواہ کر لو اپنے مردوں میں سے پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جن کو پسند کر دو کہ کہیں ان میں ایک عورت بھولے تو اس ایک کو دوسری یاد دلادے۔

قرآن پاک میں یہاں نص قطعی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوگی۔ اس آیت سے نام نہاد گمراہ کن سکالر جو اسلام کے نام پر لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں ان کو توبہ کرنی چاہیے کیونکہ وہ عورت کی گواہی ایک مرد کے برابر قرار دیتے ہیں جس کے سبب اس قرآنی آیت کی مخالفت ضروری آتی ہے جو عذاب الہی کا سبب ہوگی۔ پتہ نہیں عورت کی گواہی آدمی کہنے سے یہ لوگ کیوں آگ بگولہ ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ آگ سے شیطان بنا ہے۔ اور یہ سراپا شیطان کے چبھے بننے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ ہمیں ان کے شیطانی کردار سے کوئی غرض نہیں کیونکہ وہ جہنم میں جائیں یا جہاں جانا چاہیں جائیں لیکن خدا کیلئے ہماری مسلمان عوام سے گزارش ہے کہ وہ اس کے جہلاء سکالرز کے شر و فساد سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں۔

اسی طرح ایسے لوگوں کو قانون وراثت میں غور کرنے چاہیے کہ وہاں بھی مرد کی بہ نسبت آدھا حصہ دیا گیا ہے وہاں پر بھی ان لوگوں کو یہ قانون نافذ کرتے ہوئے مردوں کے برابر حصہ دینا چاہیے وہاں ان کو کیسے سمجھا گیا ہے کہ عورت کا حصہ نصف ہے۔ اور وہاں عورت کو نصف حصہ دینا عورت کے شرف کے خلاف نہیں ہے تو یہاں نصف گواہی ہونے کے سبب عورت کی عزت میں کیونکر کمی آئے گی۔ بلکہ آدمی گواہی کے سبب عورت کو گھر میں پردہ رہنے کا اہتمام ہے اور یہی شیطان کو برداشت نہیں ہے۔ کیونکہ جب عورت کثرت سے عداوتوں کی زینت بنے اور غیر محرموں کے آمنے سامنے آزادانہ طور پر آئے یہی شیطان اور اہل شیطان کو پسند ہے

شہادۃ المرأة مثل نصف شهادة الرجل

حدیث کے الفاظ بالکل صاف صاف بیان کر رہے ہیں کہ: عورت کی گواہی، مرد کی گواہی سے نصف ہے، یہ حدیث صرف ایک کتاب حدیث میں درج ہوتی تو پھر بھی کسی کے لئے "مطالعے کی کمی" کہا جاسکتا مگر مسئلہ یہی ہے کہ یہ حدیث صحیحین کے علاوہ درج ذیل 10 کتب احادیث میں درج ہے۔

- 1۔ ابو داؤد، باب الدلیل علی زیادة الایمان ونقصانہ 2۔ ترمذی، باب ما جاء فی استكمال الايمان وزيادته ونقصانه 3۔ ابن ماجہ، باب لفة النساء 4۔ مسند احمد، جلد: 25، صحيح ابن خزيمة، باب اسقاط طهر من الصلاة عن الحائض ایام حیضها 6۔ سنن دارمی، باب الحائض تسمع السجدة ثلاث سجدة 7۔ سنن بیہقی، کبریٰ، باب الحائض تطهر فی شهر رمضان کتاب الصوم 8۔ ابن حبان، ذکر امر جرح للسوء عن كبار اللعن واكفار لعشیر 9۔ مستدرک الحاکم، جلد: 410، مجمع الزوائد، باب الصدقة علی الاقارب وصدقة المرأة علی زوجها

حضرت ابو ہریرہ وزید بن خالد، فیل سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ اس دوران ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند قدوس کی قسم دیتا ہوں ہمارا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فیصدہ فرمائیں اللہ کی کتاب کے موافق۔ پھر اس کا مخالف اٹھ کھڑا ہوا وہ اس سے زیادہ سمجھدار تھا اس نے عرض کیا سچ کہتا ہے کتاب اللہ کے موافق آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہہ دو۔ اس نے کہا میرا لڑکا اس کے پاس مزدوری کا کام کرتا تھا تو اس کی بیوی سے زنا کر لیا۔ میں نے ایک سو بکریاں اور ایک خادم دے کر اس کو چھڑا لیا۔ کیونکہ مجھ سے لوگوں نے کہا تھا کہ تمہارے لڑکے پر رجم (یعنی پتھروں سے مار ڈالنا ہے) تو میں نے فدیہ ادا کر دیا پھر میں نے چند جانے والوں سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا تمہارے لڑکے کو ایک سو کوڑے لگنے چاہئیں تھے۔ ایک سال کے واسطے ملک بدر ہوتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ کے موافق کر دوں گا لیکن ایک سو بکریاں اور خادم تم اپنے لے لو اور تمہارے لڑکے کو ایک سو کوڑے لگیں گے اور صبح کو اس دوسرے شخص کی بیوی کے پاس جا کر وہ اقرار زنا کرے تو اس کو پتھروں سے مار ڈال۔ چنانچہ صبح کے وقت انیس اس کے پاس پہنچے اس نے اقرار کر لیا انہوں نے اس کے اوپر پتھر برسائے۔ (سنن نسائی: جلد سوم: حدیث نمبر 1715)

امام نسائی علیہ الرحمہ نے سنن نسائی میں اس حدیث پر فقہی باب قائم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عورت کو گواہی کیلئے عدالت میں جانے سے جس قدر ہو سکے دور رکھا جائے۔ کیونکہ عورت چھپانے کی چیز ہے۔

بَابُ فِي شَهَادَةِ الزَّوْرِ

باب: جھوٹی گواہی دینا

3599 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلَنِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ يَعْنِي الْعُصْفَرِيَّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الثُّعْمَانِ الْأَسَدِيِّ، عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا، فَقَالَ: عُيِدْتُ شَهَادَةَ الزَّوْرِ بِاللَّهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَرَأَ (فَاجْتَنِبُوا الزَّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِِكِينَ بِهِ) (الحج: 31)

حضرت خرم بن فاتک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فجر کی نماز ادا کی، جب آپ نے نماز مکمل کی تو آپ کھڑے ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا:

”جھوٹی گواہی کو، کسی کو اللہ کا شریک قرار دینے کے برابر قرار دیا گیا ہے“

یہ بات آپ نے تین بار ارشاد فرمائی، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

”بتوں کی ناپاکی سے اجتناب کرو، اور جھوٹی گواہی سے اجتناب کرو، اللہ تعالیٰ کے لیے خالص رہتے ہوئے اور اس

کے ساتھ شرک نہ کرتے ہوئے۔

شرح

واجبتوا قول الزور اور جھوٹی بات کہنے سے پرہیز رکھو۔

زور کا لفظ زور سے مشتق ہے۔ زور کا معنی ہے مڑ جانا جھوٹی بات بھی حق سے منحرف ہوتی ہے جس طرح ایک کالفاظ ایک (پھیر دینا موڑ دینا) سے بنا ہے اور جھوٹی بات صداقت سے برگشتہ ہوتی ہے۔ زور کا لفظ اگرچہ عام ہے ہر قسم کی جھوٹی بات اس میں شامل ہے لیکن اس جگہ کافروں کے لئے شرک کا معنی مراد میں ملاوہ کہتے تھے کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ بت اللہ کے دربار میں ہماری سفارش کریں گے۔ لبیک کہنے کے وقت کہتے تھے لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكَائِمْلِكُہ وَمَا مَلَكَ۔ تیرا کوئی شریک نہیں سوائے اس شریک کے جس کا تو مالک ہے وہ (تیرا) مالک نہیں۔

امام احمد ابو داؤد ابن ماجہ طبرانی اور ابن المنذر نے حضرت حذیم بن قاسم کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہو گئے اور فرمایا جھوٹی گواہی شرک باللہ کے برابر ہے یہ بات تین بار فرمائی پھر آیت فَاجْتَنِبُوا الزُّجْنَ مِنَ الْأَذْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ خُتَفَاءُ لِلَّهِ ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْلُقَ مَا يَكُنْ بِہ۔ تلاوت فرمائی۔

تلاوہ نے کہا اور شرک میں لوگ جج کرتے تھے لیکن ماؤں بیٹیوں اور بیٹوں کو رد کرتے تھے اور اپنے کو حنیف کہتے تھے یعنی دین ابراہیمی پر قائم۔ اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ دین ابراہیمی پر قائم ہونا چاہتے ہو تو بت پرستی چھوڑ دو اس گندگی سے بچو اور جھوٹی بات کہنے سے اجتناب رکھو۔ (تفسیر مظہری سورہ حج ۱۱۰ اور)

جھوٹی قسم کھانے پر وعید کا بیان

حضرت عبداللہ بن انیس کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بڑے گناہوں میں سب سے بڑے گناہ یہ ہے (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا (۲) ماں باپ کی نافرمانی کرنا (۳) اور جھوٹی قسم کھانی (یا درکھو) جس قسم کھانے والے نے بھی مجبوری و قید کی حالت میں اللہ کی قسم کھائی اور اس قسم میں پتھر کے بازو کے برابر (یعنی تھوڑا سا) بھی جھوٹ شامل کیا تو اس کے دل میں قیامت تک کے لئے ایک نکتہ پیدا ہو جائے گا (جس کا وبال آخرت میں ظاہر ہوگا) اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 902)

غوس "در اصل" غمس "سے ہے جس کے معنی ہیں" غوطہ دینا" اور "یمین غوس" کسی گزری بات پر دیدہ و دانستہ جھوٹی قسم کھانے کو کہتے ہیں۔ حنفی مسلک کے مطابق ایسی قسم کھانے والے پر کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ لیکن اس پر لازم ہوتا ہے کہ وہ توبہ استغفار کرے اور آئندہ اس طرح جھوٹی قسم نہ کھانے کا پختہ عہد کرے کیونکہ یمین غوس کے بارے میں دوزخ کی آگ سے ڈرایا گیا ہے چنانچہ ایسی قسم "کو غوس" اسی اعتبار سے کہتے ہیں کہ وہ ایسی قسم کھانے والے کو دوزخ کی آگ میں غوطہ دے گی۔ نیز خیر کا حق دوسرے کا مال ہڑپ کرنے کے لئے جو جھوٹی قسم کھائی جاتی ہے وہ اسی قبیل سے (یعنی یمین غوس کی قسم سے) ہے۔

میتو کے اعتبار سے "یمین صبر" بھی "یمین غموس" کے مفہوم میں داخل ہے کہ جس طرح یمین غموس سے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ جہد آخرت کی سزا (یعنی دوزخ کی آگ) ملتی ہے اسی طرح "یمین صبر" میں کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی سزا بھی آخرت میں ہی ملے گی۔ حدیث (جعلت نکتہ فی قلبہ الی یوم القیامۃ) (اس دل میں قیامت تک کے لئے ایک نکتہ پیدا ہو جائے گا) کا مطلب یہ ہے کہ اس نکتہ (داغ) کا اثر زندگی کی طرح ہے کہ وہ اپنی قسم میں تھوڑے سے بھی جھوٹ کی آمیزش کرنے والے شخص کے دل پر قیامت تک ہوگا پھر قیامت میں اس کا وبال اس طرح ظاہر ہوگا کہ اس کو عذاب الہی میں مبتلا کیا جائے گا۔ اس سے عبرت پکڑنی چاہئے جب کہ تھوڑے سے جھوٹ کی آمیزش کرنے کا انجام یہ ہے کہ تو اس صورت میں کیا حشر ہوگا جب کہ جس بات پر قسم کھائی جائے وہ سرے جھوٹ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں تین چیزوں کو ذکر کیا ہے جو بڑے گناہوں میں سب سے بڑے گناہ ہیں اور پھر ان تینوں میں سے صرف آخر کے بارے میں وعید بیان فرمائی تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ یہ بھی سب سے بڑے گناہ ہیں اور پھر ان تینوں میں سے صرف آخر میں کے بارے میں وعید بیان فرمائی تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ یہ بھی سب سے بڑے گناہوں میں داخل ہے اور لوگ یہ گمان کر کے عدالت میں جھوٹی قسم کھانا گناہ کے اعتبار سے شرک اور ماں باپ کی نافرمانی کی طرح نہیں ہے اس کو کمتر نہ جائیں اسی طرح آگے حضرت خزیمہ ابن فاطمہ کی جو روایت آئے گی اس کے یہ الفاظ (عدلت شہادۃ الزور ہالا ہرک باللہ) سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ یہ بھی "اکبر کبار" میں داخل ہے۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو بھی شخص میرے منبر کے پاس قسم کھاتا ہے اور اس کی وہ قسم جھوٹی ہوتی ہے اگرچہ وہ ایک مسواک ہی کے لئے کیوں نہ ہو تو وہ (دوزخ کی) آگ میں اپنا ٹھکانہ تیار کرتا ہے۔ یا یہ فرمایا کہ۔ اس کے لئے (دوزخ کی) آگ واجب ہوتی ہے۔ (مالک، ابوداؤد، ابن ماجہ)

منبر کے پاس قسم کھانے کی قید اس لئے لگائی کہ وہ ایک مقدس و با عظمت جگہ ہے وہاں جھوٹی قسم کھانا بہت بڑا گناہ ہے۔ ورنہ مطلق جھوٹی قسم کھانا خواہ جہاں بھی کھائی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے عذاب کو واجب کرتا ہے۔ "ہز مسواک" کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ وہ ایک حقیر ترین چیز ہے۔ جب کہ خشک ہو جانے کے بعد اس میں قدر و قیمت پیدا ہو جاتی ہے۔ حاصل یہ کہ مسواک بذات خود بہت معمولی و حقیر چیز ہے۔ جب کہ خشک ہونے سے پہلے تو اس کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہوتی۔ جب اس کے لئے جھوٹی قسم کھانا اتنی بڑی وعید کا محمول ہے تو جو لوگ عدالتوں میں بڑی بے باکی کے ساتھ بڑی سے بڑی چیز کے لئے جھوٹی قسمیں کھاتے پھرتے ہیں ان کا حشر کیا ہوگا؟

بَابُ مَنْ تَرَدَّدَ شَهَادَتُهُ

باب: کس کی گواہی مسترد کر دی جائے گی؟

3600 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عُمَرَ وَبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ شَهَادَةَ الْخَائِنِ، وَالْخَائِنَةُ وَذِي الْغُبْرِ

عَلَىٰ أَحْيِهِ. وَرَدَّ شَهَادَةَ الْقَانِعِ لِأَهْلِ الْبَيْتِ وَأَجَازَهَا لِغَيْرِهِمْ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْغَمْرُ: الْحِنَةُ. وَالشَّعْنَاءُ: الْقَانِعُ: الْأَجِيرُ الثَّابِعُ مِثْلُ الْأَجِيرِ الْخَاصِّ.

❀❀ عمرو بن شعيب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

”نبی اکرم ﷺ نے خیانت کرنے والے مرد خیانت کرنے والی عورت اور اپنے بھائی سے بغض رکھنے والے شخص کی

گواہی کو مسترد کر دیا تھا، آپ نے کسی ملازم کی اس کے گھر والوں کے خلاف گواہی کو مسترد کر دیا تھا، البتہ دوسروں کے

حق میں اس کی گواہی کو درست قرار دیا تھا۔“

(امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) غمر کا مطلب بغض اور عداوت ہے جبکہ قانع کا مطلب تابع رہنے والا ملازم ہے، جیسے

خاص ملازم ہوتا ہے۔

3601 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلْفٍ بْنِ طَارِقِ الرَّازِيِّ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَزَائِعِيُّ، حَدَّثَنَا

سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، بِإِسْنَادِهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا

تَجُوزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَلَا خَائِنَةٍ، وَلَا زَانٍ وَلَا زَانِيَةٍ، وَلَا ذِي غَمْرٍ عَلَى أَحْيِهِ

❀❀ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی عورت کی گواہی جائز نہیں ہے، اور نہ ہی زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے

والی عورت کی جائز ہے اور نہ ہی اپنے بھائی کے خلاف بغض رکھنے والے کی جائز ہے۔“

شرح

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ان لوگوں کی گواہی جائز و معتبر نہیں۔ (۱) خیانت کرنے

والے مرد اور خیانت کرنے والی عورت (۲) جس شخص پر تہمت کی حد جاری کی گئی ہو (۳) دشمن جو اپنے (مسلمان) بھائی کے خلاف

ہو (۴) وہ شخص جو دلاء کے بارے میں متہم ہو (۵) وہ شخص جو قرابت کے بارے میں متہم ہو۔ (۶) وہ شخص جو کسی ایک گھر پر قانع

ہو۔ امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے نیز اس حدیث کا ایک راوی یزید ابن زیاد دمشقی مکر

الحدیث ہے۔ (حکوة شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 904)

اسلام کی رو سے گواہ کا عادل ہونا اتنا ہی ضروری ہے جس قدر حاکم کا عادل ہونا کیونکہ گواہی ایک ایسا اہم درمیانی وسیعہ ہے جو

عدالت کو عدل تک پہنچنے میں فیصلہ کن مدد دیتا ہے، اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ حدیث میں جن لوگوں کا ذکر کیا گیا

3600 - اسنادہ حسن. محمد بن راشد: هو المکحولی، وحمز بن عمر: هو ابو عمر الحوصی، واحمر جہ اس ماحہ (2366) من طریق حمز ج

بن ارقط، عن عمرو بن شعيب، به بنحو اللفظ الاثني بعده. الا انه قال: "لا محدود في الاسلام" بدل: "ولا زان ولا زانية." ولم يدكر في روايته

شهادة القانع. وهو في "مسند احمد" (6698) و(6899) و(6940) و(7102).

3601 - اسنادہ حسن کما قبلہ. محمد بن خلف بن طارق الداری نسبة الى داريا، ويقال في النسبة اليها ايضا: الداراني، وهي اكبر قرى العروطة

الحربية، وثانية قرى العروطة اليوم على الاطلاق، تبعد عن دمشق نحو ثمانية كيلو مترات جنوبا الى غرب.

ہے اور نہ بدل کے معیار پر پورے نہیں اترتے اس لئے ان کی گواہی کو ناقابل اعتبار قرار دیا گیا ہے خیانت کرنے والا مرد الخ
ہے "خیانت سے" لوگوں کی امانتوں میں خیانت مراد ہے، یعنی ان مردوں اور عورتوں کی گواہی کا اعتبار نہیں کیا جائے گا جو لوگوں کی
امانتوں میں خیانت کرنے والے مشہور ہوں اور ان کا جرم خیانت بار بار سرزد ہونے کی وجہ سے لوگوں پر عیاں ہو۔ ورنہ تو ظاہر ہے
کہ (خیانت) ایک ایسا مخفی جرم ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتا ہے مگر عام طور سے بندوں پر عیاں نہیں ہوتا۔

بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ یہاں "خیانت" سے مراد لیسق ہے خواہ وہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب اور گناہ صغیرہ پر اصرار کی
صورت میں ہو یا احکام دین اور فرائض دین کی عدم بجا آوری کی شکل میں ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دین کے احکام کو بھی "امانت"
نہا ہے جیسا کہ اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے۔ (اِنَّا عَوَضْنَا الْاِمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ (احزاب: 72)) تحقیق
میرے امانت (یعنی اپنے دین کے بار کو) آسمانوں اور زمین پر پیش کیا الخ اور دین کے احکام کو بجا نہ لانے کو "خیانت" فرمایا جیسا
کہ اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے۔ (لَا تَخُونُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُونُوْا اَمْلٰتِكُمْ، (الاحزاب: ۸: ۲۷)) نہ تو اللہ اور اس کے
رسول کی امانت (یعنی دین کے امور) میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ اس صورت میں اول تو حدیث کا
مطلب یہ ہوگا کہ جو مرد و عورت احکام شرع اور فرائض دین کی بجا آوری نہ کرتے ہوں یا گناہ کبیرہ کے ارتکاب اور گناہ صغیرہ پر
اصرار کرتے ہوں ان کی گواہی معتبر نہیں ہوگی۔

دوسرے یہ کہ آگے آنے والی حدیث میں "خیانت کے بعد" زنا" کا جو ذکر کیا گیا ہے اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ یہ
تخصیص بعد تعمیم کے طور پر ہے علماء لکھتے ہیں کہ یہ تاویل (یعنی خیانت سے فسق مراد لینا اولیٰ ہے ورنہ دوسری صورت میں تمام
برائیوں اور گناہوں کا ذکر باقی رہ جائے گا۔ جن کا ارتکاب قبول گواہی سے مانع ہے اور ان سب کو چھوڑ کر صرف خیانت کا ذکر کرنا سمجھ
میں نہیں آئے گا۔ جس شخص پر تہمت کی حد جاری کی گئی ہو" کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص نے کسی پاکدامن پر زنا کی تہمت لگائی ہو اور
اس کی سزا میں اس پر حد قذف جاری کی گئی ہو تو اس شخص کی گواہی قابل قبول نہیں ہوگی اگرچہ وہ اس سے توبہ بھی کر لے۔

اس بارے میں فقہی مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ تو یہ فرماتے ہیں کہ حد قذف کے علاوہ اور دوسرے تمام
حدود میں یہ رعایت حاصل ہے کہ جس شخص پر حد جاری ہوئی ہو اگر وہ توبہ کرے تو اس کی گواہی قبول ہوگی، توبہ سے پہلے تو اس کی
گواہی ناقابل اعتبار قرار پائے گی جب کہ حد قذف میں یہ سزا ہے کہ جس شخص پر یہ حد جاری ہوئی اگر وہ توبہ بھی کرے تو اس کی گواہی
قبول نہیں کی جائے گی لیکن دوسرے آئمہ یہ فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ تمام ہی حدود سے متعلق ہے کہ اگر کسی شخص پر حد جاری ہوگئی تو اس
کے توبہ کرینے کے بعد اس کی گواہی قبول کی جائے گی خواہ وہ حد تہمت کے جرم میں جاری ہوئی ہو یا کسی اور گناہ (جیسے زنا) کی وجہ
سے۔ "دشمن جو اپنے خلاف ہو" کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص آپس میں ایک دوسرے سے دشمنی وعداوت رکھتے ہوں ان کی ایک
دوسرے کے بارے میں گواہی معتبر نہیں ہوگی خواہ وہ دونوں آپس میں کسی بھائی ہوں یا اجنبی" یعنی دینی بھائی" ہوں۔" وہ شخص جو
لہاء کے بارے میں متہم ہو۔" کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص زید ایک دوسرے بکر کا غلام تھا اور بکر نے اس کو آزاد کر دیا تھا اب
زید اپنی آزادی کو ایک تیسرے شخص کی طرف منسوب کرتا یعنی یوں کہتا ہے کہ میں عمر کو آزاد کیا ہوا ہوں، حالانکہ وہ اپنی بات میں

جھوٹا ہے اور وہ اپنے اس جھوٹ میں مشہور ہے کہ لوگ عام طور پر اس کے جھوٹے انساب پر اس کو متہم کرتے ہیں اور اس کی تکذیب کرتے ہیں ایسے شخص کی گواہی بھی قابل قبول نہیں ہوگی کیونکہ وہ اپنے اس کہنے کی وجہ سے "فاسق" ہے چنانچہ آزاد کرنے والے کی ولایت (یعنی آزاد کرنے پر حاصل ہونے والے حق کو قطع کرنا اور اس کی ولایت کی نسبت کسی ایسے شخص کی طرف کرنا جس نے حقیقت میں اس کو آزاد نہیں کیا ہے گناہ کبیرہ ہے اور اس کے مرتکب کے بارے میں سخت وعید و تنبیہ وارد ہے۔

یہ حکم قرابت کے بارے میں بھی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی قرابت میں غلط بیانی کرے یعنی یوں کہے کہ میں فلاں شخص مثلاً زید کا بیٹا ہوں لیکن اس کی غلط بیانی پر لوگ اس کو متہم کرتے ہوں اور اس کی تکذیب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ زید کا بیٹا نہیں ہے بلکہ حقیقت میں بکر کا بیٹا ہے تو اس کی گواہی بھی قابل قبول نہیں ہوگی کیونکہ اس کا یہ جھوٹ بھی "فسق" ہے اور اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی طرف اپنی نسبت کرنے والے کے بارے میں لعنت وارد ہوئی ہے۔ وہ شخص جو کسی ایک گھر پر قانع ہو۔ "ایسا شخص وہ سائل ہے جو کم سے کم پیٹ بھرنے پر قناعت کر لیتا ہو یا جس کی روزی کسی ایک گھر سے متعلق ہو اور یا جو کسی ایک گھر کا مورہا ہو۔ لیکن یہاں وہ شخص مراد ہے جو کسی کے زیر نفقہ ہو یعنی جس کا گزر کسی کے دینے پر ہوتا ہو جیسے خادم و تالغ۔

ایسے شخص کی گواہی اس کے مخدوم و متبوع کے حق میں قبول نہیں ہوگی کیونکہ اول تو یہ احتمال ہے کہ وہ اپنی محتاجی کی وجہ سے اپنے مخدوم و متبوع کی ناروا طرف داری کرے اور سچی بات نہ کہے اور دوسرے یہ کہ اپنے مخدوم و متبوع کے حق میں گواہی دینے کا مطلب یہ ہے کہ گویا وہ اپنی گواہی کے ذریعہ اس چیز کے منافع کو اپنی ذات سے متعلق کرتا ہے جو اس کی گواہی کے نتیجہ میں اس کے مخدوم و متبوع کو حاصل ہوگی یا بایں طور کہ جب اس کا کھانا پینا اس کے مخدوم و متبوع کے ذمہ ہے جس کے حق میں وہ گواہی دے رہا ہے تو اس مخدوم و متبوع کو اس کی گواہی کا وہی حکم ہوگا جو باپ اور بیٹے یا شوہر اور بیوی کی گواہی کا حکم ہے کہ جس طرح اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کے حق میں یا بیٹا اپنے باپ کے حق میں گواہی دے یا شوہر اپنی بیوی کے حق میں یا بیوی شوہر کے حق میں گواہی دے تو اس کی گواہی درست نہیں ہوگی اور اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان کا آپس میں ایک دوسرے کے حق میں گواہی دینا گویا اپنی ذات کے فائدے کے لئے گواہی دینا ہے اسی طرح مخدوم و متبوع کے حق میں تابع و خادم کی گواہی بھی درست نہیں ہے اور اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا! البتہ یہ واضح رہے کہ بھائی کے حق میں بھائی کی گواہی درست رہے گی اور اس کا اعتبار کیا جائے گا۔

بَابُ شَهَادَةِ الْبَدَوِيِّ عَلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ

باب: دیہاتی کا شہریوں کے خلاف گواہی دینا

3602 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَنَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنََّّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ بَدَوِيٍّ عَلَى صَاحِبِ قَرْيَةٍ

3602- اسناد صحیح، ابن الہادی: ہر یزید بن عبد اللہ بن الہادی، وابن وہب: ابو عبد اللہ، واخرجه ابن ماجہ (2367) عن حرملة بن يحيى، عن عبد الله بن وهب، عن نافع بن يزيد وحده، بهذا الاسناد. قال الذهبي في "تلخيص المستدرک" 4/99 هو حديث مكر على نظافة اساده.

رواہ ابو داود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”کسی دیہاتی کی شہری کے خلاف گواہی جائز نہیں ہے“

بَابُ الشَّهَادَةِ فِي الرِّضَاعِ

باب: رضاعت کے بارے میں گواہی

3602. حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ - وَحَدَّثَنِيهِ صَاحِبُ لِي عَنْهُ وَأَنَا لِحَدِيثِ صَاحِبِي أَحْفَظُ - قَالَ: تَزَوَّجْتُ أُمَّ يَحْيَى بِنْتَ أَبِي هَابٍ فَذَخَلْتُ عَلَيْهِ أَمْرًا سَوْدَاءَ فَرَزَعْتُ أَنَّهَا أَرْضَعُنَا جَمِيعًا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَأَعْرَضَ عَنِّي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا لَكَاثِبَةٌ، قَالَ: وَمَا يُدْرِيكَ؟ وَقَدْ قَالَتْ مَا قَالَتْ وَغَنَّا عَنْكَ.

رواہ ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں: حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی: میں نے ام یحییٰ بنت ابی ہاب کے ساتھ شادی کر لی، ایک سیاہ فام عورت ہمارے پاس آئی اس نے کہا: میں نے ان دونوں (میاں بیوی کو بچپن میں) دودھ پلایا ہے، راوی کہتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کے سامنے یہ صورتحال ذکر کی تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے مد پھیر لیا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ عورت جھوٹ بول رہی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا پتہ؟ اس نے جو کہن تھا، داکہ دیا، اب تم اسے (یعنی اپنی بیوی کو) چھوڑ دو۔

ورادت میں تنہا داسیہ کی گواہی کے مقبول ہونے کا بیان

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ وقت نکاح سے چھ مہینے کے اندر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہیں اور چھ مہینے یا زیادہ پر ہوا تو ثابت ہے جبکہ شوہر اقرار کرے یا سکوت اور اگر کہتا ہے کہ بچہ پیدا ہی نہ ہوا تو ایک عورت کی گواہی سے ولادت ثابت ہو جائیگی اور اگر شوہر نے کہا تھا کہ جب تو جنے تو تجھ کو طلاق اور عورت بچہ پیدا ہونا بیان کرتی ہے اور شوہر انکار کرتا ہے تو دوسرا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہوگی تنہا جنائی کی شہادت ناکافی ہے۔ یونہی اگر شوہر نے حمل کا اقرار کیا تھا یا حمل ظاہر تھا جب بھی طلاق ثابت ہے اور نسب ثابت ہونے کے لیے فقط جنائی کا قول کافی ہے۔ اور اگر دو بچے پیدا ہوئے ایک چھ مہینے کے اندر دوسرا چھ مہینے پر یا چھ مہینے کے بعد تو دونوں میں کسی کا نسب ثابت نہیں۔ نکاح میں جہاں نسب ثابت ہونا کہا جاتا ہے وہاں کچھ یہ ضرور نہیں کہ شوہر دعویٰ کرے تو نسب ہوگا بلکہ سکوت سے بھی نسب ثابت ہوگا اور اگر انکار کرے تو نفی نہ ہوگی جب تک لعان نہ ہو اور

3603- مسند صحیح. ابن ابی ملیکہ: هو عبد الله، والرجل المبهم هنا في هذا الامتداد: هو غيلان بن ابي مریم المکلی، الاتی فی الطريق النالی، وهو مجهول، فالاعتماد فی هذا الحديث علی رواية ابن ای ملیکہ عن عقبه بن الحارث. واخرجه البخاری (88) و (2052) و (2640) و (2659) و (2660) من طرق عن عبد الله بن ابی ملیکہ، به. زاد البخاری فی بعض طرقه: ففارقها عقبه وسکت زوجها غیره. وهو فی "مسند احمد" (16148)، و "صحیح ابن حبان" (4216-4218).

راگر کسی وجہ سے لعان نہ ہو سکے جب بھی ثابت ہوگا۔ (عالمگیری، باب ثبوت نسب)

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون غنیہ سے نکاح کر لیا۔ ایک عورت نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اور تمہاری منکوحہ دونوں کو اپنا دودھ پلایا ہے۔ حضرت عقبہ نے کہا کہ مجھے اس بات کا علم نہیں ہے نہ تم نے پہلے کبھی مجھ سے یہ بات کہی۔ پھر انہوں نے اپنی بیوی کے رشتہ داروں سے معلوم کروایا انہوں نے بھی یہی کہا کہ ہمیں معلوم نہیں ہے کہ اس عورت نے عقبہ کو دودھ پلایا ہے۔ آخر کار حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ دودھ پلانے والی عورت تنہا یہ واقعہ بیان کر رہی تھی۔ دوسرا کوئی گواہ اس کی گواہی نہیں دے رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رضاعت کے بارے میں اس عورت کا کہا تسلیم فرمایا۔ غنیہ کو عقبہ کی رضائی بہن قرار دیا۔ عقبہ رضی اللہ عنہ نے غنیہ کو چھوڑ دیا اور دوسری جگہ نکاح کیا۔

3604 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ الْبَصْرِيُّ، ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُثَيْبَةَ كَلَاهُمَا، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي مُرَيْمَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ - وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ وَلَكِنِّي لِحَدِيثِ عُبَيْدٍ أَخْفَظُ - فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: نَظَرَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ إِلَى الْحَارِثِ بْنِ عُمَيْرٍ، فَقَالَ: هَذَا مِنْ ثِقَاتِ أَصْحَابِ أَيُّوبَ

(امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (حماد بن زید نے حارث بن عمیر کو دیکھا ہے، یہ ایوب کے ثقہ شاگردوں میں سے ایک

تھا۔

بَابُ شَهَادَةِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَفِي الْوَصِيَّةِ فِي السَّفَرِ

باب: سفر کے دوران کی گئی (کسی مسلمان کی) وصیت کے بارے میں ذمیوں کا گواہی دینا

3605 - حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا زَكْرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَصَرَتْهُ الْوَفَاءُ بِدَعْوَاءِ هَذِهِ وَلَمْ يَجِدْ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُشْهِدُهُ عَلَى وَصِيَّتِهِ فَأَشْهَدَ رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقِيمَا الْكُوفَةِ فَاتَّيَا أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ، فَأَخْبَرَاهُ وَقِيمَا بِحَرْفِهِ، فَقَالَ الْأَشْعَرِيُّ: هَذَا أَمْرٌ لَمْ يَكُنْ بَعْدَ الَّذِي كَانَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْلَفُهَا بَعْدَ الْعَصْرِ بِأَنْدَ مَا خَانَا وَلَا كَذَبًا وَلَا بَدَلًا، وَلَا كَتَمًا وَلَا غَيْرًا وَإِنَّمَا الْوَصِيَّةُ الرَّجُلُ وَتَرَكْتُهَا مَطْطَى شَهَادَتِهَا

3604 - اسناد صحیح من طریق ابن ابی ملیکہ عن عقبہ بن الحارث، احمد بن ابی شعيب الحراني: هو احمد بن عبد الله بن ابی شعيب سبھا لجدہ، واخرجه البحاری (5104)، والترمذی (1185)، والنسائی (3330) من طریق اسماعیل بن ابراہیم - وهو ابن غلبہ - بهذا الاسناد، وهو فی "مسند احمد" (16148)، و"صحیح ابن حبان" (4216).

3605 - واخرجه سعيد بن منصور في "المعجم" من "سنه" (857)، والطبري في "تفسيره" 1057/، وابن حزم في "المحلى" 4079، والبيهقي 16510 من طريق هشيم بن بشير، بهذا الاسناد، واخرجه عبد الرزاق (15539)

عطیہ نے کہا: یہ اس کا کلام ہے جس کے لیے اس کی تفسیر میں اطمینان واقع نہیں ہوا یہ ان کی کتاب میں واضح ہے۔

(المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۲۰۰)

میں کہتا ہوں: مکی نے جو ذکر کیا ہے ابو جعفر نخاس نے بھی اس سے پہلے یہ ذکر کیا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ آیات تمیم داری اور عدی بن بداء کے سبب نازل ہوئیں۔ بخاری، دارقطنی وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا: تمیم داری اور عدی بن بداء مکہ کی طرف جاتے تھے تو ان کے ساتھ بنی سہم کا ایک نوجوان بھی لکھا، وہ ایسے علاقہ میں فوت ہوا جہاں کوئی مسلمان نہیں تھا اس نے تمیم اور عدی کو وصیت کی اور اپنا ترکہ اپنے اہل کی طرف ان کے ہاتھ بھیج دیا ان دونوں نے چاندی کے جام کو اپنے پاس رکھ لیا جس پر سونے کے نقش و نگار تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے قسم طلب کی کہ تم نے نہ چھپایا اور نہ تمہیں اطلاع ہے پھر وہ پیالہ مکہ میں پایا گیا انہوں نے کہا: یہ ہم نے عدی اور تمیم سے خریدا ہے۔ سہمی کے ورثاء میں سے دو آدمی آئے انہوں نے قسم اٹھائی کہ یہ پیالہ سہمی کا ہے اور ہماری گواہی ان کی گواہی سے زیادہ ٹھیک ہے اور ہم نے حد سے تجاوز نہیں کیا۔ فرمایا: پھر انہوں نے پیالہ لے لیا اس میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ دارقطنی کے الفاظ ہیں، ترمذی نے تمیم داری سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے: (آیت) یا ایہا الذین امنوا شہادۃ بینکم۔

اس آیت سے میرے اور عدی بن بداء کے علاوہ لوگ بری ہیں۔ یہ دونوں نصرانی تھے اسلام سے پہلے شام کی طرف جاتے تھے پھر وہ تجارت کی غرض سے شام آئے، ان کے پاس بنی سہم کا ایک آدمی تجارت کی غرض سے آیا جس کا نام بدیل بن ابی مریم تھا۔ اس کے پاس چاندی کا پیالہ تھا اس کے ذریعے بادشاہ کا ارادہ کرتا تھا وہ اس کی تجارت کا بڑا حصہ تھا۔ وہ مریض ہو گیا تو انہیں اس نے وصیت کی اور انہیں حکم دیا کہ میرا مال میرے گھروالوں کو پہنچا دیا، تمیم نے کہا: جب وہ مر گیا تو ہم نے وہ پیالہ لے لیا اور ہم نے وہ پیالہ ہزار درہم کے عوض بیچ دیا پھر ہم نے انہیں تقسیم کیا، جب ہم ان کے گھروالوں کے پاس آئے تو ہم نے وہ سب کچھ ان کے حوالے کیا جو ہمارے پاس تھا، انہوں نے پیالہ سامان میں نہ پایا پس انہوں نے ہم سے اس پیالہ کے متعلق سوال کیا۔ ہم نے کہا: اس کے علاوہ اس نے کچھ نہیں چھوڑا اور اس کے علاوہ ہمیں کچھ نہیں دیا۔ تمیم نے کہا: پھر جب میں رسول اللہ ﷺ کی مدینہ آمد کے بعد مسلمان ہوا تو میں نے اسے گناہ سمجھا پھر میں اس کے گھروالوں کے پاس آیا اور انہیں سب کچھ بتایا اور میں نے انہیں پانچ سو درہم ادا کر دیئے اور میں نے انہیں بتایا کہ اس کی مثل رقم میرے ساتھی کے پاس ہے۔ پس وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اپنا مقدمہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے ان سے دلیل مانگی تو انہوں نے دلیل نہ پائی۔ آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ عدی سے اس کے ساتھ قسم طلب کریں جو ان کے دین داروں پر عظیم ہے۔ پس عدی نے قسم اٹھا دی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یا ایہا الذین امنوا شہادۃ بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیۃ اثنین فوا عدل منکم او اخر ان من غیرکم ان التم ضربتم فی الارض فاصابتکم مصیبة الموت تحبسونہما من بعد الصلوۃ فیقسمن باللہ ان ارتبتم لا نشتری بہ ثمناً ولو کان ذا قربی ولا نکتم شہادۃ اللہ انا اذامن الا ثمنین فان عثر علی انہما استحقا اثماً فآخر ان یقومان مقامہما من الذین استحق علیہم الاولین فیقسمن باللہ

شہادتنا حق من شہادتها وما اعتدینا انا اذ الہن الظلمین ذاک اذنی ان یأتوا بالشہادة علی وجہہا
 ابو یحٰی ان تردایمان بعدایمانہم۔ عمرو بن العاص اور ان میں سے ایک اور آدمی اٹھا اور قسم اٹھائی پس عدی بن بداء کے
 انور سے پانچ سو درہم چھین لیے گئے۔

ابو یحٰی نے کہا: یہ حدیث غریب ہے اس کی سند صحیح نہیں ہے۔ واقدی نے ذکر کیا ہے کہ یہ تین آیات تمیم اور اس کے ساتھی
 عدی کے بارے میں نازل ہوئیں یہ دونوں نصرانی تھے اور ان کے کاروبار کی جگہ مکہ تھی، جب نبی مکرم ﷺ نے مدینہ کی طرف
 ہجرت کی تو ابن ابی مریم مولیٰ عمرو بن العاص مدینہ طیبہ آیا وہ شام میں تجارت کا ارادہ رکھتا تھا اس کے ساتھ تمیم اور اس کا ساتھی عدی
 لہ۔ الحدیث۔ نقاش نے ذکر کیا ہے فرمایا: یہ بدیل بن ابی مریم مولیٰ العاص بن وائل سہمی کے بارے میں نازل ہوئی وہ مسند میں
 نہایت کی طرف سفر کرتے ہوئے نکلا۔ اس کے ساتھ دو نصرانی تھے ایک کو تمیم کہا جاتا تھا وہ نعم سے تھا اور عدی بن بداء۔ بدیل فوت ہوا
 زور کشتی میں تھے اسے دریا میں پھینکا گیا تھا اس نے وصیت لکھی تھی اور اسے سامان میں رکھ دیا تھا اس نے کہا: میرا یہ سامان میرے
 گھر پہنچا دینا، جب بدیل فوت ہو گیا تو ان دونوں نے سامان پر قبضہ کر لیا اور اس مال میں سے جو انہیں پسند آیا وہ خود لے لیا اور جو
 مال انہوں نے لیا تھا اس میں چاندی کا ایک برتن بھی تھا اس میں تین سو مثقال تھا اور وہ سونے کے ساتھ منقش تھا مکمل حدیث ذکر
 کی۔ اس کو سفید نے ذکر کیا فرمایا: جب شام میں آئے تو بدیل مریض ہو گیا وہ مسلمان تھا۔ الحدیث۔

مسئلہ نمبر ۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) شہادة بینکم، محمد کا لفظ کتاب اللہ میں کئی معانی کے لیے آیا ہے۔ اللہ
 تعالیٰ ارشاد ہے: (آیت) واستشهدوا شہیدین من رجالکم (بقرہ: ۲۸۲) بعض علماء نے فرمایا: اس کا معنی ہے احصوا
 (شہر کر) شہد بمعنی قس یعنی اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا: یہ ابو عبیدہ کا قول ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) شہد اللہ انہ
 لا الہ الا هو (آل عمران: ۱۸) اور شہد بمعنی اقرار بھی آیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) والملائکۃ یشہدون فرشتے
 اقرار کرتے ہیں اسی طرح شہد بمعنی حکم بھی آیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) شہد شاہد من اہلہا (یوسف: ۲۶) اسی
 سے شہد بمعنی حلف (قسم اٹھانا) ہے جیسا کہ لعان میں ہے۔ شہد بمعنی وصی بھی آیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت)
 یا ایہا الذین امنوا شہادۃ بینکم۔ بعض علماء نے فرمایا: یہاں اس کا معنی وصیت کے لیے حاضر ہونا ہے کہا جاتا ہے:
 شہت وصیۃ فلان یعنی میں فلاں کی وصیت کے وقت حاضر تھا۔ طبری کا خیال ہے کہ شہادۃ بمعنی قسم ہے پس معنی ہوگا جو
 تمہارے درمیان جھگڑا ہے اس کی دو آدمی قسم اٹھائیں اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ یہ اس شہادت کے علاوہ جو مشہور دلہ (جس کے
 لیے گواہی دی گئی ہو) کے لیے دی جاتی ہے کہ وہ اللہ کے لیے حکم معلوم نہیں ہے جس میں گواہ پر قسم واجب ہے۔ اس قول کو قفال نے
 اختیار کیا ہے اور یحییٰ (قسم) کو شہادت کہا گیا ہے، کیونکہ اس کے ساتھ حکم ثابت ہوتا ہے جس طرح شہادت کے ساتھ حکم ثابت ہوتا
 ہے۔ ابن عطیہ نے یہ اختیار کیا ہے کہ یہاں شہادت اسی شہادت کے معنی میں جس کی حفاظت کی جاتی ہے اور ادا کی جاتی ہے۔ (احمر
 تہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۵۲) اور انہوں نے حضور اور یحییٰ کے معنی میں ہونے کو ضعیف قرار دیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بینکم۔ بعض علماء نے فرمایا: اس کا معنی ما بینکم۔ ما کو حذف کیا گیا ہے اور

شہادت کو طرف کی طرف مضاف کیا گیا ہے۔ اسم حقیقت میں استعمال ہوا ہے نحو یوں کے نزدیک اس کو وسعت کی بنا پر مفعول کہا جاتا ہے جیسا کہ شاعر نے کہا: ویوما شہدناک سلیمان و عامرا شاعر کی مراد شہدنا فیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) مکر الیل والنہار (۲۲:۱) یعنی مکر کم فیہما۔ شاعر نے کہا: تصافح من لاقیت لی ذا عداوۃ صفاحا وعنی بین عینیک منزوی مراد ما بین عینیک ہے پس ما کو حذف کیا گیا۔ اسی سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) هذا فراق بینی و بینک (انکاف: ۷۸) یعنی ما بینی و بینک۔

مسئلہ نمبر ۴: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اذا حضر اس کا معنی ہے جب موت قریب ہو ورنہ جب موت آ جاتی ہے تو میت گواہی نہیں دیتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرح ہے: (آیت) فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ (نمل: ۹۸) اسی طرح ارشاد ہے: (آیت) اذا طلقتم النساء فطلقوهن (طلاق: ۱) اس کی مثل بہت سی آیات ہیں۔ اذا میں عامل مصدر ہے جو شہادۃ ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) حین الوصیۃ اثنین حین ظرف زمان ہے اور اس میں عامل حاضر ہے اور اثنان اپنے اطلاق کے ساتھ دو شخصوں کا تقاضا کرتا ہے اور رطلین کا احتمال رکھتا ہے مگر اس کے بعد کہا: ذوا عدل تو واضح کر دیا کہ مراد دو آدمی ہیں کیونکہ یہ لفظ مذکر کا تقاضا کرتا ہے جیسا کہ ذوا تا مونث کا تقاضا کرتا ہے۔ اثنان کو رفع مبتدا کی خبر کی حیثیت سے ہے اور وہ شہادۃ ہے ابو علی نے کہا: شہادۃ کو رفع مبتدا کی حیثیت سے ہے اور خبر اثنان ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے شہادۃ بینکم فی وصایا کم شہادۃ اثنین مضاف کو حذف کیا گیا اور مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام رکھا گیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) وازوجہ امہتہم (الاحزاب: ۶) یعنی مثل امہاتہم اور اثنان کو رفع شہادہ کی وجہ سے دینا بھی جائز ہے تقدیر عبارت اس طرح ہوگی:۔ وفيما انزل علیکم اولیکن منکم ان یشہدا اثنان لیقم الشہادۃ اثنان۔

مسئلہ نمبر ۶۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) ذوا عدل منکم، ذوا عدل صفت ہے اثنین کی او منکم دوسری صفت ہے۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۲۵۲)۔ اور او اخران من غیر کم اس کا مطلب ہے یا تمہارے علاوہ دوسروں کی گواہی۔ من غیر کم، اخران کی صفت ہے۔ اس آیت میں یہ فصل مشکل ہے۔ اس میں تحقیق یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ اس میں علماء کے تین اقوال ہیں: (۱) منکم میں ضمیر مسلمانوں کے لیے ہے اور او اخران من غیر کم کفار کے لیے ہے اس بنا پر اہل کتاب کی گواہی مسلمانوں پر سفر میں جائز ہوگی جب وصیت ہو۔ یہ سیاق آیت کے زیادہ مناسب ہے۔

نیز احادیث سے یہ بھی ثابت ہے یہ ان تین صحابہ کا قول ہے جنہوں نے نزول قرآن کو دیکھا یعنی حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت عبداللہ قیس (سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیہ، باب الشہادۃ اعلیٰ الذمۃ وفی الوصیۃ فی السفر، حدیث نمبر ۳۱۲۸، فیما القرآن پہلی کیشنز) اور حضرت عبداللہ بن عباس۔ آیت کا معنی اول سے آخر تک اس قول کی بنا پر یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ موسیٰ (وصیت کرنے والا) پر شہادت میں اس کا حکم، جب آجائے موت یہ ہے کہ دو عادل آدمیوں کی شہادت ہو اگر وہ سفر میں ہو۔ الضرب فی الارض کا یہی معنی ہے اور اس کے ساتھ مومنین میں سے کوئی نہ ہو تو دو گواہ بنالے ان کفار میں سے جو موجود ہیں جب وہ آئیں اور عصر کی نماز کے بعد حلفا اس کی وصیت پر گواہی دیں کہ انہوں نے جھوٹ نہیں بولا اور نہ انہوں نے وصیت کو بدلایا ہے اور جو انہوں نے گواہی دی ہے صحیح

ہے انہوں نے اس میں گواہی کو چھپایا نہیں ہے اور ان کی شہادت کے مطابق فیصلہ کر دیا گیا پھر اس کے بعد پتہ چلا کہ انہوں نے جھوٹ بولا یا خیانت کی اور اس جیسی چیز کی جو گناہ ہے سفر میں موسیٰ کے اولیاء میں سے دو آدمی قسم اٹھائیں اس کی جو ان پہلے گواہوں پر بات ہو وہ ادا کریں۔ یہ حضرت ابوموسیٰ اشعری، سعید بن مسیب، یحییٰ بن یحمر، سعید بن جبیر، ابو مجلز، ابراہیم، شریح، عبیدہ سلمانی، ابی ہریرہ، مجاہد، قتادہ، سدی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہم کے مذہب پر آیت کا معنی ہے فقہاء میں سفیان ثوری نے یہ کہا ہے۔ ابوعبید القاسم بن سلام کا میلان بھی اسی طرف ہے، کیونکہ بہت سے لوگوں نے یہ کہا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے اس کو اختیار کیا ہے۔ فرمایا: اہل ذمہ کی مسلمانوں پر سفر میں گواہی جائز ہے جب کہ مسلمان نہ ہوں۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۷۲۳)۔ یہ ہم علماء کہتے ہیں کہ منکم سے مراد مومنین ہیں اور من غیر کم سے مراد کفار ہیں۔ بعض نے فرمایا: یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب مہدینہ میں مومن تھے اور مومنین اہل کتاب کی معیت میں بت پرستوں کی صحبت میں اور مختلف کفار کے ساتھ تجارتی سفر کرتے تھے یہ حضرت ابوموسیٰ اور شریح وغیرہما کے مذہب پر محکم آیت ہے۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۲۵۱)

(۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد: (آیت) او احران من غیرکم۔ منسوخ ہے یہ زید بن اسلم، نخعی، امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ وغیرہم فقہاء کا قول ہے مگر امام ابو حنیفہ ان کی مخالفت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: کفار کی ایک دوسرے پر گواہی جائز ہے اور مسلمان پر کفار کی گواہی جائز نہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: (آیت) ممن ترضون من الشهداء (نور: ۲۸۲) اور (آیت) واشہدوا ذوی عدل منکم (الملاق: ۲) سے حجت پکڑی ہے۔ ان علماء کا خیال ہے کہ آیت دین آخر میں نازل ہوئی اور اس میں ہے (آیت) ممن ترضون من الشهداء اس کی ناسخ ہے اور اس وقت اسلام صرف مدینہ میں تھا پس اہل کتاب کی شہادت جائز تھی آج زمین پر مسلمان پھیل چکے ہیں اور کفار کی شہادت ساقط ہو چکی ہے اور مسلمان کا اجماع ہے کہ فساق کی شہادت جائز نہیں اور کفار فساق ہیں پس ان کی شہادت جائز نہیں۔

میں کہتا ہوں: جو تم نے ذکر کیا ہے وہ صحیح ہے لیکن ہم بھی اس کے مطابق کہتے ہیں اور یہ اہل ذمہ کی شہادت مسلمانوں کے اوپر وصیت میں سفر کی حالت میں خاص ضرورت کے لیے جائز ہے جہاں مسلمان موجود نہ ہوں لیکن مسلمان موجود ہوں تو پھر جائز نہیں اور جو تم نے نسخ کا دعویٰ کیا ہے جو قرآن کے نزول کے وقت موجود تھے ان میں سے کسی سے یہ مروی نہیں ہے۔ پہلا قول صحابہ میں قیام کا ہے اور یہ اس کے علاوہ میں نہیں ہے اور صحابہ کی مخالفت کرنا اور دوسرے کی طرف جانا اس کو اہل علم اچھا نہیں سمجھتے اور اس کو یہ بات بھی تقویت دیتی ہے کہ سورۃ مائدہ نزول کے اعتبار سے قرآن کی آخری سورتوں میں سے ہے حتیٰ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حسن وغیرہما نے کہا: اس میں منسوخ نہیں ہے۔ اور جو ان علمائے نسخ کا دعویٰ کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ نسخ کے لیے ناسخ کا اثبات ہونا اس کا صحیح نہیں ہے، کیونکہ وہ ایک واقعہ میں ہے جو وصیت کے واقعہ کے علاوہ ہے اس میں حاجت اور ضرورت کا عنصر ہے اور ضروریات کے وقت حکم کا اختلاف ممتنع نہیں نیز کبھی کافر مسلمان کے نزدیک ثقہ (معمتد) ہوتا ہے اور ضرورت کے وقت اسے پسند کرتا ہے، پس انہوں نے کہا: اس میں ناسخ نہیں ہے۔

(۳) آیت میں نسخ نہیں ہے یہ زہری، حسن اور عکرمہ کا قول ہے اور منکم کا معنی ہے تمہارے قرابتداروں سے اور رشتہ داروں

سے کیونکہ وہ زیادہ حفظ اور ضبط والے ہوتے ہیں اور نسیان سے دور ہوتے ہیں اور (آیت) او اخر ان من غیر کم کا معنی ہے جو قرہی اور خاندان کے نہیں ہیں۔ نحاس نے کہا: یہ عربی میں گہری نظر رکھنے پر مبنی ہے آخر کا معنی عربی میں پہلے کی جنس سے ہوتا ہے تو کہتا ہے: مررت بکریم و کریم آخر پس آخر کا قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ پہلے کی جنس سے ہے۔ اہل عرب کے نزدیک مررت بکریم و ٹیمیں آخر اور مررت برجل و حمار آخر کہنا جائز نہیں اس بنیاد پر معنی (آیت) او اخر ان من غیر کم کا معنی ہوگا دو عادل آدمی اور کفار عادل نہیں ہوتے اس بنا پر اس کا قول صحیح ہوگا جس نے من غیر کم کا معنی، مسلمان میں سے تمہارے خاندان کے علاوہ، کیا ہے یہ لغت کی جہت سے عمدہ معنی ہے اس امام مالک اور ان کے ہمنوا علماء کے لیے حجت پکڑی گئی ہے، کیونکہ ان کے نزدیک من غیر کم کا معنی ہے جو تمہارے قبیلے سے نہ ہوں، اس بنا پر کہ اس قول کا آیت کے آغاز میں (آیت) یا ایہا الذین امنوا سے مقابلہ کیا گیا ہے پس مومنین کی جماعت خطاب کیا گیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۔ امام ابو حنیفہ نے اس آیت سے ذی کفار کی آپس میں شہادت کے جواز پر استدلال کیا ہے فرمایا: (آیت) او اخر ان من غیر کم کا معنی ہے جو تمہارے دین والوں کے علاوہ ہیں پس یہ ان کی ایک دوسرے پر شہادت کی جواز کی دلیل ہے، انہیں کہا جائے گا: تم اس آیت کے مقتضی کے مطابق نہیں کہتے: کیونکہ یہ آیت اہل ذمہ کی مسلمانوں پر شہادت کی قبولیت کے بعد میں نازل ہوئی ہے اور تم یہ نہیں کہتے ہو پس تمہارا اس کے ساتھ حجت پکڑنا درست نہیں۔ اگر کہا جائے کہ یہ آیت طریق الحلق کے اعتبار سے اہل ذمہ کی مسلمانوں پر شہادت کی قبولیت کے جواز پر دلالت کرتی ہے اور طریق تعبہ کے اعتبار سے اہل ذمہ کی آپس میں شہادت کی قبولیت پر دلالت کرتی ہے، یہ اس طرح کہ جب ان کی گواہی مسلمانوں پر قبول ہے تو ان کی آپس میں گواہی کی قبولیت بدرجہ اولیٰ ہوگی پھر مسلمان پر ان کی شہادت کے قبول نہ ہونے پر دلیل دلالت کرتی ہے پس ان کی آپس میں گواہی پر قبولیت ثابت و باقی ہوگی، یہ کچھ نہیں ہے، کیونکہ اہل ذمہ کی اہل ذمہ پر گواہی کی قبولیت، مسلمانوں پر ان کی گواہی کی قبولیت کی فرع ہے جب مسلمانوں پر ان کی شہادت باطل ہوئی جو اصل ہے تو اہل ذمہ پر بھی ان کی شہادت باطل ہوگی جو فرع ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) ان انتم ضربتم فی الارض۔ یعنی تم سفر پر ہو۔ اس کلام میں حذف ہے تقدیر عبارت یہ ہے (آیت) ان انتم ضربتم فی الارض فاصابتکم مصیبة الموت۔ یعنی اگر تم زمین میں سفر پر ہو اور تمہیں موت کی مصیبت پہنچے تو تم اپنے گمان میں دو عادل آدمیوں کو وصیت کرو اور تم اپنا مال ان کے حوالے کر دو پھر تم مرجاؤ اور وہ تمہارے ورثاء کی طرف ترکہ لے جائیں پھر انہیں دونوں کے معاملہ میں شک ہو اور وہ ان پر خیانت کا دعویٰ کریں تو حکم یہ ہے کہ تم انہیں نماز کے بعد روک لو، یعنی ان دونوں سے توثیق کر لو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے موت کو مصیبت کا نام دیا ہے۔ ہمارے علماء نے فرمایا: موت اگرچہ مصیبت عظمیٰ اور مصیبت کبریٰ ہے لیکن اس سے بڑی مصیبت موت سے غفلت ہے اور اس کے ذکر سے اعراض ہے اور اس میں فکر کا ترک ہے اور اس کے بے عمل کا ترک ہے اگرچہ عبرت کی نگاہ رکھنے والے کے لیے اس میں عبرت ہے اور فکر کرنے والے کے لیے مقام فکر ہے۔ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر جانور موت کو جانتے جتنا کہ تم جانتے ہو تو تم ان میں سے کوئی مومن جانور نہ

کہا ہے۔ روایت ہے کہ ایک اعرابی ایک اونٹ پر سفر کر رہا تھا تو اس کا اونٹ گرا اور مر گیا، وہ اعرابی اونٹ سے اتر اور اونٹ کے ارد گرد چکر لگانے لگا اور اس میں متفکر ہوا اور کہنے لگا: تجھے کیا ہوا ہے کہ تو کھڑا نہیں ہوتا ہے؟ تجھے کیا ہوا ہے کہ تو اٹھتا نہیں ہے؟ یہ نے اعضا تو مکمل ہیں اور اعضا سلامت ہیں، تجھے کیا ہوا ہے؟ کون تجھے اٹھائے ہوئے تھا اور کون تجھے کھڑا کیے ہوئے تھا اور کس نے تجھے گرا دیا اور کس نے تجھے حرکت سے روک دیا؟ پھر اس کے متعلق سوچتے ہوئے اور اس کے معاملہ میں تعجب کرتے ہوئے اسے چھوڑ گیا۔

مسئلہ نمبر ۹۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) **تَحْسِبُونَهُمَا الْوَعْلَىٰ** نے کہا: یہ آخر ان کی صفت ہے۔ موصوف اور صفت کے درمیان ان اہم معترضہ ہے۔ یہ آیت اس شخص کو قید کرنے کی دلیل ہے جس پر حق ہو۔ حقوق کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جن کا جلدی طلب کرنا ممکن ہوتا ہے اور کچھ وہ ہوتے ہیں جو صرف تاخیر سے پورے کرنا ممکن ہوتے ہیں اگر اسے چھوڑ دیا جائے جس پر حق ہے ورنہ غائب ہو جائے اور چھپ جائے تو حق باطل ہو جائے گا اور مال ضائع ہو جائے گا پس اس سے توثیق لینا ضروری ہے یا تو حق کے بدلے کوئی مال لیا جائے جسے رہن کہا جاتا ہے یا مطالبہ اور ذمہ میں قائم مقام کوئی شخص لیا جاتا ہے اور وہ کفیل ہے یہ پہلے سے کم مرتبہ ہے، کیونکہ جائز ہوتا ہے کہ وہ بھی غائب ہو جائے اور اس کا وجود معذور ہو جس طرح پہلے شخص کا وجود معذور تھا لیکن یہ اکثر کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔ اگر یہ تمام مشکل ہوں اور کوئی صورت باقی نہ رہے گی تو اسے قید کرنے کا ساتھ توثیق ہے حتیٰ کہ اس سے حق کی ادائیگی کر لی جائے یا اس کا تنگ دست ہونا واضح ہو جائے۔

مسئلہ نمبر ۱۰۔ اگر حق بدنی ہو تو بدل قبول نہیں کیا جائے گا جسے حدود اور قصاص میں اس کا جلدی پورا کرنا ممکن نہیں ہوتا اس میں قید کرنے کے ساتھ ہی وثوق ممکن ہوتا ہے اس حکمت کے پیش نظر ہی قید خانہ کا نظام شروع کیا گیا ہے۔ ابو داؤد، ترمذی وغیرہ نے ہمارے ہمز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ایک شخص کو تہمت کے سبب قید کیا تھا۔ ابو داؤد نے عمرو بن شریک عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرمایا: ”مال دار کا حق کی ادائیگی میں مال منول کرنا اس کی عزت اور اس کی سزا کو حلال کر دیتا ہے۔“ (صحیح بخاری، کتاب الاستقراض، جلد ۸، صفحہ ۲۲۲، ایضاً سنن ابی داؤد، کتاب الاقصیہ حدیث نمبر ۲۱۱۱، ضیاء القرآن، پہلی کیشنز)۔ ابن المبارک نے کہا: اس کی عزت کو حلال کرتا ہے اس پر سختی کی جاتی ہے۔ اور عقوبت سے مراد یہ ہے کہ اسے قید کیا جاتا ہے۔ خطابی نے کہا: جس (قید کرنا) کی دو قسمیں ہیں: جس عقوبت اور جس استظہار پس عقوبت صرف واجب میں ہوتی ہے اور جو تہمت میں ہوتی ہے وہ اس لیے ہوتی ہے جو کچھ پیچھے ہے وہ ظاہر ہو جائے۔ روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو تہمت میں دن کا کچھ وقت قید کیا پھر اسے چھوڑ دیا۔

معر نے ایوب سے انہوں نے ابن سیرین سے روایت کیا ہے فرمایا شریع کسی کے حق کے لیے کسی کے خلاف فیصلہ کرتے تھے تو اس مجلس سے اٹھنے تک مسجد میں اسے قید کر دیتے تھے، اگر وہ حق ادا کر دیتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا ورنہ اسے قید خانہ میں لے جانے کا حکم دیا جاتا۔

مسئلہ نمبر ۱۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) **مَنْ بَعْدَ الصَّلَاةِ** اس سے مراد نماز عصر ہے۔ یہ اکثر علماء کا قول ہے، کیونکہ اہل

ادیان اس وقت کی تعظیم کرتے ہیں اور اس وقت میں جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسم اٹھانے سے اجتناب کرتے ہیں۔ حسن نے کہا: اس سے مراد صلوٰۃ ظہر ہے۔ بعض نے فرمایا: کوئی بھی نماز ہو۔ بعض نے فرمایا: ان کی نماز کے بعد، کیونکہ وہ دونوں کافر تھے۔ یہ طبری کا قول ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: نماز کی شرط لگانے کا فائدہ وقت کی تعظیم کرنا ہے اور اسے ڈرانا ہے، کیونکہ اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ صحیح میں ہے جس نے عصر کے بعد جھوٹی قسم اٹھائی وہ اللہ سے ملاقات کرے گا جبکہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۱۲۔ یہ آیت قسموں میں سختی کرنے میں اصل ہے اور سختی چار چیزوں کے ساتھ ہوتی ہے: (۱) زمانہ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے (۲) مکان جیسے مسجد اور منبر۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں نبی مکرم ﷺ کے منبر کے پاس کسی سے قسم طلب کرنا واجب نہیں اور نہ رکن اور مقام کے درمیان، نہ تھوڑی اشیاء میں نہ زیادہ اشیاء میں اسی قول کی طرف بخاری کا رجحان ہے، کیونکہ باب باندھا ہے ”مدعی علیہ قسم اٹھائے جہاں اس پر قسم واجب ہو اسے کسی دوسری جگہ کی طرف پھیر نہیں جائے گا“۔ امام مالک اور امام شافعی نے کہا: قسامت کی قسموں میں سے مکہ کی طرف لے جایا جائے گا جو اس کے متعلقہ لوگوں سے ہوگا اور رکن اور مقام کے درمیان قسم لی جائے گی اور جو مدینہ طیبہ سے متعلقہ لوگوں سے ہوگا اسے مدینہ طیبہ لے جایا جائے گا اور منبر کے پاس قسم لی جائے گی۔ (۳) حالت، مطرف، ابن المہاشون اور بعض اصحاب شافعی نے روایت کیا ہے وہ قبلہ کی طرف نہ کر کے قسم اٹھائے گا، کیونکہ یہ روکنے میں زیادہ بلوغ ہے۔ ابن کثیر نے کہا: وہ بیٹھ کر قسم اٹھائے گا۔ ابن عربی نے کہا: میرے نزدیک وہ اسی حالت میں قسم اٹھائے جس حالت میں اس پر حکم لگایا گیا ہے اگر وہ کھڑا ہو تو کھڑا ہو کر اٹھائے بیٹھا ہو تو بیٹھ کر اٹھائے، کیونکہ کھڑے ہونے یا بیٹھنے کے متعلق کوئی اثر اور نظر ثابت نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں: بعض علماء نے علقمہ بن ذاکل عن ابیہ کی حدیث میں فبأنطلق لیحلف سے کھڑے ہو کر قسم اٹھانے کا مسئلہ معطل کیا ہے۔ واللہ اعلم یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے (۴) لفظ کے ساتھ تغلیظ۔ علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ اللہ کی قسم سے زائد کچھ نہ کہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) فلیقسمن باللہ اور ارشاد ہے: (آیت) قل ای وربی (یونس: ۵۳) اور فرمایا: (آیت) وتأنلہ لاکیدن اصنامکم (الانبیاء: ۵۷) اور نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے: من کان حالفا فلیحلف باللہ اولی صمت (صحیح بخاری، کتاب الشهادات، جلد ۲، صفحہ ۳۶۸) جو قسم اٹھائے وہ اللہ کی قسم اٹھائے یا خاموش رہے اور آدمی کا قول: والله لا زید علیہن (اللہ کی قسم میں ان پر زیادتی نہیں کروں گا) اور امام مالک نے کہا: وہ اس طرح قسم اٹھائے باللہ الذی لا اله الا هو میرے پاس فلاں کا حق نہیں ہے اور جو اس نے مجھ پر دعویٰ کیا ہے وہ باطل ہے اور امام مالک کی حجت ابوداؤد کی روایت ہے جو اس سند سے مروی ہے حدیث اسد دقال حدیث ابوالاحوص قال حدیث عطاء بن السائب عن ابی یحییٰ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: یعنی قسم اٹھانے والے شخص کو فرمایا ”تو اس طرح قسم اٹھا باللہ الذی لا اله الا هو تیرے پاس اس کے لیے کوئی چیز نہیں۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۷۲۶)“ یعنی مدعی کے لیے۔

ابوداؤد نے کہا: ابویحییٰ کا نام زیاد ہے جو کوئی ہے ثقہ اور ثبت ہے۔ کوفیوں نے کہا: صرف باندہ کے ساتھ قسم اٹھائے۔، اگر قاضی اسے مہتمم کرے تو اس پر قسم کو مغلطہ کر دے وہ اس طرح قسم اٹھائے۔ باللہ الذی لا اله الا هو عالم الغیب

وہی وہ نہ تیر حسن، الرحمن الذی یعلم من السر ما یعلم من العلانیۃ الذی یعلم حائذۃ الاعین وام
نور ابوہدایہ صاحب شافعی نے قرآن کے ساتھ قسم کو مغلط کیا ہے۔ ابن عربی نے کہا: قرآن کے ساتھ تعلیل بدعت ہے صحابہ
میں سے کسی نے یہ نہیں کہا ہے۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۱۰، صفحہ ۱۰۰) (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۷۰۰)۔ امام شافعی نے
فرمایا: انہوں نے صنعاء کے قاضی ابن مازن کو دیکھا وہ قرآن کے ساتھ قسم اٹھواتا تھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی اس کا حکم دیتا تھا اور یہ
انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جب کہ وہ صحیح نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں: الحمد للہ کتاب میں ہے اکثر قرآن اور جو کچھ اس میں ہے اس کی قسم اٹھائے تو امام شافعی نے مطرف سے
روایت کی ہے کہ حضرت ابن زبیر قرآن پر قسم لیتے تھے فرمایا: میں نے مطرف کو صنعاء میں دیکھا وہ قرآن پر قسم لیتے تھے۔ امام
شافعی نے فرمایا: یہ عمدہ ہے۔ ابن المنذر نے کہا: علماء کا اجماع ہے کہ حاکم کے لیے طلاق، عراق اور مصحف کی قسم لینا مناسب نہیں۔
میں کہتا ہوں: ایمان میں گزر چکا ہے۔ حضرت قتادہ قرآن کی قسم لیتے تھے احمد اور اسحاق نے کہا یہ مکروہ نہیں ہے ان دونوں سے یہ
ابن المنذر نے حکایت کیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۳۔ امام مالک اور امام شافعی کا اختلاف ہے کہ کتنے حق کے ضیاع پر قسم لی جائے گی؟ امام مالک نے فرمایا: کم از کم
تین دراہم ہوں، انہوں نے قطعید پر قیاس کیا ہے۔ ہر وہ مال جس میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور جس کے لیے عضو کی حرمت ساقط ہو جاتی
ہے وہ عظیم ہے۔ امام شافعی نے فرمایا: قسم اس مال کے لیے اٹھائی جائے جو کم از کم بیس دینار ہو انہوں نے زکوٰۃ پر قیاس کیا ہے۔ اسی
طرح ہر مسجد کے منبر کے پاس قسم اٹھوانے کا یہی حکم ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۴۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) فیمقسن باللہ فیمقسن میں قاعطفہ ہے جملہ کا جملہ پر عطف ہے یا
جزا کا جواب ہے، کیونکہ تحبسوہما کا معنی ہے احبسوہما یعنی انہیں قسم کے لیے روک لو پس یہ جواب امر ہے جس پر کلام
دلیل ہے گویا فرمایا: اذا احبسوہما اقسما جب تم انہیں روکو تو وہ قسمیں اٹھائیں۔ ذوالرمہ نے کہا: وانسان عیبی
یحسر الماء مرة فیہدوا وتارات یحمر و فیغرق اس کی تقدیر ہے اذا حسر ہد۔

مسئلہ نمبر ۱۵۔ علماء کا اختلاف ہے کہ فیمقسن سے کیا مراد ہے۔ بعض نے فرمایا: اس سے مراد وصی ہے جب ان کے قول
پر شک کیا گیا ہو۔ بعض نے فرمایا: گواہ ہیں جب وہ عادل نہ ہوں اور حاکم ان کے قول پر شک کرے تو ان سے قسمیں اٹھوائے۔
ابن عربی نے اس قول کو باطل قرار دیتے ہوئے کہا جو میں نے سنا ہے۔ یہ بدعت ہے۔ ابن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ وہ دو گواہوں
کے ساتھ طالب سے بھی قسم لے لے کہ جس کے متعلق ان دونوں نے گواہی دی وہ حق ہے اور اس کے لیے حق کا فیصلہ کیا جائے گا۔
میرے نزدیک اس کی تاویل یہ ہے کہ جب حاکم کو قبضہ پر شک ہو تو وہ قسم اٹھائے کہ ابھی حق باقی ہے ورنہ کسی دوسری صورت میں
اس کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا یہ مدعی کے بارے میں ہے، پس گواہ کو کیسے روکا جائے گا یا اس سے حلف لیا جائے گا؟ یہ ایسی
چیز ہے جو قابل التفات نہیں۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۷۲۵)

میں کہتا ہوں: طبری کے قول سے گزر چکا ہے کہ اللہ کا حکم معلوم نہ ہو تو اس صورت میں گواہ پر قسم واجب ہوگی۔ بعض نے کہا:

متصل ہوتی ہے اور وہ لا،، جو نفی کا معنی دیتے ہیں اور ان اور لام ایجاب کا معنی دیتے ہیں۔ یہ میں ضمیر اسم جملات کی طرف لوٹ رہی ہے یہ قریب ترین ذکر ہے معنی یہ ہے کہ ہم اس کے عوض کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملنے والے حصہ کو نہیں بیچتے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ شہادت کی طرف راجع ہو اور قول کے معنی پر وہ ذکر کی گئی ہو جیسے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيَسَّ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ**۔ (صحیح بخاری، کتاب عقالم و انقصاص، جلد ۱، صفحہ ۳۳۱) مظالم کی بدعا سے بچو، کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب نہیں ہے۔ ضمیر کا مرجع دعوت ہے جس کا معنی دعا ہے یہ سورۃ النساء میں گزر چکا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۰۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **ثُمَّ نَأْكُلُونَهُ** نے کہا: رضی اللہ عنہ اس کا معنی ہے ذائقہ ایسا مال جو قیمت والا ہے پس مضاف کو حذف کیا گیا ہے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام رکھا گیا ہے اور ہمارے نزدیک اور بہت سے علماء کے نزدیک ثمن کبھی مراد ہوتی ہے اور کبھی سامان مراد ہوتا ہے۔ ثمن ہمارے نزدیک خریدی گئی چیز ہے جس طرح ثمن والی چیز خریدی جاتی ہے، پس ثمن اور ثمن چیز دونوں بھیج ہوتی ہیں بیع سامان، نقدی پر یا دونوں عرض (سامان) پر یا دونوں نقدی پر گھومتی رہتی ہے اس اصل پر مسئلہ پیدا ہوتا ہے جب مشتری مفلس قرار دیا جائے اور بائع اپنا سامان پائے تو کیا وہ اس کا زیادہ مستحق ہوگا؟ امام ابو حنیفہ نے فرمایا: وہ اس کا زیادہ مستحق نہیں اور انہوں نے اس اصل پر بنیاد رکھی ہے۔ اور ان کے شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد فرماتے ہیں: دوسرے قرض خواہوں کے ساتھ برابر کا شریک ہوگا۔ امام مالک نے فرمایا: افلاس کی صورت میں وہ زیادہ حق دار ہے موت کی صورت میں نہیں۔ امام شافعی نے فرمایا: افلاس اور موت دونوں صورتوں میں اس کا مالک زیادہ مستحق ہے۔

امام ابو حنیفہ نے اس دلیل سے حجت پکڑی ہے جو ہم نے ذکر کی ہے اور اس اصل کلی سے کہ مفلس اور میت کے ذمہ میں اور جوان کے ہاتھوں میں ہے وہ قرض کو پورا کرنے کا محل ہے پس تمام قرض خواہ اپنے اپنے مال کی مقدار کے مطابق اس میں برابر کے شریک ہوں گے اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ سامان بعینہ موجود ہو یا نہ وہ، کیونکہ وہ بائع کی ملکیت سے مال نکل گیا ہے اور اس کی قیمت واجب ہوگئی ہے۔ اس پر اجماع ہے، پس ان کے لیے اس مال کی قیمت ہوگی یا جو اس میں سے موجود ہوگا۔ امام مالک اور امام شافعی نے اس قاعدہ کو ان اخبار کے ساتھ خاص کیا ہے جو اس باب میں مروی ہیں جنہیں ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب ابواب الاجارہ، باب فی الرجل یفلس للیحد الرجل الخ، حدیث نمبر ۳۰۵۶-۳۰۵۵، فیہ القرآن جہی کیشنز)

مسئلہ نمبر ۲۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **(آیت) وَلَا تَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ** یعنی جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں شہادت میں سے علم عطا فرمایا ہے۔ اس میں سے سات قراءتیں ہیں، جوان کو جاننے کا ارادہ کرے تو وہ ”التحصیل“ وغیرہ کتب میں پالے گا۔

مسئلہ نمبر ۲۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **(آیت) فَإِنْ عَثَرَ عَلَىٰ أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا إِثْمًا** حضرت عمر نے فرمایا: اس سورت میں جو احکام ہیں ان میں مشکل ترین آیت ہے۔ زجاج نے کہا: اور قرآن میں ترکیب کے اعتبار سے مشکل ترین یہ ارشاد ہے: **(آیت) مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّا عَلَيْهِمُ الْأَوَّلِينَ**۔ عثر علی کذا۔ یعنی وہ اس پر مطلع ہوا، کہا جاتا ہے: عثرت منہ علی خیانت یعنی میں مطلع ہوا۔ عثرت غیری علیہ، اسی سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **(آیت) وَكَذَلِكَ عَثَرْنَا عَلَيْهِمُ** (الکہف: ۲۷)

کیونکہ وہ انہیں طلب کرتے تھے ان پر ان کی جگہ مخفی ہوگئی تھی اور العثر کا اصل معنی کسی شے پر گرنا اور واقع ہونا ہے اسی سے

عربوں کا قول ہے: عثر الرجل يثر عثورا جب اس کی انگلی کسی چیز کے ساتھ لگے اور اس کے ساتھ لکرا جائے۔ عثرت اصبیح فلان ہکذا جب اس کی انگلی کسی چیز کو لگے اور اس پر واقع ہو۔ عثر الفرس عثارا۔ ائشی نے کہا: بذات لوٹ عثرنا اذا عثرت فالتعس احنى لها من ان اقول لعا العشير اژن والاغباء، کیونکہ وہ چہرے پر کرتا ہے۔ العشير غفل اثر، کیونکہ وہ پوشیدگی سے اس پر واقع ہوتا ہے۔ انہما میں ضمیر ان وصیوں کی طرف لوٹ رہی ہے جو اثنان کے ارشاد میں ذکر کیے گئے ہیں یہ سعید بن جبیر سے مروی ہے بعض علماء نے فرمایا: ضمیر کا مرجع گواہ ہیں۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے استحقا یعنی استوجب استحق ہوا، اثما۔ خیانت کر کے انہوں نے وہ لیا جو ان کے لیے نہیں تھا۔ جھوٹی قسم کے ساتھ باطل گواہی کے ساتھ۔ ابوعلی نے کہا: اثم اس چیز کا نام ہوتا ہے جو بغیر حق کے ظلمالی جاتی ہے، کیونکہ اس کے بدلے میں اس کا لینا اثم ہے اس کو اثم کہا جاتا ہے جیسا کہ اس چیز کو اثم کہا جاتا ہے جو بغیر حق کے ظلمالی جاتی ہے سیبویہ نے کہا: مظلمہ وہ ہے جو تجھ سے لی جاتی ہے، اسی طرح جو چیز لی جاتی ہے اسے مصدر کا نام دیا جاتا ہے اور وہ الجام ہے۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۲۵۴، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

مسئلہ نمبر ۲۳۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) فاخران یقومان مقامہما یعنی قسموں یا گواہی میں دو ان کی جگہ کھڑے ہوں اور فرمایا: فاخران اس کے مطابق کہ ورتاء دو تھے اور فاخران کو رفع مضر فعل کے ساتھ دیا گیا ہے اور یقومان صفت ہے اور مقامہما مصدر ہے اس کی تقدیر یوں ہے مقام مثل مقامہما پھر صفت کو موصوف کی جگہ رکھا گیا ہے اور مضاف الیہ کی جگہ رکھا گیا۔

مسئلہ نمبر ۲۴۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) من الذین استحقوا علیہم الاولین، ابن السری نے کہا: اس کا معنی ہے جن کو وصیت کرنے کا حق دیا گیا تھا۔ نحاس نے کہا: یہ سب سے بہتر ہے، کیونکہ ایک حرف کو دوسرے حرف کا بدل نہیں بنایا جاتا۔ ابن عربی نے اس کو اختیار کیا ہے تفسیر بھی اسی کے مطابق ہے، کیونکہ ال تفسیر کے نزدیک اس کا معنی ہے: من الذین استحققت علیہم الوصیۃ جب پر وصیت کرنے کا حق رکھا گیا تھا اور الاولین، فاخران سے بدل ہے۔ یہ ابن السری کا قول ہے۔ نحاس نے اس کو اختیار کیا ہے یہ کمرہ سے معرفہ بدل بن رہا ہے اور کمرہ سے معرفہ کو بدل بنانا جائز ہے۔

بعض علماء نے فرمایا: جب کمرہ پہلے ذکر کیا گیا ہو پھر اس کا ذکر دوبارہ کیا جائے تو وہ معرفہ بن جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) کمشکوۃ فیہا مصباح (النور: ۲۵) پھر فرمایا: (آیت) المصباح فی زجاجة (النور: ۳۵) پھر فرمایا: الزجاجة۔ بعض علماء نے فرمایا: الاولین اس ضمیر سے بدل ہے جو یقومون میں ہے گویا فرمایا: فیقوم الاولین یا مبتداء محذوف کی خبر ہے تقدیر عبارت اس طرح ہوگی فاخران یقومان مقامہما الاولین۔ ابن عیسیٰ نے کہا: الاولیان۔ مضاف کے حذف پر استحق کا مفعول ہے یعنی استحق فیہم وبسببہم اثم الاولین، پس فعلیہم بمعنی فیہم ہے جیسے علی ملک سلیمان۔ یعنی فی ملک سلیمان۔ شاعر نے کہا: متی ماتنکروها تعرفوها علی اقطارها علق نفیث اس شعر میں بھی علی بمعنی فی استعمال ہوا ہے یعنی فی اقطارها۔

یحییٰ بن دثاب، اعمش اور ہمزہ نے الاولین پڑھا ہے۔ اول کی جمع اس بنا پر کہ یہ الذین سے بدل ہے یا عیہم کی ضمیر سے بدل

ہے حفص نے استحقاق اور حاکم کے فتح کے ساتھ پڑھا ہے۔ حضرت ابن کعب سے مروی ہے اور اس کا قائل ملاویلی ہے اور منقول
محذوف ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے: من الذین استحق علیہم الاولین بالیمیت وصیتہ التی اوصی بہا۔
بعض علماء نے فرمایا: اس کی تقدیر یہ ہے استحقاق علیہم الاولین رد الایمان یعنی ان پر قرہی دو شیخ قسموں کو لوٹانے کے
تقدار ہیں۔ حسن سے اولان مروی ہے۔ ابن سیرین سے الاولین مروی ہے۔ نحاس نے کہا: دونوں قراءتیں غلط ہیں ثنی میں
میشان نہیں کہا جاتا مگر حسن سے الاولان مروی ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۵۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) فیقسمین باللہ یعنی وہ دو قسمیں اٹھائیں جو گواہوں کے قائم مقام ہوں۔
یہ کہیں کہ جو ہمارے ساتھی نے وصیت میں کہا وہ حق ہے اور وہ مال جس کی اس نے تمہیں وصیت کی وہ اس سے زیادہ جو تم نے ہمیں
دیا ہے اور یہ برتن ہمارے اس ساتھی کے سامان سے ہے۔ جس کو وہ لے کر گیا تھا اور اس نے اس کو اپنی وصیت میں لکھا ہے اور تم
دونوں نے خیانت کی ہے، پھر یہ ارشاد فرمایا: (آیت) لشہادتنا احق من شہادتہما یعنی ہماری قسمیں تمہاری قسموں سے
زیادہ ٹھیک ہے۔ پس صحیح ہے کہ شہادت کبھی یمین (قسم) کے معنی میں ہوتی ہے اسی سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) فشہادۃ
احدہم اربع شہادات (النور: ۶)

معر نے ایوب سے انہوں نے ابن سیرین سے انہوں نے عبیدہ سے روایت کیا ہے فرمایا: میت کے اولیا میں سے دو آدمی
کھڑے ہوئے اور انہوں نے قسمیں اٹھائیں۔ لشہادتنا احق یہ مبتدا خبر ہے اور دوما اعتدینا یعنی ہم نے اپنی قسموں میں حق
سے تجاوز نہیں کیا (آیت) انا اذلمن الظالمین یعنی پھر تو ہم نے باطل پر قسمیں اٹھائیں اور ہم نے وہ لیا جو ہمارا نہیں تھا۔
مسئلہ نمبر ۲۶۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) ذالک ادنیٰ یہ مبتدا خبر ہے ان محل نصب میں ہے۔ یا تو، ان کی وجہ سے
منسوب ہے۔ او یخافوا اس پر معطوف ہے۔ ان ترد، یخافوا کی وجہ سے محل نصب میں ہے۔ (آیت) ایمان بعد ایمانہم بعض
علماء نے فرمایا یا تو اور یخافوا کی ضمائر موصی الیہما (جن کو وصیت کی گئی) کی طرف راجع ہیں، یہ آیت کے سیاق کے زیادہ
مناسب ہے۔ بعض نے فرمایا: اس سے مراد ہیں یعنی یہ لائق ہے کہ لوگ خیانت سے بچیں اور وہ رسوائی کے خوف سے سچی سچی گواہی
دیں کہیں ایسا نہ کہ مدعی پر قسم لوٹائی جائے۔ واللہ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۲۷۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) واتقوا اللہ واسمعوا یہ امر کے صیغے ہیں اسی وجہ سے نون حذف کی گئی
ہے یعنی جو تمہیں کہا جاتا ہے اسے قبول کرتے ہوئے سنو اور اللہ کے امر کی اس پر اتباع کرتے ہوئے سنو۔ (آیت) واللہ
لا یہدی القوم الفاسقین فسق یمسق ویفسق بولا جاتا ہے جب کوئی اطاعت سے معصیت کی طرف نکل جائے۔

(تفسیر قرطبی، سورہ، نائدہ، لاہور)

بَابُ إِذَا عَلِمَ الْحَاكِمُ صِدْقَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَحْكُمَ بِهِ

باب: جب قاضی کو ایک ہی گواہ کے سچے ہونے کا یقین ہو تو اس کے لیے یہ بات جائز ہے کہ وہ (اس ایک

گواہ کی گواہی کی بنیاد پر) فیصلہ دیدے

3607 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ فَارِسٍ أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ تَافِعٍ حَدَّثَهُمْ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ أَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتِاعَ فَرَسًا مِنْ أَعْرَابِيٍّ فَاسْتَتَبَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَقْضِيَهُ ثَمَنَ فَرَسِهِ فَأَسْرَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَشْيَ وَأَبْطَأَ الْأَعْرَابِيُّ فَطَفِقَ رِجَالُ يَغْتَرِضُونَ الْأَعْرَابِيَّ فَبُيْسَ وَمُؤَنَهُ بِالْفَرَسِ وَلَا يَشْعُرُونَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتِاعَهُ فَنَادَى الْأَعْرَابِيُّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ كُنْتُ مُبْتَاعًا هَذَا الْفَرَسِ وَالْأَبْعَثُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ سَمِعَ نِدَاءَ الْأَعْرَابِيِّ فَقَالَ: أَوْلَيْتَ قَدْ ابْتِيعْتَهُ مِنْكَ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: لَا وَاللَّهِ مَا بِيعْتُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلَى قَدْ ابْتِيعْتَهُ مِنْكَ فَطَفِقَ الْأَعْرَابِيُّ يَقُولُ هَلُمَّ شَهِيدًا فَقَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خُزَيْمَةَ فَقَالَ: بِمَ تَشْهَدُ فَقَالَ: بِتَصْدِيقِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ

نوف بن عمارہ بن خزیمہ اپنے چچا کے حوالے سے، جو نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں، یہ بات نقل کرتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے ایک دیہاتی سے گھوڑا خریدا، نبی اکرم ﷺ نے اس سے کہا: میرے ساتھ چلو تا کہ میں تمہیں گھوڑے کی قیمت ادا کر دوں، تو نبی اکرم ﷺ تیزی سے چل پڑے، جبکہ دیہاتی آہستہ آہستہ آ رہا تھا، پھر کچھ لوگ دیہاتی کے سامنے آئے، اور اس کے ساتھ گھوڑے کا سودا کرنے کی کوشش کرنے لگے، انہیں یہ پتہ نہیں تھا کہ نبی اکرم ﷺ اسے خرید چکے ہیں، اس دیہاتی نے بلند آواز میں نبی اکرم ﷺ کو پکارا، اُتر تو آپ ﷺ نے یہ گھوڑا لیا ہے، تو ٹھیک ہے، ورنہ میں اسے فروخت کر دیتا ہوں، نبی اکرم ﷺ نے جب اس دیہاتی کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے اسے تم سے خرید نہیں لیا؟ اس دیہاتی نے کہا: جی نہیں! اللہ کی قسم! میں نے اسے آپ کو فروخت نہیں کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! میں اسے تم سے خرید چکا ہوں، تو وہ دیہاتی یہ کہنے لگا کوئی گواہ لے کر آئیں، تو حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم نے نبی اکرم ﷺ کو یہ گھوڑا فروخت کر دیا ہے، نبی اکرم ﷺ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ نے دریافت کیا: تم کس بنیاد پر گواہی دے رہے ہو؟ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کی تصدیق کی وجہ سے (یعنی ہم آپ کو پ

سمتے ہیں) تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو، دوا دیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔

گواہی پر گواہی دینے کا بیان

دوسری قسم وہ ہے جس کا حکم اس کی ذات کے ساتھ یعنی خود ثابت نہیں ہوتا ہے اس کی مثال جیسے کسی کی گواہی پر گواہی دے دینا ہے۔ پس جب کسی گواہ نے کسی اور کو گواہی دیتے ہوئے سن لیا ہو تو اس کے لئے اسے گواہ بنائے بغیر کسی کی گواہی پر گواہی دینا جائز نہیں ہے۔ یوں ہی جب کوئی کسی کو کسی کی گواہی پر گواہی دیتے ہوئے سن لے تو سننے والے کے لئے اس پر گواہی دینے کی گنجائش اور وسعت نہیں ہوگی۔ کوئی گواہ جب اپنا لکھا ہوا دیکھ لے تو اس کے لئے گواہی کو خوب یا کرنے کے بغیر گواہی دینا جائز نہیں ہوگا۔

اندھے آدمی کی غلام کی اور زنا کی تہمت میں آ کر کے سزا پانے والے کی گواہی جبکہ اس نے 'تو بہ بھی کر لی ہو قبول نہیں کی جائے گی۔ بیٹے اور پوتے کے لئے والد کی گواہی کے لئے والدین اور دادوں کے لئے بیٹے کی گواہی بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ زوجین میں سے ایک کی دوسرے کے خلاف ایک آقا کی اپنے غلام اور مکاتب کے خلاف اور ایک شریک کی گواہی کسی دوسرے شریک کے خلاف اس چیز میں جس میں دونوں کی شراکت ہو قبول نہیں کی جائے گی۔

(قدوری)

شہادت میں اصل علم و یقین ہے قاعدہ فقہیہ

الاصل في الشهادة علم و يقين (الفروقی ص ۱۲)

شہادت میں اصل علم و یقین ہے۔ اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ کسی بات کی گواہی اسی وقت دی جاسکتی ہے جبکہ وہ کسی ایسے طریقے سے معلوم ہو جس سے علم کامل حاصل ہو سکے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حدیث ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کسی شخص کی شہادت دینے کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: اے ابن عباس: صرف اس چیز پر گواہی دو جو تمہارے لئے سورج کی روشنی کی طرح روشن ہو اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے سورج کی طرف اشارہ فرمایا۔ یہ حدیث صحیح اسناد ہے اور شیخین نے اس کو روایت نہیں کیا۔ (المسند رک ج ۴ ص ۹۹ مطبوعہ بیروت)

شہادت کی تعریف

کسی حق کو ثابت کرنے کیلئے (میں گواہی دیتا ہوں) کے الفاظ کے ساتھ فیصلے کی مجلس میں سچی خبر دینا شہادت کہلاتا ہے۔

(فتح القدیر ج ۲ کتاب الشہادات مطبوعہ نوریہ رضویہ مکر)

شہادت کی اقسام:

شہادت کی تین اقسام ہیں۔ ۱۔ معنی شہادت ۲۔ سمعی شہادت ۳۔ شہادت علی شہادت

۱۔ عینی شہادت۔

وہ شہادت جس میں گواہ آنکھوں سے دیکھے ہوئے کسی واقعہ کو بیان کرے۔ یہی فیصلہ کن شہادت ہوتی ہے۔

۲۔ سمعی شہادت۔

وہ شہادت جس کو گواہ کسی سے سن کر شہادت دے۔ جن امور کا تعلق سننے والی اشیاء سے ہو ان میں سمعی شہادت اتنی ہی معتبر ہوتی ہے جتنی عینی شہادت معتبر ہوتی ہے۔

۳۔ شہادت علی شہادت۔

وہ شہادت جس میں اصل گواہ اپنی شہادت پر کسی اور شخص کو گواہ بنائے۔ تب یہ گواہ اصل کی شہادت دے سکتا ہے۔

(ہدایہ اخیرین ص ۶۰-۱۵۸، مطبوعہ المکتبائے دہلی)

حصول شہادت کے ذرائع:

۱۔ عقل ۲۔ حواس خمسہ ۳۔ نقل متواتر ۴۔ نظر و استدلال،

فقہاء مالکیہ نے ان چاروں ذرائع کی شہادت کو قبول کیا ہے۔ اور نظر و استدلال کی وضاحت اس روایت سے کرتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ شہادت ہے جبکہ ایک شخص نے قئے کی اور اس میں شراب لگی تو اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم گواہی دے سکتے ہو کہ اس نے شراب پی ہے؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اس نے شراب کی قئے کی ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس پر گہرائی کا کیا مطلب ہے ایسی بات نہیں ہے تمہارے پروردگار کی قسم: اس نے شراب پی کر قئے کی ہے۔ (الفروق ص ۱۳ مطبوعہ تونس مصر)

غلام و باندگی کی شہادت میں مذاہب اربعہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غلام اگر عادل ہے تو اس کی گواہی جائز ہے، شریح اور زرارہ بن اوفی نے بھی اسے جائز قرار دیا ہے۔ ابن سیرین نے کہا کہ اس کی گواہی جائز ہے، سوا اس صورت کے جب غلام اپنے مالک کے حق میں گواہی دے (کیوں کہ اس میں مالک کی طرف داری کا احتمال ہے) حسن اور ابراہیم نے معمولی چیزوں میں غلام کی گواہی کی اجازت دی ہے۔ قاضی شریح نے کہا کہ تم میں سے ہر شخص غلاموں اور باندیوں کی اولاد ہے۔

مطلب یہ ہے کہ تم سب لونڈی غلام ہو، اس لیے کسی کو کسی پر فخر کرنا جائز نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل نے اسی کے موافق حکم دیا ہے کہ لونڈی غلام کی جب وہ عادل اور ثقہ ہوں، گواہی مقبول ہے۔ مگر ائمہ ثلاثہ نے اس کو جائز نہیں رکھا۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ لونڈی غلاموں کی شہادت جب وہ عادل ثقہ ہوں ثابت فرما رہے ہیں۔

نا بینا کی گواہی کے قبول میں مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ نا بینا کی گواہی مقبول نہیں ہے امام زفر فرماتے ہیں کہ جن چیزوں میں

تہ مع جاری ہے ان میں ٹائینا کی گواہی مقبول ہے اور اسی طرح امام اعظم سے بھی روایت ہے اس لئے کہ اس میں صرف ۳۰ سال کی ضرورت ہے اور ٹائینا کی سماعت میں کوئی خلل نہیں ہے امام ابو یوسف اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ ٹائینا اگر تحمل شہادت کے وقت پینا ہو تو اس کی شہادت جائز ہے اس لئے کہ معائنہ سے اسے علم حاصل ہو چکا ہے اور ادائے شہادت قول کے ساتھ خاص ہے اور ٹائینا کی زبان عیب دار نہیں ہوتی۔ حضرت امام مالک اور امام احمد علیہما رحمہما کا قول ہے۔ (فتح القدیر، ج ۱، ص ۱۰۵، بیروت)

مملوک کی شہادت کے قبول نہ ہونے میں مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مملوک کی شہادت بھی جائز نہیں اس لئے کہ شہادت باپ ولایت میں سے ہے اور مملوک اپنی ذات کا ولی نہیں ہوتا اس لئے اس کو دوسرے پر بدرجہ اولی ولایت ثابت نہیں ہوگی۔

حضرت امام مالک اور امام شافعی علیہما رحمہما کا مذہب بھی یہی ہے جبکہ حضرت امام احمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مملوک و آزاد کی گواہی قبول کی جائے گی۔ اور یہی قول حضرت انس بن مالک اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اور امام جہاں اور امام اسحاق اور امام داؤد کا ہے۔ (فتح القدیر، ج ۱، ص ۱۰۸، بیروت)

حد قذف والے کی گواہی کے قبول ہونے کا بیان

حضرت سلیمان بن یسار وغیرہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص کو حد قذف پڑی پھر اس کی گواہی درست ہے انہوں نے کہا ہاں جب وہ توبہ کر لے اور اس کی توبہ کی سچائی اس کے اعمال سے معلوم ہو جائے۔ ابن شہاب سے بھی یہ سوال ہوا انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا جو لوگ لگاتے ہیں نیک بخت بیسیوں کو پھر چار گواہ نہیں لاتے ان کو اسی کوڑے مارو پھر کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو وہی گنہگار ہیں مگر جو لوگ توبہ کریں بعد اس کے اور نیک ہو جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے پس جو شخص حد قذف لگایا جائے پھر توبہ کرے اور نیک ہو جائے اس کی گواہی درست ہے۔ (موط امام مالک: جلد اول: حدیث نمبر 1309)

حد قذف والے کی گواہی میں مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہاں محدود فی القذف کی گواہی بھی جائز نہیں اگرچہ اس نے توبہ کر لی ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محدودین کی گواہی کو قبول نہ کرو کبھی بھی اور اس لئے کہ ان کی گواہی قبول نہ کرنا تمامیت حد میں سے ہے۔ جبکہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک جب وہ توبہ کر لیتا ہے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔

(فتح القدیر، ج ۱، ص ۱۰۸، بیروت)

فرع و اصل کا ایک دوسرے کیلئے گواہی دینے کا بیان

علامہ کمال الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ فرع کی گواہی اصل کے لیے اور اصل کی فرع کے لیے یعنی اولاد اگر ماں باپ دادی وغیرہم اصول کے حق میں گواہی دیں یا ماں باپ دادی دادی وغیرہم اپنی اولاد کے حق میں گواہی دیں یہ نامقبول ہے۔ ہاں اگر باپ بیٹے کے مابین مقدمہ ہے اور دادا نے باپ کے خلاف پوتے کے حق میں گواہی دی تو مقبول ہے اور اصل نے فرع کے خلاف یہ

فرع نے اصل کے خلاف گواہی دی تو مقبول ہے۔ مگر میاں بی بی میں جھگڑا ہے اور بیٹے نے باپ کے خلاف ماں کے موافق گواہی دی تو مقبول نہیں یہاں تک کہ اس کی سوتیلی ماں نے اس کے باپ پر طلاق کا دعویٰ کیا اور اس کی ماں زندہ ہے اور اس کے باپ سے نکاح میں ہے اس نے طلاق کی گواہی دی یہ مقبول نہیں کہ اس میں اس کی ماں کا فائدہ ہے۔ (در مختار، کتاب شہادات)

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی جس کی گواہی بیٹے دیتے ہیں اور وہ شخص طلاق دینے سے انکار کرتا ہے اسکی دو صورتیں ہیں ان کی ماں طلاق کا دعویٰ کرتی ہے یا نہیں اگر کرتی ہے تو بیٹوں کی گواہی قبول نہیں اور مدعی نہیں ہے تو مقبول ہے۔

اور جب بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ ہماری سوتیلی ماں معاذ اللہ مرتدہ ہو گئی اور وہ منکر ہے اگر ان لڑکوں کی ماں زندہ ہے یہ گواہی مقبول نہیں اور اگر زندہ نہیں ہے تو دو صورتیں ہیں باپ مدعی ہے یا نہیں اگر باپ مدعی ہے جب بھی مقبول نہیں ورنہ مقبول ہے۔ اور جب ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی پھر نکاح کیا بیٹے یہ کہتے ہیں کہ تین طلاقیں دی تھیں اور بغیر حلالہ کے نکاح کیا باپ اگر مدعی ہے تو مقبول نہیں ورنہ مقبول ہے۔ (بہار النکاح، کتاب شہادات)

رشتہ داروں کی باہمی شہادت کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خائن مرد و عورت کی گواہی یا کسی ایسے مرد و عورت کی گواہی جن پر حد جاری ہو چکی ہو یا کسی دشمن کی گواہی یا ایسے شخص کی گواہی جو ایک مرتبہ جھوٹا ثابت ہو چکا ہے یا کسی کے ملازم ہی اس کے حق میں گواہی اور ولاء یا قرابت میں تہمت زدہ کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی یعنی ان تمام مذکورہ اشخاص کی گواہی قابل قبول نہیں فزاری کہتے ہیں کہ قانع سے مراد تابع ہے یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف یزید بن زیاد دمشقی کی روایت سے جانتے ہیں اور یہ ضعیف ہیں پھر یہ حدیث ان کے علاوہ کوئی راوی بھی زہری سے نقل نہیں کرتے۔

اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمرو سے بھی روایت ہے ہمیں اس حدیث کا مفہوم کا علم نہیں اور میرے نزدیک اس کی سند بھی صحیح نہیں۔ اہل علم کا عمل اس طرح ہے کہ قریب کی قریب کے لئے شہادت جائز ہے ہاں باپ کی بیٹے کے لئے شہادت میں اختلاف ہے اس طرح بیٹے کی باپ کے لئے پس اکثر علماء ان دونوں کی ایک دوسرے کے لئے شہادت کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔

لیکن بعض اہل علم اس کی اجازت دیتے ہیں بشرطیکہ وہ دونوں عادل ہوں پھر بھائی کی بھائی کے لئے شہادت اور قرابت داروں کی آپ میں شہادت کے متعلق علماء میں کوئی اختلاف نہیں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی دشمن کی کسی پر شہادت کسی صورت بھی جائز نہیں اگرچہ گواہ عادل ہی کیوں نہ ہوں ان کی دلیل عبدالرحمن سے منقول حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا صاحب عدالت کی گواہی جائز نہیں ہے۔ (جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث نمبر 182)

بچوں کی باہمی گواہی کا بیان

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر لڑکوں کی گواہی پر حکم کرتے تھے ان کے آپس کی مار پیٹ سے حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا کہ لڑکے لڑکے ایک دوسرے کو زخمی کریں تو ان کی گواہی درست ہے لیکن لڑکوں کی گواہی درست

مقدمات میں درست نہیں ہے یہ بھی جب درست ہے کہ لڑا کر جدا نہ ہو گئے ہوں مگر نہ کیا ہوا اگر جدا چلے گئے ہوں تو پھر ان کی گواہی درست نہیں ہے مگر جب عادل لوگوں کو اپنی شہادت پر شاہد کر گئے ہوں۔ (موطا امام مالک: جلد اول: حدیث نمبر 1314)

بعض عائلی قوانین میں بیٹے کی گواہی کے قبول ہونے کا بیان

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بیٹے کی گواہی باپ کے خلاف کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے جائز ہے بشرطیکہ وہ گواہی اس کے بیٹے کی ماں یا اس کی سوکن کے حق میں نہ ہو کیونکہ یہ گواہی باپ کے خلاف ہے (نہ کہ اس کے حق میں جو ناجائز ہے) اور اگر وہ گواہی بیٹے کی ماں یا اس کی سوکن کے حق میں ہو تو ناجائز ہے کیونکہ یہ شاہد کی شہادت اس کی ماں کے لئے ہوتی۔ صاحب بحر نے اس پر مفصل کلام کیا اور اس سے ظاہر ہوا کہ یہی اصح اور شہادت کے بارے میں ان مسائل کثیرہ کے لئے معتد علیہ ہے جو جامع کبیر سے منقول ہے۔ (الاشباہ والنظائر)

بچوں کی گواہی کے عدم قبول پر مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک بچوں کی گواہی قابل قبول نہیں ہے اور امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کا مذہب بھی یہی ہے۔ جبکہ امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب لوگوں کے مجمع عام میں وہ جرح کر لے تو اس کی گواہی جائز ہے۔ (فتح القدیر ج ۱، ص ۱۰۹، بیروت)

شوہر بیوی کی باہمی شہادت کے عدم قبول پر مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اور میاں بیوی میں کسی کی گواہی دوسرے کے حق میں قبول نہ کی جائے گی جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ قبول ہوگی۔ اور امام مالک اور امام احمد علیہما الرحمہ کا مذہب وہی ہے جو احناف کا مذہب ہے۔ اور اسی طرح ابن ابی لیلیٰ، امام ثوری، امام نخعی علیہم الرحمہ بھی کہتے ہیں کہ گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ ہماری دلیل وہ حدیث ہے جسے ہم بیان کر چکے ہیں اور اس لئے بھی کہ زوجین کی منفعت عادتاً متصل ہوتی ہے اور یہی مقصود ہے۔

بَابُ الْقَضَاءِ بِالْيَمِينِ وَالشَّاهِدِ

باب: قسم اور ایک گواہ کی بنیاد پر فیصلہ دینا

3608 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَالحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ الْحُبَابِ، حَدَّثَهُمْ، حَدَّثَنَا سَيْفُ الْمَكِّيُّ، قَالَ: عُثْمَانُ سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بَيْنَهُمَا وَشَاهِدٍ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک قسم اور ایک گواہ کی بنیاد پر فیصلہ دے دیا۔

3608 - اسنادہ صحیح، الحسن بن علی: هو الخلال، وخرجه مسلم (1712)، وابن ماجه (2370)، والنسائی فی "الکبیری" (5967) مر

شرح سیف بن سلیمان، بهذا الاسناد، وقال النسائی: هذا اسناد جيد

دیا تھا۔

3609 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَسَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ سَلَمَةُ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ عَمْرُو: فِي الْحَقُوقِ رِزَاكَ، يَكُونُ رِوَايَتُهَا بِإِسْنَادٍ وَهِيَ مَعْنَاهُ: تَابِعُوا اسْمَ اسْمٍ فِي الْفَاظِ هِيَ:

”وہ فیصلہ حقوق کے بارے میں تھا۔“

3610 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَبُو مُصْعَبٍ الزُّهْرِيُّ، حَدَّثَنَا الدَّارُودِيُّ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ الرَّخْمِيِّ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ بِالسَّيِّئِينَ مَعَ الشَّاهِدِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَدِّي فِي هَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الشَّافِعِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: قَدْ كُتِبَ ذَلِكَ لِسُهَيْلٍ، فَقَالَ: أَخْبَرَنِي رَبِيعَةُ وَهُوَ عِنْدِي ثِقَةٌ أَيْ حَدَّثَنِي إِثَابَةً وَلَا أَحْفَظُهُ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: وَقَدْ كَانَ أَصَابَتْ سُهَيْلًا عِلَّةٌ أَذْهَبَتْ بَعْضَ عَقْلِهِ وَلَيْسَ بِبَعْضِ حَدِيثِهِ فَكَانَ سُهَيْلٌ بَعْدَ يُحَدِّثُهُ عَنْ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک گواہ کے ساتھ قسم کی بنیاد پر فیصلہ دے دیا تھا۔ (امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) ایک اور سند کے ساتھ یہی روایت منقول ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ اس روایت کے ایک راوی کو بیماری کی وجہ سے یادداشت کی شکایت ہو گئی تھی، جس کی وجہ سے وہ کئی روایات بھول گئے تھے اور انہوں نے اس روایت کو نقل کرنے میں غلطی کی ہے۔

3611 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ، حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ يَعْنَى ابْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ رَبِيعَةَ، بِإِسْنَادِ أَبِي مُصْعَبٍ، وَمَعْنَاهُ قَالَ سُلَيْمَانُ: فَلَقِيتُ سُهَيْلًا فَسَأَلْتُهُ، عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَ: مَا أَعْرِفُهُ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ رَبِيعَةَ أَخْبَرَنِي بِهِ عَنْكَ، قَالَ: فَإِنْ كَانَ رَبِيعَةُ أَخْبَرَكَ عَنِّي فَحَدِّثْ بِهِ عَنْ رَبِيعَةَ عَنِّي.

3609 - حدیث صحیح، و ہذا اسناد حسن من اجل محمد بن مسلم - و هو الطائفي - وقد توبع في السالف قبله، و اخرجه البيهقي / 16810 من طريق عبد الرزاق، بهذا الاسناد، و اخرجه الطبراني في "الكبير" (11185)، و البيهقي / 16810

3610 - و اخرجه ابن ماجة (2368)، و الترمذي (1392) من طريق عبد العزيز بن محمد الدراوردي، بهذا الاسناد، و قال الترمذي: حدیث حسن عریب، و اخرجه السانی فی "الکبری" (5969) من طریق المغيرة بن عبد الرحمن الحزامی، عن ابی الرود، عن الاعرج، عن ابی هريرة، و اساده حسن، و هو فی "صحیح ابن حبان" (5073)

3611 - اسنادہ صحیح، محمد بن داؤد: هو ابن ابی ناجية، و اخرجه ابن الجارود (1007)، و ابن حبان (5073)، و البيهقي / 16810 من طريق سليمان بن بلال، بهذا الاسناد.

یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے جس میں ایک راوی کی غلطی کا ذکر ہے۔

3612- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍاءُ، حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْبِ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ جَدِّي الزُّبَيْبَ يَقُولُ بَعَثَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا إِلَى بَنِي الْعَنْبَرِ فَأَخَذُوهُمْ بِرُبْعَةٍ مِنْ تَاجِيَةِ الطَّائِفِ فَاسْتَأْذَنُوا نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَرَّبْتُ فَسَبَقْتُهُمْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، أَتَاكَ جُنْدُكَ فَأَخَذُوا وَقَدْ أَتَيْنَا وَخَطَرْنَا أَذَانَ النَّعَمِ، فَلَمَّا قَدِمَ بَلْعَنْبَرٍ، قَالَ لِي نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلْ لَكُمْ بَيِّنَةٌ عَلَى أَنَّكُمْ أَسْلَمْتُمْ قَبْلَ أَنْ تَتَّخِذُوا فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: مَنْ بَيِّنَتُكَ، قُلْتُ: سَمَرَةٌ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْعَنْبَرِ وَرَجُلٌ آخَرُ سَمَّاهُ لَهُ فَشَهِدَ الرَّجُلُ، وَأَبِي سَمَرَةَ أَنْ يَشْهَدَ، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ آتَى أَنْ يَشْهَدَ لَكَ، فَتَخَلَّفَ مَعَ شَاهِدِكَ الْآخِرِ، قُلْتُ: نَعَمْ، فَاسْتَخْلَفَنِي، فَخَلَفْتُ بِاللَّهِ لَقَدْ أَسْلَمْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَخَطَرْنَا أَذَانَ النَّعَمِ، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اذْهَبُوا فَقَاسِمُوا هُمْ أَنْصَافَ الْأَمْوَالِ، وَلَا تَمْشُوا خِذَايَهُمْ لَوْلَا أَنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ ضَلَالَةَ تَمَلِّ مَا رَزَيْنَاكُمْ عِقَالًا قَالَ الزُّبَيْبُ: فَدَعَانِي أَبِي، فَقَالَتْ: هَذَا الرَّجُلُ أَخَذَ زُرِّيَّتِي فَأَنْصَرَفَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ لِي: اخْبِسْهُ فَأَخَذْتُ بِتَلْبِينِهِ، وَقُمْتُ مَعَهُ مَكَانَنَا، ثُمَّ نَظَرُ إِلَيْنَا نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمِينَ، فَقَالَ: مَا تُرِيدُ بِأَسِيرِكَ، فَأَرْسَلْتُهُ مِنْ يَدِي، فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِلرَّجُلِ: رُدَّ عَلَ هَذَا زُرِّيَّةَ أُمِّهِ الَّتِي أَخَذْتَ مِنْهَا، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّهَا خَرَجَتْ مِنْ يَدِي، قَالَ: فَأَخْتَلَعَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيْفَ الرَّجُلِ فَأَعْطَانِيهِ، وَقَالَ لِلرَّجُلِ: اذْهَبْ فِرْدُهُ أَصْعًا مِنْ طَعَامٍ، قَالَ: لَزَاخِي أَصْعًا مِنْ شَعِيرٍ

*** حضرت زبیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بنو عنبر کی طرف ایک لشکر روانہ کیا، انہوں نے طائف کے طرف میں موجود رکبہ کے مقام پر ان لوگوں کو پکڑ لیا، وہ انہیں ساتھ لے کر نبی اکرم ﷺ کی طرف روانہ ہوئے، راوی کہتے ہیں: میں (سواری پر) سوار ہوا اور ان سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا، میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! آپ پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، آپ ﷺ کا لشکر ہمارے پاس آیا، انہوں نے ہمیں پکڑ لیا، حالانکہ ہم پہلے مسلمان ہو چکے تھے اور ہم نے جانوروں کے کان بھی کاٹ لیے تھے، جب بنو عنبر کے لوگ بھی آگئے تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا:

3612- اسنادہ ضعیف لجهالة عمار بن شعيب، وابو يعقل عبد المتابعة، ولم يتابع، من اجل ذلك قال الخطابي: اسنادہ یسر ہذاک، ومع ذلك فقد حسن ابن عبد البر هذا الحديث في "المستحباب" في ترجمة الزبیب بن ثعلبة، واخرجه ابن ابی عاصم في "الأحد والمثنى" (1209) وابن قانع/2421، والخطابي في "غريب الحديث"، 4841، والبيهقي/17110 من طريق احمد بن عبد الصبي، بهذا اللفظ، رفع، فصي رسول الله - صلى الله عليه وسلم - باليمير مع الشاهد، واخرجه ابن قانع/2421 او الطبراني في "الكبير" (5299)

کیا تم لوگوں کے پاس کوئی ثبوت ہے کہ ان دنوں میں تمہیں پکڑے جانے سے پہلے تم لوگ اسلام قبول کر چکے تھے، میں نے جواب دیا جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہارا ثبوت کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: سرہ، یہ ایک شخص تھا، جس کا تعلق بنو عنبر سے تھا، اور ایک دوسرے شخص کا نام لیا، تو دوسرے شخص نے گواہی دی، لیکن سرہ نے گواہی دینے سے انکار کر دیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے تو گواہی دینے سے انکار کر دیا، تو کیا تم دوسرے گواہ کے ساتھ قسم اٹھا لو گے، میں نے کہا: جی ہاں! تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے حلف لیا، میں نے اللہ کے نام کا حلف اٹھایا کہ میں نے فلاں فلاں دن اسلام قبول کر لیا ہوا تھا، اور اپنے جانوروں کے کان بھی کاٹ لیے تھے، نبی اکرم ﷺ نے (مجاہدین سے) فرمایا: تم لوگ جاؤ اور ان کے نصف اموال لے لو، اور نصف واپس کر دو، اور ان کے بچوں اور عورتوں کو نہ پکڑنا، اگر ایسا نہ ہوتا، کہ اللہ تعالیٰ کسی کے بھی عمل کے ضائع ہونے کو ناپسند کرتا ہے، تو ہم تم سے رسی بھی نہ لیتے۔

حضرت زبیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میری والدہ نے مجھے پکار کر کہا: اس شخص نے میرا تھیلا لے لیا ہے، میں واپس نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا، اور آپ کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے تم حاصل کر لو، تو میں نے اس شخص کو گریبان سے پکڑ لیا میں اس کے ساتھ اسی جگہ کھڑا ہوا تھا، تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس طرح کھڑے ہوئے دیکھا تو مجھ سے دریافت کیا، تم نے جسے پکڑا ہوا ہے، اس کے ساتھ تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ تو میں نے اسے چھوڑ دیا، نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے، آپ نے اس شخص سے فرمایا: اس شخص کے مال کے تھیلے کو ختم واپس کر دو، جو تم نے اس سے لیا ہے، تو اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! وہ مجھ سے ضائع ہو گیا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کی تلواریں اور وہ مجھے دے دی، آپ نے اس شخص سے فرمایا: تم جاؤ اور اسے اناج کے کچھ صاع بھی ادا کر دو، راوی کہتے ہیں: تو اس شخص نے مجھے کچھ صاع دیے۔

ایک گواہی و قسم سے فیصلہ کرنے میں مذاہب اربعہ

اور حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک قضیہ میں) ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ صادر فرمایا۔ (مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 888)

حدیث کا ظاہری مفہوم یہ بتاتا ہے کہ اگر مدعی اپنے دعویٰ کے ثبوت میں صرف ایک گواہ پیش کر سکے تو اس (مدعی) سے دوسرے گواہ کے بدلے ایک قسم لے لی جائے اور اس قسم کو ایک گواہ کا قائم مقام قرار دے کر اس کا دعویٰ تسلیم کر لیا جائے چنانچہ حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد تینوں کا یہی مسلک ہے۔

لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے بلکہ دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے جس طرح قرآن کریم سے ثابت ہے، اور چونکہ قرآن کے حکم کو خبر واحد کے ذریعہ منسوخ کرنا جائز نہیں ہے اس لئے اس روایت کی بناء پر ایسے مسلک کی بنیاد صحیح نہیں ہو سکتی جو قرآن کے حکم کے منافی ہو اور آنحالیکہ اس روایت کے بارے میں یہ احتمال بھی ہے جب مدعی اپنا دعویٰ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا ہو اور وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں صرف ایک گواہ پیش کر سکا ہو تو چونکہ وہ اپنے ثبوت شہادت کی تکمیل نہ کر سکا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک گواہ کے وجود کے وجود کا اعتبار

نہیں کیا اس لئے مدعا علیہ کو قسم کھانے کا حکم دیا مدعا علیہ کے قسم کھانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قضیہ کا فیصلہ دیا۔ اسی کو راوی نے "ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ دینے سے تعبیر کیا۔"

علامہ طبری کہتے ہیں کہ ائمہ کا یہ اختلاف بھی اس صورت میں ہے جب کہ قضیہ کا تعلق کسی مالی دعویٰ سے ہو اگر دعویٰ کا تعلق مال کے علاوہ کسی اور معاملہ سے ہو تو اس صورت میں متفقہ طور پر تمام ائمہ کا مسلک یہی ہے کہ گواہ اور قسم (یعنی مدعی) کی طرف سے مثلاً ایک گواہ پیش کرنے اور ایک قسم کھانے کا اعتبار نہ کیا جائے۔

غائب شخص کے خلاف فیصلہ نہ کرنے کا بیان

علامہ ابن عابدین حنفی شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ قاضی کے لیے یہ درست نہیں کہ غائب کے خلاف فیصلہ کرے خواہ وہ شہادت کے وقت غائب ہو یا بعد شہادت و بعد تزکیہ شہود غائب ہوا ہو چاہے وہ مجلس قاضی سے غائب ہو یا شہر ہی میں نہ ہو یہ اس وقت ہے کہ حق کا ثبوت گواہوں سے ہوا ہو۔ اور اگر خود مدعی علیہ نے حق کا اقرار کر لیا ہو تو اس صورت میں فیصلہ کے وقت اس کا موجود ہونا ضروری نہیں۔ اور جب مدعی علیہ غائب ہے مگر اس کا نائب حاضر ہے نائب کی موجودگی میں فیصلہ کرنا درست ہے اگرچہ مدعی علیہ کی عدم موجودگی میں ہو مثلاً اس کا وکیل موجود ہے تو فیصلہ صحیح ہے کہ یہ حقیقتاً اس کا نائب ہے یا مدعی علیہ مرگیا ہے مگر اس کا وہی موجود ہے یا نابالغ مدعی علیہ ہے اور اس کے ولی مثلاً باپ یا دادا کی موجودگی میں فیصلہ ہوا یا وقف کا متولی کہ یہ واقف کا قائم مقام ہے اس کی موجودگی میں فیصلہ درست ہے۔ (رد المحتار، کتاب قضاء)

حدود و قصاص میں قاضی کے خط کے قبول نہ ہونے میں مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اور حدود و قصاص میں ایک قاضی کا خط دوسرے قاضی کی جانب قبول نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ اس میں بدلیت کا شبہ ہے پس یہ شہادت علی شہادت کی طرح ہو جائے گا۔ اور ایک قول کے مطابق امام شافعی علیہ الرحمہ کا مذہب بھی یہی ہے جبکہ ان کے دوسرے قول کے مطابق قبول کیا جائے گا اور یہ مذہب امام مالک اور امام احمد علیہم الرحمہ کا ہے ان ائمہ کی دلیل یہ ہے کہ وہ شہادت پر اعتماد کرتے ہیں۔ (فتح القدر، ج ۱۶، ص ۴۰۷، بیروت)

بَابُ الرَّجُلَيْنِ يَدْعِيَانِ شَيْئًا وَلَيْسَتْ لَهُمَا بَيِّنَةٌ

باب: جب دو آدمی ایک ہی چیز کے بارے میں دعویٰ کر دیں اور ان دونوں کے پاس ثبوت نہ ہو

3613 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْهَالِ الطَّيْرِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْجٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ: أَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا بَعِيرًا أَوْ دَابَّةً إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَتْ لَوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ فَجَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: دو آدمیوں نے ایک اونٹ یا شاید ایک جانور کے بارے میں

دعویٰ پیش کیا، دونوں میں سے کسی کے پاس ثبوت نہیں تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کے درمیان اسے برابر تقسیم کر دیا۔

3614 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ

بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

ترجمہ: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

3615 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ بِمَعْنَى إِسْنَادِهِ أَنَّ

رَجُلَيْنِ ادَّعِيَا بَعِيرًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا شَاهِدَيْنِ فَقَسَمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا يَصْطَفِي

ترجمہ: ایک اور سند کے ساتھ یہ الفاظ منقول ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں دو آدمیوں نے ایک اونٹ کے

بارے میں دعویٰ پیش کیا، ان دونوں میں سے ہر ایک نے دو گواہ بھی پیش کر دیئے تھے، نبی اکرم ﷺ نے اس جانور کو ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا۔

3616 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْجٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ

خَلَّاسٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا فِي مَتَاعٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لَوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَهْمَا عَلَى الْيَمِينِ مَا كَانَ أَحَبَّأَ ذَلِكِ أَوْ كَرِهَهَا

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: دو آدمیوں نے کسی سامان کے بارے میں مقدمہ نبی اکرم ﷺ کے

سامنے پیش کیا، ان میں سے کسی کے پاس بھی ثبوت نہیں تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قسم اٹھانے کی بنیاد پر تم اسے دو حصوں میں تقسیم کر لو، خواہ یہ بات تم دونوں کو پسند ہو یا ناپسند ہو۔

3617 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَسَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَحْمَدُ: قَالَ:

حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَرِهَ الْإِثْنَانِ الْيَمِينِ أَوْ اسْتَحَبَّاهَا فَلْيَسْتَهْمَا عَلَيْهَا قَالَ سَلَمَةُ: قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَقَالَ: إِذَا أُكْرِهَ الْإِثْنَانِ عَلَى الْيَمِينِ

3614 - حدیث معل کما بیہ فی "مسند احمد" (19603) وانظر ما قبله.

3615 - حدیث معل کما بیہ فی "مسند احمد" (19603). واخرجه ابن ابی شیبہ / 184 10، والطحاوی فی "شرح مشکل الآثار" (4754)، وابن القطر فی "جرنہ" (14) من طریق عثمان، وابو یعلی (7280)

3616 - اسنادہ صحیح اورافع: ہر فیق الصانع، و خلاص: ہوا بن عمرو الہجری، ابن ابی عروبہ: ہو سعید، و آخر جہا بن ماجہ (2346) من طریق عبد الاعلی بن عبد الاعلی، والنسائی فی "الکبری" (5957) من طریق اسحاق بن یوسف الازرق، کلاهما عن سعید بن ابی عروبہ، سعید الاساد، و ہو فی "مسند احمد" (10347).

3617 و ہو فی "مشاف عبد الرزاق" (15212)، ومن طریق البخاری (2674)، والنسائی فی "الکبری" (5958)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"جب دونوں فریق قسم اٹھانے کو ناپسند کریں یا پسند کریں، تو وہ دونوں اس پر قرعہ اندازی کریں گے"

ایک اور سند کے ساتھ یہ الفاظ منقول ہیں: "جب ان دونوں کو قسم اٹھانے پر مجبور کیا جائے"

3618- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَزُوبَةَ، بِإِسْنَادِهِ
بِئْسَالٍ، مِنْهُ قَالَ: فِي ذَاتِهِ، وَلَيْسَ لَهُمَا بَيِّنَةٌ فَأَمَرَ هُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْتَهْمَا عَلَى
الْيَمِينِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

"ان کا اختلاف ایک جانور کے بارے میں تھا، ان دونوں کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا، تو نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کو ہدایت کی کہ وہ قسم اٹھانے کی بنیاد پر قرعہ اندازی کر لیں۔"

دو آدمیوں کا تیسرے شخص کے قبضہ میں ہونے والی چیز میں دعویٰ کرنے کا بیان

جب دو آدمیوں نے ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو تیسرے آدمی کے قبضہ میں ہے تو ان میں سے ہر مدعی شک کے ساتھ کہے گا کہ یہ چیز میری ہے اور ان میں سے ہر ایک گواہی پیش کر دے تو دونوں کے درمیان اس چیز کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ حضرت امام شافعی کے ایک قول کے مطابق دونوں کا گواہی ساقط ہو جائے گا اور دوسرے قول کے مطابق ان دونوں کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے گی ان لئے کہ دونوں گواہیوں میں سے ایک گواہی یقیناً جھوٹا ہے ان لئے ایک حالت میں دو ملکیوں کا جمع ہونا معذرت ہے۔ اور ان میں امتیاز کرنا بھی مشکل ہے اس لئے دونوں بیٹے ساقط ہو جائیں گے یا قرعہ اندازی کی راہ اپنائی جائے گی اس لئے کہ آپ ﷺ نے اس طرح کے معاملات میں قرعہ اندازی کر کے اس طرح دعا فرمائی۔

اے اللہ اتو ہی ان کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے، ہماری دلیل حضرت طرفہ بن قسیم والی یہ حدیث ہے کہ دو آدمیوں نے آپ ﷺ کو ایک اونٹنی کے متعلق فیصلہ کرنے والا بنایا اور ان میں سے ہر ایک نے گواہی پیش کی تو آپ ﷺ نے ان دونوں آدمیوں کے لئے آدمی آدمی اونٹنی کا فیصلہ کر دیا اور قرعہ اندازی والی حدیث کو ابتدائے اسلام پر محمول کیا جائے گا پھر وہ منسوخ ہو گئی اور اس لئے کہ دونوں گواہوں کے حق میں شہادت کو جائز قرار دینے والی چیز پائی جاسکتی ہے اس طرح کہ ایک کی گواہی کا مدار سبب ملک پر ہو اور دوسرے نے قبضہ پر اعتقاد کیا ہو تو دونوں شہادتیں درست ہیں لہذا اس وقت دونوں پر عمل کرنا واجب ہوگا اور آدھا آدھا کر کے عمل کرنا ممکن بھی ہے اس لئے کہ محل دعویٰ نصف کو قبول کرتا ہے اور آدھا آدھا کر کے اس وجہ سے تقسیم کی جائے گی کہ مستحق ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ (ہدایہ، کتاب دعویٰ، لاہور)

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور جب دو مخصوص نے ایک معین چیز کے متعلق جو تیسرے کے قبضہ میں ہے دعویٰ کیا

3618- اسنادہ صحیح، وهو فی "مصنف ابن ابی شیبہ" 3186/، وعنه ابن ماجہ (2329)، والحر جہ النسانی (5956) عن عمرو بن علی

الصلاس، عن خالد بن الحارث، بهذا الاسناد.

ہر ایک اُس شے کو اپنی ملک بتاتا ہے اور سب ملک کچھ نہیں بیان کرتا اور نہ تاریخ بیان کرتا اور اپنے دعوے کو ہر ایک نے گواہوں سے ثابت کر دیا وہ چیز دونوں کو نصف نصف دلادی جائے گی کیونکہ کسی کو ترجیح نہیں ہے۔ (در مختار، کتاب دعویٰ، بیروت)

مثال کے طور پر یہ زید کے قبضہ میں مکان ہے عمرو نے پورے مکان کا دعویٰ کیا اور بکرنے آدھے کا اور دونوں نے اپنی ملک گواہوں سے ثابت کی اُس مکان کی تین چوتھائی عمرو کو دی جائے گی اور ایک چوتھائی بکر کو کیونکہ نصف مکان تو عمرو کو بغیر منازعت ملتا ہے اس میں بکر نزاع ہی نہیں کرتا نصف میں دونوں کی نزاع ہے یہ نصف دونوں میں برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ اور اگر مکان انھیں دونوں مدعیوں کے قبضہ میں ہے تو مدعی کل کو نصف بغیر قضا ملے گا کیونکہ اس نصف میں دوسرا نزاع ہی نہیں کرتا اور نصف دوم اسی کو بطور قضا ملے گا کیونکہ یہ خارج ہے اور خارج کے گواہ ذوالید کے مقابل میں معتبر ہوتے ہیں۔

بَابُ الْيَمِينِ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ

باب: مدعی علیہ کے خلاف قسم اٹھانا

3619- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: كَتَبَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ بِالْيَمِينِ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ ﴿١﴾ ﴿٢﴾ ابْنُ ابُو مُلَيْكَةَ بَيَان کرتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے تحریر کر کے بھیجا: نبی اکرم ﷺ نے مدعی علیہ کے قسم اٹھانے کی بنیاد پر فیصلہ دے دیا تھا۔

شرح

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب مدعی علیہ نے انکار کیا اُس پر حلف دیا گیا حلف سے بھی انکار کر دیا خواہ یوں کہ اُس نے کہہ دیا میں حلف نہیں اٹھاؤں گا یا سکوت کیا اور معلوم ہے کہ یہ سکوت کسی آفت کی وجہ سے نہیں ہے مثلاً بہرا نہیں ہے کہ سنا ہی نہیں اور یہ انکار یا سکوت مجلس قاضی میں ہے تو قاضی فیصلہ کر دے گا اور بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں تین مرتبہ اُس پر حلف پیش کیا جائے بلکہ قاضی کو چاہے کہ اُس سے پہلے ہی کہہ دے میں تجھ پر تین مرتبہ قسم پیش کروں گا اگر تو نے قسم کھالی تو تیرے موافق فیصلہ کروں گا ورنہ تیرے خلاف فیصلہ کر دوں گا۔ اور حلف سے انکار پر فیصلہ کر دیا گیا اب کہتا ہے میں قسم کھاؤں گا اس کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔ فیصلہ جو ہو چکا، ہو چکا مگر جس کے خلاف فیصلہ ہوا ہے وہ اگر ایسی بات پر شہادت پیش کرنا چاہتا ہو جس سے فیصلہ باطل ہو جائے تو گواہ لیے جاسکتے ہیں۔ (بہرمان، کتاب دعویٰ، بیروت)

قاضی کا مدعی علیہ پر تین بار قسم پیش کرنے کا بیان

قاضی کو چاہئے کہ وہ مدعی علیہ کے لئے اس طرح کہے کہ میں تم پر تین بار قسم کو پیش کروں گا اگر تو نے قسم کھالی ٹھیک ہے ورنہ میں تجھ پر اس چیز کا فیصلہ کر دوں گا جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ انداز اسے قسم کے انکار کے حکم کی خبر دینے کے لئے ہے کیونکہ

3619- اسنادہ صحیح، ابن ابی ملیکۃ: ہو عبد اللہ بن عبد اللہ، واخرجه البخاری (2514) و (2668)، ومسلم (1711)، والترمذی (1391)، والسنائی (5425) من طرق عن نافع بن عمر بن

یہ پوشیدگی کا مقام ہے۔ لہذا جب قاضی نے مدعی علیہ پر تین بار قسم پیش کی تو اس کے انکار کے سبب اس کے خلاف فیصلہ کر دے گا۔ اور اس نکرار کو امام خصاص نے بیان کیا ہے اس لئے کہ اس میں احتیاط بھی زیادہ ہے۔ اور عذر کو ظاہر کرنے میں مبالغہ بھی ہے۔ پس بہر حال مذہب تو یہ ہے کہ جب ایک بار قسم پیش کرنے کے بعد انکار کے سبب اگر قاضی نے فیصلہ کر دیا تو بھی جائز ہے۔ اس دلیل کے سبب جو ہم بیان کر چکے ہیں اور یہی صحیح ہے لیکن پہلی صورت افضل ہے۔

پس انکار کبھی حقیقی ہوتا ہے جس طرح مدعی علیہ یہ کہے کہ میں قسم نہیں کھاؤں گا اور کبھی حکمی ہوتا ہے جس طرح اس کا خاموش رہنا اور اس کا حکم بھی پہلے والے حکم کی طرح ہوگا۔ مگر یہ کہ معلوم ہو جائے کہ مدعی علیہ کو بہرہ یا گونگا ہونے کی آفت نہیں ہے۔ یہی قول صحیح ہے۔

اور جب قاضی نے دو مرتبہ قسم پیش کی اس نے کہا مجھے تین دن کی مہلت دی جائے تین دن کے بعد آ کر کہتا ہے میں قسم نہیں کھاؤں گا اس کے خلاف فیصلہ نہ کیا جائے جب تک پھر قاضی اس پر قسم پیش نہ کرے اور وہ انکار نہ کرے اور اس وقت بھی تین مرتبہ قسم پیش کرنا اور انکار کرنا ہو۔ اور اسی طرح مدعی علیہ کا جواب نہ دینا اس وجہ سے ہے کہ وہ گونگا ہے قاضی حکم دے گا کہ اشارہ سے جواب دے اگر اقرار کا اشارہ کیا اقرار صحیح ہے انکار کا اشارہ کیا اس پر قسم دی جائے گی۔ قسم کھا لینے کا اشارہ کیا قسم ہو گئی قسم سے انکار کا اشارہ کیا نکل ہوگا۔ اور اس کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا۔ (قادی ہند، کتاب دعویٰ، بیروت)

بَابُ كَيْفَ الْيَمِينِ

باب: قسم کیسے اٹھائی جائے

3620 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ الشَّائِبِ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَغْنِي لِرَجُلٍ حَلْفُهُ بِاللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، مَا لَهُ عِنْدَكَ شَيْءٌ يَغْنِي لِّلْمُدَّعَى.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو يَحْيَى: اسْمُهُ زَيْدٌ كُوفِي ثِقَةٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے فرمایا، یعنی جس سے آپ ﷺ نے حلف لینا تھا: کہ تم اس اللہ کے نام حلف اٹھاؤ جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے، کہ تمہارے پاس اس کی کوئی چیز نہیں ہے، نبی اکرم ﷺ کی مراد یہ تھی کہ مدعی کی کوئی چیز نہیں ہے۔

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابویحییٰ نامی راوی جس کا نام زیاد تھا، کوفہ کا رہنے والا ہے، یہ ثقہ ہے۔)

حدود وغیر حدود میں حلف لینے پر مذاہب اربعہ

علامہ علی بن سلطان محمد حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام ابو یوسف اور امام محمد علیہما الرحمہ نے کہا ہے کہ حدود ولعان کے سوا سب

میں حلف لیا جائے گا۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ حد قذف اور قصاص میں حلف لیا جائے گا۔ اور باقی حدود میں حلف نہ لیا جائے گا۔ حضرت امام مالک اور امام احمد علیہما الرحمہ مخالف صرف ان چیزوں میں جاری ہوتا ہے جو دو گواہوں سے ثابت ہوتی ہیں۔ (شرح الوقایہ، کتاب دعوی، بیروت)

انکار کے سبب حلف ہونے میں مذاہب اربعہ

علامہ علی بن سلطان محمد حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حلف اسی سے لیا جائے گا جو انکار کرے گا۔ کیونکہ مذکورہ عبارت میں بیان کردہ اشیاء سے معارضہ کرنے والا وہی ہے۔ حضرت امام احمد علیہ الرحمہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ جبکہ امام زفر، امام شافعی اور امام مالک عہدہم الرحمہ نے کہا ہے کہ دونوں سے حلف لیا جائے گا۔ (شرح الوقایہ، کتاب دعوی، بیروت)

انکار جان کے سبب قصاص کے عدم ثبوت پر مذاہب اربعہ

علامہ علی بن سلطان محمد حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص نے کسی جان کا انکار کر دیا اور اس کو قید کر دیا گیا کہ وہ اقرار کرے یا حلف اٹھائے تو اس سے قصاص نہ لیا جائے گا۔ اور امام احمد علیہ الرحمہ کا قول بھی یہی ہے۔

حضرت امام مالک، امام شافعی اور ایک روایت کے مطابق امام احمد علیہ الرحمہ کا مذہب یہ ہے کہ اس سے قصاص لیا جائے گا ہاں البتہ اس سے پہلے بدی سے حلف لے لیا جائے گا۔ (شرح الوقایہ، کتاب دعوی، بیروت)

تعداد شہادت پر ترجیح نہ ہونے میں مذاہب اربعہ

علامہ علی بن سلطان محمد حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب ایک بدی نے دو گواہ پیش کئے اور دوسرے نے چار گواہ پیش کر دیے تو پھر بھی دونوں برابر ہوں گے اس لئے کہ ہر دو گواہوں کی گواہی علت تامہ ہے جس طرح انفرادی صورت میں دو کی گواہی علت تامہ ہے اور علت کی زیادتی سے ترجیح نہیں ہوتی بلکہ علت میں قوت کی بناء پر ترجیح ہوتی ہے

حضرت امام احمد اور امام شافعی کا قول جدید اور امام مالک کا مشہور قول یہی ہے۔ حضرت امام اوزاعی علیہ الرحمہ نے کہا کہ ترجیح دی جائے اور امام شافعی کا قدیمی قول اور ایک روایت کے مطابق امام مالک علیہ الرحمہ کا قول یہی ہے۔ کیونکہ زیادہ گواہوں کی طرف قویٰ مائل ہونے والے ہیں اور ان سے عدالت کی زیادہ توقع ہے۔ (شرح الوقایہ، کتاب دعوی، بیروت)

بَابُ إِذَا كَانَ الْمُدَّعَى عَلَيْهِ ذِمِّيًّا أَيْخِلَفُ

باب: اگر مدعی علیہ ذمی ہو، تو کیا اس سے حلف لیا جائے گا؟

3621 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيبٍ، عَنِ الْأَشْعَثِ،

قَالَ: كَانَ يَهُودِيٌّ وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَعَلَنِي فَقَدَّمَنِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَيْكَ بَيْتَةٌ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ لِلْيَهُودِيِّ: ائْخِلَفْ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِذَا يَخْلِفُ

وَيَذْهَبُ بِمَا لِي، فَأَلْزَمَ اللَّهُ (لَا) الَّذِينَ يَشْكُرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثُمَّ قَلِيلًا (آل عمران: ۸۷) اِلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ ﴿۷۷﴾ حضرت اشعث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے اور ایک یہودی کے درمیان ایک زمین کا تنازعہ تھا، اس نے وہ مجھے دینے سے انکار کیا، تو میں اس کا مقدمہ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے، میں نے عرض کی: جی نہیں، نبی اکرم ﷺ نے اس یہودی سے فرمایا: تم قسم اٹھاؤ، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ تو قسم اٹھا کر میرا مال لے جائے گا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

”جو لوگ اللہ کے نام کے عہد اور اس کے نام کی قسموں کی عوض میں، تھوڑی قیمت حاصل کرتے ہیں“ یہ آیت کے آخر تک ہے۔

حدیث میں بیان کردہ آیت کی تفسیر اور عہد شکنی کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کی عوض تھوڑی قیمت خریدتے ہیں ان لوگوں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور نہ آخرت میں اللہ ان سے کوئی کلام کرے گا اور نہ قیامت کے دن ان کی طرف نظر (رحمت) فرمائے گا اور نہ ان کو پاکیزہ کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (آل عمران: ۷۷)

عہد شکنی کرنے اور قسم توڑنے والوں کے متعلق آیت کا نزول

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے حاکم کے فیصلہ سے حلف اٹھایا تاکہ اس قسم کے ذریعہ کسی مسلمان شخص کا مال کھالے وہ جس وقت اللہ سے ملاقات کرے گا وہ اس پر غضبناک ہوگا، اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل کی: (آیت) ”ان الذين يشكرون بعهد الله وایمانهم ثمنا قليلا“۔ (آل عمران: ۷۷) پھر حضرت اشعث بن قیس آئے اور پوچھا حضرت ابو عبدالرحمان نے تم سے کیا حدیث بیان کی ہے؟ انہوں نے بتایا اس طرح حدیث بیان کی ہے انہوں نے کہا یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی تھی، میرے عم زاد کی زمین میں میرا کنواں تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے مقدمہ پیش کیا، آپ نے فرمایا تم اس کے ثبوت میں گواہ لاؤ، ورنہ پھر اس کی قسم پر فیصلہ ہوگا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ تو اس پر قسم کھالے گا! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے حاکم کے فیصلہ سے جھوٹی قسم کھائی تاکہ اس قسم کے ذریعہ وہ مسلمان کا مال کھالے وہ جب قیامت کے دن اللہ سے ملاقات کرے گا تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۸۷ مطبوعہ نور محمد مع الطابع، گراچی ۱۳۸۱ھ)

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۲۰ھ روایت کرتے ہیں:

عدی بن عمیرہ بیان کرتے ہیں کہ امراء القیس اور حضرموت کے ایک شخص کے درمیان کوئی تنازعہ تھا، دونوں نے اپنا مقدمہ نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا، آپ نے حضری سے فرمایا تم گواہ پیش کرو ورنہ اس کی قسم پر فیصلہ ہوگا، حضری نے کہا یا رسول اللہ:

اگر اس نے قسم کھائی وہ جب اللہ سے ملاقات کرے گا تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا امرء القیس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص حق پر ہونے باوجود قسم نہ کھائے اور اپنا حق ترک کر دے اس کی کیا جزاء ہے؟ آپ نے فرمایا جنت! اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں قسم کو ترک کرتا ہوں عدی نے کہا پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

(جامع البیان ج ۳ ص ۲۲۸ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل کی ہوئی کتاب کے ذریعہ جن لوگوں سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں گے اور آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو احکام لائے ہیں ان کی تصدیق اور ان کا اقرار کریں گے ان میں سے کو لوگ اس عہد کو پورا نہیں کرتے اور وہ جھوٹی قسمیں کھا کر لوگوں کا مال کھاتے ہیں اور اس عہد شکنی اور جھوٹی قسموں کے ذریعہ دنیا کا تھوڑا مال خریدتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے جنت اور جنت کی جو نعمتیں تیار کی ہیں ان سے وہ محروم رہیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی بات نہیں کرے گا جس سے ان کو خوشی ہو اور نہ ان کی طرف رحمت کی نظر فرمائے گا اور نہ ان کو ان کے گناہوں کے میل اور زنگ سے پاک فرمائے گا اور ان کو دردناک عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔

عہد شکنی کرنے اور قسم توڑنے والوں کی سزا کا بیان

ہر چند کہ اس آیت کا شان نزول چند خاص لوگوں کے متعلق ہے لیکن اس آیت کے الفاظ عام ہیں: جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی قیمت خریدتے ہیں: اور اعتبار خصوصیت مورد کا نہیں عموم الفاظ کا ہوتا ہے اس لیے ہر عہد شکنی کرنے والے اور مال دنیا کی خاطر جھوٹی قسم کھانے والے کا یہی حکم ہے اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کی پانچ سزائیں بیان فرمائیں ہیں۔

(۱) ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

(۲) آخرت میں اللہ ان سے کلام نہیں فرمائے گا۔

(۳) قیامت کے دن ان کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔

(۴) ان کا تذکرہ نہیں فرمائے گا۔

(۵) ان کے لیے دردناک عذاب ہے ان پانچوں وعیدوں کی تشریح حسب ذیل ہے:

(۱) ان کے لیے آخرت کی خیر اور نعمتوں میں سے کوئی حصہ نہیں معززہ اسی آیت سے استدلال کرتے تھے کہ عہد شکنی کرنا اور جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے اور جو شخص گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے اور بغیر توبہ کے مر جائے وہ آخرت میں اجر و ثواب سے محروم رہے گا بلکہ اس کو دائمی عذاب ہوگا ہمارے نزدیک یہ آیت اللہ تعالیٰ کی مشیت اور عدم عفو کے ساتھ مقید ہے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو دائمی عذاب دے گا یا اگر اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہ کرے تو اس کو دائمی عذاب دے گا یا یہ آیت محض انشاء تخویف کے لیے ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ذرا نیکی فرمائی یا نیک واقع ایسا نہیں کرے گا اور وعید کے خلاف کرنا عین کرم ہے یا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے استحقاق بیان فرمایا ہے یعنی عہد شکنی اور جھوٹی قسم کھانے والے اس سزا کے مستحق ہیں یہ نہیں فرمایا کہ وہ ان کو ضرور یہ سزا دے گا یہ عام مخصوص عند البعض ہے یعنی یہ آیت کافروں کے ساتھ خاص ہے اور کافروں میں سے جو عہد شکنی کرے گا یا جھوٹی قسم کھائے گا اس

کی یہ سزا ہوگی۔

(۲) اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں فرمائے گا اس پر یہ اعتراض ہے کہ قرآن مجید کی دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر شخص سے کلام فرمائے گا اور ان سے پوچھے گا:

(آیت) "فلنستلن الذين ارسل اليهم ولنستلن المرسلين"۔ (الاعراف: ۶)

ترجمہ: پس ضرور ہم ان لوگوں سے پوچھیں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے تھے اور ہم ضرور رسولوں سے بھی پوچھیں گے۔

(آیت) "فوربك لنستلنهم اجمعين"۔ (الحجر: ۹۳-۹۲)

ترجمہ: سو آپ کے رب کی قسم ہم ان سب سے ضرور سوال کریں گے ان سب کاموں کے متعلق جو وہ کرتے تھے۔

اور ظاہر ہے کہ سوال بغیر کلام کے متصور نہیں ہے اس کا ایک جواب یہ ہے کہ اس آیت میں جو فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا یہ اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے سے کنایہ ہے کیونکہ جو شخص کسی سے ناراض ہو اور اس سے بات نہیں کرتا دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین کا طہین اور اولیاء عارفین سے براہ راست اور بالمشافہ بات کرے گا اور کفار اور ساق اور فجار سے بالمشافہ بات نہیں کرے گا بلکہ فرشتوں کے وساطت سے بات کرے گا اور تیسرا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا محمل یہ ہے اللہ تعالیٰ ان سے خوشی سے باپ نہیں کرے گا اور نہ ان سے ایسی بات کرے گا جس سے وہ خوش ہوں۔

(۳) قیامت کے دن ان کی طرف نظر نہیں فرمائے گا: اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو دیکھے گا نہیں کیونکہ کائنات کی کوئی چیز اللہ سے اوجھل اور مخفی نہیں ہے بلکہ اس کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف محبت اور رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

(۴) اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ نہیں فرمائے گا: اس کا ایک معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے گناہوں کے میل اور زنگ سے پاک اور صاف نہیں کرے گا بلکہ ان کے گناہوں کی ان کو سزا دے گا اور ان کو معاف نہیں کرے گا دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح اپنے نیک بندوں کی تعریف اور ستائش کرے گا ان کی تعریف نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی تعریف فرشتوں کے واسطے سے بھی کرے گا اور بلا واسطہ بھی ان کی تعریف فرمائے گا فرشتوں کے واسطے سے یہ تعریف ہے:

(آیت) "والملائكة يدخلون عليهم من كل باب"۔ سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی

الدار"۔ (الرعد: ۲۴-۲۳)

ترجمہ: اور فرشتے (جنت کے) ہر دروازہ سے (یہ کہتے ہوئے) ان پر داخل ہوں گے تم پر سلامتی ہو کیونکہ تم نے صبر کیا سو کیا ہی اچھا ہے آخرت کا گھر۔

اللہ تعالیٰ نے خود اپنے نیک بندوں کی دنیا میں بھی تعریف فرمائی ہے: (آیت) "التائبون العابدون الحامدون السائحون الراكعون الساجدون الامرون بالمعروف والنہون عن المنکر والحفظون لحدود اللہ وبشر المؤمنین"۔ (التوبہ: ۷۷)

ترجمہ: جو توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے ہیں اللہ کی حمد کرنے والے ہیں روزہ رکھنے والے ہیں رکوع

کرنے والے ہیں سجدہ کرنے والے ہیں نیکی کا حکم دینے والے ہیں برائی سے روکنے والے ہیں اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں اور مومنوں کو بشارت دیتے۔

اور اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی ان کی تعریف فرمائے گا: (آیت) "سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبِّ رَحِيمٍ"۔ (س: ۳۶)

ترجمہ: ان پر رب رحیم کا فرمایا ہوا سلام ہوگا:

(۵) انکے لیے دردناک عذاب ہے: پہلے چار امور میں اللہ تعالیٰ نے ان سے ثواب کی نفی کی ہے اور اس آخری امر میں اللہ تعالیٰ نے ان کو عذاب کی وعید سنائی ہے۔ (تفسیر تبيان القرآن، سورہ آل عمران، لاہور)

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْتِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا: معین میں ابو دائل کی وساطت سے حضرت عہد اللہ کی روایت منقول ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کا مال مارنے کے لیے جھوٹی قسم کھائے گا تو اللہ کے سامنے اس کی پیشی ایسی حالت میں ہوگی کہ اللہ اس پر غضب ناک ہوگا۔ اس کی تصدیق میں آیت مذکورہ آخر تک نازل ہوئی۔ حضرت عہد اللہ یہ حدیث بیان کر چکے تھے تو حضرت اشعث بن قیس باہر سے اندر آئے اور پوچھا ابو عبد الرحمن نے تم سے کیا حدیث بیان کی تھی لوگوں نے بتا دیا کہ یہ یہ بیان کر رہے تھے حضرت اشعث نے کہا یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی تھی۔ بات یہ ہوئی کہ میرا ایک کنواں میرا چچا کے بیٹے کی زمین میں تھا میں نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر گزارش کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اپنے گواہ پیش کرو۔ ورنہ اس کی قسم کو مانو۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ وہ تو اس پر قسم کھالے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے مسلمان آدمی کا مال مارنے کے لیے جھوٹی قسم کھائی اور (دانت) وہ قسم میں مجھوتا ہو تو قیامت کے دن جب اللہ کی پیشی میں جائے گا تو اللہ اس پر غضب ناک ہوگا۔

بخاری کے طریق سے بغوی نے اپنی سند سے یہ حدیث اسی طرح نقل کی ہے لیکن ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ کی روایت میں حضرت اشعث بن قیس کا قول اس طرح منقول ہے کہ میرے اور ایک یہودی کے درمیان کچھ زمین کا نزاع تھا۔ یہودی (میرے حق کا) منکر تھا) میں اس کو رسول اللہ کی خدمت میں لے گیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تیرے پاس گواہ ہیں میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے یہودی سے فرمایا: تو قسم کھا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ یہ تو قسم کھالے گا اور میرا مال لے جائے گا۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ بخاری نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی کی روایت سے لکھا ہے کہ ایک شخص کچھ تجارتی سامان بازار میں لایا اور کسی مسلمان کو پھانسنے کے لیے اللہ کی قسم کھا کر کہنے لگا کہ مجھے اس کی اتنی قیمت ملتی تھی حالانکہ اس کو اس کی بیان کردہ قیمت نہیں ملتی تھی (یا یوں ترجمہ کیا جائے کہ اس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ میں نے اس سامان کی اتنی قیمت دی ہے یعنی اتنے میں خریدا ہے حالانکہ اس نے اتنی قیمت نہیں دی تھی) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حافظ ابن حجر نے بخاری کی شرح میں لکھا ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں کوئی تضاد نہیں (کہ ایک کو صحیح ماننے کی صورت میں دوسری کو غلط ماننا ہی پڑے) بلکہ ممکن ہے کہ نزول آیت کے دونوں سبب ہوں (ایک واقعہ بھی ہوا ہو اور دوسرا بھی)

ثَمَنًا قَلِيلًا: سے مراد ہے متاع دنیا خواہ قلیل ہو یا کثیر کیونکہ جنت کی نعمتوں کے مقابل تو دنیا کا کثیر سامان بھی قلیل ہی

ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ادا امانت کے عہد اور جھوٹی قسموں کے عوض متاع دنیا حاصل کرتے ہیں ابن جریر نے عکرمہ کا قول نقل کیا ہے کہ آیت کا نزول کعب بن اشرف جی بن الخطیب اور ان جیسے دوسرے یہودیوں کے حق میں ہوا جو توریت میں نازل شدہ اوصاف محمدی کو چھپاتے بدلتے اور ان کی جگہ دوسری چیزیں درج کیا کرتے تھے اور قسم کھا کر کہتے تھے کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہیں اس تہذیب و تحریف سے ان کی غرض یہ تھی کہ ان کو کھانے کو ملتا رہے اور جو رشوتیں وہ اپنے قبیعین سے لیتے رہتے تھے ان میں فرق نہ آئے۔ ابن حجر نے لکھا ہے آیت میں اس سبب نزول کا بھی احتمال ہے۔ لیکن اصل سبب نزول وہی ہے جو صحیح حدیث میں آیا ہے۔

میں (مفسر) کہتا ہوں آیت کی رفتار اور کلام کا سیاق اب ابن جریر از عکرمہ کی روایت کی صحت کو چاہتا ہے اور جس طرح دونوں مذکورہ بالا حدیثوں میں باہم تضاد نہیں ہے اس طرح ان حدیثوں سے عکرمہ کی روایت کا بھی تضاد نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ اسباب نزول تینوں ہوں۔ علقمہ نے اپنے والد حضرت وائل کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ کی خدمت میں دو آدمی حاضر ہوئے ایک حضرموت کا دوسرا کندہ کا۔ حضرمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ اس نے میری زمین چھین لی۔ کندی نے جواب دیا وہ میری زمین ہے۔ میرے قبضہ میں ہے اس میں کسی کا حق نہیں ہے رسول اللہ نے حضرمی سے فرمایا: کیا تمہارے پاس گواہ ہیں۔ اس نے کہا نہیں فرمایا: تو تم کو اس سے قسم لینے کا حق ہے حضرمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ یہ شخص تو علانیہ فاسق ہے کسی چیز سے اس کو ہاک نہیں۔ اس کو قسم کھانے کی پروا بھی نہ ہوگی فرمایا: اس کے علاوہ اس سے تم کو کوئی حق نہیں چنانچہ کندی جب قسم کھانے چلا اور پشت پھیری تو رسول اللہ نے فرمایا: اگر اس نے ناحق مال کھانے کے لیے قسم کھالی تو اللہ کی پٹشی کے وقت خدا اس سے رخ پھیرے ہوئے ہوگا۔

(رواہ مسلم)

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ کندی کا نام امراء القیس بن عابس اور اس کے حریف کا نام ربیعہ بن عہدان تھا۔ ابو داؤد کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ جو کوئی قسم کھا کر (کسی کا) کوئی مال مارے گا وہ اللہ کی پٹشی کے وقت کوڑھی ہوگا۔ یہ سن کر کندی نے عرض کیا: یہ زمین اسی کی ہے۔ بغوی کی ایک روایت میں آیا ہے کہ جب کندی نے قسم کھانے کا ارادہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی اس پر امراء القیس (یعنی کندی) نے قسم کھانے سے انکار کر دیا اور اپنے حریف کے حق کا اقرار کر لیا اور زمین اس کو دیدی۔

أُولَٰئِكَ لَا تَخْلُقُ لَهُمْ فِي الْأَخْرَةِ: ان لوگوں کا راحت آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔

حضرت ابو امامہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جس نے قسم کھا کر کسی مسلمان شخص کا حق مارا اللہ نے اس کے لیے دوزخ لازم کر دی اور جنت اس پر حرام کر دی۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ اگرچہ تھوڑی سی چیز ہو؟ فرمایا: اگرچہ درخت پیو کی ایک ٹہنی ہو۔ (رواہ مسلم) ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور نے یہ آخری لفظ تین مرتبہ فرمایا۔

وَلَا يَكْتُمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ: اور قیامت کے دن اللہ ان سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا۔ بعض علماء نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اللہ ان سے ایسا کلام نہیں کرے گا جس سے ان کو خوشی ہو اور نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا۔ صحیح یہ ہے کہ (آیت کا حقیقی معنی مراد نہیں ہے بلکہ) بطور کنایہ غضبناک ہونا اور رخ پھیر لینا مراد ہے

گو یا اس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے جو حضرت عبداللہ اور حضرت اشعث کی روایت سے ذکر کر دی گئی ہے کہ لعلی اللہ وهو علیہ فضہاں اور حضرت وائل کی روایت سے بیان کیا گیا ہے کہ لیلطین اللہ وهو عدہ معرطن۔

وَلَا يُزَكِّيهِمْ: اور اللہ ان کو پاک نہیں بنائے گا۔ یعنی ان کی (پاک کی) تعریف نہیں کرے گے (یہ مطلب ضعیف ہے) صحیح مطلب یہ ہے کہ اللہ ان کا گناہ معاف نہیں کرے گا کیونکہ یہ بندوں کا حق ہے اس کا بدلہ تو ضرور ملنا ہے۔ حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: اعمال الناس کی تین میں ہیں ایک مدوہ ہے جس کی پروا (حق کے ساتھ) اللہ نہیں کرے گا۔ دوسری مدوہ ہے جس میں سے کوئی چیز (بغیر غرض کے) نہیں چھوڑے گا تیسری مدوہ ہے جس کو معاف نہیں فرمائے گا۔ جس مد کو معاف نہیں فرمائے گا وہ تو شرک ہے اور جس مد کی کوئی خاص پروا نہیں کرے گا وہ خود انسان کا اپنی ذات پر ظلم ہے یعنی وہ حقوق جو براہ راست خدا کے انسان پر ہیں ان کو ادا نہ کرنا (جیسے) کوئی روزہ ترک کر دیا یا کوئی نماز چھوڑ دی اور وہ مد جس (کے اندراجات) میں سے کوئی چیز (بغیر بدلہ کے) نہیں چھوڑے گا وہ بندوں کی باہم حق تلفیاں ہیں اس میں لامحالہ بدلہ دینا ہوگا۔ (رواہ الما تم وجمہ)

طبرانی نے بھی ایسی ہی حدیث حضرت سلمان اور حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے اور بزار نے حضرت انس کی روایت سے بیان کی ہے اگر اوصاف رسول اللہ کو چھپانے کی وجہ سے آیت کا نزول یہودیوں کے متعلق تسلیم کیا جائے تو عدم مغفرت کا حکم ان کے کفر کی وجہ سے قرار پائے گا۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: اور انہی کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ یعنی ان کے اعمال کی سزا میں حضرت ابوذر کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور انہی کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ حضور ﷺ نے یہ آیت تین بار تلاوت فرمائی حضرت ابوذر نے عرض کیا: یا رسول اللہ وہ ناکام اور نامراد ہوں گے مگر ہیں کون لوگ۔ فرمایا: (غرور سے) تہبند نیچی لٹکانے والا (یعنی ٹخنوں سے نیچے) اور وہ احسان جتلانے والا کہ جب کچھ دیتا ہے تو اس کا احسان ضرور جتلاتا ہے اور جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال کی فروخت کو فروغ دینے والا۔

(رواہ مسلم و احمد و ابو داؤد و الترمذی و النسائی)

حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: تین ہیں جن سے اللہ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور انہی کے لیے دردناک عذاب ہوگا ایک وہ شخص جس کے پاس بیابان میں ضرورت سے زائد پانی ہو اور وہ دوسرے مسافر کو نہ دے ایک وہ شخص جس نے عصر کے بعد (جب کہ بازار میں رونق ہوتی ہے) کچھ سامان تجارت کا فروخت کرنا چاہا اور اللہ کی قسم کھا کر کہ میں نے یہ اتنے میں خریدا ہے حالانکہ بیان کردہ قیمت پر اس نے نہیں خریدا تھا اور لوگوں نے اس کی بات سچ مان لی اور ایک وہ آدمی جس نے امام کی بیعت کی اور صرف دنیا کے لیے کی اگر امام نے کچھ دنیا سے دے دی تو وفادار رہا اور نہ دی تو اس نے بیعت کی وفاتہ کی (یعنی غداری کی) (رواہ اصحاب مد وجمہ)

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ کی ایک مرفوع روایت اس طرح ہے کہ تین ہیں جن سے اللہ قیامت کے دن بات بھی نہیں کرے گا اور نہ ان پر نظر فرمائے گا ایک وہ شخص جس نے کسی سامان کے فروخت پر جھوٹی قسم کھا کر کہا کہ میں نے یہ اتنے میں خریدا ہے

حالانکہ جو قیمت اس نے دی تھی اس سے بتائی ہوئی قیمت زیادہ تھی۔ دوسرا وہ شخص جس نے کسی مسلمان کا مال مارنے کے لیے عمر کے بعد جھوٹی قسم کھائی تیسرا وہ آدمی جس نے اپنی ضرورت سے بھا ہوا پانی (عاجتہ مسافر کو دینے سے) روک لیا۔ (قیامت کے دن) اللہ اس سے فرمائے گا آج میں تجھ سے اپنا فضل روکتا ہوں جس طرح تو نے اپنے صرف سے بچی ہوئی وہ پیرزادہ رکھی تھی، تو نے بنائی بھی نہ تھی (یعنی پانی)۔

طبرانی اور بیہقی نے تین آدمیوں کی تفصیل حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس طرح نقل کی ہے ایک بوڑھا زانی دوسرا شیخی خور مفلس تیسرا وہ شخص جس نے اپنا سرمایہ ہی اس بات کو بنا رکھا ہے کہ کچھ بچے گا تو قسم کھا کر اور ٹریدے گا تو قسم کھا کر۔ طبرانی نے حضرت معمر بن مالک کی روایت سے بھی ایسی ہی مرفوع حدیث نقل کی ہے۔ (صبر مظہری، سورہ آل عمران، لا ہور)

بَابُ الرَّجُلِ يَحْلِفُ عَلَى عِلْمِهِ فِيمَا غَابَ عَنْهُ

باب: آدمی جس موقعہ پر موجود نہیں تھا، اس کے بارے میں اس کے علم کی بنیاد پر اس سے حلف لینا

3622 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَالِدٍ حَدَّثَنَا الْقُرْبَائِيُّ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي كُرْخُوشُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ كِنْدَةَ وَرَجُلًا مِنْ حَضْرَمَوْتَ انْتَصَبَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَرْضٍ مِنَ الْأَرْضَيْنِ، فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَرْضِي انْتَصَبَتْ لَهَا أَبُو هَذَا، وَهِيَ فِي يَدِهِ، قَالَ: هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ؟ قَالَ: لَا وَلَكِنْ أَخْلَفُهُ، وَاللَّوْمُ مَا يَعْلَمُ أَنَّهَا أَرْضِي انْتَصَبَتْ لَهَا أَبُو هَذَا فَهَيَّا الْكِنْدِيُّ يَقْبِضُ عَلَى يَدَيْهِ لِلْبَيِّنَةِ وَبَنَاتِي الْحَدِيثُ

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کندہ اور حضرموت سے تعلق رکھنے والے دو آدمیوں نے زمین میں موجود ایک زمین کے بارے میں مقدمہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو حضری نے عرض کی:

یا رسول اللہ! یہ میری زمین ہے: جسے اس شخص کے باپ نے مجھ سے غصب کر لیا تھا، اور وہ اب اس کے قبضے میں ہے، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟ اس نے عرض کی: جی نہیں! لیکن میں اس سے عطف لوں گا، اللہ کی قسم یہ شخص یہ بات نہیں جانتا کہ اس کے باپ نے میری زمین غصب کر لی تھی، تو وہ کندی شخص قسم اٹھانے کے لیے تیار ہو گیا، اس کے بعد راوی نے پوری حدیث نقل کی ہے۔

3623 - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ وَهَابٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَاثِلٍ بْنِ خَجَرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: الْحَضْرَمِيُّ، يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ كَانَتْ لِأَبِي فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضِي فِي يَدِي أَرَزَعُهَا لَيْسَ لَهَا فِيهَا حَقٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ: أَلَاكَ بَيِّنَةٌ؟ قَالَ: لَا قَالَ: فَدَبَّ

يَحْلِفُ لَقَدْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ لَيْسَ يُهَيَّا مَا حَلَفَ لَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ. فَقَالَ: لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا خَلِيتُ

یعنی: حضرت وائل بن حجر حصری جو دشمنان کرتے ہیں: حرموت سے تعلق رکھنے والا ایک شخص اور کندہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نے حرموت میں حاضر ہوئے، حصری نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس شخص نے میری زمین پر قبضہ کر لیا ہے، جو میرے والد کی زمین تھی، کندی شخص نے کہا: وہ میری زمین ہے میں اس پر کھیتی باڑی کرتا ہوں، اس شخص کا اس زمین پر کوئی حق نہیں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حصری سے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟ اس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر تمہارے مقابلے میں اس کی قسم کافی ہوگی، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ گناہکار شخص ہے، یہ اس کی پاداشیں کرے گا کہ یہ کیا قسم اٹھا رہا ہے اور یہ بچنے کی کوئی کوشش نہیں کرے گا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لیے صرف یہی ہو سکتا ہے۔

بَابُ كَيْفَ يَحْلِفُ الذِّمِّيُّ

باب: ذمی سے کیسے حلف لیا جائیگا؟

3624 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ قَارِبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ مَزِينَةَ وَكُنْ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْنَبُ لِلْيَهُودِ: أَلْشُّدُّكُمْ بِاللَّهِ، الَّذِي أَلْزَلَ التَّوْرَةَ عَلَى مُوسَى، مَا تَحْجِدُونَ فِي التَّوْرَةِ عَلَى مَنْ رَزَى، - وَسَأَقِي الْحَدِيثَ فِي قِصَّةِ الرَّبِّعِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا: میں تم لوگوں کو اس اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں، جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل کی تھی، تم لوگ زناہ کرنے والے کے بارے میں توریت میں کیا حکم پاتے ہو؟ اس کے بعد راوی نے سنسار سے متعلق پورا واقعہ نقل کیا ہے۔

3625 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى أَبُو الْأَصْبَحِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، هَذَا الْحَدِيثُ وَبِإِسْنَادِهِ قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ مَزِينَةَ مَعْنَى كَانَ يَتَّبِعُ الْعِلْمَ وَيَعِينُهُ، يُحَدِّثُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ وَسَأَقِي الْحَدِيثَ بِمَعْنَاهُ

ابن شہاب زہری کے حوالے سے ایک اور روایت منقول ہے (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)

3624 - صحيح لغيره، وهذا اسناد حسن، شيخ الزهري - وان كان مبهما - قد اتى عليه الزهري فذكر انه ممن يبيع العلم ويبيع كماله
بعد، وذكر ابن المبارك عند الطبري في "المسيره" 2332/

3625 - صحيح لغيره، وهذا اسناد حسن كسابقه، وسهائي يخرجه برقم (4450).

3626 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهُ: يَعْزِي لَابْنِ صُورِيَا: أَذْكُرُكُمْ بِاللهِ الَّذِي تَجَاكُمُ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ، وَأَقْطَعَكُمْ الْبَحْرَ، وَظَلَّلَ عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ، وَأَنْزَلَ عَلَيْكُمُ السَّنَّ، وَالسَّلْوَى، وَأَنْزَلَ عَلَيْكُمُ الثَّوْرَةَ عَلَى مُوسَى أَنْجِدُونِي كِتَابَكُمْ الرَّجْمَ، قَالَ: ذَكَرْتَنِي بِعَظِيمٍ، وَلَا يَسْعِينِي أَنْ أَكْذِبَكَ وَسَأَلِي الْحَدِيثَ

❦❦ عکرمہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس سے (یعنی یہودیوں کے عالم) ابن صوریہ سے فرمایا: میں تمہیں اس اللہ کی یاد دلاتا ہوں، جس نے تم لوگوں کی آل فرعون سے نجات عطا کی تھی اور تمہارے لیے دریا کو خشک کر دیا تھا، تم پر بادل کے درپے سایہ کر دیا تھا، تم لوگوں پر سن و سلوئی نازل کیا تھا، جس نے تم لوگوں یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل کی، کیا تم لوگ اپنی کتاب میں سنگسار کرنے کا حکم پاتے ہو؟ تو اس یہودی عالم نے کہا: آپ نے مجھے ایک عظیم ذات کی یاد دلائی ہے، اب میرے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ میں آپ کے ساتھ غلط بیانی کروں، اس کے بعد راوی نے پوری حدیث نقل کی ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَخْلِفُ عَلَى حَقِّهِ

باب: آدمی کا اپنے حق کے لیے قسم اٹھانا

3627 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ بْنُ مُجْمَدَةَ، وَمُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّزَّازِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا بَقِيعَةُ بْنُ الْبَوَيْدِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ سَلْبٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ، فَقَالَ الْمَقْصُوعُ عَلَيْهِ: لَنَا أَذْهَرُ حَسْبِي اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ يَكُومُ عَلَى الْعَجْرِ، وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ فَإِذَا غَلَبَكَ أَمْرٌ، فَقُلْ حَسْبِي اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

❦❦ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دو آدمیوں کے درمیان ایک فیصلہ دیا جس شخص کے خلاف فیصلہ دیا گیا تھا جب وہ واپس مڑا تو اس نے یہ کہا: میرے لیے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ عاجز ہو جانے پر ملامت کرتا ہے، تم پر لازم ہے کہ تم سمجھ داری اختیار کرتے ہوئے (بھرپور طریقے سے کوئی کام کرو) اور اگر معاملہ تم پر غالب آ جائے، تو پھر یہ کہو کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

بَابُ فِي الْحَبْسِ فِي الدَّيْنِ وَغَيْرِهِ

باب: قرض کا بیان، کیا اس کی وجہ سے قید کیا جائے گا؟

3626 - رجاله ثقات، لكنه مرسل، قال الزيلعي في "نصب الراية" 4/130 جعله شيخنا علاء الدين مسنداً من رواية ابن عباس مقلداً لمعبر دلس

دیک

3627 - اسنادہ ضعیف بلکہ ابن الولید علی ضعیفہ عدلس وقد عنعن، سیف - وهو الشامي - قال الذهبي: لا يعرف

3628 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ وَبَرِ بْنِ أَبِي دُلَيْلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْتُ الْوَاجِدَ يُحِلُّ عِرْضَهُ، وَعُقُوبَتَهُ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: يُحِلُّ عِرْضَهُ يُغْلَظُ لَهُ، وَعُقُوبَتَهُ يُجَبِّسُ لَهُ

❦❦❦ عمرو بن شریذ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

” (قرض کی ادائیگی کی صلاحیت رکھنے والے) خوشحال شخص کا مال مثول کرنا، اس کی عزت اور سزا کو حلال کر دیتا ہے۔“

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں: عزت کو حلال کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے ساتھ سختی سے پیش آیا جائے گا اور اس کی سزا کو حلال کرنے سے مراد یہ ہے کہ اسے قید کیا جائے گا۔

قرض ادا کرنے کی استطاعت کے باوجود ادا نہ کرنا ظلم ہے

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صاحب استطاعت کا ادائیگی قرض میں تاخیر کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کسی کو صاحب استطاعت کے حوالہ کیا جائے تو اسے اس حوالہ کو قبول کر لینا چاہئے۔

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 128)

حدیث کے پہلے جزء کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کوئی چیز خریدے اور اس کی قیمت ادا کرنے کی استطاعت رکھنے کے باوجود قیمت ادا نہ کرے یا کسی کا قرض دار ہو اور ادائیگی قرض پر قادر ہونے کے باوجود (قرض ادا کرنے میں تاخیر کرے تو یہ ظلم ہے) بلکہ بعض علماء نے تو یہ لکھا ہے کہ یہ فسق ہے اور اس کی وجہ سے ایسے شخص کی گواہی رد ہوتی ہے اگرچہ یہ نادر ہندگی ایک ہی مرتبہ کیوں نہ ظاہر ہوئی ہو لیکن بعض دوسرے علماء کا قول یہ ہے کہ اس شخص کی گواہی قابل رد ہے جو صاحب استطاعت ہو نیچے باوجود بار بار نادر ہندگی میں مبتلا ہو اور ادائیگی میں تاخیر کرنا اس کی عادت بن چکی ہو۔

حدیث کے دوسرے جزء اور جب تم سے کسی کو صاحب استطاعت کے حوالہ کیا جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص کا کسی پر قرض ہو اور وہ قرض دار ادائیگی قرض پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے کسی مالدار شخص سے یہ کہے کہ تم میرا قرض ادا کر دینا تو قرض خواہ کو چاہئے کہ وہ قرضدار کی اس بات کو فورا قبول کر لے تاکہ اس کا مال ضائع نہ ہو یہ حکم استحباب کے طور پر ہے لیکن بعض علماء کا قول ہے کہ یہ حکم بطریق وجوب ہے جب کہ کچھ علماء اس حکم کو بطریق اباحت کہتے ہیں

قرض ادا نہ کرنے پر سخت وعید کا بیان

حضرت سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا، صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جنازہ کی نماز پڑھ لیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر قرض تو نہیں ہے صحابہ نے کہا

3628 - ابودہ حسن، محمد بن ميمون - وهو ابن مسبكة - روى عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه، وقال ابو حاتم: روى عنه الطائفيون، وذكره ابن حبان في "لغات"، وصححه له هذا الحديث، وحسن هذا الاسناد الحافظ في "الفتح" 62.5/ واحرجه ابن ماجه (2427)، والسنائي (4689) و (4690) من طريقين عن ابن ابي دليلة، وهو في "مسند احمد" (17946)، و "صحيح ابن حبان" (5089).

کہ نہیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر ایک اور جنازہ لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر قرض تو نہیں؟ عرض کیا گیا کہ ہاں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کچھ چھوڑ کر بھی مرا ہے یا نہیں صحابہ نے عرض کیا کہ تین دینار اس نے چھوڑے ہیں یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر ایک تیسرا جنازہ لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس پر قرض تو نہیں ہے صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں تین دینار اس پر قرض ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کچھ چھوڑ کر بھی مرا ہے یا نہیں عرض کیا گیا کہ کچھ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو ابوقادہ نے جب یہ سنا تو کہا کہ یا رسول اللہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی نماز جنازہ پڑھ لیجئے اس کا قرض میں ادا کر دوں گا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی (بخاری، مشکوٰۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 130)

ہو سکتا ہے کہ تینوں جنازے ایک ہی دن اور ایک ہی مجلس میں لائے گئے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ الگ الگ دن اور الگ الگ مجلس میں یہ جنازے لائے گئے ہوں۔ دوسرے شخص پر جو قرض تھا اس کی مقدار انہیں تین دینار کے برابر رہی ہوگی جو وہ چھوڑ کر مرا تھا اس لئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہو گیا کہ اس شخص پر جتنا قرض ہے اس کی ادائیگی کے بقدر اثاثہ چھوڑ کر مرا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھ لی۔ تیسرا چونکہ اپنے قرض کی ادائیگی کے بقدر مال چھوڑ کر نہیں مرا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا اس انکار کی وجہ یہ تھی کہ اس سے لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور وہ قرض سے پرہیز کریں اور اگر بدرجہ مجبوری قرض لیں تو اس کی ادائیگی میں تاخیر و تقصیر سے باز رہیں یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھنا اس لئے مناسب نہیں سمجھا کہ میں اس کے لئے دعا کروں اور دعا قبول نہ ہو کیونکہ اس پر لوگوں کا حق تھا جس سے بری الذمہ ہوئے بغیر وہ مر گیا تھا۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ میت کی طرف سے ضامن ہونا جائز ہے خواہ میت نے ادائیگی قرض کے لئے مال چھوڑا ہو یا نہ چھوڑا ہو چنانچہ حضرت امام شافعی اور اکثر علماء کا یہی مسلک ہے بخلاف حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔

بعض حنفی علماء کہتے ہیں کہ حضرت امام مالک حضرت امام شافعی حضرت امام احمد اور حنفیہ میں سے حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد نے اس حدیث سے اس بات کا استدلال کیا ہے کہ اس میت کی طرف سے کفالت جائز ہے جس نے کچھ بھی مال نہ چھوڑا ہو اور اس پر قرض ہو یہ حضرات کہتے ہیں کہ اگر میت کی طرف سے کفالت جائز نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس تیسرے جنازہ کی نماز نہ پڑھتے۔ لیکن حضرت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ مفلس میت کی طرف سے کفالت صحیح نہیں ہے کیونکہ مفلس میت کی طرف سے کفالت دراصل دین ساقط کی کفالت ہے اور یہ بالکل صاف مسئلہ ہے کہ دین ساقط کی کفالت باطل ہے۔ اب رہی یہ بات کہ حضرت ابوقادہ نے میت کی طرف سے اس کے قرض کی کفالت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوقادہ کی کفالت کو تسلیم کر کے اس کی نماز جنازہ پڑھ لی تو اس کے بارے میں امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ حدیث کے الفاظ سے صرف یہی ثابت نہیں ہوتا کہ ابوقادہ نے اس شخص کی زندگی ہی میں اس کی طرف سے کفالت کر لی ہوگی اس موقع پر تو انہوں نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا اقرار و اظہار کیا کہ میں اس کی کفالت پہلے ہی کر چکا ہوں اب میں اس کے قرض کا ذمہ دار ہوں

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس اقرار و اظہار پر نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ابو قتادہؓ نے اس وقت میت کی طرف سے کفالت کی نہیں تھی بلکہ ازراہ احسان و تبرع یہ وعدہ کیا تھا کہ میں اس کا قرض ادا کر دوں گا۔

3629 - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا النُّعْمَانُ بْنُ شَمِيلٍ، أَخْبَرَنَا هِرْمَاسُ بْنُ حَبِيبٍ، رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغَرِيمِي، فَقَالَ لِي: الزَّمُهُ، ثُمَّ قَالَ لِي: يَا أَخَا بَيْتِي تَمِيمٌ مَا تُرِيدُ أَنْ تَفْعَلَ بِأَسِيرِكَ؟

روایت بہرہماس بن حبیب، ایک دیہاتی شخص سے روایت کرتے ہیں، اس نے اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اپنے ایک مقروض کو لے کر حاضر ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم اس کے ساتھ رہو پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے بنو تميم سے تعلق رکھنے والے فرد! تم اپنے ساتھی کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟

3630 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبَسَ رَجُلًا فِي مَنَافَةِ بْنِ زَيْدٍ، بَهْرَ بْنَ حَكِيمٍ، وَالِدُكَ مِنْ حَوَالَةِ سَيِّدِ ابْنِ حَكِيمٍ، بَيَانُ نَقْلِ كَرْتِي: نَبِيٌّ اَكْرَمُ ﷺ نے تہمت کی وجہ سے ایک شخص کو قید کر دیا تھا۔

3631 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ، وَمُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ ابْنُ قُدَّامَةَ - حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ ابْنُ قُدَّامَةَ إِنَّ أَحَاةَ أَوْ عَمَةً، وَقَالَ مُؤَمَّلٌ: رَأَتْهُ قَامَرًا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَخْطُوبٌ، فَقَالَ: جِئْتَنِي بِمَا أُحْذَرُ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَلَّوْا لَهُ عَنْ جِئْتَنِي بِمَا أُحْذَرُ، ثُمَّ ذَكَرَ مُؤَمَّلٌ وَهُوَ مَخْطُوبٌ

روایت بہرہ بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ان کے بھائی (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) ان کے چچا، اور ایک روایت کے مطابق، وہ خود نبی اکرم ﷺ کے سامنے کھڑے ہو گئے، جبکہ نبی اکرم ﷺ اس وقت غصہ دے رہے تھے، انہوں نے عرض کی: میرے ہمسایوں کو کس بنیاد پر پکڑا گیا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے دوسرے ان سے اعراض کیا: پھر رادی نے کوئی چیز ذکر کی؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کے پڑوسیوں کو چھوڑ دو۔ ایک راوی نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے: نبی اکرم ﷺ اس وقت خطبہ دے رہے تھے۔

پڑوسی کے حقوق قرآن و سنت کی روشنی میں

اسلام کا امتیاز یہ ہے کہ اس نے حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور دیگر مذہب کے برعکس

3629 - مسندہ صحیف لاجہانہ الہرہماس بن حبیب و ابیہ، و آخر جہابن ماجہ (2428) من طریق النضر بن شميل، بہذا الاسناد

3630 - مسندہ حسن، بہر بن حکیم و ابیہ و حدیث فان، و آخر جہانری مدی (1476)، و النسانی (4875) و (4876) من طریق بہر بن حکیم، بہ

روای لہر مدی، حدیث بہر بن ابیہ عن جده حدیث حسن، و ہوالی "مسند احمد" (20019).

3631 - مسندہ حسن کتبہ، اسماعیل: ہوا بن ابراہیم بن یونس، المعروف بابن غلقہ.

جس میں گھر بار، بیوی بچے اور رشتہ دار و اقرباء سب کچھ چھوڑ کر جنگلوں میں نکل جانے اور رہبانیت کی زندگی گزارنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اس کی جگہ اسلام نے یہ بتایا کہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد بھی بہت ضروری ہیں اور بعض اعتبار سے انہیں حقوق اللہ سے بھی آگے رکھا جاسکتا ہے۔ کیونکہ قیامت کے دن اللہ پاک اپنا حق معاف کر دیں گے لیکن اس نفسی نفسی کے عالم میں کوئی کسی کو معاف نہیں کرے گا۔ اس دن ہر ایک کو اپنی نجات کی فکر ہوگی۔ قرآن نے روزِ حشر کا بڑا ہولناک نقشہ کھینچا ہے کہ اس دن ہر شخص اپنے بھائی، ماں باپ، بیوی بچے سب سے گریزاں ہوگا۔

حقوق العباد میں سے ایک اہم حق پڑوسی کا حق ہے جس کی جانب اسلام نے بڑی توجہ دلائی ہے۔ رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ جبریل نے مجھ کو پڑوسی کے حقوق کی اتنی تاکید کی کہ مجھے خدشہ ہو گیا کہ پڑوسیوں کو بھی وراثت میں حقدار قرار دے دیا جائے۔ (۱) یہ ارشاد رسول ہی اپنے آپ میں یہ بیان کر دے رہا ہے کہ پڑوسیوں کے حقوق کی کتنی شدت سے تاکید بیان کی گئی ہے۔ دوسری طرف اگر ہم اپنی زندگی کو دیکھیں اور تھوڑا غور کریں کہ کیا کبھی ہم نے اپنے پڑوسی کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ کی ہے۔ کیا اسلام میں پڑوسی کے جو حقوق بیان کئے گئے ہیں اور بطور ایک پڑوسی قرآن و حدیث میں ہم پر جو ذمہ داری عائد کی گئی ہے اسے ہم نے پورا کیا ہے۔ اگر انصاف سے جواب کی تلاش کی جائے تو جواب یہی ہوگا نہیں؟ اور یہی وجہ ہے کہ آج ہماری زندگی سے چین و سکون اٹھ گیا ہے۔ ہر شخص کو اپنی فکر ہے۔ پڑوسی پڑوسی کے حالات سے بے خبر ہے اور کوئی ایک دوسرے پر بھروسہ کرنے کیسے تیار نہیں۔ اگر اسلامی تعلیمات کو اپنایا جائے اور بالخصوص پڑوسی کے جو حقوق قرآن و حدیث میں بیان ہوئے ہیں ان کی جانب توجہ دی جائے تو شاید ہمارے معاشرے اور سماج سے جو چین و سکون اٹھ گیا ہے وہ دوبارہ واپس آجائے اور ہماری معاشرت بہت خوبصورت ہو جائے۔

قرآن کریم نے ایک مقام پر پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید ہے اور یہ حسن سلوک کس طرح ہو، اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات گرامی سے واضح کیا ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض منصبی ہی یہی تھا کہ لتبین للناس، نزل الیہم کہ قرآن کی آیات کو واضح کریں، کھول کر بیان کر دیں۔ اس کے مفہوم و معانی سے لوگوں کو آگاہ کریں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورہ نساء میں فرمایا: **واعبدوا اللہ ولا تشركوا به شیئاً وبالوالدین احسنا وبذی القربی والیتیمی والمسکین والجارذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمنکم۔ ان اللہ لا یحب من کان مختالاً فخوراً** (سورہ نساء، 36) اور اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی نیکی کرو بے شک اللہ اترانے والے بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے والدین کے ساتھ ساتھ رشتہ داروں، یتیموں، مساکین کے ساتھ ساتھ پڑوسیوں کے ساتھ نیکی کرنے یعنی حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ الجار ذی القربی اور الجار الجنب کے ایک معنی حضرت ابن عباس سے یہ مروی ہیں کہ وہ پڑوسی جس سے تمہاری رشتہ داری ہو اور وہ پڑوسی جس سے تمہاری رشتہ داری نہ ہو دونوں کے ساتھ اللہ نے نیکی کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایک

حدیث آگے ذکر ہوگی۔ جس میں اسی اعتبار سے پڑوسیوں سے حسن سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (تفصیل کیلئے تفسیر طبری و جانب رجوع کریں)

پڑوسی کا اکرام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ابوشریح العدوی الکعبی الخزاعی نے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں: سمعت اذنای وابصرت عینای حین تکلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم جارک (بخاری، کتاب الادب، باب من کان یومن باللہ والیوم الآخر، مسلم، کتاب الایمان، حدیث 77، 76، ابن ماجہ، کتاب الادب، موطا امام مالک، کتاب صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم) یہ روایت متعدد صحابہ کرام سے منقول ہے۔ حافظ ذہبی نے اس روایت کو متواتر المعنی قرار دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اس حدیث کے الفاظ متواتر نہیں ہیں لیکن مجموعی طور پر پڑوسی کے اکرام کے بارے میں جو روایتیں متفرق طور پر ہیں وہ اس قدر ہیں کہ وہ درجہ تواتر کو پہنچتی ہیں۔ یہ حدیث حضرت ابوایوب انصاری، حضرت خالد الجعفی سے بھی منقول ہے۔

پڑوسی کے ساتھ بہتر سلوک کرنا حضرت ابوشریح خزاعی کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ پڑوسی کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے۔ (الادب المفرد، باب الوصایا بالجار، مسلم، کتاب الایمان، باب ذلک کلمہ من الایمان، سنن الدارمی، کتاب الاطعمہ، باب 11) یہ حدیث حضرت ابوہریرہ سے بھی مروی ہے۔ (مسلم، کتاب الایمان، باب ذلک کلمہ من الایمان)

مومن وہ ہے جو پڑوسی کو تکلیف نہ دے

حضرت ابوہریرہ رسول اللہ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔

(بخاری، کتاب الادب، باب من کان یومن باللہ والیوم الآخر، مسلم، المصدر السابق، ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی حق الجور)

یہ حدیث حضرت ابوہریرہ کے علاوہ حضرت ابوسعید الخدری، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی منقول ہے۔

پڑوسی کو تکلیف پہنچانے والا ملعون (خدا کی رحمت سے دور) ہے

شریک ابو عمر سے اور وہ ابو حمزہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ کے پاس اپنے پڑوسی کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے سامان لے کر راستے پر آ جاؤ۔ راوی کہتے ہیں لوگ راستے سے گزرتے اور اس پر (پورا واقعہ سن کر پڑوسی کو تکلیف پہنچانے والے) لعنت کرتے۔ (شدہ شدہ یہ خبر اس تک پہنچی) وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا اے اللہ کے رسول میں نے ایسا کیا کیا کہ لوگ مجھ پر لعنت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں کے لعنت کرنے سے پہلے اللہ نے تجھ پر لعنت کی ہے اس شخص نے پڑوسی کو تکلیف نہ دینے کا وعدہ کیا۔ جب وہ شخص آیا جو اپنے پڑوسی کے ظلم کا شکار تھا تو آپ نے فرمایا اپنا سامان (راستے سے) اٹھا لو اب تم مامون و محفوظ ہو۔

(الادب المفرد، باب شکایہ الجار ص 43/44، کنز العمال رقم 25510، مستدرک حاکم 4/166)

یہ روایت حضرت حضرت ابوہریرہ سے منقول ہے اس میں اس بات کا ذکر ہے کہ تکلیف دینے والے پڑوسی نے خود آ کر

اپنے پڑوسی سے سامان اٹھا کر گھر واپس چلنے کی گزارش کی اور آئندہ کبھی نہ ستانے کا بھی وعدہ کیا۔ حدیث کے الفاظ ہیں۔ ارجع الی منزلک، فواللہ لا اودیک ابداً گھر واپس چلے آئندہ میں کبھی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔

(بخاری ادب المفرد باب شکایۃ الجار، مجمع الزوائد 8/170)

جب کہ شہر بن حوشب سے مروی روایت میں اسی واقعہ میں یہ منقول ہے کہ شکایت کرنے والے پڑوسی نے جب اولاً اپنے پڑوسی کے ظلم و ستم کی شکایت کی تو فرمایا صبر کرو دوبارہ آیا تو فرمایا صبر کرو، جب تیسری مرتبہ اس نے شکایت کی تو آپ نے گھر کا سامان راستے پر ڈال دینے کا مشورہ دیا۔ (کنز العمال 25607، علی متقی الصدی نے اس روایت کو لایقیم کی المعرفہ کی جانب منسوب کیا ہے)

براہ پڑوس قیامت کی نشانیوں میں سے ہے

حضرت ابو ہریرہ مرفوعاً (یعنی ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے) روایت کرتے ہیں کہ قیامت کی علامتوں میں سے براہ پڑوس اور قطع رحمی (رشتہ داروں کے حقوق کا ادا نہ کرنا) بھی ہے۔ جب کہ ایک دوسری روایت جو حضرت ابو ہریرہ سے ہی منقول ہے اس میں قرب قیامت کی علامتوں میں سے ایک ترک جہاد بھی ہے۔

(الادب المفرد ص 41، اس میں سن اثر اہل السنۃ کی جگہ لا تقوم السنۃ ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک یہ باتیں ظہور نہ پزیر نہ ہو جائیں) پڑوسی کو تکلیف پہنچانے والا جنت میں نہیں جائے گا حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ وہ مومن نہیں ہے جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔ (حدیث کے الفاظ ہیں غواکلمہ، جب کہ ایک دوسری روایت میں بواللہ کا لفظ ہے دونوں کا معنی قریب قریب ایک ہی ہے۔ شر، برائی، تکلیف۔) (مسند رک حاکم، 4/165، کنز العمال 24905) یہ روایت حضرت انس سے بھی منقول ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو، ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، بوائق کا کیا مطلب ہے آپ نے فرمایا اس کا غصب اور اس کا ظلم۔ (مسند احمد بن حنبل، 4/336، مجمع الزوائد 8/169)

یہ روایت حضرت ابو شریح الخزاعی سے بھی منقول ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتا خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اس سے مراد کون ہے۔ آپ نے فرمایا وہ پڑوسی جس کے بوائق سے اس کا پڑوسی مامون نہ ہو، صحابہ نے عرض کیا بوائق کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا اس کی برائی۔ (بخاری کتاب الادب باب اثم من لایا من جارہ بوائق، امام بخاری نے بوائق کی تفسیر بلاکت سے کی ہے۔ یوبقہن یہلکھن موبقا مہلکا)

حضرت انس مرفوعاً نقل کرتے ہیں مومن وہ ہے جس سے اس کا پڑوسی مامون ہو اور اس کے شر کا اس کو خوف نہ ہو۔

حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے پتوں میں سے ایک پتہ پر لکھوایا (اصل لفظ کتب ہے) شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ وہ شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان نہیں رکھتا جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔ (مسند رک حاکم، 4/165، حاکم نے اس حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ وہ صحیحین کی شرط پر ہے)

پڑوسی کے اہلخانہ پر بری نظر رکھنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا سب سے بڑا گناہ کون سا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا جب کہ تجھ کو اللہ نے ہی پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا پھر کون سا گناہ، فرمایا: اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کرنا کہ اس کو بھی اپنے ساتھ کھانا پڑے گا۔ میں نے پوچھا، پھر کون سا گناہ، فرمایا: اپنی پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرنا۔ جب کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے، اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو نہیں پکارتے، اور نہ کسی نفس کو قتل کرتے ہیں جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہو مگر حق کے ساتھ اور نہ زنا کرتے ہیں۔ (بخاری کتاب النبی، کتاب الاطعمہ، باب 25، نسائی کتاب التحریم، باب 4، مسند احمد بن حنبل، 1/380/431)

(نوٹ: اس روایت کے ایک دوسرے سند میں اس کی وضاحت ہے کہ سوال شروع سے حضرت عبداللہ بن مسعود نے ہی پوچھا تھا۔ الفاظ ہیں: عن عمرو بن شریح بن حبیل عن عبداللہ قال: سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یعنی سوال کرنے والے شروع سے ہی حضرت عبداللہ بن مسعود تھے جب کہ جو حدیث پیش کی گئی اس کی سند میں ہے۔ عن عمرو بن شریح بن حبیل، عن عبداللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل۔ یعنی اول سوال کسی اور نے کیا تھا بعد میں سوال انہوں نے کئے تھے۔)

حضرت مقداد بن الاسود کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا: چوری کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ ہم نے عرض کیا: حرام ہے اس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس گھروں سے چوری کرنے کے لئے زیادہ برا یہ ہے کہ اپنے پڑوسی کے گھر میں چوری کرے۔ (پھر فرمایا) تم زنا کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ ہم نے عرض کیا اس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے اور وہ حرام ہے۔ فرمایا دس عورتوں کے ساتھ زنا کرنے سے زیادہ برا یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی پڑوسی کی عورت سے زنا کرے۔ (مسند احمد بن حنبل، 8/6، مجمع الزوائد، 8/16)

(نوٹ: اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد حافظ ذہبی لکھتے ہیں محمد بن سعید (جو اس روایت کا ایک راوی ہے) وہ متہم ہے۔ اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد حافظ ہیثمی لکھتے ہیں۔ اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں۔)

حضرت سلمیٰ اپنے والد حضرت ابو بکر صدیق سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی مسلمان سے اس کی بیوی اور پڑوسی کے بارے میں دھوکہ کیا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (کنز العمال، 7830)

پڑوسی کو کھانے میں سے کچھ بھیج دینا

حضرت ابو ذر سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم شور بہ بناؤ تو اس میں پانی زیادہ کر دو، پھر اپنے پڑوسیوں کے اہلخانہ کو دیکھو اور ان کو اس میں سے کچھ پہنچا دو۔ (مسلم، کتاب البر والصلۃ، 143، ابن ماجہ کتاب الاطعمہ، باب 58، سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمہ، باب 37، سنن الترمذی کتاب الاطعمہ، 30، مسند احمد بن حنبل، 5/161)

حضرت جابر سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی گوشت پکائے تو اس میں شور بہ زیادہ کرے اور کچھ پڑوسیوں کے یہاں بھی بکراوے۔ (الادب المفرد، باب ما یأکل من اللحم من غیر ان یسأل ۴۰)

(نوٹ: حافظ ابی اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں یہ حدیث اس سند سے منکر ہے لیکن متن صحیح ہے)

ماقہ بن عبد اللہ اعزلی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی گوشت خریدے تو اس میں شور بہ زیادہ کر دے۔ اگر کسی کو گوشت مل سکے تو (کم سے کم) شور بہل جائے گا اور وہ بھی گوشت کا ہی ایک حصہ ہے۔ (سنن الترمذی کتاب الاطعمہ باب ما یأکل من اللحم من غیر ان یسأل ۴۰۷۳۳)

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوعہ روایت کرتی ہیں کہ جب تم میں سے کوئی گوشت پکائے تو اس میں شور بہ زیادہ کرے اور کچھ پڑوسی کو بھی دے۔ (مجمع الزوائد ۸/ ۱۶۵) حافظ لکھتے ہیں کہ اس روایت میں عبید اللہ بن سعید قائد انعمش ہے جس کی توثیق ابن حبان نے کی ہے جب کہ دوسرے محدثین نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کیسے بہتر ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کیلئے سب سے بہتر ہے۔ (مسند احمد بن حنبل ۲/ ۱۶۸، سنن الترمذی کتاب البررۃ ۲۸، سنن الدہری کتاب السیر باب ۳، مستدرک حاکم ۴/ ۱۶۸، الادب المفرد، باب غیر الجیران من ۴۱/ ۴۲) پڑوسیوں میں زیادہ حق دار کون ہے

صلی اللہ بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! میرے دو پڑوسی ہیں تو میں (ہدیہ تحفہ وغیرہ) میں کس سے شروعات کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا دروازہ زیادہ قریب ہو۔

(بخاری باب حق الجوار فی قرب الاواب، الادب المفرد باب ۱۱۱، سنن الترمذی کتاب السیر باب ۳، مستدرک حاکم ۴/ ۱۶۷) حضرت عائشہ رضی اللہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میرے دو پڑوسی ہیں تو میں کس سے شروعات کروں (یعنی کوئی ہدیہ تحفہ یا کوئی اور چیز لینے دینے کے معاملہ میں کس پڑوسی کو مقدم رکھا جائے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے شروعات کرو جو ہدیہ میں تم سے زیادہ قریب ہو۔

حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعہ منقول ہے اپنے پڑوسی کے ساتھ بہتر برتاؤ کرو مومن بن جاؤ گے۔ (مسند احمد ۲/ ۳۱۰، سنن الترمذی کتاب البررۃ باب ۲، مجمع الزوائد ۸/ ۱۹، سنن ابی داؤد نے اس روایت کے متعلق کہا کہ اس کو احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے روایت صحیح کے رواۃ ہیں۔)

پڑوسی کا حق شفعہ

نوٹ: یہاں ایک وضاحت ضروری ہے کہ شفعہ فقہاء کی اصطلاح میں اس حق کو کہتے ہیں جو پڑوسی کو بطور پڑوسی کے حاصل ہوتا ہے کہ اگر کوئی اپنا مکان زمین جائیداد بیچنا چاہتا ہے تو اس کو خریدنے کا پہلا حق پڑوسی کا ہے۔ اگر وہ کسی وجہ سے عذر کر دیتا ہے تو پھر دوسرے کو بیچا جاسکتا ہے۔ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ حق شفعہ صرف استجاب کی حد تک ہے لازمی نہیں جب کہ دوسرے کہتے ہیں کہ حق شفعہ زنی ہے۔ اور پڑوسی کو اعتراض کا حق حاصل ہے۔

حضرت جابر سے مرفوعاً منقول ہے پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے۔

(بخاری کتاب الشفعہ، باب ۲، ابوداؤد کتاب المبیوع باب ۷۳، سنن النسائی کتاب المبیوع باب ۱۹، ابن ماجہ کتاب الشفعہ باب ۲، مسند احمد بن حنبل ۱۰/۶) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی جائیداد بیچنے کا ارادہ کرے تو اس کو تب تک نہ بیچے جب تک کہ اپنے پڑوسی سے اس کی اجازت نہ لے لے۔ (ابن ماجہ کتاب الشفعہ باب من باع رباعاً فلیؤذن شریکاً)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑوسی اپنے پڑوسی کے شفع کا زیادہ حقدار ہے۔ وہ اس کا انتظار کرے اگر وہ غائب ہو جب کہ دونوں کا راستہ ایک ہو۔ اس کو سنن اربعہ کے مؤلفین نے روایت کیا ہے۔

(ابوداؤد کتاب المبیوع باب ۷۳، ترمذی کتاب الاحکام باب ۳۲، ابن ماجہ کتاب الشفعہ باب ۲، مسند احمد ۳/۳۰۳) حضرت ابن عباس رضی سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس کے پاس کوئی زمین ہو اور وہ اس کو بیچنا چاہے تو اس (بیچ کو پہلے پڑوسی کے سامنے رکھے۔ اس روایت کو قزوینی نے بیان کیا ہے۔ (کنز العمال ۱۸۶۹۲)

حضرت سرہ بن جندب سے مرفوعاً منقول ہے: گھر کا پڑوسی گھر کا زیادہ حقدار ہے۔

(سنن ترمذی کتاب الاحکام باب ۳۱/۳۳، امام ترمذی نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے، ابوداؤد کتاب المبیوع باب ۷۳) پڑوسی کے حق میں سے ایک اس کو اپنے دیوار پر لکڑی گاڑنے کا حق بھی دینا ہے اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت صحیح ہے اور یہی قول امام احمد بن حنبل کا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی سے اس کا پڑوسی اس کی دیوار میں لکڑی گاڑنے کی اجازت مانگے تو اس کو منع نہ کرے۔ متفق علیہ

(بخاری کتاب المبیوع باب ۲۰، مسلم کتاب المساقاة حدیث ۱۳۶، ترمذی کتاب الاحکام باب ۱۸، ابن ماجہ کتاب الاحکام باب ۱۵، موطا امام مالک کتاب الاقصیہ ۳۳) کیا تم جانتے ہو پڑوسی کا حق کیا ہے

نہر بن حکیم اپنے والد سے کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میرے پڑوسی کا مجھ پر کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ بیمار پڑے تو اس کی عیادت کرو، اور اگر مر جائے تو جنازے کے ساتھ چلو، اگر تم سے قرض مانگے تو اسے قرض دو، اگر اسے کوئی خوشی اور بھلائی حاصل ہو تو اس کو مبارکباد دو، اور اگر اسے کوئی رنج اور تکلیف پہنچے تو اس کی تعزیت کرو اور اپنے عمارت اس سے اونچی نہ بناؤ تاکہ اس کے ہوا میں رکاوٹ نہ پہنچے۔ اور اپنے ہانڈی کی بو سے اس کو تکلیف مت پہنچاؤ ہاں مگر یہ کہ کچھ اس کو بھی پہنچاؤ۔ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد حافظ ذہبی کہتے ہیں بیکار سند ہے۔ (لاحی، فی علوم الدین ۲/۲۱۳، حافظ عراقی جنہوں نے احیاء کے احادیث کی تخریج کی ہے وہ کہتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے۔)

عمر بن شعیب اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا حق کیا ہے؟ اگر وہ تم سے مدد مانگے تو اس کی مدد کرو، اگر تم سے قرض مانگے تو اس کو قرض دو اور اگر وہ بیمار پڑے تو اس کی عیادت کرو اور اپنی عمارت کو زیادہ اونچی نہ بناؤ کہ اس کو ہوا کے پہنچنے میں رکاوٹ ہو مگر پڑوسی کی اجازت سے۔ اور اگر تم میوہ خریدو تو کچھ اس کو بھی ہدیہ کرو، اگر ایسا نہ کر سکو تو پوشیدہ طور پر گھر لے جاؤ اور تمہارا بیٹا میوہ لے کر باہر نہ جائے کہ کہیں اس کے بیٹے کو رنج

ہو۔ اور اپنے ہانڈی کی بو سے اس کو تکلیف نہ دو مگر یہ کہ کچھ اس کو بھی پہنچا دو آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر پڑوسی کے ساتھ خیر خواہی کے بارے میں بیان کرتے رہے یہاں کہ میں نے گمان کر لیا کہ آپ صلی اللہ پڑوسی کو دراشت میں حقدار قرار دے دیں گے۔

وہ مومن نہیں جو خود تو شکم سیر ہو کر رات گزارے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو

حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مومن نہیں ہے جو خود تو پیٹ بھر کر سوتے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔ اس حدیث کے ایک راوی حکیم بن جبیر کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے اور ان پر جرح کی ہے لیکن اس حدیث دیگر شواہد ہیں۔ (الفردوس المندوبہ ص 5/20، مستدرک حاکم ص 4/167، سنن کبریٰ للبیہقی ص 3/10، طبرانی فی الکبیر ص 12/104، الترمذی و الترمذی ص 3/358، مہندری اس حدیث کو بیان فرما کر کہتے ہیں کہ اس حدیث کو طبرانی اور ابویہ نے روایت کیا ہے اور اس کے رد اثناء تھے ہیں)

حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مومن نہیں ہے جو خود تو شکم سیر ہو اور اس کے بازو میں اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔ (الادب المفرد باب لا یطیع دون جارد ص 40، مسند احمد ص 1/55، مجمع الزوائد ص 8/167، حافظ عثمی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو طبرانی اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اور بزار کی سند حسن و درجہ کی ہے)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خود شکم سیر رہے اور اس کے بازو میں اس کا پڑوسی بھوکا ہو اور وہ اس کے حال سے واقف بھی ہو تو اس نے مجھ پر ایمان نہیں لایا۔ اس روایت کے ایک راوی اثرم کو ابوزرعہ نے ضعیف قرار دیا ہے اور یہ حدیث منکر ہے۔ (مجمع الزوائد ص 8/167، اس حدیث کو حافظ عثمی نے نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس کو بزار نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سن حسن ہے۔ اس حدیث کے ایک راوی اثرم کے بارے میں مزید معلومات کیلئے اکال لابن عدی کی جانب رجوع کیا جائے۔ اکال لابن عدی ص 6/291)

رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے ایک شخص سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے: آدمی پڑوسی کو بھوکا چھوڑ کر خود شکم سیر نہ ہو۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ (کنز العمال حدیث 14331)

پڑوسی کو تکلیف دینے والی عورت جہنم میں جائے گی

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا فلاں عورت رات بھر نماز پڑھتی اور دن کو روزہ رکھتی ہے لیکن اپنے پڑوسی کو اپنی زبان سے تکلیف بھی پہنچاتی ہے (ایسی عورت کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جہنمی ہے۔ صحابہ نے کہا اور فلاں عورت صرف فرض نمازیں پڑھتی ہے اور تھوڑا خیر صدقہ کرتی ہے لیکن اپنے پڑوسی کو تکلیف نہیں پہنچاتی ہے (ایسی عورت کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جنتی ہے۔ (مسند احمد ص 2/440، مستدرک حاکم ص 4/166، مجمع الزوائد ص 8/169، حافظ عثمی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں)

چھاپڑوسی

حضرت عبدالحارث فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی خوش نصیبی میں سے اچھا پڑوسی بھی ہے۔ (مسند احمد ص 3/407، الادب المفرد باب الجار الصالح ص 41، تھوڑی سی زیادتی اور اختلاف کے ساتھ اس کے الفاظ ہیں کہ ایک مسلمان کی نیک بختی میں سے کشادہ گھر، نیک

پرائی اور دوسرا روایتیں۔ مستدرک حالم 4/ 167، امام حاکم کہتے ہیں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حضرت انس سے مرفوعاً منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پڑوسی گھر سے پہلے ہے۔ (مسند الطبرانی ج ۱ ص 2624، الطبرانی کئی مجمع الزوائد 8/ 164، حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ اس میں ایک راوی ابان بن کعب ہے) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کہیں بھی گھر خریدنے بنانے سے قبل پڑوس کو دیکھنا چاہئے اگر پڑوسی صالح اور نیک ہوں تو پھر وہاں قیام کا فیصلہ کرے ورنہ اس مقام کو چھوڑ دے۔

حضرت انس سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے پڑوسی اور اپنے بھائی کیلئے وہی چیز پسند نہ کرے جس کو وہ خود کیلئے پسند کرتا ہو۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان باب اللیل علی ان من خصال الایمان، کنز العمال 24886)

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب بننے کا طریقہ

عبدالرحمن بن ابی قراڈ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کا محبوب بنے تو وہ اپنے پڑوس والوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ اس کی سند جید ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی 201/ 2، رقم 1533)

اس سند میں ایک راوی حارث بن فضل ہے امام احمد نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے جب کہ ابن معین اور نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی کے طرز عمل اور ان کے اس حدیث کو جید قرار دینے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس راوی کے بارے میں ان کی بھی رائے ابن معین اور امام نسائی کے ساتھ ہے۔ (المصابرانی 6/ 320، رقم 6517)

پڑوسی کو حقیر سمجھنے سے بچو

حضرت ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے مسلمان عورتو! تم میں سے کوئی اپنے پڑوسی کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ وہ بکری کے کھرے کیوں نہ بھیجے۔ (مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ اپنے پڑوسیوں اور ان کے ہدایہ اور تحائف کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ بظاہر وہ معمولی اور بے حیثیت ہی کیوں نہ ہو۔

نوٹ: حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ اس حدیث کے ایک راوی لیث کی متابعت ابو معشر السندی نے بھی کی ہے جب کہ لیث سے ثقہ راوی ہیں کہ ان کو متابعت کی ضرورت نہیں۔ (بخاری کتاب الصیۃ والصلۃ باب 1، مسلم کتاب الہجر باب الامیۃ بالجاریۃ حدیث 143، سنن مدارئ کتاب الاکاۃ 33، موطا امام مالک کتاب الصدقہ 4، مسند امام 2/ 264)

عمر بن معاذ الاصلیٰ اپنی دادی سے نقل کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اے مومن عورتو! تم میں سے کوئی اپنی پڑوس کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کے جلے ہوئے پائے ہی کیوں نہ ہو۔

مراد اس حدیث کی بھی وہی ہے کہ اپنے پڑوسی کے ہدایہ اور تحائف بظاہر کتنے ہی معمولی کیوں نہ نظر آئیں لیکن اس کی وجہ سے اپنے پڑوسی کو حقیر نہ سمجھے۔ (مسند امام 4/ 564، رقم 377)

حضرت جابر سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پڑوسی تین طرح کے ہیں۔ ایسا پڑوسی جس کا صرف ایک حق ہے ایسا پڑوسی جس کے دو حق ہیں اور ایسا پڑوسی جس کا تین حق ہے اور تینوں طرح کے پڑوسیوں میں بہتر اور افضل وہی ہے۔ بہر حال وہ پڑوسی جس کا صرف ایک حق ہے تو وہ مشرک پڑوسی ہے جس کوئی رشتہ داری نہ ہو۔ صرف پڑوس کا حق ہو۔ اور وہ پڑوسی جس کا دو حق ہے تو وہ مسلم پڑوسی ہے جس سے کوئی قرابت داری نہ ہو۔ اس کیلئے اسلام اور پڑوس کا حق ہے۔ اور وہ پڑوسی جس کے تین حق ہیں تو وہ مسلم قرابت دار پڑوسی ہے اس کا ایک تو اسلام کا حق ہے دوسرے پڑوس کا حق ہے اور تیسرے قرابت داری کا حق ہے۔ اور پڑوسی کا ایک دوسرے پڑوسی پر کمتر حق یہ ہے کہ وہ اس کو اپنے ہانڈی کی خوشبو سے تکلیف نہ پہونچائے۔ (مراد یہ ہے کہ کچھ اچھا پکا یا گوشت وغیرہ یا کوئی اور چیز تو اس کی خوشبو کو باہر نہ پھیلنے دے تاکہ پڑوسی جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا اسے تکلیف نہ ہو۔) ہاں یہ کہ اس میں سے کچھ تھوڑا اس کو بھی پہنچا دے۔

(مجمع الزوائد 8/164، حافظ دمشقی کہتے ہیں کہ اس حدیث کو بزار نے بھی اپنے شیخ عبد اللہ بن محمد الحارثی سے نقل کیا ہے اور وہ روایتیں گھڑنے والے ہیں۔)

نوٹ: صاحب مجمع الزوائد نے اس حدیث کو ایک طریقہ سے نقل کر کے اس کے راوی کو وضاع قرار دیا ہے لیکن یہ حدیث اس کے علاوہ دوسرے طرق سے بھی منقول ہے جس پر ضعیف کا حکم لگایا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ حدیث جتنے طرق سے منقول ہے اس سے کم از کم یہ حدیث حسن لغیرہ کے درجہ میں پہنچ جاتی ہے۔

بَابُ فِي الْوَكَالَةِ

باب: وکالت کا بیان

وکالت کے معنی ہیں اپنے حقوق و مال کے تصرف یعنی لینے دینے میں کسی دوسرے کو اپنا قائم مقام بنانا وکالت کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ مؤکل یعنی کسی دوسرے کو اپنا وکیل بنایا والا (تصرف یعنی لین دین کا مالک ہو اور جس شخص کو وکیل بنایا جا رہا ہو وہ اس معاملہ کو جانتا ہو جس میں وہ وکیل بنایا گیا ہے۔ اور جو معاملہ آدمی کو خود کرنا جائز ہے اس میں دوسرے کو وکیل کرنا بھی جائز اور جو معاملہ آدمی کو خود کرنا جائز نہیں ہے اس میں وکیل کرنا بھی جائز نہیں ہے مثلاً کوئی شخص شراب یا سور وغیرہ حرام چیزوں کی خرید و فروخت کے لئے کسی کو وکیل کر دے تو یہ درست نہیں ہوگا تمام حقوق کو ادا کرنے اور ان کے حاصل کرنے میں وکیل کرنا جائز ہے اسی طرح حقوق پر قبضہ کرنے کے لئے بھی وکیل کرنا جائز ہے مگر حدود اور قصاص میں جائز نہیں ہے کیونکہ ان کی انجام دہی پر باوجود موکل کے اس جگہ موجود نہ ہونے کے لئے وکالت درست نہیں ہوتی۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ حقوق کی جواب دہی کے لئے وکیل کرنا فریق ثانی کی رضا مندی کے بغیر جائز نہیں ہے ہاں اگر مؤکل بیمار ہو یا تین منزل کی مسافت یا اس سے زائد کی دوری پر ہو تو جائز ہے لیکن صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد کہتے ہیں کہ فریق ثانی کی رضا مندی کے بغیر بھی حقوق کی جاب دہی کے لئے وکیل کرنا جائز ہے۔

3632 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَمِّي، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي

نَعِيمٍ وَخَبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ قَالَ: أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى خَيْبَرَ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ. وَقُلْتُ لَهُ: إِيَّيْ أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى خَيْبَرَ فَقَالَ: إِذَا أَتَيْتَ وَكَيْلِي فَخُذْ مِنْهُ خُمُسَةَ عَشَرَ وَسُقًا. فَإِنْ ابْتَغَى مِنْكَ آيَةً. فَضَعْ يَدَكَ عَلَى تَرْقُوتِهِ

⑤ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے خیبر کی طرف جانے کا ارادہ کیا، میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا، میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی: میں خیبر جانا چاہ رہا ہوں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میرے وکیل کے پاس پہنچو تو اس سے پندرہ وسق وصول کر لینا، اگر وہ تم سے کوئی نشانی مانگے، تو تم اپنا ہاتھ اس کی گردن پر رکھ دینا۔

شرح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو خیبر میں اپنا وکیل مقرر کر رکھا تھا اسے یہ ہدایت دے رکھی ہوگی کہ اگر کوئی شخص میری طرف سے کچھ مانگنے آئے اور تم اس سے میرا فرستادہ ہونے کی کوئی نشانی و علامت طلب کرو اور وہ اپنا ہاتھ تمہارے حلق پر رکھ دے تو سمجھ لینا کہ اس شخص کو میں نے بھیجا ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر کو یہی نشانی سکھا کر بھیجا تا کہ وکیل اس نشانی کے ذریعہ ان کو پندرہ وسق کھجوریں دیدے۔

وکالت سے متعلق بعض احکام کا بیان

وکالت کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ وکیل اور موکل مجنوں نابالغ غلام اور مجبور نہ ہو۔ 2۔ کسی اسی چیز میں وکیل بنانا جائز نہیں جو کسی کی مملوک نہ ہو جیسے جنگ کی گھاس یا لکڑیاں جمع کرنا دریا سے پانی لانا، غوطہ لگا کر موتی نکالنا یا صدقہ لینے کے لئے وکیل بنانا۔ 3۔ جائز ہے کہ وکیل چاہے تو مفت خدمات انجام دے چاہے اپنی اجرت وصول کر لے اور چاہے نفع میں شریک ہو۔ 4۔ ہر ایسے تصرف میں جس کی نسبت اپنی اور موکل دونوں کی طرف کر سکتا ہے وکیل مثل اصل کے مدعی اور مدعا علیہ بن سکتا ہے جیسے خرید و فروخت اور ہر ایسے امر میں جس کی نسبت اپنی طرف نہیں کر سکتا وکیل کو حقوق عقد سے کوئی واسطہ نہیں جیسے نکاح، طلاق۔

5 وکیل کو یہ حق حاصل نہیں کہ اپنی ذات کے لئے مالکانہ تصرف کرے کیونکہ وہ صرف امین ہے۔ 6۔ موکل اپنے وکیل کو تصرف سے پہلے معزول کر سکتا ہے تصرف کے بعد اسے وکیل کے انجام دیئے ہوئے کام کو قبول و تسلیم کر لینے کے علاوہ اور کوئی حق حاصل نہیں۔

7۔ وکیل کو حق ہے کہ وہ موکل کے لئے جو مال لایا ہے اس کے دام وصول کئے بغیر اس کے حوالے نہ کرے مگر دے کر واپس نہیں کر سکتا۔

8۔ جب کہ وکیل دام وصول کرنے کے لئے مال نہ روکے امین ہے اور روکنے کے بعد ضامن ہو جائے گا۔

3632- واحمد بن ابوبکر بن ابی عاصم فی "البیوع" کما فی تعلیق التعلیق / 4773، والحسن بن اسماعیل المحاملی فی "المحاملات" کما فی "ہدی الساری" ص 48، والدارقطنی (4304) والبیہقی / 806، وابن حجر فی "تعلیق التعلیق" / 4763-477 من طریق عید اللہ بن سعد، بہذا الاسناد.

۹۔ وکیل کو جائز نہیں کہ جس چیز کے لئے وکیل بنایا گیا ہے اس کا معاملہ اپنی ذات کے لئے کرے۔

۱۔ زید نے اپنے نوکر سے کسی دکان سے کوئی چیز منگوائی اور نوکر وہ چیز دکاندار سے ادھار لے آیا تو وہ دکاندار زید سے قیمت کا نہ منہ نہیں کر سکتا بلکہ اسی نوکر سے تقاضہ کرے اور وہ نوکر زید سے تقاضا کرے۔ بشرطیکہ زید نے قیمت اسے نہ دی ہو اسی طرح اگر یہ نے اپنی کوئی چیز اپنے نوکر سے بکوائی تو زید کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا کہ وہ خریدار سے تقاضہ کرے یا اس سے قیمت وصول کرے۔ کیونکہ خریدار نے جس شخص سے وہ چیز حاصل کی ہے اسی کو قیمت ادا کرے گا ہاں اگر خریدار زید کو از خود قیمت دیدے تو یہ جائز ہے مصب یہ کہ اگر خریدار زید کو قیمت نہ دے تو زید زبردستی نہیں کر سکتا۔

۲۔ زید نے اپنے نوکر سے ایک من گیہوں منگوا یا تھا مگر وہ ڈیڑھ من اٹھالا یا تو زید کو پورا ڈیڑھ من لینا واجب نہیں ہے بلکہ اگر وہ نہ لے تو آدھ من نوکر کو لینا پڑے گا۔

۳۔ زید نے کسی سے کہا کہ فلاں بکری جو فلاں کے پاس ہے تم جا کر اس کو پندرہ روپے میں لے آؤ تو اب وہ شخص وہی بکری خود اپنے لئے نہیں خرید سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ جو چیز خاص کر کے وکیل کو بتادی جائے اس وقت وکیل کو خود اپنے لئے اس کو خریدنا جائز نہیں ہے البتہ مؤکل نے جو دام بتائے ہیں اس سے زیادہ میں اگر وکیل اپنے لئے خریدے تو جائز ہے اور اگر مؤکل نے کچھ دام نہ بتائے ہوں صرف خریدنے کے لئے کہا ہو تو پھر کسی صورت میں بھی وہ چیز وکیل اپنے لئے نہیں خرید سکتا۔

۴۔ زید کے وکیل نے زید کے لئے ایک بکری خریدی پھر ابھی وکیل زید کو دینے نہ پایا تھا کہ بکری مر گئی یا چوری ہو گئی تو اس بکری کے دام زید ہی کو دینا پڑیں گے۔ اگر زید وکیل سے یہ کہے کہ تم نے وہ بکری میرے لئے نہیں بلکہ اپنے لئے خریدی تھی تو زید کی اس بات کا اعتبار نہیں ہوگا بشرطیکہ زید نے اس بکری کے دام وکیل کو پہلے ہی دیدیے ہوں ہاں اگر اس نے دام پہلے نہیں دیئے تھے تو اس صورت میں اگر زید قسم کھا کر وکیل سے یہ کہے کہ تم نے وہ بکری اپنے لئے خریدی تھی تب اس کی بات کا اعتبار ہوگا اور اس بکری کا نقصان وکیل کو برداشت کرنا ہوگا اور اگر زید قسم نہ کھا سکے تو پھر وکیل ہی کی بات کا اعتبار کرنا ہوگا۔

۵۔ زید کا نوکر اگر کوئی چیز گراں خرید لائے تو اگر تھوڑا ہی فرق ہو تو وہ چیز زید کو لینے پڑے گی اور اس کی قیمت ادا کرنا ہوگی اور اگر بہت زیادہ گراں خرید لاتا ہے کہ وہ چیز اتنی قیمت میں کوئی نہیں خرید سکتا تو اس کا لینا واجب نہیں ہے اگر زید وہ چیز نہ لے تو خود نوکر اس چیز کا ذمہ دار ہوگا۔

۶۔ زید نے اپنی کوئی چیز بکر کو دی کہ وہ اسے فروخت کر دے تو بکر کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس چیز کو خود لے لیوے اور اس کے دام زید کو دیدے۔ اسی طرح اگر زید نے بکر سے کہا کہ فلاں کی چیز مجھے خرید لاؤ تو بکر کو یہ اجازت نہیں ہوگی کہ وہ اپنی چیز زید کو لا کر دیدے اور اس سے اس کی قیمت وصول کر لے اگر بکر اپنی چیز دینا یا خود لینا چاہے تو زید سے صاف صاف کہہ دے کہ یہ چیز میں لیتا ہوں مجھ کو دیدو یا یوں کہہ دے کہ یہ میری چیز لے لو اور اتنی قیمت مجھے دیدو بغیر بتلائے ہوئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

۷۔ زید نے اپنے نوکر سے بکری کا گوشت منگوا یا اور وہ بھینس کا لے آیا تو زید کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو لے چاہے نہ لے اس طرح زید نے نوکر سے آلو منگوائے اور وہ بھنڈی لے آیا تو اس کا لینا ضروری نہیں ہے اگر زید لینے سے انکار کر دے تو نوکر کو خود لینا

پڑے گا۔

8 زید نے دو آدمیوں کو بھیجا کہ بازار جا کر فلاں چیز لے آؤ تو اس چیز کی خریداری کے وقت ان دونوں آدمیوں کو موجود رہنا ضروری ہے صرف ایک آدمی کو خریدنا جائز نہیں ہے۔ اگر ایک ہی آدمی خریداری کرے تو بیع موقوف رہے گی۔ اگر زید صرف ایک آدمی کی خریداری کو منظور کر لے گا تو صحیح ہو جائے گا۔

9 زید نے کسی شخص سے کہا کہ بازار سے فلاں چیز خرید لاؤ مگر اس شخص نے وہ چیز خود نہیں خریدی بلکہ کسی دوسرے سے خریدے گئے کبہ یا تو اب اس چیز کو لیتا زید پر واجب نہیں رہے گا چاہے وہ لے لے چاہے لینے سے انکار کر دے دونوں اختیار ہیں البتہ اگر وہ شخص خود خریدے تو پھر زید کو لینا پڑے گا۔

بَابُ مِنَ الْقَضَاءِ

باب: قضاء کا بیان

3633 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا الْمُشَنَّى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا تَدَارَأْتُمْ فِي طَرِيقٍ فَاجْعَلُوا سَبْعَةَ أَخْذٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جب تمہارا کسی راستے کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو تم اسے (راستے کو) سات ذراع مقرر کرو۔“

شرح

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی اتحاد زمین پر راستہ بنا ہو اور وہاں کچھ لوگ عمارت بنانا چاہیں تو بہتری ہی ہے کہ آپس کے اتفاق و اتحاد سے منسوب راستہ کے لائق زمین کا کچھ حصہ چھوڑ کر اس کے ارد گرد عمارت بنالی جائے لیکن اگر راستہ کے لئے زمین کی کسی مقدار پر اتفاق نہ ہو اور آپس میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس صورت میں واضح ہدایت یہ ہے کہ راستہ کے لئے چوڑائی میں سات ہاتھ زمین متعین کر دی جائے اور اس سات کے اندر کوئی کچھ نہ بنائے۔ مذکورہ بالا حدیث کی مراد تو یہ ہے کہ لیکن اس بارے میں ایک یہ مسئلہ بھی ذہن نشین رہنا چاہئے کہ اگر کوئی چلتا ہو اور راستہ سات ہاتھ سے زائد چوڑا ہو تو اس صورت میں کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے وہ اس پورے زائد حصے یا اس میں سے کچھ پر قابض ہو جائے اور یہ کہے کہ راستہ کی سات ہاتھ چوڑائی کافی ہے۔

3634 - حَدَّثَنَا مُسْنَدُ وَابْنِ أَبِي خَلْفٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

3633 - اسنادہ صحیح، و أخرجه ابن ماجه (2338)، و الترمذی (1406) من طریقین عن المشی بن سعید، بهذا الاسناد، و قال الترمذی: حدیث حسن صحیح، و أخرجه الترمذی (1405).

3634 - اسنادہ صحیح، الاعرج: هو عبد الرحمن بن حرمز، وسفیان: هو ابن عیینہ، وابن ابی خلف: هو محمد بن احمد بن ابی خلف السلمی مولاهم، و مسند: هو ابن فہر، و أخرجه البخاری (2463)، و مسلم (1609)، و ابن ماجه (2335)، و الترمذی (1403) من طرق عن الزہری، و هو فی "مسند احمد" (7278)، و "صحیح ابن حبان" (515).

هَزِيوَةً قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ، فَلَا يَمْنَعُهُ فَنَكْسُوا، فَقَالَ: مَا لِي أَرَاكُمْ قَدْ أَعْرَضْتُمْ، لَأَلْقِيَنَّهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ.
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا حَدِيثُ ابْنِ أَبِي خَلْفٍ وَهُوَ آتَمُ

❁❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب کوئی شخص اپنے بھائی سے اس بات کی اجازت مانگے کہ وہ اس کی دیوار میں اپنے شہتیر کو گاڑ لے، تو وہ بھائی سے منع نہ کرے، (راوی بیان کرتے ہیں) لوگوں نے گردنیں جھکا لیں، تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ تم لوگ اعراض کر رہے ہو، میں تمہارے کندھوں کے درمیان اسے رکھواؤں گا۔“

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (روایت کے یہ الفاظ ابن ابی خلف کے نقل کردہ ہیں اور یہ روایت مکمل ہے۔

شرح

منع نہ کرنے کا یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ لکڑی گاڑنے کی وجہ سے کوئی نقصان و ضرر نہ پہنچتا ہو حضرت امام احمد اور محدثین کے نزدیک مذکورہ بالا حکم وجوب کے طور پر ہے جب کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ یہ حکم استحباب کے طور پر ہے۔

3635 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ لُؤْلُؤَةَ، عَنْ أَبِي صَرْمَةَ، قَالَ: غَيَّرَ قُتَيْبَةُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، عَنْ أَبِي صَرْمَةَ -صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ ضَارَّ أَضَرَ اللَّهُ بِهِ، وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ
❁❁ حضرت ابو صرمہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو شخص (کسی مسلمان کو) نقصان پہنچائے گا، اللہ تعالیٰ اس کا نقصان کرے گا اور جو کسی (مسلمان) کو مشقت کا شکار کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے مشقت میں مبتلا کرے گا۔“

3636 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا وَاصِلٌ، مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ، يُحَدِّثُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ عَصَا مِنْ نُخْلٍ فِي حَائِطِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: وَمَعَ الرَّجُلِ أَهْلُهُ، قَالَ: فَكَانَ سَمُرَةُ يَدْخُلُ إِلَى نُخْلِهِ فَيَتَأَذَّى بِهِ وَيَشُقُّ عَلَيْهِ فَطَلَبَ إِلَيْهِ أَنْ يَبِيعَهُ فَأَبَى فَطَلَبَ إِلَيْهِ أَنْ يُنَاقِلَهُ فَأَبَى، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَطَلَبَ إِلَيْهِ

3635- صحیح لعیبرہ، وھذا اسد صعیف لجهالة لؤلؤة، فقد ذكرها الحافظ الذهبي في "الميزان" 6104/ في المجهولات. يحيى هو من سعيد الانصاري، واحمرجه اس ماحه (2342)، والترمذي (2054) من طريق الليث بن سعد، بهذا الاساد. وقال الترمذي: حديث حسن غريب وهو في "مسند احمد" (15755).

3636- اسد صعیف لانتقطاعه ابو جعفر محمد بن علی - وهو اس الحسین بن علی ابن ابی طالب القفر - لم يدرك السماع من سمعه من

حسب

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. أَنْ يَبِيعَهُ فَأَبَى فَطَلَبَ إِلَيْهِ أَنْ يُتَاقَلَهُ فَأَبَى. قَالَ: فَهَبْهُ لَهُ وَلَكَ كَذَا وَكَذَا. أَمْرًا رَغِبَ فِيهِ فَأَبَى. فَقَالَ: أَنْتَ مُضَارٌّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِيِّ: اذْهَبْ فَأَقْلَعِ نَحْلَهُ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ان کے کھجوروں کے کچھ درخت ایک انصاری کے باغ میں لگے تھے، وہ بیان کرتے ہیں: اس انصاری کے اہل خانہ بھی وہیں رہتے تھے، جب حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ اپنے درختوں کے لیے وہاں جاتے تو اس کی وجہ سے اس شخص کو اذیت ہوتی تھی اور اسے ان کا وہاں اس طرح سے آنا جانا برا لگتا تھا، انصاری نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ یہ درخت اسے فروخت کر دیں لیکن حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات نہیں مانی، اس نے یہ پیشکش کی کہ وہ اس کے بدلے میں، ان سے دوسرے درخت لے لیں، تو حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بھی نہیں مانی، وہ انصاری نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس صورت حال کے بارے میں بتایا، تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ ان درختوں کو فروخت کر دیں، تو انہوں نے یہ بات بھی نہیں مانی، پھر نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: کہ وہ ان کے بدلے میں دوسرے درخت لے لیں، تو انہوں نے یہ بات بھی نہیں مانی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم یہ درخت اسے ہی ہبہ کر دو، تو تمہیں اس کے عوض اتنا اور اتنا اجر ملے گا، یہ ایک ایسی صورت حال تھی، جس میں نبی اکرم ﷺ نے انہیں ترغیب دی تھی، لیکن انہوں نے یہ بات بھی نہیں مانی، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنا نقصان کروا کے رہو گے، پھر نبی اکرم ﷺ نے انصاری سے یہ فرمایا: تم جاؤ اور اس کے درخت اٹھاؤ۔

3637- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: سَرَّحَ الْمَاءَ يَمْزُ فَأَبَى عَلَيْهِ الزُّبَيْرُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ: ائْسِ يَا زُبَيْرُ. ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى جَارِكَ. قَالَ: فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ. أَنْ كَانَ ابْنُ عَمَّتِكَ، فَتَلَوْنَ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ثُمَّ قَالَ: ائْسِ ثُمَّ أَحْبَسَ الْمَاءَ، حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ: فَوَاللَّهِ إِنِّي لَا أَحْسِبُ هَذِهِ. الْآيَةُ نَزَلَتْ فِي ذَلِكَ (فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ) (النساء: ۵۵) الْآيَةُ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حرہ سے آنے والی پانی کی نالی کے بارے میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا، جس سے لوگ کھیتوں کو پانی دیتے تھے، اس انصاری نے کہا کہ آپ پانی کو چھوڑ دیں، تاکہ وہ آگے جاتا رہے، تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کی یہ بات نہیں مانی، نبی اکرم ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے زبیر! تم (اپنے کھیت کو) سیراب کر لو اور پھر اپنے (پڑوسی کے لیے) پانی چھوڑ دو، راوی کہتے ہیں تو انصاری غصے میں آ گیا، اس نے عرض کی:

3637- واخرجه البخاری (2359)، ومسلم (2357)، وابن ماجه (15)، و (2480)، والترمذی (1414)، و (3276)، والسی (5416) من طریق الليث بن سعد، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (16116)، و "صحیح ابن حبان" (24)، و اخرجه البخاری (2708) من طریق شعيب بن ابي حمزة، و (2361)، و (4585) من طریق معمر بن راشد، و (2362)

رسول اللہ اکبرؐ کی یہ آپ ﷺ کے پھوپھی زاد ہیں (اس لیے آپ ﷺ نے یہ فیصلہ دیا ہے) تو نبی اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنج تبدیل ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: (اے زبیر!) تم (اپنے کھیت کو) سیراب کرو، پھر پانی کو روک رکھو، جب تک وہ پانی میری منڈیر تک نہیں پہنچ جاتا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! میں یہ سمجھتا ہوں، یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی تھی۔
"تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتے: جب تک یہ تمہیں ثالث نہیں بنا لیتے"

3638 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ بْنِ ثَعْلَبَةَ، عَنْ أَبِيهِ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ كُبْرَاءَهُمْ، يَذْكُرُونَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ كَانَ لَهُ سَهْمٌ فِي بَيْتِ قُرَيْظَةَ، فَخَاصَمَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَهْزُورٍ يَعْنِي السَّيْلَ الَّذِي يَقْتَسِمُونَ مَائَهُ؛ فَقَضَى بَيْنَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْمَاءَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ لَا يَخْبِسُ الْأَعْلَى عَلَى الْأَسْفَلِ

⊗ ⊗ ثعلبہ بن ابی مالک بیان کرتے ہیں: انہوں نے بڑوں کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے:

قریش سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا بنو قریظہ میں زمین کا ایک ٹکڑا تھا، اس نے مہزور سے تعلق رکھنے والے پانی کی تقسیم میں، اپنا مقدمہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا، تو نبی اکرم ﷺ ان کے درمیان یہ فیصلہ دیا کہ جب پانی ٹخنے تک پہنچ جائے، تو پھر اوپر والے نیچے والے کے لیے اسے نہیں روکے گا (یعنی پہلے والا بعد والے کے لیے نہیں روکے گا)۔

3639 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي السَّيْلِ الْمَهْزُورِ أَنْ يُمْسِكَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُرْسِلُ الْأَعْلَى عَلَى الْأَسْفَلِ

⊗ ⊗ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے مہزور سے آنے والے پانی کے نالے کے بارے میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ اسے اس حد تک روکا جائے گا، جب تک یہ ٹخنوں تک نہیں پہنچ جاتا، پھر پہلے والا اسے بعد والے کے لیے چھوڑ دے گا۔

3640 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَثْمَانَ، حَدَّثَهُمْ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي

3638- صحیح لمیرہ، وهذا اسناد ضعیف لجهالة حال أبي مالك - وقيل: مالك، وهو الأشهر في اسمه - بن ثعلبة، وثعلبة محتسب في صحته، وأخرجه ابن ماجه (2481) من طريق زكريا بن منظور بن ثعلبة بن أبي مالك، عن محمد بن عتبة بن أبي مالك، عن عمه ثعلبة بن أبي مالك.

3639- صحیح لمیرہ، وهذا اسناد حسن في الشواهد من اجل عبد الرحمن بن الحارث - وهو ابن عبد الله بن عباس المحرومي - فهو حسن الحديث في المتابعات والشواهد. وأخرجه ابن ماجه (2482) عن احمد بن عبد الله، بهذا الاسناد.

3640- اسنادہ قوی من اجل عبد العزيز بن محمد - وهو الدراوردي - فهو صدوق لا باس به. عمرو بن شعيب: هو ابن عمارة المازني، وهو ظرمة هو عبد الله بن عبد الرحمن بن معمر الانصاري، ومحمد بن عثمان: هو التبوخي ابو الجهماء. وأخرجه الطبراني في "الارسط" (1898)، والبيهقي في "السنن الكبرى" 6/

طَوَّالَةً، وَعَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: اخْتَصَمَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ فِي حَرِيمٍ تَحْتَهُ فِي حَدِيثٍ أَحَدُهُمَا، فَأَمَرَ بِهَا فذُرِعَتْ، فَوُجِدَتْ سَبْعَةُ أَذْرُعَ، وَفِي حَدِيثٍ الْآخِرِ، فَوُجِدَتْ خَمْسَةُ أَذْرُعَ فَقَطَى بِذَلِكَ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: فَأَمَرَ بِحَرِيمٍ يَدُهُ مِنْ حَرِيمِهَا فذُرِعَتْ

⊗⊗ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: دو آدمیوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک مقدمہ پیش کیا ان میں سے ایک شخص کے کھجور کے درخت دوسرے کی زمین میں تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے یہ حکم دیا کہ اس درخت کو ناپا جائے اس درخت کو ناپا گیا تو وہ سات ذراع کا تھا (ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: وہ پانچ ذراع کا تھا، نبی اکرم ﷺ نے اس کا یہ فیصلہ دیا (درخت کے اطراف کی اتنی زمین درخت کا حصہ شمار ہوگی)۔

عبدالعزیز نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس کی ایک شاخ کے بارے میں حکم دیا تو اسے ناپا گیا۔

کِتَابُ الْعِلْمِ

یہ کتاب علم کے بیان میں ہے

علم کی فضیلت پر چالیس احادیث کا بیان

۱۔ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور بے شک علم کے طلب کرنے والے کے لیے ہر چیز استغفار کرتی ہے حتیٰ کہ مچھلیاں سمندر میں اس کے لیے استغفار کرتی ہیں۔ (ابن عبد البر فی العلم عن انس رضی اللہ عنہ)

۲۔ ایک گھڑی علم کی طلب و تلاش کرنا پوری رات قیام کرنے سے بہتر ہے اور ایک دن علم کی تلاش و طلب کرنا تین ماہ کے روزوں سے بہتر ہے۔ (الدیلمی فی مسند الفردوس عن ابن العباس رضی اللہ عنہما)

۳۔ علم، اسلام کی حیات اور دین کا ستون ہے اور جس نے علم سکھایا (تو) اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کا اجر و ثواب پورا کرے گا۔ اور جو (علم) سیکھ کر (اس پر) عمل کرے گا (تو) اسے (وہ) سکھائے گا جو وہ نہیں جانتا۔ (ابو الشیخ عن ابن العباس رضی اللہ عنہما)

۴۔ علم میری اور مجھ سے پہلے انبیاء (علیہم السلام) کی میراث ہے۔ (الدیلمی فی مسند الفردوس عن ام ہانی رضی اللہ عنہا)

۵۔ عالم زمین پر اللہ تعالیٰ کا امین ہے۔ (ابن عبد البر فی العلم عن معاذ رضی اللہ عنہ)

۶۔ عالم، علم اور عمل جنت میں ہیں پس جب عالم اس پر عمل نہیں کرے گا جسے وہ جانتا ہے (تو) علم اور عمل جنت میں ہوں گے اور علم (جہنم کی) آگ میں ہوگا۔ (الدیلمی فی مسند الفردوس عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۷۔ علماء انبیاء (علیہم السلام) کے جانشین ہیں۔ آسمان والے ان سے محبت کرتے ہیں اور مچھلیاں سمندر میں ان کے لیے غائے استغفار کرتی ہیں قیامت تک جب وہ فوت ہو جاتے ہیں۔ (ابن الجار عن انس رضی اللہ عنہ)

۸۔ جب تم جنت کے باغات سے گذر دو تو کچھ چھ لیا کرو۔ کسی نے عرض کی: جنت کہ باغات کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: علم کی مجلس۔ (المطہری فی الکبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

۹۔ جو ایسا راستہ چلے جس میں وہ علم کی طلب کرے (تو) اللہ تعالیٰ اس کے لیے آسان کر دے گا وہ راستہ جو جنت کی طرف ہے۔ (الترمذی عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۰۔ جس نے علم کی طلب و تلاش کی (تو) وہ تلاش گذشتہ گناہوں کے لیے کفارہ ہوگی۔ (الترمذی عن سحیرہ رضی اللہ عنہ)

۱۱۔ جس نے علم کی تلاش کی تو وہ اللہ کے راستے میں ہے یہاں تک کہ وہ واپس لوٹے۔ (ابو نعیم فی الحلیۃ عن انس رضی اللہ عنہ)

۱۲۔ جس نے (کسی کو) علم سکھایا تو اس کے لیے اس کا اجر و ثواب ہے جو اس پر عمل کرے (اور) عمل کرنے والے کے اجر و

۲۸۔ جس نے کتاب اللہ (قرآن) کی ایک آیت یا علم (دین) کا ایک باب سکھایا تو اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کا اجر و ثواب بڑھائے گا۔ (ابن مساکر عن ابی سعید رضی اللہ عنہ)

۲۹۔ فقہ کا طلب کرنا ہر مسلمان پر لازم و واجب ہے۔ (الحاکم فی تاریخ عن انس رضی اللہ عنہ)

۳۰۔ جس نے علم کا ایک باب حاصل کیا تا کہ اس کے ذریعے اپنے نفس کی اصلاح کرے یا اپنے بعد والے کی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ریگستان کی ریت کے برابر اجر لکھتا ہے۔ (ابن مساکر عن ابان عن انس رضی اللہ عنہ)

۳۱۔ جو علم کی طلب میں ہے (تو) جنت اس کی طلب میں ہے اور جو معصیت کی طلب میں ہے (تو جہنم کی) آگ اس کی طلب میں ہے۔ (ابن البخاری عن ابی مرثیہ رضی اللہ عنہما)

۳۲۔ جب تو علم کا ایک باب سکھے گا (تو وہ) تیرے لیے ہزار رکعت مقبول نقلی نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور جب تو وہ علم لوگوں کو سکھائے گا اس پر عمل کیا جائے یا نہ کیا جائے تو وہ تیرے لیے ہزار رکعت مقبول نقلی نماز سے بہتر ہے۔ (الدیلمی عن ابی ذر رضی اللہ عنہ)

۳۳۔ جس نے دو حدیثیں سیکھیں تو وہ نفع دیتا ہے ان کے ذریعے اپنی جان کو یا وہ اپنے سوا کو دو حدیثیں سکھاتا ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے تو یہ اس کے لیے ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (الدیلمی عن البراء رضی اللہ عنہ)

۳۴۔ جس شخص نے ایک کلمہ یا دو تین یا چار یا پانچ کلمے اس چیز سے سکھے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کیا پھر ان کا علم رکھا اور انھیں سکھایا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ابن البخاری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۳۵۔ تم علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ اور تم فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ (الدارقطنی عن ابی سعید رضی اللہ عنہ)

۳۶۔ نہیں ہے کوئی شخص مگر اس کے دروازے پر دو فرشتے ہوتے ہیں پس جب وہ نکلتا ہے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں صبح کر اس حال میں کہ تو عالم ہو یا معطل اور تو تیسرا نہ ہوتا۔ (ابو نعیم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۳۷۔ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! تو علما کی مجالس کو لازم کر اور حکما کا کلام غور سے من کیوں کہ اللہ عز وجل مردہ دل کو حمت کے نور سے زندہ کرتا ہے جیسے مردہ زمین کو موسلا دھار بارش کے ذریعے زندہ کرتا ہے۔

(المطہری فی الکبیری و الامثال عن ابی امامۃ و سندہ ضعیف)

(۳۸)۔ بے شک افضل ہدیہ یا افضل عطیہ کلام حکمت کا کلمہ ہے بندہ اسے سنتا ہے پھر اسے سیکھتا ہے اس کے بعد اسے اپنے بھائی کو سکھاتا ہے تو یہ اس کے لیے ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (ابن مساکر عن انس رضی اللہ عنہ)

(۳۹)۔ حکمت کی بات جسے آدمی سنتا ہے وہ اس کے لیے ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور علمی مذاکرہ کے وقت ایک ساعت بیٹھنا ایک غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔ (الدیلمی عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

(۴۰)۔ ہر چیز کے لیے ستون ہے اور اسلام کا ستون دین میں تفقہ (سمجھ) ہے اور ضرور ایک فقیہ (احکام شرعیہ کا تفصیلی علم رکھنے والا) شیطان پر ہزار زراعتوں سے زیادہ بھاری ہے۔ (ابن عدی فی الکامل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) {کنز العمال جلد دہم}

بَابُ الْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ

باب: علم کی فضیلت

3641 حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرِّهِدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ رَجَاءَ بْنِ حَيَّوَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ جَمِيلٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي الدَّرْدَاءِ، فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ: إِنِّي جِئْتُكَ مِنْ مَدِينَةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ بَلْغَنِي، أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ، قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَتَطَلَّبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا مِنَ طُرُقِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ السَّلَايِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ، وَمَنْ فِي الْأَرْضِ، وَالْحَيَّاتَانِ فِي جَوْفِ الْمَاءِ، وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُورَثُوا دِينَارًا، وَلَا دِرْهَمًا وَرَثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَبْطِ وَافِرٍ.

❦❦❦ کثیر بن قیس بیان کرتے ہیں: میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اسی دوران ایک شخص ان کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ! میں ایک حدیث کی خاطر نبی اکرم ﷺ کے شہر مبارک سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ آپ ﷺ اسے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: مجھے یہاں اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں تھا، تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے:

”جو شخص علم کے حصول کے لیے کسی راستے پر چلتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستے پر چلائے گا اور فرشتے طالب علم کی طلب سے راضی ہو کر اپنے پر اس کے پھیلا دیتے ہیں اور عالم شخص کے لیے آسمان میں بسنے والے، زمین میں رہنے والے یہاں تک کہ پانی کے اندر موجود مچھلیاں بھی دعائے مغفرت کرتی ہیں، عالم کو عبادت گزار پر وہی فضیلت حاصل ہے، جو چودھویں کے چاند کو تمام ستاروں پر حاصل ہوتی ہے، بیشک علماء، انبیاء کے وارث ہوتے ہیں، انبیاء وراثت میں درہم یادینار نہیں چھوڑتے ہیں، وہ وراثت میں علم چھوڑتے ہیں، جو شخص اسے حاصل کر لیتا ہے، وہ وافر حصے کو حاصل کر لیتا ہے۔“

3642 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، قَالَ: لَقِيتُ شَيْبَةَ بْنَ شَيْبَةَ، فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُوْدَةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، يَعْنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ

3641 و آخرجه ابن ماجه (223) من طريق عبد الله بن داود الخريبي، بهذا الإسناد وهو في "مسند أحمد" (21716)، و "صحيح ابن

حبان" (88)، و آخرجه الترمذی (2877) من طريق محمد بن يزيد الواسطي،

❦❦ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

3642- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ رَجُلٍ يَسْلُكُ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا، إِلَّا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقَ الْجَنَّةِ، وَمَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ.

❦❦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص علم کے حصول کے لیے کسی راستے پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے جنت کے راستے کو اس کے لیے آسان کر دیتا ہے اور جس شخص کا عمل اسے سست کر دے، اس کا نسب اسے تیز نہیں کر سکتا۔"

شرح

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایک فقیہ (یعنی عالم دین) شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔ (جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 211)

مقابلہ کا یہ مسلم اصول ہے کہ کامیابی اس آدمی کے حصہ میں آتی ہے جو اپنے مد مقابل کے دواؤ بیچ سے بخوبی واقف ہو اور اس کا توڑ جانتا ہو۔ چنانچہ ہم خود دیکھتے ہیں کہ مقابلہ کے اکھاڑہ میں وہ آدمی جو اپنے ظاہری قوی اور جسم کے اعتبار سے کوئی اہمیت نہیں رکھتا اپنے اس مقابل کو ہچھاڑ دیتا ہے جو جسم و بدن کے اعتبار سے اس سے کئی گنا زیادہ طاقتور ہوتا ہے کیونکہ وہ جب مقابلہ میں آتا ہے تو اس کا دماغ بنیادی طور پر مقابل کے ہر وار سے بچاؤ کی شکل اور اس کے ہر دواؤ کا جواب اپنے خزانہ میں رکھتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کامیابی اسی ہی سے ہوتی ہے۔

دنیا میں باطنی طور پر انسان کا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے جو اپنے مکر و فریب کی طاقت سے لوگوں کو گمراہی کی وادی میں پھینکتا رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ لوگ جو شیطان کے مکر و فریب سے واقف نہیں ہوتے اور اس کی طاقت و قوت کا جواب نہیں رکھتے وہ گمراہ ہو جاتے ہیں مگر ایسے لوگ جو اس کے ہر دواؤ کا جواب رکھتے ہیں اور اس کی طاقت و قوت کی شررگ پر ان کا ہاتھ ہوتا ہے وہ نہ صرف یہ کہ خود اس کی گمراہی سے محفوظ رہتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی محفوظ رکھتے ہیں اور یہ لوگ وہی عالم ہوتے ہیں جن کے قلب و دماغ نور الہی کی مقدس روشنی سے متور اور ان کے ذہن و فکر علم و معرفت کی طاقت سے بھرپور ہوتے ہیں۔

اسی لئے اس حدیث میں فرمایا جا رہا ہے کہ شیطان کے مقابلہ میں ایک ہزار عابد جتنی طاقت رکھتے ہیں اتنی طاقت تنہا ایک عالم کے پاس ہوتی ہے کیونکہ جب شیطان لوگوں پر اپنے مکر و فریب کا جال ڈالتا ہے اور انہیں خواہشات نفسانی میں پھنسا کر گمراہی کے

3642- حسن، فان كان شيخ الوليد - وهو ابن مسلم - فيه شيب بن شيب، فالحديث حسن بشواهد كما بيناه في الطريق السالف قبله، وان كان شعب بن زريق كما في رواية عمرو بن عثمان الحمصي عن الوليد بن مسلم - وقد اشار اليها المزي في "تهذيب الكمال" قائلا: وهو اشد بالصواب للإسناد حسن، وعلى آية حال فان للحديث شواهد

3643- إسناده صحيح. أبو صالح: هو ذكران السمان، والأعمش: هو سليمان بن مهران، وزائدة: هو ابن قدامة. وأخرجه بأطول مما هنا مسم (2699)، وابن ماجه (225)، والترمذی (2837) و (3174) من طريق الأعمش، به. وهو في "مسند أحمد" (7427)، و "صحيح ابن حبان" (84).

راستہ پر گامزن رہتا ہے تو یہ لوگ اس کی چال بکھ لیتا ہے چنانچہ وہ لوگوں پر شیطان کی گمراہی کو ظاہر کرتا ہے اور انہی تدابیر انہیں بتاتا ہے کہ اس پر عمل کرنے سے وہ شیطان کے ہر تئیلے سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

مذہب اس کے وہ عابد جو صرف عبادت ہی عبادت کرتا جانتا ہے اور علم و معرفت سے کوسوں دور ہوتا ہے وہ تو محض اپنی ریاضت و محو و اور عبادت میں مشغول رہتا ہے اسے یہ خبر بھی نہیں ہونے پاتی کہ شیطان کس چہرہ و ازبے سے اس کی عبادت میں خلل ڈال رہا ہے اور اس کی تمام سعی و کوشش کو مایوس کر رہا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ظاہری طور پر وہ عبادت میں مشغول رہتا ہے، مگر رعب ہونے کی وجہ سے وہ شیطان کے مکر و فریب میں پھنسا ہوا ہوتا ہے اس لئے کہ وہ خود شیطان کی گمراہی سے محفوظ رہتا ہے اور نہ وہ دوسروں کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔

بَابُ رِوَايَةِ حَدِيثِ أَهْلِ الْكِتَابِ

باب: اہل کتاب سے کوئی بات روایت کرنا

3644 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ثَمَّةٍ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ مُرَّ بِجَنَازَةٍ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَتَكَلَّمُ هَذِهِ الْجَنَازَةُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُ أَعْلَمُ، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: إِنَّهَا تَتَكَلَّمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا حَدَّثَكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَلَا تُصَدِّقُوهُمْ، وَلَا تُكْذِبُوهُمْ، وَقُولُوا: آمَنَّا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ، فَإِنْ كَانَ بَاطِلًا لَمْ تُصَدِّقُوهُ، وَإِنْ كَانَ حَقًّا لَمْ تُكْذِبُوهُ

ابن ابی ثمہ انصاری اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ کے پاس ایک یہودی بھی بیٹھا ہوا تھا، اسی دوران ایک جنازہ گزر رہا یہودی نے کہا: ”اے حضرت محمد ﷺ! کیا یہ جنازہ کلام کرتا ہے؟“ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ بہتر جانتا ہے، یہودی نے کہا: یہ کلام کرتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل کتاب جو تمہیں بات بتائیں تم اس کی تصدیق بھی نہ کرو، اور جھوٹا بھی قرار نہ دو، بلکہ تم یہ کہو: ہم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، کیونکہ اگر وہ باطل ہوگی تو تم اس کی تصدیق نہیں کرو گے اور اگر وہ حق ہوگی تو تم اس کی تکذیب نہیں کرو گے۔

3645 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَارِجَةَ يَعْنِي ابْنَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَتَّعَلِمْتُ لَهُ كِتَابَ يَهُودَ، وَقَالَ: إِيَّايَ وَاللَّهِ

3644 - اسنادہ حسن۔ ابن ابی سلمہ - واسمہ لعلہ - روی عنہ جمع و ذکرہ ابن حبان فی "الفتح" لہو حسن الحدیث۔ و ہر فی "مصفی عبد الرزاق" (10160) و (19214) و (20059)۔ و أخرجه أحمد (17225)۔ و یعقوب بن سفیان فی "المعرفة والتاریخ" 380 / 1، و ابن ابی عاصم فی "الأحاد والمثنائی" (2121)، و الدیلمی فی "الکلی" 58 / 1، و الطحاوی فی "شرح مشکل الآثار" (5197) و (5198)، و ابن حبان (6257) و الطبرانی فی "المعجم" 22 / (879 - 874)، و البیہقی فی "السنن الکبریٰ" 10 / 2، و فی "شعب الایمان" (5206)، و البیہقی فی "شرح السنة" (124)، و فی "المعجم" 5 / 196، و ابن الاثیر فی "أسد الغابہ" 6 / 315،

مَا آمَنَ يَهُودَ عَلَى كِتَابِي فَتَعَلَّمْتُهُ. فَلَمْ يَمُرَّ بِی إِلَّا نِصْفُ شَهْرٍ حَتَّى حَذَقْتُهُ. فَكُنْتُ أَكْتُبُ لَهُ إِذَا كَتَبَ وَأَقْرَأُ لَهُ إِذَا كَتَبَ إِلَيْهِ

❦ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے مجھے ہدایت کی تو میں نے یہودیوں کی تحریر سیکھ لی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! یہودیوں سے میں جو کچھ لکھواتا ہوں، مجھے اس پر اعتماد نہیں ہے، راوی کہتے ہیں: میں نے اس زبان کو سیکھ لیا، نصف مہینے کے اندر میں اس کا ماہر ہو چکا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے جب کوئی خط وغیرہ لکھواتا ہوتا تھا، تو میں ہی اسے تحریر کرتا تھا اور جب آپ ﷺ کو کوئی خط لکھا جاتا تھا، تو اسے میں ہی پڑھ کر سناتا تھا۔

بَابُ فِي كِتَابِ الْعِلْمِ

باب: علم کو تحریر کرنا

3646 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُغَيْثٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيدُ حِفْظَهُ، فَتَهْتَبُنِي قُرَيْشٌ وَقَالُوا: أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا، فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ. لَدَاكَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَوْمَأَ بِأَصْبُعِهِ إِلَى فِيهِ، فَقَالَ: أَكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ

❦ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی زبانی جو بات بھی سنتا تھا، اسے نوٹ کر لیتا تھا، میں یہ چاہتا تھا کہ اسے بعد میں یاد کر لیا کروں، قریش نے مجھے ایسا کرنے سے منع کیا، انہوں نے کہا: کیا تم نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی جانے والی ہر چیز نوٹ کر لیتے ہو؟ حالانکہ نبی اکرم ﷺ بھی ایک انسان ہیں، آپ ﷺ غصے اور رضا مندی (ہر طرح کی حالت میں) بات کرتے ہیں، تو میں تحریر کرنے سے رک گیا، میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا، تو آپ ﷺ نے ہنسی انگلی کے ذریعے اپنے منہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

3646- صحیح. وهذا إسناد حسن من أجل ابن أبي الزناد - واسمه عبد الرحمن - أبو الزناد: هو عبد الله بن ذكوان. وأخرجه الترمذي (2912) من طريق عبد الرحمن بن أبي الزناد، بهذا الإسناد. وقال: هذا حديث حسن صحيح. وعلقه البخاري (7195) بصيغة الحزم. وهو "مسند أحمد" (21618). وأخرجه أحمد (21587)، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار" (2038)، وابن حبان (7136) 3646- إسناد صحيح بحسب: هو ابن سعيد القطان. وأخرجه ابن أبي شيبة 50 - 49/ 9، وأحمد (6510)، والدارمي (484)، والحاكم 1/ 101 - 105، وابن عبد البر في "جامع بيان العلم" ص 90 - 89، والخطيب في "تقيد العلم" ص 80، والعزى في "تهذيب الكمال" 31/ 39 - 38 من طريق يحيى بن سعيد القطان، بهذا الإسناد. وأخرجه أحمد (6930)، والحاكم 105/ 1، وابن عبد البر ص 89 من طريق سروب بن شعيب، عن أبيه، عن جده. وأخرجه الحاكم 105/ 1

تم نوٹ کر لیا کرو اس ذات کی قسم! جس کی قدرت میں میری جان ہے، اس (یعنی میرے منہ) سے صرف حق نکلتا ہے۔

3647- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ الْمُؤَنِ بْنِ حَنْظَلٍ قَالَ: دَخَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لَهُ: عَنْ حَدِيثٍ قَامَ إِنْ سَأَلْتَ يَكْتُبُهُ فَقَالَ لَهُ زَيْدُ بْنُ رَسُولٍ لَنُصَلِّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرًا أَنْ لَا تَكْتُبَ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِهِ فَمَحَاكَ

عن: مطلب بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے ایک حدیث کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے ایک انسان کو یہ ہدایت کی، تو وہ اس نے نوٹ کر لی، حضرت زید بن ثابت نے ان سے فرمایا: بے شک اللہ کے رسول نے ہمیں یہ حکم دیا تھا کہ ہم آپ ﷺ کی کسی حدیث کو نوٹ نہ کریں، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے مٹا دیا۔

3648- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شَهَابٍ عَنِ الْحَدَّاءِ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِي عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: مَا كُنَّا نَكْتُبُ غَيْرَ التَّشْهِيدِ وَالْقُرْآنِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم تشہد اور قرآن کے علاوہ اور کوئی چیز تحریری طور پر نوٹ نہیں کرتے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اہتمام سماعت، حفظ و کتابت حدیث

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور میرا ایک انصاری ہمسایہ قبیلہ بنو امیہ بن زید میں رہتے تھے اور یہ قبیلہ مدینہ کے باہر پورب (مشرق) کی طرف رہتا تھا۔ ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں باری باری حاضر ہوتے، ایک روز وہ جاتا تھا اور ایک روز میں۔ میں جب جاتا تھا تو اس دن کی وحی وغیرہ سے متعلق خبریں اس انصاری کو بتا دیتا اور جس دن وہ جاتا، وہ بھی یوں ہی کرتا تھا۔ (۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم ﷺ سے احادیث سن کر آتے تو مل کر دہرایا کرتے حتیٰ کہ وہ اُزبر ہو جاتیں۔ (۸)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ خدری فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے ہوئے حدیث سنتے اور لکھتے تھے۔ (۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کو مجھ سے زائد حدیثیں یاد ہوں، ہاں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو (حدیثیں مجھ سے زائد یاد تھیں) کیونکہ وہ لکھ لیتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا۔ (۱۰)

3647- إسناده صحيح لا يقطعاه المطالب بن عبد الله بن حنظله لم يسمع من زيد بن ثابت. أبو أحمد: هو محمد بن عبد الله البربري. وأخرجه أحمد (21579)، والخطيب البغدادي في "تقييد العلم" ص 35، وابن عبد البر في "جامع بيان العلم" 63 / 1 من طريق كثير بن زيد، به. وأخرج الدارمي (474)

3648- إسناده صحيح. أبو المتوكِّل الناجي: هو علي بن داود، والحدَّاء: هو خالد بن مهران، وأبو شهاب: هو عبد ربه بن مافع الكاسي الحنظلي. وأخرجه الخطيب في "تقييد العلم" ص 93، وأبو إسماعيل الهروي في "دم الكلام" (590)

حضرت سلمیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ لکھنے کی تختیاں ان کے پاس تھیں، ان پر وہ ابو رافع سے رسول اللہ ﷺ کے کچھ افعال لکھ کر قتل کر رہے ہیں۔ (۱۱)

کتابت حدیث کے لیے احکام نبوی ﷺ

1. حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی احادیث روایت کروں۔ میرا ارادہ ہے کہ میں دل کے ساتھ ہاتھ سے لکھنے کی مدد بھی لوں، اگر آپ پسند فرمائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنْ كَانَ جَدِثِي ثُمَّ اسْتَعْنِ بِيَدِكَ مَعَ قَلْبِكَ (۱۲)

اگر میری حدیث ہو تو اپنے دل کے ساتھ اپنے ہاتھ سے بھی مدد لو۔

2. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری آنحضرت ﷺ کی مسجد میں بیٹھا کرتے اور احادیث سننے لگتے۔ وہ انہیں بہت پسند آتیں لیکن یاد نہیں رہتی تھیں، چنانچہ انہوں نے آپ سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! میں آپ سے حدیثیں سنا ہوں لیکن مجھے یاد نہیں رہتیں، آپ نے فرمایا:

اسْتَعْنِ بِيَمِينِكَ وَأَوْمًا بِيَدِكَ الْخَطَّ (۱۳)

اپنے دائیں ہاتھ سے مدد حاصل کرو اور آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھنے کا اشارہ کیا۔

3. حضرت رافع رضی اللہ عنہ بن خدیج فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم آپ سے بہت سی باتیں سنتے ہیں کیا ہم انہیں لکھ لیا کریں... آپ نے فرمایا: «اكتبوا ولا حرج» لکھ لیا کرو کوئی حرج نہیں (۱۴)

4. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ دیا۔ یہ سن کر ایک یمنی شخص (ابوشاہ) نے حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ (سب احکام) مجھے لکھ دیجئے۔ آپ نے فرمایا:

«اكتبوا لأبي فلان» ابوقلاں کو لکھ دو۔ (۱۵) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ

«اكتبوا لأبي شاة» ابوشاہ کو لکھ دو (۱۶)

5. حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی زبان سے جو لفظ سنا تھا اسے یاد کرنے کے لیے لکھ لیا کرتا تھا۔ پھر قریش نے مجھے لکھنے سے منع کیا اور کہا تم ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ بشر ہیں۔ غصے اور خوشی دونوں حالتوں میں باتیں کرتے ہیں یہ سن کر میں نے لکھنا چھوڑ دیا پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

أَكْتُبُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ (۱۷)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، ان دونوں ہونٹوں کے درمیان (زبان) سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا، اس لیے تم لکھ کر دو۔

6 حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَتِدُوا الْعِلْمَ قُلْتُ وَمَا تَقْيِيدُهُ؟ قَالَ كِتَابَتُهُ (۱۸)
علم کو قید کرو... میں نے پوچھا: علم کی قید کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اسے لکھنا...

7 حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

قَتِدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ عِلْمٌ كَوَلَّكُمُ كَرْمُكَ (۱۹)

علم سے مراد علم حدیث ہے اسلئے کہ اسلاف کے ہاں یہ لفظ رائے کے مقابلے میں استعمال ہوتا ہے۔

8 نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے بھی احادیث لکھنے کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ (۲۰)

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھی گئی احادیث اور ان کے مجموعے

(1) حضرت رافع رضی اللہ عنہ بن خدیج سے روایت ہے کہ مدینہ ایک حرم ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے حرم قرار دیا ہے اور یہ ہمارے پاس ایک خولانی چمڑے پر لکھا ہوا ہے۔ (۲۱)

(2) رسول اللہ ﷺ کی تلواریں کے قبضے میں سے ایک کاغذ ملا جس میں لکھا تھا کہا نہ دھو کورستے سے بھٹکانے والا ملعون ہے، زمین کا چور ملعون ہے، احسان فراموش ملعون ہے۔ (۲۲)

(3) کتاب الصدقہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتاب زکوٰۃ لکھوائی لیکن ابھی اپنے عمال کو بھیج نہ پائے تھے کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ آپ نے اسے اپنی تلواریں کے پاس رکھ دیا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر نے اپنی وفات تک اس پر عمل کیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات تک۔ (۲۳)

(4) صحیفہ صادقہ: حضرت عبداللہ بن عمرو نے نبی کریم ﷺ کی احادیث سے ایک صحیفہ مرتب کیا جسے صحیفہ صادقہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کا بیان ہے کہ صادقہ ایک صحیفہ ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر لکھا ہے۔ (۲۴)

(5) صحیفہ علی: حضرت علی نے فرمایا کہ ہمارے پاس کچھ نہیں، سوائے کتاب اللہ کے اور اس صحیفہ کے جو نبی ﷺ سے منقول ہے (۲۵)... صحیح بخاری کی دوسری روایت کے مطابق اس صحیفہ میں دیت اور قیدیوں کے چھڑانے کے احکام ہیں اور یہ حکم کہ کافر حربی کے (قتل کے) عوض مسلمان کو نہ مارا جائے۔ (۲۶)

(6) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی تالیفات: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دس برس رہے۔ آپ نے عہد رسالت ہی میں احادیث کے کئی مجموعے لکھ کر تیار کر لیے تھے۔ ان کے شاگرد سعید بن ہلال فرماتے ہیں کہ ہم جب حضرت انس سے زیادہ اصرار کرتے تو وہ ہمیں اپنے پاس سے بیاض نکال کر دکھاتے اور کہتے کہ یہ وہ احادیث ہیں جو میں نے نبی ﷺ سے سنتے ہی لکھ لی تھیں اور پڑھ کر بھی سنادی تھیں۔ (۲۷)

(7) صحیفہ عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ: ۱۰ھ میں جب یمن کا علاقہ نجران فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم کو یمن کا

بنی کر بھیجا تو انہیں ایک عہد نامہ تحریر فرمادیا جس میں آپ نے شرائع و فرائض و حدود اسلام کی تعلیم دی تھی۔ (۲۸)
(8) قبیلہ جہینہ کے نام تحریر: عبد اللہ بن عکیم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک تحریر (ہمارے قبیلہ جہینہ) کو

پہنچا۔ (۲۹)
(9) اہل جرش کے نام خط: نبی کریم ﷺ نے ایک نامہ مبارک اہل جرش کو بھیجا تھا جس میں بھجور اور کشمش کی مخلوط نبیذ کے متعلق حکم بیان فرمایا گیا تھا۔ (۳۰)

(10) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یمن سے آنحضرت ﷺ سے لکھ کر دریافت کیا کہ کیا سبزیوں میں زکوٰۃ ہے؟ آپ نے تحریری جواب دیا کہ سبزیوں پر زکوٰۃ نہیں۔ (۳۱)
(11) عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط: عالم اسلام کے نامور مورخ ڈاکٹر حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ عہد نبوی کے کوئی پونے تین سو مکتوب یکجا کیے جا چکے ہیں۔ (۳۲)

(12) تبلیغی خطوط: صلح حدیبیہ کے بعد آپ نے دنیا کے چھ مشہور حکمرانوں کے نام تبلیغی خطوط روانہ فرمائے اور ان پر اپنی مہر بطور دستخط ثبت فرمائی۔ (۳۳)۔۔۔ قیصر و کسری وغیرہ کے نام خطوط کا ذکر صحیح بخاری میں بھی موجود ہے اور خط پر مہر لگانے کیلئے چاندی کی انگوٹھی تیار کرنے کا ذکر بھی موجود ہے۔ (۳۴)

(13) نو مسلم وفود کے لیے صحائف: جب حضرت وائل بن حجر نے (مدینہ سے) اپنے وطن لوٹنے کے ارادے پر رسول اللہ ﷺ کے حضور عرض کیا یا رسول اللہ! میری قوم پر میری سیادت کا فرمان لکھوادے جسے رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے تین ایسے فرمان لکھوا کر وائل کے سپرد فرمائے (۳۵)۔۔۔ آپ نے مندرجہ ذیل وفود کو بھی اسلامی احکام پر مشتمل صحیفے الگ الگ لکھوا کر عنایت فرمائے: وفد القبیلہ خثعم، وفد الریاوتین، وفد ثمالہ والجدان۔ (۳۶)

(14) ایک مرتبہ کسی لشکر کے سردار کو حضور نے ایک خط دیا اور فرمادیا کہ جب تک تو فلاں فلاں مقام پر نہ پہنچ جائے اس کو نہ پڑھنا، وہ سردار جب مقام مقررہ پر پہنچا تو لوگوں کے سامنے حضور کا خط پڑھا اور سب کو اس کی اطلاع کر دی۔ (۳۷)

(15) تحریری معاہدے: ہجرت کے فوراً بعد مختلف قبائل عرب اور دوسری اقوام سے آپ کے معاہدات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے الوثائق السیاسیہ میں ایسے تحریری معاہدات کی بہت بڑی تعداد جمع کر دی ہے۔ دستور مملکت جو ہجرت کے صرف پانچ ماہ بعد آپ نے نافذ فرمایا تھا، وہ بھی معاہدات ہی کے سلسلے کی اہم کڑی ہے۔ (۳۸) اسی طرح چھ ہجری میں صلح حدیبیہ کا معاہدہ تحریر کیا گیا۔ (۳۹) اس معاہدے کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا تھا۔ اس کی ایک نقل قریش نے لے لی اور ایک آنحضرت ﷺ نے اپنے پاس رکھی۔ (۴۰)

(16) جاگیروں کے ملکیت نامے: رسول اللہ ﷺ نے بہت سے لوگوں کو جاگیریں عطا فرمائیں اور ان کے ملکیت نامے بھی تحریر کروا کے دیے۔ مثلاً حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو ایک بڑی جاگیر عطا فرماتے وقت یہ دستاویز لکھوا کر دی: یہ دستاویز محمد رسول اللہ ﷺ نے زبیر کو دی ہے ان کو سوارق پورا کا پورا بالائی حصے تک موضع مورع سے موضع موقت تک دیا

ہے، اس کے مقابلے میں کوئی اپنا حق اس میں نہ جٹائے۔ (۳۱)

(۱۷) امان نامے: آپ نے بہت سے افراد اور خاندانوں کو امان نامے لکھوا کر عطا فرمائے۔ ان کا ذکر طبقات ابن سعد میں بھی ملتا ہے اور البدایہ والنہایہ میں ہے کہ آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کے آزاد کردہ غلام عامر بن لہیرہ سے ایک چمڑے کے ٹکڑے پر امان نامہ سراقہ بن مالک کو لکھوا دیا۔

(۱۸) بیع نامے: رسول اللہ ﷺ قیمتی اشیاء کی خرید و فروخت کے وقت ان کی دستاویز بھی لکھوایا کرتے تھے۔ عبد المجید بن وہب روایت کرتے ہیں کہ عداء بن خالد بن ہوذہ نے ان سے کہا: کیا میں تمہیں ایسی تحریر نہ پڑھاؤں جو رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے تحریر کرائی تھی۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! اس پر انہوں نے ایک تحریر نکالی، اس میں لکھا تھا: یہ اقرار نامہ ہے کہ عداء بن خالد بن ہوذہ نے محمد رسول اللہ ﷺ سے خریداری کی۔ (۳۲)

حوالہ جات

(۱) حاکم مستدریث، ذاکر خالد علی ص ۵۶، ۶۵۴ (۲) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الزہد ج ۶ ص ۵۰۱ (۳) کتاب العلم، بخاری، کتاب الانبیاء، باب ما ذکر من بنی اسرائیل ج ۲ ص ۶۹۲ (۴) الجامع الصحیح، از بخاری، کتاب العلم ج ۱ ص ۳۵ (۵) جامع ترمذی از محمد بن یحییٰ ترمذی ج ۲ ص ۱۳۵ (۶) خطبات بدر اس زید سلیمان ندوی ص ۳۳ (۷) الجامع الصحیح، از بخاری، کتاب العلم ج ۲ ص ۱۳۵ (۸) الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع از خطیب بغدادی ج ۱ ص ۲۳۶ (۹) بیع الزوائد از نور الدین، المصنف لہی ج ۱ ص ۱۶۱ (۱۰) الجامع الصحیح از بخاری، کتاب العلم ج ۱ ص ۱۵۸ (۱۱) الخطبات الکبریٰ لابن سعد ج ۲ ص ۳۷۱ (۱۲) سنن ابی یوسف از عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی ج ۱ ص ۱۳۶ (۱۳) جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۲۸ (۱۴) تدریب الراوی از حافظ جمال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۸۶ (۱۵) الجامع الصحیح از بخاری رحمۃ اللہ علیہ، کتاب العلم ج ۱ ص ۱۵۷ (۱۶) جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۲۸ (۱۷) سنن ابی داؤد ج ۳ ص ۱۱۷ (۱۸) المسند رک از حاکم ج ۱ ص ۱۰۶ (۱۹) جامع بیان العلم از ابن عبد البر اندلسی ج ۱ ص ۷۲ (۲۰) مقدمہ صیغہ عام بن محمد از ذاکر محمد حمید اللہ ص ۳۳ (۲۱) الجامع الصحیح از مسلم ج ۳ ص ۳۸۳ (۲۲) جامع بیان العلم از ابن عبد البر اندلسی ج ۱ ص ۷۲ (۲۳) جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۶۳ (۲۴) طبقات ابن سعد از ابن سعد ج ۲ ص ۳۰۸ (۲۵) الجامع الصحیح از بخاری ج ۲ ص ۳۳۶ (۲۶) الجامع الصحیح از بخاری ج ۱ ص ۱۵۷ (۲۷) المسند رک از حاکم، ذکر انس بن مالک، دار الفکر، حیدرآباد، دکن (۲۸) جہت ت ابن سعد از ابن سعد ج ۲ ص ۳۹ (۲۹) مشکوٰۃ المصابیح از خطیب بغدادی ج ۱ ص ۱۶۵ (۳۰) الجامع الصحیح، مسلم: ۲۳۰/۵ (۳۱) خطبات بدر اس از سید سلیمان ندوی ص ۵۱ (۳۲) رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی از ذاکر محمد حمید اللہ ص ۱۱ (۳۳) طبقات ابن سعد از ابن سعد ج ۲ ص ۲۹ (۳۴) الجامع الصحیح، بخاری ج ۱ ص ۱۳۳ (۳۵) الراوی عن سیاسۃ از ذاکر محمد حمید اللہ ص ۱۳۲ (۳۶) طبقات ابن سعد از ابن سعد ج ۲ ص ۱۲۱

3649- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ ح وَحَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَرْزُوقٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي

أَبِي عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَغْنِي ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْخُطْبَةَ الْخُطْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ: أَبُو شَاةٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اكْتُبُوا لِي فَقَالَ: اكْتُبُوا لِأَبِي شَاةٍ

3649- إسناده صحيح. الوليد: هو ابن مسلم الدمشقي، ومؤمل: هو ابن الفضل الحزائني، والأوزاعي: هو عبد الرحمن بن عمرو. وأخرجه النسائي في "الكبرى" (5824) عن العباس بن الوليد، بهذا الإسناد. وأخرجه البخاري (112) من طريق أبي نعيم الفضل بن دكين حدثه شيان، عن يحيى بن أبي كثير بهذا الإسناد. وانظر ما سلف برقم (2017)، وما سلف برقم (4505).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب مکہ فتح ہوا، تو نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے، اس کے بعد راوی نے پہلے کا ذکر کیا ہے، یعنی نبی اکرم ﷺ نے جو خطبہ دیا تھا اس کا ذکر کیا ہے، راوی بیان کرتے ہیں: پھر اہل یمن سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کھڑا ہوا، جس کا نام ابوشاہ تھا، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ مجھے یہ لکھوادیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہوش! کوئی کھڑے دو۔

3650 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَمْرٍو مَا يَكْتُتُوهُ، قَالَ: غَضَبَةُ النَّبِيِّ سَمِعَهَا يَوْمَئِذٍ مِنْهُ

ولید کہتے ہیں: میں نے حضرت ابوشاہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: ان لوگوں نے انہیں کیا لکھوا کے دیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: وہ خطبہ جو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنا تھا۔

بَابُ فِي التَّشْدِيدِ فِي الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی اکرم ﷺ کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرنے کی شدید مذمت

3651 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا خَالِدُ الْمَغْنِيُّ، عَنْ بَيَّانِ بْنِ يَسْرِ، قَالَ: مُسَدَّدٌ أَبُو يَسْرِ: عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُحَدِّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يُحَدِّثُ عَنْهُ أَصْحَابُهُ، فَقَالَ: أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ كَانَ لِي مِنْهُ وَجْهٌ وَمَنْزِلَةٌ، وَلَكِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَنْ كَذَبَ عَلَى مُتَعَتِدًا، فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

عامر بن عبد اللہ اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا وجہ ہے کہ آپ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اس طرح احادیث بیان کرتے ہیں، جس طرح آپ کے ساتھی نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے احادیث بیان کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے بھی نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں قدر و منزلت حاصل تھی، لیکن میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا، وہ جہنم میں اپنے ٹھکانے تک پہنچنے کے لیے تیار رہے“

بَابُ الْكَلَامِ فِي كِتَابِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

باب: اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بارے میں، علم کے بغیر، بات کرنے کا تذکرہ

3652 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُقَرَّرِيُّ الْحَضْرَمِيُّ، حَدَّثَنَا

3651 - إسناده صحيح، حوالہ: هو ابن عبد الله الواسطي الطحان، وأخرجه البخاري (107)، وابن ماجه (36)، والنسائي في "الكبرى،

سُهَيْلُ بْنُ مَهْرَانَ، أَخِي حَزْمِ الْقَطِيعِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍاءُ عَنْ جُنْدُبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ: فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِرَأْيِهِ فَاصَابَ، فَقَدْ أَخْطَأَ

ترجمہ: حضرت جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص اللہ کی کتاب کے بارے میں اپنی رائے کے ذریعے کچھ کہتا ہے، وہ اگر ٹھیک بھی ہے، تو اس نے غلطی کی“

قرآن میں اپنی مرضی سے تفسیر کرنے کی ممانعت کا بیان

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ کا پاک ارشاد ہے:

مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَاصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ. (ترمذی، باب ما جاء من القرآن، حدیث نمبر: ۲۸۷۶)

جو شخص قرآن کریم کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ گفتگو کرے تو اگر صحیح بات بھی کہے تو اس نے غلطی کی

علامہ ماوردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض غلو پسند لوگوں نے اس حدیث سے یہ مطلب سمجھا کہ قرآن کریم کے بارے میں کوئی بات فکر و رائے کی بنیاد پر کہنا جائز نہیں؛ یہاں تک کہ اجتہاد کے ذریعے قرآن کریم سے ایسے معانی بھی مستنبط نہیں کیے جاسکتے جو اصول شرعیہ کے مطابق ہوں؛ لیکن یہ خیال درست نہیں؛ کیونکہ خود قرآن کریم نے تدبر اور استنباط کو جائز و مستحسن قرار دیا ہے اور اگر فکر و تدبر پر بالکل پابندی لگا دی جائے تو قرآن و سنت سے شرعی احکام و قوانین مستنبط کرنے کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا؛ لہذا اس حدیث کا مطلب ہر قسم کی رائے پر پابندی لگانا نہیں ہے۔ (الافتاح: ۱۸/۲)

چنانچہ اس بات پر جمہور علماء متفق ہیں کہ خود قرآن و سنت کے دوسرے دلائل کی روشنی میں اس حدیث کا منشاء یہ ہرگز نہیں ہے کہ معاملہ میں غور و فکر اور عقل و رائے کو بالکل استعمال نہیں کیا جاسکتا؛ بلکہ اس کا اصل منشاء یہ ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر کے لیے جو اصول اجماعی طور پر مسلم اور طے شدہ ہیں ان کو نظر انداز کر کے جو تفسیر محض رائے کی بنیاد پر کی جائے وہ ناجائز ہوگی اور اگر اس طرح تفسیر کے معاملہ میں دخل دے کر کوئی شخص اتفاقاً کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ جائے تو وہ خطا کار ہے، اب اصول تفسیر کو نظر انداز کرنے کی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً:

۱۔ جو شخص تفسیر قرآن کے بارے میں گفتگو کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا وہ محض اپنی رائے کے بل بوتے پر تفسیر شروع کر دے۔
۲۔ کسی آیت کی کوئی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ و تابعین سے ثابت ہو اور وہ اسے نظر انداز کر کے محض اپنی عقل سے کوئی معنی بیان کرنے لگے۔

۳۔ جن آیات میں صحابہ کرام و تابعین سے کوئی صریح تفسیر منقول نہیں ان میں لغت اور زبان و ادب کے اصولوں کو پامال کر کے کوئی تشریح بیان کرے۔

۴۔ قرآن و سنت سے براہ راست احکام و قوانین مستنبط کرنے کے لیے اجتہاد کی اہلیت نہ رکھتا ہو اور پھر بھی اجتہاد شروع

3652- اسنادہ صحیف لضعف سہیل بن مهران - وهو سہیل بن ابی حزم - أبو عمران الجونی: هو عبد الملک بن حبیب، وأخو جہ الترمذی (3183)، والسانی فی "الکری" (8032) من طریق سہیل بن ابی حزم مهران، به. وقال الترمذی: هذا حدیث عربی، وقد تکلم بعض أهل الحديث فی سہیل بن ابی حزم - وهو فی "شرح السنة" للبیہقی (120).

کر دے۔ ۵۔ قرآن کریم کے متشابہ آیات (جن کے بارے میں قرآن نے خود کہے دیا ہے کہ ان کی سو فیصد صحیح مراد سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا) ان کی جزم و وثوق کے ساتھ کوئی تفسیر بیان کرے اور اس پر مصر ہو۔

۶۔ قرآن کریم کی ایسی تفسیر بیان کرے جس سے اسلام کے دوسرے اجماعی طور پر مسلم اور طے شدہ عقائد یا احکام مجروح ہوتے ہوں۔

۷۔ تفسیر کے معاملہ میں جہاں عقل و فکر کا استعمال جائز ہے وہاں کسی قطعی دلیل کے بغیر اپنی ذاتی رائے کو یقینی طور پر درست اور دوسرے مجتہدین کی آراء کو یقینی طور سے باطل قرار دے۔

یہ تمام صورتیں اس تفسیر بالرائے کی ہیں جن سے مذکورہ بالا حدیث میں منع کیا گیا ہے؛ چنانچہ ایک دوسری حدیث میں ان تمام صورتوں کو اس مختصر جملے میں سمیٹ دیا گیا ہے:

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار (ترمذی، باب ما جاء من القرآن، حدیث نمبر: ۲۸۷۳)

جو شخص قرآن کریم کے معاملے میں علم کے بغیر کوئی بات کہے تو اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

البتہ تفسیر کے اصولوں اور اسلام کے اجماعی طور پر طے شدہ ضوابط کی پابندی کرتے ہوئے اگر تفسیر میں کسی ایسی رائے کا اظہار کیا جائے جو قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو تو وہ حدیث کی وعید میں داخل نہیں ہے؛ البتہ اس قسم کا اظہار رائے بھی قرآن و سنت کے وسیع و عین علم اور اسلامی علوم میں مہارت کے بغیر ممکن نہیں اور علماء نے اس کے لیے بھی کچھ کارآمد اصول مقرر فرمائے ہیں جو اصول فقہ اور اصول تفسیر میں تفصیل سے بیان ہوئے ہیں اور ان کا ایک نہایت مفید خلاصہ علامہ بدرالدین زرکشی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "البرہان فی علوم القرآن کی نوع ۴۱ میں بالخصوص اقسام التفسیر کے زیر عنوان (صفحہ: ۱۶۳-۱۷۰)

بیان فرمایا ہے، یہ پوری بحث نہایت قابل قدر ہے؛ لیکن چونکہ عربی زبان و علوم کی مہارت کے بغیر اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا، اس لیے اس کا ترجمہ یہاں نقل کرنا بے فائدہ ہے جو عربی داں حضرات چاہیں وہاں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

تفسیر میں گمراہی کے اسباب کا بیان

علم تفسیر جہاں ایک انتہائی سعادت کی چیز ہے، ہاں اس کا ایک وادی میں قدم رکھنا بے حد خطرناک بھی ہے؛ کیونکہ انسان اگر کسی آیت کی غلط تشریح کر بیٹھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ایک ایسی بات منسوب کر رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے نہیں کہی اور ظاہر ہے کہ اس سے بڑی گمراہی اور کیا ہو سکتی ہے جن لوگوں نے ضروری شرائط پوری کیے بغیر قرآن کریم میں دخل اندازی کی ہے وہ کافی محنت خرچ کرنے کے باوجود اس بدترین گمراہی میں مبتلا ہو گئے، تفسیر قرآن میں گمراہی کا ایک خطرناک سبب یہ ہے کہ انسان اہلیت و صلاحیت کو دیکھے بغیر قرآن کریم کے معاملے میں رائے زنی شروع کر دے، خاص طور سے ہمارے زمانے میں گمراہی کے اس سبب نے بڑی قیامت ڈھائی ہے، یہ غلط فہمی عام ہوتی جا رہی ہے کہ صرف عربی زبان پڑھ لینے کے بعد انسان قرآن مجید کا عالم ہو جاتا ہے اور اس کے بعد جس طرح سمجھ میں آئے قرآن کریم کی تفسیر کر سکتا ہے، حالانکہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ

کوئی بھی مہر فن ایسا نہیں ہے جس میں زبان دانی کے بل بوتے پر مہارت پیدا ہو سکتی ہے، آج تک کبھی کسی ذی ہوش نے انگریزی زبان پر محض عبور رکھنے کے باوجود یہ دعویٰ نہیں کیا ہوگا کہ وہ ڈاکٹر ہو گیا ہے، اسی طرح کوئی شخص انجینئرنگ کی کتابیں پڑھ کر انجینئر ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور نہ قانون کی اعلیٰ کتابیں دیکھ کر ماہر قانون کہلا سکتا ہے، اگر کوئی شخص ایسا دعویٰ کرے تو یقیناً ساری دنیا اسے احمق اور بے وقوف کہے گی، اس لیے ہر شخص جانتا ہے کہ یہ تمام علوم و فنون محض زبان دانی اور فنی مطالعہ سے حاصل نہیں ہوتے؛ بلکہ ان کے لیے سالہا سال کی محنت و کار ہے، انہیں ماہر اساتذہ سے پڑھا جاتا ہے، اس کے لیے بڑی بڑی درسگاہوں میں کئی کئی امتحانات سے گزرنا ہوتا ہے، پھر کسی ماہر فن کے پاس رہ کر ان کا عملی تجربہ کرنا پڑتا ہے، تب کہیں انسان ان علوم کا مبتدی کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔

جب ان علوم و فنون کا حال یہ ہے تو تفسیر قرآن جیسا علم محض عربی زبان سیکھ لینے کی بناء پر آخر کیسے حاصل ہو جائے گا؟ آپ نزشتہ صفحات میں دیکھ چکے ہیں کہ علم تفسیر میں درک حاصل کرنے کے لیے کتنی وسیع معلومات درکار ہوتی ہیں؛ بلکہ وہ دنیا کی تمام کتابوں کے برخلاف اپنا ایک جداگانہ اور ممتاز اسلوب رکھتا ہے، لہذا کسی آیت کو قرآن واقعی طور پر سمجھنے کے لیے اول تو یہ ضروری ہے کہ اس آیت کے مختلف قرأتوں، اس موضوع کی تمام دوسری آیات اور ان کے متعلقات پر پوری نگاہ ہو، پھر آپ پیچھے دیکھ چکے ہیں کہ بہت سی آیتیں کسی خاص واقعاتی پس منظر سے وابستہ ہوتی ہیں جسے سبب نزول کہا جاتا ہے اور جب تک سبب نزول کی مکمل تحقیق نہ ہو اس کا پورا مفہوم نہیں سمجھا جاسکتا نیز یہ حقیقت بھی آپ کے سامنے آچکی ہے قرآن کریم بہت سی مجمل باتوں کی تشریح و تفسیر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر چھوڑ دیتا ہے۔

لہذا ہر آیت میں یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اس تفسیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی قولی یا عملی تعلیم موجود ہے یا نہیں اور اگر موجود ہے تو وہ تنقید روایت کے مسلم اصولوں پر پوری اترتی ہے یا نہیں نیز صحابہ کرام نے جو نزول قرآن کے عینی شاہد تھے اس آیت کا کیا مطلب سمجھا تھا اگر اس بارے میں روایات کے درمیان کوئی تعارض و اختلاف ہے تو اسے کیوں گزر کر رفع کیا جاسکتا ہے، پھر عربی زبان ایک وسیع زبان ہے جس میں ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنی اور ایک ایک معنی کے لیے کئی کئی لفظ ہوتے ہیں، لہذا جب تک اس زمانے کے اہل عرب کے محاورات پر عبور نہ ہو کسی معنی کی تعیین بہت مشکل ہوتی ہے، اس کے علاوہ صرف الفاظ کے لغوی معنی جاننے سے کام نہیں چلتا؛ کیونکہ عربی میں نحوی ترکیبوں کے اختلاف سے معانی میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بات عربی لغت و ادب پر مکمل عبور کے بغیر طے نہیں کی جاسکتی کہ اس مقام پر کوئی ترکیب محاورات عرب کے زیادہ قریب ہے؟ اور سب سے آخر میں قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے کلام کے اسرار و معارف ایسے شخص پر نہیں کھولتا جو اس کی نافرمانیوں پر کمر بستہ ہے؛ لہذا تفسیر قرآن کے لیے اللہ کی بندگی اس کے ساتھ تعلق خاص، طاعت و تقویٰ اور حق پرستی کے بے لاگ جذبے کی ضرورت ہے۔

اس تشریح سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تفسیر قرآن کے لیے صرف عربی زبان کی معمولی واقفیت کام نہیں دے سکتی؛ بلکہ اس کے لیے علم اصول تفسیر، علم حدیث، اصول حدیث، اصول فقہ، علم نحو، علم صرف، علم لغت، علم ادب اور علم بلاغت میں ماہرانہ بصیرت اور اس کے ساتھ طہارت و تقویٰ ضروری ہے، ان ضروری شرائط کے بغیر تفسیر کی وادی میں قدم رکھنا اپنے آپ کو گمراہی میں

زبان دینے کے مرادف ہے اور اسی طرز عمل کے بارے میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ:

"من قال في القرن بغدير علم فليتبوأ مقعده من النار"۔ (ترمذی، باب ما جاء في من قرأ القرآن، حدیث نمبر: ۲۸۷۴)

جو شخص قرآن میں بغیر علم کے گفتگو کرے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کریم نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ "وَلَقَدْ يَشْرَى الْقُرْآنَ لِنَذِيرٍ" (قرآن: ۱۰۷) اور بد شہ بہ نے قرآن کریم کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے "اور جب قرآن کریم ایک آسان کتاب ہے تو اس کی تشریح کے لیے کسی لیے جوڑے علم و فن کی ضرورت نہیں؛ لیکن یہ استدلال ایک شدید مغالطہ ہے جو خود کم فہمی اور سطحیت پر مبنی ہے واقعہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات دو قسم کی ہیں، ایک تو وہ آیتیں ہیں جن میں عام نصیحت کی باتیں، سبق آموز واقعات اور عبرت و موعظت کے مضامین بیان کئے گئے ہیں، مثلاً دنیا کی ناپائیداری، جنت و دوزخ کے حالات، خوفِ خدا اور فکرِ آخرت پیدا کرنے والی باتیں اور زندگی کے دوسرے سیدھے سادے حقائق، اس قسم کی آیتیں بلاشبہ آسان ہیں اور جو شخص بھی عربی زبان سے واقف ہو وہ انہیں سمجھ کر نصیحت حاصل کر سکتا ہے، مذکورہ بالا آیت میں اسی قسم کی تعلیمات کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ ان کو ہم نے آسان کر دیا ہے؛ چنانچہ خود اس آیت میں لفظ "لِنَذِيرٍ" (نصیحت کے واسطے) اس پر دلالت کر رہا ہے۔

اس کے برخلاف دوسری قسم کی آیتیں وہ ہیں جو احکام و قوانین، عقائد اور غلطی مضامین پر مشتمل ہیں، اس قسم کی آیتوں کا کماحقہ سمجھنا اور ان سے احکام و مسائل مستنبط کرنا ہر شخص کا کام نہیں، جب تک اسلامی علوم میں بصیرت اور پختگی حاصل نہ ہو؛ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کی مادری زبان اگرچہ عربی تھی اور عربی سمجھنے کے لیے انہیں کہیں تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں تھی؛ لیکن وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے میں طویل مدتیں صرف کرتے تھے، علامہ سیوطی نے امام ابو عبد الرحمن سلمی سے نقل کیا ہے کہ جن حضرات صحابہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی ہے مثلاً حضرت عثمان بن عفان اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما وغیرہ انہوں نے ہمیں بتایا کہ جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی دس آیتیں سیکھتے تو اس وقت تک آگے نہیں بڑھتے تھے جب تک ان آیتوں کے متعلق تمام علمی اور عملی باتوں کا احاطہ نہ کر لیں، وہ فرماتے تھے کہ "نَتَعَلَّمُ الْقُرْآنَ وَالْعِلْمَ وَالْعَمَلَ جَمِيعًا" (بخاری: ۱۷۶۲) "ہم نے قرآن اور علم و عمل ساتھ ساتھ سیکھا ہے" چنانچہ مؤطا امام مالک میں روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے صرف سورۃ بقرہ یاد کرنے میں پورے آٹھ سال صرف کئے اور مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے جو شخص سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران پڑھ لیتا ہماری نگاہوں میں اس کا مرتبہ بہت بلند ہو جاتا تھا۔ (بخاری: ۱۷۶۲ و نور: ۷۷)

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ حضرات صحابہ جن کی مادری زبان عربی تھی، جو عربی کے شعر و ادب میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور جن کو لمبے لمبے قصیدے معمولی توجہ سے ازبر ہو جایا کرتے تھے، انہیں قرآن کریم کو یاد کرنے اور اس کے معانی سمجھنے کے لیے اتنی طویل مدت کی کیا ضرورت تھی کہ آٹھ آٹھ سال صرف ایک سورت پڑھنے میں خرچ ہو جائیں؟ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ قرآن کریم اور اس کے علوم کو سمجھنے کے لیے صرف عربی زبان کی مہارت کافی نہیں تھی؛ بلکہ اس کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت

اور تعلیم سے فائدہ اٹھانا ضروری تھا، اب ظاہر ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عربی زبان کی مہارت اور نزول وحی کا براہ راست مشاہدہ کرنے کے باوجود "عالم قرآن" بننے کے لیے باقاعدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت تھی تو نزول قرآن کے سینکڑوں سال بعد عربی کی معمولی شہد پیدا کر کے یا صرف ترجمے دیکھ کر مفسر قرآن بننے کا دعویٰ کتنی بڑی جسارت اور علم و دین کے ساتھ کیسا افسوسناک مذاق ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"

(ترمذی، باب ما جاء في الذي يفسر القرآن برأيه، حدیث نمبر: ۲۸۷۵)

جو شخص قرآن کریم کے معاملہ میں اپنی رائے سے کچھ گفتگو کرے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

اگر کوئی تفسیر قرآن کے سلسلہ میں اپنی رائے سے ٹھیک بات بھی کہہ دے تب بھی وہ موجب عقاب قرار دیا گیا ہے! چنانچہ

ارشاد ہے:

"مَنْ قَالَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ"

(ابوداؤد، باب الکلام في كتاب الله يفسر عليه، حدیث نمبر: ۴۱۷۷)

جو شخص قرآن کریم کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ گفتگو کرے تو اگر صحیح بات بھی کہے تو اس نے غلطی کی۔

دراصل یہ ایک خدائی نظام ہے اس کتاب مقدس کے الفاظ و معانی کی نگہداشت کا، تاکہ یہ کام من گھڑت خیالات شخصی تشریحات کی ملاوٹ سے بالکل پاک و صاف رہے، اس لیے علمائے امت اور مفسرین کرام نے تن و من قربان کر کے اس کی خدمت کی ہے اور صحیح و سقیم میں فرق، حق و باطل میں تمیز اور مراد و بانی و منشائے نبوی کی تعین کے لیے خود کو وقف کر دیا اور اگر کسی مفسر نے راہ حق سے سر مواعرف کی کوشش کی یا اصول و ضوابط کو فراموش کیا تو پھر وہ ساری امت کی نگاہوں میں مجرم قرار دیا گیا، چنانچہ اسی کا نتیجہ ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر و تشریح میں غیر تحقیقی واقعات کے بیان اور بے جا قصص و امثال کے اظہار پر پابندی لگادی اور تفسیر قرآن کریم میں اسرائیلی روایات پر اعتماد کرنے سے اجتناب اور ان کو بیان کرنے کے لیے اصول متعین فرمادے ہیں۔

بَابُ تَكْرِيرِ الْحَدِيثِ

باب: بات کو دہرا دینا

3653 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عَقِيلٍ هَاشِمِ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ سَابِقِ بْنِ نَاجِيَةَ

عَنْ أَبِي سَلَامٍ، عَنْ رَجُلٍ، خَدَمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا

حَدَّثَ حَدِيثًا أَعَادَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

3653 اسنادہ ضعیف لضعف عبد الاعلی - وهو ابن عامر التلعی - أبو عوانة: هو الواضح بن عبد الله الشكري. وأخرجه أحمد (2069).

والترمذی (3181) و (3182)، والسنائی فی "الکبری"، (8530) و (8031)، بلفظ: "من قال فی القرآن بغير علم - وفي رواية: برأيه -

فليتوا مقعد من النار" وقال الترمذی: هذا حديث حسن.

روایت ابوہریرہؓ ایک شخص کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: جو نبی اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے (وہ بیان کرتے ہیں) کہ نبی اکرم ﷺ جب کوئی بات کرتے تھے تو آپ ﷺ اسے تین مرتبہ دہراتے تھے۔

بَابُ فِي سَرْدِ الْحَدِيثِ

باب: جلدی، جلدی بات کرنا

3654- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: جَلَسَ أَبُو هُرَيْرَةَ، إِلَى جَنْبِ خُجْرَةَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ تُصَلِّي، فَجَعَلَ يَقُولُ: اسْمَعِي يَا رَبَّةَ الْخُجْرَةِ، مَرَّتَيْنِ فَلَمَّا قَضَتْ صَلَاتَهَا، قَالَتْ: أَلَا تَعْجَبُ إِلَى هَذَا، وَحَدِيثِهِ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُحَدِّثَ الْحَدِيثَ لَوْ شَاءَ الْعَادَّ أَنْ يُخَصِّصَهُ أَحْصَاهُ

عروہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہؓ، سیدہ عائشہؓ کے جھگڑنے کے حجرے کے پاس بیٹھے تھے، سیدہ عائشہؓ نے اس وقت نماز ادا کر رہی تھیں، تو انہوں نے دو مرتبہ یہ کہا: اے اس حجرے کی مالک خاتون! آپ ﷺ سنیے، جب سیدہ عائشہؓ نے نماز مکمل کی، تو فرمایا: کیا تمہیں ان پر اور ان کی طرز گفتگو پر حیرانی نہیں ہوتی؟ نبی اکرم ﷺ جب کوئی بات بیان کرتے تھے تو اگر گنتی کرنے والا شخص چاہتا تو (آپ ﷺ کے الفاظ کو) شمار کر سکتا تھا۔

3655- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ السَّهَرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، أَنَّ عُرْوَةَ بِنَ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: أَلَا يُعْجِبُكَ أَبُو هُرَيْرَةَ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَانِبِ خُجْرَتِي يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُسَمِعُنِي ذَلِكَ وَكُنْتُ أَسْتَبِحُ، فَقَامَ، قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ مِثْلَ سَرْدِكُمْ

عروہ بیان کرتے ہیں: سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: کیا تمہیں ابوہریرہؓ پر حیرانی نہیں ہوتی، وہ آئے، میرے حجرے کے پہلو میں بیٹھے اور نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے احادیث بیان کرنے لگے، وہ مجھے وہ حدیث سنا رہے تھے، میں اس وقت نوافل ادا کر رہی تھی، پھر میرے نوافل مکمل کرنے سے پہلے ہی اٹھ کر چلے بھی گئے، اگر میں انہیں پالیتی، تو میں انہیں یہ جواب دیتی کہ نبی اکرم ﷺ اس طرح تیزی سے گفتگو نہیں کرتے تھے، جس طرح آپ لوگ تیزی سے بات چیت کرتے ہیں۔

3654- واخرجه البخاری (3567) من طريق سفیان بن عیینة، بهذا الإسناد، واخرجه بنحو مسلم باثر (3003) من طريق معمر بن عیبة، عن هشام بن عروہ، عن ایہ، به، وهو فی "مسند أحمد" (24865)، و"صحیح ابن حبان" (100) و (7153).

3655- إسناده صحیح، یونس: هو ابن یزید الآبلی، وابن وهب: هو عبد الله، واخرجه مسلم (2493). من طريق عبد الله بن وهب، بهذا الاسناد وعلقه البخاری بصیحة الحرم (3568) عن الليث بن سعد، عن یونس، به، واخرجه الترمذی (3968)، والسنن فی "الکری"

بَابُ التَّوَلَّى فِي الْفُتْيَا

باب: فتویٰ دینے میں احتیاط کرنا

2056 - حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَقَ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ
بَعْضِ بَنِي عَمْرِو بْنِ مُعَاوِيَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْغُلُوطَاتِ
: : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلوطات سے منع کیا ہے۔

2057 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبُقَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ
عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ: مَنْ أَفْتَى حَ وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو،
عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي نُعَيْمَةَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ الطَّنْبُلِيِّ، رَضِيَ عَنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ
يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَفْتَى بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ رَأَى سُلَيْمَانَ
الْمَهْرِيُّ فِي حَدِيثِهِ، وَمَنْ أَشَارَ عَلَى أَحْيٍ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِي غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَهُ وَهَذَا الْفُطُ سُلَيْمَانَ
: : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جس شخص کو (کسی) نے علم نہ ہونے کے باوجود شرعی مسئلہ بتایا ہو تو اس کا گناہ اس شخص پر ہوگا، جس نے اسے مسئلہ بتایا ہو"
ایک راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں "جس شخص اپنے بھائی کو کسی ایسی چیز کے بارے میں مشورہ دیا، جس
کے بارے میں وہ یہ جانتا ہو کہ اس کی بجائے دوسری صورت بہتر ہے، تو اس شخص نے اس کے ساتھ خیانت کی"
روایت کے یہ الفاظ سلیمان کے نقل کردہ ہیں۔

افتاء کی لغوی اور شرعی تعریف

افتاء کے لغوی معنی ہیں کسی بھی سوال کا جواب دینا؛ خواہ اس کا تعلق حکم شرعی سے ہو یا کسی دنیوی معاملے سے، اور شریعت کی
اصحاح میں افتاء کہتے ہیں کسی دینی اور شرعی مسئلہ کے بارے میں اولیٰ شرعیہ کے ذریعہ حکم خداوندی اور منشاء الہی سے واقف کرانا،
"امصباح" کے مصنف افتاء کے لغوی اور شرعی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

3656 - راجعہ سعد بن منصور (1179)، واحمد (23688)، وبقیہ بن سفیان فی "المعرفة والتاريخ" 305 / 1، والاحری فی
"أحلاق العرب" ص 117 116، والطبرانی فی "الکبیر" 19/ (892)، والحطابی فی "غریب الحديث" 354 / 1، وتمام فی "فوائد"
(114 - 116)، والبیہقی فی "المدخل" (305)، والخطیب فی "الغنیة والمتفق" 11 / 2، وایہ عبد البر فی "الاستدکار" - 365 / 27
366، وفی "جامع بیان العلم وفصلہ" 139 / 2، وایہ عساکر فی "تاریخ دمشق" 46 / 29،

3657 - حدیث حسن، وھذا إسناد وجالہ لغات، لکنہ اختلاف فیہ حکماتری لمرۃ ذکر فیہ عمرو بن ابی نعیم، ومرۃ لم یذكر، وعمرو بن ابی
نعیمہ - وفیل: نعمۃ - مجهول، لکنہ متابع، لقد اخرجه ابن ماجہ (53) من طریق ابی ہانی، حمید بن ہانی، الخولانی

معنی الإفتاء في اللغة: هو الجواب لأي سؤال كان، سواء كان متعلقاً بالأحكام الشرعية أو بغيرها من المعاملات الأخرى الدنيوية المعاصرة ويؤخذ مما قال علماء الفقه الإسلامي وأصوله أن الإفتاء: هو الإخبار بحكم الله تعالى عن مسألة بمقتضى الأدلة الشرعية لمن سأل عنه دين کے مخصوص خدام

یہ ایک حقیقت ہے کہ علماء کرام کے دو طبقے مخصوص طور پر دین کی خدمت میں نمایاں اور پیش پیش رہے ہیں ایک محدثین کا طبقہ ہے، جن کا مشغلہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت و سیانت ہے یعنی اس طبقہ کو احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات اور ان کے بیان و ضبط کا اہتمام رہا اور انہوں نے اسناد اور الفاظ حدیث پر گہری نظر رکھی۔ دوسرا طبقہ فقہاء امت کا ہے، جنہوں نے قرآنی آیات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل و احکام کا استخراج کیا اور الفاظ حدیث سے زیادہ معانی اور اس سلسلہ کے اصول و قواعد پر ان کی نظر مرکوز رہی۔

ملت اسلامیہ کے پہلے مفتی

مفتیوں کا تعلق اسی دوسرے طبقہ سے ہے، اور اس امت کے پہلے مفتی اعظم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت ہے اس لئے کہ ہندوں کو امر الہی اور حکم خداوندی سے واقف کرانا انبیاء کرام کی مقدس جماعت کے واسطے ہی ہوا ہے، اور انبیاء کی بعثت کا مقصد بھی یہی تھا کہ انسانیت کا رشتہ رب العالمین سے جوڑا جائے، مخلوق کو خالق سے ملایا جائے، اور ہندوں کو رب کے احکام بتا کر حکم خدا پر لگایا جائے اس لئے اس عظیم الشان فریضے کو سب سے پہلے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انجام دیا اور یہ دولت آپ تک خود رب العالمین کی جانب سے پہونچی تھی، قرآن پاک میں لفظ "افتاء" خود حق جل مجدہ کے لئے استعمال ہوا ہے، ارشاد ربانی ہے:

يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلْ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يَتْلُو عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ.

لوگ آپ سے عورتوں کے متعلق حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں حکم دیتا ہے اور وہ آیات بھی جو قرآن کے اندر تم کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ کلام کے سلسلہ میں آیت نازل ہوئی:

يَسْتَفْتُونَكَ قُلْ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ.

"لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلام کے سلسلہ میں حکم دیتا ہے۔"

ان آیتوں کو پڑھتے چلے تو صاف معلوم ہوگا کہ ان آیتوں میں افتاء کی نسبت خود اللہ رب العزت کی طرف کی گئی ہے، اس سے اس منصب کی عظمت اور جلالت شان کا بھی اندازہ ہوتا ہے، علامہ ابن القیم اپنی شہرہ آفاق تالیف "اعلام الموقعین" میں لکھتے ہیں:

اول من قام بمنصب الإفتاء سيد المرسلين ﷺ فكان يفتي عن الله سبحانه

وتعالیٰ بوحیہ المبین وکانت فتاواہ علیہ السلام جوامع الأحکام وہی اکبر مأخذ للشریعة الإسلامية بعد القرآن.

سب سے پہلے منصب افتاء پر آپ ﷺ فائز ہوئے اور آپ ﷺ وحی مبین کے ذریعہ فتویٰ دیتے تھے اور آپ نے فتاویٰ جامع الاحکام اور قرآن کے بعد شریعت کے سب سے بڑے ماخذ ہیں۔ (اعلام الموقعین)

چنانچہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جب کوئی مسئلہ پیش آتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور اپنے پیش آمدہ مسائل کے سلسلہ میں حکم دریافت کرتے اور آپ ﷺ وحی کی روشنی میں سب کو شاد کام فرماتے ان سوالات و جوابات کا بڑا ذخیرہ کتب حدیث میں محفوظ ہے اور علماء نے اس حصہ کو علیحدہ جمع کرنے کی بھی سعی پیہم کی ہے۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ مَنَعِ الْعِلْمِ

باب: علم کی بات کو چھپانے کا ناپسندیدہ ہونا

3658 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكِيمِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَوَّلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَبَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ يُلْجَأُ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جس شخص سے علم سے متعلق کوئی بات پوچھی جائے اور وہ اسے چھپالے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے آگ کی لگام ڈالے گا۔“

علم چھپانا سخت گناہ ہے

جو شخص دین کا عالم ہے اس کو چاہئے کہ وہ دوسروں کو سکھائے، اگر لوگ اس سے فیض نہیں حاصل کر پارہے ہیں، تو صاحب علم کو سمجھنا چاہئے کہ اس کا علم نفع بخش نہیں ہے، اگر کسی عالم سے کوئی دینی بات پوچھی گئی اور اس نے جاننے کے باوجود لوگوں کو مطلع نہیں کیا تو ایسے شخص کے بارے میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ”مَنْ سَوَّلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَبَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ يُلْجَأُ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلْجَأُ مِنْ نَارٍ“ (۲۳) جس شخص سے علم دین کی کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے جاننے کے باوجود چھپایا تو ایسے شخص کو قیامت کے دن آگ کی لگام ڈالی جائے گی، قیامت کے دن اس کو اتنی سخت سزا اس وجہ سے دی جائے گی کہ اس نے علم کے مقصد نشر و اشاعت کو زائل کر دیا، اس نے معلوم شدہ بات میں سکوت اختیار کر کے دنیا میں اپنے منہ میں لگام ڈالی لہذا آخرت میں

3658 إسناده صحيح. عطاء: هو ابن أبي رباح، وعلي بن الحكم: هو النابغ البصري، وحمام: هو ابن سلمة. وأخرجه ابن ماجه (261). والترمذي (2840) من طريق علي بن الحكم، به. وأخرجه ابن ماجه (266) من طريق إسماعيل بن إبراهيم الكرابيسي، عن عبد الله ابن عون، عن محمد بن سيرين، عن أبي هريرة. وإسماعيل الكرابيسي حسن الحديث. وهو في "مسند أحمد" (7571)، و"صحيح ابن حبان" (95).

ہم کی کام اس کے منہ میں ڈالی جائے گی، اسی وجہ سے ہر عام کوٹھ بے متنہ رہنا چاہئے، جو شخص بھی اس سے دین کی کوئی ضروری بات چاہے تو اس کو صحیح طور پر جانتا ہے تو اس کو بتانے سے ہرگز ہرگز دریغ نہ کرے، تاکہ اس کو عید کا شوق نہ ہو۔

علم کو صلاحیت کے مطابق سکھانا چاہئے

مالم دین کو خود علم کی وقت اور عزت کرنا چاہئے علم کو سونے، چاندی اور ہیرے جو اہرات سے بھی بہتر سمجھنا چاہئے جس طرح ایک دیوار آدمی بھی کہتے اور ٹکڑی کی گردن میں ہیرے جو اہرات کے زہر نہیں ڈالتا ہے: اسی طرح علماء دین کو بھی چاہئے کہ بتادیں کو علم نہ سکھائیں، مسئلہ بتادینا یہ دوسری بات ہے، لیکن علم سکھانا اور علمی نکات بتانا یہ دوسری چیز ہے، مسئلہ تو جو بھی دریافت کرنے آئے اس کو اس کے فہم کے اعتبار سے بتادینا بہتر ہے، لیکن جہاں تک علم دین سکھانے کا تعلق ہے، تو وہ صرف قدر دانوں ہی ہی محدود رکھنا چاہئے۔ اسی طرح کسی شخص کی صلاحیت سے بڑھ کر، اس کو علم سکھانا بھی علم پر ظلم کرنا ہے، جو شخص معمولی باتیں نہ سمجھتا ہو اس کے سامنے تصوف کی باریکیاں بیان کرنا، یہ علم کے ساتھ مذاق کرنا ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "واضح العلم عند عید اہلہ کمقلب الحنازیر الجوہر واللؤلؤ والذهب" (۲۳) نااہلوں کو علم سکھانے سے اس لئے منع فرمایا کہ وہ علمی باریکیوں کو سمجھ نہیں سکیں گے، اور بغیر سمجھے عمل شروع کرنے کے نتیجے میں شیطان کے دام میں پھنس کر گمراہ ہو جائیں گے۔ لہذا علماء دین کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ علم دین سکھاتے وقت طلباء و عوام کی صلاحیتوں کا خاص خیال رکھ کر ان کو مستفید کریں۔

علاء کرام کو اشاعت حدیث کا خاص خیال رکھنا چاہئے

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو یاد کرنا اور ان کو لوگوں تک پہنچانا بہت بڑی سعادت کی بات ہے اس امت کے سیکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگوں نے اس سعادت کا اپنے آپ کو مستحق بنایا ہے اور ساری زندگی اللہ کے نبی کے فرامین کی خدمت میں گزار دی یہ اتنی بڑی سعادت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نَظَرُ اللَّهِ إِمْرًا سَمِعَ مِنْكَ شَيْئًا فَبَلَغَهُ كَمَا بَلَغَهُ" (۲۴) اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے مجھ سے کچھ سنا پھر جس طرح سے اس نے سنا تھا اسی طرح دوسرے تک پہنچا دیا۔ اللہ کے نبی نے اپنے فرامین کی اشاعت کرنے والے کیلئے یہ دعا کی ہے۔ بعض محققین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا فوراً قبول ہوگئی، یہی وجہ ہے کہ حدیث کی خدمت کرنے والوں کے چہروں پر نورانیت رہتی ہے۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا: "مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي حَدِيثًا بَعَثَهُ اللَّهُ فَحَدَّثَهَا وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيدًا" جس شخص نے میری امت کے لئے دینی امور سے متعلق چالیس حدیثیں یاد کر لیں تو اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کو شافی بنا کر اٹھائیں گے اور میں اس کی شفاعت کرنے والا اور اس کی نیکیوں پر گواہی دینے والا ہوں گا۔ حفظ حدیث اور نشر حدیث کرنے والے کیلئے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شفاعت کی ذمہ داری لی ہے اور اس بات کی بشارت دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو شافی بنا کر اٹھائیں گے ان تمام بشارتوں کے باوجود اہل علم کا ایک بہت بڑا طبقہ علم حدیث سے تغافل برت رہا ہے۔ اس طبقہ نے صرف حدیث کا پڑھ لینا ہی کافی سمجھ لیا ہے۔ حدیث کے یاد کرنے اور اس کے پھیلانے کی طرف کوئی قابل ذکر توجہ نہیں ہے۔ اگر کسی شخص

کی یہ خواہش ہے کہ قیامت کے روز اس کا شمار یقینوں میں ہو تو اس کو اولین فرصت میں کم از کم چالیس احادیث یاد کر کے لوگوں تک پہنچانے کی تک و دو کرنا چاہئے، لیکن اس کے ساتھ حدیث کے انتخاب اور اس کے یاد کر کے روایت کرنے میں پوری احتیاط برتنی چاہئے، ایسا نہ ہو کہ موضوع روایات یا منسوخ و متروک روایات یاد کر کے اس کو نشر کر دے اور بجائے فائدہ کے نقصان اٹھانا پڑ جائے اس سلسلہ میں حد درجہ احتیاط لازم ہے اسی وجہ سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اتَّقُوا الْحَدِيثَ إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَمَنْ كَذَبَ عَلَىٰ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" (۲۷) آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے حدیث روایت کرنے سے بچو۔ صرف وہی حدیث نقل کرو جس کے بارے میں تم کو یقین ہو کہ یہ میری حدیث ہے جس شخص نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا تو اس کو اپنا ٹھکانا دوزخ میں ڈھونڈنا چاہئے۔ "لہذا احادیث یاد کرنے اور ان کو نقل کرنے میں یا تو کسی حدیث کی معتبر کتاب کا انتخاب کرنا چاہئے یا پھر کسی ماہر عالم کی طرف رجوع کریں۔ اور عام علماء کو اگر کسی چیز میں تشویش ہو تو وہ راسخ فی الدین اور جید الاستعداد عالم سے اپنا مسئلہ دریافت کریں اپنی طرف سے کوئی بات نہ کہہ دینا چاہئے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُولُوا وَمَا جَعَلْتُمْ فِكْلَهُ إِلَىٰ عَالِيهِ" (۲۸) تم لوگ وہی بات کہو جو علماء کے ذریعہ سے تمہارے علم میں ہے اور جس بات سے تم ناواقف ہو اس کو علم رکھنے والوں کے سپرد کر دو اپنی طرف سے دین میں دخل اندازی اور اپنے نفس سے حدیث کے بارے میں موشگافی نہ کرنا چاہئے۔

بَابُ فَضْلِ نَشْرِ الْعِلْمِ بَابُ: عِلْمٌ مِّمَّا اشَاعَتْ فِي فَضِيلَتِ

3659 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ جَرْبٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَسْمَعُونَ وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ وَيُسْمَعُ عَنْ سَمْعٍ مِنْكُمْ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"تم (مجھے سے) احادیث (سننے ہو، آگے آنے والے وقت میں) تم سے سنا جائے گا اور پھر ان سے سنا جائے گا، جنہوں نے تم سے سنا تھا"

3660 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، مِنْ وَلَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ كَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

3659- وأخرجہ أحمد بن حنبل فی "مسندہ" (294)، والحدیث بن ابی اسامہ (52 زوالدہ) وابن ابی حاتم فی "المجروح والمعدین" 2/ 8 و 9 - 8 و 9، وابن حبان (62)، والرازی فی "المعجم الکبیر" (92)، والحاکم فی "المستدرک" 1/ 95، وفی "معرفۃ علوم الحدیث" ص 27، والبیہقی فی "السنن الکبریٰ" 250/ 1، وفی "دلائل النبوة" 539/ 6، وفی "شعب الإیمان" (1740)، والخطیب البغدادی فی "شرف أصحاب الحدیث" (70)، وابن عبد البر فی "جامع بیان العلم وفضله" 1/ 43.

يَقُولُ: نَصَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا، فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ، قَرَّبَ حَامِلٌ فَقِيهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، وَرُبَّ حَامِلٍ فَقِيهِ لَيْسَ بِفَقِيهِ

﴿﴾ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"اللہ اس شخص کو خوش رکھے، جو ہم سے کوئی حدیث سن کر اسے محفوظ کر لے اور پھر اس کی تبلیغ کر دے، کیونکہ بعض اوقات علمی بات سیکھنے والا شخص اس شخص تک بات منتقل کر دیتا ہے جو اس سے بڑا عالم ہوتا ہے اور بعض اوقات علمی بات سیکھنے والا شخص اس شخص تک بات منتقل کر دیتا ہے، جو اس سے بڑا عالم ہوتا ہے اور بعض اوقات علمی بات سیکھنے والا شخص، خود علم نہیں ہوتا۔"

3661- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ يَغْنِیِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِهَذَاكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ خَيْرِ النَّعَمِ

﴿﴾ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ تمہاری رہنمائی کی وجہ سے، ایک شخص کو ہدایت عطا کر دے، یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔"

بَابُ الْحَدِيثِ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

بنی اسرائیل کے حوالے سے کوئی بات روایت ہونا

3662- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا تَحْرَجُوا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"بنی اسرائیل کے حوالے سے بات بیان کر دیا کرو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے"

3660- وأخرجه الترمذی (2847) من طريق شعبه بن الحجاج، بهذا الإسناد، وقال: حديث حسن، وهو في "مسند أحمد" (21590)، و"صحيح ابن حبان" (67) و (680)، وأخرجه ابن ماجه (230) من طريق عباد بن شيان الأنصاري، عن زید بن ثابت، 3661- إسناده صحيح، أبو حازم: هو سلمة بن دينار، وهو في "سنن سعيد بن منصور" (2472) و (2473)، وأخرجه البخاري (2942)، ومسلم (2406)، والنسائي في "الكبرى" (8093) و (8348) و (8533) من طريق أبي حازم سلمة بن دينار، به، وهو في "مسند أحمد" (22821)، و"صحيح ابن حبان" (6932).

3662- صحيح لغيره، وهذا إسناده حسن من أجل محمد بن عمرو - وهو ابن علقمة الليثي - وهو في "مصف ابن أبي شيبة" 62/ 9 وأخرجه الشافعي في "مسنده" 17/ 1، والعميدى (1165)، وأحمد (10130)، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار" (135)، وابن حبان (6254) من طريق عن محمد بن عمرو، به، وفي الباب عن عبد الله بن عمرو بن العاص عند البخاري (3461)، وأحمد (6486)، والترمذی (2860) و (2861)، وعن أبي سعيد الخدري عند أحمد (11424)، والنسائي في "الكبرى" (5817)، وأبي يعنى (1209).

3663- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَسَّانٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُنَا عَنْ نَبِيِّ إِسْرَائِيلَ حَتَّى يُصْبِحَ مَا يَقُومُ إِلَّا إِلَى عَظِيمِ صَلَاةٍ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بنی اسرائیل کے بارے میں بتا رہے تھے، یہاں تک کہ صبح ہو گئی، آپ ﷺ صرف فرض نماز کے لیے اٹھے۔“

اسرائیلیات کے حکم کا بیان

اس سلسلہ میں تقریباً علمائے امت نے ایک ہی جواب دیا، الفاظ و تعبیرات اگرچہ مختلف ہیں؛ لیکن حکم ایک ہی ہے، آگے ہم مختلف علماء کرام کی تحریریں پیش کریں گے، علامہ ابن کثیر رقمطراز ہیں کہ

(۱) پہلی قسم وہ اسرائیلیات ہیں جن کی تصدیق دوسرے خارجی دلائل سے ہو چکی ہے مثلاً: فرعون کا غرق ہونا وغیرہ، ایسی روایات اسی لیے قابل اعتبار ہیں کہ قرآن کریم یا صحیح احادیث نے ان کی تصدیق کر دی ہے۔

(۲) دوسری قسم وہ اسرائیلیات ہیں جن کا جھوٹ ہونا خارجی دلائل سے ثابت ہو چکا ہے، مثلاً: یہ کہانی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام آخر عمر میں (معاذ اللہ) بت پرستی میں مبتلا ہو گئے تھے یہ روایت اس لیے قطعاً باطل ہے کہ قرآن کریم نے صراحتاً اس کی تردید فرمائی ہے۔

(۳) تیسری قسم ان اسرائیلیات کی ہے جن کے بارے میں خارجی دلائل ہے نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ سچی ہیں اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ جھوٹ ہیں، مثلاً تورات کے احکام وغیرہ ایسی اسرائیلیات کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”لَا تَصَدَّقُوها وَلَا تَكْذِبُوها“

اس قسم کی روایات کو بیان کرنا تو جائز ہے؛ لیکن ان پر نہ کسی دینی مسئلہ کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے نہ ان کی تصدیق یا تکذیب کی جاسکتی ہے اور اس قسم کی روایات کو بیان کرنے کا کوئی خاص فائدہ بھی نہیں۔ (علوم القرآن: ۳۶۴)

یہی بات علامہ محمد حسینی ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہی ہے۔ (التعیر والمفرد للذہبی باب ۴: ۱۱۱ اسرائیلیات: ۱۴/۱۵)

مسند البند حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (الحنوی: ۱۱۷۶) نے نہایت اختصار کے ساتھ مگر جامع بات لکھی ہے کہ تفسیر میں اسرائیلی روایتوں کو بیان کرنا دراصل یہ بھی ایک سازش ہے جبکہ یہ قاعدہ مسلم ہے کہ اہل کتاب کی نہ تصدیق نہ روئے ان کی تکذیب کرو؛ لہذا اس قاعدہ کی بنیاد پر دو باتیں نہایت ضروری ہیں:

3663- إسناده صحيح. أبو حسان: هو مسلم بن عبد الله الأعرج، ومعاذ: هو ابن هشام بن أبي عبد الله الدستوائي. وأخرجه أحمد (1992)، وابن حريمة (1342)، وابن حبان (6255) من طريقين عن قتادة، به. وأخرجه أحمد (1992)، والبيهقي (3596)، وابن حريمة (1342)، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار" (137)، والطبراني في "المعجم" (510) 18/، وابن عدي في "الكامل" 2221/6، والحاكم 379/2

- (۱) جب حدیث میں قرآن کریم کے اشارہ کی تفصیل موجود ہو تو اسرائیلی روایات کو تفسیر میں نقل نہیں کرنا چاہئے۔
 (۲) قرآن کریم میں جس واقعہ کی طرف اشارہ آیا ہو اس کی تفصیل ضرورت کے بقدر ہی بیان کرنی چاہئے تاکہ قرآن کریم کی
 گواہی سے اس کی تصدیق ہو کیونکہ یہ بھی قاعدہ ہے کہ ضروری بات بقدر ضرورت مانی جاتی ہے۔ (الغزالی، شرح الخیر الکثیر: ۴۵۳)

بَابُ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ لِغَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى

باب: غیر اللہ کے لیے علم کے حصول (کی مذمت)

3664- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُرَّجُ بْنُ التُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، عَنْ أَبِي طَوَّالَةَ عَبْدِ
 اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَرٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُدْنِيهِ بِهِ وَجْهُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ
 الدُّنْيَا، ثُمَّ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَغْنِي رِيحَهَا

❀❀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص کوئی ایسا علم حاصل کرے، جسے اللہ کی رضا اور رسول کے لیے حاصل کیا جاتا ہے، لیکن وہ شخص اس کے ذریعے
 صرف کوئی دنیاوی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہو، تو ایسا شخص قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔"

بَابُ فِي الْقَصَصِ

باب: وعظ کہنا

3665- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ، حَدَّثَنِي عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْخَوَّاصُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي
 عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ السَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَقْضُ إِلَّا أَمِيرٌ، أَوْ مَأْمُورٌ، أَوْ مُحْتَالٌ

❀❀ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

3664- حدیث صحیح لغیرہ، فلیح - وهو ابن سليمان - وإن تكلم فيه، يعتبر به في المتابعات والشواهد، وما في رحاله ثقات، وقد سكت عبد
 الحو الشيباني عن هذا الحديث مصححاً له، وهو في "مصنف ابن أبي شيبة" 731 / 8، وعنه ابن ماجة (252)، وهو في "مسند أحمد"
 (8457)، و"صحیح ابن حبان" (78)، ويشهد له حديث عبد الله بن عمر عند الترمذی (2846)، وابن ماجة (258)، والسناني في
 الكبرى (5879)،

3665- وأخرجه ابن قانع في "معجم الصحابة" 305 / 2، والطبرانی في "الكبير" 18 / (121)، وفي "النامية" (61) و (855) من
 طريق برهيم بن أبي عتبة، عن يحيى بن أبي عمرو السيباني، عن عوف بن مالك، وأخرجه عبد الله بن وهب في "جامعه" (565)، وأحمد
 (23974)، والبحري في "تاريخه" "الكبير"، تعليقاً 266 / 3، والطبرانی "الكبير" 18 / (114)، من طريق أرهر بن سعيد، عن دي الكلاع،
 عن عوف بن مالك، وهذا إسناد حسن، وأخرجه أحمد (24005)، وعمر بن شبة في "تاريخ المدينة" 8 / 1، والبراء في "مسند"
 (2762)، والطبرانی في "الكبير" 18 / (100)

”وعد صرف حمران کرے، یا جسے مقرر کیا گیا ہو وہ کرے، یا بڑائی کا اظہار کرنے والا کرے۔“

۳۵۵۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ الْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ بَشِيرٍ الْمُزَنِيِّ عَنْ أَبِي الصَّيْبِيِّ الشَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: جَلَسْتُ فِي عَصَابَةٍ مِنْ ضُعَفَاءِ الْمُهَاجِرِينَ وَإِنْ بَعْضُهُمْ لَيَسْتَتِرُ بِبَعْضٍ مِنَ الْعُرَى وَقَارٍ يَقْرَأُ عَلَيْنَا إِذْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَيْنَا فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَتَ الْقَارِءُ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ كَانَ قَارِئًا يَقْرَأُ عَلَيْنَا، فَكُنَّا نَسْتَمِعُ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ مِنْ أَمْتِي مَنْ أَمَرَ أَنْ أَضِيرَ نَفْسِي مَعَهُمْ قَالَ: فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطْنَا لِيَعْبِلَ بِنَفْسِهِ فِينَا، ثُمَّ قَالَ: بِتِيهِ هَكَذَا، فَتَخَلَّفُوا وَبَرَزَتْ وَجُوهُهُمْ لَهُ قُلْنَا: لَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفَ مِنْهُمْ أَحَدًا غَيْرِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبْشِرُوا يَا مَعْشَرَ صَعَالِيكِ الْمُهَاجِرِينَ بِالنُّورِ الثَّامِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَاءِ النَّاسِ بِنِصْفِ يَوْمٍ وَذَلِكَ خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں کچھ غریب مہاجرین کے درمیان بیٹھا ہوا تھا، یہاں تک کہ انہوں نے مناسب کپڑے نہ ہوئے کی وجہ سے ایک دوسرے کی اوٹ لی ہوئی تھی اور ایک تلاوت کرنے والا ان کے سامنے قرآن پڑھ رہا تھا، اسی دوران نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے، آپ ﷺ ہمارے پاس کھڑے ہوئے، جب آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو قرأت کرنے والا خاموش ہو گیا، نبی اکرم ﷺ نے سلام کیا، پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا: تم لوگ کیا کر رہے تھے؟ ہم نے عرض کی: یہ رسول اللہ! ایک قاری ہمارے سامنے قرآن کی تلاوت کر رہا تھا، ہم اس سے اللہ کی کتاب کو سن رہے تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ہر طرح کی حمد و ثناء، اللہ کے لیے مخصوص ہے، جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کیے ہیں، جن کے بارے میں مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں ان کے ساتھ رہوں۔“

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما ہوئے، یوں کہ اپنے آپ کو، ہم میں شامل کر لیں، پھر آپ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اس طرح اشارہ کیا، تو لوگوں نے حلقہ بنالیا اور ان سب کے چہرے نبی اکرم ﷺ کی طرف تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں: میرے خیال میں نبی اکرم ﷺ نے میرے علاوہ اور کسی (انصاری) کو ان میں شمار نہیں کیا ہو، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے غریب مہاجرین اتم قیامت کے دن مکمل نور کی خوشخبری حاصل کرو، تم خوشحال لوگوں سے نصف دن پہلے، جنت میں داخل ہو گے، وہ نصف دن پانچ سو سال کا ہوگا۔“

۳۵۵۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ يَعْنِي ابْنَ مُطَهَّرٍ أَبُو ظَهْرٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ

قَتْلِبِ الْعَبَثِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَعَالَى مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتِقَ أَرْبَعَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَلَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللَّهَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتِقَ أَرْبَعَةً

❦ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"میں کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر صبح کی نماز سے لے کر سورج نکلنے تک ذکر کرتا رہوں، یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار لوگوں کو آزاد کروں اور میں کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر صبح کی نماز سے لے کر سورج غروب ہونے تک اللہ کا ذکر کرتا رہوں، یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں چار غلام آزاد کروں"

3668 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَأْ عَلَى سُورَةِ النِّسَاءِ قَالَ: قُلْتُ: اقْرَأْ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُتْرَل، قَالَ: إِيَّيْ أَحَبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي، قَالَ: فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ حَتَّى إِذَا انْتَهَيْتُ إِلَى قَوْلِهِ (فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ) (النساء: 41)، الْآيَةَ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا بَعِثْنَا هَاطِلًا

❦ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: میرے سامنے سورہ نساء کی تلاوت کرو، میں نے عرض کی: کیا میں آپ ﷺ کے سامنے تلاوت کروں؟ جبکہ یہ آپ ﷺ پر نازل ہوئی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اسے، اپنے علاوہ کسی اور کی زبان سے سنوں، راوی کہتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کے سامنے تلاوت شروع کی، یہاں تک کہ جب میں اس مقام تک پہنچا۔

"اس وقت کیا عالم ہوگا؟ جب ہم ہر امت میں سے، ایک گواہ کو لے کر آئیں گے"

میں نے اپنا سراٹھایا تو نبی اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

تمام نبیوں کے صدق پر رسول اللہ ﷺ کی شہادت

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اللہ کسی پر ظلم نہیں کرے گا یعنی کافر کو جو عذاب دے گا وہ ظلم نہیں ہوگا اور مومنوں کو بشارت دی تھی کہ ان کی نیکیوں کے اجر کو بڑھا دے گا اب اس آیت میں فرمایا ہے کہ یہ جزا اور سزا نبیوں اور رسولوں کی گواہی پر مرتب ہوگی جس کے خلاف وہ گواہی دیں گے اس کو سزا ملے گی اور جس کے حق میں گواہی دیں گے اس کو اجر و ثواب بیش از پیش ملے

3667 - إسناده حسن من أجل موسى بن حلف العمى، فهو صدوق حسن الحديث. وأخرجه الطبرانی في "الدعاء" (1878) والبيهقي في

شعب النبيل (561) من طريقين عن موسى بن حلف، به. وأخرجه البيهقي في "المسالك الكبرى" 8/ 79، وفي "شعب الایمان" (562)

3668 إسناده صحيح عبد الله: هو ابن مسعود، وعبيدة: هو ابن عمرو السلمي، وإبراهيم: هو ابن يزيد الحمي، والأعشى: هو سليمان بن

مهران. وأخرجه البحاری (4582) و (5055)، ومسلم (800)، والترمذی (3273) و (3274)، والسناني في "الكبرى" (8521)

(8024) و (8025) و (11039)

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے سامنے قرآن پڑھو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو قرآن سناؤں حالانکہ آپ پر تو خود قرآن مجید نازل ہوا ہے آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میں کسی اور سے قرآن سنوں میں نے سورۃ النساء پڑھی جب میں آیت پر پہنچا (آیت) ”فکیف اذا جننا من کل امة بشہید وجننا بک علی ہؤلاء شہیدنا (النساء: ۴۱)“

میں نے سر ٹھ کر دیکھا یا کسی نے میرے پہلو میں ٹھوکا دیا اور میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۰۰)

رسول اللہ ﷺ کا رونا خوف خدا کے غلبہ سے تھا کیونکہ اس سے پہلی آیت میں ہے اللہ تعالیٰ کسی پر ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہیں فرمائیگا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی شہادت دینے کا معنی یہ ہے کہ آپ انبیاء صادقین علیہم السلام کے صدق پر گواہی بخوبی گئے یا انبیاء سابقین کی تقویت کے لئے ان کی امت کے کافروں کے خلاف شہادت دیں گئے اور اس میں ہمارے نبی کریم ﷺ کی عظیم فضیلت ہے کیونکہ تمام نبیوں اور رسولوں کی شہادت آپ کی شہادت سے مانی جائے گی۔

کِتَابُ الْأَشْرِبَةِ

کتاب: مشروبات کے بارے میں روایات

بَابُ فِي تَحْرِيمِ الْخَمْرِ

باب: شراب کا حرام ہونا

3669 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ، حَدَّثَنِي الشَّعْبِيُّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ، قَالَ: نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ يَوْمَ نَزَلَ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءَ: مِنَ الْعَنْبِ، وَالْتَمْرِ، وَالْعَسَلِ، وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالْخَمْرُ، مَا خَامَرَ الْعَقْلَ، وَثَلَاثٌ وَدِدْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُفَارِقْنَا حَتَّى يَعْهَدَ إِلَيْنَا فِيهِنَّ عَهْدًا نَنْتَهِي إِلَيْهِ: الْجُدُّ، وَالْكَلَالَةُ، وَأَبْوَابُ مِنَ أَبْوَابِ الرِّبَا

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو اس وقت یہ پانچ چیزوں سے بنائی جاتی تھی، انگور، کھجور، گندم اور جو، جبکہ خمر سے مراد وہ چیز ہے، جو عقل پر پردہ ڈال دے۔

تین چیزیں ایسی ہیں، جن کے بارے میں میری ہر خواہش تھی کہ نبی اکرم ﷺ ہم سے جدا ہونے سے پہلے ان کے بارے میں بھرپور وضاحت کر دیتے، (وراثت) میں (دادا کا حصہ) کلالہ کا حکم اور سود سے متعلق کچھ مسائل۔

3670 - حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى الْحُتَيْيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ قَالَ عُمَرُ: اللَّهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيِّنَاتًا شِفَاءً، فَنَزَلَتْ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ (تَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ) (البقرة: 219) الْآيَةُ قَالَ: فَدَعَى عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، قَالَ: اللَّهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيِّنَاتًا شِفَاءً، فَنَزَلَتْ الْآيَةُ الَّتِي فِي النِّسَاءِ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى) (النساء: 43) فَكَانَ مَتَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ يُنَادِي: أَلَا لَا يَقْرَبَنَّ الصَّلَاةَ سَكْرَانٌ، فَدَعَى عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ

3669 - إسناده صحيح. أبو حيان: هو يحيى بن سعيد بن حيان. وأخرجه البخاري (5588)، ومسلم (3032) من طريق أبي حيان، بعد الإسناد وأخرجه مختصراً بعد ذكر الحمر البخاري (4619)، والترمذي (1982)، والنسائي (5578) و (5579) من طريق أبي حيان، والحدري (5589) م

3670 - إسناده صحيح. عمرو: هو ابن شرحبيل الهمداني، وقد أثبت البخاري وأبو حاتم سماعه من عمرو، وأبو إسحاق: هو عمرو بن عبد الله لمسي، وإسرائيل: هو ابن يونس بن أبي إسحاق. وأخرجه الترمذي (3301) من طريق محمد بن يوسف، والنسائي (5540) من طريق عبد الله بن موسى.

بَيْنَ لَنَا فِي الْحَمْرِ بَيِّنَاتٌ شَفَاءٌ، فَزَلْتُ هَذِهِ الْآيَةَ (فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ) (الباندة: ۵۱) قَالَ عُمَرُ: انْتَهَيْنَا
 ۵۵ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی:

"اے اللہ! شراب کے بارے میں، ہمارے لیے ایسا واضح حکم بیان کر دے، جو شفاء ہو، تو یہ آیت نازل ہوگی جو سورۃ بقرہ
 میں ہے:

"لوگ تم سے شراب اور جوئے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو تم فرما دو: ان دونوں میں بڑا گناہ ہے"
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کی گئی، تو انہوں نے دعا کی۔
 "اے اللہ! شراب کے بارے میں، ہمارے لیے ایسا واضح حکم بیان کر دے، جو شفاء ہو"
 تو یہ آیت نازل ہوئی، جو سورۃ نساء میں ہے:

"اے ایمان والو! نماز کے قریب مت جاؤ، جب تم نشے کی حالت میں ہو"
 تو جب نماز قائم ہوتی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی یہ اعلان کرتا تھا: خبردار! کوئی شخص نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ
 آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلوایا گیا، ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کی گئی۔ تو انہوں نے دعا کی:
 "اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمارے لیے ایسا واضح حکم بیان کر دے، جو شفاء ہو، تو یہ آیت نازل ہوئی:
 "کیا تم باز آنے والے ہو"

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ہم باز آ گئے۔

3671 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ الشَّائِبِ عَنْ أَبِي عُبَيْدِ الزُّرْمَنِ
 السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ دَعَاهُ وَعَبْدُ الزُّرْمَنِ بْنُ عَوْفٍ
 فَسَقَاهُمَا قَبْلَ أَنْ تُحْرَمَ الْحَمْرُ، فَأَمَّهُمْ عَلِيُّ بْنُ الْمُغِيرِبِ فَقَرَأَ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ فَخَلَطَ فِيهَا، فَزَلْتُ (إِلَّا
 تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ) (النساء: ۴۳)

روایت: حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ایک انصاری نے ان کی اور حضرت عبدالرحمن
 بن عوف رضی اللہ عنہ کی دعوت کی اور انہیں شراب پلا دی، یہ شراب کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے، مغرب کی نماز میں حضرت
 علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی امامت کرتے ہوئے یہ آیت تلاوت کی:

"تم فرما دو: اے کافرو! اس آیت کی تلاوت میں ان سے غلطی ہوئی، تو یہ آیت نازل ہوئی۔

"تم دگ نماز کے قریب نہ جاؤ، جبکہ تم نشے کی حالت میں ہو، جب تک کہ تمہیں چاہئیں چلتا کہ تم کی پڑھ رہے ہو"

3672 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُرُوزِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّخَوِيِّ، عَنْ
عِكْرَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى) (النساء: 43) وَ
يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنْفَعٌ لِلنَّاسِ) (البقرة: 219) نَسَخَتْهُمَا الَّتِي فِي
نَبَأِ إِبْنِ عَبَّاسٍ (أَيُّهَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ) (المائدة: 90) الْآيَةَ

(۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

”اے ایمان والو! جب تم نشے کی حالت میں ہو، تو نماز کے قریب نہ جاؤ“

(ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:)

”لوگ تم سے شراب اور جوئے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، تم یہ فرمادو! ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے
پے کچھ فائدہ بھی ہے“

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں) ان دونوں آیتوں کو، سورۃ مائدہ میں موجود اس آیت نے منسوخ کر دیا
ہے۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے:)

”بے شک شراب، جوا، بت“

حدیث میں بیان کردہ آیت کی تفسیر اور حکم شراب کا بیان

مسئلہ نمبر: (۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى“۔ اللہ
تعالیٰ نے اس خطاب کے ساتھ مومنین کو خاص فرمایا، کیونکہ وہ نماز پڑھتے تھے اور انہوں نے شراب پی تھی اور اس نے ان کے
ذہنوں کو ختم کر دیا تھا پس وہ اس خطاب سے خاص کیے گئے، کیونکہ کفار تو نہ ہوش میں نماز پڑھتے تھے، نہ حالت نشہ میں، ابوداؤد نے
حضرت عمر بن خطاب سے روایت کیا ہے فرمایا: جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ!
شراب کے بارے میں ہمارے لیے واضح حکم بیان فرما، تو سورۃ بقرہ کی آیت (آیت) ”يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ“۔
(ہر: ۲۱۹) نازل ہوئی، فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا ان پر یہ آیت پڑھی گئی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ
ہمارے لیے شراب کے متعلق واضح حکم بیان فرما، تو سورۃ نساء کی آیت (آیت) ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ
وَأَنْتُمْ سُكَارَى“۔ نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی ندا دیتا تھا جب نماز کھڑی ہوتی تھی کہ خبردار کوئی نشہ کی حالت میں نماز
کے قریب نہ جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان پر یہ آیت پڑھی گئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ ہمارے لیے
شراب کے متعلق کوئی شافی حکم بیان فرما، تو یہ آیت نازل ہوئی (آیت) ”فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ“۔ (المائدہ) حضرت عمر رضی اللہ

3672- صحیح، وھذا إسماعیل حسن من أجل علی بن حسین - وھو ابن واقد المرورزی - یزید النخوی: ھو ابن ابی سعید، و أحمد بن محمد
المرورزی: ھو ابن ثابت بن عثمان الخزازعی. وأخرجہ البیہقی 285 / 8، وابن الجوزی فی "نواسخ القرآن" ص 279 من طریق علی بن حسین
بن واقد بہذا الاسناد

عنه نے کہا: ہم رک گئے۔

(جامع ترمذی، کتاب فضائل القرآن باب من سورۃ المائدہ، حدیث نمبر ۲۹۷۰، بخلاف القرآن، جلی کیشنز، مسند امام احمد، حدیث نمبر ۳۷۸)

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگ زمانہ جاہلیت کے امر پر تھے حتیٰ کہ انہیں کسی کا حکم دیا گیا یا منع کیا گیا، وہ ابتداءً اسلام میں شراب پیتے تھے حتیٰ کہ (آیت) "یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر ومنافع للناس"۔ (بقرہ: ۲۱۹) کا ارشاد نازل ہوا، لوگوں نے کہا: ہم منفعت کے لیے پیتے ہیں گناہ کے لیے نہیں پیتے، پھر ایک شخص نے شراب پی اور آگے بڑھ کر نماز پڑھانے لگا اس نے "قل یا ایہا الکافرون اعبدوا ما تعبدون"۔ پڑھ دیا تو یہ آیت نازل ہوئی (آیت) "یا ایہا الذین امنوا لا تقرہوا الصلوٰۃ وانتم سکری"۔ لوگوں نے کہا: عین نماز کے علاوہ وقت میں ہم پیئیں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ ہم پر شراب کے بارے میں ثانی بیان فرما، تو (آیت) "انما یرید الشیطن"۔ (المائدہ: ۹۱) کا ارشاد نازل ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اتہینا انہینا"۔ ہم رک گئے، ہم رک گئے، پھر رسول اللہ ﷺ کے منادی نے چکر لگایا اور کہا: خبردار شراب حرام کی گئی ہے۔

ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا ہمارے لیے حضرت عبدالرحمن بن عوف نے کھانا تیار کیا ہمیں بلایا اور ہمیں شراب پلائی، شراب نے ہمیں مدہوش کر دیا، نماز کا وقت ہوا تو لوگوں نے مجھے آگے کیا، میں نے پڑھا (آیت) "قل یا ایہا الکافرون، لا اعبدوا ما تعبدون"۔ ونحن نعبد ما تعبدون۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (آیت) "یا ایہا الذین امنوا لا تقرہوا الصلوٰۃ وانتم سکری"۔ (جامع ترمذی کتاب التعمیر جلد ۲، صفحہ ۱۲۷)

ابو عیسیٰ نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اس آیت کا ماقبل سے اتصال کی وجہ اور مقابل سے ترتیب کی وجہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا: (آیت) "واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً"۔ پھر ایمان کے بعد نماز کا ذکر فرمایا: جو عبادت کی اصل ہے اسی وجہ سے نماز کو تارک کو قتل کیا جاتا ہے، اور اس کا فرض ساقط نہیں ہوتا، کلام اس کی شروط میں جاری ہوئی جن کے بغیر یہ صحیح نہیں ہوتی۔

مسئلہ نمبر: (۲) جمہور علماء اور فقہاء کی ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ سکر سے مراد شراب کا نشہ ہے مگر ضحاک رضی اللہ عنہ نے کہا: سکر سے مراد خند کا نشہ اور غلبہ کیونکہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اذا نعس احدکم فی الصلاۃ فلیرد قد حتی ینذهب عنه النوم فانہ لا یدری لعلہ یستغفر ویسب نفسه"۔ (صحیح بخاری، کتاب الوضوء، جلد ۲، صفحہ ۲۴) جب تم میں سے نماز میں کسی پر خند کا غلبہ ہو جائے تو اسے سو جانا چاہیے کہ اس سے خند کا غلبہ دور ہو جائے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ وہ تو استغفار کرنا چاہتا ہو اور وہ اپنے نفس کو (خند کے غلبہ کی وجہ سے) گالی دے رہا ہو، عبیدہ سلیمانی نے کہا: (آیت) "وانتم سکری"۔ کا مطلب ہے جب تم پیشاب کو روکے ہوئے ہو، کیونکہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی پیشاب روک کر نماز نہ پڑھے"۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الصلاۃ، صفحہ ۱۸) ایک روایت میں "جبکہ وہ اپنی رانوں کو ملائے ہوئے ہو"۔ (موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، کتاب تعمر الصلوٰۃ فی سفر، صفحہ ۱۴۱) میں کہتا ہوں: ضحاک رضی اللہ عنہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہ کا قول صحیح ہے، کیونکہ نماز سے مطلوب دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف

متوجہ ہونا ہے اور غیر اللہ کی طرف التفات کو ترک کرنا ہے اور نیند، حقنہ اور بھوک میں جو اس کی توجہ کو مشغول کرتی ہے اور اس کے دل کو اللہ تعالیٰ سے جدا کرتی ہے اور حالت کو تبدیل کرتی ہے اس سے خالی ہونا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب شام کو کھانا حاضر ہو اور نماز بھی کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھاؤ۔“ (صحیح مسلم، کتاب المساجد، جلد ۱، صفحہ ۸۰-۷۹) رسول اللہ ﷺ نے ہر تشویش پیدا کرنے والی چیز کے زوال کی رعایت فرمائی ہے۔

جس سے دل متعلق ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے رب کی عبادت کی طرف خالص دل کے ساتھ متوجہ ہو اور نماز میں خشوع کرے، اس آیت میں یہ ارشاد (آیت) ”قَدْ افْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ، الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ“۔ (المؤمن، بھی داخل ہے۔ اس کا بیان آگے آئے گا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَى“۔ سورۃ مائدہ کی آیت ”إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا“۔ (مائدہ: ۶) کے ساتھ منسوخ ہے، اس قول پر انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھیں پھر انہیں ہر حال میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا، یہ تحریم سے پہلے ہے، مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہا: شراب کی تحریم کے ساتھ منسوخ ہو گئی، اسی طرح عکرمہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مذکور حدیث کی وجہ سے باب میں یہی صحیح ہے۔ روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: نماز کھڑی ہو گئی۔ ادھر رسول اللہ ﷺ کے منادی ندا دی: نشہ والا شخص نماز کے قریب نہ جائے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الاشریۃ جلد ۲، صفحہ ۱۷۱) یہ نکاح نے ذکر فرمایا ہے، ضحاک رضی اللہ عنہ اور عبیدہ کے قول پر یہ آیت محکمہ ہے، اس میں نسخ نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر: (۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ”لَا يَرْبُوا“ جب کہا جاتا ہے: لا تقرب (راء کے فتح کے ساتھ) تو اس کا معنی ہوتا ہے یہ فعل نہ کر اور جب راء کے ضمہ کے ساتھ ہو تو معنی ہوتا ہے فعل کے قریب نہ جا، یہ حکم تمام امت کے غیر مدہوش لوگوں کے لیے ہے اور رہا نشہ والا، وہ چونکہ نشہ کی وجہ سے عقل ہی نہیں رکھتا تو وہ عقل نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت اس کا مخاطب ہی نہیں ہوتا، وہ اس کی بیرونی کا مخاطب ہے جو اس پر جو اس پر واجب ہے اور نشہ کے وقت جو احکام اس نے ضائع کیے جن کا وہ نشہ سے پہلے مکلف تھا ان کا کفارہ دینے کے ساتھ مخاطب ہے۔

مسئلہ نمبر: (۴) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ”الصَّلَاةُ“۔ یہاں ”الصَّلَاةُ“ سے کیا مراد ہے؟ علماء کا اس میں اختلاف ہے، ایک طائفہ نے کہا: اس سے مراد عبادت معروفہ ہے۔ (الحر الویز، جلد ۲، صفحہ ۵۷ دار الکتب العلمیہ) یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، اسی وجہ سے فرمایا: (آیت) ”حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ“۔ ایک جماعت نے کہا: اس سے مراد نماز کی جگہیں ہیں، یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، مضاف کو حذف کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ”حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ“۔ ایک جماعت نے کہا: اس سے مراد نماز کی جگہیں ہیں۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، مضاف کو حذف کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ”لَهْدِمْتَ صَوَامِعَ وَبِيعَ صَلَوَاتٍ“۔ (الحج: ۱۰) اس میں نماز کی جگہوں کو صلاۃ کہا گیا ہے اس تاویل پر دلیل یہ قول ہے، (آیت) ”وَلَا جُنْبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ“۔ یہ تقاضا کرتا ہے کہ جنبی شخص کے لیے مسجد سے گزرنا جائز ہے نہ اس میں نماز جائز ہے، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (آیت) ”وَلَا جُنْبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ“۔ سے مراد مسافر ہے

جب وہ پانی نہ پائے تو وہ تیمم کرے اور نماز پڑھے، اس کا بیان آگے آئے گا، ایک جماعت نے کہا: الصلاة سے نماز اور نماز کی جگہیں دونوں مراد ہیں، کیونکہ وہ مسجد میں نہیں آنے تھے مگر نماز کے لیے اور وہ نماز نہیں پڑھتے تھے مگر اکٹھے ہو کر اور وہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں۔

مسئلہ نمبر: (۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ”وانتم سکری“۔ یہ مبتدا خبر ہیں اور ”تقربوا“ سے حال ہے، سکری، سکران کی جمع ہے جیسے کسلان کی جمع کسالی ہے، نخعی نے سکری سین کے فتح کے ساتھ فعلی کے وزن پر پڑھا ہے، یہ سکران کی جمع مکر ہے سکری پر اس کی جمع مکسر بنائی گئی، کیونکہ سکر ایک آفت ہے جو عقل کو لاحق ہوتی ہے پس یہ سرئی کے قائم مقام جاری ہوا اور اس کے باب پر جاری ہوا۔ اعمش نے اسے حلی کے وزن پر سکری پڑھا ہے اور یہ صفت مفردہ ہے اور جمع کی خبر صفت مفردہ جائز ہے جس طرح جمع کے متعلق خبر واحد کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

السکر یہ صحو کی ضد ہے، کہا جاتا ہے: سکر یسکر سکرًا۔ یہ باب حمد یحمد سے ہے، سکر ت عین تسکر۔ یعنی اس کی آنکھ حیران ہوئی، اسی سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) ”انما سکر ابصارنا“۔ (البقرہ: ۱۷۵) سکر ت اشق کا مطلب ہے میں نے اسے بند کر دیا۔

پس نشہ والا شخص اس سے رک جاتا ہے جو عقل کی وجہ سے اس پر ثابت ہوتا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۶) اس آیت میں دلیل ہے بلکہ نص ہے کہ ابتداء اسلام میں شراب کا پینا، حلال تھا حتیٰ کہ وہ پینے والے کو نشہ تک پہنچا دیتا، ایک قوم نے کہا: نشہ عقلاً حرام ہے اور کسی دین میں یہ مباح ہے نہیں کیا گیا اور انہیں نے السکر کو اس آیت میں نیند پر محمول کیا ہے فقال نے کہا: یہ بھی احتمال ہے کہ ان کے لیے شراب مباح کی گئی تھی، کیونکہ یہ طبعیت میں سخاوت، شجاعت اور حمیت پیدا کرتی ہے۔

میں کہتا ہوں: یہی معنی عربوں کے اشعار میں موجود ہے، حضرت حسان نے کہا:

ونشر بها فتترکنا ملوکا:

ہم شراب پیتے ہیں یہ ہمیں بادشاہ بنا دیتی ہے۔ ہم نے اس معنی کا ارشاد سورۃ بقرہ میں کیا تھا، فقال نے کہا: جب وہ شراب جو عقل کو زائل کر دے حتیٰ کہ پینے والا جنون اور غشی کی حد کو پہنچ جائے تو قصد اس کا پینا مباح نہیں کیا گیا اور اگر بغیر قصد کے اس حد تک پہنچ جائے تو وہ معاف ہے۔ میں کہتا ہوں: یہ صحیح ہے، اس کا بیان سورۃ المائدہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قصہ میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو مسلمان نماز کے اوقات میں شراب سے اجتناب کرتے تھے اور جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو پھر شراب پیتے وہ ہمیشہ اسی معمول پر رہے حتیٰ کہ سورۃ مائدہ میں شراب کی حرمت نازل ہوئی۔ (آیت) ”فهل انتم منتہون“۔ (المائدہ) (تفسیر قرطبی، سورۃ نساء، لاہور)

3673۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ

3673۔ اسنادہ صحیح، ثابت: هو ابن اسلم التميمي، وأخرجه البخاري (2464) و (4620)، ومسلم (1980) من طريق حماد بن زيد، به

حَيْثُ حُرِّمَتْ الْخَمْرُ فِي مَلُولِ أَبِي طَلْحَةَ، وَمَا شَرَّاهُنَا يَوْمَئِذٍ إِلَّا الْفَضِيحُ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَجُلٌ، فَقَالَ: إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، وَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَا: هَذَا مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جس وقت شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا، میں اس وقت حضرت ابوطالبہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا، ان دونوں ہماری شراب الفضح (کچی کھجور سے بنی ہوئی شراب) ہوتی تھی، ایک شخص ہمارے پاس آیا اور بولا: شراب کو حرام قرار دے دیا گیا ہے، نبی اکرم ﷺ کے منادی نے اس کا اعلان کر دیا، تو ہم نے کہا: یہ اللہ کے رسول کا منادی ہے۔

بَابُ الْعَنْبِ يُعَصَّرُ لِلْخَمْرِ

باب: شراب بنانے کے لیے انگور کو نچوڑنا

3674- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ، مَوْلَاهُ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْغَافِقِيِّ، أَنَّهُمَا سَمِعَا ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَعَنَ اللَّهُ الْخَمْرَ، وَشَارِبَهَا، وَسَاقِيَهَا، وَبَائِعَهَا، وَمُبْتَاعَهَا، وَعَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَحَامِلَهَا، وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”اللہ تعالیٰ نے شراب پر، اسے پینے والے پر، اسے پلانے والے پر، اسے فروخت کرنے والے پر، اس کو خریدنے والے پر، اس کو نچوڑنے والے پر، اس کو نچوڑوانے والے پر، اسے اٹھا کر لے جانے والے پر اور جس کی طرف اسے اٹھا کے لے جایا جا رہا ہو، (ان سب پر) لعنت کی ہے۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَمْرِ تَحْلُلُ

باب: شراب کو سرکہ بنانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

3675- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي هُبَيْرَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ

3674- حدیث صحیح بطرقہ وشواہدہ کما هو مبین فی العلوق علی: مسند احمد (4787)، وهذا إسناد حسن، وأخرجه ابن ماجه (3380) من طريق ربيع بن الجراح، بهذا الإسناد. ويشهد له حديث ابن عباس عند أحمد (2897) وغيره، وسنده حسن. وحديث أنس بن مالك عند الترمذی (1295) وابن ماجه (3381) ورواه تها.

3675- حدیث صحیح، وهذا إسناد حسن من أجل الشَّيْبَانِيِّ - وهو إسماعيل بن عبد الرحمن - سفیان: هو الثوري. وأخرجه مسلم (1983)، والترمذی (1340) من طريق سفیان الثوري، بهذا الإسناد. وقال الترمذی: حديث حسن صحيح. وهو لى "مسند أحمد" (12189). وأخرجه أحمد (13732)

مَدَّ يَدَيْهِ إِلَى الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ آيَتِهِمْ وَرَثُوا تَحْتَهُ. قَالَ: أَهْرِقْهَا قَالَ: أَوَّلًا
تَجْعَلُهَا خَلًّا فَتَنْزِلُ

ترجمہ: حضرت انس مالک جیسا بیان کرتے ہیں: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان یتیم بچوں کے بارے
میں دریافت کیا، جنہیں وراثت میں شراب ملتی ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے بہادو۔ حضرت ابو طلحہ نے عرض کی: کیا میں اس
کا سرکہ نہ برہوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کو حضرت جعفر کے محبوب ہونے کی وجہ

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں ان کی چار خصلتیں اللہ تعالیٰ کو بہت پسند تھیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کو جعفر طیار کی چار خصلتیں پسند
ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا انہوں نے عرض کیا (وہ چار خصلتیں یہ ہیں)
(۱) میں نے شراب کبھی نہیں پی یعنی حکمِ حرمت سے پہلے بھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میں جانتا تھا کہ اس سے عقل زائل ہوتی ہے اور میں
چاہتا تھا کہ عقل اور بھی تیز ہو۔

(۲) دوسری خصلت یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی میں نے کبھی کسی بت کی پوجا نہیں کی کیونکہ میں جانتا تھا کہ یہ پتھر ہے نہ نفع دے سکتا
ہے اور نہ ضرر۔

(۳) تیسری خصلت یہ ہے کہ میں کبھی بھی زنا میں مبتلا نہ ہوا کہ اس کو بے غیرتی سمجھتا تھا۔

(۴) چوتھی خصلت یہ ہے کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا کیونکہ میں اس کو کینہ پن خیال کرتا تھا۔

(تفسیر روح البیان، البقرہ ۲۱۹، از علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ) (۲) خزائن العرفان، البقرہ ۲۱۹، از صدر الا فاضل سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ)

حضرت علی کا تقویٰ اور شراب سے نفرت

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر شراب کا ایک قطرہ کنوئیں میں گر جائے پھر اس جگہ منارہ بنایا جائے تو میں اس پر
اذان نہ کہوں گا۔

اور اگر دریا میں شراب کا قطرہ پڑے پھر دریا خشک ہو اور وہاں گھاس پیدا ہو اس میں اپنے جانوروں کو کبھی بھی نہ چراؤں۔

(تفسیر روح البیان، البقرہ ۲۱۹، از علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ) (۲) خزائن العرفان، البقرہ ۲۱۹، از صدر الا فاضل سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ)

بھان! حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شراب کو کس قدر نفرت تھی۔ اور کتنے اعلیٰ تقویٰ پر قائم تھے اور اگر کوئی آج کا خارجی، وہابی
، دیوبندی یہ کہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شراب پی کر نماز پڑھائی تو یہ بات کیسے مانی جاسکتی ہے؟

دس شرابی زمین میں دھنس گئے

روض الافکار میں کسی نیک بخت کا بیان ہے کہ میں نے چاندی رات میں دس آدمیوں کو شراب پیتے ہوئے دیکھا جب وہ چلتے چلتے مسجد
کے قریب پہنچے تو کہنے لگے آئیں نماز ادا کریں۔ ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر اپنی دائیں طرف والوں سے کہا قریب ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ
تجھ پر رحمت نہ فرمائے۔

ہمیں طرف والوں سے مخاطب ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم پر راضی نہ ہو پھر نماز کی نیت یا نذر کر نماز ادا کرنے لگے۔ بعد از فاتحہ یہ آیت تلاوت کی گئی۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكْنِي اللَّهُ وَمَنْ مَعِيَ أَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُجِيرُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابِ إِلَيْنِمْ۔
تم فرما۔ بھلا دیکھو تو اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم فرمائے۔ تو وہ کون سا ہے جو کافروں کو دکھ کے عذاب سے بچالے گا۔

تو تم کیا کر سکو گے۔ پھر وہ نیک بخت کہنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ زمین پھٹ گئی اور وہ زمین کے اندر دھنس گئے یہاں تک کہ ان کا نشان تک باقی نہ رہا۔ (ریت الحافل، ترجمہ نزہۃ المجالس ج ۲، ص ۱۶۷، بشیر بردوزی لاہور)

بَابُ الْخَمْرِ مِمَّا هُوَ

باب: شراب کون سی چیزوں سے بنتی ہے؟

3676۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنَ الْعَتَبِ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ الثَّمَرِ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ الْعَسَلِ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ الدَّبَرِ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ الشَّعِيرِ خَمْرًا
حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”بے شک انگور سے شراب بنتی ہے، کھجور سے شراب بنتی ہے، شہد سے شراب بنتی ہے، گندم سے شراب بنتی ہے اور جو سے شراب بنتی ہے۔“

3677۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ أَبُو غَسَّانَ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى الْفَضْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي حَرِيْرٍ، أَنَّ عَامِرًا، حَدَّثَهُ أَنَّ الثُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الْخَمْرَ مِنَ الْعَصِيرِ، وَالزَّبِيبِ، وَالثَّمَرِ، وَالْجَنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَاللَّدَةِ، وَإِنِّي أَنَهَاكُمْ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ
حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے:

3676۔ صحیح من قول عمر بن الخطاب كما سلف برقم (3669)، وهذا إسناد مختلف فيه على الشعبي - وهو عامر بن ضراحيل - فقد رواه عدد كرواية إبراهيم بن مهاجر - وفيه ضعف - وكلهم ضعاف، فقالوا: عن الثعمان بن بشير مرفوعاً كما في الطريق الآتي بعده، وخالفهم أبو حيان يحيى بن سعيد النجدي الثقة وغيره كما سلف عد المصنف برقم (3669). فرواه عن الشعبي من قول عمر مرفوعاً عليه، وقال المروى في النسخة: 24/9 وهو المحفوظ. وأخرجه الترمذي (1985) و (1981) من طريق إسرائيل، والسائي في "الكبرى" (6756)

3677۔ صحیح من قول عمر بن الخطاب كما سبق، وهذا إسناد مختلف فيه عن الشعبي، وأبو حريز - وهو عبد الله بن حسين الأزدي - وإن تابعه غيره من الضعاف، خالفهم من هم أوثق منهم كما في الطريق السالف برقم (3669). عامر: هو الشعبي. وهو في "صحیح ابن حبان" (5398)

”غز انکور، کشش، بھور، گندم، جو اور مکئی سے بنائی جاتی ہے اور میں تمہیں ہر نشا آور چیز سے منع کرتا ہوں۔“

3678 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْخَمْرُ مِنْ هَاتِلِينَ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنْبَةِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ أَبِي كَثِيرٍ الْغُبَرِيُّ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُفَيْلَةَ السَّخَبِيُّ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَكْثَنُ الصَّوَابِ عُفَيْلَةُ

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”غز ان دو درختوں سے بنتی ہے، بھور اور انکور۔“

امام ابوداؤد بوضوح فرماتے ہیں: ابو کثیر عنبری کا نام یزید بن عبدالرحمن بن عوفیلہ ہے، جبکہ بعض حضرات نے ”اذینہ“ نقل کیا ہے، جبکہ درست لفظ عوفیلہ ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُسْكِرِ

باب: نشے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

3679 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى فِي آخِرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَمَّادُ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَنْ مَاتَ وَهُوَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”ہر نشا آور چیز خمر ہے اور ہر نشا آور چیز حرام ہے، جو شخص ایسی حالت میں مر جائے کہ وہ باقاعدگی سے شراب پیتا ہو تو وہ آخرت (میں جنت کا مشروب) نہیں پی سکے گا۔“

3680 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ التَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُمَرَ الصَّنَعَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ

3678- اسنادہ صحیح، یحیی: هو ابن ابی کثیر، وابان: هو ابن یزید العطار، وأخرجه مسلم (1985)، وابن ماجه (3378)، والترمذی (1983)، والنسائی (5572) و (5573) من طرق عن ابی کثیر، به، وهو فی "مسند أحمد" (7753)، و "صحیح ابن حبان" (5344).

3679- اسنادہ صحیح، نافع: هو مولی ابن عمر، وأیوب: هو ابن ابی نعیم الشخسانی، وأخرجه البخاری (5575)، ومسلم (2003)، وابن ماجه (3373)، والترمذی (1969)، والنسائی (5582 - 5586) و (5671) و (5673) و (5674) من طرق عن ابن عمر، والتصریح البخاری وابن ماجه والنسائی فی المواضع الثلاثة الأخيرة علی حرمان مدمن الخمر من خمر الآخرة، والتصریح مسلم والنسائی فی بعض المواضع صدهما علی ذکر تحریم کل مسکر، وأخرجه ابن ماجه (3390)، والترمذی (1972)، والنسائی (5587) و (5588) و (5701) من طریق ابی سلمة، والنسائی (5605) من طریق طاووس، كلاهما عن ابن عمر، والتصریح علی ذکر تحریم کل مسکر، وأخرجه النسائی (5700) من طریق سالم بن عبد الله بن عمر، عن أبيه رافعه: "حرمة الخمر، وكل مسكر حرام"، وهو في "مسند أحمد" (4645)، و "صحیح ابن حبان" (5354) و (5366) و (5368).

الثُّغْتَانِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، يَقُولُ: عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ مُخْتَبِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ شَرِبَ مُسْكِرًا مُخَسِّرًا صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ. قِيلَ: وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: صَدِيدُ أَهْلِ النَّارِ، وَمَنْ سَقَاهُ صَغِيرًا لَا يَعْرِفُ حَلَالَهُ مِنْ حَرَامِهِ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”ہر وہ چیز جو عقل پر پردہ ڈال دے، وہ خمر ہے، اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جو شخص نشہ آور چیز پیے گا، چالیس دن تک، اس کی نماز قبول نہیں ہوگی، اگر وہ توبہ کر لے، تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرے گا۔“

(تین مرتبہ کرنے کی صورت میں ایسا ہوگا) اگر وہ چوتھی مرتبہ پھر پئے گا، تو اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ بات لازم ہے کہ وہ اسے ”طینہ الخبال“ پلائے، عرض کی گئی: یا رسول اللہ! طینہ الخبال سے کیا مراد ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ جہنمیوں کی پیپ ہے (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) جو شخص کسی بچے کو شراب پلائے، جس بچے کو یہ نہ پتا ہو، حلال کیا ہوتا ہے اور حرام کیا ہوتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ بات لازم ہے کہ وہ اسے ”طینہ الخبال“ پلائے۔

3681- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ بَكْرِ بْنِ أَبِي الْفَرَاتِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَسْكَرَ كَثِيرُؤُهُ، فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جس شے کی زیادہ مقدار نشہ کرے، اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے“

3682- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبَتِّ فَقَالَ: كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ. وَأَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ 288/ 8 مِنْ طَرِيقِ أَبِي دَاوُدَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ. وَأَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي "الْكَبِيرِ" (10927) مِنْ طَرِيقِ وَهْبِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: "كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ" وَمُسْنَدُهُ صَحِيحٌ. وَمُسْنَدُ هَذِهِ الْقِطْعَةِ مِنَ الْحَدِيثِ ضَمِنَ حَدِيثُ قَبَسِ بْنِ حَنْشَرٍ ابْنِ عَبَّاسٍ بِرَقْمِ (3696) وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

3681- صَحِيحٌ لَغَيْرِهِ، وَهَذَا إِسْنَادُ حَسَنٌ مِنْ أَجْلِ دَاوُدَ بْنِ بَكْرِ بْنِ أَبِي الْفَرَاتِ، وَأَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَهَ (3393) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ دَحِيمٍ، عَنْ أَسْبَ بْنِ عِيَّاضٍ، وَالتِّرْمِذِيُّ (1973) مِنْ طَرِيقِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ، كِلَاهُمَا (أَنْسَ بْنَ عِيَّاضٍ وَاسْمَاعِيلُ) عَنْ دَاوُدَ بْنِ بَكْرِ، بِهِ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَخْرَجَهُ ابْنُ حَبَانَ (5382) مِنْ طَرِيقِ رَزَقِ اللَّهِ بْنِ مُوسَى، عَنْ أَنْسَ بْنِ عِيَّاضٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ بَكْرِ. وَخَالَفَهُ دَحِيمُ الْحَافِظُ عِنْدَ ابْنِ مَاجَهَ كَمَا مَضَى، وَكَذَلِكَ عَمْرُو بْنُ عَثْمَانَ ابْنِ سَعِيدٍ الْحَمَصِيُّ - وَهُوَ ثِقَةٌ - عِنْدَ الْمُزَيِّ فِي "تَهْلِيلِ الْكَمَالِ" 377/ 8 فِي تَرْجُمَةِ دَاوُدَ بْنِ بَكْرِ. وَرَزَقِ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عِنْدَهُ أَوْ هَامٌ، وَهُوَ فِي مُسْنَدِ أَحْمَدَ (14703).

حَرَامٌ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأْتُ عَلَى يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ الْجُرُجِيِّ حَدَّثَكُمْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ زَادَ: وَالْبَيْتُ نَبِيذُ الْعَسَلِ، كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَشْرَبُونَهُ.
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَا كَانَ أَثْبَتَهُ مَا كَانَ فِيهِمْ مِثْلُهُ يَعْنِي فِي أَهْلِ حِمْصٍ يَعْنِي الْجُرُجِيَّ

☞ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ سے جمع (مخصوص قسم کی شراب) کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: ہر وہ مشروب جو نشہ کر دے حرام ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک اور سند کے ہمراہ یہ روایت منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

بتبع، شہد سے بنی ہوئی شراب ہے، جسے اہل یمن پیتے ہیں۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل کو یہ کہتے ہوئے سنا: لا الہ الا اللہ یہ کتنا مثبت شخص ہے اور اہل حمص میں کوئی بھی اس کی مانند نہیں ہے، امام احمد کی مراد جرجس ہے۔

3683 - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ الشَّرِيفِ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْنَى ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْيَزَنِيِّ، عَنْ دَيْلَمِ بْنِ الْحَمِيرِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا بِأَرْضٍ بَارِدَةٍ نَعْلُجُ فِيهَا عَمَلًا شَدِيدًا، وَإِنَّا نَتَّخِذُ شَرَابًا مِنْ هَذَا الْقَبْحِ نَتَّقَوِي بِهِ عَلَى أَعْمَالِنَا وَعَلَى بَرْدِ بِلَادِنَا، قَالَ: هَلْ يُسْكِرُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَاجْتَنِبُوهُ قَالَ: قُلْتُ: فَإِنَّ النَّاسَ غَيْرُ تَارِكِيهِ، قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَثْرُكُوهُ فَقَاتِلُوهُمْ

☞ حضرت دایلم حمیری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا، میں نے عرض کی:

”یا رسول اللہ! ہم سرد علاقے میں رہتے ہیں، ہم نے وہاں شدید مشقت کرنی ہوتی ہے، ہم گندم سے ایک مشروب

3682- اسنادہ صحیح، ابو سلمہ: هو ابن عبد الرحمن بن عوف، وابن شهاب: هو محمد بن مسلم الزهري، ومالك: هو ابن انس، وهو في "موطأ مالك"، 845/2 وأخرجه البخاري (242)، ومسلم (2001)، وابن ماجه (3386)، والترمذي (1971)، والسنائي (5591 - 5594) من طرق عن ابن شهاب الزهري، به. وأخرجه الترمذي (1974) من طريق القاسم بن محمد، عن عائشة، وهو في "مسند أحمد" (24082)، و"صحيح ابن حبان" (5345) و (5371) و (5383).

3683- حديث صحيح، وهذا إسناد حسن، ولا تضر عشرة محمد بن إسحاق، لأنه متابع. وأخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى، 5/ 534، وابن أبي شيبة 460 - 459/7، وأحمد في "مسنده" (18035)، وابن أبي عاصم في "الآحاد والمثاني" (2683)، والطبرانی في "الكبير" (4205)، والبيهقي 292/8، وابن الأثير في "أسد الغابة" في ترجمة ديلم بن ليروز 164/2، والمري في ترجمة ديلم الحميري من "تهذيب الكمال"، 504/8 و 505 من طريق محمد بن إسحاق، بهذا الإسناد. وأخرجه ابن سعد 534 - 533/5، وأحمد في "مسند" (18034) و (18036)، وفي "الأشربة" (209) و (210)، والبخاري في "تاريخه" الكبير 136/7، وابن أبي عاصم في "الآحاد والمثاني" (2684) والطبرانی (4204).

بناتے ہیں، جس کے ذریعے ہم اپنے کام میں قوت حاصل کرتے ہیں اور اپنے علاقے کی سردی سے بچتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا وہ نشہ کرتا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو اس سے اجتناب کرو، میں نے عرض کی: لوگ اسے چھوڑ نہیں پائیں گے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ نہیں چھوڑیں گے، تو تم ان سے لڑائی کرنا۔

3684 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَرَابٍ مِنَ الْعَسَلِ، فَقَالَ: ذَلِكَ الْبَيْعُ قُلْتُ: وَيُسْتَبَدُّ مِنَ الشَّعِيرِ وَالذَّرَّةِ، فَقَالَ: ذَلِكَ الْبِزْرُ ثُمَّ قَالَ: أَخْبِرْ قَوْمَكَ أَنَّ كُلَّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

⊗⊗ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے شہد سے بنی ہوئی شراب کے بارے میں دریافت کیا، آپ نے فرمایا: یہ بیع ہے، میں نے عرض کی: جو یا مکئی سے جو بنید تیار کی جاتی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ مزر ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی قوم کو بتادو، ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

3685 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَالْكُوبَةِ وَالْغُبَيْرَاءِ، وَقَالَ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ ابْنُ سَلَامٍ أَبُو عُبَيْدٍ: الْغُبَيْرَاءُ: الشُّكْرُكَةُ تُعْمَلُ مِنَ الذَّرَّةِ، شَرَابٌ يَغْمَلُهُ الْحَبَشَةُ

⊗⊗ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے شراب، جوئے، سارنگی اور غیر اء سے منع کیا ہے، آپ نے فرمایا ہے: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوعبید بن سلام کہتے ہیں: غبیراء سے مراد جو سے بنایا جانے والا ایک نشہ آور مشروب ہے، جسے جشی استعمال کرتے ہیں۔

3684- حدیث صحیح، و هذا إسناد قوي من أجل عاصم بن كليب، فهو صدوق لا بأس به، وهو متابع. وتسمية نوعي البید: البئع والمزور، إنما هو من قول أبي موسى الأشعري لا من قول النبي -صلى الله عليه وسلم-، وقد سأل -صلى الله عليه وسلم- أبا موسى عن تفسيرهما. وأخرجه البخاري (4343) و (6124)، ومسلم يال (2001)، وابن ماجه (3391)، والنسائي (5595) من طريق سعيد بن أبي بردة، والنسائي (5596) من طريق أبي إسحاق السبيعي، و (5597) و (5602) من طريق طلحة بن مصرف، و (5604) من طريق أبي إسحاق الشيباني، أربعتهم عن أبي بردة بن أبي موسى، والنسائي (5603) من طريق أبي بكر بن أبي موسى،

3685- وأخرجه يعقوب بن سفيان في "المعرفة والتاريخ" 518 / 2، والبزار (2454)، والطحاوي في "شرح معاني الآثار" 217 / 4، والبيهقي 221 / 10 من طريق محمد بن إسحاق، بهذا الإسناد. وأخرجه أحمد (6591)، ويعقوب (519 / 2)، والطبرانی في "الكبير" - لفظ من الجزء 13 (20)، والبيهقي 222 - 221 / 10، وابن عبد البر في "المهيد" 248 / 1 و 167 / 5 من طريق عبد الحميد بن جعفر. وأحمد (6478)

3686 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا أَبُو شَهَابٍ عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمْرِو الْفُقَيْمِيِّ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُثَيْبَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ وَمُفْطِرٍ

❖❖ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہر نشا و را درست کر دینے والی چیز سے منع کیا ہے۔

3687 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ يَعْنَى ابْنُ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ، قَالَ: مُوسَى وَهُوَ عَمْرُو بْنُ سَلَمٍ الْأَنْصَارِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَا أَسْكَرَ مِنْهُ الْفَرْقُ فَبِلَى الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ

❖❖ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”ہر نشا و را چیز حرام ہے اور جس چیز کا بڑا پیرا لہ نہ کرنا ہو، اس کا ایک چلو بھی حرام ہے“

بَابُ فِي الدَّاذِي

باب: داذی (مخصوص قسم کی) شراب

3688 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ حَاتِمِ بْنِ حَرْيِثٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَنَمٍ، فَتَدَا كَرْنَا الظِّلَامَ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَيْسَ رِبَّيْنِ نَاسٍ مِنْ أُمَّيِي الْخَمْرِ يُسَوُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا

❖❖ مالک بن ابومریم بیان کرتے ہیں: عبدالرحمن بن عنم ہمارے پاس تشریف لائے، ہم نے طلاء کے (یعنی مخصوص قسم کی شراب) کے بارے میں بات چیت کی، تو انہوں نے بتایا: حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

3686- صحیح لعیہ دون قولہا: ومقتضى فقد عذہ الحافظ صالح بن محمد البغدادي من تفردات شهر بن حوشب (وهو ضعيف)، لانه لم يذكر في شيء من الحديث. وعده الحافظ الذهبي في "الميزان" من منكره. لكن حسن إسناده الحافظ ابن حجر في "الفتح" 44/ 10 ونقل الماury في "لبط القدير" 338/ 6 عن الحافظ العراقي أنه صحيح إسناده! وأنه احتج به في مجلس حضره أكابر علماء العصر لبحث تحريم الخشيش فأعجب من خضر. وأخرجه ابن أبي شيبة 103/ 8، وأحمد في "مسند" (26634)، وفي "الأشربة" (4)، والطحاوي في "شرح معاني الآثار" 216/ 4، والطبراني في "الكبير" 23/ (781)، وأبو الشيخ في "طبقات المحدثين بأصبهان"، 122/ 3، والبيهقي 8/ 296 من طريق الحسن بن عمرو والفقيمي، بهذا الإسناد.

3688- صحیح لعیہ، وهذا إسناده ضعيف لجهالة مالك بن أبي مریم، فلم يرو عنه غير حاتم بن حريث، ولم يؤثر توثيقه عن غير ابن حبان، وقال ابن حرم: لا يدرى من هو، وقال الذهبي: لا يعرف. وأخرجه ابن ماجه (4020) من طريق معن بن عيسى، عن معاوية بن صالح، بهذا الإسناد وزاد: "يعرف على رؤوسهم بالمعازف والمغنيات، يخسف الله بهم الأرض، ويجعل منهم القردة والخنازير." وهو في "مسند أحمد" (22900)، و"صحیح ابن حبان" (6758)

”میری امت کے کچھ لوگ ضرور شراب پیئیں گے، وہ اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے“

3690۔ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ وَاسِطٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَنْصُورٍ الْحَارِثُ بْنُ مَنْصُورٍ.

قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ، وَسُئِلَ عَنِ الدَّاذِي. فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ بَيْنَ نَاسٍ مِنْ أُمَّيِ الْخَمْرِ يُسْتَوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ الدَّاذِي: شَرَابُ الْفَاسِقِينَ

﴿﴾ سفیان ثوری سے ”دازی“ کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”میری امت کے کچھ لوگ ضرور شراب پیئیں گے اور وہ اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سفیان ثوری فرماتے ہیں: دازی قاسق لوگوں کا مشروب ہے۔

بَابُ فِي الْأَوْعِيَةِ .

باب: (شراب کے) برتنوں کا بیان

3690۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ حَيَّانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا: نَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلَى عَنِ الدُّنَاءِ، وَالْخَنْتَمِ، وَالْمَزْفَةِ، وَالْتَّقِيرِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے بارے میں گواہی دے کر یہ بات بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دباء، عتیم، مزفت، اور تقیر سے منع کیا ہے“

3691۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَمُسْلِمٌ بْنُ أَبِیْزَاهِيمَ الْمَعْنِي، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ يَحْيَى

ابْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْخَمْرِ لَمَّا جُثَّ فَرَعًا مِنْ قَوْلِهِ حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْخَمْرِ قَدْ خَلَّتْ عَلَى

3690- إسناده صحيح، وأخرجه مسلم (1997)، والنسائي (5643) من طريق منصور بن حيان، به. وأخرجه مسلم بإثر (1995)، والنسائي (5548) و (5549) من طريق حبيب بن أبي عمرة، ومسلم بإثر (1995)، والنسائي (5557) من طريق حبيب بن أبي ثابت، ومسلم بإثر (1995) من طريق يحيى بن عبيد أبي عمرو البهراني، ثلاثهم عن ابن عباس وحده. وأخرجه مسلم (1997)، وابن ماجة (3402)، والنسائي (5631) من طريق نافع، ومسلم (1997)، والترمذي (1975)، والنسائي (5614) و (5615) و (5624) و (5625) من طريق طاووس اليمامي، ومسلم (1997)، والنسائي (5634) من طريق معمر بن دينار، ومسلم (1997) من طريق عقبة بن حريث، ومسلم (1997)، والنسائي (5617) من طريق جلة بن شحيم، ومسلم (1997)، والترمذي (1976)، والنسائي (5645) من طريق رادان أبي عمر، ومسلم (1997)، والنسائي (5632) من طريق سعيد بن المسيب، ومسلم (1998)

3691- إسناده صحيح، جرير: هو ابن حازم. وأخرجه مسلم (1997) من طريق جرير بن حازم، بهذا الإسناد. وأخرجه النسائي (5619) من طريق هشام الدستوائي، عن أيوب السخيتي، عن سعيد بن جبير، به. وهو في "مسند أحمد" (5090) و (5819).

ابن عباس قُلْتُ: أَمَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ ابْنُ عُمَرَ، قَالَ: وَمَا ذَاكَ، قُلْتُ: قَالَ: حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجَزْرِ، قَالَ: صَدَقَ حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجَزْرِ قُلْتُ: وَمَا الْجَزْرُ، قَالَ: كُلُّ شَيْءٍ يُصْنَعُ مِنْ مَدَرٍ

ترجمہ: سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا، نبی اکرم ﷺ نے مکے کی نبیذ کو حرام قرار دیا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں ان کے بیان سے گھبرا کر باہر نکلا، کہ نبی اکرم ﷺ نے مکے کی نبیذ کو حرام قرار دیا ہے۔ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا، میں نے کہا: کیا آپ نے سنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا بیان کیا ہے؟ انہوں نے دریافت کیا: کیا بیان کیا ہے؟ میں نے کہا: انہوں نے یہ کہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مکے کی نبیذ کو حرام قرار دیا ہے، تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: انہوں نے ٹھیک کہا ہے، نبی اکرم ﷺ نے مکے کی نبیذ کو حرام قرار دیا ہے، میں نے دریافت کیا: مکے سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہروہ برتن، جوٹی سے بنایا جاتا ہو۔

3692 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا

عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: وَقَالَ مُسَدَّدٌ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، - وَهَذَا حَدِيثُ سُلَيْمَانَ - قَالَ: قَدِيمٌ وَقَدْ عُبِدَ الْقَيْسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ هَذَا الْحَقُّ مِنْ رَبِّعَةٍ قَدْ حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارٌ مُضَرٌّ. وَلَيْسَ تَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَهْرِ حَرَامٍ فَمَرَرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُ بِهِ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ وَرَاءِنَا، قَالَ: أَمْرُكُمْ بِأَرْبَعٍ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: الْإِيمَانُ بِاللَّهِ، وَشَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَعَقْدُ بَيْدِهِ وَاجِدَةً، وَقَالَ مُسَدَّدٌ الْإِيمَانُ بِاللَّهِ ثُمَّ فَتَرَهَا لَهُمْ شَهَادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَأَنْ تَوَكُّوا الْحُمْسَ مِمَّا غَنِمْتُمْ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّنْيَاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمَرْقَاتِ وَالْمُقَيْرِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: التَّقِيرُ مَكَانُ الْمُقَيْرِ. وَقَالَ مُسَدَّدٌ: وَالتَّقِيرُ وَالْمُقَيْرُ لَمْ يَذْكُرِ الْمَرْقَاتِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو جَمْرَةَ: نَصْرُ بْنُ عَمْرَانَ الضَّبْعِيُّ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: عبدالقیس قبیلے کا وفد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارا تعلق ربیعہ قبیلے سے ہے، ہمارے اور آپ کے درمیان مضر قبیلے کے کافر رہتے ہیں، اس لیے ہم صرف حرمت والے مہینوں میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں، آپ ہمیں ایسی چیز کا حکم دیں، جسے ہم حاصل کر سکیں

3692 - إسناده صحيح. حماد: هو ابن زيد. وأخرجه البخاري (53)، ومسلم (17) وياثر (1995)، والترمذي (1689) و (1690) و (2797) و (2798)، والنسائي في "الكبرى" (320) و (5182) و (5818) من طرق عن أبي جمرَةَ الصنعِي، به. وروايات الترمذي محصورة. وهو في "مسند أحمد" (2020)، و "صحاح ابن حبان" (157) و (7295). وسناني دون ذكر الأوعية المسمي عن الشرب فيها برفه (4677).

اور اپنے پیچھے والوں کو ان کی تعلیم دیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا اور اس کی بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور حضرت محمد، اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا اور مال غنیمت میں سے خمس ادا کرنا، اور میں تم لوگوں کو دُبا، حتم، حرقت اور مقیر سے منع کرتا ہوں۔
امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبید نے لفظ مقیر کی جگہ نقیر نقل کیا ہے، مسدد نے لفظ نقیر اور مقیر نقل کیے ہیں اور انہوں نے لفظ حرقت نقل نہیں کیا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو حراء نامی راوی نسر بن عمران ضعیفی ہے۔

3693 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ نُوحِ بْنِ قَيْسٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ فِدَا عَبْدُ الْقَيْسِ: أَنَّهَا كُمْ عَنِ الثَّقِيرِ وَالْمُقِيرِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالذُّبَاءِ، وَالْمُرَادَةِ السَّجُوبَةِ وَلَكِنْ اشْرَبْتُ فِي سَقَائِكَ وَأَوْكَيْتُ ۖ ۞ ۞ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عبدالقیس قبیلے کے وفد سے فرمایا: میں تمہیں نقیر، مقیر، حتم، دُبا اور ایسے بڑے مشکیزے سے، جو اوپر سے کاٹا گیا ہو، اور پیندے کی طرف سے سوراخ نہ ہو، اس سے منع کرتا ہوں، البتہ تم اپنے عام مشکیزوں میں پی لیا کرو اور اسے باندھ دیا کرو۔

3694 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ، وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قِصَّةٍ وَقَدْ عَبَّدَ الْقَيْسِ قَالُوا: فِيمَ نَشْرَبُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ بِأَسْقِيَةِ الْآدَمِ الَّتِي يُلَاثُ عَلَى أَفْوَاهِهَا ۖ ۞ ۞ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے عبدالقیس قبیلے کا واقعہ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں، انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! ہم کن چیزوں میں پیا کریں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم چڑے کے مشکیزے استعمال کیا کرو، جن کے منہ پر سی لپیٹ دی جاتی ہے

3695 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي الْقَمُوصِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ، حَدَّثَنِي - رَجُلٌ كَانَ مِنَ الْوَفْدِ الَّذِينَ وَقَدُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ يَحْسَبُ عَوْفٌ أَنَّ اسْمَهُ - ۞ ۞ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے عبدالقیس قبیلے کا واقعہ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں، انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! ہم کن چیزوں میں پیا کریں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم چڑے کے مشکیزے استعمال کیا کرو، جن کے منہ پر سی لپیٹ دی جاتی ہے

3693 - إسناده صحيح، وأخرجه مسلم (1993)، والنسائي (5646) من طريقين عن محمد بن سيرين، به. وأخرجه مسلم (1993) من طريق أبي صالح السمان، ومسلم (1993)، وابن ماجه (3401)، والنسائي (5589) و (5630) و (5635) من طريق أبي سلمة، والنسائي (5637) من طريق محمد بن زياد، ثلاثهم عن أبي هريرة. ولم يذكروا مسلم في روايته الدُّبَاءِ، ولم يذكروا السَّانِي في رواية أبي سلمة الثانية الثَّقِيرِ. وهو في "مسند أحمد" (7288) و (7752)، و"صحيح ابن حبان" (5401) و (5404)

3694 - إسناده صحيح. أبي: هو ابن يزيد العطار. وقد صحح إسناده ابن منده في "الإيمان" (156). وأخرجه السَّانِي في "الكبرى" (6803) من طريق أبي هشام المعيرة بن سلمة المخزومي، عن أبان بن يزيد العطار، بهذا الإسناد.

قَيْسُ بْنُ النُّعْمَانِ، فَقَالَ: لَا تَشْرَبُوا فِي نَقِيرٍ، وَلَا مُزْقَةٍ، وَلَا دُبَّاءَ، وَلَا حَنْتَمٍ وَاشْرَبُوا فِي الْجِلْدِ الْهُوْجِيِّ عَلَيْهِ فَإِنْ اشْتَدَّ فَكُسِرُ وَهُوَ بِالنَّهْرِ فَإِنْ أَعْيَاكُمْ فَأَهْرِيقُوهُ

①② زید بن علی بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے مجھے حدیث بیان کی، جو اس وفد میں شامل تھا، جو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، جن کا تعلق عبدالقیس قبیلے سے تھا، راوی نے یہ بات بیان کی ہے کہ ان صاحب کا نام حضرت قیس بن نعمان بن ہاشم تھا "تم لوگ نقیر، مزقت، دباء، حنتم میں نہ پیو، تم لوگ چڑے کے بنے ہوئے مشکیزے میں پی لو، جس کے منہ کو بند کر دیا جاتا ہے، اگر اس میں شدت آجائے تو اس میں پانی ڈال کر شدت کو ختم کر دو، اگر شدت پھر بھی ختم نہ ہو تو اسے بہا دو۔"

3696- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَدِيمَةَ، حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ حَبِطٍ النَّهْشَلِيُّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ فِيمَ نَشْرَبُ؟ قَالَ: لَا تَشْرَبُوا فِي الدُّبَّاءِ، وَلَا فِي الْمُزْقَةِ، وَلَا فِي النَّقِيرِ، وَانْتَبِذُوا فِي الْأَسْقِيَةِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَإِنْ اشْتَدَّ فِي الْأَسْقِيَةِ؟ قَالَ: فَصُبُّوا عَلَيْهِ الْمَاءَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ لَهُمْ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ أَهْرِيقُوهُ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى أَوْحَرِمَ الْخَمْرِ، وَالْمَيْسِرِ، وَالْكُوبَةِ قَالَ: وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ قَالَ سُفْيَانُ: فَسَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ بَدِيمَةَ عَنِ الْكُوبَةِ، قَالَ: الطَّبْلُ

①② حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: عبدالقیس قبیلے کے وفد نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! ہم کن چیزوں میں پی سکتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دباء، مزقت اور نقیر میں نہ پیو، تم چڑے کے مشکیزوں میں نبیذ تیار کرو، لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر چڑے کے مشکیزے میں نبیذ میں شدت آجائے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اس میں پانی ڈال لو، لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! پھر تیسری یا چوتھی مرتبہ آپ نے ان سے فرمایا: اگر (شدت ختم نہ ہو، تو) تم اس کو بہا دو، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حرام قرار دیا ہے، (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) حرام قرار دیا گیا ہے، شراب کو، جوئے کو، اور کوبہ کو۔"

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ہر نشأ اور چیز حرام ہے۔

3695- صحیح لعیبر، و ہذا إسناده حسن من أجل أبي القموص وید بن علی. عوف: هو ابن أبي جميلة الأعرابي، وحالده: هو ابن عبد الله الواسطي الطحان. وأخرجه أحمد (17829)، ويعقوب بن سفيان في "المعرفة والتاريخ"، 298 - 297 / 1، وابن أبي عاصم في "الآحاد والمشايخ" (2934)، والطحاوي في "شرح معاني الآثار"، 221 / 4، وابن قانع (346 / 2)، والبيهقي (302 / 8) من طريق عوف الأعرابي. به. 3696- إسناده صحيح. سفيان: هو ابن سعيد الثوري، وأبو أحمد: هو محمد بن عبد الله بن الربيع الأسدي. وأخرجه أحمد في "مسند" (2476)، وفي "الأشربة" (194 - 192) وأبو يعلى (2729)، والطحاوي في "شرح معاني الآثار" 223 / 4، وابن حبان (5365)، والبيهقي 221 / 10 من طريق أبي أحمد الزبيري، بهذا الإسناد. وأخرجه الطبراني في "الكبير" (12598) و (12599)، والبيهقي 303 من طريق إسرائيل، عن علي بن بديمة، به. وأخرج قوله: "كل مسكر حرام" الطبراني (12600).

سفیان کہتے ہیں: میں نے علی بن بذیمہ سے دریافت کیا: کو یہ کیا چیز ہے؟ تو انہوں نے بتایا: طبلہ (محل)۔

3687- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَمِيعٍ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عَمِيْرٍ، عَنْ
عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَاءِ، وَالْحَنْثِمِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْجَعَةِ
﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: "نبی اکرم ﷺ نے ہمیں دباء، حنثم، نقیر اور جو کی شراب سے منع کیا ہے"

3688- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا مُعْرِفُ بْنُ وَاصِلٍ، عَنْ مُخَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ
أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَيْتُكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ، وَأَكَا أَمْرُكُمْ بِهِنَّ: نَهَيْتُكُمْ عَنْ
زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَرُزُورُهَا، فَإِنْ فِي زِيَارَتِهَا تَذْكِرَةٌ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَشْرِبَةِ أَنْ تَشْرَبُوا إِلَّا فِي ظُرُوفِ الْأَدِيمِ
فَالشَّرْبُ فِي كُلِّ وَغَاءٍ غَيْرُ أَنْ لَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ نُحُومِ الْأَضَاجِي أَنْ تَأْكُلُوهَا بَعْدَ ثَلَاثٍ،
فَكُلُّوا وَاسْتَمْتِعُوا بِهَا فِي أَسْفَارِكُمْ

﴿﴾ ابن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"میں نے تمہیں تین چیزوں سے منع کیا تھا، اب میں تمہیں ان کی اجازت دیتا ہوں، میں نے تمہیں قبروں کی زیارت
کرنے سے منع کیا تھا، اب تم ان کی زیارت کرو، کیونکہ ان کی زیارت (آخرت یا موت) کی یاد دلاتی ہے، میں نے
تمہیں مشروبات سے منع کیا تھا، میں نے کہا تھا، تم صرف چڑے کے بنے ہوئے برتنوں میں مشروب پی سکتے ہو، اب
تم ہر طرح کے برتن میں پی سکتے ہو، البتہ تم کسی نشہ آور چیز کو نہ پینا، پہلے میں نے تمہیں قربانی کا گوشت تین دن کے
بعد کھانے سے منع کیا تھا، اب تم اسے کھا سکتے ہو، اور سفر کے دوران اسے استعمال کر سکتے ہو۔"

3689- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي مَنصُورٌ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ

3697- وأخرج النسائي (5170) من طريق مروان بن معاوية و (5171) و (5612) من طريق عبد الواحد كلاهما عن إسماعيل بن
سميع، وأخرج النسائي كذلك (5169)

3698- وأخرج مسلم (977)، و (1975) و (1999)، والنسائي (2032) و (4429) و (5652) و (5653) من طريق محارب
بن دثار، وقد سمي ابن بريدة في بعض الروايات عبد الله، وأخرج مسلم (977) من طريق عطاء الخراساني، والنسائي (2033) من طريق
المعيرة بن سبيع، و (5654) من طريق حماد بن أبي سليمان، و (5655) من طريق عيسى بن عبيد الكندي، أربعتهم بن عبد الله بن بريدة، عن
أبيه، والتصر بعضهم على ذكر الرخصة في الانتباه في الأوعية واجتناب المسكر. وأخرج مسلم (977) و (1975) و (1999)،
و الترمذي (1587) و (1977) من طريق علقمة بن مرثد، عن سليمان بن بريدة، عن أبيه، فذكر سليمان بدل أخيه عبد الله، وجاء في بعض
الروايات: ابن بريدة غير مفيد، والحديث عند الترمذي مقطوع. وأخرج ابن ماجه (3405) من طريق القاسم بن مخيمرة، والنسائي (4430)
و (5651) من طريق الزبير بن عدي، كلاهما عن ابن بريدة، عن أبيه، هكذا قالوا: ابن بريدة غير مفيد، والذي جاء في "كتهذيب الكمال" للزمزى
أن القاسم روى عن سليمان بن بريدة، والزبير روى عن عبد الله، والتصر ابن ماجه على ذكر الإذن في الانتباه، وهو في "مسند أحمد"
(22958) و (23016)، و "صحيح ابن حبان" (3168) و (5390).

3699- إسناده صحيح، منصور: هو ابن المعتمر، وسفيان: هو الثوري، ويحيى: هو ابن سعيد القطان، وأخرج البحاري (5592)،
و الترمذي (1978)، والنسائي (5656) من طريق سفيان الثوري، بهذا الإسناد، وهو في "مسند أحمد" (14244).

بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: لَمَّا نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأَوْعِيَةِ، قَالَ: قَالَتْ: الْأَنْصَارُ: إِنَّهُ لَا بُدَّ لَنَا قَالَ: فَلَا إِذْنُ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے کچھ مخصوص برتنوں سے منع فرمایا تو انصار نے کہا: ہمارا ان کے بغیر گزارہ نہیں ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

3700 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا شَرِيكَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ قِيَاضٍ، عَنْ أَبِي عِيَّاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَوْعِيَةَ الدُّنَاءَ، وَالْحَنْتَمَ، وَالْمَرْقُوتَ، وَالنَّقِيرَ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: إِنَّهُ لَا ظُرُوفَ لَنَا فَقَالَ: اشْرَبُوا مَا حَلَّ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کچھ برتنوں کا ذکر کیا، یعنی دباء، حنتم اور نقیر، تو ایک دیہاتی نے عرض کی: ہمارے پاس تو ان کے علاوہ کوئی برتن ہی نہیں ہوتا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اس کو پیو، جو حلال ہے۔

3701 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ يَعْنِي ابْنَ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا شَرِيكَ، بِإِسْنَادِهِ قَالَ: اجْتَنِبُوا مَا أَشْكُرُ

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند سے منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: تم اس چیز سے اجتناب کرو، جو شک کر دے۔

3702 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِقَاءٍ فَإِذَا لَمْ يَجِدُوا سِقَاءً نَبَذَ لَهُ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ ﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے لیے مشکیزے میں نبذ تیار کی جاتی تھی، جب مشکیزہ نہیں ملتا تھا تو پتھر کے پیالے میں تیار کی جاتی تھی۔

بَابُ فِي الْخَلِيطَيْنِ

باب: دو چیزوں کو ملا کر (نبذ تیار کرنا)

3703 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُنْتَبَذَ الزَّبِيبُ، وَالشَّمْرُ جَمِيعًا، وَنَهَى أَنْ يُنْتَبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطْبُ جَمِيعًا

3700 - حدیث صحیح، و ہذا إسناد ضعیف لسوء حفظ شریک - و هو ابن عبد الله الحمصي - وقد توبع: أبو عیاض: و هو عمرو بن الاسود. و آخره: البحاری (5593)، و مسلم (2000)، و النسائی (5650)

3702 - إسنادہ صحیح، أبو الزبیر - و هو محمد بن مسلم بن مدرسی المکی - قد صرح بسماعہ عن جابر عبد أحمد (4914)، و مسلم (1999) و غیرہما، فانتمت شہة تدلیسہ، زہیر: و هو ابن معاوية الحمصي، و آخره مسلم (1999)، و ابن ماجہ (3400)، و النسائی (5647) و (5648) من طرق عن أبي الزبیر، و ہ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے کشمش اور کھجور کو لٹکا کر نیکو کرنے سے منع کیا ہے، آپ نے تازہ اور کچی کھجور کو ملا کر نیکو تیار کرنے سے منع کیا ہے۔

3704 - حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ مَوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ. حَدَّثَنَا آدَانُ. حَدَّثَنِي يَحْيَى. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ. أَنَّهُ نَهَى عَنْ خَلِيطِ الزَّرْبِيبِ، وَالتَّمْرِ. وَعَنْ خَلِيطِ الزُّهُو، وَالرُّطَبِ وَقَالَ: انْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدَةٍ عَلَى حِدَةٍ قَالَ: وَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ. عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ

عبد اللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے کشمش اور کھجور کو ملا کر، تازہ اور خشک کھجور کو ملا کر، یا کچی اور کچی کھجور کو ملا کر نیکو تیار کرنے سے منع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے: ان میں سے ہر ایک کی نیکوئی الگ سے بناؤ۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

3705 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ التَّمِيمِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ رَجُلٍ، قَالَ: حَفِصٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَهَى عَنِ الْمَلَحِ وَالتَّمْرِ، وَالزَّرْبِيبِ وَالتَّمْرِ

ابن ابولیلی، ایک صحابی کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے کچی اور کچی کھجور کو ملا کر، یا کشمش اور کھجور کو ملا کر نیکو تیار کرنے سے منع کیا ہے۔

3706 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُمَارَةَ، حَدَّثَنِي رِيظَةُ، عَنْ كُبَيْشَةَ بِنْتِ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَتْ: سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ، مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْهُ؟ قَالَتْ: كَانَ يَنْهَانَا أَنْ نَعْجَمَ

3703 - إسناده صحيح، اللبث: هو ابن مسدد، وأخرجه البخاري (5601) في الأشرية: باب من رأى أن لا يخلط البر والتمر إذا كان مسكراً، وأن لا يجعل إدامين في إدام، ومسلم (1986)، وابن ماجه يائز (3395)، والترمذي (1984)، والنسائي (5556) من طرق عن عطاء بن أبي رباح، به، وأخرجه مسلم (1986)، وابن ماجه (3395)، والنسائي (5562) من طريق الليث بن سعد، عن أبي الزبير المكي، والنسائي (5560) من طريق عمرو بن دينار، كلاهما (أبو الزبير وعمرو بن دينار) عن جابر، وهو في "مسند أحمد" (14134) و (15177)، و"صحيح ابن حبان" (5379)، وأخرج النسائي (5546) من طريق الأعمش، عن معاذ بن دثار، عن جابر رفعه: "الربيب والتمر هو الحمر"، وأخرج كذلك (5544) من طريق شعبة، و (5545)

3704 - إسناده صحيح، يحيى: هو ابن أبي كثير، وآبان: هو ابن يزيد العطار، وأخرجه البخاري (5602)، ومسلم (1988)، وابن ماجه (3397)، والنسائي (5551) و (5561) و (5566) و (5567) من طريق يحيى بن أبي كثير، عن عبد الله بن أبي قتادة، عن أبيه، وأخرجه مسلم (1988)، والنسائي (5552) من طريق يحيى بن أبي كثير، عن أبي سلمة، عن أبي قتادة، وهو في "مسند أحمد" (22521) و (22618).

3705 إسناده صحيح، ابن أبي ليلى: هو عبد الرحمن، والحكم: هو ابن غثية، وأخرجه النسائي (5547) من طريق شعبة، بهذا اللفظ وهو في "مسند أحمد" (18820).

التَّوَي ظَنُّنَا. أَوْ تَحْلُطُ الزَّيْبُ وَالشَّيْرُ

⑤⑥ کوشہ بنت ابومریم بیان کرتی ہیں: میں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی اکرم ﷺ کس چیز سے منع کرتے تھے، انہوں نے جواب دیا: آپ ہمیں اس بات سے منع کرتے تھے کہ ہم کھجور کو اتنا پکائیں کہ اس کی گٹھلی ہی ختم ہو جائے، یا ہم کشمش اور جو کو ملا کر نبیز تیار کریں۔

3787- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنْبَذُ لَهُ زَيْبٌ فَيُلْقَى فِيهِ تَمْرٌ، وَتَمْرٌ فَيُلْقَى فِيهِ الزَّيْبُ

⑤⑥ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کے لیے کشمش کی نبیز تیار کی جاتی تھی، پھر اس میں کھجور ڈال دی جاتی تھی، یا پھر کھجور کی نبیز تیار کی جاتی تھی اور اس میں کشمش ڈال دی جاتی تھی۔

3788- حَدَّثَنَا رِثَادُ بْنُ يَحْيَى الْحَسَنِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ، حَدَّثَنَا عَثَابُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْحَمَّانِيُّ، حَدَّثَنِي صَفِيَّةُ بِنْتُ عَطِيَّةٍ، قَالَتْ: دَخَلْتُ مَعَ نِسْوَةٍ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى عَائِشَةَ، فَسَأَلْنَاهَا عَنِ الشَّيْرِ وَالزَّيْبِ، فَقَالَتْ: كُنْتُ أَخْذُ قُبْضَةً مِنْ تَمْرٍ، وَقُبْضَةً مِنْ زَيْبٍ، فَأَلْقِيهِ فِي زَائٍ، فَأَمْرُسُهُ ثُمَّ أَشْقِيهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

⑤⑥ صفیہ بنت عطیہ بیان کرتی ہیں: میں عبدالقیس قبیلے کی کچھ خواتین کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی، ہم نے ان سے کھجور اور کشمش کو ملا کر نبیز تیار کرنے کے بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے بتایا: میں ایک مٹھی کھجوریں لیتی ہوں اور ایک مٹھی کشمش لیتی ہوں، اسے پانی میں ڈال دیتی ہوں، پھر اسے مسکتی ہوں، پھر وہ نبی اکرم ﷺ کو پلا دیتی ہوں۔

بَابُ فِي نَبِيذِ الْبُسْرِ ۝

باب: کچی کھجور کی نبیز تیار کرنا

3789- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، وَعِكْرِمَةَ، أَنَّهُمَا تَحَاكَيَا يَكْرَهَُانِ الْبُسْرَ وَخَدَّهُ، وَيَأْخُذَانِ ذَلِكَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَخْشَى أَنْ

3707- إسناده ضعيف لإبهام المرأة الأسدية، وقد اختلف فيه على مسعر - وهو ابن كدام - كما أوضحناه في "مسند أحمد" (24198).

وأخرجه البيهقي 307/ 8 من طريق أبي داود، بهذا الإسناد، وأخرجه الطبراني في "الأوسط" (7828)

3708- إسناده ضعيف لجهالة صفية بنت عطية، وضعف أبي بكر - وهو عبد الرحمن ابن عثمان البكراني - وأخرجه البيهقي 308/ 8 من طريق أبي داود، بهذا الإسناد، والصحيح عن عائشة ما ساقى برقم (3711).

3709- إسناده صحيح، قتادة: هو ابن دعامه الخدوسي، وهشام: هو ابن أبي عبد الله الأسدي. وأخرجه أحمد في "مسنده" (2830) و (3095)، وفي "الأشربة" (217) والطبراني في "المعجم الكبير" (11837).

يَكُونُ الْمَزَاءُ الَّذِي يُهَيِّئُ عَنْهُ عَبْدُ الْقَيْسِ، لَعَلَّكَ لِقَاءَهُ: مَا الْمَزَاءُ؟ قَالَ: النَّبِيذُ فِي الْحَنْتِ
وَالْمَزَقِ

③④ قنادہ، جابر بن زید اور عکرمہ کے ہارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: یہ دونوں حضرات صرف کچی کھجور کی نبیز کو مکروہ قرار دیتے ہیں، انہوں نے یہ رائے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حاصل کی ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مجھے یہ اندیشہ ہے کہ شاید یہ "مزاء" نہ ہو، جس سے عبدالقیس قبیلے کے لوگوں کو منع کیا گیا تھا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے قنادہ سے دریافت کیا، مزاء سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: حنتم یا حرقت میں تیار کی جانے والی

نبیز۔

بَابُ فِي صِفَةِ النَّبِيذِ

باب: نبیز کی صفت کا بیان

3710 - حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْتَ مَنْ نَحْنُ وَمِنْ أَئِنَّ نَحْنُ فَيَا مَنْ نَحْنُ؟ قَالَ: إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لَنَا أَعْدَابًا مَا نَصْنَعُ بِهَا؟ قَالَ: زَيِّبُوهَا قُلْنَا: مَا نَصْنَعُ بِالزَّيْبِ؟ قَالَ: انْبِذُوهُ عَلَى غَدَائِكُمْ وَالْأَشْرَبُوهُ عَلَى عَشَائِكُمْ، وَانْبِذُوهُ عَلَى عَشَائِكُمْ وَالْأَشْرَبُوهُ عَلَى غَدَائِكُمْ، وَلَا تَنْبِذُوهُ فِي الْقُلَلِ، فَإِنَّهُ إِذَا تَأَخَّرَ عَنْ عَصْرِهِ صَارَ غَلًّا

③④ عبداللہ بن دہلیسی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ جانتے ہیں ہم کون ہیں؟ ہمارا تعلق کہاں سے ہے، ہم کس کی طرف آئے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف، ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارے ہاں انکور ہوتے ہیں، ہم ان کے ذریعے کیا بنا سکتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم انہیں خشک کر کے (کشمش) بنا لو، ہم نے عرض کی: ہم کشمش سے کیا بنا سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس کی نبیز بنا لو، جسے تم صبح تیار کرو اور شام کو پی لو، یا شام کے وقت تیار کرو اور صبح پی لو، اور تم مشکیزے میں نبیز تیار کرنا، گھرے میں تیار نہ کرنا، کیونکہ جب اسے چھڑنے میں تاخیر ہو جائے تو یہ سرکہ بن جاتی ہے۔

3711 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ،

3710 - إسناده صحيح. الديلمي: هو، ليروز، والشيباني: هو يحيى بن أبي عمرو، وحمره: هو ابن ربيعة القسطنطيني. وأخرجه النسائي

(5735) و (5736) من طريقين عن يحيى بن أبي عمرو والسيباني

3711 - إسناده صحيح. واسم أم الحسن - وهو البصري - غير معروف. وأخرجه مسلم (2005)، والترمذي (1979) عن محمد بن المشي، بهذا

الإسناد. وأخرجه بنحوه مسلم (2005)، والنسائي (5638) من طريق لعامة بن حزن، عن عائشة. وهو لي "مسند أحمد" (24198) و

(24930)، و "صحيح ابن حبان" (5385).

عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ يُنْبِذُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِقَاءٍ يُوكَا أَعْلَاهُ وَلَهُ عَزْلٌ لَا يُنْبِذُ غُدُوَّةً فَيَسْرُبُهُ عِشَاءً وَيُنْبِذُ عِشَاءً فَيَسْرُبُهُ غُدُوَّةً ﴿٣٧١٢﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

نبی اکرم ﷺ کے لیے مشکیزے میں نبذ تیار کی جاتی تھی، جس کے اوپری حصے پر ڈوری باندھ دی جاتی تھی اور اس کے نیچے کی طرف بھی سوراخ تھا، آپ ﷺ کے لیے صبح کے وقت نبذ تیار کی جاتی تھی، تو آپ شام کے وقت پی لیتے تھے، یا اگر شام کے وقت نبذ تیار کی جاتی تھی، تو آپ صبح پی لیتے تھے۔

3712 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ: قَالَ: سَمِعْتُ شَيْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ: يُحَدِّثُ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمَّتِي عَمْرَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تُنْبِذُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُدُوَّةً، فَإِذَا كَانَ مِنَ الْعَشِيِّ فَتَعَشَّى شَرِبَ عَلَى عَشَائِهِ، وَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ صَبَبْتُهُ، أَوْ فَرَّغْتُهُ، ثُمَّ تُنْبِذُ لَهُ بِاللَّيْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ تَغْدَى فَشَرِبَ عَلَى غَدَائِهِ. قَالَتْ: يُغَسِّلُ السِّقَاءُ غُدُوَّةً وَعِشِيَّةً. فَقَالَ لَهَا أَبِي: مَرَّتَيْنِ فِي يَوْمٍ قَالَتْ: نَعَمْ

﴿٣٧١٢﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کے لیے صبح کے وقت نبذ تیار کرتی تھیں، جب شام کا وقت ہوتا اور آپ شام کا کھانا کھا لیتے، تو آپ ﷺ شام کے کھانے کے بعد اسے پی لیتے تھے، اگر اس میں سے کچھ بچ جاتا تو میں اسے گرا دیتی۔

(یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے) پھر آپ کے لیے رات کے وقت نبذ تیار کی جاتی اور آپ صبح کے ناشتے کے بعد اسے پی لیتے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم صبح و شام اس مشکیزے کو دھویا کرتے تھے۔

راوی کہتے ہیں: میرے والد نے اس خاتون سے دریافت کیا: کیا ایک دن میں دو مرتبہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اسے دھوتی تھیں؟ تو اس نے جواب دیا: جی ہاں!

3713 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي عُمَرَ يَحْيَى الْبَهْرَانِيُّ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ يُنْبِذُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّبِيبُ الْيَوْمَ وَالْغَدُ وَبَعْدَ الْغَدِ إِلَى مَسَاءِ الثَّلَاثَةِ، ثُمَّ يَأْمُرُ بِهِ فَيُسْقَى الْخَدَمَ، أَوْ يَهْرَاقُ

3712- وأخرجہ أحمد (24930)، والبخاری فی "تاریخہ" الکبیر "232/ 4، وأبو الشیخ فی "أخلاق النبی - صلی اللہ علیہ وسلم" - ص 210، والبیہقی 300/ 8، والخطیب فی "تاریخہ" 470/ 12 من طریق شیبہ بن عبد الملک النعمی، بهذا الإسناد.

3713- إسناده صحيح الأعمش: هو سليمان بن مهران، وأبو معاوية: هو محمد بن حارم الضرير، وأخرجہ مسلم (2004)، وابن ماجہ (3399)، والسنائی (5738) و (5739) من طرق عن يحيى بن غنيد البهراني، به. وهو في "مسند أحمد" (1963)، و"صحيح ابن حبان" (5384) و (5386).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَعْنَى يُسْقَى الْخَدَمُ يُبَاكَدُ بِهِ الْفَسَادُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عُمَرَ: يَخْتَبِي بَنُ عُبَيْدٍ النَّهْرَانِيَّ

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے لیے کشمش کی نبید تیار کی جاتی، تو آپ اس دن اسے پی لیتے، اس سے اگلے دن پیتے اور اس سے اگلے دن، یعنی تیسرے دن کی شام تک پیتے تھے، پھر آپ اس کے بارے میں حکم دیتے، وہ خادموں کو پلا دی جاتی، یا اسے بہا دیا جاتا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خادموں کو پلائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے خراب ہونے سے پہلے اسے پلا دیا جاتا

تھا

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو عمر نامی راوی یحییٰ بن عبید بہرانی ہے۔

بَابُ فِي شَرَابِ الْعَسَلِ

باب: شہد کی شراب کا بیان

3714- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّهُ

سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُخْبِرُ، أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ فَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا، فَتَوَاصِيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ

أَيُّنَا مَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ: إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرٍ، فَدَخَلَ عَلَى رَاخِدَاهُنَّ،

فَقَالَتْ: لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ: بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ فَلَزَلْتُ: (لَمْ تُحَرِّمُوا مَا

أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبَتُّغِي) (التحریم: 1) إِلَى (إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ) (التحریم: 4) لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا (وَإِذْ

أَسَرَ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ آرَاجٍ حَدِيثًا) (التحریم: 3) لِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس

ٹھہرتے تھے، اور ان کے ہاں شہد نوش فرمایا کرتے تھے، ایک مرتبہ میں نے اور حفصہ نے یہ سنے کیا کہ جب نبی اکرم ﷺ ہمارے

پاس تشریف لائیں گے، (تو جس کے پاس بھی آئیں) وہ یہ کہے: مجھے آپ میں سے مغفیر کی بو محسوس ہو رہی ہے، پھر نبی اکرم ﷺ

ان میں سے کسی ایک کے پاس تشریف لائے، اس خاتون نے یہ بات عرض کر دی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں

3714- إسناده صحيح. وابن جريج - وهو عبد الملك بن عبد العزيز - إذا لم يصرح بسماعه من عطاء - وهو ابن أبي رباح - فروايتة عنه

محمولة على الاتصال كما صرح هو فنه بذلك فيما أسنده عنه ابن أبي خيثمة في "تاريخه" (858)، فكيف وقد صرح بسماعه منه عبد

مسلم (1474) وغيره. وأخرجه البخاري (5267) و (6691)، ومسلم (1474)، والنسائي (3421) و (3795) و (3958) من

طريق حجاج بن محمد المصيصي، والبخاري (4912) من طريق هشام بن يوسف، كلاهما عن ابن جريج، بهذا الإسناد. وهو في "مسند

أحمد" (25852)، و"صحيح ابن حبان" (4183).

نے تو زینب بنت جحشؓ کے ہاں شہد پیا تھا، اب میں دوبارہ نہیں پیوں گا، (راوی بیان کرتے ہیں) تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

”تم اس چیز کو کیوں حرام قرار دیتے ہو؟ جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال قرار دیا ہے“
 ”اگر تم دو (خواتین) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو“ اس سے مراد سیدہ عائشہؓ اور سیدہ حفصہؓ بھی ہیں۔
 (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ”اور جب نبیؐ نے ایک بیوی کے ساتھ راز کی بات کہی“
 اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے: ”میں نے شہد پیا ہے“

3715 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحُلُوءَ وَالْعَسَلَ، فَمَا كَرِهَ هَذَا الْخَبْرَ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ تُوجَدَ مِنْهُ الرِّيحُ، وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَتْ: سَوْدَةُ: بَلْ أَكَلْتُ مَغَافِيرَ، قَالَ: بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا سَقَطَنِي حَفْصَةُ فَقُلْتُ: جَرَسَتْ نَحْلَةُ الْعَرْفُطِ، نَبْتُ مِنْ نَبْتِ النَّخْلِ.

قال أبو داود: المغافير: مقلعة، وهي صمغة، وجرسَتْ: رَعَتْ، والعَرْفُطُ: نَبْتُ مِنْ نَبْتِ النَّخْلِ
 سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کو میٹھا اور شہد پسند تھا، اس کے بعد راوی نے روایت کا کچھ حصہ ذکر کیا ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ کو یہ بات بہت بری لگتی تھی کہ آپ میں سے یہ بد بو آئے۔ روایت میں یہ الفاظ ہیں: سیدہ سودہؓ نے عرض کی: آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے شہد پیا ہے جو مجھے حفصہ نے پلایا ہے، تو میں نے عرض کی: شاید اس کی شہد کی مکھی نے عرفط (کے پھول کو) چوسا ہو۔ راوی بیان کرتے ہیں: یہ ایک بوٹی ہے جس پر شہد کی مکھی بیٹھتی ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مغافیر ایک قسم کی گوند ہوتی ہے اور ”جرست“ کا مطلب ہے: اس نے چوس لیا، اور عرفط ایک بوٹی ہے جس پر شہد کی مکھی بیٹھتی ہے۔

بَابُ فِي التَّبْيِيدِ إِذَا غَلَى

باب: جب نبید میں جوش آجائے

3716 - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

3715 - إسناده صحيح. هشام: هو ابن عروة بن الزبير بن العوام، وأبو أسامة: هو حماد بن أسامة، والحسن بن علي: هو الحلال. وأخرجه البخاري (5216) و (5268) و (5431) و (5599) و (5614) و (5682) و (6972)، ومسلم (1474)، وابن ماجه (3323)، والترمذي (1936)، والنسائي في "الكبرى" (6670) و (6671) و (7519) من طريق هشام بن عروة، به

3716 - حديث حسن، هشام بن عمار متابع، وخالد بن عبد الله بن حسين - وهو الدمشقي - روى عنه جمع، وذكره ابن حبان في "الثقات"، فهر

حسن الحديث. وأخرجه ابن ماجه (3409) من طريق صدقة بن عبد الله السمين، والنسائي (5610) من طريق صدقة بن خالد، و (5704)

بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ، فَتَحْتِثُّ فِطْرُهُ
بَنِيَّةٍ صَنَعَتْهُ فِي دُبَّاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِهِ فَإِذَا هُوَ يَنْشُ، فَقَالَ: اهُرِبْ بِهَذَا الْحَائِطِ، فَإِنَّ هَذَا شَرَابٌ مِنْ لَا
يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

③③ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے پتہ ہے نبی اکرم ﷺ روزہ رکھا کرتے تھے، ایک مرتبہ میں آپ کی افطاری کے لیے بنید لے کر آیا، جسے میں نے دیباہ میں تیار کیا تھا، میں اسے لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کچھ جھگ بنا ہوا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے اس دیوار پر دے مارو، کیونکہ یہ اس شخص کا مشروب ہے، جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔

بَابُ فِي الشَّرْبِ قَائِمًا

باب: کھڑے ہو کر کچھ پینا

3717- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَهْلَى أَنْ يَشْرِبَ الرَّجُلُ قَائِمًا

③③ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ آدمی کھڑا ہو کر کچھ پیئے۔

3718- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ مِسْعَرِ بْنِ كِدَامٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ النَّوَّالِ بْنِ سَبْرَةَ، أَنَّ عَلِيًّا، دَعَا بِمَاءٍ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا يَكْرَهُ أَنْ يَفْعَلَ هَذَا، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ مِثْلَ مَا رَأَيْتُكُمْ أَفْعَلَهُ

③③ نزال بن سبرہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پانی منگوا یا اور اسے کھڑے ہو کر پی لیا، پھر انہوں نے فرمایا: بعض لوگ ایسا کرنے کو ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں، جبکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا، جس طرح تم لوگوں نے مجھے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

بَابُ الشَّرَابِ مِنْ فِي السِّقَاءِ

باب: مشکیزے کو منہ لگا کر پینا

3717- إسناده صحيح، لقادة: هو ابن دعامة السدوسي، وهشام: هو ابن أبي عبد الله النمطي، وأخرجه مسلم (2024) من طريق همام بن يحيى، ومسلم (2024)، وابن ماجه (3424)، والترمذي (1987) من طريق سعيد بن أبي غروبة، كلاهما عن لقادة، به، زاد مسلم في روايته سعيد: قال لقادة: قلنا: فالاكمل؟ فقال: ذاك أشر أو أخبث، وهو في: "مسند أحمد" (12185)، و"صحيح ابن حبان" (5321)، و (5323).

3718- إسناده صحيح، يحيى: هو ابن سعيد القطان، ومسدد: هو ابن مشرق، وأخرجه البخاري (5615) و (5616)، والنسائي (130) من طريقين عن عبد الملك ابن ميسرة، به، وهو في: "مسند أحمد" (583)، و"صحيح ابن حبان" (1057).

3719- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَادٌ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السَّقَاءِ، وَعَنْ رُكُوبِ الْجَلَالَةِ وَالْبُجْشَةِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْجَلَالَةُ: الَّتِي تَأْكُلُ الْعُنْدَةَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مشکیرے کے منہ سے، منہ لگا کر پینے سے اور گندگی کھانے والے جانور پر سوار ہونے سے، اور جانور کو باندھ کر نشانہ بازی کرنے سے منع کیا ہے۔
امام ابوداؤد برساتے ہیں: جلالہ وہ جانور ہے، جو گندگی کھاتا ہے۔

بَابُ فِي اخْتِنَابِ الْأُسْقِيَةِ

باب: مشکیرے کا منہ الٹ کر اس سے پینا

3720- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ اخْتِنَابِ الْأُسْقِيَةِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مشکیرے کا منہ الٹ کر پینے سے منع کیا ہے۔

3721- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عَيْسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعَا بِدَاوُدَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ: الْخَيْفُ ثُمَّ شَرِبَ مِنْ فِيهَا

عیسیٰ بن عبداللہ جو ایک انصاری شخص ہے، وہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: غزوہ احد کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے مشکیرہ منگوا یا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے منہ کو الٹا دو، پھر آپ ﷺ نے اس میں سے پی لیا۔

بَابُ فِي الشُّرْبِ مِنْ ثُلُمَةِ الْقَدَاحِ

باب: پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پینا

3719- إسناده صحيح. حماد: هو ابن مسلمة. وأخرجه البخاري (5629)، وابن ماجه (3421)، والترمذي (1929)، والسنائي (4448) من طريقين عن عكرمة، به. وأقصر البخاري وابن ماجه على ذكر النهي عن الشرب من قم السقاء. وهو في "مسند أحمد" (1989).

3720- إسناده صحيح. غيبة بن عبد الله: هو ابن غيبة بن مسعود، وسفيان: هو ابن عيينة. وأخرجه البخاري (5625) و (5626)، ومسلم (2023)، وابن ماجه (3418)، والترمذي (1999) من طرق عن الزهري، به. وجاء في رواية البخاري الأولى زيادة: يعني أن تكسر أفواهها فيشرب منها، وسحرة جاء عبد الباقي خلا الترمذي. وهو في "مسند أحمد" (11026)، و"صحيح ابن حبان" (5317).

3721- صحيح، على وهم في إسناده وقع من عبد الأعلى - وهو ابن عبد الأعلى السامي - فقد سمي شيخه عبد الله بن عمر، واسم الصحيح عبد الله مكرراً، وهما أحوان، فعبد الله ثقة، وأخوه عبد الله ضعيف، قال أبو داود فيما نقله عنه الأجرى: هذا لا يعرف عن غيبة الله، والصحيح: عن عبد الله بن عمر، وسحرة قال البيهقي في "شعب الإيمان" (6024).

3722 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي قُرَّةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشَّرْبِ مِنْ ثَلَاثَةِ الْقَدَاحِ، وَأَنْ يَتَفَخَّ فِي الشَّرَابِ. ⑤ ⑥ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پینے اور شروب میں پھونکنے سے منع کیا ہے۔

بَابُ فِي الشَّرْبِ فِي آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

باب: سونے یا چاندی کے برتن میں پینا

3723 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: كَانَ حَذِيفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى، فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِإِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ، فَرَمَاهُ بِهِ، وَقَالَ: إِنِّي لَمُ أَرْمُهُ بِهِ إِلَّا آتَى قَدْ تَهَيَّئْتُهِ فَلَمْ يَنْتَهُ، وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْخُرِيرِ، وَالذِّيبَاجِ، وَعَنِ الشَّرْبِ فِي آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَقَالَ: هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ ⑤ ⑥ ابن ابویلی بیان کرتے ہیں: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے، انہوں نے پانی طلب کیا، تو ایک دہقان ان کے پاس چاندی کے برتن میں پانی لے کر آیا، انہوں نے اس برتن کو پھینک دیا، اور بولے: میں نے اس برتن کو اس لیے پھینکا ہے کیونکہ میں نے اسے منع کیا تھا، لیکن یہ شخص باز نہیں آیا، بے شک نبی اکرم ﷺ نے ریشم اور دیباج پہننے اور سونے اور چاندی کے برتن میں پینے سے منع کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

"یہ چیزیں، ان (کافروں) کے لیے دنیا میں ہیں اور تم (مسلمانوں) کے لیے آخرت میں ہوں گی"

بَابُ فِي الْكَزْعِ

باب: (چشمے یا نہر وغیرہ میں سے) پانی پینا

3724 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي فُلَيْحٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ 3722 - صحيح لغيره، وهذا إسناده حسن في الشواهد. قررة بن عبد الرحمن حديثه حسن في الشواهد، وقد روى له مسلم مقروناً. وآخره أحمد (11760)، وابن حبان (5315)، وتمام الرازي في "لوائده" (1011)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (6019) من طريق عبد الله بن وهب، بهذا الإسناد وأخرج له الهيثم بن عمار في الشرايع، والترمذي (11203)، وابن الترمذي (1996) 3723 - إسناده صحيح، ابن أبي ليلى: هو عبد الرحمن، والحكم: هو ابن عتبة، وحفص بن عمر: هو الحوضي أبو عمر. وآخره البخاري (5426)، ومسلم (2067)، وبن ماجة (3414) و (3590)، والترمذي (1986)، والنسائي (5301) من طريق عبد الرحمن بن أبي بدي، وآخره مسلم (2067)، والنسائي (5301) من طريق عبد الله بن عكيم، عن حذيفة بن اليمان. وهو في "مسند أحمد" (23269)، و"صحيح ابن حبان" (5339) و (5343).

جابر بن عبد اللہ قال: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَرَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فِي شَيْءٍ، وَإِلَّا كَرَعْنَا قَالَ: بَلْ عِنْدِي مَاءٌ بَاتَ فِي شَيْءٍ

① حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اور آپ کے ایک صحابی، ایک انصاری کے پاس گئے، وہ اس وقت اپنے باغ میں پانی لگا رہا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارے پاس کوئی ایسا پانی ہو، جو رات سے مشکیزے میں موجود ہو، تو ٹھیک ہے ورنہ (ہم بتے ہوئے پانی میں) سے پی لیتے ہیں، تو اس نے عرض کی: جی ہاں! میرے پاس ایسا پانی ہے، جو رات سے مشکیزے میں ہے۔

بَابُ فِي السَّاقِي مَتَى يَشْرَبُ؟

باب: پلانے والا خود کب پیئے گا؟

3725 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي الْمُخْتَارِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شَرْبًا
① حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "لوگوں کو پلانے والا سب سے آخر میں خود پیئے گا"

3726 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِلَتَيْنِ قَدْ شَبِبَ بَمَاءٍ وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَاجِيٌّ، وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ، فَشَرِبَ، ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَاجِيَّ وَقَالَ: الْإِيْمَنُ فَالْإِيْمَنُ

① حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے پاس دودھ لایا گیا، جس میں پانی ملا یا گیا تھا، نبی اکرم ﷺ کے دائیں طرف ایک دیہاتی بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، نبی اکرم ﷺ نے پہلے 3724 - إسناده حسن، فليح - وهو ابن سليمان - احتج البخاري بحديثه هذا وفيه كلام يزيله عن رتبة الصحيح، فهو حسن الحديث لا سيما ما انفق له البخاري. وأخرجه البخاري (5613)، وابن ماجه (3432) من طريق فليح بن سليمان، به. وهو في "مسند أحمد" (14519)، و"صحيح ابن حبان" (5314).

3725 - إسناده صحيح. أبو المختار - واسمه سليمان بن أبي حبيب، وقيل: سليمان ابن المختار - وثقه ابن معين، وقال أبو حاتم الرازي: صدوق، نقله عنه ابن أبي حاتم في "الجرح والتعديل" 220 / 4، وذكره ابن حبان في "الوفات" وقال المنذري في "مختصر السنن": "رجال إسناده ثقات، وقد فاتهم الحافظ المزي في "تهذيب الكمال" نقل ابن أبي حاتم، وفاتهم كذلك الحافظ ابن حجر. وفاتهم نحن أيضاً فضعفنا الحديث في "مسند أحمد" (19121) فاستدرك من هنا. وأخرجه ابن أبي شيبة 231 / 8، وأحمد بن حنبل (19121)، وعبد بن حميد (528) وبحشل في "تاريخ واسط" ص 44، وأبو يعلى في "مسنده" كما في "إتحاف الخيرة" (5022)، والبيهقي في "السنن" 286 / 7، وفي "الشعب" (6036)، وفي "الأدب" (554)، والمزي في "تهذيب الكمال" في ترجمة أبي المختار، من طرق عن شعبة، به.

اسے لیا، پھر دیہالی کو دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: دائیں طرف والے کا حق پہلے ہوتا ہے۔

3721- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِي عَصَامٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ لَلْأَلَا، وَقَالَ: هُوَ الْهَلَاءُ وَأَمْرًا، وَالْهَرَاءُ
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب کچھ پیتے تھے، تو درمیان میں تین دفعہ سانس لیتے تھے، آپ ﷺ یہ فرماتے تھے: اس طرح پیاس بجھتی ہے، ہضم ہوتا ہے اور تندرستی کا باعث ہوتا ہے۔

بَابُ فِي التَّنْفِيسِ فِي الشَّرَابِ وَالتَّنْفِيسِ فِيهِ

باب: مشروب میں پھونک مارنا اور اس میں سانس لینا

3728- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: تَمَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْإِلَاءِ، أَوْ يُنْفَخَ فِيهِ
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے، کہ برتن میں سانس لیا جائے، یا اس میں پھونک ماری جائے۔

3729- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُشَيْرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي فَلَزَلْ عَلَيْهِ فَقَدَّمَهُ إِلَيْهِ طَعَامًا فَذَكَرَ حَيْسًا أَتَاهُ بِهِ، ثُمَّ
3726- اسنادہ صحیح، وهو فی "الموطأ" 926 / 2، ومن طريقه أخرجه البخاری (5619)، ومسلم (2029)، وابن ماجه (3425)، والترمذی (2002)، وأخرجه البخاری (2352) و (5612)، ومسلم (2029)، والنسائی فی "الکبزی" (6832) و (6833) من طریق ابن الزهري، به، وأخرجه البخاری (2571)، ومسلم (2029) من طریق أبي طوالة عبد الله بن عبد الرحمن، عن أنس بن مالك
3727- حديث صحيح، وهذا اسناد حسن من أجل أبي عصام - وهو البصري - وهو غير محالدين غيبة المعنى الضعيف الراوى عن أنس أيضا، وهو متبع، هشام: هو ابن أبي عبد الله الدسوقي، وأخرجه مسلم (2028)، والترمذی (1992)، والنسائی فی "الکبزی" (6861) من طریق عبد الوارث بن سعيد، ومسلم (2028)، والنسائی (6860) من طریق هشام الدسوقي، كلاهما عن أبي عصام، به، وأخرجه البخاری (5631)، ومسلم (2028)، وابن ماجه (3416)، والنسائی (6857) و (6858) من طریق لحامة بن عبد الله بن أنس، عن أنس، وهو فی "مسند أحمد" (12133) و (12186)، و "صحيح ابن حبان" (5329) و (5330).
3728- اسنادہ صحیح، عبد الکریم: هو ابن مالک الجزری، ابن عیینة: هو سفیان. وأخرجه ابن ماجه (3429)، والترمذی (1997) من طریق سفیان بن عیینة، بهذا الاسناد. وقال الترمذی: حديث حسن صحيح. والتصر ابن ماجه علی ذکر النفخ فی الإلء. وأخرجه ابن ماجه (3288) من طریق شریک بن عبد الله السعفی، عن عبد الکریم الجزری، به بلفظ: لم یکن رسول الله ﷺ ینفخ فی طعام ولا شراب ولا یتنفس فی الإلء. وشریک بن سبیء الحفظ. وأخرجه ابن ماجه (3428) من طریق محالد الحذاء، عن عکرمة، به بلفظ: یهی رسول الله ﷺ ینفخ فی الإلء. وهو فی "مسند أحمد" (1907)، و "صحيح ابن حبان" (5316).

3729- اسنادہ صحیح، وأخرجه مسلم (2042)، والترمذی (3893)، والنسائی فی "الکبزی" (15051) و (10552) من طریق عن شعبة، به، وأخرجه النسائی (10050) من طریق یحیی بن حماد، عن شعبة، عن یزید بن حمیر، عن عبد الله بن یس، عن أبيه. فراد فی الاسناد بسرا وجهه من مسنده، وأخرجه بنحوه النسائی (6730) من طریق صفوان بن عمرو، و (6873)

أَنَّهُ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ فَنَآوَلَ مَنْ عَلَى يَمِينِهِ. وَأَكَلَ ثَمَرًا فَجَعَلَ يُلْقِي النَّوَى عَلَى ظَهْرِ أَصْبَعِيهِ السَّبَابَةِ
وَالْوَسْطَى فَلَمَّا قَامَ قَامَ ابْنِي فَأَخَذَ بِلِجَامِهِ دَابَّتِهِ فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ لِي. فَقَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَا رَزَقْتَهُمْ
وَاعْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ

ترجمہ: عبد اللہ بن بسر جن کا تعلق بنو سلیم سے ہے، وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کے ہاں تشریف لائے
انہوں نے وہاں پڑاؤ کیا، میرے والد نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا، راوی بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں جیس پیش کیا تھا، پھر وہ مشروب لے کر آئے، جسے آپ نے نوش فرمایا، پھر آپ نے اسے اپنے دائیں طرف دے
دیا، آپ کھجوریں کھاتے ہوئے گھنٹی اپنی شہادت کی انگلی اور ساتھ دالی انگلی کی پشت پر رکھتے تھے، جب آپ وہاں سے
اٹھے تو میرے والد نے اٹھ کر آپ کی سواری کی لگام کو پکڑا اور گزارش کی: آپ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے، تو نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

"اے اللہ! تو نے انہیں جو رزق عطا کیا ہے، اس میں ان کے لیے برکت دے اور ان کی مغفرت کر دے اور ان پر رحم کر۔"

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا شَرِبَ اللَّبَنَ

باب: جب آدمی دودھ پیئے، تو کیا پڑھے؟

3730 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ. حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ. ح. وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ. حَدَّثَنَا حَمَّادٌ

يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَزْمَلَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ فَدَخَلَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَجَاءُوا بِصَبْيَيْنِ مَشْوِيَيْنِ عَلَى ثَمَامَتَيْنِ، فَتَهَرَّقَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَالِدٌ: إِحَالُكَ تَقْدُرُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ أَجَلُ ثُمَّ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلْتُمْ أَحَدُكُمْ طَعَامًا
فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ. وَإِذَا سَقَى لَبَنًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ. وَزِدْنَا
مِنْهُ. فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزَى مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَّا اللَّبَنُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا لَفْظُ مُسَدَّدٍ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں موجود تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں
تشریف لائے آپ کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی تھے، لوگ بھی ہوئی گوہ لے کر آئے، جو دو لکڑیوں پر رکھی ہوئی تھیں، نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوک پھینکا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرا خیال ہے آپ اسے ناپسند کرتے ہیں،
3730 - حسن. وهذا إسناد ضعيف لضعف علي بن زيد - وهو ابن جده عن - وجهالة عمر بن حزملة. وأخرجه الترمذي (3758). والبيهقي في
الکبری (10045) من طريق إسماعيل ابن غلبه، عن علي بن زيد، به. وأخرجه بنحوه مفتصر أعلی ذکر الدعاء عند شرب اللبن ابن ماجة

نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: جی ہاں، پھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں دودھ لایا گیا، تو آپ نے اسے پی لیا، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص کچھ کھائے، تو یہ پڑھے:

”اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت کر دے اور ہمیں اس سے بہتر کھانا کھلا“

اور جب کسی کو دودھ پلایا جائے تو اسے یہ دعا کرنی چاہیے:

”اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت کر دے اور ہمیں یہ مزید عطا فرما“

کیونکہ کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے، جو کھانے اور پینے کی جگہ کافی ہو، صرف دودھ کی یہ خصوصیت ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: روایت کے یہ الفاظ مسدود کے نقل کردہ ہیں۔

بَابُ فِي إِيكَاءِ الْأَنِیَّةِ

باب: برتن کو ڈھانپ کر رکھنا

3731- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَعْلِقْ بَابَكَ وَادْكُرِ اسْمَ اللَّهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا، وَأَطْفِ مِضْبَاكَ

وَادْكُرِ اسْمَ اللَّهِ، وَتَحْمِزِ إِنَاءَكَ وَلَوْ يَغُودُ تَعْرِضُهُ عَلَيْهِ وَادْكُرِ اسْمَ اللَّهِ، وَأَوَّلُكَ سِقَاءَكَ وَادْكُرِ اسْمَ اللَّهِ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”(رات کے وقت) اپنے گھر کا دروازہ بند کر دو اور اس پر اللہ کا نام لو، کیونکہ شیطان کسی بند دروازے کو نہیں کھولتا اور

اللہ کا نام لے کر اپنے چراغ کو بجھا دو، اور اللہ کا نام لے کر اپنے برتن کو ڈھانپ دو، خواہ اس پر کوئی نلکڑی رکھ دو، اور اللہ

کا نام لے کر اپنے مشکیزے کا منہ بند کر دو۔“

3732- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِهَذَا الْخَبَرِ، وَلَيْسَ بِكَمَامِهِ، قَالَ: فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا غَلَقًا، وَلَا يَحُلُّ

وِكَاءً، وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً، وَإِنَّ الْفَوْبِ سِقَةَ تُضَرُّ عَلَى النَّاسِ بَيْنَهُمْ أَوْ بَيْنَهُمْ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم یہ مکمل نہیں ہے،

3731- إسناده صحيح. عطاء: هو ابن أبي رباح، وابن جريج: هو عبد الملك بن عبد العزيز المكي، ويحيى: هو ابن سعيد القطان. وأخرجه

بحري (3280) و (3304)، ومسلم (2012)، والنسائي في "الكبرى" (10513) و (10514) من طريق ابن جريج، به، ولم يذكر

البحري في روايته الثانية إطفاء المصباح ولا تخمير الإناء ولا إيكاء السقاء. وهو في "مسند أحمد" (14434)، و"صحيح ابن حبان" (1272) وأخرجه

مفتصر أعلی ذکر الأمر بإغلاق الباب البخاري (3304)، ومسلم (2012)، والنسائي في "الكبرى" (10514)

3732- إسناده صحيح، فقد روى هذا الحديث عن أبي الزبير - وهو محمد بن مسلم ابن تديس المكي - الليث بن سعد - وهو محمد بن مسلم -

وليث قد روى عنه ثابت لديه أنه سمعه من جابر. وأخرجه مسلم (2012)، وابن ماجه (3410)، والترمذي (1915) من طرق عن أبي

الزبير، عن جابر وهو في "مسند أحمد" (14228)، و"صحيح ابن حبان" (1273).

اس میں یہ الفاظ ہیں:

”کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھولتا، بند منہ والا مشکیزہ نہیں کھولتا اور برتن پر رکھی ہوئی چیز نہیں ہٹاتا اور چوہا بعض اوقات لوگوں کے گھر کو ہلا دیتا ہے۔“

3733 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَفُضَيْلُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الشُّكْرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ شَنْظِيرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، رَفَعَهُ قَالَ: وَاکْهْتُوا صَبِيَّانَكُمْ عِنْدَ الْعِشَاءِ - وَقَالَ مُسَدَّدٌ: عِنْدَ الْمَسَاءِ - فَإِنَّ لِلْجِنِّ انْتِشَارًا وَخَطْفَةً

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں: (نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:)

”عشاء کے وقت (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) شام کے وقت، اپنے بچوں کو گھروں میں بند رکھو، کیونکہ اس وقت میں جنات پھیل جاتے ہیں اور اچک لیتے ہیں۔“

3734 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَسْقَى، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَلَا نَسْقِيكَ نَبِيذًا؟ قَالَ: بَلَى قَالَ: فَمَرَجَ الرَّجُلُ يَشْتَدُّ لِحَاءَهُ بِقَدَحٍ فِيهِ نَبِيذٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا تَحْزَنُتُهُ وَلَوْ أَنَّ تَعْرِضَ عَلَيْهِ عُوْدًا

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ الْأَعْمَشِيُّ: تَعْرِضُهُ عَلَيْهِ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے پانی طلب کیا تو ایک صاحب نے عرض کی: کیا ہم آپ کو نبیذ نہ پلائیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے، راوی بیان کرتے ہیں: تو وہ شخص ایک پیالہ لے کر آیا، جس میں نبیذ موجود تھی، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے اسے ڈھانپ کیوں نہیں دیا، خواہ اس پر کوئی لکڑی رکھ دیتے۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں نامی راوی نے ایک لفظ مختلف نقل کیا ہے۔

3735 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفَّيْسِيُّ، وَفَتْيَبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا

3733 - وأخرجه البخاری (3316)، والترمذی (3068) من طریق حماد بن زید، بهذا الإسناد. ولم يذكر الترمذی فی روايته إمساک الصنان عند العشاء. وأخرجه البخاری (3280) و (3304)، ومسلم (2012) من طریق ابن جریج، عن عطاء بن أبي رباح، والبخاری (3304)، ومسلم (2012) من طریق ابن جریج، عن عمرو بن دينار، كلاهما عن جابر. وهو فی "مسند أحمد" (14898) و (15167)، و "صحيح ابن حبان" (1276)

3734 - إسناده صحيح، لكن وقع فی رواية أبي معاوية هذه وهم، فقال فيه: ألا نسقيك نبیذا؟ ورواية الجمهور عن الأعمش فيها ذكر اللبن بدل البیذ، وبعضه رواية الجمهور حدیث أبي الزبیر عن جابر عند أحمد (14137) و (23608)، والنسائی فی "الکبری" (6599)، وأخرجه مسلم (2011) من طریق أبي معاوية، بهذا الإسناد. وأخرجه البخاری (5605)، ومسلم (2011) من طریق جریر بن عبد الحمید، والبخاری (5606)

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسْتَعَذَّبُ لَهُ الْمَاءُ مِنْ بُيُوتِ السُّقْيَا، قَالَ قُتَيْبَةُ: هِيَ عَيْنٌ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْمَدِينَةِ يَوْمَانِ
 واور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں پانی نبی اکرم ﷺ کے لیے سقیا کے گھروں سے لایا جاتا تھا۔
 قتیہ کہتے ہیں: یہ ایک چشمے کا نام ہے، جو مدینہ منورہ سے دو دن کی مسافت پر ہے۔

3735- اسنادہ جيد كما قال الحافظ في "الفتح" 740 / 10، عبد العزيز بن محمد - وهو الدراوردي - فيه كلام يحطه عن زينة الصحيح، وأخرجه ابن سعد في "الطبقات" 494 / 1 و 506، وابن راهويه (841) و (905) و (1734)، وأحمد (24693) و (24770)، وعمر بن شبة في "تاريخ المدينة" 158 / 1، وأبو يعلى (4613)، وابن حبان (5332)، وأبو الشيخ في "أحلاق النبي - صلى الله عليه وسلم" - ص 227، والحاكم 138 / 4، وأبو نعيم في "أخبار أصبهان" 125 / 2، والبيهقي في "شعب الإيمان" (6032)، والخطيب في "تاريخ بغداد" 130 / 3، والهي في "شرح السنة" (3049)، وابن عساكر في "تاريخ دمشق" 248 - 247 / 4 من طرق عن عبد العزيز بن محمد الدراوردي، بهذا الإسناد.

کتاب الاطعمه

کتاب: کھانے سے متعلق روایات

باب ما جاء في اجابة الدعوة

باب: دعوت قبول کرنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

3736 - حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جب کسی شخص کو ویسے کی دعوت دی جائے، تو وہ اس میں شریک ہو“

دعوت ولیمہ کا بیان

ولیمہ اس کھانے کو کہتے ہیں جو نکاح میں کھلایا جاتا ہے اور چونکہ ولیمہ مشتق ہے التیام سے جس کے معنی اجتماع کے ہیں اس لئے اس کھانے کو ولیمہ اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ اجتماع زوجین کی تقریب میں کھلایا جاتا ہے۔ ولیمہ کی شرعی حیثیت اور اس کا وقت اکثر علماء کے قول کے مطابق ولیمہ مسنون ہے جب کہ بعض علماء اسے مستحب کہتے ہیں اور بعض حضرات کے نزدیک یہ واجب ہے اسی طرح ولیمہ کے وقت کے بارے میں بھی اختلافی اقوال ہیں۔ بعض علماء تو یہ فرماتے ہیں کہ ولیمہ کا اصل وقت دخول یعنی شب زفاف کے بعد ہے بعض حضرات کا یہ قول ہے کہ ولیمہ عقد نکاح کے وقت کھلانا چاہئے۔

اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ عقد نکاح کے وقت بھی کھلانا چاہئے اور دخول کے بعد بھی۔ دو دن سے زیادہ وقت تک ولیمہ کھلانے کے بارے میں بھی علماء کے مختلف قول ہیں ایک طبقہ تو اسے مکروہ کہتا ہے یعنی علماء کے اس طبقہ کے نزدیک زیادہ سے زیادہ دو دن تک کھلایا جاسکتا ہے اس سے زیادہ وقت تک کھلانا مکروہ ہے حضرت امام مالک کے ہاں ایک ہفتہ تک کھلانا مستحب ہے لیکن اس سلسلہ میں زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اس کا انحصار خاوند کی حیثیت و استطاعت پر ہے اگر وہ صرف ایک ہی وقت پر اکتفا کرے اور اگر کئی دن اور کئی وقت تک کھلانے کی استطاعت رکھتا ہے تو کئی دن اور کئی وقت تک کھلا سکتا ہے۔ ضیافت کی قسمیں: مجمع الہمار میں لکھا ہے کہ ضیافت یعنی دعوت کی آٹھ قسمیں ہیں (ولیمہ) (خس، اعذار، دگیر، تفریح، وضمیمہ، عقیقہ، ہادیہ: چنانچہ ولیمہ اس دعوت کو کہتے

3736 - إسناده صحيح. القعنبي: هو عبد الله بن مسلمة بن قعنب. وهو في "الموطأ" 546/2، ومن طريقه أخرجه البخاري (5173)، ومسلم (1429)، والسناني في "الكبرى" (6573). وأخرجه البخاري (5179)، ومسلم (1429) من طريق موسى بن عقبة، ومسلم (1429). والترمذي (1123) من طريق إسماعيل بن أمية، ومسلم (1429) من طريق عمر بن محمد.

ہیں جو شادی بیاہ کے موقعہ پر کی جائے۔

خس اس دعوت کو کہتے ہیں کہ جو بچہ کی پیدائش کی خوشی میں کی جائے اعزاز اس دعوت کو کہتے ہیں جو ختنہ کی تقریب میں کی جائے وکیرہ اس دعوت کو کہتے ہیں جو مکان بننے کی خوشی میں کی جائے تہنیت اس دعوت کو کہتے ہیں جو مسافر کے آنے کی تقریب میں کی جائے عقیقہ اس دعوت کو کہتے ہیں جو بچہ کا نام رکھنے کی تقریب میں کی جائے اور مادہ ہر اس دعوت کو کہتے ہیں جو بلا کسی خاص تقریب کے کی جائے ضیافت کی یہ تمام قسمیں مستحب ہیں البتہ ولیمہ کے بارے میں بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ دعوت واجب ہے۔

3737 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِمَّنَّا مَنْ إِذَا فَيَّانَ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيُطْعَمْ، وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُذْغْ ﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:

”اگر اس نے روزہ نہ رکھا ہو، تو کھانا کھالے اور اگر روزہ رکھا ہو، تو (میزبان) کے لیے دعا کر دے“

3738 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُجِبْ عِزًّا كَانَ أَوْ نُحْوَةً ﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب کوئی شخص اپنے کسی بھائی کو کوئی دعوت دے، تو اسے (یعنی دوسرے شخص) کو دعوت قبول کر لینی چاہیے خواہ وہ شادی کی دعوت ہو، یا اس کی مانند کوئی اور ہو“

3739 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، بِإِسْنَادِ أَيُّوبَ وَمَعْنَاهُ ﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

3740 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ دُعِيَ فَلْيُجِبْ، فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ ﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

3737- إسناده صحيح. أبو أسامة: هو حماد بن أسامة، وغيد الله: هو ابن عمر العنبري. وأخرجه مسلم (1429) من طريق خالد بن الحارث، ومسلم (1429)، وابن ماجه (1914)

3738- إسناده صحيح. الحسن بن علي: هو الخلال الخلواني. وهو في "مصنف عبد الرزاق" (19666)، ومن طريقه أخرجه مسلم (1429). وأخرجه مسلم (1429) من طريق حماد بن زيد، عن أيوب، به بلفظ "اتوا الدعوة إذا دعيت". وهو في "مسند أحمد" (5367)، و"صحيح ابن حبان" (5289).

3740- إسناده صحيح. أبو الزبير - وهو محمد بن مسلم بن تليزس المكي - قد صرح بسماحه من جابر عند الطحاوي في "شرح مشكل الآثار" (3030). وأخرجه مسلم (1430)، والنسائي في "الكبرى" (6575) من طريق سفیان الثوري، ومسلم (1430)، وابن ماجه (1751)

”جس شخص کو دعوت دی جائے، اسے قبول کرنی چاہیے، اگر وہ چاہے تو کھانا کھالے، اگر چاہے تو نہ کھائے“

3741- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا دُرُسْتُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِيَانَ بْنِ طَارِقٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَمَنْ دَخَلَ عَلَى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغِيرًا
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبِيَانَ بْنُ طَارِقٍ مَجْهُولٌ

محدث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جس شخص کو دعوت دی جائے اور وہ اس کو قبول نہ کرے، تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی، تو جو شخص دعوت کے بغیر چلا جائے، تو وہ چور کے طور پر داخل ہوا اور لٹیرے کے طور پر باہر نکلا“
امام ابوداؤد بسند میں فرماتے ہیں: ابیان بن طارق نامی راوی مجہول ہے۔

3742- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ، يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِينُ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ

محدث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”سب سے برا کھانا ولیمہ کا کھانا ہے، جس میں خوشحال لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔“

دعوت کو قبول کرنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر و راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو شادی کے کھانے پر بلایا جائے تو اسے جانا چاہئے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ دعوت قبول کرنی چاہئے خواہ وہ ولیمہ کی دعوت ہو یا اسی قسم کی کوئی اور دعوت۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 418)

3741- وأخرجه البراد (1245 كشف الاستار)، والعليلي في "الصفاء" 161/ 2، وابن حبان في "المعجم" 294/ 1، وابن عدي في "الكامل" في ترجمة أبان بن طارق 381/ 1 وفي ترجمة دزست 968/ 3، والقضاعي في "مسند الشهاب" (527) و (528) و (529)، والبيهقي في "السنن الكبرى" 68/ 7 و 265، وفي "شعب الإيمان" (9647) و (9648)، وفي "الأدب" (568)، وابن الجوزي في "العلل المتناهية" (871)، والمزي في "لأتهذيب الكمال" في ترجمة دزست بن زياد 485/ 8 من طريق فزست بن زياد، وابن عدي 1/ 380، ومن طريقه ابن الجوزي في "العلل المتناهية" (870) من طريق خالد بن العارث، كلاهما عن أبان بن طارق، به.

3742- وهو في "موطأ مالك" 546/ 2، ومن طريقه أخرجه البخاري (5177)، ومسلم (1432)، وأخرجه مسلم (1432)، وابن ماجه (1913) من طريق سفیان بن عیینة، ومسلم (1432) من طريق معمر، ثلاثهم (مالك وابن عیینة ومعمر) عن ابن شهاب الزهري، به. وأخرجه مسلم (1432) من طريق سفیان بن عیینة، عن أبي الزناد، عن الأعرج، به. وأخرجه أيضاً (1432) من طريق سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة، وأخرجه (1432) من طريق ثابت الأعرج، عن أبي هريرة، عن النبي -صلى الله عليه وسلم- طرفه! وهو في "مسند أحمد" (7279)، و "صحيح ابن حبان" (5304) و (5305)

یا اسی قسم کی کوئی اور دعوت سے ختنہ و عقیقہ وغیرہ کی دعوت مراد ہے اس سے معلوم ہوا کہ ان روایتوں میں ولیمہ سے مراد وہی کھانا ہے جو شادی بیاہ کے موقع پر کھلایا جائے۔ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ شادی بیاہ کے کھانے کی دعوت قبول کرنا واجب ہے اگر کوئی شخص بلا کسی عذر کے دعوت قبول نہ کرے تو وہ گنہگار ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: جس شخص نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی۔ اور بعض علماء کا قول یہ ہے کہ واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے لیکن یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ قبول کرنے سے مراد دعوت میں جانا یعنی اگر کسی شخص کو شادی میں بلایا جائے تو اس کے لئے اس دعوت میں جانا بعض علماء کے نزدیک واجب ہے۔

اور بعض علماء کے نزدیک مستحب ہے اب رہی یہ بات کہ کھانے میں شریک ہونے کی تو اس کے بارے میں متفقہ طور پر مسئلہ یہ ہے کہ اگر روزے سے نہ ہو تو کھانے میں شریک ہونا مستحب ہے شادی کے کھانے کی دعوت کے علاوہ دوسری دعوتوں کا قبول کرنا مستحب ہے۔ طیبی اور ابن ملک نے یہ بھی لکھا ہے کہ دعوت قبول کرنے کا وجوب یا استحباب بعض صورتوں میں ساقط ہو جاتا ہے یہ شبہ ہونا کہ دعوت میں جو کھانا کھلایا جائے گا وہ حلال مال کا نہیں ہوگا یا اس دعوت میں مالداروں کی تنصیف ہو یا اس دعوت میں کوئی ایسا شخص شریک ہو جس سے یا تو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو یا وہ اس قابل نہ ہو کہ اس کے ساتھ کہیں بیٹھا جائے ان صورتوں میں اگر کوئی شخص دعوت قبول نہ کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اسی طرح اگر کسی شخص کو دعوت میں محض اس لئے بلایا جائے کہ اس کی خوشنودی مزاج حاصل ہو جائے اور اس سے کوئی نقصان نہ پہنچے یا اس کی ذات و جاہ سے کوئی دنیاوی غرض پوری ہوئے تو ایسی دعوت کو قبول نہ کرنا ہی اولیٰ ہے یا ایسے ہی اگر کچھ لوگ کسی شخص کو اس مقصد کے لئے دعوت میں بلائیں کہ وہ ان لوگوں کے باطل ارادوں یا غیر شرعی کاموں میں مدد کرے یا کسی دعوت میں ممنوع چیزیں جیسے شراب وغیرہ موجود ہو یا وہاں ناچ گانے یا غیر شرعی تفریحات کی چیزیں ہوں یا جس جگہ دعوت ہو وہاں حریر وغیرہ کا فرش بچھا ہو تو ایسی دعوت میں شریک نہ ہونا چاہئے۔

یہ بات مد نظر رہنی چاہئے کہ آجکل کی مجالس مذکورہ بالا چیزوں سے خالی نہیں ہوتیں اگر سب چیزیں نہیں ہوتیں تو ان میں بعض چیزیں اکثر مجلسوں میں پائی جاتی ہیں اس لئے صوفیاء کا قول ہے کہ عزلت گوشہ نشینی (حلال ہو گئی ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ آجکل گوشہ نشینی واجب ہو گئی ہے لہذا جو شخص احتیاط کے پیش نظر گوشہ نشینی اختیار کرنا چاہے اور کسی بھی مجلس یا دعوت میں شریک ہونا مناسب نہ سمجھتا ہو تو اس کے لئے گوشہ نشینی ہی بہتر ہے۔

اور حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو شادی بیاہ اسی رسم کی کسی اور تقریب کے (کھانے پر بلایا جائے تو اسے چاہئے کہ وہ دعوت قبول کر لے یعنی دعوت میں چلا جائے پھر وہاں جا کر اس کی مرضی پر موقوف ہو گا کہ چاہے تو کھائے چاہے تو نہ کھائے۔ (مسلم)

اس حدیث سے بھی یہ معلوم ہوا کہ دعوت قبول کرنے کا مطلب داعی کے یہاں جانا ہے اور یہ واجب یا سنت ہے ہاں دعوت سے کھانے میں شریک ہونا سنت ہے بشرطیکہ روزہ سے نہ ہو۔ ابن ملک فرماتے ہیں کہ ارشاد گرامی میں دعوت کو قبول کا جو حکم دیا گیا

ہے وہ بطریق وجوب ہے لیکن اس کا تعلق اس شخص سے ہے جس کو کوئی عذر لاحق نہ ہو اگر کوئی شخص معذور ہو مثلاً دعوت کی جگہ اتنی دور ہے کہ وہاں جانا تکلیف و مشقت برداشت کرنے کا مرادف ہے تو اس صورت میں اس دعوت کو قبول نہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بَابُ فِي اسْتِحْبَابِ الْوَلِيْمَةِ عِنْدَ النِّكَاحِ

باب: نکاح کے لیے ولیمے کا مستحب ہونا

3743 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: ذُكِرَ تَزْوِيجُ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَمَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا أَوْلَمَ بِشَاةٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ایک مرتبہ ان کے سامنے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی شادی کا ذکر ہوا، تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اپنی ازواج میں سے، کسی بھی زوجہ محترمہ کے ساتھ شادی کے بعد، ایسا ولیمہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا، جیسا آپ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کے بعد کیا تھا، آپ نے اس میں ایک (بکری ذبح کر کے دعوت کی تھی)

3744 - حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا وَائِلُ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ أَبِيهِ، بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، عَنِ الزَّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْلَمَ عَلَى صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي وَثَّابٍ وَثُمَّرٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ولیمے میں ستوا اور کھجور کھلائے تھے۔

شرح

حضرت صفیہ حبی بنی بنی اخطب کی بیٹی تھیں جو خیبر میں آباد قبیلہ بنو قریظہ و بنو نضیر کے سردار تھے جب خیبر کے یہودیوں سے مسلمانوں کی جنگ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح عطا کی تو صفیہ بھی ہاتھ لگیں اور بطور لونڈی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں آئیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزادی کے خلعت سے نوازا اور پھر اپنی زوجیت میں لے کر انہیں دین و دنیا کی سب سے بڑی سعادت سے سرفراز کیا۔ اس مسئلہ میں اہل علم کے اختلافی اقوال ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرے اور اس کی آزادی ہی کو اس کا مہر قرار دے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ چنانچہ صحابہ کی ایک جماعت اور بعض علماء اس حدیث کے ظاہری مفہوم کے پیش نظر اس کے جواز کے قائل ہیں جب کہ صحابہ اور علماء کی ایک جماعت نے اسے جائز نہیں کہا ہے اور حنفیہ کا بھی یہی مسلک ہے ان کی طرف سے اس حدیث کی یہ تاویل کی جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

3743- إسناده صحيح. حماد: هو ابن زيد، وثابت: ابن أسلم البتاني. وأخرجه البخاري (5168)، ومسلم (1428)، وابن ماجة (1908)، والسنائي في "الكبرى" (6567) من طريق حماد بن زيد، به. وأخرجه ضمن قصة زواجه - صلى الله عليه وسلم - يزيد مسلم - (1428) من طريق سليمان بن المغيرة، عن ثابت، به.

سے حضرت منیہ کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا جانا ایک استثنائی صورت ہے جو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ مختص ہے لہذا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے تھا اور کسی کو جائز نہیں ہے۔

شرح ہدایہ میں لکھا ہے اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کو آزاد کرے اور اس کی آزادی کو مہر قرار دے بایں طور کہ اس سے یہ کہے کہ میں نے تجھ کو اس شرط پر آزاد کیا کہ تو مجھ سے آزادی کے عوض نکاح کر لے اور پھر اس لونڈی نے اسے قبول کر لیا تو یہ آزاد کرنا صحیح ہو جائے گا یعنی وہ آزاد ہو جائیگی البتہ نکاح کے معاملے میں وہ خود مختار ہوگی یہاں تک کہ اگر اس نے اس شخص سے نکاح کر لیا تو اس کے لئے اس کا مہر مثل واجب ہوگا۔ عیس ایک کھانے کا نام ہے جو طوے کی قسم کا ہوتا ہے اور مجبور بھی اور اقط سے بنتا ہے اقط کہ جس کا دوسرا نام قروط ہے نیز کی طرح ہوتا ہے اور وہی سے بنایا جاتا ہے۔

بَابُ فِي كَمْ تُسْتَحَبُّ الْوَلِيَّةُ؟

باب: ولیمہ کتنے دنوں تک مستحب ہے؟

3745- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ الثَّقَفِيِّ، عَنْ - رَجُلٍ أَعْوَرَ مِنْ ثَقِيفٍ كَانَ يُقَالُ لَهُ مَعْرُوفٌ أَيْ يُثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا إِنْ لَمْ يَكُنْ اسْمُهُ - زُهَيْرُ بْنُ عُثْمَانَ فَلَا أُخْرِى مَا اسْمُهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْوَلِيَّةُ أَوَّلُ يَوْمٍ حَقٍّ، وَالثَّانِي مَعْرُوفٌ، وَالْيَوْمَ الثَّالِثُ سُمْعَةٌ وَرِيَاءٌ قَالَ قَتَادَةُ: وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ دَعَى أَوَّلَ يَوْمٍ فَأَجَابَ، وَدَعَى الْيَوْمَ الثَّانِي فَأَجَابَ، وَدَعَى الْيَوْمَ الثَّالِثَ فَلَمْ يُجِبْ، وَقَالَ: أَهْلُ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ

عبد اللہ بن عثمان ثقیفی قبیلے سے تعلق رکھنے والے، کانے شخص کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

” (شادی کے بعد) پہلے دن ولیمہ کرنا حق ہے، دوسرے دن مناسب ہے اور تیسرے دن شہرت اور دکھاوا ہے۔“

قزادہ کہتے ہیں: ایک صاحب نے مجھے یہ بات بتائی کہ سعید بن مسیب کو پہلے دن دعوت دی جاتی، تو قبول کر لیتے، اگر دوسرے دن دعوت دی جاتی، تو قبول کر لیتے اور تیسرے دن دعوت دی جاتی، تو وہ قبول نہیں کرتے تھے وہ کہتے تھے: یہ شہرت اور دکھاوا کرنے والے لوگ ہیں۔

دعوت ولیمہ کتنے دن ہوتی ہے

حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے دن شادی کا کھانا کھانا حق ہے دوسرے دن کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا اپنے آپ کو سنانا ہے اور جو اپنے آپ کو سنانے کا خواہشمند ہوگا اللہ تعالیٰ اسے سنائے گا۔

مطلب یہ ہے کہ شادی بیاہ میں پہلے دن لوگوں کو کھانے پر بلانا اور لوگوں کا اس دعوت کو قبول کرنا سنت مؤکدہ ہے اور جنہوں نے ولیمہ کی دعوت کو واجب کہا ہے ان کے نزدیک حق سے مراد واجب ہے اور دوسرے دن کو مدعو کرنا مسنون و مستحب ہے اور دوسرے دن کے بعد جب تیسرے دن بھی کوئی مدعو کرے تو سمجھنا چاہئے کہ اب اس کی دعوت میں نام و نمود کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے یعنی اس نے تیسرے دن لوگوں کو کھانے پر اس لئے بلایا ہے تاکہ شہرت ہو جائے اور لوگ اس کی تعریف کریں اس کے بارے میں یہ تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ جو شخص اپنے نام و نمود کے تحت تیسرے دن بھی لوگوں کو کھانے پر بلائے گا اور خواہش مند ہوگا کہ اس کی سخاوت کی تعریف کریں تاکہ وہ اظہارِ فخر کر سکے تو ایسے شخص کو جان لینا چاہئے کہ میدانِ حشر میں اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں یہ اعلان کرائے گا کہ دیکھو یہ شخص جھوٹا اور مفتری ہے جس نے محض دکھانے سنانے کے لئے لوگوں کو کھانا کھلایا تھا چنانچہ وہ شخص تمام مخلوق اللہ کے سامنے سخت رسوا اور ذلیل ہوگا۔

طیعی کہتے ہیں کہ جس بندہ کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا کرے (مثلاً اس کا نکاح ہو جائے) تو اس پر لازم ہے کہ وہ شکر ادا کرے اور شکر یہ ہے کہ دعوت ولیمہ میں لوگوں کو بلا کر کھانا کھلائے اور یہ (یعنی شکر ادا کرنا مثلاً دعوت کرنا پہلے دن تو ضروری ہے اور) دوسرے دن مستحب ہے تاکہ پہلے دن اگر کوئی عیب ہوگئی ہو تو دوسرے دن ان کی عیالی ہو جائے اس لئے کہ سنت واجب کو مکمل کر دیتی ہے اور تیسرے دن دعوت کرنا بس دکھانے سنانے کے لئے ہے (یعنی تیسرے دن دعوت کرنے کا نہ صرف یہ کہ کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ نام و نمود کی وجہ سے آخرت کا نقصان ہی ہوتا ہے) اسی طرح جن لوگوں کی دعوت کی جائے ان کے بارے میں یہ مسئلہ ہے کہ پہلے دن کی دعوت قبول کرنا ان کے لئے واجب ہے دوسرے دن کی دعوت قبول کرنا مستحب ہے اور تیسرے دن کی دعوت قبول کرنا مکروہ بلکہ حرام ہے۔ اس حدیث سے مالکیہ کے اس مسلک کی صریح تردید ہوتی ہے کہ سات دن تک ولیمہ کی دعوت کرتے رہنا مستحب ہے۔

3746- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فَدُعِيَ الْيَوْمَ الثَّالِثُ فَلَمْ يُجِبْ، وَخَصَّصَ الرَّسُولُ

یہی روایت ایک اور سند کے ساتھ منقول ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

”اگر تیسرے دن انہیں بلایا جاتا تھا، تو وہ قبول نہیں کرتے تھے اور پیغام لانے والے کو نکر مارتے تھے“

بَابُ الْإِطْعَامِ عِنْدَ الْقُدُومِ مِنَ السَّفَرِ

باب: سفر سے واپسی پر کھانا کھانا

3747- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ دِنَارٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: لَنَا قَدِيمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، نَحْرُ جَزُورًا أَوْ بَقَرَةً

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ایک اونٹ (راوی و کب ہے شاید) ایک گائے ذبح کی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الضِّيَافَةِ

باب: مہمان نوازی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

3748 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي شَرِيحٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، جَائِزَتُهُ يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ، الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَتَّخِذَ عِنْدَهُ حَتَّى يُخْرِجَهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِءَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مَسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ أَخْبَرَكُمْ أَشْهَبُ قَالَ: وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ قَالَ: يُكْرِمُهُ وَيُحْفَظُهُ، يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ ضِيَافَةٌ

حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے مہمان کی عزت افزائی کرے، اہتمام کے ساتھ اس کی دعوت ایک دن اور ایک رات ہوگی اور عام مہمان نوازی تین دن ہوگی، اس کے بعد جو ہوگا وہ صدقہ ہوگا اور مہمان کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ میزبان کے پاس اتنا ٹھہرے کہ اسے حرج میں مبتلا کر دے“

امام مالک رحمہ اللہ سے نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا گیا:

”اہتمام کے ساتھ اس کی دعوت ایک دن ہوگی“

تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کی عزت افزائی کرے، اس کو تحفہ دے اور ایک دن تک اس کا خوب خیال رکھے، جب کہ عام مہمان نوازی تین دن تک ہوگی۔

3749 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَعْبُودٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ،

3748- إسناده صحيح. القعنبي: هو عبد الله بن فضالة بن فضال. وسعيد المقبري: هو ابن كيسان. وهو في "موطأ مالك" 2/ 929. وأخرجه البخاري (6019) و (6135)، ومسلم بإثر (1726)، وابن ماجه (3675)، والترمذي (2082) و (2083)، والسناني في "الكبرى" كما في "تحفة الأشراف" 9/ 224 من طرق عن سعيد المقبري، به. وأخرجه مسلم (48)، وابن ماجه (3672) من طريق يافع بن حبيب، عن أبي شريح الحزاعي. دون ذكر مدة الضيافة. وهو في "مسند أحمد" (16370) و (16371)

3749- حديث صحيح، وهذا إسناد حسن من أجل عاصم - وهو ابن أبي النجود - ولكنه متابع. حماد: هو ابن سلمة. وأخرجه أحمد (8645) من طريق حماد بن سلمة، بهذا الإسناد. وأخرجه ابن أبي شيبة 12/ 477، وأحمد (7873) و (9564)، والبخاري في "الأدب المفرد" (742)، والبيهقي 7/ 197 من طريق أبي سلمة بن عبد الرحمن، والطائلي (5260)، وابن راهويه (305)، والبخاري في "تاريخه" الكبير تعليقا 3/ 367، والبرار (1930 كشف الأستار) وأبو يعلى (6134) من طريق زياد بن أبي المغيرة، وأحمد (10628) من طريق محمد بن سيرين، وابن حبان (5284)، وأبو يعلى (6590) من طريق سعيد المقبري، وأبو يعلى (6218) من طريق أبي حازم، خمستهم عن أبي هريرة.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الضَّيْفَةُ ثَلَاثَةٌ الْآيَةُ: فَمَا يَسْوَى لِيكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ ﴿٢٨٢﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”میزبانی تین دن ہوتی ہے، جو اس کے علاوہ ہو، وہ صدقہ ہوگی“

3750 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَخَلْفُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ أَبِي كَرِيمَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْلَةُ الضَّيْفِ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أَضْبَحَ يَفْنَاهُ فَهُوَ عَلَيْهِ دَيْنٌ إِنْ شَاءَ اقْتَحَى وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ ﴿٢٨٣﴾ حضرت ابو کریمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”ایک رات کی مہمان لوازی ہر مسلمان پر لازم ہے، جو شخص اس کے محن میں اترتا ہے، تو یہ مہمان لوازی اس کے ذمہ قرض ہوتی ہے، اگر وہ چاہے، تو اس کو وصول کر لے، چاہے تو ترک کر دے“

3751 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوْدِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْمُهَاجِرِ، عَنْ الْيُقْدَامِ أَبِي كَرِيمَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَمَّا رَجُلٌ أَضَافَ قَوْمًا، فَأَضْبَحَ الضَّيْفَ عَمْرَوْمًا، فَإِنْ نَصَرَهُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، حَتَّى يَأْخُذَ بِقُرَى لَيْلَةٍ مِنْ رَزْعِهِ وَمَالِهِ ﴿٢٨٤﴾ حضرت مقدم ابو کریمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص کسی کا مہمان ہو، پھر وہ مہمان محروم رہے، تو اس کی مدد کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے، یہاں تک کہ وہ شخص اس کے کھیت اور بال میں سے، ایک رات کی خوراک حاصل کرے“

3752 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُزَيْدِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّهُ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَمَا يَقْرَؤُنَا، فَمَا تَرَى، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ كَرَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذِهِ حُجَّةٌ لِلرَّجُلِ يَأْخُذُ الشَّيْءَ إِذَا كَانَ لَهُ حَقُّهَا

3750-إساده صحيح. أبو كريمة: هو المقدم بن معدي كرب، وعامر: هو ابن شراحيل الشعبي، ومنصور: هو ابن المعتمر، وأبو عوانة: هو الوضاح بن عبد الله الشكري. وأخرجه ابن ماجه (3677) من طريق سفیان الثوري، عن منصور، به. وهو في "مسند أحمد" (17172).

3751-إساده ضعيف لجهالة سعيد بن أبي المهاجر - وقيل: ابن المهاجر. - وأخرجه الطيالسي (1149)، وأحمد (17178)، والدارمي (2037)، والحاكم 132/ 4، والبيهقي 197/ 9 و270/ 10، والمزي في "تهذيب الكمال" 83 - 82/ 11 من طرق عن شعبة، به. وأخرجه الطبراني في "الكبير" 20/ (665) من طريق أبي يحيى الكلابي، عن المقدم، وفي إساده أبو عمرو بن زيد بن سنان ضعيف الحديث.

3752-إساده صحيح. أبو الخير: هو مرثد بن عبد الله اليزلي، والليث: هو ابن سعد. وأخرجه البخاري (2461) و (6137)، ومسلم (1727)، وابن ماجه (3676) من طريق الليث بن سعد، بهذا الإسناد. وأخرجه بنحوه الترمذي (1679) من طريق ابن لهيعة، عن يزيد بن أبي حبيب، به. وهو في "مسند أحمد" (17345)، و"صحيح ابن حبان" (5288).

ابو داؤد، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ہمیں کہیں بھیجتے ہیں، ہم کسی جگہ پڑاؤ کرتے ہیں، تو وہاں کے لوگ ہماری مہمان نوازی نہیں کرتے، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: اگر تم کسی قوم کے پاس پڑاؤ کرتے ہو اور وہ تمہارے لیے اس بات کی ہدایت کرتے ہیں، جو مہمان کے لیے مناسب ہوتی ہے، تو تم اس کو قبول کر لو اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے، تو تم ان سے مہمان کا حق وصول کر لو، جو مہمان کے لائق ہوتا ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جب آدمی کا حق ہو، تو وہ اسے وصول کر سکتا ہے۔

بَابُ نَسْخِ الضَّيْفِ يَأْكُلُ مِنْ مَالِ غَيْرِهِ

باب: دوسرے کے مال میں سے کھانے کی ضیافت ہونے کا منسوخ ہونا

3753 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ تَزِيدِ النَّخَعِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: (لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ) (النساء: 29)، فَكَانَ الرَّجُلُ يَخْرُجُ أَنْ يَأْكُلَ عِنْدَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ مَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ، فَلَنْسَخَ ذَلِكَ الْآيَةَ الَّتِي فِي التَّوْرَةِ، قَالَ: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ (أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ) (النور: 61) إِلَى قَوْلِهِ (أَشْتَاتًا) (النور: 61) كَانَ الرَّجُلُ الْغَنِيُّ يَدْعُو الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِهِ إِلَى الطَّعَامِ، قَالَ: إِنِّي لَا جُنَاحَ أَنْ أَكُلَ مِنْهُ، وَالتَّجْنُّحُ: الْخُرُجُ وَيَقُولُ: الْمَسْكِينُ أَخِي يَوْمِي، فَأَجِلْ فِي ذَلِكَ أَنْ يَأْكُلُوا مَعَاذَ كِرَامِ اللَّهِ عَلَيْهِ، وَأَجِلْ طَعَامُ أَهْلِ الْكِتَابِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: (ارشاد باری تعالیٰ ہے:)

”اور آپس میں ایک دوسرے کے مال، باطل طور پر نہ کھاؤ، البتہ باہمی رضامندی کے ساتھ تجارت ہو، تو حکم مختلف ہو گا۔“

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس آیت کے نازل ہونے کے بعد، لوگوں نے اس بات میں حرج محسوس کیا کہ کسی شخص کے ہاں کچھ کھائیں، تو سورہ نور میں موجود، اس آیت نے اسے منسوخ کر دیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”تم پر کوئی گناہ نہیں ہے، اگر تم اپنے گھروں میں سے کھاتے ہو“

یہ آیت یہاں تک ہے (اشتاتاً)

پہلے یہ ہوتا تھا کہ کوئی شخص، کسی خوشحال شخص کو اپنے گھر آ کر کھانا کھانے کی دعوت دیتا، تو وہ یہ کہتا تھا کہ میں اسے گناہ سمجھتا

3753- اسناد حسن من أجل علي بن الحسين بن واقد، فقد روى عنه جمع من الحفاظ. وقال النسائي: ليس به بأس، ورواه الحافظ الذهبي في "السير" بالإمام المحدث الصدوق، وبأنه كان عالماً صاحب حديث كآبهم ويغلب على طنائهم أن تصوف أبي حاتم والعقيلي له للإرجاء، كندی غنہ البحاری عن إسحاق بن واہوب،

ہوں کہ میں وہاں سے کھاؤں، لفظ تصنع کا مطلب حرج ہے، وہ شخص یہ کہتا تھا: مسکین اس دعوت کا مجھ سے زیادہ حقدار ہے۔
تو اس آیت میں اس بات کو حلال قرار دیا گیا ہے، کہ جن چیزوں پر اللہ کا نام ذکر کر دیا گیا ہو، وہ لوگ اسے کھا سکتے ہیں
اور اہل کتاب کے کھانے کو بھی حلال قرار دیا گیا۔

بَابُ فِي طَعَامِ الْمُتَبَارِكِينَ

باب: ایک دوسرے کے مقابلے میں کھانا کھانا

3754 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ بْنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْحَزْرِيَّتِ، قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ، يَقُولُ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِكِينَ أَنْ يُؤْكَلَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَكْثَرُ مَنْ رَوَاهُ عَنْ جَرِيرٍ لَا يَذْكُرُ فِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَهَارُونُ النَّخَوِيُّ، ذَكَرَ فِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ، أَيْضًا وَحَدَّثَنَا زَيْدٌ، لَهُ يَذْكُرُ ابْنُ عَبَّاسٍ

⊗⊗ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مقابلے بازی میں کھانا کھانے والوں کا کھانا کھانے سے منع کیا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کثر راویوں نے یہ روایت حضرت جریر بن حازم سے نقل کی ہے، انہوں نے اس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا، ہارون نخوی نے اس روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ کیا ہے، جبکہ حماد بن زید نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا۔

بَابُ إِجَابَةِ الدَّعْوَةِ إِذَا حَضَرَهَا مَكْرُوهٌ

باب: آدمی کو دعوت میں بلایا جائے، اور وہاں وہ کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے

3755 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمَهَانَ، عَنْ سَطِيفَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ رَجُلًا، أَضَافَ عَلَى ابْنِ طَالِبٍ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَتْ: فَاطِمَةُ لَوْ دَعَوْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

3754- إسناده صحيح. وقد صححه ابن القطان القاسي في "بيان الوهم والأيهام" 428/ 5 رآه على عبد الحق الإشبيلي إذا قال عقبه في "الأحكام الوسطى" 66/ 14 أكثر من رواه لم يذكر ابن عباس. وأخرجه البيهقي في "السنن الكبرى" 274/ 7 من طريق أبي داود السجستاني، بهذا الإسناد. وأخرجه ابن عدي في الكامل 509/ 2 و551، والبيهقي في "شعب الإيمان" (6067) من طريق بقیة بن الولید، حدثنی ابن المبارک، وأبو الفتح الأزدي في "من وافق اسمه اسم أبيه" ص 29 - 28 من طريق عباد بن عباد المهلبی، كلاهما (ابن المبارک وعباد) عن جریر بن حازم، به. وأخرجه أبو القاسم البغوی في "المجدييات" (3257) عن علي بن الجعد، عن جریر بن حازم، عن الربیر بن حریت، عن عكرمة مرسلاً. وأخرجه موصلاً الطبرانی في "المکبر" (11942)، والحاكم 129/ 4

3755- إسناده حسن من أجل سعيد بن جهمان، فهو صدوق حسن الحديث. وأخرجه ابن ماجه (3360) من طريق عفان بن مسلم، عن حماد بن سلمة، به. وهو في "مسند أحمد" (21922)، و"صحيح ابن حبان" (6354).

عَنْهُ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ مَعَنَا فَدَعَا لِحَاجَةِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى عِصَاكَى الْبَابِ فَرَأَى الْقِرَامَ قَدْ ضُرِبَ بِهِ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَرَجَعَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: لَعَلَّ الْحَقَّهَ فَاَنْظُرْ مَا رَجَعَهُ فَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَدَّكَ فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ لِي أَوْلِيَةٌ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتًا مُزَوَّجًا

۳۷۵۶۔ سفید ابو عبد الرحمن بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی دعوت کی اور ان کے لیے کھانا تیار کیا اور ان کے گھر بھیج دیا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر ہم نبی اکرم ﷺ کو بھی بلوائیں، تو آپ ﷺ ہمارے ساتھ کھانا کھالیں گے، ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کو دعوت دی، تو نبی اکرم ﷺ تشریف لائے، آپ نے اپنا دست مبارک دروازے کی چوکھٹ پر رکھا، آپ نے وہاں ایک منقش پردہ دیکھا، جو گھر کے ایک طرف لگایا گیا تھا تو آپ واپس تشریف لے گئے، تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نبی اکرم ﷺ سے ملیں اور اس بات کا جائزہ لیں، کہ نبی اکرم ﷺ کیوں واپس تشریف لے گئے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں آپ کے پیچھے گیا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کیوں واپس تشریف لے آئے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے لیے (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) کسی نبی کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی ایسے گھر میں داخل ہو، جہاں نقش و نگار بنے ہوئے ہوں۔

بَابُ إِذَا اجْتَمَعَ دَاعِيَانِ آيَهُمَا أَحَقُّ

باب: جب دو دعوت دینے والے اکٹھے آجائیں، تو کس کا حق زیادہ ہوگا؟

3756 - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الشَّرِيفِ، عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ الْأَوْدِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُمَيْدِيِّ، عَنْ رَجُلٍ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ فَأَجِبْ أَقْرَبَهُمَا بَابًا، فَإِنْ أَقْرَبَهُمَا بَابًا أَقْرَبَهُمَا جَوَارًا، وَإِنْ سَبَقَ أَحَدُهُمَا فَأَجِبْ الَّذِي سَبَقَ

۳۷۵۶۔ حمید بن عبد الرحمن جمیری، ایک صحابی کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جب دو دعوت دینے والے، ایک ساتھ دعوت دے دیں، تو تم اس کی دعوت قبول کرو، جس کا دروازہ زیادہ قریب ہو، اگر ان لوگوں کا دروازہ ایک بتنا قریب ہو، تو اس کی دعوت قبول کرو، جس کی ہمسائیگی زیادہ قریب ہو، اور اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے سے پہلے دعوت دے چکا ہو، تو اس کی دعوت قبول کرو، جس نے پہلے دعوت دی تھی“

بَابُ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَالْعِشَاءُ

باب: جب نماز کا وقت ہو اور کھانا بھی آجائے

3757- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَمُسْلِمٌ الْمَعْنَى - قَالَ أَحْمَدُ - حَدَّثَنِي يَحْيَى الْقَطَّانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا وَضِعَ عِشَاءُ أَحَدِكُمْ، وَأَقْبَسَتِ الصَّلَاةُ فَلَا يَقُومُ حَتَّى يَفْرُغَ زَادَ مُسْلِمٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ إِذَا وَضِعَ عِشَاءُ، أَوْ حَضَرَ عِشَاءُ، لَمْ يَقُمْ حَتَّى يَفْرُغَ، وَإِنْ سَمِعَ الْإِقَامَةَ، وَإِنْ سَمِعَ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ

❦ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جب کسی شخص کا کھانا رکھ دیا جائے اور اس دوران نماز بھی کھڑی ہو جائے، تو وہ شخص اس وقت تک (نماز ادا کرنے کے لیے) نہ اٹھے، جب تک وہ (کھانے سے) فارغ نہیں ہو جاتا۔“

مسند دنا کی راوی نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں: جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا کھانا آ جاتا، تو وہ اس وقت تک (نماز کے لیے) نہیں اٹھتے تھے، جب تک (کھانا کھا کر) فارغ نہیں ہو جاتے تھے، اگرچہ انہیں اقامت کی آواز سنائی دے چکی ہو، اگرچہ وہ امام کی قرات سن رہے ہوں۔

3758- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، عَنْ بَزِيْعٍ، حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ يَعْنَى ابْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ لِطَعَامٍ وَلَا لِغَيْرِهِ

❦ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”نماز کو کھانے، یا کسی اور وجہ سے موخر نہ کیا جائے“

3759- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنْفِيُّ، حَدَّثَنَا الصَّعَالُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي فِي زَمَانِ ابْنِ الزُّبَيْرِ إِلَى جَنْبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، فَقَالَ: عَبَّادُ بْنُ

3757- إسناده صحيح. عبيد الله: هو ابن عمر العمري، ومسلم: هو ابن منصور. وأخرجه البخاري (673)، ومسلم (559)، والترمذي (354) من طريق عبيد الله ابن عمر، والبخاري (5464)، ومسلم (559)، وابن ماجه (934) من طريق أيوب السخاوي، والبخاري تعبقا (674)، ومسلم (559) من طريق موسى بن عقبة، ومسلم (559) من طريق ابن جريج، أربعهم عن نافع، به. وهو في "مسند أحمد" (4709)، و"صحيح ابن حبان" (2067).

3758- إسناده ضعيف، محمد بن ميمون - وهو الزعفراني الكوفي - اختلف فيه وثقه بعضهم وضعفه آخرون، وقد انورد بهد الحديث، ولا يحتمل تعدد مثله، كيف وقد خالف حديث ابن عمر السالف وهو في "الصحيحين". وأخرجه البيهقي 3/ 74، والمري في "تهذيب الكمال" في ترجمة محمد بن ميمون الزعفراني 26/ 542 من طريق محمد بن ميمون، بهذا الإسناد.

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: إِنْكَ سَمِعْنَا أَنَّهُ يُبَدَأُ بِالْعِشَاءِ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: وَيَحْتَكَ مَا كَانَ عِشَاءُ هُمْ أَتَرَاهُ كَانَ مِثْلَ عِشَاءِ أَبِيكَ

عبداللہ بن عمر بن عبد اللہ بن عمرؓ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پہلو میں موجود تھا، یہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے زمانے کی بات ہے، تو عباد بن عبداللہ بن زبیر نے کہا: ہم نے یہ بات سنی ہے کہ نماز سے پہلے کھانا کھا لینا چاہیے، تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: تمہارا استیاس ہو، بھلا ان کا کھانا ہوتا کیا تھا؟ تمہارا کیا خیال ہے، ان کا کھانا تمہارے باپ کے کھانے کی طرح ہوتا تھا۔

بَابُ فِي غَسْلِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الطَّعَامِ

باب: کھانے کے وقت دونوں ہاتھ دھولینا

3760 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقَدِمَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالُوا: أَلَا تَأْتِيكَ يَوْضُوءٌ فَقَالَ: إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوُضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں: ”نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت کر کے تشریف لائے، آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا، لوگوں نے عرض کی: آپ وضو نہیں کریں گے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے وضو کرنے کا حکم اس وقت دیا گیا ہے، جب میں نماز کے لیے اٹھوں“

بَابُ فِي غَسْلِ الْيَدِ قَبْلَ الطَّعَامِ

باب: کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا

3761 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قَيْسٌ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ زَادَانَ، عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: قُرِئْتُ فِي التَّوْرَةِ أَنَّ بَرَكَهَ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: بَرَكَهَ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ، وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ وَكَانَ سُفْيَانُ يَكْرَهُ الْوُضُوءَ قَبْلَ الطَّعَامِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ضَعِيفٌ

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں: میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ کھانے میں برکت کی وجہ یہ ہے کہ کھانے سے پہلے وضو کر لیا جائے۔ میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کھانے میں برکت یہ ہے کہ کھانے سے پہلے بھی وضو کیا جائے اور بعد میں بھی۔

سفیان کھانے سے پہلے وضو کرنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہے۔

بَابُ فِي طَعَامِ الْفَجَاءَةِ

باب: اچانک کھانا

3762 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ. حَدَّثَنَا عُمَى يَعْنِي سَعِيدَ بْنَ الْحَكِيمِ. حَدَّثَنَا اسْتَيْثُ بْنُ سَعْدٍ. أَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ. عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ. عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ. أَنَّهُ قَالَ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شُعْبٍ مِنَ الْجَبَلِ وَقَدْ قَطَعَ حَاجَتَهُ. وَبَيْنَ أَيْدِينَا تَمْرٌ عَلَى تَرْهٍ أَوْ حَفَافَةٍ فَدَعَوْنَاهُ فَأَكَلَ مَعَنَا وَمَا شَرِبْنَا مَاءً

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ایک گھاٹی کی طرف سے تشریف لائے، آپ نے قلعے کی حالت کی تھی، ہمارے سامنے ڈھال پر کھجوریں رکھی ہوئی تھیں ہم نے آپ کو دعوت دی تو آپ نے ہمارے ساتھ کھا، کھایا، حالانکہ آپ ﷺ نے پانی کو چھوا نہیں (یعنی وضو نہیں کیا)

بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ ذَمِّ الطَّعَامِ

باب: کھانے کی برائی بیان کرنے کا ناپسندیدہ ہونا

3763 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ. أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ الْأَعْمَشِ. عَنْ أَبِي حَازِمٍ. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ: مَا عَابَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ إِلَّا شَتَّاهُ أَكْلُهُ وَأَنْ كَرِهَهُ تَرْكُهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا تھا، اگر آپ کو کچھ کھانے کی خواہش ہوتی تو کھا لیتے تھے، اگر کوئی چیز ناپسند ہوتی تو چھوڑ دیتے تھے۔

بَابُ فِي الْاجْتِمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ

باب: اکٹھے ہو کر کھانا

3764 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ. حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ. قَالَ: حَدَّثَنِي وَخَشِيُّ بْنُ

3762 - صحیح لعیب، روایت استاد جلالہ نقاش، ابان ابان الزبیر - وہ محمد بن مسلم بن قمر بن العکی - لم یصرح بسماعہ من جابر، واللیث بن سعد لم یروہ عن ابی الزبیر مباشرة فتحمل عتہ ابی الزبیر علی السماع، سعید بن الحکم: ہو ابی ابی مریم، و آخر حہ الطبرانی فی "لاوسط" (8674) و (9067)، والبیہقی فی "السر" 68 / 7 من طریق اللیث بن سعد، بهذا الإسناد، و آخر حہ اس حدیث فی صحیحہ " (1160)، و سیفی فی "السر" 68 / 7 من طریق عمرو بن العلاء، و احمد (15272) من طریق ابی لہیعہ، والبیہقی فی "شعب" (5888)

3763 - مسند صحیح ابو حازم: ہو سلمان الأشجعی، والأعمش: ہو سلیمان بن مهران، وسفیان: ہو الثوری، و محمد بن کثیر: ہو سعید بن جریج، و آخر حہ البخاری (5409)، و مسلم (2064)، و ابی ماجہ (3259)، و ترمذی (2150) من طریق عن الأعمش بہ

عَزَبَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ، قَالَ: فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُونَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَاجْتَبِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ، وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذَا كُنْتَ فِي وَلِيْمَةٍ فَوَضِعِ الْعِشَاءَ فَلَا تَأْكُلْ حَتَّى يَأْخُذَنَّ لَكَ صَاحِبُ الدَّارِ ﴿٣٧٦٥﴾ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم کھاتے ہیں، لیکن سیر نہیں ہوتے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: شاید تم الگ الگ کھاتے ہو، لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم مل جل کر کھایا کرو، اس پر اللہ کا نام لے لیا کرو، تمہارے لیے اس میں برکت ڈالی جائے گی۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب آپ ویسے کی دعوت میں شریک ہوں اور کھانا رکھ دیا جائے، تو آپ اس وقت تک کھانا نہ کھا میں جب تک آپ کو میزبان اجازت نہیں دیتا۔

بَابُ التَّسْبِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ

باب: کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا

3765- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ، وَعِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عِشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ: أَذْكَرُكُمْ الْمَبِيتَ، فَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ: أَذْكَرُكُمْ الْمَبِيتَ وَالْعِشَاءَ ﴿٣٧٦٥﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جب کوئی شخص گھر میں داخل ہو اور گھر میں داخل ہونے کے وقت اور کھانا کھانے کے وقت، اللہ کا ذکر کرے، تو شیطان کہتا ہے (یعنی اپنے شیطانوں سے کہتا ہے): تمہارے لیے اس گھر میں نہ تو رہنے کی جگہ ہے اور نہ رات کا کھانا ہے، (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں): اگر کوئی شخص گھر میں داخل ہوتے وقت، اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے، تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رہنے کی جگہ مل گئی ہے، جب وہ شخص کھاتے ہوئے، اللہ کا ذکر نہ کرے، تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رہنے کی جگہ بھی مل گئی اور کھانا بھی مل گیا ہے۔

3764- حسن لغیرہ، وهذا إسناد ضعيف، وحشی بن حرب الحفید لہن الحدیث، وأبوہ مجهول، ومع ذلك فقد حسنه الحافظ العراقي في "تحرير أحاديث الأحياء" 2/ 51 "وأخرجه ابن ماجه (3286) من طريق الوليد بن مسلم، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (16078)، "صحیح ابن حبان" (5224). ويشهد له حديث جابر عند أبي يعلى (2045)، والطبرانی في "الأوسط" (7317)، والبيهقي في "الشعب" (9174) و (9175)

3765- إسناد صحيح، وقد صرح أبو الزبير - وهو محمد بن مسلم بن تميمي المكي - بسماعه من جابر عند مسلم، فانتفت شبهة تدليس. وأخرجه المصنف وغيره. وأخرجه مسلم (2018)، وابن ماجه (3887)، والنسائي في "الكبرى" (6724) و (9935) من طريق ابن جريج، به. وهو في "مسند أحمد" (14729)، و"صحیح ابن حبان" (819).

3766 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي شَرَبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي حَذِيفَةَ عَنْ حَذِيفَةَ قَالَ: كُنَّا إِذَا حَضَرَ نَامِعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَمْ يَضَعْ أَحَدُنَا يَدَهُ حَتَّى يَبْدَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَإِنَّا حَضَرَ نَامِعَهُ طَعَامًا، لَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ، فَذَهَبَ لِيَضَعَ يَدَهُ فِي الطَّعَامِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ، ثُمَّ جَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّمَا تُدْفَعُ، فَذَهَبَتْ لِيَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهَا، وَقَالَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَسْتَجِلُّ الطَّعَامَ الَّذِي لَمْ يُذَكَّرْ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ جَاءَ بِهَذَا الْأَعْرَابِيَّ يَسْتَجِلُّ بِهِ، فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ، وَجَاءَ بِهَذِهِ الْجَارِيَةَ يَسْتَجِلُّ بِهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ يَدَهُ لَفِي يَدِي مَعَ أَيِّدِيهِمَا

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کسی کھانے میں شریک ہوتے تھے تو ہم میں سے کوئی بھی شخص اپنا ہاتھ اس وقت تک برتن میں نہیں ڈالتا تھا، جب تک آپ کھانا شروع نہیں کر دیتے تھے، ایک مرتبہ ہم آپ کے ساتھ ایک کھانے کی دعوت میں شریک تھے اسی دوران ایک دیہاتی آیا، یوں جیسے اسے دھکیلا گیا ہو (یعنی وہ تیزی سے آیا) وہ اپنا ہاتھ کھانے میں داخل کرنے لگا تو نبی اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر ایک لڑکی آئی، یوں جیسے اسے دھکیل جا رہا ہو (یعنی وہ تیزی سے چلتی ہوئی آئی) اور اپنا ہاتھ کھانے میں داخل کرنے لگی، تو نبی اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے، تو شیطان اس کو اپنے لیے حلال کر دیتا ہے، وہ اس دیہاتی کو لے کر آیا کہ اس کے ذریعے کھانا حلال کرے، تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر وہ اس لڑکی کو لے کر آیا، تاکہ اس کے ذریعے اپنا کھانا حلال کر لے، تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اس (شیطان) کا ہاتھ ان دونوں (دیہاتی اور لڑکی) کے ہاتھ کے ہمراہ میرے ہاتھ میں تھا۔

3767 - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ هِشَامِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الدُّسْتُوَائِيَّ، عَنْ بُدَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ - امْرَأَةٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهَا - أُمُّ كَلْثُومٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرْ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى، فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى فِي أَوَّلِهِ فَمِنْ قَلِيلٍ يَسْمِ اللَّهُ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ

ترجمہ: سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

”جب کوئی شخص کھانا کھائے تو اللہ کا نام ذکر کرے، اور اگر وہ کھانے کے آغاز میں اللہ کا نام ذکر کرنا بھول جائے تو (جب

3766 - اسنادہ صحیح، أبو حذیفہ: هو سلمة بن صهيب الأرحبي، وخثمة: هو ابن عبد الرحمن بن أبي سرة الجعفي، وأخرجه مسلم (2017)، والسنائي في "الكبرى" (6721) و (15531) من طريق الأعمش، بهذا الإسناد، وهو في "مسند أحمد" (23249)

3767 - صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف لجهالة أم كلثوم - وهي البنية على ما رجحناه في "مسند أحمد" (25106)، بدليل هو ابن مسروق، وإسماعيل: هو ابن عليه، وأخرجه الترمذي (1965) من طريق وكيع بن الجراح، والسنائي في "الكبرى" (10040) من طريق معتبر بن سليمان، كلاهما عن هشام الدستوائي، به، وقال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح، وأخرجه ابن ماجة (3264)

یہ آئے) تو یہ پڑھ لے:

”اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے، اس کے شروع میں بھی، آخر میں بھی“

3768 - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يَعْنَى ابْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ صُبْحٍ، حَدَّثَنَا الْمُشَقَّى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْخَزَاعِيُّ، عَنْ عَمْرِو أُمَيَّةَ بْنِ مَخْشِيٍّ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَرَجُلٌ يَأْكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهِ إِلَّا لُقْمَةٌ فَلَتَمَّ رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرُهُ. فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ مَعَهُ، فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ اسْتَقَاءَ مَا فِي بَطْنِهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: جَابِرُ بْنُ صُبْحٍ جَدُّ سُلَيْمَانَ بْنِ حَرْبٍ مِنْ قَبْلِ أُمِّهِ

حضرت امیہ بن مخش بن عیسیٰ جو نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں، وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ تشریف فرماتے، ایک شخص کھانا کھانے لگا، اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی، یہاں تک کہ جب اس کے کھانے میں سے ایک لقمہ باقی رہ گیا اور اس نے اسے اپنے منہ کی طرف بلند کیا، تو اس نے یہ پڑھ لیا:

”اس کے آغاز میں اور آخر میں اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے۔“

نبی اکرم ﷺ مسکرائے دیئے اور ارشاد فرمایا: شیطان مسلسل اس کے ساتھ کھا رہا تھا، جب اس نے اللہ کا نام لیا، تو شیطان نے اپنے پیٹ میں موجود کھانا قے کر کے (باہر نکال دیا)۔“

امام ابوداؤد بسند صحیح فرماتے ہیں: جابر بن صبح نامی راوی سلیمان بن حرب کے نانا ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ مُشْكِيًا

باب: ٹیک لگا کر کھانا

3769 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَحِيفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا أَكُلُ مُشْكِيًا

حضرت جحیفہ بن شعیب نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ”میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا“

3770 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَّانِيِّ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

3768- اسنادہ حسن فی الشواہد، المشی بن عبد الرحمن الخزاعی تفرد بالروایۃ عنہ جابر بن صبح، ولم یؤثر توثیقہ عن غیر اس حبان، لکن بشہد حدیثہ حدیث عائشہ السالف قبلہ، و حدیث ابن مسعود المشار الیہ هناک. وقد صحح الحدیث الحاکم 109 - 108 / 4 و مسکت

عہ الدہلی، و أخرجه السانی فی "الکبزی" (6725) و (10041) من طریق جابر بن صبح، بہ. و هو فی "مسند أحمد" (18963)

3769- اسنادہ صحیح، سفیان: هو الثوری، و محمد بن کثیر: هو القندی. و أخرجه البخاری (5398) و (5399)، و ابن ماجہ (3262)،

و الترمذی (1935) من طرق عن علی بن الأقمر، عن أبی جحیفہ. و هو فی "مسند أحمد" (18754)، و "صحیح ابن حبان" (5240)

عَمْرُو. عَنْ أَبِيهِ. قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ، وَلَا يَطْأُ عَقِبَهُ رَجُلَانِ
 (۱) (۲) شعیب بن عبد اللہ، اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

”نبی اکرم ﷺ کو کبھی بھی ٹیک لگا کر کھانا کھاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا اور نہ ہی آپ کے پیچھے کسی کو چلتے ہوئے دیکھا گیا۔“

3771- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: بَغَيْثِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَتْ إِلَيْهِ فَوَجَدَتْهُ يَأْكُلُ تَغْرَاوَهُ وَهُوَ مُنْفَعٌ

(۱) (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے بھیجا، جب میں واپس آیا تو میں نے آپ کو کھجوریں کھاتے ہوئے دیکھا، آپ اس وقت اقعاء کے طور پر بیٹھے ہوئے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ مِنْ أَعْلَى الصَّخْفَةِ

باب: پیالے کے اوپری حصے میں سے کھانا

3772- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَكَلْتَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَأْكُلُ مِنْ أَعْلَى الصَّخْفَةِ، وَلَكِنْ لِيَأْكُلْ مِنْ أَسْفَلِهَا، فَإِنَّ الْبَرَكَهَ تَنْزِلُ مِنْ أَعْلَاهَا

(۱) (۲) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جب کوئی شخص کھانا کھائے تو وہ پیالے کے اوپر سے نہ کھائے، بلکہ نیچے سے کھائے، کیونکہ برکت اس کے اوپری حصے پر نازل ہوتی ہے۔“

3773- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْهَمْدِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَزْقٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُسَيْرٍ، قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِصْعَةٌ يُقَالُ لَهَا الْغَرَاءُ يُحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ، فَتَمَّا أَطْعَمُوا وَتَجَدُّوا الضُّحَى أُتِيَ بِتِلْكَ الْقِصْعَةِ - يَعْنِي وَقَدْ ثَرَدَ فِيهَا - فَالْتَفُّوا عَلَيْهَا، فَلَمَّا كَثُرُوا جَثَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ آغْرَابِي: مَا هَذِهِ الْجُلُوسَةُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ لِي عَبْدًا

3770- وأخرجه ابن ماجه (244) من طريق سويد بن عمرو، عن حماد بن مسلمة، بهذا الاسناد. وهو في "مسند أحمد" (6549). قال المناوي في "فيض القدير" 5/

3771- إسناده قوي من أجل مصعب بن سليم، فهو صدوق لا بأس به. وأخرجه مسلم (2044)، والنسائي في "الكبرى" (6711) من طريق عن مصعب ابن سليم، عن أنس. وهو في "مسند أحمد" (12860)

3772- وأخرجه ابن ماجه (3277)، والترمذي (1908)، والنسائي في "الكبرى" (6729) من طريق عن عطاء بن السائب، به. وقال الترمذي: حديث حسن صحيح. وهو في "مسند أحمد" (2439)، و"صحيح ابن حبان" (5245).

3773- وأخرجه مختصر ابن ماجه (3263) و (3275) عن عمرو بن عثمان، بهذا الإسناد. وأخرجه أحمد (17678)، والنسائي في "الكبرى" (6730) من طريق صفوان ابن عمرو

كَرِيمًا، وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُوا مِنْ حَوَالِيهَا، وَدَعُوا
ذُرْوَتَهَا، يُبَارِكُ فِيهَا

❦❦ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا ایک بڑا برتن تھا، جسے چار آدمی اٹھاتے تھے، اس کا نام غراء تھا، جب چاشت کا وقت ہوا، لوگوں نے چاشت کی نماز ادا کی تو اس برتن کو لایا گیا، یعنی اس برتن میں شہید تیار کیا گیا تھا، لوگ اس کے گرد اکٹھے ہو گئے، جب لوگوں کی تعداد زیادہ ہو گئی، تو نبی اکرم ﷺ نے گھنٹے ٹیک لیے، ایک دیہاتی نے دریافت کیا: یہ بیٹھنے کا کیا طریقہ ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے نرم بندہ بنایا ہے، اس نے مجھے متکبر اور سرکش نہیں بنایا، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کے اطراف سے کھاؤ اور اس کے بالائی حصے کو (یعنی درمیانی حصے) کو رہنے دو، کیونکہ اس میں برکت نازل ہوتی رہے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ عَلَى مَائِدَةٍ عَلَيْهَا بَعْضُ مَا يُكْرَهُ

باب: ایسے دسترخوان پر بیٹھنا، جس میں کچھ ناپسندیدہ چیزیں ہوں

3774- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُزْقَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَطْعَمَيْنِ: عَنِ الْجُلُوسِ عَلَى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ، وَأَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ، وَهُوَ مُنْبَطِحٌ عَلَى بَطْنِهِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَسْعَهُ جَعْفَرُ مِنَ الزُّهْرِيِّ، وَهُوَ مُنْكَرٌ

❦❦ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے دو طرح کے کھانے سے منع کیا ہے، ایک یہ کہ آدمی ایسے دسترخوان پر بیٹھے، جہاں شراب پی جاتی ہو، اور یہ کہ آدمی پیٹ کے بل اوندھ حالت میں کھانا کھائے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت جعفر نے زہری سے نہیں سنی ہے، یہ روایت منکر ہے۔

3775- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّرْقَاءِ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا

الْحَدِيثِ

❦❦ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ زہری سے منقول ہے۔

3774- وأخرجه ابن ماجة (3370) عن محمد بن بشار، عن كثير بن هشام، بهذا الإسناد. يذكر الهی عن الأكل مسطحاً فقط. ويشهد له عن الجلوس على مائدة يشرب عليها الخمر حديث عمر بن الخطاب عند أحمد (125)، وأبي يعلى (251)، والبيهقي. 266 / 7 وحديث جابر بن عبد الله عند الترمذي (3009)، والنسائي في "الكبرى" (6708).

بَابُ الْأَكْلِ بِالْيَمِينِ

باب: دائیں ہاتھ سے کھانا

3776- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ جَدِّهِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ

*** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جب کوئی شخص کھائے، تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے، اور پیئے تو بائیں ہاتھ سے پیئے، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔“

3777- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لَوْثِي، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ أَبِي وَجْزَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ادْنُ بَنِي فَسَمِ اللَّهُ وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ

*** حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”اے میرے بیٹے! میرے قریب ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ کا نام لو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ“

بَابُ فِي أَكْلِ اللَّحْمِ

باب: گوشت کھانا

3778- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّينِ فَإِنَّهُ مِنْ صَنِيعِ الْأَعَاجِمِ، وَانْهَسُوهُ فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِي

3776- إسناده صحيح. سفیان: هو ابن عیینہ. وأخرجه مسلم (2020)، والترمذی (1903)، والنسائی فی "الکبری" (6713) ر (6715) و (6717) و (6863) من طرق عن الزهري. وأخرجه مسلم (2020)، والنسائی فی "الکبری" (6714) و (6862) و (6864) و (6865) من طريق سالم بن عبد الله بن عمر، عن أبيه. وأخرجه النسائی (6718) من طريق شريك المصنف، عن عبيد الله، عن نافع، عن ابن عمر. قال النسائی: هذا خطأ، والصواب الذي قبله، یعنی رواية عبيد الله، عن الزهري، عن أبي بكر بن عبيد الله، عن جده ابن عمر وهو في "مسند أحمد" (4537)، و "صحيح ابن حبان" (5226) و (5331).

3777- إسناده صحيح. أبو وجزة: هو يزيد بن غيد السخدي. وأخرجه الطيالسي (1358)، وابن حبان في "صحيحه" (5211) من طريقين عن هشام بن عروة، عن أبي وجزة، عن عمر بن أبي سلمة. وأخرجه النسائی فی "الکبری" (6723) و (10035) و (10036)

3778- وأخرجه ابن حبان في "المعجروحين" 60/ 3، وابن عدي في "الکامل" 2518/ 7، والبيهقي 280/ 7 من طريق أبي معشر السدي، بهذا الإسناد. وأخرجه ابن عدي 7/

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”گوشت کو چھری کے ذریعے کاٹ کر (نہ کھاؤ) کیونکہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے، تم اسے دانت کے ذریعے نوچ کر کھاؤ، کیونکہ اس سے مزہ زیادہ آتا ہے اور یہ ہضم اچھی طرح ہوتا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت قوی نہیں ہے۔

3779 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: كُنْتُ أَكُلُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ اللَّحْمَ بِيَدِي مِنَ الْعَظْمِ، فَقَالَ: آذِنِ الْعَظْمَ مِنْ فَيْكِ فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عُثْمَانُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ صَفْوَانَ وَهُوَ مُرْسَلٌ

حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا میں نے اپنے ہاتھ کے ذریعے ہڈی سے گوشت جدا کیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہڈی کو اپنے منہ کے قریب کرو، (یعنی منہ کے ذریعے گوشت کو نوچ کر کھاؤ) کیونکہ اس سے زیادہ لذت محسوس ہوتی ہے اور یہ زیادہ اچھی طرح ہضم ہوتا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عثمان نامی راوی نے حضرت صفوان رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

3780 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عِيَاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: كَانَ أَحَبُّ الْعَرَاكِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرَاقُ الشَّاقَةِ
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کو ایسی ہڈی پسند تھی، جو بکری کی ہو، اور اس پر سے (زیادہ گوشت اتارا جا چکا ہو اور تھوڑا موجود ہو۔)

3781 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
3779 - حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف، لضعف عبد الرحمن بن معاوية - وهو الزرقاني، ولا نقطاعه: عثمان بن أبي سليمان لم يسمع من صفوان بن أمية، ابن غنية: هو إسماعيل بن إبراهيم بن وقسم، وله طريقان آخران ضعيفان كذلك، لكن بمجموعهما يحسن الحديث إن شاء الله، كما قال الحافظ في الفتح، 547/ 9 وأخرجه أحمد (15309)، والطبراني في "الكبير"، (7333)، والحاكم 113 - 112/ 4، والبيهقي في "السنن الكبرى" 280/ 7، وفي "الشعب" (5901)، وفي "الأدب" (506)

3780 - إسناد ضعيف لجهالة سعد بن عياض، وزهير - وهو ابن معاوية - سمعاه من أبي إسحاق - وهو عمرو بن عبد الله السلمي - بعد اختلاطه. أبو داود: هو سليمان ابن داود الطيالسي. وأخرجه النسائي في "الكبرى" (6620) عن هارون بن عبد الله، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (3733).

3781 - صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف لجهالة سعد بن عياض، وزهير بن معاوية - وإن روى عن أبي إسحاق السلمي بعد اختلاطه - قد توبع عسى هذه الرواية. أبو داود: هو سليمان بن داود الطيالسي. وهو في "مسند الطيالسي" (388)، ومن طريقه أخرجه أحمد (3733) الترمذي في "الشمائل" (169)، والبيهقي في شعب الإيمان (5897)، والمزني في "تهذيب الكمال" في ترجمة سعد بن عياض. 294/ 10 وأخرجه البحاري في "تاريخه الكبير" 61/ 4، والشاشي في "مسنده" (785)، والطبراني في الأوسط (2461) من طريق عمرو بن مرزوق، وأبو الشيخ في "أخلاق النبي - صلى الله عليه وسلم - ص 202 من طريق مالك بن إسماعيل، كلاهما عن زهير، به.

يُعْجِبُهُ الذِّدَاعُ قَالَ: وَسَمِعْتُ الذِّدَاعَ وَكَانَ يَرَى أَنَّ الْيَهُودَ هُمْ مَتَمُوهُ

ربہ کی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، نبی اکرم ﷺ کو دسی پسند تھی۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کو زہری دسی کے گوشت میں دیا گیا تھا، لوگ یہ بیان کرتے ہیں: یہودیوں نے آپ کو زہر دیا تھا۔

بَابُ فِي أَكْلِ الدُّبَاءِ

باب: کدو کھانا

3782 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: إِنَّ حَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَطْعَامٍ صَنَعَهُ، قَالَ أَنَسٌ: فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذَلِكَ الطَّعَامِ، فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مِنْ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فِيهِ دُبَاءٌ وَقَدِيدٌ، قَالَ أَنَسٌ: فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَاءَ مِنْ حَوَالِي الصُّغْفَةِ، فَلَمْ أَزَلْ أَحِبُّ الدُّبَاءَ بَعْدَ يَوْمَئِذٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک درزی نے نبی اکرم ﷺ کی کھانے کی دعوت کی، جو اس نے آپ ﷺ کے لیے تیار کیا تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس دعوت میں چلا گیا، اس نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے جوئی ہوئی روٹی اور شوربا پیش کیا جس میں کدو اور خشک گوشت تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ پیالے کے اطراف میں سے کدو تلاش کر رہے تھے تو اس دن کے بعد میں کدو سے محبت کرتا ہوں۔

بَابُ فِي أَكْلِ الثَّرِيدِ

باب: ثرید کھانا

3783 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ الشَّامِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُبَارَكُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ رَجُلٍ، مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ أَحَبَّ الطَّعَامِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

3782- إسناده صحيح. القعنبي: هو عبد الله بن مسلمة بن قعنب. وهو في "موطأ مالك" 546/2، ومن طريقه أخرجه البحاری (2092)، ومسلم (2541)، والترمذی (1955)، والنسائی فی "الکبری" (6628)، وأخرجه البحاری (5420) و (5433) و (5435)، ومسلم (2041)، وابن ماجه (3302) و (3303)، والنسائی فی "الکبری" (6629) و (6630) و (6728) من طرق عن انس بن مالک. وهو فی "مسند أحمد" (12052) و (12513)، و "صحيح ابن حبان" (4539) و (6380).

3783- وأخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (5908)، وابن عساكر في "تاريخ دمشق" 241/4 من طريق أبي داود السجستاني، بهذا الإسناد. وأخرجه ابن سعد في "الطبقات" (الکبری) 393/1 عن سعيد بن سليمان سعدويه، عن المبارك بن سعيد، به. وأخرجه أبو الشيخ في "أحلاق النبي - صلى الله عليه وسلم" - ص 193 و 211 من طريق الحسن بن عرفة، والحاكم 116/4

وَسَلَّمَ الثَّرِيدُ مِنَ الْخُزْ، وَالثَّرِيدُ مِنَ الْحَنَسِ
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ضَعِيفٌ

❦ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کھانا روٹی سے بنا ہوا اثرید اور حبس کا اثرید تھا۔
امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت ضعیف ہے۔

بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ التَّقْدِيرِ لِلطَّعَامِ

باب: کسی کھانے کو ناپسندیدہ قرار دینے، کا ناپسندیدہ ہونا

3784- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا سَمَّاكُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ هَلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَّأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ مِنَ الطَّعَامِ طَعَامًا أَتَحَرُّجُ مِنْهُ، فَقَالَ: لَا يَتَخَلَّجَنَّ فِي صَدْرِكَ شَيْءٌ ضَارَعَتْ فِيهِ النَّصْرَانِيَّةُ
❦ قبیسہ بن ہلب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا، آپ سے ایک شخص نے سوال کیا، کچھ کھانے ایسے ہیں، جنہیں کھانے میں، میں حرج محسوس کرتا ہوں، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی ایسی چیز تمہارے ذہن میں شبہ نہ ڈالے، ورنہ اس میں نصرانیت کی آمیزش ہوگی۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ الْجَلَالَةِ وَالْبَائِيهَا

باب: نجاست کھانے والے جانوروں کا گوشت کھانے، یا ان کا دودھ پینے کی ممانعت

3785- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الْجَلَالَةِ وَالْبَائِيهَا
❦ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے نجاست کھانے والے جانور کا گوشت کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع کیا ہے۔

3786- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ

3784- حسن من حدیث عدی بن حاتم، وهذا إسناد ضعيف، قبصة بن هلب مجهول كما قال ابن المديني والسنائي. زهير: هو ابن معاوية. وأخرجه ابن ماجه (2830)، والترمذي (1653) و (165) من طريق سماك بن حرب، به. وهو في "مسند أحمد" (21965). وأخرجه أحمد (18262)، وابن حبان (332)

3785- وأخرجه ابن ماجه (3189)، والترمذي في "الجامع الكبير" (1928)، وفي "العلل الكبير" 773/ 2، والطبرانی في "الكبير" (13506)، والحاكم 34/ 2، وابن حزم في "المحلى" 183/ 1، والبيهقي 332/ 9، وابن عبد البر في "المهيد" 182/ 15، وابن العزري في "التحقيق" (1974) من طريق محمد بن إسحاق، بهذا الإسناد.

عَنْ أَبِي أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لَبَنِ الْجَلَالَةِ

۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”نبی اکرم ﷺ نے نجاست کھانے والے جانور کا دودھ پینے سے منع کیا ہے“

3787- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي مَرْجٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَهْمٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ

السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَلَالَةِ فِي الرِّبَاسِ: أَنْ يُرْكَبَ عَلَيْهَا، أَوْ يُشْرَبَ مِنْ أَلْبَانِهَا

۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”نبی اکرم ﷺ نے نجاست کھانے والے جانور پر سواری کرنے اور نجاست کھانے والی اونٹنی کا دودھ پینے سے منع کیا ہے“

بَابُ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ

باب: گھوڑے کا گوشت کھانے کا حکم؟

3788- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُمَرُو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ

عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْخَيْلِ وَأَيْدِنَا فِي لُحُومِ الْخَيْلِ

۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”غزوہ خیبر کے دن نبی اکرم ﷺ نے ہمیں پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا، البتہ آپ نے ہمیں گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔“

3789- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا نَحْنُ

يَوْمَ خَيْبَرَ الْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَبِيرَ، فَنَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِغَالِ وَالْحَبِيرِ، وَلَمْ يَنْهَنَا عَنِ الْخَيْلِ

۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: غزوہ خیبر کے دن ہم نے گھوڑے، گدھے اور خمرزغ کیے، تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں (خمرزغ اور گدھوں) کا گوشت کھانے سے منع کر دیا، البتہ آپ نے ہمیں گھوڑوں (کا گوشت کھانے) سے منع نہیں کیا۔

3790- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شَيْبٍ، وَحَيُّوَةُ بْنُ مُرْجٍ الْجَمْعِيُّ، قَالَ حَيُّوَةُ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ

3789- إسناده صحيح، فقد صرح أبو الزبير بسماحه من جابر عند مسلم وغيره، فأنهت شبهة نذليسه، حماد هو ابن سعدة، وأخرجه مسلم (1941)، ورجحه (3191)، والنسائي (4343) من طريق ابن جريج، والنسائي (4329) من طريق الحسين بن واقد، وسروزي، كلاهما

عن أبي الزبير، وهو في "مسند أحمد" (14450)، و"صحيح ابن حبان" (5269) و(5270) و(5272)،

3790- إسناده ضعيف، ضعف بقية - وهو ابن الوليد الجمعي، وضعف صالح بن يحيى بن المقدم، وجهة أبيه، عيسى مكره في مسند أبي

ذكر سفي عن لحوم الخيل، وقال الخطابي: في إسناده نظر، وصالح بن يحيى بن المقدم، عن أبيه، عن حماد لا يعرف سمع بعضهم من بعض

و رجحه ابن ماجه (3198)، والنسائي (4331) و(4332) من طريق بقية بن الوليد، بهذا الإسناد، وسفي عن المصنف برقم (3806)

يَزِيدُ عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ زَادَ حَيَوَةُ: وَكُلَّ ذِي نَابٍ مِنَ الْبَيْتَاعِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَا بَأْسَ بِلُحُومِ الْخَيْلِ وَلَيْسَ الْعَمَلُ عَلَيْهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا مَنْسُوخٌ قَدْ أَكَلَ لُحُومَ الْخَيْلِ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ: ابْنُ الزُّبَيْرِ، وَفَضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ وَأَنْسُ بْنُ مَالِكٍ، وَأَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ، وَسُوَيْدُ بْنُ غَفْلَةَ، وَعَلْقَمَةُ، وَكَانَتْ قُرَيْشٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذْبِهَا

❦❦ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”نبی اکرم ﷺ نے خیر، گھوڑے اور گدھے کا گوشت کھانے سے

منع کیا ہے“

ایک راوی نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں: ہر نوکیلے دانتوں والے درندے کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے،

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ امام مالک کا قول ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: گھوڑے کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور عمل اسی بات پر ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حکم منسوخ ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کی ایک جماعت نے گھوڑے کا گوشت

کھایا ہے، جن میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سیدہ اسماء بنت

ابوبکر رضی اللہ عنہا، سدید بن غفلہ اور علقمہ شامل ہیں، نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں قریش بھی گھوڑا ذبح کیا کرتے تھے۔

بَابُ فِي أَكْلِ الْأَرْنبِ

باب: خرگوش کھانا

3791 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:

كُنْتُ غُلَامًا حَزَوْرًا فَصِدْتُ أَرْنبًا فَشَوَيْتُهَا، فَبَعَثَ مَعِيَ أَبُو طَلْحَةَ بِعَجْزِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَبِلَهَا

❦❦ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک کم عمر مضبوط جسم کا لڑکا تھا، میں نے ایک خرگوش کا شکار کیا، میں

نے اسے بھون لیا، تو حضرت ابوطحہ رضی اللہ عنہ نے اس کا پچلا دھڑ میرے ذریعے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا، میں اسے لے کر

3791- إسنادہ صحيح. هشام بن زيد: هو ابن أنس بن مالك، وحماد: هو ابن سلمة. وأخرجه بتحوه البخاري (2572)، ومسلم (1953)،

واسناده (3243)، والترمذي (1892)، والنسائي (4312) من طريق شعبة، عن هشام بن زيد. وزاد البخاري وغيره: فقبله - يعني

الورث. وهو في "مسند أحمد" (12182).

آیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اسے قبول کر لیا۔

3792- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي خَالِدَ بْنَ الْخَوْرِِيثِ، يَقُولُ: إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ بِالصِّفَّاحِ قَالَ: مُحَمَّدٌ مَكَانٌ بِمَكَّةَ وَإِنَّ رَجُلًا جَاءَ بِأَرْزَبٍ قَدْ صَادَهَا فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو مَا تَقُولُ؟ قَالَ: قَدْ جِئْتُ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جَالِسٌ فَلَمْ يَأْكُلْهَا. وَلَمْ يَنْهَ عَنْ أَكْلِهَا. وَزَعَمَ أَنَّهَا تَحْيِضُ

ترجمہ: خالد بن حویرث بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما "صفاح" (نالی جگہ) پر موجود تھے، راوی کہتے ہیں: یہ مکہ میں ایک جگہ ہے، ایک شخص خرگوش لے کر آیا، جسے اس نے شکار کیا تھا، اس نے دریافت کیا، اے عبداللہ بن عمرو! (اس کے کھانے کے بارے میں) آپ کیا کہتے ہیں، انہوں نے جواب دیا: یہ نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا تھا: نہ آپ نے اسے کھایا اور نہ کھانے سے منع فرمایا۔

راوی نے یہ بات بیان کی: کہ خرگوش (یعنی مادہ خرگوش کو) حیض آتا ہے۔

بَابُ فِي أَكْلِ الضَّبِّ

باب: گوہ کھانا

3793- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بَسْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ خَالَتَهُ أَهْدَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَمْنًا وَأَضْبًا وَأَقِطًا، فَأَكَلَ مِنَ السَّنِّ، وَمِنَ الْأَقِطِ، وَتَرَكَ الْأَضْبَ، تَقْلُذًا وَأَكَلَ عَلَى مَا يَذْبُو لَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أَكَلَ عَلَى مَا يَذْبُو رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ان کی خالہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں تخمے کے طور پر مٹی، گوہ اور پنیر پیش کیے، نبی اکرم ﷺ نے مٹی اور پنیر کو کھالیا، لیکن آپ نے گوہ کو نہیں کھایا، (راوی کہتے ہیں) نبی اکرم ﷺ کے دسترخوان پر اس کو کھایا گیا، اگر یہ حرام ہوتی تو نبی اکرم ﷺ کے دسترخوان پر، اسے نہ کھایا جاتا۔

3794- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حَنِيْفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

3792- إسناده ضعيف لجهالة محمد بن خالد بن الحویرث وأبيه. وأخرجه البيهقي 321/ 9 من طريق أبي داود، بهذا الإسناد. وفي الباب عن حريمة بن حمر، عند ابن ماجة (3245). وقد ضعف إسناده الحافظ في "الفتح" 662/ 9.

3793- إسناده صحيح. أبو بشر: هو جعفر بن إياس أبي وحشية. وأخرجه البخاري (2575)، ومسلم (1947)، والسنائي (4318) من طريق شعبة، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (2299)، و"صحيح ابن حبان" (5221) و (5223) وانظر ما بعده، وما سلف برفه (3730).

3794- إسناده صحيح. القعنبي: هو عبد الله بن مسلمة بن قعنب. وهو في "موطأ مالك"، برواية يحيى البيثي 968/ 2، ورواية محمد بن الحسن (645) وأخرجه البخاري (5537) عن عبد الله بن مسلمة القعنبي، بهذا الإسناد. وأخرجه البخاري (5391)، ومسلم (1946)، من طريق يونس بن يزيد الأيلي، والبخاري (5400) من طريق معمر بن راشد، ومسلم (1946)، والسنائي (4317) من طريق صالح بن كيسان، وابن ماجة (3241)، والسنائي (4316) من طريق محمد بن الوليد الزبيدي، أربعتهم عن الزهري، به.

بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُونَةَ فَأَتَى بِضَبٍّ فَنَحَّوْهُ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقَالَ: بَعْضُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ: أَخْبِرُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ، فَقَالُوا: هُوَ ضَبٌّ، فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: أَحْرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَتَاهُ قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَزْتُهُ، فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ

❦ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا یہ بیان کرتے ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے تو بھنی ہوئی گاوہ پیش کی گئی، نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک دسترخوان کی طرف بڑھایا تو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں موجود ایک خاتون نے کہا: نبی اکرم ﷺ کو یہ تو بتادو، کہ آپ ﷺ کیا کھانے لگے ہیں؟ لوگوں نے بتا یا: کہ یہ گاوہ ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا، (حضرت خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی نہیں، البتہ یہ میرے علاقے کی خوراک نہیں ہے، اس لیے میں اس سے بچتا ہوں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کھالیا، جبکہ نبی اکرم ﷺ ملاحظہ فرما رہے تھے۔

3795 - حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ وَدِيعَةَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي جَيْشٍ فَأَصَبْنَا ضَبًّا، قَالَ: فَشَوَيْتُ مِنْهَا ضَبًّا، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: فَأَخَذَ عُوْذًا فَعَدَّ بِهِ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُسِيخَتْ دَوَابٌّ فِي الْأَرْضِ، وَإِنِّي لَا أَذِى أَى الدَّوَابِّ هِيَ قَالَ: فَلَمْ يَأْكُلْ وَلَكِنْ يَلَهُ

❦ حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک لشکر میں تھے ہم نے کچھ گاوہ پکڑ لیں، میں نے ان میں سے ایک گاوہ کو بھون لیا اور اس کو لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، اسے میں نے آپ کے سامنے رکھا تو نبی اکرم ﷺ نے ایک لکڑی پکڑ کر اس کے ذریعے اس کی انگلیاں گنیں، پھر آپ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی ایک قوم کو جانوروں

3795 - زہوی 'مسند احمد' (17931)، وأخرجه محصر السانی (4321) من طریق عدی بن ثابت، عن زید بن وهب، به، وهو في 'سد حمد' (17928)، وأخرجه السانی (4322) من طریق شعبة، عن الحكم بن عتيبة، والطالسي (1222) عن شعبة، عن يزيد بن أبي ريد،

3796 - حديث مكر، قال الخطابي: ليس إسناده بذلك، وقال البيهقي: 326/ 9 هذا بنعرد به إسماعيل بن عياش، وليس بحجج، وقال الجوراني في 'الباطل' (608): هذا حديث مكر، وإسناده ليس بم متصل، وإسماعيل بن عياش ضعيف الحديث، وقال ابن الجوزي في 'العلل' (1097): هذا حديث لا يصح، وإسماعيل بن عياش ضعيف، وقال المدري في 'اختصار السنن': 'في إسناده إسماعيل بن عمار وصمصم بن ربيعة، وفيهما مقال، وقال الذهبي في 'الميزان' و'سير أعلام النبلاء' 'في ترجمة إسماعيل بن عياش: هذا حديث مكر، واذ في 'التبصرة' و'أزاهر مسلا'. وأخرجه يعقوب بن سفيان في 'المعرفة والتاريخ' 291/ 1 و 318/ 2 و 447، والبيهقي 326/ 9، والجوراني في 'الباطل' (608)

کی شکل میں مسخ کر دیا گیا تھا، مجھے یہ نہیں معلوم کہ وہ کون سے جانور ہیں، راوی کہتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے نہ تو ایسے کھایا اور نہ ہی اس سے منع کیا۔

3796 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ حَدَّثَنَا ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ زُرْعَةَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِي رَاشِدٍ الْحُبَرَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَيْبَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ لَحْمِ الضَّبِّ

حضرت عبدالرحمان بن شبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے گویہ کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

بَابُ فِي أَكْلِ لَحْمِ الْحُبَارَى

باب: حباری کا گوشت کھانا

3797 - حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ سَفِينَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: أَكَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمَ حُبَارَى

برید بن عمر، اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا (حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حباری کا گوشت کھایا ہے۔

بَابُ فِي أَكْلِ حَشَرَاتِ الْأَرْضِ

باب: حشرات الارض کھانا

3798 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا غَالِبُ بْنُ خَجَرَةَ حَدَّثَنِي مِلْقَامُ بْنُ الشَّيْبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَحِبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَسْمَعْ بِحَشَرَةِ الْأَرْضِ مُحَرَّمًا

ملقام بن شلب، اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہا ہوں، میں نے حشرات الارض کے حرام ہونے کے بارے میں کچھ نہیں سنا۔

3799 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ الْكَلْبِيُّ أَبُو ثَوْرٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عِيسَى بْنِ عُمَيْلَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَسُئِلَ عَنْ أَكْلِ الْقُنْفُذِ فَقَالَ (قُلْ لَا أَجِدُ فِيهَا أَوْحًى إِلَى مُحَرَّمٍ) الْآيَةَ قَالَ: قَالَ شَيْخُ عِنْدَهُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: دُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَبِيثَةٌ مِنَ الْخَبَائِثِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِنْ كَانَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا فَهُوَ كَمَا قَالَ مَا لَمْ نَدِرْ

عیسیٰ بن عمیلہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا ان سے قنفذ

کھانے کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو انہوں نے یہ آیت تلاوت کی:
 ”تم یہ فرما دو کہ جو چیز میری طرف وحی کی گئی ہے اس میں، میں اسے حرام نہیں پاتا۔“

راوی کہتے ہیں: ان کے پاس ایک عمر رسیدہ شخص موجود تھا، اس نے یہ کہا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے، کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس جانور کا ذکر کیا گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ خبیث جانور ہے، اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر تو نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، تو ایسا ہی ہوگا، ہمیں اس کا علم نہیں ہے۔

بَابُ مَا لَمْ يُذْكَرْ تَحْرِيمُهُ

باب: جس کی حرمت کا ذکر نہیں ہوا (اس کا کیا حکم ہے؟)

3800 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ صَبِيحٍ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ شَرِيكٍ التَّمِيمِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَأْكُلُونَ أَشْيَاءَ وَيَتْرَكُونَ أَشْيَاءَ تَقْدَرُ، فَبَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى نَبِيَّهٗ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْزَلَ كِتَابَهُ، وَأَحَلَّ حَلَالَهُ، وَحَرَّمَ حَرَامَهُ، فَمَا أَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ، وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ وَتَلَا (قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں لوگ کچھ چیزیں کھایا کرتے ہیں اور کچھ کو ناپسندیدہ سمجھتے ہوئے ترک کر دیتے تھے، جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو معجوث کیا اور ان پر کتاب نازل کی، تو انہوں نے کچھ چیزوں کو حلال قرار دیا اور کچھ چیزوں کو حرام قرار دے دیا، تو جسے انہوں نے حلال قرار دیا، وہ حلال ہے اور جسے انہوں نے حرام قرار دیا، وہ حرام ہے، اور جس کے بارے میں انہوں نے خاموشی اختیار کی، تو یہ درگزر کیا ہے، (حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت کی:)

”تم یہ فرما دو کہ جو چیز میری طرف وحی کی گئی ہے، تو اس میں، میں کسی ایسی چیز کو حرام نہیں پاتا۔“

بَابُ فِي أَكْلِ الضَّبُعِ

باب: لکڑ بگڑ کھانا

3801 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخُزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَارِثٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ

3800- اسنادہ صحیح، کما قال الحافظ ابن کثیر فی ”تحریر أحادیث التبیہ“ 368/ 1 وأخرجه الحاکم 115/ 4، وابن مردودہ فی ”نفسہ“ کما فی ”تفسیر ابن کثیر“ 347/ 3 من طریق ابی نعیم الفضل بن دکن، بهذا الإسناد. وصححه الحاکم، وسکت عہ الدہلی.

وخرجه الحاکم 317/ 2، وعہ الیہ فی 330/ 9

الزُّهْنِي بْنُ أَبِي عَمَّارٍ. عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ. قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَنْ الضَّبُعِ فَقَالَ: هُوَ صَيْدٌ وَيُجْعَلُ فِيهِ كَبْشٌ إِذَا صَاكَهُ الْمُحَرَّمُ

⑤ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے ضب کے بارے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: یہ ایک شکار ہے، اگر احرام والا شخص اس کا شکار کرتا ہے تو میں اس میں دھبے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ السِّبَاعِ

باب: درندوں کا گوشت کھانے کی ممانعت

3802 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ. عَنْ مَالِكٍ. عَنِ ابْنِ شِهَابٍ. عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ. عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْحُسَيْنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبْعِ

⑤ حضرت ابو ثعلبہ حسینی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”نبی اکرم ﷺ نے ہر نوکیلے دانتوں والے درندے (کا گوشت کھانے) سے منع کیا ہے“

3803 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ. حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ. عَنْ أَبِي بَلْطَرٍ. عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبْعِ. وَعَنْ كُلِّ ذِي مَخْلَبٍ مِنَ الظَّلِيمِ

⑤ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہر نوکیلے دانتوں والے درندے اور نوکیلے پنجوں والے پرندے کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

3804 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصْطَفَى. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ. عَنِ الزُّبَيْدِيِّ. عَنْ مَرْوَانَ بْنِ رُوْبَةَ الثَّغْلَبِيِّ. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَوْفٍ. عَنِ الْمَقْدَامِيِّ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ. عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا لَا يَجِلُّ ذُو نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَلَا الْجَمَارُ الْأَهْلِيَّةُ. وَلَا اللَّقْظَةُ مِنْ مَالٍ مُعَاهَدٍ إِلَّا أَنْ يُسْتَغْنَى عَنْهَا. وَأَيْمَارُ جُلٍ ضَافٍ قَوْمًا فَلَمْ يَقْرُوهَا فَإِنَّ لَهُ أَنْ يُعَقِّبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاةٍ

⑤ حضرت مقدام بن معدی کرب بن مہدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”خبردار نوکیلے دانتوں والا درندہ، یا پالتو گدھا، یا کسی ذی کالٹنے والا مال حلال نہیں ہے، البتہ اگر وہ کوئی ایسی چیز ہو، جس سے اس کا، لک بے نیاز ہو، تو حکم مختلف ہے، اور جو شخص کسی قوم کے پاس مہمان کے طور پر جائے اور وہ اس کی مہمان نوازی نہ کریں، تو سے اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مہمان نوازی کی مقدار میں ان سے کوئی چیز لے۔“

3805 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. عَنِ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ. عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ. عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ. وَعَنْ كُلِّ ذِي مَخْلَبٍ مِنَ الظَّلِيمِ

روایت: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر، نو کیلے دانتوں والے درندے اور نو کیلے بچوں والے پرندے کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا۔

3806 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ سُلَيْمَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ، عَنْ جَدِّهِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ، فَأَتَيْتُ الْيَهُودَ فَشَكُّوا أَنَّ النَّاسَ قَدْ أَسْرَعُوا إِلَى حَظَائِرِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا تَحِلُّ أَمْوَالُ الْمُعَاهِدِينَ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحَرَامٌ عَلَيْكُمْ حُمْرُ الْأَهْلِيَّةِ، وَخَيْلُهَا، وَبِغَالُهَا، وَكُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ، وَكُلُّ ذِي مَخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ

﴿﴾ حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غزوہ خیبر میں شرکت کی، یہودی آئے انہوں نے یہ شکایت کی کہ لوگوں نے ان کے مال مویشیوں کو لوٹ لیا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ذمیوں کا مال ان کے حق کے بغیر حلال نہیں ہے، اور تم پر پالتو گدھوں، گھوڑوں اور چروں اور ہر نو کیلے دانتوں والے درندے اور نو کیلے بچوں والے (پرندے کا گوشت) حرام ہے۔

3807 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ زَيْدٍ الصَّنَعَانِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْهَيْرِ، قَالَ: ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ أَكْلِ الْهَيْرِ، وَأَكْلِ ثَمَنِهَا

﴿﴾ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بلی کی قیمت سے منع کیا ہے۔

ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: بلی کھانے سے اور اس کی قیمت کھانے سے (منع کیا ہے)۔

بَابُ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ

باب: پالتو گدھوں کا گوشت کھانے کا حکم

3808 - حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا حَسَنُ الْبُصْطِي، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، أَخْبَرَنِي رَجُلٌ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَنْ تَأْكُلَ لُحُومَ الْحُمُرِ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَأْكُلَ لُحُومَ الْخَيْلِ، قَالَ عَمْرُو: فَأَخْبَرْتُ هَذَا الْخَبَرَ أَبَا الشَّعْثَاءِ، فَقَالَ: قَدْ كَانَ الْحَكَمُ الْغَفَارِيُّ فِينَا يَقُولُ هَذَا، وَأَبَى ذَلِكَ الْبَحْرِيُّ يُرِيدُ ابْنَ عَبَّاسٍ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: غزوہ خیبر کے دن نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس سے منع کر دیا، کہ ہم کدوؤں کا گوشت کھائیں، آپ نے ہمیں اجازت دی کہ ہم گھوڑوں کا گوشت کھا سکتے ہیں۔

مرو بیان کرتے ہیں: میں نے یہ روایت ابو شعثاء، کوسائی، تو وہ بولے: حضرت حکم غفاری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس موجود تھے وہ بھی

یہی بات بیان کرتے تھے، لیکن اس "سمندر" نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا، ان کی مراد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے، (جو علم کا سمندر تھے)۔

3809 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ غَالِبِ بْنِ الْبَحْرِ، قَالَ: أَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَلَمْ يَكُنْ فِي مَالِي شَيْءٌ أَطْعِمُ أَهْلِي إِلَّا شَيْءٌ مِنْ خُمُرٍ، وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ لِحَوْمِ الْخُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَصَابَتْنَا السَّنَةُ وَلَمْ يَكُنْ فِي مَالِي مَا أَطْعِمُ أَهْلِي إِلَّا سَيْمَانَ الْخُمُرِ، وَإِنَّكَ حَرَّمْتَ لِحَوْمَ الْخُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، فَقَالَ أَطْعِمُ أَهْلَكَ مِنْ سَيْمَنِ خُمُرِكَ، فَإِنَّمَا حَرَّمَهَا مِنْ أَجْلِ جَوَالِ الْقَرْيَةِ يَغْنَى الْجَلَالَةَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ: هَذَا هُوَ ابْنُ مَعْقِلٍ
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْقِلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بِحْرٍ، عَنْ تَابِثٍ مِنْ مَرْيَتَةِ أَنَّ سَيِّدَ مَرْيَتَةِ الْبَحْرَ أَبُو الْبَحْرِ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں قحط سالی لاحق ہو گئی، میرے مال میں سے میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں تھی، جو میں اپنے گھروالوں کو کھلا سکتا، صرف چند گدھے بچ گئے، جبکہ نبی اکرم ﷺ پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام قرار دے چکے تھے، میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! ہمیں قحط سالی لاحق ہو گئی ہے، اور میرے مال میں کوئی ایسی چیز نہیں بچی ہے، جو میں اپنے گھروالوں کو کھلا سکوں، صرف مرنے والے گدھے ہیں، جبکہ آپ پالتو جانوروں کے گوشت کو حرام قرار دے چکے ہیں، تو آپ نے فرمایا: تم اپنے گھروالوں کی اپنے مرنے والے گدھوں (کا گوشت) کھا دو، میں نے انہیں اس لیے حرام قرار دیا تھا، کیونکہ یہ گندگی کھانے والے جانور ہیں۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبدالرحمن نامی راوی عبدالرحمن بن معقل ہیں۔
امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک اور سند کے ساتھ یہ بات منقول ہے، راوی کہتے ہیں مزینہ قبیلے کے سردار حضرت ابجر رضی اللہ عنہ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) حضرت ابن ابجر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا۔

3810 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ، عَنْ رَجُلَيْنِ مِنْ مَرْيَتَةِ أَحَدُهُمَا عَنِ الْآخَرِ أَحَدُهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَوْنٍ وَالْآخَرُ غَالِبُ بْنُ الْبَحْرِ، قَالَ مِسْعَرٌ: أَرَى غَالِبًا الَّذِي آتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: راوی کا نام حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ ہے۔

3811 - حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ، حَدَّثَنَا وَهَبٌ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ

جذیه، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ تَحْوِيمِ الْحُمُرِ الْأَخْلِيَّةِ، وَعَنِ الْجَلَالَةِ، عَنْ رُكُوبِهَا وَأَكْلِ تَحِيهَا

❦ عمرو بن شعيب اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: غزوہ خیبر کے دن نبی اکرم ﷺ نے پانچ گھوڑوں کا گوشت کھانے اور گندگی کھانے والے جانوروں کا گوشت کھانے اور ان پر سوار ہونے سے منع فرما دیا تھا۔

بَابُ فِي أَكْلِ الْجَرَادَةِ

باب: مڈی دل کھانا

3812 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الشَّامِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى، وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُ، أَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، فَكُنَّا نَأْكُلُهُ مَقَّةً

❦ ابو یعفور بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے مڈی کھانے کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ چھ (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) سات غزوات میں شرکت کی ہے، ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے ہوئے، اسے کھالیا کرتے تھے۔

3813 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَجِ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ الزَّيْبَرِ قَانٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي عُمَانَ التَّهْدِجِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرَادِ، فَقَالَ: أَكْثَرُ جُنُودِ اللَّهِ، لَا أَكُلُهُ، وَلَا أَحْزَمُهُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْمُعْتَمِرُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عُمَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَذْكُرْ سُلَيْمَانَ.

❦ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے مڈی کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر ہے، لیکن میں اسے کھاتا نہیں ہوں اور میں اسے حرام قرار نہیں دیتا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے، تاہم اس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

3814 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا بْنُ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي الْعَوَّامِ جَزَارٍ عَنْ أَبِي عُمَانَ التَّهْدِجِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فَقَالَ: مِثْلُهُ، فَقَالَ:

3812 - سادہ صحیح، ابن ابی اوفی: هو عبد الله وأبو يعفور: هو وقشان البغدادي. وأخرجه البحاری (5495)، ومسلم (1952)، والترمذی (1925) و (1926) و (1927)، والنسائی (4356) و (4357) من طرق عن أبي يعفور البغدادي، عن ابن ابی اوفی، وهو في "مسند احمد" (19112)، و"صحیح ابن حبان" (5257).

أَكْثَرُ جُنْدِ اللَّهِ قَالَ عَلِيٌّ: اسْمُهُ فَايِدٌ. يَعْنِي أَبَا الْعَوَامِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْعَوَامِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَذْكُرْ سَلَمَانَ

⑤⑤ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:) ”اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر ہے“
علی نامی راوی کہتے ہیں: اس راوی کا نام یعنی ابو عوام نامی راوی کا نام فائدہ ہے۔
یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے، تاہم اس میں راوی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

بَابُ فِي أَكْلِ الطَّائِفِي مِنَ الشَّيْءِ

باب: جو مچھلی مر کر اوپر آ جائے، اس کو کھانا

3815 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَلْقَى الْبَحْرُ، أَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوهُ، وَمَا مَاتَ فِيهِ وَطْفًا، فَلَا تَأْكُلُوهُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَأَيُّوبُ، وَحَمَّادُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، أَوْ قُفُوهُ عَلَى جَابِرٍ وَقَدْ أُسْنِدَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيضًا مِنْ وَجْهِ ضَعِيفٍ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

⑤⑤ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو (جالور) سمندر باہر پھینک دے، یا جو جانور پانی کے پیچھے ہٹ جانے کی صورت میں، زمین پر رہ جائے اسے تم کھاؤ اور جو پانی کے اندر مر جائے اور پھر اوپر آ جائے، اسے تم نہ کھاؤ۔“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت دیگر استاد کے ہمراہ منقول ہے، تاہم ان راویوں نے اسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت کے طور پر نقل کیا ہے، اس روایت کو ایک ضعیف سند کے ساتھ مرفوع روایت کے طور پر بھی نقل کیا گیا ہے۔

بَابُ فِي الْمُضْطَرِّ إِلَى الْمَيْتَةِ

باب: جب آدمی مردار کھانے کے لیے مجبور ہو جائے

3816 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَجُلًا

تَزَلِ الْحَزَّةَ وَمَعَهُ أَهْلُهُ وَوَلَدُهُ فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ نَاقَةً لِي ضَلَّتْ فَإِنْ وَجَدْتَهَا فَأَمْسِكْهَا فَوَجَدَهَا. فَلَمْ يَجِدْ
صَاحِبَهَا فَمَرَّ ضَتْ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ: انْجَرَهَا فَأَبَى فَنَفَقَتْ فَقَالَتْ: اسْلُخْهَا حَتَّى تُقَدِّدَ شَحْمَتَهَا. وَلَحْمَهَا.
وَنَاسِكَهَا. فَقَالَ: حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَتَاهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ غَنَى يُغْنِيكَ،
قَالَ: لَا قَالَ: فَكُلُوا مَا قَالَ: فَجَاءَ صَاحِبُهَا فَأَخْبَرَهُ الْحَدِيثَ فَقَالَ: هَلَّا كُنْتَ تَحْزَنُهَا قَالَ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْكَ

❦❦ حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حرہ کے مقام پر پڑاؤ کیا، اس کے ساتھ اس کے بیوی بچے بھی تھے، ایک شخص نے اس سے کہا: میری ایک اونٹنی گم ہو گئی ہے، وہ اگر تمہیں ملے تو تم اسے پکڑ لینا، تو اس شخص نے (جس نے وہاں پڑاؤ کیا ہوا تھا) اس اونٹنی کو پالیا، لیکن پھر اسے اس اونٹنی کا مالک نہیں ملا، پھر وہ اونٹنی بیمار ہو گئی، تو (پڑاؤ کرنے والے شخص) کی بیوی نے اس سے کہا: تم اسے قربان کر دو، لیکن اس نے یہ بات نہیں مانی، پھر وہ اونٹنی مر گئی، تو اس عورت نے کہا: تم اس کی لہال اتار لو، تاکہ ہم اس کی چربی اور گوشت کو خشک کر لیں اور کھائیں، تو اس نے کہا: جب تک میں نبی اکرم ﷺ سے دریافت نہیں کرتا (اس وقت تک ایسا نہیں کروں گا) وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ سے اس بارے میں دریافت کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہے؟ جو تمہیں اس سے بے نیاز کر دے، اس نے عرض کی، جی نہیں، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اسے کھا لو۔

راوی بیان کرتے ہیں: اسی دوران اس اونٹنی کا مالک بھی آ گیا، اس شخص نے اسے ساری صورت حال بتائی، تو اس شخص نے کہا: تم نے اسے قربان کیوں نہیں کیا؟ تو اس شخص نے کہا: مجھے تم سے شرم آ گئی۔

3817 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ وَهَبٍ بْنُ عُقْبَةَ الْعَامِرِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، عَنِ الْفُجْجِيعِ الْعَامِرِيِّ، أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا يَحِلُّ لَنَا مِنَ الْمَيْتَةِ، قَالَ مَا طَعَامُكُمْ قُلْنَا: نَعْتَبِقُ وَنَضَطْبِخُ. قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ: فَتَرَكَ لِي عُقْبَةُ، قَدَحٌ غُدُوَّةٌ وَقَدَحٌ عَشِيَّةٌ. قَالَ: ذَلِكَ وَأَبَى الْجُوعُ فَأَحَلَّ لَهُمُ الْمَيْتَةُ عَلَى هَذِهِ الْحَالِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْغُبُوقُ: مِنْ آخِرِ النَّهَارِ، وَالصَّبُوحُ: مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ

❦❦ حضرت فجیع عامری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دریافت کیا: کون سا مردار ہمارے لیے حلال قرار ہوگا، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہاری خوراک کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہم غنہ ق و صبح کھاتے ہیں: ابو نعیم نامی راوی کہتے ہیں: عقبہ نے میرے سامنے اس کی وضاحت کی کہ ایک پیالہ صبح پیتے ہیں اور ایک پیالہ رات کو پیتے ہیں، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے باپ کی قسم! یہ تو سخت بھوک ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے اس صورت حال میں مردار کو حلال قرار دیا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غُبُوق سے مراد دن کے آخری حصے میں کوئی چیز کھانا اور پینا ہے اور صُبُوح سے مراد دن کے ابتدائی حصے میں (کوئی چیز کھانا اور پینا ہے)۔

بَابُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ لَوْثَيْنِ مِنَ الطَّعَامِ

باب: ایک وقت میں دو طرح کے کھانے ایک ساتھ کھانا

3818 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ، أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَدِدْتُ أَنْ عِنْدِي خُمُزَةٌ بَيْضَاءُ مِنْ بَرَّةٍ سَمَرَاءُ مُلَبَّقَةٌ بِسَنَنْ وَلَبَنٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَأَتَّخَذَهُ فُجَاءً بِهِ، فَقَالَ: فِي أَيِّ شَيْءٍ كَانَ هَذَا، قَالَ: فِي عُكَّةٍ صَبَّ، قَالَ: أَرْفَعُهُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَيُّوبُ لَيْسَ هُوَ السَّخْتِيَانِيُّ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”میرا جی چاہ رہا ہے کہ میں سفید گندم کی ایسی روٹی کھاؤں، جو گھی اور دودھ میں گوندھی گئی ہو، ایک شخص اٹھا وہ ایسی روٹی پکوا کر لے آیا، اس نے وہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: یہ گھی کس چیز میں تھا؟ اس نے عرض کی: وہ (کی کھل سے بنی ہوئی کچی میں) تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے اٹھا لو۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت منکر ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایوب نامی راوی سختیانی نہیں ہے۔

بَابُ أَكْلِ الْجُبْنِ

باب: پنیر کھانا

3819 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَنْصُورٍ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: أُنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبْنَةٍ فِي تَبُوكَ، فَدَعَا بِسِكِّينٍ، فَسَتَى وَقَطَعَ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: تبوک میں، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پنیر پیش کیا گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے چھری منگوائی، آپ نے اللہ کا نام لیا اور اسے کاٹ لیا۔

بَابُ فِي الْحَلِّ

باب: سرکہ کھانا

3820 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُخَارِبِ بْنِ دَثَارٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نِعْمَ الْإِدَامُ الْحَلُّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
 ”بہترین سالن سرکہ ہے“

3821 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، وَمُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُشْتَمِيُّ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ
 حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
 ”سرکہ بہترین سالن ہے“

بَابُ فِي أَكْلِ الثُّومِ

باب: لہسن کھانا

3822 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَافٍ، أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا، أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا، وَلِيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ وَإِنَّهُ أَتَى بِبَنْدٍ فِيهِ خَضِرَاتٌ، مِنَ الْبُقُولِ فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا، فَسَأَلَ، فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ فَقَالَ: قَرَّبُوهَا إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ، فَلَمَّا رَأَاهُ كَرِهَ أَكْلَهَا قَالَ: كُلْ فَإِنِّي أَكَاخِي، مَنْ لَا تُنَاجِي قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: بِبَنْدٍ فَشَرَّهَ ابْنُ وَهْبٍ طَبَقٌ
 حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص لہسن پیاز کھائے، وہ ہم سے دور رہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔“

راوی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایک برتن لایا گیا، جس میں ہزیاں پکی ہوئیں تھیں آپ کو اس میں سے بومسوس ہوئی، نبی اکرم ﷺ نے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ کو ان ہزیوں کے بارے میں بتایا گیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے قریب کر دو، نبی اکرم ﷺ نے اپنے پاس موجود صحابی کے بارے میں فرمایا کہ اس کے قریب کر دو، جب نبی اکرم ﷺ نے اس کو ملاحظہ فرمایا کہ وہ بھی اس کو کھانے کو ناپسند کر رہا ہے تو آپ نے فرمایا: تم اسے کھا لو، کیونکہ میں اس کے ساتھ بات چیت کرتا ہوں، جس کے ساتھ تم بات چیت نہیں کرتے ہو۔

احمد بن صالح کہتے ہیں: لفظ ”بدر“ کے بارے میں ابن وہب نے یہ وضاحت کی ہے کہ یہ لفظ طباق کے لیے استعمال ہوتا

3822 - إسناده صحيح، ابن شهاب: هو محمد بن مسلم الزهري، ويونس: هو ابن يزيد الأيلي، وابن وهب: هو عبد الله، وأخرجه البحري (855)، ومسلم (564) من طريق ابن شهاب الزهري، به. وأخرجه البخاري (854)، ومسلم (564)، والترمذي (1909)، والسنائي (707) من طريق ابن جريج، عن عطاء بن أبي رباح، به. وأخرجه مسلم (564) من طريق هشام الدستوائي،

3823 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو، أَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ، حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا الشَّجِيبِ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ، ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الشُّومُ وَالْبَصْلُ وَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَاشْدُدْ ذَلِكَ كُلَّهُ الشُّومُ، افْتَحَرَّمَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّوهُ وَمَنْ أَكَلَهُ مِنْكُمْ فَلَا يَقْرَبْ هَذَا الْمَسْجِدَ حَتَّى يَذْهَبَ رِيحُهُ مِنْهُ

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے سامنے لبسن اور پیاز کا ذکر ہوا، عرض کی گئی: یا رسول اللہ! سب چیزوں سے زیادہ لبسن کی ہوتی ہے، کیا آپ اسے حرام قرار دیتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اسے کھا سکتے ہو، البتہ تم میں سے جو کوئی اس کو کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، اس وقت تک، جب تک اس کی بو ختم نہیں ہو جاتی۔

3824 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، أَظْنَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَفَلَّ مِحْجَاةَ الْقِبْلَةِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَفْلُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَمَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الْبَقْلَةِ الْخَبِيثَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا ثَلَاثًا

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ”جو شخص قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکے گا، جب وہ قیامت کے دن آئے گا، تو اس کا تھوک، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لگا ہوا ہوگا، اور جو شخص یہ ناپسندیدہ سبزی کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔“ یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔

3825 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسَاجِدَ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ”جو شخص اس درخت (کاپھل) کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔“

3826 - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخٍ، حَدَّثَنَا أَبُو هِلَالٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: أَكَلْتُ ثُومًا فَأَتَيْتُ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سَبَقَتْ بِرْ كَعَةٍ، فَلَمَّا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَجَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِيحَ الثُّومِ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ قَالَ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبْنَا حَتَّى يَذْهَبَ رِيحُهَا أَوْ رِيحُهُ فَلَمَّا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ جُئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَاللَّهِ لَتُعْطِيَنِي يَدَكَ، قَالَ: فَأَدْخَلْتُ يَدَهُ فِي كُمِي فَمِصَصِي إِلَى صَدْرِي فَإِذَا أَنَا مَعْصُوبُ الصَّدْرِ، قَالَ: إِنَّ لَكَ عَذْرًا

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے لبسن کھایا، میں مسجد میں حاضر ہوا، میری ایک رکعت

فوت ہو چکی تھی، جب میں مسجد میں داخل ہوا، تو نبی اکرم ﷺ نے لبس کی بو محسوس کر لی، نبی اکرم ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا: ”جو شخص یہ سبزی کھائے، وہ ہمارے قریب نہ آئے، جب تک اس کی بو ختم نہیں ہو جاتی۔“

راوی کہتے ہیں: جب میں نے نماز مکمل کر لی، تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! آپ اپنا ہاتھ مجھے ضرور پکڑائیے، راوی بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کا دست مبارک اپنی قمیص کی آستین میں سے لے جا کے، اپنے سینے پر رکھا، تو میرے سینے پر پٹی بندھی ہوئی تھی، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں عذر لاحق ہے (یعنی تم اسے کھا سکتے ہو)۔

3827 - حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مِيسْرَةَ يَغْنِي الْعَطَّارَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ، وَقَالَ: مَنْ أَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ: إِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ أَكْلِيهِمَا فَأَمِيتُوهُمَا طَبْعًا قَالَ: يَغْنِي الْبَصَلَ وَالثُّومَ

❦❦ معاویہ بن قرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ان دو درختوں سے منع کیا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جو انہیں کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب بالکل نہ آئے“

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: ”اگر تم نے ان کو ضرور ہی کھانا ہے، تو ان کو پکا کر ان کی بو ختم کر لو“

راوی کہتے ہیں: یعنی پیاز اور لہسن۔

3828 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا الْجَرَّاحُ أَبُو وَكَيْعٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ شَرِيكَ، عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: نَهَى عَنْ أَكْلِ الثُّومِ إِلَّا مَطْبُوعًا قَالَ أَبُو دَاوُدَ: شَرِيكَ بْنُ حَنْبَلٍ

❦❦ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لہسن کھانے سے منع کیا گیا ہے، البتہ اگر پکا یا گیا ہو، تو (حکم مختلف ہے)۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شریک نامی راوی سے مراد شریک بن حنبل ہے۔

3829 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا ح وَحَدَّثَنَا حَيُّوَةُ بْنُ شَرِيحٍ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ، عَنْ بَجِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي زِيَادٍ خِيَارِ بْنِ سَلَمَةَ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ، عَنِ الْبَصْلِ، فَقَالَتْ: إِنَّ آخِرَ طَعَامٍ أَكَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامٌ فِيهِ بَصْلٌ

❦ ابوزیاد خیاری بن سلمہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیاز کے بارے میں دریافت کیا، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے سب سے آخری مرتبہ جو کھانا تناول فرمایا تھا، اس میں پیاز شامل تھی۔

بَابُ فِي الثَّمَرِ باب: کھجور (کھانا)

3830 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفِصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى، عَنْ يَزِيدَ الْأَعْمُورِ، عَنْ يَوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ كِسْرَةً مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً. وَقَالَ: هَذِهِ إِذَا مَا هَذِهِ

: زنا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے، حضرت یوسف بن حنفیہ بیان کرتے ہیں:

میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، آپ نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا، اس پر کھجور رکھی اور آپ نے فرمایا: یہ اس کا سالن ہے۔

3831 - حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُثْبَةَ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ، جِيَاعٌ أَهْلُهُ

☺☺ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "جس گھر میں کھجور موجود نہ ہو، اس گھر والے بھوکے ہوتے ہیں"

بَابُ فِي تَفْتِيشِ الثَّمَرِ الْمُسْوَسِ عِنْدَ الْأَكْلِ باب: کھاتے وقت کیڑا لگی ہوئی کھجور کو صاف کرنا

3832 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ، حَدَّثَنَا سَلَمُ بْنُ قُتَيْبَةَ أَبُو قُتَيْبَةَ، عَنْ هَمَامٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ أَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَرَّ عَتِيقِي فَيَجْعَلُ يَفْتِشُهُ يُخْرِجُ الشُّوسَ مِنْهُ

☺☺ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے سامنے پرانی کھجور پیش کی گئی، آپ نے اس کا اچھی طرح جائزہ لیا اور اس میں سے خراب حصہ نکال دیا۔

3833 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا هَمَامٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِي بِالثَّمَرِ فِيهِ كُوْدٌ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ

☺☺ اسحاق بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کھجور پیش کی گئی، جس میں کیڑا لگا ہوا تھا، اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے۔

بَابُ الْإِقْرَانِ فِي الثَّمَرِ عِنْدَ الْأَكْلِ

باب: کھاتے وقت، کھجوریں ایک ساتھ کھانا

3834 - حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنْ ابْنِ عُمرَةَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِقْرَانِ، إِلَّا أَنْ تَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَكَ ۖ ۞ ۞ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دو کھجوریں ایک ساتھ کھانے سے منع کیا ہے، البتہ اگر تم اپنے ساتھی سے اجازت لے لو، (تو حکم مختلف ہے)۔

بَابُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ لَوْنَيْنِ فِي الْأَكْلِ

باب: کھاتے وقت، دو قسم کی چیزیں ایک ساتھ کھانا

3835 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الشَّامِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَأْكُلُ الْقِثَاءَ بِالرُّطْبِ ۖ ۞ ۞ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کھجور کے ساتھ گڑی ملا کر کھایا کرتے تھے۔

3836 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ نَصِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَأْكُلُ الْبَطِيطِخَ بِالرُّطْبِ فَيَقُولُ: نَكِيرٌ حَرٌّ هَذَا بِهَذَا، وَهَذَا بِهَذَا ۖ ۞ ۞ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ تربوز کے ساتھ کھجور ملا کر کھایا کرتے تھے، آپ یہ فرماتے تھے: ہم اس کی گرمی کو، اس کی ٹھنڈک کے ذریعے اور اس کی ٹھنڈک کو، اس کی گرمی کے ذریعے ختم کر دیتے ہیں۔

3837 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مَرْزُودٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ ابْنِ بُسَيْرٍ السُّلَمِيِّ قَالَا: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدَّمَتْ زُبْدًا وَتَمْرًا وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ وَالثَّمَرَ ۖ ۞ ۞ سلیم بن عامر بیان کرتے ہیں: بسر سلمی کے دو صاحبزادوں نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے مکھن اور کھجور پیش کیا، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو مکھن اور کھجور پسند تھے۔

بَابُ الْأَكْلِ فِي آنِيَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ

باب: اہل کتاب کے برتن استعمال کرنا

3838 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، وَاسْمَاعِيلُ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عَطَاءٍ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتُصِيبُ مِنْ آيَةِ الْمُسْرِ كِلَيْنِ، وَأَسْقِيَتَهُمْ فَتُسْتَمْتَعُ بِهَا، فَلَا يَعْيبُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ

*** حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جنگ میں حصہ لیا، ہمیں مشرکین کے برتن اور مشکیزے ملے، تو ہم نے انہیں استعمال کیا، نبی اکرم ﷺ نے اس حوالے سے لوگوں پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

3839 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ رَبِيعٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مُسْلِمِ بْنِ مُشْكِمٍ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْحُسَيْنِيِّ، أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنْكَأَ نَجَاوِرُ أَهْلِ الْكِتَابِ وَهُمْ يَطْبَخُونَ فِي قُدُورِهِمُ الْخَزِيرَ وَيَشْرَبُونَ فِي آيَتِهِمُ الْخَمْرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَكُلُوا فِيهَا وَاشْرَبُوا، وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا غَيْرَهَا فَارْحَضُوا بِالنَّاءِ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا

*** حضرت ابو ثعلبہ حسینی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا، ہم اہل کتاب کے پڑوس میں رہتے ہیں، وہ لوگ اپنی ہنڈیاؤں میں خنزیر کا گوشت پکاتے ہیں، وہ اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں، (تو ان کی ہنڈیاؤں اور برتنوں کا کیا حکم ہوگا؟) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں ان کے علاوہ کوئی برتن مل جاتا ہے، تو تم اس میں کھڑا اور پیو، اور اگر تمہیں اس کے علاوہ کوئی برتن نہیں ملتا، تو تم اسے پانی کے ذریعے اچھی طرح دھو لو، اور (اس میں) کھاؤ اور پی لو۔

بَابُ فِي كَوَابِ الْبَحْرِ

باب: سمندری جانوروں کا حکم

3840 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ عَلَيْنَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ نَسْلُقِي عِزَّ الْقُرَيْشِ، وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِنْ تَمْرٍ لَمْ تَجِدْ لَهُ غَيْرَهُ، فَكَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ يُعْطِينَا تَمْرَةً تَمْرَةً، كُنَّا نَمْضُهَا كَمَا يَمَضُ الصَّبِيُّ، ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ النَّاءِ، فَتَكْفِينَا يَوْمَنَا إِلَى اللَّيْلِ، وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعَصِيَّتِنَا الْحَبْطَ ثُمَّ نَبْلُهُ بِالنَّاءِ، فَتَأْكُلُهُ، وَانْطَلَقْنَا عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَرَفَعْنَا كَهَيْئَةِ الْكَيْسِ الضَّخِيمِ، فَأَتَيْنَاهُ فَإِذَا هُوَ دَابَّةٌ تُدْعَى الْعَنْبَرُ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ:

3840 - إسنادہ صحیح، وأبو الزبير - وهو محمد بن مسلم بن قنبر المكي - قد صرح بالسماع عند أحمد (14337) فانتم شبهة تدليس، على أنه متابع، وأخرجه البخاري (4362) مختصراً، ومسلم (1935)، والنسائي (4353) و (4354) من طريق أبي الزبير المكي، به وهو في "مسند أحمد" (14256)، و"صحيح ابن حبان" (5261 - 5259)، وأخرجه مطولاً ومختصراً البخاري (2483) و (2983) و (4365)، ومسلم (1935)، وابن ماجه (4159)، والترمذي (2643)، والنسائي (4351) من طريق وهب بن كيسان، والبخاري (4361) و (4362) و (5493) و (5494)، ومسلم (1935)، والنسائي (4352) من طريق عمرو بن دينار، ومسلم (1935) من طريق عبد الله بن مقسم، ثلاثتهم عن جابر بن عبد الله، وهو في "مسند أحمد" (14286) و (14315) و (14337)،

مَبْنِيَّةٌ وَلَا تَحِلُّ لَنَا، ثُمَّ قَالَ: لَا، بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَقَدْ اضْطُرَرْتُمْ إِلَيْهِ فَكُلُوا، فَأَقْنَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ حَتَّى سَمِنَّا، فَلَمَّا قَدِمْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: هُوَ رِزْقُ أَخْرَجَهُ اللَّهُ لَكُمْ، فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْيِهِ شَيْءٌ فَتُطْعِمُونَا مِنْهُ، فَأَرْسَلْنَا مِنْهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَكَلَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ایک (جنگی مہم) پر روانہ کیا، آپ نے حضرت

ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا کوہارا امیر مقرر کیا، ہم قریش کے ایک قافلے کی گھات میں تھے، نبی اکرم ﷺ نے زادراہ کے طور پر ہمیں کھجوروں کا ایک تھیلا عطا کر دیا، ہمیں اس کے علاوہ اور کوئی چیز (زادراہ) کے طور پر نہیں ملی تھی، حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہمیں ایک ایک کھجور دیا کرتے تھے، ہم اسے اس طرح چوستے تھے، جس طرح بچہ چوستا ہے، اس کے بعد ہم پانی پی لیتے تھے، تو یہ ہمارے لیے پورے دن کے لیے کافی ہو جاتا تھا، کبھی ہم اپنی لاشیوں کے ذریعے درختوں کے پتے جھاڑتے تھے اور انہیں ہم پانی میں بھگو کر کھا لیتے تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں: ہم ساحل سمندر پر چلتے ہوئے جارہے تھے، اسی دوران ایک بڑے ٹیلے جیسی کوئی چیز نظر آئی، جب ہم اس کے پیچھے پاس آئے، تو وہ ایک جانور تھا، جسے عنبر کہا جاتا تھا، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ مردار ہے، یہ ہمارے لیے حلال نہیں ہے، پھر انہوں نے فرمایا: جی نہیں، ہم اللہ کے رسول کے بھیجے ہوئے ہیں اور اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکلے ہیں، تم لوگ اسے استعمال کرنے پر مجبور ہو، تو تم اسے کھا لو، راوی کہتے ہیں: ہم نے وہاں ایک مہینہ قیام کیا ہماری تعداد تین سو تھی، ہم نے اسے اتنا کھایا کہ مولے تازے ہو گئے، جب ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ رزق ہے، جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نکالا تھا، کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ ہے؟ اگر ہے تو اس میں سے ہمیں بھی کھلاؤ، راوی کہتے ہیں: تو ہم نے اس میں سے کچھ گوشت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا، تو آپ ﷺ نے اسے کھالیا۔

بَابُ فِي الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي السَّمَنِ

باب: جب چڑھاگھی میں گر جائے (تو اس کا حکم کیا ہے؟)

3841- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سَفِيَّانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ،

عَنْ مَيْمُونَةَ، أَنَّ فَأْرَةً وَقَعَتْ فِي سَمَنِ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَلْقُوا مَا حَوْلَهَا وَكُلُوا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک چوہا گھی میں گر گیا، نبی

اکرم ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے آس پاس (کے گھی) کو نکال دو اور باقی کو کھا لو۔

3842- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، وَالحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَاللَّفْظُ لِلْحَسَنِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا

مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا وَقَعَتِ الْفَأْرَةُ فِي السَّنَنِ فَإِنْ كَانَ جَامِدًا فَالْقُوْهَا، وَمَا حَوْلَهَا، وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرُبُوْهُ قَالَ: الْحَسَنُ قَالَ: عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَرِثَمًا حَدَّثَنَا بِهِ مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب چوہا گھی میں گر جائے تو اگر وہ گھی جما ہوا ہو، تو اس چوہے کو اور اس کے آس پاس کے گھی کو پھینک دو اور اگر پگھلا ہوا ہو، تو تم اس کے قریب نہ جاؤ۔“

یہی روایت ایک اور سند کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

3843 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بُذَوَيْهِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ ابْنِ الْمُسَيْبِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی مانند روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَابُ فِي الذُّبَابِ يَقَعُ فِي الطَّعَامِ

باب: جب مکھی کھانے میں گر جائے

3844 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِثَاءِ أَحَدِكُمْ، فَاْمُقْلُوْهُ فَإِنْ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءٌ، وَفِي الْآخَرِ شِفَاءٌ، وَإِنَّهُ يَتَّبِعِي بِحَتَّاجِهِ الَّذِي فِيهِ الدَّاءُ فَلْيَغْرِسْهُ كُلَّهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب کسی کے برتن میں مکھی گر جائے، تو اسے اس کو (برتن) میں ڈبو لینا چاہیے، کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہوتی ہے اور دوسرے میں شفاء ہوتی ہے، اور یہ اس پر کے ذریعے پھرتی ہے، جس میں بیماری ہوتی ہے۔“

بَابُ فِي اللَّقْمَةِ تَسْقُطُ

باب: جب لقمہ نیچے گر جائے؟

3845 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

لَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لِعَقِّ أَصَابِعِهِ الثَّلَاثَ، وَقَالَ: إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيُحِطْ
غَنَّا الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ وَأَمَرَنَا أَنْ نَسْلُكَ الصَّخْفَةَ. وَقَالَ: إِنْ أَحَدُكُمْ لَا يَنْدِرِي فِي
أَبِي طَعَامِهِ يُبَارِكْ لَهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب کچھ کھاتے تھے، تو آپ ﷺ تین انگلیوں کے
درمیان کھاتے تھے، آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے: جب کسی شخص کا لقمہ گر جائے تو اس کو چاہیے کہ اس پر گئی ہوئی آلودگی کو صاف
کر کے اسے کھالے اور اس کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں علم دیا تھا کہ ہم برتن کو انگلی سے پونچھ لیں۔
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ اس کے کھانے کے کون سے حصے میں اس کے لیے برکت رکھی گئی ہے؟

بَابُ فِي الْخَادِمِ يَأْكُلُ مَعَ الْمَوْلَى

باب: خادم کا آقا کے ساتھ کھانا

3846 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا صَنَعَ لِأَحَدِكُمْ خَادِمُهُ طَعَامًا ثُمَّ جَاءَهُ بِهِ وَقَدْ وَلِيَ حَزْرَهُ وَدُخَانَهُ،
فَلْيُقِمْهُ مَعَهُ لِيَأْكُلَ، فَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوعًا فَلْيَضَعْ فِي يَدِهِ مِنْهُ أَكْلَةً أَوْ أَكْلَتَيْنِ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب کسی شخص کا خادم اس کے لیے کھانا تیار کرے اور پھر وہ اس کھانے کو لے کر آئے تو اس نے تپش اور دھوئیں کو
برداشت کیا ہے، تو آدی کو چاہیے اس خادم کو اپنے ساتھ بٹھائے، تاکہ وہ بھی کھالے، اگر کھانا کم ہو تو آدی کو کھانے میں
سے دو یا تین لقمے، اس خادم کے ہاتھ میں رکھ دینے چاہئیں۔“

بَابُ فِي الْمُنْدِيلِ

باب: (کھانے کے بعد) رومال استعمال کرنا

3847 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحَنَّ يَدَهُ بِالْمُنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَهَا، أَوْ يُلْعِقَهَا
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب کوئی شخص کھانا کھائے، تو اپنے ہاتھ کو رومال سے اس وقت تک نہ پونچھے، جب تک وہ اس کو پاٹ نہیں لیتا، یا
چنوا نہیں لیتا۔“

3848 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ وَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ حَتَّى يَنْعَقَهَا

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے، اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ تین انگلیوں کے ذریعے کھاتے تھے، اور ہاتھ کو اس وقت تک کپڑے وغیرہ سے نہیں پونچھتے تھے، جب تک چاٹ نہیں لیتے تھے۔

بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا طَعِمَ

باب: آدمی جب کھانا کھالے، تو کیا پڑھے؟

3849 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رُفِعَتِ الْمَائِدَةُ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرُ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدِّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنَى عَنْهُ رَبَّنَا

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا دسترخوان جب اٹھایا جاتا (یعنی جب آپ کھانا کھا کر فارغ ہوتے) تو یہ دعا پڑھتے تھے:

”ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے، جو زیادہ ہو، پاکیزہ ہو، اس میں برکت موجود ہو، اس میں کفایت میں نہ کی گئی ہو، اور اس کو چھوڑا نہ گیا ہو، اور ہمارا پروردگار اس سے بے نیاز نہ ہو۔“

3850 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْوَاسِطِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رِيَّاحٍ، عَنْ أَبِيهِ أَوْ غَيْرِهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب کھانا کھا کر فارغ ہوتے تو یہ پڑھتے تھے:

”ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے، جس نے ہمیں کھلایا، جس نے ہمیں پلایا اور جس نے ہمیں مسلمان بنایا۔“

3851 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي عَقِيلٍ الْقُرَشِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَسَقَى وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب کچھ کھایا پی لیتے تھے، تو یہ پڑھتے تھے:

”ہر طرح کی حمد اللہ کے لیے مخصوص ہے، جس نے کھلایا اور پلایا اور اسے خوشگوار بنایا اور اس کے باہر نکلنے کا اندام بھی

بَابُ فِي غَسْلِ الْيَدِ مِنَ الطَّعَامِ

باب: کھانے کے بعد ہاتھ دھونا

3852 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَامَ وَفِي يَدَيْهِ عَمْرٌ، وَلَمْ يَغْسِلْهُ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جو شخص ایسی حالت میں سو جائے، کہ اس کے ہاتھ میں چکنائی لگی ہوئی ہو، جسے اس نے دھویا نہ ہو، تو پھر اگر کوئی چیز اسے نقصان پہنچائے، تو وہ صرف اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ لِرَبِّ الطَّعَامِ إِذَا أَكَلَ عِنْدَهُ

باب: کھانے کے بعد میزبان کے لیے دعا کرنا

3853 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَزِيدَ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِي، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: صَنَعَ أَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيْهَانِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَعَامًا فَدَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْصَابَهُ فَلَمَّا فَرَّغُوا قَالَ: أَتَيْبُوا أَخَاكُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا إِتَابُهُ؟ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ فَأَكَلَ طَعَامَهُ، وَشَرِبَ شَرَابَهُ، فَدَعَا إِلَيْهِ فَذَلِكَ إِتَابُهُ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ابو ہيثم بن تيهان رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا اس نے نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کو بلوایا، جب یہ حضرات کھانا کھا کر فارغ ہو گئے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کو اس کو بدلہ دو، لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس کا بدلہ کیا ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کسی شخص کے گھر جایا جائے، تو اس کے لیے دعا کی جانی چاہیے، یہ اس کے لیے، اس کا بدلہ ہوگا۔“

3854 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَجَاءَ بِخُبْزٍ وَزَيْتٍ، فَأَكَلَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْطَرْتُكُمْ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامُكُمْ الْإِبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے، تو وہ روٹی اور روغن زیتون لے کر آ گئے، نبی اکرم ﷺ نے اسے کھالیا، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”تمہارے پاس روزہ داروں نے افطاری کی ہے، نیک لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا ہے اور فرشتوں نے تمہارے لیے دعائے رحمت کی ہے۔“

کِتَابُ الطِّبِّ

کتاب: طب کے بارے میں روایات

بَابُ فِي الرَّجُلِ يَتَدَاوَى

باب: آدمی کا دوا لے استعمال کرنا

3855- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمِرِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِهِمُ الطَّيْرُ، فَسَلَّمْتُ ثُمَّ قَعَدْتُ، فَجَاءَ الْأَعْرَابُ مِنْ هَاهُنَا وَهَاهُنَا، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنْتَدَاوَى، فَقَالَ: تَدَاوُوا فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً، غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ الْهَرَمُ

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ کے اصحاب یوں تھے، جسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا، کچھ دیر باقی ادھر سے اور ادھر سے آئے اور انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ہم دوا استعمال کریں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم دوا استعمال کیا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری پیدا کی ہے، اس کے لیے دوا بھی بنائی ہے، صرف ایک بیماری کے لیے ایسا نہیں ہے، وہ بڑھا پاتا ہے۔

بَابُ فِي الْحِمِيَّةِ

باب: پرہیز کرنا

3856- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ وَأَبُو عَامِرٍ - وَهَذَا لَفْظُ أَبِي عَامِرٍ - عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ صَعْصَعَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ عَنْ أَمْرِ الْمُنْذِرِ بِنْتِ قَيْسِ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَلِيٌّ نَاقَهُ وَلَنَا دَوَالِي مُعَلَّقَةٌ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَامَ عَلِيٌّ لِيَأْكُلَ، فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِعَلِيٍّ: مَهْ إِنَّكَ نَاقَهُ حَتَّى كَفَّ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ. قَالَتْ: وَصَنَعْتُ شَعِيرًا وَسَلَقًا، فَجِثْتُ بِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ احْصِبْ مِنْ هَذَا فَهُوَ أَنْفَعُ لَكَ

3855- إساده صحيح، وأخرجه ابن ماجه (3436)، والترمذي (2159)، والنسائي في "الكبرى" (7511) و (7512) من طريق زياد بن علقمة، وهو في "مسند أحمد" (18454)، و"صحيح ابن حبان" (6061).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ هَارُونُ الْعَدَوِيَّةُ

روى سیدہ ام منذر بنت قیس انصاریہ فی بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نقاہت کا شکار تھے ہماری کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے، نبی اکرم ﷺ نے انہیں کھانا شروع کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کھانے لگے، تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم رک جاؤ، کیونکہ تم ابھی نقاہت کا شکار ہو، (یعنی بیماری سے اٹھے ہو) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ رک گئے، وہ خاتون بیان کرتی ہیں: میں نے جوار چقندر پکائے، میں انہیں لے کر آئی، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے علی! تم انہیں لو، یہ تمہارے لیے زیادہ فائدہ مند ہیں۔

امام ابوداؤد بسند صحیح فرماتے ہیں: ہارون نامی راوی نے یہ کہا ہے کہ ابوداؤد نامی راوی یہ کہتے ہیں: وہ خاتون عدویہ تھیں۔

بَابُ فِي الْحِجَامَةِ

باب: پچھنے لگوانا

3857- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِمَّا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ خَيْرٌ فَالْحِجَامَةُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”تم لوگ دوا کے طور پر جو چیز استعمال کرتے ہو، اگر ان میں سے کسی میں بھلائی ہے تو وہ پچھنے لگانا ہے۔“

3858- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي الْمَوَالِي، حَدَّثَنَا قَائِدٌ، مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ مَوْلَاهُ، عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ جَدِّهِ سَلَسَى خَادِمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: مَا كَانَ أَحَدٌ يَشْتَكِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَجَعًا فِي رَأْسِهِ إِلَّا قَالَ: اخْتَجِمُوا، وَلَا وَجَعًا فِي رِجْلَيْهِ إِلَّا قَالَ اخْضَبُوهَا

سیدہ سلمہ رضی اللہ عنہا، جو نبی اکرم ﷺ کی خادمہ تھیں، وہ بیان کرتی ہیں: جب بھی کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس سر میں درد کی شکایت لے کر آیا، تو آپ یہی فرماتے: تم پچھنے لگواؤ اور جب کوئی پاؤں میں درد کی شکایت لے کر آتا، تو آپ ﷺ یہ فرماتے: تم مہندی لگاؤ۔

3857- صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن من أجل محمد بن عمرو - وهو ابن علقمة الليثي - أبو سلمة: هو ابن عبد الرحمن بن عوف، وحماد هو ابن سلمة، وأخرج ابن ماجه (3476) من طريق حماد بن سلمة، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (8513)، و"صحيح ابن حبان" (6078)، وفي الباب عن أنس بن مالك عند البخاري (5696)، ومسلم (1577)، والترمذي (1324) بلفظ: "إن أمثل - وهي رواية: حبر - ما تداويتم به الحجامة والقيط البحرى." وعن جابر بن عبد الله، عند البخاري (5683)، ومسلم (2205)

بَابُ فِي مَوْضِعِ الْحِجَامَةِ

باب: پچھنے لگوانے کی جگہ

3859 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ابِرَاهِيمَ الدِمَشْقِيُّ وَكَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ ابْنِ تَوْبَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ - قَالَ: كَثِيرٌ إِنَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْتَجِمُ عَلَى هَامَتِهِ، وَبَدَنَ كِتْفَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: مَنْ أَهْرَأَ مِنْ هَذِهِ الدِّمَاءِ، فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ لَا يَتَدَاوَى بِشَيْءٍ لَشَيْءٍ

*** حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اپنے سر پر اور دونوں کندھوں کے درمیان پچھنے لگواتے تھے، آپ یہ فرماتے تھے:

”جو شخص ان مقامات سے کچھ خون بہا دے، تو اگر وہ کسی بیماری کے لیے کوئی اور دوا استعمال نہیں کرتا، تو بھی اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔“

3860 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ ابِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَجَمَ ثَلَاثًا فِي الْأَخْدَعَيْنِ، وَالْكَاهِلِ قَالَ مُعَمَّرٌ: اخْتَجَمْتُ فَذَهَبَ عَقْلِي حَتَّى كُنْتُ الْقَنْ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ فِي صَلَاتِي، وَكَانَ اخْتَجَمَ عَلَى هَامَتِهِ

*** حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے گردن کی دونوں طرف کی رگوں اور کندھے کے درمیان میں تین مرتبہ پچھنے لگوائے۔

معمر بیان کرتے ہیں: میں نے پچھنے لگوائے تو میری یادداشت خراب ہو گئی، یہاں تک کہ مجھے نماز کے دوران سورۃ فاتحہ میں بھی لقمہ دیا جاتا تھا، راوی کہتے ہیں: انہوں نے اپنے سر پر پچھنے لگوائے تھے۔

بَابُ مَتَى تُسْتَحَبُّ الْحِجَامَةُ

باب: کب پچھنے لگوانا مستحب ہے

3861 - حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَمْعِيُّ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اخْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ، وَتِسْعَ عَشْرَةَ، وَاحِدَى وَعِشْرِينَ، كَانَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ

*** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص 17، 19 یا 21 تاریخ کو پچھنے لگوائے، تو یہ ہر بیماری کے لیے شفا ہوگی۔“

کیا ہے، ہم نے (ایک مرتبہ علاج کے طور پر) داغ لگوائے، لیکن نہ تو ان میں کامیابی حاصل ہوئی اور نہ ہی ان کا فائدہ ہوا۔
امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: راوی کہتے ہیں: وہ فرشتوں کے سلام کرنے کی آواز سنا کرتے تھے، جب انہوں نے داغ لگوائے تو یہ آواز آتا بند ہوگئی، جب انہوں نے یہ عمل ترک کر دیا تو وہ پھر آنے لگی۔

3866 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَى سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ مِنْ رَمِيَّتِهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو تیر لگنے کی جگہ پر (زخم کی جگہ پر) داغ لگوائے تھے۔

بَابُ فِي السَّعُوطِ

باب: ناک میں دوا ڈالنا

3867 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَطَّ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ناک میں ڈالی جانے والی دوا کی استعمال کی تھی۔

بَابُ فِي النُّشْرَةِ

باب: منتر پڑھنا

3868 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا عَقِيلُ بْنُ مَعْقِلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ مُسَيْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّشْرَةِ فَقَالَ: هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے منتر پڑھنے کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: یہ شیطان کا عمل ہے۔

بَابُ فِي التَّرْيَاقِ

باب: تریاق کا بیان

3869 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا شَرَّاحِيلُ بْنُ يَزِيدَ الْمُعَافِرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعِ التَّنُوخِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا أَبَالِي مَا أَتَيْتُ إِنْ أَنَا شَرِبْتُ تَرْيَاقًا، أَوْ تَعَلَّقْتُ

تَمِيَةً، أَوْ قُلْتُ الشَّعْرَ مِنْ قَبْلِ نَفْسِي

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةٌ وَقَدْ رَخَّصَ فِيهِ قَوْمٌ يَعْنِي التَّرْيَاقَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ میں کیا کرتا ہوں، اگر میں نے تریاق پیا ہوا ہو، یا تعویذ لٹکایا ہوا ہو، یا اپنی طرف سے

شعر کہا ہوا ہو“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ نبی اکرم ﷺ کے لیے مخصوص ہے، جب کہ بعض حضرات نے اس کے بارے میں رخصت

دی ہے، یعنی تریاق کے بارے میں رخصت دی ہے۔

بَابُ فِي الْأَكْوِيَةِ الْمَكْرُوهَةِ

باب: ناپسندیدہ دوائیں

3870- قَالَ: لَنَا حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي اسْحَاقَ، عَنْ

مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خبیث دوا (استعمال کرنے) سے منع کیا ہے۔

3871- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ

الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ: أَنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضِفْدَعٍ يَجْعَلُهَا فِي

دَوَاءٍ، فَتَهَاكُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا

﴿﴾ عبدالرحمن بن عثمان بیان کرتے ہیں: ایک معالج نے نبی اکرم ﷺ سے مینڈک کے بارے میں دریافت کیا، کہ کیا وہ

اسے دوا میں استعمال کر سکتا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے اس کو مارنے سے منع کر دیا۔

3872- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَسَا سُمْمَا فُسِّئَتْهُ فِي يَدِهِ، يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا

مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص زہر پی لے گا (آخرت میں) وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا، جسے وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ پیتا رہے گا۔“

3873- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَاثِلٍ، عَنْ أَبِيهِ ذَكَرَ

3872- إساده صحيح، أبو صالح: هو ذكران السقان، والأعمش: هو سليمان بن مهران، وأبو معاوية: هو محمد بن حازم الصيرفي، وأخرجه

البحاري (5778)، ومسلم (109)، وابن ماجه (3460)، والترمذي (2167 - 2165)، والنسائي (1965) من طريق سليمان الأعمش، به، وهو في "مسند أحمد" (7448)، و"صحيح ابن حبان" (5986).

طَارِقُ بْنُ سُوَيْدٍ أَوْ سُوَيْدُ بْنُ طَارِقٍ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ، فَتَنَاهَا، ثُمَّ سَأَلَهُ فَتَنَاهَا فَقَالَ لَهُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ رَأَيْتَهَا كَوَاءً، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا، وَلَكِنَّهَا دَاءٌ

❦❦ حضرت طارق بن سويد رضی اللہ عنہ (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں: حضرت سويد بن طارق رضی اللہ عنہ) نے نبی اکرم ﷺ سے شراب کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ نے انہیں اس سے منع کر دیا، انہوں نے پھر آپ سے دریافت کیا، تو آپ نے پھر منع کر دیا، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! یہ دوا (کے طور پر استعمال ہوتی ہے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بلکہ یہ بیماری ہے۔

3874 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَثَائِشٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عَمْرَانَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أُمِّ الدُّدَاءِ، عَنْ أَبِي الدُّدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالذَّوَاءَ، وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِمَحْرَمٍ

❦❦ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوائی (دووں) نازل کی ہیں اور اس نے ہر بیماری کے لیے دوا مخصوص کی ہے، تو تم لوگ دوا استعمال کرو، لیکن حرام چیز کو دوا کے طور پر استعمال نہ کرو۔“

بَابُ فِي تَمَرَةِ الْعَجْوَةِ

باب: عجوة کجور کا بیان

3875 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: مَرِضْتُ مَرَضًا أَتَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْزُونِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ ثَدْيِي حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا عَلَى فَوَادِي فَقَالَ: إِنَّكَ رَجُلٌ مَفْشُودٌ، أَنتِ الْحَارِثُ بْنُ كَلْدَةَ أَخَا ثَقِيفٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ يَتَطَبَّبُ فَلْيَأْخُذْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِنَ عَجْوَةِ الْمَدِينَةِ فَلْيَجَاهُ بِنَوَاهُنَّ ثُمَّ لِيَلِدْكَ بِهِنَّ

❦❦ حضرت سعد بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں بیمار ہو گیا، نبی اکرم ﷺ میری عیادت کرنے کے لیے میرے پاس تشریف لائے، آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا، تو مجھے اس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس ہوئی، آپ نے ارشاد فرمایا: ”تم دل کے مریض ہو، تم بنو ثقیف سے تعلق رکھنے والے حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ، کیونکہ وہ حکمت کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ مدینہ منورہ کی سات عجوة کجوریں لے کر انہیں گھلیوں سمیت پیں لے اور پھر وہ تمہیں کھلا دے۔“

3876 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ

3876- إسناده صحيح. أبو أسامة: هو حماد بن أسامة. وأخرجه البخاري (5445)، ومسلم (2047)، والسناني في "الكبرى" (6680)

من طرق عن هاشم بن هاشم، به. وهو في "مسند أحمد" (1572). وأخرجه مسلم (2047)

ابن وقاص، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ مَرَّاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سَقَمٌ وَلَا سَعَرٌ

❦❦ عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے

ہیں:

”جو شخص صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالے، تو اس دن کوئی زہریا جادو، اسے نقصان نہیں پہنچائے گا“

بَابُ فِي الْعِلَاقِ

باب: حلق کو ملنا

3877- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَحَامِدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مُحْصَنٍ، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لِي قَدْ أَغْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُنْدَةِ فَقَالَ: عَلَامَ تَدْعُرْنَ أَوْلَادَكُمْ بِهَذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ، فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ: يُسْعَطُ مِنَ الْعُنْدَةِ وَيُلْدَمُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي بِالْعُودِ: الْقُسْطُ

❦❦ سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں اپنے چھوٹے بیٹے کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، میں نے اس کا گلا ملا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اس طرح کلاں کے، اپنی اولاد کو کیوں تکلیف پہنچاتی ہو؟ تم خواتین عود ہندی استعمال کیا کرو، کیونکہ اس میں سات (بیماریوں) سے شفاء ہے، اسے ناک میں بھی ٹپکایا جاتا ہے اور ذات الجنب کی تکلیف میں اسے منہ میں ٹپکایا جاتا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس عود سے مراد قسط ہے۔

بَابُ فِي الْأَمْرِ بِالْكَحْلِ

باب: سرمہ لگانا

3878- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَكُمْ، وَإِنْ خَيْرَ أَكْعَالِكُمُ الْإِسْمُ: يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ

❦❦ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”تم سفید کپڑے پہنا کرو، کیونکہ یہ تمہارا سب سے بہتر لباس ہے اور انہی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو اور تمہارے

سرموں میں سب سے بہتر اٹھ ہے، یہ پرنائی کو تیز کرتا ہے اور بال اگاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَيْنِ

باب: نظر لگ جانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

3879 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعَيْنُ حَقٌّ
 ﷺ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
 ”نظر لگ جانا حق ہے“

3880 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ يُؤْمَرُ الْعَائِنُ فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ الْمَعِينُ
 ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جس شخص کی نظر لگتی تھی اسے یہ حکم دیا جاتا تھا کہ وہ وضو کرے (اور) اپنے وضو کا بچا ہوا پانی اسے دے، جس کو نظر لگی ہے (اور جسے نظر لگی ہے، وہ اس کے ذریعے غسل کرے۔

بَابُ فِي الْغَيْلِ

باب: دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ مباشرت کرنا

3881 - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ تَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ سِرًّا، فَإِنَّ الْغَيْلَ يُدْرِكُ الْفَارِسَ فَيُدْعِيهِ عَنْ فَرَسِهِ
 ﷺ سیدہ اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
 ”اپنی اولاد کو مخفی طور پر قتل نہ کرو، دودھ پلاتی عورت کے ساتھ صحبت کرنے کا اثر گھڑ سوار تک پہنچتا ہے اور اسے اس کے گھوڑے سے گرا دیتا ہے۔“

3882 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ تَوْقَلٍ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جَدَامَةِ الْأَسَدِيَّةِ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَتْلِي عَنِ الْغَيْلَةِ حَتَّى ذَكَرْتُ أَنَّ الرُّومَ، وَفَارِسَ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ فَلَا يَظُرُّ أَوْلَادَهُمْ قَالَ مَالِكٌ: الْغَيْلَةُ: أَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ تُرَضِّعُ

ﷺ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جد امہ اسدیہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے

تاج:

”پہلے میں نے یہ ارادہ کیا کہ دودھ پلانے کے دوران (عورت کے ساتھ) صحبت کرنے سے منع کر دوں، لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ اہل روم اور اہل فارس ایسا کرتے ہیں، لیکن ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔“

اہم ہاک بوجھ فرماتے ہیں: غلیلہ سے مراد یہ ہے، آدمی اپنی بیوی کے ساتھ اس وقت صحبت کرے، جب وہ دودھ پلا رہی ہو۔

بَابُ فِي تَعْلِيْقِ التَّمَائِمِ

باب: تعویذ لکانا

3883- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ تَيْحِي بْنِ الْجَزَارِ، عَنِ ابْنِ أَبِي زَيْنَبٍ أُمِّ رَأَةَ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ زَيْنَبَ، أُمِّ رَأَةَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الرُّقْيَ وَالْتَّمَائِمَ، وَالْيَوْلَةَ شِرْكٌ قَالَتْ: قُلْتُ: لِمَ تَقُولُ هَذَا؟ وَاللَّهِ لَقَدْ كَانَتْ عَيْنِي تَقْذِفُ وَكُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلَى فُلَانٍ الْيَهُودِيِّ يَرْقِيَنِي فَإِذَا رَقَانِي سَكَنْتُ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: إِنَّمَا ذَاكَ عَمَلُ الشَّيْطَانِ كَانَ يَنْخُسُهَا بِبَيْدَةٍ فَإِذَا رَقَاهَا كَفَّ عَنْهَا، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولِي كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ، اشْفِ أَنتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا بِشِفَاؤِكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

⑤⑤ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں، وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

”بے شک جہاز پھونک (زمانہ جاہلیت کے رواج کے مطابق) تعویذ“ مکے اور تولد شرک ہیں۔“

وہ خاتون بیان کرتی ہیں: میں نے کہا: آپ یہ بات کیوں کہہ رہے ہیں؟ اللہ کی قسم! میری آنکھ میں تکلیف ہوتی ہے تو میں فداں یہودی کے پاس جاتی ہوں، وہ مجھ پر دم کرتا ہے، وہ جب مجھ پر دم کرتا ہے، تو یہ ٹھیک ہو جاتی ہے، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ شیطان کا عمل ہے وہ اس آنکھ پر اپنا ہاتھ مارتا ہے، جب وہ یہودی اس پر دم کر دیتا ہے، تو وہ ہاتھ مارنے سے رک جاتا ہے، تمہارے لیے یہ کافی تھا کہ تم وہ پڑھ لیتی، جو نبی اکرم ﷺ پڑھا کرتے تھے۔

”اے لوگوں کے پروردگار! تو تکلیف کو دور کر دے، تو شفاء عطاء کر دے، تو شفاء عطاء کرنے والا ہے، تیرے علاوہ

اور کوئی شفا عطا نہیں کر سکتا، ایسی شفاء عطا کر، جو بیماری کو باقی نہ رہنے دے۔“

3884- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ

عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَذْنٍ أَوْ حَمَةِ

یعنی حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”دم صرف نظر لگنے پر، یا زہریلے جانور کے کاٹنے پر کیا جاتا ہے“

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّقَى

باب: دم کرنا

3885 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَابْنُ السَّرْحِ - قَالَ: أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، وَقَالَ: ابْنُ السَّرْحِ.

أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَقَالَ: ابْنُ صَالِحٍ: مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ بْنِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ - قَالَ: أَحْمَدُ وَهُوَ مَرِيضٌ - فَقَالَ: اكْشِفِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ بْنِ شَمَّاسٍ ثُمَّ أَخَذَ ثَرَابًا مِنْ بَطْحَانَ فَجَعَلَهُ فِي قَدَحٍ ثُمَّ نَفَثَ عَلَيْهِ وَمَاءً وَصَبَّهُ عَلَيْهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ ابْنُ السَّرْحِ يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الصَّوَابُ

⊗⊗ حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ حضرت ثابت بن قیسؓ کے ہاں آئے، وہ اس وقت بیمار تھے، نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا پڑھی:

”اے لوگوں کے پروردگار! ثابت بن قیس بن شماس سے تکلیف کو دور کر دے“

پھر نبی اکرم ﷺ نے بطحان کی مٹی لی، آپ ﷺ نے اسے ایک پیالے میں ڈالا اور پھر پانی پر پھونک مار کر اس پر ڈال دیا اور پھر اسے ان پر چھڑک دیا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن سرح کہتے ہیں راوی کا نام یوسف بن محمد ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ درست ہے۔

3886 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ

أَبِيهِ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا تَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ تَرَى فِي ذَلِكَ، فَقَالَ: اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا تَبَاسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ تَكُنْ شِرْكًَا

⊗⊗ حضرت عوف بن مالکؓ بیان کرتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں ہم لوگ جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے، ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے دم کے الفاظ میرے سامنے پیش کرو، دم کرنے میں کوئی حرج نہیں، جبکہ اس میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں۔

3887 - حَدَّثَنَا ابْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْبَصِيعِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ بْنِ

عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ، عَنِ الشَّافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عِنْدَ حَفْصَةَ فَقَالَ لِي: أَلَا تَعْلَمِينَ هَذِهِ رُقِيَّةُ النَّبَلَةِ كَمَا

عن ابن عباس

روایت ہے کہ حضرت علی (ع) نے فرمایا: میں اس وقت سیدہ زینب (ع) کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "تم نے جس طرح اسے لکھا دکھایا ہے، اس طرح اسے پھوڑے پھنسیوں کا دم کیوں نہیں سکھاتی ہو۔"

3888 - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ، حَدَّثَنِي جَدِّي قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: مَرَرْتُ بِرَسُولٍ فَدَخَلْتُ فَأَعْتَسَلْتُ فِيهِ فَمَرَجْتُ مَحْمُومًا فَمِنَ فَرْثِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَرُوا أَبَا ثَابِتٍ يَتَعَوَّذُ قَالَ: فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي وَاللَّهِ صَدِيقَةُ لَقَال: لَا رُقِيَّةَ إِلَّا فِي نَفْسٍ أَوْ حِمَّةٍ أَوْ لَدَغَةٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْحِمَّةُ: مِنَ الْحَيَّاتِ وَمَا يَلْسَعُ

حضرت سہل بن حنفیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک نہر کے پاس سے گزرا، میں اس میں داخل ہوا، میں نے اس میں غسل کیا، جب میں باہر نکلتا تو مجھے بخار ہو گیا، نبی اکرم ﷺ تک اس بات کی اطلاع پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابو ثابت سے کہو کہ وہ دم کرے۔

راوی خاتون بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: اے میرے آقا کیا دم کرنا ٹھیک ہوتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: دم صرف نظر لگنے پر یا سانپ کے کاٹنے پر یا بچھو کے ڈنگ مارنے پر ہوتا ہے۔

اہم ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لفظ حمة سانپ کے کاٹنے کے لیے اور ڈسنے والے جانور کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

3889 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثَيْرٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ خُرَيْجٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ الْعَبَّاسُ: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا رُقِيَّةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حِمَّةٍ أَوْ دَمٍ يَرَقَّ أَلَمْ يَذْكُرِ الْعَبَّاسُ الْعَيْنَ وَهَذَا لَعْنَةُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"دم صرف نظر لگنے پر، یا زہریلے جانور کے کاٹنے پر، یا جتھے ہوئے خون پر ہوتا ہے۔"

3888 - المعروف عنه صحيح لم يره وهذا إسناد حسن. الرقاب جده عثمان بن حكيم - وإن انفرد بالرواية عنها حفيد عثمان - زعيمه كبيره سمعت من سهل بن حنيف العنوني في حلالة علي بن أبي طالب يعني قبل الأربعين. وقد وردت قصة اعتسائ سهل بن حنيف صفة - جبر من طريق آخر صحيح بهذا الرواية عدم ملك في "موطنه" 938 / 2 و 939 وابن ماجه (3509)، والسنائي في "الكبرى" (7571) و (7572)، وهو في "مسند أحمد" (15980). وأخرجه من طريق المصنف هنا السنائي في "الكبرى" (10015) و (10806) من طريق عبد الواحد بن زياد، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (15978). ويشهد للمرفوع منه حديث عائشة عبد الجباري (5741) سنة رخص لى - صلى الله عليه وسلم - الرقية من كل ذي خمة

عہاس نامی راوی نے نظر لگنے کا ذکر نہیں کیا اور روایت کے یہ الفاظ سلیمان بن داؤد کے نقل کردہ ہیں۔

بَابُ كَيْفِ الرُّقَى

باب: کیسے دم کیا جائے؟

3890 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: لَا أَرَقِيكَ بِرُقِيَةِ رَسُولِ اللَّهِ، قَالَ: بَلَى، قَالَ: فَقَالَ: اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبُ الْبَاسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، اشْفِهِ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

عبدالعزیز بن صہیب بیان کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ثابت سے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ دم نہ کروں؟ جو نبی اکرم ﷺ کا دم ہے، انہوں نے عرض کی: جی ہاں! راوی کہتے ہیں: تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ پڑھا: ”اے اللہ! اے لوگوں کے پروردگار! اے تکلیف کو لے جانے والے! تو شفاء عطا کر دے، تو شفاء عطا کرنے والا ہے، تیرے علاوہ اور کوئی شفاء عطا کرنے والا نہیں ہے، تو ایسی شفاء عطا کر دے، جو بیماری کو رہنے ہی نہ دے۔“

3891 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، أَنَّ عَمْرُو بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ السُّلَمِيِّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ، أَخْبَرَهُ عَنْ عُمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، أَنَّهُ آتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عُمَانُ: وَيْنِي وَجَعٌ قَدْ كَادَ يَهْلِكُنِي قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: امْسَحْهُ بِسَبْعِ مَرَّاتٍ، وَقُلْ: أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ، مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ قَالَ: فَفَعَلْتُ ذَلِكَ، فَأَذْهَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ فِي، فَلَمْ أَزَلْ أَمُرُّ بِهِ أَهْلِي وَغَيْرَهُمْ

حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت حاضر ہوئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، مجھے اتنی تکلیف تھی کہ جو مجھے ہلاکت کے قریب پہنچا چکی تھی، راوی کہتے ہیں: تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنا دایاں ہاتھ تکلیف کی جگہ پر سات مرتبہ پھیرو اور یہ پڑھو:

”میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں، اس چیز کے شر سے، جسے میں پارہا ہوں“

راوی کہتے ہیں: میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف کو ختم کر دیا اس کے بعد میں اپنے گھر والوں کو اور دوسرے لوگوں کو مسلسل اسی دم کی تلقین کرتا ہوں۔

3892 - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ زِيَادَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ قُصَّالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

3902- إسنادہ صحیح. عروہ: هو ابن الزبير بن العوام، وابن شهاب: هو الزهري، والقعنبي: هو عبد الله بن مسلمة بن قنفذ. وهو في 'موطأ' مالك. 942/2 وأخرجه البخاري (4439)، ومسلم (2192)، وابن ماجه (3528) و (3529)، والسنائي في 'الكبرى' (7049) و (7488) و (7502) و (7506) و (7507) و (10781)

يَقُولُ: مَنْ اشْتَكَى مِنْكُمْ شَيْئًا، أَوْ اشْتَكَاهُ أَخَاهُ فَلْيَقُلْ رَبَّنَا اللَّهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ، أَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، كَمَا رَحِمْتَكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْأَرْضِ، اغْفِرْ لَنَا حُوبَنَا وَخَطَايَانَا، أَنْتَ رَبُّ الظَّالِمِينَ، الْكَلِمَةُ مِنَ رَحْمَتِكَ وَشِفَائِكَ عَلَى هَذَا الْوَجْعِ، فَيَقُولُ:

❦ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”تم میں سے جو شخص بیمار ہو جائے، یا جس کے بھائی کو بیماری لاحق ہو، تو اسے یہ پڑھنا چاہیے:

”ہمارا پروردگار وہ اللہ ہے جو آسمان میں ہے (اے اللہ!) تیرا اسم مقدس ہے، تیرا حکم آسمان اور زمین میں (نافذ ہوتا ہے) جس طرح تیری رحمت آسمان میں ہے، اس طرح اپنی رحمت زمین میں بھی کر دے، تو ہمارے گناہوں اور خطاؤں کو معاف کر دے، تو پاکیزہ لوگوں کا پروردگار ہے، تو اپنی رحمت کا ایک حصہ اور اپنی شفاء کا ایک حصہ اس تکلیف پر بھی نازل کر دے۔“

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) تو ایسا شخص ٹھیک ہو جائے گا۔

3893 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمُ مِنَ الْفَزَعِ كَلِمَاتٍ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ الثَّامَةِ، مِنْ غَضَبِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يُخْطَرُونَ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يُعَلِّمُهُنَّ مَنْ عَقَلَ مِنْ بَنِيهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْقِلْ كَتَبَهُ فَأَغْلَقَهُ عَلَيْهِ

❦ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھبراہٹ کے موقع پر انہیں یہ کلمات پڑھنے کی تعلیم دیتے تھے:

”میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں، اس کے غضب سے اور اس کے بندوں کے شر سے، اور شیاطین کے دوسروں سے اور ان کے میرے پاس آنے سے۔“

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے سمجھ دار بچوں کو ان کلمات کی تعلیم دیتے تھے اور جو بچے ابھی سمجھدار نہیں ہوئے ہوتے تھے (یعنی کم عمر ہوتے تھے) تو ان کے لیے یہ تحریر کر کے ان کے گلے میں لٹکا دیتے تھے۔

3894 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا مَيْمُونُ بْنُ أَبِي هَيْمٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: رَأَيْتُ أُمَّ حَضْرَةَ فِي سَائِي سَلَمَةٍ فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ قَالَ: أَصَابَتْنِي يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ: النَّاسُ أُصِيبَ سَلَمَةٌ فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَتَفَتَّ فِي ثَلَاثِ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ

❦ یزید بن ابوعبید بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کی پٹلی میں (تکوار) کی ضرب کا نشان دیکھا تو میں نے دریافت کیا: یہ کیسے لگا؟ انہوں نے بتایا: یہ غزوہ خیبر کے موقع پر مجھے لگا تھا، (یہ اتنا شدید تھا) کہ لوگوں نے کہا کہ اب سلمہ مر جائے گا، مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ مجھ پر پھونک ماری، اس کے بعد مجھے آج تک اس میں

کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔

3895 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعُمَرَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِلنَّاسِ إِذَا اشْتَكَى يَقُولُ: بِرَيْقِهِ ثُمَّ قَالَ بِهِ فِي التُّرَابِ: تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرَيْقِهِ بَعْضُنَا، يُشْفَى سَقِيمُنَا، يَا ذَا رَيْنٍ ﴿١﴾ ﴿٢﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب کوئی شخص بیمار ہوتا تو نبی اکرم ﷺ اپنے لعاب دہن کے ساتھ مٹی کا تھلکا اس شخص کو لگاتے اور یہ پڑھتے:

”ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے ایک شخص کے لعاب دہن کے ساتھ ہے، ہمارے پروردگار کے اذن کے تحت ہمارے بیمار کو شفاء نصیب ہوگی۔“

3896 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ زَكْرِيَّا، قَالَ: حَدَّثَنِي عَامِرٌ، عَنْ خَارِجَةَ بِنِ الصَّلْتِ الثَّيْمِيَّةِ، عَنْ عَمْرِو، أَنَّهُ آتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْلَمَ، ثُمَّ أَقْبَلَ رَاجِعًا مِنْ عِنْدِهِ، فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ عِنْدَهُمْ رَجُلٌ مُجَنُّونَ مُوْتَقًى بِالْحَدِيدِ، فَقَالَ أَهْلُهُ: إِنْكَاحْنَا أَنْ صَاحِبَكُمْ هَذَا قَدْ جَاءَ بِخَيْرٍ، فَهَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ تُدَاوِيهِ؟ فَرَقِيئَتُهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَبَرَأَ، فَأَعْطَوْنِي مِائَةَ شَاةٍ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: هَلْ رَأَى هَذَا وَقَالَ مُسَدَّدٌ: فِي مَوْجِعٍ آخَرَ هَلْ قُلْتَ غَيْرَ هَذَا؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ خُذْهَا فَلَعَنِي لَسَنُ أَكَلٍ بِرُقِيَّةٍ بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلْتُ بِرُقِيَّةٍ حَقٍّ

﴿١﴾ ﴿٢﴾ خارجہ بن صلت اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے اسلام قبول کر لیا، جب وہ واپس جا رہے تھے، تو ان کا گزر ایک قوم کے پاس سے ہوا، جن کے درمیان ایک پاگل شخص موجود تھا، جسے زنجیروں میں جکڑا گیا تھا، اس کے گھردالوں نے ان سے کہا: ہمیں پتہ چلا ہے کہ آپ کے یہ آقا بھلائی لے کر آئے ہیں، تو کیا آپ کے پاس کوئی ایسی چیز ہے، جس کے ذریعے آپ اس کا علاج کر دیں (راوی کہتے ہیں) میں نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کیا تو وہ ٹھیک ہو گیا، ان لوگوں نے سو بکریاں دیں، میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا، تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا تم نے صرف یہی سورۃ پڑھ کر دم کیا تھا؟ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: کیا تم نے اس کے علاوہ بھی کچھ پڑھا تھا؟ میں نے جواب دیا: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے حاصل کر لو، میری زندگی کی قسم! لوگ جھوٹا دم کر کے کھاتے ہیں اور تم حق دم کر کے کھاؤ گے۔“

3897 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بِنِ الصَّلْتِ، عَنْ عَمْرِو أَنَّهُ مَرَّ، قَالَ: فَرَقَاهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدُوَّةً وَعَشِيَّةً، كُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُرَاقَهُ ثُمَّ تَفَلَّ، فَكَاثَمَا أَنْشَطَ مِنْ عِقَالٍ فَأَعْطَوْهُ شَيْئًا، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ مُسَدَّدٍ

۳۸۹۸۔ خارجی بن صلت اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ان کا گزر (کسی قوم) کے پاس سے ہوا تو وہ تین دن تک صبح و شام اس شخص کو سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرتے رہے، جب وہ سورۃ کو مکمل کرتے تو اپنا لہاب جمع کرتے اور اس مرتبہ پر پھوٹک رہتے تو وہ شخص (یوں ٹھیک ہو گیا) جیسے اُسے رسی سے آزاد کیا گیا ہو، ان لوگوں نے انہیں پچھو دیا، وہ انہی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس کے بعد راوی نے حسب سابق روایت نقل کی ہے۔

3899۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا مِّنْ أَتَمَّ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لُدِغْتُ اللَّيْلَةَ فَلَمْ أَنْمَ حَتَّى أَصْبَحْتُ، قَالَ مَاذَا، قَالَ: عَقَرْتُ قَالَ: أَمَا إِنَّكَ لَوُ قُلْتَ حَتَّى أَمْسَيْتَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ الثَّمَانِيَةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَطْرُقْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

۳۸۹۹۔ سہل بن ابوصالح اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے اسلم قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا، ایک مرتبہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اسی دوران آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! گزشتہ رات میں ایک زہریلے جانور کے ڈنگ مارنے کی وجہ سے سو نہیں سکا، مجھے صبح تک نیند نہیں آئی، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا چیز تھی؟ اس نے عرض کی: بچھو تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم نے شام کے وقت یہ کلمات پڑھ لیے ہوتے، تو انشاء اللہ یہ تمہیں نقصان نہ پہنچاتا (وہ کلمات یہ ہیں)

”میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں، ہر اس چیز کے شر سے، جسے اس نے پیدا کیا ہے“

3900۔ حَدَّثَنَا حَيُّوَةُ بْنُ شَرِيحٍ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ، حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ طَارِقٍ يَعْنِي ابْنَ عَنَابٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أُمِّي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَلْدِيغُ لَدَخُهُ عَقْرَبٌ، قَالَ: فَقَالَ: لَوْ قَالَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ الثَّمَانِيَةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يُلْدَغْ أَوْ لَمْ يَطْرُقْ

۳۹۰۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا، جسے بچھو نے ڈنگ مارا تھا راوی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر اس نے یہ پڑھا ہوتا:

”میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں، ہر اس چیز کے شر سے، جسے اس نے پیدا کیا ہے“

تو اس شخص کو ڈنگ نہ مارا جاتا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) نقصان نہ پہنچایا جاتا۔

3900۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَهْطًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلَقُوا فِي سَفَرَةٍ سَافَرُوا مَا فَتَزَلُوا بِمَعْنَى مِّنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ سَيِّدَنَا لِدِغٌ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِّنْكُمْ شَيْءٌ يَنْتَفِعُ صَاحِبَنَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: نَعَمْ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرُقِي وَلَكِنْ اسْتَصَفْنَا كُمْ فَأَبَيْتُمْ أَنْ تُصَيِّفُونَا، مَا أَنَا بِرَاقٍ حَتَّى تَجْعَلُوا لِي جُعْلًا، فَجَعَلُوا لَهُ قُطِيعًا مِّنَ الشَّاءِ، فَأَتَاهُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ أَمْرَ الْكِتَابِ وَيَتَفَلَّحُ حَتَّى بَرَأَ كَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ، قَالَ: فَأَوْفَاهُمْ

جَعَلَهُمُ الَّذِي صَاخُوهُمْ عَلَيْهِ لَقَالُوا: اقْتَسِمُوا فَقَالَ: الَّذِي رَأَى لَا تَفْعَلُوا حَتَّى تَأْتِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْتَأْذِنَهُ فَعَدُّوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَرُّوا لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ آيَنَ عَلَيْنُكُمْ أَكْثَارُ قِيَّةٍ أَحْسَلْتُمْ. اقْتَسِمُوا. وَأَضْرِبُوا إِلَى مَعَكُمْ بِسَهْمٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے کچھ اصحاب سفر پر روانہ ہوئے، راستے میں ایک جگہ انہوں نے ایک عرب قبیلے کے پاس پڑاؤ کیا، تو ان قبیلے والوں میں سے ایک نے کہا: ہمارے سردار کو زہر پلے جانور نے کاٹ لیا ہے، تو کیا تم میں سے کسی ایک پاس کوئی ایسی چیز ہے، جو ہمارے ساتھی کو فائدہ پہنچائے؟ تو ان لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: جی ہاں! اللہ کی قسم! میں دم کر سکتا ہوں، لیکن ہم نے تمہیں مہمان نوازی کے لیے کہا، تو تم نے ہمیں مہمان بنانے سے انکار کر دیا تھا، اب میں اس وقت تک دم نہیں کروں گا، جب تک تم میرے لیے معاوضہ طے نہیں کرو گے، تو ان لوگوں نے اس شخص کے لیے بکریوں کا ایک ریوڑ معاوضے کے طور پر طے کر دیا، وہ شخص اس سردار کے پاس آیا، اس نے سورہ فاتحہ پڑھ کر اسے دم کیا تو وہ سردار یوں ٹھیک ہو گیا، جیسے اسے رسیوں سے آزاد کر دیا گیا ہو، راوی کہتے ہیں: ان لوگوں نے انہیں پوری ادائیگی کی جو طے کی تھی، جس پر ان کے درمیان معاہدہ طے ہوا تھا، پھر ان لوگوں نے کہا، انہیں تقسیم کر لو، تو جس شخص نے دم کیا تھا، اس نے کہا: تم اس وقت تک ایسا نہ کرو، جب تک ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حکم دریافت نہیں کر لیتے، پھر وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم لوگوں کو کیسے پتہ چلا، اس کا دم بھی ہوتا ہے، تم نے اچھا کیا ہے، تم اسے تقسیم کر لو اور اپنے ساتھ میرا بھی حصہ رکھنا“

3901 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ. حَدَّثَنَا أَبِي. ح. وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفِيرِ. عَنِ الشَّعْبِيِّ. عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ الشَّيْمِيِّ. عَنْ عَمْرِو قَالَ: أَقْبَلْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَتَيْنَا عَلَى حَتَّى مِنَ الْعَرَبِ. فَقَالُوا: إِنَّا أَنْبَيْنَا أُنْكَمُ قَدْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِ هَذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ. فَهَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ كَوَاؤِ أَوْ رُقِيَّةٍ فَإِنْ عِنْدَكُمْ مَعْتُوهَا فِي الْقُبُورِ. قَالَ: فَقُلْنَا: نَعَمْ قَالَ: فَجَاءُوا بِمَعْتُوهَا فِي الْقُبُورِ. قَالَ: فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غَدُوَّةً. وَعَشِيَّةً. كُلَّمَا خَتَمْتُهَا أَجْمَعَ بُرَاقِي ثُمَّ أَتَفُلُ فَكُلَّمَا نَشَطَ مِنْ عِقَالِهِ قَالَ: فَأَعْطُونِي جُعَلًا. فَقُلْتُ: لَا. حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: كُلُّ فَلَعْنَةٍ مِنْ أَكْلِ بِرُقِيَّةٍ بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلْتُ بِرُقِيَّةً حَتَّى

خارجہ بن صلت اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت سے واپس آ رہے تھے ہمارا گزر ایک عرب قبیلے کے پاس سے ہوا، ان لوگوں نے کہا: ہمیں یہ پتہ چلا ہے کہ تم ان صاحب کی طرف سے بھلائی لے کر آئے ہو، تو کیا تمہارے پاس کوئی ایسی دوا یا کوئی ایسا دم ہے؟ کیونکہ ہمارے یہاں ایک پاگل ہے، جسے زنجیروں میں جکڑا گیا ہے، تو ہم نے جواب دیا: جی ہاں! پھر وہ لوگ اس پاگل کو زنجیروں میں جکڑ کر لے کر آئے راوی کہتے ہیں: میں نے تین دن تک صبح و شام اس پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا، جب میں سورہ کھل کر لیتا، تو میں اپنے لعاب کو جمع کرتا اور اس پر دم کر دیتا، تو اس کا یہ حال ہو گیا، جیسے اسے

رسیوں سے آزاد کر دیا گیا ہو، راوی کہتے ہیں: تو ان لوگوں نے مجھے اس کا معاوضہ دیا، میں نے کہا: نہیں! جب تک میں اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے دریافت نہیں کرتا (اس وقت تک انہیں استعمال نہیں کروں گا) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم کھاؤ! میری زندگی کی قسم! لوگوں کو باطل دم کے عوض میں کھا جاتے ہیں اور تم نے حق دم کے عوض میں کھانا ہے“

3902 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ فِي نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ، فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ عَلَيْهِ بِيَدِي رَجَاءً بَرَكِيهَا

❁❁ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، جو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں، وہ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ جب بیمار ہوتے تھے، تو آپ ﷺ دل میں معوذات پڑھ کر دم کیا کرتے تھے، جب آپ ﷺ کی بیماری شدید ہو گئی تو میں آپ پر پڑھ کر آپ ﷺ کا دست مبارک آپ پر پھیرتی تھی، میں اس دست مبارک کی برکت امید رکھتے ہوئے (ایسا کرتی تھی)

بَابُ فِي السُّنَّةِ

موٹا ہونا

3903 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ قَارِسٍ، حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ سَيَّارٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَرَادَتْ أُخْتِي أَنْ تُسَبِّحَنِي لِدُخُولِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلَمْ أَقْبَلْ عَلَيْهَا بِشَيْءٍ مِمَّا تُرِيدُ حَتَّى أَطْعَمَتْنِي الْقَيْثَاءُ بِالرُّطَبِ، فَسَبَّحْتُ عَلَيْهِ كَأَحْسَنِ السَّنَنِ

❁❁ ہشام بن عمرو اپنے والد کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میری والدہ نے یہ ارادہ کیا کہ میں مولیٰ تازی ہو جاؤں، تاکہ نبی اکرم ﷺ کی طرف میری رخصتی ہو جائے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں وہ جو چاہتی تھیں وہ نتیجہ صرف اس صورت میں حاصل ہوا، جب انہوں نے مجھے لکری اور کھجور ملا کر کھلائی، تو میں اس سے اچھی طرح صحت مند ہو گئی۔

بَابُ فِي الْكَاهِنِ

باب: کاهنوں کا بیان

3904 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَجَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ حَكِيمِ الْأَثَرِمِ، عَنْ أَبِي ثُمَيْمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ آتَى كَاهِنًا قَالَ مُوسَى فِي حَدِيثِهِ فَصَدَّقَهُ مِمَّا يَقُولُ ثُمَّ اتَّفَقَا أَوْ آتَى امْرَأَةً قَالَ مُسَدَّدٌ: امْرَأَتُهُ حَائِضًا أَوْ آتَى امْرَأَةً قَالَ مُسَدَّدٌ: امْرَأَتُهُ فِي ذُبُرِهَا فَقَدْ بَرَّءَ مِمَّا أَنْزَلَ عَلَى مُحَمَّدٍ

روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو شخص کاہن کے پاس جاتا ہے اور جو وہ کہتا ہے: اس کی تصدیق کرتا ہے، یا کسی حیض والی عورت کے ساتھ صحبت کرتا ہے، یا کسی عورت کے ساتھ اس کی پچھلی شرم گاہ میں صحبت کرتا ہے، تو وہ اس چیز سے لائق ہو جاتا ہے، جو حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا گیا“ (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)

بَابُ فِي النُّجُومِ

باب: علم نجوم کا بیان

3905 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُسَدَّدُ الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُمَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَحْنَسِ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُومِ، اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ ﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص علم نجوم کا ایک حصہ سیکھتا ہے، وہ جادو کا ایک حصہ سیکھتا ہے، اب وہ جتنا مزید حاصل کرے گا، اتنا ہی مزید (جادو سیکھ

ے گا)“

شرح

سحر (جادو) عربی زبان میں مخفی عمل کو کہتے ہیں جو پوشیدہ طور پر ہوتا ہے اور ظاہری طور پر کچھ معلوم نہیں ہوتا، جادو کی وہ قسم جو کفر اور شرک اکبر کے قبل سے ہے، اس میں شیطان کو استعمال کیا جاتا ہے اور اس سے مدد لی جاتی ہے، اور شیطان کی عبادت کر کے اس سے تقرب حاصل کیا جاتا ہے، اور اس کے ذریعے سے بعض مقاصد حاصل کئے جاتے ہیں، سحر (جادو) کی فقہاء نے یہ تعریف کی ہے کہ وہ ایسا جھاڑ پھونک اور ایسی تعویذ ہے جس میں پھونکا جاتا ہے، تو اس سے جادو ہو جاتا ہے، جو حقیقی طور پر نقصان پہنچاتا ہے اور حقیقی طور پر آدمی کو بیمار کر دیتا ہے، اور حقیقی طور پر قتل کر دیتا ہے، تو جادو کی حقیقت یہ ہے کہ اس کی انسان پر تاثیر میں شیطان سے مدد لی جائے اور اس کو استعمال کیا جائے، اور جادو گر اپنے جادو کا اثر شیطان سے تقرب حاصل کئے بغیر انسان تک نہیں پہنچا سکتا، شیطان سے تقرب حاصل کرنے کی صورت میں وہ اسے جادو کئے گئے آدمی کے بدن میں پہنچا دیتے ہیں، ہر جادو گر کے پاس شیطانوں میں سے ایک ایسا خادم ہوتا ہے جو اس کی خدمت کرتا ہے، اور ہر ساحر (جادو گر) شیطان سے مدد چاہتا ہے، حقیقت میں شیطان سے تقرب حاصل کئے بغیر جادو گر کے جادو کا میثر ہونا ناممکن ہے، اسی لئے جادو اللہ کے ساتھ شرک ہے۔

علم نجوم (ستاروں کا علم) سے متعلق احکام کی دو قسمیں ہیں:

ایک جائز اور دوسری حرام، حرام جادو کی ایک قسم وہ ہے جو کفر و شرک ہے، علم نجوم (ستاروں کا علم) کے ذریعہ غیبی امور کا دعویٰ حرام اور مذموم ستارہ پرستی ہے جو کہانت اور جادو کی ایک قسم ہے۔

علم نجوم (ستاروں کے علم) سے لوگ تین طرح سے تعلق رکھتے ہیں:

۱۔ نجم (ستارہ پرستی) یعنی ستاروں کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا کہ چیزوں میں ان کی تاثیر بذات خود اور مستقلاً ہے، اور دنیاوی حادثات ستاروں یا ستاروں کے ارادے کے نتیجہ میں رونما ہوتے ہیں، یہی ستارہ پرستی ہے، صابی فرقہ کا مذہب یہی ستارہ پرستی تھا، ان کا یہی اعتقاد تھا، جو ہر ستارے کا اسٹیجو (بت) بناتے تھے، جس میں شیطانی رد میں حلول کر جاتی تھیں، جو ان کو ان جوں اور مجسموں کی پرستش کا حکم دیتی تھی، یہ باجماع امت کفر اکبر، اور قوم ابراہیم والا شرک ہے۔

۲۔ اس کی دوسری قسم ستارہ کی تاثیر کا علم ہے، یعنی ستاروں کی حرکت اور ان کے ملنے اور جدا ہونے سے، اور ان کے طلوع و غروب سے زمین پر ہونے والے اثرات پر استدلال، ستاروں کی چال کو وہ زمین پر مستقبل میں ہونے والے حوادث پر دلیل بناتے ہیں، یہ کام کرنے والے نجم کے نام سے جانے جاتے ہیں، اور یہ کائنات کی ایک قسم ہے، یہ نجومی افلاک کی گردشوں اور ستاروں کی چالوں سے استدلال کر کے غیبی امور کی اطلاع دیتے ہیں، اور یہ قسم حرام اور گناہ کبیرہ ہے، اور یہ کائنات کی ایک قسم ہے، اور کفر باللہ ہے، اس لئے کہ ستاروں کی تخلیق اس کام کے لئے نہیں ہوئی ہے، ان کائناتوں کے پاس شیاطین آتے ہیں، اور جو چاہتے ہیں ان کو بتاتے ہیں، اور جن میں مستقبل میں ہونے والی چیزیں بھی ہوتی ہیں، اور اس کام کے لئے وہ ستاروں کی حرکت سے استدلال کرتے ہیں۔

۳۔ علم نجوم میں ایک علم علم التفسیر ہے یعنی ستاروں کی منزلیں اور ان کی حرکات کا علم تاکہ ان کی مدد سے قبلہ کا رخ جانا جائے، اوقات صلاۃ کی تعیین ہو، اور کھیتی باڑی کے لئے مناسب اور غیر مناسب موسم کا پتہ چلایا جاسکے، پورب، بچم اور اتر دھن کی سمت اس کے ذریعے سے معلوم کی جاسکے، ملک شہر اور بستیوں کی معرفت بھی ان کے ذریعے سے ہو سکے، اور ان کے ذریعے سے ہواؤں کے چلنے کا وقت، اور اللہ کی کائناتی سنت کے مطابق اس وقت کو جاننا جس میں بارش کا نزول ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

بعض اہل علم نے اس کو جائز قرار دیا ہے، اس لئے کہ ستاروں کی چالوں اور حرکتوں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے اور ان کے نکلنے اور ڈوبنے کو وقت اور زمانہ قرار دیا جائے، خود ان کو سبب نہ بنایا جائے، تو یہ ستارے ایسے زمانے کی علامت ہوں گے، جس میں فلاں فلاں چیز مفید ہوگی، اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ستاروں کو علامات اور نشانیاں بنایا ہے:

وَعَلَامَاتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ

تو یہ ستارے بہت ساری چیزوں کی علامت ہوتے ہیں۔

جیسے یہ بات جانی جائے کہ فلاں ستارے کے نکلنے پر جاڑے کا وقت شروع ہو جاتا ہے، تو وقت کا شروع ہونا ستارہ کے طلوع ہونے کی وجہ سے نہیں ہے، لیکن ستارہ کے طلوع ہونے سے جاڑے کے شروع ہونے پر استدلال کیا گیا، خود ستارہ کا نکلنا سردی کا سبب نہیں ہے، اور نہ ہی وہ گرمی اور برسات کا سبب ہے، اور نہ ہی کجیور کی کھیتی یا دوسری کھیتیوں کے موسم ہونے کا یہ سبب ہے، بلکہ یہ ان چیزوں کا ایک وقت ہے، اور ایسی صورت میں اس کے کہنے یا اس کے سیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ ستاروں کے نکلنے اور ڈوبنے کو زمانہ قرار دیا گیا ہے، اور اس کی اجازت ہے۔

اور پر گزرا کہ علم نجوم جادو کی ایک قسم ہے، اس کے سلسلے میں حدیث رسول ہے:

مَنْ اقْتَبَسَ شَعْبَةً مِنَ النُّجُومِ فَقَدْ اقْتَبَسَ شَعْبَةً مِنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ

تو نجوم (ستاروں) کی تصدیق کرنے والا جادو کی تصدیق کرنے والا ہے، اور جادو کو کج کہنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: مَدْمُونُ الْخَمْرِ، وَقَاتِلُ الرِّحْمِ، وَمُصَدِّقُ السَّحْرِ.

تین آدمی جنت میں داخل نہ ہوں گے، عادی شرابی، قطع رحمی کرنے والا، اور جادو کی تصدیق کرنے والا، یہ تینوں کام گناہ کبیرہ

ہیں۔ (مسند مر: ۳۹۹، صحیح ابن حبان: ۳۶۶)

عصر حاضر میں ستارہ پرستی کے رواج کی واضح دلیل اخبارات و مجلات اور دوسرے جدید وسائل ابلاغ (ریڈیو، ٹیلیویشن، انٹرنیٹ) میں ستاروں کی چال سے متعلق مستقل صفحات یا معلومات کا شائع ہونا ہے، جو برج کے نام سے مشہور ہے، اور اس پر سال بھر کے برج کا نقشہ ہوتا ہے، جیسے شیر، بچھو، ہیل وغیرہ، اور ہر برج کے آگے اس میں جو کچھ واقع ہوگا وہ لکھا ہوتا ہے، جب مرد عورت کی پیدائش فلاں برج میں ہوگی تو اس سے کہا جائے گا کہ تمہیں فلاں فلاں مہینے میں یہ اور یہ حاصل ہوگا، جیسا کہ کاہن اور نجومی آدمی کی کنڈلی نکال کر اور اس کا زائچہ بنا کر کرتے ہیں، اور وہ اس عمل سے کسی نہ کسی طرح متاثر ہوتا ہے، یہ ستاروں کی تاثیر کا علم ستاروں اور برجوں کے استدلال سے زمین میں اور زمین پر جو کچھ ہوگا، اس پر استدلال ہے، جو کہانت کی ایک قسم ہے، ذرائع ابلاغ میں اس طرح کی چیزوں کا پایا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ کاہنوں کا وجود ہے، اور ایسی صورت میں اس طرح کی شریکات و کفریات پر نکیر ضروری ہے، اور غیب اور جادو اور ستاروں کی تاثیر کی معرفت کے مدعیان پر بھی نکیر ضروری ہے، اس لئے کہ ستارہ پرستی کا تعلق جادو سے ہے، جس پر نکیر ہر سطح پر اور ہر جگہ ہونی چاہئے، اور ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ یہ چیز نہ تو اس کے گھر داخل ہو، نہ اس کا مطالعہ کرے، اس لئے کہ صرف علم و معرفت کے لئے ان برجوں اور ستاروں سے آگاہی اس ممانعت میں داخل ہے کہ وہ کاہن کی طرف بغیر اس پر نکیر کئے ہوئے رجوع ہوتا ہے، تو اس صفحے پر یہ پڑھ کر اور جان کر کہ وہ فلاں برج میں پیدا ہوا ہے یا فلاں برج اس کے مناسب ہے، گویا کہ اس نے اس سلسلے میں کاہن سے سوال کیا، تو ایسی صورت میں اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہ ہوں گی، اور اگر برجوں اور ستاروں کی چالوں کی تصدیق کر دی تو رسالت محمدیہ کا انکار کیا، تو ہر مسلمان بھائی کو اس طرح کے کبیرہ گناہ والے اعمال و افعال سے اپنے اور اپنے اہل و عیال اور خاندان والوں کو دور رکھنا چاہئے کہ اس سے کفر اور شرک میں پڑنے کا خطرہ ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ اللَّيْلِ وَالْبَحْرِ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ

اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے ستاروں کو پیدا کیا تاکہ تم ان کے ذریعہ سے اندھیروں میں، خشکی میں اور دریا میں راستہ معلوم کر سکو۔ بیشک ہم نے دلائل خوب کھول کھول کر بیان کر دیئے ان لوگوں کے لئے جو خبر رکھتے ہیں۔

۹۷۔ ۱۔ ستاروں کا یہاں یہ ایک فائدہ اور مقصد بیان کیا گیا ہے، ان کے دو مقصد اور ہیں جو دوسرے مقام پر بیان کئے گئے ہیں۔ آسمانوں کی زینت اور شیطانوں کی مرمت۔ رجو مال الشیطان۔ یعنی شیطان آسمان پر جانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ ان پر شعبہ بن کر گرتے ہیں۔ بعض علماء کا قول ہے۔

من اعتقد فی هذا النجوم غیر ثلاث فقد اخطا و کذب علی اللہ

ان تینوں باتوں کے علاوہ ان ستاروں کے بارے میں اگر کوئی شخص کوئی اور عقیدہ رکھتا ہے تو وہ غلطی پر ہے اور اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے ملک میں جو علم نجوم کا چرچا ہے، جس میں ستاروں کے ذریعے سے مستقبل کے حالات اور انسانی زندگی یا کائنات میں ان کے اثرات بتانے کا دعویٰ کیا جاتا ہے وہ بے بنیاد ہے اور شریعت کے خلاف بھی۔

3906۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالتَّحْدِيثِ فِي رَأْسِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: هَلْ تَذَرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي، وَكَافِرٌ؛ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِأَلْكُوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَبِذَلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِأَلْكُوْكَبِ

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حدیبیہ میں، ہمیں صبح کے نماز پڑھائی، گزشتہ رات بارش ہو چکی تھی، جب نبی اکرم ﷺ نے نماز مکمل کی، تو آپ نے لوگوں کی طرف رخ کیا اور فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو، تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے: آج صبح کچھ بندے مجھ پر ایمان رکھنے والے تھے اور کچھ بندے انکار کرنے والے تھے، جس شخص نے یہ کہا: ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کی وجہ سے بارش نازل ہوئی ہے، تو وہ مجھ پر ایمان رکھنے والا تھا اور ستاروں کا انکار کرنے والا تھا، اور جس شخص نے یہ کہا: فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش نازل ہوئی ہے، تو وہ میرا انکار کرنے والا ہے اور ستاروں پر ایمان رکھنے والا ہے۔

علم نجوم یا ستارہ شناسی کوئی باقاعدہ علم نہیں ہے۔ یہ محض اندازہ اور خیال آرائی ہے۔ علم نجوم کے ایسے کوئی اصول و قوانین نہیں کہ جن کے استعمال اور ستاروں براہ راست مشاہدے سے آئندہ ہونے والے واقعات کی یقینی خبر دی جاسکے۔

قدیم زمانے سے نجومی، رمال، جفار، جادوگر، طوطے والا، کاہن، نام نہاد درویش اور جنوں والے ہر دور میں مستقبل کی خبریں دینے کا دعویٰ کرتے رہے ہیں۔ اکثر لوگ بیماری، بے روزگاری، معلومات شادی و کاروبار وغیرہ کے سلسلہ میں پریشان رہتے ہیں۔ گرتے کو تنکے کا سہارا کے مصداق پریشان حال لوگ ان سے رجوع کرتے ہیں۔ جو ان سے نذرانے وصول کر کے الٹے سیدھے جواب دیتے ہیں اور پر امید رکھتے ہیں۔ ایسا صدیوں سے ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق خدا کو ان چالاک شعبہ بازوں سے

بچانے کے لئے قرآن کریم میں فرمایا:

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ

”فرمادیجئے کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں (از خود) غیب کا علم نہیں رکھتے“ (النمل، 27: 65)

احادیث مبارکہ میں بھی علم نجوم کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے:

أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ يَقُولُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: سَأَلَ أَنَسُ رَسُولَ اللَّهِ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ لِيَسْأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّهُمْ يُخْبِرُونَ أَخْبَارًا بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَحْطِفُهَا الْجَنِّي فَيَقْرُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجُ وَفِيهَا أَكْثَرُ مِنْ مِائَةِ كَذِبَةٍ.

”حضرت یحییٰ بن عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بعض لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاهنوں کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: وہ کوئی چیز نہیں ہیں۔ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! بعض اوقات وہ ایسی بات بتاتے ہیں جو درست ثابت ہو جاتی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ درست بات جنات کی طرف سے ہوتی ہے جسے وہ کاهن کے دل میں ڈالتے ہیں۔ جیسے ایک مرغ دوسرے مرغ کے کان میں آواز پہنچا دیتا ہے اور پھر کاهن اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا لیا کرتا ہے۔“

(بخاری، المصحح، 5: 2294، رقم: 5859، بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، المصحح، 4: 1750، رقم: 2228، بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی)

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحَدِيدِيَّةِ عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ فَلَيْسَ ذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ بِنُوءٍ كَذَبًا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ.

”حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر بارش والی رات کو ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ میرے بندوں نے صبح کی تو مجھ پر ایمان رکھنے والے اور ستاروں کے منکر تھے اور جس نے کہا کہ ہم پر فلاں فلاں ستارے نے بارش برسائی۔ وہ میرا منکر اور ستاروں پر یقین رکھنے والا ہے۔“ (بخاری، المصحح، 1: 351، رقم: 991، المصحح، 1: 83، رقم: 71)

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أُمُورًا كُنَّا نَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنَّا نَأْتِي الْكُهَّانَ قَالَ: فَلَا تَأْتُوا الْكُهَّانَ قَالَ: قُلْتُ: كُنَّا نَتَطَيَّرُ قَالَ: ذَلِكَ شَيْءٌ يَهْدِيهِ أَحَدُكُمْ فِي نَفْسِهِ فَلَا يَصُدِّقْكُمْ.

”حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت میں ہتھ کام کرتے تھے، ہم کاہنوں کے پاس جاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کاہنوں کے پاس نہ جاؤ، میں نے عرض کیا ہم بدھونی لیتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ (یعنی بدھونی) محض تمہارے دل کا ایک خیال ہے تم اس کے درپے نہ ہو۔“

مسلم، ص 4، 1748، رقم: 537، احمد بن حنبل، المسند، 5: 447، رقم: 23814، مصر: موسسۃ قرطبہ، عبدالمعز، المصنف، 10: 402، رقم: 19500.

ہرودت: المکتب الاسلامی

عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ، قَالَ: مَنْ أَتَى عَزَافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَهُ تُقْبَلُ لَهُ صَلَاةٌ أَوْ بَعِثَ لَيْلَةً.

”حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج مطہرات بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کاہن کے پاس جا کر کوئی بات پوچھی اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی۔“

(مسلم، ص 4، 1751، رقم: 2230، احمد بن حنبل، المسند، 5: 380، رقم: 23270)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل اور سوچ دی ہے۔ اسے ہر کام سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے۔ نجومیوں، جادوگروں، عاملوں، طوطے والوں اور کاہنوں کی خبروں پر یقین رکھنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ قدرت پر یقین کامل ہو تو پھر اس قسم کی توہم پرستی اور بدھونی کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

جب ستارہ شناسی باقاعدہ علم ہی نہیں اور آیات و روایات میں بھی اس کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے تو اس کا سیکھنا ایمان اور وسائل ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

علم نجوم کوئی سائنس نہیں ہے

علم نجوم کوئی سائنس نہیں ہے۔ اگر نجوم کا علم واقعی ایک سائنس قرار پا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کو براہ راست مشاہدے اور تجربے کے ذریعے سے یہ یقینی خبر مل گئی ہے کہ آئندہ ہونے والے واقعات ستاروں کی مختلف گردشوں کے ذریعے سے ظاہر کیے جاتے ہیں، جیسا کہ ہم براہ راست تجربے اور مشاہدے سے یہ جانتے ہیں کہ غلے کے اگنے میں بارش یا پانی ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ پھر اس صورت میں علم نجوم کو ایک سائنس قرار دیا جائے گا۔

ابھی تک اس علم کا سائنس ہونا اپنے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا اور روایات میں بھی اس علم کے حق ہونے کے بارے میں کوئی بیان موجود نہیں ہے۔ چنانچہ یہ محض اندازہ اور خیال آرائی ہی ہے۔ اس کے اندر یا تو کوئی اصول اور قانون نہیں پایا جاتا یا پھر انسان ابھی تک اسے دریافت نہیں کر سکا۔ چنانچہ اس وقت انسان اسے نہ سائنس کے طور پر قبول کر سکتا ہے اور نہ کسی مذہبی خبر کی بنا پر، لہذا اس علم سے بچنا ہی چاہیے، کیونکہ یہ انسان کو شدید قسم کے دھموں میں مبتلا کر دیتا ہے اور وہ ستاروں کو موثر بالذات سمجھنے لگتا اور شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے یا ان کے بارے میں غیر مذہبی اور غیر سائنسی (غیر علمی) بنیادوں، یعنی اوہام کی بنا پر کچھ صفات کا قائل ہو جاتا ہے اور یوں وہ افتراء علی اللہ (خدا پر جھوٹ باندھنے) کا مجرم بنتا ہے۔

جہاں تک موسم کے بارے میں پیش گوئیوں کا تعلق ہے تو وہ خالصتاً مادی حالات کے سائنسی مشاہدہ کی بنا پر کی جاتی ہیں، جبکہ علم نجوم کا معاملہ یہ نہیں ہے۔

احادیث مبارکہ سے جادو کا ثبوت

احادیث مبارکہ سے سحر اور جادو کے بارے میں چند حقائق و احکام ظاہر ہوتے ہیں جنکی طرف ہم مختصر اشارہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

حدیث مبارکہ سے سحر کا دوسرا ثبوت

حضور اکرم ﷺ نے سات کبار سے امت کو بالخصوص متنبہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اسلام نے ستر کے لگ بھگ اعمال کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے اور فردن اولیٰ میں محدثین میں سے بعض حضرات نے صرف کبار کو اپنا موضوع بنا کر اس موضوع پر احادیث نبوی جمع کی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا چیزیں ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، ایسے شخص کو قتل کرنا جس کا قتل اللہ نے حرام کیا ہو، ماسوائے حق کے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد میں حملے کے دن پینچ پھیر کر بھاگ جانا اور بھولی بھالی مؤمن خواتین پر تہمت لگانا۔ (صحیح بخاری صحیح مسلم)

اس میں آنحضرت ﷺ نے دوسری چھ حقیقتوں کے ساتھ سحر اور جادو کو بھی ایک زمینی حقیقت کے طور پر تسلیم فرماتے ہوئے جیسے دوسری چھ چیزوں سے منع فرمایا، اسی طرح جادو سیکھنے اور کرنے سے بھی منع فرمایا۔ اگر آپ کے نزدیک جادو کا کوئی وجود نہ ہوتا، اس کی کوئی حقیقت نہ ہوتی، یہ محض لوگوں کا خرافاتی افسانہ ہوتی تو آپ ﷺ ایک رسول کی حیثیت سے اس کا شرعی حکم بیان نہ فرماتے اور اسے دیگر حرام چیزوں کے ساتھ حرام قرار نہ دیتے۔ جس چیز کا وجود ہی نہیں اس کے احکام حرام و حلال ہونے کا کیا معنی ہو سکتا ہے؟

حدیث شریف سے سحر کا تیسرا ثبوت

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے علم نجوم میں سے کچھ حصہ سیکھا گویا اس نے جادو کا ایک شعبہ سیکھا۔ وہ اس کو جتنا سیکھے گا اتنا جادو میں آگے بڑھتا جائے گا۔“ (ابوداؤد ابن ماجہ)

اس حدیث میں علم نجوم کے سیکھنے کو جادوگری کا ایک شعبہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ جادوگری کے اعمال کا مدار علم نجوم کی طے کردہ ساعات کے تابع ہوتا ہے کہ فلاں ستارہ فلاں برج میں ہو تو یہ عمل کریں، فلاں ستارے کا فلاں سے قرآن ہو تو یہ عمل کریں، فلاں ستارے کی فلاں ستارے سے نظر تہلیث ہو تو یہ کریں اور نظر تہدیس ہو تو یہ عمل کریں۔

نجوم کے اس شعبے میں آدی جتنا آگے بڑھتا جائے گا، یہ حقیقت ہے کہ سحری علوم میں اس کا قدم آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ جادو کا انکار کرنے والے لوگ بھی علم نجوم سے انکار نہیں کرتے کہ یہ باقاعدہ ایک سائنسی علم ہے۔ اور دنیا بھر کے نجومیوں کے

پاس نجوم و کواکب کی رفتار اور چالوں کی جو معتبر ترین کتاب ہوتی ہے وہ کسی جادوگر کی نہیں بلکہ امریکی بحریہ کی تیار کردہ خالص سائنسی اصولوں پر ترتیب دی گئی کتاب ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے اس حدیث مبارک میں اس مسلمہ چیز کو جادو کا حصہ اور شعبہ قرار دیا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جادو کا وجود علم نجوم سے بھی زیادہ مسلم ہونے کا حقدار ہے کیونکہ کل کا وجود جزء پر مقدم ہوتا ہے اور جزء کا وجود کل پر موقوف ہوتا ہے۔

حدیث مبارک سے جادو کا چوتھا ثبوت

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے خود بدشگونی خود کی یا اس کے لئے کسی نے بدشگونی کی، جس نے خود کہانت کی یا اس کے لئے کسی نے کہانت کی، جس نے خود جادو کیا یا اس کے لئے کسی اور نے جادو کیا، ان میں سے کوئی آدمی ہم میں سے نہیں۔ اور جو آدمی کاہن کے پاس آئے اور اس کے جواب کو سچا سمجھے اس نے حضرت محمد پر اتارنے والی وحی کا انکار کر دیا۔“ (مجمع الزوائد)

اس حدیث مبارک میں سحر کرنے کا بھی ذکر ہے اور کروانے کا بھی اور دونوں کی حرمت و شاعت کو آنحضرت ﷺ نے شدید ترین الفاظ میں بیان فرمایا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا وجود آپ ﷺ کے نزدیک مسلم ہے۔

حدیث شریف سے جادو کا پانچواں ثبوت

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ”نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دائمی شراب نوش، جادو پر یقین رکھنے والا اور طمع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔“ (مجمع الزوائد)

سحر کے حوالے سے اس حدیث شریف میں ”جادو پر یقین رکھنے والا“ کے الفاظ ہیں، جس سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ جادو میں تاثر اٹانے کے حکم سے ہی پیدا ہوتی ہے، جیسے زبردغیرہ میں ہوتی ہے۔ جو آدمی جادو کو مؤثر بالذات سمجھے وہ جنت میں جانے سے محروم ہوتا ہے۔

سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر (102) کی تفسیر بن جائے گی جس میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے ”اور یہ لوگ (جادوگر) اس (جادو) کے ذریعے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اللہ کے حکم سے۔“ (البقرہ: 102) اس کا دوسرا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ اپنے مسائل کے حل کے لئے اللہ کا در چھوڑ کر جو آدمی جادو سیکھتا اور شیاطین کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، اللہ سے مدد مانگنے کی بجائے شیاطین سے مدد مانگتا ہے، اپنے مسائل کی حاجت روائی کے لئے اللہ سے زیادہ شیاطین پر بھروسہ کر کے جادو کا سہارا لیتا ہے، اللہ پر کم اور جادو پر زیادہ یقین رکھتا ہے وہ اللہ کی جنت سے محروم ہے۔

جادو ایک برحق زمینی صداقت ہے تو حضور اکرم ﷺ اس کا سہارا لینے اور اس کا دامن تھامنے سے منع فرما رہے ہیں۔ قرآن و سنت سے اس قدر دلائل و شواہد بہت کافی ہیں۔ جو لوگ اللہ اور اس کے عظیم القدر رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں ان کی تشفی ان سے یقیناً ہو جائے گی۔ اور جن لوگوں نے ماننے نہ ماننے کا فیصلہ پہلے سے کر رکھا ہے وہ لوگ اگر پورا قرآن بھی اس کا ثبوت مہیا کر رہا

ہو تو بھی انکار کا کوئی بہانہ تراش ہی لیں گے۔

یہودی صرف جنگی حکمت عملی، سماجی افراتفری، ذہنی تناؤ، اعصابی تشنج اور معاشرتی اتار کی جیسے حربوں پر ہی اکتفاء کر کے بیٹھ نہیں گئے تھے۔ بلکہ سحر اور جادو کے میدان میں ان کی مستقل ٹیمیں سرگرم عمل تھیں۔ اس کا ثبوت ان چند موٹی موٹی باتوں سے سامنے آجائے گا۔ ہم صرف دو امور سے پردہ اٹھا کر یہود کے اس خفیہ محاذ سے پردہ کشائی کریں گے:-

مہاجرین صحابہ پر بندش اولاد کا سحر

حضور انور ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے۔ آپ ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد مکہ مکرمہ سے سحائے کرام بھی ہجرت کر کے پہنچ گئے۔ آپ ﷺ کی ہجرت کو تقریباً دو سال کا عرصہ گزر گیا تھا کہ کسی مسلمان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔

مسلمانوں میں سے تو کسی نے اس پر توجہ نہ دی کہ آخر کیا بات ہے؟ کسی بھی مسلمان کے ہاں دو سالوں کے لگ بھگ عرصہ میں کوئی اولاد کیوں نہیں ہوئی؟۔ آخر یہودی خود پھٹ پڑے کہ ہم نے مسلمانوں پر (بندش اولاد کا) جادو کر رکھا ہے جس کی وجہ سے ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہو رہی۔

جو یہودی دو سال تک نہیں بولے وہ اپنی خباثت کو مزید بھی چھپائے رکھتے مگر اس کا برملا انہوں نے اظہار اس لئے کیا تا کہ وہ یہ پردہ پکینڈ کر سکیں کہ ہمارا جادو ان کی وحی پر (نعوذ باللہ) بھاری ہے۔ اور ہمارا وہ دین حق ہے جو جادو کی تعلیم دیتا ہے۔

چنانچہ ہجرت کے تقریباً دو سال بعد حضرت زبیر بن العوام کو سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا تو مدینہ منورہ کے تمام مہاجرین و انصار نے اس روز جشن فتح کے طور پر خوشی منائی۔ حضرت اسماء یوں بھی آپ کی خواہر نسبتی (سالی) ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کی ہم شیرہ، اول المؤمنین و خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک خوش نصیب صحابی رضی اللہ عنہ سیدنا زبیر بن العوام کی اہلیہ تھیں۔ آپ کے بیٹے کی پیدائش پر آپ نے بھی بہت خوشی کا مظاہرہ فرمایا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے منہ میں سب سے پہلے اپنا العاب دھن دیا۔ پھر ان کی تحنیک بھی خود فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ پر جادو

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہود مدینہ کے چوٹی کے عالم بھی تھے اور اپنے قبیلہ کی شاخ کے سردار بھی تھے۔ آپ ﷺ کی ہجرت کے بعد فوراً اسلام لے آئے تھے۔

مگر اسلام لانے سے پہلے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اپنی قوم کی خباثت کا خوب تجربہ ہے۔ میرے اسلام لانے کا اعلان کرنے سے پہلے مدینہ کے یہودیوں کو جا کر میرے بارے میں ان کے رائے لیں۔ ورنہ اسلام لانے کے بعد وہ مجھ پر الزام تراشیوں کا ایک طوفان کھڑا کر دیں گے۔

آپ ﷺ نے چند یہودیوں کو بلا کر دین حق کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ جب تمہاری کتاب میں میری نشانیں موجوں ہیں تو پھر ایمان کیوں نہیں لے آتے؟ انہوں نے کہا کہ وہ نشانیاں آپ پر پوری نہیں آتیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے

درمیان عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا کیا مقام ہے؟ یہودی بولے: وہ تو عالم کے بیٹے اور عالم ہیں، سردار کے بیٹے اور سردار ہیں، ہم میں ان کا ایک اونچا رتبہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ تمہارے سامنے تصدیق کر دیں اور گواہی دیدیں کہ میں ہی اللہ کا وہ سچا اور آخری رسول ہوں جس کا تم لوگ انتظار کر رہے ہو تو پھر مان جاؤ گے؟ یہودیوں نے (اس سوال پر ہاں یا ناں تو نہیں کی البتہ بات بدل کر) کہا کہ وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اس ساری گفتگو کے دوران ایک ادب میں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ اب اچانک سامنے آئے اور تمام یہودیوں کو گواہ بنا کر کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔

یہودیوں کے سینوں پر تو سانپ لوٹنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جیسے چوٹی کے یہودی علم کا مسلمان ہو جانا دانشمندیوں کیوں کہاں برداشت کر لیتے؟ انہوں نے وہیں کھڑے کھڑے انہیں جلی کٹی سنائی شروع کر دیں اور طرح طرح کے جھوٹے الزامات ان پر لگانے شروع کر دیے۔

بَابُ فِي الْخَطِّ وَزَجْرِ الظِّيرِ

لکیر کھینچنے کا بیان

3907- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، حَدَّثَنَا حَيَّانُ قَالَ: غَيْرُ مُسَدَّدٍ، حَيَّانُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا قُتَيْبٌ بْنُ قَبِيصَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْعِيَافَةُ وَالظِّيرَةُ وَالظَّرْقُ مِنَ الْحَبِيبِ الظَّرْقُ: الزَّجْرُ وَالْعِيَافَةُ: الْخَطُّ

❦❦ قُتَيْبُ بْنُ قَبِيصَةَ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”عیافہ، طیرہ اور طرق شیطانی کام ہیں“

طرق سے مراد پرندے اڑانا ہے اور عیافہ سے مراد لکیریں کھینچنا (یعنی علم رمل) ہے۔

3908- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: قَالَ عَوْفٌ: الْعِيَافَةُ زَجْرُ الظِّيرِ، وَالظَّرْقُ الْخَطُّ

يُخَطُّ فِي الْأَرْضِ

❦❦ عوف کہتے ہیں: عیافہ سے مراد پرندہ اڑانا (اور اس سے شکون لینا) ہے اور طرق سے مراد زمین پر لکیریں کھینچنا ہے (یعنی علم رمل ہے)۔

3909- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ الْحُجَّاجِ الصَّوَّافِ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمِمَّا رَجَالُ يُخَطُّونَ قَالَ: كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يُخَطُّ، فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَلِكَ

❦❦ حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم میں سے کچھ لوگ لکیریں کھینچتے ہیں (یعنی علم رمل کرتے ہیں) تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک نبی لکیریں لگایا کرتے تھے تو جس شخص کی لکیر ان کی لکیر کے

موافق ہوتی ہے، اس کا نتیجہ (درست ہوتا ہے)۔“

بَابُ فِي الطَّيْرَةِ

باب: بدشگونی کا بیان

3910 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ، عَنْ عَيْسَى بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ حَبِشٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الطَّيْرَةُ شِرْكٌ، الطَّيْرَةُ شِرْكٌ، ثَلَاثًا، وَمَا مِثْلُهَا إِلَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ

*** حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”طیرہ شرک ہے“ یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی (اور پھر فرمایا) ہم میں سے ہر ایک (بدشگونی کا وہم پاتا ہے) لیکن اللہ تعالیٰ توکل کے ذریعے اسے ختم کر دیتا ہے۔“

3911 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا

مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةَ، وَلَا صَفَرَ، وَلَا هَامَةَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الطُّبَاءُ فَيُعَالِطُهَا الْبَعِيدُ الْأَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا؟ قَالَ: فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ قَالَ مَعْمَرٌ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يُورَدَنَّ مُرِضٌ عَلَى مُصِيحٍ قَالَ: فَرَأَجَعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ حَدَّثْنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا عَدْوَى، وَلَا صَفَرَ، وَلَا هَامَةَ؟ قَالَ: لَمْ أُحَدِّثْكُمْوهُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: قَدْ حَدَّثْتُ بِهِ وَمَا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ نَسِيَ حَدِيثًا قَطُّ غَيْرَهُ

*** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”عدوی بیماری (بیماری کا متعدی ہونا)، طیرہ (بدشگونی)، صفر (کے مہینے کا منحوس ہونا)، حامہ (یہ بھی ایک قسم کی بدشگونی ہے)

3911- إسناده صحيح. أبو سلمة: هو ابن عبد الرحمن بن عوف، ومعمَر: هو ابن راشد، وعبد الرزاق: هو ابن همام، والحسن بن علي: هو الخلال الخلواسي. وهو في "مصنف عبد الرزاق" (19507). وأخرجه مطولاً ومختصراً البخاري (5717) و (5770) و (5771) و (5773)، ومسلم (2220) و (2221) من طرق عن ابن شهاب الزهري، به. والرجل الذي حدث الزهري بالشرط الثاني من القصة هو أبو سلمة نفسه كما جاء موضحاً عند البخاري (5771)، وكما في بعض روايات مسلم. وهو في "مسند أحمد" (7620)، و"صحيح ابن حبان" (6115) و (6116). وأخرج الشطر الأول منه البخاري (5707) تعليقاً، و (5757) و (5775)، ومسلم (2220) و يابن (2221) من طرق عن أبي هريرة. راد البخاري في الموضع الأول: "وفتر من المعذور كما تفر من الأسد، واقتصر في الموضع الثالث على ذكر العدوى وسؤال الأعرابي. وأخرج البخاري (5754)، ومسلم (2223) من طريق غيبة بن عبد الله بن عتبة، ومسلم يابن (2224) من طريق محمد بن سيرين، كلاهما عن أبي هريرة - قال غيبة: "لا طيرة، وخيرها الغال"، وقال ابن سيرين: "لا عدوى ولا طيرة وأحب الغال الصالح" زاد غيبة: قالوا: وما الغال؟ قال: "الكلمة الصالحة يسمعونها أحدكم." وهو في "مسند أحمد" (7618)، و"صحيح ابن حبان" (5826)

کی کوئی حیثیت نہیں ہے، ایک دیہاتی نے عرض کی: کیا وجہ ہے کہ اونٹ ریگستان میں ہرنیوں کی طرح گھوم پھر رہے ہوتے ہیں، پھر ایک خارش زدہ اونٹ ان سے ملتا ہے، اور ان سب کو خارش میں مبتلا کر دیتا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: پہلے کو کس نے خارش میں مبتلا کیا تھا؟

معمر بیان کرتے ہیں: زہری نے ایک شخص کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

”کسی بیمار شخص کو کسی تندرست کے پاس ہرگز نہ لایا جائے“

راوی بیان کرتے ہیں: تو ایک شخص نے انہیں یاد دلایا اور کہا: کیا آپ نے ہمیں یہ حدیث بیان نہیں کی کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”بیماری کے متعدی ہونے، سفر کے منحوس ہونے اور حملہ (مخصوص قسم کی بد شکونی) کی کوئی حیثیت نہیں ہے، تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تم لوگوں کو ایسی کوئی حدیث نہیں سنائی۔

زہری کہتے ہیں: ابوسلمہ نے یہ بات بیان کی ہے، انہوں نے یہ حدیث بیان کی تھی، میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کبھی نہیں سنا کہ وہ کوئی حدیث بھول گئے ہوں، صرف یہ حدیث وہ بھول گئے تھے۔

3912 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا عَدْوَى، وَلَا هَامَةٌ، وَلَا نَوءٌ، وَلَا صَفَرٌ.
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”بیماری کے متعدی ہونے، حملہ، ستاروں کے موثر ہونے، اور صفر کے منحوس ہونے کی، کوئی حیثیت نہیں ہے۔“

3913 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ الْبَرْقِيِّ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ، حَدَّثَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي ابْنُ عَجْلَانَ، حَدَّثَنِي الْقَعْنَقَاءُ بْنُ حَكِيمٍ، وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مِقْسَمٍ، وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا غَوْلَ.
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”غول کی کوئی حیثیت نہیں ہے“

3914 - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِءَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مَسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ أَخْبَرَكُمْ أَشْهَبُ قَالَ: سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ قَوْلِهِ: لَا صَفَرٌ قَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يُحِلُّونَ صَفَرَ، يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَفَرٌ

اشہب بیان کرتے ہیں: امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کے ان الفاظ کے بارے میں دریافت کیا گیا

”صفر کی کوئی حیثیت نہیں ہے“ انہوں نے بتایا: زمانہ جاہلیت کے لوگ صفر کے مہینے کو ایک سال کے لیے حرمت والا مہینہ قرار

نہیں دیتے تھے اور ایک سال کے لیے حرمت والا مہینہ قرار دیتے تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مفر کی کوئی حیثیت نہیں ہے (یعنی اس کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا)۔

3915 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى، حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ، قَالَ: قُلْتُ لِمُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ رَاشِدٍ، قَوْلُهُ هَامٌ قَالَ: كَانَتْ الْجَاهِلِيَّةُ تَقُولُ: لَيْسَ أَحَدٌ يَمُوتُ فَيُذْنُ إِلَّا خَرَجَ مِنْ قَبْرِهِ هَامَةٌ، قُلْتُ: فَقَوْلُهُ صَفَرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْتَشِئُمُونَ بِصَفَرٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا صَفَرَ قَالَ مُحَمَّدٌ: وَقَدْ سَمِعْنَا مَنْ يَقُولُ: هُوَ وَجَعٌ يَأْخُذُ فِي الْبَطْنِ، فَكَانُوا يَقُولُونَ: هُوَ يُعْدِي، فَقَالَ: لَا صَفَرَ

❦❦ بقیہ کہتے ہیں: میں نے محمد بن راشد سے دریافت کیا: لفظ علم کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے بتایا زمانہ جاہلیت کے لوگ یہ کہتے تھے کہ جب کسی مردے کو دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کی قبر سے ایک اُتو لکھا ہے (اسے علم کہتے ہیں) میں نے دریافت کیا: روایت کے یہ الفاظ ”صفر“ کیا مراد ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم نے یہ بات سن رکھی ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ صفر کو منحوس سمجھتے تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: صفر منحوس نہیں ہے۔

محمد بن راشد کہتے ہیں: ہم نے بعض لوگوں کو یہ بھی بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ اس سے مراد ایک بیماری ہے، جو پیٹ میں ہوتی ہے تو لوگ یہ کہتے تھے: یہ متعدی ہو جاتی ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مفر کوئی حیثیت نہیں ہے۔

3916 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةٌ، وَيُعْجِبُنِي الْقَالُ الصَّاحُ وَالْفَالُ الصَّاحُ: الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ

❦❦ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”بیماری کے متعدی ہونے اور بدشگونی کوئی حیثیت نہیں ہے، البتہ مجھے اچھی فال پسند ہے، اچھی فال سے مراد اچھی بات ہے۔“

3917 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَمِعَ كَلِمَةً فَأَعْجَبَتْهُ فَقَالَ: أَخَذْنَا فَالَكَ مِنْ فَيْتِكَ

❦❦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک بات سنی جو آپ کو اچھی لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہم نے تمہاری زبانی فال (یعنی اچھا شگون) حاصل کر لیا ہے“

3918 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: يَقُولُ النَّاسُ: الصَّفَرُ وَجَعٌ يَأْخُذُ فِي الْبَطْنِ، قُلْتُ: فَمَا الْهَامَةُ؟ قَالَ: يَقُولُ النَّاسُ الْهَامَةُ: الَّتِي تَصْرُخُ هَامَةً النَّاسَ، وَلَيْسَتْ بِهَامَةٍ إِلَّا نَسَانٍ، إِنَّمَا هِيَ دَابَّةٌ

﴿﴾ عطاء بیان کرتے ہیں: لوگ یہ کہتے تھے: مفر سے مراد ایک درد ہے، جو پیٹ میں ہوتا ہے، میں نے دریافت کیا: حامہ سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے یہ بتایا: لوگ یہ کہتے ہیں، کہ حامہ وہ پرندہ ہے، جو لوگوں پر چیخا چلاتا ہے، اس سے مراد ان کی روح نہیں ہے، بلکہ یہ ایک جانور ہے۔

3919 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: أَحْمَدُ: الْقُرْشِيُّ، قَالَ: ذُكِرَتِ الطَّيْرَةُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَحْسَنُهَا الْفَالُ وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا آلَتُ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا آلَتُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ

﴿﴾ احمد قرشی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں بدقالی کا ذکر کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے اچھی چیز فال ہے: لیکن وہ کسی مسلمان کو (کوئی کام کرنے سے) روکتی نہیں ہے، جب تم کسی ایسی چیز کو دیکھو، جو اس کو اچھی نہ لگے، تو آدمی کو یہ کہنا چاہیے:

”اے اللہ! بھلائی صرف تو ہی عطاء کر سکتا ہے: اور برائی صرف تو ہی دور کر سکتا ہے: تیری مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا“

3920 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَطَيَّرُ مِنْ شَيْءٍ، وَكَانَ إِذَا بَعَثَ عَامِلًا سَأَلَ عَنْ اسْمِهِ، فَإِذَا أَجَبَهُ اسْمُهُ فَرِحَ بِهِ وَرَضِيَ بِشَرِّ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهُ رَضِيَ كَرَاهِيَةَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَإِذَا دَخَلَ قَرْيَةً سَأَلَ عَنْ اسْمِهَا فَإِنْ أَجَبَهُ اسْمُهَا فَرِحَ وَرَضِيَ بِشَرِّ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهَا رَضِيَ كَرَاهِيَةَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ

﴿﴾ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کسی چیز کو بدھلکونی قرار نہیں دیتے تھے، جب آپ کسی الہکار کو کسی کام کے لیے روانہ کرنے لگتے، تو اس سے اس کا نام دریافت کر لیتے تھے، اگر اس کا نام آپ کو پسند آتا، تو آپ اس سے خوش ہوتے تھے اور اس کی وجہ سے آپ کا خوش ہونا، آپ کے چہرے سے ظاہر ہوتا تھا، اگر اس کا نام آپ کو نا پسند آتا، تو اس کی نا پسندیدگی آپ کے چہرے سے محسوس ہو جاتی تھی نبی اکرم ﷺ جب کسی بستی میں داخل ہوتے تھے، تو آپ ﷺ اس کا نام دریافت کرتے تھے اگر اس کا نام آپ کو پسند آتا تو آپ اس پر خوش ہوتے اور آپ کا اس وجہ سے خوش ہونا، آپ کے چہرے سے ظاہر ہو جاتا تھا اور اگر اس بستی کا نام آپ کو پسند نہیں آتا، تو اس کی نا پسندیدگی آپ کے چہرے سے محسوس ہو جاتی تھی۔

3921 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا آتَابُ، حَدَّثَنِي يَحْيَى، أَنَّ الْحَضْرَمِيَّ بْنَ لَاحِقٍ، حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: لَا هَامَةَ وَلَا

3921 - صحيح لغيره، وهذا إمام جليل من أجل الحضرمي بن لاحق، فهو صدوق لا بأس به. وأخرجه أحمد بن حنبل (1502) و (1554). والدور في "مسند سعد بن أبي وقاص" (95)، وابن أبي عاصم في "السنة" (266) و (267) والبزار في "مسند" (1582)، وابن أبي (766) و (898)، والطبري في "مسنده على من تهذيب الآثار" ص 10 و 11 و 10 و 11 و 21 و 22، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار" (1745) و (1746) و (2886)، وفي "شرح معاني الآثار" 314/4، والشافعي في "مسند" (153)

عَدَوِي، وَلَا طِيْرَةً، وَإِنْ تَكُنِ الطَّيْرَةُ فِي شَيْءٍ فَيَحْيِي الْفَرَسَ، وَالْمَرْأَةَ، وَالذَّارِ

❦ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”حمار، بیماری کے متعدی ہونے اور بدشگونی کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اگر بدشگونی (یا نحوست) کسی چیز میں ہوتی تو گھوڑے یا عورت یا گھر میں ہوتی“

3822- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ حَمْزَةَ، وَسَالِمٍ، ابْنَيْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالْفَرَسِ
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِءَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مُسْكِينٍ، وَأَنَا شَاهِدٌ أَخْبَرْتُ ابْنَ الْقَاسِمِ، قَالَ: سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ
الشُّؤْمِ فِي الْفَرَسِ، وَالذَّارِ قَالَ: كَمْ مِنْ دَارٍ سَكَنَهَا نَاسٌ فَهَلَكُوا، ثُمَّ سَكَنَهَا آخَرُونَ فَهَلَكُوا، فَهَذَا
تَفْسِيرُهُ فِيمَا نَرَى وَإِنَّهُ أَغْلَمُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: خَصِيْرٌ فِي الْبَيْتِ خَيْرٌ مِنْ امْرَأَةٍ لَا تَلِدُ

❦ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”نحوست گھر میں یا عورت میں یا گھوڑے میں ہوتی ہے“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن قاسم بیان کرتے ہیں: امام مالک رحمہ اللہ سے گھوڑے اور گھر میں نحوست موجود ہونے کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا: کتنے ہی گھر ایسے ہیں، جن میں کچھ لوگوں نے رہائش اختیار کی تو وہ ہلاکت کا شکار ہو گئے پھر اس میں دوسرے لوگوں نے رہائش اختیار کی تو وہ بھی ہلاکت کا شکار ہو گئے تو ہمارے نزدیک اس کی وضاحت یہی ہے، ہاں اللہ بہتر جانتا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: گھر میں موجود چٹائی، اس عورت سے زیادہ بہتر ہوتی ہے، جو بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

3923- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، وَعَبَّاسُ الْعَنْدَرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى

بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَحْيَى، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ فَرْوَةَ بِنَ مَسِيكٍ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَضُ عِنْدَنَا يُقَالُ
لَهَا أَرْضُ أَبْنَى هِيَ أَرْضُ رِيْفِنَا، وَمِيرَتِنَا، وَإِنَّا وَبَيْتُهُ، أَوْ قَالَ وَبَاؤُهَا شَدِيدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ: دَعَهَا عَنْكَ، فَإِنَّ
مِنْ الْقَرْفِ الثَّلَفَ

❦ یحییٰ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: مجھے ان صاحب نے یہ بات بتائی، جنہوں نے حضرت فروہ بن مسیک رضی اللہ عنہ کو یہ

بیان کرتے ہوئے سنا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہماری ایک زمین ہے، جسے امین کہا جاتا ہے اس میں ہمارے کھیت ہیں، غلہ اگانے کی جگہ ہے، لیکن اس جگہ پر دباہ پائی جاتی ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) انتہائی شدید دباہ والی جگہ ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس جگہ کو چھوڑ دو کیونکہ ایسی جگہ پر رہنے سے آدمی ہلاکت کا شکار ہو جاتا ہے۔

3024- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَمَّارٍ، عَنْ رِاسَخَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ظَلْحَمَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: إِنَّا كُنَّا فِي دَارٍ كَثِيرٌ فِيهَا عَدَدُنَا، وَكَثِيرٌ فِيهَا أَمْوَالُنَا، فَتَحَوَّلْنَا إِلَى دَارٍ أُخْرَى فَقُلَّ فِيهَا عَدَدُنَا، وَقَلَّتْ فِيهَا أَمْوَالُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَرُوهَا ذِمِيمَةً

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! پہلے ہم ایک ایسی جگہ رہتے تھے، جہاں ہماری تعداد بھی زیادہ تھی اور ہماری زمینیں بھی زیادہ تھیں، پھر ہم وہاں سے ایک اور جگہ منتقل ہو گئے، تو وہاں ہماری تعداد بھی کم ہو گئی اور ہمارے اموال بھی کم ہو گئے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے چھوڑ دو، کیونکہ وہ بری جگہ ہے۔

3025- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ مُحَمَّدٍ وَنَوَضَعَهَا مَعَهُ فِي الْقَصْعَةِ، وَقَالَ: كُلُّ ثِقَةٍ بِاللَّهِ وَتَوَكَّلَا عَلَيْهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک جذام زدہ شخص کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے پیالے میں ڈال کر ارشاد فرمایا: تم اللہ پر یقین رکھتے ہوئے اور اس پر توکل کرتے ہوئے کھاؤ۔

کِتَابُ الْعِتْقِ

غلام آزاد کرنے کے بارے میں روایات

بَابُ فِي الْمُكَاتِّبِ يُؤَدِّي بَعْضُ كِتَابَتِهِ فَيَعْجِزُ أَوْ يَمُوتُ

باب: جب کوئی مکاتب غلام، اپنی کتابت کی کچھ رقم ادا کرنے کے بعد، باقی ادائیگی سے عاجز

آجائے یا مرجائے

3926 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا أَبُو بَنْدٍ، حَدَّثَنِي أَبُو عُثْبَةَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُكَاتِّبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ مَّكَاتِبَتِهِ دِرْهَمٌ

عمر بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ”مکاتب اس وقت تک غلام شمار ہوگا جب تک اس کے ذمے کتابت کا ایک درہم بھی باقی ہو“

3927 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْجَرِيرِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَيُّمَا عَبْدٍ كَاتَبَ عَلَى مِائَةِ أَوْ قِيَّةٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَةَ أَوْاقٍ فَهُوَ عَبْدٌ، وَأَيُّمَا عَبْدٍ كَاتَبَ عَلَى مِائَةِ دِينَارٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَةَ دَنَانِيرٍ فَهُوَ عَبْدٌ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَيْسَ هُوَ عَبَّاسُ الْجَرِيرِيِّ قَالُوا هُوَ وَهُمْ وَلَكِنَّهُ هُوَ شَيْخُ آخَرٍ

عمر بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو غلام ایک سو اوقیہ کے عوض میں کتابت کا معاہدہ کرتا ہے اور پھر وہ دس اوقیہ کے علاوہ باقی تمام ادائیگی کر دیتا ہے، تو وہ بھی غلام شمار ہوگا اور جو بھی غلام، ایک سو دینار کے عوض میں کتابت کا معاہدہ کرتا ہے اور دس دینار کے علاوہ باقی سب ادائیگی کر دیتا ہے، تو بھی وہ غلام شمار ہوگا“

3926 - إسناده حسن، إسماعيل بن عياش روايته عن أهل بلده مستقيمة وملائماتها، لأن شيخه حمصي، على أنه متبع بمعنى حديثه في الحديث التالي، وأخرجه الطبراني في "مسند الشاميين" (1386) من طريق يحيى بن حمزة، والبيهقي 324/10 من طريق إسماعيل بن عياش، كلاهما عن أبي سلمة سليمان بن سليم، به، وانظر ما بعده.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: راوی عباس جریری نے نہیں ہے، لوگ یہ کہتے ہیں: یہ وہم ہے، بلکہ یہ کوئی اور بزرگ ہے۔
3928 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرِّهٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ نَبْهَانَ، مَكَاتِبِ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ، تَقُولُ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ كَانَ لِاحِدَاكُنَّ مَكَاتِبٌ، فَكَانَ عِنْدَكُمْ مَا يُؤَدِّي فَلْتَحْتَجِبِ مِنْهُ

❁❁ زہری سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکاتب غلام مہبان کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا:
 ”جب تم خواتین میں سے کسی ایک کا کوئی غلام مکاتب ہو اور اس کے پاس اتنا مال موجود ہو جس کے ذریعے وہ (کتابت کی رقم کی) ادائیگی کر سکتا ہو تو اس عورت کو اس سے پردہ کرنا چاہیے۔“

مکاتب کے لغوی معنی و مفہوم کا بیان

مکاتب اس غلام یا لونڈی کو کہتے ہیں جس کو مالک یہ کہہ دے کہ اگر تو اتنا روپیہ اتنی قسطوں میں ادا کر دے تو تو آزاد ہے۔ لفظ مکاتب تاء کے زبر اور زیر ہر دو کے ساتھ منقول ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں والمکاتب بالفتح من تقع له الكتابة وبالكسر من تقع منه یعنی زہر کے ساتھ جس کے لیے کتابت کا معاملہ کیا جائے اور زیر کے ساتھ جس کی طرف سے کتابت کا معاملہ کیا جائے۔ تاریخ اسلام میں سب سے پہلے مکاتب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں اور عورتوں میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

مکاتب کے معنی و مفہوم کا بیان

مکاتب اصطلاح شریعت میں غلام دآقا کے درمیان معاہدے کا نام ہے۔ غلام اپنے آقا سے یہ کہے کہ میں کما کر اتنا مال تجھے دے دوں تو آزاد ہو جاؤں اور مالک اسے منظور کرے۔ یہ مکاتب اگرچہ ابھی غلام رہے گا۔ لیکن پیشہ یا تجارت اختیار کرنے کے باب میں خود مختار ہو جائے گا۔ پھر اگر شرط پوری ہو گئی تو آزاد ہو جائے گا۔ نہ پوری ہونے کی صورت میں غلام یا تو خود ہی مکاتب فصیح کرا لے ورنہ قاضی کرا دے گا۔

مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کو ایک رقم معین کے ادا کرنے کے بعد آزادی کا حق حاصل ہو جاتا ہے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے غلاموں کو مکاتب بناتی تھیں؛ لیکن قبل اس کے کہ پورا معاوضہ یعنی بدل کتابت ادا کریں اس سے کسی قدر رقم لے کر جلد اسے جلد آزاد کر دیتی تھیں۔ (موطا امام مالک کتاب العتق والاعلاء باب الفطاع فی الکتابۃ)

مکاتب کے شرعی احکام کا بیان

غلاموں کی آزادی کی ایک صورت یہ ہے کہ ان سے یہ شرط کر لی جائے کہ اتنی مدت میں وہ اس قدر رقم ادا کر کے آزاد ہو سکتے ہیں یہ حکم خود قرآن مجید میں مذکور ہے۔ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا۔ (النور)

اگر تم کو غلاموں میں بھلائی نظر آئے تو ان سے مکاتبت کرلو۔

لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے پہلے یہ حکم وجوبی نہیں سمجھا جاتا تھا؛ لیکن آقا کو معاہدہ مکاتبت کرنے یا نہ کرنے کا اختیار تھا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عملاً اس حکم کو وجوبی قرار دیا؛ چنانچہ جب سیرین نے اپنے آقا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مکاتبت کی درخواست کی اور انہوں نے اس کو منظور کرنے سے انکار کر دیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلوا کر درے سے نارا اور قرآن مجید کی اس آیت کے رو سے ان کو معاہدہ کتابت کرنے کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری کتاب الکاتب)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس قسم کے غلاموں کی آزادی میں آسانیاں پیدا کرتے رہتے تھے، ایک بار ایک مکاتب غلام نے مال جمع کر کے کے بدل کتابت ادا کرنا چاہا؛ لیکن آقا نے یکمشت رقم لینے سے انکار کر دیا اور باقساط لینا چاہا، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے کل رقم لے کر بیت المال میں داخل کر دیا اور کہا، تم شام کو آتا میں تمہیں آزادی کا فرمان لکھ دوں گا، اس کے بعد لینے یا نہ لینے کا تمہارے آقا کو اختیار ہوگا، آقا کو خبر ہوئی تو اس نے آکر یہ رقم وصول کر لی۔

(طبقات ابن سعد، تذکرہ ابوسعید الخدری)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں تین شخص ایسے ہیں کہ ان کی مدد کرنا اللہ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے راہ خدا میں لڑنے والا اور وہ مکاتب غلام جس کا دل کتابت ادا کرنے کا ارادہ ہو اور وہ شادی شدہ جو پاکدامن رہنا چاہتا ہو۔ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: حدیث نمبر 676)

آقا کا غلام کو باندی کو مکاتب بنانے کا بیان

اور جب کسی آقا نے اپنے غلام یا اپنی باندی کو مال کی شرط پر مکاتب کیا ہے اور غلام نے اس کو قبول کر لیا ہے تو وہ مکاتب بن جائے گا۔ اور اس جواز اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کے سبب سے ہے۔ ”پس جب تم غلاموں میں خیر نظر آئے تو تم ان کو مکاتب بنادو۔ اور یہ امر فقہاء کے اجماع کے ساتھ وجوب کیلئے نہیں بلکہ استحباب کیلئے ہے اور صحیح بھی یہی ہے۔

کیونکہ اگر اس کو اباحت پر محمول کرتے تو اس کے سبب سے شرط لغو ہو جاتی تھی۔ اس لئے کہ مکاتبیت بغیر شرط کے بھی مباح ہے لہذا مستحب ہونا اسی شرط کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے۔ اور جو قرآن میں خیر کو ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آزادی کے بعد وہ غلام مسلمانوں کو نقصان نہ دے۔ کیونکہ اگر وہ نقصان دیتا ہے تو پھر افضل یہی ہے اس کو مکاتب نہ بنایا جائے۔ اور اگر پھر بھی مکاتب بنادیا تو مکاتبیت درست ہوگی۔ (ہدایہ کتاب متن، لاہور)

مکاتب بنانے کی شرعی حیثیت میں فقہی مذاہب کا بیان

اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے فرماتا ہے جو غلاموں کے مالک ہیں کہ اگر ان کے غلام ان سے اپنی آزادی کی بابت کوئی تحریر کرنی چاہیں تو وہ انکار نہ کریں۔ غلام اپنی کمائی سے وہ مال جمع کر کے اپنے آقا کو دے دے گا اور آزاد ہو جائے گا۔ اکثر علماء فرماتے ہیں یہ حکم ضروری نہیں فرض و واجب نہیں بلکہ بطور استحباب کے اور خیر خواہی کے ہے۔ آقا کو اختیار ہے کہ غلام جب کوئی ہنر جانتا ہو اور وہ کہے کہ مجھ سے اسی قدر روپیہ لے لو اور مجھے آزاد کر دو تو اسے اختیار ہے خواہ اس قسم کا غلام اس سے اپنی آزادی کی بابت تحریر چاہے

وہ اس کی بات کو قبول کر لے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں، حضرت انس رضی اللہ عنہ کا غلام سیرین نے جو مالدار تھا ان سے درخواست کی کہ مجھ سے میری آزادی کی کتابت کر لو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، دربار قاروقی میں مقدمہ گیا، آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور ان کے نہ ماننے پر کوڑے لگوائے اور یہی آیت تلاوت فرمائی یہاں تک کہ انہوں نے تحریر لکھوا دی۔ (بخاری) عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے دونوں قول مروی ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہی تھا لیکن نیا قول یہ ہے کہ واجب نہیں۔ کیونکہ حدیث میں ہے مسلمان کا مال بغیر اس کی دلی خوشی کے حلال نہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ واجب نہیں۔ میں نے نہیں سنا کہ کسی امام نے کسی آقا کو مجبور کیا ہو کہ وہ اپنے غلام کی آزادی کی تحریر کر دے، اللہ کا یہ حکم بطور اجازت کے ہے نہ کہ بطور وجوب کے۔ یہی قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ہے۔

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مختار قول وجوب کا ہے۔ خیر سے مراد امانت داری، سچائی، مال اور مال کے حاصل کرنے پر قدرت وغیرہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر تم اپنے غلاموں میں جو تم سے مکاتب کرنا چاہیں، مال کے کمانے کی صلاحیت دیکھو تو ان کی اس خواہش کو پوری کر دو ورنہ نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں وہ لوگوں پر اپنا ابو جہ ذالیں گے یعنی ان سے سوال کریں گے اور رقم پوری کرنا چاہیں گے اس کے بعد فرمایا ہے کہ انہیں اپنے مال میں سے کچھ دو۔ یعنی جو رقم ٹھہر چکی ہے، اس میں سے کچھ معاف کر دو۔ چوتھائی یا تہائی یا آدھا یا کچھ حصہ۔ یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ مال زکوٰۃ سے ان کی مدد کرو آقا بھی اور دوسرے مسلمان بھی اسے مال زکوٰۃ دیں تاکہ وہ مقرر رقم پوری کر کے آزاد ہو جائے۔ پہلے حدیث گزر چکی ہے کہ جن تین قسم کے لوگوں کی مدد اللہ پر برحق ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام ابوامیہ نے مکاتبہ کیا تھا جب وہ اپنی رقم کی پہلی قسط لیکر آیا تو آپ نے فرمایا جاؤ اپنی اس رقم میں دوسروں سے بھی مدد طلب کر دو اس نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین آپ آخری قسط تک تو مجھے ہی محنت کرنے دیجئے۔ فرمایا انہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ کے اس فرمان کو ہم چھوڑ نہ بیٹھیں کہ انہیں اللہ کا وہ مال دو جو اس نے تمہیں دے رکھا ہے۔ پس یہ پہلی قسطیں تمہیں جو اسلام میں ادا کی گئیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی کہ شروع شروع میں آپ نہ کچھ دیتے تھے نہ معاف فرماتے تھے کیونکہ خیال ہوتا تھا کہ ایسا نہ ہو آخر میں یہ رقم پوری نہ کر سکے تو میرا دیا ہوا مجھے ہی واپس آ جائے۔ ہاں آخری قسطیں ہوتیں تو جو چاہتے اپنی طرف سے معاف کر دیتے۔ ایک غریب مرفوع حدیث میں ہے کہ چوتھائی چھوڑ دو۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

معاوضہ بننے والی چیز مکاتبت کرنے کا بیان

مکاتبت کے لفظی معنی تو ہیں لکھا پڑھی، مگر اصطلاح میں یہ لفظ اس معنی میں بولا جاتا ہے کہ کوئی غلام یا لونڈی اپنی آزادی کے لیے اپنے آقا کو ایک معاوضہ ادا کرنے کی پیش کش کرے اور جب آقا اسے قبول کر لے تو دونوں کے درمیان شرائط کی لکھا پڑھی ہو

جائے۔ اسلام میں غلاموں کی آزادی کے لیے جو صورتیں رکھی گئی ہیں یہ ان میں سے ایک ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ معاوضہ مال ہی کی شکل میں ہو۔ آقا کے لیے کوئی خاص خدمت انجام دینا بھی معاوضہ بن سکتا ہے، بشرطیکہ فریقین اس پر راضی ہو جائیں۔ معاہدہ ہو جانے کے بعد آقا کو یہ حق نہیں رہتا کہ غلام کی آزادی میں بیچارہ کا وٹیں ڈالے۔ وہ اس کو مال کتابت فراہم کرنے کے لیے کام کرنے کا موقع دے گا اور مدت مقررہ کے اندر جب بھی غلام نے اپنی مالکہ سے مکاتبت کی اور مدت مقررہ سے پہلے ہی مال کتابت فراہم کر کے اس کے پاس لے گیا۔ مالکہ نے کہا کہ میں تو یک مشت نہ لوں گی بلکہ سال بسال اور ماہ ب ماہ قسطوں کی صورت میں لوں گی۔ غلام نے حضرت عمر سے شکایت کی۔ انہوں نے فرمایا یہ رقم بیت المال میں داخل کر دے اور جا تو آزاد ہے۔ پر مالکہ کو کہا بھیجی کہ تیری رقم یہاں جمع ہو چکی ہے، اب تو چاہے یک مشت لے لے ورنہ ہم تجھے سال بسال اور ماہ ب ماہ دیتے رہیں گے۔

(دارقطنی، بروایت ابوسعید مہمیری)

درخواست مکاتبت پر قبول مولیٰ میں مذاہب اربعہ

اس آیت کا مطلب فقہاء کے ایک گروہ نے یہ لیا ہے کہ جب کوئی لونڈی یا غلام مکاتبت کی درخواست کرے تو آقا پر اس کا قبول کرنا واجب ہے۔ یہ عطاء، عمرو بن دینار، ابن سیرین، مسروق، ضحاک، عکرمہ، طاہریہ، اور ابن جریر طبری کا مسلک ہے اور امام شافعی بھی پہلے اسی کے قائل تھے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ واجب نہیں ہے بلکہ مستحب اور مندوب ہے۔

اس گروہ میں شعبی، مقاتل بن حیان، حسن نصری، عبدالرحمن بن زید، سفیان ثوری، ابو حنیفہ اور مالک بن انس جیسے بزرگ شامل ہیں، اور آخر میں امام شافعی بھی اسی کے قائل ہو گئے تھے۔ پہلے گروہ کے مسلک کی تائید دو چیزیں کرتی ہیں۔ یک یہ کہ آیت کے الفاظ ہیں فکاتبوہم، ان سے مکاتبت کر لو۔ یہ الفاظ صاف طور پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ دوسرے یہ کہ معتبر روایات سے ثابت ہے کہ مشہور فقیہ (محدث حضرت محمد بن سیرین کے والد سیرین نے اپنے آقا حضرت انس سے جب مکاتبت کی درخواست کی اور انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو سیرین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت لے گئے۔ انہوں نے واقعہ سنا تو درہ لے کر حضرت انس پر پل پڑے اور فرمایا اللہ کا حکم ہے کہ مکاتبت کر لو (بخاری)۔ اس واقعہ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر کا ذاتی فعل نہیں بلکہ صحابہ کی موجودگی میں کیا گیا تھا اور کسی نے اس پر اظہار اختلاف نہیں کیا، لہذا یہ اس آیت کی مستند تفسیر ہے۔

دوسرے گروہ کا استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف فکاتبوہم نہیں فرمایا ہے بلکہ فکاتبوہم ان علمتم فیہم خبرا ارشاد فرمایا ہے، یعنی ان سے مکاتبت کر لو اگر ان کے اندر بھلائی پاؤ یہ بھلائی پانے کی شرط ایسی ہے جس کا انحصار مالک کی رائے پر ہے، اور کوئی متعین معیار اس کا نہیں ہے جسے کوئی عدالت جانچ سکے۔ قانونی احکام کی یہ شان نہیں ہوا کرتی۔ اس لیے اس حکم کو متعین اور ہدایت ہی کے معنی میں لیا جائے گا نہ کہ قانونی حکم کے معنی میں۔ اور سیرین کی نظیر کا جواب وہ یہ دیتے ہیں کہ اس زمانے میں کوئی ایک غلام تو نہ تھا جس نے مکاتبت کی درخواست کی ہو۔ ہزار ہا غلام عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد خلافت راشدہ میں موجود تھے، اور بشارت غلاموں نے مکاتبت کی ہے۔

ابن سیرین والے واقعہ کے سوا کوئی مثال ہم کو نہیں ملتی کہ کسی آقا کو عدالتی حکم کے ذریعہ سے مکاتبت پر مجبور کیا گیا ہو۔ لہذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو ایک عدالتی فعل سمجھنے کے بجائے ہم اس معنی میں لیتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے درمیان محض قاضی ہی نہ تھے بلکہ افراد ملت کے ساتھ ان کا تعلق باپ اور اولاد کا ساتھ۔ بسا اوقات وہ بہت سے ایسے معاملات میں بھی دخل دیتے تھے جن میں ایک باپ تو دخل دے سکتا ہے مگر ایک حاکم عدالت دخل نہیں دے سکتا۔

بھلائی سے مراد تین چیزیں ہیں

ایک یہ کہ غلام میں مال کتابت ادا کرنے کی صلاحیت ہو، یعنی وہ کما کر یا محنت کر کے اپنی آزادی کا فدیہ ادا کر سکتا ہو، جیسا کہ ایک مرسل حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ان علمتم فیہم حرفۃ ولا ترسلوہم کلا علی الناس**، اگر تمہیں معلوم ہو کہ وہ کما سکتا ہے تو مکاتبت کرو۔ یہ نہ ہو کہ اسے لوگوں سے بھیک مانگتے پھرنے کے لیے چھوڑ دو۔ (ابن کثیر بحوالہ ابوداؤد)

دوسرے یہ کہ اس میں اتنی دیانت اور راست بازی موجود ہو کہ اس کے قول پر اعتماد کر کے معاہدہ کیا جاسکے۔ ایسا نہ ہو مکاتبت کر کے وہ مالک کی خدمت سے چھٹی بھی پالے ورنہ جو کچھ اس دوران میں کمائے اسے کھاپی کر برابر بھی کر دے۔

تیسرے یہ کہ مالک اس میں ایسے بُرے اخلاقی رجحانات، یا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دشمنی کے ایسے تل جذبات نہ پاتا ہو جن کی بنا پر یہ اندیشہ ہو کہ اس کی آزادی مسلم معاشرے کے لیے خطرناک ہوگی۔ بالفاظ دیگر اس سے یہ توقع کی جاسکتی ہو کہ مسم معاشرے کا ایک اچھا آزاد شہری بن سکے گا نہ کہ آستین کا سانپ بن کر رہے گا۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ معاملہ جنگی قیدیوں کا بھی تھا جن کے بارے میں یہ احتیاطیں ملحوظ خاطر رکھنے کی ضرورت تھی۔ یہ عام حکم ہے جس کے مخاطب آقا بھی ہیں، عام مسلمان بھی اور اسلامی حکومت بھی ہے۔

مکاتب کے آقا کا کچھ حصہ مکاتبت کو معاف کرنے کا بیان

آقاؤں کی ہدایت ہے کہ مال کتابت میں سے کچھ نہ کچھ معاف کر دو، چنانچہ متعدد روایات سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام اپنے مکاتبوں کو مال کتابت کا ایک معتد بہ حصہ معاف کر دیا کرتے تھے، حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو ہمیشہ حصہ معاف کیا ہے اور اس کی تلقین فرمائی ہے۔ (ابن جریر)

عام مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ جو مکاتب بھی اپنا مال کتابت ادا کرنے کے لیے ان سے مدد کی درخواست کرے، وہ دل کھول کر اس کی امداد کریں۔

قرآن مجید میں زکوٰۃ کے جو مصارف بیان کیے گئے ہیں ان میں سے ایک فی الرقاب بھی ہے، یعنی گردنوں کو بند غلامی سے رہا کرنا (سورہ توبہ آیت 60) اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک فک رقبہ گردن کا بند کھولنا ایک بڑی نیکی کا کام ہے۔ (سورہ بلد آیت 13)

حدیث میں ہے کہ ایک اعرابی نے آ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے وہ عمل بتائیے جو مجھ کو جنت میں پہنچا دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے بڑے مختصر الفاظ میں بہت بڑی بات پوچھ ڈالی۔ غلام آزاد کر، غلاموں کو آزادی حاصل کرنے میں مدد دے، کسی کو جانور دے تو خوب دودھ دینے والا دے، اور تیرا جو رشتہ دار تیرے ساتھ ظلم سے پیش آئے اس کے ساتھ نیکی کر۔

اور اگر یہ نہیں کر سکتا تو بھوکے کو کھانا کھلا، پیاسے کو پانی پلا، بھلائی کی تلقین کر، برائی سے منع کر۔ اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو اپنی زبان کو روک کر رکھ۔ کھلے تو بھلائی کے لیے کھلے ورنہ بند رہے۔ (متفق فی شعب الایمان من البراء من العذاب)

اسلامی حکومت کو بھی ہدایت ہے کہ بیت المال میں جو زکوٰۃ جمع ہو اس میں سے مکاتب غلاموں کی رہائی کے لیے ایک حصہ خرچ کریں۔

اس موقع پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ قدیم زمانے میں غلام تین طرح کے تھے۔ ایک جنگی قیدی۔ دوسرے، آزاد آدمی جن کو پکڑ پکڑ کر غلام بنایا اور بیچ ڈالا جاتا تھا۔ تیسرے وہ جو سلوں سے غلام چلے آ رہے تھے اور کچھ پتہ نہ تھا کہ ان کے آباء و اجداد کب غلام بنائے گئے تھے اور دونوں قسموں میں سے کس قسم کے غلام تھے۔ اسلام جب آیا تو عرب اور بیرون عرب، دنیا بھر کا معاشرہ ان تمام اقسام کے غلاموں سے بھرا ہوا تھا اور سارا معاشی نظام مزدوروں اور نوکروں سے زیادہ ان غلاموں کے سہارے چل رہا تھا۔ اسلام کے سامنے پہلا سوال یہ تھا کہ یہ غلام جو پہلے سے چلے آ رہے ہیں ان کا کیا کیا جائے۔ اور دوسرا سوال یہ تھا کہ آئندہ کے لیے غلامی کے مسئلے کا کیا حل ہے۔

پہلے سوال کے جواب میں اسلام نے یہ نہیں کیا کہ ایک سخت قدیم زمانے کے تمام غلاموں پر اسے لوگوں کے حقوق ملکیت ساقط کر دیتا، کیونکہ اس سے نہ صرف یہ کہ پورا معاشرتی و معاشی نظام مفلوج ہو جاتا، بلکہ عرب کو امریکہ کی خانہ جنگی سے بھی بدرجہا زیادہ سخت تباہ کن خانہ جنگی سے دو چار ہونا پڑتا اور پھر بھی اصل مسئلہ حل نہ ہوتا جس طرح امریکہ میں حل نہ ہو سکا اور سیاہ فام لوگوں کی ذات کا مسئلہ بہر حال باقی رہ گیا۔ اس احمقانہ طریق اصلاح کو چھوڑ کر اسلام نے فکرتِ فقہ کی ایک زبردست اخلاق تحریک شروع کی اور تلقین و ترغیب مذہبی احکام اور ملکی قوانین کے ذریعہ سے لوگوں کو اس بات پر ابھارا کہ یا تو آخرت کی نجات کے لیے طوعاً غلاموں کو آزاد کریں، یا اپنے تصوروں کے کفارے ادا کرنے کے لیے مذہبی احکام کے تحت انہیں رہا کریں، یا مالی معاوضہ لے کر ان کو چھوڑ دیں، اس تحریک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود 63 غلام آزاد کیے۔ آپ کی بیویوں میں سے صرف ایک بیوی حضرت عائشہ کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد 67 تھی۔ حضور کے چچا حضرت عباس نے اپنی زندگی میں 70 غلاموں کو آزاد کیا۔

حکیم بن جزام نے 100، عبداللہ بن عمر نے ایک ہزار، ذوالکلاع حمیری نے آٹھ ہزار، اور عبدالرحمن بن عوف نے تیس ہزار کو رہائی بخشی۔ ایسے ہی واقعات دوسرے صحابہ کی زندگی میں بھی ملتے ہیں جن میں حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان کے نام بہت ممتاز ہیں۔ خدا کی رضا حاصل کرنے کا ایک عام شوق تھا جس کی بدولت لوگ کثرت سے خود اپنے غلام بھی آزاد کرتے تھے اور دوسروں سے بھی غلام خرید خرید کر آزاد کرتے چلے جاتے تھے۔ اس طرح جہاں تک سابق دور کے غلاموں کا تعلق ہے، وہ خفائے راشدین کا زمانہ ختم ہونے سے پہلے ہی تقریباً سب کے سب رہا ہو چکے تھے۔

اب رہ گیا آئندہ کا مسئلہ۔ اس کے لیے اسلام نے غلامی کی اس شکل کو تو قطعی حرام اور قانوناً مسدود کر دیا کہ کسی آزاد آدمی کو پکڑ کر غلام بنایا اور بیچا اور خریداجائے۔ البتہ جنگی قیدیوں کو صرف اس صورت میں غلام بنا کر رکھنے کی اجازت (حکم نہیں بلکہ اجازت) دی جب کہ ان کی حکومت ہمارے جنگی قیدیوں سے ان کا تہادلہ کرنے پر راضی نہ ہو، اور وہ خود بھی اپنا فدیہ ادا نہ کریں۔ پھر ان

غلاموں کے لیے ایک طرف اس امر کا موقع کملا رکھا گیا کہ وہ اپنے مالکوں سے کتابت کر کے رہائی حاصل کر لیں اور دوسری طرف تمام ہدایات ان کے حق میں موجود ہیں جو قدیم غلاموں کے بارے میں تھیں کہ نیکی کا کام سمجھ کر رضائے الہی کے لیے انہیں آزاد کیا جائے، یا گناہوں کے کفارے میں ان کو آزادی بخش دی جائے، یا کوئی شخص اپنی زندگی تک اپنے غلام کو غلام رکھے اور بعد کے لیے وصیت کر دے کہ اس کے مرتے ہیں وہ آزاد ہو جائے گا (جسے اسلامی فقہ کی اصطلاح میں تدبیر اور ایسے غلام کو مدبر کہتے ہیں)، یا کوئی شخص اپنی لونڈی سے تمتع کرے اور اس کے ہاں اولاد ہو جائے، اس صورت میں مالک کے مرتے ہیں وہ آپ سے آپ آزاد ہو جائے گی خواہ مالک نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ یہ حل ہے جو اسلام نے غلامی کے مسئلے کا کیا ہے۔ جاہل و فاجرین اس کو سمجھے بغیر اعتراضات جڑتے ہیں، اور معذرت پیشہ حضرات اس کی معذرتیں پیش کرتے کرتے آخر کار اس امر واقعہ ہی کا انکار کر بیٹھتے ہیں کہ اسلام نے غلام کو کسی نہ کسی صورت میں باقی رکھا تھا۔

بَابُ فِي بَيْعِ الْمُكَاتَبِ إِذَا فُسِخَتْ الْكِتَابَةُ

باب: مکاتب کو فروخت کرنا جب کتابت کا معاہدہ منسوخ ہو جائے

3929 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، وَتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَطَعَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكَ، فَإِنْ أَحْبَبُوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكَ كِتَابَتُكَ وَيَكُونَ وَلَاؤُكَ لِي فَعَلْتُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ بِرَبِّكِ لِأَهْلِهَا، فَأَبَوْا وَقَالُوا: إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكَ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونَ لَنَا وَلَاؤُكَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ابْتَاعِي فَأُعْطِي، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَى ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا بَالُ أَنْاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟ مَنْ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَلَيْسَ لَهُ، وَإِنْ شَرَطَهُ مِائَةَ مَرَّةٍ، شَرَطَ اللَّهُ أَحَقُّ وَأَوْلَى

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بریرہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی، تاکہ اپنی کتابت کی رقم کی ادائیگی میں ان سے مدد حاصل کرے، وہ اپنی کتابت کی رقم میں سے کوئی بھی ادائیگی نہیں کر سکی تھی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے فرمایا: تم اپنے مالکان کے پاس واپس جاؤ، اگر وہ پسند کریں، تو میں تمہاری طرف سے تمہاری کتابت کی تمام رقم ادا کر دیتی ہوں اور تمہاری دلاء کا حق مجھے حاصل ہوگا، بریرہ نے اس بات کا تذکرہ اپنے مالکان سے کیا تو انہوں نے بات نہیں مانی اور بولے: اگر وہ چاہیں تو تمہیں آزاد کر کے ثواب کی امید رکھ سکتی ہیں، لیکن تمہاری دلاء کا حق ہمیں حاصل ہوگا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم اسے خرید کر آزاد کر دو، کیونکہ دلاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے، پھر نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے (آپ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا:

”لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شرائط عائد کرتے ہیں جن کی اجازت، اللہ کی کتاب میں نہیں ہے، تو جو شخص کوئی ایسی شرط عائد کرے، جس کی اجازت اللہ کی کتاب میں نہ ہو، تو اس شخص کو اس کا حق حاصل نہیں ہوگا خواہ اس نے سو شرطیں عائد کی ہوں، اللہ تعالیٰ (کی جائز کردہ) شرط زیادہ حقدار اور زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔

3930 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهَا. قَالَتْ: جَاءَتْ بَرِيرَةُ لَتَسْتَعِينَنِي فِي كِتَابَتِهَا فَقَالَتْ: إِنِّي كَاتِبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أَوْ قِيَّةً. فَأَعْيَنِي. فَقَالَتْ إِنَّ أَحَبَّ أَهْلِكَ أَنْ أَعُدَّهَا عِدَّةً وَاحِدَةً وَأَعْتِقَكَ وَيَكُونَ وَلَاؤُكَ لِي فَعَلْتُ. فَذَهَبْتُ إِلَى أَهْلِهَا وَسَأَلْتُ الْحَدِيثَ نَحْوَ الزُّهْرِيِّ زَادَ فِي كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِهِ مَا بَالُ رِجَالٍ يَقُولُ أَخَذَهُمْ: أَعْتَقَ يَافُلَانُ وَالْوَلَاءُ لِي رَأَيْتُمَا الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ

☺☺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بریرہ اپنی کتاب کی رقم کی ادائیگی کے سلسلے میں مدد حاصل کرنے کے لیے آئی، اس نے کہا: میں نے اپنے مالکان کے ساتھ نوادقہ کے عوض میں کتابت کا معاہدہ کیا ہے، جس میں ہر سال ایک اوقیہ کی ادائیگی کرنی ہے، تو آپ اس بارے میں میری مدد کیجئے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر تمہارے مالکان چاہیں، تو میں انہیں یک مشت ادائیگی کر کے تمہیں آزاد کر دیتی ہوں اور تمہاری دلاء کا حق مجھے حاصل ہوگا، وہ اپنے مالکان کے پاس گئی، اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے۔

۳۹۳۰ اس روایت میں نبی اکرم ﷺ کے کلام میں، آخر میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

”لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کوئی شخص یہ کہتا ہے: اے فلاں! تم آزاد کرو، اور دلاء کا حق میرے پاس رہے گا حالانکہ دلاء کا حق آزاد کرنے والے کا ہوتا ہے۔“

3931 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى أَبُو الْأَصْبَغِ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ ابْنِ

إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا. قَالَتْ: وَقَعْتُ جَوِيرِيَّةَ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُضْطَلِّ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، أَوْ ابْنِ عَمِّ لَهُ فَكَاتَبْتُ عَلَى نَفْسِهَا. وَكَانَتْ امْرَأَةً مَلَا حَةً تَأْخُذُهَا الْعَيْنُ. قَالَتْ: عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَجَاءَتْ تَسْأَلُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كِتَابَتِهَا فَلَمَّا قَامَتْ عَلَى الْبَابِ فَرَأَيْتُهَا كَرِهْتُ مَكَانَهَا وَعَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَرَى مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي رَأَيْتُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَكَا جَوِيرِيَّةَ بِنْتُ الْحَارِثِ وَإِنَّمَا كَانَ مِنْ أَمْرِي مَا لَا يَخْفَى عَلَيْكَ وَإِنِّي وَقَعْتُ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَإِنِّي كَاتَبْتُ عَلَى نَفْسِي فُجِئْتُكَ

3930 - إسناده صحيح. وهيب: هو ابن خالد. وأخرجه البخاري (2060) ومسلم (2563) ومسلم (1504)، وابن ماجه (2521)، والبيهقي (3451) من طريق عن هشام بن عروة به. وقد صرح هشام بسامعه من أبيه عدم مسلم. وأخرجه بحوه مختصر مسلم (1554) من طريق هشام بن عروة عن عبد الرحمن بن القاسم عن أبيه عن عائشة. وهو في "صحيح ابن حبان" (4272)

سَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَهَلْ لَكَ إِلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ، قَالَتْ: وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: أُودِيَ عَنْكَ كِتَابُكَ وَأَتَزَوَّجُكَ قَالَتْ: قَدْ فَعَلْتُ. قَالَتْ: فَتَسَامَعُ - تَعْنِي النَّاسَ - أَنْ يُسَوَّلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَزَوَّجَ جُوزِيَّةً. فَأَرْسَلُوا مَا فِي أَيْدِيهِمْ مِنَ الشَّيْءِ فَأَعْتَقُوهُمْ. وَقَالُوا: أَصْهَارُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَمَرَّ رَأَيْنَا امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَهَةً عَلَى قَوْمِهَا مِنْهَا أُتِيَتْ فِي سَبِّهَا مِائَةُ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ قَالَ أَبُو ذَاوُدَ: هَذَا اخْبَثُ فِي أَنْ التَّوَلَّى هُوَ يَزَوِّجُ نَفْسَهُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جویریہ بنت حارث، حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ (راوی کو شک ہے شاید یہ لفظ ہیں) ان کے چچا کے حصے میں آئی تھی، انہوں نے اپنی ذات کے حوالے سے کتابت کا معاہدہ کر لیا، وہ ایک خوبصورت خاتون تھیں، جو نظروں کو اپنی گرفت میں لے لیتی تھیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: وہ اپنی کتابت کے سلسلے میں مدد مانگنے کے لیے نبی اکرم ﷺ کے خدمت میں حاضر ہوئیں، جب وہ دروازے پر کھڑی ہوئی تھیں، تو میں نے انہیں دیکھا، تو ان کا یہاں آنا مجھے اچھا نہیں لگا، مجھے اندازہ ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ کو بھی وہ اسی طرح اچھی لگیں گی، جس طرح مجھے اچھی لگی ہیں، اس خاتون نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں جویریہ بنت حارث ہوں، میرا جو معاملہ ہے، وہ آپ ﷺ سے مخفی نہیں ہے، میں ثابت بن قیس کے حصے میں آئی ہوں اور میں نے اپنی ذات کے لیے کتابت کا معاہدہ کر لیا ہے، اب میں اپنی کتابت کے حوالے سے آپ ﷺ سے مدد حاصل کرنے کے لیے آئی ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس چیز میں دلچسپی لو گی، جو اس سے زیادہ بہتر ہو، اس نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! وہ کون سی چیز ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمہاری کتابت کی رقم کی ادائیگی کر دیتا ہوں اور تمہارے ساتھ شادی کر لیتا ہوں، اس نے عرض کی: میں تیار ہوں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب لوگوں نے یہ بات سنی کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کر لی ہے تو انہوں نے اپنے اپنے قیدیوں کو آزاد کر لیا، اور بولے کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے سسرالی عزیز ہیں۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:) میں نے ایسی کوئی عورت نہیں دیکھی، جو اپنی قوم کے لیے، سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ برکت والی ثابت ہوئی ہو، ان کی وجہ سے بنو مصطلق کے ایک سو گھرانوں کے لوگ آزاد ہوئے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ولی اپنا نکاح خود کر سکتا ہے۔

مکاتب کا قسط ادا کرنے سے عاجز ہو جانے کا بیان

اور جب مکاتب ایک قسط ادا کرنے سے عاجز آ گیا ہے تو حاکم اس کی حالت کو دیکھے گا۔ لہذا جب کوئی قرض ملنے والا یا اس سے لینے والا آئے واپس ہے تو اس کی عاجزی کا فیصلہ کرنے میں حاکم جلدی نہ کرے اور وہ دو یا تین دن تک انتظار کرے۔ تاکہ آقا اور خاتمہ دونوں کے حق میں مہربانی ثابت ہو جائے۔ اور تین دن کی مدت ایسی مدت ہے جو عذروں کے اظہار کیلئے معین ہوئی ہے۔ جس طرح مدی علیہ کو مدعی کے دعویٰ کا دفاع کرنے اور مقروض کو قرض ادا کرنے کیلئے تین دن کی مہلت دی جاتی ہے پس اس پر

اضافہ نہ کیا جائے گا۔ اور جب تین دن کے بعد بھی مکاتب کے پاس مال آنے کوئی توقع نہ ہو جبکہ آقا کی عجز کا طالب ہو قاضی اس کو عاجز قرار دے گا۔ اور عقد کتابت کا ختم کر دے گا۔ اور یہ حکم طرفین کے نزدیک ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جب وہ مسلسل دو اقساط ادا نہ کرے۔ اس وقت تک قاضی اس کو عاجز قرار دے گا۔ اس کی دلیل یہ ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب مکاتب مسلسل دو اقساط ادا نہ کرے تو وہ غلامی کی جانب لوٹا دیا جائے یعنی آپ نے اس کے رد کو اس شرط کے ساتھ معلق کر دیا ہے اور اس لئے بھی کہ عقد کتابت ایسا عقد ہے جو درگزر اور مہربانی پر ہونے والا ہے۔ یہاں تک کہ عقل اور مؤخر عقد کتابت اچھا ہوتا ہے جبکہ واجب کی ادائیگی کی حالت یہ قسط ادا ہونے کے بعد کی ہے پس ایک مدت تک اس کو مہلت دینا ضروری ہے۔ تاکہ مکاتب آسانی سے بدل کی قسط ادا کر سکے اور سب سے بہترین مدت وہ ہے جس پر عقد کرنے والوں نے اتفاق کیا ہے۔

طرفین کی دلیل یہ ہے کہ ختم کرنے کا سبب ثابت ہو چکا ہے اور وہ عجز ہے کیونکہ جب وہ ایک قسط ادا نہیں کر سکا ہے تو وہ دو اقساط کس طرح ادا کرے گا۔ اور یہ حکم اس دلیل کے سبب سے ہے کہ قسط کی ادائیگی کے مکمل ہونے پر آقا کا مقصد یہ تھا کہ اس کو مال مل جائے جبکہ عدم ادائیگی کے سبب سے وہ مقصد ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ پس جب آقا قسط لیے بغیر عقد کو باقی رکھنے پر رضامند نہ ہو تو عقد کو ختم کر دیا جائے گا۔ یہ خلاف دو یا تین دن تک مہلت دینے کے کیونکہ اتنی مدت تک مہلت دینا ناگزیر ہے۔ اس لئے اس مدت میں ادا کرنا ممکن ہے۔ پس اتنی مدت کے بعد کوئی تاخیر نہ کی جائے گی۔ اور اس میں آثار میں تعارض ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مکاتبہ باندی ایک قسط کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوئی تو آپ نے اس کی غلامی کو واپس لوٹا دیا تھا۔ پس حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اثر سے امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کا استدلال کرنا ساقط ہو جائے گا۔

اعتاق کا ملکیت کو زائل کرنے کا بیان

امام صاحب کی یہ دلیل ہے کہ ملک کو زائل کر کے عتق ثابت کرنے کا نام اعتاق ہے یا خود اعتاق ہی ملک زائل کرنے کا نام ہے کیونکہ ملک معتق کا حق ہے یا عوام کا حق ہے اور تصرف کا حکم اسی قدر ہوتا ہے جتنا کہ تصرف کی ولایت کے تحت داخل ہوتا ہے اور یہ اپنے حق کو ختم کرنا ہے تاکہ دوسروں کے حق کو۔ اور ضابطہ یہ ہے کہ تصرف موضع اضافت تک محدود رہتا ہے۔

اور اس کے علاوہ کی طرف متعدی ہونا تجزی کے نہ پائے جانے کی ضرورت کے تحت ہوتا ہے اور ملک متجزی ہے جیسا کہ بیع اور ہبہ میں ہے اسی وجہ سے تصرف اعتاق اپنی اصل پر باقی رہے گا اور غلام پر سعی کرنا واجب ہو گا اس لئے کہ اس کے پاس کچھ ماییت محبوس ہے اور حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مستعسی مکاتب کے درجے میں ہے۔ اس لئے کہ بعض غلام کی طرف اعتاق کو منسوب کرنا پورے غلام میں ثبوت ملکیت کے موجب ہے لیکن بعض غلام میں ملکیت کی بقاء اس کے لئے مانع ہے لہذا ہم نے دونوں دہلیوں پر عمل کر کے اس کو مکاتب قرار دے دیا اس لئے کہ وہ تصرف کا مالک ہے نہ کہ رقبہ کا اور کمائی کرنا بدل کتابت کی

طرح ہے۔ اس لئے آقا کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ غلام سے کمائی کروالے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اس کو آزاد کر دے اس لئے کہ مکاتب اعتاق کے لائق رہتا ہے لیکن اگر وہ کمائی کرنے سے عاجز ہو جائے تو اسے رقیّت کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا۔ اس لئے کہ یہ اسقاط الالی احد ہے ہے اس لئے فسخ کو قبول نہیں کرے گا کتابت مقصودہ کے خلاف اس لئے کہ وہ ایسا عقد ہے جس کا اقالہ بھی ہو سکتا ہے اور جو فسخ بھی ہو سکتا ہے۔

مکاتبت میں فسخ کے جواز کا ایک فقہی بیان

جب مکاتب نے قاضی کے سوا کسی دوسرے مقام پر قسط ادا کرنے میں کوتاہی کر ڈالی اور وہ عاجز ہو گیا ہے تو اس کے آقائے اس مکاتب کی رضامندی کے ساتھ اس کو دوبارہ غلام بنالیا ہے تو یہ رد اور فسخ جائز ہو جائے گا۔ کیونکہ کتابت ایک دوسرے کی رضامندی کے سوا محض عذر سے بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اور جب غلام اس پر رضامند نہ ہو تو قاضی کی قضاء کی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ یہ عقد لازم بھی ہے اور مکمل بھی ہے پس اس کو ختم کرنے کیلئے قضاء یا رضامندی لازم ہے جس طرح قبضہ کے بعد عیب ہونے کی صورت میں بیع میں قضاء یا رضامندی لازم ہوتی ہے۔

اور جب مکاتب بدل کتابت کی ادائیگی سے عاجز آ گیا ہے تو وہ غلامی کے احکام میں واپس چلا جائے گا کیونکہ عقد کتابت ختم ہو چکا ہے۔ اور اس کے پاس جو کمائی ہے وہ اس کے آقا کیلئے ہوگی۔ اس لئے کہ جب یہ واضح ہو چکا ہے کہ وہ اس کے آقا کی کمائی ہے اور یہ حکم بھی اسی دلیل کے سبب سے ہے کہ اس کی کمائی اس غلام پر یا اس کے آقا پر تھی پس عجز کے سبب اس کا موقوف ہونا ختم ہو چکا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنا حصہ کسی غلام میں آزاد کر دیا تو اس پر اس کا آزاد کرانا اپنے مال سے واجب ہے اگر اس کے پاس مال ہو ورنہ اس کی قیمت لگائی جائے گی اور اس غلام سے محنت کر لی جائے گی لیکن اس کو مشقت میں نہ ڈالا جائے حجاج بن حجاج ابان اور موسیٰ بن خلف نے قتادہ سے روایت کی ہے اور اس کو شعبہ نے مختصر طور پر بیان کیا۔ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 2379)

مال والے مکاتب کی موت کے سبب عقد کتابت فسخ نہ ہوگا

اور جب مکاتب فوت ہو جائے اور اس کے پاس مال بھی ہے تو کتابت کا عقد ختم نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کے مال سے بدل کتابت کو ادا کیا جاسکتا ہے۔ لہذا اس زندگی کے آخری لمحات میں بھی اس کی آزادی کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اور جو مال بچ جائے گا وہ اس کے ورثوں کیلئے میراث بن جائے گا۔ اور اس کی اولاد آزاد ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کا فرمان بھی اسی طرح ہے۔ اور ہمارے فقہاء نے بھی اسی کو اپنایا ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ کتابت باطل ہو جائے گی اور مکاتب حالت غلامی میں فوت ہونے وال ہوگا۔ اور اس کا چھوڑا ہوا مال اس کے آقا کیلئے ہوگا۔ ان کے امام اس موقف میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ کتابت کا مقصد اس کی آزادی ہے جبکہ آزادی کو ثابت کرنا ممکن نہیں ہے۔ پس کتابت باطل ہو جائے گی اور یہ حکم اس دلیل کے سبب سے ہے

کہ آزادی کئی احوال سے خالی نہ ہوگی۔ کہ وہ موت کے بعد یا موت سے پہلے یا اس کے بعد حالت حیات کی جانب مضاف ہو کر ثابت ہوگی۔ پہلے کے ثبوت کی کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ محل کا عدم ہے اور دوسرا بھی ثابت نہ ہوگا۔ کیونکہ شرط یعنی ادائیگی نہیں پائی جارہی اور تیسری حالت میں ثبوت کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ کیونکہ اس حالت میں آزادی کا ثبوت ناممکن ہے اور کوئی بھی شئی ہو وہ پہلے ثابت ہوتی ہے اس کے بعد منسوب ہوتی ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ یہ معاوضے کا عقد ہے اور ایک عاقد یعنی آقا کی موت سے باطل نہ ہوگا پس دوسرے کی موت کے سبب بھی باطل نہ ہوگا اور غلام و آقا کے درمیان جامع علت حق کو زندہ کرنے کیلئے عقد کو باقی رکھنے کی ضرورت ہے بلکہ مکاتب کے حق میں عقد کو باقی رکھنا تو زیادہ ضروری ہے کیونکہ مکاتب کا حق آقا کے حق سے زیادہ قوت والا ہے یہاں تک کہ اس کے حق میں عقد لازم ہونے والا ہے۔ اور موت ملکیت کے مقابلے میں مالک ہونے کو زیادہ ختم کرنے والی ہے پس اس کو بطور حکم زندہ سمجھا جائے گا۔ یا پھر ادائیگی کے سبب کی جانب مضاف ہونے کی وجہ سے آزادی کو موت سے پہلے کی حالت کی جانب مضاف کیا جائے گا اور مکاتب کے نائب کی ادائیگی اس کی ذاتی ادائیگی کی طرح ہوگی۔ اور ان میں سے ہر ایک چیز ممکن بھی ہے جس طرح خلافت میں اس مسئلہ کو بیان کر دیا گیا ہے۔

اہل شرف کیلئے صدقات کے عدم جواز کا بیان:

حضرت بردۃ بن الحصیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک خوان لے کر آئے جس میں تازہ کھجوریں تھیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ سلمان یہ کیسی کھجوریں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں پر صدقہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے اس لئے میرے پاس سے اٹھا لو (اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ ہم لوگ سے کیا مراد ہے۔

بعض کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے جسے جمع کے لفظ سے تشریفاً تعبیر فرمایا اور بعض کے نزدیک جماعت انبیاء مراد ہیں اور بعض کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اقارب جن کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں مراد ہیں۔ بندہ ناچیز کے نزدیک یہ تیسرا احتمال رائج ہے اور علامہ مناوی کے اعتراضات جو اس تیسری صورت میں ہیں زیادہ دقیق نہیں) دوسرے دن پھر ایسا ہی واقعہ پیش آیا کہ سلمان کھجوروں کا طباق لائے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر سلمان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدیہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی نوش فرمایا۔ (چنانچہ بیجوری نے اسکی تصریح کی ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا اس طرح پر دونوں دن لانا حقیقت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو آقا بنانے کا امتحان تھا اس لئے کہ سلمان رضی اللہ عنہ پرانے زمانے کے علماء میں سے تھے اڑھائی سو برس اور بعض کے قول پر ساڑھے تین سو برس ان کی عمر ہوئی۔ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات میں جو پہلی کتب میں پڑھ رکھی تھیں یہ بھی دیکھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ نوش نہیں فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں

موندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے، پہلی دونوں علامتیں دیکھنے کے بعد) پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی تو مسلمان ہو گئے سلمان رضی اللہ عنہ اس وقت یہودی قریظہ کے غلام بنے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خرید (مجازاً خرید) کے لفظ سے تعبیر کر دیا ورنہ حقیقت میں انہوں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو مکاتب بنایا تھا۔ مکاتب بنانا اس کو کہتے ہیں کہ آقا غلام سے معاملہ کر لے کہ اتنی مقدار جو آپس میں ملے ہو جائے کما کر دے دو، پھر تم آزاد ہو) اور بدل کتابت بہت سے درہم قرار پائے۔

اور نیز یہ کہ حضرت سلمان انکے لئے (تین سو) بھجور کے درخت لگائیں اور ان درختوں کے پھل لانے تک ان کی خبر گیری کریں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے وہ درخت لگائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ سب درخت اسی سال پھل لے آئے مگر ایک درخت نہ پھلا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ درخت حضرت سلمان فارسی کے ہاتھ کا لگایا ہوا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کا نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نکالا اور دوبارہ اپنے دست مبارک سے لگایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا معجزہ یہ ہوا کہ بے موسم لگایا ہوا درخت بھی اسی سال پھل لے آیا۔ (بخاری ترمذی: جداول: حدیث نمبر 20)

بَابُ فِي الْعِتْقِ عَلَى الشَّرْطِ

باب: مشروط طور پر آزاد کرنا

3932 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرِّحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُهَيْنَانَ، عَنْ سَفِينَةَ، قَالَ: كُنْتُ قَمْلُوًّا لِأُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ: أُعْتِقُكَ وَأَشْتَرِيكَ أَنْ تَخْدُمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَشْتُ فَقُلْتُ: وَإِنْ لَمْ تَشْتَرِطِي عَلَيَّ مَا فَارَقْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَشْتُ فَأُعْتَقْتُنِي. وَأَشْتَرَطْتُ عَلَيَّ

حضرت سفینہ بنت مسدد بیان کرتے ہیں: میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا غلام تھا، انہوں نے فرمایا: میں تمہیں آزاد کرتی ہوں اور تم پر یہ شرط عائد کرتی ہوں کہ جب تک تم زندہ رہو گے، نبی اکرم ﷺ کی خدمت کرتے رہو گے، میں نے کہا: اگر آپ مجھ پر یہ شرط عائد نہ بھی کریں، تو بھی میں جب تک زندہ رہوں گا، نبی اکرم ﷺ سے جدا نہیں ہوں گا تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے آزاد کر دیا اور انہوں نے مجھ پر یہ شرط بھی عائد کی۔

آزادی کو شرط کے ساتھ معلق کرنے کا بیان

جس شخص نے کہا اگر میں گھر میں داخل ہوں تو اس دن میرا ہر غلام آزاد ہے اور اس کا کوئی غلام نہیں ہے بھر اس نے ایک غلام خریدا اور گھر میں داخل ہوا تو وہ غلام آزاد ہو گا کیوں کہ حالف کے قول یومئذ کی تقدیر یوم اذ دخلت ہے لیکن اس نے فعل کو ساقط کر کے اس کے عوض تنوین کر دیا ہذا بوقت دخول ملکیت کا قیام معتبر ہو گا ایسے ہی اگر قسم کھانے کے دن اس کی ملکیت میں کوئی غلام ہو اور اس

کے گھر میں داخل ہونے تک ہو غلام اس کی ملکیت پر برقرار رہے تو وہ بھی آزاد ہو جائے گا اس دلیل کی وجہ جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور اگر حالف نے اپنی قسم میں یومئذ نہ کہا ہو تو (بعد میں خریدا ہو غلام) آزاد نہیں ہوگا کیوں کہ اس کا قول مملوک لہی فی الحال کے لیے اور اس قول کی جزاء یہ ہے کہ جو فی الحال اس کا غلام ہے وہی آزاد ہو لیکن جب شرط جزا پر داخل ہوئی تو جزا وجود شرط کے وقت تک مؤخر ہوگئی لہذا بوقت دخول جو غلام اس کی ملکیت میں رہے گا وہی آزاد گا اور جو حالف نے قسم کے بعد خریدا ہے اسے جزا شامل نہیں ہوگی۔

مالک کا مملوک کی ملکیت کے ساتھ آزادی مقید کرنے کا بیان

اور اگر حالف نے کہا ہر وہ مملوک جس کا میں مالک ہوں وہ کل کے بعد آزاد ہے یا یوں کہا میرا ہر مملوک کل کے بعد آزاد ہے اور اس کا ایک مملوک ہے پھر اس نے دوسرا خریدا اور غد کے بعد والدین آیا تو وہی غلام آزاد ہوگا جو قسم کھانے کے دن اس کی ملکیت میں ہوگا، کیوں کہ حالف کا قول الملکہ در حقیقت فی الحال موجود مملوک کی لئے ہے۔ کہا جاتا ہے کہ میں اتنے اور اتنے کا مالک ہوں اور اس فی الحال جو مملوک چیزیں ہوتی ہیں وہی مراد ہوتی ہیں اور الملک بغیر قرینہ کے حال کیلئے مستعمل ہے اور سین یا سوف کے قرینہ سے استقبال کیلئے استعمال ہوتا ہے، اس لئے مطلق ملک حال کیلئے ہوگا لہذا جزا جو فی الحال مملوک ہے اس کی آزادی ہوگی جو ما بعد الغد کی طرف مضاف ہوگی اور حالف نے جسے یمین کے بعد خریدا ہے اسے جزا شامل نہیں ہوگی۔

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب آقا نے آزادی کو کسی شرط پر معلق کیا مثلاً اگر تو فلاں کام کرے تو آزاد ہے اور وہ شرط پائی گئی تو غلام آزاد ہے جبکہ شرط پائی جانے کے وقت اس کی ملک میں ہو اور اگر ایسی شرط پر معلق کیا جو فی الحال موجود ہے مثلاً اگر میں تیرا مالک ہو جاؤں تو آزاد ہے تو فوراً آزاد ہو جائے گا۔ لونڈی حاملہ تھی اسے آزاد کیا تو اس کے شکم میں جو بچہ ہے وہ بھی آزاد ہے اور اگر صرف پیٹ کے بچہ کو آزاد کیا تو وہی آزاد ہوگا لونڈی آزاد نہ ہوگی، مگر جب تک بچہ پیدا نہ ہو لے لونڈی کو بچ نہیں سکتا۔ (در مختار، کتاب عتق، ج ۵، ص ۴۰۰، بیروت)

بَابُ فِيمَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ مِنْ مَمْلُوكٍ

باب: جو شخص کسی غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دے

3933 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْمَعْنَى، أَخْبَرَنَا

هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ: عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلًا، أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ مِنْ غُلَامٍ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَيْسَ لَكَ شَرِيكَ زَادَ ابْنُ كَثِيرٍ فِي حَدِيثِهِ فَأَجَازَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِتْقَهُ

ابو داؤد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے ایک غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دیا، اس بات کا

تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔

ابن کثیر نے اپنی روایت میں یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں:

”تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے آزاد ہونے کو درست قرار دیا۔“

3934- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنِي هُشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّظَرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيَا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا، أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ مِنْ غُلَامٍ فَأَجَّازَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِتْقَهُ، وَغَرَّمَهُ بَقِيَّةَ

تَمَنِيَةٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے ایک غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دیا، تو نبی

اکرم ﷺ نے اس کی آزادی کو برقرار رکھا اور اس کی قیمت کے بقیہ حصے کا تادان اس شخص پر عائد کیا۔

3935- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِلِيٍّ بْنِ سُوَيْدٍ، حَدَّثَنَا

زَوْحٌ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، بِإِسْنَادِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ مَمْلُوكًا

بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخَرٍ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ سُوَيْدٍ

﴿﴾ قتادہ اپنی سند کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو شخص کسی غلام کو آزاد کر دے، جو اس کی اور کسی دوسرے شخص کی مشترکہ ملکیت ہو، تو اس غلام کو مکمل آزاد کرنا اس

شخص پر لازم ہوگا۔“

روایت کے یہ الفاظ ابن سوید کے نقل کردہ ہیں۔

3936- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِلِيٍّ بْنِ سُوَيْدٍ،

حَدَّثَنَا زَوْحٌ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، بِإِسْنَادِهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ

أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ عَتَقَ مِنْ مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَلَمْ يَذْكُرْ ابْنُ الْمُثَنَّى، النَّظَرُ بْنُ أَنَسٍ وَهَذَا لَفْظُ

ابْنِ سُوَيْدٍ

﴿﴾ قتادہ اپنی سند کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو شخص کسی غلام میں اپنے حصے کے آزاد کر دے، تو وہ غلام اس شخص کے مال میں سے آزاد شمار ہوگا، اگر اس شخص کے پاس

مال موجود ہو۔“

ابن ثنی نامی راوی نے نظر بن انس کا تذکرہ نہیں کیا اور روایت کے یہ الفاظ ابن سوید کے نقل کردہ ہیں۔

متعدد مالکوں کے مشترک غلام کی مکاتبت کا بیان

بہا اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک شخص متعدد مالکوں کا غلام ہوتا تھا۔ اس کی صورت ایسی ہی تھی جیسا کہ اگر کوئی کسی پارٹنر شپ

کمپنی کا ملازم ہو۔ ایسی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اگر کوئی ایک پارٹنر غلام میں اپنے حصے کو آزاد کرے تو

باقی پارٹنر بھی اپنے حصوں کو آزاد کر دیں۔ اگر وہ ایسا کرنے پر تیار نہ ہوں تو غلام خود بخود مکاتبت کا درجہ اختیار کر جائے گا۔ وہ مکا

کر اپنے باقی مالکان کو ادائیگی کرے گا اور اس معاملے میں اس پر سختی نہ کی جائے گی۔

قال الامام البخاری حدثنا بشر بن محمد: أخبرنا عبد الله: أخبرنا سعيد بن أبي عروبة. عن قتادة. عن النضر بن أنس. عن بشير بن نهيك. عن أبي هريرة رضي الله عنه. عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: (من أعتق شقيصاً من مملوكه فعليه خلاصه في ماله، فإن لم يكن له مال، قوم المملوك قيمة عدل. ثم استسعى غير مشقوق عليه). (بخاری، کتاب الشریک، حدیث 2492)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اگر کسی نے غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دیا تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے مال میں سے اس غلام کو پورا آزاد کر دے۔ اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو اس غلام کی مناسب قیمت لگوائی جائے اور اس کو کمانے کو کہا جائے گا اور اس پر سختی نہ کی جائے گی۔

دو بندوں میں مشترکہ غلام کی کتابت کا بیان

اور جب غلام دو بندوں کے درمیان مشترکہ ہو اور ان میں سے ایک سے دوسرے کو یہ اجازت دے رکھی ہے کہ وہ ایک ہزار کے بدلے میں اپنا حصہ مکاتب بنا کر بدل کتابت پر قبضہ کرے۔ پس اس نے اپنے حصہ کو مکاتب بناتے ہوئے بعض پر قبضہ کر لیا اس کے بعد وہ غلام بے بس ہو گیا۔ تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک بدل کتابت کے مال پر قبضہ کرنے والے شریک کا ہوگا۔ صاحبین نے کہا ہے کہ وہ ان دونوں کا مکاتب ہوگا۔ اور مکاتب جو بھی ادا کرے گا وہ ان دونوں کے درمیان مشترکہ ہوگا۔ اور اس کی دلیل یہ ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک آزادی کی طرح کتابت کے اجزاء بھی ہوتے ہیں۔ جبکہ صاحبین کے نزدیک اجزاء نہیں ہوتے۔ کیونکہ کتابت بھی ایک طرح سے آزادی کا فائدہ دینے والی ہے۔ پس امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک تجزی کے سبب سے ایک ہی شریک کے حصے پر کتابت میں تجزی ہوگی۔ اور دوسرے ساتھی کی اجازت دینے کا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ اس کیلئے ختم کرنے کا حق نہ ہوگا۔ کیونکہ جب وہ اجازت نہ دیتا تو اس کیلئے فتح کرنے کا حق باقی رہتا۔ اور اس کا بدل پر قبضہ کرنے کی اجازت دینا یہی غلام کو بدل ادا کرنے کی اجازت دینا ہے۔ پس اجازت دینے والا اپنے حصے کی کمائی سے اس پر احسان کرنے والا ہے۔ کیونکہ سارا قبضہ شدہ مال اسی کا ہے۔

صاحبین کے نزدیک کتابت میں تجزی نہیں ہے کیونکہ ایک ساتھی کے حصے کی کتابت کی اجازت سارے غلام کی کتابت کی اجازت ہے پس عقد کرنے والا نصف میں اصل بن جائے گا اور بقیہ نصف میں وکیل بن جائے گا۔ کیونکہ بدل دونوں میں مشترک ہے اور جو چیز مقبوضہ ہے وہ دونوں میں مشترکہ ہے پس وہ بے بس ہونے کے بعد اشتراک پر باقی رہے گی۔

حضرت ابن قیم نے اپنے والد سے روایت کیا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کا کچھ حصہ آزاد کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی شریک نہیں (مقصد یہ کہ اپنا پورا غلام آزاد کرتا) ابن کثیر نے اپنی روایت میں اتنا اضافہ کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آزادی کو جائز قرار دے دیا۔ (سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 542)

مشرک مکاتب سے متعلق بعض فقہی جزئیات کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ امر اتفاقی ہے کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو تو ایک شریک کو جائز نہیں کہ بغیر دوسرے شریک کی اذن کے اپنے حصے کی قضاعت کرے کیونکہ غلام اور اس کا مالک دونوں میں مشترک ہے ایک کو نہیں پہنچتا کہ اس کے مال میں تصرف کرے بغیر دوسرے شریک کے پوچھے ہوئے اگر ایک شریک نے قضاعت کے بغیر دوسرے سے پوچھے ہوئے اور زر قضاعت وصول کر لیا بعد اس کے مکاتب کچھ مال چھوڑ کر مر گیا تو قضاعت کر چکا اس کو اس مکاتب کے مالک میں استحقاق نہ ہو گا نہ یہ ہو سکے گا کہ زر قضاعت کو پھیر دے اور اس مکاتب کو پھر غلام کر لے البتہ جو شخص اپنے شریک کے اذن سے قضاعت کرے پھر مکاتب عاجز ہو جائے اور قضاعت کرنے والا یہ چاہے کہ زر قضاعت پھیر کر اس غلام کا اپنے حصے کے موافق مالک ہو جائے تو ہو سکتا ہے۔ اگر مکاتب مرجائے اور مال چھوڑ جائے تو جس شریک نے قضاعت نہیں کی اس کا بدل کتابت ادا کر کے جو کچھ مال بچے گا اس کو دونوں شریک اپنے حصے کے موافق بانٹ لیں گے اگر ایک نے قضاعت کی اور دوسرے نے نہ کی اور دوسرے نے نہ کی بعد اس کے مکاتب عاجز ہو گیا تو جس نے قضاعت کی اس سے کہا جائے گا اگر تجھ کو منظور ہے تو جس قدر روپیہ تو نے قضاعت کا لیا ہے اس کا آدھا اپنے شریک کو پھیر دے غلام تم دونوں میں مشترک رہے گا ورنہ پورا غلام اس شخص کا ہو جائے گا جس نے قضاعت نہیں کی۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو ایک آدمی ان میں سے قضاعت کرے دوسرے کے اذن سے پھر جس نے قضاعت نہیں کی وہ بھی اسی قدر غلام سے وصول کرنے جتنا قضاعت کرنے والے نے وصول کیا ہے یا اس سے زیادہ بعد اسکے مکاتب عاجز ہو جائے تو قضاعت والا قضاعت نہ کرنے والے سے کچھ پھیر نہ سکے گا اگر دوسرے شریک نے قضاعت سے کم وصول کیا پھر غلام عاجز ہو گیا تو قضاعت والے کو اختیار ہے اگر چاہے تو جتنی قضاعت زیادہ ہے اس کا نصف اپنے شریک کو دے کر غلام میں آدھم سا جھا کریں اگر نہ دے تو سارا غلام دوسرے شریک کا جائے گا اگر مکاتب مرجائے اور مال چھوڑ گیا اور قضاعت والے نے چاہا کہ جتنا زیادہ لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو پھیر دے اور میراث میں شریک ہو جائے تو ہو سکتا ہے اور جس نے قضاعت نہیں کی وہ بھی مکاتب سے قضاعت کے برابر یا اس سے زیادہ وصول کر چکا ہے اس صورت میں میراث دونوں کے ملے گی کیونکہ ہر ایک نے اپنا حق وصول کر لیا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو ایک اس سے قضاعت کرے اپنے حق کے نصف پر دوسرے کے اذن سے پھر جس نے قضاعت نہیں کی وہ بھی مکاتب سے قضاعت سے کم وصول کرے بعد اس کے مکاتب عاجز ہو جائے تو قضاعت والا اگر چاہے جتنی قضاعت زیادہ ہے اس کا آدھا اپنے شریک کو دے کر غلام میں آدھم سا جھا کریں ورنہ اس قدر حصہ غلام کا دوسرے شریک کا ہو جائے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کی شرح یہ ہے کہ مثلاً ایک غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو دونوں مل کر اس کو مکاتب کریں پھر ایک شریک اپنے نصف حق پر غلام سے قضاعت کر لے یعنی پورے غلام کے ربع پر بعد اس کے مکاتب عاجز ہو

جائے تو جس نے قضاعت کی ہے اس سے کہا جائے گا کہ جس قدر تو نے زیادہ لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو پھیر دے اور غلام میں آدم سا جہار کھ اگر وہ انکار کرے تو قضاعت والے کا ربح غلام بھی اس شریک کو مل جائے گا اس صورت میں اس شریک کے تین ربح ہوں گے اور اس کا ایک ربح۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر مکاتب سے اس مولیٰ قضاعت کرے اور وہ آزاد ہو جائے اور جس قدر قضاعت کا روپیہ مکاتب پر رہ جائے وہ اس پر قرض ہے بعد اس کے مکاتب مرجائے اور وہ مقروض ہو لوگوں کا تو مولیٰ دوسرے قرض خواہوں کے برابر نہ ہوگا بلکہ اس مال میں سے پہلے اور قرض خواہ اپنا قرضہ وصول کریں گے۔

کہا مالک نے جو مکاتب مقروض ہو اس سے مولیٰ قضاعت نہ کرے ایسا نہ ہو کہ وہ غلام آزاد ہو جائے بعد اس کے سارا مال اس کا قرض خواہوں کو مل جائے مولیٰ کو کچھ نہ ملے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے اگر کوئی شخص اپنے غلام کو مکاتب کرے پھر اس سے سونے پر قضاعت کرے اور بدل کتابت معاف کر دے اس شرط سے کہ زر قضاعت فی الفور دے دے تو اس میں کچھ قباحت نہیں ہے اور جس شخص نے اس کو مکروہ رکھا ہے اس نے یہ خیال کیا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کامیابی قرضہ کسی پر ہو وہ اس کے بدلے میں کچھ نقد لے کر قرضہ چھوڑ دے حالانکہ یہ قرض کی مثل نہیں ہے بلکہ قضاعت اس لیے ہوتی ہے کہ غلام جلد آزاد ہو جائے اور اس کے لیے میراث اور شہادت اور حدود لازم آجائیں۔

اور حرمت عتاقہ ثابت ہو جائے اور یہ نہیں لے کہ اس نے روپیوں کو روپیوں کے عوض میں یا سونے کو سونے کے عوض میں خریدا بلکہ اس کی مثال یہ ہے۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا تو مجھے اس قدر اشرفیاں لادے اور تو آزاد ہے پھر اس سے کم کر کے کہا اگر اتنے بھی لادے تو بھی تو آزاد ہے۔ کیونکہ بدل کتابت دین صحیح نہیں ہے ورنہ جب مکاتب مرجاتا تو مولیٰ بھی اور قرض خواہوں کے برابر اس کے مال کا دعویٰ دار ہوتا ہے۔ (سواۃ مالک: جلد اول: حدیث نمبر 1173)

مشترکہ باندی کو مکاتبہ بنانے کا بیان

اور جب کوئی باندی دو بندوں کے درمیان مشترکہ تھی۔ اور ان دونوں نے اس کو مکاتبہ بنا دیا ہے اور اس کے بعد ان میں سے ایک شریک نے اس کے ساتھ جماع کر لیا ہے۔ اور بچہ پیدا ہونے پر اس داہلی نے اس پر دعویٰ کر دیا ہے۔ اس کے بعد دوسرے شریک نے بھی اس کے ساتھ جماع کیا ہے اور اس سے بھی بچہ پیدا ہو گیا اور دوسرے نے بچے کا دعویٰ کر دیا ہے۔ اس کے بعد وہ باندی بدل کتابت دینے سے بے بس ہو گئی۔ تو وہ پہلے داہلی کی ام ولد بن جائے گی۔ کیونکہ جب ایک شریک نے بچے کا دعویٰ کیا ہے تو وہ درست ہے کیونکہ اس باندی میں مدعی کی ملکیت موجود ہے۔ پس باندی اس مدعی کے حصے میں اس کا ام ولد بن جائے گی۔ کیونکہ مکاتبہ ایک ملکیت سے دوسری ملکیت کی جانب منتقل نہیں ہوتی۔ پس ام ولد ہونا یہ مدعی کے حصے پر رہے گا۔ جس طرح مدبرہ مشترکہ میں ہوتا ہے۔

اور جب دوسرے داہلی نے دوسرے بچے کا دعویٰ کیا ہے تو اس کا دعویٰ بھی درست ہے۔ کیونکہ ظاہری طور پر اس کی ملکیت بھی

موجود ہے اور اس کے بعد باندی اگر بدل کتابت ادا نہ کر سکے تو کتابت کو کالعدم قرار دیا جائے گا۔ اور یہ اعتبار کیا جائے گا کہ ساری باندی واطی اول کی ام ولد بن گئی ہے۔ کیونکہ ملکیت کو منتقل کرنے سے جو چیز مانع تھی وہ ختم ہو چکی ہے۔ اور پہلے کی واطی مقدم بھی ہے اور پہلا اپنے شریک ثانی کیلئے باندی کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا۔ کیونکہ استیلاؤ کے سبب وہ دوسرے کے حصے کا مالک بن چکا ہے اور اسی پر باندی کا نصف مہر واجب ہوگا کیونکہ اس نے مشترکہ باندی سے جماع کیا ہے جبکہ دوسرا شریک سارے تادان اور لڑکے کی قیمت کا ضامن ہوگا اور وہ لڑکا اسی کا بیٹا ہوگا۔ کیونکہ دوسرا مغرور کے حکم میں ہے۔ کیونکہ جب اس نے واطی کی تھی یہ ظاہر اس میں کی ملکیت موجود تھی اور مغرور کے لڑکے کا نسب اسی سے ثابت ہوگا۔ اور وہ قیمت کے بدلے میں آزاد ہوتا ہے۔ جس طرح معلوم کیا جا چکا ہے۔

لیکن حقیقت میں اس شخص نے دوسرے کی ام ولد سے واطی کی ہے پس اس پر سارا تادان لازم آئے گا۔ اور ان میں سے جو بھی مکاتبہ کو تادان ادا کرے گا جائز ہوگا۔ کیونکہ جب تک کتابت موجود رہے گی۔ اس وقت تک اس کو تادان پر قبضہ کرنے کا حق حاصل رہے گا۔ کیونکہ وہی باندی اپنے منافع و کمائی کی مالکین ہے۔

اور جب وہ بدل ادا کرنے سے بے بس ہو چکی ہے تو تادان آقا کو واپس دے گی کیونکہ اب آقا اس کے منافع کا مالک بن چکا ہے۔ یہاں تک ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے یہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جب کسی شخص کی کنیز اسکے بچے کو جنم دے تو وہ اس شخص کے مرنے کے بعد آزاد ہو جائے گی۔ (سنن دارمی: جلد دوم: حدیث نمبر 419)

خارجہ قیس غیلان کے قبیلہ کی عورت تھی کہتی ہیں کہ میرا چچا مجھے زمانہ جاہلیت میں لے کر آیا اور حباب بن عمرو جو ابوالیسر بن عمرو کا بھائی تھا، کے ہاتھ مجھے فروخت کر دیا، میں نے اس کے لیے عبدالرحمن بن الحباب کو جنم دیا، پھر حباب مر گیا تو اس کی بیوی کہنے لگی کہ خدا کی قسم، تجھے حباب کے قرضہ (کی ادائیگی) کے لیے فروخت کیا جائے گا سو میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بنی خارجہ قیس غیلان کی عورت ہوں۔

اور مجھے میرا چچا مدینہ لے کر آیا تھا زمانہ جاہلیت میں، پس اس نے مجھے حباب بن عمرو، ابوالیسر بن عمرو کے بھائی کے ہاتھ فروخت کر دیا پس میں نے اس کے واسطے عبدالرحمن بن حباب کو جنم دیا، اب حباب کی بیوی کہتی ہے کہ حباب کے قرضہ میں تجھے فروخت کیا جائے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا حباب کا والی وارث کون ہے؟ کہا گیا کہ اس کا بھائی ابوالیسر بن عمرو، حضور نے اس کے پاس نامہ بھیجا اور فرمایا کہ اسے (سلامہ) کو آزاد کرو اور جب تم یہ سنو کہ میرے پاس غنیمت میں غلام وغیرہ آئے ہیں تو میرے پاس آنا میں تمہیں اس کا عوض دوں گا، سلامہ کہتی ہیں کہ انہوں نے مجھے آزاد کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غلام آئے تو انہیں میرے بدلہ میں غلام دیا۔ (سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 562)

صاحبین کے نزدیک باندی کا واطی اول کی ام ولد ہونے کا بیان

صاحبین نے کہا ہے کہ وہ باندی واطی اول کی ام ولد بن جائے گی۔ اور دوسرے کیلئے واطی کرنا جائز نہ ہوگا کیونکہ جب واطی اول

نے بیٹے کا دعویٰ کیا ہے تو پوری باندی اس کی ام ولد بن جائے گی کیونکہ ممکن حد تک ام ولد کی تکمیل بہ اتفاق واجب ہے اور عقد کتابت کو ختم کر کے اس کی تکمیل ممکن ہے کیونکہ کتابت کا عقد ختم ہونے کے قابل ہے پس جس چیز میں مکاتبہ کو نقصان نہ ہو اس میں کتابت کو ختم کر دیا جائے گا۔ جبکہ اس کے سوا میں مکاتبہ باقی رہ جائے گی۔ یہ خلاف تدبیر کے کیونکہ وہ فسخ کو قبول کرنے والی نہیں ہے۔ یہ خلاف مکاتبہ کی بیع کے کیونکہ بیع کو جائز قرار دینے میں کتابت کو باطل کرنا لازم آئے گا۔ کیونکہ مشتری غلام کے مکاتبہ رہنے پر راضی نہ ہوگا۔

البتہ جب پوری باندی واطی اول کی ام ولد بن جائے گی تو دوسرا شخص کسی دوسرے کی ام ولد سے واطی کرنے والا ہوگا پس اس پر پورا تاوان لازم آئے گا۔ کیونکہ واطی دونوں میں سے کسی ایک کے تاوان سے خالی نہ ہوگی۔

اور جب نقصان کے سوا میں مکاتبہ باقی ہو اور یہ باندی مکمل طور پر مکاتبہ بھی بن گئی ہے تو ایک قول کے مطابق اس باندی پر نصف بدل واجب ہوگا۔ کیونکہ کتابت میں انہی چیزوں کو ختم کیا گیا ہے جو باندی کیلئے نقصان دہ نہیں ہیں۔ اور نصف بدل کے ساقط ہونے میں اس کا کوئی نقصان نہیں ہے۔

دوسرے قول کے مطابق اس پر پورا بدل واجب ہوگا کیونکہ ضرورت کے مطابق صرف ملکیت کے حق میں عقد کتابت ختم ہوا ہے۔ پس نصف بدل کے سقوط یہ فسخ اثر انداز نہ ہوگا کیونکہ نصف بدل کے حق میں عقد کو باقی رکھنے میں آقا کا فائدہ ہے۔ اگرچہ اس کے ساقط ہونے میں مکاتبہ کا نقصان نہ ہوگا۔ اور مکاتبہ کے اپنے منافع کے ساتھ خاص ہونے کے سبب سے اس کو تاوان ملتا ہے۔ مگر جب وہ بدل کے کتابت سے بے بس ہو جائے اور دوبارہ رقیق کی جانب لوٹ کر جائے تو اب تاوان آقا کو دیا جائے گا۔ کیونکہ اب آقا کا حق اور خصوصیت ظاہر ہو چکی ہے۔ جس طرح ہم بیان کر آئے ہیں۔

مشتراک حصے کی قیمت کی ادائیگی کا بیان

حضرت بشیر بن نہیک سے روایت ہے کہ ایک شخص نے غلام (مشتراک) میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آزاد کرنے کو جائز قرار دیا اور باقی غلام کی قیمت بطور تاوان مالک کو دلوائی (کیونکہ آدھا آزاد ہوا آدھا غلام) یہ ناممکن ہے لہذا عتق تو جائز ہے البتہ آزاد کرنے والا اپنے شریک کے حصے کی قیمت اپنے شریک کو ادا کرے گا۔

(سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 543)

اس تفصیلی مدلل بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ غلام لونڈی اگر اپنے آقاؤں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے مکاتبہ کا معاملہ کرنا چاہیں اور ان میں اتنی اہلیت بھی ہو کہ کسی نہ کسی طرح اس معاملہ کو باحسن طریق پورا کریں گے تو آقاؤں کے لیے ضروری ہے کہ وہ یہ معاملہ کر کے ان کو آزاد کر دیں۔ آیت کریمہ ان علمتم فیہم خیرا (النور: 33) (اگر تم ان میں خیر دیکھو تو ان سے مکاتبہ کر لو) میں خیر سے مراد یہ ہے کہ وہ کمائی کے لائق اور ایماندار ہوں، محنت مزدوری کر کے بدل کتابت ادا کر دیں، لوگوں کے سامنے بھیک مانگتے نہ پھریں۔ و انوہم من مال اللہ انکم (النور: 33) (اور اپنے مال میں سے جو اللہ نے تم کو دیا ہے ان کی کچھ مدد بھی کرو) سے مراد یہ کہ اپنے پاس ان کو بطور امداد کچھ دو، تاکہ وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہو سکیں یا بدل کتابت میں سے کچھ معاف کر دو۔

روح کے اثر کو اسماعیل قاضی نے احکام القرآن میں اور عبدالرزاق اور شافعی نے وصل کیا ہے۔ حضرت عطاء نے واجب قرار دیا کہ بشرط مذکور آقا غلام کی مکاتبت قبول کر لے۔ امام ابن حزم اور ظاہریہ کے نزدیک اگر غلام مکاتبت کا خواہاں ہو تو مالک پر مکاتبت کر دینا واجب ہے۔ کیوں کہ قرآن میں فکاتبوہ امر کے لیے ہے جو وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ مگر جمہور یہاں امر کو بطور استحباب قرار دیتے ہیں۔ حضرت عطاء نے جب اپنا خیال ظاہر کیا تو عمرو بن دینار نے ان سے سوال کیا کہ وجوب کا قول آپ نے کسی صحابی سے سنا ہے یا اپنے قیاس اور رائے سے ایسا کہتے ہو۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن دینار نے عطاء سے یہ پوچھا لیکن حافظ نے کہا یہ صحیح نہیں ہے بلکہ ابن جریج نے عطاء سے یہ پوچھا۔ جیسے عبدالرزاق اور شافعی کی روایت میں اس کی تصریح ہے۔ اس صورت میں قال عمرو بن دینار جملہ معترضہ ہوگا۔ اور نسفی کی روایت میں یوں ہے وقال عمرو بن دینار یعنی عمرو بن دینار بھی وجوب کے قائل ہوئے ہیں اور ترجمہ یوں گا اور عمرو بن دینار نے بھی اس کو واجب کہا ہے ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا کیا یہ تم کسی سے روایت کرتے ہو؟

حضرت سیرین جن کا قول آگے مذکور ہے، یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اور یہ محمد کے والد ہیں، جو محمد بن سیرین سے مشہور ہیں۔ تابعی، فقیہ اور ماہر علم تعبیر و روایا ہیں۔ اس روایت کو عبدالرزاق اور طبری نے وصل کیا ہے۔ آگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول مذکور ہے اور عمل بھی ظاہر ہے کہ وہ بشرط مذکور مکاتبت کو واجب کہتے تھے۔ جیسے ابن حزم اور ظاہریہ کا قول ہے۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا پر پانچ اوقیہ چاندی پانچ سال میں ادا کرنی مقرر ہوئی تھی۔ اسی سے باب کا مطلب نکلا۔ بعض علماء نے کہا کہ آیت کریمہ و اتوهم من مال الذی اتکم (النور: 33) سے مکاتبت کو مال زکوٰۃ میں سے بھی امداد دی جاسکتی ہے۔ دور حاضرہ میں ناحق مصائب قید میں گرفتار ہو جانے والے مسلمان مرد و عورت بھی حق رکھتے ہیں کہ ان کی آزادی کے لیے ان طریقوں سے مدد دی جائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ قبیلہ خزرج سے تھے۔ ان کی والدہ کا نام ام سلیم بنت ملحان تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ان کی عمر دس سال کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بصرہ میں قیام کیا۔ وہاں لوگوں کو 91 ھ تک علوم دین سکھاتے رہے۔ عمر سو سال کے لگ بھگ پائی۔ ان کی اولاد کا بھی شمار سو کے قریب ہے۔ بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔

داہی اول کا اپنی مکاتبتہ باندی کے نصف ضمان کا بیان

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ داہی اول اپنے شریک کیلئے مکاتبتہ باندی کی نصف قیمت کا ضامن ہو گا۔ کیونکہ داہی اول اس حالت میں اپنے شریک کے حصے کا مالک بنا ہے کہ وہ مکاتبتہ ہے۔ پس وہ مکاتبتہ ہونے کی حالت میں اس کی قیمت کا ضامن ہوگا۔ اگرچہ وہ تنگ دست ہو یا خوشحال ہو۔ کیونکہ یہ ضمان ملکیت کا ہونا ہے۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک قیمت اور بقیہ بدل کے نصف میں سے جو کم ہوگا۔ اول اسی کا ضامن بنے گا۔ کیونکہ باندی کی بے بسی کو دیکھتے ہوئے اس کے شریک کا حق نصف رقبہ میں ہے اور ادا کو دیکھتے ہوئے نصف بدل میں اسی کا حق ہے پس

ہوں میں شک کے سبب کم از کم لازم ہو جائے گا۔

اور جب دوسرے شریک نے باندی سے طلی نہیں کی لیکن اس نے اس کو مدبرہ بنایا ہے اس سے بعد وہ اس کا مالک نہیں رہتا۔

ساجین کے نزدیک اس کا واقع نہ ہونا ظاہر ہے کیونکہ ان کے نزدیک مستولد صرف دعویٰ سے اظہار ہوتا ہے بلکہ اس کا مالک بن چکا ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کا واقع نہ ہونا اس سبب سے ہے کہ اظہار مجز سے یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ پہلا طلی کے وقت سے ہی ثانی کے حصے کا مالک ہو گیا تھا۔ اور دوسرے کی تدبیر یہ دوسرے کی ملکیت سے طلی ہوئی تھی۔ حالانکہ تدبیر کا مدار ملکیت پر ہے۔ یہ خلاف نسب کے کیونکہ مدبرہ ضرور پر ہے جس طرح اس کا بیان گزر گیا ہے۔

اور جب یہ باندی واطی اول کی ام ولد ہو چکی ہے کیونکہ وہ اپنے شریک کے حصے کا مالک بن چکا ہے اور استیاء و طہل ہو چکا ہے جس طرح ہم بیان کر آئے ہیں۔ اور اول اپنے شریک کیلئے نصف تاوان کا ضامن ہوگا۔ کیونکہ اس نے مشترکہ باندی سے واطی کی ہے اور اس پر باندی کی نصف قیمت بھی واجب ہوگی۔ کیونکہ نصف کا استیاء کے سبب سے وہ مالک بنا ہے اور استیاء میں مالک بھی بنا جاتا ہے۔ اور اس صورت میں جو بچہ ہے وہ پہلے کا ہوگا۔ کیونکہ اس کا دعویٰ صحیح ہے۔ اس لئے بھی کہ دعویٰ کو درست قرار دینے والی چیز موجود ہے۔ یہی سب فقہاء کا قول ہے اور اس کی دلیل وہی ہے جس کو ہم بیان کر آئے ہیں۔

مکاتبین کی باہمی عدم کفالت و وراثت کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا کہ جب غلام ایک ہی عقد میں مکتب کیے جائیں اور ان میں آپس میں ایسی قرابت نہ ہو جس سے سبب سے ایک دوسرے وارث نہ ہوں تو وہ سب ایک دوسرے کے کفیل ہوں گے کوئی ان میں سے بغیر دوسرے کے آزاد نہ ہو سکے گا۔ یہاں تک کہ بدل کتابت پورا پورا ادا کر دیں اگر ان میں سے کوئی مر جائے اور اس قدر مال چھوڑ گیا جو سب کے بدل کتابت سے زیادہ ہے تو اس مال میں سے بدل کتابت ادا کیا جائے گا اور جو کچھ بچ رہے گا سو لی لے لے گا اس کے ساتھیوں کو نہ ملے گا پھر ایک غلام کی آزادی میں جس قدر روپیہ اس مال میں صرف ہوا ہے اس کو مولیٰ ہر ایک غلام سے بچا لے گا۔ کیونکہ جو غلام مر گیا ہے وہ ان کا کفیل تھا جس قدر روپیہ اس کا ان کی آزادی میں اٹھا ان کو ادا کرنا پڑے گا۔ اگر اس مکتب کا جو مر گیا کوئی آزاد نہ ہو جو جو حالت کتابت میں پیدا نہ ہوا ہو نہ عقد کتابت اس پر واقع ہوا ہو تو وہ اس کا وارث نہ ہوگا کیونکہ مکتب مرتے وقت آزاد نہ تھا۔

(سوا امام مالک: جلد اول: حدیث نمبر 1172)

دو مالکوں کا باندی کو مکاتبہ بنانے کا بیان

اور جب دو مالکوں نے اپنی باندی کو مکاتبہ کیا اور اس کے بعد ان میں سے ایک نے اس کو آزاد کر دیا ہے اس حالت میں کہ وہ مالدار ہے اس کے بعد مکاتبہ بدل کتابت کو ادا کرنے میں بے بس ہو گئی ہے تو معتق اپنے شریک کیلئے نصف قیمت کا ضامن ہوگا۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک معتق کو اس مکاتبہ سے رقم واپس لینے کا حق ہوگا۔ جبکہ صاحبین نے کہا ہے کہ معتق

سے واپس نہیں لے سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بے بس ہوئی ہے تو وہ غلامی میں لونادی گئی ہے اور وہ ایسے ہو جائے گی کہ ہمیشہ غلامی میں رہی ہو۔ اور اس میں رجوع کے بارے میں جو اختلاف ہے۔ وہی اختلاف خیارات میں بھی ہے۔ جس طرح آزادی کی تجزی میں اختلاف ہے۔ اور اس کو ہم اعتاق میں بیان کر چکے ہیں۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک مکاتبہ کے اظہار عجز سے پہلے غیر معتن کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ معتن کو ضامن بنے۔ کیونکہ اس کے شریک کے حصے میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔ اس لئے کہ اس سے پہلے بھی مکاتبہ بن چکی ہے۔

صاحبین کے نزدیک اعتاق میں تجزی نہیں ہے لہذا ایک کی آزادی کے سبب سے ساری باندی آزاد ہو جائے گی۔ اور غیر معتن کو یہ حق حاصل ہوگا۔ کہ وہ معتن کو اپنے حصے کی مکاتبہ والی قیمت کا ضامن بنادے۔ جب عتق خوشحال ہو یا اور اگر وہ تنگ دست ہو تو اس سے کمائی کرائے۔ کیونکہ یہ ضمان اعتاق ہے پس معتن کے خوشحال ہونے یا تنگ دست ہونے کی صورت میں اس میں تبدیلی ہوگی۔

ام ولد ہونے کے دعویٰ شریک پر ایک دن کے توقف کا بیان

اور اگر ایک لونڈی دو مالکوں کے درمیان مشترکہ تھی اور پھر ان میں سے کسی ایک نے دعویٰ کر دیا کہ وہ اس کے شریک کی ام ولد ہے جبکہ دوسرے نے اس کا انکار کر دیا تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک دن توقف کیا جائے گا اور وہ ایک دن منکر شریک کی خدمت کرے۔

صاحبین کے نزدیک اگر منکر چاہے تو نصف قیمت میں باندی سے کمائی کرائے تو پھر وہ باندی آزاد ہو جائے گی۔ اور اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔ صاحبین کے دلیل یہ ہے کہ جب اقرار کرنے والے نے اس کے ساتھی سے تصدیق نہیں کی تو منکر کا اقرار اسی پر لوٹ جائے گا۔ گویا باندی کو ام ولد بنانے والا ہی وہی ہے اور یہ اسی طرح ہو گیا جس طرح مشتری نے بائع پر اقرار کیا کہ بائع نے فروخت کرنے سے پہلے ہی بیع کو آزاد کر دیا ہے اور یہ اقرار اس طرح ہو جائے جس طرح مشتری نے خود آزاد کیا ہو۔ اور یہاں بھی اسی طرح حکم ہے۔ پس خدمت لینا ممتنع ہے اور منکر کا حصہ اس کی ملکیت میں حکمی طور پر باقی ہے۔ پس اعتاق کیلئے سعایہ کے سبب تخریج کی جائے گی۔ جس طرح نصرانی کی ام ولد جب وہ مسلمان ہو جائے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ ہے کہ اگر اقرار کرنے والے کی تصدیق کی جاتی تو منکر کیلئے پوری قیمت ہوتی اور جب اس کو جھٹلایا گیا تو منکر کے لئے آدھی خدمت ہوگی۔ لہذا حکم اسی کا ثابت ہوگا جو یقین سے ثابت ہوگی۔ اور وہ نصف ہے اور موجودہ شریک کیلئے نہ خدمت کا حق ہے اور نہ ہی سعایہ کا حق ہے کیونکہ یہ شریک استیلا اور ضمان کا دعویٰ کرتے ہوئے ان سب سے بری ہے اور ام ولد کا اقرار ایسی اقرار کی طرح ثابت ہو جائے گا۔ اور حکم لازم ہے جو رد کرنے سے رد ہو جائے گا۔ پس اقرار کرنے والا مستوند کی طرح نہ ہوگا۔

مشترکہ باندی سے جماع کی ممانعت میں مذاہب اربعہ

اگر باندی دو مالکوں کے درمیان مشترکہ ہے تو ان دونوں کا باندی سے جماع کرنا اسی طرح حرام ہے جس طرح سی شاہی

شدہ باندی سے جماع حرام ہے اور اس پر فقہاء اربعہ کا اجماع ہے۔

علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ تعالیٰ الغنی میں کچھ اس طرح رقمطراز ہیں۔ کہ اگر مالک اپنی لونڈی کی شادی کر دے تو مالک کو اس کے ساتھ جماع کرنا حرام ہوگا۔ آگے فرماتے ہیں۔

شادی شدہ لونڈی سے جماع کی تحریم میں کوئی شک و شبہ نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی اختلاف ہے، وہ تو صرف خاوند کے لیے مباح ہے اور پھر یہ بھی ہے کہ ایک عورت دوسروں کے لیے حلال نہیں اگر مالک نے اس سے جماع کیا تو وہ گنہگار ہوگا اور اسے تعزیر کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اور ایک جگہ پر ان کا قول ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسے کوڑے لگائے جائیں گے اور سنگسار نہیں کیا جائے گا، یعنی اسے کوڑوں کی صورت میں تعزیر لگائی جائے گی۔ (المغنی لابن قدامہ ۹/۴۹۷)

مشتہر کہ غلام کو مدبر یا آزاد کرنے کا بیان

اور جب غلام دو بندوں کے درمیان مشتہر کہ ہے۔ اور ان میں سے ایک نے اس کو مدبر بنادیا ہے جبکہ دوسرے نے اس کو آزاد کر دیا ہے اور وہ آزاد کرنے والا مالدار ہے تو اب اگر مدبر چاہے تو وہ معتق سے نصف قیمت کا ضمان ہے اور اگر وہ چاہے تو اس غلام سے کمائی کرائے۔ اور اگر وہ چاہے تو خود بھی اسکو آزاد کر دے۔

اور جب دونوں شرکاء میں سے پہلے نے اپنے حصہ سے آزاد کر دیا ہے اور اس کے بعد دوسرے نے مدبر کیا ہے تو اب اس کیلئے معتق سے ضمان لینے کا حق کا نہ ہوگا۔ بلکہ یا وہ غلام سے کمائی کرائے یا وہ اس کو آزاد کرائے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہی حکم ہے۔ اس کی دلیل وہی ہے کہ امام صاحب کے نزدیک تدبیر میں اجزاء ہوتے ہیں۔ پس ایک شریک کا حصہ اس کے حصے تک رہے گا۔ مگر اس تدبیر کے سبب سے دوسرے کا حصہ فاسد ہو جائے گا۔ پس اس کیلئے آزادی، ضمان اور سعی میں سے کسی ایک میں اختیار دیا جائے گا۔ جس طرح امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔

اور جب دوسرے شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہے تو اس سے ضمان اور سعی کا اختیار بھی ساقط ہو جائے گا۔ اور اس کی آزادی اس کے حصے تک موقوف رہے گی۔ کیونکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک آزادی میں اجزاء ہوتے ہیں۔ پس اسی اعتاق کے سبب سے اس کے ساتھی کا حصہ ساقط ہو جائے گا۔ پس اس مدبر کو معتق سے آزادی، ضمان اور سعی کا کوئی حق نہ ہوگا جس طرح امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔

اور مدبر معتق سے مدبر غلام کی قیمت کا ضمان لے گا۔ کیونکہ آزادی مدبر غلام سے ملی ہوئی ہے۔ اس کے بعد ایک قول یہ بھی ہے کہ مدبر کی قیمت مقومین کی تقویم سے معلوم ہو جائے گی۔ جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ خالص غلام کی قیمت کا وہ دو تہائی واجب ہو جائے گا۔ کیونکہ اس میں منافع تین طرح کے ہیں۔ (۱) بیع اور بیع کے مشابہ جس طرح عقود، ہبہ، صدقہ اور وصیت ہے۔

(۲) خدمت لینا اور اس کی طرح کوئی کام جس طرح اجارہ، اعارہ وغیرہ ہیں۔

(۳) اعتاق اور کے تابع دوسرے عقود جس طرح کتابت اور تدبیر وغیرہ ہے۔ اور مدبر میں بیع ختم ہو چکی ہے۔ پس اس میں

سے ایک نفع فوت ہو جانے کے سبب سے ایک تہائی ساقط ہو جائے گی۔ اور دو تہائی ضمان کے طور لازم ہو جائیں گے۔ اور مدبر کا ضمان لینا کے بعد معتق غلام یعنی مدبر حصہ تدبیر کا مالک نہ ہوگا کیونکہ یہ ضمان حیلولہ ہے یہ ضمان ملکیت نہیں ہے اور اس لئے بھی کہ مدبر ایک ملکیت سے دوسری ملکیت کی جانب منتقل ہونے والا نہیں ہے۔ جس طرح جب کسی شخص نے کوئی مدبر غلام غصب کیا ہے اور اس کے بعد وہ غاصب کے پاس بھاگ گیا ہے تو غاصب پر اس کی قیمت واجب ہو جائے گی۔

اور جب دونوں میں سے ایک نے پہلے آزاد کر دیا ہے تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک دوسرے کو وہی تینوں اختیارات دیئے جائیں گے۔ دوسرے اپنا حصہ مدبر بنایا ہے تو ضمان کا اختیار ساقط ہو جائے گا۔ جبکہ آزادی اور سعی کا اختیار باقی رہ جائے گا۔ کیونکہ مدبر آزاد بھی کیا جاسکتا ہے۔ اور اس سے کمائی بھی کروائی جاسکتی ہے۔

صاحبین نے کہا ہے کہ ایک کے مدبر بنانے کے بعد دوسرے کا آزاد کرنا باطل ہوگا۔ کیونکہ ان کے نزدیک تدبیر میں اجزاء نہیں ہوا کرتے پس مدبر تدبیر کے ذریعے سے اپنے ساتھی کے حصے کا مالک بن جائے گا۔ اور ساتھی اس غلام کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا اگرچہ مدبر خوشحال ہو یا تنگدست ہو۔ کیونکہ یہ ملکیت کا ضمان ہے اور ملکیت کا ضمان حالت تنگی و خوشحالی دونوں میں مختلف نہیں ہوا کرتا اور ان کے نزدیک ایک ایک فرق یہ بھی ہے کہ مدبر خالص غلام کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا کیونکہ حالت خالص غلام ہونے میں تدبیر اسی غلام سے ملی ہوئی ہے۔

اور جب دونوں میں سے ایک نے پہلے اپنے حصہ کو آزاد کر دیا ہے تب بھی دوسرے کی تدبیر باطل ہے کیونکہ آزادی میں اجزاء نہیں ہوتے لہذا سارا غلام آزاد ہو جائے گا۔ اور تدبیر ملکیت سے متصل نہیں ہوا کرتی۔ حالانکہ ملکیت ہی تدبیر کا دار و مدار ہے۔ اور اگر اب معتق خوشحال ہے تو اپنے ساتھی کیلئے نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر وہ تنگدست ہے تو غلام غیر معتق کیلئے اس کے حصے کی کمائی کرے گا۔ کیونکہ ضمان آزادی ہے اور یہ تنگی و خوشحالی میں صاحبین کے نزدیک مختلف ہوتا رہتا ہے۔

تدبیر کا ممانعت بیع میں سبب بننے کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ مدبر کو مولیٰ نہ بیچے اور نہ کسی طرح سے اس کی ملک منتقل کرے اور مولیٰ اگر قرضدار ہو جائے تو اس کے قرضخواہ مدبر کو بیع نہیں سکتے جب تک اس کا مولیٰ زندہ ہے اگر مر جائے اور قرض دار نہ ہو تو ثلث مال میں کل مدبر آزاد ہو جائے گا کیونکہ اگر کل مال میں سے آزاد ہو تو سراسر مولیٰ کا فائدہ ہے کہ زندگی بھر اس سے خدمت لی پھر مرتے وقت آزادی کو بھی ثواب کمالیا اور ورثاء کا بالکل نقصان ہے اگر سوا اس مدبر کے مولیٰ کا کچھ مال نہ ہو تو ثلث مدبر آزاد ہو جائے گا اور دو ثلث وارثوں کا حق ہوگا اگر مدبر کا مولیٰ مر جائے اور اس قدر مقروض ہو کہ مدبر کی کل قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ تو مدبر کو بیچیں گے کیونکہ مدبر جب آزاد ہوتا ہے کہ ثلث مال میں گنجائش ہو اگر قرضہ غلام کے نصف قیمت کے برابر ہو تو نصف مدبر کو قرضہ ادا کرنے کے لیے بیچیں گے اور نصف جو باقی ہے اس کا ایک ثلث آزاد ہو جائے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ مدبر کا بیچنا درست نہیں اور نہ کسی کو اس کا خریدنا درست ہے مگر مدبر اپنا آپ مولیٰ سے خرید سکتا ہے یہ جائز ہے اور یہ بھی جائز کہ کوئی شخص مدبر کے مولیٰ کو کچھ مالک دے تاکہ وہ اپنے مدبر کو آزاد کر دے مگر وہ اس

نے دل لگائی نہ اس نے اس کو مدد کیا تھا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جو غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو اور یہ شخص ان میں سے اپنے حصے کو مدد نہ کرے تو اس کی قیمت اکادیں کے اگر نہس شخص نے مدد کر لیا ہے اس نے دوسرے شریک کا بھی حصہ خرید لیا تو کل غلام مدد نہ دیا جائے گا اور نہ خرید تو اس کی تدبیر باطل ہو جائے گی کی نہس صورت میں جس نے مدد نہیں کیا وہ اپنے شریک سے قیمت لینے پر راضی ہو جائے اور قیمت لے لے تو غلام مدد نہ دیا جائے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر نصرانی اپنے نصرانی غلام کو مدد کرے بعد اس کے غلام مسلمان ہو جائے تو اس کو رسول اللہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم (۱۱۷۰ھ مال: جلد اول: ص ۱۱۸۹) کے

بَابُ مَنْ ذَكَرَ السَّعَايَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

باب: جس نے اس روایت میں مشقت کرانے کا ذکر کیا ہے

3937 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ يَعْنِي الْعَطَّارَ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ بِعَنِ النَّظَرِ بْنِ أَنَسٍ،

عَنْ بَشِيرِ بْنِ مِهْيَكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا فِي مَمْلُوكِهِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُعْتِقَهُ كُلَّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، وَإِلَّا اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ (۱) (۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص اپنے غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دے، تو اب اس پر یہ لازم ہے کہ وہ اس پورے غلام کو آزاد کرے، اگر اس کے پاس مال موجود ہو، ورنہ غلام کو مشقت کا شکار کیے بغیر، اس سے مزدوری کروائی جائے (اور مکمل آزاد کیا جائے)۔"

3938 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْجٍ، ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

بْنُ بَشِيرٍ وَهَذَا لَفْظُهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عُرْوَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّظَرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ مِهْيَكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا لَهُ، أَوْ شَقِيصًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ فَخَلَّاهُ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ قَوْمَ الْعَبْدِ قِيَمَةً عَبْدٍ ثُمَّ اسْتُسْعِيَ لِصَاحِبِهِ فِي قِيَمَتِهِ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فِي حَدِيثِهِمَا جَمِيعًا فَاسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ وَهَذَا لَفْظُ عَلِيٍّ

(۱) (۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص کسی غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دے، تو اب اس غلام کو مکمل آزاد کرنا اس شخص پر لازم ہوگا، جو اس کے مال

3938-مسند احمد صحیح، و آخر جہ البحاری (2492) و (2527)، و مسلم (1503) و ابان (1667)، و ابن ماجہ (2527)، و الترمذی (1397)، و السانی فی الکبزی (4943) و (4944) و (4945) من طرق عن سعید بن ابی عروہ، بهذا الإسناد، وروایۃ ابن ماجہ محصرہ، وروایۃ "مسند احمد" (7468)، و "صحیح ابن حبان" (4318) و (4319).

میں سے کیا جائے گا، اگر اس کے پاس مال موجود ہو، اگر اس کے پاس مال موجود نہیں ہے تو غلام کی انصاف کے تقاضوں کے مطابق قیمت مقرر کر لی جائے گی اور پھر وہ اپنی قیمت کے حوالے سے اپنے آقا کے لیے مزدوری کرنے کا اور اس حوالے سے اسے مشقت کا شکار نہیں کیا جائے گا۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان دونوں روایتوں میں یہ الفاظ منقول ہیں: ”اس سے مزدوری کروائی جائے گی، لیکن اسے مشقت کا شکار نہیں کیا جائے گا“ روایت کے یہ الفاظ علی بن عبد اللہ کے نقل کردہ ہیں۔

3839 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ رُوْحُ بْنُ عَبَّادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، لَهُ يَزِيدُ بْنُ كُرَيْبٍ السَّعَايَةِ، وَرَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ حَارِثٍ، وَمُؤَسَّى بْنُ خَلْفٍ، جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ، بِإِسْنَادٍ يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَمَعْنَاهُ وَكَرَاهِيَةِ السَّعَايَةِ (۳۸۳۹) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: روح بن عبادہ نے یہ روایت سعید بن ابی عروہ کے حوالے سے نقل کی ہے، انہوں نے مزدوری کروانے کا ذکر نہیں کیا۔

جبکہ دیگر راویوں نے یہ روایت اپنی سند کے ساتھ نقل کی ہے اور انہوں نے مزدوری کروانے کا ذکر کیا ہے۔

غلام سے سعایہ لینے متعلق فقہی تصریحات

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی غلام (مشرک) میں سے اپنے حصہ کو آزاد کر دیا تو اسے چھڑانا اس کے مال میں ہے اگر اس کے پاس مال ہو اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو غلام کی درمیانی قیمت لگائی جائے گی اور دوسرے حصہ کے شرکاء کے حصوں کی قیمت کے برابر غلام سے مزدوری کرائی جائے گی بغیر اس پر مشقت ڈالے ہوئے امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ پھر غلام سے محنت مزدوری کروائی گئی بغیر مشقت ڈالے ہوئے اس پر۔

(سنن ابو داؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 547)

احادیث سے واضح ہے کہ کسی غلام سے اتنی ہی کام اور وہی کام لیا جاسکتا ہے جو اس کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کے مطابق ہو۔ اگر وہ کوئی کام سرانجام دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو مالک پر لازم ہے کہ وہ خود اس کی مدد کرے۔ ایسے مالک کو اللہ تعالیٰ بہت اجر سے نوازے گا۔

أَخْبَرَنَا أَبُو يَعْنَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هَانَءٌ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ حَرِيثٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا خَفَفْتُ عَنْ خَادِمِكَ مِنْ عَمَلٍ كَانَ لَكَ أَجْرًا فِي مَوَازِينِكَ. (صحیح ابن حبان، حدیث 4314)

عمر بن حریش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اپنے خادم کے کام میں کمی کرتا ہے، اسے اس کا اجر اپنے اعمال کے وزن کے وقت ملے گا۔“

امام بغوی شرح السنہ میں لکھتے ہیں کہ امام شافعی غلام پر بوجھ لادنے سے متعلق ہوئے فرماتے ہیں:

قال شافعی: ومعنی قوله "لا یكلف من العمل الا ما یطیق" یعنی.. والله اعلم..: الا ما یطیق الدوام علیہ، لا ما یطیق یوماً اور یومین، او ثلاثہ، ونحو ذلك ثم یعجز. وجملہ ذلك ما لا یضر ببدنہ الضرر البین، فان عمی او زمن، انفق علیہ مولادہ، ولیس له ان یسترضع الامة غیر ولدہا الا ان یکون فیہا فضل عن ربہ، او یکون ولدہا یغذی بالطعام، فیقیم بدنہ، فلا یأس بہ. (بغوی، شرح السنہ، کتاب النکاح)

حضرت امام شافعی کہتے ہیں، اس ارشاد کہ "غلام پر کام کا اتنا ہی بوجھ لادا جائے جس کی وہ طاقت رکھتا ہے۔" کا معنی یہ ہے، (اللہ تعالیٰ بہتر جاننے والا ہے) کہ اس سے ایسا کام نہ لیا جائے جس کا ہمیشہ کرتے رہنا اس کے لئے ممکن نہ ہو۔ اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ وہ ایک، دو یا تین دن کسی کام کو تو کر لے اور اس کے بعد (بیمار پڑ کر) اس سے عاجز آ جائے۔ اس میں وہ تمام کام شامل ہیں جن کے نتیجے میں اس کی صحت کو واضح نقصان پہنچ سکتا ہو جیسے وہ کسی کام کے نتیجے میں ناپسند ہو جائے یا بیمار پڑ جائے۔

(بیماری کی صورت میں) مالک پر لازم ہے کہ وہ اس پر خرچ کرے۔ اس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ کسی لونڈی کو اپنے بچے کے علاوہ دوسرے کسی بچے کو دودھ پلانے پر مجبور نہ کیا جائے سوائے اس کے کہ اس پر اپنے رب کا فضل ہو (یعنی ایک بچے کی ضرورت سے زیادہ دودھ اترتا ہو)، یا پھر اس کا اپنا بچہ کچھ اور کھا کر نشوونما پا رہا ہو (اور اس کا دودھ فالتو ہو گیا ہو) تو پھر کسی اور کے بچے کو دودھ پلانے میں حرج نہیں ہے۔

سعیہ میں غلاموں سے حسن سلوک کرنے کا بیان

کسی کو یہ خیال نہ رہے کہ ان حقوق کی تلقین محض اخلاقی نوعیت کی تھی۔ اگر ایسا بھی ہوتا تب بھی صحابہ کرام کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہی کافی تھا، لیکن ان حقوق کو قانونی طور پر بھی نافذ کر دیا گیا۔ اس کی تفصیل ان روایات میں بیان کی گئی ہے۔

وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَذْهَبُ إِلَى الْعَوَالِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْتٍ، فَإِذَا وَجَدَ عَبْدًا فِي عَمَلٍ لَا يُطِيقُهُ، وَضَعَ عَنْهُ مِنْهُ. (موطاء، مالک، کتاب الجامع، حدیث 2807)

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہر ہفتے کے دن مدینہ کے گرد و نواح میں (واقع کھیتوں وغیرہ) میں جایا کرتے اور اگر انہیں کوئی ایسا غلام مل جاتا جو اپنی طاقت سے بڑھ کر کام کر رہا ہوتا تو آپ اس کا بوجھ کم کر دیتے۔

وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عُمَرَ أَبِي سَهْلٍ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ: لَا تُكَلِّفُوا الْأُمَّةَ غَيْرَ ذَاتِ الصَّنْعَةِ الْكَسْبِ، فَإِنَّكُمْ مَتَى كَلَفْتُمُوهَا ذَلِكَ كَسَبَتْ بِفَرْجِهَا، وَلَا تُكَلِّفُوا الصَّغِيرَ الْكَسْبِ، فَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يَجِدْ سَرَقَ، وَعَفُّوا إِذَا عَفَّكُمْ اللَّهُ، وَعَلَيْكُمْ مِنَ الْمَطَاعِمِ بِمَا ظَلَبَ مِنْهَا. (مسند مالک، کتاب الجامع، حدیث 2808)

حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، "اگر تمہاری لونڈیاں کوئی ہنر نہ جانتی ہوں تو انہیں کمانے کے لئے مت کہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اس کے نتیجے میں وہ عصمت فروشی کرنا شروع کر دیں گی۔ بچوں کو بھی کمانے کے لئے مت کہو کیونکہ اگر انہیں روزگار نہ ملے گا تو وہ چوری شروع کر دیں گے۔ ان سے مہربانی کا سلوک کرو کیونکہ اللہ نے تم سے مہربانی کی ہے۔ تم پر یہ لازم ہے کہ انہیں خوراک اور علاج کی سہولیات مہیا کرو۔

غلاموں کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ اپنے مالکوں کے مال میں سے رواج کے مطابق بنیادی ضروریات کا سامان ملے سکتے تھے۔

عبدالرزاق عن بن جریج قال سمعت نافعاً يحدث أن عبد الله بن عمر يقول إن المملوك لا يجوز له أن يعطي من ماله أحدا شيئاً ولا يعتق ولا يتصدق منه بشيء إلا بإذن سيده ولكنه يأكل بالمعروف ويكتسى هو وولده وامرأته. (مسند مالك، حدیث 2856)

حضرت نافع کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے، "غلام کو اس کی اجازت تو نہیں ہے کہ وہ اپنے مالک کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو کوئی چیز دے یا مالک کا غلام آزاد کرے یا اس میں سے صدقہ کرے۔ لیکن اسے دستور کے مطابق اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے خوراک اور کپڑا لینے کا حق حاصل ہے۔"

غلاموں کے ان حقوق کا تقدس اس درجے کا تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حقوق فراہم نہ کرنے والے مالک پر غلام کے جرم کی سزا نافذ کی۔

وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ، أَنَّ رَقِيباً بِحَاطِبٍ سَرَقُوا ثَاقَةً لِرَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ، فَأَتَتْهُمَا وَهَا فَرَفَعَ ذَلِكَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَأَمَرَ عُمَرُ كَثِيرَ بْنَ الصَّلْتِ أَنْ يَقْطَعَ أَيْدِيَهُمْ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: أَرَأَيْتَ تُجْبِعُهُمْ. ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: وَاللَّهِ لَا غَيْرَ مَعَكَ غُرْمًا يَشُقُّ عَلَيْكَ. ثُمَّ قَالَ: لِيُؤْمَرَنِي كَمْ ثَمَنٍ نَاقَتِكَ، فَقَالَ الْمُزَنِيُّ: قَدْ كُنْتُ وَاللَّهِ أُمْنَعُهَا مِنْ أَرْبَعِ مِثْقَلِ ذَرَاهِمٍ. فَقَالَ عُمَرُ: أَعْطِهِ ثَمَانِ مِثْقَلِ ذَرَاهِمٍ. (سوط، مالک، کتاب الاقصیہ، حدیث 2178)

حضرت عبدالرحمن بن حاطب بیان کرتے ہیں کہ (ان کے والد) حاطب کے ایک غلام نے بنو مزینہ کے کسی شخص کی اونٹنی چرا کر اسے ذبح کر (کے کھا گیا۔) یہ معاملہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (کی عدالت میں) لایا گیا۔ (پہلے) سیدنا عمر نے کثیر بن الصلت کو اس غلام کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا لیکن پھر (آقا سے) ارشاد فرمایا، "مجھے لگتا ہے تم انہیں بھوکا رکھتے ہو۔" پھر فرمایا، "اللہ کی قسم! میں تم پر ایسا جرم نہ عائد کروں گا جو تمہیں ناگوار گزرے گا۔" اس کے بعد بنو مزینہ کے اس مدعی سے پوچھا، "تمہاری اونٹنی کی قیمت کیا ہے؟" اس نے کہا، "واللہ میں نے تو اس کے چار سو درہم قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔" سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آقا سے فرمایا، "اسے آٹھ سو درہم ادا کر دو۔"

مشترک غلام کو کسی ایک کے آزاد کرنے کا بیان

اور جب ایک غلام دو شریکوں میں مشترک ہو اور ان میں سے کسی نے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہو تو اس کا حصہ آزاد ہو جائے گا پھر

اگر وہ شریک مالدار ہو تو اسکے ساتھی کو اختیار ہوگا اگر چائے تو اپنے حصے کو آزاد کر دے اور اگر چائے تو اپنے شریک سے اپنے حصے کی ضمان لے لے اور اگر چائے تو غلام سے کمائی کرالے۔ (ہدایہ)

مشترکہ غلام سے استعساء میں شوائع و احناف کا اختلاف

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کسی (مشترکہ) غلام کے اپنے حصہ کو آزاد کرے (تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ) اگر اس کے پاس اتنا مال موجود ہو جو (اس غلام کے باقی حصوں) کی قیمت کے بقدر ہو تو انصاف کے ساتھ (یعنی بغیر کمی بیشی کے) اس غلام کے (باقی ان حصوں) کی قیمت لگائی جائے گی اور وہ اس غلام کے دوسرے شریکوں کو ان کے حصوں کی قیمت دے دے وہ غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا اور اگر اس کے پاس اتنا مال نہ ہو تو پھر اس غلام کا جو حصہ اس شخص نے آزاد کیا ہے وہ آزاد ہو جائے گا (اور دوسرے شرکاء کے حصے مملوک رہیں گے۔"

(بخاری مشکوٰۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 574 مسلم)

اس حدیث کا ظاہری مفہوم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اگر ایک غلام کے مثلاً دو مالک ہوں اور ان میں سے ایک حصہ دار اپنا حصہ آزاد کرنا چاہے تو اگر وہ آزاد کرنے والا شخص صاحب مقدور ہو تو وہ دوسرے شریک کو اس کے حصہ کے بقدر قیمت ادا کر دے اس صورت میں وہ غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا اور اگر آزاد کرنے والا شخص صاحب مقدور نہ ہو (اور دوسرے شریک کو اس کے حصہ کی قیمت ادا نہ کر سکتا ہو) تو اس صورت میں وہ غلام اس شخص کے حصہ کے بقدر تو آزاد ہو جائے گا اور دوسرے شریک کے حصہ کے بقدر غلام رہے گا۔

نیز حدیث کا ظاہری مفہوم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آزادی اور غلامی متجزی ہو سکتی ہیں (یعنی کسی غلام کا کچھ حصہ آزاد ہو جانا اور کچھ حصہ غلام رہنا جائز رہتا ہے) اور دوسرے شریک کو اپنا حصہ آزاد کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس غلام سے استعساء (معت) کرائی جائے اچنانچہ حضرت امام شافعی کا یہی مسلک ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ باوجود یکہ آزادی اور غلامی کے متجزی ہونے کا قائل ہیں لیکن اس صورت میں ان کا مسلک یہ ہے کہ اگر آزاد کرنے والا شخص صاحب مقدور ہو تو وہ دوسرے شریک کا حصہ بھر دے (یعنی وہ اس کو اس کے حصہ کی قیمت ادا کر دے) یا دوسرا شریک اپنے حصے کے بقدر اس غلام سے استعساء کرائے یا وہ شریک بھی اپنا حصہ آزاد کر دے اور اگر آزاد کرنے والا شخص صاحب مقدور نہ ہو تو پھر وہ اپنے شریک کو اس کا حصہ نہ بھیر دے۔ بلکہ وہ شریک یا تو اس غلام سے استعساء کے ذریعہ اپنے حصے کی قیمت وصول کر لے یا اپنا حصہ آزاد کر دے اس صورت میں حق ولاء دونوں کو حاصل ہوگا! اس بارے میں جہن یعنی حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد کا یہ قول ہے کہ آزاد کرنے والا شخص اگر صاحب مقدور ہو تو دوسرے شریک کا حصہ بھیر دے اور اگر صاحب مقدور نہ ہو تو دوسرا شریک اس غلام سے استعساء کے ذریعہ اپنے حصہ کی قیمت حاصل کر لے، اور چونکہ آزادی متجزی نہیں ہوتی اس لئے اس صورت میں حق ولاء صرف آزاد کرنے والے کو حاصل ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 573)

اس باب میں جن مسائل و احکام سے متعلق احادیث نقل کی جائیں گی ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ اگر کوئی غلام مشترکہ ہو

مثلاً دو شخص زید اور بکر مشترک طور پر ایک غلام کے مالک ہوں اور ان میں سے ایک شریک مثلاً زید اپنا حصہ آزاد کر دے تو دوسرا کیا کرے؟ چنانچہ اس بارے میں جزوی آزادی (یعنی ایک غلام کا مثلاً آدھا حصہ آزاد ہو جائے اور آدھا غلام ہی رہے) معتبر ہے یا نہیں خود حنفیہ کے ہاں مختلف اقوال ہیں، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ تو یہ فرماتے ہیں کہ "جزوی آزادی معتبر ہے لیکن صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد کا قول یہ ہے کہ جزوی آزادی معتبر نہیں ہے، اقوال کے اس اختلاف کا تعلق مسئلہ کے صرف اسی ایک جزو سے نہیں ہے بلکہ اس سے دوسرے احکام و مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔

باب کا دوسرا جزء یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے غلام کو خریدے جو اس کا قرابت دار ہو تو وہ غلام محض خرید لینے ہی سے آزاد ہو جائے گا خواہ وہ شخص اس کو آزاد کرے یا نہ کرے! البتہ اس بارے میں اختلافی اقوال ہیں کہ "قرابت دار" سے کس کس رشتہ کے لوگ مراد ہیں اس کی تفصیل بھی آگے آئے گی۔

باب کا تیسرا جزء یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بیماری کی حالت میں غلام کو آزاد کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ چنانچہ اس کے متعلق احکام و مسائل بھی حسب موقع احادیث کی تشریح کے ضمن میں بیان کئے جائیں گے۔

مشترک غلام کے بارے میں صاحبین کی استدلال کردہ حدیث

حضرت ابو ہریرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص (مشترک) غلام کے اپنے حصہ کو آزاد کرے گا تو وہ غلام پورا آزاد ہو جائے گا (اور یہ آزادی اس آزاد کرنے والے شخص کی طرف سے متصور ہوگی) اور اگر اس شخص کے پاس (اتنا) مال ہو (کہ وہ اپنے حصہ کے علاوہ باقی حصوں کی قیمت کی ادائیگی کر سکے تو دوسرے شرکاء کو ان کے حصوں کی قیمت دے دے) اور اگر اس کے پاس اتنا مال نہ ہو تو پھر وہ غلام (ان باقی حصوں) کے بقدر محنت مزدوری یا دوسرے شرکاء کی خدمت پر مامور کیا جائے لیکن غلام کو (کسی ایسے کام اور محنت کی) مشقت میں مبتلا نہ کیا جائے (جو اس کی طاقت سے باہر ہو)۔" (بخاری و مشکوٰۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 575 مسلم)

متعدد مالکوں کے مشترک غلام کی مکاتبت

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک شخص متعدد مالکوں کا غلام ہوتا تھا۔ اس کی صورت ایسی ہی تھی جیسا کہ اگر کوئی کسی پارٹنر شپ کمپنی کا ملازم ہو۔ ایسی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اگر کوئی ایک پارٹنر غلام میں اپنے حصے کو آزاد کرے تو باقی پارٹنر بھی اپنے حصوں کو آزاد کر دیں۔ اگر وہ ایسا کرنے پر تیار نہ ہوں تو غلام خود بخود مکاتبت کا درجہ اختیار کر جائے گا۔ وہ مکاتبت اپنے باقی مالکان کو ادائیگی کرے گا اور اس معاملے میں اس پر سختی نہ کی جائے گی۔

قال الامام البخاری حدثنا بشر بن محمد: أخبرنا عبد الله: أخبرنا سعيد بن أبي عروبة، عن قتادة، عن النضر بن أنس، عن بشير بن نهيك، عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: (من أعتق شقيصاً من مملوك فعليه خلاصه في ماله، فإن لم يكن له مال، قوم المملوك قيمة عدل، ثم استسعى غير مشقوق عليه). (بخاری، کتاب الشریک، حدیث 2492)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "اگر کسی نے غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دیا تو اس پر رزم ہے کہ وہ اپنے مال میں سے اس غلام کو پورا آزاد کروائے۔ اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو اس غلام کی مناسب قیمت لگوائی جائے اور اسے اسے کمانے کو کہا جائے گا اور اس پر سختی نہ کی جائے گی۔"

بَابُ فِيمَنْ رَوَى أَنَّهُ لَا يُسْتَسْعَى

باب: جس نے یہ روایت کیا ہے: ایسے شخص سے مشقت نہیں کروائی جائے گی

3940 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ شِرْكَاءَ لَهْ فِي مَمْلُوكٍ أُقِيمَ عَلَيْهِ قِيَمَةُ الْعَدْلِ فَأَعْطِيَ شِرْكَاءَ كَأُحْصَصَهُمْ وَأُعْتِقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ، وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص کسی غلام میں اپنے حصے کو آزاد کر دے، تو اس غلام کی انصاف کے مطابق قیمت مقرر کی جائے گی، پھر وہ شخص اپنے شراکت داروں کو ان کے حصے کے مطابق رقم دے گا اور وہ غلام اس شخص کی طرف سے آزاد کر دیا جائے گا، ورنہ اس غلام کا صرف وہ حصہ آزاد ہوگا، جو آزاد کیا گیا ہے۔"

3941 - حَدَّثَنَا مُؤَمِّلٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ قَالَ: وَكَانَ نَافِعٌ رُبَّمَا قَالَ: فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ وَرُبَّمَا لَمْ يَقُلْهُ

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔ نافع بعض اوقات یہ الفاظ نقل کرتے ہیں:

"تو اس کا وہ حصہ آزاد ہوگا، جو آزاد ہوا" بعض اوقات وہ ان الفاظ کو ذکر نہیں کرتے۔

3942 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ أَيُّوبُ: فَلَا أَكْثَرِي هُوَ فِي الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ شَيْءٌ قَالَهُ نَافِعٌ وَإِلَّا عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔ ایوب کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ روایت کے یہ الفاظ نبی اکرم ﷺ سے منقول ہیں، یا یہ بات نافع نے کہی ہے: "ورنہ اس کا وہ حصہ آزاد ہوگا، جو آزاد ہوا ہے"

3943 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَعْتَقَ شِرْكَاءَ لَهْ فِي مَمْلُوكٍ لَهُ فَعَلَيْهِ عِتْقُهُ كَيْدَ أَنْ

كَانَ لَهُ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ عَتَقَ نَصِيبَهُ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص اپنے غلام میں اپنے حصے کو آزاد کر دے گا، تو اس پورے غلام کو آزاد کرنا اس پر لازم ہوگا، اگر اس شخص کے پاس اتنا مال موجود ہو، جو اس غلام کی قیمت تک پہنچتا ہو اور اگر اس شخص کے پاس مال موجود نہ ہو، تو اس کے حصے کا غلام آزاد ہو جائے گا“

3944- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ.

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُوسَى

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

3945- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَنَسٍ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَّةٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى مَالِكٍ وَلَمْ يَذْكُرْ وَلَا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ أَنْتَهَى حَدِيثُهُ إِلَى وَأُعْتِقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ عَلَى مَعْنَاهُ

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے، جس طرح امام

مالک رحمہ اللہ نے نقل کی ہے، تاہم اس میں یہ مذکور نہیں ہے۔

”ورنہ اس کا وہ حصہ آزاد ہوگا، جو آزاد ہوا ہے“

یہ روایت یہاں تک مکمل ہوتی ہے ”اور اس کی طرف سے غلام آزاد ہو جائے گا“ اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

3946- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ

عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ شِرْكَاءَهُ فِي عَبْدٍ عَتَقَ مِنْهُ مَا بَقِيَ فِي مَالِهِ إِذَا كَانَ لَهُ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو شخص کسی غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دے تو اس کے باقی مال میں سے وہ غلام اس شخص کی طرف سے آزاد

ہوگا، اگر اس کے پاس اتنا مال موجود ہو، جو اس غلام کی قیمت تک پہنچتا ہو“

3947- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، يَبْلُغُ بِهِ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ الْعَبْدُ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَأَعْتَقَ أَحَدُهُمَا نَصِيبَهُ، فَإِنْ كَانَ مُوسِرًا يُقَوِّمُ عَلَيْهِ قِيَمَةَ لَا وَكُسْ، وَلَا شَطَطَ ثُمَّ يُعْتَقُ

﴿﴾ سالم اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

3947- إسناده صحيح. سليمان: هو ابن عيسى. وأخرجه البخاري (2521)، ومسلم بإثر (1667)، والسناني في "الكبرى" (4921) و

(4922) من طريق سليمان بن عيسى، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (4589).

”جب کوئی غلام دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں سے کوئی ایک اپنے حصے کو آزاد کر دے، تو اگر وہ شخص خوش حال ہو تو اس غلام کی ایسی قیمت لگائی جائے گی، جس میں کوئی کمی یا بیشی نہ ہو اور پھر اس غلام کو آزاد کر دیا جائے گا۔“

3948 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ الْعَنْدَرِيِّ، عَنْ ابْنِ التَّلْبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ مِنْ مَمْلُوكٍ فَلَمْ يُضَيِّتْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْمَدُ زَانِمًا هُوَ بِالنَّاءِ يَعْنِي التَّلْبَ وَكَانَ شُعْبَةُ الشَّخْصَ لَمْ يُبَيِّنِ النَّاءُ مِنَ النَّاءِ
ترجمہ: ابن تلب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے اپنے غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے ادائیگی کا ذمہ دار قرار نہیں دیا۔

امام احمد بڑھاپے کہتے ہیں: لفظ ”ت“ کے ساتھ، یعنی تلب ہے، جبکہ شعبہ تو تلب تھے، اس لیے ان کی ادائیگی میں ”ت“ اور ”ث“ کی ادائیگی کا فرق یہ نہیں چلتا تھا۔

بَابُ فِي مَنْ مَلَكَ ذَارِحِمَ مُحَرَّمٍ

باب: جو شخص کسی محرم رشتے دار کا مالک بن جائے

3949 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُوسَى: فِي مَوْضِعٍ آخَرَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ فِيمَا يَحْسِبُ عَمَّادُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَلَكَ ذَارِحِمَ مُحَرَّمٍ فَهُوَ حُرٌّ
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُزْجَانِيُّ، عَنْ عَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، وَعَاصِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ الْحَدِيثِ
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يُحَدِّثْ ذَلِكَ الْحَدِيثُ إِلَّا عَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَقَدْ شَكَّ فِيهِ

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جو شخص اپنے کسی محرم رشتے دار کا مالک بن جائے، تو وہ رشتے دار آزاد شمار ہوگا۔“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

3949 - صحيح لغيره، وهذا إسناده رجاله ثقات، لكن الحسن - وهو البصري - لم يصرح بإسماعه من سمرة - وهو ابن جندب، قتادة: هو ابن دعامه السوسى، وأخرجه ابن ماجه (2524)، والترمذى (1416)، والنسائى فى "الكبرى" (4882 - 4878) من طرق عن حماد بن سلمة، بهذا الإسناد، وفرن عدا بن ماجه والنسائى (4882) بقتادة عاصمًا لأحول، وقد رواه غير حماد بن سلمة عن قتادة فلم يرفع به إلى النبى - صلى الله عليه وسلم -، وإنما جعله من كلام عمر بن الخطاب وبعضهم يجعله من كلام الحسن البصرى، وهو فى "مسند أحمد" (20167) و (20227)، ويشهد له حديث ابن عمر عدا بن ماجه (2525)، والنسائى فى "الكبرى" (4877)

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت صرف حماد بن سلمہ نے (مرفوع حدیث کے طور پر) نقل کی ہے اور انہیں اس کے بارے میں شک ہے۔

2850۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَنْ مَلَكَ ذَارِجٍ مُحْرِمٍ فَهُوَ حُرٌّ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جو شخص کسی محرم رشتے دار کا مالک بن جائے، تو وہ (رشتے دار) آزاد ہوگا۔“

2851۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: مَنْ مَلَكَ ذَارِجٍ مُحْرِمٍ فَهُوَ حُرٌّ

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص کسی محرم رشتے دار کا مالک بن جائے، تو وہ (رشتے دار) آزاد شمار ہوگا۔

2852۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، وَالْحَسَنِ مِثْلَهُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَعِيدٌ أَحْفَظُ مِنْ عَمَّادٍ

یہی روایت قتادہ نے جابر بن زید اور حسن بصری کے حوالے سے اس کی مانند نقل کی ہے۔

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سعید، حماد سے بڑے حافظ الحدیث ہیں۔

جب دو مالکوں میں کسی ایک نے بیٹا خریدا

اور جب دو اشخاص نے آپس میں سے کسی ایک کے بیٹے کو خریدا تو باپ والا حصہ آزاد ہو جائے گا کیونکہ وہ اپنے قریبی حصے کا مالک ہوا ہے اور اسی خریدنا ہی آزادی ہے جس طرح پہلے گزر چکا ہے اور اس پر کوئی ضمان نہیں ہے اگرچہ دوسرے کو اس کی بات کا علم ہو کہ وہ غلام اس کے حصے دار کا بیٹا ہے یا اس کا علم نہ ہو اور اسی طرح جب وہ دونوں وارث ہوئے ہیں تو دوسرے شریک کو اختیار ہے کہ چاہے تو وہ اپنے حصے کو آزاد کر دے اور اگر وہ چاہے تو اس سے محنت کرائے اور یہ حکم حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک خریداری کی صورت میں اگر باپ مالدار ہے تو غلام کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر وہ تنگ دست ہے تو غلام بیٹا اپنے باپ کے شریک کیلئے آدمی قیمت کیلئے کمائی کرے گا اور یہ مسئلہ اسی اختلاف پر ہے اور جب وہ دونوں ہبہ، صدقہ یا وصیت کے ذریعے اس کے مالک ہو جائیں۔ اور یہ اختلاف اس طرح بھی ہے کہ جب دو آدمیوں نے کسی غلام کو خریدا اور ان میں سے ایک نے یہ قسم اٹھا رکھی تھی کہ اگر اس نے غلام کا نصف خریدا تو وہ آزاد ہے۔

صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ دوسرے شریک نے آزاد کر کے اپنے ساتھی کے حصے کو باطل کر دیا ہے کیونکہ قریبی شخص کو خریدا آزاد کی ہے پس یہ اسی طرح ہو جائے گا جس طرح غلام دو اجنبی مالکوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں سے ایک نے اپنا آزاد کر دیا ہو

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ ہے کہ یہاں شریک اپنا حصہ خراب کرنے پر خود راضی ہوا ہے لہذا معتق اس کا ضامن نہ ہوگا جس طرح جب اس نے دوسرے کو صراحت کے طور پر اپنا حصہ آزاد کرنے کی اجازت دی اور اس کی رضا مندی کی دلیل یہ ہے کہ اس نے باپ کے ساتھ اس طرح چیز میں شرکت کی ہے جو آزادی کی علت ہے اور وہ چیز خریدنا ہے کیونکہ قربت کی خریداری آزادی ہے حتیٰ کہ ہمارے نزدیک شرائے قریب کے سبب مشتری کفارے سے بری الذمہ ہو جائے گا۔

صاحبین کے ظاہری فرمان کے مطابق یہ ضمان افساد ہے۔ کیونکہ عسرویر کے سبب حکم مختلف ہوتا رہتا ہے۔ پس رضا کے سبب ضمان ساقط ہو جائے گا۔ جبکہ علم و عدم علم کے سبب حکم مختلف نہ ہوگا اور امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک ظاہر الروایت کے مطابق اسی طرح روایت ہے کیونکہ حکم کا مدار علت پر ہوتا ہے۔ (قاعدہ فقہیہ رضوی غنی عنہ) جس طرح کسی شخص نے کہا کہ کھانا کھاؤ جبکہ حکم دینے والا غلام ہے اور آمر کو اپنی ملکیت کا علم ہی نہیں ہے۔ (ہدایہ)

حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بیٹا اپنے باپ کا بدلہ نہیں اتار سکتا مگر اس صورت میں کہ وہ اپنے باپ کو کسی کا غلام پائے اور اس کو خرید کر آزاد کر دے۔ (مسلم)

اس حدیث کے ظاہری مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ محض بیٹے کے خرید لینے سے ہی آزاد ہو جاتا بلکہ جب اسے اس کا بیٹا خرید کر آزاد کرے تب آزاد ہوتا ہے۔ چنانچہ اصحاب غلو اہر کا یہی مسلک ہے۔ لیکن جمہور علماء کا یہ مسلک ہے کہ باپ اپنے بیٹے کی محض ملکیت میں آ جانے سے آزاد ہو جاتا ہے، اس کی صراحت دوسری فصل کی پہلی حدیث سے بھی ہوتی ہے اور اس حدیث کے معنی یہی ہیں۔ چنانچہ حضرت مظہر فرماتے ہیں کہ فیضہ میں حرف فاسب کے لئے ہے۔ اس صورت میں حدیث کے آخری جزء کا ترجمہ یہ ہوگا کہ جب کہ وہ اپنے باپ کو کسی کا غلام پائے اور اس کو آزاد کرنے کے لئے خرید لے لہذا خریدنے کے بعد اس کی ضرورت نہیں ہوگی کہ بیٹا اس باپ سے یوں کہے کہ میں نے تمہیں آزاد کیا بلکہ وہ محض بیٹے کے خرید لینے ہی سے آزاد ہو جائے گا۔

حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا عمل بہتر ہے؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا ابوذر کہتے ہیں کہ پھر میں نے عرض کیا کونسا بردہ آزاد کرنا بہتر ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو گراں قیمت ہو اور اپنے مالک کو بہت پیارا ہو میں نے عرض کیا کہ اگر ایسا نہ کر سکوں؟ (یعنی از راہ کسل نہیں بلکہ از راہ عجز و عدم استطاعت ایسا غلام آزاد نہ کر سکوں؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کام کرنے والے کی مدد کرو یا جو شخص کسی چیز کو بنانا نہ جانتا ہو اس کی وہ چیز بنا دو میں نے عرض کیا اگر میں یہ (بھی) نہ کر سکوں (تو کیا کروں؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو برائی پہنچانے سے اجتناب کرو یا درکھو یہ ایک اچھی خصلت ہے جس کے ذریعہ تم اپنے نفس کے ساتھ بھلائی کرتے ہو۔ (بخاری و مسلم)

ایمان کا بہتر ہونا تو بالکل بدیہی بات ہے کہ خیر و بھلائی کی بنیاد ہی ایمان ہے، اگر ایمان کی روشنی موجود نہ ہو تو پھر کوئی بھی عمل مقبول نہیں ہوتا خواہ وہ کتنا ہی اہم ہو اور کتنا ہی افضل کیوں نہ ہو اور جہاد اس اعتبار سے بہتر عمل ہے کہ وہ دین کی تقویت اور مسلمانوں کی برتری و عظمت اور غلبہ کا باعث ہوتا ہے۔ جہاں تک نماز، روزہ کا تعلق ہے وہ تو دوسری حیثیت اور دوسری وجوہ کی بناء

پر (ایک دوسرے) عمل سے برتر اور بہتر ہیں لہذا یہاں جہاد کو نماز و روزہ پر فوقیت دینا مراد نہیں ہے۔ یا پھر یہ کہ اس موقع پر جہاد سے مراد مطلق مشقت برداشت کرنا ہے جس کا تعلق جہاد سے بھی ہے اور دوسری طاعات و عبادات سے بھی، چنانچہ مامورات پر عمل کرنے اور منہیات سے بچنے کی نفسانی مشقت اور ریاضت کو جہاد اکبر فرمایا گیا ہے اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم — مذکورہ بالا جواب کا حاصل یہ ہوگا کہ سب سے بہتر عمل، ایمان لانا اور ایمان کے تقاضوں پر عمل کرنا ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے قل امنت بالله ثم استقم کام کرنے والے کی مدد کرو میں کام سے مراد ہر وہ چیز ہے جو انسان کے معاش کا ذریعہ ہو خواہ وہ صنعت و کاریگری ہو یا تجارت ہو۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص اپنے کسی پیشہ و کسب میں لگا ہوا ہو اور اس کا وہ پیشہ و کسب اسکی اور اسکے اہل و عیال کی ضروریات کو پورا نہ کرتا ہو وہ شخص اپنے ضعف و مجبوری کی وجہ سے اس کسب و پیشہ کو پوری طرح انجام نہ دے سکتا ہو تو تم اس شخص کی مدد کرو اسی طرح جو شخص کسی چیز کو بنانا نہ جانتا ہو اس کا مطلب بھی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے اپنے پیشے کے کام کو نہ کر سکتا ہو تو تم اس کا کام کر دو تا کہ وہ تمہارے سہارے اپنی ضروریات زندگی کو پورا کر سکے۔ لوگوں کو برائی پہنچنے سے اجتناب کرو کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو برے کام میں مبتلا نہ کرو کسی کو اپنی زبان اور اپنے ہاتھ سے ایذا نہ پہنچاؤ اور نہ کسی کو کسی بھی قسم کا نقصان پہنچاؤ کیونکہ لوگوں کو برائی پہنچانے سے اجتناب کرنا بھی خیر و بھلائی ہے خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ برائی (یعنی کسی کو ایذا و نقصان) پہنچانے پر قدرت بھی حاصل ہو۔ مراد خیر تو امید نیست شرمسار اس موقع پر عبارت کے ظاہری اسلوب کا تقاضہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرماتے کہ یہ ایک اچھی خصلت ہے جس کے ذریعہ تم لوگوں کے ساتھ بھلائی کرتے ہو لیکن چونکہ لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنا درحقیقت اپنے نفس کے ساتھ بھلائی کرنا ہے بایں طور کے اس بھلائی کے مختلف فوائد اسے حاصل ہوتے ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جس کے ذریعہ تم اپنے نفس کے ساتھ بھلائی کرتے ہو۔

بَابُ فِي عَتِّيْ امَّهَاتِ الْاَوْلَادِ

باب: ام ولد کو آزاد کرنا

3953 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ حُطَّابِ بْنِ صَالِحٍ، مَوْلَى الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ مَعْقِلٍ - أَمْرَأَةٍ مِنْ خَارِجَةِ قَيْسِ عَيْلَانَ - قَالَتْ: قَدِمَ بِي عَتِّي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَبَاعَنِي مِنَ الْحَبَابِ بْنِ عَمْرِو أَخِي أَبِي الْيُسْرِ بْنِ عَمْرِو، فَوَلَدْتُ لَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَبَابِ، ثُمَّ هَلَكَ، فَقَالَتْ أَمْرَأَتُهُ: الْآنَ وَاللَّهِ تُبَاعِينَ فِي دِينِهِ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أَمْرَأَةٌ مِنْ خَارِجَةِ قَيْسِ عَيْلَانَ، قَدِمَ بِي عَتِّي الْمَدِينَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَبَاعَنِي مِنَ الْحَبَابِ بْنِ عَمْرِو أَخِي أَبِي الْيُسْرِ بْنِ عَمْرِو، فَوَلَدْتُ لَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَبَابِ، فَقَالَتْ أَمْرَأَتُهُ: الْآنَ وَاللَّهِ تُبَاعِينَ فِي دِينِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ وَلِيَ الْحَبَابِ، قِيلَ: أَخُوهُ أَبُو الْيُسْرِ بْنِ عَمْرِو، فَبَعَثَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: أَعْتَقُوهَا، فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِرَقِيقِي قَدِمَ عَلَيَّ فَأَتُونِي أُعَوِّضْكُمْ مِنْهَا قَالَتْ:

فَاعْتَقُونِي. وَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقِيقٌ فَعَوَّضَهُمْ بَيْنِي غُلَامًا

﴿﴾ سیدہ سلامہ بنت معقل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: زمانہ جاہلیت میں میرا چچا مجھے ساتھ لے کر آیا اور اس نے مجھے حباب بن عمرو کو فروخت کر دیا، جو ابویسر بن عمرو کا بھائی تھا، میں نے اس کے بیٹے عبدالرحمن بن حباب کو جنم دیا، پھر حباب کا انتقال ہو گیا، تو اس کی بیوی نے کہا: اللہ کی قسم! اب تمہیں حباب کے قرض کی ادائیگی کے لیے فروخت کر دیا جائے گا، تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں ایک ایسی عورت ہوں، جس کا تعلق خارجہ قیس عیلان قبیلے سے ہے، میرا چچا زمانہ جاہلیت میں، مجھے مدینہ منورہ لے آیا اور اس نے مجھے حباب بن عمرو کو فروخت کر دیا، جو ابویسر بن عمرو کا بھائی ہے، میں نے اس کے بیٹے عبدالرحمن کو جنم دیا، اس کی بیوی یہ کہتی ہے: اب اللہ کی قسم! تمہیں اس کے قرض کی ادائیگی کے لیے فروخت کر دیا جائے گا، تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: حباب کا وارث کون ہے؟ بتایا گیا: اس کا بھائی ابویسر بن عمرو، نبی اکرم ﷺ نے اسے بلوایا آپ نے فرمایا: اس عورت کو آزاد کر دو، جب تمہیں پتہ چلے میرے پاس غلام آئے ہیں، تو تم میرے پاس آنا، میں اس کے عوض میں (کوئی غلام) دے دوں گا۔

وہ خاتون بیان کرتی ہیں: ان لوگوں نے مجھے آزاد کر دیا، جب نبی اکرم ﷺ کے پاس غلام آئے، تو آپ ﷺ نے میرے عوض میں انہیں ایک غلام عطا کر دیا۔

3954 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ عَنْ قَيْسٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: بَعَثْنَا أَهْمَاتِ الْأَوْلَادِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ نَهَانَا فَأَنْتَهَيْنَا ﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہم ام ولد کنیزوں کو فروخت کر دیا کرتے تھے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا، تو انہوں نے ہمیں (ایسا کرنے سے) منع کر دیا، تو ہم اس سے باز آ گئے۔

مشترکہ باندی سے جماع کی ممانعت میں مذاہب اربعہ

اگر باندی دو، لکوں کے درمیان مشترک ہے تو ان دونوں کا باندی سے جماع کرنا اسی طرح حرام ہے جس طرح کسی شادی شدہ باندی سے جماع حرام ہے اور اس پر فقہاء اربعہ کا اجماع ہے۔

علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ تعالیٰ المغنی میں کچھ اس طرح رقمطراز ہیں: اگر مالک اپنی لونڈی کی شادی کر دے تو مالک کا اس کے ساتھ جماع کرنا حرام ہوگا۔ آگے فرماتے ہیں:

3954- إسناده صحيح. عطاء: هو ابن أبي رباح، وقيس: هو ابن سفيان المكي، وحماة: هو ابن مسلمة. وأخبره ابن ماجه (2517)، والسناني في "الكبرى" (5021) و (5022)، من طريق ابن جريج، قال: أخبرني أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبد الله يقول: كنا نبيع شرارنا وأهملات أولادنا، والسبي - صلى الله عليه وسلم - حتى، لا نرى بذلك بأساً. وإسناده صحيح. وهو في "مسند أحمد" (14446)، و"صحيح ابن حبان" (4323) و (4324). قال البيهقي في "الکبرى": 10/ 348 ليس في شيء من هذه الأحاديث أن النبي - صلى الله عليه وسلم - علم بذلك فأمرهم عليه، وقد روي ما يدل على النهي، والله أعلم.

شادی شدہ لونڈی سے جماع کی تحریم میں کوئی شک و شبہ نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی اختلاف ہے، وہ تو صرف خاوند کے لیے مباح ہے اور پھر یہ بھی ہے کہ ایک عورت دو مردوں کے لیے حلال نہیں اگر مالک نے اس سے یتامہ کیا تو وہ گنہگار ہوگا اور اسے تعزیر کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اور ایک جگہ پر ان کا قول ہے: امام احمد رحمہ اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسے کوڑے لگائے جائیں گے اور سنگسار نہیں کیا جائے گا، یعنی اسے کوڑوں کی صورت میں تعزیر لگائی جائے گی۔ (المعنی لابن قدامہ ۹/۴۹۷)

بَابُ فِي بَيْعِ الْهُدَيْرِ

باب: مدبر غلام کو فروخت کرنا

3955 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا هُشَيْنٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ وَاسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ مِنْهُ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِيعَ بِسَبْعِ مِائَةٍ أَوْ بِسَبْعِ مِائَةٍ ٢٠٠ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے اپنے غلام کو مدبر کے طور پر آزاد کر دیا، اس شخص کا اس غلام کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اس غلام کو سات سو، یا شاید نو سو کے عوض میں فروخت کر دیا گیا۔

3956 - حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ بَكْرِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَافٍ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ هَذَا زَادَ وَقَالَ: يَعْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ أَعْتَقَ بِشْتَبِيهِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ عَنَّهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تم اس کی قیمت کے زیادہ حقدار ہو، اور اللہ تعالیٰ اس سے تم سے زیادہ بے نیاز ہے“

3957 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ: لَهُ أَبُو مَذْكَورٍ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ يُقَالُ لَهُ يَعْقُوبُ عَنْ دُبُرٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَدَعَا بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَنْ يَشْتَرِيهِ فَاشْتَرَاهُ نَعِيمٌ بَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ النَّعَامِ بِتَمَانٍ مِائَةٍ دِرْهَمٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فَقِيرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ فَإِنْ كَانَ فِيهَا فَضْلٌ فَعَلَى عِيَالِهِ، فَإِنْ كَانَ فِيهَا فَضْلٌ فَعَلَى ذِي قَرَابَتِهِ أَوْ قَالَ: عَلَى ذِي رَحِمِهِ، فَإِنْ كَانَ فَضْلًا فَهَاهُنَا وَهَاهُنَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انصار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص جس کا نام ابو مذکور تھا، اس نے اپنے غلام

یعقوب کو مدبر کے طور پر آزاد کر دیا، ابو مذکور کا اس غلام کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلوایا اور دریافت کیا: کون اسے خریدے گا؟ تو حضرت نعیم بن عبد اللہ نے آٹھ سو درہم کے عوض میں اسے خرید لیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ رقم ابو مذکور کے سپرد کی اور پھر ارشاد فرمایا:

”جب کوئی شخص غریب ہو، تو وہ اپنی ذات پر پہلے خرچ کرے، اگر اس میں سے بچ جائے، تو اپنے گھرداروں پر خرچ کرے، اگر اس میں سے بھی بچ جائے، تو اپنے قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرے۔“

(راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہے) ”اپنے ذی رحم رشتہ داروں پر خرچ کرے اور اگر اس سے بھی بچ جائے، تو ادھر اور ادھر (یعنی دوسرے لوگوں) پر خرچ کرے۔“

مدبر کی خرید و فروخت کا بیان

مدبر کی خرید و فروخت اس کا ہبہ اور اس کو ملکیت سے نکالنا جائز نہیں ہے۔ البتہ آزاد کیا جاسکتا ہے جس طرح کتابت میں ہوتا ہے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جائز ہے۔ کیونکہ تدبیر آزادی کو شرط پر معلق کرنے والا ہے۔ پس تدبیر کے سبب بیع و ہبہ منع نہ ہوں گے۔ جس طرح تمام تعلقات میں ہوتا ہے اور جس طرح مقید مدبر میں ہوتا ہے اور اس سبب کے پیش نظر بھی کہ تدبیر وصیت ہے اور وصیت بیع وغیرہ سے مانع نہیں ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نے اپنے غلام سے کہا تو میری موت کے بعد آزاد ہے (اس کو مدبر کہتے ہیں) پھر وہ آدمی فوت ہو گیا اور اس نے اس غلام کے علاوہ ترکے میں کچھ نہیں چھوڑا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کو نعیم بن انعام کے ہاتھوں بیچ دیا۔ جابر کہتے ہیں کہ وہ قبلی تھا اور ابن زبیر کی امارت کے پہلے سال فوت ہوا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت جابر سے ہی منقول ہے بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ مدبر کے بیچنے میں کوئی حرج نہیں امام شافعی، احمد، اسحاق، کا بھی یہی قول ہے۔ سفیان ثوری مالک، اوزاعی، اور بعض علماء کے نزدیک مدبر کی بیع مکروہ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک انصاری نے اپنے غلام کو مدبر کیا اور اس کے پاس اس غلام کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”اس غلام کو مجھ سے کون خریدتا ہے؟ چنانچہ ایک شخص نعیم بن انعام نے اس غلام کو آٹھ سو درہم کے عوض خرید لیا ہے۔ (بخاری و مسلم مشکوٰۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 578)

مسمم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ ”چنانچہ نعیم ابن عبد اللہ عدوی نے اس غلام کو آٹھ سو درہم کے عوض خرید لیا۔ انہوں نے آٹھ سو درہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ درہم اس شخص کو دے دیئے (جس کا وہ غلام تھا) اور فرمایا کہ تم اس رقم کو سب سے پہلے اپنی ذات پر خرچ کرو اور اس کے ذریعہ ثواب حاصل کرو اور اس کے بعد اگر کچھ بچ جائے تو اس کو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو، اگر ان پر خرچ کرنے کے بعد بھی بچ جائے تو رشتہ داروں پر خرچ کرو اور اگر ان پر خرچ کرنے کے بعد بھی کچھ بچ جائے تو اس کو اس طرح اور اس طرح خرچ کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ اس طرح سے مراد یہ ہے کہ اس کو اپنے آگے، اپنے دائیں اور اپنے بائیں خرچ کرو (یعنی تمہارے لئے آگے اور دائیں بائیں جو سائل جمع ہوں ان کو اللہ واسطے دے دو)۔“

"مدبر" کرنے کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنے غلام سے یہ کہہ دے کہ تم میرے مرنے کے بعد آزاد ہو، چنانچہ اس حدیث کے ظاہری مفہوم کے مطابق ایسے غلام کو بیچنا حضرت امام شافعی اور حضرت امام محمد کے نزدیک جائز ہے، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ مدبر دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو مدبر مطلق اور دوسرا مدبر مقید۔ مدبر مطلق تو وہ غلام ہے جس کا مالک اسے یوں کہے کہ میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو۔ اور مدبر مقید وہ غلام ہے جس سے اس کا مالک یوں کہے کہ اگر میں اس بیماری میں مر جاؤں تو تم آزاد ہو۔ مدبر مطلق کا حکم تو یہ ہے کہ ایسے غلام کو آزادی کے علاوہ کسی اور صورت میں اپنی ملکیت سے نکالنا مالک کے لئے جائز نہیں ہے یعنی وہ مالک اس غلام کو آزاد تو کر سکتا ہے لیکن نہ تو اس کو فروخت کر سکتا ہے اور نہ ہیہ کر سکتا ہے، ہاں اس سے خدمت لینا جائز ہے، اسی طرح اگر لونڈی ہو تو اس سے جماع کرنا بھی جائز ہے اور اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح کرنا بھی جائز ہے ایسا غلام اپنے مالک کے مرنے کے بعد اس کے تہائی مال میں سے آزاد ہو جاتا ہے اور اگر تہائی مال میں سے پورا آزاد نہ ہو سکا ہو تو پھر تہائی مال کے بقدر (جزوی طور پر ہی آزاد ہوگا) مدبر مطلق کے برخلاف مدبر مقید کو بیچنا جائز ہے اور اگر وہ شرط پوری ہو جائے یعنی مالک اس مرض میں مر جائے تو پھر جس طرح مدبر مطلق اپنے مالک کے مر جانے کے بعد آزاد ہو جاتا ہے اسی طرح مدبر مقید بھی آزاد ہو جائے گا! لہذا امام ابو حنیفہ اس حدیث کے مفہوم میں تاویل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مدبر کو فروخت فرمایا وہ مدبر مقید ہوگا۔ مدبر کرنے کے بعد اب اپنے اس قول کو واپس نہیں لے سکتا۔ مدبر مطلق کو نہ بیچ سکتے ہیں۔ نہ ہیہ کر سکتے نہ رہن رکھ سکتے نہ مددہ کر سکتے ہیں۔ (عالمگیری، کتاب عتاق)

مدبر کی بیع میں فقہی مذاہب اربعہ

مدبر وہ غلام جس کے لیے آقا کا فیصلہ ہو کہ وہ اس کی وفات کے بعد آزاد ہو جائے گا۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان اور حدیث کا مفہوم یہی بتلاتا ہے کہ مدبر کی بیع جائز ہے۔ اس بارے میں امام قسطلانی نے چھ اقوال نقل کئے ہیں۔ آخر میں لکھتے ہیں: وقال النووي الصحيح ان الحديث على ظاهره وانه يجوز بيع المدبر بكل حال مالم يمت السيد (تعدائي) یعنی نووی نے کہا کہ صحیح یہی ہے کہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے اور ہر حال میں مدبر کی بیع جائز ہے جب تک اس کا آقا زندہ ہے۔ امام شافعی اور امام احمد کا مشہور مذہب یہی ہے کہ مدبر کی بیع جائز ہے۔ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً منع ہے اور مالکیہ کا مذہب ہے کہ اگر مولیٰ مدیون ہو اور دوسری کوئی ایسی جائیداد نہ ہو جس سے قرض ادا ہو سکے تو مدبر بیچا جائے گا ورنہ نہیں۔ حنفیہ نے ممانعت بیع پر جن حدیثوں سے دلیل لی ہے۔ ان کا استدلال قوی و مضبوط ہے لہذا ترجیح مذہب احناف کو ہے۔

بَابُ فِيمَنْ أَعْتَقَ عَبِيدًا لَهُ لَمْ يَبْلُغْهُمْ الثُّلُثُ

باب: جو شخص اپنے ایسے غلاموں کو آزاد کر دے، جو (اس کی وراثت کے)

ایک تہائی مال تک نہ پہنچتے ہوں

3958 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْهَلْبِ.

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سِتَّةَ أَعْبِدٍ عِنْدَ مَوْتِهِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا، ثُمَّ دَعَاهُمْ فَجَزَّاهُمْ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءَ، فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ: فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ، وَأَرْقَى أَرْبَعَةً

❁ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے مرنے کے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا، اس شخص کا ان غلاموں کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا، اس بات کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی، تو آپ نے اس بارے میں سخت ناراضگی کا اظہار کیا، پھر آپ ﷺ نے ان غلاموں کو بلوا کر، ان کے تین حصے کیے، ان کے درمیان قرعہ اندازی کروائی اور ان میں سے دو کو آزاد قرار دیا اور چار کو غلام رہنے دیا۔

3959 - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَلَمْ يَقُلْ: فَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا

❁ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

”نبی اکرم ﷺ نے اس بارے میں سخت بات ارشاد فرمائی“

3960 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ الطَّحَّانُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ بِمَعْنَاهُ وَقَالَ: يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ شَهِدْتُهُ قَبْلَ أَنْ يُدْفَنَ لَمْ يُدْفَنَ فِي مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ

❁ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اگر میں اس کے دفن کے وقت موجود ہوتا، تو اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاتا“

3961 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ، وَأَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سِتَّةَ أَعْبِدٍ عِنْدَ مَوْتِهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ: فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ، وَأَرْقَى أَرْبَعَةً

❁ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے مرنے کے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا اس شخص کا ان غلاموں کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا اس بات کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی، تو نبی اکرم ﷺ نے ان غلاموں کے درمیان قرعہ اندازی کی اور ان میں سے دو کو آزاد قرار دیا اور چار کو غلام رہنے دیا۔

بَابُ فِي مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ

باب: جو شخص کسی غلام کو آزاد کر دے اور اس کے پاس مال بھی موجود ہو

3962 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيْعَةَ، وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ

اللہ بن ابی جعفر، عن ہکثیر بن الأشج، عن نافع، عن عبد اللہ بن عمر، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من أعتق عبداً، وله مال فمال العبد له، ألا أن يشتري طه السيد

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص کسی غلام کو آزاد کر دے اور اس غلام کا مال بھی موجود ہو تو غلام کا مال اس کا ہی شمار ہوگا، البتہ اگر آقا نے اس کی شرط عائد کی ہو، تو حکم مختلف ہے۔“

بَابُ فِي عِتْقِ وَلَدِ الزَّانَا

باب: زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے کو آزاد کرنا

3963- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ مُوسَى، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَلَدُ الزَّانَا شَرُّ الثَّلَاثَةِ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَأَنْ أُمْتَعَ بِسَوْطٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتِقَ وَلَدَ زَانِيَةٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ تینوں میں سے بُرا ہے“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اللہ کی راہ میں، ایک کوڑا کسی کو دے دوں، یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے کو آزاد کروں۔

بَابُ فِي ثَوَابِ الْعِتْقِ

باب: غلام کو آزاد کرنے کا ثواب

3964- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنْ ابْنِ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنِ الْغَرِيفِ بْنِ

الدَّيْلَمِيِّ، قَالَ: أَتَيْنَا وَائِلَةَ بْنَ الرُّسْقِ فَقُلْنَا لَهُ: حَدِّثْنَا حَدِيثًا لَيْسَ فِيهِ زِيَادَةٌ، وَلَا نُقْصَانٌ، فَغَضِبَ وَقَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَقْرَأُ وَمُصْحَفُهُ مُعَلَّقٌ فِي بَيْتِهِ فَيَزِيدُ، وَيَنْقُصُ، قُلْنَا: إِنَّمَا أَرَدْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَاحِبٍ لَنَا أَوْجَبَ - يَعْنِي النَّارَ - بِالْقَتْلِ، فَقَالَ: أَعْتِقُوا عَنْهُ يُعْتِقَ اللَّهُ بِكُلِّ عَظْمٍ مِنْهُ عَظْمًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ

﴿﴾ غریف بن دیلمی بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت وائلہ بن الرسق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے ان سے

کہا: آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنائیے، جس میں کوئی کمی بیشی نہ ہو، تو وہ غصے میں آ گئے اور بولے: ایک شخص تلاوت کر رہا ہوتا ہے، حالانکہ اس کا قرآن اس کے گھر میں موجود ہوتا ہے، تو کیا وہ کوئی کمی بیشی کر دیتا ہے؟ ہم نے کہا: ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ کوئی ایسی حدیث بیان کریں، جو آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہو، تو انہوں نے بتایا: ہم اپنے ایک ساتھی کے سلسلے میں، نبی

اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، جو قتل کرنے کی وجہ سے جہنم کا مستحق ہو چکا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
 ”اس کی طرف سے غلام آزاد کر دو، اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر ایک عضو کے عوض میں، اس کے ہر ایک عضو کو جہنم سے
 آزاد کر دے گا۔“

بَابُ آتَى الرِّقَابِ أَفْضَلَ

باب: کون سے غلام کو آزاد کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟

3965 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي
 الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ، عَنْ أَبِي نَجِيحٍ السُّلَمِيِّ، قَالَ: حَاصِرُنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُضَيْرِ الطَّائِفِ - قَالَ مُعَاذٌ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ بِقُضَيْرِ الطَّائِفِ بِحُصْنِ الطَّائِفِ كُلِّ ذَلِكَ -
 فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَهُ دَرَجَةٌ وَسَاقِ
 الْحَدِيثِ، وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ رَجُلًا مُسْلِمًا فَإِنَّ اللَّهَ
 عَزَّ وَجَلَّ جَاعِلٌ وَقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهِ عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرَّرِهِ مِنَ النَّارِ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ أَعْتَقَتْ امْرَأَةً
 مُسْلِمَةً فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ وَقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهَا عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرَّرِهَا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 ﴿﴾ حضرت ابو نوح سلمیؓ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف کے محل کا محاصرہ کیا ہوا تھا ایک
 روایت میں یہ الفاظ ہیں: طائف کے قلعے میں موجود طائف کے محل کا محاصرہ کیا ہوا تھا، اسی دوران میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ
 ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ”جو شخص اللہ کی راہ میں تیر کو (نشانے تک) پہنچائے، اسے ایک درجہ ملے گا۔“

اس کے بعد راوی نے پوری حدیث نقل کی ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:
 ”جو مسلمان کسی مسلمان شخص کو آزاد کرے گا، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس (آزاد ہونے والے) کی ہر ایک ہڈی
 کو، اس (آزاد کرنے والے) کی ہر ایک ہڈی کے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بنادے گا، اور جو عورت کسی مسلمان عورت کو
 آزاد کرے گی، تو اللہ تعالیٰ (اس آزاد ہونے والی) عورت کی، ہر ایک ہڈی کو اس (آزاد کرنے والی) عورت کی ہر
 ایک ہڈی کے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بنادے گا۔“

3966 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ تَجْدَةَ، حَدَّثَنَا بِقِيَّةُ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ
 عَامِرٍ، عَنْ شَرِّ حَبِيلِ بْنِ السَّنِطِ، أَنَّهُ قَالَ: لِعَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ حَدَّثَنَا حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً كَانَتْ فِدَاءَهُ
 مِنَ النَّارِ

﴿﴾ سلیم بن عامر بیان کرتے ہیں: شر حبیل بن سمط نے حضرت عمرو بن عبسہؓ سے کہا آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث

سنائے، جو آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہو، تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو کسی مومن کو آزاد کرے گا، تو وہ اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کا فدیہ ہو جائے گا“

3967 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ شَرِّ حَبِيلِ بْنِ السَّمْطِ، أَنَّهُ قَالَ: لِكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ أَوْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ حَدَّثَنَا حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مَعْنَى مُعَاذٍ إِلَى قَوْلِهِ وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ أَعْتَقَ مُسْلِمًا، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ أَعْتَقَتْ امْرَأَةً مُسْلِمَةً زَادَ وَأَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأَتَيْنِ مُسْلِمَتَيْنِ، إِلَّا كَأَنَّا فِجَاكُهُ مِنَ النَّارِ، يُخْرِجُ مَكَانَ كُلِّ عَظْمَيْنِ مِنْهُمَا عَظْمًا مِنْ عِظَامِهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَالِمٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ شَرِّ حَبِيلٍ مَاتَ شَرِّ حَبِيلٍ بِصِفَتَيْنِ
 (۱) سالم بن ابوجعد، شرحبیل بن سمط کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں:

انہوں نے حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ کہا: آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنائیے، جو آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہو، اس کے بعد راوی نے معاذ کی نقل کردہ روایت کی مانند روایت نقل کی ہے، جو ان الفاظ تک ہے: ”جو شخص کسی مسلمان کو آزاد کرے گا اور جو عورت کسی مسلمان عورت کو آزاد کرے گی۔“ اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: جو مرد، دو مسلمان عورتوں کو آزاد کرے گا، تو وہ دونوں اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جائیں گی، ان دونوں کی ہر ہڈی، اس شخص کی ہر ہڈی کی جگہ (جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جائے گی۔) امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: سالم نے شرحبیل سے کوئی روایت نہیں سنی، کیونکہ شرحبیل کا انتقال مضعین میں ہو گیا تھا۔

بَابُ فِي فَضْلِ الْعِتْقِ فِي الصِّحَّةِ

باب: تندرستی کے دوران غلام آزاد کرنے کی فضیلت

3968 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَبِيبَةَ الطَّائِي، عَنْ أَبِي الدُّدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ الذَّيْئِ يَعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ، كَمَثَلِ الذَّيْئِ يُهْدِي إِذَا شَبِعَ

(۱) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص مرنے کے وقت غلام آزاد کرتا ہے، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے، کہ جو خود سیر ہو جائے، تو پھر (بچ جانے والی چیز) تجھے کے طور پر دیتا ہے۔“

3967- صحیح دور قولہ: ”وَأَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأَتَيْنِ مُسْلِمَتَيْنِ“... وهذا إسناد ضعيف لا نقتطعه، لأن سالم بن أبي الجعد لم يسمع من شرحبيل بن السمط كما قال المصنف بإثر الحديث. وأخرج ابن ماجه (2522)، والسنائي في ”الكبرى“ (4863) من طريق الأعمش، عن عمرو بن مرة، بهذا الإسناد. وهو في ”مسند أحمد“ (18059).

کتاب الحروف والقراءات

کتاب: (قرآن کی) مختلف لہجوں اور قراءتوں کا بیان

قرآن کو درست پڑھنے اور سیکھنے کا بیان

یہ بات تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کے جو مستند نسخے لکھوا کر مملکت کے مختلف مراکز میں رکھوائے تھے ان کے ساتھ ایک ایک ماہر قراءت کو بھی مقرر کیا تھا تاکہ وہ ان نسخوں کو ٹھیک طریقے سے پڑھنا لوگوں کو سکھائے۔ مدینہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس خدمت پر مقرر تھے۔ مکہ میں حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کو خاص طور پر اسی کام کے لیے بھیجا گیا تھا۔ شام میں مغیرہ بن شہاب رضی اللہ عنہ، کوفہ میں ابو عبد الرحمن السہمی رضی اللہ عنہ اور بصرہ میں عامر بن عبد القیس رضی اللہ عنہ اس منصب پر مامور کئے گئے تھے۔ ان کے علاوہ جہاں جو صحابی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست یا آپ کے بعد قراء صحابہ سے قرآن کی پوری قراءت سیکھے ہوئے تھے، ان کی طرف ہزار ہا آدمی اس مقصد کے لیے رجوع کرتے تھے کہ قرآن کا صحیح تلفظ اور صحیح اعراب لفظ بلفظ ان سے سیکھیں۔

قرآن کو سات قراءتوں پر پڑھنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن کریم سات طرح پر نازل کیا گیا ہے ان میں سے ہر آیت ظاہر ہے اور باطن ہے، اور ہر حد کے واسطے ایک جگہ خبردار ہونے کی ہے۔

(شرح السنہ، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 227)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں مسجد میں تھا کہ ایک شخص وہاں آیا اور نماز پڑھنے لگا اس نے نماز ہی میں یا نماز کے بعد ایسی قراءت پڑھی (یعنی ایسے لہجے میں قرآن شریف پڑھا) کہ میں نے اسے درست نہیں سمجھا پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے پہلے شخص کے خلاف طریقہ سے قراءت پڑھی جب ہم سب نماز سے فارغ ہو چکے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مسجد ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جگہ یا آپ کے حجرہ مبارک میں) حاضر ہوئے میں نے عرض کیا کہ حضرت! اس شخص نے ایسی قراءت پڑھی جسے میں نے درست نہیں سمجھا اس کے بعد یہ دوسرا شخص آیا اس نے پہلے شخص کے خلاف طریقہ سے قراءت پڑھی! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر دونوں کو اپنے سامنے قرآن پڑھنے کا حکم دیا ان دونوں نے پڑھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی قراءت کی تحسین و توثیق کی یہ دیکھ کر میرے دل میں اس بات کی تکذیب کا دوسوہ پیدا ہو گیا ایسا دوسوہ اور شبہ جو ایام جاہلیت میں پیدا نہیں ہوا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ کیفیت دیکھی جو مجھ پر طاری تھی یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ میرے دل میں تردد و شبہ پیدا ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے

سینے پر مارا تا کہ اس کی برکت سے دوسرے ختم ہو جائے چنانچہ میں پسینہ پسینہ ہو گیا اور خوف کی وجہ سے میری ایسی حالت ہو گئی کہ تو یا میں خدا کو دیکھ رہا ہوں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ابی! جب قرآن نازل ہوا تو میرے پاس حضرت جبرائیل کے ذریعہ سے یہ حکم بھیجا گیا کہ میں ایک طریقہ یعنی ایک قرأت پر یا ایک لغت پر قرآن پڑھوں میں نے بارگاہ الوہیت میں درخواست پیش کی کہ میری امت پر آسانی عطا فرمائی جائے تاکہ آسانی ہو بایں طور کہ ایک ہی قرأت میں قرآن پڑھنا مشکل ہے اس لیے کئی قرأتوں کے مطابق پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تاکہ آسانی ہو چنانچہ دوسری مرتبہ مجھے حکم یہ دیا گیا کہ میں دو قرأتوں پر قرآن پڑھوں! میں نے پھر درخواست پیش کی کہ میری امت کو مزید آسانی عطا فرمائی جائے چنانچہ تیسری مرتبہ مجھے یہ حکم دیا گیا کہ میں قرآن کریم کو سات طریقوں سے یعنی سات لغات یا سات قرأت کے مطابق پڑھوں اور یہ بھی فرمایا کہ جتنی مرتبہ ہم نے آپ کو حکم دیا ہے اتنی ہی مرتبہ آپ ہم سے دعا مانگئے ہم اسے قبول کریں گے چنانچہ میں نے بارگاہ الوہیت میں دو مرتبہ یہ دعا کی کہ اے اللہ میری امت میں سے کبیرہ گناہ کرنے والوں کو بخش دے اے اللہ میری امت میں سے صغیرہ گناہ کرنے والوں کو بخش دے اور تیسری دعا میں نے اس دن کے لئے رکھ چھوڑی ہے جس دن مخلوق مجھ سے سفارش و شفاعت کی خواہش کرے گی یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی مجھ سے شفاعت کی خواہش کریں گے۔ (مسلم مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 731)

دنیا کی ہر زبان میں فصاحت و بلاغت اور لب و لہجہ کے اعتبار سے مختلف اسلوب اور مختلف لغات ہوتی ہیں۔ اسی طرح عربی زبان میں بھی سات لغات عرب میں مشہور تھیں، اس کے بارے میں فرمایا جا رہا ہے کہ قرآن کریم سات طرح یعنی سات لغات پر نازل ہوا ہے۔

معروف سات لغات عرب کا بیان

ان سات لغات کی تفصیل اس طرح ہے۔ لغت قریش، لغت طی، لغت ہوازن، لغت اہل یمن، لغت ثقیف، لغت ہذیل اور لغت بنی تمیم۔

قرآن کریم سب سے پہلے قریش کی لغت کے مطابق نازل ہوا تھا جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی لغت تھی لیکن جب تمام عرب میں اس لغت کے مطابق قرآن کا پڑھنا جانا اس لیے دشوار و مشکل ہوا کہ ہر قبیلہ اور ہر قوم کی اپنی ایک مستقل لغت اور زبان کے لب و لہجہ کا الگ الگ انداز تھا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الوہیت میں درخواست پیش کی کہ اس سلسلہ میں وسعت بخشی جائے تو حکم دے دیا گیا کہ ہر آدمی قرآن کو اپنی لغت کے مطابق پڑھ سکتا ہے چنانچہ حضرت عثمان غنی کے رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک اسی طرح چلتا رہا اور لوگ اپنی اپنی لغت کے اعتبار سے قرآن پڑھتے رہے۔

لیکن جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کلام اللہ کو جمع کیا اور اس کی کتابت کرا کر اسلامی سلطنت کے ہر خطہ میں اسے بھیجا تو انھوں نے اسی لغت کو مستقل قرار دیا جس پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے قرآن کو جمع کیا تھا اور وہ لغت قریش تھی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ حکم بھی فرمایا کہ تمام لغات منسوخ کر دی جائیں صرف اس ایک لغت کو باقی رکھا جائے۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حکم

کی تعلیم۔ صل کی تھی اور بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا معلم قرار دے کر مقرر کیا تھا۔ آج قرآن کا جو نسخہ ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ انہی عاصم بن ابی النجود رحمہ اللہ کے مشہور ترین شاگرد حفص رحمہ اللہ (۹۰ھ) کی روایت کے مطابق ہے۔

3969 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَرَأَ: (وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى) (البقرة: 125)

﴿﴾ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ تلاوت کیا: (وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى)

3970 - حَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَأَ فَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَرْتَحِمُ اللَّهُ فُلَانًا كَأَنَّ مِنْ آيَةِ أَذْكَرِهَا اللَّيْلَةَ كُنْتُ قَدْ أَسْقِطْتُهَا

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک شخص رات کے وقت نوافل ادا کرتے ہوئے تلاوت کر رہا تھا وہ بلند آواز میں قرآن پڑھ رہا تھا، صبح کے وقت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فلاں شخص پر رحم کرے، اس نے گزشتہ رات مجھے کتنی ایسی آیات کرا دیں، جو میری توجہ میں نہیں تھیں۔

3971 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ، حَدَّثَنَا مِقْسَمٌ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: تَزَلَّتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ) (آل عمران: 161) فِي قَطِيفَةٍ خَمْرَاءَ، فَقَدْتُ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ: بَعْضُ النَّاسِ لَعَلَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ) (آل عمران: 161) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَغُلُّ مَفْتُوحَةُ الْيَاءِ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: یہ آیت نازل ہوئی:

”نبی کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ خیانت کرے“

یہ آیت ایک سرخ چادر کے بارے میں نازل ہوئی تھی، جو غزوہ بدر کے موقع پر غیر موجود پائی گئی تھی، تو بعض لوگوں نے کہا: شاہد نبی اکرم ﷺ نے اسے حاصل کر لیا ہو، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

3971 - حدیث صحیح، وھذا إسناد ضعیف لضعف خصیف - وھو ابن عبد الرحمن - لکن روی الحدیث بسحوہ من طریقین اخرین یصح بہما: إن شاء اللہ. وأخرجہ الترمذی (3255) عن قتیبہ بن سعید، بہذا الإسناد. وقال: حسن غریب. وھو فی "شرح مشکل الآثار" (5601) و (5602). وأخرجہ الطبرانی فی "الکبیر" (11174)، و فی "الأوسط" (5313)، و فی "الصغیر" (803).

”نبی کے لیے یہ مناسب ہی نہیں ہے کہ وہ خیانت کرے“ یہ آیت کے آخر تک ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لفظ یغل میں ”ی“ پر زبر پڑھی جائے گی۔

3972- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا مُعْتَبِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَغْلِ وَالْهَرَمِ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”اے اللہ! میں کنجوسی اور بڑھاپے سے تیری پناہ مانگتا ہوں“

3973- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ

لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ قَالَ: كُنْتُ وَافِدًا بِنَبِيِّ الْمُتَنَفِّحِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَقَالَ يَعْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَخْسِبَنَّ وَلَمْ يَقُلْ لَا تَخْسِبَنَّ

﴿﴾ عاصم بن لقیط اپنے والد حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان کرتے ہیں: بنو مخنف کے وفد میں شامل ہو کر نبی

اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے

فرمایا: ”تم ہرگز یہ گمان نہ کرنا“ آپ ﷺ نے لفظ لا تخسبن نہیں کہا۔

3974- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،

قَالَ: لِحَقِّ الْمُسْلِمُونَ رَجُلًا فِي غَنِيَّةٍ لَهُ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَتَلُوهُ، وَأَخَذُوا تِلْكَ الْغَنِيمَةَ فَلَزَلَتْ

(وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا) (النساء: 94) تِلْكَ

لِلْغَنِيمَةِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ کچھ مسلمان ایک شخص کے پاس آئے، جو اپنی بکریوں

میں موجود تھا، اس نے کہا، السلام علیکم، لیکن مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا، اس کی بکریوں حاصل کر لیں، تو یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

”جو شخص تمہیں سلام کرتا ہے، تم اسے یہ نہ کہو تم مومن نہیں ہو، تم لوگ صرف دنیاوی زندگی کا ساز و سامان حاصل کرنا چاہتے ہو“

اس سے مراد وہ چند بکریاں تھیں۔

3975- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ،

حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ وَهُوَ أَشْبَعُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ

النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ (غَيْرُ أُولَى الطَّهْرِ) (النساء: 95) وَلَمْ يَقُلْ سَعِيدٌ كَانَ يَقْرَأُ

﴿﴾ خراجہ بن زید اپنے والد (حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ یوں تلاوت

کرتے تھے: غُزِ اُولٰی الضُّر

سعید بنی راوی نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے ”آپ ﷺ یوں تلاوت کرتے تھے“

3976 - حَدَّثَنَا عَلَمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنَا

يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَرَأَ هَارِسُ بْنُ سُلَيْمٍ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اسے یوں پڑھا ہے: وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ

3977 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي

عَلِيٍّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَرَأَ: (وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ تلاوت کیا ہے:

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ

اور اس میں ہم نے ان پر یہ لازم کیا تھا کہ جان کا بدلہ جان اور آنکھ کا بدلہ آنکھ۔

3978 - حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةِ بْنِ سَعْدٍ الْعَوْفِيِّ، قَالَ:

قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: (اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ) (الرود: 54) فَقَالَ: (مِنْ ضَعْفٍ) قَرَأْتُهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَرَأْتُهَا عَلَى، فَأَخَذَ عَلَيَّ كَمَا أَخَذْتُ عَلَيْكَ

عطیہ بن سعد عوفی بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی موجودگی میں تلاوت کرتے ہوئے یہ لفظ یوں

پڑھا اللہ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ تو انہوں نے کہا یوں پڑھو، مِنْ ضَعْفٍ کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اسے اسی طرح پڑھا ہے، جس طرح تم میرے سامنے پڑھا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ پر یوں ہی گرفت فرمائی، جس طرح میں نے تم پر گرفت کی ہے۔

3979 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَيْبِيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ يَعْنِي ابْنَ عَقِيلٍ، عَنْ هَارُونَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

جَابِرٍ، عَنْ عَطِيَّةِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ضَعْفٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ لفظ نقل کرتے ہیں: مِنْ ضَعْفٍ

3980 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيزٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو بَرْزَةَ: (بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلِتَفَرَّحُوا)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: بِالنَّهْ

۳۳۳ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے: بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْتَفَرَّحُوا

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یعنی "ت" کے ساتھ

3981 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ الْأَجْلَحِ،

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَرَأَ: (بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْتَفَرَّحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْتَمِعُونَ)

۳۳۳ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ یہ آیت تلاوت کی:

بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْتَفَرَّحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْتَمِعُونَ

3982 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ

بِنْتِ يَزِيدَ، أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقْرَأُ (إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ)

۳۳۳ سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یوں تلاوت کرتے ہوئے سنا:

إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ

3983 - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ،

قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هَذِهِ الْآيَةَ (إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ)

(ہود: 48) فَقَالَتْ: قَرَأَهَا (إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ هَارُونُ النَّخَوِيُّ، وَمُوسَى بْنُ خَلْفٍ عَنْ ثَابِتٍ، كَمَا قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ

۳۳۳ شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ اس تلاوت کو کس طرح

تلاوت کرتے تھے إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ

تو انہوں نے جواب دیا: آپ ﷺ اسے یوں پڑھتے تھے: إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت ہارون نخوی اور موسیٰ بن خلف نے ثابت کے حوالے سے اسی طرح روایت کی ہے

جس طرح عبدالعزیز نے بیان کی ہے۔

3984 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عِيسَى، عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ

جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي بَنْ كَعْبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا بَدَأَ بِنَفْسِهِ

3984 - إسناده صحيح، أبو إسحاق: هو عمرو بن عبد الله الشَّيْبِيُّ، وحمزة الزيات: هو ابن حبيب، وعيسى: هو ابن يوسف بن أبي إسحاق

الشَّيْبِيُّ، وأخرجه مسلم (2380)، والنسائي في "الكبرى" (11244) من طريق رقية بن مصقلة، ومسلم (2380) (5813) من طريق

إسرائيل بن يوسف بن أبي إسحاق الشَّيْبِيُّ، و(11248) من طريق حمزة الزيات، ثلاثهم عن أبي إسحاق الشَّيْبِيِّ، بهذا الإسناد، ورواية رقية

وإسرائيل مطولة، ولم يسق مسلم رواية إسرائيل، ولم يذكر إسرائيل في روايته قوله: (فَذَبَلْتُ مِنْ لَدُنِّي غَضًّا)، وأخرجه صمن حديث مطول

البحاري (3401) و(4725)، ومسلم (2380)، والترمذي (3416)، والنسائي في "الكبرى" (11245)

وَقَالَ: رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى مُوسَى لَوْ صَبَرَ لَرَأَى مِنْ صَاحِبِهِ الْعَجَبَ. وَلَكِنَّهُ قَالَ (إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي) (الكهف: ۷۵) طَوَّلَهَا حَمَزَةً

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ جب دعا کرتے تھے، تو سب سے پہلے اپنے لیے دعا کرتے تھے، آپ ﷺ یوں کہتے تھے:

”اللہ تعالیٰ کی رحمت ہم پر ہو اور حضرت موسیٰ پر بھی ہو، اگر وہ صبر سے کام لیتے، تو اپنے ساتھی کی طرف سے حیران کن چیزیں دیکھ لیتے، لیکن انہوں نے یہ کہہ دیا: (اس کا ذکر قرآن میں ان الفاظ میں ہے):

”اگر میں نے اس کے بعد آپ سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ میرے ساتھ نہ رہے گا، آپ کو میری طرف

ہے۔“

3985 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْعَنْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَارِثَةِ الْعَنْدَرِيُّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ: قَرَأَهَا (قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي) (الكهف: ۷۵) وَثَقَّلَهَا

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے اس آیت کو یوں پڑھا ہے: قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي آپ نے اسے ثقل کے ساتھ پڑھا

3986 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ الْمِصْبِصِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دِينَارٍ، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَوْسٍ، عَنْ مِصْدَعِ بْنِ أَبِي يَحْيَى، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: أَقْرَأَنِي أَبِي بِنِ كَعْبٍ كَمَا أَقْرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (فِي عَيْنِ حَمِئَةٍ) (الكهف: ۷۵) مُخَفَّفَةً

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مجھے اسی طرح پڑھایا، جس طرح نبی اکرم ﷺ نے انہیں پڑھایا تھا: یعنی یہ آیت فی عینِ حَمِئَةٍ یہ تخفیف کے ساتھ ہے۔

3987 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا وَهَيْبُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ عَمْرِو النَّمَرِيُّ، أَخْبَرَنَا هَارُونُ، أَخْبَرَنِي أَبَانُ بْنُ تَغْلِبٍ، عَنْ عَطِيَّةِ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ عِلِّيَّيْنِ لَيُشْرِفُ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ فَتُضِيئُ الْجَنَّةُ لَوَجْهِهِ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ كَرِيٌّ. قَالَ: وَهَكَذَا جَاءَ الْحَدِيثُ كَرِيٌّ مَرْفُوعَةٌ الدَّالُّ لَا تَهْمَزُ. وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ لَمِنْهُمْ وَأَنْعَمَا

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”علیین سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص اہل جنت کی طرف جھانک کر دیکھے گا تو اس کے چہرے کی وجہ سے جنت یوں روشن ہو

ہائے کی، جیسے وہ کوئی چمکتا ہوا ستارہ ہو۔

ابو داؤد میں روایت ہے اس طرح منقول ہے ذریعہ جس میں "ذ" پر پیش ہے اور اس پر ہمزہ نہیں ہے۔

"(نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ابو بکر اور عمر ان لوگوں میں سے ایک ہیں، جو) علین میں ہو گے) اور یہ دونوں اچھے لوگ

ہیں۔"

3988 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ

الْحَكِيمِ النَّخَعِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَرَةَ النَّخَعِيُّ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ مُسَيْكٍ الْغَطَفِيِّ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْتُ الْحَدِيثَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَخْبَرْنَا عَنْ سَبِّ مَا هُوَ أَرْضٌ أَمْرًا، فَقَالَ: لَيْسَ بِأَرْضٍ وَلَا أَمْرًا، وَلَكِنَّهُ رَجُلٌ وَلَدَ عَشْرَةَ مِنَ الْعَرَبِ فَتَيَّمَنَ سِتَّةً وَتَشَاءُ أَرْبَعَةً

قَالَ عُثْمَانُ الْغَطَفَانِيُّ، مَكَانَ الْغَطَفِيِّ، وَقَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحَكِيمِ النَّخَعِيُّ

حضرت فروہ بن مسیک غطفانی بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے، حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ ہمیں سب کے بارے میں بتائیں، وہ کیا ہے؟ کیا یہ علاقہ ہے یا عورت کا نام ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ نہ تو کوئی علاقہ ہے اور نہ ہی عورت ہے، بلکہ یہ ایک شخص تھا، جو عرب تھا، اس کے دس بچے تھے، ان میں سے چھ نے یمن میں سکونت اختیار کی، چار نے شام میں سکونت اختیار کی۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس کی سند میں کچھ اختلاف ہے۔

3989 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَدَدَةَ، وَاسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو مَعْمَرٍ الْهَلَبِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرِو

عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَوَايَةً فَذَكَرْتُ قَوْلَهُ تَعَالَى (حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ) (سبا: 23)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ نقل کرتے ہیں: جس میں وحی سے متعلق روایت ہے جس

میں یہ الفاظ ہیں: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے:

حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ

"یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ ختم ہوتی ہے"

3990 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَائِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ، سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ

يَذْكُرُ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: قَرَأْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

3988 - صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن من أجل أبي سيرة النخعي، فقد روى عنه ثلاثة وذكره ابن حبان في "الثقات"، وقد جرد إسناده

الحافظ اس كثير في "نفسيره"، 492/ 6 وأخرجه الترمذي (3501) من طريق أبي أسامة حماد بن أسامة بهذا الإسناد. وقال: هذا حديث

حسن غريب. وهو في "مسند أحمد" (87/ 24009 و 89 و 90). وفي الباب عن عبد الله بن عباس عند أحمد في "مسنده" (2898)، وفي

فصل الصحابة (1616)، والطبراني (12992)، وابن عدي في "الكامل" (4/ 1470)، والحاكم (2/ 423) وإسناده حسن.

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بَلَى قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ) (الزمر: 59)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مُرْسَلٌ الرَّبِيعُ لَمْ يُدْرِكْ أَمَّا سَلَمَةُ

❦❦ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ یہ آیت یوں تلاوت کرتے تھے:

بَلَى قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت مرسل ہے کیونکہ ربیع نامی راوی نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا ہے۔

3991 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى الشَّعْوِيُّ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَفِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا (فَرُوحٌ وَرِيحَانٌ) (الواقعة: 80)

❦❦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ آیت یوں تلاوت کرتے ہوئے سنا

ہے: فَرُوحٌ وَرِيحَانٌ

3992 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُمَرُو، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ

ابْنُ حَنْبَلٍ: لَمْ أَفْهَمْهُ جَيِّدًا - عَنْ صَفْوَانَ - قَالَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ: ابْنُ يَعْلَى - عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقْرَأُ: (وَنَادُوا يَا مَالِكُ) (الزمر: 7)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي بِلَا تَرْخِيمٍ

❦❦ صفوان بن یعلیٰ اپنے والد حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو

سنا، آپ ﷺ منبر پر یہ آیت تلاوت کر رہے تھے: وَنَادُوا يَا مَالِكُ

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یعنی یہ تَرْخِيم کے بغیر ہے۔

3993 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَقْرَأَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكَ الرَّزَاقُ دُو الْقُوَّةِ الْمَتِينِ

❦❦ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت مجھے یوں پڑھائی تھی:

إِيَّاكَ الرَّزَاقُ دُو الْقُوَّةِ الْمَتِينِ

3994 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَقْرَأُهَا (فَهَلْ مِنْ مُدَاكِ) (القدر: 15) يَعْنِي مُثَقَّلًا

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَضْمُومَةٌ الْهِمِمِ مَفْتُوحَةُ الدَّالِ مَكْسُورَةُ الْكَافِ

❦❦ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ یہ آیت یوں تلاوت کرتے تھے:

فَهَلْ مِنْ مُدَّ كِرٍ یعنی شد کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں "م" پر پیش ہوگی اور "ذ" پر زبر ہوگی اور "ک" پر زیر ہوگی۔

3995۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدِّمَارِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ (أَيَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَ) (الهمزة: 25)

❦❦ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ آیت یوں تلاوت کرتے ہوئے دیکھا ہے:

أَيَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَ

3996۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَمَّنْ أَقْرَأَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ وَلَا يُوثِقُ) (الفجر: 26) وَثَاقَهُ أَحَدٌ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: بَعْضُهُمْ أَذْخَلَ بَيْنَ خَالِدٍ وَأَبِي قِلَابَةَ رَجُلًا

❦❦ ابوقلابہ، اس صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: جنہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت یوں تلاوت کروائی تھی:

فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ وَلَا يُوثِقُ

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض حضرات نے خالد اور ابوقلابہ کے درمیان ایک اور شخص کا ذکر کیا ہے۔

3997۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ: أُنْبَأَنِي مَنْ أَقْرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ مَنْ أَقْرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ) (الفجر: 25)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأَ عَاصِمٌ، وَالْأَعْمَشُ، وَطَلْحَةُ بْنُ مَرْثَدٍ، وَأَبُو جَعْفَرٍ يَزِيدُ بْنُ الْقَعْقَاعِ، وَشَيْبَةُ بْنُ نَصَابِجٍ، وَنَافِعُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَثِيرٍ الدَّارِيُّ، وَأَبُو عَمْرٍو بْنُ الْعَلَاءِ، وَحَمْرَةُ الزَّيَّاتُ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ، وَقَتَادَةُ، وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ، وَمُجَاهِدٌ، وَحُمَيْدُ الْأَعْرَجِ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، لَا يُعَذِّبُ وَلَا يُوثِقُ إِلَّا الْحَدِيثُ الْمَرْفُوعُ، فَإِنَّهُ يُعَذِّبُ بِالْفَتْحِ

❦❦ ابوقلابہ بیان کرتے ہیں: مجھے اس شخص نے یہ بات بتائی جسے نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت پڑھائی تھی، (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) مجھے اس شخص نے یہ بات بتائی جسے اس شخص نے یہ آیت پڑھائی تھی، جسے نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت پڑھائی تھی، (اور وہ آیت یوں ہے:) فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عاصم، أعمش، طلحہ بن مرف، ابو جعفر یزید بن قعقاع، شیبہ بن نصاح، نافع بن عبد الرحمن، عبد اللہ بن کثیر دارمی، ابو عمرو بن اعلیٰ، حمزہ زیات، عبد الرحمن اعرج، قتادہ، حسن بصری، مجاہد، حمید اعرج، عبد اللہ بن عباس، عبد الرحمن بن ابوبکر، ان سب حضرات نے یہ آیت یوں تلاوت کی ہے، لَا يُعَذِّبُ وَلَا يُوثِقُ

البتہ مرفوع حدیث کا معاملہ مختلف ہے، کیونکہ اس میں یہ لفظ یوں ہے، یَعَذَّبُ یعنی زبر کے ساتھ ہے۔

3998- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي عُبَيْدَةَ، حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا

أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ الطَّائِي، عَنْ عَطِيَّةِ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا ذَكَرَ فِيهِ جَبْرَائِيلُ وَمِيكَالُ فَقَالَ: جَبْرَائِيلُ وَمِيكَالُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ خَلْفٌ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً لَمْ أَرَفِ الْقَلَمَ عَنْ كِتَابَةِ الْحُرُوفِ مَا أَعْيَانِي شَيْءٌ مَا أَعْيَانِي جَبْرَائِيلُ وَمِيكَالُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک گفتگو کی، جس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام کا تذکرہ کیا: آپ ﷺ نے یہ الفاظ ذکر کیے جبرائیل و میکائیل (یعنی ان کے ناموں کا تلفظ یوں کیا۔)

3999- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَحْوَرَ، حَدَّثَنَا يَشْرُ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَارِمٍ، قَالَ: ذَكَرَ كَيْفَ قَرَأَهُ جَبْرَائِيلُ وَمِيكَالُ عِنْدَ الْأَعْمَشِ، فَحَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ سَعْدِ الطَّائِي، عَنْ عَطِيَّةِ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَاحِبَ الصُّورِ فَقَالَ: عَنْ يَمِينِهِ جَبْرَائِيلُ وَعَنْ يَسَارِهِ مِيكَالُ

محمد بن خازم بیان کرتے ہیں: اعش کے سامنے لفظ جبرائیل اور لفظ میکائیل کی قرأت کی کیفیت کا ذکر کیا، تو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے صور پھونکنے والے فرشتے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: اس کے دائیں طرف جبرائیل ہوگا اور بائیں طرف میکائیل ہوگا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خلف کہتے ہیں: میں چالیس سال سے کتابت کر رہا ہوں، لیکن مجھے اتنی مشکل اور کسی لفظ میں نہیں ہوئی جتنی مشکل لفظ جبرائیل اور میکائیل میں ہوئی۔

4000- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: مَعْمَرٌ وَرُبَّمَا ذَكَرَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، يَقْرَأُونَ (مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ)، وَأَوَّلُ مَنْ قَرَأَهَا (مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ) مَرَوَانُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ، وَالزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ

سعيد بن مسيب بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یوں تلاوت کرتے تھے، مالک یوم الدین سب سے پہلے مروان نے اسے یوں پڑھا: مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زہری کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کردہ روایت، اور زہری کی سام کے حوالے

نَعْرُوهُ (ہندسہ نہت) یحییٰ فَقَالَ: بَيْنَ مَسْعُودٍ أَقْرَبُهَا كَمَا عَلِمْتُ أَحَبُّ إِلَيَّ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے، انہوں نے یہ آیت یوں تلاوت کی: هَيْتُ لَكَ
شیر نے کہہ کر تو اسے یوں پڑھتے ہیں: هَيْتُ لَكَ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اسے اسی طرح تلاوت
کر رہا ہوں جس طرح مجھے اراکین تعلیم دی گئی اور میرے نزدیک یہی محبوب ہے۔

4005- حَدَّثَنَا هَذَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، قَالَ: قِيلَ لِعَبْدِ اللَّهِ إِنَّ أَنَا
يَعْرَعُونَ هِرَّةً زُرِّيَّةً (وَقَالَتْ هَيْتُ لَكَ) (بوسلف: ۲۵) فَقَالَ: إِنِّي أَقْرَأُ كَمَا عَلِمْتُ أَحَبُّ إِلَيَّ (وَقَالَتْ هَيْتُ
نہت بوسلف: ۲۵)

ترجمہ: شیر نے کہہ کر تے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کچھ لوگ اس آیت کو یوں تلاوت کرتے ہیں، وَقَالَتْ
ہیئت تو انہوں نے کہہ کر: میں نے تو اسے اسی طرح تلاوت کرنا ہے، جس طرح مجھے اس کی تعلیم دی گئی تھی اور مجھے اسی طرح سے
ترجمہ کرنا پسند ہے وَقَالَتْ هَيْتُ لَكَ

4006- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ التَّهْرَمِثِيُّ، أَخْبَرَنَا
أَبُو وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ: (ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا
حِطَّةٌ تُغْفَرُ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا: (ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ تُغْفَرُ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ)
”تم لوگ سجدے کی حالت میں دروازے میں داخل ہو، اور حِطَّة کہو، تو تمہارے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی“
4007- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ
ترجمہ: ایک روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

4008- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقَرَأَ عَلَيْنَا (سُورَةَ أَنْزَلْنَاهَا
وَقَرَّضْنَاهَا) (سورہ: ۸)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي مُخَفَّفَةً حَتَّى آتَى عَلَى هَذِهِ الْآيَاتِ

ترجمہ: سیدونا کشف صدیقہ مجتہد بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوئی، تو آپ ﷺ نے ہمارے سامنے یہ تلاوت
کی: سُورَةَ أَنْزَلْنَاهَا وَقَرَّضْنَاهَا

اہم ابوداؤد مجتہد فرماتے ہیں: یعنی اسے تخفیف کے ساتھ پڑھا یہاں تک کہ آپ ﷺ ان آیات تک پہنچے۔

کِتَابُ الْحَمَامِ

کتاب: حمام کے بارے میں روایات

4009- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ أَبِي عُدْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنْ دُخُولِ الْحَمَامَاتِ، ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ أَنْ يَدْخُلُوهَا فِي الْمَيَازِرِ

☞☞ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حمام میں جانے سے منع کیا، پھر آپ نے مردوں کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ تہبند باندھ کر وہاں جاسکتے ہیں۔

4010- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَدَامَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، جَمِيعًا عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، قَالَ: ابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي السَّلِيلِ، قَالَ: دَخَلَ نِسْوَةٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ: مَتَى أَنْتُنَّ قُلْنَ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ قَالَتْ: لَعَلَّكُنَّ مِنَ الْكُورَةِ الَّتِي تَدْخُلُ نِسَاؤُهَا الْحَمَامَاتِ قُلْنَ: نَعَمْ قَالَتْ: أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ امْرَأَةٍ تَخْلُعُ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِهَا إِلَّا هَتَكَتْ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثُ جَرِيرٍ وَهُوَ أَتَمُّ، وَلَمْ يَذْكُرْ جَرِيرٌ أَبَا السَّلِيلِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

☞☞ ابولیلح بیان کرتے ہیں: شام سے تعلق رکھنے والی کچھ خواتین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: تم کہاں سے تعلق رکھتی ہو؟ انہوں نے جواب دیا: اہل شام سے، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: شاید تم اس علاقے کی رہنے والی ہو، جہاں عورتیں حمام میں جاتی ہیں، ان خواتین نے جواب دیا: جی ہاں! تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جو بھی عورت، اپنے گھر کے علاوہ کہیں اپنے کپڑے اتارتی ہے، وہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردے کو چاک کر دیتی ہے۔“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت جریر کی نقل کردہ ہے اور یہ زیادہ مکمل ہے، جریر نے ابولیلح کا یہ بیان نقل نہیں کیا کہ

نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

4011- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّهَا سَتُفْتَحُ لَكُمْ أَرْضُ الْعَجَمِ وَتَسْتَجِدُّونَ فِيهَا بَيُوتًا يُقَالُ لَهَا الْحَمَامَاتُ، فَلَا يَدْخُلُهَا الرَّجَالُ إِلَّا بِالْأُذُرِ، وَامْنَعُوهَا النِّسَاءَ إِلَّا مَرِيضَةً أَوْ نَفْسًا

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”عنقریب تمہارے لیے عجم کے علاقے فتح ہوں گے، تمہیں وہاں کچھ گھریلیں ملے گی جنہیں حمام کہا جاتا ہوگا مرد اس میں صرف تہبند باندھ کر داخل ہوں، اور عورتوں کو وہاں جانے سے منع کرنا، البتہ بیمار عورت یا نفاس والی عورت (کا حکم مختلف ہے)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّعَرِّيِ

باب: برہنہ ہونے کی ممانعت

4012- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ نُفَيْلٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ الْعَزْزَمِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ يَعْلَى، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَارِ بِلَا إِزَارٍ، فَصَعَدَ الْبُنْبُرَ، فَحَيَّدَ اللَّهُ وَأَثَمَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَيٌّ سَيُّدٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسُّرْقَاذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ

﴿﴾ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ تہبند باندھے بغیر ایک کھلی جگہ پر غسل کر رہا تھا، نبی اکرم ﷺ منبر پر چڑھے، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

”بے شک اللہ تعالیٰ حیا والا اور پردہ پوشی کرنے والا ہے، وہ حیا اور پردے کو پسند کرتا ہے، تو جب کوئی شخص غسل کرے تو وہ پردہ کر لے۔“

4013- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلْفٍ، حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْأَوَّلُ أَثَمٌ

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ صفوان بن یعلیٰ کے حوالے سے ان کے والد سے منقول ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پہلی روایت زیادہ مکمل ہے۔

4014- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ زُرْعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَرْهَدٍ،

عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ جَزَهُ هَذَا مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ قَالَ: جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَنَا وَفَخِذْنِي مِنْكَ شَفَّةً فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ

❦❦ عبد الرحمن بن جرہد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت جرہد رضی اللہ عنہما صاحب صفہ میں سے تھے، وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے، اس وقت میرے زانوں سے کپڑا ہٹا ہوا تھا، تو آپ نے فرمایا: کیا تم یہ بات نہیں جانتے؟ کہ زانوں پر دے کی چیز ہے۔

4015 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا حُجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرْتُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي قَابِطٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَكْشِفُ فُخْذَكَ، وَلَا تَنْظُرَ إِلَى فُخْذِ حَتَّى، وَلَا مَتَيْتٍ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ فِيهِ نَكَارَةٌ

❦❦ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”تم اپنے زانوں سے کپڑا نہ ہٹاؤ، اور کسی زندہ یا مردہ شخص کے زانوں کی طرف نہ دیکھو“ امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت کچھ منکر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّعْرَى

باب: برہنہ ہونے کا بیان

4016 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِدْرِيسَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي أَمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنِ الْيَسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: خَمَلْتُ حَجْرًا ثَقِيلًا، فَبَيْنَا أَمْشِي فَسَقَطَ عَلَيَّ ثَوْبِي، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذْ عَلَيْكَ ثَوْبَكَ وَلَا تَمْشُوا عُرَاءَةً

❦❦ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک وزنی پتھر اٹھا کر جا رہا تھا، وہ مجھ سے گر گیا (یعنی میرا کپڑا گر گیا) نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم اپنا کپڑا لو، اور برہنہ ہو کر نہ چلو۔

4017 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا أَبِي ح. وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، نَحْوَهُ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذُرُ، قَالَ احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ، قَالَ: إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرِيَنَّهَا أَحَدٌ فَلَا يَرِيَنَّهَا قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا، قَالَ: اللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ

❦❦ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ستر کے

بارے میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ کہ ہم کسے پردے میں رکھیں اور کسے پردے کے بغیر رکھ سکتے ہیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (تم سب لوگوں سے) اپنی ستر کی حفاظت کرو، البتہ تمہاری بیوی اور تمہاری کنیز کا حکم مختلف ہے، راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! جب لوگ مل جل کے بیٹھے ہوئے ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہاں تک تم سے ہو سکے، کوئی تمہارا ستر ہرگز نہ دیکھے، راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! جب کوئی شخص تنہا ہو، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ لوگوں کی بہ نسبت اس سے زیادہ حیا کی جائے۔

4018- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَبْرَاهِيْمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنِ الصَّخَالِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ اَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلَى عُرْيَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ اِلَى عُرْيَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يُفْصِي الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْصِي الْمَرْأَةُ اِلَى الْمَرْأَةِ فِي ثَوْبٍ

عبد الرحمن بن ابوسعید خدری اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”کوئی مرد کسی دوسرے مرد کا ستر نہ دیکھے اور کوئی عورت کسی دوسری عورت کا ستر نہ دیکھے اور کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں نہ لیٹے اور ہی کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں نہ لیٹے۔“

4019- حَدَّثَنَا ابْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُثَيْمَةَ، عَنِ الْجَزَيْرِيِّ، ح وَحَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، عَنِ الْجَزَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ رَجُلٍ، مِنَ الطَّافَاوَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُفْصِيَنَّ رَجُلٌ اِلَى رَجُلٍ، وَلَا امْرَأَةٌ اِلَى امْرَأَةٍ، اِلَّا وَلَدًا اَوْ وَلَدًا، قَالَ: وَذَكَرَ الثَّالِثَةَ فَذَسِيَّتُهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں نہ لیٹے اور کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں نہ بیٹے، البتہ باپ بیٹے کے ساتھ ایسے لیٹ سکتا ہے۔“

راوی بیان کرتے ہیں: انہوں نے تیسری بات بھی ذکر کی تھی، لیکن میں اسے بھول گیا ہوں۔

4018- اسنادہ قری من أجل الصحاح بن عثمان - وهو الجزامی - فهو صلوق لا بأس به ابن أبي فديك: هو محمد بن إسماعيل بن مسلم. وأخرجه مسلم (338)، وابن ماجه (661)، والترمذی (3001)، والنسائی فی "الکبری" (9185) من طریق الصحاح بن عثمان، بهذا الإسناد. وهو فی "مسند أحمد" (11601)، و"صحيح ابن حبان" (5574).

کِتَابُ اللَّبَاسِ

یہ کتاب لباس کے بیان میں ہے

لباس کے معنی و مفہوم کا بیان

لباس "اصل میں تو مصدر ہے، لیکن استعمال "ملبوس" کے معنی میں ہوتا ہے، جیسا کہ "کتاب" کا لفظ مصدر ہونے کے باوجود "مکتوب" کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ لباس "کے ماضی اور مضارع کے صیغے باب علم معلوم سے آتے ہیں، ویسے اس کا مصدر لبس (لام کے پیش کے ساتھ) بھی آتا ہے۔ اور لبس جو لام کے زبر کے ساتھ آتا ہے۔ اس کے معنی التباس و خلط کے ہیں جس کا باب ضرب یضرب ہے۔

لباس کے آغاز کا بیان

لباس اللہ تعالیٰ کی بے شمار نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ جو کائنات میں چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے۔ قرآن اس سلسلے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

لباس کی کہانی ہمارے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوتی ہے۔ تخلیق آدم علیہ السلام حوا کے بعد اللہ تعالیٰ نے دونوں کے لئے بہشت میں ٹھکانہ بنایا اور اپنے حسن انتظام سے انکے ستر ڈھانکنے کے لئے لباس مہیا کیا۔

اس کے بعد قرآن حضرت آدم علیہ السلام حوا اور شیطان کی کہانی بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔ پس شیطان دونوں کے بہکانے لگا تا کہ انکی ستر کی چیزیں جو ان سے پوشیدہ تھیں کھول دے اور کہنے لگا کہ تمہارے پروردگار نے اس درخت سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ جیتے رہو اور ان سے قسم کھا کر کہا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ (الاعراف)

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام حوا کی ستر پوشی کی ہوئی تھی اور انکا ستر اپنے انتظام سے ڈھانکا ہوا تھا۔ اور شیطان نے جو پہلی چال انسان کو سیدھی راہ سے ہٹانے کے لئے چلی وہ یہی تھی کہ اس کو بیلباس کرے اس کے جذبہ شرم حیا پر ضرب لگائے۔ قرآن اس قصے کو جاری رکھتے ہوئے مزید کہتا ہے کہ آخر کار جب انہوں نے اس درخت کا مزہ چکھا تو انکے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور وہ اپنے جسموں کو جنت کے بتوں سے ڈھانکنے لگے۔ (القرآن)

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کے اندر شرم و حیا کا جذبہ ایک فطری جذبہ ہے یہ کوئی ارتقائی یا اکتسابی چیز نہیں بلکہ فطرتاً انسان اپنے پوشیدہ اعضاء کو دوسروں کے سامنے کھولنے میں شرم محسوس کرتا ہے۔

لباس کی ضرورت

لباس کا بنیادی مقصد اور ضرورت شرمگاہ کو ڈھانکا ہے باقی تمام ضرورتیں ثانوی حیثیت کی حامل ہیں۔ اور انسان کو ایسا لباس پہننا چاہیے جس سے اس کی شرمگاہ ظاہر نہ ہو۔ شیطان کا اولین اور مہلک ہتھیار یہی برہنگی ہے جس کی روک تھام کیلئے انسان کو لباس دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اے آدم علیہ السلام کی اولاد ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے تاکہ تمہارے جسم کے قابل شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے جسم کی حفاظت کرے۔ اور زینت کا ذریعہ بھی ہو اور بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے شاید کہ لوگ اس سے سبق لیں۔ (الاعراف)

یہ آیت ان لوگوں کے لئے نازل ہوئی ہے جو لباس کو صرف زینت اور موکی اثرات سے بچاؤ کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ لباس کے یہ فوائد بھی ہیں مگر اس کا بنیادی مقصد ستر پوشی ہے۔ مزید یہ کہ لباس کا ذریعہ ستر پوشی اور وسیعہ زینت و حفاظت ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ فی الحقیقت اس معاملے میں جس بھلائی تک انسان کو پہننا چاہیے وہ یہ ہے کہ اس کا لباس تقویٰ کا لباس ہو یعنی پوری طرح ساتر بھی ہو زینت میں بھی حد سے بڑھا ہوا یا آدمی کی حیثیت سے گرا ہوا نہ ہو۔ فخر و غرور اور تکبر و ریا کی شان لئے ہوئے بھی نہ ہو اور پھر اس ذہنی امراض کی نمائندگی بھی نہ کرتا ہو جن کی بناء پر مرد زنا نہ پن اختیار کرتے ہیں۔ عورتیں مردانہ پن کی نمائش کرنے لگتی ہیں اور ایک قوم دوسری قوم کے مشابہہ بننے کی کوشش کر کے خود کو ذلت کا زندہ اشتہار بنا لیتی ہے۔

اس آیت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کوئی بنا بنایا لباس نہیں دے دیا بلکہ اس کی فطرت پر لباس کا الہام کیا (انزلنا علیکم لباس) تاکہ وہ اپنی عقل سے کام لے کر اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ مواد سے اپنے لئے لباس فراہم کرے۔ مزید یہ کہ لباس اللہ تعالیٰ کے بیشتر نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو حقیقت تک پہنچنے میں انسان کی مدد کرتی ہیں بشرطیکہ انسان خود ان سے سبق لینا چاہے۔

لباس اور زینت اختیار کرنے کا بیان

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَمَةِ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (الاعراف، ۳۲)

(اے نبی مکرم ﷺ! آپ کہیے، اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہے، اور اس کی دی ہوئی پاک چیزوں کو، آپ کہیے یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے دن تو خصوصاً ان ہی کے لیے ہیں، ہم جاننے والے لوگوں کے لیے اسی طرح تفصیل سے آیتوں کو بیان کرتے ہیں۔

لباس پہننے وقت دعا کرنے اور شکر ادا کرنے کے متعلق احادیث: اس آیت میں زینت سے مراد لباس ہے: امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ نے اس آیت کی تفسیر میں یہ حدیث ذکر کی ہے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: کھاؤ اور پیو اور لباس پہنو اور صدقہ کرو بغیر فضول خرچی اور تکبر کے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

فرمایا: تم جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پہنو، جب تک فضول خرچ یا تکبر نہ ہو۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب 1 ج 7، ص 43، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ لکھتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں لوگ کعبہ کا برہنہ طواف کرتے تھے اور پاک اور حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ ان لوگوں سے فرمائیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے زینت پیدا کی ہے تم خوبصورت لباس پہنو اور اللہ کے رزق میں سے حلال چیزیں کھاؤ۔

(جامع البیان ج 8، ص 15، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، 1415ھ)

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی 275ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے۔ خواہ قمیص ہو یا عمامہ ہو، پھر یہ دعا کرتے: اے اللہ! تیرے لیے حمد ہے کہ تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا، میں تجھ سے اس کپڑے کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور میں اس کپڑے کے شر سے اور جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: 4020، سنن الترمذی، رقم الحدیث: 1773)

حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس کچھ کپڑے آئے ان میں ایک چھوٹی اونٹنی چادر تھی۔ آپ نے پوچھا: تمہاری رائے میں اس کا کون زیادہ مستحق ہے؟ لوگ خاموش رہے۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس ام خالد کو لاؤ۔ ان کو بلایا گیا تو آپ نے وہ چادر ان کو پہنادی آپ نے دوبار فرمایا: تم اس کو پرانا کرو اور دوسروں کے لیے چھوڑ دو۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: 4024، صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5845)

لباس کی انواع اور اقسام کے متعلق احادیث: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمام کپڑوں میں قمیص سب سے زیادہ پسند تھی۔ (سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: 4025، سنن الترمذی، رقم الحدیث: 1768)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شیر و انیاں تقسیم کیں اور مخرمہ کو کچھ نہیں دیا۔ مخرمہ نے کہا: اے بیٹے مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس لے چلو میں ان کو لے گیا۔ پھر کہا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو میرے لیے بلاؤ۔ میں نے آپ کو بلایا۔ آپ تشریف لائے درآنحالیکہ آپ کے پاس ان شیر و انیوں میں سے ایک شیر دانی تھی۔ آپ نے فرمایا: میں نے تمہارے لیے اس کو چھپا کر رکھا ہوا تھا۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: 4028، صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5800)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص کو تہبند میسر نہ ہو وہ شلوار پہنے اور جس شخص کو جوتے میسر نہ ہوں، وہ موزے پہنے۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5804)

حضرت معتمر کے والد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو زرد رنگ کی اونٹنی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5802)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سفید ٹوپی پہنتے تھے۔ (المعجم الاوسط ج 7، رقم الحدیث: 5802)

(صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس رنگ سے رنگتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ کو اس سے زیادہ اور کوئی رنگ پسند نہیں تھا اور آپ اپنے تمام کپڑوں کو رنگتے تھے حتیٰ کہ عمامہ کو بھی۔ (جن احادیث میں زرد لباس کی ممانعت ہے، وہ بھی ضعیف یا مودل ہیں)۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: 4064، سنن النسائی، رقم الحدیث: 5088، معجم البخاری، رقم الحدیث: 5851، معجم مسلم، رقم الحدیث: 1187)

حضرت ابورمضہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف گیا۔ میں نے دیکھا آپ پر دو سبز رنگ کی چادریں تھیں۔ (سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: 4065، سنن النسائی، رقم الحدیث: 5321، سنن الترمذی، رقم

حدیث: 2821، معجم ابن حبان، رقم الحدیث: 5995، مسند احمد، رقم الحدیث: 7131، المعجم الکبیر، ج 22، رقم الحدیث: 721، سنن کبریٰ للبیہقی، ج 8، ص 27) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک صبح کو باہر گئے اور آپ کے اوپر سیاہ رنگ کی ادنیٰ چادر تھی۔ (سنن الترمذی، رقم الحدیث: 2822، معجم مسلم، رقم الحدیث: 2081، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: 4032)

اجلے، صاف اور عمدہ لباس پہننے کے متعلق احادیث کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی تکبر ہو، وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ایک شخص نے کہا: ایک آدمی یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی اچھی ہو، وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ایک شخص نے کہا: ایک آدمی یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی اچھی ہو۔ آپ نے فرمایا: اللہ جمیل (حسین) ہے اور جمال سے محبت کرتا ہے۔ تکبر حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔

(معجم مسلم، رقم الحدیث: 91، سنن الترمذی، رقم الحدیث: 2006، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: 4091، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 59، شعب

الایمان، ج 5، رقم الحدیث: 6192)

امام احمد کی روایت میں ہے اس شخص نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ میرے کپڑے دھلے ہوئے ہوں اور میرے سر میں تیل لگا ہوا ہو اور میری جوتی نئی ہو۔ اس نے اور بھی کئی چیزیں ذکر کیں حتیٰ کہ اپنے چابک کی ڈوری کا بھی ذکر کیا اور پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہ چیزیں تکبر سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں یہ جمال ہے اور بے شک اللہ جمیل ہے اور جمال سے محبت کرتا ہے۔ لیکن تکبر حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔ (مسند احمد، ج 2، رقم الحدیث: 3789، طبع جدید، دار الفکر، شیخ احمد شاہ نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ مسند احمد، ج 4، رقم الحدیث: 3789، طبع دار الحدیث، قاہرہ، 1416ھ)

ابو اراحہ کے والد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بیٹھا ہوا تھا آپ نے مجھے گھنٹیاں کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ! میرے پاس ہر قسم کا مال ہے۔ (دوسری روایت میں ہے: میرے پاس اونٹ، بکریاں، گھوڑے، غلام ہر قسم کا مال ہے) آپ نے فرمایا جب اللہ نے تمہیں مال دیا ہے تو تم پر اس کا اثر ظاہر ہونا چاہیے۔

(سنن النسائی، رقم الحدیث: 5239، 5238، 5309، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: 4063، شعب الایمان، ج 5، رقم الحدیث: 6197)

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا

اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھے۔

(سنن الترمذی، رقم الحدیث: 2828۔ مسند احمد، ج 7، رقم الحدیث: 19954، دار الفکر، طبع جدید)
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں آئے آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے بال غبار آلود اور بکھرے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا اس کو کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس کے ساتھ یہ اپنے بالوں کو سنوار سکے؟ ایک اور شخص کو دیکھا جو میلے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا اس ہلکے کو پانی میسر نہیں ہے جس سے یہ اپنے کپڑوں کو دھو سکے۔ (سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: 4062۔ سنن شعب الایمان، ج 5، رقم الحدیث: 6224)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اسلام صاف ستھرا ہے سو تم صاف ستھرے رہو، کیونکہ جنت میں صرف صاف ستھرے لوگ داخل ہوں گے۔ (المعجم الاوسط، ج 5، رقم الحدیث: 4890) (اس کی سند ضعیف ہے)
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ایک غزوہ میں گئے۔ جس وقت ہم ایک درخت کے نیچے ٹھہرے ہوئے تھے تو میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ لیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! سائے کی طرف آجائیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لے آئے۔ اس وقت مجھے دسترخوان میں ایک چھوٹی سی لکڑی ملی۔ آپ نے پوچھا یہ تم کو کہاں سے ملی؟ پھر آپ نے کوئی بات ذکر کی۔ پھر ایک شخص چلا گیا جس نے دو پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: کیا اس کے پاس ان دو کپڑوں کے سوا اور کوئی کپڑا نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کے دو کپڑے صندوق میں رکھے ہوئے ہیں جو میں نے اس کو پہنائے تھے۔ آپ نے فرمایا: اس کو بلاؤ اور اس سے کہو کہ وہ دو کپڑے پہن لے۔ اس نے جا کر وہ کپڑے پہن لیے۔ (الحدیث) امام بزار نے اس حدیث کو متعدد اسانید سے روایت کیا ہے جن میں سے ایک کی سند صحیح ہے۔ (مسند ابوزر، رقم الحدیث: 2962، 2963، 2964)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک کپڑا پہن کر نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم میں سے ہر شخص کے پاس دو کپڑے ہیں؟ پھر ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو حضرت عمر نے کہا: جب اللہ نے وسعت دی ہے تو وسعت کو اختیار کرو۔ (الحدیث) (صحیح البخاری، رقم الحدیث: 365)
محمد بن سیرین نے کہا: تمیم نے ایک ہزار درہم کی چادر خریدی جس کو پہن کر وہ نماز پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج 8، رقم الحدیث: 4965)
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ میں سے ایک شخص کو سات سو درہم کا لباس خرید کر پہنایا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج 8، رقم الحدیث: 4966)

قیمتی اور معمولی لباس پہننے کی احادیث میں تطبیق: بعض احادیث میں خوب صورت لباس نہ پہننے اور معمولی کپڑے پہننے کی ترکیب دی گئی ہے۔ ہم پہلے وہ احادیث بیان کریں گے اور پھر ان کی توجیہات ذکر کریں گے۔

سہل بن معاذ بن انس جہنی اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص

نے اللہ کے لیے تواضع کرتے ہوئے (نہایت قیمتی) لباس کو ترک کر دیا، حالانکہ وہ اس پر قادر تھا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو لوگوں کے سامنے بلائے گا حتیٰ کہ اس کو اختیار دے گا کہ وہ ایمان کے حلوں میں سے جس حلہ کو چاہے پہن لے۔ (یہ حدیث حسن ہے)۔ (سنن الترمذی، رقم الحدیث: 2489۔ سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: 4033۔ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3562، مسند احمد، ج 7، رقم الحدیث: 19779۔ المستدرک، ج 1، ص 61، ج 4، ص 184۔ شعب الایمان، ج 5، رقم الحدیث: 6148)

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) وآلہ وسلم کے ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص نے قدرت کے باوجود خوبصورت لباس کو تواضعاً ترک کر دیا اللہ اس کو عزت کے حلقے پہنائے گا۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: 4778)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا: اللہ عزوجل اس شخص سے محبت کرتا ہے جو روزمرہ استعمال کے عام کپڑے پہنتا ہے اور اس کی پروا نہیں کرتا کہ اس نے کیا پہتا ہے۔ اس حدیث کی سند میں ابولہبیدہ ہے اور وہ ضعیف ہے۔ (شعب الایمان، رقم الحدیث: 6176)

ان روایات کا ایک جواب یہ ہے کہ جن احادیث میں عمدہ اور قیمتی کپڑے پہننے کی ترغیب دی گئی ہے، وہ صحیح السند ہیں اور یہ احادیث حسن یا ضعیف ہیں۔ اس لیے یہ روایات ان احادیث سے متصادم ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اسلام کا منشاء اعتدال اور میانہ روی کی ہدایت دینا ہے۔ انسان نہ تو ایسا کرے کہ اچھے اور صاف ستھرے لباس پر قدرت کے باوجود پھٹے پرانے اور میلے کھیلے کپڑے پہنے اور نہ ایسا کرے کہ نہایت فاخرانہ اور طمطمراق والی پوشاک پہنے۔ نہ اس قدر گھٹیاں اور معمولی کپڑے پہنے جس سے اس کی خساست اور دنائت ظاہر ہو اور نہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر قیمتی لباس پہنے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ مسلمان کی قلبی واردات اور دلی کیفیات بدلتی رہتی ہیں۔ کبھی اس پر صبر اور زہد کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ روزمرہ کے معمولی کپڑے پہنتا ہے اور کبھی اس پر اللہ کی نعمتوں کے اظہار اور شکر کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ عمدہ اور قیمتی لباس پہنتا ہے۔ ہم جس آیت کی تفسیر کر رہے ہیں۔ اس میں چونکہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی زینت کے اظہار کا حکم ہے، اس لیے عمدہ اور قیمتی لباس کے سلسلے میں مزید چند احادیث بیان کر رہے ہیں۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی 458ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن الحنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: تم اپنے بھائیوں کے سردار ہو سو تم اپنی جوتیوں کو ٹھیک کرو اور حسین لباس پہنو۔ (الحدیث)

(شعب الایمان، ج 5، رقم الحدیث: 604)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے وہب بن کیسان نے بتایا، میں نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چھ اصحاب کو دیکھا جو خنز (ریشم اور اذن کا مخلوط لباس پہنتے تھے)۔ (شعب الایمان، ج 5، رقم الحدیث: 6212)

ماک بن انس بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے شہر کے تمام فقہاء کو حسین لباس پہنے ہوئے دیکھا ہے۔

(شعب الایمان، ج 5، رقم الحدیث: 6220)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کبھی میسے کپڑوں میں نہیں دیکھا۔ آپ کبھی بھی تیل لگانا پسند کرتے تھے اور سر میں کنگھی کرتے تھے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ میرے کپڑوں اور پرانگندہ بالوں کو ناپسند کرتا ہے۔ (شعب الایمان، ج 5، رقم الحدیث: 6226)

لباس پہننے کے شرعی اور فقہی احکام کا بیان

علامہ سید محمد ابن ابن عابدین شامی حنفی متونی 1252 ھ لکھتے ہیں: لباس پہننا بعض صورتوں میں فرض ہے، بعض میں واجب، بعض میں مستحب، بعض میں مباح، بعض میں مکروہ اور بعض صورتوں میں حرام ہے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

فرض: لباس کی جتنی مقدار شرم گاہ چھپانے کے لیے ضروری ہو اتنی مقدار کا لباس پہننا فرض ہے۔ (مرد کی شرم گاہ ناف سے گھٹنے تک ہے اور عورت کا تمام بدن شرم گاہ ہے سوائے چہرہ، ہاتھ اور پیروں کے، محارم کے سائنے چہرے، ہاتھ اور پیروں کو بھرنے جائز ہے اور اجنبی مردوں کے سائنے بلا ضرورت شرعی ان کا ظاہر کرنا جائز نہیں ہے)

واجب: سردی اور گرمی کے اثرات سے محفوظ کرنے کے لیے جس قدر لباس پہننا ضروری ہو، اس کا پہننا واجب ہے۔

مستحب: اظہار زینت کے لیے قدر زاد اور خوبصورت لباس پہننا مستحب ہے۔ کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے کے اوپر اس کی نعمت کے آثار دکھائی دیں۔ اسی طرح سفید، سیاہ اور سبز رنگ کا لباس پہننا مستحب ہے۔

مباح: جمعہ اور عید کے مواقع پر اور تقریبات اور محافل میں قیمتی اور نفیس لباس پہننا مباح ہے۔ اسی طرح رنگنے کے بعد حیوانوں اور درندوں کی کھالوں کا لباس پہننا بھی مباح ہے۔

مکروہ: ہر وقت قیمتی اور نفیس پوشاک پہننا مکروہ ہے۔ کیونکہ اس سے ضرورت مندوں کے دلوں میں بغض پیدا ہوتا ہے اور اس میں اسراف ہے اور تکبر کا خطرہ ہے۔ تکبر یہ ہے کہ وہ قیمتی اور فاخرانہ لباس پہن کر معمولی کپڑے پہننے والوں کو کمتر اور حقیر جانے۔

حرام: ریشم کا لباس مردوں کے لیے حرام ہے البتہ اگر کسی کپڑے پر چار انگلیں کی مقدار ریشم کے تیل بوسے بنے ہوئے ہو تو پھر جائز ہے۔ اسی طرح، اگر چار انگلیں کی مقدار سونے کا کام کیا ہوا ہو تو پھر بھی جائز ہے اور اس کی اصل یہ حدیث ہے: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: نبی اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ریشم کے پہننے سے منع فرمایا سوا دو یا تین یا چار انگلیوں کی مقدار کے۔ (صحیح مسلم، لباس: 15 (2069) 5318، سنن الترمذی، رقم الحدیث: 1727۔ سنن کبریٰ منسبہ، رقم الحدیث: 963، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: 5441، مسند احمد، ج 1، رقم الحدیث: 365)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جبہ ہے۔ انہوں نے ایک طاسی کسروانی جبہ نکال جس کی آستینوں اور گریبان پر ریشم کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ حضرت اسماء نے کہا یہ جبہ حضرت عائشہ کی وفات تک ان کے پاس تھا اور جب ان کی وفات ہوئی تو پھر میں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اس جبہ کو پہنتے تھے۔ ہم اس جبہ کو دھو کر اس کا پانی

پیاروں کو چلاتے ہیں اور اس جبہ سے ان کے لیے شفاء طلب کرتے ہیں۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: 4054۔ صحیح مسلم لباس: 10 (2069) 5310۔ سنن کبریٰ سنائی ج: 7، رقم الحدیث: 9588، رد المحتار، ج 5، ص 223-224۔ ملخصا ومومعنا، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

زینت اور تجمل کے متعلق مفسرین مذاہب اربعہ کی تحقیق

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی 668ھ زیر بحث آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یہ آیات عمدہ اور نفیس کپڑوں کے پہننے پر دلالت کرتی ہیں۔ عید، جمعہ، لوگوں سے ملاقات اور رشتہ داروں کی ملاقات کے وقت قیمتی اور خوبصورت لباس پہننا چاہی۔ امام ابو العالیہ کہتے ہیں کہ مسلمان جب ایک دوسرے کی زیارت کرتے تھے تو خوبصورت لباس پہنتے تھے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے مسجد کے دروازے پر ایک ریشمی حلہ فروخت ہوتے ہوئے دیکھا، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! اگر آپ جمعہ اور نواد سے ملاقات کے وقت پہننے کے لیے یہ حلہ خرید لیتے تو اچھا ہوتا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اس کپڑے کو وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس لباس کے خوبصورت ہونے کی بناء پر اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ اس کے ریشمی ہونے کی وجہ سے منع فرمایا تھا۔ حضرت تیم داری رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار درہم کا ایک حلہ خریدا جس کو پہن کر وہ نماز پڑھتے تھے۔ اور مالک بن دینار عدن کی ایک نہایت قیمتی پوشاک منگا کر پہنتے تھے۔ امام احمد بن حنبل ایک دینار کا لباس خرید کر پہنتے تھے۔ یہ حضرات کب قیمتی کپڑوں سے اعراض کر کے مونے جھونے کپڑوں کو ترجیح دینے والے تھے؟ اور "لباس التقویٰ ذالک خیر" کا معنی معمولی اور گھٹیا کپڑے پہننا نہیں ہے، ورنہ یہ نفوس قدسیہ لباس التقویٰ کو ترک کرنے والے نہیں تھے، بلکہ یہی لوگ اصحاب علم، ارباب معرفت اور اہل تقویٰ تھے اور ثاٹ اور گاڑھا پہننے والے دوسرے لوگ تو فقط اہل دہی ہیں اور ان کے دل تقویٰ سے خالی ہیں۔ خالد بن شاذب بیان کرتے ہیں کہ میں حسن بصری کے پاس گیا، ان سے فرقہ ملنے کے لیے آئے۔ حسن بصری نے ان کی چادر دیکھ کر کہا اے ام فرقہ کے بیٹے! اس چادر میں نہیں ہے، نیکی سینے میں ہوتی اور اس کی تھقی عمل سے ہوتی ہے، اسی طرح معروف کرخی کے بھتیجے ابو محمد، ابوالحسن کے پاس آئی جبہ پہن کر گئے، ابوالحسن نے ان سے کہا: اے ابو محمد آیا تم نے اپنے دل کو صوفی بنایا ہے یا اپنے جسم کو؟ اپنے دل کو صاف رکھو خواہ لباس کسی قسم کا پہنو! علامہ ابوالفرج ابن الجوزی رحمہ اللہ نے کہا: میں معمولی اور پیوند لگا ہوا لباس چار وجہ سے ناپسند کرتا ہوں۔

- 1۔ یہ سلف صالحین کا لباس نہیں ہے اور سلف صالحین بلا ضرورت لباس میں پیوند نہیں نکاتے تھے۔
- 2۔ اس قسم کے لباس سے غربت کا اظہار ہوتا ہے، حالانکہ انسان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے آثار کو ظاہر کرے۔

- 3۔ اس قسم کا لباس پہننے سے زہد کا اظہار ہوتا ہے حالانکہ ہمیں زہد کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔
 - 4۔ اس قسم کا لباس عموماً ان لوگوں کا شعار ہے جو ظاہر شریعت سے خارج ہیں اور جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے، اس کا شمار اسی قوم سے ہوتا ہے۔
- علامہ طبری نے کہا ہے کہ جس شخص نے بالوں اور اون کے لباس کو سوتی لباس کے حصول کے باوجود ترجیح دی، اس نے خطا

کی، اسی طرح اس شخص نے بھی خطا کی جس نے گوشت ترک کر کے دال اور سبزی کھانا شروع کر دی۔ (یہاں اون کے کپڑوں سے یہ مراد ہے کہ بعض لوگ صوفیت کا اظہار کرنے کے لیے اون والی کھال کا لباس بنا لیتے تھے، جس کی ہیئت کدائی آج کل کے گاڑھے اور ناٹ سے بھی زیادہ بد نما ہوتی تھی۔ آج کل کپڑے کی صنعت بہت ترقی کر چکی ہے اور اون کو متعدد کیمیائی مراحل سے گزار کر کناہایت صاف شفاف اور قیمتی لباس تیار کیا جاتا ہے۔ ایسا لباس اس حکم میں داخل نہیں ہے، (سعیدی غفرلہ) بشر بن حارث سے اون پہننے کے متعلق سوال کیا گیا تو ان کو برا لگا اور ان کے چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے انہوں نے کہا شہروں میں اولیٰ کپڑے پہننے سے میرے نزدیک زرد رنگ کا اور ریشم اور اون کا مخلوط کپڑا پہننا بہتر ہے۔

علامہ ابوالفرج نے کہا سلف صالحین متوسط کپڑوں کا لباس پہنتے تھے، بہت قیمتی لباس پہنتے تھے نہ بہت گھٹیاں کپڑے پہنتے تھے اور جمعہ، عید اور رشتہ داروں سے ملاقات کے وقت بہت عمدہ لباس پہنتے تھے اور بہت معمولی اور حقیر کپڑے پہننا فقر اور زہد کے اظہار کو متضمن ہے اور یہ ایک طرح سے اللہ تعالیٰ سے شکایت کرنا ہے اور اس قسم کے لباس سے لباس پہننے والے کی تحقیر ہوتی ہے اور یہ تمام باتیں مکروہ اور ممنوع ہیں۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ عمدہ لباس پہننا خواہش نفس کی پیروی ہے، اور ہمیں نفسانی خواہشوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے، نیز اس میں مخلوق کو اپنی زیبائش دکھانا ہے، حالانکہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہمارے تمام افعال اللہ کے لیے ہوں مخلوق کے لیے نہ ہوں، اس کا جواب یہ ہے کہ نفس کی ہر خواہش مذموم نہیں ہے اور نہ مخلوق کے لیے ہر ذریت مکروہ ہے۔ اس چیز سے اس وقت ممانعت کی جائے گی جب شریعت نے اس سے منع کیا ہو یا اس کی بنیاد دین اور عبادات میں ریاکاری ہو۔ انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ خوبصورت دکھائی دے اور اس چیز میں شریعت نے اس پر ملامت نہیں کی۔ اسی وجہ سے بالوں میں کنگھی کی جاتی ہے اور آئینہ دیکھا جاتا ہے اور عمامہ درست کیا جاتا ہے اور اندر معمولی کپڑے اور اوپر قیمتی پوشاک پہنی جاتی ہے اور ان میں سے کوئی چیز مکروہ اور مذموم نہیں ہے اور کھول نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت کیا ہے کہ کچھ صحابہ دروازہ کے باہر حضور کے منتظر تھے، آپ ان سے ملنے کے لیے جانا چاہتے تھے، گھر میں ایک چھاگل میں پانی تھا آپ پانی میں دیکھ کر اپنی داڑھی اور بالوں کو درست کرتے گئے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ بھی ایسا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں جب کوئی شخص اپنے بھائیوں سے ملنے جائے تو اپنے آپ کو تیار کر کے جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جمیل (خوب رو) ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے اور امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی تکبر ہو، وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے کہا: ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ تکبر، حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جانتا ہے۔ اس معنی میں بکثرت احادیث ہیں جو صفائی اور حسن و جمال کے حصول پر دلالت کرتی ہیں۔ حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کنگھی، آئینہ، تیل، مسواک اور سرمہ کو ساتھ لے کر سفر میں جاتے تھے۔ امام ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سر میں بہت تیل لگاتے تھے اور پانی سے داڑھی کو درست کرتے تھے اور حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس ایک سرمہ دانی تھی اور آپ سونے سے قبل ہر آنکھ میں تین بار سرمہ لگاتے تھے۔ (الجامع لاحکام القرآن، ج 7، ص 178-176۔ مطبوعہ دار الفکر، بیروت، 1415ھ)

امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی شافعی متونی 606ھ لکھتے ہیں: اس آیت میں زینت کی تفسیر میں دو قول ہیں۔

1۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اکثر مفسرین کا قول یہ ہے کہ زینت سے مراد لباس ہے جس سے انسان اپنی شرم گاہ کو چھپائے۔

2۔ زینت سے مراد عام ہے اور اس میں زینت کی تمام اقسام شامل ہیں۔ اس میں بدن کو صاف کرنا، سواریاں رکھنا اور انواع و اقسام کے زیورات شامل ہیں اور اگر مردوں پر سونے، چاندی اور ریشم کی حرمت کے متعلق نص نہ آئی ہوتی تو وہ بھی اس عموم میں شامل ہوتے اور پاکیزہ رزق سے مراد بھی عام ہے اس میں تمام پسندیدہ اور لذیذ کھانے پینے کی چیزیں داخل ہیں اور اس میں زواج سے لذت اندوزی اور خوشبو لگانا بھی داخل ہے۔

روایت ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں گوشت نہ کھاؤں! آپ نے فرمایا: نرم روی اختیار کرو، کیونکہ مجھے جب گوشت مل جاتا ہے تو میں گوشت کھاتا ہوں اور اگر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ وہ مجھے ہر روز گوشت کھلائے تو وہ ایسا کرے گا۔ حضرت عثمان بن مظعون نے کہا میرے دل میں آتا ہے کہ میں خوشبو نہ لگاؤں! آپ نے فرمایا: سختی نہ کرو۔ کیونکہ جبریل نے مجھے کبھی کبھی خوشبو لگانے کا حکم پہنچایا ہے اور یہ کہا ہے کہ جمعہ کے دن خوشبو لگانے کو ترک نہ کریں پھر آپ نے فرمایا: اے عثمان! میری سنت سے اعراض نہ کرو، کیونکہ جس شخص نے میری سنت سے اعراض کیا اور توبہ سے پہلے مر گیا تو فرشتے اس کا چہرے میرے حوض سے پھیر دیں گے۔ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ شریعت سلامیہ میں زینت کی تمام اقسام جائز ہیں اور ان سے متصف ہونے کی اجازت ہے۔ ماسوا ان چیزوں کے جن کی کسی دلیل سے ممانعت ہو، اسی لیے ہم نے کہا کہ قل من حرم زینۃ اللہ میں زینت کی تمام اقسام داخل ہیں۔

(تفسیر کبیر، ج 5، ص 231-230۔ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1415ھ)

علامہ عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی حنبلی متونی 597ھ لکھتے ہیں: زینت کی تفسیر میں دو قول ہیں۔

1۔ زینت سے مراد کپڑے ہیں اور اس کی تفسیر میں تین قول ہیں۔

(الف) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حسن بھری اور علماء کی ایک جماعت نے کہا اس سے یہ مراد ہے کہ کپڑے پہن کر

طواف کیا کرو۔

(ب)۔ مجاہد اور زجاج وغیرہ نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ نماز میں شرم گاہ کو ڈھانپا جائے۔

(ج)۔ علامہ ماوردی نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ جمعہ اور عید وغیرہ میں خوبصورت اور دیدہ زیب لباس پہنا جائے۔

2۔ ابوزین نے کہا زینت سے کنگھی وغیرہ کرنا مراد ہے۔ (زاد المسیر، ج 2، ص 187، مطبوعہ مکتب اسلامی، بیروت)

علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متونی 370ھ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: خذوا زینتکم عند کل مسجد یہ آیت اس

بات پر زینت کرتی ہے کہ مسجد میں جانے کے لیے زینت والا لباس پہننا مستحب ہے اور روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا: جمعہ اور عید میں اس کو میرے لیے مستحب کیا گیا ہے۔ (احکام القرآن، ج 3، ص 33، مطبوعہ سبیل الایضیٰ لاہور، 1400ھ)

عمرہ سید محمود آلوی حنفی ستوفی 1270ھ لکھتے ہیں: قرآن مجید میں ہے خذوا زینتکم عند کل مسجد بعض مفسرین نے یہاں زینت سے خوبصورت لباس مراد لیا ہے۔ کیونکہ اس لفظ سے یہی معنی متبادر ہے۔ امام باقر رضی اللہ عنہ کی طرف بھی یہی تفسیر منسوب ہے۔ روایت ہے کہ جب امام حسن رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے جاتے تو نہایت عمدہ لباس پہنتے۔ ان سے کہا گیا کہ اے ابن رسول اللہ! آپ اس قدر عمدہ لباس کیوں پہنتے ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے تو میں اپنے رب کے لیے جمال اختیار کرتا ہوں۔ ظاہر ہے کہ یہ زینت سنت ہے واجب نہیں ہے۔ (روح المعانی، ج 8، ص 109، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

قل من حرم زینۃ اللہ (الایہ) کی تفسیر میں علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں۔ روایت ہے کہ جس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ شبید ہوئے تو انہوں نے خنز (ریشم اور اون کا مخلوط کپڑا) کا جبہ پہنا ہوا تھا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خوارج کی طرف بھیجا تو انہوں نے سب سے افضل کپڑے پہنے، سب سے اچھی خوشبو لگائی اور سب سے اچھی سواری پر سوار ہوئے اور جب خوارج نے ان کو دیکھ کر یہ کہا کہ آپ ہم میں سب سے افضل ہیں اور آپ مکبرین کا لباس پہن کر اور ان کی سواری پر بیٹھ کر آئے ہیں تو حضرت ابن عباس نے یہ آیت پڑھی: قل من حرم زینۃ اللہ الیٰ اخرج لعیبادہ اور حق بات یہ ہے کہ جس زینت کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے وہ اس آیت کے عموم میں داخل ہے اور اس کے استعمال میں کوئی توقف نہیں کیا جائے گا الا یہ کہ اس میں تکبر کا دخل ہو۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک ہزار درہم کی چادر اوڑھ کر تشریف لے گئے، اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ چار سو دینار کی چادر اوڑھتے تھے اور اپنے اصحاب کو بھی اس کا حکم دیتے تھے اور امام محمد بھی بہت قیمتی لباس پہنتے تھے اور فرماتے تھے میں اس لیے زیب و زینت کے ساتھ رہتا ہوں کہ میری بیویاں کسی اور کی زیب و زینت کی طرف نہ دیکھیں۔ اور فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ خوبصورت لباس پہننا مستحب ہے۔

کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو کوئی نعمت دیتا ہے تو وہ یہ چاہتا ہے کہ اس بندے پر اس نعمت کے آثار نظر آئیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیوند لگی ہوئی قمیص نہیں پہنتے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی حکمت یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمال ان کی اتباع کرتے تھے اور یہ خدشہ تھا کہ اگر آپ نے قیمتی لباس پہنا تو آپ کے عمال بھی قیمتی لباس پہنیں گے اور اگر ان کے پاس پیسے نہ ہوئے تو پھر وہ لوگوں سے یا اموال مسکین سے ناجائز طور پر پیسے حاصل کریں گے۔ (روح المعانی، ج 8، ص 111، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اشیاء میں اباحت کے اصل ہونے کی تحقیق

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جو مسلمانوں کے لیے زینت اور نفع کے حصول کا باعث ہو، وہ حلال ہے۔ سو اس کے کہ اس کی حرمت یا کراہت پر قرآن اور سنت میں کوئی نص موجود ہو، اور اس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ جس چیز کے حصول میں

مسلمانوں کے لیے ضرر ہو، اس کا ترک کرنا واجب ہے کیونکہ اس کے ترک کرنے میں ہی مسلمانوں کا نفع ہے اور موجب ضرر اشیاء کی حرمت پر یہ آیت بھی دلالت کرتی ہے: "ولا تلقوا بایدیکم الی الہلکۃ: اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔"

(البقرہ: 195)

اس آیت سے یہ قاعدہ بھی معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے یعنی تمام کاموں کا کرنا اصل میں جائز اور مباح تھا پھر جن کاموں کی قرآن اور حدیث میں ممانعت آگئی، وہ ممنوع ہو گئے اور باقی تمام کام اپنی اصل پر جائز رہے۔ مثلاً پہلے شراب پینا اور جو اکیلنا مباح تھا۔ اسی طرح پہلے چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنا مباح اور جائز تھا اور جب ان کاموں کی ممانعت شریعت میں آگئی تو یہ کام ممنوع ہو گئے۔

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی 1252ھ لکھتے ہیں: تحریر (از علامہ ابن ہمام) میں یہ تصریح ہے کہ جمہور احناف اور شوافع کا مختار مذہب یہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ (التحریر فی شرح التیسیر، ج 1، ص 172، مطبوعہ مکتبہ المعارف، ریاض) اور علامہ ابن ہمام کے شاگرد علامہ قاسم نے بھی ان کی اتباع کی ہے اور ہدایہ کی فصل حداد میں بھی مذکور ہے۔ اباحت اصل ہے۔ (حدایہ اولین، ص 428۔ مطبوعہ مکتبہ شریعہ علیہ، ملتان) اور قاضی خان نے المحظر والاباحۃ کے اوائل میں لکھا ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

(فتاویٰ قاضی خاں علی حاشیہ البند یہ، ج 3، ص 400، مطبوعہ مطبعہ امیر یہ کبریٰ بولاق، مصر، 11310ھ) اور تحریر کی شرح میں مذکور ہے کہ یہ بصرہ کے معتزلہ، بہ کثرت شافعیہ اور اکثر حنفیہ خصوصاً عراقیوں کا قول ہے اور امام محمد نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ایک شخص کو کسی نے کہا مردار کھاؤ یا شراب پیو، ورنہ میں تم کو قتل کر دوں گا اور اس نے اس شخص کا کہنا نہ مانا اور اس شخص نے اس کو قتل کر دیا تو مجھے یہ خدشہ ہے کہ وہ گنہ گار ہوگا، کیونکہ مردار کھانا اور شراب پینا صرف اللہ کے منع کرنے سے حرام ہوا ہے۔ اس عبارت میں امام محمد نے اباحت کو اصل قرار دیا ہے اور حرمت کو ممانعت کے عارض ہونے کی وجہ سے مشروع قرار دیا ہے۔ (تیسری تحریر، ج 2، ص 161، مطبوعہ ریاض)

اور شیخ اکمل الدین نے اصول بزودی کی شرح میں لکھا ہے کہ استیلاء کفار کے باب میں شارح نے جو یہ لکھا ہے کہ اباحت معتزلہ کی رائے ہے (در مختار علی ہامش رد المحتار، ج 3، ص 244) اس پر اعتراض ہے۔

(رد المحتار، ج 1، ص 72، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1407ھ) نیز علامہ ابن عابدین شامی حنفی متوفی 1252ھ لکھتے ہیں: شارح (صاحب رد مختار) کا یہ کہنا کہ اباحت معتزلہ کی رائے ہے کتب اصول کے مخالف ہے، کیونکہ علامہ ابن ہمام نے تحریر میں لکھا ہے کہ جمہور احناف اور شوافع کا یہ مذہب ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے اور اصول بزودی کی شرح میں علامہ اکمل الدین نے فرمایا ہے ہمارے اکثر اصحاب اور اکثر اصحاب شافعی کا مذہب یہ ہے کہ جن کاموں کے متعلق یہ جائز ہے کہ شریعت ان کے مباح ہونے کا حکم دے یا ان کے حرام ہونے کا حکم دے وہ تمام کام احکام شرع وارد ہونے سے پہلے اپنی اصل پر مباح ہیں۔ حتیٰ کہ جس شخص تک شریعت نہ پہنچی ہو اس کے لیے مباح اور جائز ہے کہ وہ جو چاہے کھائے۔ امام محمد نے کتاب الاکراہ میں اسی طرح اشارہ کیا ہے کیونکہ انہوں نے فرمایا مردار کھانا اور شراب پینا صرف شرعی

ممانعت کی وجہ سے حرام ہے۔ پس انہوں نے اباحت کو اصل قرار دیا ہے اور حرمت کو عارضہ ممانعت کی وجہ سے مشروع قرار دیا ہے۔ جبائی (معزلی) ابو ہاشم اور غیر مقلدین کا بھی یہی قول ہے اور ہمارے بعض اصحاب اور بعض اصحاب شافعی اور معتزلہ بغداد کا مذہب یہ ہے کہ اشیاء میں اصل ممانعت ہے اور اشاعرہ اور عام محدثین کا مذہب یہ ہے کہ اشیاء میں اصل توقف ہے۔ حتیٰ کہ جس شخص تک شرعی احکام نہ پہنچے ہوں وہ کسی چیز کو نہ کھائے اگر اس نے کھایا تو اس کے فعل کو نہ حلال کہا جائے گا نہ حرام۔

(رد المحتار، ج 3، ص 244، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

قاضی ابوالخیر عبد اللہ بن عمر بیضاوی شافعی متوفی 685ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ کھانے پینے اور پہننے کی چیزوں اور انواع تجملات میں اصل اباحت ہے۔

(انوار البقیل مع اکاذرونی، ج 3، ص 17، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، 1416ھ)

قرآن مجید کی زیر بحث آیت کے علاوہ حسب ذیل حدیث سے بھی اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے گھی، پنیر اور پوستین کے متعلق سوال کیا گیا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس چیز کو اللہ نے کتاب میں حلال کر دیا وہ حلال ہے اور جس چیز کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کر دیا وہ حرام ہے۔ اور جس چیز سے اللہ نے سکوت فرمایا وہ معاف ہے۔

(سنن الترمذی، رقم الحدیث: 1732۔ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3367۔ المسند رک ج 4، ص 115)

ملا علی بن سلطان محمد القاری المتوفی 1014ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔ (مرقات، ج 8، ص 193، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، لبنان، 1390ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی المالکی المتوفی 543ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت سلمان کا قول ہے لیکن اس کا معنی حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں چند چیزوں کا حکم دیا ہے ان پر عمل کرو اور چند چیزوں سے منع فرمایا ہے ان سے اجتناب کرو۔ اور اس نے اپنی رحمت سے چند چیزوں سے سکوت فرمایا ان کے متعلق سوال نہ کرو۔ (سنن کبریٰ للبیہقی، ج 10، ص 13۔ سنن دارقطنی، ج 4، رقم الحدیث: 4350)

اور جب نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی چیز کا حکم دیں تو اس کی تعمیل کرنے پر بھی اتفاق ہے اگرچہ اس کی صفت میں اختلاف ہے کہ وہ امر واجب ہے یا مستحب۔ اور جب کسی چیز سے منع فرمائیں تو اس سے اجتناب پر بھی اتفاق ہے اگرچہ اس کی صفت میں اختلاف ہے کہ وہ مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی اور جس چیز سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سکوت فرمائیں اس کے متعلق دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اصل میں مباح ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ اصل میں موقوف ہے۔

(عارضۃ الاحوذی، ج 7، ص 229، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1415ھ)

معمولات اہل سنت کا جواز اور استحسان

جب یہ واضح ہو گیا کہ تمام کاموں میں اباحت اصل ہے اور جس چیز کے عدم جواز یا کراہت پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے اس

کام کو کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ اس اصول پر اہل سنت کے تمام معمولات جائز ہیں مثلاً بغیر تمیین شرعی کی نیت کے سال کے مختلف ایام میں میلاد شریف منعقد کرنا۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فضائل اور آپ کی سیرت کا بیان کرنا، خلفاء راشدین اور اہل بیت اطہار کے ایام شہادت اور وفات میں ان کا تذکرہ کرنا اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے اصحاب اور اہل بیت کو قرآن خوانی اور طعام کے صدقہ کا ثواب پہنچانا۔ اسی طرح اولیاء کرام کے ایام وصال میں ان کا تذکرہ کرنا اور ان کو عبادات اور طعام کے صدقہ کا ثواب پہنچانا۔ ہر چند کہ خصوصیت کے ساتھ یہ کام عہد رسالت میں نہیں کیے گئے لیکن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کاموں سے منع نہیں فرمایا اور یہ کام اسلام کے کسی حکم سے متصادم نہیں ہیں اس لیے یہ اپنی اصل پر مباح ہیں اور حسن نیت سے موجب ثواب اور باعث خیر و برکت ہیں۔ عہد صحابہ اور تابعین میں اس کی بہت مثالیں ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے حضرت ابو بکر اور دیگر اکابر صحابہ کا قرآن کریم کو ایک مصحف میں جمع کرنا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تراویح کو جماعت سے پڑھوانے کا اہتمام کرنا اور اس کو بدعت حسنہ قرار دینا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قرآن مجید کی قرات کو باقی لغات سے ختم کر کے صرف لغت قریش پر باقی رکھنا، عبدالملک بن مروان کے حکم سے قرآن مجید کے حروف پر نقطے اور حرکات اور اعراب کا لگایا جانا۔

عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت میں مساجد کی عمارتوں میں محراب کا بنایا جانا اور قرآن مجید کے نسخوں میں سورتوں کے اسماء اور آیتوں اور رکوعوں کی تعداد کو لکھنا یہ سب بدعات حسنہ ہیں جس کو تمام امت مسلمہ نے قبول کر لیا ہے۔ سوال سنت کے معمولات کو بھی ان ہی نظائر کی روشنی میں جائز سمجھنا چاہیے اور بلا وجہ ان پر یہ بدگمانی نہیں کرنی چاہیے کہ انہوں نے ان معمولات کو فرض اور واجب سمجھ لیا ہے۔ اسی طرح سوئم، چہلم اور عرس کی عمرنی تعینات کو تعینات شرعی نہیں قرار دینا چاہیے۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ جیسے مساجد میں گھڑیوں کے حساب سے نمازوں کے اوقات متعین کر لیے جاتے ہیں اور کسی شخص کو بھی یہ بدگمانی نہیں ہوتی کہ یہ تعین شرعی ہے۔

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی 1367ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: آیت اپنے عموم پر ہے ہر کھانے کی چیز اس میں داخل ہے کہ جس کی حرمت پر نص وارد نہ ہوئی ہو تو جو لوگ توشہ گیارہویں، میلاد شریف، بزرگوں کی فاتحہ، عرس، مجالس شہادت وغیرہ کی شیرینی، بھیل کے شربت کو ممنوع کہتے ہیں، وہ اس آیت کے خلاف کر کے گنہگار ہوتے ہیں اور اس کو ممنوع کہنا اپنی رائے کو دین میں داخل کرنا ہے اور یہی بدعت و ضلالت ہے۔

(حاشیہ خزائن العرفان، ص 248، مطبوعہ تاج کتب خانہ، لاہور)

عمدہ لباس پہننے کا بیان

مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کو حلال و حرام ٹھہرانا صرف اس ذات پاک کا حق ہے جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے، کسی دوسرے کی اس میں مداخلت جائز نہیں، اس لئے وہ لوگ قابل عتاب و عذاب ہیں جو اللہ کی حلال کی ہوئی عمدہ پوشاک یا پاکیزہ اور لذیذ خوراک کو حرام سمجھیں، وسعت ہوتے ہوئے پھٹے حالوں گندہ پرانگندہ رہنا نہ کوئی اسلام کی تعلیم ہے، نہ کوئی اسلام میں پسندیدہ چیز

ہے، جیسا کہ بہت سے جاہل خیال کرتے ہیں۔

سلف صالحین اور ائمہ اسلام میں بہت سے اکابر جن کو اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت عطا فرمائی تھی اکثر عمدہ اور پیش قیمت لباس استعمال فرماتے تھے، خواجہ دو عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب وسعت ہوئی عمدہ سے عمدہ لباس بھی زیب تن فرمایا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر ایسی چادر تھی جس کی قیمت ایک ہزار درہم تھی، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ چار سو گئی کی قیمت کی چادر استعمال فرمائی، اسی طرح حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ شیش اور عمدہ لباس استعمال فرماتے تھے، ان کے لئے تو کسی صاحب نے سال بھر کے لئے تین سو ساٹھ جوڑوں کا سالانہ انتظام اپنے ذمہ لیا ہوا تھا، اور جو جوڑا امام رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر ایک مرتبہ پہنچتا تھا دوبارہ استعمال نہ ہوتا تھا، کیونکہ صرف ایک روز استعمال کر کے کسی غریب طالب علم کو دیدتے تھے۔ وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو اپنی نعمت اور وسعت عطا فرمادیں تو اللہ تعالیٰ اس کو پسند فرماتے ہیں کہ اس کی نعمت کا اثر اس کے لباس وغیرہ میں دیکھا جائے، اس لئے کہ اظہار نعمت بھی ایک قسم کا شکر ہے، اس کے بالمقابل وسعت ہوتے ہوئے پھٹے پرانے یا میلے کھیلے کپڑے استعمال کرنا ناشکری ہے۔ ہاں ضروری بات یہ ہے کہ دو چیزوں سے بچے، ایک ریاء و نمود، دوسرے فخر و غرور، یعنی محض لوگوں کو دکھلانے اور اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے لباس فاخر استعمال نہ کرے، اور ظاہر ہے کہ سلف صالحین ان دونوں چیزوں سے بری تھے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ سے جو عام حالات میں معمولی قسم کا لباس یا ہونڈ زدہ کپڑے استعمال کرنا منقول ہے اس کی دو وجہ تھیں، ایک تو یہ کہ اکثر جو کچھ مال آتا وہ فقراء، مسکین اور دینی کاموں میں خرچ کر ڈالتے تھے، اپنے لئے باقی ہی نہیں رہتا تھا، جس سے عمدہ لباس آسکے، دوسرے یہ کہ آپ مقتدائے خلائق تھے، اس سادہ اور سستی پوشاک کے رکھنے سے دوسرے امراء کو اس کی تلقین کرنا تھا، تاکہ عام غرباء و فقراء پر ان کی مالی حیثیت کا رعب نہ پڑے۔

4020 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْجَرِيرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ إِمَّا قَمِيصًا، أَوْ عِمَامَةً ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ قَالَ أَبُو نَضْرَةَ: فَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَبَسَ أَحَدُهُمْ ثَوْبًا جَدِيدًا قِيلَ لَهُ: تَبْلِي وَيُخْلِفُ اللَّهُ تَعَالَى

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو آپ اس کا نام لیتے، یعنی وہ قمیص ہے، یا عمامہ ہے، اور پھر یہ دعا کرتے:

”اے اللہ احمد تیرے لیے مخصوص ہے تو نے ہی مجھے یہ پہنایا ہے، میں تجھ سے اس کی بھلائی کا اور جس کے لیے اس کا بنایا

گیا، اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور میں اس کے شر سے اور جس کے لیے اسے بنایا گیا، اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔
ابونضرہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے جب کوئی شخص نیا کپڑا پہنتا، تو اسے یوں دعا دی جاتی: ”تم اسے پرانا کر دو اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی جگہ اور عطا کر دے“۔

4021- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ الْجَزَيْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ.

❁❁ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

4022- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِیْزَاهِيمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دِينَارٍ، عَنِ الْجَزَيْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَبَا سَعِيدٍ، وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: عَنِ الْجَزَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَالثَّقَفِيُّ سَمَاعُهُمَا وَاحِدٌ.

❁❁ یہی روایت اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک اور سند کے ساتھ یہ روایت نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حماد بن سلمہ نامی راوی اور ثقفی نامی راوی کا سماع ایک جیسا ہے۔

4023- حَدَّثَنَا نَصِيرُ بْنُ الْفَرَجِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي

مَرْحُومٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا الطَّعَامَ، وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ: وَمَنْ لَيْسَ ثَوْبًا فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ.

❁❁ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو شخص کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے:

”ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے، جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور اس نے میری اپنی کسی ذاتی قوت اور کوشش کے

بغیر یہ رزق مجھے عطا کیا“

تو اس شخص کے گزشتہ اور آئندہ گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: جو شخص کوئی کپڑا پہنے اور یہ دعا کرے۔

”ہر طرح کی حمد و ثناء اللہ کے لیے مخصوص ہے، جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور میری کسی ذاتی کوشش اور قوت کے بغیر مجھے یہ

رزق عطا کیا“

تو اس شخص کے گزشتہ اور آئندہ گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

بَابُ فِيمَا يُدْعَى لِمَنْ لَيْسَ ثَوْبًا جَدِيدًا

باب: جو شخص نیا کپڑا پہنے، اسے کیا عادی جائے؟

4024- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ الْجَرَّاحِ الْأَخْنِي، حَدَّثَنَا أَبُو النَّظَرِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
أُمِّ خَالِدِ بْنِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِكِسْوَةٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ
صَغِيرَةٌ فَقَالَ: مَنْ تَرَوْنَ أَحَقَّ بِهَذِهِ فَسَكَّتِ الْقَوْمُ، فَقَالَ: ائْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ فَأَتَتْ بِهَا، فَالْبَسَهَا إِيَّاهَا، ثُمَّ
قَالَ: أَبِلِي وَأَخْلِقِي مَرَّتَيْنِ، وَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عِلْمٍ فِي الْخَمِيصَةِ أَحْمَرَ أَوْ أَصْفَرَ وَيَقُولُ سَنَاءٌ سَنَاءٌ يَا أُمُّ خَالِدٍ
وَسَنَاءٌ فِي كَلَامِ الْخَمِيصَةِ الْحَسَنِ

سیدہ ام خالدؓ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کے پاس کچھ کپڑے آئے، جن میں ایک چھوٹی چادر بھی تھی نبی
اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہارے خیال میں اس کی زیادہ حقدار کون ہے؟ تو لوگ خاموش رہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ام
خالد کو میرے پاس لاؤ، انہیں نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا، نبی اکرم ﷺ نے وہ چادر انہیں اوڑھادی اور پھر فرمایا: اسے پہن کر
پرانا کر دو، آپ نے دو مرتبہ یہ بات ارشاد فرمائی، پھر نبی اکرم ﷺ نے اس چادر کے سرخ یا زرد رنگ کے نشانات کو دیکھ کر فرمایا:
اے ام خالد! یہ اچھے ہیں، یہ اچھے ہیں۔

(راوی کہتے ہیں) لفظ "سناء" مصبھیوں کی زبان میں اچھی چیز کو کہا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَمِيصِ

باب: قمیص کا بیان

4025- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدِ الْحَنْفِيِّ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْقَمِيصُ

سیدہ ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کے نزدیک سب سے پسندیدہ لباس قمیص تھی۔

4026- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا أَبُو ثُمَيْلَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ ثَوْبٌ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
قَمِيصٍ

سیدہ ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کو قمیص سے زیادہ اور کوئی لباس پسند نہیں تھا۔

4027- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ

مَيْسَرَةً عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: كَانَتْ يَدُ كُمٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الرُّسُخِ

❁❁ سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کی قمیص کی آستین گئے تک ہوتی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَقْبِيَةِ

باب: قبا (پہننے) کا بیان

4028 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ مَوْهَبٍ الْمَعْنَى أَنَّ اللَّيْثَ يَغْنِي ابْنُ سَبْعٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ الْبُسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بَنِي انْطَلِقُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ: ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي قَالَ: قَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ: خَبَأْتُ هَذَا لَكَ قَالَ: فَتَنَظَّرَ إِلَيْهِ زَادَ ابْنُ مَوْهَبٍ: مَخْرَمَةُ ثُمَّ اتَّفَقَا قَالَ: رَضِيَ مَخْرَمَةُ قَالَ: قُتَيْبَةُ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ لَمْ يُسَيِّدْهُ

❁❁ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کچھ قبا بھی تقسیم کیں، آپ نے حضرت مخرمہ کو کچھ نہیں دیا، حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ بولے: اے میرے بیٹے! تم مجھے ساتھ لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس چلو، میں ان کے ساتھ چلا گیا، انہوں نے فرمایا: تم اندر جا کر نبی اکرم ﷺ کو بلاؤ۔

راوی کہتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو بلایا تو آپ نکل کر باہر تشریف لائے آپ نے ان میں سے ایک قبا پکڑی ہوئی تھی آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میں نے تمہارے لیے سنبھال کر رکھی تھی۔

راوی کہتے ہیں: جب حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: مخرمہ راضی ہو گیا۔ (راوی کو اس میں ایک جگہ پر شک ہے)

بَابُ فِي لُبْسِ الشُّهُرَةِ

باب: مشہور ہونے کے لیے لباس پہننا

4029 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ عِيْسَى عَنْ شَرِيكَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ الْمُهَاجِرِ الشَّامِيِّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ - قَالَ فِي حَدِيثِ شَرِيكَ: يَوْفَعُهُ - قَالَ: مَنْ لَبَسَ ثَوْبَ شُهُرَةِ الْبَسَةِ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَوْبًا مِثْلَهُ زَادَ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ ثُمَّ تَلَهَّبَ فِيهِ النَّارُ

4028 - إسناده صحيح. الليث: هو ابن سعد. وأخرجه البخاري (2599)، ومسلم (1058)، والترمذي (3028)، والسنائي (5324) من طريق عبد الله بن عبيد الله بن أبي مليكة، وهو في "مسند أحمد" (18927)، و"صحيح ابن حبان" (4817).

روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے) "جو شخص شہرت کا لباس پہنے گا، اسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی مانند لباس پہنائے گا"

ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں "پھر اس میں آگ کو بھڑکایا جائے گا"

4030- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، قَالَ: ثَوْبٌ مَذْلُومٌ

رَدٌّ، وَفِيهِ أَكْبَرُ رَوَايَةٍ فِيهِ: "اسے ذلت کا لباس پہنائے گا"

4031- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتٍ، حَدَّثَنَا حَسَّانُ

بْنُ عَطِيَّةٍ، عَنْ أَبِي مُنَيْبٍ الْجُرُومِيِّ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرتا ہے، وہ ان کا حصہ شمار ہوتا ہے"

بَابُ فِي لُبْسِ الصُّوفِ وَالشَّعْرِ

باب: اولی یا بال سے بنا ہوا لباس پہننا

4032- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ، وَحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَا:

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ صَفِيَّةِ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مَرْحَلٌ مِنْ شَعْرِ أَسْوَدَ، وَقَالَ حُسَيْنٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكْرِيَّا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ رنگ کی اولی چادر پہنی ہوئی تھی۔

ایک راوی نے اس کے سند کچھ مختلف نقل کی ہے۔

4032- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْعَلَاءِ الرَّبِيعِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ عَقِيلِ بْنِ مُدْرِكٍ،

عَنْ لُقْمَانَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عُثْبَةَ بْنِ عَبْدِ السَّلَامِ، قَالَ: اسْتَكْسَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

4032- إسماعيل بن عياش، عقیل بن مدرک، قال عنه الحافظ الذهبي في "تاريخ الإسلام": شامي صدوق، وهو كما قال، وإسماعيل بن عياش روايته عن أهل بلده صالحة، وهذا مذهبنا، وأخرجه أحمد (17656)، ويعقوب بن سفيان في "المعرفة والتاريخ" 350/2، وابن أبي عاصم في "الآحاد والمثاني" (1362)، والطبراني في "الكبير" 17/ (307)، وفي "الشاميين" (1610)، وأبو نعیم في "الحلية" 15/2، والبيهقي في "شعب الإيمان" (6181م)، وابن عساكر في "تاريخ دمشق" 38/ 277، والمزي في "ترجمة عقیل بن مدرک من "تهذيب الكمال" 239/ 20 من طريق إسماعيل بن عياش، بهذا الإسناد.

لَكُنَّانِي خَيْشَتَيْنِ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا أَكْسَى أَصْحَابِ

روئے حضرت عتبہ بن عبد سلمیؓ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے پہننے کے لیے کچھ مانگا تو آپ ﷺ نے مجھے کتان کے دو کپڑے عطا کیے (بعد میں) میں نے خود کو دیکھا کہ میرا لباس اپنے تمام ساتھیوں سے بہتر تھا۔

4033 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: قَالَ لِي أَبِي يَا بُنْتَى لَوْ رَأَيْتَنَا وَنَحْنُ مَعَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ أَصَابَتْنَا السَّمَاءُ، حَسِبْتُ أَنَّ رِيحَ الصَّانِ

ابو بردہ بیان کرتے ہیں: میرے والد نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے! کاش تم نے ہمیں دیکھا ہوتا، جب ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے، بعض اوقات بارش ہو جاتی تو تمہیں یہ محسوس ہوتا کہ ہم میں سے بھیڑوں کی بو آ رہی ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے: انہوں نے اپنی لباس پہنا ہوتا تھا۔

4034 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا عُمَارَةُ بْنُ زَادَانَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ مَلِكَ ذِي يَزَنَ أَهْدَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً أَخَذَهَا بِثَلَاثَةِ وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا، أَوْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ نَاقَةً فَقَبِلَهَا

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں: ذی یزن کے بادشاہ نے، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں تحفے کے طور پر ایک حُلّہ بھیجا، جو اس نے 33 اونٹوں (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) 33 اونٹیوں کے عوض میں خریدا تھا، نبی اکرم ﷺ نے اسے قبول فرمایا۔

4035 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَلِيٍّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اشْتَرَى حُلَّةً بِبِضْعَةِ وَعِشْرِينَ قَلُوصًا، فَأَهْدَاهَا إِلَى ذِي يَزَنَ

اسحاق بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے 20 سے کچھ زیادہ اونٹوں کے عوض میں ایک حُلّہ خریدا، جو آپ نے ذی یزن کی طرف تحفے کے طور پر بھجوا دیا۔

بَابُ لِبَاسِ الْغَلِيظِ

باب: موٹا لباس پہننا

4036 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، خ وَحَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ

4034- وأخرج أحمد (13315)، والחסین المروزی فی زیاداتہ علی "البر والصلة" لابن المبارک (271)، والدارمی (2494)، وأبو یعلیٰ (3418)، والطحاوی فی "شرح مشکل الآثار" (4344) و (4345)، والطبرانی فی "الأوسط" (8858)، وأبو الشیح فی "أخلاق" ص 105، والحاکم 187 / 4 من طرق عن عمارۃ بن زاذان، به. زاد الحاکم: فلبسها النبی ﷺ - مرة، وصححه، وسکتہ الدہلی. وأخرج أحمد (15323)، وابن أبی عاصم فی "الأحزاب العنانی" (592)، والطبرانی (3125)، والحاکم 484 485 / 3

الْمُغِيرَةُ الْمَعْنَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا إِزَارًا غَلِيظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ وَكِسَاءً مِنْ الَّتِي يُسَمُّونَهَا الْمَلْبَدَةَ فَأَقْسَمَتْ بِاللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ فِي هَذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ

❦❦ ابورودہ بیان کرتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے ایک موٹا تہبند نکال کر دکھایا، جو یمن میں بنایا جاتا تھا اور ایک چادر دکھائی، جسے ملبدہ کہا جاتا تھا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے نام کی قسم اٹھا کر یہ بات بیان کی: کہ نبی اکرم ﷺ کا وصال ان کپڑوں میں ہوا تھا۔

4037 - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ خَالِدٍ أَبُو ثَوْرٍ الْكَلْبِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ بْنِ الْقَاسِمِ السِّمَاعِيُّ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا خَرَجَتْ الْحُرُورِيَّةُ أَتَيْتُ عَلَيْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: ائْتِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَلَبِستُ أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنْ حُلْلِ الْيَمَنِ - قَالَ أَبُو زُمَيْلٍ: وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَجُلًا جَمِيلًا جَهْدًا - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأَتَيْتُهُمْ فَقَالُوا: مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا هَذِهِ الْحُلَّةُ قَالَ: مَا تَعْيِبُونَ عَلَيَّ لَقَدْ رَأَيْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنَ الْحُلْلِ

❦❦ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ أَبِي زُمَيْلٍ سِمَاكُ بْنُ الْوَلِيدِ الْحَنْفِيُّ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب خوارج کا ظہور ہوا، تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے فرمایا: تم ان لوگوں کے پاس جاؤ، میں نے یمن کا بہترین لباس پہنا، ابو زمیل نامی راوی کہتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک خوبصورت اور بادقار شخصیت کے مالک تھے، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں ان لوگوں کے پاس آیا، تو ان لوگوں نے کہا: اے ابن عباس! آپ کو خوش آمدید! یہ آپ نے کیسے کپڑے پہنے ہوئے ہیں؟ تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم مجھ پر کیسے اعتراض کر سکتے ہو؟ حالانکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو سب سے زیادہ عمدہ لباس پہنتے ہوئے دیکھا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو زمیل نامی راوی کا نام سماک بن ولید حنفی ہے۔

فتنہ خوارج

جنگ صفین کے بارے میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس جنگ میں جب حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین صلح ہوئی تو باغیوں کو یہ امر سخت ناگوار گزرا۔ ان کے ایک گروہ نے حضرت علی سے علی الاعلان علیحدگی اختیار کر لی اور ان دونوں صحابہ کو معاذ اللہ کافر قرار دے کر ان کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں بہت سمجھایا لیکن یہ کسی طرف نہیں مانے۔ انہوں نے مسلم آبادیوں پر حملے شروع کر دیے۔ اس پر حضرت علی نے ان کے خلاف کارروائی کی جس سے ان کا زور ٹوٹ گیا۔ بعد میں اسی گروہ نے سازش کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

خوارج سے متعلق بھی بعض سوالات تاریخ کے ایک طالب علم سے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں جو کہ یہ ہیں:

1. خوارج کیسے پیدا ہوئے اور باغی جماعت میں گروپنگ کیسے ہوئی؟

2. خوارج کا نقطہ نظر کیا تھا؟

3. حضرت علی نے خوارج سے کیا معاملہ کیا؟

4. خوارج سے جنگ کے نتائج کیا نکلے؟

اب ہم ان سوالات کے جواب تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

خوارج کیسے پیدا ہوئے اور باغی جماعت میں گروپنگ کیسے ہوئی؟

خوارج (واحد خارجی) کے بارے میں ایک مسئلہ یہ ہے کہ ان کی اپنی کوئی کتب موجود نہیں ہیں کیونکہ باقاعدہ کتب لکھے جانے کے زمانے (150/767 کے بعد) تک وہ ختم ہو چکے تھے۔ ان کے آغاز کے بارے میں زیادہ تر تفصیلات کا ماخذ ہی ابو مخنف ہے جو تاریخ طبری میں مسلسل ہمارے ساتھ ہے۔ یہ بات بہر حال معلوم و معروف ہے کہ ان کے بہت سے گروپ ہو گئے تھے جن میں سے ایک گروپ جو "اباضیہ" کہلاتا ہے، اب تک موجود ہے۔ اباضی خود کو خوارج سے الگ قرار دیتے ہیں اور یہ عمان، یبیا اور الجزائر میں موجود ہیں۔ ان کی کتب میں بھی ہمیں خوارج کے ارتقاء سے متعلق کچھ زیادہ تفصیلات نہیں مل سکی ہیں۔ اس وجہ سے اس سلسلے میں کوئی حتمی بات کہنا مشکل ہے۔

خوارج کے بارے میں جو روایات طبری میں بیان ہوئی ہیں، ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ گروہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی کے زمانے سے باغی تحریک کا حصہ بن گیا تھا۔ یہ لوگ "قراء" کہلاتے تھے۔ قراء کا لفظ ان لوگوں کے بارے میں بولا جاتا ہے جو خاص کر قرآن مجید کی قراءت کا فن سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت عابد و زاہد قسم کے لوگ تھے اور نماز روزہ کے معاملے میں بڑے تشدد سے کام لیتے تھے۔ سجدوں کی کثرت سے ان کی پیشانیوں پر سیاہ نشان بن گئے تھے۔ عام طور پر ایسا ہو جاتا ہے کہ جو لوگ عبادت گزاری میں شدت پسند بن جائیں، وہ عام طور پر ان لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں، جو دنیاوی کاموں میں مشغول ہوں۔ یہ رویہ جب جنگی اختیار کر جائے تو ایسے لوگ بات بات پر دوسروں کو جھڑکتے ہیں، ان پر کفر، فسق اور گمراہی کے فتوے عائد کرتے ہیں اور اپنے سوا سب کو گمراہ سمجھتے ہیں۔ انگریزی میں ایسے لوگوں کے لیے اور کے محاورے موجود ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے لوگ اہل مغرب کے ہاں بھی پائے جاتے ہیں۔

خوارج سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث بھی صحیح بخاری و مسلم میں نقل ہوئی ہیں۔ چند مثالیں پیش خدمت

ہیں:

ابو سلمہ اور عطاء بن یسار، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے حرورہ (حرورہ کے خوارج) کے متعلق پوچھا کہ کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق کچھ سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے نہیں معلوم کہ یہ حرورہ یہ کیا چیز ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: "اس امت میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے (یہ نہیں فرمایا کہ اس امت سے

پیدا ہوئے۔ آپ اپنی نذرانوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں حقیر سمجھیں گے۔ یہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر اس طرح کہ ان کے منہ سے بچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے آ رہا ہو جاتا ہے اور شکاری اپنے تیر مورن کے پھل کو اور اس کے پروں کو دیکھتا ہے اور ٹٹک کرتا ہے کہ اس میں کچھ خون تو لگا ہوا ہے یا نہیں۔"

اور یہ خد رقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ عبد اللہ بن ذی الجوشن وٹھکی آیا اور کہنے لگا: "اے اللہ کے رسول! عدل سے کام لیجیے۔" آپ نے فرمایا: "تمہاری خرابی! اگر میں عدل نہ کروں گا تو اور کون کرے گا؟" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "مجھے اجازت دیجیے کہ اس کی گردن اڑا دوں۔" آپ نے فرمایا: "اسے چھوڑ دیجیے۔ اس کے ایسے ساتھی ہیں کہ آپ میں سے کوئی شخص، ان کی نماز کے مقابلے میں اپنی نماز کو حقیر سمجھے گا اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے مقابلے میں حقیر سمجھے گا۔ یہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے اور ان کے پروں کو دیکھا جائے تو کچھ معلوم نہیں ہوتا ہے۔ پھر اس (تیر کے) پھل کو دیکھا جائے تو معلوم نہیں ہوتا ہے (کہ یہ شکار کے اندر سے نکل رہا ہے) حالانکہ وہ خون اور گوبر سے ہو کر گزرا ہے۔ ان کی نشانی یہ ہوگی کہ ان میں ایک ایسا آدمی ہوگا جس کا ایک ہاتھ یا ایک پھٹی، عورت کی چھاتی کی طرح ہوگی۔ یا فرمایا کہ گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگی اور ہلتی ہوگی۔ یہ لوگوں میں خاندہ جنگی کے وقت نہیں گئے۔" ابوسعید کہتے ہیں: "میں گواہی دیتا ہوں کہ جب حضرت علی نے ان لوگوں کو قتل کیا تو میں ان کے پاس تھا۔ اس وقت (ان کے سامنے) ایک شخص اسی صورت کا لایا گیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا۔ انہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: "ان میں سے بعض لوگ وہ ہیں جو آپ پر صدقات کے بارے میں طعنہ زنی کرتے ہیں۔" [1]

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خوارج کا یہ سیلف رائج گروپ عہد رسالت میں بھی موجود تھا۔ ان لوگوں کی خصوصیت یہ تھی کہ یہ بہت زیادہ عبادات کرتے تھے اور اس بنا پر ایک نوعیت کے تکبر کا شکار تھے۔ یہ خود کو اتنا حق پرست سمجھتے تھے کہ اپنے مقابلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معاذ اللہ نا انصافی کرنے والا سمجھتے تھے۔ تاہم آپ نے اس وجہ سے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی کہ اب تک انہوں نے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا تھا۔ محسوس ہوتا ہے کہ ان خوارج کے کچھ ساتھیوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بعض جرائم کی وجہ سے سزائیں دی تھیں، جس کے سبب یہ آپ کے خلاف ہو گئے تھے۔ موجودہ دور کے لیبیا کے اباضی عالم سلیمان البارونی نے عبد اللہ بن اباض (خوارج کی ایک پارٹی کے لیڈر، جن کے نام سے اباضی فرقہ موسوم ہے) کا عبد الملک بن مردان ایک خط اپنی کتاب "مختصر تاریخ الاباضیہ" میں نقل کیا ہے۔ اس خط میں ابن اباض نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق لکھا ہے:

پھر انہوں (عثمان) نے ایسے نئے امور ایجاد کیے، جب پرانے پہلے دو ساتھیوں (ابو بکر و عمر) نے عمل نہ کیا تھا اور نہ ہی ان لوگوں نے، جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ دیکھا تھا۔ جب اہل ایمان (یعنی باغیوں) نے ان نئی باتوں کو دیکھا تو ان (عثمان) کے پاس آئے اور ان سے بات کی اور انہیں کتاب اللہ اور پہلے سے چلی آرہی سنت کی طرف توجہ دلائی۔ اس پر انہوں نے ان پر سختی کی کہ وہ انہیں اللہ کی آیات کی طرف توجہ کیوں دلاتے ہیں اور انہیں قوت سے پکڑا۔ ان میں سے جسے چاہا، مارا اور

جسے چاہا، جیل میں ڈال دیا یا پھر جلا وطن کر دیا۔ [2]

ان باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ تہمت لگائی کہ آپ نے کتاب اللہ اور سنت رسول کی طرف یاد دہانی کی وجہ سے ان کے خلاف کارروائی کی تھی حالانکہ اگر آپ ایسے ہوتے تو پھر اس وقت زیادہ شدت سے کارروائی کرتے جب ان باغیوں نے مدینہ کے گرد گھیرا ڈالا تھا۔ اس کے برعکس آپ نے ہمیشہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیے رکھا، یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں جان دے دی مگر ان کے خلاف کارروائی نہ کی۔ عبد اللہ بن ابیاض کے اس خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ خوارج کی بغاوت کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے بعض ساتھیوں کو سزا دی تھی۔ بہر حال یہ گروہ باغیوں کا حصہ بنارہا اور جنگ جمل اور جنگ صفین میں ان کے ساتھ شریک رہا۔ اس وقت تک ان کی کوئی علیحدہ شناخت نہیں تھی بلکہ یہ اسی باغی تحریک کا حصہ تھا۔ جنگ صفین میں جب صلح کی گفت و شنید ہونے لگی تو یہ منظر عام پر آئے۔ ظاہر ہے کہ کوئی گروہ ایک دم نہیں بن جاتا۔ یہ گروہ بھی ایک دم ہی نہیں بنا ہوگا بلکہ طویل عرصے سے اس کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہوگی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ باغی پارٹی کے اندر ایک پارٹی تھی جو الگ سے موجود تھی لیکن جنگ صفین کے خاتمے پر ظاہر ہو گئی۔ بعض روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ باغیوں کے اندر یہ تقسیم خفیہ طور پر جنگ جمل کے بعد ہی وجود میں آ گئی تھی۔ سیف بن عمر کی روایت کے مطابق جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے بعد بصرہ کے خزانے سے فوجیوں کو تنخواہ دی تو انہی باغیوں کو سخت ناگوار گزرا کیونکہ وہ خود پورے مال پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ ایک راوی راشد کا بیان ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اصول تھا کہ وہ کسی بھاگتے ہوئے اور زخمی کو قتل نہ کرتے تھے، نہ کسی کا پردہ فاش کرتے تھے اور نہ کسی کا مال لیتے تھے۔ کچھ لوگوں نے کہا: "یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ان لوگوں کا خون تو ہمارے لیے حلال ہے اور ان کا مال حرام۔" حضرت علی نے یہ سن کر فرمایا: "یہ تمہارے بھائی ہیں۔ جس نے ہم سے تعرض نہ کیا (یعنی غیر جانبدار رہا)، وہ ہمارا حصہ ہے اور ہم اس کا حصہ ہیں۔ جو شخص ہمارے مقابلے میں قتل ہوا، وہ ہماری جانب سے ابتداء کے باعث ہوا، اس لیے ان کے مال کا خمس (1/5) نہیں لیا جاسکتا۔" اسی وقت سے وہ لوگ، جو بعد میں خارجی ہو گئے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف سازشیں کرنے لگے۔ [3]

مالک الاشتر کی اس تقریر سے پارٹی کے اندر اس پارٹی کی نوعیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ تقریر موصوف نے انہی خارجیوں کے سامنے کی تھی:

تم لوگوں کو دھوکہ دیا گیا اور اللہ! تم دھوکے میں مبتلا ہو گئے۔ تمہیں (صفین میں) جنگ بندی کی دعوت دی گئی، تم نے فریب میں آ کر اسے قبول کر لیا۔ اے سیاہ پیشانیوں والو! ہم تو تمہاری نمازیں دیکھ کر یہ سمجھتے تھے کہ تمہیں دنیا سے کوئی غرض نہیں۔ تم جو یہ عبادات کر رہے ہو، اللہ عزوجل کی ملاقات کے شوق میں کر رہے ہو، لیکن اب تمہارے فرار سے یہ ظاہر ہوا کہ تم دنیا کی طلب میں موت سے بھاگنا چاہتے ہو۔ افسوس صد افسوس! اے بڑے بڑے جبے پہننے والو! آج کے بعد تم ہمیشہ دور ایوں پر چلتے رہو ہو گے اور ایک رائے پر کبھی متفق نہ ہو گے۔ تم بھی ہمارے سامنے سے اسی طرح دفع ہو جاؤ جیسے ظالم قوم (یعنی اہل شام) دور ہو گئی ہے۔ [4]

ابو مخنف نے بڑا زور لگایا ہے کہ جنگ صفین میں صلح کے "جرم" کا سارا مطلب اسی خارجی پارٹی پر ڈال دیا جائے حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اپنی تقاریر اور خطوط سے واضح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود بھی صلح چاہتے تھے اور آپ کی جنگ صفین میں شرکت

کا مقصد یہ تھا کہ ان باغیوں کو کنٹرول کیا جائے۔ ابو مخنف کا کہنا یہ ہے کہ خارجیوں کے لیڈر مسعر بن فدک کی تمیمی اور زید بن حصین اعلیٰ نے حضرت علی سے بڑی بدتمیزی کی اور کہا:

علی! جب تمہیں کتاب اللہ کی دعوت دی جا رہی ہے، تم اسے قبول کرو ورنہ ہم تمہیں اور تمہارے مخصوص ساتھیوں کو انہی لوگوں کے ہاتھوں میں دے دیں گے۔ یا پھر جو سلوک ہم نے (عثمان) ابن عفان کے ساتھ کیا، وہی تمہارے ساتھ کریں گے (یعنی تمہیں قتل کر دیں گے)۔ [5]

اگر یہ روایتیں درست ہیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ خوارج کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کوئی حیثیت نہ تھی اور وہ اپنے زہر و تقویٰ کے زعم میں ان جلیل القدر صحابہ کو بھی اپنے سامنے کچھ نہ سمجھتے تھے۔ بہر حال ابو مخنف ان خوارج کے خلاف بھی متعصب ہے کیونکہ باغیوں کے ان دونوں فرقوں میں بعد میں زبردست نفرت پیدا ہوئی۔

خوارج کا نقطہ نظر کیا تھا؟

ابو مخنف کی روایت کے مطابق ان خوارج کی بغاوت کی بنیاد ان کا یہ نقطہ نظر تھا کہ قرآن مجید کے مطابق باغیوں سے اس وقت تک جنگ کی جائے جب تک کہ وہ توبہ نہ کر لیں یا پھر بالکل ہی ختم نہ ہو جائیں۔ حضرت علی نے چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما سے صلح کر لی تھی، اس وجہ سے انہوں نے قرآن کی خلاف ورزی کی۔ قرآن کی خلاف ورزی کرنا گناہ کبیرہ ہے اور ایسا کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما، معاذ اللہ دونوں ہی کافر ہو گئے۔ ان خوارج نے جس آیت کی بنیاد پر اپنے نقطہ نظر کی بنیاد رکھی تھی، وہ یہ ہے:

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأْضَلُّوْا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأْضَلُّوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ۔
اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کروادیا کیجیے۔ پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے کے خلاف سرکشی کرے تو اس سرکشی کرنے والے سے جنگ کیجیے یہاں تک کہ وہ اللہ کے امر کی طرف لوٹ آئے۔ پھر اگر وہ پلٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کروادیا کیجیے۔ اور انصاف کیا کیجیے کیونکہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(المحرات 9:49)

خوارج اس آیت کا مطلب یہ اخذ کرتے تھے کہ جو گروہ بغاوت کرے، اس سے جنگ کرنا قرآن کی رو سے فرض ہے اور اس کے علاوہ کچھ اور کرنا جائز نہیں ہے بلکہ قرآن کی مخالفت کی وجہ سے کفر ہے۔ چونکہ معاویہ نے بغاوت کی تھی، اس وجہ سے علی پر لازم تھا کہ وہ لن سے جنگ کرتے۔ اب چونکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ دو فیصلہ کرنے والے حکم مقرر کر دیے ہیں، اس وجہ سے انہوں نے حکم قرآنی کی خلاف ورزی کی ہے جس کے باعث وہ نعوذ باللہ کافر اور دابرہ اسلام سے خارج ہو گئے ہیں۔ اس کے برعکس حضرت علی اور عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم کا موقف یہ تھا کہ حکم مقرر کرنا اس آیت کریمہ میں صلح کروانے کے حکم سے متعلق ہے اور حضرت علی نے اللہ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کی۔

خوارج کا نقطہ نظر یہ تھا کہ قرآن کے ایک حکم کی خلاف ورزی بھی گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا کافر اور دوزخ
اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس عام مسلمانوں کا نقطہ نظر یہ تھا کہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا گناہ کا رضرور ہوتا ہے
مگر کافر نہیں ہوتا۔ خوارج اسی نقطہ نظر کی بنیاد پر کثرت سے مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ عائد کیا کرتے تھے۔ بہت مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ وہ
اپنے کسی لیڈر کو گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر کفر کا مرتکب قرار دے دیا کرتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ ان کی اپنی جماعت فرقوں میں
تقسیم ہوتی چلی گئی۔ (۱۸) اسی وجہ سے آپس میں لڑنے لگے اور بالآخر روئے زمین ان کے وجود سے خالی ہو گئی۔

آیت کریمہ پر غور کیا جائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ٹھیک ٹھیک اس آیت پر عمل کیا تھا اور دُعا صَلِّوْا اٰیٰتُہُمَا کے تحت اصلاح
کی کوشش کی تھی۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو انہیں قائل کرنے کے لیے بھیجا اور پھر خود تشریف لے گئے لیکن
خوارج نے آپ کی کسی وضاحت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ یہ حضرات کسی طرح ماننا ہی نہ چاہتے تھے اور ہر
صورت میں فتنہ و فساد پھیلانا چاہتے تھے۔

یہ بالکل اس کہانی کا سا معاملہ تھا جس میں ایک بھیڑیے نے پانی پیتے ہوئے ایک بھیڑ کے بچے کو دیکھا تو اسے کھانے کی
ٹھانی۔ کہنے لگا: "تم پانی گندا کر کے میری طرف کیوں بھیج رہے ہو؟" اس نے جواب دیا: "جناب! پانی تو آپ کی طرف سے آرہا
ہے۔" بھیڑیا بولا: "تم نے مجھے پچھلے سال گالیاں کیوں دی تھیں؟" اس نے جواب دیا: "جناب! میری عمر تو ابھی چھ ماہ ہے۔"
بھیڑیا بولا: "پھر تمہاری ماں ہوگی جس نے مجھے گالیاں دی ہوں گی۔" یہ کہہ کر اس نے بھیڑ کے بچے پر حملہ کر دیا اور اسے چیر پھاڑ کر
کھا گیا۔ خوارج کا معاملہ بھی یہی تھا۔ انہوں نے چونکہ فتنہ و فساد کی ٹھانی رکھی تھی، اس وجہ سے وہ کسی بھی دلیل سے قائل نہیں ہونے
والے تھے اور انہوں نے ہر صورت میں کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر جنگ کرنا تھی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ ان کے مقابلے پر کوئی بھیڑ کا بچہ نہیں تھا
بلکہ شیر خدا علی رضی اللہ عنہ تھے۔

خوارج دیگر باغیوں سے الگ کیوں ہوئے؟ اس پر ہمیں تاریخ کی کتب میں سے کچھ نہیں مل سکا۔ یہ محسوس ہوتا ہے کہ باغیوں
کے مابین مفادات کی جنگ ہو گئی ہوگی، جس کی وجہ سے یہ الگ ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا فلسفہ گھڑ لیا۔ مزاج کے اعتبار
سے چونکہ یہ بالکل ہی اکھڑ قسم کے متکبر بدو تھے، اس وجہ سے انہوں نے کسی چال بازی کی بجائے سیدھی سیدھی خود کش جنگ چھیڑی
اور اس میں اجتماعی خود کشی کر لی۔

حضرت علی نے خوارج کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

ابو مخنف نے جو واقعات بیان کیے ہیں، ان کے مطابق خوارج کے کچھ سرکردہ لیڈر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور
ان سے مطالبہ کیا کہ آپ نے معاویہ سے صلح کا معاہدہ کر کے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے۔ اس پر تو بہ کیجیے اور جنگ دوبارہ شروع
کیجیے۔ ہم آپ کے ساتھ مل کر لڑیں گے۔ حضرت علی نے اس سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ہم معاہدہ کر چکے ہیں، جس کی خلاف ورزی
کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ اس پر ان خوارج نے کہا کہ اگر آپ اس معاہدہ کرنے کے گناہ سے توبہ نہ کریں گے تو ہم آپ سے
جنگ کریں گے۔ یہ کہہ کر وہ "لا حکم الا للہ" کا نعرہ لگاتے چلے گئے۔ (۱۷)

اس وقت تک نوارج عام مسلمانوں میں مل کر رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کھڑے ہوئے، مسجد کے مختلف گروں سے "لا حکم الا للہ" کی صدا میں بلند ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں اپنی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ اکبر! یہ ایک حق کلمہ (لا حکم الا للہ) ہے جس کے ذریعے باطل کا ارادہ کیا جا رہا ہے۔ جب تک آپ لوگ ہمارے ساتھ ہیں، میری جانب سے آپ کے لیے تین فیصلے ہیں: اول یہ کہ ہم آپ کو اس وقت تک مسجد میں آنے سے نہ روکیں گے، جب تک آپ مسجد میں اللہ کا ذکر کرتے رہیں گے۔ (دوسرے یہ کہ) جب تک آپ ہمارا ساتھ دیں گے، ہم مال غنیمت کو بھی آپ سے نہ روکیں گے۔ (تیسرے یہ کہ) جب تک آپ ہم سے جنگ کی ابتداء نہ کریں گے، ہم آپ سے جنگ نہیں کریں گے۔ ۱۵

یہ روایت طبری نے ابو مخنف کے علاوہ اور ذرائع سے بھی بیان کی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پالیسی یہی تھی۔ جب فیصلے کے لیے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے تو خوارج نے باہمی مشورے سے عبداللہ بن وہب الراسی کو اپنا امیر بنالیا۔ ان کے نزدیک یہ شخص پانچواں خلیفہ راشد کہلاتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی قوت کو منظم کر کے مدائن کا رخ کیا جو کوفہ کے شمال میں واقع ہے۔ یہاں ان کی مدائن کے گورنر سعد بن مسعود سے جھڑپ بھی ہوئی اور اس کے بعد یہ نہروان کے علاقے میں اکٹھے ہو گئے۔ بصرہ کی خارجی جماعت بھی ان سے آ ملی۔

اس دوران باغی تحریک کے بقیہ عناصر شام پر دوبارہ حملے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ بقول ابو مخنف کے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کو خطوط بھی لکھے اور انہیں شام پر حملے کی ترغیب دی لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت علی کا جو کردار ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، اس سے یہ بات بہت بعید ہے کہ آپ کے نزدیک اہل شام کا مقابلہ، ان باغیوں کے مقابلے سے زیادہ اہم تھا۔ یقینی طور پر باغی عناصر ہی شام پر حملہ کرنا چاہتے تھے کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے عزائم میں اب بھی سب سے بڑی رکاوٹ تھے۔ ابو مخنف ہی کا بیان ہے کہ بہت کم لوگ شام پر حملے کے لیے تیار ہوئے۔ بالآخر غلاموں، آزاد کردہ غلاموں اور بالکل ہی نوجوان لڑکوں کو ملا کر 57000 کا لشکر تیار ہوا۔ [9]

اس دوران خارجیوں نے جنگی کارروائیاں شروع کر دیں۔ انہوں نے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا اور ان سے حضرت ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے بارے میں رائے طلب کی۔ انہوں نے ان سب حضرات کی تعریف کی تو انہیں شہید کر دیا۔ ان کے ساتھ ان کی ایک لونڈی بھی تھی جو حاملہ تھی۔ اسے شہید کر کے اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ ان خوارج کے زہد و تقویٰ کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ انسان کا قتل ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہ رکھتا تھا لیکن بقیہ معاملات میں یہ بڑے محتاط تھے۔ ایک جگہ ایک درخت سے کھجور گری تو ایک خارجی نے اسے منہ میں ڈال لیا۔ اس کے ساتھی نے ٹوکا کہ یہ کھجور لینا تمہارے لیے حرام ہے۔ اس نے منہ سے کھجور نکال پھینکی اور اپنا ہاتھ بھی کاٹ دیا۔ ایک جگہ ایک غیر مسلم کا خنزیر چراتا دیکھا تو اسے ایک خارجی نے مار دیا۔ دوسروں نے اسے تنبیہ کی تو اس نے جا کر اس کے مالک سے معافی مانگی۔ [10] اس کردار کے لوگ اب بھی ہمارے بائ نظر آتے ہیں جو انسانوں کے قتل کو تو بڑا مسئلہ نہیں سمجھتے لیکن چھوٹے چھوٹے معاملات میں زہد و تقویٰ کا بڑا اہتمام کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن خطاب کی شہادت کا سن کر حضرت علی نے ان خوارج کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ نے قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم کی سرکردگی میں ایک فوج خوارج کی طرف بھیجی۔ انہوں نے بھی براہ راست حملہ کرنے کی بجائے پہلے خوارج کو دعوت دی کہ وہ قاتلین کو ان کے حوالے کریں اور توبہ کر کے مسلمانوں سے آمیلیں لیکن خوارج نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد حضرت ابویوب انصاری اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے بھی انہیں سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن یہ کسی طرح نہ مانے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک سفید جھنڈا کھڑا کر کے اعلان کیا کہ جو شخص جنگ کیے بغیر اس جھنڈے کے نیچے آجائے، اسے امان حاصل ہوگی اور جو یہاں سے نکل کر کوفہ یا مدائن چلا جائے، اسے بھی امان حاصل ہوگی۔ متعدد خوارج نے اس آفر سے فائدہ اٹھا کر امان حاصل کی۔ خوارج کی کل تعداد محض چار ہزار تھی جن میں سے اب 2800 آدمی عبداللہ بن وہب الراہی کے ساتھ رہ گئے تھے۔ انہوں نے جان توڑ کر جنگ کی لیکن بالآخر مارے گئے۔ [11]

جنگ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کے چار سوزخیوں کی مرہم پٹی کردائی اور انہیں ان کے قبائل میں بھیج دیا۔ آپ نے ان کا مال و اسباب بھی واپس کر دیا۔ اس سے زیادہ اچھا سلوک شاید ہی کسی نے باغیوں سے کیا ہوگا۔

اس کے بعد مین اسٹریم باغی لیڈروں نے ایک مرتبہ پھر شام پر حملے کا ارادہ کیا اور فوج کو لشکرگاہ میں مقیم رہنے کی ہدایت کی لیکن لوگ اہل شام کا مقابلہ نہ کرنا چاہتے تھے چنانچہ وہ آہستہ آہستہ کھسکا شروع ہو گئے اور چند سرداروں کے سوا لشکرگاہ خالی ہو گئی۔ [12] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عام لوگ اہل شام کو مسلمان سمجھتے تھے اور ان باغیوں کے لیے شامیوں سے جنگ کو درست نہ سمجھتے تھے۔ ابو مخنف نے اپنے الفاظ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبان سے کہلوا کر ان لوگوں کو بڑی لعن طعن کی ہے اور ان کا نوحہ کہا ہے کیونکہ انہی لوگوں کی وجہ سے باغی پارٹی کا مشن ناکام ہو گیا تھا۔

خوارج سے جنگ کے نتائج کیا نکلے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شروع میں خوارج سے جنگ کرنے سے پرہیز کیا تھا، اس کی وجہ وہی تھی کہ جنگ کے نتیجے میں ان کے قبائل بغاوت نہ کر دیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے خوارج کو آخر تک ڈھیل دی اور جب کسی طرح ان کا معاملہ نہ سلجھا، تو ان سے جنگ کی۔ بہر حال جنگ کا نتیجہ وہی نکلا جس سے آپ بچنا چاہ رہے تھے۔ طبری نے شعبی کا یہ بیان نقل کیا ہے:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل نہردان کو قتل کیا تو ایک بہت بڑی جماعت آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئی اور گرد و نواح میں ہر جانب بغاوتیں شروع ہو گئیں۔ بنو ناجیہ بھی مخالف بن گئے، اہل اہواز نے بھی بغاوت کر دی، بصرہ میں ابن اعضری نے پہنچ کر ریشہ دوانیاں شروع کر دیں اور ذمیوں نے بھی خراج دینے سے انکار کر دیا۔ ایرانیوں نے حضرت ہبل بن حنیف رضی اللہ عنہ، جو وہاں کے گورنر تھے، نکال باہر کیا۔ حضرت علی نے ابن عباس رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ (حضرت معاویہ کے بھائی) زیاد (بن ابی سفیان) کو ایران روانہ کر دو۔ حضرت ابن عباس کوفہ سے بھرہ آئے اور زیاد کو ایک بڑا لشکر دے کر ایران روانہ کیا۔ زیاد نے اہل ایران کو خوب روند اور انہوں نے بالآخر خراج ادا کیا۔ [13]

اگر ہم اس قبائلی ماحول کا تصور کریں تو اس سے بات کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ یہ روایت دنیا بھر کے قبائلی معاشرہ میں عام

ہے کہ برقیہ پر اپنے قبیلے کے آدمی کا ساتھ دینا ہے خواہ وہ حق پر ہو یا باطل پر۔ چنانچہ ہم اپنے دور میں بھی دیکھتے ہیں کہ لوگ کوئی جرم جیسے قتل، اغوا وغیرہ میں ملوث ہوتے ہیں اور پھر اپنے قبیلے میں جا کر پناہ لے لیتے ہیں۔ پولیس اگر ان کے خلاف کوئی اقدام کرنا چاہے تو پورا قبیلہ ہی اس طرز کی حمایت کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور پولیس، عدالت اور دیگر حکومتی اداروں پر دباؤ ڈال کر تفتیش کا رخ ان کی اور جانب پھیرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ قبائل تو کیا، موجودہ دور کی سیاسی پارٹیوں کا معاملہ بھی یہی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ جرم کرتے ہیں اور عدالتیں انہیں سزا سناتی ہیں لیکن پارٹی کے کارکن عدالت کا گھیراؤ کر کے اس کے فیصلے پر عمل درآمد نہیں ہونے دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابتدا میں باغیوں کے خلاف کارروائی نہ کی تھی کہ کہیں ان کے قبائل ان کی حمایت میں اٹھ نہ کھڑے ہوں۔ پھر ان کے ایک گروہ "خوارج" نے حضرت علی کے خلاف بھی بغاوت کر دی اور لوگوں کی جان و مال کے لیے خطرہ بن گئے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف کارروائی کی تو ان کے قبائل اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد یہ خوارج ہی تھے جنہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ اس کی تفصیل ہم بعد میں بیان کریں گے۔

خوارج کی مختلف پارٹیاں بنو امیہ اور بنو عباس کے زمانوں میں مسلسل بغاوت کرتی رہیں۔ تاریخ میں خوارج کی متعدد بغاوتوں کو ذکر ملتا ہے۔ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں متعدد بغاوتیں کیں جن میں 677/57 کی بغاوت کافی بڑی تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں ان کے ساتھ آئے لیکن جلد ہی انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف اپنے بغض کا اظہار کیا تو ابن زبیر نے ان سے براءت کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد ان خوارج نے مغربی ایران کے مختلف علاقوں کو اپنا مرکز بنا لیا اور پہاڑوں میں چھپ کر گوریلا جنگ جاری رکھی۔ یہاں سے یہ شہروں پر حملہ کر کے لوٹ مار کرتے۔ انہوں نے 684/65 میں انہوں نے پھر بغاوت کی جسے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرو کیا۔ 687/68 میں انہوں نے ایران میں بغاوت برپا کر دی جسے مصعب بن زبیر نے فرو کیا۔ 691/72 میں انہوں نے عبدالملک بن مروان کے خلاف بغاوت کی۔ [14]

خوارج کا نقطہ نظر یہ تھا کہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا کافر ہے۔ جو شخص بھی ان کے خیال میں گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا، اسے یہ بلا تکلف کافر قرار دے کر اس سے جنگ شروع کر دیا کرتے تھے۔ ان کے نزدیک سوائے ان کے گروہ کے، پورا عالم اسلام کافر تھا۔ یہ اپنے ساتھیوں کو بھی معاف نہ کرتے تھے بلکہ ذرا سی غلطی پر انہیں بھی کافر قرار دے دیا کرتے تھے۔ اس طرح ان کی جماعت مختلف گروہوں میں تقسیم ہو گئی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے زمانے تک ان کے بہت سے فرقے بن چکے تھے جن میں ازرقہ، صفاریہ اور اباضیہ نمایاں تھے۔ اباضیہ کے سوا یہ سب بار بار حکومت کے خلاف بغاوت کرتے رہے، جس کی وجہ سے ان کی قوت کمزور پڑ گئی اور دہ صدیوں کے اندر اندر یہ فرقہ ختم ہو گیا۔ اباضیہ نسبتاً اعتدال پسند تھے اور جنگ وجدال سے پرہیز کرتے تھے، اس وجہ سے یہ باقی رہے اور آج تک یہ موجود ہیں۔

[1] بخاری۔ کتاب استنباط التہدین۔ حدیث 65346532 and [2] ابوالرحم سلیمان الباردی، مختصر تاریخ اباضیہ، ص 24۔
www.scribd.com (Oct 2011 3) [3] طبری۔ 160-2/3 [4] ایضاً۔ 244-2/3 [5] ایضاً۔ 243-2/3 [6] Revival Fazal ur Rahman [7] طبری۔ 269-2, 3 [8] ایضاً۔ 270-2/3 [9] ایضاً۔ 277-2/3 [10] ایضاً۔ 280-2/3 [11] ایضاً۔ 285-2/3 [12] ایضاً۔ 290-2/3 [13] ایضاً۔ 811/3 [14] ایضاً۔

واقعہ تحکیم

واقعہ تحکیم تاریخ صحابہ کا نہایت ہی مبارک واقعہ ہے جس کی بدولت مسلمانوں میں خوزیری رک گئی اور وہ ایک نتیجے پر پہنچ گئے لیکن اس واقعے کو باغیوں کو سخت نقصان پہنچا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں میں اتفاق رائے کا پیدا ہو جانا ان کی موت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان باغیوں نے واقعہ تحکیم کی ایسی مکروہ تصویر پیش کرنے کی کوشش کی ہے جس سے ظاہر ہو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں باہم دشمنی تھی اور ان کا کردار ہمارے دور کے دنیا دار سیاستدانوں سے مختلف نہ تھا۔ عجیب بات یہ ہے کہ تاریخ طبری میں جنگ صفین کی طرح واقعہ تحکیم کی بھی کل روایات بھی ابو مخنف ہی کی روایت کردہ ہیں۔ ان صاحب کے بارے میں یہ بات معلوم و معروف ہے کہ وہ انہی باغیوں کے ساتھی ہیں۔

فیصلہ کرنے والے کون تھے اور ان کا تعین کیسے ہوا؟

فیصلہ کرنے کے لیے جن دو حضرات کے نام پر مسلمانوں کا اتفاق ہوا، وہ حضرت ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان دونوں حضرات کی جلالت شان کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان دونوں حضرات کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتظامی عہدے دیے تھے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری پہلے تینوں خلفائے راشدین کے دور میں مختلف علاقوں کے گورنر رہے اور حضرت عثمان کی شہادت کے وقت آپ کو فہ کے گورنر تھے۔ آپ ایسے صاحب الرائے تھے کہ طویل عرصہ حکومتی امور چلاتے رہے۔ آپ کی روایت کردہ احادیث سے آپ کے فہم دین و دنیا کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس تحکیم کی روایات میں انہیں معاذ اللہ ایک بے وقوف شخص کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

دوسری طرف حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ایسی ہستی ہیں جن پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتماد فرمایا۔ آپ نے حضرت عمرو کو کئی لشکروں کا امیر بنایا اور انہیں عمان کا گورنر مقرر فرمایا۔ اسی طرح آپ نے حضرت ابوموسیٰ کو یمن کے علاقے عدن کا گورنر مقرر فرمایا۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہے: ”اے عمرو! آپ صاحب رائے ہیں اور اسلام کے معاملے میں ہدایت یافتہ ہیں۔“ [1] اور فرمایا: ”عمرو بن عاص قریش کے صالح لوگوں میں سے ہیں۔“ [2] حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو ابو مخنف اور ان کی قبیل کے راویوں نے دنیا پرست ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے برعکس آپ کی دنیا سے بے رغبتی کا عالم یہ تھا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک مہم کا سربراہ بنا کر بھیجا اور فرمایا:

”عمرو! میں آپ کو ایک سمت میں بھیجنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے گے اور آپ کو مال غنیمت عطا فرمائیں گے اور اس مال سے ہم بھی آپ کو دیں گے۔“ انہوں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! میں نے مال کے لالچ میں اسلام قبول نہیں کیا۔ میں تو جہاد کی رغبت اور آپ کی صحبت میں رہنے کے لیے مسلمان ہوا ہوں۔“ آپ نے فرمایا: ”اے عمرو! صالح مال، صالح شخص کے لیے اچھا ہوتا ہے۔“ [3]

عہد فاروقی میں حضرت عمرو ایک اعلیٰ پایہ کے منتظم اور جرنیل بن کر ابھرے۔ فلسطین اور مصر آپ کے ہاتھوں فتح ہوئے۔

حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں آپ مصر کے گورنر رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں آپ حضرت معاویہ سے جا ملے اور ان کی حکمت عملی نے باقی تحریک کو ناکوں چنے چبوائے۔

حضرت علی کی جانب سے بطور حکم (جج) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا گیا جو نہایت ہی جلیل القدر مسی بی تھے اور جنگ صفین میں غیر جانبدار رہے تھے۔ ابوحنیف نے اپنی روایتوں میں یہ زور لگانے کی کوشش کی ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، ابوموسیٰ سے خوش نہیں تھے اور مالک الاشتر کو حکم (فیصلہ کرنے والا) بنانا چاہتے تھے مگر آپ کے رنجیں نے آپ کو مجبور کر کے انہی کو مقرر کروادیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بھی حکم بننے پر خوش نہ تھے۔

سوال یہ ہے کہ اوپر بیان کردہ روایت میں یہ شرط طے کی گئی تھی: ”آپ اپنے میں سے ایک ایسا شخص فیصلے کے لیے متعین کیجئے جس پر ہم راضی ہوں اور ہم بھی اپنے میں سے ایک شخص کو متعین کر دیتے ہیں (جس پر آپ راضی ہوں)۔“ مالک الاشتر و رضی اللہ عنہ ویسے ہی تھے، جیسا کہ روایات میں بیان کیا گیا ہے، تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں قبول کیوں کر لیا؟ حکم کے لیے یہ شرط طے کی گئی تھی کہ وہ غیر جانبدار ہوں۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ غیر جانبدار نہیں تھے بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوج کے سربراہ تھے۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی امانت و دیانت پر اعتماد نہ ہوتا، تو انہیں کیسے بطور حکم کے قبول کر لیتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو ان دونوں جلیل القدر صحابہ پر کوئی اعتراض نہ تھا مگر یہ باغی چاہتے تھے کہ ان کا لیڈر مالک الاشتر حکم بنے تاکہ ان کے مفادات پورے ہوں۔ جب ایسا نہ ہو سکا تو انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی کردار کشی کی بھرپور کوشش کی۔ اس کے برعکس بلاذری کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی اور معاویہ دونوں ہی ان دونوں حضرات سے راضی تھے۔

معاویہ نے کہا: ”میں عمرو کو نامزد کرتا ہوں۔“ علی نے کہا: ”میں ابوموسیٰ اشعری کو نامزد کرتا ہوں۔“ وہ دونوں ان کے ناموں پر راضی ہو گئے۔ اس بات پر ایک معاہدہ تحریر کیا گیا جس پر دونوں لشکروں کے دس دس افراد نے بطور گواہ دستخط کیے۔ [۱۴]

صلح کا معاہدہ کیا تھا؟

ابوحنیف نے صلح کا معاہدہ بھی نقل کیا ہے اور ہمارا خیال ہے کہ یہ کام انہوں نے ٹھیک کیا ہے کیونکہ بلاذری نے دیگر اسناد سے اس معاہدے کا متن دیا ہے۔ معاہدے کے الفاظ یہ تھے:

یہ وہ معاہدہ ہے جو علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان نے باہم کیا ہے۔ علی کا فیصلہ اہل عراق اور ان لوگوں پر نافذ ہوگا جو لوگ ان کی جماعت میں سے ہیں یا عام مومنین میں سے ان کے ساتھ ہیں۔ معاویہ کا فیصلہ اہل شام اور ان صاحب ایمان لوگوں پر نافذ ہوگا جو معاویہ کے ساتھ ہیں۔ ہم اللہ عزوجل کے حکم اور اس کی کتاب کو قبول کرتے ہیں اور کتاب اللہ کے علاوہ ہمیں کوئی فیصلہ قبول نہ ہوگا۔ اللہ عزوجل کی کتاب میں اول تا آخر جو کچھ بھی موجود ہے، ہم اس پر عمل کریں گے۔ جس چیز کے احیاء کا یہ کتاب

حکم دیتی ہے، اسے مان لیں گے اور جس چیز سے حکم کرنے کا حکم دیتی ہے، اسے ختم کر دیں گے۔ دونوں حکم دہنی ہوں، یعنی
یعنی عبد اللہ بن قیس اور عمرو بن عاص انہی نے کتاب اللہ میں جو حکم پائیں گے، اس پر عمل ہی انہوں نے کیا۔ اگر اس معاملہ میں کتاب اللہ
میں یہ دونوں کوئی حکم نہ پائیں تو اس سنت پر عمل ہی انہوں نے کیا جو عدل و انصاف پر مبنی ہوگی اور جس پر سب کا اتفاق ہوگا اور کسی کو اس
سے اختلاف نہ ہوگا۔

دونوں حکم، غلی اور معاویہ اور ان کے لشکروں سے عہد و پیمان لیں گے، اسی طرح دیگر مجتہدین کو اس سے بھی وعدہ لیں گے۔ ان
دونوں کی جان و مال محفوظ رہیں گی۔ جو فیصلہ یہ دونوں کریں گے، اس پر تمام امت ان کی معاون و مددگار ہوگی۔ دونوں فریقوں کے
مسلمانوں پر اللہ کے نام پر یہ عہد لازم ہوگا کہ جو کچھ اس معاہدہ میں تحریر ہے، وہ ہمیں قبول ہے اور ہم نے ان دونوں باتوں کا
فیصلہ تمام مسلمانوں پر لازم کر دیا ہے۔ یہ سب لوگ ہتھیار اتار کر رکھ دیں گے اور سب لوگوں کو امن حاصل ہوگا۔ جہاں چاہیں، وہ
چلے جائیں، ان کی جان و مال اور اہل و عیال محفوظ رہیں گے۔ وہ تمام لوگ جو یہاں موجود ہیں اور جو غائب ہیں، سب لوگوں کو یہ
امن حاصل ہوگا۔ عبد اللہ بن قیس اور عمرو بن عاص پر اللہ کا یہ عہد و پیمان ہوگا کہ وہ اس امت کا فیصلہ کر دیں اور انہیں دوبارہ جنت
اور اختلاف میں مبتلا نہ کریں۔ یہ دوسری چیز ہے کہ کوئی ان کا فیصلہ قبول نہ کرے۔

اس معاہدے کی مدت رمضان تک ہوگی، اگر یہ دونوں حکم اس مدت کو بڑھانا چاہیں تو باہمی رضامندی سے بڑھاسکتے ہیں۔
اگر دونوں حکموں میں سے کسی ایک حکم کا انتقال ہو جائے تو اس کی پارٹی کا امیر اس کی جگہ دوسرا حکم مقرر کرے گا اور وہ شخص اہل عدل و
انصاف میں سے منتخب کیا جائے گا۔ ان دونوں کے فیصلے کا مقام، جس میں وہ فیصلہ کریں گے، وہ جگہ ہوگی جو اہل و ذوال اہل شام کے
درمیان واقع ہے۔ یہ دونوں حکم فیصلہ پر جن لوگوں کی گواہی لینا چاہیں، لے سکتے ہیں اور ان کی گواہی وہ اس فیصلہ پر تحریر کر دیں
گے۔ یہ گواہ اس فیصلے کی ان لوگوں کے مقابلے میں حمایت کریں گے، جو اسے ملنا چاہے یا اس کی مخالفت کرے۔ اے اللہ! ہم
آپ سے اس شخص کے مقابلے میں امداد طلب کرتے ہیں، جو اس فیصلہ کو چھوڑ دے۔ [5]

اہل تشیع کی کتاب اخبار الطوال کی روایت کے مطابق اس میں یہ الفاظ بھی موجود تھے:

عبد اللہ بن قیس (ابو موسیٰ) اور عمرو بن عاص نے غلی اور معاویہ سے اللہ کے نام پر پیمان لیا ہے کہ یہ دونوں باتوں کے فیصلے پر
راضی ہوں گے جو کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت کی بنیاد پر کیا جائے۔ ان دونوں (غلی اور معاویہ) کو اجازت نہ ہوگی کہ وہ
باتوں کے فیصلے کو توڑ دیں اور اس کی خلاف ورزی کر کے کسی اور چیز کی طرف مائل ہوں۔ [6]

معاہدے کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتنا مبارک معاہدہ تھا کہ اس کی بدولت مسلمانوں کی طاقت اکٹھی ہو رہی تھی۔
معاہدے کے الفاظ سے ہی ظاہر ہے کہ حضرت غلی اور معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں ہی کے دل میں اسلام کے بارے میں کس درجے کا
خلوص پایا جاتا تھا۔ معاہدے کے آغاز میں هذا ما تقاضی علیہ علی بن ابی طالب ومعاویۃ بن ابی سفیان،
قاضی علی علی اہل الکوفۃ ومن معہم من شیعۃہم من المؤمنین والمسلمین، وقاضی معاویۃ علی
اہل الشام ومن کان معہم من المؤمنین والمسلمین کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت غلی اور معاویہ رضی اللہ

عہما ایک دوسرے کے ساتھیوں کو صاحب ایمان اور مسلمان سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ متعدد صحابہ نے بطور گواہ اس پر دستخط کیے اور اس معاہدے پر عالم اسلام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ابو مخنف ہی کے بیان کے مطابق معاہدے کے بعد دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کے جنگی قیدیوں کو آزاد کر دیا۔

باغیوں نے صلح کے اس معاہدے کے سلسلے میں کس رد عمل کا اظہار کیا؟

جہاں اہل اسلام کے لیے یہ معاہدہ نہایت مبارک ثابت ہوا وہاں باغیوں کے لیے یہ معاہدہ موت کے مترادف تھا۔ ان کے ہاں صف ماتم بچھ گئی۔ خود ابو مخنف نے باغی تحریک کے لیڈر مالک الاشتر کی حالت کچھ یوں نقل کی ہے:

جب یہ معاہدہ تحریر کیا گیا تو اس کی گواہی کے لیے اشتر کو بھی طلب کیا گیا۔ اس نے کہا: ”اللہ کرے، یہ دایاں ہاتھ میرے پاس نہ رہے اور نہ میں اس بائیں ہاتھ سے کوئی نفع حاصل کر سکوں، اگر میں اس معاہدے پر دستخط کروں جو صلح کے نام پر تحریر کیا گیا ہے۔ کیا میں اپنے رب کی جانب سے ہدایت پر نہیں ہوں اور میں اپنے دشمن کی گمراہی پر یقین رکھتا ہوں۔“ اشعث بن قیس، (جنہوں نے اس معاہدے کی تکمیل میں بنیادی کردار ادا کیا) بولے: ”واللہ! تم نے نہ کوئی کامیابی دیکھی اور نہ کوئی ظلم دیکھا۔ ہمارے ساتھ آؤ، ہمیں تم سے کوئی دشمنی نہیں۔“ اشتر بولا: ”کیوں نہیں ہے؟ واللہ! میں تم سے دنیا میں دنیا کی خاطر اور آخرت میں آخرت کی خاطر نفرت کرتا ہوں۔ اللہ عزوجل نے میری اس تلوار کے ذریعے بہت سے افراد کا خون بہایا ہے اور تم میرے نزدیک ان سے بہتر نہیں ہو اور نہ ہی میں تمہارا خون حرام سمجھتا ہوں۔“ عمارہ (راوی) کہتا ہے کہ میں نے اس شخص (اشعث) کو دیکھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی ناک پر کوئلے رکھ دیے گئے ہوں، یعنی وہ (غصے سے) اتنی سیاہ تھی۔ [7]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باغیوں کی اس معاہدے کے بارے میں کیا رائے تھی؟ اشعث بن قیس رحمہ اللہ نے چونکہ صلح کے اس معاہدے میں بنیادی کردار ادا کیا، اس وجہ سے وہ ان باغی راویوں کے غیض و غضب کا نشانہ بنے۔ انہی ابو مخنف نے اپنے ساتھیوں سے نقل کیا ہے انہی اشعث نے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کر کے خارجی جماعت بنائی۔ ظاہر ہے کہ ان پر یہ تہمت اسی وجہ سے لگائی گئی ہے کہ وہ صلح میں پیش پیش تھے اور اس صلح کے ذریعے انہوں نے باغیوں کی لٹیاؤں کی تھی۔ خود ابو مخنف ہی کی روایت میں یہ بات موجود ہے کہ اشعث بن قیس خوارج کے مقابلے میں پیش پیش تھے۔ [8]

اشعث کے باغی ہونے کو طبری نے اس سند سے بیان کیا ہے۔ فحدثنی عبد اللہ بن أحمد، قال: حدثنی أبي، قال: حدثنی سليمان بن يونس بن يزيد، عن الزهري، اس سند کے بارے میں ہم کئی جگہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ سند کمزور ہے۔ یونس بن یزید الاطالی کے بارے میں امام احمد بن حنبل کا کہنا یہ ہے کہ یہ زہری سے منکر (انتہائی عجیب و غریب) قسم کی روایتیں کرتے ہیں۔ [9] پھر اہل اس روایت کو ابن شہاب الزہری سے منسوب کرتے ہیں جو کہ اس واقعہ کے 21 برس بعد 677/58 میں پیدا ہوئے۔ اگر زہری نے واقعی یہ روایت بیان کی ہے تو عین ممکن ہے کہ انہوں نے یہ روایت کسی ایسے شخص سے سنی ہو جو کہ باغی تحریک کا حصہ ہو۔

صلح کے معاہدے کے بعد دونوں افواج واپس چلی گئیں۔ ابو مخنف کی روایت کے مطابق اس کے بعد باغیوں میں پھوٹ پڑ

گئی۔ جو کچھ ہوا، وہ ان کے اپنے الفاظ میں پڑھیے:

ابو مخنف نے ابو خباب النکبی کے واسطے عمارہ بن ربیعہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: جب ہیمان علی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدان صفین میں گئے تھے تو ہا ہم ایک دوسرے کے دوست تھے اور ہر ایک دوسرے سے محبت کرتا تھا۔ جب یہ میدان صفین سے واپس لوٹ کر آئے تو یہ سب ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ ہر ایک، دوسرے سے کینہ رکھتا تھا۔ یہ لوگ میدان صفین میں جب تک علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں رہے، خوش رہے لیکن جب حکیم کا واقعہ پیش آیا تو یہ سب ایک دوسرے کی راہ روکنے لگے۔ آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیتے اور ایک دوسرے کو کوڑے مارتے۔ [10]

ابو مخنف کی اس گھر کی گواہی سے اندازہ ہوتا ہے کہ جنگ صفین کے بعد اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا حرکت میں آیا اور باغیوں کی پیٹھ پر بری طرح برسا۔ اب اس تحریک میں پھوٹ پڑ گئی اور ان میں باہمی دشمنی عروج کو پہنچ گئی۔ ابو مخنف (d) 774/157 کی ان روایات کے مطالعے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان صاحب کا مقصد اپنے زمانے کی باغی تحریک کو تاریخی دلائل کی بنیاد پر منظم کرنا تھا۔ انہوں نے جنگ صفین، حکیم اور پھر کربلا کے واقعات پر کتابیں لکھیں اور ان میں اپنی تحریک کی غلطیاں بھی بیان کر دیں تاکہ اس کے ساتھی آئندہ ان غلطیوں سے محفوظ رہ سکیں۔

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ باغی تحریک میں بہت سے عناصر شامل تھے جن کے مفادات ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ یقینی طور پر اب ان کے مابین مفادات کا ٹکراؤ ہوا ہو گا جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے دشمن بن گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو مخلص مسلمان تھے، وہ پہلے ہی ان باغیوں سے نفرت کرتے تھے۔ دوسری جانب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو لوگ تھے، وہ نہایت ہی مخلص اور یکجان تھے اور ان کے اندر کسی قسم کا کوئی اختلاف موجود نہ تھا۔ اسی موقع پر باغی تحریک دو حصوں میں تقسیم ہو گئی اور ان کے الگ ہو جانے والے گروہ کو "خوارج" کا نام دیا گیا۔ اس کی تفصیل ہم آگے بیان کریں گے۔

واقعہ حکیم کی روایات کس حد تک درست ہیں؟

طبری میں واقعہ حکیم کی بھی تمام تر روایات ابو مخنف ہی کی روایت کردہ ہیں اور ان صاحب نے صحابہ کرام سے متعلق اپنے بغض کو حسب عادت ان روایات میں داخل کر دیا ہے۔ ان صاحب نے حضرت ابوموسیٰ اور عمرو بن عامر رضی اللہ عنہما دونوں کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اور حضرت ابوموسیٰ کو معاذ اللہ بے وقوف اور حضرت عمرو کو مکار اور دھوکے باز ظاہر کیا ہے۔ اس تاثر کا جھوٹ اسی سے واضح ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں حضرات کو ذمے دار اور حساس عہدوں پر فائز کیا تھا۔

ابو مخنف کے بیان کے مطابق رمضان 37/657 میں دومۃ الجندل کے مقام پر دونوں حکم اکٹھے ہوئے۔ دونوں کے ساتھ چار چار سو ساتھی تھے۔ [11] راوی کا کہنا یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں زبردست پھوٹ پڑی ہوئی تھی کیونکہ ان کی بڑی تعداد آپ سے مخلص نہیں تھی۔ تفصیل ان صاحب کے اپنے الفاظ میں پڑھیے:

ابو مخنف نے مجلد بن سعید اور شعبی کے واسطے زیاد بن النضر الحارثی کا بیان نقل کیا ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چار سو افراد روانہ فرمائے اور ان کا امیر شریح بن ہانی الحارثی کو مقرر کیا۔ ان کے ساتھ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی تھے، جو لوگوں کو نماز

پڑھاتے اور ان آدمیوں کے کاموں کا انتظام کرتے۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ انہی کے ساتھ تھے۔ معاویہ نے عمرو بن عباس (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ چار سو افر اور وانہ کیے تھے۔ یہ دونوں گروہ اذرح میں دومۃ الجندل کے مقام پر جمع ہوئے۔

معاویہ جب بھی کسی قاصد کو عمرو بن عباس کے پاس بھیجتے تو وہ آتا اور واپس چلا جاتا۔ کسی کو کانوں کا خبر نہ ہوتی کہ وہ کیا پیغام لایا ہے اور کیا پیغام لے کر واپس چلا گیا ہے؟ اہل شام اس سے کوئی سوال نہ کرتے۔ اس کے برعکس جب حضرت علی کا کوئی قاصد ابن عباس کے پاس آتا تو اہل عراق فوراً ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کرتے کہ امیر المومنین نے کیا لکھا ہے؟ اگر ابن عباس کچھ چھپاتے تو یہ لوگ ان پر مختلف قسم کی بدگمانیاں کرتے اور کہتے، ہمارا خیال ہے کہ انہوں نے ایسا ایسا لکھا ہوگا؟ ابن عباس نے مجبور ہو کر فرمایا: "کیا تم لوگوں میں ذرا سی بھی عقل نہیں ہے؟ کیا تم معاویہ کے قاصد کو نہیں دیکھتے کہ وہ پیغام لے کر آتا ہے اور کسی کو خبر نہیں ہوتے۔ یہاں سے پیغام لے کر جاتا ہے تو کسی کو علم نہیں ہوتا کہ کیا پیغام لے کر گیا ہے۔ نہ اس پر شکی چیتے چلاتے ہیں اور نہ زبان سے کوئی لفظ نکالتے ہیں۔ ایک تم ہو کہ ہر وقت نئی نئی بدگمانیاں کرتے ہو۔ [12]

ابو مخنف اور دیگر باغی راویوں نے واقعہ تحکیم سے متعلق لکھا ہے کہ اس میں حضرت ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن عباس رضی اللہ عنہما کے مابین تنہائی میں گفتگو ہوئی۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ وہ پوری ہی گفتگو مکالمے کی صورت میں اس طرح نقل کرتے ہیں کہ گویا خود ان حضرات کے ساتھ موجود تھے اور یا تو ٹیپ ریکارڈران کے پاس تھا یا پھر شارٹ سینڈ میں نوٹس لے رہے تھے۔ اس ضمن میں وہ ان کا پورا مکالمہ نقل کرتے ہیں جس کی دو روایتیں ہیں جو ایک دوسرے کے متضاد ہیں:

پہلی روایت

روایت یہ ہے:

لحدثنی عبد اللہ بن أحمد قال: حدثنی أبی قال: حدثنی سلیمان بن یونس بن یزید، عن الزہری، اس روایت کے مطابق حضرت عمرو نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنانے کی تجویز پیش کی تو حضرت ابو موسیٰ نے اس کی تردید کی اور پھر یہ دونوں ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے ہوئے باہر آئے۔ حضرت ابو موسیٰ نے حضرت عمرو کے متعلق یہ آیت پڑھی: وَآتُوا آلَ عَالِیہُمْ نَبَأَ الَّذِیْ آتٰیْنَاهُ آیَاتِنَا فَانْسَلَخْ مِنْهَا یعنی "انہیں اس شخص کا قصہ سنائیے جسے ہم نے اپنی آیات دیں تو وہ ان سے نکل گیا۔" اس پر حضرت عمرو نے ان کے بارے میں یہ آیت پڑھی: مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِلُوا التَّوْرَۃَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا کَمَثَلِ الْاِحْمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا یعنی "جنہیں تورات دی گئی، ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس نے کتابوں کا بوجھ اٹھایا ہو۔" [13]

دوسری روایت

دوسری روایت کے مطابق حضرت عمرو اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں ہی کو معزول کر دیا جائے اور فیصلہ عام مسلمانوں پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ جسے چاہیں اپنا خلیفہ بنالیں۔ اس کے بعد یہ حضرت باہر آئے۔ حضرت عمرو نے حضرت ابو موسیٰ کو کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور مجھ سے عمر میں بڑے ہیں،

اس وجہ سے آپ اعلان پہلے کیجیے۔ ابن عباس نے حضرت ابوموسیٰ کو کہا بھی کہ انہیں ہی پہلے اعلان کرنے دیجیے، آپ پہلے اعلان نہ کریں مگر انہوں نے بات نہ مانی۔ آگے کی روایت یہ ہے:

قال أبو مخنف: حدثني أبو جناب الكلبي: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے پہلے اعلان کیا: لوگو! ہم نے اس امت کی خلافت کے معاملے پر غور کیا تو اس سے بہتر کوئی صورت نہیں دیکھی جس پر میرا اور عمرو کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ یہ کہ علی اور معاویہ دونوں کو ہم معزول کر دیں اور اس خلافت کو امت پر چھوڑ دیں کہ وہ جسے پسند کریں، اپنا خلیفہ منتخب کر لیں۔ اس لیے میں نے علی اور معاویہ دونوں کو معزول کیا۔ آپ لوگ اس کام میں خود غور کر لیجیے اور جسے آپ اس خلافت کا اہل سمجھیے، اسے یہ خلافت سونپ دیجیے۔" اس کے بعد آپ پیچھے ہٹ گئے اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا:

"انہوں (ابوموسیٰ) نے جو کہا، وہ آپ نے سن لیا۔ انہوں نے اپنے امیر کو معزول کر دیا ہے، میں بھی انہیں معزول کرتا ہوں جنہیں انہوں نے معزول کیا لیکن میں اپنے امیر معاویہ کو برقرار رکھتا ہوں کیونکہ وہ عثمان بن عفان کے وارث اور ان کے قصاص کے طلب گار ہیں اور لوگوں میں سب سے زیادہ اس مقام کے حق دار ہیں۔"

اس پر ابوموسیٰ نے فرمایا: "عمرو! تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نیک کام کی توفیق دے، تم نے وعدہ خلافی کی اور دھوکہ دیا۔ تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: كَذَّبَ الْكَلْبُ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثُ أَوْ تَلْزُمْهُ يَلْهَثُ" اس کی مثال اس کتے کی سی ہے اگر اسے کچھ ڈالو، تب بھی زبان نکالے رہتا ہے اور اگر چھوڑ دو، تب بھی زبان نکالے رہتا ہے۔" اس پر عمرو نے جواب دیا کہ تمہاری مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوں۔

اس کے بعد شریح بن ہانی نے عمرو پر کوڑے کے ذریعے حملہ کر دیا۔ اس پر عمرو کے بیٹے نے شریح کو کوڑے مارنے شروع کر دیے اور مار کٹائی شروع ہو گئی۔ شامیوں نے ابوموسیٰ کو تلاش کیا تو وہ مکہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ اس فیصلے کی اطلاع جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے نمازوں میں حضرت معاویہ، عمرو بن عاص، ابوالاعور اسلمی، حبیب بن مسلمہ، عبدالرحمن بن خالد، ضحاک بن قیس اور ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہم پر لعنت بھیجنا شروع کر دی۔ جب حضرت معاویہ کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے نمازوں میں حضرت علی، ابن عباس، اشتر، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم پر لعنت بھیجنا شروع کر دی۔ [14] انا لله وانا اليه راجعون۔

افسوس کہ بعد کے مورخین نے اسی دوسری روایت کو سوچے سمجھے بغیر بیان کرنا شروع کر دیا، جس سے یہ مشہور ہو گئی۔ نہ تو ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسی بدگمانی کر سکتے ہیں کہ جن صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن قرار دیا، ان کے لیے دوران نماز لعنت کا اہتمام فرمائیں اور نہ ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بدگمانی رکھتے ہیں کہ وہ حضرت علی اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر لوگوں کے خلاف ایسی جوابی کارروائی کریں۔

اب ہم ان دونوں روایات کا موازنہ اور تجزیہ کرتے ہیں۔ اگر آپ نے اب تک پہلے دو ابواب کا مطالعہ نہیں کیا تو روایت کے تجزیہ و تنقید کے اصولوں کا وہاں مطالعہ ضرور کر لیجیے۔ ان روایات کی سند اور متن میں غور کیا جائے تو یہ امور سامنے آتے ہیں:

1۔ پہلی روایت کی سند طبری نے یہ بیان کی ہے: فحدثني عبد الله بن أحمد قال: حدثني أبي، قال: حدثني سليمان بن يونس بن يزيد، عن الزهري۔ باغیوں نے اس سند کو ابن شہاب الزہری (58-124/677-741) سے منسوب کیا ہے جو واقعہ تحکیم کے 21 سال بعد پیدا ہوئے۔ وہ واقعے کے عینی شاہد نہیں تھے اور معلوم نہیں کہ انہوں نے کس سے سن کر یہ روایت بیان کی ہے۔ اگر بیس برس کی عمر میں بھی انہوں نے اس روایت کو سنا ہو، تو کم از کم ایک ایسا شخص ہے جو اس سند میں نامعلوم ہے۔ ممکن ہے کہ یہ نامعلوم شخص باغی تحریک کا کوئی کارکن ہو۔ پھر زہری سے اس روایت کو سلیمان بن یونس بن یزید ایلی روایت کر رہے ہیں۔ سلیمان براہ راست زہری کے شاگرد نہیں ہیں بلکہ ان کے والد یونس بن یزید الايلي زہری کے شاگرد ہیں اور ان کا ناقابل اعتماد ہونا ہم اس کتاب میں بار بار بیان کر چکے ہیں۔

2۔ دوسری روایت کی سند طبری نے یوں بیان کی ہے: قال أبو مخنف: حدثني أبو جناب الطائفي۔ اس سند میں سب سے پہلے تو یہی ابو مخنف (774/d.157) ہیں جو صحابہ کرام سے متعلق دل میں نہایت بغض رکھتے ہیں اور ان کے جھوٹ گھڑنے پر محدثین کا اتفاق ہے۔ دوسرے صاحب ابو جناب الطائفي (766/d.150) ہے جن کا اصلی نام یحییٰ بن ابی الحیہ الطائفي الکوفی ہے۔ ان کے بارے میں جرح و تعدیل کے مختلف ماہرین کے ارشادات یہ ہیں: یحییٰ القطان کہتے ہیں: میں جائز نہیں سمجھتا کہ اس کی روایتیں نقل کروں۔ نسائی اور دارقطنی کا قول ہے کہ یہ ضعیف راوی ہے۔ ابوزرعة اور یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یہ صدوق ہے مگر تدلیس کرتا ہے۔ ابن الدوری عن یحییٰ: ابو جناب میں ویسے تو حرج نہیں مگر یہ تدلیس کرتا ہے۔ فلاس کا کہنا ہے کہ متروک راوی ہے۔ [15] ابن عدی بیان کرتے ہیں کہ یہ کوفہ کے شیعہ گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ [16] ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ اس سے کوئی بات نہ لکھو، وہ قوی نہیں ہے۔ [17]

اس روایت کو ابو مخنف اور ابو جناب الطائفي کے سوا اور کوئی روایت نہیں کرتا ہے اور ابو جناب سے لے کر واقعہ تحکیم کے عینی شاہدوں تک کسی کا نام بیان نہیں ہوا۔ ابو جناب الطائفي 766/150 میں فوت ہوئے اور انہوں نے یہ روایت واقعہ تحکیم کے سو برس بعد بیان کی ہوگی لیکن درمیان کے تمام راوی غائب ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کس قسم اور کس درجے کے لوگ ہیں؟

3۔ دونوں روایات میں شدید تضاد پایا جاتا ہے۔ پہلی روایت کے مطابق حضرت ابوموسیٰ اور عمرو رضی اللہ عنہما میں اختلاف تہائی ہی میں ہو گیا تھا اور وہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے باہر نکلے اور پھر باہر نکل کر ایک دوسرے کی قصیدہ گوئی فرمائی۔ دوسری روایت کے مطابق دونوں اتفاق رائے کر کے بڑے اچھے انداز میں نکلے۔ پھر اپنے اپنے اعلانات کیے اور اس کے بعد ان میں تلخ کلامی ہوئی جس میں انہوں نے آیات پڑھیں۔ اب ان دونوں متضاد روایتوں میں سے کس روایت کو مانا جائے؟

4۔ حضرت ابوموسیٰ نے جو آیت پڑھی، اس کے بارے میں یہ روایتیں متضاد تصاویر پیش کرتی ہیں۔ پہلی روایت کے مطابق آیت 7: 175 کا ایک ٹکڑا آپ نے تلاوت کیا جبکہ دوسری روایت کے مطابق آیت 7: 176 کا ایک حصہ پڑھا۔ اگر یہ دونوں جمیل القدر حضرات ایک دوسرے کے خلاف ایسی بدزبانی کرتے تو معاملہ پھر یہیں تک محدود نہ رہتا۔ فریقین کے چار چار سو آدمی موجود تھے، ان میں جنگ بھی چھڑ سکتی تھی۔ پھر معاملہ صرف کوڑوں سے پیٹنے تک محدود نہ رہتا بلکہ کماریں نکل آتیں۔

5۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ واقعہ تحکیم کے وقت دونوں جانب سے چار چار سوار وہاں موجود تھے لیکن کسی نے یہ تفصیلات بیان نہیں کی ہیں۔ صرف زہری اور ابو جناب الکلبی اسے بیان کرتے ہیں جن میں سے ایک اس واقعے کے اکیس برس بعد پیدا ہوا۔ اور دوسرے کا زمانہ بھی اس واقعے کے سو برس بعد کا ہے۔

6۔ حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کی حالت نماز میں ایک دوسرے پر لعنت کی بات ایسی ہے جو عقل میں نہیں آتی۔ کہاں تو یہ حضرات ایک دوسرے کی تعریفیں کرتے ہیں اور کہاں ایک دوسرے پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اوپر بیان کردہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط ہی دیکھ لیجیے، اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا ارشادات ہیں۔ اسی طرح حضرت معاویہ کی حضرت علی سے متعلق رائے ہم آگے بیان کریں گے۔ یہ محض ان راویوں کا بغض ہے جسے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبان سے کہاوانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

7۔ اگر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے دھوکہ دہی کی ہوتی، جیسا کہ ان روایات میں بیان کیا گیا ہے، تو مخلص مسلمانوں کی کثیر تعداد، جو ابھی غیر جانبدار تھی، اس صورت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جاملتی۔ اسی طرح آپ کے کیپ میں جو لوگ ابھی تردد کا شکار تھے، ان کا تردد بھی دور ہو جاتا۔ بعد کے واقعات سے یہ بات ثابت ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔

8۔ ابو جناب کلبی اور ابو مخنف نے یہ روایت گھڑتے وقت یہ بھی نہ سوچا کہ حضرت عمرو اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما میں سے عمر میں کون بڑا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بڑے دھڑلے سے حضرت عمرو کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ”آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور مجھ سے عمر میں بڑے ہیں۔ اس لیے آپ پہلے اعلان کریں تو میں بھی اعلان کروں۔“ عمرو ہر معاملہ میں اسی طرح ابو موسیٰ کو آگے کر دیتے تھے اور اسی طرح ہر معاملہ میں انہیں کہہ دیا کرتے تھے اور چاہتے یہ تھے کہ ان سے علی کی خلافت ختم کرنے کا اعلان کرادیں۔ [18]

حضرت ابو موسیٰ اشعری نے 63 برس کی عمر میں 50/673 میں وفات پائی۔ [19] اس حساب سے ان کی تاریخ پیدائش سن ہجری کی ابتدا سے تیرہ برس پہلے 609ء میں ہوئی۔ اس کے برعکس حضرت عمرو نے 43/664 میں 80 برس سے زائد عمر میں وفات پائی۔ [20] اگر وفات کے وقت ان کی عمر کو بالفرض 81 سال بھی مان لیں تو اس حساب سے ان کا سن پیدائش سن ہجری کی ابتدا سے 38 سال پہلے 585ء بنتا ہے۔ اس طرح، حضرت عمرو، حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما سے عمر میں کم از کم 24-25 سال بڑے ضرور تھے۔ پھر اس بات کا کیا مطلب ہے کہ ”آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور مجھ سے عمر میں بڑے ہیں۔ اس لیے آپ پہلے اعلان کریں تو میں بھی اعلان کروں۔“ حضرت عمرو بن عاص کی طویل العمری کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ وہ سن ہجری کی ابتدا سے آٹھ برس پہلے 614ء میں ہجرت حبشہ کے موقع پر نجاشی کے دربار میں قریش کے سفیر کے طور پر گئے تھے۔ [21] اس وقت حضرت ابو موسیٰ اشعری پانچ سال کے ہوں گے۔ اگر حضرت عمرو ان سے چھوٹے تھے تو کیا قریش نے کسی دو تین سال کے بچے کو سفیر بنا کر بھیج دیا تھا؟ سچ کہتے ہیں کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔

محمد ثنین نے اگرچہ واضح کر دیا تھا کہ ابو مخنف ایک جھوٹے آدمی ہیں اور ان کی بیان کردہ روایات کا کوئی اعتبار نہیں۔ افسوس

کہ طبری اور بلاذری جیسے محقق علماء نے ابو مخنف کی ان روایات کو جوں کا توں اپنی کتاب میں درج کر لیا اور محض سند میں اس کا نام ہے کہ یہ فرض کر لیا کہ بعد کی نسلوں کے لوگ اس کا نام دیکھ کر ان روایات کو پرکھ لیں گے۔ یقیناً محققین تو ایسا کر سکتے تھے لیکن عام مورخین نے ایسا نہ کیا کیونکہ انہیں ابو مخنف سے ہٹ کر کسی اور کی روایات نہ ملیں۔ اس طرح سے یہ روایات ایک کتاب سے دوسری کتاب میں نقل ہوتی چلی گئیں اور کچھ ہی عرصہ میں اس جھوٹے پراپیگنڈے کو "مستند تاریخ" کی حیثیت مل گئی۔ ابن کثیر نے البتہ ان روایات کا جعلی ہونا بیان کر دیا ہے۔ [22]

واقعہ تحکیم کی صحیح تفصیلات کیا ہیں؟

اوپر کی تفصیل سے واضح ہو چکا ہے کہ واقعہ تحکیم کی جو روایات طبری میں بیان ہوئی ہیں، ان کا کوئی سراپاؤں نہیں ہے اور وہ انہی باغی راویوں کا گھڑا ہوا جھوٹ ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر صحیح روایات سے اس واقعے کی کیا تصویر سامنے آتی ہے۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کے جواب نے ہمیں اس مجبور کر دیا ہے کہ ہم احادیث و آثار اور تاریخ کے پورے ذخیرے کا جائزہ لیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ تحکیم جیسا اہم واقعہ، جس کے معنی شاہدین 800 کے قریب تھے، کے بارے میں کتب تاریخ میں بہت کم مواد موجود ہے۔ جو روایتیں ملتی ہیں، وہ یہی یونس بن یزید ایلی اور ابو مخنف کی بیان کردہ ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس واقعے کی تفصیلات و ان بوجھ کر یا تو چھپایا گیا ہے، یا اس درجے میں مسخ کر دیا گیا ہے کہ حقیقت تک رسائی ممکن نہیں۔ البتہ بعد میں جو تفصیلات پیش آئے، ان سے ہم یہ نتائج اخذ کر سکتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اور عمرو بن عامر رضی اللہ عنہما کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے تھے۔ انہوں نے معاملے کو مہاجرین و انصار کے سپرد کر دیا تھا۔ ہاں یہ دونوں اس بات پر متفق ہو گئے تھے کہ جب تک اتفاق رائے نہ ہو جاتا، اس وقت تک حضرت علی عراق پر، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما شام پر حکومت کرتے رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان میں اتفاق کی کوئی صورت پیدا کر دے۔

واقعہ تحکیم کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہلے خوارج اور پھر ایرانیوں کی جانب سے بغاوت کا سامنا کرنا پڑا، جس کی وجہ سے اہل شام کے ساتھ اتفاق کی کوئی صورت نہ نکل سکی۔ خوارج کے ساتھ جنگ کے نتیجے میں حضرت علی شہید ہوئے اور پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس معاملے کو اتفاق رائے تک پہنچا دیا۔

۱. عساکر۔ 46، 134۔ باب عمرو بن عامر رضی اللہ عنہ [2] ایضاً۔ 46، 137 [3] ایضاً۔ 46، 143 [4] بلاذری۔ 3، 107 [5] طبری۔ 248 [6] معصوم مصنف (منسوب بہ ابو جعفر الدینوری)۔ الاخبار الطوال۔ 208۔ لندن: مطبع بریل (1888)۔ www.al-mostafa.com۔ (Apr 2012) [7] طبری۔ 249 [8] ایضاً۔ 2/3، 281 [9] ذہبی۔ راوی 9932۔ 7، 320 [10] طبری۔ 2/3، 258 [11] 263 [12] ایضاً۔ 13 [13] ایضاً۔ 2/3، 252 [14] ایضاً۔ 2/3، 267 [15] میزان الاعتدال، راوی نمبر 9499 [16] ابن عدی، کمال فی 2669 [17] ابن ابی حاتم الرازی۔ الجرح والاعتدال۔ 9، 138۔ راوی نمبر 587۔ www.waqfeya.com۔ Aug 8، 2012 [18] طبری۔ 266 [19] ابن عبد البر۔ الاستیعاب۔ صحابی نمبر 1650۔ 1، 588 [20] ایضاً۔ صحابی نمبر 1941۔ 2، 100 [21] 79-1، 2 [22] ابن کثیر۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَزْرِ

باب: خز کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4038 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَنْمَاطِيُّ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّازِيُّ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي أَخْبَرَنِي أَبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يُبْعَارِي عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ عَلَيْهِ عِمَامَةٌ خَزْرَاءُ، فَقَالَ: كَسَانِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا لَفْظُ عُثْمَانَ وَالْإِخْبَارُ فِي حَدِيثِهِ

❦❦ عبد اللہ بن سعد اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے بخارا میں ایک شخص کو دیکھا جو سفید فخر پر سوار تھا اور اس نے اپنے سر پر خز کی سیاہ پٹری باندھی ہوئی تھی، اس نے یہ بات بیان کی، نبی اکرم ﷺ نے یہ مجھے پہنائی تھی۔

اس کی سند میں ایک راوی نے لفظ مختلف نقل کیے ہیں۔

4039 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ، حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ بَكْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ غَنَمٍ الْأَشْعَرِيَّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو غَامِرٍ أَوْ أَبُو مَالِكٍ، وَاللَّهُ يَمِينُ أُخْرَى مَا كَذَّبَنِي، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْخَزْرَ، وَالْخَزْرُ وَذَكَرَ كَلَامًا، قَالَ: يُمَسِّحُ مِنْهُمْ آخِرُونَ قِرْدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَعِشْرُونَ نَفْسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَكْثَرُ لَبِسُوا الْخَزْرَ مِنْهُمْ أَنْسٌ، وَالْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ

❦❦ عبد الرحمن بن غنم اشعری بیان کرتے ہیں: حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے: اللہ کی قسم! انہوں نے مجھ سے غلط بیانی نہیں کی، وہ کہتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”میری امت میں ایسے لوگ ضرور پیدا ہوں گے، جو خز اور ریشم کو حلال قرار دیں گے“

اس کے بعد راوی نے کچھ کلام ذکر کیا، جس میں آگے چل کر یہ الفاظ ہیں۔

”ان میں سے بعد میں آنے والے لوگوں کے چہرے مسخ کر کے انہیں بندر اور خزیر بنادیا جائے گا، اور ایسا قیامت تک کے لیے ہوگا۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے 20 حضرات، یا اس سے زیادہ حضرات کے بارے میں

یہ بات منقول ہے کہ وہ خز پہنا کرتے تھے، ان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ

باب: ریشم پہننے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4040 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَابِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً سِدْرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ تُبَاعُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ فَلَبِستَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلْقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ. ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلًّا فَأَعْطَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ: عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عَطَارِدَ مَا قُلْتَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَأُرَى لَهَا أَكْسُهَا لَتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَخَالَه مُشِيرٌ كَأَمْتَكَّةَ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد کے دروازے کے قریب ایک ریشمی حلہ فروخت ہوتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر آپ ﷺ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن اور وفد سے ملاقات کے دن اسے زیب تن کیا کریں تو یہ مناسب ہوگا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے وہ شخص پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو، پھر نبی اکرم ﷺ کے پاس کچھ خٹے آئے تو نبی اکرم ﷺ نے ان میں سے ایک حلہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھی عطا کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ آپ نے مجھے پہننے کے لیے دے دیا ہے؟ حالانکہ آپ نے عطار (نالی شخص) کے خٹے کے بارے میں فلاں بات ارشاد فرمائی تھی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ میں نے تمہیں اس لیے نہیں دیا تاکہ تم اسے پہن لو۔

(راوی کہتے ہیں) تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے وہ حلہ اپنے ایک مشرک کو پہننے کے لیے دے دیا جو مکہ میں رہتا تھا۔

4041 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، وَعُمَرُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ هَذِهِ الْقِصَّةُ قَالَ: حُلَّةٌ اسْتَلْزَمِي وَقَالَ: فِيهِ ثُمَّ أُرْسِلَ إِلَيْهِ بِجَبَّةٍ دِيْبَاجٍ وَقَالَ: تَبِيعُهَا وَتَصِيبُ بِهَا حَاجَتَكَ

سالم اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت نقل کرتے ہیں:

جس میں یہ الفاظ ہیں: ”ریشمی حلہ“۔

اور اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ نے ان کی طرف دیباچ کا حلہ بھجوایا اور آپ نے ارشاد فرمایا: تم اسے فروخت کر کے اس کی قیمت کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کرو۔

4042 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُمَرَ التَّهْدِيّ قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ إِلَى عُثْبَةَ بْنِ فَرْقِدٍ أَنَّ التَّيِّبَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ظَهَرَ عَنِ الْحَرِيرِ إِلَّا مَا كَانَ هَكَذَا

وَهَكَذَا أَصْبَعُنِي وَثَلَاثَةً وَأَرْبَعَةً

❦❦ ابو عثمان نہدی بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عقبہ بن فرقد کو خط میں لکھا کہ نبی اکرم ﷺ نے ریشم استعمال کرنے سے منع کیا ہے، البتہ اگر وہ اتنا یا اتنا ہو، یعنی دو یا تین یا چار انگلیوں کے برابر ہو، (تویہ جائز ہے)۔

4043- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ، يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَهْدَيْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سَيَرَاءَ فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا، فَأَتَيْتُهُ فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ وَقَالَ: إِلَيَّ لَمْ أَرْسَلْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا، وَأَمَرَنِي فَأَطَرْتُهَا بَيْنَ يَدَيْهِ
❦❦ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کو ایک ریشمی حلتہ تحفے کے طور پر دیا گیا، نبی اکرم ﷺ نے وہ مجھے بھجوا دیا، میں نے اسے پہنا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو مجھے آپ کے چہرے پر غصے کے آثار محسوس ہوئے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ میں تمہیں اس لیے نہیں بھیجا تھا، تا کہ تم اسے پہن لو، نبی اکرم ﷺ نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں اسے خاندان کی خواتین میں تقسیم کر دوں۔

بَابُ مَنْ كَرِهَهُ

باب: جس نے اسے مکروہ قرار دیا ہے

4044- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنْ لُبْسِ الْقَيْتِي، وَعَنْ لُبْسِ الْمُعْصَفِرِ، وَعَنْ تَحْتِمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ
❦❦ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے قسی پہننے، معصر پہننے، سونے کی انگلی پہننے سے اور رکوع کے دوران قرأت کرنے سے منع کیا ہے۔

4045- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَعْنِي الْمُرُوزِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَكَ مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا قَالَ: عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

❦❦ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

4043- إسناده صحيح. أبو صالح: هو عبد الرحمن بن قيس الحنفي. وأخرجه مسلم (2071)، والنسائي في "الكبرى" (9493) من طريق أبي عرو النخعي، به. وأخرجه البخاري (2614)، ومسلم (2071)، والنسائي في "الكبرى" (9494) من طريق يزيد بن وهب، عن علي. وأخرجه ابن ماجه (3596) من طريق يزيد بن أبي زياد، عن أبي فاختة عن هيرة بن يريم، عن علي: أنه أهدى لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- حلة مكهولة بحريز، إماما سداها، وإماما لخمها فأرسل بها إلي. فأتته، فقلت: يا رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ما أصعب بها؟ ألبسها؟ قال: "لا ولكن اجعلها خمر أبين المواظم". ويزيد روى الحفظ. وهو في "مسند أحمد" (698) و (755) و (1154).

”رکوع اور سجدے میں قرأت کرنے سے“

4046 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ ابْنِ أَبِي هَيْمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ، زَادُوا أَقُولَ نَهَاكُمْ

❦❦ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:
 ”(حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) میں یہ نہیں کہتا کہ نبی اکرم ﷺ نے تم لوگوں کو منع کیا ہے“

4047 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ مَرْثَدَةَ تَذَلُّبَانِ، ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى جَعْفَرٍ فَلَبِسَهَا، ثُمَّ جَاءَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَمْ أُعْطِهَا لَتَلْبَسَهَا قَالَ: فَمَا أَصْنَعُ بِهَا، قَالَ: أَرْسِلْ بِهَا إِلَى أَخِيكَ النَّجَاشِيِّ

❦❦ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بروم کے بادشاہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں باریک ریشم کا ایک لباس بھیجا، نبی اکرم ﷺ نے اسے پہن لیا، اس کی لہرائی ہوئی، آستینوں کا منظر گویا آج بھی میری نگاہ میں ہے، پھر نبی اکرم ﷺ نے وہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو بھجوا دیا انہوں نے بھی اسے پہن لیا، پھر وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”یہ میں نے تمہیں اس لیے نہیں دیا، تاکہ تم اسے پہن لو، انہوں نے عرض کی: پھر میں اس کا کیا کروں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے تم اپنے بھائی نجاشی کو بھجوا دو۔“

4048 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا زَوْحٌ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا أَزْكِبُ الْأَرْجُوانَ، وَلَا أَلْبَسُ الْمُعْصَفَرَةَ، وَلَا رِيحٌ لَا تَوْنُ لَهُ، وَلَا وَطِيبُ النِّسَاءِ لَوْ لَا رِيحٌ لَهُ قَالَ سَعِيدٌ: أَرَاهُ قَالَ: إِنَّمَا حَمَلُوا قَوْلَهُ فِي طِيبِ النِّسَاءِ عَلَى أَنَّهَا إِذَا خَرَجَتْ فَأَمَّا إِذَا كَانَتْ عِنْدَ زَوْجِهَا فَلَتَطْيِبُ بِمَا شَاءَتْ

❦❦ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”میں ار جوان پر سوار نہیں ہوتا اور معصفر نہیں پہنتا، اور ایسی قمیص نہیں پہنتا جس کی آستین ریشم سے کاڑھی گئی ہو“
 راوی کہتے ہیں: حصین بھری نے اپنی قمیص کے دامن کی طرف اشارہ کر کے یہ کہا: خبردار! مردوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے جس میں رنگ نہیں ہوتا، بلکہ خوشبو ہوتی ہے، اور عورتوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے، جس میں رنگ ہوتا ہے، خوشبو نہیں ہوتی۔
 سعید کہتے ہیں: میرا خیال ہے، انہوں نے یہ بھی بیان کیا: عورتوں کی خوشبو کے بارے میں ان کے قول کو علماء نے اس صورت حال پر محمول کیا ہے، جب عورت باہر نکلتی ہے، البتہ جب وہ اپنے شوہر کے پاس ہو تو وہ بھی چاہے خوشبو استعمال کر سکتی ہے۔

4049 - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ، أَخْبَرَنَا الْمُفَضَّلُ يَعْنِي ابْنَ قُضَالَةَ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقُتَيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي الْخَصَّيْنِ يَعْنِي الْهَيْثَمَ بْنَ شَفِيٍّ قَالَ: خَرَجْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي يُكْنَى أَبَا عَامِرٍ رَجُلٌ مِنَ الْمَعَاوِرِ لِنُصَلِّ بِأَيْلِيَاءَ وَكَانَ قَاصَهُمْ رَجُلٌ مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ: لَهُ أَبُو رَيْحَانَةَ مِنَ الصَّخَابَةِ قَالَ أَبُو الْخَصَّيْنِ: فَسَبَقَنِي صَاحِبِي إِلَى الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَدَفْتُهُ فَجَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَسَأَلَنِي هَلْ أَذْرُكَتَ قِصَصَ أَبِي رَيْحَانَةَ قُلْتُ: لَا قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: تَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَشْرِ عَنِ الْوَشْرِ، وَالْوَشْمِ، وَالتَّشْفِ، وَعَنْ مُكَامَعَةَ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَيْرِ شَعَارٍ، وَعَنْ مُكَامَعَةَ الْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ بِغَيْرِ شَعَارٍ، وَأَنْ تَجْعَلَ الرَّجُلُ فِي أَسْفَلِ ثِيَابِهِ حَرِيرًا، مِثْلَ الْأَعَاجِمِ، أَوْ يَجْعَلَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ حَرِيرًا مِثْلَ الْأَعَاجِمِ، وَعَنِ التُّهْمَى، وَرُكُوبِ النُّمُورِ، وَلُبُوسِ الْخَاتِمِ، إِلَّا لِذِي سُلْطَانٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الَّذِي تَفَرَّدَ بِهِ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ ذِكْرُ الْخَاتِمِ

❦❦ ابوحصین بیان کرتے ہیں: میں اور میرا ایک ساتھی، جس کی کنیت ابو عامر تھی اور اس کا تعلق معافر سے تھا، ہم ایلیا میں نماز ادا کرنے کے لیے نکلے، وہاں کا داعظ (امام مسجد) از د قبیلے سے تعلق ایک شخص تھا، جس کی کنیت ابو ریحانہ تھی، وہ صحابی تھے، ابوحصین بیان کرتے ہیں: میرا ساتھی مجھ سے پہلے مسجد چلا گیا، میں اس کے بعد آیا اور اس کے پہلو میں آکر بیٹھ گیا، اس نے مجھ سے دریافت کیا: کیا تم نے حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ کی تقریر سنی ہے؟ میں نے جواب دیا: جی نہیں! اس نے کہا: میں نے انہیں بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم ﷺ نے عشر (یعنی دس چیزوں سے منع کیا، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:)، وشر (خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان خلا پیدا کرنے)، وشم (مصیبت کے وقت عورت کے سر مونڈ لینے)، وشف (ابر و وغیرہ کے ہاں اکھیڑنا) اور آدمی کے دوسرے آدمی کے ساتھ، چادر کے بغیر لینے، یا عورت کے، دوسری عورت کے ساتھ چادر کے بغیر لینے سے، عجمیوں کی طرح اپنے نیچے ریشم پہننے، یا عجمیوں کی طرح اپنے کندھوں پر ریشم رکھنے، کوئی چیز اچک لینے، درندوں کی کھال پر بیٹھنے، انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے، البتہ حکمران (یا سرکاری اہلکار کا، مہر کے طور پر استعمال ہونے والی) انگوٹھی پہننے کا حکم مختلف ہے۔ یہ راوی اس روایت میں انگوٹھی کا ذکر کرنے میں منفرد ہیں۔

4050 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: نُهِيَ عَنْ مَيَاثِرِ الْأَرْجَوَانِ ❦❦ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میاثر ار جوان (نیچے بچھائی جانے والی مخصوص قسم کی چادروں) سے منع کیا گیا ہے۔

4051 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، وَمُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي اسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: تَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتِمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبْسِ الْقَيْتِي وَالْبَيْتْرِ الْحَمْرَاءِ

روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کے رسول نے مجھے سونے کی انگلی پہنے، قس (مخصوص قسم کا کپڑا) پہنے اور سرخ میرہ (مخصوص چادریں) استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

4052 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَّى فِي خِمِصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: اذْهَبُوا بِخِمِصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ فَإِنَّهَا الْهَيْثَنِي أَنْفَأُ فِي صَلَاتِي وَأَتَوَلَّى بِأَنْبِجَانِيَّتِهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو جَهْمٍ بْنُ حَذِيفَةَ مِنْ بَنِي عَبْدِ قَيْسٍ كَعْبُ بْنُ غَانِمٍ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے منقش چادر اوڑھ کر نماز ادا کی، نماز کے دوران آپ ﷺ کی نظر ان نقش و نگار پر پڑی، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو ارشاد فرمایا: میری یہ چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ کیونکہ اس نے ابھی میرے نماز ادا کرنے کے دوران میری توجہ منشر کی تھی اور اس کی اہجانی (سادہ) چادر میرے پاس لے آؤ۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو عدی بن کعب بن غانم سے تھا۔

4053 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، فِي آخِرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ وَالْأَوَّلُ أَشْبَعُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے، تاہم پہلی روایت زیادہ سیر کرتی ہے۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْعَلَمِ وَخِطِّ الْحَرِيرِ

باب: نشانات والے، یارشم کی کڑھائی والے کپڑے کی اجازت

4054 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ زَيَْادٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَبُو عَمْرِو مَوْلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عَمْرِو فِي الشُّوْرِ اشْتَرَى ثَوْبًا شَامِيًا، فَرَأَى فِيهِ خِطًّا أَحْمَرَ فَرَدَّهُ، فَأَتَيْتُ أَسْمَاءَ فَقَدْ كَرِثُ ذَلِكَ لَهَا فَقَالَتْ: يَا جَارِيَّةُ كَاوَلَيْتِي جُبَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! فَأَخْرَجَتْ جُبَّةَ طَيَالِسَةَ مَكْفُوفَةَ الْحَبِيبِ وَالْكَتْمِينَ وَالْفَرْجَذِينَ بِالدِّيْبَاكِ

ابو عمر عبد اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بازار میں دیکھا، انہوں نے ایک شامی کپڑا خریدا چاہا، پھر انہیں اس میں سرخ دھاگہ نظر آیا، تو انہوں نے وہ واپس کر دیا، میں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ان کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا، تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے لڑکی! تم نبی اکرم ﷺ کا جبہ مجھے لا کر دو، اس نے وہ جبہ نکالا، تو وہ

4051- حدیث صحیح، و هذا إسناد حسن من أجل خيرة - وهو ابن يونس -، لكنه متابع، أبو إسحاق: هو عمرو بن عبد الله السبيعي، وأخرجه ابن ماجه (3654)، والترمذي (3016)، والنسائي في "الكبرى" (9404) و (9405) و (9406) عن طريق أبي إسحاق السبيعي، به وهو في "مسند أحمد" (722)، و "صحیح ابن حبان" (5438).

علیٰ لسی تھا، جس کا دامن، دونوں کف اور دونوں طرف کے چاک و بیاچ سے کاڑھے ہوئے تھے۔

4055 - حَدَّثَنَا ابْنُ نَفِيلٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنَّمَا

تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الثَّوْبِ الْمُصْنَعِ مِنَ الْحَرِيرِ، فَأَمَّا الْعَلَمُ مِنَ الْحَرِيرِ، وَتَدَى الثَّوْبِ فَلَا تَأْسُ بِهِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خالص ریشمی کپڑے سے منع کیا ہے، البتہ اگر

ریشم کے ذریعے کڑھائی ہوئی ہو، یا کپڑے کا تانہ ریشمی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بَابُ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِعُذْرٍ

باب: عذر کی وجہ سے ریشم پہننا

4056 - حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ

أَنَسٍ، قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَلِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي قُمُصِ الْحَرِيرِ فِي الشَّفْرِ مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بَيْنَهُمَا

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن

عوام رضی اللہ عنہ کو خارش لاحق ہونے کی وجہ سے، سفر کے دوران ریشمی قمیص پہننے کی اجازت دی تھی۔

بَابُ فِي الْحَرِيرِ لِلنِّسَاءِ

باب: خواتین کا ریشم پہننا

4057 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي أَلَفٍ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَيْرٍ يَغْنِي الْغَافِقِي، أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ، وَأَخَذَ نَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هَذَيْنِ حَرَامٌ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي

﴿﴾ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ریشم پکڑ کر اسے اپنے دائیں ہاتھ میں رکھا اور سونا

لے کر اسے اپنے بائیں ہاتھ میں رکھا اور پھر فرمایا: یہ دونوں میری امت کے مردوں کے لیے حرام ہیں۔

4058 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، وَكَثِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحُصَيْنِ، قَالَا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنْ

الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كَلْثُومٍ بَنَتْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

بُرْدًا سِيرَاءً قَالَ: وَالسَّيْرَاءُ الْمُضْلَعُ بِالْقَرِ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو

دیکھا کہ انہوں نے سیراء کی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔

راوی کہتے ہیں: سیراء، قر سے بنی ہوئی چادر ہوتی ہے، جس میں چوکور خانے ہوتے ہیں۔

4059 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ يَعْنِي الزُّبَيْرِيَّ حَدَّثَنَا مُسْعَرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَنْزِعُهُ عَنِ الْعِلْمَانِ وَنَتْرُكُهُ عَلَى الْجَوَارِي قَالَ مُسْعَرٌ: فَسَأَلْتُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ عَنْهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم اسے (یعنی ریشمی کپڑے کو) لڑکوں سے اتار لیتے تھے اور لڑکیوں کے جسم پر رہنے دیتے تھے۔

مسعر بیان کرتے ہیں: میں عمرو بن دینار سے اس بارے میں دریافت کیا تو وہ اس سے واقف نہیں تھے۔

بَابُ فِي لُبْسِ الْحَبْرَةِ

باب: نقش و نگار والے کپڑے کو پہننا

4060 - حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قُلْنَا لِأَنْبَسِ يَعْنِي ابْنَ مَالِكٍ: أَتَى اللَّبَاسَ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَجَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْحَبْرَةُ

ترجمہ: قتادہ بیان کرتے ہیں: ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا، نبی اکرم ﷺ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ لباس کون سا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: خبرہ۔

بَابُ فِي الْبَيَاضِ

باب: سفید کپڑوں کا بیان

4061 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبُسُوءُ مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضُ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفُّنُوهَا مَوْتَاكُمْ وَإِنْ خَذَرْنَا كَحَالِكُمْ إِلَّا تَمُوتُوا يَجْلُو الْبَصَرُ وَيُنْبِتُ الشَّعْرُ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”تم سفید کپڑے پہنا کرو، کیونکہ یہ تمہارے سب سے بہترین کپڑے ہیں، اور ان میں ہی اپنے مردوں کو کفن دیا کرو، اور تمہارا سب سے بہتر سرمہ اٹھ ہے، جو بینائی کو تیز کرتا ہے اور بال اگاتا ہے۔“

بَابُ فِي غَسْلِ الثَّوْبِ وَفِي الْخُلْقَانِ

باب: کپڑے کو دھونے اور پرانے کپڑے پہننے کا بیان

4062- حَدَّثَنَا الثُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُسْكِينٌ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، عَنْ وَكِيعٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، نَحْوَهُ عَنْ حَسَّانِ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّى، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى رَجُلًا شَعِثًا قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُهُ فَقَالَ: أَمَا كَانَ يَجِدُ هَذَا مَا يُسْكِنُ بِهِ شَعْرَهُ، وَرَأَى رَجُلًا آخَرَ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ وَبِخَنَّةٌ، فَقَالَ أَمَا كَانَ يَجِدُ مَا يَغْسِلُ بِهِ ثَوْبَهُ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا یہ شخص اس چیز کو نہیں پاتا جس کے ذریعے یہ اپنے بال سنوار لے؟ پھر نبی اکرم ﷺ نے ایک اور شخص کو دیکھا، جس نے میلے کپڑے پہنے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ اس چیز کو نہیں پاتا، جس کے ذریعے اپنے کپڑے کو دھو لے؟

4063- حَدَّثَنَا الثُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو اسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَوْبٍ كُوفٍ، فَقَالَ: أَلَيْكَ مَالٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مِنْ أَيِّ الْمَالِ؟ قَالَ: قَدْ أَتَانِي اللَّهُ مِنَ الْإِبِلِ، وَالْغَنَمِ، وَالْخَيْلِ، وَالرَّقِيقِ، قَالَ: فَإِذَا أَتَاكَ اللَّهُ مَالًا فَلْيُرْ أَكْثَرُ نِعْمَةِ اللَّهِ عَلَيْكَ، وَكَرَامَتِهِ

ابو احوص اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں معمولی کپڑے پہن کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس مال ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کون سی قسم کا مال ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹ، بکریاں، گھوڑے، غلام سب کچھ دیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال عطا کیا ہے، تو تم پر اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کی عطا کردہ بزرگی کا اثر بھی نظر آنا چاہیے۔

بَابُ فِي الْمَصْبُوعِ بِالصُّفْرَةِ

باب: زرد رنگ کے کپڑے پہننا

4064- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ زَيْدِ يَعْنِي ابْنَ أَسْلَمَ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يَصْبُغُ بِحَيْثُهُ بِالصُّفْرَةِ حَتَّى تَمْتَلِي ثِيَابَهُ مِنَ الصُّفْرَةِ فَقِيلَ لَهُ لِمَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا، وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْهَا وَقَدْ كَانَ يَصْبُغُ ثِيَابَهُ كُلَّهَا حَتَّى عِمَامَتَهُ

رید بن اسلم بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی پر زرد رنگ لگایا کرتے تھے، یہاں تک کہ ان کے پڑے زرد رنگ سے بھر جاتے تھے، ان سے دریافت کیا گیا: آپ زرد رنگ کیوں لگاتے ہیں انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ رنگ استعمال کرتے ہوئے دیکھا ہے اور میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ راوی کہتے ہیں: وہ اپنے کپڑوں کو بھی یہی رنگ لگایا کرتے تھے، یہاں تک کہ عمامے پر بھی یہی لگاتے تھے۔

بَابُ فِي الْخُضْرَةِ

باب: سبز کپڑے پہننا

4065 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ إِثْبَادٍ، حَدَّثَنَا إِثْبَادٌ، عَنْ أَبِي رَمْثَةَ، قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نُحْوٍ النَّخَعِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَرَأَيْتُ عَلَيْهِ بُزْدَيْنِ أَخْضَرَيْنِ ﴿١﴾ ﴿٢﴾ حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے والد کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے آپ کو دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا۔

بَابُ فِي الْحُمْرَةِ

باب: سرخ رنگ کا بیان

4066 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْغَارِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: هَبَطْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثَنِيَّةٍ، فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَعَلَى رِيْطَةٍ مُصْطَرَّجَةٍ بِالْعَصْفَرِ، فَقَالَ: مَا هَذِهِ الرِّيْطَةُ عَلَيْكَ، فَعَرَفْتُ مَا كَرِهَ، فَاتَيْتُ أَهْلِي وَهُمْ يَسْجُرُونَ تَنُورًا لَهُمْ، فَقَذَفْتُهَا فِيهِ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْغَدِ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ، مَا فَعَلْتَ الرِّيْطَةَ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: أَلَا كَسَوْنَهَا بَعْضَ أَهْلِكَ، فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ لِلنِّسَاءِ ﴿١﴾ ﴿٢﴾ عمرو بن شعیب، اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک گھاٹی سے نیچے اتر رہے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف توجہ کی، میں نے اس وقت چادر لی ہوئی تھی، جو عصفر سے رنگی ہوئی تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ تم نے کیسی چادر اوڑھی ہوئی ہے؟ مجھے یہ اندازہ ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند کیا ہے، میں اپنی بیوی کے پاس آیا: وہ اس وقت تنور دہک رہی تھی، میں نے وہ چادر اس میں ڈال دی، اگلے دن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے دریافت کیا: اے عبداللہ! تمہاری چادر کا کیا بنا؟ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا، تو آپ نے فرمایا: یہ تم نے اپنی بیوی کو کیوں نہیں پہنادی؟ کیونکہ عورتوں کے لیے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

4067 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْجُمَيْصِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، قَالَ: قَالَ هِشَامُ يَعْنِي ابْنَ الْغَارِ: الْمُصْطَرَّجَةُ:

الَّتِي لَيْسَتْ بِمُشَبَّعَةٍ وَلَا الْمُوَرَّدَةُ

❁❁ ہشام بیان کرتے ہیں: مضر جہ سے مراد یہ ہے کہ وہ بہت سرخ بھی نہیں تھی اور بالکل گلابی بھی نہیں تھی۔

4068- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عُمَانَ بْنِ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ شُرَّحْبِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ

شُفْعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو عَلِيٍّ

الْثُّوْلُوثِيُّ: أَرَاكَ عَلَى ثَوْبٍ مَصْبُوعٍ بِعَصْفَرٍ مُوَرَّدٍ، فَقَالَ: مَا هَذَا، فَأَنْطَلَقْتُ فَأَحْرَقْتُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا صَنَعْتَ بِثَوْبِكَ، فَقُلْتُ: أَحْرَقْتُهُ، قَالَ: أَفَلَا كَسَوْتَهُ بِبَعْضِ أَهْلِكَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ثَوْرٌ، عَنْ خَالِدٍ، فَقَالَ: مُوَرَّدٌ، وَطَاوُسٌ قَالَ: مُعَصْفَرٌ

❁❁ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے دیکھا، میرے جسم پر عصفر سے

رنگی ہوئی گلابی چادر تھی، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ میں گیا اور میں نے اسے جلادیا، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا:

تم نے اپنے کپڑے کا کیا کیا؟ میں نے عرض کی: میں نے اسے جلادیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے وہ اپنی بیوی کو کیوں نہیں پہنا

دیا۔

خالد نامی راوی نے لفظ مورد (یعنی گلابی) نقل کیا ہے، جبکہ طاووس نامی راوی نے لفظ معصفر (یعنی کسم سے رنگی ہوئی) نقل کیا

ہے۔

4069- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُزَّابَةَ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَعْنَى ابْنِ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ

مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَحْمَرَانِ، فَسَلَّمَ

عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

❁❁ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا، جس نے سرخ

چادریں اوڑھی ہوئی تھیں، اس نے نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اسے سلام کا جواب نہیں دیا۔

4070- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ يَعْنَى ابْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ

عَطَاءٍ، عَنْ رَجُلٍ، مِنْ بَنِي حَارِثَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

سَفَرٍ، فَرَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ رَوَاحِلَتَنَا وَعَلَى إِبِلِنَا أَكْسِيَّةً فِيهَا خُيُوطٌ عَاهِنٌ حُمْرٌ،

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَرَى هَذِهِ الْحُمْرَةَ قَدْ عَلَتْكُمْ، فَقُمْنَا بِرَأْعَالِقُولِ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَقَرَّ بَعْضُ إِبِلِنَا، فَأَخَذْنَا الْأَكْسِيَّةَ فَفَرَزْنَا عَنْهَا عَاهِنًا

❁❁ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر پر روانہ ہوئے، نبی اکرم ﷺ

نے ہماری اونٹنیوں پر اور ہمارے اونٹوں پر کچھ چادریں دیکھیں، جن میں سرخ رنگ کی اون کے دھاگے تھے، آپ ﷺ نے

دریافت کیا: کیا میں یہ نہیں دیکھ رہا کہ سرخ رنگ تم پر غالب آ گیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان پر ہم اتنی تیزی سے اٹھے کہ

جس کوٹ بھڑک پڑے، ہم نے ان چادروں کو پکڑا، اور انہیں ان پر سے اتار دیا۔

4071 - حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنِي أَبِي - قَالَ ابْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ وَقَرَأْتُ فِي أَصْلِ إِسْمَاعِيلَ - قَالَ: حَدَّثَنِي ضَمُصَمٌ يَعْنِي ابْنَ زُرْعَةَ عَنْ شَرِيحِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ حُرَيْثِ بْنِ الْأَخْخِ السَّلِيلِيِّ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ قَالَتْ: كُنْتُ يَوْمًا عِنْدَ زَيْنَبِ امْرَأَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَصْبُغُ ثِيَابًا لَهَا بِمَغْرَةٍ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى الْمَغْرَةَ رَجَعَ فَلَمَّا رَأَتْ ذَلِكَ زَيْنَبُ عَلِمَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَرِهَ مَا فَعَلَتْ فَأَخَذَتْ فَغَسَلَتْ ثِيَابَهَا وَوَارَتْ كُلَّ حُرَّةٍ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ فَأَخْلَعَ فَلَمَّا لَمْ يَرَ شَيْئًا دَخَلَ

ﷺ جو اسد سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون بیان کرتی ہیں: ایک دن میں نبی اکرم ﷺ کی اہلیہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھی، ہم نے یروے رنگ کے ساتھ کپڑے رنگے تھے، ہم ابھی وہیں موجود تھے، اسی دوران نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے، جب آپ نے یروے رنگ کو ملاحظہ فرمایا، تو آپ کو تیار واپس چلے گئے، جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے یہ صورت حال دیکھی، تو انہیں اندازہ ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ کو ان کا یہ عمل پسند نہیں آیا، انہوں نے وہ کپڑا لیا اور اسے دھو دیا اور اس کی ساری سرخی کو چھپا دیا، پھر جب نبی اکرم ﷺ واپس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے جھانک کے دیکھا تو آپ کوئی (نا پسندیدہ) چیز نظر نہیں آئی، تو آپ اندر تشریف لے آئے۔

بَابُ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

باب: اس کی اجازت

4072 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو التَّمَرِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ شَعْرٌ يَبْلُغُ شُحْمَةَ أُذُنَيْهِ وَرَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حُمْرَاءٍ لَمْ أَرْ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ

ﷺ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے بال آپ کے کانوں کی لوتک آتے تھے، میں نے آپ ﷺ کو کبھی جوڑا پہنے ہوئے دیکھا ہے، میں نے آپ ﷺ سے زیادہ خوب صورت کوئی نہیں دیکھا۔

4073 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَغْلَةٍ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ أَحْمَرٌ وَعَلَى رِجْلَيْهِ نَعْلَانِ أَحْمَرَانِ وَأَمَامَهُ يُعْبَرُ عَنْهُ

ﷺ ہلال بن عامر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو منیٰ میں، اپنے فخر پر سوار ہو کر خطبہ دیتے

4072- اسناد صحیح۔ ابو اسحاق: ابو عمرو بن عبد اللہ النسیعی۔ وأخرجہ البخاری (3551)، ومسلم (2337)، وابن ماجہ (13599)، وابن عبد بن ماجہ (1821)، و (3020) و (3963)، والنسائی فی "الکبریٰ" (9277 9274) من طرق عن ابی اسحاق السیعی، نہ وہی فی "مسند احمد" (18473)، و "صحیح ابی حنبلہ" (6284)۔

ہوئے دیکھا، آپ ﷺ نے سرخ چادر اوڑھی ہوئی تھی، آپ کے آگے حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، جو آپ ﷺ کی بات لوگوں تک پہنچا رہے تھے۔

بَابُ فِي السَّوَادِ

باب: سیاہ لباس پہننا

4074 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ ابْنُ عَنْهَا، قَالَتْ: صَنَعْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَةً سَوْدَاءَ، فَلَبِسَهَا، فَلَمَّا عَرَّقَ فِيهَا وَجَدَ رِيحَ الصُّوفِ، فَقَلَفَهَا - قَالَ: وَأَخْسِبُهُ قَالَ: - وَكَانَ تُعْجِبُهُ الرِّيحُ الطَّيِّبَةُ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے ایک چادر پر سیاہ رنگ کیا، نبی اکرم ﷺ نے اسے پہنا، جب آپ ﷺ کو اس میں پسینہ آیا، اور آپ کو اس میں سے روئی کی بو محسوس ہوئی تو آپ نے اسے اتار دیا۔
راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے، روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: نبی اکرم ﷺ کو عمدہ خوشبو پسند تھی۔

بَابُ فِي الْهَدَبِ

باب: کپڑے کے کنارے پر (نقش و نگار وغیرہ بنانا)

4075 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ عُبَيْدٍ، عَنْ عُبَيْدَةَ ابْنِ حُدَّاشٍ، عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهَجِيمِيِّ، عَنْ جَابِرِ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْتَسِبٌ بِشَلَّةٍ، وَقَدْ وَقَعَ هَدَبُهَا عَلَى قَدَمَيْهِ

﴿﴾ حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ اس وقت گھٹنوں کو اٹھا کر کپڑا پیٹ کر بیٹھے ہوئے تھے اور اس کا کنارہ آپ ﷺ کے پاؤں پر پڑ رہا تھا۔

بَابُ فِي الْعَمَائِمِ

باب: عمامہ باندھنا

4076 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّلِيبِيُّ، وَمُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، وَمُؤَسَّى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر، جب نبی اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے، تو آپ نے

سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

4077- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ مُسَاوِرِ الْوَرَّاقِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْدَرِ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْنَحَى طَرَفَهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا، آپ نے مندر کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔

4078- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الشَّقْفِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ الْعَسْقَلَانِيُّ، عَنْ أَبِي جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رُكَانَةَ صَارَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَرَ عَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُكَانَةُ: وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: فَرَّقْ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُسْرِكِينَ، الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ

ترجمہ: ابو جعفر بن محمد، اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کشتی کی، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں بچھاڑ دیا۔

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”ہمارے اور مشرکین کے درمیان (عمامہ باندھنے کے طریقے میں) بنیادی فرق، ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔“

4079- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاسِمٍ عَمِلَ، مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُثْمَانَ الْغَطَفَانِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ خَرْبُودٍ، حَدَّثَنِي شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، يَقُولُ: عَمَّيْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَدَلَهَا بَيْنَ يَدَيَّ، وَمِنْ خَلْفِي

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے عمامہ باندھا، آپ نے اس کے کنارے کو میرے آگے کی طرف کر دیا اور کچھ کو پیچھے کی طرف رکھا۔

جمعہ کے دن عمامہ باندھنے کی فضیلت

{1} حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى أَصْحَابِ الْعَمَائِمِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ یعنی بے شک اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے جمعہ کے روز عمامہ باندھنے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ (کنز العمال، کتاب الصلاة، الفصل الثالث في آداب الجمعة، الجزء ۷، ۳/۳۰۲، حدیث: ۲۱۱۹۳، مجمع الروايات، کتاب الصلاة، باب اللهم صل للجمعة، ۲/۳۹۳، حدیث: ۳۰۷۵)

4077- إسناده صحيح. أبو أسامة: هو حماد بن أسامة، والحسن بن علي: هو الخلواني الخلال. وأخرجه مسلم (1359)، وابن ماجه (1104) و (2821) و (3584) و (3587)، والنسائي في "الكبرى" (9674) من طريق مساور الوراق، به. وهو في "مسند أحمد" (18734). وأخرجه النسائي في "الكبرى" (9675)

{2} حضرت سیدنا ابوطالبؓ کی اور سیدنا امام محمد غزالی (1) رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھی روایت حضرت سیدنا و اہلہ بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے۔ (قوت القلوب، الفصل الذی فیہ اشرون ۱/۱۱۹، احیاء علوم الدین، الباب)

مذکورہ حدیث پاک میں اللہ عز و جل اور اس کے فرشتوں کا جمعہ کے دن عمامہ شریف باندھنے والوں پر درود بھیجنے کا ذکر ہے یہ در ہے اس سے معروف درود مراد نہیں بلکہ اللہ عز و جل کا اپنے بندوں پر درود بھیجنے کا مطلب ہے رحمت نازل فرمانا اور فرشتوں کے درود بھیجنے کا مطلب ہے استغفار کرنا (یعنی مغفرت طلب کرنا)۔ (فتح الباری، کتاب الدعوات، باب الصلاة علی النبی، ۱۲/۱۳۱)

حضرت علامہ محمد بن عمر نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرشتوں کے درود پڑھنے کی شرح یوں فرماتے ہیں کہ: فرشتے عمامے والوں کے لئے برکت کی دعا اور استغفار کرتے ہیں۔ (تبییح القول الحشیہ شرح لباب الحدیث، الباب الثانی عشر فی فضائل العمام، ص ۲۲)

{3} حضرت علامہ علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ عمامہ شریف پر لکھے گئے اپنے رسالے میں روایت نقل فرماتے ہیں: بے شک اللہ عز و جل اور اس کے فرشتے جمعہ کے روز عمامہ پہننے والوں کے لئے استغفار فرماتے ہیں۔

(التقاء القلوب فی العمامۃ والحدیث، ص ۱۰، اللہ علامۃ فی احکام سنۃ العمامۃ، ص ۹)

فرشتوں کا سلام

{4} حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے (اپنے بیٹے سالم سے) فرمایا: اے فرزند! عمامہ باندھ! کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامے باندھ کر آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامے والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ (تاریخ ابن عساکر، ۲۷/۳۵۵)

با عمامہ نماز جمعہ کی ادائیگی مرحبا

{5} حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے شرمحوں کے برابر ہے۔ (جامع صغیر، حرف الصاد، الجز الثانی، ص ۳۱۳، حدیث: ۵۱۰۱ مختصراً)

اس حدیث پاک کے تحت علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ رحمۃ اللہ نقوی نقل فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ کے بارے میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام عمامہ باندھ کر ہی ادا فرماتے، حتیٰ کہ منقول ہے کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کبھی جمعہ کے وقت عمامہ شریف نہ پاتے تو مختلف کپڑے جوڑ کر ان کا عمامہ باندھ لیا کرتے۔

(فیض القدیر، حرف الصاد، ۳/۲۹۷، تحت الحدیث: ۵۱۰۱)

{6} حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن ہمارے پاس عمامہ شریف باندھ کر ہی تشریف لاتے اور (عام دنوں میں) کبھی کبھار تہبند و چادر مبارک میں تشریف لاتے اور اگر (جمعہ کے روز) کبھی عمامہ شریف نہ پاتے تو مختلف کپڑے جوڑ کر ان کا عمامہ باندھ لیا کرتے۔

(سبل الہدی والارشاد، جامع ابواب سیرۃ صلی اللہ علیہ وسلم فی لباسہ الخ، الباب الثانی فی العمامۃ والحدیث، ص ۷، ۷/۲۷)

بَابُ فِي لِبْسَةِ الصَّمَاءِ

باب: صماء کے طور پر کپڑا پہننا

4080- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَنْ لِبْسَتَيْنِ أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ مُغْضِيًا يَفْرُجُهُ إِلَى السَّمَاءِ وَيَلْبَسُ ثَوْبَهُ وَاحِدًا جَانِبَيْهِ خَارِجٌ وَيُلْقِي ثَوْبَهُ عَلَى عَاتِقِهِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے لباس سے منع کیا ہے، ایک یہ کہ آدمی اپنے کپڑے کے طور پر، اس طرح کپڑا پہنے کہ اس کی شرم گاہ کھلی ہو، اور یہ کہ آدمی یوں کپڑا پہنے کہ اس کا ایک کنارہ باہر نکال کر کپڑے سے واپس کاندھے پر ڈال دے۔

4081- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَنِ الصَّمَاءِ، وَعَنِ الْاِخْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے کو صماء کے طور پر اور اختباء کے طور پر پہننے سے منع کیا ہے۔

بَابُ فِي حَلِ الْأَزْزَارِ

باب: بٹن کھولے رکھنا

4082- حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ، وَاحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَا: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ ابْنُ ثَقْفِيلٍ: ابْنُ قُشَيْرٍ أَبُو مَهْلٍ الْجَعْفِيُّ - حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِنْ مُزَيْنَةَ، فَبَايَعْنَاهُ وَإِنْ قَبِيصَهُ لَمُطْلَقِ الْأَزْزَارِ، قَالَ: فَبَايَعْتُهُ ثُمَّ أَذْخَلْتُ يَدِي فِي جَيْبِ قَبِيصِهِ، فَمَسِسْتُ الْحَاتِمَ قَالَ عُرْوَةُ: فَمَا رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلَا ابْنَ قُطَيْبٍ إِلَّا مُطْلَقِي الْأَزْزَارِ هَمَانِي شِتَاءَ وَلَا خَرًا وَلَا يُزَرِّانِ أَزْزَارَهُمَا أَبَدًا

ترجمہ: معاویہ بن قرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں مزینہ قبیلے کے کچھ لوگوں کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم نے آپ کے دستِ اقدس پر بیعت کی، آپ کی قمیص کے بٹن کھلے ہوئے تھے راوی کہتے ہیں: ہم نے آپ کی بیعت کر لی، تو میں نے اپنا ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کے دامن میں ڈال دیا اور مہربانیت کو چھو لیا۔

عروہ کہتے ہیں: میں معاویہ بن قرہ اور ان کے صاحبزادے کو سردی یا گرمی میں کبھی نہیں دیکھا کہ ان کے بٹن بند ہوں، ان کے

بن بیٹھ کھلے ہوتے تھے۔

بَابُ فِي التَّقْنِيعِ

باب: سر اور چہرے کا کچھ حصہ ڈھانپ کر رکھنا

4083 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سَفْيَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي بَيْتِنَا فِي نَحْرِ الظُّهَيْرَةِ، قَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا مُتَقِنًا فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا نَجَاءُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَأْذَنَ، فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ.

ترجمہ: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ ہم دوپہر کے وقت اپنے گھر میں موجود تھے، اسی دوران کسی نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت منہ کو ڈھانپا ہوا تھا اور آپ ایسے وقت تشریف لائے تھے کہ آپ اس وقت میں ہمارے ہاں تشریف نہیں لاتے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، آپ کو اجازت پیش کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر آ گئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الْإِزَارِ

باب: تہبند کو لٹکا کر رکھنا

4084 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي غِفَارٍ حَدَّثَنَا أَبُو ثُمَيْمَةَ الْهَجِيمِيُّ - وَأَبُو ثُمَيْمَةَ اسْمُهُ طَرِيفُ بْنُ مُجَالِدٍ - عَنْ أَبِي جُرَيْجٍ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يَصُدُّ النَّاسَ عَنْ رَأْيِهِ، لَا يَقُولُ شَيْئًا إِلَّا صَدَرُوا عَنْهُ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَرَّتَيْنِ، قَالَ: لَا تَقُلْ: عَلَيْكَ السَّلَامُ، فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ، قُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكَ قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ أَمْرٌ لَكَ قَالَ: أَنَا رَسُولُ اللَّهِ الَّذِي إِذَا أَصَابَكَ ضَرْفٌ فَدَعْوَتُهُ كَشَفَهُ عَنْكَ، وَإِنْ أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعْوَتُهُ أَزْبَحَتْهَا لَكَ، وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ فَقَرَاءٌ - أَوْ فَلَاةٌ - فَضَلَّكَ رَاحِلَتُكَ فَدَعْوَتُهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ، قَالَ: قُلْتُ: اعْهَدْ إِلَيَّ، قَالَ: لَا تَسْتَبِقَ أَحَدًا قَالَ: فَمَا سَبَّبَتْ بَعْدَهُ حُرًّا، وَلَا عَبْدًا، وَلَا بَعِيرًا، وَلَا شَاةً قَالَ: وَلَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوفِ، وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَاجْهَكَ إِنْ ذَلِكَ مِنَ الْمَعْرُوفِ، وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالُ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْبُخِيلَةِ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْبُخِيلَةَ، وَإِنْ أَمْرٌ وَشَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ، فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ، فَإِنَّمَا وَبَالَ ذَلِكَ عَلَيْهِ.

حضرت ابو جری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک صاحب کو دیکھا کہ لوگ ان کی رائے کو بہت اہمیت دیتے تھے، وہ صاحب جو بھی ارشاد فرماتے تھے، لوگ اس کی پیروی کرتے تھے، میں نے دریافت کیا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: یہ اللہ کے رسول ہیں، میں نے (نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں) عرض کی: علیک السلام یا رسول اللہ! میں نے دوسرے یہ کہا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم علیک السلام نہ کہو، راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کی: آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں اُس اللہ کا رسول ہوں کہ جب تمہیں تکلیف لاحق ہو، تو تم اس سے دعا کرو، تو وہ اس تکلیف کو تم سے دور کر دے گا، اور جب تمہیں قحط سالی لاحق ہو اور تم اس سے دعا کرو، تو وہ تمہارے لیے کھیت اُگادے گا، اور جب تم کسی دیران یا بے آب و جگہ پر موجود ہو، تو تمہاری سواری گم ہو جائے، تو پھر تم اس سے دعا کرو، تو وہ تمہیں وہ سواری واپس کر دے گا، میں نے عرض کی: آپ مجھے کوئی تلقین کیجئے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم کسی کو بھی برانہ کہنا، راوی کہتے ہیں: اس کے بعد میں نے کبھی کسی آزاد یا غلام یا اونٹ یا بکری تک کو بھی برانہ نہیں کہا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم کسی بھی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا اور جب بھی تم اپنے کسی بھائی سے بات کرو، تو تم مسکرا کر اس سے بات کرنا، کیونکہ یہ بھی نیکی میں شامل ہے اور تم اپنے تہبند کو نصف پنڈلی تک اونچا رکھنا، اگر تم نہیں مانتے، تو ٹخنوں (سے کچھ اوپر) تک رکھنا، اور تہبند کو لٹکانے سے بچنا، کیونکہ یہ تکبر کا حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا ہے، اگر کوئی شخص تمہیں برا کہے اور اس کے حوالے سے تمہیں عار دلائے، جو وہ جانتا ہے، یہ چیز تمہارے اندر ہے، تو تم اُسے اس چیز کے حوالے سے عار نہ دلاتا، جس کے بارے میں تم یہ جانتے ہو کہ یہ اس کے اندر ہے، کیونکہ اس کا وبال اُس شخص پر ہوگا۔

4085 - حَدَّثَنَا الثُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلًا لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنْ أَحَدًا جَانِبِي رَأَى يَسْتَرْجِي رَأْيِي لَا تَعَاهِدْ ذَلِكَ مِنْهُ، قَالَ: لَسْتُ بِمَنْ يَفْعَلُهُ خِيَلًا
 (سالم اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: "جو شخص تکبر کے طور پر اپنا کپڑا لٹکاتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا۔"

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے تہبند کا ایک پلو ڈھیلا ہو جاتا ہے اور لڑ جاتا ہے، مجھے اس کا بڑا خیال رکھنا پڑے گا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو، جو تکبر کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔

4086 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا آدَانُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلًا إِزَارَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ، فَذْهَبَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا لَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ، ثُمَّ سَكَتَ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ

4105- إسناده صحيح. الليث - وهو ابن مغد - لم يرو عن أبي الربيع - وهو محمد بن مسلم بن ندر من المكي - إلا ما ثبت له في سمعه من حابر. وأخرجه مسلم (2206)، وابن ماجه (3480) من طريق الليث بن مغد، به. وهو في "مسند أحمد" (14775). و"صحيح ابن حبان" (5602).

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص تہجد لگا کر نماز ادا کر رہا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جاؤ اور وضو کرو، وہ شخص گیا اور اس نے وضو کیا، پھر وہ آیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم جاؤ اور وضو کرو، ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے اسے وضو کرنے کا حکم دیا اور پھر خاموش بھی رہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ اپنے تہجد کو اپنے (منخنوں سے نیچے) لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا، اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز کو قبول نہیں کرتا، جس نے (تہجد کو منخنوں سے نیچے) لٹکایا ہو۔

4087 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ خَرِشَةَ بْنِ الْحَرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا؟ فَأَعَادَهَا ثَلَاثًا، قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ خَابُوا وَخَسِرُوا؟ فَقَالَ: الْمُسْبِلُ، وَالْبَثَانُ، وَالْمُنْفِقُ يَسْلُعُ عَنْهُ بِالْخَلْفِ الْكَاذِبِ - أَوْ الْفَاجِرِ -

﴿﴾ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”تین لوگ ہیں، جن کے ساتھ، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا اور ان کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا اور ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ وہ تو گھائے میں رہے اور خسارے کا شکار ہو گئے، نبی اکرم ﷺ نے تین مرتبہ یہ بات دہرائی تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ وہ تو گھائے میں رہے اور خسارے کا شکار ہو گئے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (منخنوں سے نیچے کپڑا) لٹکانے والا شخص، احسان جتلانے والا شخص، اور جھوٹی قسم اٹھا کر اپنا سامان فروخت کرنے والا شخص (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)

متکبر کے بارے میں سخت وعید کا بیان

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اور وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا۔

(مسلم مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1031)

ایمان سے مراد اصل ایمان نہیں ہے بلکہ ایمان کے ثمرات مراد ہیں جن کو فضائل و اخلاق سے تعبیر کیا جاتا ہے خواہ ان کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے اور جو نور ایمان اور ظہور ایمان سے صادر ہوتے ہیں جہاں تک اصلی ایمان کا تعلق سے وہ چونکہ قصد بقی قلبی کا نام ہے اس لئے اس میں نہ تو زیادتی ہو سکتی ہے اور نہ کمی، اس اعتبار سے اس کو اجزاء میں منقسم بھی نہیں کیا جاسکتا البتہ اس کے شعبے اور

4107- إسناده صحيح. عروة: هو ابن الزبير بن العوام، ومحمد بن غنيد: هو ابن جساب الغنوي. وأخرجه السنائي في "الكبرى" (9202)

من طريق رباح بن زيد، عن معمر، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (25185)، و"صحيح ابن حبان" (4488)، وانظر ما سباني في "لارقم"

(4108) و (4109) و (4110). وأخرجه البخاري (4324) و (5235) و (5887)، ومسلم (2185)، وابن ماجه (1902) و

(2614)، والسنائي في "الكبرى" (9251) و (9205)

شاخیں بہت ہیں جو اصل ایمان کی حقیقت و ماہیت سے خارج ہیں جیسے نماز روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ اور اسی طرح اسلام سہ ماہی میں تمام احکام یا جیسے تواضع اور ترم اور اسی طرح وہ تمام چیزیں جو باطنی اوصاف و خصائل کا درجہ رکھتی ہیں چنانچہ اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ الایمان بضع وسبعون شعبۃ۔ ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں۔

ظاہر ہے کہ شاخوں اور اس کی اصل کے درمیان اتنا گہرا اور قریبی تعلق ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں لیکن اس کے باوجود حقیقت و ماہیت کے اعتبار سے کوئی بھی شاخ اپنی اصل کا مترادف نہیں ہو سکتی اس طرح اصل ایمان ایک الگ چیز ہے اور اسلام کے تمام ظاہری احکام و باطنی اخلاق و خصائل جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں جن کو اصل حقیقت و ماہیت میں شامل نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد الحیاء شعبۃ من الایمان۔ مذکورہ بالا قول کی ہے کیونکہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حیاء ایمان کے مفہوم میں داخل نہیں ہے۔ حدیث کے دوسرے جزء کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اس کے نامہ اعمال میں تکبر کا گناہ موجود ہے گا جب وہ تکبر اور وہ بری خصلتوں کی آلائش سے پاک و صاف ہو جائے گا تو اس وقت جنت میں داخل کیا جائے گا اور یہ کہ پاکی و صفائی یا تو اس صورت میں حاصل ہوگی کہ اللہ اس کو عذاب میں مبتلا کرے گا اور وہ عذاب اس آلائش کو دھو دے گا یا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کو معاف کر دے گا اور معافی اس آلائش کو زائل کر دے گی۔

علامہ خطابی نے لکھا ہے کہ حدیث کے اس جزء کی دو تاویلیں ہیں ایک تو یہ کہ کبر سے کفر و شرک مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کفر و شرک کے مرتکب پر جنت کے دروازے ہمیشہ بند رہیں گے۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ کبر سے مراد تو اس کے اپنے معنی ہی ہیں یعنی اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے برتر و بلند سمجھنا اور غرور و گھمنڈ میں مبتلا ہونا البتہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ متکبر شخص اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اللہ کی رحمت اس پر متوجہ نہ ہو چنانچہ جب حق تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرنا چاہے گا تو اس کے دل میں سے کبر کو نکال باہر کرے گا اور پھر اس کی کدورتوں سے پاک و صاف کر کے جنت میں داخل کر دے گا۔

4088 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ، عَنْ خَرِشَةَ بِنِ الْحَرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَذَا، وَالْأَوَّلُ أَثَمٌ، قَالَ الْمَتَانُ: الَّذِي لَا يُعْطَى شَيْئًا إِلَّا مَنَّةً.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، تاہم پہلی روایت زیادہ مکمل ہے اور اس روایت میں یہ الفاظ ہیں:

”احسان جتانے والا وہ شخص کہ وہ جو بھی چیز دیتا ہے، تو اس پر احسان جاتا ہے“

4089 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عَمْرِو، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ بِشْرِ التَّغْلِبِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، وَكَانَ جَلِيسًا لِأَبِي الدُّدَاءِ، قَالَ: كَانَ بِدِمَشْقَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ، وَكَانَ رَجُلًا مُتَوَحِّدًا، قَلْبًا يُجَالِسُ

لَمْ يَسْأَلْنَا هُوَ صَلَافًا، قَدْ أَفْرَغَ، قَالُوا هُوَ تَسْبِيحٌ وَتَكْبِيرٌ عَلَى بَنِي آدَمَ، فَمَرَّ بِنَا وَكُنَّا عِنْدَ أَبِي الدُّدَاءِ
فَقَالَ لَهُ أَبُو الدُّدَاءِ: كَلِمَةٌ تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً
فَلَمَّا مَضَتْ لَهَا رَجُلٌ مِمَّنْ لَحَسَ فِي التَّجْلِيسِ الَّتِي فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ
يَرْجِعْ إِلَى جَلِيهِ: لَوْ رَأَيْنَا حِزْبَ التَّقِيَّةِ نَحْنُ وَالْعَدُوُّ لَقَتَلُوهَا فَلَا تَقُتِلْ، فَقَالَ: لَحَذَّهَا مِنِّي وَأَكَا الْغُلَامُ
بُغْيَارِي، كَيْفَ تَرَى فِي قَوْلِي، قَالَ: مَا أَرَادَ إِلَّا قَدْ بَطَلَ أَجْرُهُ، فَسَمِعَ بِذَلِكَ آخَرُ، فَقَالَ: مَا أَرَى بِذَلِكَ
بُشًا، فَتَنَازَعَا عَلَى سَمْعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ لَا تَأْسَ أَنْ يُوجَرَ، وَيُخْتَدَّ
فَرَأَيْتَ أَنَا الدُّدَاءُ سَرَّ بِذَلِكَ، وَجَعَلَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَيْهِ وَيَقُولُ: أَنْتَ سَمِعْتَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَمَا زَالَ يُعِينُ عَلَيْهِ حَتَّى إِلَى لَا قَوْلَ: لَيْسَ بِي عَلَى رُكْبَتَيْهِ، قَالَ: فَمَرَّ بِنَا يَوْمَ مَا
آخَرُ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدُّدَاءِ: كَلِمَةٌ تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
الْبُطْنُ عَلَى الْحَمِيلِ كَالْبَاسِطِ يَدَهُ بِالصَّدْقَةِ لَا يَغِيظُهَا ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمَ آخَرُ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدُّدَاءِ: كَلِمَةٌ
تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَعْمَدُ الرَّجُلُ حُرَيْمَهُ الْأَسَدِيَّ، لَوْ لَا
حُورٌ بِجَنِّهِ، وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ حُرَيْمًا فَعَجَلَ، فَأَخَذَ سَلْمَةَ فَقَطَعَ بِهَا بَجْتَهُ إِلَى أَذُنَيْهِ، وَرَفَعَ إِزَارَهُ
إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمَ آخَرُ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدُّدَاءِ: كَلِمَةٌ تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّكُمْ قَادِمُونَ عَلَى الْحَوَائِجِ، فَأَصْلِحُوا بِحَالِكُمْ، وَأَصْلِحُوا
بِنَاسِكُمْ، حَتَّى تَكُونُوا كَأَنَّكُمْ شَامَةٌ فِي النَّاسِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْضَحِينَ، وَلَا التَّفْضَحِينَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ قَالَ: أَبُو نَعِيمٍ، عَنْ إِسْحَاقَ قَالَ: حَتَّى تَكُونُوا كَالشَّامَةِ فِي النَّاسِ

❦❦ قیس بن بشر تغلبی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا کرتے
تھے، وہ بیان کرتے ہیں: دمشق میں ایک صحابی تھے، جن کا نام حنظلہ تھا، وہ تنہائی پسند شخص تھے اور لوگوں کے ساتھ کم میل ملاقات
رکھتے تھے، وہ نماز پڑھا کرتے تھے، پھر تسبیح اور تکبیر پڑھنے میں مصروف رہتے تھے، پھر اپنے گھر واپس چلے جاتے تھے، ایک
مرتبہ ہم حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اسی دوران وہ ہمارے پاس سے گزرے، تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ان
سے کہا: آپ کوئی ایسی بات بیان کیجئے، جس سے ہمیں کوئی فائدہ ہو اور اس میں آپ کا کوئی نقصان بھی نہیں ہوگا تو انہوں نے بتایا،
نبی کریم ﷺ نے کچھ لوگوں کو کہیں بھیجا، جب وہ لوگ واپس آئے، تو ان میں سے ایک شخص اس محفل میں آیا، جس میں نبی
اکرم ﷺ تشریف فرما تھے اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے شخص سے کہا: کاش! تم ہمیں اس وقت دیکھتے، جب ہمارا دشمن سے
برمن ہوا، تو انہوں نے نیزہ مارتے ہوئے کہا: لو یہ میری طرف سے سنبھالو! میں غفار قبیلہ سے تعلق رکھنے والا نو جوان ہوں (پھر اس
شخص نے دریافت کیا) تمہاری اس گلے کے ہارے میں کیا رائے ہے؟ تو اس کے ساتھی نے کہا: میرے خیال میں اس کا اجر ضائع

ہو گیا، ایک اور شخص نے یہ بات سنی، تو وہ بولا: میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ان دونوں کے درمیان اس بات پر اتفاق ہوئی، یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کو یہ بات پتہ چلی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اسے اجر و ثواب بھی ملے گا اور اس کی تعریف بھی ہوگی۔

راوی کہتے ہیں: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو میں نے دیکھا کہ وہ اس بات پر بہت خوش ہوئے، انہوں نے سرائی میں دریافت کیا: آپ نے خود نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا، جی ہاں! حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بار بار ان سے یہ بات دریافت کی، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ان کے قریب ہوتے رہے، یہاں تک کہ مجھے یہ محسوس ہوا کہ وہ ان کے گھٹنے پر بیٹھ جائیں گے۔

وہی صحابی ایک اور دن ہمارے پاس سے گزرے، تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ کوئی ایسی بات ہمیں بیان کیجئے جس میں ہمیں فائدہ ہو، اس سے آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا، تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں فرمایا: ”گھوڑے پر خرچ کرنے والا شخص ایسے ہے، جیسے اس نے صدقہ کے لیے ہاتھ کھول کر رکھا ہو، جسے وہ بند نہ کرتا ہو۔“

ایک مرتبہ وہ صحابی ہمارے پاس سے گزرے، تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ ﷺ کوئی اچھی بات بیان کیجئے جس سے ہمیں فائدہ ہو، اس میں آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا، تو انہوں نے بتایا، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”خریم اسدی اچھا آدمی ہے، اگر اس کے بال لمبے نہ ہوں اور وہ تہبند کو لٹکائے نہیں۔“

اس بات کی اطلاع حضرت خریم اسدی رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے چھری پکڑی اور اپنے بالوں کو کانوں تک کاٹ لیا اور اپنے تہبند کو نصف پنڈلی تک اونچا کر لیا۔

ایک مرتبہ وہ صحابی ہمارے پاس سے گزرے، تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ ہمیں کوئی حدیث بیان کریں، جو ہمارے لیے فائدہ مند ہو، اس میں آپ کا کوئی نقصان نہیں ہے، تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”تم اپنے بھائیوں کے پاس پہنچنے والے ہو، تم لوگ اپنی سواریوں کو درست کر لو، اپنا لباس ٹھیک کر لو اور یوں ہو جاؤ، جیسے تم ان میں سے نمایاں فرد ہو، بے شک اللہ تعالیٰ بخشش بات اور بخش چیز کے اظہار کو پسند نہیں کرتا۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو نعیم نے ہشام کے حوالے سے یہ الفاظ اسی طرح نقل کیے ہیں:

”یہاں تک کہ تم لوگوں کے درمیان نمایاں ہو جاؤ۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكِبَرِ

باب: تکبر کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

الْأَخْوَصُ الْمَعْنَى. عَنْ عَطَاءِ بْنِ الشَّائِبِ، قَالَ مُوسَى: عَنْ سَلَمَانَ الْأَعْرِي، وَقَالَ هَنَّاذُ: عَنْ الْأَعْرِي أَبِي مُسْلِمٍ. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - قَالَ هَنَّاذُ: - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: الْكِبْرِيَاءُ رِذَايَ، وَالْعِظْمَةُ إِذَا رَى، فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا، قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کبریائی میری اوپر کی چادر ہے اور عظمت میری نیچے کی چادر ہے، جو شخص ان کے بارے میں میرے ساتھ مقابلہ کرنے کی کوشش کرے گا، میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔“

شرح

میری چادر اور میرا تہمبہ ہے جیسے الفاظ حق تعالیٰ نے مثال کے طور پر فرمائے ہیں اور اس کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ یہ دونوں صفتیں یعنی کبریائی اور عظمت صرف میری ذات سے تعلق رکھتی ہیں جن میں کوئی بھی میرا سا جہی شریک نہیں ہو سکتا جیسے کسی کے لباس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہو سکتا چنانچہ حق تعالیٰ کی کچھ صفات تو ایسی ہیں کہ جن میں کچھ حصہ بندوں کو بھی دیا گیا ہے جو صرف حق تعالیٰ کی ذات کے لئے مخصوص ہیں اور جن کے ساتھ کوئی بندہ اپنے آپ کو بطریق مجاز بھی موصوف نہیں کر سکتا۔ اسی حقیقت کو مثال کے طور پر بیان فرمایا گیا ہے کہ جس طرح کوئی شخص ان کپڑوں کو نہیں پہن سکتا جو کسی دوسرے شخص کے جسم پر ہوں اسی طرح کبریائی اور حقیقی عظمت بڑائی کا بھی کوئی بندہ دعویٰ نہیں کر سکتا کیونکہ یہ دونوں صفتیں صرف میری ذات کے لئے موزوں ہیں اور مخصوص ہیں۔ کبریاء اور عظمت، یہ دونوں لفظ لغت میں ایک ہی معنی کے حامل ہیں یعنی بزرگی اور بڑا ہونا لیکن حدیث کے ظاہری اسلوب سے ان دونوں کے درمیان فرق معلوم ہوتا ہے کہ ایک کو چادر کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور دوسرے کو تہمبہ کے ساتھ لہذا اس فرق کو سامنے رکھتے ہوئے بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ کبریاء تو صفت ذاتی ہے یعنی اللہ کی ذات کبیر و متکبر ہے خواہ دوسری اس حقیقت کو جانے یا نہ جانے اور عظمت کا لفظ حق تعالیٰ کی اس برائی کو بیان کرتا ہے جس کا ظہور اس کے غیر پر بھی ہوتا ہے کہ ساری مخلوق جانتی ہے کہ وہ ایسا بڑا ہے پس یہ حق تعالیٰ کی صفت اضافی ہوئی اور ذاتی صفت کا اضافی صفت سے اعلیٰ ہونا ضروری ہوتا ہے لہذا کبریائی کو چادر کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ چادر تہمبہ سے اعلیٰ ہوتی ہے اور عظمت کو تہمبہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

4091 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ ابِرَاهِيمَ، عَنْ عَنُقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبَرٍ. وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيمَانٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْقَسَمَلِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، مِثْلَهُ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں رائی کے وزن جتنا تکبر ہوگا اور ایسا شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا،

جس کے دل میں رائی کے وزن جتنا ایمان ہوگا۔“

ابو ہریرہؓ سے ہیں: یہی روایت ایک سند کے ساتھ بھی منقول ہے۔

4082۔ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى لُحَيْدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا هِشَامُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَكَانَ رَجُلًا بَهِيمًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِلَى رَجُلٍ مُشَبَّهٍ بِكَ الْجَمَّةُ وَأُعْطِيَ مِنْهُ مَا تَرَى، عَلَى مَا أَحْبَبَ أَنْ يَقُولَ لِي أَحَدٌ، إِنَّمَا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تَعْلِي، وَإِنَّمَا قَالَ: يَسْتَعِثُّ نَفْسَ الْكَلْبِ لِرَبِّكَ، قَالَ لَا، وَلَكِنْ الْكَلْبُ مَنْ يَهْزَأُ الْحَقَّ، وَغَمَطَ النَّاسَ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ ایک دجیہہ شخص تھا اس نے عرض کی: میں ایک ایسا شخص ہوں کہ جو بصورتی کی محبت میرے دل میں ڈال دی گئی ہے اور مجھے اس میں سے جو چیز خدا کی گئی ہے وہ آپ ﷺ کے لئے ہے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ کسی کا جوئے کا تسمہ بھی مجھ سے بہتر ہو (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے) اس نے دریافت کیا: کیا یہ چیز تکبر میں شمار ہوگی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی نہیں، تکبر وہ ہوتا ہے، جو حق کو ٹھکرائے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔

بَابُ فِي قَدْرِ مَوْضِعِ الْإِرَارِ

باب: تہبند کے رکھنے کی جگہ

4083۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ الْإِرَارِ، فَقَالَ: هَلِ الْكَبِيرُ سَقَطَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِرَارُكَ الْمُسْلِمُ إِلَى يَصْفِ السَّاقِ، وَلَا خَرَجَ، وَلَا جُنَاحَ، فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكُعْبَيْنِ، مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنَ الْكُعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ، مَنْ جَرَّ إِرَارَهُ تَعْلَى لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ

علاء بن عبد الرحمن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے تہبند کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: تم نے ایک عالم شخص سے رجوع کیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

”مسلمان کا تہبند نصف پنڈلی تک ہونا چاہیے، اس میں کوئی حرج نہیں (راوی کو شک ہے، شاید یہ اغماض ہیں): کوئی منہ نہیں ہے، جب کہ وہ نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان ہو، لیکن جو ٹخنوں سے نیچے ہوگا، وہ جہنم میں ہوگا اور جو شخص تکبر کے طور پر اپنے تہبند کو لٹکائے گا، اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا“

4084۔ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ الْحَقَّاقِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَاحٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْإِسْبَالُ فِي الْإِرَارِ، وَالْقَبِيصُ وَالْعِمَامَةُ، مَنْ جَرَّ مِلْحًا شَيْئًا خِيَلًا، لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْعِمَامَةِ

سالم بن عبد اللہ اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن عمرؓ) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے

ہیں: "لنکافنہیں میں، تہبند میں اور نماز میں ہوتا ہے، جو شخص ان میں سے کوئی بھی چیز تکبر کے طور پر لٹکائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر نظر رحمت نہیں کرے گا"

4085 - حَدَّثَنَا هُثَّاءُ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ أَبِي الطَّبَّاحِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُمَيْةٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرِّزَالِ، فَهُوَ فِي الْقَبِيصِ

❦❦ یزید بن ابوسمیہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم ﷺ نے تہبند کے بارے میں جو ارشاد فرمایا ہے، قمیص کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

4086 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ، أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عَبَّاسٍ يَأْتِزُرُ، فَيَضَعُ حَاشِيَةَ إِزَارِهِ مِنْ مُقَدِّمِهِ عَلَى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ، وَيَرْفَعُ مِنْ مُؤَخَّرِهِ، قُلْتُ: لِمَ تَأْتِزُرُ هَذِهِ الرِّزَالَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِزُرُهَا

❦❦ عکرمہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے تہبند باندھا ان کے تہبند کا اگلا کنارہ ان کے پاؤں کی پشت کو چھو رہا تھا اور پیچھے کی طرف سے وہ تہبند اٹھا ہوا تھا، میں نے دریافت کیا، آپ اس طرح سے تہبند کیوں باندھتے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس طرح تہبند باندھے ہوئے دیکھا ہے۔

بَابُ فِي لِبَاسِ النِّسَاءِ

باب: عورتوں کے لباس کا بیان

4087 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ، وَالْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ

❦❦ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی خواتین، اور خواتین کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت کی ہے۔

4088 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ

❦❦ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایسے مرد پر لعنت کی ہے، جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور ایسی عورت پر لعنت کی ہے، جو مرد کا لباس پہنتی ہے۔

4089 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لُؤَيْنٌ، وَبَعْضُهُ قِرَاءَةٌ عَلَيْهِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي

مَلِيكَةً. قَالَ: قِيلَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: إِنَّ أَمْرًا تَلْبَسُ التَّغْلَ، فَقَالَتْ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ

❁❁ ابن ابوملیکہ بیان کرتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کی گئی: ایک عورت (مردوں کا مخصوص) جوتا پہن لیتی ہے (اس کا کیا حکم ہو گا؟) تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر نبی اکرم ﷺ نے لعنت کی ہے۔

بَابُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (يُذْنِبْنَ عَلَيْهِنَ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ) (الأحزاب: 59)

باب: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا تذکرہ ”وہ اپنے چادریں آگے لٹکا کر رکھیں“

4100- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا ذَكَرَتْ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ، فَأُذْنِبْنَ عَلَيْهِنَ، وَقَالَتْ لَهُنَّ مَعْرُوفًا، وَقَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ سُورَةُ النُّورِ عَمِدَنَ إِلَى مُحْجُورٍ - أَوْ مُحْجُورٍ، شَكَ أَبُو كَامِلٍ - فَشَقَّقْنَهُنَّ فَأَتَخَذْنَهُ خُمُرًا

❁❁ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے انصار کی خواتین کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی تعریف کی، ان کی اچھائی بیان کی، اور فرمایا: جب سورۃ نور نازل ہوئی، تو ان خواتین نے اپنے تہبند لیے، انہیں چیر کر ان کی (سر پہ لینے والی) چادریں بنالیں۔

4101- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ: (يُذْنِبْنَ عَلَيْهِنَ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ) (الأحزاب: 59)، خَرَجَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِهِنَّ الْغُرَبَانَ مِنَ الْأَكْسِيَّةِ

❁❁ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی:

”وہ اپنی چادر اپنے اوپر لٹکائے“

تو انصار کی خواتین لٹکیں، تو یوں تھا، جسے ان کے سروں پر کوڑے بیٹھے ہوئے ہوں، اس کی وجہ وہ چادریں تھیں (جو انہوں نے سر پر لی ہوئی تھیں)۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہیے کہ وہ (گھر سے نکلتے وقت) اپنی چادروں کا کچھ حصہ (اپنے منہ پر) لٹکالیا کریں، یہ اس کے بہت قریب ہے کہ ان کو پہچان لیا جائے (کہ یہ آزاد عورتیں ہیں) تو ان کو ایذا نہ دی جائے اور اللہ بہت بخشنے والا، بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ (الأحزاب: ۵۹)

جلباب کی تحقیق

اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ازواج مطہرات، نئی مسلمان عورتیں اپنی جلابیب (چادروں) کا کچھ حصہ اپنے (چہروں) پر ڈال لیں۔ جلابیب جلباب کی جمع ہے اس لئے دیکھنا چاہئے کہ جلباب کا معین کیا ہے۔ علامہ اسماعیل بن حماد جوہری متوفی 398ھ لکھتے ہیں:

والجلباب الملحفة. (ص ۱۰۱ ج ۱، در المعجم بروت، ۱۱۰۰ھ) جلباب ملحفة ہے یعنی لحاف اور کبل کی طرح وسیع و عریض چادر ہے۔

جلباب وہ چادر ہے جس کو عورت کبل کی طرح اوپر سے اوڑھ لیتی ہے، ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ ازہری نے یہ بیان کیا ہے کہ ابن ال عرابی نے جو یہ کہا ہے کہ جلباب آزار (تہ) ہے۔ اس سے مراد وہ چادر نہیں ہے جو کمر پر باندھی جاتی ہے بلکہ اس سے مراد وہ چادر ہے جس سے تمام جسم کو ڈھانپ لیا جاتا ہے۔ (لسان العرب ج ۱ ص 273، ماہران 1405ھ)

خلاصہ یہ ہے کہ جلباب سے مراد وہ وسیع و عریض چادر ہے جس سے عورت تمام جسم کو ڈھانپ لیتی ہے۔

چہرہ ڈھانپنے کی تحقیق

اس آیت میں یہ الفاظ: یبدنن علیہن من جلابیہن اور یہ من تبغیضہ ہے، یعنی عورتیں اپنی جلاباب کا کچھ حصہ اپنے اوپر ڈال لیں، مفسرین نے لکھا ہے کہ علیہن میں حذف مضاف ہے یعنی علی وجوہہن ”چادروں کا کچھ حصہ اپنے چہروں پر ڈال لیں“ یعنی کا ایک پلویا آنچل یا گھونگھٹ اپنے چہروں پر اس طرح ڈال لیں کہ چہرہ ڈھک جائے اور یہی حجاب کا تقاضا ہے۔ علامہ ابن جریر طبری متوفی 310ھ لکھتے ہیں:

امام ابن جریر، حضرت ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو یہ حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کی بناء پر اپنے گھروں سے نکلیں تو اپنی چادروں سے سر کو اور چہرے کو اس طرح ڈھانپ لیں کہ فقط ایک آنکھ کھلی رہے۔ (جامع البیان رقم الحدیث: 21861)

علامہ ابوبکر رازی جصاص حنفی نے اس تفسیر کو عبیدہ سے نقل کیا ہے۔ (احکام القرآن ج ۲ ص 371 مطبوعہ لاہور)

قاضی ناصر الدین بیضاوی شافعی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یغطين وجوہہن وابدانہن اذا برزن لحاجة ومن للتبعیض فان المراة ترخی بعض جلابیہا وتتلفح ببعض۔ جب عورتیں کسی کام سے باہر نکلیں تو اپنے چہرے اور بدن کو ڈھانپ لیں، من تبغیض کے لئے ہے کیونکہ عورتیں چادر کے بعض حصے کو (چہرہ پر) لٹکا لیتی ہیں اور بعض کو بدن کے گرد لپیٹ لیتی ہیں۔

(بیضاوی علی حاشیہ خفاجی ج ۷ ص 185، دار صادر بیروت)

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی متوفی 1069ھ لکھتے ہیں:

کشاف میں ہے کہ اس آیت کے دو عمل ہیں یا تو ایک چادر کو پورے بدن پر لپیٹنے کا حکم دیا ہے یا چادر کے ایک حصہ سے سر

اور چہرے کو ڈھانپ لیں اور دوسرے حصے سے باقی بدن ڈھانپ لیں۔ (ماہنامہ فی ج ۷ ص ۱۸۵، دار صادر بیروت)

عمرہ آنوسی خفی نے بھی اس تفسیر کو نقل کیا ہے۔ (ج ۲ ص ۸۹، دار احیاء التراث العربی بیروت)

یہ تو ایک کھلی ہوئی بدیہی بات ہے کہ احکام حجاب نازل ہونے سے پہلے مسلمان عورتیں جب کسی ضرورت کی بناء پر گھر سے باہر نکلتی تھیں تو چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ ان کا سارا جسم مستور ہوتا تھا خصوصاً سورۃ نور میں احکام ستر نازل ہونے کے بعد تو اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اب سورۃ الاحزاب میں احکام حجاب نازل ہونے کے بعد بھی اگر مسلمان عورتیں اسی طرح کھلتی پھرتی رہیں یا ان کا اسی طرح کھلتے پھرتا جائز ہوتا تو احکام حجاب نازل ہونے کا کیا ثمرہ مرتب ہوا اور آیات حجاب کو نازل کرنے سے کیا مقصد حاصل ہوا؟ اس لئے لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ آیات حجاب میں عورتوں کو اپنے منہ اور ہاتھوں کو چھپانے کا حکم دیا ہے اور حجاب ستر سے زیادہ چیز ہے، ستر عورت کے جسم کے اس حصہ کو چھپانا ہے جس کو شہر کے سوا کسی اور شخص کے سامنے ظاہر نہیں کیا جاسکتا اور یہ ہاتھوں اور چہرے کے سوا عورت کا سارا جسم ہے، عورت اپنے محارم (باپ، بھائی وغیرہ) کے سامنے صرف چہرہ اور ہاتھ ظاہر کر سکتی ہے اور باقی جسم چھپائے گی اور حجاب کا تقاضا یہ ہے کہ عورت غیر محرم اجنبیوں کے سامنے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو بھی چھپائے گی، چونکہ پہلے مسلمان عورتیں اور ازواج مطہرات اجنبی مردوں کے سامنے چہرے کو نہیں چھپاتی تھیں اسی لئے حضرت عمرؓ مضطرب رہتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے آیات حجاب نازل کر دیں تو ازواج مطہرات اور عام مسلمان عورتوں نے اجنبی مردوں سے اپنے چہروں کو حجاب میں مستور کر لیا۔

عورت کے حجاب کے متعلق قرآن مجید کی آیات

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(الاحزاب: ۵۳) اور جب تم نبی کی ازواج (مطہرات) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ تمہارے اور ان کے لئے بہت ہی پاکیزگی کا سبب ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(الاحزاب: ۵۹) اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو یہ حکم دیں کہ وہ (گھر سے نکلتے وقت) اپنی چادروں کا کچھ حصہ (آنجلی، پلویا گھونگٹ) اپنے چہروں پر لٹکائے رہیں، یہ پردہ ان کی اس شناخت کے لئے بہت قریب ہے (کہ یہ پاک دامن آزاد عورتیں ہیں آوارہ گرد باندیاں نہیں ہیں) سو ان کو ایذا نہ دی جائے اور اللہ بہت بخشنے والا ہے حد رحم فرمانے والا ہے۔

ذالک احذی ان یعرفن سے چہرہ ڈھانپنے پر استدلال

(الاحزاب: ۵۹) یہ پردہ ان کی شناخت کے بہت قریب ہے (کہ وہ آزاد عورتیں ہیں آوارہ گرد باندیاں نہیں ہیں) سو ان کو

ایذا نہ دی جائے۔

علامہ ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

جب کوئی باندی راستہ سے گذرتی تھی تو فساق فجار اس کو ایذا پہنچاتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے آزاد عورتوں کو باندیوں کی مشابہت سے منع فرما دیا، مجاہد نے یہ حدیث علیہن من جلابیہن کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ”آزاد عورتیں اپنے چہروں پر آنچل ڈال لیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ آزاد عورتیں ہیں اور فساق ان کو آوازیں کس کر یا چھیڑ خانی کر کے اذیت نہ پہنچائیں۔“ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ذلک احلی ان یعرفن فلا یؤذین ”یہ ان کی (باندیوں سے) شناخت کے زیادہ قریب ہے تاکہ ان کو ایذا نہ پہنچائی جائے۔“ (جامع الہیون ج ۲۲ ص ۵۷-۵۸ دار الفکر بیروت)

امام رازی متوفی ۶۰۶ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

زمانہ جاہلیت میں آزاد عورتیں اور باندیاں چہرہ کھول کر باہر نکلتی تھیں اور فساد اور فجار ان کے پیچھے دوڑتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے آزاد عورتوں کو چادر سے چہرہ ڈھانپنے کا حکم دیا۔ (تفسیر کبیر ج ۹ ص ۱۸۴)

علامہ ابوالحیاء اندلسی متوفی ۷۵۴ھ لکھتے ہیں:

زمانہ جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ آزاد عورتیں اور باندیاں دونوں قمیص اور دوپٹے میں چہرہ کھول کر نکلتی تھیں اور جب وہ رات کے وقت قضاء حاجت کے لئے کھجوروں کے جھنڈ اور نشیبی زمینوں میں جاتیں تو بدکار لوگ بھی ان کے پیچھے جاتے اور بعض اوقات وہ آزاد عورت پر بھی دست درازی کرتے اور یہ کہتے کہ ہم نے اس کو باندی گمان کیا تھا۔ تب آزاد عورتوں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ باندیوں سے مختلف وضع قطع اختیار کریں بایں طور کہ بڑی چادروں اور کپلوں سے اپنے سروں اور چہروں کو ڈھانپ لیں تاکہ وہ باحیاء اور معزز رہیں اور کوئی شخص ان کے متعلق بری خواہش نہ کرے۔ (المجموع ج ۱ ص ۲۵۰ دار الفکر بیروت)

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں:

آزاد عورتیں چادروں سے اپنے سروں اور چہروں کو ڈھانپ لیں تاکہ معلوم ہو جائے وہ آزاد عورتیں ہیں۔

(زاد المسیر ج ۶ ص ۴۲۲)

علامہ ابوسعود حنفی لکھتے ہیں:

عورتیں جب کسی کام سے جائیں تو چادروں سے اپنے چہروں اور بدنوں کو چھپا لیں۔

(تفسیر ابوسعود ج ۵ ص ۲۳۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ابوالحیاء اندلسی لکھتے ہیں:

ابوعبیدہ سلمانی بیان کرتے ہیں کہ جب ان سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ تم چادر کو اپنی پیشانی پر رکھ کر چہرے کے اوپر لپیٹ لو، سدی نے کہا ایک آنکھ کے سوا باقی چہرے کو ڈھانپ لو (علامہ ابوالحیاء کت ہے ہیں) اندلس کے شہروں کا بھی یہی طریقہ ہے عورتیں ایک آنکھ کے سوا باقی چہرے کو ڈھانپ کر رکھتی ہیں، حضرت ابن عباس اور قتادہ نے کہا چادر سے چہرے کو ڈھانپ لے اور دونوں آنکھوں کو دکھلا رکھے۔ من جلابیہن کا مطلب یہ ہے کہ چادر کے ایک پلو سے چہرہ کو ڈھانپ لیا جائے یہ پردہ ان کی شناخت کے بہت قریب ہے کیونکہ جب آزاد عورتیں اپنے چہرے کو ڈھانپ لیں گی تو وہ بے پردہ پھرنے والی بے حیاء باندیوں سے ممتاز ہو جائیں گی اور فساق اور فجار کی ایذا و رسائی اور چھیڑ خانی سے محفوظ رہیں گی۔ (المجموع ج ۸ ص ۵۰۴ دار الفکر)

مشر شیعہ مفسر شیخ ابو جعفر بن حسن طوسی لکھتے ہیں:

(الخصائص ج ۱ ص ۳۶۱) جس نے کہا کہ جلاب سے مراد وہ چادریں ہیں جن کو عورتیں اپنے چہروں پر ڈال لیتی ہیں۔
جواب کی تفسیر جو ہم نے معتد مفسرین اسلام سے نقل کی ہے، ان میں علامہ ابن جریر طبری، علامہ ابو بکر رازی جہد ص حنفی،
علامہ ابن کثیر حنبلی، علامہ ابن جوزی حنبلی، قاضی بیضاوی شافعی، علامہ ابوسعود حنفی، علامہ خفاجی حنفی، علامہ آلوسی حنفی، علامہ ابوالیمان
اندلسی اور شیعہ مفسر شیخ طوسی وغیرہ سب اس پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت پر نبی ﷺ کی ازواج آپ کی صاحبزادیوں اور
مسلمان عورتوں کو یہ حکم دیا کہ جب وہ کسی ضرورت کی بناء پر گھر سے باہر نکلیں تو اپنی چادروں کا پلوا اپنے چہرے پر ڈال کر اپنے
چہروں کو ڈھانپ لیں۔

ان فقہاء سے یہ ظاہر ہو گیا کہ سورۃ نور میں عورتوں کو جو چہرے اور ہاتھوں کے سوا تمام جسم کے ستر کا حکم دیا گیا تھا اس آیت
میں اس سے زائد حکم بیان کیا گیا ہے کہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے اپنے چہروں کو بھی ڈھانپ کر رکھیں۔

مصنف یہ کہتا ہے کہ آج بھی یہی طریقہ ہے جو عورت مکمل پردہ میں باہر نکلتی ہے وہ کسی شخص کی ہوا دھوس کا نشانہ نہیں بنتی اس پر
کوئی بری نظر ڈالتا ہے نہ کوئی آواز کستا ہے، نہ اس کا پیچھا کرتا ہے اور جو عورت بے پردہ تنگ اور چست لباس پہن کر، سرخی پاؤں
سے میک اپ کر کے اور اپنے لباس پر پر فیوم اسپرے کر کے خوشبودں کلی لپٹوں میں گھر سے نکلتی ہے وہ تمام ہوس ناک نگاہوں کا
بذخ بنتی ہے اور باش لوگ اس پر آوازیں کستے ہیں اور چھیڑ خانی کرتے ہیں اور بسا اوقات اس کی عزت لٹ جاتی ہے۔ العیاذ باللہ!
ان لوگوں پر حیرت ہوتی ہے جو کہتے ہیں اسلام عورت کو پردے کی بو بونا چاہتا ہے! مغربی ممالک میں جہاں کوئی پردہ ہے نہ کوئی
حدود و قیوم ہیں لڑکیاں نیم عریاں لباس میں برسر عام پھرتی ہیں اور راہ چلتے برسر عام مرد اور عورت ہوس و کنار کرتے ہیں، پارکوں اور
تفریح گاہوں میں بغیر کسی پردے اور حجاب کے حیوانوں کی طرح مرد اور عورتیں ہم آغوش ہوتے ہیں اور جنسی عمل کرتے ہیں، ایک
لڑکی کئی کئی بوائے فرینڈز رکھتی ہے، دفنوں، کارخانوں، ہوٹلوں اور سیر گاہوں میں ہر جگہ مرد اور عورت ساتھ ساتھ رہتے ہیں اور
ایک ساتھ کام کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں ناجائز بچوں سے ان کی سڑکیں بھری رہتی ہیں اور ہسپتالوں میں استقامت مل کرانے والی
عورتوں کی بھرمار رہتی ہے اور اس جنسی بے راہی روی سے ان کا ذہنی سکون جاتا رہتا ہے اور وہ لوگ مایخولیائی کیفیات میں مبتلا
ہو جاتے ہیں پھر وہ سکون اور نروان کی تلاش میں سے نشوں کی تلاش میں پھرتے ہیں۔ پہلے وہ اپنے آپ کو شراب میں ڈبو دیتے
تھے لیکن اس سے بھی ان کو سکون نہیں ملا، اب وہ چرس، کوکین، ہیروئن اور راکٹ کی پناہ لیتے ہیں وہ ایسا تیز سے تیز نشہ چاہتے ہیں جو
ان کے ذہن کو زیادہ سے زیادہ دیر کے لئے سلا دے، بے حس کر دے اور دنیا اور مافیہا سے بے خبر کر دے۔ مغربی ممالک کی
حکومتیں ان منشیات پر پابندیاں لگا رہی ہیں اس کے باوجود منشیات کی کھپت بڑھتی جا رہی ہے، پابندیوں سے کام نہیں چلے گا لوگ
سکون چاہتے ہیں ان کو سکون مہیا کیجیے راکٹ اور مارفیا کا سکون ناپائیدار اور عارضی ہے، صحت کے لئے تباہ کن ہے، حقیقی سکون
صرف اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت میں ہے:

(الانعام: ۸۲) جو لوگ ایمان لائے اور ایمان کے ساتھ انہوں نے گناہ نہ کئے (یعنی اسلامی احکام کی مخالفت اور ان سے

بغوات نہیں کی) انہی کے لئے امن اور سکون ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ جنسی بے اعتدالی اور بے راہ روی انسان کے ذہنی سکون کو ختم کر دیتی ہے، اس لئے اگر ہم دنیا کو ذہنی سکون فراہم کرنا چاہتے ہیں تو ہم کو جنسی بے راہ روی اور بد چلنی کو ختم کرنا ہوگا اور اس کی پہلی بنیاد پردہ اور حجاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(الاحزاب: ۵۹) یہ پردہ ان کی شناخت کے بہت قریب ہے (کہ وہ آزاد و ترس ہیں آوارہ گرد باندیاں نہیں ہیں) سوان کو ایذا نہ دی جائے۔

علامہ محمد امین بن مختار جگنی حنفی لکھتے ہیں:

صحابہ کرام اور مابعد کے تمام مفسرین نے یہ تفسیر کی ہے کہ اہلم دینہ کی خواتین رات کو قضاء حاجت کے لئے گھروں سے باہر نکلتیں تھیں اور مدینہ میں بعض فساق تھے جو باندیوں کے پیچھے پڑ جاتے تھے اور آزاد عورتوں سے تعرض نہیں کرتے تھے اور بعض آزاد عورتیں ایسی وضع میں نکلتی تھیں جس سے وہ باندیوں سے ممتاز نہیں ہوتی تھیں، سو وہ فساق ان کو بھی باندیاں سمجھ کر ان کے پیچھے پڑ جاتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی ازواج اپنی صاحبزادیوں اور مسلمان عورتوں کو یہ حکم دیں کہ وہ اپنی وضع قطع میں باندیوں سے ممتاز رہیں بایں طور کہ چادروں سے اپنا چہرہ چھپائے رکھیں اور جب وہ ایسا کریں گی تو فساق کو پتا چل جائے گا کہ یہ آزاد عورتیں ہیں اور ان کو ستایا نہیں جائے گا، اہل علم نے اس کی یہی تفسیر کی ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فساق کا باندیوں کو چھیڑنا اور ان سے فحش حرکات کرنا جائز ہے بلکہ یہ حرام ہے اور ان فحش کاموں کے درپے وہی لوگ ہوتے ہیں جن کے دلوں میں بیماری ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں داخل ہیں والذین فی قلوبہم مرض "وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے۔"

(اضواء البیان ج ۶ ص ۵۸۷-۵۸۸)

مذہب اربعہ کے بعض متقدمین فقہاء اور مفسرین نے یہ کہا ہے کہ عورت کے چہرہ کو شہوت سے دیکھنا حرام ہے اور بلا شہوت دیکھنا جائز ہے، اسی طرح انہوں نے کہا کہ عورت اپنے چہرہ کو چھپانا واجب نہیں ہے اس کے برخلاف بعض دور سے فقہاء اور مفسرین نے یہ کہا ہے کہ عورت پر اپنا چہرہ چھپانا واجب ہے اور یہی قول قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق ہے کیونکہ چہرہ کے علاوہ باقی جسم کو چھپانا تو عورت پر پہلے بھی فرض تھا جیسا کہ سورۃ نور میں ستر کے احکام نازل ہونے سے ظاہر ہو گیا ہے اور اس کے بعد سورۃ الاحزاب میں جو حجاب کی آیات نازل ہوئیں ان میں ستر سے ایک زائد حکم بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ غیر محرم اور اجنبی مردوں کے سامنے عورتیں اپنے چہروں کو بھی ڈھانپ رکھیں۔

علامہ ابوبکر رازی جصاص حنفی، مجتہد فی المسائل ہیں، وہ لکھتے ہیں:

ابوبکر رازی کہتے ہیں کہ اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ جو ان عورتوں کو اجنبیوں سے اپنا چہرہ چھپانے کا حکم دیا گیا ہے اور گھر سے باہر نکلتے وقت پردہ کرنے اور پاکیزگی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ آوارہ لوگوں کے دلوں میں بری خواہش پیدا نہ ہو۔

(احکام القرآن ج ۲ ص ۳۷۲ ہور)

چونکہ بوزمی عورتوں کے حجاب کے متعلق قرآن مجید میں تخفیف کی گئی ہے اس لئے علامہ ابوبکر رازی نے حجاب کی اس آیت کو جو ان عورتوں پر محمول کیا ہے اور اس عبارت میں یہ تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ان عورتوں کو چہرہ ڈھانپنے کا امر کیا ہے اور امر کا نکتہ وجوب ہے اس لئے جو عورتیں بوزمی نہ ہوں ان پر اپنے چہرہ کو چھپانا واجب ہے۔

بوزمی عورتوں کے حجاب میں تخفیف سے عمومی حجاب پر استدلال

جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بوزمی عورتوں کے حجاب میں تخفیف کی ہے وہ یہ ہے:

(النور: ۶) وہ بوزمی عورتیں جن کو نکاح کی امید نہیں ہے اگر وہ اپنے (چہرہ ڈھانپنے کے) کپڑے اتار دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے اور آں حالیکہ وہ اپنی زینت دکھاتی نہ پھریں اور اگر وہ اس سے بچیں (یعنی نقاب نہ اتاریں) تو یہ ان کے لئے بہتر ہے۔

اس آیت میں بوزمی عورتوں کو جن کپڑوں کے اتارنے کی اجازت دی ہے اس سے مراد وہ چادریں ہیں جن سے آیت جہاب میں چہرہ ڈھانپنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ اس آیت سے یہ تو ہرگز مراد نہیں ہے کہ بوزمی عورت قمیض، ریشلو اور اتار کر ہانگ بربن نہ جائے کیونکہ یہ کھلی بے حیائی ہے اور نہ یہ مراد ہے کہ بوزمی عورت سینہ سے دوپٹہ اتار کر اپنے سینہ کا ابھار لوگوں کو دکھاتی پھرے کیونکہ غیر متبرجات بزینت میں اس سے منع کر دیا ہے، تو پھر معین ہو گیا کہ اس آیت میں بوزمی عورتوں کو چہرہ سے صرف نقاب اتارنے کی اجازت دی ہے یا اس چادر کو اتارنے کی اجازت دی ہے جس سے آیت جہاب میں چہرہ ڈھانپنے کا حکم دیا ہے۔ نیز یہ فرمایا کہ ان کے لئے بھی افضل اور مستحب یہی ہے کہ وہ اس چادر کو نہ اتاریں اور چہرہ ڈھانپ کر رکھیں اور اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جو عورتیں سن ایسا کو نہ پہنچی ہوں ان پر چہرہ چھپانا لازم اور واجب ہے۔

علامہ ابوبکر رازی جصاص لکھتی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حضرت ابن مسعود اور مجاہد نے بیان کیا کہ یہاں وہ بوزمی عورتیں مراد ہیں جو نکاح کا ارادہ نہ رکھتی ہوں اور جن کپڑوں کو اتارنے کی اجازت دی اس سے مراد جلابیب (وہ چادریں جن کے پلو سے چہرہ ڈھانپتے ہیں) ہیں، جس نے کہا جلابیت اور پٹکے مراد ہیں، ابراہیم اور ان جبیر نے کہا چادر مراد ہے جابر بن زید سے چادر اور دوپٹے کی روایت ہے، علامہ ابوبکر اس روایت کو مسترد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بوزمی عورت کے بال بالا اتفاق ستر ہیں جس طرح جو ان عورت کے بال ستر ہیں، اس سے اجنبی شخص کا بوزمی عورت کے بالوں کو کھینا جائز نہیں ہے، اور اگر بوزمی عورت نے ننگے سر نماز پڑھی تو جو ان کی طرح اس کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی اس لئے اس آیت سے یہ مراد نہیں ہو سکتا کہ بوزمی عورت اجنبی مردوں کے سامنے اپنا دوپٹہ اتار دے۔ اگر یہ سوال ہو کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بوزمی عورت کو تنہائی میں دوپٹہ اتارنے کی اجازت دی ہے، جبکہ اسے کوئی دیکھ نہ رہا ہو، اس کا جواب یہ ہے کہ پھر بوزمی عورتوں کی تخصیص کی کیا ضرورت ہے کیونکہ جو ان عورت بھی تنہائی میں اپنا دوپٹہ اتار سکتی ہے، اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ جب بوزمی عورت کا سر ڈھکا ہوا ہو تو وہ لوگوں کے سامنے اپنی جلابیب اتار سکتی ہے اور اس کے لئے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو کھولنا جائز ہے کیونکہ اس پر شہوت نہیں آتی۔ (احکام القرآن ج ۶، ۷۴۲، ۷۴۳)

علامہ ابو عبد اللہ قرطبی مالکی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں:

صحیح ہے کہ دو بوزمی عورت بھی سر پہ میں جو ان عورت کی طرح ہے مگر بوزمی عورت اس جلاب کو اتار سکتی ہے جو لمبے اور
راپہ کے اوپر اوڑھا ہوا ہوتا ہے حضرت ابن مسعود اور ابن جبر و غیرہ کا یہی قول ہے۔

امام رازی لکھتے ہیں:

اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بوزمی عورتوں کو تمام کپڑے اتارنے کی اجازت نہیں دی کیونکہ اس سے ہر ستر کا کھولنا
رہز مآئے گا اس لئے مفسرین نے کہا ہے کہ یہاں کپڑے سے مراد وہ جلاب چادریں اور اوڑھنیاں ہیں جن کو دوپٹے کے اوپر اوڑھنا
ہوتا ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۶ ص 307 دار الفکر بیروت 1398ھ)

علامہ ابن جوزی حبشی متولی 597ھ لکھتے ہیں:

اس آیت میں کپڑوں سے مراد وہ جلاب، چادریں اور اوڑھنیاں ہیں جو دوپٹے کے اوپر ہوتی ہیں، تمام کپڑے اتارنا مراد نہیں
ہے، قاضی ابویعلیٰ نے کہا بوزمی عورت کا اجنبی مردوں کے سامنے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو کھولنا جائز ہے اور اس کے بالوں کو کھینا
جو ان عورت کے بالوں کو دیکھنے کی طرح تا جائز ہے۔ (ذوالسیر ج ۶ ص 63 بیروت)

مذاہب اربعہ کے مفسرین کی تصریحات سے یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ بوزمی عورت جس کو نکاح کی امید نہ ہو اور جو سن یا اس کو پہنچ چکی
ہو صرف اس کو اللہ تعالیٰ نے یہ اجازت دی ہے کہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے وہ جلاب اتار سکتی ہیں جس کے آگل سے چہرے کو
دھانپا جاتا ہے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کو ظاہر کر سکتی ہے پھر بھی اس کے لئے الفضل اور مستحب یہی ہے کہ اجنبی مردوں کے سامنے
اپنے چہرے کو دھانپ کر رکھے۔

اب اگر بوزمی عورتوں کے علاوہ دوسری عورتوں کے لئے بھی اجنبی مردوں کے سامنے اپنا چہرہ کھولنا جائز ہو تو اتلائے اس آیت
میں بوزمی عورتوں کی تخصیص کا کیا فائدہ ہوا؟ اور جب بوزمی عورتوں کے لئے بھی اجنبی مردوں کے سامنے چہرہ دھانپنا مستحب ہے تو
جو ان عورتوں کے چہرہ دھانپانے کے واجب ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے!

عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حجاب اور نقاب کے معمولات

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خبر سے) مدینہ تشریف لائے درآں حالیکہ آپ نے
حضرت صفیہ بنت جحش سے شادی کی ہوئی تھی انصار کی عورتوں نے آکر حضرت صفیہ کے متعلق بیان کیا میں نے اپنا حلیہ بدل دیا اور نقاب
پہن کر (انہیں دیکھنے) گھر سے نکلی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھ کو دیکھ کر پہچان لیا، میں (واپس) تیزی سے دوڑی، آپ نے
مجھے پکڑ کر گود میں اٹھالیا اور فرمایا: تم نے (ان کو) کیسا پایا، میں نے کہا اس یہودی عورت کو یہودیوں میں بھیج دیجئے۔

(سنن ابن ماجہ رحمہ اللہ ص 1980)

اس مدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نقاب پہننے کا ذکر ہے اور یہ کہ ازواج مطہرات اور مسلم خواتین جب کسی
ضرورت سے گھر سے باہر نکلتی تھیں تو نقاب پہنتی تھیں یا چادروں سے اپنے چہرے کو دھانپ لیتی تھیں۔

امام بخاری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے واقعہ انک کی حدیث میں روایت کرتے ہیں:

میں اپنے پڑاؤ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ مجھ پر نیند غالب آگئی اور میں سو گئی اور حضرت صفوان بن معطل اسلمی رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے تھے، وہ رات کے آخری حصہ میں چلے اور صبح کے وقت میرے پڑاؤ پر پہنچے تو انہوں نے ایک انسانی ہیولا دیکھا، جب وہ میرے پاس آئے تو انہوں نے مجھے پہچان لیا کیونکہ انہوں نے حجاب کے حکم سے پہلے مجھے دیکھا ہوا تھا انہوں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون میں یہ سن کر بیدار ہو گئی اور میں نے اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 4141)

یہ حدیث اس بات کی واضح اور روشن دلیل ہے کہ احکام حجاب نازل ہونے کے بعد ازواج مطہرات چادروں سے اپنے چہروں کو ڈھانپتی تھیں۔ واللہ الحمد۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ! آپ احرام میں ہمیں کون سے کپڑے پہننے کا حکم دیتے ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قمیض اور شلواریں نہ پہنو، عمام اور ٹوپیاں نہ پہنو، البہت اگر کسی کے پاس جوتیاں نہ ہوں تو وہ موزے پہن سکتا ہے لیکن ان کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس کو زعفران یا ورس (ایک گھاس جس سے سرخ رنگ نکلتا ہے) سے رنگا ہوا ہو اور احرام کی حالت میں عورت نقاب ڈالنے نہ دستانے پہنے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: 1838، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 1823، صحیح مسلم رقم الحدیث: 1177، سنن النسائی رقم الحدیث: 2666)

احرام میں نقاب ڈالنے کی ممانعت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عام حالات میں خواتین نقاب ڈالتی تھیں۔

حضرت شماس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ام خلد نام کی ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی درآں حایکہ اس نے نقاب پہنی ہوئی تھی۔ اس کا بیٹا شہید ہو گیا تھا وہ اس کے متعلق پوچھنے آئی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے کہا: تم اپنے بیٹے کے متعلق پوچھ رہی ہو اور اس حال میں بھی تم نے نقاب پہنی ہوئی ہے! اس نے کہا میں نے اپنے بیٹا کو پایا ہے اپنی حیا نہیں کھوئی۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 2488)

عہد توریت میں نقاب اور حجاب کا معمول

اسلام سے پہلے دوسرے آسمانی مذاہب میں بھی حجاب اور نقاب کے ساتھ گھروں سے باہر نکلنے کی ہدایت کی جاتی تھی، تو ریت میں ہے:

اور ربکہ نے نگاہ کی اور اضحاق کو دیکھ کر اونٹ سے اتر پڑی۔ اور اس نے نوکر سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے جو ہم سے ملنے کو میدان میں چلا آ رہا ہے اس نوکر نے کہا یہ میرا آقا ہے۔ تب اس نے برقع لے کر اپنے اوپر ڈال لیا۔ (پیدائش: باب ۲، آیت 65-66) اور تم کو یہ خبر ملی کہ تیرا خسر اپنی بھیڑوں کو چشم کترنے کے لئے تممت کو جا رہا ہے۔

تب اس نے اپنے رنڈا پے کے کپڑوں کو اتار پھینکا اور برقع اوڑھا اور اپنے کو ڈھانکا۔ (پیدائش: باب 37، آیت: 14-15)

پھر وہ اٹھ کر چلی گی اور برقع اتار کر رنڈا پے کا جوڑا پہن لیا۔ (پیدائش: باب 38، آیت: 20)

بعض احادیث بظاہر حجاب کے خلاف ہیں جن میں اجنبی مردوں کی طرف دیکھنے اور عورتوں کے اجنبی مردوں کی طرف دیکھنے کا

ثبوت ہے اسی لئے ہم ان احادیث کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں، امام مسلم روایت کرتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی چادر میں چھپائے ہوئے تھے اور میں حبشیوں کی طرف دیکھ رہی تھی درآں حالیکہ وہ (جنگی کھیل) کھیل رہے تھے، میں اس وقت لڑکی تھی، سوچو کہ کم عمر شائقہ لڑکی کے شوق کا کیا عالم ہوگا!

(صحیح مسلم رقم الحدیث: 2029)

اس حدیث میں مردوں کے کھیل کی طرف دیکھنے کا جواز ہے، جبکہ مردوں کے بدن کی طرف (پسندیدگی سے) نہ دیکھا جائے اور عورتوں کا اجنبی مرد کے چہرہ کی طرف شہوت سے دیکھنا حرام ہے اور بغیر شہوت کے دیکھنے میں رد قول ہیں اور زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ ”آپ مسلمان عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور نبی ﷺ نے حضرت ام سلمہ اور حضرت ام حبیبہ (بلکہ حضرت میمونہ) سے فرمایا ”تم دونوں تو تائینا نہیں ہو، تم اس سے (یعنی حضرت ابن ام مکتوم سے) پردہ کرو“ یہ حدیث حسن ہے اس کو امام ترمذی اور دور سے ائمہ حدیث نے روایت کیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کے دو جواب ہیں، قوی جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ حضرت عائشہ نے ان کے چہروں اور بدنوں کی طرف (بالذات) دیکھا تھا اس حدیث میں صرف یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے ان کے کھیل اور ان کی جنگ کی طرف دیکھا تھا اور ان کی جنگی مشقوں کے دیکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت عائشہ نے ان کے بدن کی رطف دیکھا ہو اور اگر بالفرض حضرت عائشہ کی نظر بلا قصد ان کے بدن پر پڑ گئی تو آپ نے فوراً نظر کو ہٹایا تھا، دوسرا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے یہ واقعہ حجاب نازل ہونے سے پہلے کا ہو اور تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ اس وقت کس شخص اور حد بلوغ کو نہیں پہنچیں تھیں۔

دوسری حدیث جس سے حجاب کے خلاف شبہ پیش کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے ایک شخص نے سوال کیا آپ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہاں! اگر میں اس وقت کس نہ ہوتا تو حاضر نہ ہوتا! رسول اللہ ﷺ (عید گاہ) گئے اور آپ نے نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا اور اذان کا ذکر کیا نہ اقامت کا، پھر آپ عورتوں کے پاس گئے ان کو وعظ و نصیحت کی اور ان کو صدقہ دینے کا حکم دیا پھر میں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے کانٹوں اور گلوں کی طرف ہاتھ بڑھائے اور حضرت بلال کو زیورات دیئے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: 977)

اس حدیث سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت بلال نے اس موقع پر اجنبی عورتوں کو دیکھا، حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کا جواب تو خود اس حدیث میں ہے کہ وہ کم سن تھے اور حضرت بلال اگرچہ اس وقت آزاد ہو چکے تھے لیکن وہ عورتیں حجاب میں لپٹی ہوئی تھیں اور اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ حضرت بلال نے ان کے چہروں کی طرف دیکھا یا ان کے چہرے کھلے ہوئے اور بے حجاب تھے۔

ایک اور حدیث جس سے حجاب کے خلاف شبہ پیش کیا جاتا ہے یہ ہے، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت فضل بن عباس، رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے ہوئے تھے، قبیلہ نعیم کی ایک عورت نے آکر رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا، حضرت فضل اس عورت کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت حضرت فضل کی طرف دیکھنے لگی، نبی ﷺ نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ کا چہرہ دوسری طرف کر دیا، اس عورت نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حج فرض کیا ہے اور میرا باپ بہت بوڑھا ہے سواری پر بیٹھ کر حج نہیں کر سکتا، کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6228)

بعض علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے چہرہ پر نقاب ڈالنا اور حجاب کرنا واجب نہیں ہے ورنہ وہ عورت بے پردہ نہ آتی اور اگر آتی گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ اس کو چہرہ چھپانے کا حکم دیتے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ عورت محرمہ تھی البتہ اس کے برخلاف اس حدیث میں یہ ثبوت ہے کہ اجنبی عورت کے چہرہ کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے، اس لئے نبی اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے حضرت فضل بن عباس کی گردن پھیر دی، جامع ترمذی میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں نے جو ان مرد اور جو ان عورت کو دیکھا اور میں ان پر شیطان (کے حملہ) سے بے خوف نہیں ہوا۔" اس وجہ سے آپ نے حضرت فضل بن عباس کی گردن کو دوسری طرف پھیر دیا۔ اجنبی مردوں اور عورتوں کے ایک دور سے کی طرف دیکھنے کے معاملہ میں جب رسول اللہ ﷺ کو صحابہ کرام پر اعتماد نہیں تھا حالانکہ خوف خدا اور تقویٰ اور پرہیزگاری میں ان کا سب سے اونچا مقام تھا تو پھر بعد کے لوگوں پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے اور یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اگر ان کو شہوت کا خطرہ نہ ہو تو پھر وہ اجنبی عورتوں کو دیکھ سکتے ہیں، اس لئے جن بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ اگر شہوت کا خطرہ نہ ہو تو اجنبی عورت کو دیکھنا جائز ہے، یہ صحیح نہیں ہے، صحیح یہی ہے کہ اجنبی عورتوں کو دیکھنا مطلقاً جائز نہیں ہے، البتہ ضرورت کے مواقع اس سے مستثنیٰ ہیں جن کو ہم نے اس سے پہلے تفصیل سے بیان کر دیا ہے، اس لئے اس حدیث پر غور کرنا چاہئے:

(سنن الترمذی الحدیث: 885) حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے اپنے غم زاوی کی گردن کیوں پھیر دی آپ نے فرمایا میں نے مرد اور جو ان عورت کو دیکھا اور میں ان پر شیطان (کے حملہ) سے بے خوف نہیں ہوا۔

بعض لوگوں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ قرآن مجید اور احادیث میں غرض بصر "نکاحیں نیچی رکھنے کا" حکم دیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ چہرہ چھپانا ضروری نہیں ہے بس نکاحیں نیچی کر لینا کافی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں صرف غرض بصر کا حکم نہیں ہے چہرہ چھپانے کا بھی حکم ہے جیسا کہ ہم نے آیات حجاب میں اس کو بیان کر دیا ہے۔ رہا یہ سوال کہ جب عورتوں کو کھلے منہ پھرنے کی چھپانے کا بھی حکم ہے جیسا کہ ہم نے آیات حجاب میں اس کو بیان کر دیا ہے۔ رہا یہ سوال کہ جب عورتوں کو کھلے منہ پھرنے کی اجازت ہی نہیں ہے تو پھر غرض بصر کے حکم کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عورت کے نقاب اور حجاب میں رہنے کے باوجود ایسے مواقع پیش آسکتے ہیں جب اچانک کسی مرد اور عورت کا سامنا ہو جائے اور ایک بے پردہ عورت کو بھی نماز اور حج کے مواقع پر چہرہ دکھولنے سے سابقہ پڑ جاتا ہے سو ایسے تمام مواقع پر مردوں اور عورتوں دونوں کو نکاحیں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

بَابُ فِي قَوْلِهِ (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ) (النور: ۳۱)

باب: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا تذکرہ ”انہیں چاہیے کہ اپنی چادریں اپنے گریبان پر رکھیں“

4102- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، وَابْنُ الشَّرَحِ، وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَنْدَانِيُّ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي قُرَّةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّعَافِرِيُّ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: بَيَّزَ اللَّهُ نِسَاءَ النُّهَاجِرَاتِ الْأَوَّلِ، لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ: (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ) (النور: ۳۱)، شَقَقْنَ أَكُفَّ - قَالَ ابْنُ صَالِحٍ: أَكُفَّ - مُرَوِّطُهُنَّ، فَاسْتَمَرْنَ بِهَا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اللہ تعالیٰ ہجرت کرنے والی ابتدائی خواتین پر رحم کرے، جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

”وہ اپنی چادریں اپنے گریبان پر ڈال لیں“

تو ان خواتین نے اون کی موٹی چادریں پھاڑ کر ان کی اوڑھنیاں بنالیں۔ (یہاں ایک راوی نے ایک لفظ مختلف نقل کیا ہے)

4103- حَدَّثَنَا ابْنُ الشَّرَحِ، قَالَ: رَأَيْتُ فِي كِتَابِ خَالِي، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، بِإِسْنَادِهِ

وَمَعْنَاهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

نظر اور شرمگاہ کی حفاظت بہت ضروری ہے؛

۱۔ ابن ابی حاتم نے مقال رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم کو یہ بات پہنچی ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اسماء بنت مرثد اپنے کجور کے باغ میں رہتی تھیں جو بنو حارثہ میں تھا عورتوں نے وہاں تہہ بندوں کے بغیر داخل ہونا شروع کر دیا ان کے پازیب ظاہر ہوتے اور ان کے سینے اور زلفیں بھی نکلی ہوتیں اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھ کر کہا یہ کتنی بری صورت ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں نازل فرمایا آیت ”وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ“ الایۃ

۲۔ عبد الرزق والفریابی وسعید بن منصور وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والترمذی والحاکم وصحیح ابن مردویہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیت ولا یبدین زینتہن کے بارے میں روایت کیا کہ زینت مراد ہے کنگن بازو بند پازیب بالی اور ہار آیت الا ما ظہر منها یعنی کپڑے اور اوڑھنی۔

۳۔ ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ زینت سے مراد دو قسم کی زینتیں ہیں ظہری زینت اور باطنی زینت کو خاوند کے سوا کوئی نہیں دیکھتا اور ظاہری زینت سے مراد ہے کپڑے اور باطنی

زینت سے مراد ہے سرمہ، کنگن انگلی بن جریر کے لفظ میں یوں ہے کہ اس میں سے ظاہری زینت کپڑے ہیں اور جو چیزیں چھپی ہوئی ہیں وہ پازیب ہیں اور دونوں بالیاں ہیں اور کنگن ہیں۔

عورت کے لیے عطر لگا کر گھر سے باہر نکلنا گناہ ہے

۴۔ احمد والنسائی والحاکم والبیہقی فی سننہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس عورت نے عطر لگایا اور باہر نکلی تو جن لوگوں پر وہ گزری اور انہوں نے اس کی خوشبو کو پایا تو وہ زانیہ عورت ہے۔

۵۔ ابن المنذر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آیت ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منها سے مراد ہے سرمہ اور انگلی۔

۶۔ سعید بن منصور وابن جریر وعبد بن حمید وابن المنذر والبیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منها سے مراد ہے سرمہ انگلی بالی اور ہار۔

۷۔ عبد الرزاق وعبد بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ الا ما ظہر منها سے مراد ہے ہتھیلی کا خضاب اور انگلی۔

۸۔ ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت الا ما ظہر منها سے مراد ہے اس کا چہرہ اس کی ہتھیلیاں اور انگلی۔

۹۔ ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت الا ما ظہر منها چہرہ کی رنگت اور ہتھیلی کا اندرونی حصہ۔

۱۰۔ ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن المنذر والبیہقی فی سننہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ ظاہری زینت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کنگن انگلی کا چھلہ اور اپنی آستین کی ایک طرف کو بند کر کے رکھو۔

۱۱۔ ابن ابی شیبہ نہ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت الا ما ظہر منها سے مراد ہے چہرہ اور ہتھیلی کی ہڈیوں کے درمیان کا گڑھا۔

۱۲۔ ابن جریر نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت الا ما ظہر منها سے مراد ہے چہرہ اور ہتھیلی۔

۱۳۔ ابن جریر نے عطاء رحمۃ اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آیت الا ما ظہر منها سے مراد ہے ہتھیلیاں اور چہرہ۔

۱۴۔ عبد الرزاق وابن جریر نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منها سے مراد ہے کنگن انگلی اور سرمہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کسی عورت کے لیے یہ حلال نہیں کہ جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ یہاں سے آگے تک ہاتھ نکالے اور آپ نے آدھے بازو کو بند کر لیا۔

۱۵۔ عبد الرزاق وابن جریر نے سمور بن مخرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت الا ما ظہر منها سے مراد ہیں کنگن انگلی اور سرمہ۔

۱۶۔ سعید و ابن جریر سے روایت کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا آیت ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منها سے مراد ہے انگلی اور کنگن ابن جریج نے کہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس سے مراد ہے کنگن اور انگلی کا چھلکا عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے پاس میری بیٹی آئی جو میری ماں کی طرف سے بھائی عبداللہ بن طفیل مزینہ کی بیٹی تھی اور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ وہ میرے بھائی کی بیٹی اور بیٹی ہے۔ آپ نے فرمایا جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ چہرہ کے سوا اپنے جسم کے کو ظاہر کرے یا اس سے زائد حصہ ظاہر کرے اور اپنے بازو پر مٹھی رکھے اور اپنی مٹھی اور ہتھیلی کے درمیان ایک مٹھی کا حصہ چھوڑ دے۔

۱۷۔ ابوداؤد و الترمذی و صحیحہ والنسائی و البیہقی فی سننہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ وہ اور میمونہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں اس درمیان کہ ہم آپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں اچانک ابن ابی مکتوم سامنے آگئے اور آپ کے پاس اندر آگئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے پردہ کرو ام سلمہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا وہ اندھا نہیں ہے کہ وہ ہم کو نہیں دیکھ رہا آپ نے فرمایا کیا تم اندھ ہو کیا تم اس کو نہیں دیکھ رہی ہو۔

۱۸۔ ابوداؤد و ابن مردویہ و البیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے پاس گائیں اور ان پر باریک کپڑے تھے۔ آپ نے اس سے اعراض فرمایا اور فرمایا اے اسماء کہ عورت ہاتھ ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اس کے جسم کا کئی حصہ دکھائی دے۔ مگر یہ اور آپ نے اپنے چہرے اور ہتھیلی کی طرف اشارہ کیا۔

۱۹۔ ابوداؤد و ابن مردویہ و البیہقی نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹی جب ہاتھ ہو جائے تو مناسب نہیں کہ اس کے جسم میں سے دیکھا جائے مگر اس کے چہرے کو اور اس کے ہاتھوں کے جوڑوں کو واللہ اعلم۔

۲۰۔ البخاری و ابوداؤد و النسائی و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و البیہقی نے اپنی سنن میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ پہلی ہجرت کرنے والی عورتوں پر رحم فرمائے جب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا آیت ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن تو عورتوں نے اپنی چادروں کو لیا اور ان کے کانروں کی جانب سے پھاڑ کر اس سے اوڑھنیاں بنالیں۔

۲۱۔ ابن جریر و ابن مردویہ و حاکم و صحیحہ و عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ جب یہ آیت ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن نازل ہوئی تو انہوں نے اپنی چادروں کے کناروں کو پھاڑ لیا اور اس سے اوڑھنیاں بنالیں۔

۲۲۔ الحاکم و صحیحہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور وہ اوڑھنی پہنچے ہوئے تھیں آپ نے فرمایا ایک بیچ دو بیچ نہ دو (تاکہ مردوں کی پگڑی کے مشابہ نہ ہو جائے)

۲۳۔ ابوداؤد و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے صفیہ بنت شیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اس درمیان کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھیں عورتوں نے قریش کی عورتوں اور ان کی فضیلت کا ذکر کیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بے شک قریش کو فضیلت حاصل ہے اور اللہ کی قسم! میں نے انصار کی عورتوں پر فضیلت رکھنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی جو اللہ کی کتاب کی تصدیق میں ان سے سے بڑھ کر ہو اور جو قرآن مجید پر ایمان لانے میں ان سے سے بڑھ کر ہو۔ سورۃ نور کو نازل کیا گیا آیت ولیضربن

بخمرہ علی جیوہن "تو ان کے سر نہ ان کی طرف پٹے اللہ تعالیٰ نے جو حکم نازل کیا اور وہ مرد اسے اپنی عورت اپنی بیٹی اور بہن پر حدود کر باقیہ اور اپنے رشتہ داروں پر پھر عورت اپنی چادر کی طرف کھڑی ہوتی اور اسے اپنے اوپر لپیٹ لیتی اس فرمان کی قہر بن عورتوں پر ایمان لاتے ہوئے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اتارا اور صبح کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے "دریں پسے ہوئے تھیں گویا کہ ان کے سروں پر کوئے بیٹھے ہوئے تھے۔

۲۱۔ سعید بن منصور و ابن مردویہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ ایک عورت ان کے پاس آئی اور اس پر ایک بربک بوز حنی تھیں جس سے اس کی پیشانی نیچے سے نظر آ رہی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی اوڑھنی کو پکڑ کر پھاڑ دیا پھر فرمایا کہ کیا تو نہیں جانتی کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور میں جو حکم نازل فرمایا پھر اس کے لیے ایک دوپٹہ منگوایا اور اس کو پہنایا۔

۲۵۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت "ولیطربن" یعنی باندھ لیں آیت بخمرہن علی جیوہن۔ یعنی اپنی اوڑھنی کو سینے کے بالائی حصہ پر اور سینے پر تاکہ اس میں سے کوئی چیز دکھائی نہ دے۔

۲۶۔ ابو داؤد النسخ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ سورۃ نور میں ہے آیت ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منها والیطربن بخمرہن علی جیوہن۔ اور فرمایا آیت یدنن علیہن من جلابیبہن۔ پھر اس میں سے اسٹل کرتے ہوئے فرمایا آیت والقواعد من النساء التي لا یرون نکاحا فلیس علیہن جناح ان یضعن ثیابہن۔ اور متبرجات وہ عورتیں ہیں جو اس حال میں نکلتی ہیں جبکہ ان کے سینے کے اوپر والا حصہ نکلا ہو۔

۲۷۔ ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و البیہقی فی سننہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منها اور ظاہری زینت سے مراد ہے چہرہ اور آنکھوں کا سرمہ ہتھیلی کا خضاب اور انگوٹھی عورت اس پر اسے ظاہر کر سکتی ہے جو بھی اس کے گھر میں داخل ہو پھر فرمایا ولا یبدین زینتہن الا لبعولتہن او ابائہن یعنی عورت اپنے خاوندوں اور اپنے آپ کے لیے زینتیں ظاہر کر سکتی ہے جیسے بالیاں ہار اور کنگن لیکن پازیب پاؤں میں ڈالے جانے والے زیور اور سینے کے ہارائی حصہ اور بال تو نہیں ظاہر کر سکتی ہے مگر اپنے شوہر کے لیے۔

۲۸۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت ولا یبدین زینتہن سے مراد ہے کہ وہ بڑی چادر اتاریں بعض کے اوپر سے آیت الا لبعولتہن او ابائہن مگر اپنے خاوندوں اور آباء پر کیونکہ وہ محرم ہیں اسی طرح چچا اور خالو کا بھی حکم ہے۔ آیت او ابائہن یعنی مومن عورتیں، آیت او مالک ایماہن۔ یعنی عورت کا غلاب۔

۲۹۔ ابن ابی شیبہ و ابن المنذر نے شعبی و کرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے بارے میں روایت کیا آیت ولا یبدین زینتہن الا لبعولتہن یہاں تک کہ اس آیت سے فارغ ہو گئے اور فرمایا چچا اور خالو کنڈ کر نہیں کیا کیونکہ یہ دونوں تعریف کرتے ہیں اپنے بیٹوں کے سامنے اس لیے وہ اوڑھنی چچا اور خالو کے سامنے نہ اتارے۔

۳۰۔ عبد بن حمید و ابن المنذر کن طریق الکلبی ابوصالح سے روایت کیا اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت او ابائہن یعنی مسلمان عورتوں میں سے کہ ان کے سامنے زینت کو ظاہر کر لیتی ہے لیکن کسی یہودی اور نصرانی عورت کے

لیے ظاہر نہ کرے اور زینت سے مراد ہے سینہ کا بالائی حصہ بالی ہار اور اس کے ارد گرد والا حصہ۔

۳۱۔ سعید بن منصور و ابن المنذر و البیہقی فی سندہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ کوئی بھی مسلمان عورت اپنے دوپٹے کو نہ اتارے یہ مشرکہ عورت کے سامنے اور نہ اس کا بوسہ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آیت اونسائمن، کہ وہ مسلمان عورتوں میں سے نہیں ہیں۔

۳۲۔ سعید بن منصور و البیہقی فی سندہ و ابن المنذر نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا اما بعد مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ کچھ عورتیں مسلمان عورتوں میں سے حمامات میں مشرکہ عورتوں کے ساتھ داخل ہوتی ہیں کیونکہ کسی ایسی عورت کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ شرم گاہ کی طرف دیکھے مگر اس کی ہم مذہب عورتیں دیکھ سکتی ہیں۔

۳۳۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت او ما ملکتم ایما نہیں سے مراد ہے عورت کا غلام ایک مسلمان عورت کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ اپنے شوہر کے غلام کے سامنے اپنی اوڑھنی کو اتار دے۔

۳۴۔ ابن ابی شیبہ و ابن المنذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ غلام اپنی مالکہ کے بالوں کو دیکھ لے۔

۳۵۔ ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ عورت اپنے غلام کے سامنے اپنی اوڑھنی کو اتار سکتی ہے۔

۳۶۔ ابو داؤد و ابن مردویہ و البیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ ایک غلام کو قاطرہ کے پاس لائے جو آپ نے اس کے لیے حصہ کر دیا تھا اور قاطرہ پر ایک کپڑا تھا اگر وہ اس سے سر کوڑھانچتی تھیں تو وہ ان کے پاؤں تک نہ پہنچتا تھا اور اگر اس سے اپنے پاؤں کوڑھانچتی تو ان کے سر کو نہ پہنچتا تھا۔ جب نبی ﷺ نے ان کی اس مشقت کو دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کچھ حرج نہیں کیونکہ یہ تیرا باپ ہے اور وہ تیرا غلام ہے۔

۳۷۔ عبد الرزاق و احمد نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا مکاتب ہو اور اس نے کچھ مال دیدیا تو اس عورت کو چاہیے کہ وہ اس مکاتب سے پردہ کرے۔

۳۸۔ عبد الرزاق نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ غلام نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس حاضر ہوتے تھے۔

۳۹۔ ابن المنذر نے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے آیت او ما ملکتم ایما نہیں کے بارے میں روایت کیا کہ پہلی قراءت میں یوں

ہے آیت والذین لم يبلغوا الحلم مما ملکتم ایما نکم۔

۴۰۔ عبد الرزاق و ابن المنذر نے طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مجاہد نے فرمایا کہ غلام اپنی مالکہ کے بالوں کو نہیں

دیکھ سکتا اور دونوں نے کہا بعض قراءۃ میں یوں ہے آیت او ما ملکتم ایما نکم الذین لم يبلغوا الحلم۔

۴۱۔ عبد الرزاق نے عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ان سے پوچھا گیا غلام اپنی مالکہ کے سر اور اس کے قدموں کو دیکھ

سکتا ہے فرمایا میں اس کو پسند نہیں کرتا مگر یہ کہ غلام ابھی بچہ ہو لیکن داڑھی والے غلام کے لیے جائز نہیں۔

۱۰۔ ابن ابی شیبہ سے محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ تم کو یہ آیت اور مملکت ایمانہن تم و دعوہ میں سے جو نہ ترسے، مرد و عورت میں سے جو نہ ترسے، وہ مرد و عورت نہیں ہے۔

۱۱۔ ابن ابی شیبہ سے محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ عورت اپنے غلام سے پردہ کرے۔

۱۲۔ ابن ابی شیبہ سے محمد بن حمید و ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت او التبیین غیر اولی الاربعہ سے مراد وہی مرد و عورت ہے جس سے عورتیں شرم نہ کرتیں۔

۱۳۔ ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و البیہقی فی سننہ ابن عباس رضی اللہ عنہما آیت او التبیین غیر اولی الاربعہ سے مراد وہی مرد و عورت ہے کہ وہی آدمی ہے جس سے عورتیں شرم نہ کرتیں اور یہ کم عقل ہوتا ہے عورتوں کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ عورتوں کی غرض کرتا ہے۔

۱۴۔ ابن جریر و ابن مردودہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت او التبیین غیر اولی الاربعہ سے مراد وہی آدمی ہے کہ پست زمانہ میں ایک آدمی اس کے پیچھے لگتا تھا اور اس پر غیرت کا اظہار نہ کیا جاتا اور عورت نہیں ڈرتی ہے اس بات سے کہ پست زمانہ کے بچے رکھ دے اور واقعہ ہے جس کو عورتوں میں کوئی حاجت نہیں۔

۱۵۔ عبد الرزاق و عبد بن حمید و ابن جریر نے طاہر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت غیر اولی الاربعہ سے مراد وہی شخص ہے جس کو عورتوں میں کوئی دلچسپی اور ضرورت نہیں۔

۱۶۔ ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت غیر اولی الاربعہ سے مراد وہی شخص ہے جو عورتوں کے معاملات کو نہیں جانتا۔

۱۷۔ ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت غیر اولی الاربعہ سے مراد مختل مراد ہے جس کا عضو تناسل کھڑا نہ ہوتا ہو۔

۱۸۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت غیر اولی الاربعہ من الرجال سے بہت بڑھا آدمی مراد ہے جو عورتوں کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

۱۹۔ عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آیت غیر اولی الاربعہ سے مراد ہے ذکر کرنا ہوا۔

۲۰۔ ابن المنذر نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت غیر اولی الاربعہ سے مراد ہے خصی اور ذکر کرنا ہوا۔

۲۱۔ ابن ابی شیبہ و ابن جریر نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ وہ آدمی مراد ہے جس کا عضو تناسل کھڑا نہ ہوتا ہے۔

۲۲۔ ابن ابی شیبہ و ابن جریر نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اس سے دیوانہ کم عقل مراد ہے۔

۲۳۔ ابن ابی شیبہ و ابن جریر نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ وہ شخص جسے خواہش نہ ہو کہ وہ عورتوں کی چھٹی ہوئی چیزوں پر مطلع ہو۔

۲۴۔ عبد الرزاق و عبد بن حمید و مسلم و ابوداؤد و النسائی و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردودہ و البیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا

سے روایت کیا کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے بیویوں کے پاس اندر آ جاتا ہے جو محنت تھا اور اس کو آیت ”غیر اولى الاربة“ میں سے شمار کرتے تھے۔ ایک دن نبی ﷺ تشریف لائے تو آپ کی بعض بیویوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا کہ وہ عورت خوب موٹی تازی ہے۔ جب سامنے آتی ہے تو اس کے جسم پر چار سلوٹ ہوتی ہیں اور جب وہ پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو اس کی پیٹ پر آٹھ سلوٹیں ہوتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نہیں جانتا تھا کہ یہ ان باتوں کو پہچانتا ہے یہ تم پر ہرگز داخل نہ ہو اور اس سے پردہ کرو۔

۵۷۔ ابن مردودہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ ایک غلٹی نبی ﷺ کی بیویوں کے پاس اندر داخل ہو جاتا تھا اور ازواج مطہرات اس کو غیر اولى الاربہ میں سے شمار کرتی تھیں ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور وہ ایک عورت کی تعریف کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ وہ خوب موٹی تازی ہے جب سامنے آتی ہے تو اس کے جسم پر چار سلوٹیں ہوتی ہیں جب وہ پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو اس کی پیٹھ پر آٹھ سلوٹیں ہوتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نہیں سنا تھا کہ وہ ان باتوں کو جانتا ہے۔ تم پر ہرگز یہ داخل نہ ہو رسول اللہ ﷺ نے اس کو جلا وطن کر دیا اور وہ مقام بیداء پر رہتا تھا ہر جمعہ کو کھانے پینے کی چیزیں لے کر جاتا تھا۔

۵۸۔ ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و البیہقی فی سننہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے آیت او الطفل الذین لم یظہروا علی عورات النساء کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد وہ ہیں جو نہیں جانتے کہ عورتیں کیا ہوتی ہیں اپنے بچپن کی وجہ سے بالغ ہونے سے پہلے۔

۵۹۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے آیت او الطفل الذین لم یظہروا علی عورات النساء کے بارے میں فرمایا کہ اس سے وہ لڑکا مراد ہے جو ابھی بالغ نہیں ہوا۔

۶۰۔ عبد بن حمید نے قتادہ سے اسی طرح روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ عورت کے جسم میں سے ہر حصہ چھپانے کے لائق ہے یہاں تک کہ اس کے ناخن بھی واللہ اعلم۔

۶۱۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حفص بن غزوی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک عورت نے چاندی کو دو پازیں بنوائیں اور ان میں ٹھنڈے لگوائے اور پھر لوگوں کے سامنے سے گزری اور پاؤں زمین پر مارا اس سے پازیں مہرے پر لگا تو آواز پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن اتاری۔

۶۲۔ ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت ولا یضربن بارجلھن کے بارے میں روایت کیا کہ وہ یہ ہے کہ وہ عورت ایک پازیب کو دوسرے کے ساتھ کھٹکھٹائے مردوں کے پاس یا اس کے پاؤں میں پازیب ہوں اور مردوں کے پاس ان کو حرکت دے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا کیونکہ وہ شیطان کے کاموں میں سے ہے۔

۶۳۔ عبد بن حمید نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے آیت ولا یضربن بارجلھن کے بارے میں روایت کیا کہ ایک عورت اپنے پاؤں کو زمین پر مارتی تھی تاکہ اس میں اس کے پازیب کی جھنکار سنائی دے تو اس سے منع کیا گیا۔

۶۴۔ عبد بن حمید نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من

زینتہن سے مراد پازیب ہیں اس بات سے منع کیا گیا کہ وہ اپنا پاؤں زمین پر مارے تاکہ پازیب کی آواز سنی جائے۔

۶۵۔ عبد بن حمید نے معاویہ بن قرہ سے روایت کیا کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں بے آواز پازیب پہنتی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ آیت ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتہن۔

اجنبی مردوں کے سامنے اظہار زینت حرام ہے

۶۶۔ عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے ابومالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک عورت کسی مجلس کے پاس سے گزرتی تو اپنا پاؤں مارتی تاکہ مجلس والے آواز سنیں (تو یہ آیت ولا یضربن بارجلھن نازل ہوئی) جس پر مارنے سے منع کر دیا گیا

۶۷۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک عورت کے پاؤں میں پازیب ہوتے تھے جس میں گھنگھرو بھی ہوتے تھے۔ جب اس کے پاس کوئی اجنبی گزرتا تو اپنے پاؤں کو حرکت دیتی جان بوجھ کر تاکہ پازیب کی آواز کون لے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا آیت ولا یضربن یعنی اپنے پاؤں کو حرکت مت دو آیت لیعلم ما یخفین تاکہ اجنبی جب اس کے پاس آئے تو اس کو اپنی چھپی ہوئی زینت سے آگاہ کرے۔

۶۸۔ ابن ابی حاتم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آیت لیعلم ما یخفین من زینتہن سے مراد ہے پازیب۔

۶۹۔ الترمذی نے میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے لوگوں کے علاوہ مثلاً شوہر باپ، بھائی وغیرہ دوسرے لوگوں کے درمیان اپنے کپڑوں میں اترائے (ناز و خضرے سے پلو لٹکا کر چلے) اس کی مثال قیامت کے دن تاریکی ہے کہ اس کے لیے روشنی نہیں ہوگی۔

۷۰۔ احمد و البخاری فی الادب و مسلم و ابن مردودہ و البیہقی فی شعب الایمان اغر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! سب اللہ کی طرف توبہ کرو بلاشبہ میں بھی اس کی طرف ہر دن سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

۷۱۔ احمد نے روایت کیا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے گھر والوں کے بارے میں لغزش ہو جاتی تھی مگر میں اس کو کسی غیر کے لیے ایسا نہیں کرتا ہوں۔ میں نے اس بات کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: اے حذیفہ تو استغفار کیوں نہیں کرتا میں ہر دن سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔

۷۲۔ ابن ابی الدنیا و البیہقی فی شعب الایمان ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ایمان والوں کے لیے کتنے پردے ہیں؟ فرمایا وہ گنتے سے بھی زیادہ ہیں لیکن مومن جب کوئی برا کام کرتا ہے تو ان میں سے ایک پردہ کو پھاڑ دیتا ہے جب وہ توبہ کر لیتا ہے تو وہی پردہ اس کی طرف واپس آ جاتا ہے۔ اور تو نو پردے مزید آ جاتے ہیں جب اس پر کوئی پردہ باقی نہیں رہتا تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں سے جس کو چاہتے ہیں فرماتے ہیں کہ آدم کے بیٹے بے پردہ ہوتے ہیں وہ پردہ نہیں لیتے تم اس کو اپنے پردوں سے ڈھانپ لو تو وہ اپنے پردوں سے ڈھانپ لیتے ہیں پھر وہ توبہ کرتا ہے تو تمہارے پردے لوٹ

آتے ہیں اور اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو فرشتے اس سے حجاب میں ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے فرماتے ہیں اس کو چھوڑ دو تو وہ اس کو چھوڑ دیتے ہیں یہاں تک کہ اس سے شرم گاہ بھی چھپی نہیں رہتی۔

۷۳۔ ابن المنذر نے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ندامت توبہ (یعنی گناہ پر ندامت کرنا توبہ)

۷۴۔ الحکیم الترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ندامت توبہ ہے۔

گناہ پر ندامت توبہ ہے

۷۵۔ الحکیم الترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ندامت توبہ ہے۔

۷۶۔ ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ان سے پوچھا گیا اس مرد کے بارے میں جو ایک عورت سے زنا کرتا ہے پھر اس سے نکاح کر لیتا تو انہوں نے فرمایا پہلے توبہ کا رکھنا ہے اور آخر میں نکاح ہے۔ اور ان دونوں کی اکٹھے توبہ کرنا مجھے زیادہ محبوب ہے ان دونوں کی علیحدہ علیحدہ توبہ کرنے سے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ”آتی و توبوا الی اللہ جمیعاً ایہا المومنون“ کہ اے ایمان والو تم سب کے سب اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو۔ (تفسیر درمنثور، سورہ نور، ۳۱، بیروت)

بَابُ فِيمَا تُبْدِي الْمَرْأَةُ مِنْ زِينَتِهَا

باب: عورت کس حد تک زینت ظاہر کر سکتی ہے

4104۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْطَاكِيُّ، وَمُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: يَعْقُوبُ بْنُ كُرَيْبٍ: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاعْلَيْنَا ثِيَابَ رِقَاقٍ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: يَا أَسْمَاءُ، إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَهَا تَصْلُحُ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفِّهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مُرْسَلٌ، خَالِدُ بْنُ كُرَيْبٍ لَمْ يُدْرِكْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، انہوں نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے، نبی اکرم ﷺ نے ان سے منہ پھیر لیا اور ارشاد فرمایا: اے اسماء! جب کوئی لڑکی حیض کی عمر تک پہنچ جائے تو پھر اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اس کے جسم میں سے اس کے اور اس کے علاوہ کچھ دکھائی دے، نبی اکرم ﷺ نے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کی طرف ارشاد کر کے، یہ بات ارشاد فرمائی۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت مرسل ہے، خالد بن دریک نامی راوی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا۔

بَابُ فِي الْعَبْدِ يَنْظُرُ إِلَى شَعْرِ مَوْلَاتِهِ

باب: غلام اپنی مالکین کے بال دیکھ سکتا ہے

4105- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ مَوْهَبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ، اسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحِجَامَةِ، فَأَمَرَ أَبَا طَيْبَةَ أَنْ يُحْجِنَهَا قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ أَوْ غُلَامًا لَمْ يُحْتَلِمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے چھپنے لگوانے کی اجازت مانگی تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو طیبہ رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ انہیں چھپنے لگا دے۔

راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ وہ صاحب سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے رضائی بھائی تھے یا وہ ایسے لڑکے تھے، جو ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے۔

4106- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا أَبُو جَمِيعٍ سَالِمُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَى فَاطِمَةَ بَعْبِدٍ كَانَ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا، قَالَ: وَعَلَى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ثَوْبٌ، إِذَا قَتَعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رَجُلٌ لَهَا، وَإِذَا غَطَّتْ بِهِ رَجُلٌ لَهَا لَمْ يَبْلُغْ رَأْسَهَا، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَلَقَّى قَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ بَأْسٌ إِنَّمَا هُوَ أَبُوكَ وَغُلَامُكَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے ایک غلام لے کر آئے، جو آپ نے انہیں ہبہ کر دیا تھا، راوی بیان کرتے ہیں: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جسم پر ایسی چادر تھی کہ اگر وہ اس کے ذریعے اپنا سر ڈھانپ لیتیں، تو وہ ان کے پاؤں تک نہیں پہنچتی تھی اور اگر وہ اس کے ذریعے اپنے پاؤں ڈھانپ لیتیں، تو وہ سر تک نہیں پہنچتی تھی، جب نبی اکرم ﷺ نے ان کی یہ صورت حال دیکھی تو آپ نے فرمایا: تمہارے لیے کوئی حرج کی بات نہیں ہے، کیونکہ یہاں صرف تمہارے والد ہیں اور تمہارا غلام ہے۔

بَابُ فِي قَوْلِهِ: (غَيْرِ أُولَى الْإِرْبَةِ) (النور: 31)

باب: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: غَيْرِ أُولَى الْإِرْبَةِ

4107- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَوْزٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَهَشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ يَدْخُلُ عَلَى آرَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَنَّتٌ، فَكَانُوا يَعْدُونَهُ مِنْ غَيْرِ أُولَى الْإِرْبَةِ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ، وَهُوَ يَنْعَثُ امْرَأَةً، فَقَالَ: إِنَّهَا إِذَا أَقْبَلْتُ أَقْبَلْتُ بِأَرْبَعٍ، وَإِذَا أَدْبَرْتُ أَدْبَرْتُ بِثَمَانٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَرَى هَذَا يَعْلَمُ مَا هَاهُنَا لَا يَدْخُلُ عَلَيْكَ هَذَا فَتَحَبُّوهُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک ہجو نبی اکرم ﷺ کی ازواج کے ہاں آیا جایا کرتا تھا، لوگ یہ سمجھتے تھے کہ اس میں عورتوں کی طرف کوئی میلان نہیں ہے، ایک دن نبی اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، تو وہ نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ کے ہاں موجود تھا اور کسی عورت کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا کہ جب وہ آتی ہے تو چار بل پڑتے ہیں اور جب جاتی ہے تو آٹھ بل پڑتے ہیں، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں یہ نہیں دیکھ رہا کہ یہ ان چیزوں کو جانتا ہے، یہ تمہارے ہاں نہ آیا کرے، لوگوں نے اسے (گھروں میں آنے سے) روک دیا۔

4108- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سَفْيَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ بِمَعْنَاهُ.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

4109- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ، زَادَ: وَأَخْرَجَهُ، فَكَانَ بِالْبَيْتِ لَا يَدْخُلُ كُلُّ جُمُعَةٍ يَسْتَظِعُهُ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: ”اسے باہر نکال دیا گیا، وہ بیدار میں رہتا تھا، وہ ہر جمعہ کے دن (شہر میں) آتا تھا اور کھانے کی چیز مانگتا تھا۔“

4110- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ إِذْ يُمَوِّتُ مِنَ الْجُوعِ، فَأَيْنَ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ، فَيَسْأَلُ ثُمَّ يَرْجِعُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، جس میں یہ مذکور ہے: عرض کی گئی: یا رسول اللہ! اس طرح تو یہ مر جائے گا، تو نبی اکرم ﷺ نے اسے اجازت دی کہ وہ ہر ہفتے میں دو مرتبہ آیا کرے اور کھانے کی چیزیں مانگا کرے اور چلا جایا کرے۔

بَابُ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: (وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ) (النور: 31)

باب: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ”تم مومن عورتوں سے یہ فرما دو کہ وہ اپنی نگاہیں جھکا کر رکھیں“

4111- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّخَوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، (وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ) (النور: 31) الْآيَةَ، فَتُنْسَخَ وَاسْتُثْنِيَ مِنْ ذَلِكَ: (وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا) (النور: 32) الْآيَةَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

”تم مومن خواتین سے فرما دو کہ وہ اپنی نگاہیں جھکا کر رکھیں“

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:) اس آیت (کا حکم) منسوخ کر دیا گیا اور اس میں استثناء کر لیا گیا۔
(ارشاد باری تعالیٰ ہے)

”خواتین میں سے بیٹھی رو جانے والی (بوزمی عورتیں) جو نکاح کی خواہش نہ رکھتی ہوں“

4112- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي نُبَهَانُ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ مَيْمُونَةُ، فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ أَمَرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: احْتَجِبَا مِنْهُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَيْسَ أَغْمَى لَا يُبْصِرُنَا، وَلَا يَعْرِفُنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفَعَيْنَا وَإِنْ أَتَيْنَا، أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا لِزَوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً، لَا تَرَى إِلَى اعْتِدَادِ فَاطِمَةَ بِبُنتِ قَيْسٍ عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ، قَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ بِبُنتِ قَيْسٍ: اعْتَدِي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَغْمَى تَضَعِينَ ثِيَابَكَ عِنْدَهُ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھی، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے پاس موجود تھیں، اسی دوران حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے، یہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کے بات ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تم اس سے پردہ کرو، ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا یہ نابینا نہیں؟ یہ ہمیں نہیں دیکھ سکتے اور ہمیں نہیں پہچان سکتے، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم دونوں اسے نہیں دیکھ رہی ہو؟

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حکم نبی اکرم ﷺ کی ازواج کے لیے مخصوص تھا کیا آپ نے غور نہیں کیا کہ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ہاں عدت گزار لی تھی اور نبی اکرم ﷺ نے سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے یہ فرمایا تھا:

”تم ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزارو، کیونکہ وہ نابینا شخص ہے، اس کے ہاں تم اپنے سر سے چادر وغیرہ اتار سکتی ہو۔“

4113- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمَيْمُونِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ عَبْدَهُ أَمَتَهُ، فَلَا يَنْظُرُ إِلَى عَوْرَتِهَا

عمر بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
”جب کوئی شخص اپنے کسی غلام کی شادی اپنی کنیز کے ساتھ کر دے، تو پھر وہ اس کنیز کا ستر نہ دیکھے۔“

4114- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ سَوَّادٍ الْمُزَنِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ خَادِمَهُ - عَبْدَهُ، أَوْ أُجِيرَهُ - فَلَا يَنْظُرُ إِلَى مَا كُونُ الشَّرَةِ، وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَصَوَّاهُ سَوَّارُ بْنُ دَاوُدَ الْمُرَزِيُّ الصِّيرْفِيُّ وَهَمَّ فِيهِ وَكَيْعٌ

❦❦ عمرو بن شعيب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: "جب کوئی شخص اپنے خادم کی (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں) اپنے غلام کی (یا شاید یہ الفاظ ہیں) اپنے ملازم (یعنی اپنی کنیز) کی شادی کر دے، تو پھر وہ اس کی ناف سے نیچے اور گھٹنے کے اوپری حصے کو نہ دیکھے۔"

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: درست یہ ہے کہ راوی کا نام سوار بن داؤد مرزئی صیرفی ہے اس کے بارے میں وکیع کو وہم ہوا ہے۔

بَابُ فِي الْإِخْتِمَارِ

باب: اور ہنی کیسے لی جائے؟

4115 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ وَهْبٍ، مَوْلَى أَبِي أَحْمَدَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَهِيَ تَخْتِمِرُ، فَقَالَ: لَيْتَهُ لَا لَيْتَيْنِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَعْنَى قَوْلِهِ: لَيْتَهُ لَا لَيْتَيْنِ، يَقُولُ: لَا تَعْتَمِ مِثْلَ الرَّجُلِ، لَا تُكْرِزُهُ طَاقًا أَوْ قَدِيرًا. ❦❦ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے، وہ اس وقت سر پر چادر لے رہی تھیں، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ بل دو، دو مرتبہ نہیں۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان: "ایک مرتبہ بل دو، دو مرتبہ نہیں" اس سے مراد یہ ہے کہ تم مردوں کے عمامہ لپیٹنے کی طرح اس کو دو مرتبہ بل نہ دو۔

بَابُ فِي لِبَاسِ الْقَبَاطِيِّ لِلنِّسَاءِ

باب: عورتوں کا باریک لباس پہننا

4116 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الشَّرْحِ، وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهْيَعَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، حَدَّثَهُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ دِحْيَةَ بْنِ خَرِيفَةَ الْكَلْبِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: أُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبَاطِيٍّ، فَأَعْطَانِي مِنْهَا قُبْطِيَّةً، فَقَالَ: اصْدَعْهَا صَدْعَيْنِ، فَاقْطَعْ أَحَدَهُمَا قَرِيبًا، وَأَعْطِ الْآخَرَ امْرَأَتَكَ تَخْتِمِرُ بِهِ، فَلَمَّا أَذْبَرَ، قَالَ: وَأَمْرُ امْرَأَتِكَ

أَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهُ ثَوْبًا لَا يَصِفُهَا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ. فَقَالَ: عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ

رحمۃ اللہ علیہ حضرت وحیہ بن خلیفہ کلبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں مصری کپڑے لائے گئے نبی اکرم ﷺ نے ان میں سے ایک کپڑا مجھے بھی عطا کیا آپ نے ارشاد فرمایا: تم اس کے دو ٹکڑے کر لو، ایک کی تم قمیص بنا لو اور دوسرا اپنی بیوی کو دے دو، وہ اس کی چادر بنالے گی، جب میں وہاں سے مڑ کے جانے لگا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنی بیوی کو یہ کہنا کہ وہ اس کے نیچے کوئی اور کپڑا لگائے، تاکہ اس کا جسم ظاہر نہ ہو۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یحییٰ بن ایوب نے اس روایت کو نقل کرتے ہوئے راوی کا نام عباس بن عبید اللہ بن عباس بیان کیا ہے۔

بَابُ فِي قَدْرِ الذِّلِّ

باب: عورت کی چادر کا پلو کتنا لمبا ہوگا

4117- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ ذَكَرَ الْإِزَارَ، قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: تُرْمِي شَبْرًا، قَالَتْ أُمَّ سَلَمَةَ إِذَا يَنْكَشِفُ عَنْهَا، قَالَ: فَنِزَاعًا لَا تَزِيدُ عَلَيْهِ

رحمۃ اللہ علیہ صفیہ بنت ابوعبید بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: اس وقت جب نبی اکرم ﷺ نے تہبند کا ذکر کیا تھا، انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! عورت کا کیا حکم ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ ایک بالشت لٹکائے گی، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اس صورت میں تو اس سے (یعنی اس کے پاؤں سے) پردہ ہٹ جائے گا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر وہ ایک ہاتھ جتنا لٹکائے گی، لیکن اس سے زیادہ نہیں لٹکائے گی۔

4118- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عِيسَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ إِسْحَاقَ، وَأَيُّوبُ بْنُ مُوسَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ

رحمۃ اللہ علیہ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن اسحاق اور ایوب بن موسیٰ نے یہ روایت نافع کے حوالے سے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے۔

4119- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، أَخْبَرَنِي زَيْدُ الْعَيْثِيُّ، عَنْ أَبِي الصَّدِّيقِ

النَّاجِي. عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الدَّلِيلِ شَهْرًا. ثُمَّ اسْتَزَدْنَهُ، فَرَزَا دَهْرًا شَهْرًا، فَكُنَّ يُزِيلْنَ إِلَيْنَا فَنَذِرُ لِهِنَّ خِزَاعًا

﴿۴۴﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے امہات المؤمنین کو اس بات کی اجازت دی تھی کہ وہ چادروں کے پلو ایک بالشت لیے رکھیں، ان خواتین نے مزید کے اجازت دینے کی درخواست کی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں مزید ایک بالشت کی اجازت دے دی، وہ خواتین وہ کپڑے ہماری طرف بھجواتی تھیں تو ہم ان کے ایک بالشت لیے دامن رکھتے تھے۔

بَابُ فِي أَهْبِ الْمَيْتَةِ

باب: مردہ جانور کی کھال پہننا

4120- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَوَهْبُ بْنُ بَيَّانٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ أَبِي خَلْفٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ مُسَدَّدٌ، وَوَهْبٌ، عَنْ مَيْمُونَةَ، قَالَتْ: أَهْبَيْتُ لِمَوْلَاةٍ لَنَا شَاةً مِنَ الصَّدَقَةِ، فَمَاتَتْ، فَمَرَّ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَلَا دَبَّةٌ لَكُمْ إِيَّاهَا؟ وَاسْتَفَعْتُمْ بِهِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهَا مَيْتَةٌ، قَالَ: إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا

﴿۴۵﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدہ ميمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہماری ایک کنیز کو ایک بکری صدقے کے طور پر دی گئی، وہ بکری مر گئی، نبی اکرم ﷺ کا گزر اس کے پاس سے ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں نے اس کی کھال کی دباغت کیوں نہیں کی؟ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ مردار ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے کھانا حرام قرار دیا گیا ہے۔

4121- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، لَمْ يَذْكُرْ مَيْمُونَةَ، قَالَ: فَقَالَ: أَلَا اسْتَفَعْتُمْ بِهَا؟ ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُ، لَمْ يَذْكُرِ الدِّبَاغَ

﴿۴۶﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں سیدہ ميمونہ رضی اللہ عنہا کا ذکر نہیں ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں نے اس کی کھال سے نفع حاصل کیوں نہیں کیا؟ اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے، تاہم اس میں دباغت کا ذکر نہیں کیا۔

4119- صحیح لغیرہ، و ہذا إسناده ضعيف، لضعف زيد القتيبي - وهو ابن الحواري -، سفیان: هو الثوري. وأخرجه ابن ماجة (3581) من طريق سفیان الثوري، به. وأخرجه النسائي في "الكبرى" (9650) من طريق مطرف بن طريف، عن زيد العمي، عن أبي الصديق، عن ابن عمر عن عمر. فجعله من مسند عمر. وهو في مسند أحمد (4683) و (4773) و (5637).

4121- إسناده صحيح. يريده هو ابن ذريع. وأخرجه البخاري (2221) و (5531)، ومسلم (363) من طريق صالح بن كيسان، والبخاري (1492)، ومسلم (363) من طريق يونس بن يزيد الأيلي، والنسائي في "الكبرى" (4547) من طريق مالك بن أنس، و (4548) من طريق حفص ابن الوليد، كلهم عن ابن شهاب الزهري، به. ولم يذكر أحد منهم خلا حفص بن الوليد الدماغي. وهو في "مسند أحمد" (3016)، و "صحاح ابن حبان" (1284).

4122- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ قَارِسٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: قَالَ مَعْمَرٌ: وَكَانَ الزُّهْرِيُّ يُنْكِرُ الدِّبَاحَ، وَيَقُولُ: يُسْتَمْتَعُ بِهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرِ الْأَوْزَاعِيُّ وَيُونُسُ، وَعُقَيْلٌ فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ، الدِّبَاحَ، وَذَكَرَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَحَفْصُ بْنُ الْوَلِيدِ ذَكَرُوا الدِّبَاحَ

❀❀ معمر بیان کرتے ہیں: زہری دباغت کا انکار کرتے ہیں، وہ یہ فرماتے ہیں: ہر حال میں اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام اوزاعی، یونس اور عقیل نے زہری کی روایت میں دباغت کا ذکر نہیں کیا، زہری نے اس کا ذکر کیا ہے، سعید بن عبد العزیز اور حفص بن ولید نے بھی دباغت کا ذکر کیا ہے۔

4123- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَغْلَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ، فَقَدْ ظَهَرَ ❀❀ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب چمڑے کی دباغت کر لی جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے“

4124- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْبَانَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَنْ يُسْتَمْتَعَ بِمُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ

❀❀ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ حکم دیا ہے کہ مردار کی کھال کی دباغت کے بعد اس سے فائدہ حاصل کیا جائے۔

4125- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَوْنِ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّبِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَتَى عَلَى بَيْتٍ، فَإِذَا قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ، فَسَأَلَ الْمَاءَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا مَيْتَةٌ، فَقَالَ: دِبَاغُهَا طَهُورُهَا ❀❀ حضرت سلمہ بن محبت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوہ تبوک کے موقع پر، نبی اکرم ﷺ میرے گھر میں تشریف

لائے، آپ ﷺ نے وہاں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا دیکھا، آپ ﷺ نے پانی طلب کیا، تو لوگوں نے بتایا: یا رسول اللہ! یہ مشکیزہ مردار سے بنا ہوا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کی دباغت اسے پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔

4126- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَعْنَى ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ بْنِ حُذَافَةَ، حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ الْعَالِيَةِ بِنْتِ سُبَيْحٍ، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ لِي عَتَمٌ بِأَحَدٍ

فَوَقَعَ فِيهَا الْمَوْتُ، فَدَخَلْتُ عَلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهَا، فَقَالَتْ لِي مَيْمُونَةُ: لَوْ أَخَذْتَ جُلُودَهَا فَانْتَفَعْتَ بِهَا، فَقَالَتْ: أَوْ يَحِلُّ ذَلِكَ، قَالَتْ: نَعَمْ، مَرَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَجْرُونَ شَاةً لَهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا قَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُطَهَّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرْظُ

❁❁ سیدہ عالیہ بن سمیع رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اُحد میں میری کچھ بکریاں تھیں، ان میں موت آنا شروع ہوئی، میں نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان کے سامنے اس صورت حال کا تذکرہ کیا، تو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا: اگر تم ان کی کھال اتار کر اس کے ذریعے نفع حاصل کرو (تو یہ مناسب ہوگا) اس خاتون نے عرض کی: کیا یہ جائز ہے؟ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: جی ہاں! ایک مرتبہ قریش کے کچھ لوگ اپنی ایک بکری کو گدھے کی طرح گھسیٹتے ہوئے لے کر گزرے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس کی کھال حاصل کر لیتے (تو یہ بہتر تھا) ان لوگوں نے عرض کی: یہ مردار ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پانی اور قرظ (درخت کے پتے) اسے پاک کر دیتے ہیں۔

دباغت کی تعریف

ہر وہ چیز جو بدبو اور فساد کو ختم کرے اسے دباغت کہتے ہیں۔

مردار کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین ميمونہ رضی اللہ عنہا کی کسی لونڈی کو ایک بکری صدقہ میں دی گئی تھی، وہ مر گئی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو پڑا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہ اتار لی؟ رنگ کر کام میں مالتے۔ تو لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! وہ مردار تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مردار کا کھانا حرام ہے۔

(ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، مسند احمد، بخاری، ابوداؤد، نسائی، یعقوبی، سنن دارقطنی، سنن ابی داؤد)

امام دارقطنی ۲۹ مختلف اسناد سے دباغت کے متعلق احادیث لائے ہیں۔

حدیثنا أبو بکر النیشابوری نا محمد بن عقیل بن خویلد نا حفص بن عبد اللہ نا ابراہیم بن طہمان عن ایوب عن نافع عن بن عمر قال قال رسول اللہ علیہ وسلم ایما اہاب دیغ فقد طهر إسناد حسن۔ (سنن دارقطنی، ج ۱، ص ۲۸، دار المعرفہ بیروت)

علامہ ابن محمود باری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ دباغت کھال سے متعلق تین مسائل ہیں (۱) کھال کی طہارت۔ اس کا تعلق کتاب الصيد سے ہے۔ (۲) اس کھال میں نماز پڑھنا یہ مسئلہ کتاب الصلوٰۃ سے متعلق ہے۔ (۳) اس سے وضو کرنا تاکہ قربت حاصل ہو یہ مسئلہ اس باب سے متعلق ہے۔ اور الصلوٰۃ فیہ کہا ہے جبکہ اس کو کپڑا بنایا جائے۔ اسی لئے ”والصلوٰۃ علیہ“ نہیں کہا۔ کہ نمازی اس پر نماز پڑھے اگرچہ دونوں کا حکم ایک ہے۔ کیونکہ کپڑے کا بیان نمازی پر زیادہ مشتمل ہے۔ اور وہ منصوص

علیہ بھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”وَلَبِاسُكَ فَطَهِّرْ“ اور جبکہ کی طہارت اس کے ساتھ بطور دلالت ملی ہوئی ہے۔ اور آخری دونوں کا حکم اس میں بیان کیا ہے اور پہلی صورت اس لئے بیان کہ تاکہ امام مالک علیہ الرحمہ کے قول سے احتراز کیا جائے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ کھال کا ظاہر پاک ہو جاتا ہے لیکن اس کا باطن پاک نہیں ہوتا لہذا کھال پر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن اس کے اندر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

اسی طرح استثناء میں خنزیر کو آدمی پر مقدم کیا ہے کیونکہ یہ محل نجاست ہے اور نجاست کے موقع کے اعتبار سے خنزیر نجس احمین ہے لہذا وہ قاتل اہانت ہے اور آدمی کو اس سے مؤخر ذکر کیا ہے کیونکہ وہ افضل ہے۔ (مناہی شرح الہدایہ ج ۱، ص ۱۲۶، بیروت)

انسان اور مردار کی ہڈیوں کے پاک ہونے میں فقہ شافعی و حنفی کا اختلاف مع دلائل

علامہ ابن محمود بارتی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام شافعی نے نزدیک مردار کی ہڈیاں اور بال نجس ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے یہ دونوں مردار کے اجزاء ہیں لہذا مردار کی طرح نجس ہیں۔ جبکہ احناف کے نزدیک پاک ہیں۔

احناف کی دلیل یہ ہے کہ ہر وہ وضو جس میں حیات طول کرنے والی نہ ہو اس کا حکم جو ماقبل موت ہوگا وہی حکم ماقبل بعد موت ہوگا۔ کیونکہ جس طرح ماقبل موت اس میں حیات نے حلول نہیں کیا اسی طرح مابعد حیات اس میں موت بھی حلول نہیں کرے گی۔ امام شافعی کے نزدیک انسان کی ہڈیاں اور بال نجس ہیں اس لئے ان سے نفع حاصل کرنا اور ان کی بیع کرنا جائز نہیں۔ جبکہ احناف کے نزدیک ہڈیاں اور بال پاک ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت کروائی اور اپنے بال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کیے یہی ان کی طہارت پر دلیل ہے۔ (مناہی شرح الہدایہ ج ۱، ص ۱۳۴، بیروت)

امام شافعی علیہ الرحمہ نے بیع پر قیاس کیا ہے کہ جس چیز کی بیع درست نہیں لہذا وہ پاک ہوئی حالانکہ ان کا یہ قیاس درست نہیں کیونکہ بہت ساری چیزوں کی بیع منع ہے حالانکہ وہ پاک ہیں۔

دباغت سے چڑے کے پاک ہونے میں مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب چڑا دباغت دے دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف، جلد اول، حدیث نمبر 466)

چڑے کو ناپاکی وغیرہ سے پاک کرنے کو دباغت کہتے ہیں۔ چڑے کو دباغت کئی طرح دی جاتی ہے یا تو چڑے کو چھالوں وغیرہ میں ڈال کر پکایا جاتا ہے یا دھوپ میں رکھ کر اسے خشک کر لیا جاتا ہے اور اگر چڑا بغیر دھوپ کے خشک کیا جائے تو اس کو دباغت نہیں کہیں گے بہر حال دباغت کے ذریعے چڑا چاروں ائمہ کرام کے نزدیک پاک کیا جاسکتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک تو سور اور آدمی کے چڑے کے علاوہ ہر طرح کا چڑہ دباغت سے پاک ہو جاتا ہے۔ مگر امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کا چڑہ بھی پاک نہیں ہوتا حالانکہ حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر طرح کا چڑہ دباغت سے پاک ہو جاتا ہے۔ البتہ آدمی اور سور کا چڑا مستثنیٰ ہے کیونکہ آدمی کا چڑا تو انسان کی عظمت و بزرگی کے پیش نظر پاک نہیں ہوتا اور سور کا چڑا اس لیے پاک نہیں ہوتا کہ وہ نجس عین ہے۔

بَابُ مَنْ رَوَى أَنْ لَا يَنْتَفِعَ بِإِهَابِ الْمَيْتَةِ

باب: جس نے یہ روایت کیا ہے: مردہ جانور کی کھال سے نفع حاصل نہیں کیا جاسکتا

4127- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُكَيْمٍ، قَالَ: قُرِئَ عَلَيْنَا كِتَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْضِ جُهَيْنَةَ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ: أَنْ لَا تَسْتَمْتَعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ

عبد اللہ بن عکیم بیان کرتے ہیں: جہینہ کی سرزمین پر ہمارے سامنے، نبی اکرم ﷺ کا یہ خط پڑھ کر سنایا گیا اس وقت میں نوجوان تھا (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:)

”تم مردار کے چمڑے، یا اس کے پٹھوں کے ذریعے کوئی فائدہ حاصل نہ کرو“

4128- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ، عَنْ خَالِدٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، أَنَّهُ انْطَلَقَ هُوَ وَنَاسٌ مَعَهُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُكَيْمٍ، رَجُلٌ مِنْ جُهَيْنَةَ، قَالَ الْحَكَمُ: فَدَخَلُوا وَقَعَدْتُ عَلَى الْبَابِ، فَخَرَجُوا إِلَيَّ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُكَيْمٍ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى جُهَيْنَةَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ: أَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ النَّظَرُ بْنُ هَمَيْلٍ: يُسَمَّى إِهَابًا مَا لَمْ يُدْبَغْ، فَإِذَا دُبِغَ لَا يُقَالُ لَهُ: إِهَابٌ، إِنَّمَا يُسَمَّى شَتًّا وَقِرْبَةً

عکیم بن عتیبہ بیان کرتے ہیں: وہ اور ان کے ساتھ کچھ لوگ حضرت عبد اللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ جہینہ قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب ہیں، راوی کہتے ہیں: لوگ اندر چلے گئے اور میں دروازے پر بیٹھ گیا، پھر وہ لوگ میرے پاس واپس آئے اور انہوں نے مجھے بتایا: حضرت عبد اللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ بتایا ہے: نبی اکرم ﷺ نے اپنے وصال سے ایک ماہ پہلے اہل جہینہ کی طرف ایک خط لکھا (جس میں یہ بھی تحریر تھا)

”تم لوگ مردار کی کھال یا پٹھوں کے ذریعے نفع حاصل نہ کرو“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: احاب اس چمڑے کو کہا جاتا ہے، جس کی دباغت نہ کی گئی ہو، جب اس کی دباغت ہو جائے تو اسے احاب نہیں کہا جاتا، بلکہ اسے شن یا قریبہ کہا جاتا ہے۔

بَابُ فِي جُلُودِ الثُّمُورِ وَالسِّبَاعِ

باب: چیتوں اور درندوں کی کھال کا بیان

4129- حَدَّثَنَا هَذَا بْنُ الشَّرِيفِ، عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ أَبِي الْمُعْتَمِرِ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَرَكِبُوا الْحَزَّ وَلَا الْيَمَارَ. قَالَ: وَكَانَ مُعَاوِيَةُ لَا يُتَّقِمُ فِي الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ لَنَا أَبُو سَعِيدٍ قَالَ لَنَا أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْمُعْتَمِرِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ صَهْمَةَ كَانَ يَنْزِلُ الْجُبَّةَ

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "خزا اور چیتے کی کھال پر نہ بیٹھو"

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی حدیث کے معاملے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر کوئی الزام عائد نہیں کیا جاسکتا۔ ابو داؤد بسطامی فرماتے ہیں: ابومعمر کا نام یزید بن طہمان ہے، انہوں نے حیرہ میں سکونت اختیار کی ہے۔

4130 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةَ رُفْقَةً فِيهَا جِلْدُ ثَمَرٍ ﴿١٠﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: "فرشتے ان لوگوں کے ساتھ سفر نہیں کرتے، جن کے درمیان چیتے کی کھال موجود ہو"

4131 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ الْجَنْصِيُّ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ خَالِدٍ، قَالَ: وَقَدْ سُفِّيَانُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْبِقْدَامِ: أَعْلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ؟ فَرَجَعَ الْبِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَتَرَاهَا مُصِيبَةً، قَالَ لَهُ: وَلَيْمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً، وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُبَّةٍ فَقَالَ: هَذَا مِنِّي وَحَسَنٌ مِنْ عَلِيٍّ، فَقَالَ الْأَسَدِيُّ: بِحَمْدِ اللَّهِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ. قَالَ: فَقَالَ الْبِقْدَامُ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغَيِّظَكَ، وَأَسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ. ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي. قَالَ: أَفْعَلْ. قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ اللَّحَبِ، قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ، قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالزُّكُوبِ عَلَيْهَا، قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَوَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ إِلَى لَنْ أَنْجُو مِنْكَ يَا بِقْدَامُ. قَالَ خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبِيهِ وَفَرَضَ لِابْنِهِ فِي الْيَأْتَتَيْنِ، فَفَرَّقَهَا الْبِقْدَامُ فِي أَصْحَابِهِ. قَالَ: وَلَمْ يُعْطِ الْأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: أَمَّا الْبِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ وَأَمَّا الْأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الْإِمْسَاكِ لَشَيْئِهِ

روایت: خالد بن معدان بیان کرتے ہیں: حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن اسود رضی اللہ عنہ اور بنو اسد سے تعلق رکھنے والا ایک شخص، جس کا تعلق قنسرین سے تھا، یہ لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مقدم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا انتقال ہو گیا ہے؟ اس پر حضرت مقدم رضی اللہ عنہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا، تو فلاں شخص نے ان سے کہا: کیا آپ اسے مصیبت شمار کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں اسے مصیبت شمار کیوں نہ کروں؟ حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں اپنی گود میں بٹھا کر انہیں یہ فرمایا تھا:

”یہ (یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہے اور حسین، علی سے ہے“

اس پر اسدی شخص نے کہا: وہ ایک انکارہ تھا، جسے اللہ تعالیٰ نے بھجوا دیا، تو حضرت مقدم رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر یہ بات ہے (یعنی تم حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہو) تو میں آج تمہیں اور غصہ دلاؤں گا اور تمہیں وہ بات سناؤں گا جو تمہیں پسند نہیں ہوگی، پھر انہوں نے فرمایا: اے معاویہ! اگر میں سچ کہوں گا، تو تم میری تصدیق کرنا اور اگر میں نے غلط بیانی کی، تو تم مجھے جھوٹا قرار دے دینا، انہوں نے کہا: میں ایسا ہی کروں گا، حضرت مقدم رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ کے نام کا واسطہ دے کر یہ کہتا ہوں، کیا تم نے نبی اکرم ﷺ کو سونا پہننے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت مقدم رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر یہ دریافت کرتا ہوں: کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو؟ کہ نبی اکرم ﷺ نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت مقدم رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں، کیا تم یہ بات جانتے ہو، نبی اکرم ﷺ نے درندوں کی کھال پہننے سے، یا ان کے اوپر بیٹھنے سے منع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت مقدم رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اے معاویہ! میں نے یہ ساری چیزیں تمہارے گھر میں دیکھی ہیں، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے مقدم! مجھے پتہ تھا میں آپ سے سچ نہیں سکوں گا۔

خالد بیان کرتے ہیں: تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مقدم رضی اللہ عنہ کو اتنے عطیات دینے کی ہدایت کی، جتنے ان کے باقی دو ساتھیوں کے لیے نہیں کی تھی اور ان کے بیٹے کے لیے وہ حصہ مقرر کیا جو دو سو والا ہوتا ہے، حضرت مقدم نے وہ عطیات اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیے، لیکن اسد قبیلے سے تعلق رکھنے والے شخص نے جو کچھ حاصل کیا تھا، اس میں سے کسی کو کچھ نہیں دیا، اس بات کی اطلاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملی، تو انہوں نے فرمایا: جہاں تک مقدم کا تعلق ہے، تو وہ ایک معزز آدمی ہے، جنہوں نے اپنا ہاتھ پھیلا یا ہوا ہے، لیکن جہاں تک اسد قبیلے سے تعلق رکھنے والے شخص کا تعلق ہے، تو وہ ایک اچھا آدمی ہے، جو اپنی چیز سنبھال کے رکھتا ہے۔

4132- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرِّهٍ أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ وَاسْمَاعِيلُ بْنُ ابْنِ إِهْرَهِيمَ، حَدَّثَاهُمَا الْمَعْنَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ بْنِ أُسَامَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ جُلُودِ السِّبَاعِ

روایت ابوداؤد بن اسماء اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے درندوں کی کھالوں (کو استعمال کرنے) سے منع کیا ہے۔

بَابُ فِي الْإِنْتِعَالِ

باب: جوتا پہننا

4133 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الدِّزَازِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ: أَكْثَرُوا مِنَ النِّعَالِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا: اکثر جوتے پہن کر رکھا کرو، کیونکہ آدمی نے جب تک جوتا پہنا، وہ اوہوہ سواری کی طرح (آرام دہ حالت میں) ہوتا ہے۔

4134 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ لَعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهَا قَبَالَانِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے جوتے میں دو پٹیاں (تھے) ہوتے تھے۔

4135 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَبُو يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ آدمی کھڑا ہو کر جوتا پہنے۔

4136 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ

4133 - اسناد صحیح، ابو الزبیر - وهو محمد بن مسلم بن تميم المكي - وإن لم يصرح بسماعه من جابر في شيء من طرق الحديث، متابع، وقد صح له مسلم هذا الحديث، وكذا ابن حبان، وأخرجه مسلم (2096)، والنسائي في "الكبرى" (9715) من طريق معقل بن غنيد الله، وهو في "مسند أحمد" (14626)، و"صحیح ابن حبان" (5457)، وأخرجه البخاري في "التاريخ الكبير" 44/ 8، وابن عدي في "الكامل" 2419/ 6

4135 - صحیح لغيره، وهذا إسناد رجاله ثقات إلا أن أبا الزبير - وهو محمد بن مسلم بن تميم المكي - لم يصرح بسماعه من جابر، أبو أحمد الزبيري: هو محمد بن عبد الله الأسدي، وأخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (6273) من طريق أبي داود، بهذا الإسناد، وفي الباب عن عبد الله بن عمر، عبد ابن ماجه (3619) وإسناده صحيح، وعن أبي هريرة عند ابن ماجه (3618)، والترمذي (1877)، وإسناد ابن ماجه رجاله ثقات، لكنه احتلف في رفعه ورفقه، وعن أنس عند الترمذي (1878) وإسناده ضعيف.

4136 - إسناد صحیح، الأعرج: هو عبد الرحمن بن هرم، وأبو الزناد هو عبد الله بن ذكوان، وهو في "موطأ مالك" 2/ 916، ومن طريقه أخرجه البخاري (5855)، ومسلم (2097)، والترمذي (1876)، وأخرجه مسلم (2097) من طريق محمد بن زياد، وابن ماجه (3617) من طريق سعيد بن أبي سعيد المقبري، كلاهما عن أبي هريرة، ولفظ مسلم: "إذا فعل أحدكم فليبدأ باليمين، وإذا خلع فليبدأ بالشمال، ولينعلهما جميعاً أو ليخلعهما جميعاً". "وزاد ابن ماجه": "ولا خف واحد". وهو في "مسند أحمد" (7349)، و"صحیح ابن حبان" (5459).

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي النَّعْلِ الْوَاحِدَةِ، لِيَنْتَعِلَ بِهَا جَمِيعًا، أَوْ لِيَخْلَعَهَا جَمِيعًا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”کوئی شخص ایک جوتا پہن کر نہ چلے، یا تو وہ دونوں پہن لے، یا دونوں کو اتار دے“

4137- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا انْقَطَعَ شَيْءٌ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِي فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ حَتَّى يُصْلِحَ شَيْئَهُ، وَلَا يَمْشِي فِي خُفٍّ وَاحِدٍ، وَلَا يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ:

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب کسی شخص کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ جب تک اسے ٹھیک نہیں کر داتا، اس وقت تک صرف ایک جوتا پہن کر نہ چلے اور صرف ایک موزہ پہن کر نہ چلے اور بائیں ہاتھ کے ذریعے نہ کھائے۔“

4138- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَارُونَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ

سَعْدٍ، عَنْ أَبِي تَهْيَبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مِنْ السُّنَّةِ إِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْلَعَ نَعْلَيْهِ فَيَضَعَهُمَا بِجَنْبِهِ ﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ بیان کرتے ہیں: سنت یہ ہے کہ جب آدمی بیٹھے تو اپنا جوتا اتار لے اور اسے اپنے پہلو میں رکھ لے۔

4139- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ، وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ، وَلْتَكُنِ الْيَمِينُ أَوَّلَهُمَا يَنْتَعِلُ، وَآخِرُهُمَا يَنْزِعُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جب کوئی شخص جوتا پہننے لگے، تو پہلے دائیں پاؤں میں پہنے اور جب اتارنے لگے، تو بائیں سے آغاز کرے دایاں پاؤں پہننے ہوئے پہلے ہونا چاہیے اور اتارتے ہوئے بعد میں ہونا چاہیے۔“

4140- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، وَمُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ،

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيْمَنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ، فِي ظُهُورِهِ وَتَرَجُلِهِ، وَنَعْلِهِ قَالَ مُسْلِمٌ: وَسَوَاكِه، وَلَمْ يَذْكُرْ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ.

4140- إسناده صحيح. مسلم: هو ابن أسود المحاربي أبو الشعثاء، ومسروق: هو ابن الأجدع. وأخرج البخاري (168)، ومسلم (268)، والترمذي (614)، والنسائي في "الكبرى" (115) و (9269) من طريق أشعث بن سليم، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (24627)، و"صحيح ابن حبان" (1091).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَنْ شُعْبَةَ، مُعَاذٌ وَلَمْ يَذْكُرْ سَوَاكَ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کو تمام کاموں میں جہاں تک ہو سکے، دائیں طرف آغاز کرنا پسند تھا، کنگھی کرنے میں، وضو کرنے میں، جوتا پہننے میں۔

مسلم نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: مسواک کرنے میں، انہوں نے یہ الفاظ ذکر نہیں کیے: تمام کاموں میں۔

امام ابو داؤد برصغیر فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں مسواک کرنے کا ذکر نہیں ہے۔

4141 - حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا لَبِسْتُمْ، وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ، فَأَبْدِءُوا بِأَيِّمِيكُمْ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب تم لباس پہنو، یا جب تم وضو کرو، تو دائیں طرف سے آغاز کرو“

بَابُ فِي الْفُرُشِ

باب: پچھونے رکھنا

4142 - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الْهَمْدَانِيُّ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ أَبِي هَانِئٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفُرُشَ، فَقَالَ: فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ، وَفِرَاشٌ لِلْمَرْأَةِ، وَفِرَاشٌ لِلضَّيْفِ، وَالتَّرَابِيعُ لِلشَّيْطَانِ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بستروں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ایک بستر آدمی کے لیے اور ایک اس کی بیوی کے لیے اور ایک مہمان کے لیے ہونا چاہیے، جبکہ چوتھا شیطان کے لیے ہوتا ہے۔

4143 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاجِ، عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سَمَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ، فَرَأَيْتُهُ مُتَّكِئًا عَلَى وَسَادَةٍ، زَادَ ابْنُ الْجَرَّاجِ: عَلَى يَسَارِهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، أَيْضًا عَلَى يَسَارِهِ

﴿﴾ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آپ ﷺ کے گھر میں حاضر ہوا، تو میں نے آپ ﷺ کو ایک ٹکے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔

ابن جریر نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: بائیں پہلو کے بل (ٹیک لگائے ہوئے دیکھا)

امام ابو داؤد برصغیر فرماتے ہیں: اسحاق بن منصور نے اسرائیل کے حوالے سے یہی الفاظ نقل کیے ہیں: بائیں پاؤں کے بل (بیٹھے ہوئے دیکھا)۔

4144 - حَدَّثَنَا هَذَا بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ عَمْرِو الْقُرَشِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ رَأَى رُفْقَةً مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ رَحَالَهُمُ الْأَكْمَرُ، فَقَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى أَشْبَهَ رُفْقَةٍ كَانُوا بِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَؤُلَاءِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے: انہوں نے یمن سے تعلق رکھنے والے کچھ مسافروں کو دیکھا، جن کے پادمان چمڑے کے تھے، تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہو کہ وہ دیکھے، کون سے سواری اکریم ﷺ کے اصحاب سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں، تو وہ ان لوگوں کو دیکھ لے۔

4145 - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرِّجِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَتَّخِذْتُمْ أَمَّاخًا، قُلْتُ: وَأَنَّى لَنَا الْأَمَّاخُ؟ قَالَ: أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمْ أَلَمَّاخًا ﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا: کیا تمہارے گھر میں عمدہ قسم کے بچھونے ہیں؟ میں نے عرض کی: ہمارے پاس عمدہ قسم کے بچھونے کہاں سے آئیں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عنقریب تمہیں مل جائیں گے۔

4146 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ وَسَادَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ ابْنُ مَنِيعٍ: الْيَعْنِي يَنَامُ عَلَيْهَا بِاللَّيْلِ، ثُمَّ اتَّفَقَا - مِنْ أَدَمٍ، حَشَوْهَا لَيْفٌ ﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کا ایک تکیہ تھا (یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں) چمڑے کا بنا ہوا تکیہ تھا، جس پر آپ رات کے وقت سوتے تھے (اس کے بعد دونوں راوی یہ الفاظ نقل کرنے میں متفق ہیں): وہ چمڑے سے بنا ہوا تھا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

4147 - حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ حَيَّانَ، عَنْ هِشَامِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتْ خِضْعَةً رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَدَمٍ حَشَوْهَا لَيْفٌ ﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کا گدا چمڑے کا بنا ہوا تھا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

4148 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ فِرَاشُهَا حِيَالِ مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

4145- إساده صحيح. ابن المنكر: هو محمد وسفيان: هو ابن عيينة وابن الشرح: هو أحمد بن عمرو بن عبد الله بن عمرو. وأخرجه البخاري (3631)، ومسلم (2083)، والترمذي (2979) من طريق سفيان الثوري، والبخاري (5161)، ومسلم (2083)، والسناني في "الكبرى" (5548) من طريق سفيان بن عيينة، كلاهما عن محمد بن المنكر، عن جابر. وهو في "مسند أحمد" (14132)، و(صحيح ابن حبان، (6683).

روز بروز سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اُن کا بچھونا نبی اکرم ﷺ کی جائے نماز کے سامنے ہوتا تھا۔

بَابُ فِي اتِّخَاذِ السُّتُورِ

باب: پردے لگانا

4149- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُثْمَرَ، حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ غَزْوَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَوَجَدَ عَلَى بَابِهَا سِتْرًا، فَلَمْ يَدْخُلْ، قَالَ: وَقَلَمَا كَانَ يَدْخُلُ إِلَّا بِهَا، فَجَاءَ عَلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَرَأَاهَا مُهْتَمَّةً، فَقَالَ: مَا لِكَ؟ قَالَتْ: جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى فَلَمْ يَدْخُلْ، فَأَتَاهَا عَلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ فَاطِمَةَ اشْتَدَّ عَلَيْهَا أَنْتَ جِئْتَهَا فَلَمْ تَدْخُلْ عَلَيْهَا، قَالَ: وَمَا أَنَا وَالْدُّنْيَا؟ وَمَا أَنَا وَالرَّغْمُ؟ فَذَهَبَ إِلَى فَاطِمَةَ فَأَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: قُلْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَأْمُرُنِي بِهِ؟ قَالَ: قُلْ لَهَا فَلْتُرْسِلَ بِهِ إِلَى بَنِي فُلَانٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے، آپ ﷺ نے ان کے دروازے پر ایک پردہ لٹکا دیکھا، تو گھر کے اندر داخل نہیں ہوئے، راوی بیان کرتے ہیں: اکثر ایسا ہوتا تھا کہ نبی اکرم ﷺ جب (تمام ازدواج کے ہاں تشریف لے جاتے تھے تو سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جاتے تھے) حضرت علی رضی اللہ عنہ (اپنے گھر) آئے تو انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غمگین دیکھ کر دریافت کیا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نبی اکرم ﷺ یہاں تشریف لائے تھے، لیکن گھر کے اندر نہیں آئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! فاطمہ بہت پریشان ہے کہ آپ ﷺ اس کی طرف آئے، لیکن گھر کے اندر تشریف نہیں لائے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرا اور دنیا کا کیا واسطہ؟ میرا اور نقش و نگار والے (پردوں کا) کیا واسطہ؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور انہیں نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کے بارے میں بتایا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیجئے: آپ مجھے اس کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اس سے کہہ دو کہ وہ اسے بنو فلاں کو بھجوا دے۔

4150- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْأَسَدِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ، عَنْ أَبِيهِ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: وَكَانَ سِتْرًا مَوْشِيًّا

اسی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: وہ پردہ نقش و نگار والا تھا۔

بَابُ فِي الصَّلِيبِ فِي الثَّوْبِ

باب: کپڑے پر صلیب کا نشان ہونا

4151- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَتْمٍ، حَدَّثَنَا عُمَرَانُ بْنُ حِطَّانٍ، عَنْ عَائِشَةَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصْلِيبٌ إِلَّا قَضَبَهُ
 ﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ جس بھی گھر میں صلیب کا نشان دیکھتے تھے، تو اسے مٹا دیتے
 تھے۔

بَابُ فِي الصُّورِ

باب: تصاویر کا بیان

4152 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُذْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ،
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُجَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَدْخُلُ
 الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ، وَلَا كَلْبٌ، وَلَا جُنُبٌ
 ﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
 "فرشتے کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر یا کتا یا جنبی شخص موجود ہو"

4153 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، عَنْ سُهِيلِ بْنِ يَعْنَى ابْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ
 الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ، وَلَا تَمْنَالُ، وَقَالَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ نَسْأَلُهَا
 عَنْ ذَلِكَ، فَأَنْطَلَقْنَا، فَقُلْنَا: يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ أَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بِكَذَا، وَكَذَا، فَهَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ ذَلِكَ؟ قَالَتْ: لَا، وَلَكِنْ سَأَحْدِثُكُمْ بِمَا
 رَأَيْتُهُ فَعَلَّ، خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، وَكُنْتُ أَتَحَدَّثُ قَوْلَهُ، فَأَخَذْتُ نَمَطًا
 كَانَ لَنَا، فَسَتَرْتُهُ عَلَى الْعَرِضِ، فَلَمَّا جَاءَ اسْتَقْبَلْتُهُ، فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
 وَبَرَكَاتُهُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَعَزَّكَ وَأَكْرَمَكَ، فَنَظَرْتُ إِلَى الْبَيْتِ فَرَأَيْتُ النَّمَطَ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا، وَرَأَيْتُ
 الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِهِ، فَأَتَى النَّمَطَ حَتَّى هَتَكَهُ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَأْمُرْنَا فِيمَا رَزَقْنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ
 وَاللِّينَ قَالَتْ: فَقَطَعْتُهُ وَجَعَلْتُهُ وَسَادَتَيْنِ، وَحَشَوْنَهُمَا لَيْفًا، فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيَّ

﴿﴾ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس گھر میں کتابت موجود ہو"

(راوی کہتے ہیں:) میں نے اپنے ساتھی سے کہا: تم میرے ساتھ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں چلو تاکہ ہم ان
 سے اس بارے میں دریافت کریں، ہم لوگ وہاں، گئے ہم نے عرض کی: اے ام المومنین! حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نبی
 اکرم ﷺ کے حوالے سے اس طرح کی حدیث سنائی ہے، تو کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ کو اس بارے میں کچھ ذکر کرتے ہوئے سنا

ہے "سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: جی نہیں! البتہ میں نے جو دیکھا ہے میں تمہیں اس بارے میں بتا دیتی ہوں۔

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ایک غزوہ میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے، میں آپ ﷺ کی واپسی کی منتظر تھی، میں نے اپنا ایک حاشیہ والے پردہ لیا اور اسے شبیر کے ساتھ لٹکا دیا، جب نبی اکرم ﷺ واپس تشریف لائے، تو میں نے آپ کا استقبال کیا، میں نے عرض کی: آپ ﷺ پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں، یا رسول اللہ! ہر طرح کی حمد اس اللہ کے لیے مخصوص ہے، جس نے آپ کو عزت اور اکرام سے نوازا ہے، جب نبی اکرم ﷺ کی گھر میں موجود (چیزوں پر) نظر پڑی، تو آپ کو حاشیہ والا پردہ بھی نظر آیا، نبی اکرم ﷺ نے مجھے سلام کا جواب نہیں دیا، مجھے آپ ﷺ کے چہرے پر ناگواری کا احساس ہو گیا، نبی اکرم ﷺ اس نقش و نگار والے پردے کی طرف آئے اور آپ ﷺ نے اسے اتار کر رکھ دیا، پھر آپ نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے جو رزق ہمیں عطا کیا ہے، اس کے بارے میں ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ ہم اسے پتھروں اور اینٹوں کو پہنا دیں"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے اس کپڑے کو کاٹ دیا اور اس کے دو ٹکے بنادیے اور اس میں کھجور کی چھال بھر دی، تو نبی اکرم ﷺ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

4154 - حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، بِإِسْنَادِهِ مِثْلِهِ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا أُمَّةَ إِبْرَاهِيمَ! هَذَا حَدَّثَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَقَالَ فِيهِ: سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي النَّجَّارِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: میں نے کہا: اے ام المومنین! انہوں نے ہمیں یہ حدیث بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

راوی نے اس کی سند میں سعید بن یسار، جو بنو نجار کے غلام ہیں، کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

4155 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ، قَالَ بُسْرٌ: ثُمَّ اشْتَكَى زَيْدٌ، فَعُدْنَا، فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُورَةٌ، فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللَّهِ الْخَوْلَانِيِّ رَبِّيبِ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّورِ يَوْمَ الْأَوَّلِ، فَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِينَ قَالَ: إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر موجود ہو"

بہر نامی راوی بیان کرتے ہیں: پھر زید بیمار ہو گئے، ہم ان کی عیادت کے لیے گئے، تو ان کے دروازے پر پردہ لٹکا ہوا تھا، جس میں تصویر بنی ہوئی تھی، تو میں نے سیدہ ميمونہ رضی اللہ عنہا کے عزیز عبید اللہ خولانی سے کہا: کیا زید نے پہلے ایک دن تصویروں کے بارے میں حدیث نہیں سنا لی تھی؟ تو عبید اللہ نے کہا: کیا تم نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا تھا؟ کہ اگر کوئی کپڑا نقش و نگار والا ہو، تو اس کا

قلم مختلف ہے۔

4156 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عَبْدِ الْكَرِيمِ، حَدَّثَهُمْ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ عَقِيلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ زَمَنَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ أَنْ يَأْتِيَ الْكَعْبَةَ، فَيَمْحُو كُلَّ صُورَةٍ فِيهَا، فَلَمْ يَدْخُلْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مُحِيتْ كُلُّ صُورَةٍ فِيهَا

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ جب بطحاء میں موجود تھے تو آپ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی کہ خانہ کعبہ میں جائیں اور اس میں موجود ہر تصویر کو مٹا دیں، نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے اندر اس وقت تک داخل نہیں ہوئے، جب تک اس میں موجود تمام تصویروں کو مٹا نہیں دیا گیا۔

4157 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَيْمُونَةُ، زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ وَعْدَنِي أَنْ يَلْقَانِي اللَّيْلَةَ، فَلَمْ يَلْقَانِي، ثُمَّ وَقَعَ فِي نَفْسِهِ جَرُّوْ كُلِّبٍ تَحْتَ بِسَاطِ لَنَا، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ مَاءً فَتَضَخَّ بِهِ مَكَانَهُ، فَلَمَّا لَقِيَهِ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كُلِّبٌ وَلَا صُورَةٌ، فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَأْمُرُ بِقَتْلِ كُلِّبِ الْحَائِطِ الصَّغِيرِ، وَيَتْرُكُ كُلِّبَ الْحَائِطِ الْكَبِيرِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبرائیل نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ گزشتہ رات مجھ سے ملنے کے لیے آئیں گے، لیکن وہ مجھ سے ملنے کے لیے نہیں آئے، راوی بیان کرتے ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ کے ذہن میں کتے کے اس پلے کا خیال آیا جو آپ کے بستر کے نیچے تھا، نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اسے باہر نکال دیا گیا، پھر نبی اکرم ﷺ نے پانی لے کر اپنے دست مبارک کے ذریعے اس جگہ پر چھڑک دیا، پھر حضرت جبرائیل آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو انہوں نے عرض کی: ہم (فرشتے) ایسے کسی گھر میں داخل نہیں ہوتے، جہاں کتا یا تصویر موجود ہو۔

اگلے دن نبی اکرم ﷺ نے کتوں کو مار دینے کا حکم دیا، یہاں تک کہ آپ نے چھوٹے باغوں میں موجود کتوں کو بھی مار دینے کا حکم دیا، ابنتہ آپ ﷺ نے بڑے باغ کے (محافظ کتے) کو ترک کر دیا۔

4158 - حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو اسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي اسْحَاقَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ لِي: أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ عَلَى الْبَابِ تَمَائِيلٌ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامٌ سِثْرٌ فِيهِ تَمَائِيلٌ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كُلِّبٌ، فَمَرَّ بِرَأْسِ الْيَمْتَالِ الَّذِي فِي الْبَيْتِ يُقَطِّعُ

فَيَصِيرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ. وَمُرُّ السِّرِّ فَلْيُقَطَّعْ. فَلْيُجْعَلْ مِنْهُ وَسَادَتَيْنِ مَنبُودَتَيْنِ تُوطَّانِ. وَمُرُّ الْكَلْبِ فَلْيُخْرِجْ. فَفَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَإِذَا الْكَلْبُ بِحَسَنِ - أَوْ حَسَنِينَ - كَانَ تَحْتَ نَضْدٍ لَهُمْ فَأَمَرَهُ فَأَخْرَجَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالنَّضْدُ شَيْءٌ تُوَضَّعُ عَلَيْهِ الثِّيَابُ شَبَّهُ الشَّرِي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جبرائیل میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا: گزشتہ رات میں آپ ﷺ کی طرف آیا تھا، لیکن اندر میں اس لیے نہیں آسکا، کیونکہ دروازے پر تصویریں موجود تھیں (شاید راوی کے یہ الفاظ ہیں:) گھر کے دروازے پر ایک پردہ لٹکا ہوا تھا، جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں اور گھر میں ایک کتاب بھی موجود تھا“

(حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا) آپ ﷺ تصویروں کے بارے میں جو گھر کے دروازے پر موجود ہیں یہ حکم دیں کہ انہیں کاٹ دیا جائے اور انہیں درخت کی طرح کر دیا جائے اور پردے کے بارے میں یہ حکم دیجئے کہ اس کے نیچے بنا لیے جائیں، جو نیچے رکھے جائیں اور روندے جائیں، اور کتے کے بارے میں حکم دیجئے کہ اسے باہر نکال دیا جائے (راوی کہتے ہیں:) تو نبی اکرم ﷺ نے ایسا ہی کیا، وہ اصل میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ یا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ (جو بچے تھے) کا کتا تھا، جو نبی اکرم ﷺ کے تحت کے نیچے تھا، نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اسے باہر نکال دیا گیا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نضد ایک ایسی چیز ہوتی ہے، جس پر کپڑے رکھے جاتے ہیں اور یہ پلنگ سے مٹ بہہ ہوتی ہے۔

کتاب الترجل

کتاب: بال سنوارنے کے بارے میں روایات

4159 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرْجُلِ إِلَّا غَبَاً
 ﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے (روزانہ باقاعدگی سے) گنگھی کرنے سے منع کیا ہے، البتہ ایک دن چھوڑ کر ایک دن کی جائے (تو حکم مختلف ہے)۔

4160 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا الْجَرِيرِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحَلَ إِلَى فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ وَهُوَ بِمِصْرَ، فَقَدِمَهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: أَمَا إِلَيَّ لَمْ آتِكَ زَائِرًا، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ أَكَا وَأَنْتَ حَدِيثًا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَوْتُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ، قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَمَا لِي أَرَاكَ شَعِيفًا وَأَنْتَ أَمِيرُ الْأَرْضِ؟ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهَانَا عَنْ كَثْرَةِ مِنَ الْأَرْفَافِ، قَالَ: فَمَا لِي لَا أَرَى عَلَيْكَ جَدَاءً؟ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَحْتَفِي أَحْيَاءًا

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صاحب حضرت فضالہ بن عبید اللہ کے پاس گئے، جو اس وقت میں مصر میں موجود تھے، وہ جب ان کے پاس آئے تو بولے: میں آپ کے پاس زیارت کرنے کے لیے نہیں آیا ہوں، میں اس لیے آیا ہوں، کیونکہ میں نے ایک حدیث نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہے اور آپ نے بھی وہ سن رکھی ہے، تو مجھے یہ امید ہے کہ آپ کے پاس اس کے حوالے سے علم ہوگا (یعنی آپ کو وہ حدیث یاد ہوگی) حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: وہ کون سی حدیث ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی وہ فلاں فلاں حدیث ہے، پھر ان صحابی نے کہا: کیا وجہ ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے بال بکھرے ہوئے ہیں، حالانکہ آپ یہاں کے علاقے کے امیر ہیں، تو حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں زیب و زینت کا زیادہ سامان جمع کرنے سے منع کیا ہے، ان صحابی نے دریافت کیا: کیا وجہ ہے کہ مجھے نظر نہیں آ رہا کہ آپ نے جوتے پہنے ہوں، تو حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی اکرم ﷺ ہمیں یہ حکم دیتے تھے کہ کبھی ہم ننگے پاؤں

4159- صحيح لغيره، وهذا إسناد مختلف في رقبه ووقفه وفي وصله وإرساله. فقد أخرجه الترمذی (1852) و (1853)، والنسائي في "الكبرى" (9264) من طريق هشام بن حسان، به. وقال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح أو خالف هشاماً فتأده. فرواه عبد السانئ (9265) عن الحسن عن النبي صلى الله عليه وسلم -مرسلاً. وخالفهما يونس بن غبید عند النسائي أيضاً (9266) فرواه عن الحسن ومحمد ابن سيرين قالوا: الترجل غيب. فجعله من قولهما موقوفاً عليهما. وهو في "مسند أحمد" (16793).

بھی رہا کریں۔

4161- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: ذَكَرَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عِنْدَهُ النُّمَيَّا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا تَسْمَعُونَ، أَلَا تَسْمَعُونَ، إِنَّ الْبِدَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ، إِنَّ الْبِدَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ يَغْنَى الثَّقَلُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ أَبُو أُمَامَةَ بْنُ ثَعْلَبَةَ الْأَنْصَارِيُّ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں دنیا (کی آرائش وزینائش یا زیب وزینت) کا ذکر کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بے شک سادگی ایمان کا حصہ ہے، بے شک سادگی ایمان کا حصہ ہے۔

(راوی کہتے ہیں: اس سے مراد زیب وزینت کو ترک کرنا ہے۔)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ صحابی حضرت ابوامامہ بن ثعلبہ انصاری ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِحْبَابِ الطَّيِّبِ

باب: خوشبو استعمال کرنے کا مستحب ہونا

4162- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، عَنْ شَيْبَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْبُخْتَارِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا. حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی ایک شیشی تھی، جس سے آپ ﷺ خوشبو لگایا کرتے تھے۔

بَابُ فِي إِصْلَاحِ الشَّعْرِ

باب: بالوں کو بنا سنوار کر رکھنا

4163- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ النَّهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ

4163- اسنادہ حسن من أجل ابن أبي الزناد - وهو عبد الرحمن - أبو صالح: هو ذكوان الشقمان، وابن وهب: هو عبد الله. وقد حسن إسناده الحافظ في "فتح الباري" 368/ 10 وأخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (6455)، وفي "الأدب" (695) من طريق سعيد بن منصور وداود بن عمرو، عن ابن أبي الزناد، بهذا الإسناد. وأخرجه الطحاوي في "شرح مشكل الآثار" (3365) من طريق داود بن عمرو، عن ابن أبي الزناد، عن أبيه، عن الأعرج، عن أبي هريرة. ويشهد له حديث عائشة عند بحشل في "تاريخ واسط" ص 242، والطحاوي في "شرح المشكل" (3360)، والبيهقي في "شعب" (6456) وحسن إسناده أيضاً الحافظ في "فتح" 368/ 10

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
 ”جس نے بال رکھے، اسے ان کی عزت افزائی کرنی چاہیے، (یعنی انہیں سنوارنے رکھنا چاہیے)۔“

بَابُ فِي الْخُضَابِ لِلنِّسَاءِ

باب: خواتین کا خضاب لگانا

4164- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ، قَالَ: حَدَّثَنِي كَرِيمَةُ بِنْتُ هَمَامٍ، أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَسَأَلَهَا عَنْ خُضَابِ الْحِجَاءِ، فَقَالَتْ: لَا تَأْسِ بِهِ، وَلَكِنْ أَكْرَهُهُ، كَانَ حَبِيبِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ رِيحَهُ.
 قَالَ أَبُو ذَاوُدَ: تَعْنِي خُضَابَ فُغْرِ الزَّاسِ

﴿﴾ کریمہ بنت ہمام بیان کرتی ہیں: ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مہندی لگانے کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: اس میں حرج کوئی نہیں ہے، تاہم میں اسے ناپسند کرتی ہوں، کیونکہ میرے محبوب ﷺ اس کی بو کو ناپسند کرتے تھے۔

امام ابو داؤد بیسٹھ فرماتے ہیں: اس عورت کی مراد یہ تھی کہ مہندی کو خضاب کے طور پر سر کے بالوں میں لگاتا۔

4165- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنِي غِبْطَةُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ جَنْدَبَةَ بِنْتَ عُثْبَةَ، قَالَتْ: يَا بَنِيَّ اللَّهُ، تَابِعِينِي، قَالَ: لَا أَبِاطِعُكَ حَتَّى تُغَيِّرِي كَفَّيْكَ، كَأَنَّهُمَا كَفَّاسَبُجٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جندبہ بنت عتبہ نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! آپ مجھ سے بیعت لے لیجئے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تم سے بیعت اس وقت تک نہیں لوں گا، جب تک تم اپنی ہتھیلیوں کو صاف نہیں کرتی، کیونکہ یہ درندوں کی ہتھیلیوں کی طرح ہیں۔

4166- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصُّورِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا مُطِيعُ بْنُ مَيْمُونٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ عِصْمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: أَوَمَتِ امْرَأَةٌ مِنْ وَرَاءِ سِتْرِ بَيْدِهَا، كِتَابٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ، فَقَالَ: مَا أَذْرَى أَيْدٍ رَجُلٍ، أَمَّ يَدُ امْرَأَةٍ، قَالَتْ: بَلِ امْرَأَةٌ، قَالَ: لَوْ كُنْتُ امْرَأَةً لَخِزْتُ أَظْفَارَكَ يَعْغِي بِالْحِجَاءِ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے اشارہ کیا، نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک پیچھے کر لیا، آپ نے فرمایا: مجھے نہیں پتہ، کیا یہ کسی مرد کا ہاتھ ہے یا کسی عورت کا ہاتھ ہے؟ اس عورت نے عرض کی: یہ ایک عورت کا ہاتھ ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم عورت ہو، تو اپنے ناخنوں کی رنگت تبدیل کر لیتی، راوی کہتے ہیں: یعنی

إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ، وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ، قَالَ مُحَمَّدٌ: وَالْوَاصِلَاتِ
وَقَالَ عُثْمَانُ: وَالْمُتَنَبِّصَاتِ ثُمَّ اتَّفَقَا - وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمُغَيَّرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَبَلَغَ ذَلِكَ
امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ يَعْقُوبَ، - زَادَ عُثْمَانُ: كَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ اتَّفَقَا - فَأَتَتْهُ، فَقَالَتْ:
بَلَّغْنِي عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ، - قَالَ مُحَمَّدٌ: وَالْوَاصِلَاتِ وَقَالَ عُثْمَانُ:
وَالْمُتَنَبِّصَاتِ، ثُمَّ اتَّفَقَا: - وَالْمُتَفَلِّجَاتِ، - قَالَ عُثْمَانُ: لِلْحُسْنِ، الْمُغَيَّرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى، - فَقَالَ: وَمَا
بِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى، قَالَتْ: لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ
لَوْحِي الْمُصْحَفِ فَمَا وَجَدْتُهُ فَقَالَ: وَاللَّهِ لَئِنْ كُنْتُ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ، ثُمَّ قَرَأَ: (وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ
فَاخْذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا) (الحشر: ۶)، قَالَتْ: إِنْ أَرَى بَعْضَ هَذَا عَلَى امْرَأَتِكَ، قَالَ: فَأَدْخِلِي فَأَنْظِرِي،
فَدَخَلَتْ، ثُمَّ خَرَجَتْ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتِ؟ - وَقَالَ عُثْمَانُ: - فَقَالَتْ: مَا رَأَيْتُ، فَقَالَ: لَوْ كَانَ ذَلِكَ مَا كَانَتْ
مَعَنَا

❦❦ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ جسم گدوانے والی اور گودنے والی عورتوں پر لعنت کرے۔

ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: نقلی بال لگوانے والی عورتوں پر کرے۔

عثمان نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ان عورتوں پر کرے، جو چہرے کے بال اکھیڑتی ہیں، پھر تمام راوی اس بات کو نقل کرنے میں متفق ہیں:

”خوبصورتی حاصل کرنے کے لیے دانتوں میں خلا کروانے والی عورتوں پر لعنت کرے، جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو تبدیل کر دیتی ہیں۔“

راوی بیان کرتے ہیں: اس بات کی اطلاع، بنو اسد سے تعلق رکھنے والی ایک عورت تک پہنچی، جسے ام یعقوب کہہ جاتا تھا، عثمان نامی راوی نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں: وہ قرآن کی حافظ تھی، پھر دونوں راویوں نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: وہ عورت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی: مجھے پتہ چلا ہے آپ نے جسم گودنے والی اور گدوانے والی عورتوں پر لعنت کی ہے، یہاں محمد نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: نقلی بال لگوانے والی عورتوں پر لعنت کی ہے، عثمان نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: چہرے کے بال اکھاڑنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے، پھر دونوں راوی یہ الفاظ نقل کرنے میں متفق ہیں: خوبصورتی کے لیے دانتوں میں خدا کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو تبدیل کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے؟ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس پر کیوں لعنت نہ کروں؟ جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور جس کا حکم اللہ کی کتاب میں موجود ہے وہ عورت بولی: میں نے پورا قرآن پڑھ رکھا ہے، مجھے تو یہ حکم کہیں نہیں ملا، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر تم حقیقی طور پر اسے پڑھا ہوتا، تو تم اسے پالیتی، پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی:

”رسول جو تمہیں دے اسے حاصل کرو اور جس سے تمہیں منع کرے اس سے باز آ جاؤ“

تو وہ عورت بولی: میرا خیال ہے کہ آپ کی ایک اہلیہ بھی یہ کام کرتی ہیں، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میرے گھر میں جاؤ اور جا کر خود دیکھ لو، وہ عورت گھر کے اندر گئی، پھر وہ باہر آئی تو انہوں نے دریافت کیا: تمہیں نظر نہیں آئی؟ تو وہ بولی: مجھے ایسی کوئی چیز نظر نہیں آئی، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر ایسا ہوتا تو وہ عورت ہمارے ساتھ نہ رہتی۔

4170- حَدَّثَنَا ابْنُ الشَّرَحِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أَسَامَةَ عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لُعْنَتِ الْوَاصِلَةُ وَالْمُسْتَوِصِلَةُ وَالنَّامِصَةُ وَالْمُتَنَبِّصَةُ وَالْوَاشِمَةُ وَالْمُسْتَوِشِمَةُ مِنْ غَيْرِ دَاءٍ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَتَفْسِيرُ الْوَاصِلَةِ: الَّتِي تَصِلُ الشَّعْرَ بِشَعْرِ النِّسَاءِ وَالْمُسْتَوِصِلَةُ: الْمَعْمُولُ بِهَا وَالنَّامِصَةُ: الَّتِي تَنْقُشُ الْحَاجِبَ حَتَّى تُرَقَّهِ وَالْمُتَنَبِّصَةُ: الْمَعْمُولُ بِهَا وَالْوَاشِمَةُ: الَّتِي تَجْعَلُ الْخَيْلَانَ فِي وَجْهِهَا بِكُحْلِ أَوْ مِدَادٍ وَالْمُسْتَوِشِمَةُ: الْمَعْمُولُ بِهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نکلی بال لگوانے والی، چہرے کے بال اکھاڑنے والی، چہرے کے بال اکھڑوانے والی، جسم گدوانے والی اور جسم گودنے والی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے، جبکہ یہ کسی بیماری کے بغیر ہو۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لفظ واصلہ سے مراد وہ ہیں: جو عورتوں کو نکلی بال لگاتی ہیں اور لفظ مستوصلہ سے مراد وہ عورت ہے، جس کے ساتھ یہ کام کیا جائے (یعنی جسے نکلی بال لگائے جائیں) لفظ نامصہ سے مراد وہ عورت ہے، جو ابرو کے بال نوچتی ہے، کہ اسے ہر ایک کر دے اور لفظ متنبصہ سے مراد وہ عورت ہے، جس کے ساتھ یہ کام کیا جائے لفظ واشمہ سے مراد وہ عورت ہے، جو چہرے پر سرے یا سیاہی کے ذریعے تل وغیرہ بناتی ہے اور لفظ مستوشمہ سے مراد وہ عورت ہے، جس کے ساتھ یہ کام کیا جائے۔

4171- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: لَا تَأْسُ بِالْقَرَامِلِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَأَنَّهُ يَذْهَبُ إِلَى أَنَّ الْمُنْهَى عَنْهُ شُعُورُ النِّسَاءِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ أَحْمَدُ يَقُولُ: الْقَرَامِلُ لَيْسَ بِهِ تَأْسُ

سعيد بن جبیر بیان کرتے ہیں: دھاگوں سے بنی ہوئی چوٹی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے لگتا ہے کہ ان کی یہ رائے ہے کہ ممنوع چیز یہ ہے کہ عورتوں کے بال استعمال کیے جائیں۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام احمد رحمہ اللہ یہ فرماتے تھے: دھاگوں سے بنی ہوئی چوٹی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بَابُ فِي رَدِّ الطِّيبِ

باب: خوشبو واپس کرنا

4172- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمَعْنَى أَنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِءَ حَدَّثَهُمْ عَنْ

سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَرَّضَ عَلَيْهِ طَيْبٌ فَلَا يَرُدُّهُ، فَإِنَّهُ طَيْبُ الرِّيحِ، خَفِيفُ الْمَحْتَمِلِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جسے خوشبودی جائے وہ اسے واپس نہ کرے، کیونکہ اس کی بو عمدہ ہوتی ہے اور یہ وزنی بھی نہیں ہوتی۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ تَتَطَيَّبُ لِلْخُرُوجِ

باب: عورت کا باہر جاتے وقت خوشبو لگانا

4173- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ثَابِتُ بْنُ عُمَارَةَ، حَدَّثَنِي غُنَيْمُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا اسْتَعْطَرْتَ الْمَرْأَةُ، فَمَرَّتْ عَلَى النَّاسِ لِيَجِدُوا رِيحَهَا، فَهِيَ كَذَا وَكَذَا قَالَ قَوْلًا شَدِيدًا

﴿﴾ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جب کوئی عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے، تاکہ وہ مرد اس کی خوشبو کو سونگے۔“ یہ تو وہ عورت سی اور سی ہوتی ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس بارے میں سخت بات ارشاد فرمائی۔

4174- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، مَوْلَى أَبِي رُحَيْمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَقِيْتُهُ امْرَأَةً وَجَدَ مِنْهَا رِيحَ الطَّيْبِ يَنْفَحُ، وَلَذِيْلُهَا إِعْصَارٌ، فَقَالَ: يَا أَمَةَ الْجَبَّارِ، جِئْتِ مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: وَلَهُ تَطَيَّبْتِ، قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ حَبِيبَ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِهَذَا الْمَسْجِدِ، حَتَّى تَرْجِعَ فَتُغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْإِعْصَارُ غُبَارٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ان کے سامنے ایک عورت آئی، جس میں سے خوشبو آرہی تھی اور اس کے پلو پر بھی غبار لگا ہوا تھا، تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے جبار (یعنی اللہ تعالیٰ) کی کنیز! تم مسجد سے آئی ہو، اس نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم نے مسجد کے لیے خوشبو لگائی تھی؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنے محبوب حضرت

ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”اس عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی، جو مسجد میں آنے کے لیے خوشبو لگاتی ہے، جب تک وہ واپس جا کر غسل جنابت کی طرح غسل نہیں کرتی۔“

امام ابو داؤد برسیہ فرماتے ہیں: اعصار سے مراد غبار ہے۔

4175 - حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ، وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو عَلْقَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّهَا امْرَأَةُ أَصَابَتْ بِخُورٍ، فَلَا تَشْهَدَنَّ مَعَنَا الْعِشَاءَ قَالَ ابْنُ نَفِيلٍ: عِشَاءُ الْآخِرَةِ
 (ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جس عورت نے خوشبو کی دھولی لی ہوئی ہو، وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک نہ ہو“
 یہاں ایک راوی نے لفظ عِشَاءُ الْآخِرَةِ نقل کیا ہے۔

بَابُ فِي الْخُلُوقِ لِلزَّجَالِ

باب: مردوں کا زعفران کی مخصوص قسم کی خوشبو لگانا

4176 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا عَطَاءُ الْخُرَّاسَانِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْقَرٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى أَهْلِ لَيْلٍ وَقَدْ تَشَقَّقَتْ يَدَايَ، فَخَلَقُونِي بِزَعْفَرَانٍ، فَغَدَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، وَلَمْ يُرَحِّبْ بِي، وَقَالَ: اذْهَبْ فَاغْسِلْ هَذَا عَنْكَ، فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ، ثُمَّ جِئْتُ وَقَدْ بَقِيَ عَلَى مِثْرَةٍ رَدْعٌ، فَسَلَّمْتُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، وَلَمْ يُرَحِّبْ بِي، وَقَالَ: اذْهَبْ فَاغْسِلْ هَذَا عَنْكَ، فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ، ثُمَّ جِئْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ، وَرَحَّبَ بِي، وَقَالَ: إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَحْطُرُ جَنَازَةَ الْكَافِرِ بِخَيْرٍ، وَلَا الْمُتَضَيِّعَ بِالزَّعْفَرَانِ، وَلَا الْجُنُبَ، قَالَ: وَرَخَّصَ لِلْجُنُبِ إِذَا تَامَ، أَوْ أَكَلَ، أَوْ شَرِبَ أَنْ يَتَوَضَّأَ.

﴿﴾ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رات کے وقت اپنے گھر آیا، میرے ہاتھ پھٹے ہوئے تھے، تو گھر والوں نے مجھے زعفران لگا دیا، اگلے دن میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے آپ کو سلام کیا، تو آپ نے مجھے سلام کا جواب نہیں دیا اور مجھے خوش آمدید نہیں کہا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم جاؤ اور اسے اپنے پر سے دھو دو، میں گیا میں نے اسے دھویا پھر جب میں آیا تو اس کا کچھ نشان مجھ پر باقی تھا، میں نے پھر سلام کیا، آپ نے پھر مجھے جواب نہیں دیا اور مجھے خوش آمدید نہیں کہا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم جاؤ اور اسے اپنے پر سے دھو دو، میں گیا اور میں نے اسے دھویا پھر میں آیا اور میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے مجھے سلام کا جواب بھی دیا اور خوش آمدید بھی کہا اور فرمایا:

4176 إسناده صحيح لا نقطاعه. يحيى بن يعمر لم يسمع من عمار بن ياسر فيما قاله غير واحد من أهل العلم، ومهم المصنف عبد الحديث السالف برقم (225). وكما تدل عليه الرواية الآتية بعده. عطاء الخراساني: هو ابن أبي مسلم، وحماد: هو ابن سلمة. وأخرجه الطالسي (646)، وابن أبي شيبة 62/ 1 و414/ 4، وأحمد (18886)، والبخاري (1402)، وأبو يعلى (1635)، والبيهقي 203/ 1 و36/ 5، من طريق حماد ابن سلمة، بهذا الإسناد.

”فرشتے کافر کے جنازے میں، زعفران لگانے والے شخص کے پاس اور جنی شخص کے پاس بھائی نے ساتھ نہیں آتے ہیں“
راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جنی شخص کو یہ نصت دی ہے کہ وہ وضو کر کے سوکتا ہے، یا کھا سکتا ہے، یا پی سکتا ہے۔

4177 - حَدَّثَنَا نُصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي الْخَوَّارِ، أَنَّهُ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ يَعْمَرَ، يُخْبِرُ عَنْ رَجُلٍ أَخْبَرَهُ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، زَعَمَ عُمَرُ أَنَّ يَحْيَى سَمِعَ ذَلِكَ الرَّجُلَ، فَتَنَسَّى عُمَرُ اسْمَهُ - أَنَّ عَمَّارًا قَالَ: تَخَلَّفْتُ، بِهَذِهِ الْقِصَّةِ، وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ بِكَثِيرٍ، فِيهِ ذِكْرُ الْغُسْلِ، قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ: وَهُمْ حُرْمٌ، قَالَ: لَا، الْقَوْمُ مُقِيمُونَ

❦❦ یہی روایت ایک اور سند کے ساتھ ہمراہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، جس میں یہ پورا واقعہ مذکور ہے، تاہم پہلی روایت زیادہ مکمل ہے اور اس میں وضو نہ کرنے کا ذکر ہے۔

ابن جریر کہتے ہیں: میں نے عمر بن عطاء نامی راوی سے دریافت کیا: کیا وہ لوگ اس وقت احرام کی حالت میں تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں، وہ متمم تھے۔

4178 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ الْآسَدِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْآسَدِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ جَدِّهِ قَالَا: سَمِعْنَا أَبَا مُوسَى، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَقْبَلُ اللَّهُ تَعَالَى صَلَاةَ رَجُلٍ فِي جَسَدِهِ شَيْءٌ مِنْ خَلْقٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: جَدَّاهُ زَيْدٌ وَزِيَادٌ

❦❦ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
”اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا، جس کے جسم پر ذرا سی خلوق (مخصوص قسم کی خوشبو) لگی ہوئی ہو“
امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کے دو دواؤں سے مراد زید اور زیاد ہیں۔

4179 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، أَنَّ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ، وَاسْمَاعِيلَ بْنَ إِبرَاهِيمَ، حَدَّثَاهُمَا، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ التَّزَعُّفِ لِلرِّجَالِ، وَقَالَ: عَنْ إِسْمَاعِيلَ: أَنَّ يَتَزَعَّفُ الرَّجُلُ

❦❦ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مردوں کو زعفران لگانے سے منع کیا ہے۔
اسماعیل نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: اس بات سے منع کیا ہے کہ مرد زعفران لگائے۔

4180 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْوَيْسِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ ثَوْرٍ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا تَقْرُبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ: جِيفَةُ الْكَافِرِ، وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلْقِ، وَالْجُنُبُ، إِلَّا أَنْ يَتَوَضَّأَ

❦❦ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

کنات الترحیل

بیر فرستے ہوئے کہ وہ فرشتے نہیں ہوتے، کافر لاش، خلوق لگانے والا شخص اور جنی شخص، البتہ اگر وہ وضو کرے تو عفو ہے۔

4181 - حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّزِّيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُزْقَانَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ نَجْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ: لَمَّا فَتَحَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ، جَعَلَ خَمْرَ مَكَّةَ لَا تَكُونُ بِصِنْتِيَابِهِمْ، فَيَدْعُو لَهُمْ بِالْبَرَكَةِ، وَيَمْسَحُ رُءُوسَهُمْ، قَالَ: فَيَحْيِي بِنِ الْيَهُودِ وَأَنَا لَخُلُقٍ فَسَمَّيْتُهُمُ مِنَ أَجْلِ الْخُلُقِ

حضرت الولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو اہل مکہ اپنے بچوں کو آپ ﷺ کے پاس لائے تھے، آپ ﷺ ان کے لیے برکت کی دعا کرتے تھے اہل ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے تھے، جب مجھے آپ ﷺ سے ملا، یا نبی! اس وقت میرے جسم پر خلوق لگی ہوئی تھی، اس وجہ سے آپ نے مجھے چھوا نہیں۔

4182 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا سَلْمُ الْعَلَوِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ أَكْرُ صُفْرَةٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَمًا يُوجُهُ رَجُلًا فِي وَجْهِهِ بَشِيرٌ يَكْرَهُهُ، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ: لَوْ أَمَرْتُكُمْ هَذَا أَنْ يَغْسِلَ هَذَا عَنَّهُ، وَكَانَ حَضْرَتُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس پر زرد رنگ کا نشن موجود تھا، نبی اکرم ﷺ عام طور پر جب کسی شخص پر کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتے تھے، تو اسے مخاطب نہیں کرتے تھے، جب وہ شخص چلا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم اسے یہ ہدایت کر دو کہ وہ اس (نشان کو) اپنے پر سے دھو لے (تو یہ مناسب ہوگا)۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّعْرِ

باب: بالوں کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4183 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْهَرَاءِ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَةٍ أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ خَمْرًا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: لَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا رَوَاهُ إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ، وَقَالَ شُعْبَةُ: يَبْلُغُ شَعْمَهُ أَذُنَيْهِ

حضرت ہراء بن ابی اسحاق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے سرخ رنگ کے جوڑے میں، لمبے بالوں والا ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا، جو نبی اکرم ﷺ سے زیادہ خوب صورت ہو۔

محمد بن سلیمان نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: جس کے اتنے لمبے بال ہوں، جو کندھوں تک آتے ہوں۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: جو کندھوں تک آتے ہوں۔

جبکہ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: جو کانوں کی لو تک آتے ہوں۔

4184 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ شَعْرٌ يَبْلُغُ شُحْبَةَ أُذُنَيْهِ

﴿﴾ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بال رکھے ہوئے تھے، جو آپ ﷺ کی کانوں کی لو تک آتے تھے۔

4185 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شُحْبَةِ أُذُنَيْهِ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے بال کانوں کی لو تک آتے تھے۔

4186 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے بال نصف کان تک آتے تھے۔

4187 - حَدَّثَنَا ابْنُ نَفِيلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوْقَ الْوُفْرَةِ، وَدُونَ الْجَبَةِ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ فیما بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کے بال وفرہ سے ذرا سے زیادہ تھے اور جمہ سے ذرا کم تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَرْقِ

باب: مانگ نکالنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4188 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ - يَعْزِي - يَسْدِلُونَ أَشْعَارَهُمْ، وَكَانَ

4185- إسناده صحيح. ثابت: هو ابن أسلم البنانى، ومعممر: هو ابن راشد، وعبد الرزاق: هو ابن همام الصنعائى. وهو فى "مصنف عبد الرزاق" (20519) و (21033)، ومن طريقه أخرجه النسائى فى "الكبرى" (9272) إلا أنه قال: إلى أنصاف أذنيه. وأخرجه البخارى (5905)، ومسلم (2338)، وابن ماجه (4634)، والنسائى فى "الكبرى" (9260) من طريق جرير بن حازم، ومسلم (2338)، والنسائى فى "الكبرى" (9273) من طريق همام بن يحيى، كلاهما عن قتاده عن أنس. لفظ جرير: كان شعر رسول الله - صلى الله عليه وسلم - شعر أربلا بين أبيه وعاتقه. ولفظ همام: أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - كان يضرب شعره منكبيه. وهو فى "مسند أحمد" (12382) و (12389)، و"صحيح ابن حبان" (6291).

الْمُسْرِ كُونَ يَفْرُقُونَ رُءُوسَهُمْ. وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُعْجِبُهُ مُوَافَقَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ فِي
لَهُ يُؤْمَرُ بِهِ. فَسَدَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَاقِبَتَهُ، ثُمَّ فَرَّقَ بَعْدُ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اہل کتاب کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنے بال سیدھے پیچھے کی طرف
لے جایا کرتے تھے اور مشرکین اپنے سر میں مانگ نکالا کرتے تھے، تو نبی اکرم ﷺ کو جن چیزوں کے بارے میں کوئی بات نہ ہو
نہیں دیا گیا ہوتا، ان کے بارے میں آپ کو اہل کتاب کی موافقت پسند تھی، تو پہلے نبی اکرم ﷺ اپنے بال پیچھے کی طرف لے کر
کرتے تھے، پھر آپ نے مانگ نکالنا شروع کر دی۔

4189- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ
جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَفْرُقَ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَعْتُ الْفَرْقَ مِنْ يَافُوجِهِ وَأَرْسِلُ ثَاقِبَتَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب میں نبی اکرم ﷺ کے سر میں مانگ نکالنے کا ارادہ کرتی، تو میں
درمیان میں سے نکالتی تھی اور آپ کے پیشانی کے اوپر والے بالوں کو دونوں آنکھوں کے درمیان کر دیتی تھی (یعنی بالکل درمیان
میں مانگ نکالتی تھی)۔

بَابُ فِي تَطْوِيلِ الْجُبَّةِ

باب: لمبے بال رکھنا

4190- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، وَسُفْيَانُ بْنُ عُقْبَةَ السُّوَائِيُّ - هُوَ أَخُو
قَبِيصَةَ - وَمُحَمَّدُ بْنُ خُوَارِ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ:
أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِي شَعْرٌ طَوِيلٌ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
دُبَابٌ دُبَابٌ قَالَ: فَرَجَعْتُ فُجْرَ زُرْتُهُ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَغْنِكَ، وَهَذَا أَحْسَنُ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میرے بال لمبے تھے جب
نبی اکرم ﷺ نے مجھے ملاحظہ کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ٹھیک نہیں ہے، یہ ٹھیک نہیں ہے، راوی کہتے ہیں: میں واپس گیا، میں
نے انہیں کاٹ دیا، میں اگلے دن نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں کوئی بری بات
نہیں کی تھی، لیکن یہ زیادہ اچھے لگ رہے ہیں۔

بَابُ فِي الرَّجُلِ يَعْقِصُ شَعْرَهُ

باب: آدمی کا اپنے بال گوندھ لینا

4191- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ: قَدِيمٌ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ وَلَهُ أَرْبَعُ غَدَائِرَ تَغْنِي عَقَائِصَ

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی اکرم ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ کے بالوں کی چار لٹیں تھیں، ان سے مرویہ ہے وہ گندھے ہوئے تھے۔

بَابُ فِي حَلْقِ الرَّأْسِ

باب: سر منڈوالینا

4192. حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ، وَابْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي يَعْقُوبَ، يُحَدِّثُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَهَلَ آلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا أَنْ يَأْتِيَهُمْ، ثُمَّ أَتَاهُمْ، فَقَالَ: لَا تَبْكُوا عَلَيَّ أَيْمَنَ بَعْدَ الْيَوْمِ، ثُمَّ قَالَ: ادْعُوا إِلَى تَبْنِي أَيْمَنَ لِحْيِي بِنَا كَأَنَّا أَفْرُخٌ، فَقَالَ: ادْعُوا إِلَى الْخَلْقِ، فَأَمَرَهُ فَخَلَقَ رُءُوسَنَا

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ (کی شہادت کے موقع پر) نبی اکرم ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو تین دن مہلت دی، پھر آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے فرمایا: آج کے بعد تم میرے بھائی پر نہ رونا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بھائیوں کو میرے پاس لاؤ، تو ہمیں لایا گیا، ہم چڑیا کے بچوں کی طرح تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: حجام کو بلا کر لاؤ، نبی اکرم ﷺ نے اسے ہدایت کی، تو اس نے ہمارے سر منڈ دیے۔

بَابُ فِي الذُّوَابَةِ

باب: ایسا بچہ جس کی لمبی زلفیں ہوں

4193. حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ أَحْمَدُ: كَانَ رَجُلًا صَالِحًا، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقَزَعِ، وَالْقَزَعُ: أَنْ يُحْلَقَ رَأْسُ الصَّبِيِّ فَيُتْرَكَ بَعْضُ شَعْرِهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے قزع سے منع کیا ہے۔

4193- حدیث صحیح، و هذا إسناد حسن من أجل عثمان بن عثمان - وهو الفطافاني البصري - وقد تويع لي الحديثين الآتين بعده. وأخرجه البخاري (5920)، ومسلم (2120)، وابن ماجه (3637)، والنسائي في "الكبرى" (9253) و (9254) من طريق عبد الله بن عمر العمري، ومسلم (2120) من طريق روح بن القاسم، و (2120) من طريق عثمان بن عثمان الفطافاني، لثلاثهم عن عمر بن نافع، به. وأخرجه النسائي في "الكبرى" (9255 - 9257) من طريق عن عبد الله بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر، دون ذكر عمر بن نافع، وصوب النسائي رواية عبد الله عن عمر بن نافع، عن أبيه. مع أن سماع عبد الله من نافع معروف مشهور. وأخرجه مسلم (2120) من طريق عبد الرحمن السزاج، عن نافع، به. وأخرجه البخاري (5921)، وابن ماجه (3638) من طريق عبد الله بن دينار، عن ابن عمر. وهو في "مسند أحمد" (4473)، و "صحیح ابن حبان" (5506).

تزع سے مراد یہ ہے: بچے کے سر کو مونڈ دیا جائے اور کچھ بال چھوڑ دیئے جائیں۔

4184- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ، وَهُوَ أَنْ يُحْلَقَ رَأْسُ الصَّبِيِّ فَتُتْرِكَ لَهُ ذُؤَابَةٌ
(۱۰۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے تزع سے منع کیا ہے، اور اس سے مراد یہ ہے: بچے کے سر کو مونڈ دیا جائے اور اس کی ایک لٹ کو چھوڑ دیا جائے۔

4185- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ شَعْرِهِ وَتُرِكَ بَعْضُهُ، فَتَهَا هُمُ عَنْ ذَلِكَ، وَقَالَ: اخْلِقُوهُ كُلَّهُ، أَوْ اتْرُكُوهُ كُلَّهُ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا، جس کے کچھ سر کو مونڈ دیا گیا اور کچھ کو چھوڑ دیا گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو اس سے منع کیا، آپ نے فرمایا: یا تو پورے سر کو مونڈ دو، یا پھر پورے کو رہنے دو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ

باب: اس بارے میں رخصت کا بیان

4186- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَتْ لِي ذُؤَابَةٌ، فَقَالَتْ لِي أُمِّي: لَا أَجْزُهَا، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْتَدُّهَا، وَيَأْخُذُ بِهَا

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میری لمبی زلفیں تھیں، میری والدہ نے مجھ سے کہا: میں انہیں نہیں کاٹوں گی (حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ ان بالوں کو (پیارے) کھینچتے تھے اور پکڑا کرتے تھے۔

4187- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ حَسَّانَ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، فَحَدَّثَنِي أُخْتِي الْمَغِيرَةُ، قَالَتْ: وَأَنْتَ يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ وَلَكَ قَرْنَانِ، أَوْ قُصَّتَانِ، فَمَسَحَ رَأْسَكَ، وَبَرَّكَ عَلَيْكَ، وَقَالَ: اخْلِقُوا هَذَيْنِ- أَوْ قَصُّوهُمَا- فَإِنَّ هَذَا رَأْيُ الْيَهُودِ

﴿﴾ حجاج بن حسان بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو انہوں نے بتایا کہ میری بہن مغیرہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے، وہ بیان کرتی ہیں: تم ان دونوں کم عمر لڑکے تھے، تمہاری دو لڑکیاں تھیں، تو نبی اکرم ﷺ نے تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اور تمہارے لیے برکت کی دعا کی تھی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: انہیں مونڈھ لویا انہیں چھوٹا کرو، لو، کیونکہ یہ یہودیوں کا مخصوص طریقہ ہے۔

بَابُ فِي اخْذِ الشَّارِبِ

باب: موچھیں چھوٹی رکھنا

4198- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُهَيْبَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْفِطْرَةُ خَمْسٌ - أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ - الْخَتَانُ وَالْإِسْتِحْدَادُ وَتَنْفُ الْإِيطِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ان تک نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان پہنچا ہے:

"فطرت پانچ چیزیں ہیں (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) پانچ چیزیں فطرت کا حصہ ہیں، ختنہ کروانا، زیر ناف بال صاف کرنا، بگلوں کے بال اکھیرنا، ناخن تراشنا اور موچھیں چھوٹی کرنا۔"

4199- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ تَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِإِخْفَاءِ الشَّوَارِبِ، وَإِعْفَاءِ الْبَلَحِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے موچھیں منڈوانے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے۔

4200- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ الدَّقِيقِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: وَقَّتْ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلْقَ الْعَانَةِ، وَتَقْلِيمَ الْأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَتَنْفُ الْإِيطِ، أَرْبَعِينَ يَوْمًا مَرَّةً

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ أَنَسٍ، لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَقَّتْ لَنَا وَهَذَا أَحْصَى

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: زیر ناف بال صاف کرنے، ناخن تراشنے، موچھیں اور بگلوں کے بال اکھیرنے کے لیے، نبی اکرم ﷺ نے ہمارے لیے، چالیس دن میں ایک مرتبہ کی مدت مقرر کی ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں نبی اکرم ﷺ کا ذکر نہیں ہے، اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ ہیں: ہمارے لیے یہ مدت مقرر کی گئی ہے، اور یہی روایت زیادہ درست ہے۔

4201- حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، وَقَرَأَهُ عَبْدُ الْمَدِينِ عَلَى أَبِي الزُّبَيْرِ، وَرَوَاهُ أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا نَعْفِي السِّبَالَ إِلَّا فِي سَجٍّ أَوْ عُمَرَةٍ

4200- حدیث صحیح، وهذا إسناد ضعيف لضعف صدقة الدقيقی - وهو ابن موسى - أبو عمران الجوني: اسمه عبد الملك بن حبيب، وأخرجه الترمذی (2962) من طريق صدقة بن موسى، به. وأخرجه مسلم (258)، وابن ماجه (295)، والترمذی (2963)، والسناني في "الكبرى" (15)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِلَّا سِتْعَدَادُ: خَلَقَ الْعَانَةَ

(ج) روئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم حج اور عمرے کے علاوہ، داڑھی کو چھوڑ دیتے تھے۔
امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: استعداد سے مراد زیر ناف بال صاف کرنا ہے۔

بَابُ فِي نَتْفِ الشَّيْبِ

باب: سفید بال نوچ لینا

4202 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، الثَّعْلَبِيُّ، عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَلْتَفُوا الشَّيْبَ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَشِيبُ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ - قَالَ عَنْ سُفْيَانَ: إِلَّا كَأَنَّهُ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَقَالَ فِي حَدِيثٍ يَحْيَى - إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً، وَحَظَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ

❦❦ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ”سفید بال نہ نوچو، جس بھی مسلمان شخص کے مسلمان ہونے کے دوران بال سفید ہو جائیں (یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:) تو وہ قیامت کے دن اس شخص کے لیے نور ہوں گے (جبکہ دوسرے راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:) تو اللہ تعالیٰ ہر ایک بال کے عوض میں، اس شخص کے لیے ایک نیکی لکھے گا اور ہر بال کے عوض میں، اس کے ایک گناہ کو ختم کر دے گا۔“

بَابُ فِي الْخِضَابِ

باب: خضاب لگانا

4203 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ، فَخَالَفُوهُمْ

❦❦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہیں نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کا پتہ چلا ہے: ”بے شک یہودی اور عیسائی (بالوں کو) رنگتے نہیں ہیں، تو تم ان کے برخلاف کرو۔“

4204 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الشَّرْحِ، وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَتَى بَابِي فُحَافَةٌ يَوْمَ فَتَحَ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَيِّرُوا هَذَا بِشَيْءٍ، وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ

❦❦ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے دن حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو لایا گیا، ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ پھول کی طرح سفید تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”کسی چیز کے ذریعے ان کی رنگت تبدیل کرو، البتہ سیاہ رنگ سے اجتناب کرنا۔“

4205 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ سَعِيدِ الْخَرِيرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّبَلِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَحْسَنَ مَا يُخْبِرُ بِهِ هَذَا الشَّيْبُ الْخَنَاءُ، وَالْكُتْمُ

ترجمہ: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جس کے ذریعے سفید بالوں کی رنگت تبدیل کی جائے، اس میں سب سے بہتر مہندی اور کٹم ہے۔“

4206 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ إِيَادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِيَادُ، عَنْ أَبِي رَمْثَةَ، قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نُحْوٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِذَا هُوَ ذُو وَفْرَةٍ يَهَارِزُ دُغْجَاءَ، وَعَلَيْهِ بُزْدَانُ الْخَصْرَانِ

ترجمہ: حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے والد کے ساتھ، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، نبی اکرم ﷺ کے بال کانوں تک آتے تھے اور ان میں مہندی کی کچھ جھلک تھی، اس وقت آپ نے دو ہبز چادریں اوڑھی ہوئی تھیں۔

4207 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ، عَنْ أَبِي رَمْثَةَ، فِي هَذَا الْحَبَرِ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ أَبِي: أَرِنِي هَذَا الَّذِي يَظْهَرُكَ، فَإِنِّي رَجُلٌ طَيِّبٌ، قَالَ: اللَّهُ الطَّيِّبُ، بَلْ أَنْتَ رَجُلٌ رَفِيقٌ، طَيِّبُهَا الَّذِي خَلَقَهَا

ترجمہ: حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ساتھ بھی منقول ہے، جس میں وہ بیان کرتے ہیں: ان کے والد نے نبی اکرم ﷺ سے کہا: آپ اپنی پشت مجھے دکھائیے کیونکہ میں ایک طیب ہوں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: طیب اللہ تعالیٰ ہے، البتہ تم ایک مہربان شخص ہو، اس کا طیب وہ ہے، جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

4208 - حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ، عَنْ أَبِي رَمْثَةَ،
4205- إسناده صحيح، سعيد الخريزي - وهو ابن أبي إسحاق - سمع معمر بن مهران قبل اختلاطه، وهو في "مصنف" (20174)، وأخرجه ابن ماجه (6322)، والترمذي (1849)، والنسائي في "الكبرى" (9297 - 9299) من طريق الأجلح بن عبد الله، عن عبد الله بن سريته، به. وقال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح. وأخرجه النسائي (9296) من طريق عيلان بن جامع، عن أبي إسحاق، عن ابن أبي ليلى، عن أبي در. وهذا إسناده صحيح. وهو في "مسند أحمد" (21307)، و"صحيح ابن حبان" (5474).

4207- إسناده صحيح. ابن أبي جعفر: هو عبد الملك بن سعيد، وابن إدريس: هو عبد الله. وأخرجه قصة الخاتم الذي في ظهيرة - صلى الله عليه وسلم - الشافعي في "مسند" 98/ 2، والخميدى (866)، وابن أبي شيبة 4/ 8، وابن أبي عاصم في "الآحاد" (1143)، وعبد الله بن أحمد في روايته عن "المسند" لأبيه (7110)، والطبراني في "الكبير" 22/ (715)، والبيهقي 27/ 8، والبغوي في "شرح السنة" (2534) من طريق عبد الملك ابن سعيد بن أبي جعفر، به. وأخرجه ابن سعد في "طبقاته" 426/ 1، وأحمد (7109)، وعبد الله بن أحمد في روايته عن "المسند" (7116)، والدرلاهي في "الكنى" 29/ 1، وابن حبان (5995)، والطبراني في "الكبير" 22/ (720) من طريق عبد الله بن يزيد، وأحمد (17493)، وابن أبي عاصم في "الآحاد" (1142)، والطبراني 22/ (718)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (1181) من طريق سفیان الثوري، كلاهما عن إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ، به. وانظر تمام تحريريه في "مسند أحمد" (7106) و (7108) و (7110) و (7118).

قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَاوَأِي، فَقَالَ لِرَجُلٍ - أَوْلَايِيهِ - مَنْ هَذَا؟ قَالَ: أَنَبِيُّي، قَالَ: لَا تَجِئْنِي عَلَيْهِ وَكَانَ قَدْ لَطَخَ بِخَيْتِهِ بِالْحِثَاءِ

روایت: حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے والد کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص سے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) میرے والد سے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کی: یہ مرا بیٹا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارا تادان ادا نہیں کرے گا (یعنی تمہارے اعمال کا ذمہ دار نہیں ہوگا) راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی دائرگی مبارک میں مہندی لگائی ہوئی تھی۔

4209- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَنَّهُ لَمْ يَخْضِبْ، وَلَكِنْ قَدْ خَضَّبَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ان سے نبی اکرم ﷺ کے خضاب لگانے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے خضاب نہیں لگایا تھا، البتہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خضاب لگایا کرتے تھے۔

خضاب لگانے سے متعلق بحث کا بیان

خضاب یا دیگر اشیاء جن سے بالوں کو کھرا کیا جاتا ہے شرعاً استعمال کر سکتے ہیں، اگر طبی طور پر ان کا کوئی برا اثر نہ پڑے۔ خواہ عام دن ہوں یا شادی کے مخصوص دن کوئی پابندی نہیں ہے۔

احادیث مبارکہ میں ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان اليهود والنصارى لا يصبغون فخالفوهم.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک یہود اور نصاریٰ خضاب نہیں کرتے لہذا تم ان کی مخالفت کیا کرو۔

بخاری، صحیح، 5: 2210، رقم: 5559، دار احیاء التراث العربی، بیروت، مصر، صحیح، 3: 1663، رقم: 2103، دار احیاء التراث العربی، بیروت، مصر، سنن، 4: 85، رقم: 4203، دار الفکر، بیروت، سنن، 2: 1196، رقم: 3621، دار الفکر، بیروت

2. عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم غيروا الشيب ولا تشبهوا باليهود.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑھاپے (بالوں کی سفیدی) کو بدلنا اور یہودیوں سے مشابہت نہ رکھنا۔

ترمذی، سنن، 2: 261، رقم: 7536، دار احیاء التراث العربی، بیروت، سنن، 4: 232، رقم: 1752، دار احیاء التراث العربی، بیروت، سنن، 10: 381، رقم: 5977، دار الفکر، بیروت، سنن، 12: 287، رقم: 5473، دار الفکر، بیروت

3. عن أبي ذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان احسن ما غير به هذا الشعب الحناء والكتم.

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بڑھاپے و تبدیلی کرنے کے لیے ہندی اور دسمہ (خضاب) کیانی بہترین چیز ہیں۔

احمد بن حنبل، المسند، 5: 147، رقم: 21345، ابوداؤد، السنن، 4: 85، رقم: 4205، ترمذی، السنن، 4: 232، رقم: 1753، ابوحذیفہ، المسند، 1: 264، مکتبہ لکڑیاریاض، ابن ماجہ، السنن، 2: 1196، رقم: 3622، بزار، المسند، 9: 355، رقم: 3922، دوسرے علوم القرآن، مکتبہ حیدرآباد، الدین، السنن الکبریٰ، 5: 416، رقم: 9350، دارالکتب العلمیہ بیروت، ابن حبان، المحلی، 12: 287، رقم: 5474، ابن ابی شیبہ، المصنف، 5: 182، رقم: 25001، مکتبہ الرشیدریاض طبرانی، المعجم الاوسط، 3: 232، رقم: 3010، دارالحرمین القاهرة، بیہقی، السنن الکبریٰ، 7: 310، رقم: 14595، مکتبہ دار البازمکة المکرمة

4. عن أنس أنه سئل عن خضاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم فذكر أنه لم يخضب ولكن قد خضب أبو بكر وعمر رضي الله عنهما.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا آپ سنی تپتینہ خضاب نہیں لگاتے تھے لیکن حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خضاب لگایا۔

(ابوداؤد، السنن، 4: 86، رقم: 4209)

5. عن محمد بن سيرين قال سألت أنسا أخضب النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال لم يبلغ الشيب الا قليلا.

محمد بن سیرین کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خضاب لگایا کرتے تھے؟ فرمایا کہ آپ بڑھاپے کے نزدیک بہت کم لگے تھے۔ (بخاری، الصحیح، 5: 2210، رقم: 5555)

6. عن ثابت قال سئل أنس عن خضاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال انه لم يبلغ ما يخضب لو شئت أن أعدد شمطاته في لحيته.

حضرت ثابت کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ خضاب کی عمر کو پہنچے ہی نہیں تھے اگر میں چاہتا تو آپ کی داڑھی مبارک کے سفید بالوں کو گن سکتا تھا۔ (بخاری، الصحیح، 5: 2210، رقم: 5556)

7. عن سعيد بن المسيب كان سعد يخضب بالسواد.

حضرت سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔

(حاکم، المستدرک علی الصحیحین، 3: 567، رقم: 6099، دارالکتب العلمیہ بیروت)

احادیث مبارکہ میں سفید بال ختم کرنے اور سیاہ خضاب سے منع کیا گیا ہے لیکن بالوں کو رنگنے سے منع نہیں کیا گیا۔ دوسری

طرف آثار صحابہ سے صحابہ کرام کا سیاہ خضاب لگانا بھی ثابت ہے۔ ان تمام احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ کی تطبیق یوں کی جائے گی جو عقل و شعور بھی تسلیم کرتا ہے کہ سفید بالوں کو تبدیل کرنے کی اجازت ہے جو مذکورہ بالا احادیث میں واضح ہے لیکن عمر کے اعتبار سے بالوں کو رنگ لگایا جائے تو پھر ٹھیک ہے۔ مثلاً ایک اسی نوے سال کا بزرگ جس کے ہاتھ پاؤں حرکت کرنے سے مدد کی ہوں وہ سیاہ خضاب لگائے تو اس کے لیے مناسب نہیں ہوگا یا پندرہ سے تیس سال والے مرد سرخ مہندی لگائے پھرتے ہوں تو ان کے لیے بھی یہ مناسب نہیں ہے۔ لہذا جس کے سفید بال خوب صورت لگ رہے ہوں اس کی تو ضرورت نہیں ہے کہ ان کو تبدیل کرے۔ لیکن جس کے سفید بال مناسب نہ لگیں تو اس کو عمر کے مطابق رنگنے چاہیں، جو ان ہے تو سیاہ کر لے اور بوڑھا ہے تو سرخ مہندی وغیرہ لگالے۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔ (ملفوظ: عبدالقیوم ہزاروی، منہاج القرآن)

بَابُ مَا جَاءَ فِي خِضَابِ الصُّفْرِ

باب: زرد رنگ کا خضاب لگانا

4210- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ أَبُو سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ النِّعَالَ السَّبْتِيَّةَ، وَيُصْفِرُ بِحَيْثُهَا بِالْوَرَسِ، وَالزَّعْفَرَانِ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذَلِكَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: بنی اکرم رضی اللہ عنہما سبتی جوتے استعمال کرتے تھے، آپ اپنی داڑھی پر ورس اور زعفران لگاتے تھے۔ (راوی بیان کرتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

4211- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ وَهَبٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ قَدْ خَضَّبَ بِالْحِنَّاءِ، فَقَالَ: مَا أَحْسَنَ هَذَا قَالَ: فَمَرَّ آخَرُ قَدْ خَضَّبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْكُثْمِ، فَقَالَ: هَذَا أَحْسَنُ مِنْ هَذَا، قَالَ: فَمَرَّ آخَرُ قَدْ خَضَّبَ بِالصُّفْرِ، فَقَالَ: هَذَا أَحْسَنُ مِنْ هَذَا كُلِّهِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک ایسا شخص نبی اکرم رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا، جس نے بالوں میں مہندی لگائی ہوئی تھی، تو نبی اکرم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کتنا اچھا ہے، راوی بیان کرتے ہیں: پھر ایک اور شخص گزرا، اس نے مہندی اور کُثم لگایا ہوا تھا، تو نبی اکرم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اُس سے زیادہ اچھا ہے، پھر ایک اور شخص گزرا، جس نے زرد رنگ لگایا ہوا تھا، تو نبی اکرم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ ان سب سے اچھا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خِضَابِ السَّوَادِ

باب: سیاہ رنگ کا خضاب لگانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4212- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْحُزْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ

عَنْ هِرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ قَوْمٌ يَخْطُبُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ كَعَوَالِ الْخَنَازِيرِ لَا يَتَرَبَّحُونَ رَاحَةَ الْجَنَّةِ

۱۰۰۰۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے، جو سیاہ خضاب استعمال کریں گے، یوں جیسے وہ کبوتر کے سینے ہوتے ہیں، وہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پاسکیں گے“

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِئْتِفَاعِ بِالْعَاجِ

باب: ہاتھی کے دانت استعمال کرنا

4213 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الشَّامِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُثَنَّبِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ، مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرَ كَانَ آخِرَ عَهْدِهِ بِإِنْسَانٍ مِنْ أَهْلِهِ فَاطِمَةُ، وَأَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ عَلَيْهَا إِذَا قَدِمَ فَاطِمَةُ، فَقَدِمَ مِنْ غَزَاةٍ لَهُ وَقَدْ عَلَّقَتْ مِسْعًا - أَوْ سِتْرًا - عَلَى بَازِيهَا. وَخَلَّتِ الْحُسَيْنَ وَالْحُسَيْنَ قُلَيْبِينَ مِنْ لِيْطَةٍ، فَقَدِمَ فَلَمْ يَدْخُلْ، فَظَنَّتْ أَنَّ مَا مَنَعَهُ أَنْ يَدْخُلَ مَا رَأَى، فَهَتَكَ السِتْرَ. وَفَكَكَّتِ الْقُلَيْبِينَ عَنِ الصَّبِيِّينَ، وَقَطَعَتْهُ بَيْنَهُمَا، فَأَنْطَلَقَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا يَبْكِيَانِ، فَأَخَذَهُ مِنْهُمَا، وَقَالَ: يَا ثَوْبَانُ، اخْضِبْ بِهَذَا إِلَى آلِ فُلَانٍ - أَهْلَ بَيْتِ بِلْدَيْنَتِهِ - إِنَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي أَكْرَاهُ أَنْ يَأْكُلُوا طَيِّبَاتِهِمْ فِي حَيَاتِهِمْ الدُّنْيَا، يَا ثَوْبَانُ، اشْتَرِ لِفَاطِمَةَ قِلَادَةً مِنْ عَصَبٍ، وَسِوَارَيْنِ مِنْ عَاجٍ

⑤⑤ نبی اکرم ﷺ کے غلام، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب سفر پر روانہ ہونے لگتے تھے، تو آپ ﷺ اپنے اہل خانہ میں سے، سب سے آخر میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملتے تھے اور جب آپ واپس تشریف لاتے تھے، تو آپ ﷺ سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے تھے، ایک مرتبہ آپ ﷺ ایک غزوہ سے تشریف لائے (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے) تو انہوں نے دروازے پر ایک پردہ لٹکایا ہوا تھا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ (جو اس وقت بچے تھے) ان کے ہاتھوں میں چاندی کے بنے ہوئے کنگن پہنائے ہوئے تھے تو نبی اکرم ﷺ گھر کے اندر تشریف نہیں لائے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اندازہ ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ ان دو کاموں کی وجہ سے اندر تشریف نہیں لائے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ پھڑ دیا اور بچوں کے ہاتھوں سے کنگن اتار کر انہیں کاٹ دیا وہ دونوں بچے روتے ہوئے، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں سے دہ لے لیا اور فرمایا: اے ثوبان! اس (چاندی) کو فلاں گھر والوں کے پاس لے جاؤ، نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کے ایک گھرانے کے بارے میں یہ بات ارشاد فرمائی (یعنی وہ تنگ دست ہوں گے، انہیں وہ کنگن بھجوا دیئے)

(پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ میرے گھر والے، مجھے ان کے بارے میں یہ بات پسند نہیں ہے کہ یہ دنیاوی زندگی میں ہی اپنی نیکیوں کا پھل حاصل کر لیں، اے ثوبان! تم فاطمہ کے لیے پتھروں سے بنا ہوا ہار اور ہاتھی کے دانت سے بنے ہوئے کنگن خریدو۔

کتاب الخاتم

کتاب: انگٹھی کے بارے میں روایات

باب مَا جَاءَ فِي اتِّخَاذِ الْخَاتَمِ

باب: انگٹھی استعمال کرنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4214- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ الرَّوَّاسِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى بَعْضِ الْأَعْيَانِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لَا يَقْرَأُونَ كِتَابًا إِلَّا بِخَاتَمٍ، فَأَتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عجمی حکمرانوں کی طرف خط لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: وہ لوگ صرف اس خط کو پڑھتے ہیں، جس پر مہر لگی ہوئی ہو، تو نبی اکرم ﷺ نے چاندی کی انگٹھی بنوائی اور اس میں لفظ محمد رسول اللہ نقش کروایا۔

4215- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى بَعْضِ الْأَعْيَانِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لَا يَقْرَأُونَ كِتَابًا إِلَّا بِخَاتَمٍ، فَأَتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، البتہ اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:

”نبی اکرم ﷺ کے وصال تک، وہ آپ کے دست مبارک میں رہی، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دست مبارک میں ان کے وصال تک رہی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دست مبارک میں رہی، یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا، پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا، تو ان کے ہاتھ میں رہی، ایک مرتبہ وہ ایک کنویں کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے، اسی دوران وہ ان سے کنویں میں گر گئی، ان کے حکم کے تحت کنویں کا سارا پانی نکال لیا گیا، لیکن وہ اس انگٹھی کو حاصل نہیں کر سکے۔

4216- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ،

4214- إسناده صحيح. قتادة: هو ابن دعامة النخعي، وسعيد: هو ابن أبي غروبة، وعيسى: هو ابن يونس الشيباني، وأحمرجه البخاري (65)، ومسلم (2092)، والنسائي في "الكبرى" (5829) و (8797) و (9455) و (11448) من طريق عن قتادة، به. وأحمرجه البخاري (5874) و (5877)، ومسلم (2092)، وابن ماجه (3640)، والنسائي في "الكبرى" (9444) و (9445)

الحمد لله

4210 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجْرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَنْقُشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَقَالَ: لَا يَنْقُشُ أَحَدٌ عَلَى نَجْرٍ خَيْرٌ مِنْ هَذَا ثُمَّ سَأَلَ الْحَدِيثَ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے حوالے سے یہی روایت نبی اکرم ﷺ کے بارے میں منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: "محمد رسول اللہ" نقش کروایا، آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: "اگر کوئی اس انگوٹھی کے نقش کی طرح کا نقش کندہ نہ کر دے"۔

4220 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجْرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَالْتَمِسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَاتَّخَذَ عُثْمَانُ خَاتَمًا وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ: فَكَانَ يَحْتَمُّ بِهِ أَوْ يَتَخَتَّمُ بِهِ

ترجمہ: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کے بارے میں منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں:

"لوگوں نے اس انگوٹھی کو تلاش کیا، وہ انہیں نہیں ملی، تو حضرت عثمانؓ نے ایک اور انگوٹھی بنوائی اور اس میں "محمد رسول اللہ" کے الفاظ کندہ کر دئے، حضرت عثمانؓ اس کو مہر کے طور پر استعمال کرتے تھے (راوی کو شک ہے شاید یہ اندھ تھیں) انگوٹھی کے طور پر پہنتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْخَاتَمِ

باب: انگوٹھی کو ترک کرنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4221 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لَوْثِي عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّه رَأَى فِي يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرَقٍ يَوْمًا وَاحِدًا فَصَنَعَ النَّاسُ قَلْبُسُوا وَطَرَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَرَحَ النَّاسُ

قال أبو داود: رَوَاهُ عَنْ الزُّهْرِيِّ زَيْدُ بْنُ سَعْدٍ وَشُعَيْبٌ وَابْنُ مُسَافِرٍ كُلُّهُمْ قَالَ: مِنْ وَرَقٍ

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک میں ایک دن چاندی سے بنی ہوئی انگوٹھی دیکھی، لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوا کے پہن لیں، نبی اکرم ﷺ نے اسے اتار دیا، تو لوگوں نے بھی اسے اتار دیا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: وہ انگوٹھی چاندی کی

بنی ہوئی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خَاتِمِ الذَّهَبِ

باب: سونے کی انگٹھی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4222 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّكَيْنَ بْنَ الرَّبِيعِ، يُحَدِّثُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ

حَسَّانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَزْمَلَةَ، أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ، كَانَ يَقُولُ: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ عَشْرَ خِلَالٍ: الصُّفْرَةَ - يَعْنِي الْخُلُقَ - وَتَغْيِيرَ الشَّيْبِ، وَجَرَّ الْإِزَارِ، وَالتَّخْتُمَ بِالذَّهَبِ، وَالتَّزْجَجَ بِالزَّيْتِ، لِيُغَيِّرَ مَحَلَّهَا، وَالضَّرْبَ بِالْكَعَابِ، وَالرُّقَى إِلَّا بِالْمَعْوِذَاتِ، وَعَقْدَ التَّمَائِمِ، وَعَزَلَ الْمَاءَ لِغَيْرِ أَوْ غَيْرِ مَحَلِّهِ - أَوْ عَنْ مَحَلِّهِ -، وَفَسَادَ الصَّبِيِّ غَيْرَ مُحَرَّمٍ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: انفرد بإسناد هذا الحديث أهل البصرة والله أعلم

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ دس باتوں کو ناپسند کرتے تھے، زرد رنگ یعنی خلوق (مخصوص قسم کی مرکب خوشبو کو) سفید بالوں کی رنگت تبدیل کرنے کو، تہبند (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے کو، سونے کی انگٹھی کو، کسی موقع محل کی مناسبت کے بغیر زیب زینت اختیار کرنے کو، گونیوں کے ساتھ کھانے کو شرعی دعاؤں کے علاوہ دم کرنے کو، منکے وغیرہ لٹکانے کو، اور مادہ تولید کو ایسی جگہ ڈالنا، جو اس کے لیے حلال نہ ہو، (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے) اور بچے کو خراب کرنے کو، البتہ آپ ﷺ اسے حرام قرار نہیں دیتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کی سند نقل کرنے میں اہل بصرہ مفرد ہیں، باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خَاتِمِ الْحَدِيدِ

باب: لوہے کی انگٹھی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4223 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ الْمَعْنَى، أَنَّ زَيْدَ بْنَ حُبَابٍ،

أَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ السُّلَمِيِّ الْمَرْوَزِيِّ أَبِي طَلَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ شَبِّهِ، فَقَالَ لَهُ: مَا لِي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الْأَصْنَامِ فَطَرَحَهُ، ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ، فَقَالَ: مَا لِي أَرَى عَلَيْكَ جِلْيَةَ أَهْلِ النَّارِ فَطَرَحَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مِنْ أَيْ شَيْءٍ أَتَّخِذُهُ؟ قَالَ: أَتَّخِذُهُ مِنْ وَرْقٍ، وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا

وَلَمْ يَقُلْ مُحَمَّدٌ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يَقُلْ: الْحَسَنُ: السُّلَمِيُّ الْمَرْوَزِيُّ

﴿﴾ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے

میں کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی، نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تم سے بتوں کے بوجھ میں کر رہا ہوں؟ تو اس شخص نے دو انگوٹھی اتار دی، وہ دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اس نے لوہے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی، نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تم پر دو زنجیروں کا زیور دیکھ رہا ہوں؟ اس نے اسے بھی اتار دیا، پھر اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: چاندی کی بنواؤ، اور اسے ایک مشقال سے کم رکھنا۔

محمد بن عزیز نامی راوی نے عبد اللہ بن مسلم کا نام ذکر نہیں کیا، جب کہ حسن بن علی نے اس کا اسم منسوب ذکر نہیں کیا۔

4224 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، وَزِيَادُ بْنُ يَحْيَى، وَالحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ أَبُو عَثَابٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَكِينٍ نُوحُ بْنُ رَبِيعَةَ، حَدَّثَنَا رِائِسُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعْتَقِيبِ، وَجَدَهُ مِنْ قِبَلِ أُمِّهِ أَبُو ذُنَابٍ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِيدٍ مَلَوْتِي عَلَيْهِ فِضَّةً، قَالَ: فَرُمْنَا كَانَ فِي يَدِهِ قَالَ: وَكَانَ الْمُعْتَقِيبُ عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

❦ ایسا بن حارث اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی لوہے کی بنی ہوئی تھی اور اس پر چاندی کا طمع کیا گیا تھا، وہ بیان کرتے ہیں: بعض اوقات وہ میرے ہاتھ میں ہوتی تھی۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت معقیب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی کے ٹکراں تھے۔

4225 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلْ: اللَّهُمَّ اهْدِنِي وَسِدِّدْنِي، وَادْكُرْ بِالْهَدَايَةِ هِدَايَةَ الطَّرِيقِ، وَادْكُرْ بِالسَّدَادِ تَسْدِيدَكَ الشَّهْمَ، قَالَ: وَنَهَانِي أَنْ أَضَعَ الْخَاتَمَ فِي هَذِهِ أَوْ فِي هَذِهِ - لِلشَّيْءِ، وَالْوُسْطَى، شَكَ عَاصِمٌ - وَنَهَانِي عَنِ الْقَسِيَّةِ، وَالْبَيْتْرِ، قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: فَقُلْنَا لِعَلِيٍّ: مَا الْقَسِيَّةُ؟ قَالَ: ثِيَابٌ تَأْتِيْنَا مِنَ الشَّامِ، أَوْ مِنْ مِصْرَ مُضَلَّعَةً، فِيهَا أَمْثَالُ الْأَثْرِجِ، قَالَ: وَالْبَيْتْرَةُ: شَيْءٌ كَانَ تَصْنَعُهُ النِّسَاءُ لِبُعُولَتِهِنَّ

❦ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم یہ پڑھو

”اے اللہ! مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ اور مجھے سیدھا رکھ“

نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا: ہدایت مانگتے ہوئے تم راستے پر چلے اور سیدھا رکھنے کے بارے میں دعا کرتے ہوئے تم تیرے نشانے پر لگنے کا مفہوم ذہن میں رکھنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے اس بات سے منع کیا کہ میں اس یا اس انگلی میں انگوٹھی پہنوں انہوں نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے یہ فرمایا۔ یہاں پر شک عاصم نامی راوی کو ہے۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے مجھے قسیہ اور میثرہ (استعمال کرنے) سے منع کیا۔

ابو بردہ بیان کرتے ہیں: ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: قسیہ کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ ایک کپڑا ہے جو شام سے رادی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں: مصر سے ہمارے پاس آتا تھا، اس میں نارنگی کی طرح نقش و نگار بنے ہوتے تھے، میسر، وہ چیزیں ہیں، جنہیں خواتین اپنے شوہروں کے لیے تیار کیا کرتی تھیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّخْتُمِ فِي الْيَمِينِ أَوِ الْيَسَارِ

باب: دائیں یا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4226 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ شَرِيكَ بْنِ أَبِي تَمْرَةَ، عَنْ ابْنِ إِهْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ شَرِيكَ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَتَخْتَمُ فِي يَمِينِهِ ﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

4227 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَاحٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخْتَمُ فِي يَسَارِهِ، وَكَانَ فَضَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ، وَأُسَامَةُ بْنُ يَغْنَى ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، بِإِسْنَادِهِ فِي يَمِينِهِ ﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے، آپ ﷺ اس کا گینہ پھیلی کی طرف رکھتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن اسحاق اور اسامہ بن زید نامی راوی نے یہی روایت نافع کے حوالے سے اسی سند کے ساتھ نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

4228 - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ فِي يَدِهِ

الْيُسْرَى

﴿﴾ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

4229 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى الصُّنْتِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ تَوْفَلٍ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ خَاتَمًا فِي خِنْصَرِهِ الْيُمْنَى، فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ هَكَذَا، وَجَعَلَ فَضَّهُ عَلَى ظَهْرِهَا، قَالَ: وَلَا يَخَالُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَّا قَدْ كَانَ يَذْكُرُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ كَذَلِكَ

﴿﴾ محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں: میں نے صلت بن عبداللہ کو دیکھا، انہوں نے اپنے دائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی

انگی میں انگوٹھی پہنی ہوئی تھی، میں نے دریافت کیا: یہ کیوں ہے؟ انہوں نے بتایا: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ایسی طرح انگوٹھی پہنا کرتے تھے اور اس کا نگینہ باہر کی طرف رکھا کرتے تھے۔
اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہی اندازہ ہے کہ انہوں نے یہ بات نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ذکر کی ہوگی کہ نبی اکرم ﷺ انگوٹھی کو اسی طرح پہنتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَلَّالِ

باب: گھونگروں والی پازیب پہننے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4230 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ، وَابْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَا: حَدَّثَنَا حُجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ

الزُّبَيْرِيُّ ابْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِي رَجُلِهَا أَجْرَاسٌ، فَقَطَعَهَا عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنْ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانًا

❦❦ عامر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: ان کی ایک کیز حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی کو ساتھ لے کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے پاس گئی، اس لڑکی کے پاؤں میں پازیبیں تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کاٹ دیا، پھر انہیں بتایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
”بے شک ہر گھنٹی کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے“

4231 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ بُنَانَةَ، مَوْلَاةِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَسَّانٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: بَيْنَمَا هِيَ عِنْدَهَا إِذْ دَخَلَ عَلَيْهَا بَجَارِيَةٌ وَعَلَيْهَا جَلَّالٌ يُصَوِّتُ، فَقَالَتْ: لَا تَدْخُلْنَهَا عَلَيَّ إِلَّا أَنْ تَقْطَعُوا جَلَّالَهَا، وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جَرَسٌ

❦❦ بنانہ، جو عبدالرحمن انصاری کی کیز ہے، وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتی ہیں: ایک مرتبہ میں ان کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، اسی دوران ایک بچی ان کے پاس لائی گئی، جس نے پازیبیں پہنی ہوئیں تھیں، جن میں سے آواز نکلتی تھی، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم اس بچی کو میرے پاس اس وقت تک نہ لانا جب تک اس کی پازیبیں کاٹ نہیں دیتے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
”فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں گھنٹی موجود ہو“

بَابُ مَا جَاءَ فِي رِبْطِ الْأَسْنَانِ بِالذَّهَبِ

باب: دانت کو سونے سے بندھوانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4232- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَزَاعِيُّ، النَّعْمِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ طَرْفَةَ، أَنَّ جَدَّهُ عَزْرَجَةَ بْنَ أَسْعَدَ، قَطَعَ أَلْفَهُ يَوْمَ الْكَلَابِ، فَأَتَّخَذَ أَلْفًا مِنْ وَرَقٍ، فَأَتَتْهُ عَلَيْهِ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَّخَذَ أَلْفًا مِنْ ذَهَبٍ

*** حضرت عرجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: جنگ کلاب کے دن ان کی ناک کٹ گئی انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی، بعد میں وہ بودار ہو گئی تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت انہوں نے سونے کی ناک بنوائی۔

4233- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَأَبُو عَاصِمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ طَرْفَةَ، عَنْ عَزْرَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ، بِمَعْنَاهُ، قَالَ يَزِيدُ: قُلْتُ لِأَبِي الْأَشْهَبِ: أَذْرَكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ طَرْفَةَ عَزْرَجَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ.

*** یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: یزید نامی راوی کہتے ہیں: میں نے ابوالاشہب سے دریافت کیا: کیا عبدالرحمن بن طرفہ نامی راوی نے اپنے دادا حضرت عرجہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

4234- حَدَّثَنَا مُؤَمِّلُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَبِي الْأَشْهَبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ طَرْفَةَ بْنِ عَزْرَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَزْرَجَةَ بِمَعْنَاهُ

*** یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عرجہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الذَّهَبِ لِلنِّسَاءِ

باب: عورتوں کے لیے سونا پہننے کے بارے میں جو منقول ہے

4235- حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبَادٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَبَادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلِيَّةً مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ، أَهْدَاهَا لَهُ، فِيهَا خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ قُصٌّ حَبَشِيٌّ، قَالَتْ: فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغُودٍ مُعْرِضًا عَنْهُ- أَوْ بَعْضُ أَصَابِعِهِ- ثُمَّ دَعَا أَمَامَةَ ابْنَةَ أَبِي الْعَاصِ، ابْنَةَ ابْنَتِهِ زَيْنَبَ، فَقَالَ: تَحَلِّي بِهَذَا يَا ابْنَتِي

*** سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نجاشی کے ہاں سے کچھ زیورات نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لائے گئے،

جو اس نے آپ ﷺ کو تحفے کے طور پر بھجوائے تھے ان میں سونے کی ایک انگلی بھی تھی، جس کا نگینہ حبشی تھا نبی اکرم ﷺ نے اس سے اعراض کرتے ہوئے، اسے لکڑی کے ذریعے اٹھایا: (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) ایک انگلی کے ذریعے اٹھایا، پھر آپ نے حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا، جو نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے میری بیٹی! اسے پہن لو۔

4236 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي سَيْدٍ بِنِ أَبِي أُسَيْدٍ الْبَزَّازِ عَنْ تَافِعِ بْنِ عِيَّاشٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُحَلَّقَ حَبِيبُهُ حَلَقَةً مِنْ نَارٍ، فَلْيُحَلِّقْهُ حَلَقَةً مِنْ ذَهَبٍ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُطَوَّقَ حَبِيبُهُ طَوْقًا مِنْ نَارٍ، فَلْيُطَوِّقْهُ طَوْقًا مِنْ ذَهَبٍ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسَوِّرَ حَبِيبَهُ سَوَّارًا مِنْ نَارٍ، فَلْيُسَوِّرْهُ سَوَّارًا مِنْ ذَهَبٍ، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِالْفِضَّةِ، فَالْعَبُوا بِهَا

❦❦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو یہ پسند کرتا ہو کہ اپنی کسی محبوب شخصیت کو آگ کا حلقہ پہنا دے، تو اسے اس کو سونے کا حلقہ پہنا دینا چاہیے، جو شخص اپنی کسی محبوب شخصیت کو آگ کا طوق پہنانا چاہتا ہو، اسے اس کو سونے کا طوق پہنا دینا چاہیے اور جو کسی محبوب شخصیت کو آگ کے کنگن پہنانا چاہتا ہو، اسے اس کو سونے کے کنگن پہنا دینے چاہئیں، البتہ تم چاندی استعمال کرنا کرو اور اس کے ذریعے دل بہلا لیا کرو۔“

4237 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَّانَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ امْرَأَتِهِ، عَنْ أَحِبِّ الْحَذِيفَةِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، أَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلِّينَ بِهِ، أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ مِنْكُمْ امْرَأَةٌ تَحَلِّي ذَهَبًا تُظْهِرُهُ إِلَّا عَذِيبَتْ بِهِ

❦❦ ربیع بن حراش، اپنی بیوی کے حوالے سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بہن کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اے خواتین کے گردہ! کیا چاندی تمہارے زیور بنانے کے لیے کافی نہیں ہے، خبردار! تم میں سے جو بھی عورت سونے کا زیور پہنے گی اور اس کی نمائش کرے گی، تو اسے اس سونے کے ذریعے عذاب دیا جائے گا۔“

4238 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي يَزِيدَ الْعَطَّارُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو الْأَنْصَارِيِّ، حَدَّثَهُ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ، حَدَّثَتْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَيُّهَا امْرَأَةُ تَقَلَّدَتْ قِلَادَةً مِنْ ذَهَبٍ، قَلَّدَتْ فِي عُنُقِهَا مِثْلَهُ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَيُّهَا امْرَأَةٌ جَعَلَتْ فِي أُذُنِهَا خُرْصًا مِنْ ذَهَبٍ، جَعَلَتْ فِي أُذُنِهَا مِثْلَهُ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

بنا۔ یہ دو ماہیات یزید بن مہران کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو عورت سونے کا ہار پہنے گی، اس کی گردن میں قیامت کے دن اس کی مانند آگ کا ہار پہنایا جائے گا اور جو عورت

کان میں سونے کی بالی پہنے گی، قیامت کے دن اس کے کانوں میں اس کی مانند آگ کی (بالی) پہنائی جائے گی۔“

4239۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ مَيْمُونِ الْقُنَادِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ رُكُوبِ الْيَتَامَى وَعَنْ تَبَسُّ
الذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو قِلَابَةَ لَهُ يَلْقَى مُعَاوِيَةَ

(۴۰) حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے چیتے کی کھال پر بیٹھنے اور سونے کو پہننے

سے منع کیا ہے، البتہ اگر وہ تھوڑا سا ہو (تو حکم تلف ہے)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو قلابہ نامی راوی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی ہے۔

کِتَابُ الْفِتَنِ وَالْبَلَاءِ

فتنوں (کے بیان سے متعلق) روایات

فتنہ کا معنی و مفہوم

الْفِتْنِ کے معنی سونے کو آگ میں پگھلانے کے ہیں تاکہ اس کا کھرا کھونا ہونا معلوم ہو جائے اس لحاظ سے کسی انسان کو آگ میں ڈالنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے: **يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ** (الذاریات: ۱۳) ”جب ان کو آگ کا عذاب دیا جائے گا۔“ اور اس کا اطلاق نفس عذاب پر بھی ہوتا ہے **ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ** (الذاریات: ۱۳) ”اپنی شرارت کا مزہ چکھو۔“ اور کبھی اس کے معنی امتحان اور آزمائش کرنے کے آتے ہیں۔ جیسے فرمایا: **وَفْتَنَّاكَ فُتُونًا** (طہ: ۴) ”اور ہم نے تمہاری کئی بار آزمائش کی۔“ اور بلاء کی طرح فتنہ کا لفظ بھی تکلیف اور آزمائش دونوں قسم کی حالت پر بولا جاتا ہے۔ جن میں انسان کو مبتلا کر کے اس کی آزمائش کی جاتی ہے (اور اس کے صبر و شکر کا امتحان کیا جاتا ہے۔) **وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ** (البقرہ: ۱۹۱) اور فساد قتل و خون ریزی سے کہیں بڑھ کر ہے۔

فتنہ کا لفظ بلاء، مصیبت، قتل اور عذاب وغیرہ، افعال کریمہ پر بولا جاتا ہے جن کا اسناد، اللہ تعالیٰ اور بندے دونوں کی طرف ہوتا ہے۔ (مفردات القرآن، جلد دوم)

فتن "اصل میں فتنہ کی جمع ہے جیسا کہ محن محنت کی جمع آتی ہے فتنہ کے مختلف معنی ہیں مثلاً آزمائش و امتحان، ابتلاء، گناہ، فضیحت، عذاب، مال و دولت، اولاد، بیماری، جنون، محنت، عبرت، گمراہ کرنا و گمراہ ہونا اور کسی چیز کو پسند کرنا اور اس پر فریفتہ ہونا نیز لوگوں کی رائے میں اختلاف پر بھی فتنہ کا اطلاق ہوتا ہے۔

لغت میں فتنہ کی تعریف

ازہری رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ: کلام عرب میں فتنہ کے جمع معنی: ابتلاء، امتحان، کے ہیں، اور اس کا اصل یہ ہے جیسا کہ آپ کہیں **فَتَنَتِ الْفِضَّةَ وَالذَّهَبَ**۔ یعنی میں نے سونے اور چاندی کو آگ میں پگھلایا تاکہ ردی اور اچھے کی تمیز ہو سکے۔ اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

{يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ} یعنی انہیں آگ میں جلایا جائے گا۔ (تہذیب النہ: ۱۴/ ۲۹۶)

ابن فارس کا کہنا ہے: فاء، تاء اور نون اصل صحیح ہیں جو کہ ابتلاء اور امتحان پر دلالت کرتے ہیں۔ (مقائیس المائتہ: ۴/ ۴۷۲)

تو لغت میں فتنہ کا اصلی معنی یہی ہے۔
ابن اثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

الفتنة: امتحان اور اختہار (آزمائش) کو کہتے ہیں، اس کا کثرت سے استعمال تا پسندیدہ آزمائش میں نکلنے میں: کتاب، پھر اس کا استعمال گناہ، کفر، اور قتال و لڑائی، جلانے اور زائل اور کسی چیز سے ہٹانے پر ہونے لگا (البقرہ: 3، 410) اور صحفہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی فتح الباری میں اسی طرح بیان کیا ہے۔ (13، 3) اور ابن اعرابی نے فتنہ کے معانی کی تلخیص کرتے ہوئے کہا ہے:

امتحان فتنہ ہے اور آزمائش بھی فتنہ ہے اور مال و اولاد فتنہ ہے، اور کفر اور لوگوں کا آراء میں اختلاف بھی فتنہ ہے، اور آگ کے مٹھ جلاتا بھی فتنہ ہے۔ (لسان العرب لابن منظور)

کتاب وسنت میں فتنہ کے معانی کا بیان

1۔ اہتمام اور اختہار کے معنی میں استعمال ہوا ہے

جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: {احسب الناس ان يتركوا ان يقولوا آمنا وهم لا يفتنون} (کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ صرف ان کے اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انہیں بغیر آزمایا ہے وہی چھوڑ دیں گے؟) العنکبوت (2) یعنی انہیں آزمائے بغیر ہی اور اسی طرح ابن جریر میں بھی ہے۔

2۔ الصد عن السبيل والرد،

اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکنے کے معنی میں: جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

{واحدہم ان يفتنوك عن بعض ما انزل الله اليك} آپ ان سے ہوشیار رہیے کہ کہیں وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے کسی حکم سے ادھر ادھر نہ کر دیں۔ المائدہ: (49) امام قرطبی کہتے ہیں کہ: آپ کو روک اور ہٹا دیں۔

3۔ عذاب کے معنی میں

جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{ثم ان ربك للذین هاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاہدوا وصبروا ان ربك من بعدها لعفور رحيم} جن لوگوں نے فتنوں میں ڈالے جانے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور صبر کا ثبوت دیا بیشک آپ کا رب ان باتوں کے بعد انہیں بخشے والا اور مہربانیاں کرنے والا ہے۔ النمل (110) یہاں فتنوا عذبوا کے معنی میں استعمال ہوا ہے،

4۔ شرک اور کفر کے معنی میں:

جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فرمان میں ہے: {وقاتلواہم حتی لا تكون فتنة} اور ان سے لڑو جب تک کہ شرک مٹ نہ جائے۔ البقرہ: (193) ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس کا معنی شرک ہے۔

5۔ معاصی اور نفاق میں وقوع کے معنی میں

جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

{ولكنكم فتنكم أنفسكم وتربصتم وارتبتم وخرتكم الاماني} لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں پھنسا رکھا تھا اور ارتجاس میں ہی رہے اور شک و شبہ کرتے رہے اور تمہیں تمہاری فضول تمناؤں نے دھوکے میں ہی رکھا۔ اہد یہ (14)
امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: تم نے اسے نفاق میں ڈال دیا اور معاصی اور شہوات کے استعمال سے اسے ہلاک کر ڈالا۔
6- حق کا باطل سے اشتباہ کے معنی میں

جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے: {والذين كفروا بعضهم اولياء بعض الا تفعلوه تكن فتنة في الارض وفساد كبير} کافر آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں فتنہ اور زبردست فساد ہوگا۔ الخ (73)

تو معنی یہ ہے کہ: اگر مومن کافر کے علاوہ دوستی نہیں لگائیں گے اگرچہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو تو زمین میں حق و باطل کے درمیان شبہ پیدا ہو جائے گا۔ (جامع البیان لابن جریر)

7- اضلال کے معنی میں

جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اس ارشاد میں استعمال ہوا ہے: {ومن يرد الله فتنته} اور جس کا اللہ تعالیٰ کو گمراہ کرنا منظور ہو، تو یہاں پر فتنہ کا معنی اضلال گمراہ کرنا ہے۔ البحر المحیط لابن حبان (262/4)

8- قتل اور قید کے معنی میں استعمال ہوا ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے: {وان خفتنكم الذين كفروا} اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے۔

یہاں پر کافروں کا مسلمانوں پر نماز میں سجدہ کی حالت میں حملہ کرنا مراد ہے تاکہ وہ انہیں قتل کر دیں یا پھر قیدی بنالیں۔ ابن جریر نے اسی طرح کہا ہے۔

9- لوگوں میں اختلاف اور دلوں کا مخالف ہونا کے معنی میں

جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فرمان میں ہے: {ولا وضعوا خلافكم يبغيونكم الفتنة} بلکہ تمہارے درمیان خوب گھوڑے دوڑاتے اور تمہیں فتنہ میں ڈالنے کی تلاش میں رہتے۔

یعنی تمہارے درمیان اختلاف ڈالنے کی کوشش کرتے، الکشاف (277/2)

10 جنون کے معنی میں استعمال ہوتا ہے

جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے: {بأيكم المفتون} تو یہاں پر مجنون کے معنی میں ہے۔

11- آگ سے جلانے (عذاب) کے معنی میں

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے: {ان الذين فتنوا المومنون والمومنات} بیشک جن لوگوں نے مومن مردوں اور

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: اس کی مراد سیاق و سباق اور قرآن سے معلوم ہو رہی ہے۔ فتح الباری (11/176)

بَابُ ذِكْرِ الْفِتَنِ وَذَلَالِهَا

باب: فتنوں کا تذکرہ اور ان کے دلائل (نشائیاں)

4240- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَامَ لَيْلًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا، فَمَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَهُ، حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ، وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ، قَدْ عَلِمَهُ أَصْحَابُهُ هَؤُلَاءِ، وَإِنَّهُ لَيَكُونُ مِنْهُ الشَّيْءُ، فَأَذْكَرُكُمْ كَمَا يَذْكَرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ إِذَا غَابَ عَنْهُ، ثُمَّ إِذَا رَأَاهُ عَرَفَهُ

*** حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ نے اسی جگہ کھڑے ہو کر قیامت تک ہونے والی ہر اہم بات کو بیان کر دیا جس نے جو یاد رکھا۔ اس نے اسے یاد رکھا اور جو اسے بھول گیا وہ اسے بھول گیا۔ میرے ساتھی جانتے ہیں جب ان میں سے کوئی چیز رونما ہوتی ہے تو مجھے وہ بات یاد آ جاتی ہے جیسے کوئی شخص دوسرے شخص کو جانتا ہے۔ جب وہ شخص اس کے سامنے موجود نہیں ہوتا لیکن جب وہ اسے دیکھ لیتا ہے وہ اسے پہچان لیتا ہے۔

4241- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، عَنْ بَدْرِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ أَرْبَعُ فِتْنٍ فِي آخِرِهَا الْفِتْنَاءُ *** حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس امت میں چار فتنے ہوں گے۔ جن کے آخر میں (دنیا) فنا ہو جائے گی۔

4242- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ الْجَنْصِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمٍ، حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عُثْبَةَ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانٍ الْعَنْسِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ، فَذَكَرَ الْفِتْنِ فَأَكْثَرُ فِي ذِكْرِهَا حَتَّى ذَكَرَ فِتْنَةَ الْأَخْلَاسِ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا فِتْنَةُ الْأَخْلَاسِ، قَالَ: هِيَ هَرَبٌ وَحَرْبٌ، ثُمَّ فِتْنَةُ السَّرَّاءِ، دَخَلَهَا مِنْ تَحْتِ قَدَمَيَّ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَزُورُ عُمَرَ

4240- إسناده صحيح، أبو وائل: هو شقيق بن سلمة، والأعمش: هو سليمان بن مهران، وجريز: هو ابن عبد الحميد، وأخرجه البخاري (6604)، ومسلم (2891) من طريق سفیان الثوري، ومسلم (2891) من طريق جرير بن عبد الحميد، كلاهما عن الأعمش، به، وأخرجه بنحوه مسلم (2891) من طريق أبي إدريس الخولاني، و (2891) من طريق عبد الله بن يزيد الحطيمي، كلاهما عن حذيفة بن اليمان، وهو في "مسند أحمد" (23274)، و"صحيح ابن حبان" (6636) و (6637)، وانظر ما سباني برقم (4243).

4242- وأخرجه أحمد (6168)، والطبرانی في "مسند الشاميين" (2551)، والحاكم 467 - 466 / 4، وأبو يعيم في "الحلية" 5/ 158، والخطيب في "موضح أرواح الجمع والتفريق" 401 - 400 / 2، والبيهقي في "شرح السنة" (4226) من طريق أبي المعيرة الخولاني، بهذا الإسناد.

تَرَهُ مِیْلَی وَتَمْسُ مِیْلَی وَرَأَیْنَا أَوَّلَیَّانِی الْمُتَقُونَ ثُمَّ یَضْطَلِحُ النَّاسُ عَلَی رَجُلٍ کَوْرٍ لِّکَ عَلَی ضِلَعٍ ثُمَّ فِشْنَةُ
لَدُنْهُنَّ لَا تَدْعُ أَحَدًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا لَطَمَتْهُ لَطْمَةً فَإِذَا قِیلَ: انْقَضَتْ. تَمَادَّتْ یُضْبِحُ الرَّجُلُ فِیْهَا
مُلَایْمٌ وَیُجِیْسُ کَافِرٌ حَتَّى یَصْبِرَ النَّاسُ إِلَى فُسْطَاطَیْنِ فُسْطَاطِ إِيْمَانٍ لَا یَفَاقُ فِیْهِ. وَفُسْطَاطِ نِفَاقٍ لَا
یَمَانُ فِیْهِ فَإِذَا كَانَ ذَاکُمْ فَانْتَظِرُوا الدَّجَالَ مِنْ یَوْمِهِ. أَوْ مِنْ غَدِهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فتنوں کا تذکرہ کیا۔ آپ نے کثرت سے ان کا تذکرہ کیا۔ آپ نے "احلاس" کے فتنے کا تذکرہ کیا۔ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ (جو ہم) "احلاس" کا فتنہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: (جان بچانے کے لئے) بھاگنا ہوگا اور جنگ ہوگی پھر آپ نے فتنہ "سراء" کا تذکرہ کیا جو میرے اہل بیت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص سے ظاہر ہوگا۔ وہ یہ سمجھے گا کہ اس کا مجھ سے تعلق ہے حالانکہ اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا کیونکہ میرے ساتھی پرہیزگار لوگ ہیں۔ پھر لوگ ایسے شخص کو اپنا امیر مقرر کر لیں گے جو پہلی پر سرین کی طرح ہوگا پھر "دہماء" کا فتنہ ہوگا جو اس امت کے کسی بھی فرد کو نہیں چھوڑے گا اسے کم از کم طمانچہ ضرور مارے گا اور جب یہ کہ جائے گا کہ اب یہ ختم ہونے لگا ہے تو وہ اور بھڑک اٹھے گا۔ اس میں صبح کے وقت بندہ مومن ہوگا اور شام کے وقت کافر ہو چکا ہوگا۔ یہاں تک کہ لوگ دو ٹروہوں میں تقسیم ہو چکے ہوں گے۔ ایک گروہ میں صرف ایمان ہوگا اور اس میں کوئی نفاق نہیں ہوگا اور ایک گروہ میں صرف نفاق ہوگا۔ اس میں کوئی ایمان نہیں ہوگا۔ جب ایسا ہو جائے تو اسی دن یا اس سے اگلے دن دجال کے آنے کا انتظار کرنا۔

فتنہ احلاس کا بیان

فتنہ احلاس" سے مراد یہ ہے کہ وہ فتنہ عرصہ دراز تک قائم رہے گا اور اس کے اثرات امت کے لوگوں کو بہت طویل عرصے تک مختلف آفات اور پریشانیوں میں مبتلا رکھیں گے۔ واضح رہے کہ احلاس اصل میں جلس کی جمع ہے اور جلس اس ٹاٹ کو کہتے ہیں جو کسی عمدہ فرش جیسے قالین وغیرہ کے نیچے زمین پر بچھا رہتا ہے اور وہ ہمیشہ اپنی جگہ پر پڑا رہتا ہے۔ یا جلس اس کمرے کو کہتے ہیں جو پالان کے نیچے اونٹ کی پیٹھ پر ڈالی جاتی ہے۔ پس اس فتنہ کو فتنہ احلاس کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح کسی اچھے فرش کے نیچے کاٹاٹ مستحق طور پر اپنی جگہ پڑا رہتا ہے وہاں سے اٹھایا نہیں جاتا اسی طرح وہ فتنہ بھی لوگوں کو چھوڑنے والا نہیں۔ بلکہ برابر قائم رہے گا اور اس کے برے اثرات بہت دنوں تک لوگوں کو مبتلا رکھیں گے۔ یا یہ کہ اس فتنہ کو ظلمت و تاریکی اور برائی کے طور پر جلس سے تشبیہ دی گئی ہے اور یہ کہ اس فتنہ کو فتنہ احلاس فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ جس طرح ٹاٹ ہمیشہ بچھا رہتا ہے اور اس کو اپنی جگہ سے ہٹایا نہیں جاتا اسی طرح لوگوں کو بھی چاہئے کہ اس فتنہ کے دوران اپنے گھروں میں پڑے رہنے کو لازم کر لیں اور گوشہ نشینی اختیار کر لیں۔ لفظ فتنہ السراء رفع کے ساتھ ہے اور اس اعتبار سے یہ لفظ "ہرب" پر عطف ہے، یعنی جب کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا کہ فتنہ احلاس کی نوعیت و صورت کیا ہوگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گویا یہ فرمایا کہ وہ فتنہ ہرب و حرب اور سراء کی صورت میں ہوگا ہرب اور حرب کے معنی تو اوپر تر جے میں واضح کئے جا چکے ہیں، یعنی باہمی عداوت و دشمنی اور بغض و نفرت کی وجہ سے ایک دوسرے سے دور بھاگنا اور کسی کا مال لوٹ لینا۔

اور سراء کے معنی یہ ہیں کہ وہ فتنہ اندری اندر اسلام کی تیغ کٹی کرے گا، یعنی کچھ لوگ ایسے پیدا ہو جائیں گے جو ظاہر میں اسلام اور مسلمانوں کی ہمدردی کا دعویٰ کریں گے مگر باطن میں اسلام اور مسلمانوں کی تباہی و بربادی چاہیں گے اور یعنی اس ناپاک خواہش کی تکمیل کے لئے طرح طرح کی سازشوں کے جال پھیلا کر مسلمانوں کو فتنہ و فساد میں مبتلا کریں گے۔ نہایت میں لکھا ہے کہ سراء سے کنکریلا پتھر یلا میدان مراد ہے، اس صورت میں فتنہ سراء سے واقعہ حرا کی طرف اشارہ مراد ہوگا جو یزید کی حکومت میں ہوا اور اس کی وجہ سے اہل مدینہ کا قتل عام ہوا، سینکڑوں صحابہ اور تابعین کو جام شہادت نوش کرنا پڑا اور حرم محترم کی سخت بربادی ہوئی یہ معنی اس صورت میں ہوں گے جب کہ سراء کو پوشیدہ کے مفہوم میں لیا جائے۔

اگر یہ لفظ سرور و شادمانی کے مفہوم میں ہو تو اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ وہ فتنہ ایسے حالات پیدا کر دے گا جس میں عیش و عشرت کی چیزوں کی فراوانی ہو جائے گی اور لوگ اسراف و معمم کے ذریعے راحت و آرام اور سرور و شادمانی کی زندگی میں پڑ کر اللہ اور آخرت کے خوف سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ یا یہ کہ اس فتنہ کی وجہ سے چونکہ اسلام اور مسلمانوں کی شوکت کو دھچکا لگے گا اور ملت اسلامیہ بہت زیادہ نقصان و تباہی میں مبتلا ہو جائے گی لہذا یہ صورت حال اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے لئے خوشی و شادمانی کا باعث بنے گی۔ اور ایک نسخے میں "فتنة السراء" کا لفظ نصب کے ساتھ ہے، اس صورت میں اس کا عطف فتنہ الا حلاس پر ہوگا اور معنی یہ ہوں گے کہ آپ نے فتنہ ا حلاس کا ذکر فرمایا اور اس کے بعد فتنہ سراء کا ذکر کیا۔ "مگر وہ میرے اپنوں میں سے نہیں ہوگا" کا مطلب یہ ہے کہ خواہ وہ میرے اہل بیت میں سے ہونے کا کتنا ہی گمان رکھے۔

اور اگر چہ نسب اور خاندان کے اعتبار سے وہ واقعہ میرے اہل بیت میں سے کیوں نہ ہو لیکن وہ اپنے طور طریقوں اور اپنے فعل و کردار کے لحاظ سے میرے اپنوں میں سے یقیناً نہیں ہوگا کیونکہ وہ میرے اپنوں میں سے ہوتا تو روئے زمین پر فتنہ و فساد کے ذریعے میری امت کو نقصان و ضرر میں مبتلا نہیں کرتا۔ اس ارشاد گرامی کی نظیر اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے آیت (انہ لیس من اہلک)۔ یقیناً وہ تمہارے اپنوں میں سے نہیں ہے۔ یا یہ کہ اس جملے کا یہ مطلب ہے کہ وہ شخص خواہ نسب کے اعتبار سے میرے خاندان سے کوئی تعلق کیوں نہ رکھے لیکن حقیقت کے اعتبار سے وہ میرے محبوب اور دوستوں میں سے ہوگا کیونکہ میرا محبوب اور دوست صرف وہی مسلمان ہو سکتا ہے جو تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرے اور کبھی بھی ایسے قول و فعل کا ارتکاب نہ کرے جس سے اسلام اور مسلمانوں کو ذرہ برابر بھی نقصان پہنچ سکتا ہو۔

اس کی تائید حدیث کے اگلے جملے سے بھی ہوتی ہے۔ "جو پہلی کے اوپر کو لہے کی مانند ہوگا" اس جملے کے ذریعے گویا اس شخص کو ذہنی و عملی کج روی اور غیر پائیداری کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ جس طرح اگر کو لہے کی ہڈی کو پہلی کی ہڈی پر چڑھا دیا جائے تو وہ کو لہا اپنی جگہ پر قائم نہیں رہ سکتا اور پہلی کی ہڈی کے ساتھ اس کا جوڑ نہیں بیٹھ سکتا اسی طرح اگر چہ لوگ اس شخص کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کو اپنا امیر و حکمران تسلیم کر لیں گے لیکن حقیقت میں وہ امارت و سرداری کے لائق نہیں ہوگا کیونکہ وہ علم و دانائی سے محروم ہوگا، آئین حکمرانی سے بے بہرہ نہ ہوگا، قوت فیصلہ کی کمی اور رائے کی کمزوری میں مبتلا ہوگا، پس اس کا کوئی حکم اور کوئی فیصلہ محل وقوع کے مطابق نہیں ہوگا اور جب یہ صورت حال ہوگی تو سلطنت و مملکت کا سارا نظام انتشار و بدمعنی اور سستی و کمزوری کا شکار ہو کر رہ جائے

گ۔ "پھر دہیما کا فتنہ ظاہر ہوگا" کے سلسلے میں پہلے یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ جس طرح فتنہ الاطلاص کے دونوں اعراب، یعنی رفع اور نصب ذکر کئے گئے تھے اور ان میں سے ہر ایک کے مطابق معنی بیان کئے گئے تھے، اسی طرح فتنہ الدہیما میں بھی فتنہ کے لفظ کے دونوں اعراب یعنی رفع اور نصب میں دہیما (دال کے پیش اور ہا کے زبر کے ساتھ) اصل میں لفظ دہما کی تصغیر ہے جس کے معنی سیاہی اور تاریکی کے ہیں اور یہاں تصغیر کا اظہار مذمت و برائی کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ حاصل یہ کہ فتنہ الاطلاص کے بعد جو فتنہ ظاہر ہوگا وہ اپنے اثرات کی ظہمت اور قتل و غارتگری کی شدت کے اعتبار سے ایک سیاہ اور تاریک شب کی مانند ہوگا اور جس کی سیاہ رات کی تاریکی ہر شخص کو اندھیرے میں مبتلا کر دیتی ہے اس طرح اس فتنہ کی ظلمت ہر شخص کے دل و دماغ پر اثر انداز ہوگی اور ہر ایک کے قوائے فکریہ پر تاریک سایہ بن کر چھا جائے گی۔ "تاکہ لوگ دو خیموں میں تقسیم ہو جائیں گے" کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ کے ٹوٹ دوڑوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔

ایک گروہ تو خاص ایمان والوں کا ہوگا کہ جن میں کفر اور نفاق کا نام نہ ہوگا اور ایک گروہ خالص کفر والوں کا ہوگا اور ان میں ایمان و اخلاص کا نام نہ ہوگا۔ اور بعض حضرات نے یہاں فسطاط کا ترجمہ خیمہ کے بجائے شہر کیا ہے یعنی اس زمانے کے لوگ دو شہر یا دو صوبوں میں تقسیم ہو جائیں گے کہ ایک شہر یا ایک ملک میں صرف خالص مسلمانوں اہل ایمان ہوں گے اور ایک شہر یا ملک میں خالص کافر ہوں گے۔ واضح رہے کہ فسطاط اصل میں تو خیمے کو کہتے ہیں لیکن شہر پر بھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے اور حدیث میں اس لفظ کا استعمال گویا اس اسلوب کے طور پر ہے کہ ذکر تو محل رہنے کی جگہ کا ہوا، لیکن مراد حال یعنی رہنے والوں کی حالت و کیفیت ہو۔ پس "لوگ دو خیموں میں تقسیم ہو جائیں گے" کا حاصل یہ ہے کہ اس وقت پوری دنیا کے لوگ واضح طور پر دو طبقوں میں تقسیم ہو جائیں گے، ایک طبقہ اہل ایمان کا ہوگا اور ایک طبقہ اہل کفر کا ہوگا اور ان دونوں طبقوں کے لوگ خواہ دنیا کے کسی حصے میں اور شہر میں سکونت پذیر ہوں اس موقع پر ایک بات بھی ذہن میں رکھنے کی ہے کہ جو یہ فرمایا گیا ہے کہ ایک خیمہ نفاق کا ہوگا کہ اس میں ایمان نہیں ہوگا۔ تو اس خیمہ یا اس طبقہ کے لوگوں میں سے ایمان کی نفی یا تو اصل کے اعتبار سے ہے یعنی اس خیمہ کے لوگوں میں سرے سے ایمان نہیں ہوگا یا کمال ایمان کی نفی بھی مراد ہے یعنی اس خیمہ یا اس طبقہ میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ظاہر کے اعتبار سے ایمان رکھتے ہوں، مگر اہل نفاق کے سے اعمال اختیار کرنے، یعنی جھوٹ بولنے، خیانت کرنے اور عہد شکنی وغیرہ کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے مخلص اہل ایمان کے زمرے سے خارج ہوں گے۔ "دجال کے ظاہر ہونے کے منتظر رہنا" کا مطلب یہ ہے کہ جب فتنہ دہیما ظاہر ہو جائے تو سمجھنا کہ دجال کا ظہور ہوا ہی چاہتا ہے، چنانچہ اس فتنہ کے فوراً بعد دجال ظاہر ہوگا، اس وقت حضرت مہدی دمشق میں ہوگا، دجال دمشق کے شہر کو گھیر لے گا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال ان کے مقابلے میں پر اس طرح تھل جائے گا، جس طرح پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو اپنے نیزے سے موت کے گھاٹ اتار دیں گے اور اس کی موت سے ان کو بہت زیادہ خوشی ہوگی۔ طبی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ "فسطاط" شہر یا خیمے کو کہتے ہیں جس میں لوگ جمع ہوتے اور رہتے ہیں، نیز حدیث کے اس آخری جزو سے کہ جس میں فسطاط کا ذکر ہے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ فتنہ آخر زمانہ میں ظاہر ہوگا لیکن علماء نے پہلے ذکر کئے گئے

فتنوں کے بارے میں کچھ نہیں لکھا اور کہا ہے کہ یہ فتنے کب ظاہر ہوں گے اور کون سے واقعات ان کا مصداق ہیں خصوصاً فتنہ سراء کے بارے میں تو مکمل سکوت اختیار کیا ہے اور اس طرف کوئی اشارہ نہیں کیا گیا ہے کہ اہل بیت نبوی میں سے وہ کون شخص ہے جس کو اس فتنہ کا بانی کہا گیا ہے۔

4243 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ فَرْوَخٍ، أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ لَقَيْصَةَ بْنِ خُوَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ: وَاللَّهِ مَا آخِرِي أَنَسِي أَضْحَاقِي، أَمْ تَنَاسَوُا؟ وَاللَّهِ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَائِدٍ فِتْنَةٍ، إِلَى أَنْ تَنْقُضِيَ الدُّنْيَا، يَبْدُغُ مِنْ مَعَهُ ثَلَاثُ مِائَةٍ فَصَاعِدًا، إِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهِ، وَاسْمُ قَبِيلَتِهِ

حضرت حذیفہ بن یمانؓ بیان کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ میرے ساتھی اس بات کو بھول چکے ہیں یا وہ جان بوجھ کر ایسا ظاہر کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! نبی اکرم ﷺ نے ہر ایسے فتنے کے قائد کے بارے میں بتا دیا ہے جو دنیا ختم ہونے سے پہلے آئے گا اور اس کے ساتھ تین سو یا اس سے زیادہ افراد ہوں گے۔ آپ نے ہمارے سامنے اس کا نام، اس کے باپ کا نام اس کے قبیلے کا نام تک بیان کیا ہے۔

4244 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاجِ، عَنْ سُبَيْعِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: أَتَيْتُ الْكُوفَةَ فِي زَمَنِ فِتْنَتِ تُسْتَرٍ، أَجْلُبُ مِنْهَا بِغَالًا، فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، وَاصْدَعُ مِنَ الرِّجَالِ، وَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ تَعْرِفُ إِذَا رَأَيْتَهُ أَنَّهُ مِنْ رِجَالِ أَهْلِ الْحِجَازِ، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَتَجَهَّتَنِي الْقَوْمُ، وَقَالُوا: أَمَّا تَعْرِفُ هَذَا؟ هَذَا حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: إِنَّ النَّاسَ كَانُوا يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ، فَأَخَذَهُ الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ، فَقَالَ: إِنِّي أَرَى الَّذِي تُشْكِرُونَ، إِنِّي قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ هَذَا الْخَيْرَ الَّذِي أُعْطَاكَ اللَّهُ، أَيْكُونُ بَعْدَهُ شَرٌّ كَمَا كَانَ قَبْلَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: فَمَا الْعِصْمَةُ مِنْ ذَلِكَ؟ قَالَ: السَّيْفُ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ثُمَّ مَاذَا يَكُونُ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ لِلَّهِ خَلِيفَةٌ فِي الْأَرْضِ فَضَرَبَ ظَهْرَكَ، وَأَخَذَ مَالَكَ، فَأَطِيعَهُ، وَإِلَّا فُتِنْتَ، وَأَنْتَ عَاضٌ بِمِخْلٍ شَجَرَةٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَالُ مَعَهُ نَهْرٌ وَنَارٌ، فَمَنْ وَقَعَ فِي نَارِهِ، وَجَبَ أَجْرُهُ، وَحُطَّ وَزُرُّهُ، وَمَنْ وَقَعَ فِي نَهْرِهِ، وَجَبَ وَزُرُّهُ وَحُطَّ أَجْرُهُ، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ هِيَ قِيَامُ السَّاعَةِ.

سُبَیج بن خالد بیان کرتے ہیں میں کوفہ آیا یہ اس زمانے کی بات ہے جب ”تستر“ فتح ہوا تھا۔ میں نے وہاں سے ایک فخر فریدنا تھا میں مسجد میں آیا تو وہاں درمیانے قد کے کچھ لوگ موجود تھے اور وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا کہ جب آپ اسے دیکھیں تو اسے پہچان جائیں کہ یہ اہل حجاز سے تعلق رکھتا ہوگا۔ سُبَیج بیان کرتے ہیں میں نے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے

مجھے غور کرو دیکھا اور کہا تم انہیں نہیں جانتے؟ یہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ ہیں جو نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں۔ حضرت حذیفہؓ نے یہ بات بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ سے لوگ بھلائی کے بارے میں دریافت کیا کرتے تھے اور میں آپ سے برائی کے بارے میں دریافت کیا کرتا تھا۔ لوگ مکمل طور پر اس طرف متوجہ ہو گئے۔ انہوں نے بتایا: میری وہ رائے ہے جو تمہیں پسند نہیں آئے گی۔ (انہوں نے بتایا) میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ بھلائی جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے اس کے بعد کوئی برائی آئے گی۔ جیسا کہ اس سے پہلے برائی موجود تھی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی: اس سے بچنے کا طریقہ کیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا: تکواریں۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! پھر کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کا زمین میں کوئی ایک خبیثہ ہو اور وہ تمہاری پشت پر مارے اور تمہارے مال پر قبضہ کر لے تو بھی تم اس کی اطاعت کرنا اور نہ تم اس حالت میں مرنا کہ تم درخت کی جڑیں چبا رہے ہو (یعنی جنگل میں زندگی بسر کر رہے ہو) پھر میں نے دریافت کیا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد دجال نکلے گا۔ اس کے پاس ایک نہر ہوگی اور آگ ہوگی جو شخص اس کی آگ میں چلا جائے گا۔ اس کا اجر لازم ہو جائے گا اور اس کے گناہ ختم ہو جائیں گے اور جو شخص اس کی نہر میں داخل ہوگا اس کے گناہ لازم ہو جائیں گے اور اس کا اجر ختم ہو جائے گا۔ میں نے دریافت کیا: پھر کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: پھر ہی تو قیامت قائم ہوگی۔

4245 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ خَالِدٍ الْيَشْكُرِيِّ، بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: قُلْتُ: بَعْدَ السَّيْفِ، قَالَ: بَقِيَّةٌ عَلَى أَقْدَاءِ، وَهَذَنَّةٌ عَلَى دَخَنٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحَدِيثَ، قَالَ: وَكَانَ قَتَادَةُ يَضَعُهُ عَلَى الرِّذَّةِ الَّتِي فِي زَمَنِ أَبِي بَكْرٍ، عَلَى أَقْدَاءِ، يَقُولُ: قَذَى، وَهَذَنَّةٌ يَقُولُ: صَلَاحٌ، عَلَى دَخَنٍ عَلَى صَغَائِنِ.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں۔ میں نے دریافت کیا: تکواریں کے بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: کچھ لوگ باقی رہ جائیں گے جن کی زبانوں پر بھلائی ہوگی اور دلوں میں فساد ہوگا۔ اس کے بعد انہوں نے مکمل حدیث نقل کی ہے۔ اس کے بعد یہ بیان کرتے ہیں۔

قتادہ نامی راوی بیان کرتے ہیں۔ وہ مرتدین ہیں جو حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں مرتد ہوئے تھے کہ یہ لوگ ظاہری طور پر اصلاح کرتے تھے اور باطنی طور پر ان کے اندر فساد تھا۔

4246 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ الْبُغَيْرَةِ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ: أَتَيْنَا الْيَشْكُرِيَّ فِي رَهْطٍ مِنْ بَنِي لَيْثٍ، فَقَالَ: مَنْ الْقَوْمُ، قُلْنَا: بَنُو لَيْثٍ، أَتَيْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ حَدِيثٍ حَذِيفَةٍ، قَدْ كَرَّ الْحَدِيثُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ شَرٌّ، قَالَ: فَتَنَةٌ وَشَرٌّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ بَعْدَ هَذَا الشَّرِّ خَيْرٌ، قَالَ: يَا حَذِيفَةُ، تَعْلَمُ كِتَابَ اللَّهِ وَاتَّبِعْ مَا فِيهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ بَعْدَ هَذَا الشَّرِّ خَيْرٌ، قَالَ: هَذَنَّةٌ عَلَى دَخَنٍ، وَجَمَاعَةٌ عَلَى أَقْدَاءِ فِيهَا - أَوْ فِيهِمْ - قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، الْهَذَنَّةُ عَلَى الدَّخَنِ مَا هِيَ، قَالَ: لَا تَرْجِعْ قُلُوبُ أَقْوَامٍ عَلَى الَّذِي

كَانَتْ عَلَيْهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَبْعَدَ هَذَا الْخَيْرُ شَرًّا؟ قَالَ: فِتْنَةُ عَمِيَاءٍ، صَمَاءٍ، عَلَيْهَا دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ النَّارِ، فَإِنْ تَمَثَّ يَا حَذِيفَةَ وَأَنْتَ عَاظٌ عَلَى جَنْبِ خَيْرٍ لَكَ مِنْ أَنْ تَتَّبِعَ أَحَدًا مِنْهُمْ.

⑤⑥ نصر بن عاصم لیٹی بیان کرتے ہیں ہم لوگ شکری کے پاس آئے ہم بنی لیث سے تعلق رکھنے والا ایک گروہ تھا۔ انہوں نے دریافت کیا: تم کون سے قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ ہم نے جواب دیا: ہم بنی لیث سے ہیں ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں تاکہ آپ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں دریافت کریں۔ انہوں نے اس حدیث کو سنایا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا اس بھلائی کے بعد کوئی برائی ہوگی یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ نے فرمایا: آزمائش بھی ہوگی اور برائی بھی ہوگی۔ وہ بیان کرتے ہیں میں نے دریافت کیا: اس برائی کے بعد کوئی بھلائی ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے حذیفہ! تم اللہ کی کتاب کا علم حاصل کرو اور اس میں جو حکم موجود ہے اس کی پیروی کرو۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا بھلائی کے بعد کوئی برائی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ”هَدَنَ عَلَى دُخْنٍ وَجَمَاعَةٌ عَلَى أَقْدَاءِ فِيهَا أَوْفِيهِمْ“ میں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! ”هَدَنَ عَلَى دُخْنٍ“ کا مطلب کیا ہے آپ نے فرمایا: ان لوگوں کے دل تبدیل نہیں ہوں گے۔ اس صورتحال پر ہے جس پر وہ پہلے تھے۔ حضرت حذیفہ بیان کرتے ہیں یا رسول اللہ اس بھلائی کے بعد کوئی برائی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ایسی آزمائش ہوگی جو اندھا کر دے گی، بہرا کر دے گی۔ اس میں جہنم کی طرف بلائے والے لوگ ہوں گے۔ اے حذیفہ! اس وقت اگر تم اس حالت میں مرجاؤ (کہ تم جنگل میں تنہا زندگی بسر کرتے ہوئے) درخت کی جڑ چباتے ہوئے مرجاؤ! تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے کہ تم ان میں سے کسی ایک کی پیروی کرو۔

4247- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَبُو الثَّيَّاجِ، عَنْ صَظْرِ بْنِ هَنْدٍ الْعَجَلِيِّ، عَنْ سُبَيْعِ بْنِ خَالِدٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، عَنْ حَذِيفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَإِنْ لَمْ تَجِدْ يَوْمَئِذٍ خَلِيفَةً فَاهْرُبْ حَتَّى تَمُوتَ، فَإِنْ تَمَثَّ وَأَنْتَ عَاظٌ وَقَالَ فِي آخِرِهِ: قَالَ: قُلْتُ: فَمَا يَكُونُ بَعْدَ ذَلِكَ؟ قَالَ: لَوْ أَنَّ رَجُلًا نَتَجَّ فَرَسًا، لَمْ تُنْتَجِ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر تم اس وقت کسی خلیفہ کو نہ پاؤ تو تم بھاگ جانا یہاں تک کہ تم اس حالت میں مرو کہ تم درخت کی جڑ چارہ ہو۔

اس روایت کے آخر پر یہ الفاظ بھی ہیں: میں نے عرض کی اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اگر کوئی شخص اپنی گھوڑی کے ہاں بچہ ہونے کا انتظار کرے گا تو اس کے ہاں بچہ ہونے سے پہلے قیامت قائم ہو جائے گی۔

4248- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ، عَنْ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ بَايَعَ إِمَامًا، فَأَعْطَاهُ صَفْقَةً يَدِهِ، وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ، فَلْيُطْعَمْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ جَاءَ آخِرُ يُنَازِعُهُ، فَاصْرِبْهُ أَرْقَبَةَ الْآخِرِ قُلْتُ:

أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: سَمِعْتُهُ أَذْكَائِي، وَوَعَاةَ قَلْبِي، قُلْتُ: هَذَا ابْنُ عَمْرٍو يُعَاوِيَةُ يَأْمُرُنَا أَنْ نَفْعَلَ وَنَفْعَلَ، قَالَ: أَطِيعُوا فِي طَاعَةِ اللَّهِ، وَاعْصُوا فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ

روایت حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کی امام کے ہاتھ پر بیعت کرے پھر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے اور اپنا دل اس کے سپرد کر دے تو اس سے جہاں تک ہو سکے۔ اس کی پیروی کرنی چاہئے پھر اگر کوئی دوسرا شخص آکر اس کی مخالفت کرے تو تم اس کی گردن اڑا دو۔

راوی کہتے ہیں: ہم نے دریافت کیا: کیا آپ نے خود نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میرے دونوں کانوں نے یہ بات سنی ہے اور میرے ذہن نے اسے محفوظ رکھا ہے۔ میں نے کہا: آپ کے چچا زاد معاویہ رضی اللہ عنہ ہمیں یہ حکم دیتے ہیں کہ ہم یہ کریں؟ اور یہ کریں تو انہوں نے فرمایا: تم اللہ کی فرمانبرداری کے کام میں اس کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے میں ان کی نافرمانی کرو۔

4249 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَارِيسٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ شَيْبَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرِّ قَدِ اقْتَرَبَ، أَفْلَحَ مَنْ كَفَّ يَدَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اس شرکی وجہ سے عربوں کی بربادی ہے جو قریب آچکا ہے جو شخص اس سے ہاتھ روک لے گا وہ کامیاب ہو جائے گا۔

4250 - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثْتُ عَنْ ابْنِ وَهَبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يُحَاصِرُوا إِلَى الْمَدِينَةِ، حَتَّى يَكُونَ أَبْعَدَ مَسَاجِدِهِمْ سَلَاةً

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عتقریب مسلمانوں کو مدینہ منورہ میں گھیر لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ ان کی حکومت صرف "سلاط" تک رہ جائے گی۔

4251 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَنَبَسَةَ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: وَسَلَاةٌ قَرِيبٌ مِنْ خَيْبَرَ

زہری بیان کرتے ہیں "سلاط" خيبر کے قریب ایک جگہ ہے۔

4252 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ - أَوْ قَالَ: إِنْ رَبِّي زَوَى لِي الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، وَإِنْ مُلِكَ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مَا زَوَى لِي مِنْهَا

4250 - حدیث صحیح، و هذا إسناد فيه را لم ينتم، وقد توبع، ابن وهب: هو عبد الله. وأخرجه ابن حبان (6771)، والطبرانی في "الأوسط" (6432)، وفي "الصغير" (873)، والحاكم 511/4، وصحاح في "لوائده" (1733) من طرق عن عبد الله بن وهب، بهذا الإسناد.

وَأُعْطِيَتْ الْكَافِرِينَ الْأَحْمَرُ وَالْأَبْيَضُ. وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لَأَمْتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةِ بَعَاثَةٍ. وَلَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ. فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ. وَإِنِّي قَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يَرُدُّ. وَلَا أَهْلِكَهُمْ بِسَنَةِ بَعَاثَةٍ. وَلَا أَسْلِطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ. فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ. وَلَوْ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مِنْ بَنِي آقْطَارِهَا - أَوْ قَالَ بِأَقْطَارِهَا - حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا. وَحَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يَسْبِي بَعْضًا. وَإِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَيُّمَةَ الْمُضِلِّينَ. وَإِذَا وَضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُزَفَّ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ. وَحَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْآوْثَانَ. وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ. كُلُّهُمْ يُزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ. وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي. وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ. قَالَ ابْنُ عِيسَى: ظَاهِرِينَ ثُمَّ اتَّفَقَا - لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ. حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ.

❁❁ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) میرے پروردگار نے میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا اور مجھے زمین کا تمام مشرقی اور مغربی حصہ دکھا دیا گیا۔ میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک زمین کو میرے لئے لپیٹا گیا۔ مجھے دو خزانے دیئے گئے سرخ اور سفید میں نے اپنے پروردگار سے اپنی امت کے لئے دعا کی کہ وہ اسے عام قحط سالی کے ذریعے ہلاک نہ کرے اور ان پر دشمن کو مکمل طور پر مسلط نہ کرے کہ وہ انہیں جڑ سے ختم کر دے اگرچہ دشمن ان کے خلاف دنیا بھر سے اکٹھا ہو جائے۔ البتہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑیں۔ یہاں تک کہ ان کا ایک حصہ دوسرے کو ہلاک کر دے اور ایک حصہ دوسرے حصے کو قیدی بنالے مجھے اپنی امت کے حوالے سے گمراہ کرنے والے پیشواؤں کا اندیشہ ہے۔ جب میری امت میں تمکو اور رکھ دی جائے گی تو ان سے قیامت تک کبھی نہیں اٹھائی جائے گی اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک میری امت کے کچھ قبائل مشرکین کے ساتھ نہیں مل جائیں گے اور جب تک میری امت کے کچھ قبائل بتوں کی عبادت نہیں کریں گے اور میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک یہ کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں (یعنی نبی اکرم ﷺ)

”خاتم النبیین“ ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر کاربند رہے گا اور کوئی بھی مخالفت کرنے والا انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آجائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق احادیث صحیحہ کا بیان

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے بہت حسین و جمیل گھر بنایا مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس گھر کے گرد گھومنے لگے اور تعجب سے یہ کہنے لگے اس نے یہ اینٹ کیوں نہ رکھی آپ نے فرمایا میں (قصر نبوت کی) وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۵۲۵، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۲۸۶، السنن الکبریٰ رقم الحدیث: ۱۴۲۲، مسند احمد رقم الحدیث: ۷۴۷۹، لم الکتاب)

(۲) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا۔ (الی قولہ) عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا زعم ہوگا کہ وہ نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۸۸۹، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۲۰۲، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۹۵۲، صحیح البخاری ۷۱۲۱) میں ہے عنقریب تیس کذاب نکلیں گے ان میں ہر ایک کا زعم ہوگا کہ وہ رسول اللہ ہے۔

(۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثل اس شخص کی طرح ہے جس نے گھربنا کر مکمل کیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی پس میں آیا اور میں نے اس اینٹ کو رکھ کر اس گھر کو مکمل کر دیا۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۹، حافظ زین نے اس حدیث کی سند صحیح ہے، حاشیہ مسند احمد رقم الحدیث: ۱۱۰۰۹، دار الحدیث قاہرہ ۱۶/۱/۵۱)

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے چھ وجوہ سے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے: (۱) مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں (۲) اور رعب ہے میری مدد کی گئی ہے (۳) اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا ہے (۴) اور تمام روئے زمین کو میرے لیے آلہ طہارت اور نماز کی جگہ بنا دیا گیا ہے (۵) اور مجھے تمام مخلوق کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہے (۶) اور مجھ پر نبیوں کو ختم کیا گیا ہے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۵۲۳، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۵۵۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۵۶۷، مسند احمد ج ۲ ص ۱۱۲)

(۵) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے لیے ہارون تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث: ۴۱۱۶، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۴۰۴، سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۷۳۱، سنن کبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۸۴۳۵، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۳۳۴-۲۰۳۵-۳۰۲۶، المسند رک ج ۲ ص ۱۰۹، قدیم رقم الحدیث: ۴۵۷۵، جدید سنن بیہقی ج ۹ ص ۴۰، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۶۹۲۷، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: ۹۷۴۵، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۶۰)

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کا ملکی انتظام ان کے انبیاء کرتے تھے جب بھی کوئی نئی فوت ہو جاتا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی ہو جاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میرے بعد بہ کثرت خلفاء ہوں گے۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث: ۲۴۵۵، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۸۴۲، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۸۷۱، مسند احمد رقم الحدیث: ۷۹۴۷، مکتبہ بیروت)

(۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے پس میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ رسول ہوگا۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۲۷۲، مسند احمد ج ۲ ص ۲۶۷، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۳۹۴۷، المسند رک ج ۴ ص ۳۹۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم آخر ہیں اور قیامت کے دن سابق ہوں گے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث: ۸۷۶، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۵۵، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۳۶۷)

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی عنہ بیان کرتے ہیں میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے (یعنی آخر مساجد الانبیاء ہے) (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۳۹۴، رقم المسلسل: ۲۲۱۷)

(۱۰) قتادہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں پیدائش میں سب سے پہلا ہوں اور بعثت میں سب سے آخر ہوں۔

(کنز العمال رقم الحدیث: ۳۱۹۱۶-۳۲۱۲۶)

(۱۱) حضرت عرابض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا اور بے شک (اس وقت) آدم اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔

(مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۷، المعجم الکبیر ۱۸، رقم الحدیث: ۲۵۲، مسند البزار رقم الحدیث: ۲۳۶۵)

(۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے آخر میں بیان کرتے ہیں لوگ (سیدنا) محمد ﷺ کے پاس آ کر کہیں گے یا محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے بے ظاہر خلاف اولیٰ سب کاموں کی مغفرت کر دی ہے آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے۔ الحدیث

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۷۱۲، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۹۴، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۴۳۱، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۳۰۷)

(۱۳) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور فخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں۔ (سنن الدارمی رقم الحدیث: ۵۰، کنز العمال رقم الحدیث: ۳۱۸۳)

(۱۴) حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے گویا ہمیں رخصت فرما رہے ہوں پھر تین بار فرمایا میں محمد نبی امی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۱۷۲، احمد شاہ کرنے کا اس کی سند حسن ہے حاشیہ مسند احمد رقم الحدیث: ۶۶۰۲، دار الحدیث قاہرہ)

(۱۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث معراج میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کے سامنے فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنایا اور تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنایا، مجھ پر قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو خیر امت بنایا جو لوگوں کے نفع کے لیے بنائی گئی ہے اور میری امت کو معتدل امت بنایا اور میری امت کو اول اور آخر بنایا اور اس نے میرا سینہ کھول دیا میرا بوجھ اتار دیا اور میرے لیے مراؤ کر بلند کیا اور مجھ کو افتتاح کرنے والا اور (نبیوں کو) ختم کرنے والا بنایا۔ (مسند البزار رقم الحدیث: ۵۰، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۷۱)

(۱۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حدیث معراج میں بیان کرتے ہیں کہ جب آپ بیت المقدس پہنچے آپ نے اپنی سواری کو ایک بڑے پتھر کے ساتھ باندھ دیا پھر آپ نے مسجد میں داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی نماز کے بعد نبیوں نے حضرت جبریل سے پوچھا یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔

(المواہب اللدیہ ج ۲ ص ۳۶۲، دار المکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۱ھ)

(۱۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے شامل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں آپ کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت

تھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔

۱ سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۶۳۸، شائل ترمذی رقم الحدیث: ۱۹۰۷، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۵۱۲، دلائل الحدیث ج ۱ ص ۲۶۹، سنن
سنن رقم الحدیث: ۳۶۳۸

(۱۸) حضرت ابوالامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (فتنہ و جال کے متعلق ایک طویل حدیث میں)
فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۰۷۷)

(۱۹) حضرت ابولکلیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خطبہ حجة الوداع میں فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں
ہے اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے سو تم اپنے رب کی عبادت کرو اور پانچ نمازیں پڑھو اپنے مہینہ کے روزے رکھو اپنے حکام کی
اطاعت کرو اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (المعجم الکبیر ج ۲ رقم الحدیث: ۷۹۷، ج ۸ رقم الحدیث: ۷۵۳۵-۷۶۱۷)

(۲۰) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! پہلے رسول آدم ہیں اور آخری
رسول محمد ﷺ ہیں۔ (کنز العمال رقم الحدیث: ۲۲۲۶۹)

(۲۱) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن
الخطاب نبی ہوتے۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۲۸۶، مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۴، المسند رک ج ۲ ص ۵۸، المعجم الکبیر ج ۱۷ رقم الحدیث: ۸۵۷)

(۲۲) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے کئی اہل
ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں اللہ میرے سب سے کفر کو مٹائے گا اور میں خاشع (جمع کرنے
والا) ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۵۳۲، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۳۵۴، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۸۴، السنن الکبریٰ رقم الحدیث: ۱۱۵۹)
(۲۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں احمد ہوں اور محمد ہوں اور حاشر ہوں اور
مقتل (سب نبیوں کے بعد مبعوث ہونے والا) ہوں اور خاتم ہوں۔ (المعجم الصغیر رقم الحدیث: ۱۰۶، مجمع الزوائد رقم الحدیث: ۱۴۰۶۲)

(۲۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر فرماتے تھے کیا تم میں سے کسی
ایک نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ پھر فرماتے میرے بعد نبوت میں سے صرف اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں۔

(سنن ابویٰ اور رقم الحدیث: ۵۰۱۷)
(۲۶) دہب بن منبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) دراز قد تھے اور ان کے بال گھونگریا لے تھے گویا کہ وہ
قبیلہ ہنموۃ سے تھے اور ان کے داہنے ہاتھ میں مہر نبوت تھی مگر ہمارے نبی سیدنا محمد ﷺ کے شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی
اور ہمارے نبی ﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا میرے شانوں کے درمیان وہ مہر نبوت ہے جو مجھ سے پہلے
نبیوں پر ہوتی تھی کیونکہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ رسول۔

(المسند رک ج ۱ ص ۵۰۷، قدیم المسند رک رقم الحدیث: ۴۱۰۵، جدید الملتہ العصریہ: ۱۹۲)
(۲۷) اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ
ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا وہ کم سنی میں فوت ہو گئے اور اگر ان کے لیے رسول اللہ ﷺ

کے بعد زندہ رہنا مقدر ہوتا تو وہ نبی ہوتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۶۵۱، صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۱۹۴)

(۲۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر نبی ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ ہوتے تو سچے نبی ہوتے۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۱۳۲، تاریخ دمشق ج ۲ ص ۷۶، رقم الحدیث: ۵۷۹، الجامع الصغیر رقم الحدیث: ۷۴۵۳، کنز العمال رقم الحدیث: ۶۱۹۵)

(۲۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نبوت میں سے صرف مبشرات باقی بچے ہیں مسلمانوں نے پوچھا یا رسول اللہ! مبشرات کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھے خواب۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۹۹)

(۳۰) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا میری امت میں ستائیس دجال اور کذاب ہوں گے ان میں سے چار غور تمیں ہوں گی اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(مسند احمد ج ۵ ص ۲۹۶، حافظ زین نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے حاشیہ مسند احمد رقم الحدیث: ۲۳۳۵۱، دار الحدیث قاہرہ)

(۳۱) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے آخر میں بیان کرتے ہیں کہ ان کے باپ اور چچا ان کو رسول اللہ ﷺ کی غلامی سے آزاد کرانے کے لیے آئے اور آپ سے کہا آپ جو چاہے اس کی قیمت لے لیں اور اس کو ہمارے ساتھ بھیج دیں! آپ نے ان سے فرمایا میں تم سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تم لا الہ الا اللہ کی شہادت دو اور اس کی کہ میں خاتم الانبیاء والرسول ہوں میں اس کو تمہارے ساتھ بھیج دوں گا انہوں نے اس پر عذر پیش کیا اور دیناروں کی پیش کش کی آپ نے فرمایا اچھا زید سے پوچھو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو میں اس کو تمہارے ساتھ بلا معاوضہ بھیج دیتا ہوں حضرت نے کہا میں رسول اللہ ﷺ پر اپنے باپ کو ترجیح دوں گا اور نہ اپنی اولاد کو یہ سن کر حضرت زید کے والد حارثہ مسلمان ہو گئے اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدا ورسوله اور ان کے باقی رشتہ داروں نے کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔

(المسند رک ج ۲ ص ۲۱۴، طبع قدیم المسند رک رقم الحدیث: ۹۹۶۶، طبع جدید)

(۳۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں ایک ہزار یا اس سے زائد انبیاء کا خاتم

ہوں۔ (المسند رک ج ۲ ص ۵۹۷، طبع قدیم المسند رک رقم الحدیث: ۹۱۶۸، طبع جدید)

ایک ہزار سے زائد انبیاء سے مراد ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ہیں جیسا کہ المسند رک رقم الحدیث: ۹۱۶۸ میں اس کی تصریح

ہے۔

(۳۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے درد ہو گیا تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھے

اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود نماز پڑھنے لگے اور مجھ پر اپنی چادر کا پلو ڈال دیا پھر فرمایا اے ابوطالب کے بیٹے! تم ٹھیک ہو گئے اور اب تم

کو کوئی تکلیف نہیں ہے میں نے اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا سوال کیا ہے تمہارے لیے بھی اس چیز کا سوال کیا ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ

سے جس چیز کا بھی سوال کیا اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ عطا فرمادی سو اس کے کہ مجھ سے کہا گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۷۹۱۳، حافظ البیہقی نے کہا اس حدیث کے رجال صحیح ہیں، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۱)

(۳۴) بہر بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم قیامت کے دن

سزا موت کو مکمل کریں گے ہم ان میں سب سے آخری اور سب سے بہتر امت ہیں۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۲۸۷، مسند احمد ج ۱، ص ۱۱۷، سنن دارمی رقم الحدیث: ۱۰۰۱۰)
(۳۵) حضرت بل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے آپ سے ہجرت کرنے کی اجازت طلب کی آپ نے ان سے فرمایا: آپ اسی جگہ ٹھہریں جہاں آپ ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ پر اس طرح ہجرت کو مستحکم کرے گا جس طرح مجھ پر نبوت کو مستحکم کیا ہے۔

(المجم الکبیر رقم الحدیث: ۵۸۲۸، مجمع الزوائد ج ۹، ص ۲۶۹، اس کی سند میں اسماعیل بن قیس متروک ہے)
(۳۶) (۱) تو دو بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ یہ آیت پڑھتے: **وَإِذَا اخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوْحٍ (۷۱) ب**، تو آپ فرماتے مجھ سے خیر کی ابتداء کی گئی ہے اور میں بعث میں سب نبیوں میں آخر ہوں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۳۱۷۵۳، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ)
(۳۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مجھے آسمانوں کی معراج کرائی گئی تو میرے رب عزوجل نے مجھے اپنے قریب کیا حتیٰ کہ میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں کے سروں کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ نزدیک، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک اللہ عزوجل نے فرمایا اے میرے حبیب! اے محمد! کیا آپ کو اس کا غم ہے کہ آپ کو سب نبیوں کا آخر بنایا ہے میں نے کہا اے میرے رب! نہیں! فرمایا: آپ اپنی امت کو میرا سلام پہنچادیں اور ان کو خبر دیں کہ میں نے ان کو آخری بنایا ہے تاکہ میں دوسری امتوں کو ان کے سامنے شرمندہ کروں اور ان کو کسی امت کے سامنے شرمندہ نہ کروں۔ (انقرضوں بھاؤرا خطاب رقم الحدیث: ۵۳۲۱۱، کنز العمال رقم الحدیث: ۳۲۱۱۱، تاریخ بغداد ج ۵، ص ۱۳، تاریخ دمشق الکبیر ج ۳، ص ۳۹۶، ۳۹۵، رقم حدیث: ۸۱۱، دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ)

(۳۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب حضرت آدم (علیہ السلام) کو ہند میں اتارا گیا تو وہ گھبرائے پس جبریل نے نازل ہو کر اذان دی **اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** دو دفعہ، **اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ** دو دفعہ، حضرت آدم (علیہ السلام) نے پوچھا محمد کون ہیں؟ حضرت جبریل نے کہا وہ آپ کی اولاد میں سے آخر الانبیاء ہیں۔ (تاریخ دمشق الکبیر ج ۷، ص ۳۱۹، رقم الحدیث: ۱۹۷۹، دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ)

(۳۹) حافظ سیوطی نے مسند ابویعلیٰ اور امام ابن ابی الدنیا کے حوالہ سے حضرت حمیم داری کی ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس کے آخر میں ہے: فرشتے قبر میں مردہ سے سوال کریں گے تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہے گا میرا رب اللہ وحدہ لا شریک ہے اور اسلام میرا دین ہے اور (سیدنا) محمد ﷺ میرے نبی ہیں اور وہ خاتم النبیین ہیں، فرشتے کہیں گے تم نے سچ کہا۔ (المذکور ج ۸، ص ۳۳، دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ)

(۴۰) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھو تو اچھی طرح پڑھو، تم کو علم نہیں ہے شاید یہ درود آپ پر پیش کیا جائے گا لوگوں نے کہا اے ابو عبد الرحمن آپ ہمیں تعلیم دیجئے انہوں نے کہا تم اس طرح درود

پڑھو: اللھم اجعل صلواتک ورحمتک وبرکاتک علی سید المرسلین وامام المتقین وخاتم البیین محمد عبدک ورسولک امام الخیر وقائد الخیر ورسول الرحمة۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۹۰۶، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۵۲۶۷، المسند رک ج ۲ ص ۲۶۹)

(۴۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے شفاعت کبریٰ کے متعلق ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس کے آخر میں ہے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں میری اللہ کے سوا پرستش کی گئی ہے آج مجھے صرف اپنی فکر ہے یہ بتاؤ کہ اگر کسی میل بند برتن میں کوئی چیز ہو تو کیا کوئی شخص میل توڑے بغیر اس کو کھول سکتا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں حضرت عیسیٰ نے فرمایا پس (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور وہ یہاں موجود ہیں اللہ نے ان کے اگلے اور پچھلے بہ ظاہر خلاف اولیٰ کام معاف فرما دیئے ہیں۔ (مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۲۳۲۸، مسند احمد ج ۱ ص ۲۸۱، مسند طحاوی رقم الحدیث: ۲۷۹۸)

(۴۲) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ سے پوچھا میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا آپ رسول رب العالمین اور خاتم النبیین ہیں (حافظ عسقلانی علامہ آلوسی اور مفتی شفیع دیوبندی نے بھی اس حدیث سے استدلال کیا ہے) (المعجم الصغیر رقم الحدیث: ۹۴۸، مجمع الزوائد رقم الحدیث: ۱۴۰۸۶)

(۴۳) ایاس بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر تمام لوگوں سے افضل ہیں مگر وہ نبی نہیں ہیں۔ (اکمال لابن عبدی ج ۶ ص ۴۸۱، دارالکتب العلمیہ بیروت: ۱۴۱۸ھ)

(۴۴) حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب کے پاس دس نام ہیں حضرت ابوالطفیل نے کہا مجھے ان میں سے آٹھ یاد ہیں محمد احمد ابوالقاسم الفاتح (نبوت کا افتتاح کرنے والا) الخاتم (نبوت کو ختم کرنے والا) العاقب (جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے) الخاشر الماحی (شرک کو مٹانے والا)۔

(دلائل النبوت لابی نعیم ج ۱ ص ۶۱، رقم الحدیث: ۲۰۰)

(۴۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر تورات نازل کی گئی تو انہوں نے اس میں اس امت کا ذکر پڑھا پس انہوں نے کہا: اے میرے رب! میں نے تورات کی الواح میں پڑھا ہے کہ ایک امت تمام امتوں کے آخر میں ہوگی اور قیامت کے دن سب پر مقدم ہوگی اس کو میری امت بنا دے فرمایا وہ امت احمد ہے۔ (دلائل النبوت لابی نعیم ج ۱ ص ۶۸، رقم الحدیث: ۲۱۰)

(۴۶) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مدینہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر دیکھا ایک یہودی کے پاس آگ کا شعلہ تھا لوگ اس کے گرد جمع تھے اور وہ یہ کہہ رہا تھا یہ احمد کا ستارہ ہے جو طلوع ہو چکا ہے یہ صرف نبوت کے موقع پر طلوع ہوتا ہے اور انبیاء میں سے اب صرف احمد کا آنا باقی رہ گیا ہے۔ (دلائل النبوت لابی نعیم ج ۱ ص ۷۶-۷۵، رقم الحدیث: ۲۵۰)

(۴۷) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ انصاری رضی اللہ عنہ جب فوت ہو گئے تو ان پر جو کپڑا تھا اس کے نیچے سے آواز رہی تھی لوگوں نے ان کے سینہ اور چہرہ سے کپڑا ہٹایا تو ان کے منہ سے آواز آرہی تھی: محمد

رسول اللہ النبی الہی خاتم النبیین ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(رسائل ابن ابی الدنیاج ۲ ص ۳۸۸، مؤسسۃ الکتاب الشافعیہ بیروت ۱۴۱۴ھ)

(۴۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ معراج کی ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں اس میں مذکور ہے کہ مسجد اقصیٰ میں نبیوں نے حضرت جبریل سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: هذا محمد رسول اللہ خاتم النبیین۔ یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ (مسند البزار ج ۱ ص ۱۰، رقم الحدیث: ۵۵۰، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۶۹)

4253 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الظَّائِي، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ ابْنُ عَوْفٍ: وَقَرَأْتُ فِي أَصْلِ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ضَمَضَمٌ، عَنْ شَرِيحٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ يَغْنِي الْأَشْعَرِيَّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ أَجَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثٍ خِلَالٍ: أَنْ لَا يَدْعُو عَلَيْكُمْ نَبِيُّكُمْ فَتَهْلِكُوا بَجَمِيعًا، وَأَنْ لَا يَظْهَرَ أَهْلُ الْبَاطِلِ عَلَى أَهْلِ الْحَقِّ، وَأَنْ لَا تَجْتَبِعُوا عَلَى ضَلَالَةٍ

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین چیزوں کو جائز قرار دیا ہے۔ (یعنی طے کر دیا ہے) ایک یہ کہ تمہارا نبی تمہارے خلاف دعائے ضرر نہیں کرے گا کہ اس کے نتیجے میں تم سب ہلاکت کا شکار ہو جاؤ اور اہل باطل اہل حق پر مکمل طور پر غالب نہیں آئیں گے اور تم لوگ گمراہی پر متفق نہیں ہو گے۔

4254 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ جِرَاشٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ تَاجِيَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَدُورُ رَحَى الْإِسْلَامِ بَيْنَ ثَلَاثِينَ، أَوْ سَبْعٍ وَثَلَاثِينَ، فَإِنْ يَهْلِكُوا فَسَبِيلُ مَنْ هَلَكَ، وَإِنْ يَقُمْ لَهُمْ دِينُهُمْ، يَقُمْ لَهُمْ سَبْعِينَ عَامًا، قَالَ: قُلْتُ: أَمَّا بَقِي أَوْ مَتَا مَضَى، قَالَ: مَتَا مَضَى قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَنْ قَالَ خِرَاشٍ فَقَدْ أَخْطَأَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں اسلام کی چکی 35 (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) 36 یا 37 سال تک گھومتی رہے گی۔ اگر یہ لوگ ہلاک ہو گئے تو ہلاکت کے راستے میں ہلاک ہوں گے اور اگر یہ لوگ قائم رہے تو ستر سال تک قائم رہیں گے۔ راوی بیان کرتے ہیں میں نے دریافت کیا: جو باقی رہ چکے ہیں یا جو گزر چکے ہیں تو انہوں نے جواب دیا: جو گزر چکے ہیں۔

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: جس نے لفظ ”خراش“ استعمال کیا۔ اس نے غلطی کی۔

4255 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَنَبَسَةُ، حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ، وَيَنْقُصُ الْعِلْمُ، وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، آيَةُ هُوَ، قَالَ: الْقَتْلُ، الْقَتْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: زمانہ سمٹ جائے گا علم کم ہو جائے گا فتنے

خاہر ہوں گے بخل پھیل جائے گا "ہرج" زیادہ ہو جائے گا۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ (ﷺ)! اس سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: قتل، قتل۔

فتنہ قتل کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ وقت بھی آنے والا ہے جب زمانے ایک دوسرے کے قریب ہوں گے علم اٹھالیا جائے گا، فتنے پھوٹ پڑیں گے بخل ڈالا جائے گا اور ہرج زیادہ ہوگا۔ صیہ بن ابر عرش کیا کہ ہرج کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1321)

زمانے ایک دوسرے کے قریب ہوں گے "کا مطلب یا تو یہ ہے کہ اس وقت دنیا کا زمانہ اور آخرت کا زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں گے، اس صورت میں قیامت کا قریب ہونا مراد ہوگا یا اس جملہ سے مراد زمانہ والوں میں سے بعض کا بعض کے ساتھ برائی اور بدی کے تعلق سے قریب ہونا ہے۔ یعنی اس زمانہ میں جو برے اور بدکار لوگ ہوں گے وہ ایک دوسرے کے قریب و نزدیک آ جائیں گے، یا یہ مطلب ہے کہ خود زمانہ کے اجزاء بدی و برائی کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب اور مشابہ ہوں گے یعنی ایک زمانہ برائی اور بدی کا ماحول لئے ہوئے آئے گا اور اس کے بعد پھر دوسرا زمانہ بھی اسی طرح آئے گا، یا یہ مطلب ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں حکومتیں دیر پا نہیں ہوں گی اور مختلف انقلابات اور عوامی بہت مختصر مختصر عرصہ میں حکومتوں کو بدلے رہیں گے۔ اور بعض حضرات نے یہ مطلب بیان کیا کہ آخر میں جو زمانہ آئے گا۔

اس میں لوگوں کی عرصے بہت چھوٹی چھوٹی ہوں گی اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ جملہ دراصل گناہوں کے سبب زمانہ سے برکت کے ختم ہو جانے سے کننا یہ ہو، یعنی آخر زمانہ میں جب کہ گناہوں کی کثرت ہو جائے اور لوگ دین شریعت کے تقاضوں اور اللہ و آخرت کے خوف سے بے پرواہ ہو کر عیش و عشرت اور راحت و غفلت میں پڑ جائیں گے تو زمانہ سے برکت نکل جائے گی اور اس کے شب و روز کی گردش اتنی تیز اور دن رات کی مدت اتنی مختصر محسوس ہونے لگے گی کہ سالوں پہلے گزرا ہوا کوئی واقعہ کل کی بات معلوم ہوگا اور ہر وقت کی کمی کا شکوہ رنج نظر آئے گا۔

اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ آخر زمانہ میں وقت اس طرح جلدی گزرے گا کہ ایک سال ایک مہینے کے برابر اور ایک مہینہ ایک ہفتہ کے برابر اور ایک ہفتہ ایک دن کے برابر معلوم ہوگا۔ "علم اٹھالیا جائے گا" کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں مخلص، باعمل اور حقیقی علم کے حامل اٹھائے جائیں گے اور اس طرح حقیقی علم مفقود ہو جائے گا نیز مختلف علمی فتنوں کا اندھیرا اس طرح پھیل جائے گا کہ علماء سو کے درمیان امتیاز کرنا مشکل ہوگا اور ہر طرف ایسا محسوس ہوگا جیسے علم کا چراغ گل ہو گیا ہے اور جہالت و نادانی کی تاریکی طاری ہو گئی ہے۔

بخل ڈالا جائے گا "مطلب یہ ہے کہ آخر زمانہ میں لوگوں میں بخل کی خصلت نہایت پختہ ہو جائے گی اور یہ چیز یعنی بخل کی برائی ایک عام وبا کی طرح پھیل جائے گی، نیز لوگ اس بخل کے یہاں تک تابع ہو جائیں گے کہ صنعت و حرفت والے اپنی صنعتی اشیاء کو بنانے اور پیدا کرنے میں بخل و تنگی کرنے لگیں گے اور مال کی تجارت ولین دین کرنے والے لوگ اپنے مال کو چھپا کر بیٹھ

جو گئے یہاں تک کہ ضروری اشیاء کو بھی فراہم کرنے اور دینے سے انکار کرنے لگیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بخل بخل ڈال جائے گا سے لوگوں میں اصل نفس کا پایا جانا مراد نہیں ہے کیونکہ اصل بخل تو انسان کی جبلت میں پڑا ہوا ہے اور اس اعتبار سے یہ بات پہلے نہ کہ لوگوں کے بارے میں بھی نہیں کی جاسکتی کہ ان میں سرے سے بخل کا وجود نہیں تھا۔

نہیں اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ نہیں کیا جاسکتا چونکہ اصل بخل انسان کی جبلت میں پڑا ہوا ہے اس لئے کوئی بھی شخص نہ پہلے نہ فور میں اس خصنت سے کلیہ محفوظ رکھ سکتا ہے اور جیسا کہ اس آیت (وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ) سے واضح ہوتا ہے ایسے پاک نفس انسان سے پہلے بھی گزرے ہیں اب بھی موجود ہیں اور آئندہ بھی موجود رہیں گے یہ اور بات ہے کہ زمانہ کے اثرات کی وجہ سے ایسے پاک نفسوں کی تعداد ہر آنے والے زمانہ میں پہلے سے کم ہوتی جائے۔ "ہرج" کے معنی ہیں فتنہ اور خرابی میں پڑنا۔

جیسا کہ قسوس میں لکھا ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ ہرج اناس تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں لوگ فتنے میں پڑ گئے اور قتل و اختلاط یعنی خونریزی اور کاموں کے خلط ملط ہو جانے کی وجہ سے اچھے برے کی تمیز نہ کر سکنے کی آفت میں مبتلا ہو گئے پس اس ارشاد گرامی "ہرج" سے مراد خاص طور پر قتل و خونریزی ہے جو مسلمانوں کے باہمی افتراق و انتشار کے فتنہ کی صورت میں اور اچھے برے کاموں کی تمیز مفقود ہونے کی وجہ سے پھیل جائے۔

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ السَّعْيِ فِي الْفِتْنَةِ

باب: فتنے کے بارے میں کوشش کرنے کی ممانعت

4256 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عُثْمَانَ الشَّعَايِمِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ يَكُونُ الْمُطْطَجُّ فِيهَا خَيْرًا مِنَ الْجَالِسِ، وَالْجَالِسُ خَيْرًا مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ خَيْرًا مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي خَيْرًا مِنَ السَّاعِي. قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا تَأْمُرُنِي، قَالَ: مَنْ كَانَتْ لَهُ إِبِلٌ، فَلْيَلْحَقْ بِإِبِلِهِ، وَمَنْ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ، فَلْيَلْحَقْ بِغَنَمِهِ، وَمَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ، فَلْيَلْحَقْ بِأَرْضِهِ، قَالَ: فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: فَلْيَعْبُدْ إِلَى سَيْفِهِ، فَلْيَضْرِبْ بِمِخْرَافِهِ عَلَى حَرَّةٍ ثُمَّ لِيَنْجُ مَا اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ.

حضرت مسلم بن ابوبکرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عنقریب ایسا فتنہ آئے گا جس میں لیٹا ہوا شخص بیٹھے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا اور بیٹھا ہوا کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ کسی نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ ہمیں اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کے پاس اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹوں میں مصروف رہے جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں میں مشغول رہے، جس کے پاس زمین ہو وہ اپنی زمین میں مصروف رہے۔ اس شخص نے عرض کی: جس کے پاس ان

میں سے کوئی چیز نہ ہو؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تو وہ اپنی کھوار کی طرف جائے اور اس کی ڈھال کو پتھر پر مارے (اور تو رکوٹا کارو کروے) پھر جہاں تک (قتلے میں مبتلا ہونے سے) بچ سکتا ہو بچ جائے۔

4257- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ، عَنْ عَيَّاشٍ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ بُسَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حَسَنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَشْجَعِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ دَخَلَ عَلَى بَنِي وَبَسَطَ يَدَهُ لِيَقْتُلَنِي، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْ كَابْنِي أَحْمَدَ، وَتَلَا يَزِيدُ: (الَّذِينَ بَسَطَتِ إِلَى يَدِكَ) (الباندة- 28) (الآية).

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہی حدیث نقل کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ کا کیا خیال ہے اگر وہ میرے گھر میں داخل ہو جائے اور اپنا ہاتھ مجھے قتل کرنے کے لئے پھیلائے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم آدم کے دو بیٹوں میں سے بہتر بیٹے کی طرح ہو جانا۔

یزید نامی راوی نے یہ آیت تلاوت کی "اگر تم میری طرف اپنے ہاتھ کو بڑھاؤ گے تاکہ تم مجھے قتل کر دو"

4258- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شَهَابُ بْنُ خِرَاشٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ الْجَزْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ وَابِصَةَ الْأَسَدِي، عَنْ أَبِيهِ وَابِصَةَ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: فَمَنْ كَرَّ بَعْضُ حَدِيثِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَتَلَاهَا كُلُّهُمْ فِي النَّارِ، قَالَ فِيهِ: قُلْتُ: مَعْنَى ذَلِكَ يَا ابْنَ مَسْعُودٍ؟ قَالَ: تِلْكَ أَيَّامُ الْهَرَجِ حَيْثُ لَا يَأْمَنُ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ، قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي أَنْ أَكْرَمِي ذَلِكَ الزَّمَانَ؟ قَالَ: تَكْفُفُ لِسَانَكَ وَيَدَكَ، وَتَكُونُ جَلِيسًا مِنْ أَهْلَائِكَ، فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ طَارَ قَلْبِي مَطَارَةً، فَرَكِبْتُ حَتَّى أَتَيْتُ دِمَشْقَ، فَلَقِيْتُ حُرَيْمَ بْنَ فَاتِكٍ فَحَدَّثَنِي، فَخَلَفَ بِأَنَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَسَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَدَّثَنِيهِ ابْنُ مَسْعُودٍ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے اس کے بعد انہوں نے حضرت ابوبکر و والی حدیث کا کچھ حصہ سنایا جس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس میں قتل ہونے والے تمام لوگ جہنم میں جائیں گے۔

اس میں یہ بھی ہے کہ راوی نے دریافت کیا: اے ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ کب ہوگا؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ قتل و غارت کے زمانے میں ہوگا جب آدمی اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص سے بھی محفوظ نہ ہوگا۔

میں نے دریافت کیا آپ مجھے کیا ہدایت کرتے ہیں اگر مجھے وہ زمانہ مل جائے؟ انہوں نے جواب دیا: تم اپنے ہاتھ اور زبان کو روک رکھنا اور اپنے گھر میں موجود کھیل کی طرح ہو جانا۔

راوی بیان کرتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو میرے دل میں یہی اندیشہ پیدا ہوا اس لئے میں وہاں سے سوار ہو کر دمشق آ گیا وہاں میری ملاقات حضرت خرم بن فاکک رضی اللہ عنہ سے ہوئی میں نے انہیں یہ حدیث سنائی تو انہوں نے اللہ کے

یہ منقہ تھی جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور بتایا کہ انہوں نے بھی نبی اکرم ﷺ کی زبانی اس حدیث کو کسی طرح سنا ہے جیسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث سنائی تھی۔

4258 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحَادَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَرْوَانَ، عَنْ هُزَيْلٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ بَيْنَ يَدَيَّ نَسَاءً فِتْنًا كَقِطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُضِيحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا، وَيُمَيِّسُ كَافِرًا، وَيُمَيِّسُ مُؤْمِنًا، وَيُضِيحُ كَافِرًا، الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْمَأْمِيُّ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الشَّاعِي، فَكَبِّرُوا قِسِيَّكُمْ، وَقَطِّعُوا أَوْتَارَكُمْ، وَاضْرِبُوا سُيُوفَكُمْ بِالْحِجَارَةِ، فَإِنْ دُخِلَ - يَعْنِي - عَلَى أَحَدٍ مِنْكُمْ، فَلْيَكُنْ كَخَيْرِ بَنِي آدَمَ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت سے پہلے تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنہ ہوگا جس میں آدمی صبح کے وقت مومن ہوگا اور شام کے وقت کافر ہو چکا ہوگا یا شام کو مومن ہوگا تو صبح کافر ہو چکا ہوگا۔ اس میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا شخص دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ تم لوگ اپنی کمانوں کو توڑ دینا اس کی تانت کو کاٹ دینا اور اپنی تلواروں کو پتھروں پر مار دینا اگر کوئی شخص داخل ہو جائے (راوی کہتے ہیں) یعنی تمہارے گھر میں آجائے تو تم آدم کے دونوں بیٹوں میں سے بہتر والے کی طرح ہو جانا (یعنی اس داخل ہونے والے کو قتل کرنے دینا)

4260 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ رَقَبَةَ بْنِ مَصْقَلَةَ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جَحْفَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ سُمَيْرَةَ، قَالَ: كُنْتُ أَخِذًا بِبَيْتِ ابْنِ عُمَرَ فِي طَرِيقِ طَرِيقِ الْمَدِينَةِ إِذْ أَتَى عَلَى رَأْسِ مَنْصُوبٍ، فَقَالَ: شَيْءٌ قَاتِلٌ هَذَا، فَلَمَّا مَضَى، قَالَ: وَمَا أَرَى هَذَا إِلَّا قَدْ شَقِيَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ مَشَى إِلَى رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي لِيَقْتُلَهُ فَلْيَقُلْ: هَكَذَا، فَالْقَاتِلُ فِي النَّارِ، وَالْمَقْتُولُ فِي الْجَنَّةِ.

قال أبو داود: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ عَوْنٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سُمَيْرَةَ، وَرَوَاهُ لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ عَوْنٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سُمَيْرَةَ.

قال أبو داود: قال لي الحسن بن علي، حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ بِهَذَا الْحَدِيثِ، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، وَقَالَ: هُوَ فِي كِتَابِ ابْنِ سَبْرَةَ، وَقَالُوا: سُمَيْرَةُ، وَقَالُوا: هَذَا كَلَامُ أَبِي الْوَلِيدِ

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہاتھ تھام رکھا تھا ہم مدینہ منورہ کے ایک راستے سے گزر رہے تھے؟ ایک لٹکے ہوئے سر کے پاس سے گزرے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بولے: اس کا قاتل بد بخت سے جب وہ آگے گزرے تو انہوں نے فرمایا: میں اسے بد بخت ہی سمجھتا ہوں کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جب میری امت سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص کسی کو قتل کرنے کے لئے چل پڑے تو اس کو یہی کہنا چاہئے کہ وہ قتل کرنے والا شخص جہنم میں داخل ہوگا اور جس کو قتل کیا جائے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

امام ابو داؤد بیہقی فرماتے ہیں: اس روایت کو عون نے عبدالرحمن بن سمیرہ سے روایت کیا ہے۔ ایک سند میں ان کا نام عبدالرحمن بن سمیرہ ہے۔

امام ابو داؤد بیہقی فرماتے ہیں: حسن بن علی نے اس روایت کو ابو الولید کے حوالے سے ابو عوانہ سے نقل کیا ہے ابو الولید فرماتے ہیں: میرے نوٹس میں اس کا نام "ابن سبرہ" ہے لیکن کچھ لوگ "سبرہ" کہتے ہیں اور کچھ لوگ "سمیرہ" کہتے ہیں۔ یہ ابو الولید کا کلام ہے۔

4261- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنِ الْمُسْتَعْتَبِ بْنِ طَرِيفٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. قَالَ فِيهِ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتُ يَكُونُ الْبَيْتُ فِيهِ بِالْوَصِيفِ يَعْنِي الْقَبْرَ. قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. أَوْ قَالَ: مَا خَارَ اللَّهُ لِي وَرَسُولُهُ. قَالَ: عَلَيْكَ بِالصَّبْرِ. أَوْ قَالَ: تَصْبِرُ. ثُمَّ قَالَ لِي: يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ. قَالَ: كَيْفَ أَنْتَ إِذَا رَأَيْتَ أَشْجَارَ الزَّيْتِ قَدْ غَرِقَتْ بِالدَّمَ؟ قُلْتُ: مَا خَارَ اللَّهُ لِي وَرَسُولُهُ. قَالَ: عَلَيْكَ بِمَنْ أَنْتَ مِنْهُ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أَخْذُ سَيْفِي وَأَضَعُهُ عَلَى عَاتِقِي؟ قَالَ: شَارَكْتَ الْقَوْمَ إِذَنْ قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: تَلْزَمُ بِدَنْتِكَ. قُلْتُ: فَإِنْ دَخَلَ عَلَى بَيْتِي؟ قَالَ: فَإِنْ خَشِيتَ أَنْ يَبْهَرَكَ شِعَاعُ السَّيْفِ. فَأَلْقِ ثَوْبَكَ عَلَى وَجْهِكَ يَبْوُءُ بِأُثْمِكَ وَالدَّمُ.

قال أبو داود: لم يذكر المشعث في هذا الحديث غير حماد بن زيد

حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں حاضر ہوں اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث کا ذکر کیا ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:

"نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس وقت تم کیا کرو گے جب لوگوں کو موت لاحق ہو جائے گی۔ اس وقت انہیں گھر (راوی کہتے ہیں) یعنی قبر بھی کسی غلام کے عوض میں ملے گا۔

(حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں یا اللہ اور اس کے رسول مجھے جو حکم دیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم صبر سے کام لیتا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) تم صبر کرنا۔

4261- حدیث صحیح، وهذا إسناد تفرد فيه حماد بن زيد بزيادة المشعث بن طريف بين أبي عمران الجوني وبين عبد الله بن الصامت كما أشار إليه المصنف بإثر الحديث، وحالقه أصحاب أبي عمران فلم يذكروا المشعث هذا، والمشعث مجهول. أبو عمران الجوني: هو عبد الملك بن حبيب الأزدی. وأخرجه ابن ماجه (3958) من طريق حماد بن زيد، بهذا الإسناد. وأخرجه عبد الرزاق (20729)، ومن طريقه الحاكم 157 - 156/ 2 - 424، 4/ 423، والبيهقي (4220) عن معمر بن راشد، وأحمد (21325)، والبراء في "مسنده" (3959) وابن حبان (6685) من طريق مرحوم بن عبد العزيز العطار، ونعيم بن حماد في "الفتن" (435) وابن أبي شيبة 12/ 15، وأحمد (21445)، والخلال في "السنة" (104) من طريق عبد العزيز بن عبد الصمد، والبخاري (3958) من طريق صالح بن رستم، وابن حبان (5960)، وابن المبارك في "مسنده" (245)، والحاكم 424 - 423/ 4 من طريق حماد بن سلمة، والبيهقي 191/ 8

پھر نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے ابو ذر! میں نے عرض کی: میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: اس وقت تم کیا کر رہے
جب تم "اجریزیت" کو دیکھو گے کہ وہ خون میں ڈوبا ہوا ہوگا۔ میں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول جو مجھے حکم دیں گے۔ نبی
اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے علاقے میں واپس چلے جانا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں اپنی تلوار پکڑ کر اسے اپنے کندھوں
پر رکھ کر (لڑائی میں شریک نہ ہوں) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس طرح تم بھی ان لوگوں میں شامل ہو جاؤ گے میں نے عرض کی: پھر
آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے گھر میں رہنا۔

میں نے عرض کی: اگر وہ میرے گھر میں داخل ہو جائیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تلوار کی چمک تمہیں
خوفزدہ کر دے گی تو تم اپنے چہرے کے اوپر کپڑا ڈال لینا۔ اس طرح وہ (قاتل تمہیں قتل کر کے) تمہارے اور اپنے گناہ کا بوجھ
اٹھائے گا۔

امام ابو داؤد فرماتے ہیں: اس روایت کی سند میں مشعت نامی راوی کا ذکر حماد بن زید کے علاوہ اور کسی نے نہیں کیا۔

4262 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَارِيسٍ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ،
حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَخْوَلُ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ: إِنَّ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فِتْنًا كَقِطْعِ اللَّيْلِ الظُّلُمِ يُضْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا. الْقَاعِدُ
فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟
قَالَ: كُونُوا أَخْلَاسَ بُيُوتِكُمْ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آگے آنے والے وقت میں ایسا
فتنہ آ رہا ہے جو تاریک رات کے ایک ٹکڑے کی طرح ہوگا۔ اس میں آدمی صبح کے وقت مومن ہوگا لیکن شام کو کافر ہو چکا ہوگا۔ اس
میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ لوگوں
نے دریافت کیا: پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم اپنے گھر کا ناٹ بن جانا (یعنی گھر میں مقیم رہنا)

4263 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمُطِيعِيُّ، حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ يَعْقُوبٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ
سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ جُبَيْرٍ، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْقَدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ،
قَالَ: أَيْمُنُ اللَّهِ، لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِبَ الْفِتْنُ، إِنَّ
السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِبَ الْفِتْنُ، إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِبَ الْفِتْنُ، وَلَمَنْ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ فَوَاهَا

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا

ہے:

بے شک خوش نصیب وہ شخص ہے جو فتنے سے الگ رہے۔ بے شک خوش نصیب وہ شخص ہے جو فتنے سے الگ رہے۔

بیشک خوش نصیب و شخص ہے جو فتنے سے الگ رہے اور جس کو اس میں مبتلا کیا جائے اور وہ صبر سے کام لے تو اس کے کیا کہنے؟

فتنوں سے بچنے کے لیے گوشہ عافیت اختیار کرنے کا بیان

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عنقریب فتنوں کا ظہور ہوگا، یاد رکھو پھر فتنے پیدا ہوں گے اور یاد رکھو ان فتنوں میں سے ایک بہت بڑا فتنہ (یعنی مسلمانوں کی باہمی محاذ آرائی اور خونریزی کا حادثہ پیش آئے گا، اس فتنہ میں بیٹھا ہوا شخص چلنے والے شخص سے بہتر ہوگا اور چلنے والا شخص اس فتنہ کی طرف دوڑنے والے شخص سے بہتر ہوگا۔ پس آگاہ رہو! جب وہ فتنہ پیش آئے تو جس شخص کے پاس جنگل میں اونٹ ہوں اور اپنے اونٹوں کے پاس جنگل میں چلا جائے جس شخص کے بکریاں ہوں وہ بکریوں کے پاس چلا جائے اور جس شخص کے پاس اس فتنہ کی جگہ کہیں دور کوئی زمین و مکان وغیرہ ہو وہ اپنی اس زمین پر یا اس مکان میں چلا جائے۔ (حاصل یہ کہ جس جگہ وہ فتنہ ظاہر ہو وہاں نہ ٹھہرے بلکہ اس جگہ کو چھوڑ کر کہیں دور چلا جائے اور گوشہ عافیت پکڑ لے یا اس فتنہ سے غیر متوجہ ہو کر اپنے کاروبار میں مشغول و منہمک ہو جائے ایک شخص نے یہ سن کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے یہ بتائیے کہ اگر کسی شخص کے پاس نہ اونٹ ہوں نہ بکریاں اور نہ کسی دوسری جگہ کوئی زمین و مکان وغیرہ ہو جہاں وہ جا کر گوشہ عافیت اختیار کرے اور اس فتنہ کی جگہ سے دور رہ سکے تو اس کو کیا کرنا چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو چاہئے کہ وہ اپنی تلوار کی طرف متوجہ ہو اور اس کو پتھر پر مار کر توڑ ڈالے۔ (یعنی اس کے پاس جو بھی آلات حرب اور ہتھیار ہوں ان کو بے کار اور ناقابل استعمال بنادے تاکہ اس کے دل میں جنگ و پیکار کا خیال ہی پیدا نہ ہو اور وہ مسلمانوں کے باہمی جنگ و جدال کے اس فتنہ میں شریک ہی نہ ہو سکے۔

یہ حکم اس لئے ہے کہ جس لڑائی میں دونوں طرف سے مسلمان برسر پیکار ہوں اور ایک دوسرے کی خونریزی کر رہے ہوں، اس میں شریک نہیں ہونا چاہئے۔ اور پھر اس شخص کو چاہئے کہ اگر وہ فتنہ کی جگہ سے بھاگ سکے تو جلد نکل بھاگے۔ تاکہ وہ اس فتنہ کے اثرات سے محفوظ رہ سکے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ میں نے تیرے احکام تیرے بندوں کو پہنچا دیئے۔ یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمائے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ یہ بتائیے کہ اگر مجھے مجبور کر کے یعنی زور و زبردستی سے لڑنے والے دونوں فریق میں سے کسی ایک فریق کی صف میں لے جایا جائے اور وہاں سے کسی شخص کی تلوار سے مارا جاؤں یا کسی کا تیرا کر مجھ کو لگے جو مجھے موت کی آغوش میں پہنچا دے تو اس صورت میں قاتل اور مقتول کا کیا حکم ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارا وہ قاتل اپنے اور تمہارے گناہ کے ساتھ لوٹے گا اور دوزخیوں میں شمار ہوگا۔

(مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1317)

ملاء اسدام کے ہاں یہ ایک طویل بحث ہے کہ اگر افتراق و انتشار کا کوئی فتنہ ابھر آئے اور کچھ مسلمان دو فریق میں تقسیم ہو کر آپس میں جنگ و جدال کرنے لگیں تو اس وقت باقی مسلمانوں کا طرز عمل کیا ہونا چاہئے؟ اہل علم کی ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ افتراق و انتشار اور مسلمانوں کی باہمی محاذ آرائی کی صورت میں کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ قتل و قتال میں شریک ہو، بلکہ

بہ سببوں کے دو فریق آئیں میں جنگ وجدال کریں تو اس میں شامل ہونے سے احتراز کرنا اور دونوں فریق سے یکسوئی وغیرہ
مذہب و ارق اختیار کر کے گوشہ عافیت پکڑنا واجب ہے۔

ان حضرات کی دلیل مذکور بالا ارشاد گرامی اور اس طرح کی دوسری احادیث ہیں۔ مشہور صحابی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور
بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا مسلک بھی یہی تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول یہ ہے کہ خواریزی کی ابتدا خود نہیں کرنی
چاہئے لیکن اگر کوئی خواریزی کرے تو اس کا دفعیہ کرنا لازم ہے جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کا مسلک یہ ہے کہ اگر مسلمانوں میں
بہی پھوٹ پڑ جائے اور وہ ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہو کر قتل و قتال کرنے لگیں تو اس فریق کی حمایت کرنی چاہئے جو حق
و انصاف پر ہو اور جو فریق ظلم و نا انصافی کی راہ اختیار کئے ہوئے ہو یا مسلمانوں کے امام و سردار سے بغاوت کر کے ملی الفراق
و انتشار کا سبب بن رہا ہو اس کے خلاف قتال کرنا چاہئے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو جائے گا اور بغاوت و سرکشی
کرنے والوں کی ہمت افزائی ہوگی۔

اس مسلک کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ آیت (وَإِنْ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا) (49۔ الحجرات: 9) چنانچہ
آیت کریمہ اس امر کو واضح طور پر ثابت کرتی ہے کہ جب مسلمانوں کے دو دو فریق باہمی قتل و قتال اور خواریزی میں مبتلا ہوں تو ان
کے درمیان صلح و صفائی کرانی چاہئے اور دونوں فریق کو اس فتنہ و انتشار سے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن اگر ان دونوں میں
سے کوئی فریق دوسرے فریق کے تیس حد سے تجاوز کرے اور اس فتنہ کو جاری رکھنے اور بھڑکانے میں مصروف رہے تو پھر اس فریق
کے خلاف کہ جو حد سے متجاوز اور فتنہ کو بھڑکانے کا باعث بن رہا ہو تلوار اٹھالینی چاہئے اور اس کے ساتھ قتال کرنا چاہئے تاکہ وہ راہ
حق پر آجائے۔ "اپنے اور تمہارے گناہ کے ساتھ لوٹے گا" کے دو معنی بیان کئے گئے ہیں ایک تو یہ کہ اس شخص پر دو گناہ ہوں گے
ایک گناہ تو اس کے اس عمل کا کہ اس نے حقیقت میں تمہیں مارا اور دوسرا تمہارا گناہ بائیں اعتبار کہ اگر بالفرض تم اس کو مارتے اور اس کا
گناہ تمہیں ہوتا تو گویا وہ گناہ بھی اس کے سر ڈال دیا جائے گا۔

جس از راہ زجر و توبیخ اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ اس فتنہ میں کسی ایسے مسلمان کو قتل کرنے کا گناہ کہ جو اس جنگ سے بیزار ہو
عمر مجبور اس میں شریک ہو گیا ہو الضاعف یعنی دو گناہ ہو کر سر پڑے گا۔ اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ اس شخص پر دو گناہ ہوں گے،
ایک گناہ تو اس شخص و عداوت کا جو وہ مسلمانوں سے رکھتا تھا اور جس کے سبب تمہارا قتل ہوا اور دوسرا گناہ تمہارے قتل کا جو اس سے
سرزد ہوا۔ "اور دو زخیوں میں شمار ہوگا" اس کے بعد دوسرا جملہ یہ ہونا چاہئے تھا۔ کہ اور تم جنتیوں میں سے ہو گے۔ لیکن حضور صلی اللہ
عالیہ وسلم نے دوسرا جملہ ارشاد نہیں فرمایا کیونکہ مذکورہ پہلے جملہ سے یہ مفہوم خود بخود واضح ہو جاتا ہے۔

بَابُ فِي كَفِّ اللِّسَانِ

باب: زبان کو روک رکھنا

4264 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ
سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ خَالِدُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزٍ، عَنْ أَبِي

هُزِيْدًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ صَمَاءٌ، بَكْمَاءٌ، عَمِيَاءٌ مِّنْ اَشْرَافِ لَهَا
اَسْتَشْرَفَتْ لَهٗ وَاَشْرَافُ اللِّسَانِ فِيْهَا كَوْقُوعُ السَّيْفِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: غنقریب ایسا فتنہ آئے گا جو بہرہ گوئی اور
اندھا ہوگا۔ جو شخص اس کی طرف تھائے گا یہ اسے اپنی طرف کھینچ لے گا۔ اس میں زبان چلانا یوں ہوگا جیسے تلوار چلنا۔

شرح

فتنہ گوئی اور بہرہ کہنا، لوگوں کے اعتبار سے ہے، یعنی وہ فتنہ اتنا سخت اور اس قدر ہیبت ناک ہوگا کہ عام ہوگا اس وقت حیران
وہمراہ ہو کر رہ جائیں گے، نہ کوئی فریاد اس نظر آئے گا کہ جس سے کوئی شخص گلو خلاصی کی درخواست کر سکے اور نہ کسی کو نجات دلا سکے
اور نہ کوئی ایسی راہ دکھائی دے گی جس کے ذریعے اس فتنہ سے نجات اور خلاصی پائی جاسکے۔ یا مطلب یہ ہے کہ اس فتنے کے وقت
لوگ حق و باطل اور نیک و بد کے درمیان تمیز نہیں کریں گے۔ وعظ و نصیحت کو سننا اور اس پر عمل کرنا گوارہ نہیں کریں گے، امر
بالعروف و نہی عن المنکر کی باتوں پر دھیان نہیں دیں گے، جو شخص ان کو نیک باتوں کی طرف بلائے گا، ان سے حق بات نکالے گا
اس کو روحانی و جسمانی اذیتوں میں مبتلا کریں گے اور اس کے ساتھ نہایت تکلیف دہ اور پریشان کن سزا دیں گے۔

جو شخص اس فتنہ کو دیکھے گا الخ" کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس فتنہ کی باتوں کی طرف متوجہ رہے اور ان لوگوں کی قربت
و ہم نشینی اختیار کرے گا جو اس فتنہ کا باعث ہوں گے، تو اس شخص کا اس فتنہ سے محفوظ رہنا اور اس کے اثرات کے چنگل سے
بچ نکلنا ممکن نہیں ہوگا، اس کے برخلاف جو شخص اس فتنہ سے دور اور فتنہ پردازوں سے بے تعلق رہے گا وہ نجات یاب ہوگا۔

زبان درازی تلوار مارنے کی مانند ہوگی" کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت چونکہ لوگوں میں تعصب و عداوت، ضد و ہٹ دھرمی اور
حق کو قبول نہ کرنے پر اصرار بہت زیادہ ہوگا اس لئے وہ کسی کی زبان سے کوئی ایسی بات سننا بھی گوارا نہیں کریں گے جو ان کی مرضی
و منشاء کے خلاف ہوگی۔ لہذا اس فتنہ میں زبان کھولنے والا گویا خون ریزی کو دعوت دے گا۔ اور یہ بات تو بالکل ظاہر ہے کہ بعض
وقت زبان سے نکلا ہوا لفظ اپنی تاثیر کے اعتبار سے تلوار کی دھار سے بھی زیادہ سخت وار کر جاتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے
جراحات السن لبها التیام ولا یلتام ما جرح اللسان نیزے کے پھل کا زخم مندمل ہو جاتا ہے لیکن زبان کے گھوٹ کو کوئی چیز نہیں بھر
سکتی۔

4265 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ. حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ. حَدَّثَنَا لَيْثٌ. عَنْ طَاوُسٍ. عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ
زِيَادٌ. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ
الْعَرَبَ قَتْلًا هَا فِي النَّارِ. اللِّسَانُ فِيهَا أَشَدُّ مِنْ وَقْعِ السَّيْفِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ. عَنْ لَيْثٍ. عَنْ طَاوُسٍ. عَنِ الْأَعْجَمِ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: غنقریب ایسا فتنہ آئے گا جو عربوں کو
گھیرے گا۔ اس میں قتل ہونے والے لوگ جہنم میں جائیں گے اس فتنے میں زبان تلوار کے حملے سے زیادہ تیز ہوگی۔

4256 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى بْنِ الطَّبَّاعِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوسِ، قَالَ زِيَادُ سَيْبِ بْنِ كُوشٍ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں عبد اللہ بن عبد القدوس نامی راوی کے یہ الفاظ ہیں:

شرح

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب ایک بڑا فتنہ ظاہر ہونے والا ہے جو پورے عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا اور اس کے بڑے اثرات ہر ایک تک پہنچیں گے اس فتنہ میں قتل ہو جانے والے لوگ بھی دوزخ میں جائیں گے نیز اس فتنہ کے وقت زبان کھولنا یعنی کسی کو برا بھلا کہنا اور عیب جوئی و نکتہ چینی کرنا تلوار مارنے سے بھی زیادہ سکت مضر ہوگا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1333)

اس فتنہ سے مراد باہمی قتل و قتال اور لوٹ مار کا وہ فتنہ ہے جو مختلف گروہ، حق و سچائی کو ثابت کرانے اور دین کا جھنڈا بلند کرنے اور حق و انصاف کی مدد کے لئے نہیں بلکہ محض جاہ اقتدار اور دولت و سلطنت حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کا خون بہانے اور ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے لگتے ہیں۔ اس وضاحت سے یہ بات بھی صاف ہو گئی کہ اس فتنہ کے مقتولین بھی دوزخ میں کیوں ہو جائیں گے، چنانچہ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ جو شخص خانہ جنگی میں مبتلا ہو کر لوٹ مار کی خاطر کسی سے لڑے اور اس لڑائی کے دوران مارا جائے تو وہ نہ شہید کہلاتا ہے اور نہ اس کی موت کوئی بامقصد موت کہلاتی ہے بلکہ وہ ایک ایسی موت کے ہاتھوں مرتا ہے جو دین و شریعت کے تقاضوں اور اسلامی احکام کے خلاف جنگ و جدل کی صورت میں آتی ہے لہذا جس طرح ناحق خون بہانے والا قاتل دوزخ میں جائے گا اسی طرح وہ مقتول بھی دوزخ کی آگ کا مستوجب ہوگا۔

بَابُ مَا يَرْخَصُ فِيهِ مِنَ الْبِدَاوَةِ فِي الْفِتْنَةِ

باب: فتنے کے زمانے میں ویرانوں میں جانے کی رخصت

4257 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعَصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتَّبِعُ بِهَا شَعْفَ الْجَبَالِ، وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ، يَفْرُ بَيْنَهُ مِنَ الْفِتَنِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عنقریب وہ وقت آئے گا جب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جنہیں ساتھ لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلا جائے گا یا جنگلات میں چلا جائے گا۔ وہ اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لئے بھاگے گا۔

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ

باب: فتنے کے زمانے میں جنگ کرنے کی ممانعت

4268- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، وَيُونُسَ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ الْأَخْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: خَرَجْتُ وَأَنَا أُرِيدُ - يَعْنِي - فِي الْقِتَالِ، فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرَةَ، فَقَالَ: ارْجِعْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا الْقَاتِلُ، فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ، قَالَ: إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ

❦❦ اخنف بن قیس بیان کرتے ہیں میں نکلا میرا ارادہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں) جنگ میں شریک ہونے کا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مجھ سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے فرمایا: تم واپس چلے جاؤ کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مقابلے میں آجائیں تو قتل کرنے والا اور قتل ہونے والا جہنم میں جائیں گے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! قاتل تو ٹھیک ہے مقتول کا کیہ ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ اپنے مقابل فریق کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

4269- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ

الْحُسَيْنِ، بِإِسْنَادِهِ، وَمَعْنَاهُ مُخْتَصَرًا

❦❦ یہی روایت ایک بار اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے تاہم اس کے مضامین مختصر ہیں

بَابُ فِي تَعْظِيمِ قَتْلِ الْمُؤْمِنِ

باب: مومن کو قتل کرنے کا شدید (گناہ) ہونا

1/4270- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ دِقْقَانَ، قَالَ:

كُنَّا فِي غَزْوَةِ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ بِذُلْقِيَّةَ، فَأَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ فَلَسْطِينَ مِنْ أَشْرَافِهِمْ وَخِيَارِهِمْ، يَعْرِفُونَ ذَلِكَ لَهُ، يُقَالُ لَهُ: هَانِيئُ بْنُ كُلْثُومٍ بِنِ شَرِيكِ الْكِنَانِيِّ، فَسَلَّمَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي زَكْرِيَّا، وَكَانَ يَعْرِفُ لَهُ حَقَّهُ، قَالَ لَنَا خَالِدٌ: فَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زَكْرِيَّا، قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَغْفِرَهُ إِلَّا مَنْ مَاتَ

4268- اسنادہ صحیح، الحسن: ہوا بن ابی الحسن البصری، ویونس: ہوا بن عبید، وایوب: ہوا بن ابی تمیمہ، وایوب کامل: ہوا بن ابی جابر، وآخرہ البخاری (31)، ومسلم (2888)، والنسائی فی "الکبری" (3575) من طریق حماد بن زید، بهذا الإسناد، واد مسلم فی إحدى روايته والنسائی: المعلى بن زياد مع أيوب ويونس، وآخره مسلم (2888) وابن ماجه (3965)، والنسائی فی "الکبری" (3568) من طریق ربعی بن جراح، عن أبي بكره، وهو فی "مسند أحمد" (20424) و (20439)، و"صحیح ابن حبان" (5945) و (5981)

❦❦ خالد بن وہقان بیان کرتے ہیں ہم لوگ قسطنطنیہ کی جنگ میں شریک تھے۔ ہم اس وقت ”زلقیہ“ کے مقام پر موجود تھے۔ فلسطین سے تعلق رکھنے والا ایک شخص وہاں آیا جو وہاں کے معززین اور شرفاء میں شمار ہوتا تھا۔ لوگ اسے پہچانتے تھے۔ اس کا نام ہانی بن کلثوم بن شریک الکنافی تھا۔ اس نے حضرت عبداللہ بن ابی زکریا رحمۃ اللہ علیہ کو سلام کیا۔ وہ ان کی حیثیت سے واقف تھا۔ خالد بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن ابی زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں یہ حدیث سنائی وہ بتاتے ہیں میں نے سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا وہ فرماتی ہیں میں نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

”اللہ تعالیٰ عنقریب ہر ایک کے گناہ کی مغفرت کر دے گا ماسوائے اس شخص کے جس نے شرک کیا ہو یا وہ مومن جس نے کسی دوسرے مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا ہو۔“

ہانی بن کلثوم بیان کرتے ہیں میں نے حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کرتے ہوئے سنا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی مسلمان کو قتل کر دے اور جو شخص اس پر راضی ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نفل یا فرض عبادت قبول نہیں کرے گا۔

راوی بیان کرتے ہیں اس کے بعد خالد نے ہمیں ابن ابی زکریا کے حوالے سے سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کے حوالے سے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”مومن ہمیشہ بے غم اور نیک رہتا ہے جب تک وہ کسی حرام قتل کا ارتکاب نہیں کرتا۔ جب وہ حرام قتل کا ارتکاب کر لیتا ہے تو وہ بوجھل اور ست ہو جاتا ہے۔“

ہانی بن کلثوم نے محمود بن ربیع کے حوالے سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس کی مانند حدیث نقل کی ہے۔

2/4270 - فَقَالَ هَانِي بْنُ كَلْثُومٍ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الرَّبِيعِ، يُحَدِّثُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا فَاعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ، لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا، وَلَا عَدْلًا.

❦❦ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مومن کو قتل کرے اور اس کے قتل کو درست سمجھے تو اللہ تعالیٰ اس کی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں کرے گا۔

3/4270 - قَالَ لَنَا خَالِدٌ: ثُمَّ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي زَكْرِيَّا، عَنْ أَمْرِ الدُّدَاءِ، عَنْ أَبِي الدُّدَاءِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ مُعْنِقًا صَالِحًا، مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا، فَإِذَا أَصَابَ دَمًا حَرَامًا بَلَخَ. وَحَدَّثَ هَانِي بْنُ كَلْثُومٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سِوَاهُ.

۱۰۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ فرمان قتل کرتے ہیں: مسلمان اس وقت تک ٹھیک اور نیک رہتا ہے جب تک وہ کسی حرام قتل کا مرتکب نہیں ہوتا جب وہ حرام قتل کا مرتکب ہو پھر وہ خراب ہو جاتا ہے۔
یہ روایت ایک اور سند سے ہمراہ بھی منقول ہے۔

4271۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرِو، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُبَارَكٍ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ أَوْ غَيْرُهُ قَالَ: قَالَ خَالِدُ بْنُ دُهْقَانَ سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ يَحْيَى الْغَسَّانِيَّ، عَنْ قَوْلِهِ: اعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ قَالَ: الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي الْفِتْنَةِ، فَيَقْتُلُ أَحَدُهُمْ، فَيَرَى أَنَّهُ عَلَى هُدًى، لَا يَسْتَغْفِرُ اللَّهُ يَعْزِي مِنْ ذَلِكَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فَأَعْتَبَطَ: يَصُبُّ دَمَهُ صَبًّا

۱۱۔ خالد بن دھقان بیان کرتے ہیں میں نے یحییٰ بن یحییٰ غسانی سے حدیث کے ان الفاظ کے بارے میں دریافت کیا: اعتبط بقتله تو انہوں نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو فتنے کے زمانے میں قتل و غارت کریں گے۔ ان میں سے کوئی ایک شخص قتل کرے گا اور وہ یہ سمجھے گا کہ وہ ہدایت پر ہے۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب نہیں کرے گا۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فاعتبط کا مطلب خون بہا دینا ہے۔

4272۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، أَنَّ خَارِجَةَ بْنَ زَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، فِي هَذَا الْقَوْلِ: أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِدًا فُجْرًا أَوْ كُفْرًا جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا) (النساء: 93) بَعْدَ يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ) (الفرقان: 17) بِسِتَّةِ أَشْهُرٍ

۱۲۔ حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اس جگہ پر بیان کرتے ہوئے سنا ہے وہ فرماتے ہیں: یہ آیت

”اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کا بدلہ جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔“

یہ آیت اس آیت کے بعد نازل ہوئی جو سورہ فرقان میں ہے:

”اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرتے اور اس جان کو قتل نہیں کرتے جسے اللہ تعالیٰ نے

حرام قرار دیا ہو البتہ حق کے ساتھ (قتل) کرتے ہیں۔“

یہ پہلی والی آیت دوسری کے چھ ماہ بعد نازل ہوئی تھی۔

4273۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَوْ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: لَمَّا نَزَلَتِ الْيَتَى فِي الْفُرْقَانِ: (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ) (الفرقان: 68) قَالَ مُشَرِّهُ كُؤَاهِلِ مَكَّةَ: قَدْ قَتَلْنَا

4275- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعِدًّا) (النساء: 93)، قَالَ: مَا نَسَخَهَا شَيْءٌ؟
 رُوِيَ عَنْهُ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں یہ آیت

”اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے“۔ اس آیت کو کسی دوسری آیت نے منسوخ نہیں کیا۔

4276- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو شَهَابٍ، عَنْ سُليْمَانَ التَّمِيمِيِّ، عَنْ أَبِي مَجْلَزٍ، فِي قَوْلِهِ: (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعِدًّا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ) (النساء: 93)، قَالَ: هِيَ جَزَاؤُهُ، فَإِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنْهُ فَعَلَّ
 ابو مجلز اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

”اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کا بدلہ جہنم ہوگا۔“

ابو مجلز کہتے ہیں یہ اس کا بدلہ ہے اگر اللہ تعالیٰ اس سے درگزر کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

بَابُ مَا يُرْجَى فِي الْقَتْلِ

باب: قتل ہونے والے کے لئے کس ثواب کی امید ہے

4277- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ سَلَامُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْنَا فِتْنَةً، فَعَظَّمَ أَمْرَهَا، فَقُلْنَا: -أَوْ قَالَوا: - يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَئِنْ أَكْرَكُنَا هَذِهِ لَتَهْلِكُنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلَّا، إِنَّكُمْ بِحَسْبِكُمُ الْقَتْلَ، قَالَ سَعِيدٌ: فَرَأَيْتُمْ إِخْوَانِي قُتِلُوا

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے آپ نے فتنے کا تذکرہ کیا اور اس کی شدید مذمت کی۔ ہم نے عرض کی: یا شاید لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر وہ ہم تک پہنچ جائے اور ہمیں برباد کرے تو؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہرگز نہیں۔ تمہارے لئے قتل ہو جانا کافی ہے۔

سعید نامی راوی بیان کرتے ہیں میں نے اپنے بھائیوں کو دیکھا کہ انہیں قتل کر دیا گیا۔

4278- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمَّتِي هَذِهِ أُمَّةٌ مَرْحُومَةٌ، لَيْسَ عَلَيْهَا عَذَابٌ فِي الْآخِرَةِ، عَذَابُهَا فِي الدُّنْيَا الْفِتْنُ وَالزَّلَازِلُ، وَالْقَتْلُ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میری امت ”امت مرحومہ“ ہے۔ اس پر

آخرت میں کوئی عذاب نہیں ہوگا۔ اس کا عذاب دنیا میں فتنوں، قتلوں اور زلزلوں کی صورت میں ہوگا۔

کِتَابُ الْمَهْدِيِّ

کتاب: مہدی کے بارے میں روایات :

بارہ خلفاء کا قریش سے ہونے کا بیان

4279- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَزَالُ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا حَتَّى يَكُونَ عَلَيْكُمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً، كُلُّهُمْ تَجْتَمِعُ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ، فَسَيَعُثُ بِكُلِّ مَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ أَفْهَمُهُ، قُلْتُ لِأَبِي: مَا يَقُولُ؟ قَالَ: كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: یہ دین اس وقت تک غالب رہے گا، جب تک تم پر بارہ خلفاء نہیں آجائیں گے۔ ان میں سے ہر ایک پر امت کا اتفاق ہوگا۔
راوی بیان کرتے ہیں پھر میں نے نبی اکرم ﷺ کا کلام سنا، میں اسے سمجھ نہیں سکا۔ میں نے اپنے والد سے دریافت کیا: آپ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ تو انہوں نے بتایا: وہ سب قریش سے تعلق رکھتے ہوں گے۔

شرح

اس حدیث کے معنی و مفہوم کے تعین میں مختلف اقوال بھی ہیں اور علماء نے اشکال کا اظہار بھی کیا ہے۔ اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس حدیث سے بظاہر جو بات مفہوم ہوتی ہے وہ یہ کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مصلح ایسے بعد دیگرے بارہ خلفاء ہوں گے جس کے زمانہ خلافت میں دین کا نظام مستحکم و برقرار رہے گا، ان کے وجود سے اسلام کو شان و شوکت حاصل ہوگی اور نہ صرف یہ کہ خود وہ تمام بارہ خلفاء دین و مذہب کے سچے پابند و تابعدار ہوں گے بلکہ ان کی خلافت و عدالت سے حق و انصاف کے مطابق احکام و ہدایات کا اجراء و نفاذ ہوگا حالانکہ تاریخی اور واقعاتی طور پر جو کچھ پیش آیا ہے وہ اس بات کی شہادت نہیں دیتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب خلافت و امارت پر فائز ہونے والوں میں بنی مروان میں کہ وہ خلفاء و امراء بھی تھے جو نہ صرف یہ کہ اپنی سیرت اور طور طریقوں کے اعتبار سے دین و مذہب سے مناسبت نہیں رکھتے تھے بلکہ ان کی ظالمانہ اور مفسدانہ کاروائیوں سے اسلام اور مسلمانوں کو شدید نقصانات اور مصائب برداشت کرنا پڑے علاوہ ازیں وہ صحیح حدیث بھی ہے جس کے

4279- حدیث صحیح، و هذا إسناد ضعيف لجهالة أبي خلد - والد إسماعيل - ولكنه متابع. كما في الطريقتين التليين و كما سباني في التخریج. وأخرجه البخاري (7222)، ومسلم (1821) من طريق عبد الملك بن عمير، ومسلم (1821) من طريق حصين بن عبد الرحمن، ومسلم (1821)، والترمذي (2372) من طريق سماك بن حرب، والترمذي (2373) من طريق أبي بكر بن أبي موسى، أربعهم عن جابر بن سمره. وهو في "مسند أحمد" (20814) و "صحيح ابن حبان" (6662) و (6663).

مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے بعد تیس سال تک خلافت کا نظام قائم رہے گا اور اس کے بعد ظلم و زیادتی پر مبنی بادشاہت آجائے گی۔ چنانچہ تمام علماء کرام رحمہم اللہ علیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تیس برس کے عرصہ یعنی خلافت راشدہ کے بعد جو نظام حکومت ظاہر ہوا اس کو خلافت نہیں بلکہ بادشاہت و امارت کہنا چاہئے یہ ایک اہم اشکال ہے اور اسی بناء پر علماء کرام نے اس حدیث کی توجیہ و تاویل میں مختلف اقوال پیش کئے ہیں ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ "بارہ خلیفوں" سے مراد وہ بارہ لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سریر آرائے خلافت اور حکومت و سلطنت ہوئے۔

اور ان کے زمانہ اور اقتدار و حکومت میں مسلمانوں کے ظاہری حالات و معاملات اور رعایا کے مفاد کے اعتبار سے سلطنت و حکومت کا نظام مستحکم و متوازن رہا اگرچہ ان میں سے بعض برسر اقتدار لوگ ظلم و بے انصافی کے راستے پر بھی چلے، باہمی اختلاف و نزاع اور خرابیوں کا بھیانک ظہور ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان کے عہد اقتدار میں ہوا جو ان میں بارہواں شخص تھا، اس شخص کی امارت اس وقت قائم ہوئی جب اس کے چچا ہشام ابن عبد الملک کا انتقال ہوا پہلے تو لوگوں نے ولید ابن یزید کی امارت پر اتفاق کیا اور ان کا اتفاق چار برس تک قائم رہا لیکن چار برس کے بعد لوگ اس کے خلاف کھڑے ہوئے اور اس کو مار ڈالا، اس دن سے صورت حال میں تغیر پیدا ہو گیا اور فتنہ و فساد پوری طرح پھیل گیا یہ قول قاضی عیاض کی طرف منسوب ہے۔

اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ نے اس قول کی تحسین کی ہے اور کہا ہے کہ اگر یہ حدیث کی جتنی توجیہات کی گئی ہیں اور اس سلسلہ میں جتنے اقوال منقول ہیں ان سب میں یہی قول سب سے زیادہ مناسب اور سب سے زیادہ قابل ترجیح ہے اور اس کی تائید ان الفاظ سے ہوتی ہے جو اسی حدیث کے جزء کے طور پر بعض صحیح طرق میں منقول ہیں کہ "جمع" سے مراد ان خلفاء کی بیت پر لوگوں کا اتفاق و اجتماع اور ان کی قیادت و سرکاری ہو۔ نیز اس حدیث سے ان خلفاء کی جو مدح و توصیف مفہوم ہوتی ہے وہ دین عدالت اور حق و انصاف کی معاملات میں استحکام و استواری اور حکومت و امارت کے تئیں اتفاق و اتحاد کے اعتبار سے ہے۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کو تیس سال میں منحصر بیان فرمایا ہے تو وہاں خلافت خلافت نبوت ہے جب کہ اس حدیث میں خلافت امارت" مراد ہے چنانچہ خلفائے راشدین۔ بعد جو امراء (سربراہان حکومت) گذرے ان کو بھی خلیفہ ہی کہا جاتا ہے۔

اگرچہ ان کو خلیفہ کہنا مجازی معنی کے اعتبار سے ہے مذکورہ بالا پہلے قول کو اگرچہ علامہ ابن حجر نے اولی و ارجح قرار دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ لایزال الاسلام عزیزا اور لایزال الدین قائما کے ساتھ یہ قول کھلی ہوئی عدم مناسبت کا حامل ہے کیونکہ یہ الفاظ ان بارہ خلفاء کی اس مدح و تعریف کا صریح مظہر ہیں کہ ان کے زمانہ خلافت و امارت میں دین کو استحکام حاصل رہے گا حق کا بول بالا ہوگا اور ان کے عدل و انصاف کے ذریعہ اسلام کی شان و شوکت اور قوت کا اظہار ہوگا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ "خلفاء" سے مراد عادل و انصاف پرور خلفاء اور نیک طینت و پاکباز امراء ہیں جو اپنے ذاتی اوصاف حمیدہ کی بناء پر "خلافت" کا صحیح مضداق اور منصب امارت کے اہل ہوں، اس صورت میں حدیث کا لازمی مطلب یہ بیان کرنا نہیں ہوگا کہ یہ بارہ خلفاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد محض ایکے بعد دیگرے منصب خلافت و امارت پر متمکن ہوں گے جب کہ ہو سکتا

ہے کہ اصل مقصد اس طرح کے خلفاء و امراء کی محض تعداد بیان کرنا ہو خواہ ان کا ظہور کسی بھی عہد و زمانہ میں ہو اور بارہ کا عدد قیامت تک کسی وقت بڑھ کر پورا ہو تو ریشی کے مطابق اس حدیث اور اس بارہ میں منقول دوسری احادیث کے مفہوم و معنی کے تعین میں یہی قون زیادہ بہتر و مناسب اور قابل ترجیح ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اس حدیث میں اس طرح کے ان بارہ خلفاء و امراء کا ذکر مراد ہے جو حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ کے بعد منصب خلافت و امارت پر فائز ہوں گے گویا مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش خبری فرمائی کہ آخر زمانہ میں قریش سے نبی تعین رکھنے والے ایسے بارہ افراد مسلمانوں کی ملی و ملی اور حکومتی قیادت کے امین بنیں گے جن کے زمانہ اقتدار و امارت میں دین و مذہب کو عروج حاصل ہوگا اور اسلام کی شان و شوکت دوبالا ہوگی ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جب مہدی کا انتقال ہوگا تو قیادت و اقتدار کے مالک، یکے بعد دیگرے جو پانچ آدمی ہوں گے وہ سبط اکبر یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے، ان کے بعد قیادت و اقتدار کی باگ ڈور یکے بعد دیگرے ان پانچ آدمیوں کے ہاتھ میں آئے گی جو سبط اصغر حضرت سیدہ حسین رضی اللہ عنہ شہید کی اولاد میں سے ہوں گے اور ان میں آخری شخص اپنا ولی عہد ایسے شخص کو بنائے گا جو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہوگا اور مملکت و ملت کی امامت و سربراہی کے سلسلہ کا گیارہواں فرد ہوگا پھر جب یہ گیارہواں شخص اپنا زمانہ اقتدار چوراکرے انتقال کرے گا تو اس کا جانشین اس کا بیٹا ہوگا اور مسند اقتدار کا مالک بنے گا۔

اس طرح بارہ کا عدد پورا ہو جائے گا اور ان بارہ میں کا ہر شخص امام عادل اور ہادی مہدی ہوگا جس کی عداوت انصاف پسندی، دینداری اور رعایا سے اسلام اور مسلمانوں کو زبردست شان و شوکت اور سر بلندی و ہر دلعزیزی حاصل ہوگی اگر یہ حدیث صحیح ہے تو پھر مذکورہ بالا دوسرے قول کو ایک معقول اور بہترین توجیہ قرار دیا جاسکتا ہے ویسے ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بھی نقل کی جاتی ہے جس میں انہوں نے حضرت امام مہدی کے اوصاف و محاسن بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان (امام مہدی) کے وجود سے ہر رنج و فکر کو دور کر دے گا اور ان کے عدل و فتنہ کا سد باب ہو جائے گا ان کے زمانہ کے بعد پھر قیادت و اقتدار کی باگ ڈور ان بارہ آدمیوں کے ہاتھ میں آجائے گی جو یکے بعد دیگرے ڈیڑھ سو سال تک مملکت کی زمام کار سنبھالے رہیں گے۔ اور چونکہ قول یہ ہے کہ اصل مراد ایک ہی زمانہ میں بارہ خلفاء کا پایا جانا ہے جو اپنی اپنی جگہ خود مختار حیثیت کا دعویٰ کریں گے اور ان میں سے ہر ایک کی اطاعت کرنے والے لوگوں کا الگ الگ گروہ ہوگا اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ (ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا) وہ وقت آنے والا ہے جب میرے بعد خلیفہ ہوں گے اور بہت ہونگے "اس ارشاد گرامی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل مقصد یہ خبر دینا تھا کہ میرے بعد نہ نئے قتنوں کا ظہور ہوگا اور طرح طرح کے ختلافی و نزاعی معاملات اٹھ کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ ایک زمانہ میں بارہ خلفاء اپنی الگ الگ خلافت کا دعویٰ کریں گے اس آخری قول کے مطابق حدیث کی مراد دیا یہ ہوگی کہ بیک وقت بارہ خلفاء کے وجود کے زمانہ سے پہلے کے زمانہ تک تو مسلمانوں کی موثر اجتماعی و تنظیمی حیثیت برقرار رہے گی دین کا نظام مستحکم و استوار رہے گا اور اسلام کی عزت و شوکت بڑھتی رہے گی لیکن اس زمانہ میں (جب کہ بیک وقت بارہ خلفاء ہوں گے) اختلاف و نزاع کا فتنہ پھوٹ پڑے گا اور مسلمانوں کی شیرازہ بندی منتشر ہونے لگے گی۔ لیکن

پہلے قول کے مطابق حدیث میں مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان بارہ خانہ کے زمانہ تک امام اور علماء ان کا مسکن نہ تھا۔
 و ستوار رہنے کا ان میں جو عمل و اشطر اب پیدا ہوا وہ ان زمانہ کے بعد ہوا۔ ان حدیث میں بارہ خانہ کے
 اس پر محمول و منطبق یہ ہے کہ وہ اہل بیت میں سے ہوں گے جو وہ منصب خلافت پر ترقی فرماؤں گے اور ان کے متعلق ہے
 جو وہ منصب خلافت پر فائز ہو سکیں۔

4280 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَمِيرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ
 قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَزَالُ هَذَا الدِّينُ عَزِيْزًا إِلَى اثْنَيْ عَشَرَ خَيْفَةً
 قَالَ: فَكَبَّرَ النَّاسُ وَصَجُّوا ثُمَّ قَالَ كَلِمَةً خَفِيفَةً قُلْتُ لِأَبِي: يَا أَبَتِ مَا قَالَ قَالَ: كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ
 دہریز حضرت جابر بن سمرہ سے بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا: آپ نے فرمایا: یہ دین اس وقت تک
 غالب رہے گا جب تک ہر خاندان میں سے اس پر لوگوں نے بلند آواز میں گیسریں نہیں کیں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پست و ز میں بولی
 کلمہ ارشاد فرمایا تو میں نے اپنے والد سے دریافت کیا: اباجان! آپ سچے نے کیا فرمایا ہے؟ تو انہوں نے بتایا: وہ سب قریش سے
 تعلق رکھتے ہوں گے۔

4281 - حَدَّثَنَا ابْنُ نَفِيلٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ
 عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ زَادَ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ أَتَتْهُ قُرَيْشٌ فَمَالُوا: ثُمَّ يَكُونُ مَاذَا قَالَ: ثُمَّ
 يَكُونُ الْهَرَجُ

ابن ذریبی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر بن سمرہ سے منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: جب نبی
 اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے تو قریش آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ہوگا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 پھر قتل و غارت ہوں گے۔

4282 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَهُمْ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ يَغْنَبِيُّ
 ابْنُ عَيَّاشٍ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ
 بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا زَائِدٌ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ فِطْرِ الْمَعْنِيِّ
 وَاحِدٌ كُلُّهُمْ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا
 إِلَّا يَوْمٌ - قَالَ زَائِدٌ فِي حَدِيثِهِ: لَطَوَّلَ اللَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ ثُمَّ اتَّفَقُوا - حَتَّى يَبْعَثَ فِيهِ رَجُلًا مِثِّي - أَوْ مِنْ
 أَهْلِ بَيْتِي - يُوَاطِئُ اسْمَهُ اسْمِي وَاسْمُ أَبِي زَادٍ فِي حَدِيثِ فِطْرِ: يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا
 مِثَّتْ ظُلُمًا وَجَوْرًا وَقَالَ: فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ: لَا تَذْهَبُ أَوْ لَا تَنْقُضِي الدُّنْيَا حَتَّى يَمِيكَ الْعَرَبُ رَجُلٌ

4280 اسناد صحیح عامر: ہو اس شراحیل الشافعی، و داود: ہو اس انس ہد. و أخرجه مسلم (1821) من طریق دودس بن مسعود
 (1821) من طریق عبد الله بن عمرو، كلاهما عن الشعبي، به. و هو في "مسند أحمد" (20879)، و "صحیح ابن حبان" (6663)

مِنْ أَهْلِ بَيْتِي. يُوَاطُّ اسْمُهُ اسْمِي.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَفْظُ عَمَرٍ وَأَبِي هَكَذَا مَعْنَى سَفِيَّانَ

ربہ زید حضرت عبداللہ مجتہد نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اگر دنیا ختم ہونے میں صرف ایک دن باقی رہ جائے۔ زائد نامی راوی اپنی روایت میں یہ الفاظ بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ اس ایک دن کو طویل کر دے گا، یہاں تک کہ لوگ اتفاق کریں گے کہ اور وہ (اللہ تعالیٰ) اُن (لوگوں) میں مجھ سے (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں) میرے اہل بیت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو بھیجے گا۔ اس کا نام میرے نام جیسا ہوگا۔ اس کے والد کا نام میرے والد کے نام جیسا ہوگا۔ فطرنامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: وہ شخص زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا، جیسے وہ پہلے ظلم اور زیادتی سے بھری ہوئی تھی۔

سفیان نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: دنیا اس وقت تک نہیں جائے گی (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) ختم نہیں ہوگی جب تک میرے اہل بیت سے تعلق رکھنے والا شخص عرب کا حکمران نہیں ہوگا۔ اس کا نام میرے نام جیسا ہوگا۔ امام ابو داؤد بیہقی فرماتے ہیں: عمر اور ابو بکر نامی راویوں کی روایتوں کے الفاظ سفیان کی روایت جیسے ہیں۔

4283 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا فِطْرٌ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي بَرْزَةَ، عَنْ أَبِي الْخَفَّيْلِ، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا يَوْمٌ، لَبَعَثَ اللَّهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يَمْلِكُهَا عَدْلًا كَمَا مِلَّتْ جَوْرًا

حضرت علی مجتہد نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آپ نے فرمایا ہے: اگر زمانہ ختم ہونے میں صرف ایک دن رہ جائے تو اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو بھیجے گا جو زمین کو عدل سے یوں بھر دے گا جیسے پہلے وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی۔

4284 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمَلِيحِ الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ بَيَّانٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْمَهْدِيُّ مِنْ عِثْرِي، مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ قَالَتْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ: وَسَمِعْتُ أَبَا الْمَلِيحِ، يُثْنِي عَلَى عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلٍ، وَيَذْكُرُ مِنْهُ صَلَاحًا

4283- إسناده صحيح. أبو الخفيل: هو عامر بن والله، وفطر: هو ابن خليفة، وهذا الأخير - وان روى بالتشيع - لم يأت بما ينكر، وقد وافقه رواية ابن مسعود وغيره كما في الحديث السالف قبله. وقال العلامة العظيم آبادي: منحه حسن قوى. وأخرجه ابن أبي شيبة 198 / 15، وأحمد (773)، والبرار (493) وابن قانع في "معجم الصحابة" 259 / 2، وأبو عمرو الداني في "الفتن" (561)، والبيهقي في "الاعتقاد" ص 216، والبقوي في "شرح السنة" (4279) من طريق فطر بن خليفة، بهذا الإسناد. وأخرجه أحمد (773)، والبيهقي في "الاعتقاد" ص 215 و 216 من طريق فطر ابن خليفة، عن حبيب بن أبي ثابت، عن أبي الطفيل، عن علي بن أبي طالب. وحبيب ثقة أيضاً، فلا يصح هذا الاختلاف، لأن الحديث حيثما دار، دار على ثقة. وأخرج عبد الرزاق في "مصنفه" (20776)، ومن طريقه أبو عمرو الداني (422) و (552).

﴿﴾ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ”مہدی“ میرے خاندان سے تعلق رکھتا ہوگا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوگا۔

عبداللہ بن جعفر نامی راوی بیان کرتے ہیں۔ میں نے اپنے استاد ابوالفتح لہجی کو سنا ہے وہ علی بن نفیل نامی راوی کی تعریف کر رہے تھے اور ان کی خوبیوں کا تذکرہ کر رہے تھے۔

4285 - حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ مَتَّامٍ بْنِ بَزِيعٍ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَهْدِيُّ مِنِّي، أَجَلُ الْجَنَّةِ أَقْبَى الْأَنْفِ، يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا، كَمَا مَلَأَتْ جَوْزًا وَظُلُمًا، يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ.

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مہدی مجھ سے ہوگا اور وہ روشن پیشانی اور اونچی ٹاک کا مالک ہوگا اور زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دے گا جیسے پہلے ظلم و زیادتی سے بھری ہوئی تھی۔ وہ سات برس تک حکومت کرے گا۔

4286 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَهْلٍ، عَنْ صَاحِبِ لَه، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَكُونُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيفَةٍ، فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، فَيُتَبَايَعُونَ لَهُ وَهُوَ كَارِهٌ، فَيُتَبَايَعُونَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ، وَفِي الْمَدِينَةِ، فَإِذَا رَأَى النَّاسُ ذَلِكَ أَلِ الْإِشْرَاقِ، فَيُتَبَايَعُونَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ، ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَلِ الْإِشْرَاقِ، فَيُتَبَايَعُونَ عَلَيْهِمْ، وَذَلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ، وَالْخَبِيرَةُ لِمَنْ لَمْ يَشْهَدْ غَنِيمَةَ النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُلْقَى الْإِسْلَامُ بِجَوَانِهِ فِي الْأَرْضِ، فَيَلْبَسُ سَبْعَ سِنِينَ، ثُمَّ يَتَوَلَّى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ.

قال أبو داود: قال بعضهم عن هشام: تسع سنين، وقال بعضهم: سبع سنين.

﴿﴾ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف ہوگا تو اہل مدینہ میں سے ایک شخص نکل کر مکہ چلا جائے گا۔ اہل مکہ سے تعلق رکھنے والے افراد اس کے پاس آئیں گے اور اسے نکلنے کے لئے کہیں گے۔ وہ اس بات کو ناپسند کرے گا تو وہ لوگ ”رکن“ اور ”مقام ابراہیم“ کے درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے پھر ان کی طرف اہل شام کی طرف سے ایک لشکر بھیجا جائے گا۔ ان لوگوں کو مکہ اور مدینہ کے درمیان ”بیداء“ کے مقام پر زمین میں دھنسا دیا جائے گا جب لوگ یہ دیکھیں گے تو شام اور عراق کے بڑے بڑے لوگ اس کے پاس آئیں گے اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے پھر قریش سے تعلق رکھنے والا ایک شخص بڑا ہوگا جس کے تھپال بنی کلب ہوں

حساب المہاجر

ہے۔ ان دونوں طرف ایک لشکر بیٹھا تھا یہ لوگ ان پر غالب آجائیں گے۔ یہ بنی کلب کا لشکر تھا۔ اس شخص نے اپنے بھائی کے لئے مال کی قیمت میں شامل نہیں ہوگا۔ پھر وہ (مہدی) مال کو تقسیم کرے گا اور لوگوں کے درمیان ان کے نبی مایہ الامارین سنت کے مطابق حکومت کرے گا۔ وہ اسلام کو پوری دنیا میں پھیلا دے گا اور سات برس تک رہے گا پھر اس کا انتقال ہو جائے گا اور مسلمان اس کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں بعض راویوں نے "نو" برس کا تذکرہ کیا ہے اور بعض راویوں نے سات برس کا تذکرہ کیا ہے۔

4287 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، بِهَذَا الْحَدِيثِ وَقَالَ: تِسْعَ سِنِينَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ غَيْرُ مُعَاذٍ، عَنْ هِشَامٍ: تِسْعَ سِنِينَ.

ترجمہ: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں نو برس کا ذکر ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: معاذ کے علاوہ دیگر راویوں نے "نو" برس کا ذکر کیا ہے۔

4288 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَحَدِيثُ مُعَاذٍ أَتَمُّ.
 ترجمہ: عبد اللہ بن حارث نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے یہ حدیث نقل کی ہے تاہم معاذ نامی راوی کی نقل کردہ حدیث زیادہ مکمل ہے۔

4289 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رَفِيعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الْغُبَطِيَّةِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِقِصَّةِ جَيْشِ الْخُسْفِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَيْفَ مَن كَانَ كَارِهَا، قَالَ: يُخَسَفُ بِهِمْ، وَلَكِنْ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى نَبِيِّهِ.

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: جس میں زمین میں دھنسائے جانے والے لوگوں کا قصہ بیان کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! اس شخص کا کیا انجام ہوگا جو زبردستی ساتھ لایا گیا ہو؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان سب کو دھنسا دیا جائے گا لیکن قیامت کے دن انہیں ان کی نیت کے مطابق زندہ کیا جائے گا۔

1/4290 - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثْتُ عَنْ هَارُونَ بْنِ الْبَغِيزَةِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي رَافٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَنَظَرَ إِلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ، فَقَالَ: إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ كَمَا سَيِّدَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ رَجُلٌ يُسَمَّى بِاسْمِ نَبِيِّكُمْ يُشِيبُهُ فِي الْخَلْقِ، وَلَا يُشِيبُهُ فِي الْخَلْقِ، ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةَ - يَمْلَأُ الْأَرْضَ عَدْلًا

ترجمہ: امام ابو داؤد رحمہ اللہ اپنے سند کے ہمراہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف

دیکھا اور فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہوگا جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے یہ نام دیا ہے اور عنقریب اس کی اوراد میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے نبی علیہ السلام کے نام جیسا ہوگا۔ وہ اخلاق میں تمہارے نبی علیہ السلام کے ساتھ مشابہت رکھتا ہوگا تین ظاہری شکل و صورت میں تمہارے نبی علیہ السلام سے مشابہت نہیں رکھتا ہوگا۔

راوی بیان کرتے ہیں پھر اس کے بعد انہوں نے پورا قصہ بیان کیا جس میں یہ الفاظ ہیں: وہ شخص زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔

2/4280 - وَقَالَ هَارُونُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ طَرِيفٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَاءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ: الْحَارِثُ بْنُ حَرَائِثٍ عَلَى مُقْلِمَتِهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: مَنْصُورٌ يُوَظُّي - أَوْ يُحْتَكِنُ - لِرَأْسِ مُحَمَّدٍ كَمَا مَكَّنْتُ قُرَيْشَ لِرَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهُ أَوْ قَالَ: إِيَّاهُ

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ہلال بن عمرو کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ ایک شخص نکلے گا جس کا نام حارث بن حرائث ہوگا۔ وہ محمد (ﷺ) کے گھروالوں کی اس طرح تائید کرے گا جیسے قریش نے نبی اکرم ﷺ کی تائید کی تھی۔ ہر مسلمان پر اس کی مدد کرنا واجب ہوگا۔

(راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس کی دعوت کو قبول کرنا لازم ہوگا۔

کِتَابُ الْمَلَا حِم

کتاب: (امت میں رونما ہونے والے اہم) معرکوں کا بیان

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي قَرْنِ الْبَيَّاتَةِ

باب: ایک صدی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4291- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ النَّهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ شَرَّاحِيلَ بْنِ يَزِيدَ الْمُعَاوِرِيِّ، عَنْ أَبِي عُلْفَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فِيمَا أَعْلَمُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شَرِيحٍ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ، لَمْ يَجْزِ بِهِ شَرَّاحِيلُ

❦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”بے شک اللہ تعالیٰ اس امت میں، ہر ایک سو سال بعد، اس شخص کو بھیجے گا، جو ان کے لیے دین (کے کام) کی تجدید کرے گا۔“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبدالرحمن نے یہ روایت نقل کی ہے، تاہم وہ شراحیل سے آگے نہیں بڑھا۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ مَلَا حِمِ الرُّومِ

باب: رومیوں کے ساتھ جنگ کے بارے میں جو کچھ مذکور ہے

4292- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ، قَالَ: مَالَ مَكْحُولٌ وَابْنُ أَبِي زَكْرِيَّا، إِلَى خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ وَمِلَتْ مَعَهُمْ، فَحَدَّثَنَا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنِ الْهَدْنَةِ، قَالَ: قَالَ جُبَيْرٌ: انْطَلَقْتُ بِنَا إِلَى ذِي طَيْفٍ، رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَتَيْنَاهُ فَسَأَلَهُ

4291- إسناده صحيح، وقد احتج بهذا الحديث أحمد بن حنبل، فقال: إن الله يقبض للناس في رأس كل منه من يعلمهم السور ويهي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم - الكذب. وقد ذكره الحافظ في "تواری التأسیس" ص 49 - 46 من طرق عن أحمد بن حنبل، ثم قال: وهذا يشعر بأن الحديث كان مشهوراً في ذلك العصر، ففيه تقوية للسند المذكور، مع أنه قوي لثقة رجاله وصحة إسناده ملا علی القاری فی "معرفة المصالح" 248 / 1 قلنا: أبو علفمة: هو الفارسی المصری سماه ابن عدی: مسلم بن بشار. وهو فی کتاب "الرجال" لابن وهب كما فی "الكامل" لابن عدی 123 / 1، ومن طريقه أخرجه الطبرانی فی "الأوسط" (6527)، وابن عدی فی "الكامل فی الصغفاء" 123 / 1، "الحاكم 522 / 4، وأبو عمرو الدانی فی "الفتن" (364)، والبيهقي فی "معرفة السنن والآثار" (422)، ولفی "مناقب الشافعي" 53 / 1، والحطیب فی "تاريخه" 62 - 61 / 2، وابن عساکر فی "تاريخ دمشق" 338 / 51.

جُبَيْرٌ عَنِ الْهُذَنَةِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: سَتُصَالِحُونَ الرُّومَ صَلَاحًا آمِنًا، فَتَغْزُونَ أَنْتُمْ وَهُمْ عُدُوًّا آمِنٌ وَرَائِكُمْ، فَتَنْصَرُونَ، وَتَغْنَمُونَ، وَتَسْلَمُونَ، ثُمَّ تَرْجِعُونَ حَتَّى تَنْزِلُوا بِمَرْجِ ذِي ثُلُولٍ، فَيَرْفَعَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ النَّصْرَانِيَّةِ الصَّلِيبَ، فَيَقُولُ: غَلَبَ الصَّلِيبُ، فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَيَذُقُهُ، فَعِنْدَ ذَلِكَ تَغْدِرُ الرُّومُ، وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَةِ

حسان بن عطیہ بیان کرتے ہیں: کھول اور ابن ابوزکریا، خالد بن معدان کی طرف روانہ ہوئے، تو میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا، خالد نے جبیر بن نفیر کے حوالے سے ایک روایت نقل کی، جو مصالحت کے بارے میں تھی، تو جبیر نے کہا: آپ لوگ چلیں، ہم حضرت ذی ثنبر کی طرف چلتے ہیں، یہ نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں، ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو جبیر نے ان سے (مسلمانوں اور عیسائیوں) کی مصالحت کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”عنقریب تم رومیوں کے ساتھ پُر امن صلح کرو گے اور ان کے ساتھ مل کر ایہ ناسے جنگ کرو گے، جو ان کے پار رہتا ہوگا اور تم لوگ ان پر غالب آ جاؤ گے، تمہیں غنیمت بھی حاصل ہوگی، تم ت بھی رہو گے۔ پھر تم وہاں سے واپس آؤ گے اور غیلوں والے ایک میدان پر آؤ کرو گے، تو عیسائیوں میں سے ایک صلیب کو بلند کر کے یہ کہے گا: صلیب غالب آ گئی، تو ایک مسلمان غصے میں آ جائے گا، وہ اسے قتل کر دے گا، وقت رومی معاہدے کی خلاف ورزی کریں گے اور جنگ کے لیے کھٹے ہو جائیں گے۔“

4293- حَدَّثَنَا مُؤَمِّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ حَسَّانِ بْنِ كَرِيمٍ، أَنَّ اللَّهَ تِلْكَ الْعِصَابَةُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. لَمَّا قَالَ عِيسَى

عَطِيَّةٌ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، وَزَادَ فِيهِ: وَيَثُورُ الْمُسْلِمُونَ إِلَى أَسْلِحَتِهِمْ، فَيَقْتُلُونَ بِالشَّهَادَةِ إِلَّا أَنَّ الْوَلِيدَ جَعَلَ الْحَدِيثَ عَنْ جُبَيْرٍ، عَنْ ذِي ثُنْبَرٍ، عَنِ الشَّيْبِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَ دَوْحٌ، وَيَخْبِي بْنُ حَمْزَةَ، وَبَشِيرُ بْنُ بَكْرِ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

”مسلمان اپنے اسلحے کی طرف جائیں گے اور لڑائی شروع کر دیں گے، تو اللہ تعالیٰ اس گروہ کو شہادت سے سرفراز کرے گا۔“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، جو حضرت ذی ثنبر کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

رومیوں سے جنگ کے متعلق مسلم کی حدیث کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ میراث کا حق نہ ہو جائے گا۔ یعنی یا تو کفار کے مقابلہ میں مسلمانوں کے کثرت سے مارے جانے کی وجہ سے میراث کی تقسیم نہ ہو جائے گی کیونکہ اس وقت جو تھوڑے بہت مسلمان بچیں گے ان کو اتنا ہوش کہاں ہوگا کہ وہ اپنے مرنے والے مورثوں سے ترکہ کی تقسیم کی طرف دھیان دیں یا شرعی احکام پر عمل آوری میں کوتاہی کے سبب لوگ میراث تقسیم کرنا بند کر دیں گے اور یا یہ کہ مرنے والے لوگ اپنے ذمہ داروں سے قرض اور مطالبات چھوڑ جائیں گے کہ ان کی ادائیگی کرنے کے بعد ترکہ میں سے اتنا بچے گا ہی نہیں کہ اس کی تقسیم کی نوبت آئے اور جب تک مال غنیمت سے خوش ہوئے نہ چھوڑیں گے (یعنی قیامت قائم ہونے سے پہلے ایک بات تو یہ ہوئی میراث کی تقسیم نہ ہو پائے گی اور دوسری بات یہ ہوگی کہ مسلمان غنیمت کے مال سے خوش نہیں ہوا کریں گے اور یہ خوش نہ ہوتا یا تو اس اعتبار سے ہوگا کہ مال غنیمت ملنا ہی بند ہو جائے گا اور جب مال ملے گا نہیں تو کوئی خوش کہاں سے ہوگا اور یا خوش نہ ہونے سے یہ مراد ہے کہ جو لوگ مال غنیمت کی حفاظت و تقسیم کے ذمہ دار ہوں گے وہ خیانت و بددیانتی کا ارتکاب کرنے لگیں گے جس کی وجہ سے مال غنیمت ایماندار اور با دیانت لوگوں کے لئے کسی خوشی کا باعث نہیں ہوگا) پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان دونوں باتوں کی حقیقت کو واضح کرنے اور صورت واقعہ ظاہر کرنے کے لئے بیان کیا کہ دشمن یعنی کافر اہل شام سے لڑنے کے لئے فوج اور طاقت جمع کریں گے۔ اور مسلمان بھی ان کافروں سے مقابلہ کے لئے لشکر اور طاقت جمع کریں گے دشمن سے مراد رومی ہیں، چنانچہ مسلمان اپنے لشکر میں کچھ فوج منتخب کر کے آگے بھیجیں گے تاکہ وہ جنگ کرے اور مرجائے اور اگر واپس آئے تو فتح یاب اور غالب ہو کر آئے۔ پس دونوں طرف کے لشکر ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہو جائیں گے اور جنگ شروع ہو جائے گی یہاں تک کہ دونوں لشکروں کے درمیان رات جا کر ہو جائے گی اور جنگ کو روک دے گی نیز دونوں فریق اپنے اپنے ٹھکانوں میں واپس آ جائیں گے اور ان میں سے نہ کوئی غالب و فتح یاب ہوگا اور نہ کوئی مغلوب و مفتوح البتہ دونوں طرف کی فوج کے وہ چیدہ اور منتخب دستے جو لڑنے کے لئے آگے گئے ہوں گے فنا کے گھاٹ اتر جائیں گے یعنی دونوں طرف کے لشکروں نے اپنے جن چیدہ فوجیوں کو لڑنے کے لئے آگے بھیجا ہوگا وہ اس دن کی جنگ میں کام آ جائیں گے۔ اور باقی تمام فوج اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس آ جائیں گے، اس طرح اس دن کی جنگ میں دونوں فریق برابر برابر رہیں گے، نہ کوئی غالب ہوگا نہ کوئی مغلوب پھر دوسرے دن مسلمان ایک دوسرے کے لشکر کو منتخب کر کے آگے بھیجیں گے تاکہ وہ جنگ کرے اور مرجائے اور واپس آئے تو فتح یاب ہو کر آئے پس دونوں طرف کے لشکر ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہو جائیں گے یہاں تک کہ دونوں لشکروں کے درمیان رات جا کر ہو جائے گی اور دونوں طرف کی فوجیں اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس آ جائیں گی ان میں سے نہ کوئی غالب ہوگا نہ کوئی مغلوب البتہ دونوں طرف کی فوج کے وہ چیدہ دستے جو لڑنے کے لئے آگے گئے ہوں گے فنا کے گھاٹ اتر جائیں گے پھر تیسرے دن مسلمان ایک اور لشکر کو منتخب کر کے آگے بھیجیں گے تاکہ وہ جنگ کرے اور مرجائے اور اگر واپس آئے تو فتح یاب ہو کر آئے، پس دونوں طرف کے لشکر کو ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہو جائیں گے یہاں تک کہ شام ہو جائے گی اور دونوں اطراف کے فوجی اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس آ جائیں گے ان

میں سے نہ کوئی غالب ہوگا نہ کوئی مغلوب البتہ دونوں طرف سے چیدہ دستہ جوڑنے سے لے آگے تھے ہوں سے فتنے کا حال تھا
 جہاں سے۔ اور پھر جب چوتھا دن ہوگا تو مسلمانوں کی باقی ماندہ فوج کفار سے جنگ سے لے نکلے گی، یہی وہ اللہ تعالیٰ ان سے
 ہاتھوں کفار کو شکست دلوائے گا۔ بہر حال اس دن نہایت سخت اور خوفناک جنگ ہوگی اور مسلمان جان و مال سے اور ایسا نہیں
 ہے کہ اس طرح کی لڑائی کبھی نہیں دیکھی گئی ہوگی، یہاں تک کہ اگر کوئی پرندہ لشکر والوں سے اوپر سے گزرے، جانا چاہے گا تو ان سے بچے
 نہیں چھوڑے گا یعنی ان سے آگے نہیں گزر سکے گا کہ مرکز زمین پہ گھر پڑے گا مطلب یہ کہ اس لڑائی میں اس سخت سے لوگ
 مارے جائیں گے کہ پورا میدان جنگ لاشوں پٹا پڑا ہوگا اور اگر کوئی پرندہ ان لاشوں سے اوپر سے گزرے گا تو آگے نہیں جا
 پائے گا بلکہ لاشوں کے ناقابل برداشت بدبو کی وجہ سے مرکز گھر پڑے گا یا یہ کہ وہ میدان جنگ اتنا وسیع اور طویل ہوگی کہ اگر کوئی
 پرندہ اس کے ایک سرے سے اڑ کر دوسرے سرے تک جانا چاہے گا تو نہیں جاپائے گا بلکہ اڑتے اڑتے تھک جائے گا اور مرکز گھر
 پڑے گا۔ پھر جب ایک باپ کے بیٹے یعنی کسی ایک خاندان یا کسی ایک سلسلے کے لوگ کہ جن کی تعداد سو ہوگی انہوں کو شمار کرنا شروع
 کریں تو ان میں سے صرف ایک مل پائے گا یعنی جنگ ختم ہونے کے بعد باقی ماندہ لشکر کے لوگ جانی نقصان کا جائزہ لینا شروع
 کریں گے، چنانچہ ہر شخص اپنے اقارب اور متعلقین کو شمار کرے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ اگر اس کے اقارب اور متعلقین سو تو تعداد میں
 جنگ میں شریک ہوئے تھے تو ان سولوگوں میں سے ایک ہی شخص زندہ بچا ہے باقی سب کام آگئے ہیں، حاصل یہ کہ اس جنگ میں
 جانی نقصان اس کثرت سے ہوگا کہ زندہ بچ رہنے والوں کا تناسب سو میں ایک ہوگا پس ایسی صورت میں جب کہ مرنے والوں کی
 تعداد اس قدر بڑی ہوگی کون سا مال غنیمت خوشی کا باعث ہوگا اور کونسی میراث تقسیم ہوگی؟ بہر حال مسلمان اسی حالت میں ہوں گے
 کہ اچانک ان کو ایک سخت لڑائی کی خبر معلوم ہوگی، جو پہلی لڑائی سے بھی زیادہ بڑی اور بھیاں تک ہوگی، پھر مسلمان یہ آواز سنیں گے کہ
 جیسے کوئی اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے کہ ان کی عدم موجودگی میں ان کے اہل و عیال کے درمیان دجال پہنچ گیا ہے (یہ خبر سننے
 ہی وہ) مسلمان اپنے ہاتھ کی چیزیں یعنی مال غنیمت کی اشیاء کو کہ جو انہیں ملی ہوں گی پھینک پھینک کر دجال کی طرف متوجہ ہو جائیں
 گے اور پہلے وہ اپنے دس سواروں کو آگے بھیجیں گے تاکہ دشمن کے بارے میں واقفیت بہم پہنچائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا تھا کہ مسلمان جن سواروں کو آگے بھیجیں گے یقیناً میں ان کے اور ان کے باپ کے نام بھی جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ ان
 کے گھوڑے کس رنگ کے ہوں گے نیز وہ بہترین سوار ہوں گے، یا یہ فرمایا کہ وہ اس زمانہ کے روئے زمین کے بہتر سواروں میں
 سے ہوں گے۔ (مسلم مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1361)

شرط "فوج کے اس جانباز دستہ کو کہتے ہیں جو لشکر کے بالکل آگے ہو اور اپنی جانیں تک قربان کر دینے کے عزم کے ساتھ
 میدان جنگ میں سب سے پہلے کودے۔" "یشترط" کا لفظ اسی سے مشتق ہے جو باب تفعیل سے نکالا گیا ہے نیز یہ لفظ باب
 افتعال سے "بھی نقل کیا گیا ہے بہر حال یہ جملہ لاتر جمع الاغالبہ اصل میں شرط للموت کی صفت کا شفعہ مبینہ و واضح ہے جس
 کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کا لشکر اپنے جس جانباز دستہ کو آگے بھیجے گا اس کو یہ ہدایت ہوگی کہ وہ کسی بھی حالت میں دشمن کے
 مقابلے سے بھاگے گا نہیں بلکہ سخت سخت حالت میں بھی محاذ پر ڈٹا رہے، یہاں تک کہ دشمن کو فنا کے گھاٹ اتار کر سرخ رو لوٹے یا خود

فان کے کھاٹا تر جائے۔ فیجعل اللہ الدبرۃ علیہم میں لفظ "دبر" ادبار کا اسم ہے۔

بعض روایتوں میں یہ لفظ دابر بھی منقول ہے لیکن معنی کے اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ دونوں ہی سے مراد شکست اور ہزیمت ہے۔ "قبای غنیمۃ" حرف تفریعہ یا فیصیحہ ہے اور طیبی نے لکھا ہے کہ یہ جملہ فحوی ترکیب کے اعتبار سے جزاء ہے شرط محذوف کی کہ پہلے تو مبہم طور پر فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ میراث کا تقسیم ہونا موقوف نہ ہو جائے گا اور مسلمان مال غنیمت سے خوش ہونا چھوڑ دیں گے۔ اس کے بعد جملہ کی وضاحت آگے کی عبارت عدد و مجموعہ ان لفظ دشمن یعنی کافر اہل اسلام سے لڑنے کے لئے فوج اور طاقت جمع کریں گے ان لفظ کے ذریعے کی اور اس وضاحت کو مذکورہ مفت (یعنی بڑی بھیاں اور خوفناک جنگ ہونے اور اس میں اس قدر جانی نقصان ہونے) کے ساتھ مقید کیا کہ میراث اس لئے تقسیم نہیں ہوگی اور مسلمانوں کو مال غنیمت سے اس لئے خوشی نہیں ہوگی کہ جہاں اتنا زیادہ جانی نقصان ہوا اور اس قدر کثرت سے لوگ مارے گئے ہوں وہاں تقسیم کہاں اور خوشی کہاں؟

طلیحہ "کریمہ کے وزن پر ہے اور اس کے معنی اس شخص کے ہیں جس کو دشمن کی خبر لانے کے لئے آگے بھیجا جائے۔ چنانچہ ان دس سواروں سے مراد فوجی جاسوسوں کی وہ ٹکڑی ہے جس کو دشمن کے حالات، ساز و سامان اور قوت و تعداد کی خبر لانے کے لئے دشمن کے ٹھکانوں کی طرف روانہ کیا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد "میں ان کے اور ان کے باپ کا نام جانتا ہوں ان لفظ اعجاز نبوت کی دلیل ہے، یعنی یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ سینکڑوں سال بعد وقوع پذیر ہونے والے کسی واقعہ سے متعلق افراد کے نام اور ان کے باپ کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ تک کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا، نیز یہ بات اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کی کلیات و جزئیات کو محیط ہے اور اس نے جس چیز کے بارے میں جس قدر مناسب جانا اس قدر علم اپنے رسول کو بھی عطا فرما دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ رومی اعماق یا دابق میں آئندہ ممکن گے اور پھر مدینہ والوں کا ایک لشکر ان کے مقابلے کے لئے نکلے گا جس میں اس دن یعنی اس وقت کے روئے زمین کے سب سے بہتر لوگ شامل ہوں گے جب لڑائی کے لئے صف بندی ہوگی تو رومی یہ کہیں گے کہ ہمارے ان لوگوں کے درمیان کہ جو ہمارے لوگوں کو قید کر کے لائے ہیں، جگہ خالی کر دو تا کہ ہم ان سے لڑیں (یعنی جن مسلمانوں نے اس سے پہلے ہمارے خلاف جہاد کیا اور ہمارے کچھ لوگوں کو قیدی بنا کر لے آئے ان مسلمانوں کو ہمارے مقابلہ پر لاؤ کیونکہ ہم تم سب مسلمانوں سے لڑنا نہیں چاہتے بلکہ بدلہ اتارنے کے لئے صرف ان ہی مسلمانوں سے لڑنا چاہتے ہیں۔ گویا رومی یہ بات اس لئے کہیں تاکہ مسلمان ان کی باتوں میں آکر اپنی اجتماعیت کھودیں اور باہمی تفریق کا شکار ہو جائیں) لیکن مسلمان ان کو جواب دیں گے کہ واللہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ہم تمہارے اور اپنے ان مسلمان بھائیوں کے درمیان جگہ خالی نہیں کر سکتے یعنی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم ان مسلمان بھائیوں کو تو تمہارے مقابلہ پر لڑنے کے لئے آگے کر دیں اور خود ایک طرف ہو جائیں، اگر لڑیں تو ہم سب لڑیں گے اور ایک ساتھ لڑیں گے چنانچہ سارے مسلمان رومیوں سے لڑنا شروع کر دیں گے اور جب گھسان کارن پڑے گا تو ان مسلمانوں

میں سے ایک تہائی مسلمان بیٹھ دکھا کر بھاگ کھڑے ہوں گے، جن کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اور ایک تہائی مسلمان جام شہادت نوش کریں گے، جو یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین شہید قرار پائیں گے۔ اور باقی ایک تہائی مسلمان فتح یاب ہوں گے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ ان کو اپنی مدد و نصرت کے ذریعے رومیوں کے مقابلے پر کامیابی عطا فرمائے گا اور ان کے ہاتھوں رومیوں کے شہروں کو فتح کرائے گا ان مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کبھی قتل نہیں ڈالے گا۔ پھر مسلمان قسطنطنیہ کو فتح کر لیں گے) (یعنی اس شہر کو کافروں کے قبضہ سے لے لیں گے) اور اس کے بعد اس وقت جب کہ وہ مسلمان مال غنیمت تقسیم کرنے میں مصروف ہوں گے اور اپنی تلوار کو زیتون کے درختوں پر لٹکائے ہوئے ہوں گے اچانک شیطان ان کے درمیان یہ بات پھونک دے گا کہ مسلمانو! تم یہاں مصروف ہو جب کہ تمہاری عدم موجودگی میں مسیح دجال تمہارے گھروں میں پہنچ گیا ہے۔ اسلامی لشکر کے لوگ یہ سنتے ہی قسطنطنیہ سے نکل کھڑے ہوں گے لیکن شیطان کی یہ خبر سراسر جھوٹی ثابت ہوگی، البتہ جب مسلمان شام پہنچیں گے تو پھر دجال ظاہر ہوگا مسلمان اس سے لڑنے کی تیاری کریں گے اور صف بندی میں مشغول ہوں گے کہ نماز کا وقت آجائے گا اور مؤذن تکبیر کہنے کے لئے کھڑا ہو چکا ہوگا۔ اتنے میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے منارے پر اتریں گے پھر قدس آئیں گے اور مسلمانوں کی امانت کریں گے۔ پھر اللہ کا وہ دشمن یعنی دجال جو اس وقت مسلمانوں کو گھیرے ہوئے ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اس طرح گھلنا شروع ہو جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھلنے لگتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو اس حالت میں چھوڑ دیں اور قتل نہ کریں تو وہ سارا گھل جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کئے بغیر خود مر جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت و مرضی چونکہ یہ ہوگی کہ اس کی موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں واقع ہو اس لئے اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کروائے گا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو یا کافروں کو اور یا سب کو دجال کا خون اپنے نیزے کے ذریعے دکھائے گا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس نیزے سے دجال کو قتل کریں گے اور جو اس کے خون سے آلودہ ہوگا اس کو لوگوں کو دکھائیں گے کہ دیکھو میں نے اس دشمن اللہ کا کام تمام کر دیا ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1360)

"اعماق اطراف مدینہ میں ایک جگہ کا نام تھا اسی طرح "وابق" مدینہ کے ایک بازار کا نام تھا۔ لیکن ایک قول جو زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ اس حدیث میں مدینہ سے مراد شہر حلب ہے جو ملک شام میں واقع ہے اور اعماق و وابق حلب و انطاکیہ کے درمیان دو مقامات کے نام ہیں، چنانچہ کتاب ازہار میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ مدینہ سے مراد مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد لینا صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث میں جس زمانہ کے واقعہ کے بارے میں پیش گوئی فرمائی گئی ہے اس وقت مدینہ منورہ کسی طرح بھی تخریب کاری یا کسی اسلام دشمن حملہ سے بالکل محفوظ و مامن ہوگا بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ مدینہ سے مراد شہر دمشق ہے۔" جن کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا، سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ ان لوگوں کی موت کفر کی حالت میں ہوگی اور وہ کبھی بھی عذاب سے نجات نہیں پائیں گے۔

ان مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کبھی قتل نہیں ڈالے گا" کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسلمان اپنے جس ایمانی استقلال و عزیمت اور اسلامی شجاعت و بہادری کا ثبوت دیں گے اس کا انعام ان کو یہ ملے گا کہ اللہ تعالیٰ ان کو کبھی بھی کسی آفت و بلا میں نہیں ڈالے گا اور نہ

یہ خون کی کسی آزمائش سے دوچار کرے گا۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو کبھی بھی عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا پس یہ اس بات کی بشارت ہے کہ ان لوگوں کا خاتمہ بخیر ہوگا۔ "قسطنطنیہ" کے بارے میں زیادہ مشہور اور صحیح قول یہ ہے کہ اصل میں یہ غلط "قسطینیہ" سے ہیں بعض معمرات نے قسطنطنیہ کو زیادہ صحیح کہا ہے

قسطنطنیہ تاریخ کا ایک مشہور شہر ہے جو اپنے زمانہ میں رومیوں کا دار السلطنت تھا اور ان کے سب سے بڑے شہروں میں ایک بڑا شہر رہا۔ یہ شہر قسطنطنین بادشاہ کی طرف منسوب ہے جس نے اس کو ۳۳۰ء میں بسایا اور رومی سلطنت کا پایہ تخت قرار پایا۔ اب اس شہر کو آبنائے فاسورس کے کنارے واقع ہے استنبول کہا جاتا ہے اور ترکی کی مملکت میں شامل ہے ترمذی نے وضاحت کی ہے کہ یہ شہر صحابہ کے زمانہ میں فتح ہو گیا تھا اور تاریخی روایات کے مطابق دوسری مرتبہ یہ شہر ۱۴۵۳ء میں عثمانی ترکوں کے ذریعے فتح ہوا اور اب تک اس پر مسلمانوں کا قبضہ ہے لیکن اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر ایک مرتبہ پھر مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جائے گا اور پھر آخری زمانہ میں جب کہ قیامت قریب ہوگی، مسلمان اس کو فتح کر لیں گے اور اسی زمانہ میں کانے دجال کا ظہور ہوگا۔ فاذا جاء الشام (جب مسلمان شام پہنچیں گے) میں "شام" سے مراد "قدس" ہے جس کو "بیت المقدس" کہا جاتا ہے چنانچہ بعض روایتوں میں اس کی تصریح بھی ہے اور اس وقت بیت المقدس ملک شام ہی کی حدود میں تھا اب یہ فلسطین میں ہے جو ایک مستقل ملک ہے۔

مسلمانوں کی امامت کریں گے" کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت نماز تیار ہوگی اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مسلمانوں کو نماز پڑھائیں گے اور ان مسلمانوں میں حضرت امام مہدی بھی ہوں گے۔ لیکن ایک روایت میں یہ ہے کہ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت کرنے کے لئے حضرت امام مہدی کو آگے بڑھائیں گے اور ان سے فرمائیں گے کہ اس نماز کی اقامت چونکہ تمہاری امامت کے لئے کبھی گئی ہے اس لئے تم ہی نماز پڑھاؤ اس بات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقصود اس طرف اشارہ کرنا بھی ہوگا کہ اب مسلمانوں کے امیر و امام چونکہ تم ہو اس لئے مجھے بھی تمہاری اتباع کرنا چاہئے، نہ کہ تم میری اتباع کرو گے، میں مستقل طور پر امام و امیر بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ میرا آنا صرف تمہاری مدد و معاونت اور تمہاری تائید و توثیق کے لئے ہے۔ چنانچہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اس نماز کی امامت فرمائیں گے۔

لیکن اس کے بعد نماز کی امامت برابر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔ اس صورت میں کہا جائے گا کہ حدیث میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ فامہم (اور مسلمانوں کی امامت کریں گے) تو یہ تعلیل ارشاد فرمایا گیا ہے یعنی بعد میں چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مسلمانوں کو نماز پڑھایا کریں گے، پس اس اعتبار سے اس وقت کی نماز کے بارے میں بھی فرمایا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کی امامت کریں گے۔ یا یہ کہ امامت کریں گے" کے مجازی معنی مراد ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت مسلمانوں کے امام حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے کہیں گے۔

بَابُ فِي أَمَارَاتِ الْمَلَا حِم

باب: ان معرکوں کی نشانیاں

4284- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتٍ بْنُ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عُمَرَانُ بَيْتُ الْمُقَدَّسِ خَرَابٌ يَلُوبُ، وَخَرَابٌ يَلُوبُ خُرُوجُ الْمَلْعَنَةِ، وَخُرُوجُ الْمَلْعَنَةِ فَتُخْرِجُ قُسْطَنْطِينِيَّةَ، وَتُفْتَحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةُ خُرُوجُ الدَّجَالِ، ثُمَّ ضَرْبُ بَيْتِهِ عَلَى الْخِزَالِ الَّذِي حَدَّثَهُ، أَوْ مَنَكِبِهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هَذَا الْحَقُّ كَمَا أَنَّكَ حَاضِرًا، أَوْ كَمَا أَنَّكَ قَاعِدٌ يَعْنِي مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"بیت المقدس کا آباد ہونا، یثرب کی آبادی ختم ہونے کا سبب بنے گا اور یثرب کی آبادی ختم ہونے کے نتیجے میں جب شروع ہوئی قسطنطینیہ فتح ہوگا تو دجال نکلے گا۔"

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس شخص کے زانوں پر یا شانہ اس کے کندھے پر مارا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یہ اس طرح ہوگا، جس طرح تم یہاں ہو (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) جس طرح تم بیٹھے ہوئے ہو۔"

(راوی کہتے ہیں:) اس سے مراد یہ ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (کے زانوں یا کندھوں پر ہاتھ مارا

تھا)۔

شرح

بیت المقدس کی مکمل آباد کاری کو مدینہ منورہ کی تخریب کا سبب اس اعتبار سے قرار دیا گیا ہے کہ بیت المقدس اور اس کے عاتقوں میں غیر مسلموں کا غلبہ ہو جائے گا اور وہ اس کے چپے چپے پر قابض و آباد ہو جائیں گے اور جب وہ دشمن اللہ بیت المقدس پر چھا جائیں گے تو ان کی نظریں مدینہ منورہ پر پڑیں گی اور وہ اس پاک شہر کی تخریب کا منصوبہ بنائیں گے جس کی وجہ سے مدینہ کے سارے لوگ اپنے شہر سے نکل کر ان دشمنان دین سے جنگ کرنے میں مشغول ہوں گے۔

یہاں حدیث میں مدینہ منورہ کا ذکر اس کے قدیم نام یثرب کے ذریعے کیا گیا ہے واضح رہے کہ لفظ یثرب اصل یثرب سے مشتق ہے جس کے معنی بلاکت کے ہیں یا یہ کہ یثرب مدینہ کا ایک گاؤں تھا جس کو یثرب نامی شخص نے بسایا تھا، اس کا نام سارے

4294- حدیث صحیح، عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان حسن الحدیث إذا لم یأت بما بنکر أو یفر دبعلاً أصل له، وقد تعدد بهذا الحدیث ولا یحتمل تعدد مثله، وللهذا عذد الحافظ الذهبی فی ترجمته من "المیزان" فی حمله من کبره، علی أنه اختلف علیه فی إسناده، کما سبأ فی "مع دنک حود اب دہ اب کثیر فی "الہایة" 94/ 1 وأخرجہ أبو القاسم البغوی فی "الجدیات" (3530)، والطحاوی فی "شرح مسکل الآثار" (520)، والطحاوی فی "الکبر" 20/ (214)، وأبو محمّد البغوی فی "شرح السنة" (4252)، وابن عساکر فی "تاریخ دمشق" 520/ 56 من طریق علی بن الجعد، والطحاوی (519) من طریق الهیثم بن حمیل، وابن أبی شیبہ 135/ 15، والحطیب لعددی فی "تاریخہ" 223/ 10 من طریق أبی نصر هاشم بن القاسم، فلا یتم عن عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان بهذا الإسناد.

شیر کے لئے استوں سے جو تھوچنا چاہئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے تک یہ شہر یثرب ہی رہا۔ ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدل دیا اور یہ شہر مدینہ الرسول (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر) کہا جانے لگا۔ یہ مدینہ سے بھی ادا ہوتے ہیں، لہذا عام طور پر المدینہ کہا جاتا ہے یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مدینہ کو یثرب کہنے سے منع فرمادیا گیا ہے تو پھر اس حدیث میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یثرب نام کیوں استعمال فرمایا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں مدینہ کو یثرب فرمانا، یثرب کہنے کی ممانعت نافذ ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ حدیث کا اصل یہ ہے کہ جن حوادث وقائع کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب مذکورہ ترتیب کے مطابق یکے بعد دیگرے قیامت کے قریب واقع ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک کا وقوع پذیر ہونا دوسرے کے وقوع پذیر ہونے کی علامت اور نشانی ہوگی اگرچہ اس کا وقوع پذیر ہونا بہت دور تاخیر سے ہی کیوں نہ ہو۔

علامہ طبری نے کہا ہے کہ اگر یہ سوال پیدا ہو کہ اس حدیث میں تو فتح قسطنطنیہ کو دجال کے ظاہر ہونے کی علامت قرار دیا گیا ہے جب کہ پہلے جو حدیث گزری ہے اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان شیطان اچانک یہ اعلان کرے گا کہ تمہاری عدم موجودگی میں دجال تمہارے گھروں تک جا پہنچا ہے۔ اور جب مسلمان یہ اعلان سن کر دجال کی تلاش میں نکلیں گے تو معلوم ہوگا کہ وہ ایک جھوٹا اعلان تھا۔ پس ان دونوں حدیثوں میں تضاد کیوں ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد محض قسطنطنیہ کی فتح کو دجال کے نکلنے کی علامت قرار دینا ہے کہ جب قسطنطنیہ فتح ہو جائے تو سمجھنا کہ اب دجال کا خروج ہوگا اور دجال کا خروج کس طرح ہوگا اور مسلمانوں کو اس کے بارے میں کیسے معلوم ہوگا؟ پس حقیقت میں ان دونوں حدیثوں کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے۔ علاوہ ازیں شیطان کے اس جھوٹے اعلان کا تعلق دجال کے خروج سے کچھ نہیں ہوگا بلکہ وہ تو اس طرح کا جھوٹا اعلان صرف اس مقصد سے کرے گا، تاکہ مسلمانوں میں مراسمتی اور بے اطمینانی پھیلا دی جائے اور وہ غنیمت کا مال تقسیم کرنے سے باز رہیں۔

بَابُ فِي تَوَاتُرِ الْمَلَا حِمٍ

باب: معرکوں کا یکے بعد دیگرے ہونا

4295 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ أَبِي هَكْرَةَ بْنِ أَبِي مَرْثَمَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ سُفْيَانَ الْعَسَاوِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُطَيْبٍ السَّكُونِيِّ، عَنْ أَبِي بَحْرَةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَلْعَمَةُ الْكُبْرَى، وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ، وَخُرُوجُ الدَّجَالِ فِي سَبْعَةِ أَشْهُرٍ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”بڑی جنگ قسطنطنیہ کا فتح ہونا اور دجال کا ظہور سات مہینوں میں ہوگا۔“

4296- حَدَّثَنَا حَيُّوَةُ بْنُ شَرِيحٍ الْجَمْعِيُّ، حَدَّثَنَا بِقِيَّةٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي بِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسَيْرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ وَفَتْحِ الْمَدِينَةِ سِتُّ سِنِينَ، وَيَخْرُجُ الْمَسِيحُ الدَّجَالُ فِي السَّابِعَةِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عِيسَى

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”بڑی جنگ اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا، چھ سال میں ہوگا اور ساتویں سال میں دجال کا ظہور ہوگا“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت عیسیٰ کی روایت سے زیادہ درست ہے۔

بَابُ فِي تَدَاعَى الْأُمَمِ عَلَى الْإِسْلَامِ

باب: دوسری اقوام کا اسلام کے خلاف اکٹھا ہونا

4297- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا بِسْرُ بْنُ بَكْرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ السَّلَامِ، عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا، فَقَالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ، قَالَ: بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ، وَلَكِنَّكُمْ غُفَاءٌ كَغُفَاءِ الشَّيْلِ، وَلَيَنْزَعَنَّ اللَّهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمْ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ، وَلَيَقْذِفَنَّ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ: حُبُّ الدُّنْيَا، وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ

﴿﴾ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”عنقریب ایسا وقت آئے گا، جب دوسری امتیں تمہارے خلاف ایک دوسرے کو یوں بلائیں گی، جس طرح کھانے والے اپنے پیالے پر ایک دوسرے کو بلاتے ہیں، تو کسی نے عرض کی: کیا ان دنوں ہماری قلت اور کمی کی وجہ سے ایسا ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (جی نہیں) بلکہ تم ان دنوں زیادہ تعداد میں ہو گے، لیکن تم سیلاب کے جھاگ کی طرح ہو گے، اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے دل سے تمہاری ہیبت کو نکال دے گا اور تمہارے دل میں وہن ڈال دے گا۔

سائل نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! وہن سے کیا مراد ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دنیا سے محبت کرنا اور موت کو ناپسند کرنا“

بَابُ فِي الْمَعْقِلِ مِنَ الْمَلَا حِمِ

باب: ان جنگوں کے درمیان مسلمانوں کے مرکز کا بیان

4298- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّزَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَرْطَاةَ، قَالَ:

سَمِعْتُ جُبَيْرَ بْنَ نَفِيرٍ، يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فُسْطَاطَ

المُسلِمِينَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوطَةِ إِلَى جَانِبِ مَدِينَةِ يُقَالُ لَهَا: دِمَشْقُ. مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ.
 حضرت ابو درودہؓ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”بڑی جنگ کے موقع پر مسلمانوں کا خیمہ (یعنی پڑاؤ) غوطہ کے مقام پر ہوگا، جو ایک شہر کی ایک طرف ہے جس شہر کا نام دمشق ہے اور جو شام کا سب سے بہترین شہر ہے۔“

4299- قَالَ أَبُو دَاوُدَ حَدَّثْتُ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي جَرِيرُ بْنُ حَارِثٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يُحَاصِرُوا إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى يَكُونَ أَبْعَدَ مَسَاجِدِهِمْ سَلَاخٌ.

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
 ”عنقریب لوگ شہر (یعنی قسطنطنیہ) کا محاصرہ کر لیں گے، یہاں تک کہ ان کی سب سے دور کی چھاؤنی سلاح کے مقام پر ہوگی۔“

4300- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَنَبَسَةَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ وَسَلَاخٌ قَرِيبٌ مِنْ خَيْبَرٍ.
 زہری فرماتے ہیں: سلاح، خیبر کے قریب ہے۔

بَابُ ارْتِفَاعِ الْفِتْنَةِ فِي الْمَلَاجِمِ

باب: جنگوں کے دوران فتنہ ختم ہو جانا

4301- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ تَجْدَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، ح وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَوَّابٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِي، قَالَ هَارُونُ بْنُ حُدَيْثٍ: عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَنْ يَجْمَعَ اللَّهُ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ سَيْفَيْنِ، سَيْفًا مِنْهَا، وَسَيْفًا مِنْ عَدُوِّهَا.

حضرت عوف بن مالکؓ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
 ”اللہ تعالیٰ اس امت میں دو تلواریں جمع نہیں کرے گا، ان میں سے ایک تلوار ان کی اپنی ہوگی اور ایک ان کے دشمن کی ہوگی۔“

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنْ تَهْيِيجِ التُّرُكِ وَالْحَبَشَةِ

باب: ترکوں اور حبشیوں سے بلا وجہ لڑائی مول لینے کی ممانعت

4302- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ، عَنِ السَّيْبَتَانِيِّ، عَنْ أَبِي سُوَيْبَةَ، رَجُلٍ مِنْ

الْمُحْتَزِّينَ. عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. أَنَّهُ قَالَ: دَعُوا الْحَبْشَةَ مَا وَدَّعُوا كُمْ. وَاتُّرْكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوا كُمْ.

ابو سکینہ، ایک صحابی کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”حبشیوں کو اس وقت تک ان کے حال پر رہنے دو، جب تک وہ تمہارے درپے نہیں ہوتے اور ترکوں کو اس وقت تک چھوڑے رکھو، جب تک انہوں نے تمہیں چھوڑا ہوا ہے۔“

شرح

یہاں ایک یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن نے تو یہ حکم دیا ہے کہ آیت (وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً ۝۳۶) (یعنی مشرکین سے قتال کرو وہ جہاں کہیں بھی ہوں) پس جب اس حکم میں عموم ہے تو حبشیوں اور ترکوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا ہے کہ تم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو، یعنی ان پر حملہ نہ کرو اور ان کے ملکوں اور شہروں پر چڑھائی سے گریز کرو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حبشہ اور ترک کا معاملہ اس آیت کے عمومی حکم سے خارج اور مخصوص استثنائی نوعیت رکھتا تھا کیونکہ جغرافیائی پوزیشن کے اعتبار سے یہ دونوں ملک اس زمانے کی اسلامی طاقت کے مرکز سے بہت دور دراز فاصلے پر واقع تھے اور اسلامی چھاؤنیوں اور ان ملکوں کے درمیان دشت و بیاباں کا ایک ایسا دشوار گزار سلسلہ حائل تھا جس کو عام حالات میں عبور کرنا ہر ایک کے لئے ممکن نہیں تھا۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بنا پر مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان دونوں ملکوں کے خلاف کوئی اقدامی کارروائی نہ کی جائے اور ان لوگوں سے اس وقت تک کوئی تعرض نہ کیا جائے جب تک کہ وہ خود تم سے چھیڑ نہ نکالیں، پس اگر وہ تمہارے خلاف جارحیت کا ارتکاب کریں۔

اور اپنی فوج و طاقت جمع کر کے مسلمانوں کے شہروں اور اسلامی مراکز پر چڑھ آئیں تو اس صورت میں ان کے خلاف ہمدردانہ ہو جانا اور ان کے ساتھ جنگ و قتال کرنا فرض ہوگا۔ یا ایک بات یہ کہی جاسکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ حکم دیا تھا کہ وہ اسلام کے ابتدائی زمانہ کا واقعہ ہے جب کہ اسلام اور مسلمانوں کے پاس اتنی طاقت اور اس قدر ذرائع نہیں تھے کہ وہ اتنے دور دراز علاقوں تک اسلام کی پیش رفت کو بڑھاتے، چنانچہ بعد میں جب مذکورہ آیت نازل ہوئی اور اسلام کو طاقت میسر ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم منسوخ قرار پا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم حبشیوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کرو تا کہ وہ تم سے کچھ نہ کہیں اور تم سے تعرض نہ کریں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ کعبہ کا خزانہ ایک حبشی ہی نکالے گا جس کی دونوں پنڈلیاں چھوٹی چھوٹی ہوں گی۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1368)

حدیث کے آخر میں جس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کا تعلق آخر زمانہ سے ہے جبکہ قیامت بالکل قریب ہوگی اس وقت اہل حبشہ کو غصبہ حاصل ہوگا اور ان کا بادشاہ اپنا لشکر لے کر مکہ پر چڑھ آئے گا اور کعبۃ اللہ کو ڈھادے گا اور اس خزانہ کو نکال لے گا

کتاب الملاحیہ

جو خانہ کعبہ کے نیچے مدفون ہے، چنانچہ حدیث میں کعبہ کے خزانہ کو نکالنے والے جس جہشی کا ذکر کیا گیا ہے اس سے یا تو جہشہ کا بدشہبہ مراد ہے یا پھر شکر مراد ہے نیز خزانہ سے مراد وہ پورا خزانہ ہے جو کعبہ اقدس کے نیچے مدفون ہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ خزانہ سے مراد وہاں اسباب ہے جو نذر کے طور پر وہاں آتا ہے اور خانہ کعبہ کا خادم اس کو جمع کرتا ہے۔ واضح رہے کہ یہاں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ ایک جہشی خانہ کعبہ کا خزانہ نکال لے گا یا ایک اور روایت میں یوں فرمایا گیا ہے کہ ایک جہشی خانہ کعبہ کو تباہ و برباد کر دے گا تو یہ بات قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد و حرمہ آمنا (امن وامان والا حرم) کے خلاف اور معارض نہیں ہے کیونکہ جہشیوں کے ذریعہ خانہ کعبہ کی تخریب و تباہی کا یہ واقعہ قیامت کے قریب پیش آئے گا جبکہ روئے زمین پر کوئی شخص اللہ اللہ کہنے والا نہیں رہے گا۔ اور امن کے معنی یہ ہیں کہ کعبہ اقدس قیامت تک مامون و محفوظ رہے گا۔

بہذا جب روئے زمین پر اللہ اللہ کہنے والوں تک کا کوئی اثر موجود نہ رہے گا اور جب قیامت ہی آجائے گی تو پھر اور کیا چیز باقی رہ جائے گی کہ کعبہ بھی باقی رہے۔ ویسے یہ بات بھی بجائے خود وزن دار ہے۔ لیکن بعض حضرات نے ایک اور وضاحت بیان کی ہے اور اس کو زیادہ صحیح کہا ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ جو امن والا حرم قرار دیا ہے تو اس کے غالب احوال کے اعتبار سے قرار دیا ہے جہشی خانہ کعبہ کی اصل حقیقت تو یہی رہے گی کہ وہ با امن حرم کے طور پر ہمیشہ ہر قسم کی تخریب و پلیدی سے محفوظ و مامون رہے گا۔ مگر کبھی کبھار ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسا سخت حادثہ پیش آجائے جس سے اس کی تخریب کاری ہو چنانچہ کعبہ کی تاریخ میں ایسے حادثات پہلے بھی پیش آچکے ہیں جنہوں نے اس کو نقصان پہنچایا جیسا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عبدالملک بن مروان کی خلافت کی طرف سے اہل مکہ کے خلاف حجاج بن یوسف کے حملے کے دوران خانہ کعبہ کی سخت تخریب ہوئی یا قرامطہ کا واقعہ پیش آیا کہ اس نے خانہ کعبہ کو سخت نقصان پہنچایا۔

بس اگر زمانہ آئندہ میں بھی کعبہ کی تخریب کا پیش آنے والا کوئی واقعہ پیش آئے تو وہ واقعہ حرمہ آمنا کے خلاف نہیں ہو گا یا یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ با امن حرام قرار دینے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو یہ حکم فرمایا کہ جو بھی شخص اس مقدس شہر اور حرم محترم میں آئے اس کو امن و عافیت عطا کر دے اور یہاں کسی کے ساتھ بھی تعرض نہ کرو، چنانچہ منقول ہے کہ جب زندیقوں کی جماعت قرامطہ کا سردار فساد و تباہی مچا چکا اور لوگوں کے قتل و غارتگری اور شہریوں کو لوٹ مار سے فارغ ہوا تو ایک دن کہنے لگا کہ اللہ کا یہ فرمان کہاں گیا کہ آیت (ومن دخلہ کان امنا) (یعنی جو بھی شخص اس حرم محترم میں داخل ہوا اس کو امن و عافیت حاصل ہوگئی؟) اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو جواب دینے کی توفیق عطا فرمائی۔

اس نے کہا کہ قرآن کریم کے اس ارشاد کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی شخص کبھی بھی مکہ و اہل مکہ اور خانہ کعبہ کی تخریب اور نقصان پہنچانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا بلکہ اس فرمان الہی کی مراد یہ حکم دینا ہے کہ جو شخص حرم محترم میں داخل ہو جائے اس کو امن و عافیت عطا کر دے اور اس میں لوٹ مار اور قتل و غارتگری کے ذریعے کسی کے ساتھ تعرض نہ کرو۔

بَابُ فِي قِتَالِ التُّرُكِ

باب: ترکوں کے ساتھ جنگ کا تذکرہ

4303 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي الْإِسْكََنْدَرِيَّ، عَنْ سُهَيْلِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُوا السَّاعَةَ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ التُّرُكَ قَوْمًا وَجُوهُهُمْ كَالْمَجَانِ الْمُنْطَرَقَةِ، يَلْبَسُونَ الشَّعْرَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک مسلمان ترکوں سے جنگ نہیں کریں گے، یہ ایسے لوگ ہوں گے، جن کے چہرے چڑے کی ڈھالوں مانند ہوں گے اور یہ لوگ بالوں سے بنے ہوئے لباس پہنتے ہوں گے۔“

4304 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَابْنُ الشَّرَحِ، وَغَيْرُهُمَا، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رِوَايَةً، قَالَ ابْنُ الشَّرَحِ: - أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُوا السَّاعَةَ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا يَعْالَهُمُ الشَّعْرُ، وَلَا تَقُومُوا السَّاعَةَ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا صِغَارُ الْأَعْدِنِ، ذُلْفُ الْأَنْفِ، كَأَنَّ وَجُوهَهُمُ الْمَجَانُ الْمُنْطَرَقَةُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک تم اس قوم کے ساتھ لڑائی نہیں کرو گے، جن کے جوتے بالوں سے بنے ہوتے ہیں، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک تم اس قوم سے لڑائی نہیں کرو گے جن کی آنکھیں چھوٹی اور ناکیں چھٹی ہوں گی اور ان کے چہرے چڑے کی ڈھالوں جیسے ہوں گے۔“

4305 - حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ التَّيْمِسِيُّ، حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا بِشِيرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي حَدِيثٍ: يُقَاتِلُكُمْ قَوْمٌ صِغَارُ الْأَعْدِنِ يَعْنِي التُّرُكَ، قَالَ: تَسُوقُونَهُمْ ثَلَاثَ مِرَاطٍ حَتَّى تُلْحِقُوهُمْ بِحَزِيرَةِ الْعَرَبِ، فَأَمَّا فِي السِّيَاقَةِ الْأُولَى، فَيَنْجُو مَنْ هَرَبَ مِنْهُمْ، وَأَمَّا فِي الثَّانِيَةِ فَيَنْجُو بَعْضُ، وَيَهْلِكُ بَعْضُ، وَأَمَّا فِي الثَّالِثَةِ، فَيُضْطَلَّونَ أَوْ كَمَا قَالَ

﴿﴾ عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: جس میں یہ الفاظ ہیں:

”چھوٹی آنکھوں والی قوم تمہارے ساتھ لڑائی کرے گی، نبی اکرم ﷺ کی مراد ترک تھے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین مرتبہ تم انہیں دھکیلو گے، یہاں تک کہ انہیں جزیرہ عرب کے کنارے تک پہنچا دو گے، جہاں تک پہلی مرتبہ ان کے دھکیے جانے کا تعلق ہے، تو ان میں سے جو فرار اختیار کرے گا، وہ بچ جائے گا، جہاں تک دوسری مرتبہ دھکیلے جانے کا تعلق ہے، تو ان میں سے

کچھ لوگ بچ جائیں گے اور ہلاکت کا شکار ہو جائیں گے، لیکن جہاں تک تیسری مرتبہ دھکیلے جانے کا تعلق ہے، تو وہ سرے سے ختم ہو جائیں گے (راوی کہتے ہیں: شاید جیسے بھی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا)

شرح

یعنی الترمذی کے الفاظ راوی کے ہیں خواہ وہ صحابی ہو یا تابعی یعنی یا تو خود حضرت بریدہ نے یا ان سے روایت کرنے والے تابعی نے قوم صغار الامین چھوٹی آنکھوں والی قوم کے بارے میں یعنی الترمذی کے ذریعے وضاحت کی اس قوم سے مراد ترک قوم ہے۔ "جزیرۃ العرب" جیسا کہ پہلے بھی بتایا جا چکا ہے۔ اس وقت کے جغرافیائی نقشہ کے مطابق حجاز، یمامہ اور یمن کے علاقوں کا نام تھا، اس علاقے کو جزیرۃ العرب اس اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ وہ تقریباً چاروں طرف سے پانی سے گھرا ہوا ہے اس کے جنوب میں بحر عرب، مشرق میں خلیج عربی اور خلیج عمان، مغرب میں بحر احمر اور اس کے شمال میں دریائے فرات ہے۔ اوکما قال (یا اس کے مانند فرمایا) یہ جملہ کسی حدیث کو بیان کرنے کے بعد اس صورت میں کہتے ہیں جب کہ حدیث بیان کرنے والا یہ گمان کرتا ہے کہ حدیث کے معنی تو پوری طرح یاد ہیں جس کو میں نے بیان کر دیا ہے، البتہ حدیث کے اصل الفاظ پوری طرح یاد نہیں ہیں۔ گو یہ جملہ حدیث کے راوی کے کمال احتیاط پر دلالت کرتا ہے۔

بَابُ فِي ذِكْرِ الْبَصْرَةِ

باب: بصرہ کا تذکرہ

4305 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَّانٍ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يُحَدِّثُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَنْزِلُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي بِغَائِطِ يُسْمَوْنَهُ الْبَصْرَةَ، عِنْدَ نَهْرٍ يُقَالُ لَهُ: دِجْلَةُ، يَكُونُ عَلَيْهِ جَسْرٌ يَكْثُرُ أَهْلُهَا، وَتَكُونُ مِنْ أَمْصَارِ الْمُهَاجِرِينَ - قَالَ ابْنُ يَحْيَى: قَالَ أَبُو مَعْبَرٍ: وَتَكُونُ مِنْ أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ - فَإِذَا كَانَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ جَاءَهُمْ قَنْظُورَاءٌ عِرَاضُ الْوُجُوهِ، صِبَاغُ الْأَعْيُنِ، حَتَّى يَنْزِلُوا عَلَى شَطْرِ النَّهْرِ، فَيَتَفَرَّقُ أَهْلُهَا ثَلَاثَ فِرَاقٍ: فِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ أَذْنَابَ الْبَقَرِ وَالْكَرْبِ وَهَلَكُوا، وَفِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ لِأَنْفُسِهِمْ وَكَفَرُوا، وَفِرْقَةٌ يَجْعَلُونَ ذَرَارِيَّهُمْ خَلْفَ ظُهُورِهِمْ، وَيَقَاتِلُونَهُمْ وَهُمْ الشُّهَدَاءُ

① ② مسلم بن ابوبکر اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”میری امت کے کچھ لوگ زیریں علاقے میں پڑاؤ کریں گے، جس کا نام بصرہ ہے وہ ایک دریا کے کنارے ہوگا جس کا نام دجلہ ہوگا، اس پر ایک بلی ہوگا، اس کی آبادی بہت زیادہ ہوگی اور وہاں دوسرے علاقوں کے آنے والے لوگ رہتے ہوں گے۔“

ابن یحییٰ نے ابو عمر کے حوالے سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

”یہ مسلمانوں کا شہر ہوگا، جب آخری زمانہ آئے گا تو بنو قنطوراء آئیں گے، جن کے چہرے پتھر کے اور آنکھیں مہوئی ہوں گی، وہ لوگ دریا کے کنارے پر پڑاؤ کریں گے، تو شہر کے لوگ تین حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے، ایک حصہ اپنے بیلوں کی دم پکڑے گا اور وہ جنگل کی طرف جائے گا، وہ لوگ ہلاکت کا شکار ہو جائیں گے، دوسرا گروہ ان سے اپنی جان کی امان حاصل کرے گا، یہ لوگ کافر شمار ہوں گے اور ایک گروہ اپنی اولاد کو ایک طرف کرے گا اور ان کے ساتھ لڑائی کرے گا، یہ لوگ شہید ہوں گے۔“

4307 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّبَّاحِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا مُوسَى الْحَنَّاظُ، لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا ذَكَرَهُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: يَا أَنَسُ إِنَّ النَّاسَ يُمَضَّرُونَ أَمْصَارًا، وَإِنْ مَضَرَّ امْنَهَا يُقَالُ لَهُ: الْبَضْرَةُ - أَوِ الْبُضْرَةُ - فَإِنْ أَنْتَ مَرَرْتَ بِهَا أَوْ دَخَلْتَهَا، فَإِيَّاكَ وَسَبَاخَهَا، وَكَلَاءَهَا، وَسُوقَهَا، وَبَابُ أَمْرَائِهَا، وَعَلَيْكَ بِضَوَّاجِهَا، فَإِنَّهُ يَكُونُ بِهَا خُسْفٌ وَقَذْفٌ وَرَجْفٌ، وَقَوْمٌ يَسْبِشُونَ يُضْبِحُونَ قِرْدَةً وَخَنَازِيرَ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا:

”اے انس! لوگ نئے شہر آباد کریں گے، جن میں سے ایک شہر ہوگا جس کا نام بصرہ ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) بصیراء، اگر تمہارا وہاں سے گزر ہو، یا تم اس شہر میں داخل ہو، تو وہاں کی تھوڑی زدہ زمین اور وہاں کی گھاس اور وہاں کے بازاروں اور وہاں کے امرا - دروازوں سے بچ کے رہنا اور اس شہر کے اطراف کے علاقے میں رہنا، کیونکہ اس شہر میں دھنس جاتا ہوگا، گزاریں گے تو اگلے دن صبح وہ بندر اور خراب

4308 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، أَنْطَلَقْنَا حَاجِينَ، فَإِذَا رَجُلٌ فَقَالَ لَنَا: لِي مِنْكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ لِي فِي مَسْجِدِ الْعَشَارِ، اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أُمَّةً مِنْ مَسْجِدِ الْعَشَارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءٌ لَا يَقُومُ مَعَهُ شُهَدَاءٌ بَدِلَ غَيْرُهُمْ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْمَسْجِدُ مَتَابِلُ الْكَلْبِ

ابراہیم بن صالح بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا، ہم لوگ حج کے لیے روانہ ہوئے، وہاں ایک شخص تھا، اس نے ہم سے کہا: تمہارے پڑوس میں ایک بستی ہے، جس کا نام ابلہ ہے، ہم نے جواب دیا: جی ہاں، اس شخص نے کہا: تم میں سے کون مجھے اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ وہ مسجد عشر میں میرے لیے دو رکعات (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) چار رکعات نوافل ادا کرے گا اور یہ کہے گا: یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے (ایصالِ ثواب) ہے، میں نے

اپنے خلیل حضرت ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کو یہ الفاظ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسجد عشر سے شہداء کو اٹھائے گا، ان کے علاوہ اور کوئی بھی شہدائے بدر کے ساتھ نہیں اٹھے گا۔“

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: یہ مسجد دریا کے کنارے ہے۔

بَابُ ذِكْرِ الْحَبَشَةِ

باب: حبشہ کا تذکرہ

4309 - حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ أَحْمَدَ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ جَبْرِ، عَنْ أَبِي أَمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حَنِيْفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَثَرُ كُؤَالِ الْحَبَشَةِ مَا تَرَ كُؤُكُمْ، لِأَنَّهُ لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكُفَّةِ إِلَّا كُؤَالُ الشَّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”حبشیوں کو اس وقت تک ان کے حال پر چھوڑے رکھو، جب تک وہ تمہارے درپے نہیں ہوتے، کیونکہ خانہ کعبہ کے خزانے کو چھوٹی پنڈلیوں والا ایک حبشی شخص ہی نکالے گا۔“

بَابُ أَمَارَاتِ السَّاعَةِ

باب: علامات قیامت

4310 - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّمِيمِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، قَالَ: جَاءَ نَفَرٌ إِلَى مَرْوَانَ بِالْمَدِينَةِ، فَسَبَّحُوهُ بِحَدِيثٍ فِي الْآيَاتِ: أَنَّ أَوَّلَهَا الدَّجَالُ، قَالَ: فَأَنْصَرَفْتُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَمْ يَقُلْ شَيْئًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ الْآيَاتِ خُرُوجَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، أَوِ الدَّابَّةُ عَلَى النَّاسِ حُشَى، فَأَيَّتُهُمَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا، قَالَ أُخْرَى عَلَى آثَرِهَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَكَانَ يَقْرَأُ الْكُتُبَ: وَأَظُنُّ أَوَّلَهُمَا خُرُوجَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا

ابوزرعہ بیان کرتے ہیں: کچھ لوگ مدینہ منورہ میں مروان کے پاس آئے تو ان لوگوں نے انہیں (قیامت سے پہلے کی) نشانیوں کے بارے میں یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ ان میں سب سے پہلی نشانی دجال کی ہوگی راوی کہتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس آیا، میں نے ان کے سامنے یہ بات بیان کی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے کچھ نہیں کہا (یعنی اس نے غلط بات بیان کی ہے) میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”سب سے پہلی نشانی سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا ہوگا (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) چاشت کے

وقت ایک جانور کا لوگوں کے سامنے آنا ہوگا، ان میں سے جو بھی نشانی دوسری سے پہلے ہوگی، تو دوسری اس کے فوراً بعد ہوگی۔

حضرت عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ اس وقت تحریریں بھی دیکھتے جا رہے تھے، میرا خیال ہے ان دونوں میں پہلے سورج کے مغرب کی طرف سے نکلنے کا ظہور ہوگا۔

4311- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَهَنَّادٌ، الْمَعْنَى، قَالَ مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا فَرَاتُ الْقَرَظِ، عَنْ غَامِرِ بْنِ وَائِلَةَ، وَقَالَ هَنَّادٌ: عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: كُنَّا قُعُودًا نَتَحَدَّثُ فِي ظِلِّ غُرْفَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَذَرُ السَّاعَةَ، فَإِذَا تَفَعَّتْ أَصْوَاتُنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَنْ تَكُونَ - أَوْ لَنْ تَقُومَ - السَّاعَةُ حَتَّى يَكُونَ قَبْلَهَا عَشْرُ آيَاتٍ: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ، وَخُرُوجُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَالدَّجَالُ، وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، وَالدُّخَانُ، وَثَلَاثَةٌ خُسُوفٍ، خُسُوفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخُسُوفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخُسُوفٌ بِحَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذَلِكَ تَخْرُجُ نَارٌ مِنَ الْيَمَنِ، مِنْ قَعْرِ عَدْنٍ، تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے بالا خانہ کے سائے میں بیٹھے بات چیت کر رہے تھے، ہم نے قیامت کا تذکرہ کیا، تو ہماری آوازیں بلند ہو گئیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں نمودار نہیں ہو جاتیں، سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا، جانور کا ظہور، یا جوج کا خروج، دجال، حضرت عیسیٰ بن مریم، دھواں اور تین مرتبہ دھنسا۔

ایک دھنسا مغرب میں ہوگا اور ایک دھنسا مشرق میں ہوگا اور ایک دھنسا جزیرہ عرب میں ہوگا اور آخر میں یمن سے، عدن کے ایک گڑھ سے ایک آگ نکلے گی، جو لوگوں کو ہانک کر میدانِ حشر کی طرف لے جائے گی۔

قیامت آنے کی دس بڑی نشانیوں کا بیان

حدیث میں قیامت کی جن دس بڑی نشانیوں اور علامتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں پہلی نشانی کے طور پر دھویں کا ذکر ہے، چنانچہ وہ ایک بڑا دھواں ہوگا جو ظاہر ہو کر مشرق سے مغرب تک تمام زمین پر چھا جائیگا اور مسلسل چالیس روز تک چھایا رہے گا اس کی وجہ سے تمام لوگ سخت پریشان ہو جائیں گے، مسلمان تو صرف دماغ و حواس کی کدورت اور زکام میں مبتلا ہوں گے مگر منافقین و کفار بیہوش ہو جائیں گے اور ان کے ہوش و حواس اس طرح مختل ہو جائیں گے کہ بعضوں کو کئی دن تک ہوش نہیں آئے گا واضح رہے کہ قرآن کریم میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ آیت (فَإِذَا تَفَعَّتْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ الدخان: 10) تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے تابعین کے قول کے مطابق اس آیت میں اسی دھویں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لیکن حضرت ابن مسعود اور ان کے تابعین کے نزدیک اس آیت میں دھویں سے مراد غلہ کا وہ قحط ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قریش مکہ پر نازل ہوا تھا اور جس کا حقیقی سبب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بدعات تھیں کہ اے اللہ! تو ان لوگوں پر (جو سرکشی اور اسلام دشمنی میں حد سے

بڑھ گئے ہیں سات سال کا قحط نازل فرما جیسا کہ تو نے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصریوں پر نازل فرمایا تھا، چنانچہ اس بددعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو سخت ترین غذائی قحط میں مبتلا کیا یہاں تک کہ وہ چمڑے، و مردے اور دوسری الایا چیزیں کھانے لگے تھے اس عرصہ میں انہیں فضا میں دھویں کی مانند ایک چیز نظر آتی تھی جس کو وہ اپنے اوپر منڈلاتے ہوئے دیکھا کرتے تھے جیسا کہ کوئی بھوکا ضعف و کمزوری کی شدت کے سبب اپنی آنکھوں کے آگے تاریکی محسوس کرتا ہے اور فضا میں بھری ہوئی ہوا اس کو دھویں کی شکل میں دکھائی دیتی ہے، ویسے بھی جب کسی علاقہ میں قحط سالی پھیل جاتی ہے تو بارش نہ ہونے کی وجہ سے پورے ماحول میں خشکی اور گرد و غبار کی جو کثرت ہو جاتی ہے وہ فضا کو اس طرح مکرر کر دیتی ہے کہ چاروں طرف دھویں کی صورت میں اندھیرا معلوم ہونے لگتا ہے۔

دابة الارض " سے مراد ایک عجیب الخلق اور نادر شکل کا جانور ہے جو مسجد حرام میں کوہ صفا و مروہ کے درمیان سے برآمد ہوگا اور جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ان الفاظ و آخر جنالہم دابة من الارض کے ذریعہ کیا گیا ہے! علماء نے لکھا ہے کہ وہ جانور چوپایہ کی صورت میں ہوگا جس کی درازی ساٹھ گز کی ہوگی اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ اس عجیب الخلق جانور کی شکل یہ ہوگی کہ چہرہ انسانوں کی طرح پاؤں اونٹ کی طرح گردن گھوڑے کی طرح سرین ہرن کی طرح سینک بارہ سگے کی طرح اور ہاتھ بندر کی طرح ہوں گے! نیز اس کے نمودار ہونے کی صورت یہ ہوگی کہ کوہ صفا جو کعبہ کی مشرقی جانب واقع ہے، یکا یک زلزلہ سے پھٹ جائے گا اور اس میں سے یہ جانور نکلے گا، اس کے ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں حضرت سلیمان کی انگشتی ہوگی تمام شہروں اور علاقوں میں اتنی تیزی کے ساتھ دورہ کرے گا کہ کوئی فرد بشر اس کا پیچھا نہ کر سکے گا اور دوڑ میں اس کا مقابلہ کر کے اس سے چھٹکارا نہ پاسکے گا جہاں جہاں جائے گا ہر شخص پر نشان لگاتا جائے گا جو صاحب ایمان ہوگا اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے چھوئے گا۔

اور اس کی پیشانی پر "مومن" لکھ دے گا اور جو کافر ہوگا اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتی سے سیاہ مہر لگا دے گا اور اس کے منہ پر کافر لکھ دے گا! بعض حضرات نے کہا ہے کہ دابة الارض تین مرتبہ نکلے گا ایک دفعہ تو حضرت امام مہدی کے زمانہ میں پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اور پھر آخری دفعہ آفتاب کے مغرب کی جانب سے طلوع ہونے کے بعد۔

آفتاب کے مغرب کی طرف سے نکلنے کے سلسلے میں وضاحت آگے آنے والی ایک حدیث کی تشریح میں بیان ہوگی! آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حضرت امام مہدی کے ظہور کے بعد ہوگا، چنانچہ آپ ایک دن شام کے وقت آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی سفید منارہ پر اتریں گے اور پھر دجال کو تلاش کر کے اس کو دروازہ لد پر قتل کریں گے "لد" شام میں ایک موضع کا نام ہے اور بعض حضرات نے اس کو فلسطین کے ایک موضع کا نام بتایا ہے واضح رہے کہ یہاں حدیث میں جن دس نشانیوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کی ترتیب کے بارے میں یہ بات کہی گئی ہے کہ ان میں سے سب سے پہلے جس نشانی کا ظہور ہوگا وہ دھواں ہے، اس کے بعد دجال نکلے گا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔

پھر یاجوج ماجوج نکلیں گے، پھر دابة الارض نکلے گا اور پھر آفتاب مغرب کی جانب سے طلوع ہوگا یہ بات اس لئے کہی جاتی

ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تمام روئے زمین پر اہل ایمان کے علاوہ کوئی نہیں ہوگا کیونکہ سارے کفار مسلمان ہو گئے ان کا ایمان مقبول ہوگا، اس کے برخلاف اگر یہ کہا جائے کہ مغرب کی جانب سے آفتاب کا طلوع ہونا، وصال کے نکلنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے سے پہلے ہوگا تو ظاہر ہے کہ جو کفار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں مسلمان ہوں گے ان کا ایمان مقبول قرار نہ پائے کیونکہ آفتاب مغرب کی جانب سے طلوع ہونے کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اور اس وقت کسی کافر کا ایمان قبول کرنا معتبر نہیں ہوگا جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایمان قبول کرنے والے تمام لوگوں کا ایمان معتبر ہوگا اور وہ مسلمان مانے جائیں گے۔

پس حدیث میں مذکورہ نشانیوں کو جس ترتیب کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے وہ ان نشانیوں کے وقوع پذیر ہونے کی اصل ترتیب نہیں ہے اور نہ یہاں اصل ترتیب کا ذکر کرنا مراد ہے بلکہ اصل مقصد ان نشانیوں کو ایک جگہ ذکر کرنا ہے سو بلا لحاظ ترتیب ان کو ایک جگہ ذکر کر دیا گیا لہذا یہ اشکال وار نہیں ہو سکتا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آفتاب کے مغرب کی جانب سے طلوع ہونے کے واقعہ سے پہلے ہوگا تو یہاں نزول آفتاب کے بعد کیوں ذکر کیا گیا۔

یا جوج ماجوج" دراصل دو قبیلوں کے نام ہیں جو یافث ابن نوح کی اولاد میں سے ہیں، یہ دونوں قبیلے بہت وحشی مگر طاقتور تھے ان کا خاص مشغلہ لوٹ مار اور زمین پر فساد پھیلانا تھا، یہ قبیلے جس گھاٹی میں رہا کرتے تھے اس کو ذوالقرنین نے ایک ایسی دیوار سے جس کی بلندی اس گھاٹی کے دونوں طرف کے پہاڑوں کی چوٹی تک پہنچتی ہے اور موٹائی ۶۰ گز کی ہے، بند کرادیا تھا تاکہ لوگ ان قبیلوں کی چیرہ دستیوں سے محفوظ رہ سکیں، جب قیامت آنے کو ہوگی اور یا جوج ماجوج کے نکلنے کا وقت آئے گا تو دیوار ٹوٹ جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین خسوف کا ذکر فرمایا "کے بارے میں ابن مالک نے کہا ہے کہ غدا اب الہی کے طور پر زمین کا دھنس جانا مختلف زمانوں اور مختلف علاقوں میں واقع ہو چکا ہے لیکن احتمال ہے کہ یہاں حدیث میں جن تین خسوف کا ذکر فرمایا ہے وہ پہلے واقع ہو چکے والے خسوف کے علاوہ ہوں گے اور ان سے بھی زیادہ سخت ہوں گے۔

اور لوگوں کو ہانک کر زمین حشر کی طرف لے جائے گی" میں زمین حشر سے مراد ملک شام کا وہ علاقہ ہے جہاں وہ آگ لوگوں کو لے جا کر چھوڑے گی بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اس آگ کی ابتداء ملک شام سے ہوگی، یا یہ کہ ملک شام کو اس قدر وسیع و فراخ کر دیا جائے گا کہ پورے عالم کے لوگ اس میں جمع ہو جائیں گے بہر حال حدیث کے اس جملہ کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ اس آگ کا لوگوں کو ہانکنا، حشر کے بعد ہوگا۔

اگر زمین حشر سے مراد میدان حشر لیا جاتا تو یقیناً یہ مفہوم پیدا ہوتا اور اس پر اعتراض بھی واقع ہوتا، لیکن جب یہاں میدان حشر "مراد ہی نہیں ہے تو پھر کوئی اعتراض بھی پیدا نہیں ہو سکتا! نیز ایک روایت میں یہ منقول ہے کہ وہ آگ حجاز کی سرزمین سے نمودار ہوگی، جب کہ یہاں حدیث میں اس کا یمن کی جانب سے نمودار ہونا بیان کیا گیا ہے (لہذا قاضی عیاض نے یہ کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ قیامت کی نشانی کے طور پر جس آگ کا ذکر کیا گیا ہے وہ ایک نہیں دو ہوں گی اور وہ دونوں، لوگوں کو گھیر کر ہانک کر زمین حشر (یعنی ملک شام) کی طرف لے جائیں گی۔ یا یہ کہ وہ آگ تو ایک ہی ہوگی جو ابتداء میں یمن کی جانب سے نکلے گی لیکن اس کا ظہور حجاز کی

نرزمین سے ہوگا۔ اس موقع پر اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اس سلسلہ میں بخاری کی جو روایت ہے اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ قیامت کی علامتوں میں سے سب سے پہلی علامت وہ آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق کی طرف سے گھیر ہانک کر مغرب کی طرف لے جائے گی جب کہ حقیقت میں وہ آگ سب سے آخری علامت ہوگی جیسا کہ یہاں حدیث میں مذکور ترتیب سے بھی واضح ہوتا ہے، پس اس تضاد کو اس تاویل کے ذریعہ دور کیا جائے گا کہ آگ کی سب سے آخری نشانی مذکورہ آگ ہوگی۔

در بخاری کی روایت میں آگ کو جو سب سے پہلی نشانی قرار دیا گیا ہے تو وہ اس اعتبار سے کہ آگ، قیامت کی ان نشانیوں میں سے سب سے پہلی نشانی ہوگی جن کے بعد دنیا کی چیزوں میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہے گی بلکہ ان نشانیوں کے وقوع پذیر ہونے کے ساتھ ہی صور پھونکا جائے گا، ان کے برخلاف یہاں حدیث میں جن نشانیوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے ہر ایک نشانی روایت کے خلاف ہے جس میں آگ کا ذکر ہے پس ان دونوں روایتوں کے درمیان مطابقت و یکسانیت پیدا کرنے کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ اس دوسری روایت میں لفظ ناس (لوگوں) سے مراد کفار ہیں اور ان کو ہانکنے والی آگ ہوا کے سخت جھکڑ کے ساتھ مل ہوگی تا کہ ان کفار کو سمندر میں دھکیلنے کا عمل زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ پورا ہو، نیز مذکورہ آگ جس کا پانی آگ کی صورت میں تبدیل ہو جائے گا، چنانچہ قرآن کریم ان الفاظ واذ البحار بحرث میں اس حقیقت کی طرف اشارہ تبدیل ہو جائے گا چنانچہ قرآن کریم کے ان الفاظ میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کے برخلاف مومنین کے لئے جو آگ ہوگی وہ محض ان کو ڈرانے کے لئے ہوگی اور روزے کی طرح اس کا کام یہ ہوگا کہ انہیں ہانک کر زمین حشر اور موقف اعظم کی طرف لے جائے۔

4312- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضِيلِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا. فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَأَاهَا النَّاسُ آمِنَ مِنْ عَلَيْهَا، فَذَلِكَ جُنْدٌ: (لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا) (الأَنْعَامُ: 158) الْآيَةُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک سورج مغرب کی طرف سے نہیں نکل آتا، جب وہ نکل آئے گا اور لوگ اسے دیکھ لیں گے، تو زمین پر موجود تمام لوگ ایمان لے آئیں گے، یہ وہ وقت ہوگا (جس کے بارے میں قرآن نے یہ کہا ہے):

4312- إسناده صحيح. أبو زرعة: هو ابن عمرو بن جرير بن عبد الله البجلي، وعُمارة: هو ابن القعقاع بن شزمة، ومحمد بن الفضيل: هو ابن عروان الصبي مولاهم، وأحمد بن أبي شعيب الحراني: هو أحمد بن عبد الله بن أبي شعيب. نسب هذا الجده. وأخرجه البخاري (4635)، ومسلم (157)، وابن ماجه (4068)، والنسائي في "الكبرى" (11112) و (11113) من طريق عمارة بن القعقاع، به. وأخرجه بلعظه في "الكبرى" (11115) من طرق عن أبي هريرة. وهو في "مسند أحمد" (7161)، و"صحيح ابن حبان" (629) و (6790) و (6838).

”اس وقت ایسے کسی شخص کو ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا، جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا، جس نے اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہیں کمائی تھی“

تین باتوں کے ظاہر ہونے کے بعد ایمان قابل قبول نہ ہونے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تین باتیں جب ظہور میں آجائیں گی تو پھر کسی ایسے شخص کا ایمان لانا اور کفر سے توبہ کرنا کہ جس نے اس سے پہلے ایمان قبول نہیں کیا ہوگا، کوئی فائدہ نہیں دے گا اور نہ اس شخص کا اپنے ایمان کی حالت میں نیک عمل کرنا فائدہ مند ہوگا اگر اس نے اس سے پہلے وہ نیک عمل نہ کیا ہوگا (یعنی اس وقت گناہوں سے توبہ کرنا بھی معتبر نہ ہوگا) اور وہ تین باتیں یہ ہیں، آفتاب کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا، دجال اور دابۃ الارض کا نکلنا۔

(مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 33)

مطلب یہ ہے کہ ان نشانیوں کو دیکھ کر چونکہ قیامت کا آنا متعین ہو جائے گا اور اس وقت اس دنیا کی پر فریب زندگی کا پردہ اس طرح چاک ہو جائے گا کہ آخرت کی زندگی اور وہاں کے احوال، نظر و مشاہدہ میں آجائیں گے اس لئے اس وقت کفر اور گناہوں سے توبہ کرنا اور ایمان قبول کرنا معتبر نہیں ہوگا کیونکہ ایمان تو وہی معتبر ہے جو غیب پر یقین کے ساتھ ہو۔ یہاں حدیث میں مغرب کی طرف سے آفتاب کے طلوع ہونے کو باقی دونوں سے پہلے ذکر کیا گیا ہے جب کہ وقوع پذیر ہونے کے اعتبار سے اس کا نمبر بعد میں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان کے قبول ہونے کا اصل مدار اسی پر ہے یعنی توبہ اور ایمان کا قبول نہ ہونا اسی وقت ہوگا جب آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا، لہذا پہلے اس کا ذکر کیا گیا اور اس کے ساتھ دواور نشانیوں یعنی دجال اور دابۃ الارض کے نکلنے کو بھی مل دیا گیا۔

قیامت کی پہلی نشانی کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ظاہر ہونے کے اعتبار سے قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلی نشانی آفتاب کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت لوگوں پر دابۃ الارض کا نکلنا اور ان سے اس کا بات کرنا ہے ان دونوں مذکورہ نشانیوں میں سے جو نشانی پہلے ظاہر ہوگی اس کے بعد ہی بعد دوسری ظاہر ہو جائے گی۔ (مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 32)

پہلی نے اس حدیث کی وضاحت میں کہا ہے کہ اگر یہاں اشکال پیدا ہو کہ آفتاب کا مغرب کی طرف سے نکلنا قیامت کی سب سے پہلی نشانی نہیں ہے کیونکہ اس سے پہلے تو دھوئیں اور دجال کا ظہور ہو چکا ہوگا؟ تو اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ جن چیزوں کو قیامت کی نشانیاں قرار دیا گیا ہے ان کی دو قسمیں ہیں، ایک تو وہ نشانیاں ہیں جو قیامت کے وقت قریب آجانے کی علامت ہیں اور دوسری وہ نشانیاں ہیں جو قیامت کے وجود اور اس کے آجانے پر دلالت کریں گی پس پہلی قسم کی نشانیاں سے سب سے پہلی نشانی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے اور پھر آخری کی باقی نشانیاں میں سے دھواں، دجال کا نکلنا اور اس طرح کی دوسری علامتیں ہیں دوسری قسم کی نشانیاں میں سے آفتاب کا مغرب کی طرف سے نکلنا زلزلہ اور اس آگ کا نمودار ہونا ہے جو لوگوں کو گھیر کر محشر کی طرف لے جائے گی۔

چنانچہ مغرب کی طرف سے آفتاب کے طلوع ہونے کو سب سے پہلی نشانی اس اعتبار سے فرمایا گیا ہے کہ اسی نشانی سے دوسری قسم کی نشانیوں کی ابتداء ہوگی۔ و خروج الدابة على الناس میں لفظ خروج کا عطف طلوع الشمس پر ہے جو لفظ اول کی خبر ہے۔ اس صورت میں یہ لازم آتا ہے کہ سب سے پہلی نشانی، ایک سے زائد ہو، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہوگا، لہذا ابن مالک نے کہا ہے کہ خروج میں حرف واؤ شاید کہ کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے اس صورت میں عبارت کا ترجمہ یوں ہوگا کہ "قیامت کی نشانیوں میں سے سب سے پہلی نشانی آفتاب کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا یا چاشت کے وقت لوگوں پر دابة الارض کا نکلنا اور ان سے اس بات کہنا ہے" یہ وضاحت نہ صرف یہ کہ حدیث کہ آخری الفاظ ایہما ما کانت الخ کے مطابق ہے بلکہ اس کی تائید ایک دوسری روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں یوں ہے کہ او خروج الدابة على الناس۔

حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں نشانیوں کے واقع ہونے کے درمیان جو وقفہ ہوگا وہ دوسری نشانیوں کے درمیانی وقفوں کی بہ نسبت بہت کم ہوگا، چنانچہ اگر مغرب کی طرف سے آفتاب کا طلوع ہونا پہلے ہوا تو دابة الارض کا نکلنا اس کے فوراً بعد ہوگا اور اگر پہلے دابة الارض نکلے گا تو مغرب کی طرف سے آفتاب کا طلوع ہونا اس کے فوراً بعد ہوگا! واضح رہے کہ ان دونوں علامتوں کی ترتیب اور تقدم و تاخر کے سلسلے میں تعین کے ساتھ وحی نازل نہیں ہوئی تھی بلکہ اس بات کو مبہم چھوڑ دیا گیا تھا البتہ اتنا بتا دیا گیا کہ یہ دونوں علامتیں اپنی نوعیت کی اور دوسری علامتوں سے پہلے ظاہر ہوں گی! نیز اس موقع پر یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ جس حدیث میں یہ منقول ہے کہ۔۔۔ ان اولها خروج الدجال (یعنی قیامت کی علامتوں میں سے سب سے پہلی علامت دجال کا نکلنا ہے) تو وہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

سورج کو اجازت نہ ملنے کا بیان

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن جب کہ آفتاب غروب ہو رہا تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرما نے لگے، جانتے ہو یہ آفتاب کہاں جا رہا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آفتاب جاتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے پہنچ کر سجدہ کرتا ہے، پھر حضور رب العزت میں حاضری کی اجازت مانگتا ہے، اس کو اجازت عطا ہوتی ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ مشرق کی طرف لے جائے اور وہاں سے طلوع کرے اور یاد رکھو وہ وقت جلد ہی آنے والا ہے جب آفتاب (اپنے معمول کے مطابق سجدہ کرے گا لیکن اس کا سجدہ قبول نہیں ہوگا اور اجازت چاہے گا لیکن اس کو اجازت عطا نہیں ہوگی اور یہ حکم دیا جائے گا کہ جس طرف سے آیا ہے اسی طرف لوٹ جا چنانچہ وہ مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا اور یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کہ والشمس تجری لمستقر لہا یعنی آفتاب اپنے مستقر کی طرف چلا جاتا ہے نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (آفتاب کے مستقر کی وضاحت میں فرمایا ہے کہ آفتاب کا مستقر یعنی اس کے ٹھہرنے کی جگہ عرش کے نیچے ہے۔" (بخاری، مشکوٰۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 34)

بعض علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث میں فاعلها تذهب حتی تسجد تحت العرش کے الفاظ قرآن کریم کی اس آیت کے خلاف نہیں ہیں جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ حتی بلغ مغرب الشمس وجدها تغرب فی عین حمیة کیونکہ اس آیت کی

مراد اصل حد نظر کو بیان کرتا ہے، جب کہ یہاں حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سورج ڈوبنے کی جو بات فرمائی گئی ہے اس کی مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آفتاب عرش کے نیچے پہنچ کر مستقر ہوتا ہے۔ یہی بات کہ اس کے مستقر ہونے کی کیفیت و حقیقت کیا ہوتی ہے تو اس کا ادراک اظہار انسانی علم کے احاطہ سے باہر ہے۔ لفظ تستان میں استیذان سے مراد "حضور حق میں حاضری کی اجازت چاہنا" لیا گیا ہے، لیکن اس لفظ کا زیادہ واضح مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ آفتاب عرش کے نیچے سجدہ ریز ہونے کے بعد اپنے معمول کے مطابق طلوع کرنے کی اجازت چاہتا ہو اور اس کو وہ اجازت ہوتی ہے۔ آفتاب کا مستقر عرش کے نیچے ہے" کا مطلب یہ ہے کہ آفتاب غروب ہونے کے بعد عرش کے نیچے جاتا ہے اور وہاں سجدہ کرتا ہے پھر وہ اجازت طلب کرتا ہے جس پر اس کو اجازت دی جاتی ہے واضح رہے کہ مذکورہ آیت (وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا) (38) کی تفسیر میں بیضاوی نے مستقر کے کئی معنی بیان کئے ہیں، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ انہوں نے "مستقر" کی اس وضاحت کو قطعاً ذکر نہیں کیا ہے جو بخاری و مسلم کی مذکورہ بار حدیث میں بیان ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ قابل اعتماد ہے اور جس سے یہ متعین ہو جاتا ہے کہ "مستقر" سے کیا مراد ہے۔

بَابُ فِي حَسْرِ الْفَرَاتِ عَنْ كَنْزٍ

باب: فرات سے خزانے کا ظاہر ہونا

4313 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ، حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ الشَّكُونِيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ حُبَيْبٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ الْفَرَاتُ أَنْ يُخْبِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"عنقریب فرات سونے کے خزانے کو ظاہر کرے گا، جو شخص وہاں موجود ہو، وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔"

شرح

اس خزانہ میں سے کچھ لینے کی ممانعت اس بنا پر ہے کہ اس کی وجہ سے تنازعہ اور قتل و قتال کی صورت پیش آئے گی جیسا کہ اگلی حدیث میں وضاحت کی گئی ہے! اور بعض حضرات نے لکھا ہے کہ اس خزانہ میں سے کچھ بھی لینا اس لئے ممنوع ہے کہ خاص طور پر اس خزانہ میں سے کچھ حاصل کرنا آفات اور بلاؤں کے اثر کرنے کا موجب ہوگا اور ایک طرح سے یہ بات قدرت الہی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے! نیز بعض حضرات نے یہ لکھا کہ اس ممانعت کا سبب یہ ہے کہ وہ خزانہ مغضوب اور مکروہ ماں کے رحم میں ہوگا جیسا کہ قارون کا خزانہ لہذا اس خزانہ سے فائدہ حاصل کرنا حرام ہوگا۔

4314 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ، حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ حُبَيْبٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: يُخْبِرُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ

نہایت ہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

”وہ سونے کے پہاڑ کو ظاہر کرے گا۔“

شرح

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی بات کو دو مختلف موقوں پر مختلف الفاظ میں بیان فرمایا گیا، لہذا دونوں حدیثوں کا خلاصہ یہ نکلے گا کہ دریائے فرات کے نیچے سے سونے کا ایک عظیم خزانہ برآمد ہوگا جس کی مقدار پہاڑ کے برابر ہوگی۔ تاہم یہ احتمال بھی ہے کہ یہاں حدیث میں پہاڑ کے برابر سونے کہ جس کا ذکر فرمایا گیا ہے وہ اس خزانہ کے علاوہ ہوگا جس کا ذکر پہلی حدیث میں کیا گیا ہے اور ”سونے کے پہاڑ“ سے مراد سونے کی کان ہے۔

بَابُ خُرُوجِ الدَّجَالِ

باب: دجال کا خروج

لفظ دجال کی توضیح

لفظ دجال دجل سے مشتق ہے جو بروز نصر باب دَجَلٌ يَدْجُلُ کا مصدر ہے۔ اس کا معنی خلط سلط کرنا، جھوٹ بولنا، دھوکہ دینا، مع سازی کرنا وغیرہ ہے اور یوں دجال کا معنی بہت زیادہ جھوٹا اور دھوکے باز۔

امام ابن اثیر رحمہ اللہ نے دجال کا معنی بیان کرتے ہوئے یہ الفاظ ذکر فرمائے ہیں اَي كَذِبُونَ مُمَوِّهُونَ۔ یعنی دجال سے مراد جھوٹے اور خداف واقعہ بات سنانے والے لوگ ہیں۔

لفظ دجال کی تشریح میں مزید فرماتے ہیں کہ وَ اَصْلُ الدَّجَلِ الدَّجَلُ وَ اَصْلُ الدَّجَلِ الدَّجَلُ وَ اَصْلُ الدَّجَلِ الدَّجَلُ۔

سن العرب میں ہے کہ وَ الدَّجَلُ السَّيِّحُ الْكَذَّابُ وَ اَتَّأَدَّ جُلُهُ سِحْرُهُ وَ كَذِبُهُ۔ دجال سے مراد ہے جھوٹا مسیح اور یقیناً اس کے دجل سے مراد اس کا جادو اور اس کا جھوٹ ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ مسیح دجال یہود کا ایک آدمی ہے جو اس امت کے آخر میں ظاہر ہوگا۔ اس کا نام دجال اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ وہ حق کو باطل کے ساتھ خلط موط کر دے گا۔

المعجم الوسيط میں لفظ دجال کا معنی یوں مذکور ہے کہ بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا اور خلاف حقیقت بات کا دعویٰ کرنے والا۔ نیز لفظ دجال کی جمع دجا جملہ ہے۔

یہاں یہ بھی واضح رہے کہ مسیح کا ایک معنی ”بہت سیاحت کرنے والا شخص“ ہے۔

اور چونکہ دجال اپنے فتنے کو پھیلاتا ہوا پوری دنیا کی سیاحت کرے گا اس لیے اسے مسیح کہا جاتا ہے۔ اس بات کی وضاحت صاحب قاموس کی اس توضیح سے بھی ہوتی ہے۔ دجال کو مسیح اس لیے کہتے ہیں کیونکہ وہ پوری زمین اپنی پیٹ میں سے لے گا۔

4315 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرِو، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ، قَالَ: اجْتَمَعَ حَذِيفَةُ، وَأَبُو مَسْعُودٍ، فَقَالَ حَذِيفَةُ: لَا تَأْتِيَا مَعَ الدَّجَالِ أَعْلَمُ مِنْهُ، إِنْ مَعَهُ بَحْرٌ مِنْ مَاءٍ، وَنَهْرٌ مِنْ نَارٍ، فَالَّذِي تَرَوْنَ أَنَّهُ نَارٌ مَاءٌ، وَالَّذِي تَرَوْنَ أَنَّهُ مَاءٌ نَارٌ، فَمَنْ أَذْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ، فَأَرَادَ الْمَاءُ فَلْيَشْرَبْ مِنَ الَّذِي يَرَى أَنَّهُ نَارٌ، فَإِنَّهُ سَيَجِدُهُ مَاءً، قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ الْبَدْرِيُّ: هَكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

❦❦❦ ربیع بن حراش بیان کرتے ہیں: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ ایک جگہ اکٹھے ہوئے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں دجال اور اس کے ساتھ موجود کچھ چیزوں کے بارے میں زیادہ علم رکھتا ہوں، بے شک اس کے ساتھ پانی کا سمندر ہوگا اور آگ کا دریا ہوگا، تو جو آگ محسوس ہو رہی ہوگی، وہ درحقیقت پانی ہوگا اور جو پانی محسوس ہو رہا ہوگا، وہ درحقیقت آگ ہوگی، تم میں سے جو اسے پائے وہ پانی حاصل کرنا چاہتا ہو، تو وہ اس میں سے پیئے، جسے وہ آگ سمجھ رہا ہو، تو اسے پانی مل جائے گا۔

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بھی نبی اکرم ﷺ کو یہی ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

نفس دجال کا بڑا فتنہ ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر مخفی نہیں ہے بدشبہ اللہ تعالیٰ کا نا نہیں ہے جب کہ کسب دجال راہنی آنکھ سے کاٹا ہوگا۔ اور اس کی وہ آنکھ ایسی ہوگی جیسے وہ انگور کا ایک پھولا ہوا دانہ ہے۔"

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد ہفتم: حدیث نمبر 36)

اللہ تعالیٰ تم پر مخفی نہیں ہے یہ جملہ دراصل آگے کی عبارت "اللہ تعالیٰ کا نا نہیں ہے الخ" کی تمہید کے طور پر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ شریعت کی بتائی ہوئی باتوں کی روشنی میں تم اللہ تعالیٰ کی حقیقت سے آگاہ ہو اور اس کی ذات کو تم نے اس کی صفات کاملہ کے ساتھ پہچان رکھا ہے، لہذا جب دجال کا ظہور ہو اور وہ اپنی شہیدہ بازیوں اور فریب کاریوں کے ذریعہ تمہیں تمہارے رب کے بارے میں گمراہ کرنا چاہے تو تم گمراہ نہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا نا نہیں ہے" کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی نقصان و عیب کی نفی کرنا مراد ہے نہ کہ اس کی ذات کے لئے کوئی جسمانی عضو کو صحیح و سالم ثابت کرنا مراد ہے گویا اصل مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کی جنس سے نہیں ہے اور نہ اس کی آدمیوں جیسی آنکھ ہے چہ جائیکہ وہ کاٹا ہو۔ لفظ طافیۃ یہاں توی کے ساتھ منقول ہے ویسے بعض روایتوں میں یہ لفظ ہمزہ کے ساتھ بھی نقل کیا گیا ہے۔

اس کے لغوی معنی "بلند کے ہیں ابتداً غیبیہ طافیۃ کا مفہوم ہے انگور کا پھولا ہوا دانہ واضح رہے کہ دجال کی آنکھ کے سلسلہ میں یہ روایت اس روایت کے منافی نہیں ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ انہا لیت بناتۃ ولا حجرا یعنی اس کی وہ آنکھ نہ ابھری ہوئی ہوگی اور نہ دھنسی ہوگی اور دونوں روایتوں کے درمیان منافات اس اعتبار سے نہیں ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں باتیں اس کی آنکھوں میں پائی جائیں، یعنی اس کی ایک آنکھ تو اس طرح کی کافی ہوگی جیسے انگور کا پھولا دانہ اور دوسری آنکھ اس طرح کی ہوگی کہ نہ تو

وہ ابھری ہوئی ہوگی اور نہ دھنسی ہوئی تو ریشی نے کہا ہے کہ وہ دجال کی جسمانی حالت خصوصاً آنکھ کے بارے میں جو احادیث منقول ہیں۔

ان سب میں بہت زیادہ باہمی تضاد و تعارض ہے اور بسا اوقات ان کے درمیان مطابقت پیدا کرنا مشکل ہو جاتا ہے مگر یہاں جو حدیث نقل ہوئی ہے اس میں تو یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ اس کی آنکھ طافیہ (بلند) ہوگی جیسا کہ انکور کا کوئی پھولا ہوا دانہ ہوتا ہے، ایک حدیث میں یہ ہے کہ وہ جاحظ العین یعنی ابھری ہوئی آنکھ والا ہوگا اور ابھری ہوئی آنکھ نہ تو ابھری ہوئی ہوگی اور نہ دھنسی ہوئی ہوگی پس ان تمام روایات میں مطابقت کے لئے یہی کہا جاسکتا ہے کہ اس کی آنکھ کی جو مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں ان کا حقیقی دونوں آنکھوں کے ایک دوسرے سے مختلف ہونا ہے یعنی ایک آنکھ اس طرح کی ہوگی اور ایک اس طرح کی اس کی تائید عبداللہ کی مذکورہ بالا روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں دجال کا دائیں آنکھ سے کاٹنا ہونا نقل کیا گیا ہے۔

اس سلسلہ میں جو روایت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اس میں یہ ہے کہ وہ مسوح العین (یعنی مٹی ہوئی آنکھ دار ہوگا) اور اس کی آنکھ پر موٹا ناخن ہوگا، نیز ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ بائیں آنکھ سے کاٹا ہوگا ان روایتوں کے درمیان مطابقت کرنے کے لئے بھی یہی کہا جائے گا کہ اس کی آنکھ کے عیب دار ہونے کی جو مختلف نوعیتیں بیان کی گئیں ہیں وہ الگ الگ دونوں آنکھوں کے اعتبار سے ہیں یعنی اس کی ایک آنکھ تو بالکل غائب ہوگی اور دوسری بھی عیب دار ہوگی۔ اس طرح اس کی دونوں آنکھوں پر "عور" کا اطلاق ہو سکتا ہے کیونکہ عور کے اصل معنی عیب کے ہیں لہذا اس کی دائیں آنکھ بھی عیب دار ہوگی اور بائیں آنکھ بھی۔

4316- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إِلَّا قَدْ أُنْذِرَ أُمَّتُهُ الدَّجَالَ، الْأَعْوَرُ الْكَذَّابُ، إِلَّا وَائِهِ أَعْوَرٌ، وَإِنْ رَبُّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرٍ، وَإِنْ بَدُنَ عَيْنِيهِ مَكْتُوبًا كَافِرٌ.

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جس بھی نبی کو مبعوث کیا گیا، اس نے اپنی امت کو کانپے، جھوٹے دجال سے ڈرایا ہے، خبردار! وہ کاٹا ہوگا تمہارا پروردگار کا نام نہیں ہے، اس شخص کی دو آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا۔“

شرح

ایسا کوئی نبی نہیں گزرا الخ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دجال کے ظاہر ہونے کا متعین وقت کسی پر بھی ظاہر نہیں فرمایا بس اس قدر معلوم ہے کہ وہ قیامت سے پہلے ظاہر ہوگا اور چونکہ قیامت آنے کا متعین وقت کسی کو نہیں معلوم ہے اس لئے دجال کے ظاہر ہونے کا متعین وقت بھی کسی کو نہیں معلوم۔ ک ف ر سے کفر کا لفظ مراد ہے، چنانچہ مصانح اور مشکوٰۃ کے نسخوں میں یہ تینوں حرف اسی طرح علیحدہ علیحدہ لکھے ہوئے ہیں اور اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ گویا دجال کے چہرے پر کفر کا لفظ اسی طرح لکھا ہوگا نیز اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ دجال دراصل تبعی و ہلاکت یعنی کفر کی طرف بلانے والا اور کفر کے پھیلنے کا باعث ہوگا نہ کہ فلاح

ونجات کی طرف بلانے والا ہوگا، اس سے بچنا اور اس کی اطاعت نہ کرنا واجب ہوگا درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے حق میں ایک بڑی نعمت ہے کہ دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان کفر کا لفظ نمایاں ہوگا جس سے ہر صاحب ایمان کو اس کے مکرو فریب سے بچنے میں آسانی ہوگی۔

دجال اور اس کے نظریہ جنت و دوزخ کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "آگاہ رہو کہ دجال کے بارے میں ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی اور نبی علیہ السلام نے اپنی قوم کو نہیں بتائی ہے اور وہ بات یہ ہے کہ دجال کا نام ہوگا اور وہ اپنے ساتھ جنت و دوزخ کی مانند دو چیزیں لائے گا پس وہ جس چیز کو جنت کہے گا حقیقت میں وہ آگ ہوگی لہذا میں تمہیں اس دجال سے ڈراتا ہوں جیسا کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا۔ (بخاری مسلم مشکوٰۃ شریف: جلد ہفتم: حدیث نمبر 38)

مطلب یہ ہے کہ دجال کے پاس چونکہ بڑی زبردست طلسماتی طاقت ہوگی اس لئے وہ اپنے ساتھ ایک بہت بڑا باغ اور آگ کا پھندا لئے پھرے گا جس کو وہ اپنی جنت اور دوزخ سے تعبیر کرے گا! یا جنت سے مراد آسائش و راحت کے سامان یا اس کے الطاف و عنایات ہیں اور دوزخ سے مراد رنج و کلف کی چیزیں اور اس کی ایذا رسانیاں ہیں۔ "حقیقت میں وہ آگ ہوگی۔" کی وضاحت ایک شارح نے یہ کی ہے کہ کسی شخص کا دجال کی اس جنت میں داخل ہونا اور اس کو قبول کرنا درحقیقت عذاب الہی میں گرفتار ہونا اور دوزخ میں جانے کا راستہ اختیار کرنا ہے اسی پر قیاس کر کے دوسرا جزیوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ دجال جس چیز کو دوزخ کہے گا حقیقت میں وہ بہشت ہوگی، یعنی جو شخص اس کی اطاعت نہیں کرے گا اور اس کی وجہ سے وہ اس کو اپنی دوزخ میں ڈالے گا وہ شخص درحقیقت دجال کی تکذیب کرنے اور اس کے آگے جھکنے سے انکار کر دینے کے سبب بہشت میں داخل ہوگا! ایک وضاحت تو یہ ہے، لیکن زیادہ قریبی مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ دجال جس چیز کو اپنی جنت اور جس چیز کو اپنی دوزخ بتائے گا اور ان میں جن لوگوں کو داخل کرے گا وہ دونوں کے لئے بالکل برعکس ثابت ہوں گی اور ان کا فعل الٹا ہو جائیگا یعنی جن لوگوں کو تکلیف و اذیت میں مبتلا کرنے کے لئے اپنی دوزخ میں ڈالے گا وہ ان کے لئے رنج و تکلیف کے بجائے اطمینان و راحت کی جگہ بن جائے گی۔

اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے ہے القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النار (قبر یا تو جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے) یعنی قبر کا ماحول اور اس کا فعل بندوں کے اعتبار سے مختلف ہو جاتا ہے، جس بندے سے اللہ خوش ہوتا ہے اس کے لئے اس کی قبر رنج و کلفت کی آلام گاہ ہو جاتی ہے اور اس کے قبیل سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یا نادر کوئی بردا و سلاما علی ابراہیم (اے آگ تو ابراہیم علیہ السلام کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی کا سبب بن جا) نیز یہی حال اس مکرر دنیا کا ہے جس کو "قید خانہ" کہا گیا ہے لیکن یہی قید خانہ اپنی تمام تر سختیوں اور تنگیوں کے باوجود ان عارفین اور اہل اللہ کے لئے جنت کا روپ اختیار کر لیتا ہے جو مقام رضا پر فائز ہوتے ہیں اور اللہ کی خوشنودی کی خاطر یہاں کی برتگی و سختی کو صبر و عزیمت اور خوش دلی کے ساتھ برداشت کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولئن خاف مقام ربہ جنتن۔ کہ ان مردان حق آگاہ کے لئے دو جنتیں ہیں، ایک تو یہی دنیا ان کے لئے جنت بن جاتی ہے اور ایک جنت انہیں عقبی میں ملے

اسی لئے عارفین کی نظر میں دنیا بالکل برعکس معلوم ہوتی ہے کہ ان کے نزدیک دنیا کی نعمت و راحت درحقیقت نعمت یعنی عذاب ہوتی ہے اور یہاں کی نعمت حقیقت میں نعمت ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ حدیث کا اصل مقصد چونکہ لوگوں کو دجال کی فریب کاریوں سے ڈرانا ہے اس لئے اس موقع پر صرف پہلے جزء، یعنی دجال کی جنت کی حقیقت کے ذکر پر اکتفا فرمایا گیا، اگرچہ بعض دوسری حدیثوں میں دوسرے جزء، یعنی اس کی دوزخ کی حقیقت کو بھی صریح بیان فرمایا گیا ہے پس مفہوم کے اعتبار سے اس موقع پر پوری عبارت گویا یوں ہوگی کہ "پس وہ جس چیز کو جنت کہے گا حقیقت میں وہ آگ ہوگی اور جس چیز کو دوزخ کہے گا حقیقت میں وہ جنت ہوگی۔ دجال کے سلسلے میں عمومی طور پر ہر نبی علیہ السلام کا ذکر کرنے کے بعد پھر آخر میں خاص طور پر حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر کرنا اس حقیقت کی بناء پر ہے کہ مشاہیر انبیاء میں انہیں کی ذات مقدم ہے۔

دجال کے ساتھ آگ اور پانی ہونے کا بیان

حضرت حذیفہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا دجال اس حالت میں ظاہر ہوگا کہ اس ساتھ پانی ہوگا اور آگ ہوگی، تاہم لوگ جس چیز کو پانی سمجھیں گے وہ حقیقت میں جلانے والی ہوگی اور جس چیز کو لوگ آگ سمجھیں گے وہ حقیقت میں ٹھنڈا اور شیریں پانی ہوگا پس تم میں سے جو شخص اس کو (یعنی دجال اس کی تکذیب سے ناراض ہو کر اس کو اپنی آگ میں ڈال دے گا) کیونکہ حقیقت میں وہ (آگ نہیں ہوگی بلکہ نہایت شیریں اور پسندیدہ پانی ہوگا۔" (ہوری و سلم) اور مسلم نے اپنی روایت میں یہ الفاظ مزید نقل کئے ہیں کہ۔ "دجال مسوح العین ہوگا (یعنی اس کی ایک آنکھ کی جگہ پیشانی کی طرح بالکل سپاٹ ہوگی کہ وہاں آنکھ کا کوئی نشان بھی نہیں ہوگا) اور اس پر (یعنی دوسری آنکھ پر) بھاری نامنہ ہوگا گویا اس کی ایک آنکھ تو بالکل غائب ہی ہوئی اور دوسری آنکھ پر بھی گوشت یا کھال کا ایک سونا ٹکڑا ہوگا، یا یہ معنی ہیں کہ اس غائب آنکھ پر ناخنہ ہوگا) اور اس کی آنکھوں کے درمیان کافر" کا لفظ لکھا ہوگا۔ اور اس لفظ کو ہر مؤمن پڑھے گا خواہ وہ لکھنا (اور پڑھنا) جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

(مشکوٰۃ شریف: جلد ہفتم: حدیث نمبر 39)

اس کے ساتھ پانی ہوگا "میں" پانی" سے مراد اسباب عیش و راحت میں سے وہ چیز ہے جس کا بظاہر بہت قریبی تعلق پانی سے ہوگا اور جس کے ذریعہ وہ لوگوں کو اپنی اتباع کی طرف مائل کرے گا، اسی طرح "آگ" سے مراد وہ چیز ہے جو بظاہر اذیت و تکلیف میں مبتلا کرنے والی ہوگی ورنہ حقیقت کے اعتبار سے ان لوگوں کو کوئی تکلیف و اذیت نہیں پہنچائے گی جو اس (دجال) کو جھٹلائیں گے اور اس کی اتباع کرنے سے انکار کر دیں گے۔ لوگ جس چیز کو پانی سمجھیں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ دجال جن چیزوں کو ان لوگوں کی نظر میں عیش و راحت کی چیزیں کر کے دکھائے گا یا جس چیزوں کو وہ اذیت و تکلیف پہنچانے والے اسباب ظاہر کرے گا وہ حقیقت کے اعتبار سے برعکس ہوں گی مثلاً جن کو اپنی اتباع کرنے کے صلہ میں اس پانی سے نوازے گا۔

آخر الامر وہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آگ میں جلیں گے اسی طرح وہ جن لوگوں کو اپنی نافرمانی کی سزا کے طور پر آگ کے پیر کرے گا اس آگ کو اللہ تعالیٰ ٹھنڈک اور راحت پہنچانے کے لئے، پانی کی تاثیر عطا کر دے گا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ

السلام کے لئے نمرود کی آگ کو ٹھنڈا اور باعث راحت بنادیا گیا تھا پس حاصل یہ نکلا کہ جو چیزیں دجال کے ذریعہ ظاہر ہوں گی اور نندہ کا باعث بنیں گی ان کی حقیقت وہ نہیں ہوگی جو بظاہر نظر آئے گی بلکہ وہ طلسماتی اور خیالی چیزیں ہوں گی جیسا کہ طلسم جاننے والے شعبہ باز اپنے کرتب دکھاتے ہیں لیکن جیسا کہ پہلے بتایا گیا، یہ بھی احتمال ہے کہ اس کے ذریعہ ظاہر ہونے والی چیزیں حقیقی ہی ہوں گی مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے حکم سے ان کی تاثیر لٹی ہو جائے گی کہ پانی تو جل جائے گا اور آگ ٹھنڈک پہنچائے گی۔ کیونکہ وہ نہایت شیریں اور پسندیدہ پانی ہوگا۔ "یعنی بظاہر آگ نظر آنے والی چیز یا تو حقیقت کے اعتبار سے یا ماہیت کے بدل دیئے جانے کے اعتبار سے اور یا آخری مال و انجام کے اعتبار سے، پانی ہوگا جو ٹھنڈک و راحت پہنچانے کا باعث بنے گا! واضح رہے کہ حدیث میں اس موقع پر اختصار سے کام لیا گیا ہے۔

اور صرف ایک ہی جزء کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے، ورنہ حقیقت میں یہاں اس دوسرے جزء کا مفہوم بھی پوشیدہ ہے کہ اور اس کو چاہئے کہ وہ اس کے پانی (یعنی اس کے اسباب عیش و راحت کی طرف مائل ہو کر اس (دجال) کی تصدیق و اتباع نہ کرے کیونکہ حقیقت میں وہ پانی نہیں ہوگا بلکہ ایک طرح کا عذاب و حجاب ہوگا۔ "دجال مسوح العین ہوگا الخ" کے سلسلہ میں، جیسا کہ ترجمہ کے دوران وضاحت کر دی گئی ہے، یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ حدیث کے ظاہری الفاظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ناخنہ کا تعلق اسی آنکھ سے ہے جس کو مسوح فرمایا گیا ہے حالانکہ یہ بات موزوں نہیں ہے کیونکہ (مسوح العین کے معنی ہی یہ ہیں کہ معنی لامحالہ یہی کہا جائے گا کہ ناخنہ اس کی آنکھ پر ہوگا جو دوسری جانب ہوگی، ہاں اگر "مسوح سے مراد محض "عیب" لیا جائے تو اس صورت میں حدیث کے الفاظ اپنے ظاہری معنی پر محمول ہو سکتے ہیں۔

4317. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ: لَكَ فَر

شعبد نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: "ک ف ر" لکھا ہوگا۔

4318. حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحُبَابِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: يَقْرُؤُهُ كُلُّ مُسْلِمٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے، تاہم اس روایت میں یہ

الفاظ بھی ہیں:

"ہر مسلمان اسے پڑھ سکے گا"

4319. حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي الدَّهْمَاءِ، قَالَ:

سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، يُحَدِّثُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَالِ فَلْيُنْأَ

عَنْهُ، فَإِنَّهُ إِنْ رَجُلٌ لَيَأْتِيَهُ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَيَتَّبِعُهُ، مَتَى يَبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ، أُولَئِكَ يَبْعَثُ بِهِ

مِنَ الشُّبُهَاتِ هَكَذَا قَالَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص دجال (کے ظہور) کے بارے میں سنے، وہ اس سے بچنے کی کوشش کرے، اللہ کی قسم! آدمی اس کے پاس آئے گا اور وہ یہ سمجھتا ہوگا کہ وہ مومن ہے، لیکن اس کی طرف سے پیش کیے جانے والے شبہات کی وجہ سے اس کی پیروی کرنے لگے گا (یہاں الفاظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)

4320 - حَدَّثَنَا حَيُّوَةُ بْنُ شَرِيْحٍ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ حَدَّثَنِي بَحِيرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي قَدْ حَدَّثْتُكُمْ عَنِ الدَّجَالِ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ لَا تَعْقِلُوا، إِنَّ مَسِيحَ الدَّجَالِ رَجُلٌ قَصِيرٌ أُنْجُبُ، جَعْدُهُ أَعْوَرُ مَطْمُونُ الْعَيْنِ، لَيْسَ بِنَاتِيئَةٍ وَلَا تَجْرَاءُ فَإِنَّ أَلْبَسَ عَلَيْكُمْ، فَأَعْلَبُوا أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرٍ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ وَابْنُ الْقَضَاءِ

حضرت عباده بن صامت رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”میں تمہیں دجال کے بارے میں بتا رہا تھا، لیکن اس کے باوجود مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تمہیں پوری طور سمجھ نہیں آئے گی، دجال چھوٹے قد کا شخص ہوگا، وہ دونوں ٹانگیں زیادہ کھول کے چلے گا، اس کے بال ٹھنکر پالے ہوں گے، اس کی ایک طرف کی آنکھ کی جگہ بالکل سپاٹ ہوگی، نہ ابھری ہوئی ہوگی اور نہ ہی دھنسی ہوئی ہوگی، اگر تمہیں پھر بھی مشکل ہو، تو تم یہ بات جان لو کہ تمہارا پروردگار کا نام نہیں ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عمرو بن اسود نامی راوی قضاء کے منصب پر فائز ہوا تھا۔

دجال کی فریب کاریوں کا بیان

حضرت نو اس ابن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے کہ (ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال (کے نکلنے) اس کی فریب کاریوں اور اس کے فتنہ میں لوگوں کے مبتلا ہونے) کا ذکر فرمایا اگر دجال نکلے اور (بالفرض) میں تمہارے درمیان موجود ہوں تو میں اس سے تمہارے سامنے جھگڑوں اور دلیل کے ذریعہ اس پر غالب آؤں) اور اگر دجال اس وقت نکلا جب میں نہ ہوں گا تو پھر تم میں سے ہر شخص اپنی ذات کی طرف سے اس سے جھگڑنے والا ہوگا اور میرا وکیل و خلیفہ ہر مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ ہے دجال جو ان ہوگا اس کے بال ٹھنکر پالے ہوں گے اور اس کی آنکھ پھولی ہوگی گویا میں اس کو قطن کے بیٹے عبدالعزیٰ سے تشبیہ دے سکتا ہوں پس تم میں سے جو شخص اس کو پائے اس کو چاہیے کہ وہ اس کے سامنے سورت کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے یہ الفاظ ہیں کہ اس کو چاہئے کہ وہ۔۔۔ اس کے سامنے سورت کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے کیونکہ وہ آیتیں تمہیں دجال کے فتنہ سے مامون و محفوظ رکھیں گی (جان لو) دجال اس راستہ سے نمودار ہوگا جو شام اور عراق کے درمیان ہے اور دائیں بائیں فساد پھیلانے گا (پس) اے اللہ کے بندو! (اس وقت جب کہ دجال نکلے) تم (اپنے دین پر) ثابت قدم رہنا راوی کہتے ہیں کہ ہم نے (یہ سن کر) عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کتنے دنوں زمین پر رہے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چالیس دن،

(اور زمانہ کی طوالت کے اعتبار سے ان میں سے) ایک دن تو ایک سال کے برابر ہوگا۔

اور ایک دن ایک مہینے کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی دن تمہارے دنوں کے مطابق (یعنی ہمیشہ کے دنوں کی طرح) ہوں گے" ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان دنوں میں سے جو ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا کیا اس روز ہماری ایک دن کی نماز کافی ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ نماز پڑھنے کے لئے ایک دن کا حساب لگانا ہوگا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! زمین پر کتنا زیادہ تیز چلے گا (یعنی اس کی رفتاری کی کیا کیفیت ہوگی؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اس مہینہ یعنی ابر کی مانند تیز رفتار ہوگا جس کے پیچھے ہوا ہو! وہ ایک ایک قوم کے پاس پہنچے گا اور اس کو اپنی دعوت دے گا (یعنی اپنی اتباع کی طرف بلائے گا اور برائی کے راستہ پر لگائے گا) لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے یعنی اس کے فریب میں آکر اس کی اتباع کرنے لگیں) پھر وہ (اپنے تابعداروں کو نوازنے کے لئے) ابر کو بارش برسانے کا حکم دے گا تو ابر بارش برسانے گا اور زمین کو سبزہ آگائے گا تو زمین سبزہ آگائے گی۔

پھر جب شام کو اس قوم کے (وہ) سویشی آئیں گے جو چرنے کے لئے صبح کے وقت جنگل و بیابان گئے تھے تو ان کے کوہان بڑے بڑے ہو جائیں گے اور ان کی کونکھیں (خوب کھانے پینے کی وجہ سے) تن جائیں گی پھر اس کے بعد دجال ایک اور قوم کے پاس پہنچے گا اور اس کو اپنی دعوت دے گا (یعنی اپنی خدائی کی طرف بلائے گا اور کہے گا کہ مجھے اپنا پروردگار تسلیم کرو) لیکن اس قوم کے لوگ اس کی دعوت کو رد کر دیں گے (یعنی وہ اس کی بات کو قبول نہیں کریں گے اور اس پر ایمان لانے سے انکار کر دیں گے اور وہ ان کے پاس سے چلا جائے گا) (یعنی اللہ تعالیٰ اس کو اس قوم کی طرف سے پھیر دے گا) پھر اس قوم کے لوگ قحط و خشک سالی اور تباہ حالی کا شکار ہو جائیں گے یہاں تک کہ وہ مال و اسباب سے بالکل خالی ہاتھ ہو جائیں گے،

اس کے بعد دجال ایک ویرانہ پر سے گزرے گا اور اس کو حکم دے گا وہ اپنے خزانوں کو نکال دے چنانچہ وہ ویرانہ دجال کے حکم کے مطابق اپنے خزانوں کو اگل دے گا اور (وہ خزانے اس طرح اس کے پیچھے پیچھے ہو لیں گے جس طرح شہد کی ٹکھیوں کے سردار ہوتے ہیں، پھر دجال ایک شخص کو جو جوانی سے بھرپور یعنی نہایت قوی و توانا جوان ہوگا اپنی طرف بلائے گا اور (اس بات سے غصہ ہو کر کہ وہ اس کی الوہیت سے انکار کر دے گا، یا محض اپنی طاقت و قدرت ظاہر کرنے اور اپنے غیر معمولی کارناموں کی ابتداء کے لئے) اس پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارے گا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے جیسا کہ تیر نشانے پے پھینکا جاتا ہے (یعنی اس کے جسم کے وہ دونوں ٹکڑے ایک دوسرے سے اس قدر فاصلہ پر جا کر گریں گے جتنا فاصلہ تیر چلانے والے اور اس کے نشانے کے درمیان ہوتا ہے اور بعض حضرات نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ اس کی تلوار کا ہاتھ اس کے جسم پر اس طرح پہنچے گا جس طرح تیر اپنے نشانے پر پہنچتا ہے) اس کے بعد دجال اس نو جوان (کے جسم کے ان ٹکڑوں) کو بلائے گا، چنانچہ وہ زندہ ہو کر دجال کے طرف متوجہ ہوگا اور اس وقت اس کا چہرہ نہایت بشارت، روشن اور کھلا ہوا ہوگا غرضیکہ دجال اسی طرح کی فریب کاریوں اور گمراہ کرنے والے کاموں میں مشغول ہوگا کہ اچانک اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم علیہ السلام کو نازل فرمائے گا جو دمشق کے شرقی جانب کے سفید منارہ پر سے اتریں گے، اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوں گے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دو فرشتوں کے پردوں پر

رکھے ہوئے (آسمان سے نازل ہونگے وہ جس وقت اپنا سر جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو ان کے سر سے چاندی کے دانوں کی مانند قطرے گریں گے جو موتیوں کی طرح ہوں گے، یہ ناممکن ہوگا کہ کسی کافر تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی ہوا پہنچے اور وہ مرنے جائیں (یعنی جو بھی کافران کے سانس کی ہوا پائے گا مر جائے گا) اور ان کے سانس کی ہوا ان کی حد نظر تک جائے گی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ وہ اس کو باب لد پر پائیں گے اور قتل کر ڈالیں گے، اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے مکر و فریب اور فتنہ سے محفوظ رکھا ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے چہروں سے گرد و غبار صاف کریں گے۔

اور ان کو ان درجات و مراتب کی بشارت دیں گے جو وہ جنت میں پائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی حال میں ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس یہ وحی آئے گی کہ میں نے اپنے بہت سے ایسے بندے پیدا کئے ہیں جن سے لڑنے کی قدرت و طاقت کوئی نہیں رکھتا۔ لہذا تم میرے بندوں کو جمع کر کے کوہ طور کی طرف لے جاؤ اور ان کی حفاظت کرو، پھر اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو ظاہر کرے گا جو ہر بلند زمین کو پھلانگتے ہوئے اتریں گے اور دوڑیں گے، (ان کی تعداد اتنی زیادہ ہوگی کہ جب ان سب سے پہلی جماعت بحیرہ طبریہ کو خالی دیکھ کر) کہے گی کہ اس میں کبھی پانی تھا اس کے بعد یاجوج و ماجوج آگے بڑھیں گے یہاں تک کہ جبل خمر تک پہنچ جائیں گے اور پھر کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو ختم کر دیا ہے، چلو آسمان والوں کا خاتمہ کر دیں، چنانچہ وہ آسمان کی طرف اپنے تیر پھینکیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے تیروں کو خون آلود کر کے لوٹا دے گا (تاکہ وہ اس بھرم میں رہیں کہ ہمارے تیر واقعہ آسمان والوں کا کام تمام کر کے واپس آئے ہیں، گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ڈھیل دے دی جائے گی اور یہ احتمال بھی ہے کہ وہ تیر فضا میں پرندوں کو لگیں گے اور ان کے خون سے آلود ہو کر واپس آئیں گے، پس اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ دجال کا فتنہ زمین ہی تک محدود نہیں رہیں گا بلکہ زمین کے اوپر بھی پھیل جائے گا) اس عرصہ میں اللہ کے نبی اور ان کے رفقاء یعنی حضرت عیسیٰ اور اس وقت کے مؤمن کوہ طور پر روکے رکھے جائیں گے اور (ان پر اسباب معیشت کی تنگی و قلت اس درجہ کو پہنچ جائے گی کہ) اس کے لئے بیل کا سر تمہارے آج کے سودیناروں سے بہتر ہوگا (جب یہ حالت ہو جائے گی تو) اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی یاجوج و ماجوج کی ہلاکت کے لئے دعا و زاری کریں گے، پس اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں نغف یعنی کیڑے پڑ جانے کی بیماری بھیجے گا جس کی صورت میں ان پر اللہ کا قہر اس طرح نازل ہوگا کہ سب کے سب ایک ہی وقت موت کے گھاٹ اتر جائیں گے) اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (اس بات سے آگاہ ہو کر) پہاڑ سے زمین پر آئیں گے اور انہیں زمین پر ایک بالشت کا ٹکڑا بھی ایسا نہیں ملے گا جو یاجوج و ماجوج کی جڑی اور بدبو سے خالی ہو (اس مصیبت کے دفعیہ کے لئے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے۔

تب اللہ تعالیٰ بخٹی اونٹ کی گردن جیسی لمبی لمبی گردنوں والے پرندوں کو بھیجے گا جو یاجوج و ماجوج کی لاشوں کو اٹھا کر جہاں اللہ کی مرضی ہوگی وہاں پھینک دیں گے اور مسلمان یاجوج و ماجوج کی لکانون، تیروں اور ترکشوں کو سات سال تک چلاتے رہیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ایک زوردار بارش بھیجے گا جس سے کوئی بھی مکان خواہ وہ مٹی کا ہو یا پتھر کا اور خواہ صوف کا ہو نہیں بچے گا وہ بارش زمین و

دھوکرا تینہ کی، تند صاف کر دے گی پھر زمین کو حکم دیا جائے گا کہ اپنے پھلوں "یعنی اپنی پیداوار کو نکال اور اپنی برکت کو واپس لا۔ چنانچہ (زمین کی پیداوار اس قدر بابرکت اور باافراط ہوگی کہ) دس سے لے کر چالیس آدمیوں تک کی پوری جماعت ایک انار کے پھل سے سیر ہو جائے گی اور اس انار کے چھلکے سے لوگ سایہ حاصل کریں گے، نیز دودھ میں برکت دی جائے گی، (یعنی اونٹ اور بکریوں کے تھنوں میں دودھ بہت ہوگا) یہاں تک کہ دودھ دینے والی ایک اونٹنی لوگوں کی ایک بڑی جماعت کے لئے کافی ہوگی، دودھ دینے والی ایک گائے لوگوں کے ایک قبیلہ کے لئے کافی ہوگی اور دودھ دینے والی ایک بکری آدمیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے لئے کافی ہوگی۔ بہر حال لوگ اسی طرح کی خوش حال اور امن و چین کی زندگی گزار رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا بھیجے گا جو ان کی بغل کے نیچے کے حصہ کو پکڑے گی (یعنی اس ہوا کی وجہ سے ان کی بغلوں میں ایک درد پیدا ہوگا) اور پھر وہ ہوا ہر مؤمن اور ہر مسلمان کی روح قبض کر لے گی اور صرف بدکار شریر لوگ دنیا میں باقی رہ جائیں گے جو آپس میں گدھوں کی طرح منتلط ہو جائیں گے اور ان ہی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔ اس پوری روایت کو مسلم نے نقل کیا ہے علاوہ دوسری روایت کو ان الفاظ نظر جمہل بائہل تا سبع سنین کے کہ اس کو ترمذی نے نقل کیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد ہفتم: حدیث نمبر 41)

تو میں اس سے تمہارے سامنے جھگڑوں۔" میں اس طرف اشارہ ہے کہ بالفرض اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں دجال کا ظہور ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دلیل و حجت کے ذریعہ اس پر غالب آنے کے لئے اپنی امت میں سے کسی معاون و مددگار کی مدد کا محتاج نہیں تھے! بہر حال مذکورہ بالا جملہ کی وضاحت کے سلسلے میں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ یہ بات خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھی کہ دجال کا ظہور زمانہ نبوی کے بعد ہوگا جیسا کہ دوسری احادیث اور دیگر دلائل و قرائن سے واضح ہے لیکن اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ جملہ ارشاد فرمانا دراصل دجال کے ظاہر ہونے کی حقیقت کو زیادہ یقین کے ساتھ بیان کرنے اور موکد کرنے، اس کے ظہور کے وقت مبہم ہونے کی طرف اشارہ کرنے اور جن لوگوں کا دجال سے سابقہ پڑنے والا ہے ان کو اس کے فتنہ سے چوکنا کرنے کے پیش نظر تھا۔

تو پھر تم میں سے ہر شخص اپنی ذات کی طرف سے اس سے جھگڑنے والا "کا مطلب یہ ہے کہ دجال کے ظاہر ہونے کے وقت جو مسلمان اس دنیا میں ہوں گے ان میں سے ہر ایک کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ اس کے شر سے بچنے کے لئے شرعی و قطعی اور عقلی و درکل کے ذریعہ اس سے بحث و مباحثہ کرے اور اس پر غالب آئے لیکن یہ بات فرض کر لینے کے بعد کہ دجال بحث و مباحثہ کو سننے اور دلائل کو تسلیم کرنے والا ہوگا ورنہ اس جملہ کے اصل معنی یہ ہوں گے کہ اس وقت ہر مؤمن کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ دجال کی تکذیب کرے، اس کی بات کو قبول کرنے اور اس کو تکلیف و اذیت پہنچانے کی صورت اختیار کر کے اس کے شر سے اپنے کو بچائے۔ "میرا وکیل و خلیفہ ہر مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ ہے" میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ میرے بعد اللہ تعالیٰ ہر مؤمن و مسلمان کا حافظ و ناصر ہوگا اور دجال کے فتنہ سے بچنے میں مدد دے گا۔

ہاں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کامل یقین رکھنے والا مؤمن ہمیشہ مدد و نصرت پاتا ہے اگرچہ ان کے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم و امام موجود نہ ہو، اس اعتبار سے حدیث فرقہ امامیہ کے خلاف مضبوط دلیل ہے۔ "دجال جو ان ہوگا۔" سے یہ ثابت ہوا کہ ابن صیاد

پردجال کا اطلاق کرنا صحیح نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے، ان الفاظ سے اس طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ سفید بالوں والی صورت میں کسی شخص کو جو وقار حاصل ہوتا ہے اس سے دجال محروم ہوگا۔ "عبدالعزیز ابن قطن" ایک یہودی کا نام تھا اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی مشرک تھا کیونکہ "عزئی" ایک بت کا نام ہے۔

اس کی طرف عبد یعنی بندہ کی نسبت رکھنے والا مشرک ہی ہو سکتا ہے، اس کی تائید بعض حضرات کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ اس عبدالعزیز قبیلہ خزاعہ کا ایک شخص تھا جو زمانہ جاہلیت میں مرچکا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو عبدالعزیز کے ساتھ تشبیہ دی تو اس میں جزم کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ "گویا" کا لفظ اظہار شک کے لئے نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جس شخص کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے یعنی عبدالعزیز، اس کا تعارف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کشف یا خواب میں حاصل ہوا تھا اس لئے اس کے ساتھ دجال کو تشبیہ دیتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کانے کا لفظ استعمال فرمایا جیسا کہ کسی خواب کو بیان کرنے کا یہی اسلوب معتبر ہے۔ سورت کہف کی ابتدائی آیتوں سے مراد شروع سے ان یقولون الا کذبا تک کی آیتیں ہیں آیتوں کو دجال کے سامنے پڑھنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ ان میں جو مضامین مذکورہ ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی معرفت، اس کی کتاب اور آیات و بیانات کے ثبوت اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور رسول کی اس اعجازی شان پر دلالت کرتے ہیں جس کی برکت سے دجال کے محیر العقول کارنامے ملیا میٹ ہو کر رہ جائیں گے۔ اور اس کی اتباع کرنے والے ہلاکت و تباہی کے علاوہ اور کچھ نہیں پائیں گے۔

علامہ طبری رحمہ اللہ علیہ نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ سورت کہف کی ابتدائی آیتیں یہ خاصیت رکھتی ہیں کہ ان کا پڑھنے والا دجال کے فتنے سے امن و حفاظت میں رہے گا جیسا کہ اصحاب کہف نے اپنے زمانے کی سب سے بڑی طاقت سے شرو فتنے سے امان و نجات پائی تھی واضح رہے کہ بعض احادیث میں ان آیتوں کو رات میں سوتے وقت بھی پڑھنا منقول ہے! مسلم کی دوسری روایت میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ فانہا جوار کم من فتنۃ (کیونکہ وہ آیتیں تمہیں دجال کے فتنے سے محفوظ و مامون رکھیں گی) تو اکثر صحیح نسخوں میں "جوار" کا لفظ جیم کے زیر اور آخر میں رکے ساتھ ہے، جس کے معنی اس پر وائے راہ داری کے ہیں جس کی بنیاد پر کوئی شخص سفر کرتا ہے اور راستہ میں اس کو کوئی روک ٹوک نہیں کرتا پھر بعض شروح میں "جوار" جیم کے زیر اور پیش کے ساتھ بیان کیا گیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ لفظ جیم کے زیر کے ساتھ ہی فصیح ہے۔

اس موقع پر یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ حصین میں سورت کہف کے تعلق سے متعدد روایتیں منقول ہیں مثلاً ایک روایت میں یہ ہے کہ جس شخص نے سورت کہف پڑھ لی اس کو اس کے پاس سے لے کر مکہ مکرمہ تک کی نورانیت حاصل ہوتی ہے اور دس شخصوں نے اس سورت کی آخری دس آیتیں پڑھیں اور پھر اس کے زمانہ میں دجال نکل آئے تو دجال اس پر تسلط پانے میں ناکام رہے گا ایک اور روایت میں یہ ہے کہ جس شخص نے سورت کہف کی ابتدائی تین آیتیں پڑھ لیں وہ دجال سے محفوظ ہو گیا ان آخری دونوں روایتوں میں دس آیتوں اور تین آیتوں کی صورت میں جو ظاہری تضاد ہے اس کو ختم کرنے کے لئے یوں تو بہت سے اقوال ہیں لیکن زیادہ واضح قول یہ ہے کہ سورت کہف کا کم سے کم حصہ کہ جس کا پڑھنا دجال کے شر سے محفوظ رکھے گا تین آیتیں ہیں

اور ان تین آیتوں کو حفظ کر لینا اولیٰ ہے لہذا یہ بات زیادہ حصہ مثلاً دس آیتوں کے پڑھنے یا اس کو حفظ کرنے کے منافی نہیں ہے۔
 "دو دایمیں بائیں فساد پھیلانے گا۔" سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ دجال جن شہروں اور علاقوں سے گزرے گا
 صرف انہی جگہوں پر فتنہ و فساد پھیلانے پر اکتفا نہیں کرے گا۔

بلکہ وہ اپنے دائیں بائیں اور ادھر ادھر، جہاں خود نہیں جاسکے گا اپنے لشکر اور اپنے تابعداروں کی جماعت بھیجے گا، اس طرح
 اس کے فتنہ و شر سے کوئی مومن امن میں نہیں ہوگا اور ایسی کوئی جگہ باقی نہیں بچے گی جہاں اس کا فتنہ نہ پہنچے۔ اے اللہ کے بندوں، تم
 ثابت قدم رہنا۔" یہ خطاب ان مومنین سے ہے جو دجال کے زمانہ میں ہوں گے، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات اپنے صحابہ
 کرام سے فرمائی کہ اگر بالفرض تم دجال کا زمانہ پاؤ تو اس وقت دین پر مضبوطی سے قائم رہنا۔

چالیس دن" کے سلسلے میں یہ ملحوظ رہے کہ یہاں مسلم کی روایت میں تو دجال کی مدت قیام چالیس دن فرمائی گئی ہے جب کہ
 آگے آنے والی ایک حدیث میں یہ مدت چالیس سال بیان کی گئی ہے پس بغوی نے شرح السنہ میں لکھا ہے کہ چالیس سال بیان
 کرنے والی حدیث صحت و اسناد کے اعتبار سے اس درجہ کی نہیں ہے کہ اس کو مسلم کی اس روایت کے معارض قرار دیا جاسکے اور
 بالفرض اس کو اس درجہ کی صحیح حدیث بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ کہا جائے گا کہ ان دونوں حدیثوں میں جو الگ الگ دو مدتیں بیان کی گئی
 ہیں ان میں سے ایک مدت تو وہ ہے جس میں دنیا والوں پر اس کا ظہور ہی نہیں ہوگا بلکہ اس دنیا میں اس کی موجودگی غیر معلوم ہوگی اور
 دوسری مخصوص مدت ہے جس کے دوران دنیا والوں پر ظاہر رہے گا اور انہیں تعین کے ساتھ اس کی موجودگی کا علم ہوگا۔ "نماز پڑھنے
 کے لئے ایک دن حساب لگانا ہوگا۔" کا مطلب یہ ہے کہ جب طلوع فجر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جو عام دنوں کے اعتبار سے فجر
 اور ظہر کے درمیان ہوتا ہے تو اس وقت ظہر کی نماز پڑھی جائے اور جب ظہر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جو عام دنوں میں ظہر اور عصر
 کے درمیان ہوتا ہے تو اس وقت عصر کی نماز پڑھی جائے اور جب عصر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جو عام دنوں میں عصر، مغرب کے
 درمیان ہوتا ہے تو اس وقت مغرب کی نماز پڑھی جائے۔ اسی حساب سے عشاء و فجر کی نماز پڑھی جائے۔

غرضیکہ پانچوں نمازیں اس انداز سے اور حساب سے پڑھی جائیں گی یہاں تک کہ وہ دن، ایک برس کے برابر ہو کر گزر
 جائے نیز یہی اندازہ اور حساب ان دنوں میں اختیار کیا جائے گا جو ایک مہینہ اور ایک ہفتہ کے برابر ہوں گے واضح رہے کہ مذکورہ
 دنوں کی طوالت کا جو ذکر کیا گیا ہے وہ حقیقت میں اتنے ہی طویل ہوں گے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ شب و روز کی
 گردش کو مختصر سے مختصر اور طویل سے طویل کر سکتا ہے اس بارے میں بعض حضرات نے جو یہ کہا ہے کہ وہ دن حقیقت میں اس قدر
 طویل نہیں ہوں گے بلکہ ہجوم افکار اور کثرت آلام کی بنا پر اس قدر طویل معلوم ہوں گے تو یہ بات بالکل صحیح نہیں ہے اس کی سب سے
 بڑی دلیل صحابہ کرام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ سوال کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں یہ جواب دینا کہ نماز
 پڑھنے کے لئے ایک دن کا حساب لگانا ہوگا۔

نیز بعض حضرات جو یہ اشکال ظاہر کرتے ہیں کہ نماز تو وقتوں یعنی سورج کے طلوع و غروب وغیرہ کے اعتبار سے مقرر ہوتی ہے
 اور جب اس طلوع و غروب وغیرہ کا وقت ہی نہیں ہوگا تو نمازیں کس طرح پڑھی جائیں گی؟ تو یہ اشکال بالکل لغو ہے، حقیقت یہ ہے

سے رنگے ہوئے ہوں گے۔ واذا رفعہ تعدو منہ مثل جمان اللؤلؤ۔ (اور جب سر اٹھائیں گے تو ان کے بالوں سے چاندی کے دانوں کی مانند قطرے گریں گے جو موتیوں کی طرح ہوں گے) کا مطلب یہ ہے کہ ان سے ٹپکنے والے پسینہ کے قطرے اس قدر صاف اور سفید ہوں گے جیسا کہ موتیوں کی طرح چاندی کے دانے ہوتے ہیں۔ نہایت میں لکھا ہیں کہ لفظ جمان عذاب کے وزن پر ہے اور اس کے معنی ہیں چاندی کے بنے ہوئے بڑے بڑے موتی اس کا واحد جماتہ ہے۔

طبی رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پسینہ کے قطروں کو پہلے تو بڑائی میں جمان کے ساتھ تشبیہ دی اور پھر صفائی اور خوشنمائی کے اعتبار سے جمان کو موتی کے ساتھ تشبیہ دی! اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ لفظ "جمان" میم کی تشدید کے ساتھ تو چھوٹے موتی کو کہتے ہیں اور جمان جیم کی تشدید کے بغیر، ان دانوں کے کہتے ہیں جو چاندی کے بنائے گئے ہوں اور یہاں یہی دوسرے معنی مراد ہیں اور حاصل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اپنا سر جھکائیں گے تو ان کے سر کے بالوں میں نورانی قطرے ظاہر ہونگے اور جب سر اٹھائیں گے تو وہ قطرے ٹپک پڑیں گے یہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شادابی و تازگی اور ان کے جمال و اطراوت سے کنایہ ہے۔ "یہ ناممکن ہوگا کہ کسی کافر تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی ہوا پہنچے اور وہ مرنہ جائے" اس جملہ سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس حکم میں خود دجال شامل کیوں نہیں ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ دجال کو اس حکمت و مصلحت کے پیش نظر اس حکم سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہو اور وہ اس کے خون سے آلود اپنا نیزہ لوگوں کو دکھائیں تاکہ مؤمنین کے ذہن میں دجال کا ساحر و فریب کار ہونا ظاہر ہو اور اپنی آنکھوں سے اس کے فریب کا پردہ چاک ہوتے دیکھ لیں یا یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی ہوا سے کافروں کا مرجانا ان کی ایک ایسی کرامت ہوگی جو ان کے آسمان سے اترنے کے وقت یا اس کے کچھ بعد تک ظاہر رہے گی اور پھر جب وہ دجال کی طرف متوجہ ہوں گے تو یہ کرامت اٹھالی جائے گی، چنانچہ کسی کرامت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ہمیشہ اور ہر وقت ظاہر رہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ کرامت ان کے معمول کے مطابق ہر آنے والے سانس کی نہیں ہوگی بلکہ پچاس کا تعلق صرف اس مخصوص سانس سے ہوگا جس سے کسی کافر کو مارنا مقصود ہوگا سبحان اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اعجازی شان کے کیا کہنے، ایک وہ وقت تھا جب وہ اپنی پھونک سے مردہ کو زندہ کر دیتے تھے۔

دراپیک وقت ہوگا کہ ان کے سانس کی ہوا سے زندہ لوگ موت کے گھاٹ اتریں گے۔ لد (لام کے پیش اور دال کی تشدید سے ساتھ) شام کے ایک پہاڑ کا نام ہے اور بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ لد بیت المقدس کے ایک گاؤں کا نام ہے اور بعض حضرات کے نزدیک وہ فلسطین کے ایک گاؤں کا نام ہے۔ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے چہروں سے گرد و غبار صاف کریں گے" ہو سکتا ہے کہ چہروں سے گرد و غبار کا صاف کرنا اپنے ظاہری معنی پر محمول ہو، کہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ازراہ لطف و کرم ان لوگوں سے چہروں سے گرد و غبار صاف کریں گے، یا اس جملہ کے ذریعہ اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے دلوں سے دجال کا خوف دور کریں گے اور ان کو راحت و اکرام کے اسباب فراہم کر کے ان کی تعب و کلفت کو ختم کریں گے۔

بحیرہ طبریہ "اضہفت کے ساتھ ہے اور لفظ "بحیرہ" اصل میں بحیرۃ کی تصغیر ہے جس کے معنی اس جگہ کے ہیں جہاں پانی جمع ہوتا

کتاب الملا

یہ جیسے سمندر یا دریا یا پتہ نچہ پتہ کے معنی چھونے اور یا یعنی جھیل کے ہیں، بحیرہ طبریہ اس جھیل کو کہتے ہیں جو دس ہزار ہزار سال پہلے
شہر کے مرقعہ طبریہ میں واقع ہے۔ "جھیل خمر" ایک پہاڑ کا نام ہے خمر اصل میں گھنی جھاڑی کو کہتے ہیں یا اس زمین کو کہتے ہیں جس میں
جھیل اور جھیلوں میں جھیل ہو، چنانچہ اس پہاڑ پر درخت اور گھنی جھاڑیاں بہت ہیں اس لئے اس کو جھیل خمر کا نام دیا گیا ہے۔
ان کے لئے خمر کا ترجمہ آج کے سودیناروں سے بہتر ہوگا" کے ذریعہ اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ لوگوں کو اشیاء کی قلت اور
سب سے سستہ کھانے کا گوشت سمجھا جاتا ہے مگر اس وقت ان لوگوں کے نزدیک اسی کھانے کا گوشت ایک سودینار میں بھی بہت قیمت سمجھا
ہوگا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دوسرے اجزاء کے گوشت کی اہمیت ان کے نزدیک کیا ہوگی اور وہ کس قدر بیش قیمت ہوں
گئے۔ "اور پھر ان کی لاشوں کو "نہیل" میں ڈال دیں گے) یہ لفظ نون کے زبرہ کے جزم اور ب کے زبرہ کے ساتھ "نہیل" ہے اور
مشق کے اکثر نسخوں میں اسی طرح منقول ہے، یہ دراصل ایک جگہ کا نام ہے جو بیت المقدس کے علاقہ میں واقع ہے۔
نہیل جمع انہار میں کوہانی سے منقول ہے کہ یہ لفظ میم کے ساتھ "نہیل" ہے جس کے معنی زمین میں گہرے گڑھے کے ہیں!

چوتھوں میں لام کے باب اور میم کی فصل میں لفظ "نہیل" کی معنی پہاڑ سے گر پڑنے کے لکھے ہیں نیز کہا ہے کہ ترمذی نے دجال سے
متعلق حدیث میں فطر حہم بالنہیل (یعنی "نہیل" کا لفظ ذکر کیا ہے جب کہ زیادہ صحیح میم کے ساتھ "نہیل" ہے۔ جس سے
کوئی بھی مکان خواہ وہ مٹی کا ہو یا پتھر اور صوف کا ہو نہیں بچے گا۔" میں مٹی اور پتھر کے مکان سے شہر کے علاقے اور صوف (یعنی
نیسوں اور چھپر) کے مکان سے دیہاتی اور جنگلی علاقے مراد ہیں، حاصل یہ کہ وہ بارش ہر جگہ اور ہر علاقہ میں برسے گی، ایسی کوئی جگہ
نہیں ہوگی جہاں اس بارش کا پانی نہ پہنچے اور کوئی دیوار و خیمہ وغیرہ اس پانی کو کسی جگہ سے روک نہیں سکے گا اور اٹک رہے کہ لفظ
لایکن "ی کے زبرہ اور کاف کے پیش کے ساتھ کن سے بھی منقول ہے اور ی کے پیش کاف کے زبرہ کے ساتھ "اکنان" سے بھی نقل
کیا گیا ہے، ایسے دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی حفاظت و پوشیدگی۔

اور اس آیت کے چھلکے سے لوگ سایہ حاصل کریں گے۔" کے بارے میں ایک شارح نے کہا ہے کہ "چھلکے سے انار کے اوپر کا
آبہا چھٹکا مراد ہے اصل میں "خف" اس گول ہڈی (یعنی کھوپڑی) کو کہتے ہیں جو دماغ کے اوپر ہوتی ہے اور لکڑی کے پیالہ کو بھی
"خف" کہتے ہیں لہذا اس مشابہت کی وجہ سے حدیث میں انار کے چھلکے کو "خف" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ "الفأمر من الناس"
(لوگوں کی ایک بڑی جماعت) میں لفظ "فأمر" دجال کے وزن پر ہمزہ کے ساتھ ہے اور عام بول چال میں ہمزہ کوئی سے بدل
دیتے ہیں، بہر حال یہ لفظ "آدمیوں کی جماعت۔" کے معنی میں ہے اور یہاں اس سے مراد لوگوں کی اتنی بڑی جماعت ہے جس پر
قبیلہ "سے زیادہ لوگوں کا اخلاق ہو، جیسا کہ "قبیلہ کا اطلاق، لوگوں کی اس جماعت پر ہوتا ہے جو "فخذ" سے زیادہ ہو اور "فخذ"
یہاں ف کے زبرہ اور خ کے جزم کے ساتھ ہے، جس کے معنی صرف عزیز و اقربا کی جماعت کے ہیں اور اس کا اطلاق لوگوں کی اس
جماعت پر ہوتا ہے جو "بطن" سے کم ہو اور "بطن" کا اطلاق "قبیلہ" سے بھی کم جماعت پر ہوتا ہے ایسے فخذ "خ" کے زیر کے
ساتھ ہڈی کے جزم کے ساتھ بھی) کے معنی "دان" کے آتے ہیں۔

اور پھر وہ ہوا ہر مومن ہر مسلمان کی روح قبض کر لے گی" میں ہوا کی طرف روح قبض کرنے کی نسبت مجازی ہے، حقیقت میں روح کو قبض کرنے کا کام ملک الموت (یعنی موت کے فرشتے) کا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ارواح قبض کرتا ہے۔ یہ بات اپنی جگہ بیان ہو چکی ہے کہ مومن اور مسلم دونوں ایک ہی ہیں، جو مومن ہے وہ مسلمان ہے اور جو مسلمان ہے وہ مومن ہے، البتہ ان دونوں کے درمیان جو لطیف فرق علماء نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ مومن تو تصدیق قلبی کے اعتبار سے کہتے ہیں جس کا تعلق باطن سے ہوتا ہے اور مسلمان ظاہری انقیاد اطاعت کے اعتبار سے کہتے ہیں، لہذا یہاں ان دونوں کو الگ الگ بیان کرنے سے مراد تاکید بھی ہے اور تنہیم بھی اس حکم کے دائرے سے کوئی بھی باہر نہ رہے۔ "جو آپس میں گدھوں کی طرح مختلط ہو جائیں گے" کے بارے میں بعض شارحین نے کہا ہے کہ یہاں اختلاط سے مراد جماع کرنا یعنی وہ لوگ بے حیاء اور بے لحاظ ہو کر علانیہ لوگوں کے سامنے جماع کریں گے جیسا کہ گدھے کرتے ہیں چنانچہ "ہرج" کا لفظ جماع کے معنی میں بھی آتا ہے۔

اور انہی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی" کا مطلب یہ ہے کہ جب قیامت آئے گی تو اس وقت اس دنیا میں صرف وہی بدکار و اشرار لوگ (یعنی کفار و فجار ہوں گے، ان کے برعکس لوگ یعنی مومنین و صالحین نہ اس وقت اس دنیا میں موجود ہوں گے اور نہ ان پر قیامت قائم ہوگی چنانچہ آگے ایک حدیث آرہی ہے اس میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ روئے زمین پر اللہ اللہ کہنا بند نہ ہو جائے یعنی قیامت اسی وقت آئے گی جب روئے زمین پر ایک بھی اللہ کا نام لیوا باقی نہیں رہے گا۔

4321- حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ الدِّمَشْقِيُّ الْمُؤَدِّبُ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ بْنِ نَفِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكَلَابِيِّ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَالَ، فَقَالَ: إِنْ تَخْرُجُ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَاجِبُكُمْ، وَإِنْ تَخْرُجُ وَلَسْتُ فِيكُمْ، فَأَمُرُّوْا حَاجِبُكُمْ نَفْسِهِ، وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ قَوْلَ مَخْ سُوْرَةِ الْكَهْفِ، فَإِنَّهَا جَوَارُكُمْ مِنْ فِتْنَتِهِ، قُلْنَا: وَمَا الْبُشَّةُ فِي الْأَرْضِ، قَالَ: أَرْبَعُونَ يَوْمًا: يَوْمٌ كَسَنَتِهِ، وَيَوْمٌ كَشَفَتْ، وَيَوْمٌ كَجُبْعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَتِهِ، أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ؟ قَالَ: لَا، اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ، ثُمَّ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، فَيُذِرُكُمْ عِنْدَ بِلْدٍ، فَيَقْتُلُهُ.

حضرت نواس بن سمعان کلابی جو تثنیہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اگر وہ اس وقت نکلا، جب میں تمہارے درمیان موجود ہوا، تو میں تمہاری طرف سے خود اس سے مقابلہ کروں گا اور اگر وہ اس وقت نکلا، جب میں تمہارے درمیان موجود نہ ہوا، تو ہر شخص اپنی ذات کا دفاع کرے، اور اللہ تعالیٰ میری جگہ ہر مسلمان کا نگہبان ہوگا، تم

4321- إسناده صحيح. وقد جاء تصريح الرواة بسماع بعضهم من بعض عند أحمد ومسلم، فأما الوليد بن السويدي من الوليد - وهو ابن مسلم - ومن صفوان بن صالح - وهو الدمشقي - ابن جابر: هو عبد الرحمن بن يزيد بن جابر. وأخرجه مطبوعاً ومختصراً مسلم (2937)، والترمذي (2390)، واللساني في "الكبرى" (7970) و (10717) من طريق عبد الرحمن بن يزيد بن جابر بهذا الإسناد. وقال الترمذي: حديث غريب حسن صحيح. وأخرجه ابن ماجة (4075)

هُزِيْرَةٌ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ - يَعْنِي عِيْسَى - وَاِنَّهُ نَازِلٌ، فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَعْرِفُوْهُ: رَجُلٌ مَّرْبُوعٌ اِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، بَدَنٌ مُّحْضَرْتَدَنٍ، كَاَنَّ رَاسَهُ يَقْطُرُ، وَاِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ، فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الْاِسْلَامِ، فَيَدُقُّ الصَّلِيْبَ، وَيَقْتُلُ الْخُزَيْرَ، وَيَضَعُ الْحَزِيْرَةَ، وَيُهْلِكُ اللّٰهُ فِيْ رَمَانِهِ الْبَلَلُ كُلَّهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ، وَيُهْلِكُ الْمَسِيْحَ الدَّجَالَ، فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً، ثُمَّ يُتَوَفَّى فَيُصَلَّى عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ

❀❀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”میرے اور ان کے یعنی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہے، وہ نازل کریں گے، جب تم انہیں دیکھو گے تو پہچان لو گے، کیونکہ وہ دمیائے قد کے مالک ہوں گے اور ان کا رنگ سرخ و سفید ہوگا، انہوں نے ہلکے زرد رنگ کا لباس پہنا ہوگا، یوں محسوس ہوگا جسے ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے، حالانکہ انہیں پانی نہیں لگا ہوگا، وہ اسلام کے لیے لوگوں کے ساتھ جنگ کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو مار دیں گے، جزیہ موقوف کر دیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے علاوہ تمام ادیان کو ختم کر دے گا، وہ دجال کو ہلاک کر دیں گے اور زمین میں 40 سال تک رہیں گے، پھر ان کا انتقال ہوگا، مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔“

بَابُ فِيْ خَبْرِ الْجَسَّاسَةِ

باب: جاساسہ کا تذکرہ

4325 - حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذُئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَّرَ الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالَ: اِنَّهُ حَبَسَنِيْ حَدِيْثٌ كَانَ يُحَدِّثْنِيْهِ ثَمِيْمُ الدَّارِيُّ عَنْ رَجُلٍ كَانَ فِيْ جَزِيْرَةٍ مِنْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ، فَاِذَا اَنَا بِامْرَاَةٍ تَجُرُّ شَعْرَهَا، قَالَ: مَا اَنْتِ؟ قَالَتْ: اَنَا الْجَسَّاسَةُ، اَذْهَبْ اِلَى ذٰلِكَ الْقَصْرِ، فَاتِيْنِيْهِ، فَاِذَا رَجُلٌ يَجُرُّ شَعْرَهُ، مُسْلَسِلٌ فِي الْاَغْلَالِ، يَنْزُو فِيْمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، فَقُلْتُ: مَنْ اَنْتِ؟ قَالَ: اَنَا الدَّجَالُ، خَرَجَ نَبِيُّ الْاُمِّيِّيْنَ بَعْدُ؛ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: اَطَاعُوْهُ اَمْ عَصُوْهُ؟ قُلْتُ: بَلْ اَطَاعُوْهُ، قَالَ: ذَاكَ خَيْرٌ لَهُمْ

❀❀ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تاخیر کی، جب

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک واقعہ کی وجہ سے میں دیر سے آیا ہوں، جو مجھے تمیم داری نے بیان کیا: اس نے ایک شخص کے حوالے سے یہ بات مجھے بتائی: میں نے سمندری سفر کے دوران ایک جزیرہ میں، ایک عورت کو دیکھا، جو اپنے بال کھینچ رہی تھی، میں نے دریافت کیا تم کون ہو؟ اس عورت نے جواب دیا: میں

جاساسہ ہوں، تم اس محل کے پاس جاؤ، میں وہاں آیا، تو وہاں ایک شخص تھا جو اپنے بال کھینچ رہا تھا اور زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا وہ

تیزی سے اچھل رہا تھا، میں نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا: میں دجال ہوں، کیا امتیہین کے نبی کا ظہور ہو گیا ہے؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! اس نے دریافت کیا: لوگوں نے ان کی فرمانبرداری کر لی ہے یا ان کی نافرمانی کی ہے؟ میں نے کہا: انہوں نے ان کی فرمانبرداری کر لی ہے، تو اس نے کہا: یہ ان کے حق میں بہتر ہے۔

4328 - حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ حُسَيْنًا السَّعْلَمِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ شَرَّاحِيلَ الشَّعْبِيُّ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ، قَالَتْ: سَمِعْتُ مُتَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِي: أَيْنَ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، فَخَرَجْتُ فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ، جَلَسَ عَلَى الْبَيْتِ وَهُوَ يُضَعِّكُ، قَالَ: لِيَلْزَمَ كُلُّ إِنْسَانٍ مُصَلَّاهُ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَدْرُونَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: إِلَى مَا جَمَعْتُكُمْ لِرَهْبَةٍ، وَلَا رَغْبَةٍ، وَلَكِنْ جَمَعْتُكُمْ أَنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا، فَجَاءَ فَبَايَعَ وَأَسْلَمَ وَحَدَّثَنِي حَدِيثًا وَافَقَ الَّذِي حَدَّثْتُكُمْ عَنِ الدَّجَالِ، حَدَّثَنِي أَنَّهُ رَكِبَ فِي سَفِينَةٍ بِخَرِيبَةٍ مَعَ ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْ لُحْمٍ، وَجُدَامٍ، فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ، وَأَرْفَتُوا إِلَى جَزِيرَةٍ حَيْثُ مَغْرِبُ الشَّمْسِ، فَجَلَسُوا فِي أَقْرَبِ السَّفِينَةِ، فَدَخَلُوا الْجَزِيرَةَ.

فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرَةِ الشَّعْرِ، قَالُوا: وَيْلَكَ مَا أَثَبَ، قَالَتْ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ، انْطَلِقُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي هَذَا الدَّيْرِ، فَإِنَّهُ إِلَى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَابِ، قَالَ: لَمَّا سَمِعْتُ لَنَا رَجُلًا، فَرَقْنَا مِنْهَا أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً، فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتَّى دَخَلْنَا الدَّيْرَ، فَإِذَا فِيهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا، وَأَشَدَّهُ وَثَاقًا فَجُوعًا يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ - فَذَكَرَ الْحَدِيثَ - وَسَأَلَهُمْ عَنْ تَحْلِ بَيْسَانَ، وَعَنْ عَدْنٍ زُغَرٍ، وَعَنِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، قَالَ: إِنِّي أَنَا النَّبِيُّ، وَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِي فِي الْخُرُوجِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَإِنَّهُ فِي بَحْرِ الشَّامِ أَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ، لَا بَلَّ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ مَرَّتَيْنِ، وَأَوْ مَأْ بِبَيْدِهِ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، قَالَتْ: حَفِظْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

میں نے سیدہ فاطمہ بنت قیس سے بیان کرتی تھی: میں نے نبی اکرم ﷺ کے منادی کو یہ اعلان کرتے ہوئے سنا: نماز جمع کرنے والی ہے (یعنی تم لوگ اکٹھے ہو جاؤ گے) تو میں نکل میں نے نبی اکرم ﷺ کی افتاء میں نماز ادا کی جب نبی اکرم ﷺ نے نماز مکمل کی تو منبر پر تشریف فرما ہوئے، آپ ﷺ مسکرا رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہر شخص اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو؟ میں نے تمہیں کیوں اکٹھا کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں کسی چیز کی خوشخبری سنانے کے لیے یا کسی چیز سے ڈرانے کے لیے نہیں جمع کیا، بلکہ میں نے تمہیں اس لیے جمع کیا ہے، کیونکہ تمہیں داری ایک عیسائی شخص تھا وہ آیا اس نے بیعت کی اور اسلام قبول کر لیا، اس نے مجھے

ایک بات بتائی جو اس بات کی تائید میں ہے، جو میں نے تمہیں دجال کے بارے میں کہی تھی، اس نے مجھے بتایا کہ وہ ایک بحری جہاز میں سوار ہو کر تیس آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوا، جن کا تعلق نجم (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) جزام قبیلے سے تھا ایک مہینے تک موجیں انہیں لے کے چلتی رہیں، پھر وہ سورج کے غروب ہونے والی سمت میں ایک جزیرے تک پہنچ گئے، وہ ایک چھوٹی کشتی میں سوار ہو کر جزیرے میں داخل ہو گئے، وہاں انہیں ایک جانور ملا، جس کی دم بھاری تھی اور جسم پر بال بہت زیادہ تھے انہوں نے کہا: تمہارا ستیاناس ہو، تم کون ہو؟ اس جانور نے جواب دیا: میں جسامہ ہوں تم لوگ اس عبادت خانے میں موجود اس شخص کے پاس جاؤ، کیونکہ اسے تمہاری دی ہوئی اطلاعات کے بارے میں دلچسپی ہے، راوی کہتے ہیں: جب اس عورت نے ہمارے سامنے ایک مرد کا نام لیا، تو ہم ڈر گئے کہ کہیں وہ عورت شیطان نہ ہو، ہم لوگ تیزی سے وہاں سے روانہ ہوئے، یہاں تک کہ اس عبادت خانے میں داخل ہو گئے، وہاں ایک انتہائی لمبا ترنگا انسان موجود تھا، ہم نے ایسا لمبا ترنگا شخص کبھی نہیں دیکھا تھا، وہ مضبوطی سے بندھا ہوا تھا، اس کے ہاتھ گردن پر بندھے ہوئے تھے، اس کے بعد راوی نے پورا واقعہ نقل کیا ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں، اس نے ان لوگوں سے بیسان کے کھجوروں کے باغ اور زغر کے چشمے اور اتنی نبی ﷺ کے بارے میں دریافت کیا، پھر اس نے بتایا کہ میں دجال ہوں، غمگین مجھے نکلنے کی اجازت مل جائے گی۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شام کے سمندر میں ہے، یا یمن کے سمندر میں ہے، نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف ہے، یہ بات آپ ﷺ نے دوسرے ارشاد فرمائی، پھر آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے مشرق کی طرف اشارہ بھی کیا۔ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سن کر یہ بات یاد کی ہے، اس کے بعد راوی نے پوری حدیث نقل کی ہے۔

4327 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صُدْرَانَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ وَكَانَ لَا يَصْعَدُ عَلَيْهِ إِلَّا يَوْمَ مُجَمَّةٍ قَبْلَ يَوْمَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ هَذِهِ الْقِصَّةَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَابْنُ صُدْرَانَ بَصْرِيٌّ غَرِقَ فِي الْبَحْرِ مَعَ ابْنِ مَسُورٍ لَمْ يَسْلَمْ مِنْهُمْ غَيْرُهُ.

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کی، پھر آپ ﷺ منبر پر چڑھے آپ ﷺ اس سے پہلے کبھی جمعے کے دن کے علاوہ اس پر نہیں چڑھے تھے (اس کے بعد راوی نے یہ واقعہ نقل کیا ہے) امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن صدارن بصری نامی راوی ابن مسور کے ساتھ سمندر میں ڈوب گئے تھے، ان لوگوں میں سے اس راوی کے علاوہ اور کوئی نہیں بچا تھا۔

4328 - حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى أَخْبَرَنَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُمَيْعٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ: إِنَّهُ بَيْنَمَا أَنَا يَسِيرُونَ فِي الْبَحْرِ فَتَفَدَّ طَعَامُهُمْ، فَرَفَعَتْ لَهُمْ جَزِيرَةٌ، فَخَرَجُوا يُرِيدُونَ الْخُبْزَ، فَلَقِيَتْهُمْ

الْجَسَّاسَةُ قُلْتُ لَا بِي سَلَمَةٌ وَمَا الْجَسَّاسَةُ قَالَ: امْرَأَةٌ تَجُرُّ شَعْرَ جَلْدِهَا وَرَأْسَهَا، قَالَتْ: فِي هَذَا الْقَصْرِ
 قَدْ كَرَّ الْحَدِيثُ وَسَأَلَ عَنْ نَحْلِ بَيْسَانَ وَعَنْ عَلِيٍّ زُغَرَ، قَالَ: هُوَ الْمَسِيحُ، فَقَالَ: لِي ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ: إِنْ فِي
 هَذَا الْحَدِيثِ شَيْئًا مَا حَفِظْتُهُ، قَالَ: شَهِدَ جَابِرٌ أَنَّهُ هُوَ ابْنُ صَيَّادٍ، قُلْتُ: فَإِنَّهُ قَدْ مَاتَ، قَالَ: وَإِنْ مَاتَ
 قُلْتُ: فَإِنَّهُ أَسْلَمَ، قَالَ: وَإِنْ أَسْلَمَ، قُلْتُ فَإِنَّهُ قَدْ دَخَلَ الْمَدِينَةَ، قَالَ: وَإِنْ دَخَلَ الْمَدِينَةَ
 رَوَاهُ جَابِرٌ عَنْ بَنِي بَيْسَانَ كَرْتِهِ هِيَ: اِيك دن نبی اکرم ﷺ نے منبر پر یہ ارشاد فرمایا:

”کچھ لوگ سمندر میں سفر کر رہے تھے ان کا کھانا ختم ہو گیا تھا، انہیں ایک جزیرہ دکھائی دیا تو کھانے کی تلاش میں وہ اس کے
 اندر داخل ہو گئے، ان کی ملاقات جساسہ سے ہوئی۔

ولید بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے ابوسلمہ سے دریافت کیا: جساسہ سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ایک
 عورت ہے جو اپنی کھال اور سر کے بال کھینچ رہی تھی، اس عورت نے کہا: اس محل (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)
 جس میں یہ مذکور ہے: محل میں موجود شخص نے بيسان کے نخلستان اور زغر کے چشمے کے بارے میں دریافت کیا اور بتایا: وہ
 دجال ہے۔

راوی کہتے ہیں: ابوسلمہ نے مجھ سے کہا: اس حدیث میں کچھ چیزیں مجھے یاد نہیں رہی ہیں۔ راوی کہتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ
 نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ دجال ابن صیاد ہے، میں نے کہا: وہ تو مر چکا ہے، انہوں نے کہا: اگرچہ وہ مر چکا ہے (پھر بھی دجال
 وہی ہے) میں نے کہا: وہ تو مسلمان ہو گیا تھا، انہوں نے کہا: اگرچہ وہ مسلمان ہو گیا تھا (پھر بھی دجال وہی ہے) میں نے کہا: وہ تو
 مدینہ منورہ میں داخل ہو گیا تھا تو انہوں نے کہا: اگرچہ وہ مدینہ منورہ میں داخل ہو گیا تھا (پھر بھی دجال وہی ہے)

بَابُ فِي خَبَرِ ابْنِ صَائِدٍ

باب: ابن صائد کا تذکرہ

ابن صیاد کی حقیقت

ابن صیاد کا اصل نام ”صاف“ تھا اور بعض حضرات نے ”عبد اللہ“ کہا ہے وہ ایک یہودی تھا جو مدینہ کا باشندہ تھا یا اصل باشندہ
 تو کہیں اور کا تھا لیکن مدینہ آ کر وہاں کے یہودیوں میں شامل ہو گیا تھا! ابن صیاد سحر و کھانت کا زبردست ماہر تھا اور اس وجہ سے اس
 کی شخصیت بڑی پر اسرار بن کر رہ گئی تھی اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے اس کی حقیقت کو مختصر طور پر یوں ظاہر کیا جاسکتا ہے کہ وہ
 ایک بڑا فتنہ تھا جس میں مسلمانوں کو جلا کر کے ان کا امتحان لیا گیا تھا اس کے حالات بڑے مختلف تھے اور اس بنا پر صیہ کرام کے
 درمیان بھی اس کی حیثیت کے تعین میں اختلاف تھا، چنانچہ کچھ صحابہ کرام کا خیال یہ تھا ابن صیاد وہی دجال ہے جس کے بارے میں
 خبر دی گئی ہے کہ وہ دنیا میں ظاہر ہوگا اہل ایمان کو گمراہ کرے گا لیکن اکثر حضرات کا کہنا یہ تھا کہ ابن صیاد بڑا دجال تو نہیں ہے لیکن ان
 چھوٹے دجالوں میں سے ایک ضرور ہے جو مختلف زمانوں میں پیدا ہوتے رہیں گے۔

اور جن کا اصل مقصد فتنہ و فساد پھیلانا اور لوگوں کو گمراہ کرنا ہوگا! جیسا کہ ایک روایت میں فرمایا گیا ہے کہ اس امت میں دجال پیدا ہوتے رہیں گے، جو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرینگے آخر الذکر حضرات کی دلیل یہ ہے کہ ابن صیاد اگرچہ پہلے کافر و کاہن تھا لیکن آخر میں مسلمان ہو گیا تھا، پھر اس نے حج بھی کیا مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا، اس کی اولاد بھی ہوئی اور وہ مدینہ و مکہ میں رہا کرتا تھا جب کہ دجال کافر ہوگا اور کفر ہی کی حالت میں مارا جائے گا اس کے اولاد نہیں ہوگی اور مکہ و مدینہ میں اس کا داخلہ تک ممنوع ہوگا چہ جائیکہ وہ ان مقدس شہروں میں بود و باش اختیار کرے۔

حضرت نسیم داری کی اس حدیث کو بھی ان حضرات کی پوری دلیل قرار دیا جاسکتا ہے جو دجال کے سلسلہ میں پیچھے گزر چکی ہے! بہر حال ابن صیاد کی حیثیت و حقیقت مبہم تھی، اس کے بارے میں تعین و یقین کے ساتھ کچھ کہنا مشکل ہے، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اس بارے میں کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی اصل حیثیت پر سے پردہ نہیں اٹھایا بلکہ اس کو مبہم رکھا جیسا کہ اس باب میں منقول احادیث سے معلوم ہوگا۔

4329 - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِابْنِ صَائِدٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغُلَّيَّانِ عِنْدَ أَطْمِ بْنِ مَغَالَةَ، وَهُوَ غُلَامٌ، فَلَمَّا يَشْعُرُ حَتَّى ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِبِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَ: فَتَنَظَّرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ، ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آمَنْتُ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ، ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَأْتِيكَ؟ قَالَ: يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيرَةً وَخَبَأَ لَهُ: (يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ) (الدُّخَانُ: 10)، قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: هُوَ الدُّخَانُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْخُسَاءُ، فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ائْذَنْ لِي فَأَضْرِبَ عَنْقَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ يَكُنْ فَلَنْ تُسَلِّطَ عَلَيْهِ - يَغْنِي الدُّجَالُ - وَلَا يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ فِي قَتْلِهِ

❁❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کچھ اصحاب کے ہمراہ ابن صائد کے پاس سے گزرے ان اصحاب میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، ابن صائد اس وقت بنو مغالہ کے ٹیلوں کے پاس بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، وہ خود بھی بچہ تھا، اسے اندازہ نہیں ہوا، یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک کو اس کی پشت پر مارا، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ راوی کہتے ہیں: ابن صائد نے نبی اکرم ﷺ کی طرف دیکھا اور بولا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اُمیوں کے رسول ہیں، پھر ابن صیاد نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا، کیا آپ ﷺ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ اور اس

کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں، پھر نبی اکرم ﷺ نے اس سے دریافت کیا: تمہارے پاس کیا آتا ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس ایک سچا اور ایک جھوٹا آتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا معاملہ تم پر غلط ملط ہو گیا ہے، پھر نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: میرے ذہن میں ایک بات ہے (تم بتاؤ کہ وہ کیا ہو سکتی ہے؟)

نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت سوچی تھی:

”جب آسمان واضح دھواں لے کر آئے گا“

ابن صیاد نے کہا یہ ”دخ“ ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا استیانس ہو، تم اپنی اوقات سے آگے نہیں بڑھ سکو گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن اڑا دوں، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تو یہ (وہی دجال ہے) تو پھر تم اس پر قابو نہیں پاسکو گے اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو پھر اسے قتل کرنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

شرح

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (ایک دن) حضرت عمر فاروق ابن خطاب رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی ایک جماعت میں شامل ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابن صیاد کے پاس گئے اور انہوں نے اس کو (یہودیوں کے ایک قبیلہ) بنو مغالہ کے محل میں بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا، وہ اس وقت سن بلوغ کے قریب ہو چکا تھا، ابن صیاد ان سب کی آمد سے بے خبر (اپنے کھیل میں مصروف) رہا یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پشت پر ہاتھ مارا اور (جب وہ متوجہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس سے سوال کیا کہ کیا تو اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے (یہ سن کر بڑی غصیلی نظروں سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم امیوں یعنی ناخواندہ لوگوں کے رسول ہو اور پھر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو (پکڑ لیا) اور خوب زور سے بھینچا اور فرمایا ”میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا“ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ (اچھا یہ بتا) تو کیا دیکھتا ہے یعنی غیب کی چیزوں سے تجھ پر کیا منکشف ہوتا ہے؟ اس نے جواب دیا کبھی تو میرے پاس جی خبر آتی ہے اور کبھی تو میرے پاس سچا فرشتہ آتا ہے اور کبھی جھوٹا شیطان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہ جواب سن کر (فرمایا کہ تیرا معاملہ سب گنڈھ ہو گیا) پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے اپنے دل میں ایک بات چھپائی ہے اور جو بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد کے لئے چھپائی تھی وہ یہ آیت (فَإِذَا قُتِبَتِ السَّمَاءُ بِدُحَانٍ مُّبِينٍ) 44۔ الدخان: 10) تھی اس نے جواب دیا کہ وہ پوشیدہ بات (جو تمہارے دل میں ہے) ”دخ“ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا دور ہٹ! تو اپنی اوقات سے آگے ہرگز نہیں بڑھ سکے گا“ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (یہ صورت حال دیکھ کر) عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن صیاد اگر وہی دجال ہے (جس کے آخر زمانہ میں نکلنے کی اطلاع دی گئی ہے) تو پھر تم اس پر مسلط نہیں ہو سکو گے یعنی اس کو قتل کرنے پر قادر نہیں ہو سکو گے کیونکہ اس کو قتل کرنا تو صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے

مقرر ہے) اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو پھر اس کو قتل کرنے میں تمہارے لئے کوئی بھلائی نہیں) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اس کے بعد (ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ان درختوں کے پاس تشریف لے گئے جہاں ابن صیاد تھا اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ابی ابن کعب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (وہاں پہنچ کر) کھجور کی شاخوں کے پیچھے چھپنے لگے تا ابن صیاد (اپنے قریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی سے) بے خبر رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے دیکھنے سے پہلے اس کی کچھ باتیں سن لیں اور اس طرح چھپ کر ابن صیاد کی باتوں کو سننے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اور صحابہ کرام بھی جان لیں کہ وہ آخر ہے کیا آیا کوئی کاہن ہے یا جادو گر یا کچھ اور؟ اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص سے فتنہ پرداز کی کا خوف ہو اس کی حقیقت کو ظاہر کرنا اور لوگوں پر اس کے احوال منکشف کرنا جائز ہے) اس وقت ابن صیاد ایک چادر میں لپٹا ہوا لیٹا تھا اور اس چادر کے اندر سے گنگناتے کی آواز آرہی تھی (جس کا کوئی مفہوم سمجھ میں آتا تھا) (دیکھ کر) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا: "اگر ابن صیاد کی ماں اس کو نہ ٹوکتی (اور میری موجودگی سے باخبر نہ کرتی) وہ اپنی حقیقت کو ظاہر کر دیتا (یعنی اس کی باتوں سے یہ معلوم ہو جاتا وہ کون ہے اور کیا ہے) حضرت عبداللہ (ابن عمر کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (خطبہ دینے کے لئے) لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنائیاں کی جو اس کو سزاوار ہے، پھر دجال کا ذکر کیا (بایں احتمال کہ شاید ابن صیاد دجال ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی فتنہ پرداز کی اور اس حقیقت کے پیش نظر کہ اس میں دجال کی بعض خصلیتیں پائی جاتی تھیں دجال کا ذکر کرنا اور اس کے احوال سے آگاہ کرنا مناسب جانا) اور فرمایا میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں اور نوح علیہ السلام کے بعد کوئی نبی علیہ السلام ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور (ان انبیاء سے پہلے) نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے لیکن میں تم سے دجال کے بارے میں ایک ایسی بات اور ایک ایسی علامت بتاتا ہوں جو کسی اور نبی علیہ السلام نے اپنی قوم سے نہیں بتائی ہے، سو تم جان لو کہ دجال کا نا ہوگا اور

یقیناً اللہ تعالیٰ کا نا نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم مشکوٰۃ شریف: جلد ہفتم: حدیث نمبر 62)

امیوں" سے اس کی مراد اہل عرب تھے، کیونکہ اس زمانہ میں اکثر اہل عرب پڑھے لکھے نہیں ہوتے تھے! اور اصل بات یہ ہے کہ یہودیوں میں سے ایک طبقہ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر تو نہیں تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اہل عرب کا رسول مانتے تھے بہر حال یہ بات (یعنی ابن صیاد کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی اس طرح دینا) اس کی ان لغو باطل باتوں میں سے ایک تھی جو شیطان کا ہنوں کو القا کیا کرتا ہے، ویسے منطقی طور پر بھی اس کے یہ الفاظ زبردست تضاد و تناقض کے حامل تھے کیونکہ نبی ہر حال میں سچا ہوتا ہے خواہ وہ کسی ایک قوم و علاقہ میں مبعوث ہوا ہو یا پوری نوع انسانیت کے لئے) اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت عامہ کا اعلان کیا۔ اور تمام نوع انسان کو اپنی رسالت کی دعوت دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو صرف اہل عرب کے ساتھ مخصوص کرنا سراسر باطل ٹھہرا "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خوب زور سے بھیجا" میں بھیجا" لفظ رص کا ترجمہ ہے جو ر کے زبر اور ص کے ساتھ ہے اور جس کے اصل معنی "دو چیزوں کو استوار کرنا اور آپس میں ایک دوسرے سے جوڑنا ملانا" ہے "اسی لئے مضبوط اور استوار بنیاد کو بنائے مرصوص کہہ جاتا ہے۔

حاصل یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد کو پکڑ کر اور اس کے اعضاء جسم کو ایک دوسرے سے ملا کر زور سے بھینچا اور علامہ نووی نے یہ لکھا ہے کہ ہمارے علاقہ میں کتاب کے جو صحیح نسخے ہیں ان میں یہ لفظ فرضہ یعنی ف اور ض کے ساتھ ہے، جو فرض سے ہے اور جس کے معنی "چھوڑنے" کے ہیں اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سوال و جواب اور اس کی کٹ جمتی سے صرف نظر کر لیا۔ میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا کہ مطلب یہ تھا کہ میں یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسولوں اور نبیوں پر ایمان لایا ہوں اور یہ بھی یقینی ہے کہ تو ان میں سے نہیں) ہاں اگر بغرض محال تو بھی ان میں سے ہوتا تو میں تجھ پر بھی ایمان لاتا! لیکن یہ فرض کرنے والی بات اسی صورت میں جائز ہوگی جب یہ کہا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات اپنے خاتم النبیین ہونے کے علم سے پہلے کہی تھی، اگر اس وقت آپ کا خاتم النبیین ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں تھا تو یہ بغرض محال والی بات مراد نہیں لی جاسکتی اس مسئلہ کی نزاکت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے اور کوئی اور شخص اس سے معجزہ کا مطالبہ کرنے کے باوجود اس کو اس لئے قتل نہیں کیا کہ اول تو وہ بہت چھوٹی عمر کا تھا اور چھوٹی عمر والوں کو قتل کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ممنوع تھا، دوسرے یہ کہ یہودی ان دنوں ذمی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے اس بات پر صلح کر رکھی تھی کہ ان کے حال پر رہنے دیا جائے گا اور ظاہر ہے کہ ابن صیاد بھی یہودیوں ہی کا ایک فرد تھا ان کے خلیفوں میں سے تھا، اس لئے اس کو قتل نہیں کیا جاسکتا تھا۔" کبھی تو میرے پاس سچی خبر آتی اور کبھی جھوٹی خبر۔" کے بارے میں بعض شارحین نے کہا ہے کہ ابن صیاد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کا حاصل یہ تھا کہ جو شخص تیرے پاس آتا ہے وہ تجھ سے کیا کہتا ہے اور اس کی کہی ہوئی باتیں تیرے لئے کیسی ثابت ہوئی ہیں؟

ابن صیاد نے مذکورہ جملہ کے ذریعہ اس سوال کا جواب دیا اس کا حاصل یہ تھا کہ ایک آنے والا مجھے کچھ باتیں بتاتا جاتا ہے، ان میں سے کوئی سچی ہو جاتی ہے اور کوئی جھوٹی چنانچہ کاہنوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ شیطان ان پر جھوٹی سچی، ہر طرح کی خبریں القا کرتا ہے۔ "تیرا معاملہ سب گڈ ٹڈ ہو گیا" مطلب یا تو یہ تھا کہ تیرے پاس چیزوں اور اطلاعات کا تو ذخیرہ ہے وہ سب بیکار اور لاکھل ہے کیونکہ ان میں سے سچی باتیں بھی جھوٹی باتوں کے ساتھ مل کر کرنا قابل اعتبار ہو گئی ہیں یا یہ مطلب تھا کہ تیری حیثیت اور تیرے احوال کو ناقابل اعتماد بنا دیا گیا ہے کیونکہ تیرے پاس تو شیطان آتا ہے جو تجھے جھوٹی سچی خبریں سنا جاتا ہے اس بات کے ذریعہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دعویٰ رسالت کو جھوٹا قرار دیا کیونکہ کسی رسول کے پاس جھوٹی خبریں نہیں آئیں کرتیں جب کہ اس نے خود اپنی زبان سے اس کا اقرار کیا، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کر دیا کہ تو صرف کاہن ہے اور کاہنوں کا یہی حال ہوا کرتا ہے۔ تو رسول و نبی ہرگز نہیں ہو سکتا۔" میں نے تیرے لئے دل میں ایک بات چھپائی ہے" یعنی تجھے اگر یہ دعویٰ ہے کہ تجھ پر خدائی راز تک منکشف ہو جاتے ہیں اور کوئی شخص آکر تجھے غیب کی باتیں بتا کر جاتا ہے تو ذرا یہ بتا کہ اس وقت میرے دل میں کیا ہے، میں نے تیرے تعلق سے ایک بات اپنے دل میں رکھی ہے؟

اس بات کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد کا امتحان لیا تاکہ صحابہ کرام پر اس کی حقیقت واضح ہو جائے اور وہ جان لیں کہ یہ نزاکا کاہن ہے شیطان اس کے پاس آکر اس کو جھوٹی سچی باتیں سکھا جاتا ہے۔ "وہ پوشیدہ بات درخ ہے" د کے پیش اور زبر

کے اور خ کے تشدید کی ساتھ دغ" کے معنی دھوکے کے ہیں! ابن صیاد اس پوری آیت کو تو بتانے میں کامیاب نہیں ہو سکا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل میں سوچ رکھی تھی، البتہ اس نے اس آیت کا ایک ناقص لفظ ضرور بتا دیا اس بات سے بھی اس کا کاہن ہونا ثابت ہو گیا کیونکہ کہانت میں یہی ہوتا ہے کہ شیطان کسی بات کا کوئی ایک ادھورا اور ناقص جزا اڑا کر لے آتا ہے اور اس کو کاہنوں کے دل میں ڈال دیتا ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت آہستہ سے صحابہ کو بتایا ہو کہ میں نے یہ آیت اپنے دل میں سوچی ہے اور شیطان نے بھی یہ بات سن لی ہو اور پھر اس نے ابن صیاد کو اس کا القا کر دیا ہو۔

دور ہٹ تو اپنی اوقات سے آگے ہرگز نہیں بڑھ سکتا" "دور ہٹ" لفظ اخفاء کا ترجمہ ہے جس کے ذریعہ اہانت و حقارت کا اظہار کیا جاتا ہے اور عام طور پر کتے اور سور کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے کہ کسی کتے اور سور کو ہانکنے اور لوگوں سے دور ہٹانے کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے بہر حال جب ابن صیاد کی حقیقت واضح ہو گئی کہ اس کا حال وہی ہے جو کاہنوں کا ہوتا ہے کہ وہ شیطان کے القا کرنے کے سبب کچھ ادھوری باتیں معلوم ہو گئیں، تو بس کاہن ہی ہے اور کاہن ہی رہے گا اس سے آگے تو ہرگز نہیں بڑھ سکتا، اپنی حد میں رہنا اور آئندہ رسالت کا دعویٰ کرنے کی جرأت نہ کرنا کہ وہ میرا مقام ہے۔

اس کو قتل کرنے میں تمہارے کوئی بھلائی نہیں ہے" کا مطلب یہ تھا کہ یہ چونکہ ذمی ہے اور ان یہودیوں میں سے ہے جو اہل ذمہ ہیں، علاوہ ازیں ایک نابالغ اور چھوٹی عمر کا بھی ہے اس لئے اس کو قتل کرنا کوئی فائدہ کی بات نہیں ہے چونکہ بعض قرآن ابن صیاد کے دجال ہونے پر دلالت کرتے تھے اس لئے آپ نے بطور شک یہ بات ارشاد فرمائی "کہ یہ واقعی دجال ہے تو تم اس کو قتل کرنے پر قادر نہیں ہو سکو گے اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو پھر اس کو قتل کرنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ کا نا نہیں ہے" یعنی وہ دوسرے سے حاسہ بینائی ہی سے پاک و منزہ ہے چہ جائیکہ اس کی ذات میں کانے پن جیسا کوئی عیب ہو واضح رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ کسی نبی نے اپنی قوم کو یہ نہیں بتایا کہ دجال کا نام ہے تو اس بارے میں یہ احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی کو دجال کے احوال کا اتنا تفصیلی علم ہی نہیں تھا کہ دجال کا نام ہوگا یا کیسا ہوگا؟ یا یہ کہ یہ علم تو ہر نبی کو ہوگا مگر کسی نے اپنی قوم کو یہ نہیں بتایا کہ دجال کا نام ہوگا۔

ابن صیاد کا کاہن تھا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ان سب کی ملاقات مدینہ کے ایک راستہ میں ابن صیاد سے ہو گئی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے جواب میں کہا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ ہاں کر) فرمایا۔ "میں اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا (اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اچھا یہ بتا) تو کیا چیز دیکھتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں ایک تخت کو پانی پر دیکھتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تو ابلیس کے تخت کو سمندر پر دیکھتا ہے! پھر فرمایا۔ "اس کے علاوہ اور کیا دیکھتا ہے؟ ابن صیاد نے کہا کہ دو بچوں کو دیکھتا ہوں (جو بچی خبریں لایا کرتے ہیں) اور ایک جھوٹے کو دیکھتا ہوں (جو جھوٹی خبریں لایا کرتا ہے) یہ دو

جھوٹوں کو دیکھتا ہوں اور ایک سچے کو اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے مخاطب ہو کر) فرمایا اس کے لئے صورت حال (یعنی کہانت) کو گڈنڈ کر دیا گیا ہے، اس کو چھوڑ دو (یعنی یہ تو ٹھیک ٹھیک بات کرنے کے بھی قابل نہیں ہے کہ اس کا کوئی جواب دیا جائے۔) (مسلم، مشکوٰۃ شریف، جلد ہفتم: حدیث نمبر 63)

تو ابلیس کے تخت کو سمندر پر دیکھتا ہے۔ "کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا کہ ابلیس پانی کے اوپر اپنا تخت بچھا کر اس پر اپنا دربار قائم کرتا ہے اور وہیں سے اپنے چیلوں اور اپنے ساتھیوں کی ٹولیوں کو دنیا میں بھی فتنہ و فساد پھیلائے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے روانہ کرتا ہے یا دو جھوٹوں کو دیکھتا ہوں اور ایک سچے کو یہ یا تو راوی نے اپنا شک ظاہر کیا ہے کہ اس موقع پر روایت کے الفاظ اس طرح ہیں یا یہ کہ خود ابن صیاد ہی نے اس شک کے ساتھ بیان کیا ہو میں یا تو دو سچوں اور ایک جھوٹے کو دیکھتا ہوں یا دو جھوٹوں اور ایک سچے کو اور یہی بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس کا معاملہ جس طرح غلط احتمالات میں گرا ہوا تھا اور اس کے احوال جس طرح نظام و استقلال اور استقامت و یقین سے خالی تھے اس کا تقاضا ہی یہ تھا کہ اس کو کسی بھی صورت جزم و یقین حاصل نہ ہوا چنانچہ وہ کبھی اس طرح دیکھتا تھا اور کبھی اس طرح۔

4330۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: وَاللَّهِ مَا أَشْكُ أَنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ ابْنُ صَيَّادٍ ﴿١﴾ ﴿٢﴾ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ فرماتے تھے: اللہ کی قسم! مجھے اس بارے میں کوئی شک نہیں ہے کہ دجال "ابن صیاد" ہی ہے۔

4331۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ ابْنِ إِهْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُخْلِفُ بِاللَّهِ أَنَّ ابْنَ صَيَّادٍ الدَّجَالَ، فَقُلْتُ: تَخْلِفُ بِاللَّهِ، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ يُخْلِفُ عَلَى ذَلِكَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يُنْكِرْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿١﴾ ﴿٢﴾ محمد بن منکدر بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کا حلف اٹھا کر یہ کہا: ابن صیاد ہی دجال ہے، میں نے کہا: آپ اللہ کے نام کا حلف اٹھا رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں، اسی بات پر اللہ کے نام کا حلف اٹھاتے ہوئے سنا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا انکار نہیں کیا۔

4332۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: فَقَدْ نَا ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَ الْحَرَّةِ ﴿١﴾ ﴿٢﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حرہ کے دن، ہم نے ابن صیاد کو غیر موجود پایا۔

قیامت سے پہلے میں جھوٹے دجالوں کے آنے کا بیان

4333۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي

هَرِيرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ دَجَالُونَ، كُلُّهُمْ يُزَعُّمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ

﴿﴾ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک تیس دجال نہیں آئیں گے، ان میں سے ہر ایک اس بات کا دعویدار ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔“

4334- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْنَى ابْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي

هَرِيرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا دَجَالًا، كُلُّهُمْ يَكْذِبُ عَلَى اللَّهِ وَعَلَى رَسُولِهِ

﴿﴾ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک تیس دجال ظہور پذیر نہیں ہوں گے، ان میں سے ہر ایک اللہ اور اس کے رسول کی طرف جھوٹی بات منسوب کرتا ہوگا۔“

4335- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ السَّلْمَانِيُّ

هَذَا الْخَبَرُ، قَالَ: فَذَكَرْتُ نَحْوَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: أَتَرَى هَذَا مِنْهُمْ؟ يَعْنِي الْمُخْتَارَ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: أَمَّا إِنَّهُ مِنَ الرُّعُوسِ

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، راوی کہتے ہیں: جب انہوں نے یہ بات نقل کی تو میں نے دریافت

کیا: کیا آپ کے خیال میں یہ ان لوگوں میں سے ہے، یعنی مختار؟ تو عبیدہ نے کہا: یہ تو ان کا سردار ہے۔

بَابُ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ

باب: حکم دینا اور منع کرنا

4336- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَدِيمَةَ، عَنْ أَبِي

عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ، فَيَقُولُ: يَا هَذَا، اتَّقِ اللَّهَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ، فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَكَ، ثُمَّ

يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ، فَلَا يَمْنَعُهُ ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ أَكِيلَهُ وَشَرِيبَهُ وَقَعِيدَهُ، فَلَمَّا فَعَلُوا ذَلِكَ صَرَبَ اللَّهُ قُلُوبَ

بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ، ثُمَّ قَالَ: (لِعَنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ) إِلَى

قَوِيهِ (فَاسْقُونَ) (المائدة: 81)، ثُمَّ قَالَ: كَلَّا وَاللَّهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلَتَأْخُذَنَّ عَلَى

يَدَيِ الظَّالِمِ وَلَتَأْطُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا، وَلَتَقْصُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”بنی اسرائیل میں داخل ہونے والا سب سے پہلا نقص یہ تھا کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے ملتا تھا تو اسے کہتا تھا: اے بندے! اللہ سے ڈر اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے رک جاؤ، کیونکہ یہ تمہارے لیے حلال نہیں ہے، پھر وہ اگلے دن اسے ملتا تو اسے منع نہیں کرتا تھا، کیونکہ اس نے اس کے ساتھ کھانا، پینا اور بیٹھنا ہوتا تھا، جب لوگوں نے ایسا کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان اختلافات پیدا کر دیے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

”بنی اسرائیل سے تعلق رکھنے والے جن لوگوں نے کفر کیا، ان پر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زبانی لعنت کی گئی ہے۔“

پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! تم لوگ ضرور نیکی کا حکم دیتے رہو گے اور برائی سے منع کرتے رہو گے اور ظالم کے ہاتھ کو پکڑتے رہو گے اور حق کی طرف اسے زبردستی لے جاؤ گے اور اسے حق کا پابند کرو گے۔

4331 - حَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا أَبُو شَهَابٍ الْحَنَاطِ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ زَادَ: أَوْ لِيَطْرُقَ اللَّهُ بِقُلُوبِ بَعْضِكُمْ عَلَى بَعْضٍ، ثُمَّ لِيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْمُعَارِضِيُّ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمٍ الْأَفْطِسِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، وَرَوَاهُ خَالِدُ الطَّحَّانُ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ

یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

”یا تو اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلافات پیدا کر دے گا، یا پھر وہ تمہیں اپنی رحمت سے اس طرح دور کر دے گا، جس طرح انہیں دور کیا تھا۔“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

4338 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ ح. وَحَدَّثَنَا عَمْرِو بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، الْمَعْنَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَعْدَ أَنْ حَمَدَ اللَّهُ، وَأَتَى عَلَيْهِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ تَقْرَأُونَ هَذِهِ الْآيَةَ، وَتَضَعُونَهَا عَلَى غَيْرِ مَوَاضِعِهَا: (عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا يَصْرُكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ) (البائنة: 105)، قَالَ: عَنْ خَالِدِ بْنِ وَائِلٍ سَمِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ، أَوْ شَكَّ أَنْ يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ بِعِقَابٍ وَقَالَ عَمْرُو: عَنْ هُشَيْمٍ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي، ثُمَّ يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا، ثُمَّ لَا يُغَيِّرُوا، إِلَّا يُوشِكُ أَنْ يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ كَمَا قَالَ خَالِدُ أَبُو أُسَامَةَ: وَجَمَاعَةٌ، وَقَالَ شُعْبَةُ فِيهِ: مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ

بِالْمَعَاصِي هُمْ أَكْثَرُ مِمَّنْ يُعْمَلُهُ

❁❁ قیس بیان کرتے ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد یہ بیان فرمایا: "اے لوگو! تم لوگ ایک آیت تلاوت کرتے ہو اور اس کا غلط مطلب بیان کرتے ہو (ارشاد باری تعالیٰ ہے:)"
 "تم پر اپنا خیال رکھنا لازم ہے، جب تم ہدایت پا جاؤ تو جو گمراہ ہے، وہ تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا"
 ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا: ہم نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا

ہے: "جب لوگ کسی ظالم کو دیکھیں گے اور اس کا ہاتھ نہیں روکیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب نازل کرے گا"
 ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:
 "جس قوم میں گناہ ہونے لگیں اور لوگ انہیں روکنے کی قدرت رکھتے ہوں، لیکن نہ روکیں تو ان سب پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا۔"

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت ایک اور سند کے حوالے سے منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:
 "جب کسی قوم میں گناہوں پر عمل ہونے لگے اور (اے روکنے کی قدرت رکھنے والے لوگ) ان لوگوں سے زیادہ ہوں، جو گناہوں پر عمل کرتے ہیں۔"

4339 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ جَرِيرٍ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِي قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي، يُقِيدُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا عَلَيْهِ، فَلَا يُغَيِّرُوا، إِلَّا أَصَابَهُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَمُوتُوا
 ❁❁ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
 "جو شخص کسی ایسی قوم میں ہو، جس میں گناہوں پر عمل کیا جاتا ہو، اور وہ لوگ اس بات کی قدرت رکھتے ہوں کہ اسے ختم کر سکیں اور پھر وہ اسے ختم نہ کریں، تو ان کے مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب نازل کرے گا"

شرح

دنیا میں جس طرح کامیاب لوگوں کا ایک معیار رکھا جاتا ہے مثلاً: ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر، ٹیچر وغیرہ، ایسے ہی اللہ کے ہاں بھی کامیاب اور اچھے لوگوں کا ایک معیار ہے۔ جس کی مختلف کیفیات گریز ہیں مثلاً: اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والا، نماز کی پابندی کرنے والا، اللہ کی مخلوق کا خیال رکھنے والا۔۔۔ وغیرہ۔ لیکن ایک بندہ ایسا بھی ہے جو اللہ کے ہاں اس قدر مقبول ہے کہ کئی عابدوں کی عبادت ایک طرف اور اس ایک بندے کے عمل ایک طرف ہے۔ ایسا کون سا بندہ ہے۔۔۔؟ تو جناب ایسا بندہ ہے ایک "بائعلم" عالم دین یعنی ایک ایسا بندہ جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت کے لئے سرگرم ہے اور نیکی کی تلقین میں مشغول ہونے کے ساتھ برائی کے خوفناک چہرے سے بھی ڈراتا رہتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے ہی تو اللہ کا یہ فرمان عالی شان ہے "کنتم خیر امت

کتاب الملاحہ

مخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنہون عن المنکر" (آل عمران 110) ساتھ میں ان الفاظ کا ذکر کے مومن اور غیر مومن کے درمیان فرق کی مبر بھی ثبت کر دی "والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولیاء بعض یأمرن بالمعروف ویمنہون عن المنکر" (توبہ 71)

یہاں پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بات ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی کتاب الاحیاء 2/280 میں فرماتے ہیں کہ اللہ نے اس آیت سے مومنین کو خاص کر دیا ہے یعنی جو بندہ اس فرض سے روگردانی کرے گا گویا وہ مومن ہی نہیں ہے۔ جبکہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر 4/47 میں بیان کرتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مومن اور منافق کے درمیان فرق کر دیا ہے۔ دوسرا پہلو جو اس آیت میں رکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اس میں نہ صرف مومن مردوں کو خطاب کیا گیا ہے بلکہ اس میں مومن عورتیں بھی شامل ہیں۔ اور طاق کے مطابق اس فرض کو سرانجام دینے کی پابند ہیں۔ موجودہ نام نہاد روشن خیال دور میں یہ ذمہ داری خواتین پر عام حالات سے زیادہ بڑھ کر عائد ہوتی ہے۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: کچھ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ صاحب ثروت لوگ تو بہت سارا اجر و ثواب کما لیتے ہیں وہ ویسے ہی نمازیں پڑھتے ہیں، جیسے ہم پڑھتے ہیں۔ اور اسی قدر روزے رکھتے ہیں جس قدر ہم رکھتے ہیں۔ لیکن وہ صدقہ و خیرات کرتے ہیں۔ (جبکہ ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے اور وہ یوں ہم سے سبقت لے جاتے ہیں) تو نبی ﷺ نے فرمایا: "کیا اللہ نے تمہارے لئے ایسی چیزیں نہیں بنائیں جن کو تم بھی صدقہ کر سکتے ہو؟ یقیناً ہر تسبیح (سبحان اللہ کہنا) صدقہ ہے، ہر تکبیر (اللہ اکبر کہنا) صدقہ ہے، ہر تحمید (الحمد للہ کہنا) صدقہ ہے، ہر تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) صدقہ ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صدقہ ہے۔ (مسلم 1006)

مذکورہ حدیث سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک ایسا صدقہ ہے جہاں تک ایک مفلوک الحال آدمی کی رسائی بھی آسانی کے ساتھ ممکن ہے۔ یہ ایک ایسا پیمانہ ہے جس سے انسان اپنے ایمان کی کمزوری اور مضبوطی کو ماپ سکتا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ: تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے روکے، جو اس کی طاقت نہیں رکھتا وہ زبان سے روکے اور جو اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا وہ کم سے کم اس کو دل میں ہی برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے" (مسلم 49)

اب آپ دیکھیں کہ ایمان کے تین درجے بتا دیے گئے اور ان کو معلق بھی برائی کے روکنے کے ساتھ کر دیا، ہاتھ سے روکنا مضبوط ترین ایمان۔ زبان سے روکنا درمیانہ ایمان۔ دونوں میں سے کسی کی طاقت نہیں رکھتے تو دل میں برا کہہ دو کمزور ترین ایمان۔ اب ہماری حالت کا اندازہ کریں شادی بیاہ میں مہندی، تیل، ڈھول، باجا کی صورت میں ڈارے ہوتے ہیں اور ہم زمانہ لانے سے بھی قاصر ہو جاتے ہیں اور دیکھ کی بات یہ ہے کہ آج کل اہل علم کے ہاں بھی ایسی چیزیں کسی حد تک پائی جاتی نظر آ رہی ہیں۔ بعض لوگوں کا ایمان تو زمین کے اس حصے میں چلا گیا ہے کہ جہاں سے اس کے دل میں دستک بھی نہیں ہوتی کہ "میں جی یہ کام برائی والا ہے" بلکہ اسکی خرافات کو انجوائے کیا جاتا ہے۔

ایک چھوٹی سی مثال بس میں لگی ٹیپ سے بھی لے سکتے ہیں تاکہ بندہ اپنے ایمان کی مضبوطی اور کمزوری کا اندازہ لگا لے۔ ہم یہ سوچ کر کچھ نہیں کہتے کہ کونسا کسی نے یہ طوفان بد تمیزی بند کر دینا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ کوئی بند کرے یا نہ کرے کوئی رکے یا نہ رکے پر آپ تو اللہ کے ہاں بری ہیں نہ کہ آپ نے دیکھا اور ان تک حق بات کو پہنچا دیا۔

حضرت درہ بنت ابی لہب رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں۔ "کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ میں سے بہترین شخص کون ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: "جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہو اور سب سے زیادہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام کرنے والا ہو۔" (مسند حمہ 432/6)

اس حدیث سے کسی حد تک یہ بات بھی سمجھی جاسکتی ہے کہ تقویٰ کا معیار بھی اللہ تعالیٰ نے اسی نیکی کے حکم اور برائی سے ڈرانے کو ہی رکھا ہے۔

مندرجہ بالا مختصر سی باتوں اور احادیث کو لا کر یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ اللہ نے ایمان، تقویٰ، اور اپنی تربت کا معیار صرف اور صرف نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے کو ہی رکھا ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جو آج ہم کو قدم قدم پر میسر ہے لیکن ساتھ میں انتہائی مشکل کام بھی ہے کیوں کہ جیسے ہی آپ کسی کو کچھ کہتے ہیں فوراً آپ کو یہ بات سننے کو ملتی ہے۔ "جاؤ صوفی صاحب کام کرو ہم نے دیکھیں ہیں بڑے متقی جو یہ سب کرتے ہیں" یا اس قسم کے اور جملے جن کو سننے کے بعد انسان ایک بار یقیناً یہ کہتا ہے دفع کرو ان لوگوں کو جو مرضی کرتے رہیں لیکن یہ بات غلط ہے کوئی کچھ بھی کہے پر علم والوں کو یہ کام کرنا ہی ہوگا۔ نہیں تو اللہ کے سامنے جواب دینا پڑے گا کہ علم تھا، جانتے تھے پھر لوگوں تک کیوں نہیں پہنچایا۔؟ تب کی ندامت آج کی مشکلات سے بہت زیادہ تکلیف دے ہوگی۔ (احیاء العلوم)

اس لئے محبت کے ساتھ امن اور نیکی کا پیغام دیں۔ اور اپنی بساط کے مطابق ہاتھ سے روکنے کی بھی کوشش کیا کریں اللہ ہم سب کو ہمت نصیب کرے اور اپنے دین کا کام اچھے انداز سے کرنے کی توفیق دے۔

4340 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، وَهَذَا بْنُ الشَّرِيقِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ إسماعيل بن رجاء، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ - وَقَطَعَ هَذَا بِفِيَّةِ الْحَدِيثِ، وَفَاهُ ابْنُ الْعَلَاءِ: - فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهِ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: "جو شخص کوئی برائی دیکھے، وہ اپنے ہاتھ کے ذریعے اسے ختم کر سکتا ہو، تو اسے چاہیے کہ وہ اسے اپنے ہاتھ کے ذریعے ختم کر دے۔"

یہاں راوی نے کچھ الفاظ مختلف بیان کیے ہیں، آگے چل کے یہ الفاظ ہیں:

”اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو، تو اپنی زبان کے ذریعے (اسے روکنے کی کوشش کرے) اگر وہ اپنی زبان کے ذریعے (روکنے کی) استطاعت نہ رکھتا ہو، تو اپنے دل میں (اسے برا سمجھے) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔“

4341. حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُليْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتِيقِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عُثْبَةَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ جَارِيَةَ اللَّخْمِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو أُمَيَّةَ الشَّعْبَانِيُّ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُسَيْنِيُّ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا ثَعْلَبَةَ، كَيْفَ تَقُولُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: (عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ) (المائدة: 105) قَالَ: أَمَّا وَاللَّهِ لَقَدْ سَأَلْتُ عَنْهَا خَيْرًا، سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: بَلِ اتَّخِرُوا بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، حَتَّى إِذَا رَأَيْتَ شُحًا مُطَاعًا، وَهَوًى مُتَّبَعًا، وَدُنْيَا مُؤَثَّرَةً، وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ، فَعَلَيْكَ - يَغْنَى - بِنَفْسِكَ، وَدَعْ عَنْكَ الْعَوَامَّ، فَإِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامَ الضَّرِّ، الضَّرُّ فِيهِ مِثْلُ قُبُضٍ عَلَى الْجَمْرِ، يَنْعَامِلُ فِيهِمْ مِثْلُ أَجْرِ خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِهِ، وَزَادَنِي غَيْرُهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْهُمْ، قَالَ: أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْكُمْ

ابو امیہ شعبانی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابو ثعلبہ خنسی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: اے ابو ثعلبہ! آپ اس آیت کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟

”تم پر اپنے آپ کی (فکر کرنا) لازم ہے“ تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! تم نے ایک ایسے شخص سے اس کے بارے میں دریافت کیا ہے، جو اس کے بارے میں علم رکھتا ہے، میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا تھا، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”بلکہ تم نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے منع کرتے رہو، یہاں تک کہ جب تم دیکھو کہ کنجوسی کی پیروی ہونے لگی ہے اور خواہش نفس کے پیروکاری ہونے لگی ہے اور دنیا کو ترجیح دی جا رہی ہے، اور ہر رائے دینے والا اپنی رائے کے بارے میں خود پسندی کا شکار ہے، تو اس وقت تم پر صرف اپنے آپ کو بچانا لازم ہے، تم دوسروں کی فکر چھوڑ دو، تمہارے بعد صبر کے دن آنے والے ہیں، ان میں صبر کرنا، یوں محسوس ہوگا، جیسے آگ کا انگارہ پکڑنا، اس وقت میں عمل کرنے والے کو، اس جیسے پچاس عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا۔“

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ان لوگوں میں سے پچاس عمل کرنے والوں جتنا ثواب ملے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں میں سے پچاس عمل کرنے والوں جتنا اجر ملے گا۔

4342. حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، أَنَّ عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنَ أَبِي حَارِثٍ، حَدَّثَهُمْ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عَمْرِو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَيْفَ بِكُمْ وَبِزَمَانٍ أَوْ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ زَمَانٌ يُغْرِبُ فِيهِ النَّاسُ فِيهِ غَرْبَلَةٌ، تَبْقَى حُفَالَةٌ مِنَ النَّاسِ، قَدْ مَرَجَتْ عُهْدُهُمْ، وَأَمَانَتُهُمْ، وَاخْتَلَفُوا، فَكَانُوا هَكَذَا وَشَيْئَكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، فَقَالُوا: وَكَيْفَ بِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: تَأْخُذُونَ مَا

تَعْرِفُونَ، وَتَذَرُونَ مَا تُنْكِرُونَ، وَتُقْبِلُونَ عَلَى أَمْرِ خَاصَّتِكُمْ، وَتَذَرُونَ أَمْرَ عَامَّتِكُمْ
 قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَكَذَا رَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ غَيْرِ وَجْهِ
 ﴿۱﴾ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”اس زمانے میں تم لوگوں کا کیا عالم ہوگا؟ (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) عنقریب ایسا زمانہ آئے گا جس میں لوگوں کو چھان لیا جائے گا، اور صرف چھان بورا باقی رہ جائے گا، ان کے معاہدوں میں (وعدہ خلافی) اور ان کی امانتوں میں (خیانت) مل جائے گی، وہ لوگ ایک دوسرے سے اختلاف رکھیں گے اور وہ یوں ہو جائیں گے، نبی اکرم ﷺ نے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں، لوگوں نے عرض کی:

یا رسول اللہ! اس وقت ہمارا کیا ہوگا؟ (یا ہمیں کیا کرنا چاہیے؟) تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
 ”تم اسے اختیار کرنا، جسے تم نیکی سمجھتے ہو، اور اسے چھوڑ دینا، جسے تم برائی سمجھتے ہو اور تم صرف اپنی فکر کرنا اور دوسروں کی فکر چھوڑ دینا۔“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ایک اور سند کے ساتھ بھی منقول کی ہے۔

4343 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ
 بِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ أَبِي الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ
 حَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ ذُكِرَ الْفِتْنَةُ، فَقَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ النَّاسَ قَدْ مَرَجَتْ عَنْهُمْ
 وَخَفَّتْ أَمَانَاتُهُمْ، وَكَانُوا هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: كَيْفَ أَفْعَلُ عِنْدَ ذَلِكَ؟
 جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ، قَالَ: الزَّمْ بَيْتَكَ، وَأَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَخُذْ بِمَا تَعْرِفُ، وَدَعْ مَا تُنْكِرُ، وَعَلَيْكَ بِأَمْرِ
 خَاصَّةِ نَفْسِكَ، وَدَعْ عَنْكَ أَمْرَ الْعَامَّةِ

﴿۲﴾ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فتنوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”جب تم لوگوں کو دیکھو کہ ان کے وعدوں میں وعدہ خلافی شامل ہوگئی ہے اور امانت کا معاملہ کم حیثیت کا ہو گیا ہے اور لوگ اس طرح ہو گئے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر کے فرمایا: راوی کہتے ہیں: میں اٹھ کر نبی اکرم ﷺ کے قریب ہوا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ مجھے آپ ﷺ پر فدا کرے، میں اس وقت کیا کروں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے گھر میں رہو اور اپنی زبان پر قابو رکھو، جسے تم نیکی سمجھتے ہو، اس پر عمل کرو اور جسے تم برائی سمجھتے ہو اس سے بچ جاؤ، اور تم صرف اپنا خیال رکھنا اور دوسرے لوگوں کے معاملے کو چھوڑ دینا۔“

4344 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، حَدَّثَنَا

مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَطِيَّةِ الْعَوْنِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَلِيٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ، أَوْ أَمِيرٍ جَائِرٍ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"سب سے زیادہ فضیلت والا جہاد ظالم حکمران کے سامنے انصاف کی بات کہنا ہے۔"

(یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)

4345- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ، حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ زِيَادٍ الْمُوَصِّلِيُّ، عَنْ عَدِيٍّ بْنِ عَدِيٍّ، عَنِ الْعُرَيْسِ ابْنِ عَمِيرَةَ الْكِنْدِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا غُلِبَتِ الْخَطِيئَةُ فِي الْأَرْضِ، كَانَ مَنْ شَهِدَهَا فَكَّرَ هَهَا - وَقَالَ مَرَّةً: أَلْكَرَهَا - كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا، وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَزِيَّتَهَا، كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا

﴿﴾ حضرت عرس بن عمیرہ کنڈی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب زمین میں کوئی غلطی کی جائے، تو جو شخص وہاں موجود ہو، وہ اسے ناپسند کرے (ایک مرتبہ راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: وہ اس کا انکار کرے، تو یہ اس طرح ہوگا کہ جس طرح وہ وہاں موجود ہی نہیں تھا اور جو شخص وہاں موجود نہیں تھا، وہ اگر اس غلطی سے راضی ہو، تو یہ اس طرح ہوگا، جیسے وہ بھی وہاں موجود تھا۔"

4346- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو شَهَابٍ، عَنْ مُغِيرَةَ ابْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَدِيٍّ بْنِ عَدِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ قَالَ: مَنْ شَهِدَهَا فَكَّرَ هَهَا كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا ﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: "جو شخص وہاں موجود ہو اور اسے برا سمجھے، تو وہ یوں ہوگا، جیسے وہاں موجود نہیں تھا۔"

4347- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، وَهَذَا لَفْظُهُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَقَالَ سُلَيْمَانُ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَنْ يَهْلِكَ النَّاسُ حَتَّى يَغْدِرُوا، أَوْ يُغْدِرُوا مِنْ أَنْفُسِهِمْ

﴿﴾ ابو بختری بیان کرتے ہیں: ایک صحابی نے مجھے یہ بات بتائی، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لوگ اس وقت تک ہلاکت کا شکار نہیں ہوں گے، جب تک وہ اپنی ذات کے حوالے سے معذور (یعنی گنہگار) نہیں ہو جاتے۔"

4347- إسناده صحيح. أبو البختري: هو سعيد بن فيروز ويقال: سعيد بن فيروز ابن أبي عمران الطائي مولاهم. وأخرجه أبو عبيد القاسم بن سلام في "عريبه" 131/1، وأحمد (18289) و (22506)، وابن أبي الدنيا في "المقوبات" (1)، وأبو القاسم البغوي في "الجمعيات" (132)، والنصاع في "مسند الشهاب" (886)، وأبو معاذ البغوي في "شرح السنة" (4157) من طريق شعبة بن الحجاج، بهذا الإسناد.

(راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) اپنے آپ کو معذور قرار نہیں دیتے (گناہوں کا برملا اعتراف نہیں کرتے)۔

بَابُ قِيَامِ السَّاعَةِ

باب: قیامت قائم ہونا

4249- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ سُلَيْمَانَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ: أَرَأَيْتُكُمْ لَيْلَتُكُمْ هَذِهِ فَإِنْ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مَعْنَى هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَوَيْلَ النَّاسِ فِي مَقَالَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ فَمَا يَتَّخِذُونَ عَنْ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ وَإِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَبْقَى مَعْنَى هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ يُرِيدُ بَيَانُ يَنْتَغِرُ ذَلِكَ الْقُرُونُ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری دنوں میں ایک رات عشاء کی نماز پڑھائی، جب سلام پھیرا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا: تمہاری اس رات کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ آج سے ٹھیک ایک سو سال کے بعد کوئی شخص باقی نہیں ہوگا جو اس وقت روئے زمین پر موجود ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: تو لوگ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہو گئے جو ایک سو سال کے بارے میں تھا، نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا: آج جو روئے زمین پر موجود ہے، وہ باقی نہیں رہے گا اور آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ یہ صدی ختم ہو جائے گی۔ (روئے زمین پر موجود ہر شخص اس سے پہلے فوت ہو چکا ہوگا)

قیامت کے قریب ہونے کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کووقات سے ایک مہینہ پہلے یہ فرماتے ہوئی سنا کہ تم لوگ مجھ سے قیامت کا وقت پوچھا کرتے ہو (کہ پہلا صورت کب پھونکا جائے گا اور دوسرا کب) تو حقیقت یہ ہے کہ اس کا متعین وقت صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس وقت روئے زمین پر ایسا کوئی شخص موجود نہیں ہے جس پر سو سال کا عرصہ گزرے اور وہ اس کے بعد بھی زندہ رہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد ہفتم: حدیث نمبر 80)

اس کا متعین وقت صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے" کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واضح فرمایا کہ تم لوگ قیامت کبریٰ کے آنے کا وقت مجھ سے کیا پوچھتے ہو، مجھے تو خود اس کا متعین وقت معلوم نہیں ہے کسی کو بھی اس سے باخبر نہیں کیا ہے، صرف وہی جانتا ہے کہ وہ قیامت کب آئے گی ہاں قیامت صغریٰ اور وسطیٰ کے بارے میں جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ تمہیں بتائے دیتا ہوں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کے بارے میں آگاہ فرمایا۔ "اس وقت روئے زمین پر ایسا کوئی شخص موجود نہیں ہے الخ" کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت وسطیٰ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس وقت میرے زمانہ میں جو لوگ موجود ہیں اور نسل

ہرے سائے ہے اس کا خاتمہ سو برس کی مدت میں ہو جائے گا اس مدت کے بعد ان میں سے کوئی زندہ نہیں بچے گا اس نسل کے خاتمہ کے ساتھ گویا ایک عہد ختم ہو جائے گا اور ایک نئے عہد (قرآن) کی ابتداء ہوگی جو آنے والی نسل کا عہد ہوگا۔ پس پرانی نسل اور پرانے عہد کے خاتمہ اور اس کے بعد نئی نسل اور نئے عہد کی ابتداء کا نام قیامت وسطیٰ ہے اور اسی طرح ہر انسان کی موت اس کے اعتبار سے "قیامت صغریٰ" ہے واضح رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد کی نسل کے خاتمہ کے ذریعہ طبقہ صحابہ کی مدت حیات کی طرف اشارہ فرمایا کہ میرے صحابہ۔ جیسے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سلمان وغیرہ سو برس سے بھی زائد تک حیات رہے! اور اگر یہ کہ جائے، جو زیادہ صحیح بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سو سال کی مدت کا ذکر فرمایا اس کی ابتداء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے وقت سے مانی جانی چاہیے (جیسا کہ آگے آنے والی حدیث بھی اس پر دلالت کرتی ہے تو اس اعتبار سے) اکثر وغالب کی قید کی بھی کوئی ضرورت نہیں رہے گی۔

چنانچہ بعض حضرات نے اپنی یہ تحقیق بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے وقت جتنے صحابہ حیات تھے یا اس زمانہ میں جو دوسرے اولیاء اللہ پیدا ہوئے وہ سب اس وقت سے ۱۰۰ سال پورے ہونے سے پہلے وفات پا گئے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام اس دنیا میں زندہ ہیں یا نہیں: بعض اکابر علماء نے اس حدیث سے حضرت خضر علیہ السلام کی موت پر استدلال کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ اس ارشاد گرامی کے وقت روئے زمین پر جو لوگ موجود اور حیات تھے ان میں حضرت خضر علیہ السلام بھی تھے لہذا مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق یہ ضروری ہے کہ وہ دو سو سال کی اس مدت کے بعد اس دنیا میں زندہ نہ رہے ہوں اور وفات پا گئے ہوں۔

لیکن دوسرے علماء اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام کا معاملہ بالکل خصوصی نوعیت کا ہے اور ان کی ذات مذکورہ اور ارشاد گرامی کے دائرہ سے باہر ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی امت کے بارے میں یہ خبر دی تھی کہ میری امت کے وہ لوگ جو اس وقت موجود و حیات ہیں ۱۰۰ سال کے اندر وفات پا جائیں گے اور ظاہر ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کا تعلق اس امت سے نہیں ہے کیونکہ کوئی بھی نبی کسی دوسرے نبی کی امت میں سے نہیں ہوتا بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ اس ارشاد گرامی میں "علی الارض" (روئے زمین پر) کی قید نے حضرت الیاس علیہ السلام کو مذکورہ مفہوم کے دائرے سے باہر کر دیا تھا کیونکہ یہ دونوں اس وقت روئے زمین پر نہیں تھے بلکہ پانی پر تھے۔

امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے چار حضرات زندہ ہیں اور ان میں سے دو یحییٰ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام تو روئے زمین پر ہیں اور دو یعنی حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں! یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ مشائخ سے تواتر کے ساتھ بعض ایسے واقعات منقول ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اس دنیا میں زندہ موجود ہیں اگرچہ بعض حضرات نے یہ تاویل کی ہے کہ "خضر" دراصل ایک منصب ہے جس پر ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی ہستی فائز رہتی ہے اور اس کے فرائض میں مخلوق اللہ کو مدد و فائدہ پہنچاتا ہے لیکن اویس کا سین کے منقولات و حالات سے انہی خضر علیہ السلام کا زندہ موجود ہونا ثابت ہوتا ہے جو بنی اسرائیل میں سے ایک نبی اور حضرت موسیٰ علیہ

السلام کے ساتھی و مصاحب تھے۔ (تفسیر عالم التریل)

4349 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ سَهْلٍ، حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْحُسَيْنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَنْ يُعْجِزَ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ مِنْ نِصْفِ يَوْمٍ

❁❁ حضرت ابو ثعلبہ حسنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”اللہ تعالیٰ اس امت کو نصف دن سے عاجز نہیں رکھے گا۔“

4350 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْفَيْزِ، حَدَّثَنِي صَفْوَانُ، عَنْ شَرِيحِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي لَا رَجُوَ أَنْ لَا تُعْجِزَ أُمَّتِي عِنْدَ رَبِّهَا أَنْ يُؤَخَّرَ هُمْ يَنْصَفَ يَوْمٍ، قِيلَ لِسَعْدٍ: وَكَمْ نِصْفُ ذَلِكَ الْيَوْمِ؟ قَالَ: خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ

❁❁ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”مجھے یہ امید ہے کہ میرے امت اپنے پروردگار کے بارگاہ میں، اس لیے عاجز نہیں ہوگی، کہ وہ نصف دن تک انہیں موخر رکھے۔“

حضرت سعد سے دریافت کیا گیا: نصف دن کتنا ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا ”پانچ سو سال کا۔“

شرح

آدھے دن ”کو پانچ سو سال“ کے بقدر قرار دینا اس آیت کے پیش نظر ہے کہ وہ ان یوماء عند ربک کالف سۃ مائتہ دن۔ یعنی اللہ کے نزدیک اس کا دن اتنا ہوتا ہے جتنا کہ تمہارے (شب و روز کے) حساب سے ایک ہزار سال ہوتے ہیں پس جب وہ دن ہمارے شب و روز کی گردش کے حساب کے مطابق ایک ہزار سال کے برابر ہو تو آدھا دن یقیناً پانچ سو سال کے برابر ہوگا۔ بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کا مطلب کہ میری یہ امت اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس قدر قرب اور جتنا بلند مرتبہ رکھتی ہے وہ اس بات کا یقین رکھنے کے لئے کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو کم سے کم پانچ سو سال تک تو ضرور ہی امن و حفاظت میں رکھے گا اس کو ہلاک نہیں کرے گا اور دنیا میں اس کی بقا و قیام کی مدت کو اس سے کم نہیں کرے گا اس سے زیادہ چاہے جتنی کر دے پس اس ارشاد گرامی کے ذریعہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ اب سے پانچ سو سال پہلے تو قیامت آئے گی اور اس امت کا خاتمہ نہیں ہوگا ہاں اس مدت کے بعد اللہ تعالیٰ جو چاہے گا کرے گا۔

اور بعض حضرات نے اس ارشاد گرامی کی مراد یہ بیان کی ہے اللہ تعالیٰ کم سے کم پانچ سو سال تک تو ضرور اس امت کو شداہد و عقوبات سے محفوظ و مامون اور سلامت رکھے گا اور اس کو ایسی آفات میں مبتلا نہیں کرے گا جس سے پوری امت ہلاک و ختم ہو جائے۔ اس موقع پر اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ حضرت شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنی بعض کتابوں میں ثابت کیا ہے کہ دنیا میں امت کی بقا و قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے ایک ہزار سال کے بعد پانچ سو سال سے آگے متجاوز نہیں ہوگا۔

کِتَابُ الْحُدُودِ

یہ کتاب حدود کے بیان میں ہے

حد کے معانی و مقاصد کا بیان

امام ابو الحسن فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

حد کا لغوی معنی روکنا ہے اسی لئے دربان کا حداد کہا جاتا ہے۔ جبکہ اصطلاح شرع میں حد اس سزا کو کہتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کے حق کیلئے مقرر کی جائے۔ اور اسی دلیل کے پیش نظر قصاص کو حد نہیں کہا جاتا کیونکہ قصاص بندے کا حق ہے۔ اور تعزیر کو بھی حد نہیں کہا جاتا کیونکہ اور تعین سزا معدوم ہے۔ اور حد کا مقصد اصلی یہ ہے کہ لوگوں کیلئے تکلیف دہ اشیاء پر ان کو خبردار کیا جائے۔ جبکہ طہارت اصلیہ مقصد نہیں ہے کیونکہ اس کی مشروعیت کافروں کے حق میں بھی ہے۔ (ہدایہ کتاب اللہ و دلائلہ)

حد کی تعریف کا بیان

حد کی جمع حدود ہے۔ لغت میں حدود چیزوں کے درمیان فصل کر نیوالی چیز کو کہتے ہیں (میدانہ ج 1 ص 358) یا کسی چیز کے منتہی کو بھی حد کہتے ہیں (تاج العروس ج 2 ص 231)

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حد کی تعریف یوں کی گئی ہے: لغت میں حد منع کرنے کو کہتے ہیں اور شریعت میں حد وہ سزا ہے جس کی مقدار متعین ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے حق کے طور پر واجب کی گئی ہے تاکہ لوگوں کو ان جرائم سے باز رکھے۔ تعزیر بھی حد نہیں کیونکہ اسکی مقدار متعین نہیں اور قصاص بھی حد نہیں کیونکہ وہ مقتول کے وارث کا حق ہے۔ (در الخوار کتاب اللہ و دلائلہ ج 4 ص 166) چنانچہ حد شرعاً اس سزا کو کہتے ہیں جو اللہ یا اس کے رسول کی جانب سے مقرر ہو۔

حدود حد کی جمع ہے اور حد کے اصل معنی ہیں ممنوع نیز اس چیز کو بھی حد کہا جاتا ہے جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو اصطلاح شریعت میں "حدود" ان سزاؤں کو کہتے ہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ اللہ سے ثابت ہیں اور ساتھ ہی متعین ہیں جیسے چوری، زنا، شراب نوشی کی سزائیں۔ لفظ حد کے اصل معنی ممنوع یا حائل اگر پیش نظر ہوں تو واضح ہوگا کہ شرعی سزاؤں کو "حدود" اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ سزائیں بندوں کو گناہوں میں مبتلا ہونے سے روکتی ہیں اور ان کا خوف انسان اور جرم کے درمیان حائل رہتا ہے "حدود اللہ" محارم کے معنی میں بھی منقول ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ایت (تلك حدود الله فلا تقربوها) اسی طرح مقادیر شرعی یعنی تین طلاقیں کا مقرر ہونا وغیرہ کے معنی میں بھی منقول ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ایت (تلك حدود الله فلا تعتدوها) لیکن واضح رہے کہ ان دونوں میں بھی "حدود" کا اطلاق اصل معنی "ممنوع" ہی کے اعتبار سے ہے کہ محارم کی قربت (یعنی ان سے نکاح و خلوت) بھی ممنوع ہے اور مقادیر شرعی سے تجاوز کرنا بھی ممنوع ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

حد کی اصل یہ ہے کہ جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو کر ان کے اختلاط کو روک دے جیسے دو گھروں کے درمیان حد قاصل۔ زانی وغیرہ کی حد کو حد اس لیے کہا گیا کہ وہ زانی وغیرہ کو اس حرکت سے روک دیتی ہے۔ اس کتاب میں زنا اور چوری وغیرہ کی روایات میں جو ایمان کی نلی آئی ہے اس کے بارے میں حافظ صاحب فرماتے ہیں: والصحيح الذي قاله المحققون ان معناه لا يفعل هلكة المعاصي وهو كامل الايمان وانما تاولنا له لحدیث ابی خرمین قال لا اله الا الله وان زنی وان سرقی البیع یعنی محققین علماء نے اس کے معنی یہ بتائے ہیں کہ وہ شخص کائنات الايمان نہیں رہتا، یہ تاویل حدیث ابو ذر کی بنا پر ہے جس میں ہے کہ جس نے لا اله الا الله کہا وہ جنت میں جائے گا اگرچہ زنا یا چوری کرے۔ اور حدیث عبادہ میں زنا اور چوری کے بارے میں یوں ہے کہ جو شخص ان گناہوں کو کرے گا اگر دنیا میں اس پر قائم ہوگئی تو وہ اس کے لیے کفارہ ہو جائے گی ورنہ وہ اللہ کی مرضی پر ہے چاہے معاف کر دے چاہے اسے عذاب کرے۔ (فتح الباری شرح معجم باری، کتاب الحد)

حد کے دیگر معانی کا بیان

حد کا معنی انتہا۔ احاطہ۔ ایک چیز کا دوسری چیز سے جدا کرنا۔ ایک ملک اور دوسرے ملک کی درمیانی سرحد۔ باز رکھنا اور گناہگار کو سزا دینا۔ قرآن پاک کی اصطلاح میں وہ احکام امر و نہی جن کے مطابق مسلمانوں کو عمل کرنا چاہیے۔ قانون شریعت یا اسلامی شریعت میں کسی جرم کی وہ سزا جو تہذیب نہ کی جاسکے۔ مثلاً زنا کی پاداش میں سنگساری، شراب پینے کے عوض درے سے مارتا یا چور کا ہاتھ کاٹ دینا۔ اسلام میں ان جرائم کا ارتکاب انسانی نہیں احکام خداوندی کی حدود سے تجاوز کرنا ہے اس لیے مجرم کو سزا بھی خدا کی مقرر کردہ ہی دی جاتی ہے۔ فلسفہ اور منطق کی اصطلاح میں حد کے معنی تعریف کے ہیں۔ تعریفات جرجانی میں حدودہ صفات ہیں جو ایک چیز کو دوسرے سے ممیز کرتی ہیں۔ علم الافلاک میں حد برج کے ساتھ ملحقہ علاقے کے معنی میں آتا ہے۔ علم تصوف میں حد سے مراد انسان اور مخلوق ہے اور اس کے مقابلے میں خدا تعالیٰ کی ذات کو لا محدود کہا جاتا ہے۔

حد قائم کرنے کی برکت کا بیان

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول نے فرمایا حدود اللہ میں سے کسی ایک حد کو نافذ کرنا اللہ کی زمین میں چالیس روز کی بارش سے زیادہ بہتر ہے۔ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: حدیث نمبر 695)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نقل فرمایا حد قائم کرنا ایک ملک میں بہتر ہے اس ملک والوں کیلئے چالیس رات تک بارش ہونے سے بہتر ہے۔ (سنن نسائی: جلد سوم: حدیث نمبر 1209)

اسلامی سزاؤں کی حکمتوں کا بیان

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں بعض معاصی کے ارتکاب پر شریعت نے حد مقرر کی ہیں۔ یہ وہی معاصی ہیں جن کے ارتکاب سے زمین پر فساد پھیلتا ہے۔ نظام تمدن میں خلل پیدا ہوتا ہے اور مسلم معاشرے کی طمانیت اور سکون قلب رخصت ہو جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ معاصی کچھ اس قسم کی ہوتی ہیں کہ دو چار بار ان کا ارتکاب کرنے سے ان کی لت پڑ جاتی ہے۔ ا

ور پھر ان سے بچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس طرح کی معاصی میں محض آخرت کے عذاب کا خوف دلانا اور نصیحت کرنا کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ ضروری ہے کہ ایسی عبرت تک سزا مقرر کی جائے کہ اس کا مرتکب ساری زندگی کے لیے معاشرے میں نفرت کی نگاہ سے دیکھا جائے اور سوسائٹی کے دیگر افراد کے لیے سامان عبرت بنارہے۔ اور اسکے انجام کو دیکھ کر بہت کم لوگ اس قسم کے جرم کی جرات کریں۔ اسلام نے لت پڑ جانے والی برائیوں پر سزائیں مقرر کی ہیں جس میں معاشرہ کی خیر رکھی ہے۔

(حمد اللہ اللہ شہ ولی اللہ دہوی۔ ج 2 ص 158)

اسلامی سزائوں کا نفاذ عین فطرت کے مطابق ہے اور انہیں ظالمانہ کہنے والے انسانی عفت و عصمت کے دشمن ہیں۔ ہمیں اعتراف ہے کہ قرآن کریم اور سنت نبوی میں سخت سزائیں تجویز کی گئی ہیں لیکن جن لوگوں کی نظر ان سزائوں کی عینیت پر جاتی ہے انہیں اس پر بھی نظر کرنی چاہیے کہ جس فعل پر یہ سزائیں مقرر کی گئیں ہیں وہ فعل کس قدر گھناؤنا اور کس قدر انسانیت سوز ہے۔ آج وہ لوگ جو اسلامی سزائوں کو غیر مہذب، وحشیانہ اور ظالمانہ بتا رہے ہیں اپنی بیوی کو مشتبہ حالت میں غیر مرد کے پاس دیکھ لیں تو یقیناً غیرت سے دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دینے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں (اگرچہ اس حالت میں دیکھنے کے باوجود شرعاً از خود سزا دینے یا قتل کرنے کی ممانعت ہے) اس لیے کہ یہ انسانی فطرت ہے، تعجب ہے جب شریعت زانی مرد اور زانی عورت کی وہی سزا تجویز کرتی ہے تو نا فہم لوگ ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور اس سزا کو غیر مہذب اور وحشیانہ کہنے لگتے ہیں۔ جبکہ اسلام نے سزا کے جاری کرنے میں انتہائی احتیاط برتنے کا حکم دیا ہے اور جرم کے ثابت ہونے پر سخت سے سخت شرائط مقرر کی ہے اور پھر اس جرم کے ارتکاب کے بعد شبہ کی بنیاد پر حد کو ساقط کرنے کا حکم بھی صادر فرمایا ہے۔

تعجب ہے کہ خود تو اپنی بیوی کو مشتبہ حالت میں دیکھ کر قتل کرنے پر قائل جائیں اور جب شریعت انتہائی واضح شہادتوں کے بعد وہی فیصلہ کرے تو وہ سزا انہیں وحشیانہ نظر آنے لگے۔

☆ زنا ایک خبیث ترین فعل ہونے کے ساتھ ایک بڑا گھناؤنا جرم ہے جو پوری انسانیت کے لیے تباہی کا باعث ہے۔ خاندانی شرافت اور نسب کے لیے باعث ذلت ہے، لہذا اگر اسلام غیر شادی شدہ زانی مرد اور غیر شادی شدہ زانی عورت کو 100 کوڑے مارنے اور شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت کو سنگسار کرنے کی سزا صادر کرے تو کیا یہ عین فطرت نہیں تاکہ معاشرہ اور پوری انسانیت نساہ سے بچ جائے۔

☆ یہی حال چوری کا ہے، فرض کیجئے کہ ایک چور سارے گھر کو لوٹ لیتا ہے، اگر اسی اثنا مالک مکان اسے دیکھ لے ورنہ اسکے ہاتھ میں اسلحہ بھی ہو تو کیا وہ اسے چھوڑ دے گا؟ ظاہر ہے نہیں بلکہ فوراً اس پر گولی چلا دے گا ورنہ کم از کم اسکے پاؤں میں گولی مار کر اسے بیکار کر دے گا۔ یہی جرم ثابت ہونے کے بعد شریعت صرف ہاتھ کاٹنے کی سزا دے تو اسے وحشیانہ سزا قرار دینا کہاں کا انصاف ہے۔

☆ یہی حال حد قذف کا ہے اگر کوئی شخص کسی کی پاکدامن بیٹی پر زنا کی تہمت لگا دے تو ایک غیرت مند آدمی اپنی بیٹی کی عصمت و عفت پر دافع کو قطعاً برداشت نہیں کر سکتا بلکہ ممکن ہے پاکدامن بیٹی کا بدلہ چکانے کے لیے تہمت لگانے والے کا کام تمام کر دے۔ اگر یہی جرم ثابت ہونے کے بعد اسلام تہمت لگانے والے پر 80 درے لگانے کا حکم صادر کرتا ہے تو یہ وحشیانہ سزا

کیسے ہوئی۔

☆ یہی صورت حال شربِ خمر کی حد میں ہے جس سے پورے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں انسان جب نشے میں ہوتا ہے تو اول فول بکنے لگتا ہے۔ اول فول بکتے وقت عموماً وہ چہمتیں لگاتا ہے لہذا شراب نوشی کی حد بھی وہی ہونی چاہیے جو حدِ قذف کی ہے، جب صحابہ کرام اس بات پر متفق ہو گئے تو حضرت عمر نے تمام ممالکِ محروسہ میں یہ حکم نامہ لکھ کر بھیج دیا کہ شراب نوشی کی حد 80 کوڑے ہیں، اسی روایت کی بنیاد پر امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد فرماتے ہیں کہ شراب نوشی کی حد 80 کوڑے ہیں اور اسی پر پوری امت کا اجماع ہے۔ (المعنی لابن قدامہ ج 10 ص 326)

اسلامی سزائیں عینِ فطرت کے مطابق ہیں، جرم کی سختی اور اسکے ضرر کے مقابلہ میں وہ قطعاً سخت نہیں ہیں۔ جو لوگ انسانی حقوق کے نام پر اس فطرت کو بدلنا چاہتے ہیں وہ انسانی فطرت کے خلاف آمادہ جنگ ہیں۔

بَابُ الْحُكْمِ فِي مَنْ ارْتَدَّ باب: جو شخص مرتد ہو جائے اس کا حکم

مرتد کی سزا قتل ہونے کا بیان

4351- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ عَلِيًّا، عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخْرَقَ نَاسًا ارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: لَمْ أَكُنْ لِأَخْرِقَهُمْ بِالنَّارِ، إِنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ، وَكُنْتُ قَاتِلَهُمْ بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ، فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: وَيْحَ ابْنِ عَبَّاسٍ

عکرمہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرتد ہو جانے والے کچھ لوگوں کو جلوا دیا، اس بات کی اطلاع حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ملی تو انہوں نے فرمایا: میں انہیں آگ کے ذریعے نہ جلاتا، کیوں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

”اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح کا عذاب نہ دو“

لیکن میں نے انہیں قتل کروا دینا تھا، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو“

4351- إسناده صحيح. أيوب: هو ابن أبي تيممة السخيتاني، وإسماعيل بن إبراهيم: هو المعروف بابن غلبه، وأحمره البخاري (3017) و (6922)، وابن ماجه (2535)، والترمذي (1525)، والنسائي في "الكبرى" (3509) و (3510) من طرق عن أيوب السخيتاني، والنسائي (3511) من طريق قتادة، كلاهما عن عكرمة به. ورواية ابن ماجه والنسائي الثانية والثالثة مختصرة بلفظ: "من بدل دينه فاقتلوه". وهو في "مسند أحمد" (1871)، و"صحيح ابن حبان" (4476) و (5606).

جب اس بات کی اطلاع حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے کہا: ابن عباس کا ستیا ناس ہو۔ (یعنی انہوں نے مجھے یاد کیوں نہ دلایا)

قرآن و سنت اور اجماع کے مطابق قتل مرتد کا بیان

قرآن و سنت اجماع امت اور فقہائے امت کا یہی فیصلہ ہے اور عقل و دیانت کا بھی یہی تقاضا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

”اِنَّمَّا جِزَاءُ الَّذِيْنَ يَحَارِبُوْنَ اِلٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقْتَلَوْا اَوْ يُصَلَّبُوْا اَوْ تُقَطَّعْ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ اَوْ يَنْفَوْا مِنْ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لِهٖمْ خِزْيٌ فِى الدُّنْيَا وَلِهٖمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تُقَدَّرَ وَاَعْلِمُوْا اِنَّ اِلٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔“ (السائدہ: ۳۳-۳۴)

ترجمہ: ”یہی سزا ہے ان کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور دھڑکتے ہیں ملک میں فساد کرنے کو کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی چڑھائے جائیں یا کانٹے جائیں ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے یا دور کر دیئے جائیں اس جگہ سے یہ ان کی رسوائی ہے دنیا میں اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے مگر جنہوں نے توبہ کی تمہارے قابو پانے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

اس آیت کے ذیل میں تمام مفسرین و محدثین نے عقل و مرینہ کے ان لوگوں کا واقعہ لکھا ہے جو اسلام لائے تھے مگر مدینہ منورہ کی آب و ہوا ان کو اس نہ آئی تو ان کی شکایت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صدقہ کے اونٹوں کے ساتھ بھیج دیا جہاں وہ ان کا دودھ وغیرہ پیتے رہے جب وہ ٹھیک ہو گئے تو مرتد ہو گئے اور اونٹوں کے چرواہے کو قتل کر کے صدقہ کے اونٹ بھگالے گئے جب مسلمانوں نے ان کو گرفتار کر لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سیدھے ہاتھ اور اٹلے پاؤں کاٹ دیئے اور وہ حرہ میں ڈال دیئے گئے پانی مانگتے رہے مگر ان کو پانی تک نہ دیا یہاں تک کہ وہ تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

اسی لئے امام بخاری نے اس آیت کے تحت عنوان بھی اسی انداز کا قائم فرمایا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ لوگ چونکہ مرتد اور محارب تھے اس لئے ان کو قتل کیا گیا چنانچہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے الفاظ ہیں:

”باب لمح يسق المرتدون المعاربون حتى ماتوا۔“ (م: ۱۰۰۵، ج: ۲)

اگرچہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے علاوہ دوسرے ائمہ کرام اس کے قائل ہیں کہ محارب جیسے کفار ہو سکتے ہیں ویسے مسلمان بھی ہو سکتے ہیں لیکن اتنی بات واضح ہے کہ اس آیت کی روشنی میں ایسے لوگ جو مرتد ہو جائیں اور اللہ و رسول سے محاربہ کریں وہ واجب القتل ہیں۔

سزائے مرتد کے سلسلہ میں صحاح ستہ اور حدیث کی دوسری کتب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد ارشادات اور حضرات صحابہ کرام کا عمل بھی منقول ہے ذیل میں اس سلسلہ کی چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

۱: عن عكرمة قال: اتى على رضى الله عنه بزنادقة فاحرقهم فبلغ ذلك ابن عباس فقال: لو كنت انا لم احرقهم لنهى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا تعذبوا بعذاب الله ولقتلتهم لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم: من بدل دينه فاقتلوه۔

(بخاری ص ۱۰۲۳ ج ۲ ص ۳۲۳ ج ۱: ابوداؤد ص ۲۲۲ ج ۲: نسائی ص ۱۶۹ ج ۲: ترمذی ص ۱۷۶ ج ۱: مسند احمد ص ۲۱۷ ج ۱: ص ۲۸۲ ج ۱: سنن کبریٰ بیہقی ص ۱۹۵ ج ۸: مستدرک ماہم ص ۵۳۸ ج ۲: مشکوٰۃ ص ۳۰۷)

ترجمہ:..... "حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چند زندقہ لائے گئے تو انہوں نے ان کو آگ میں جلا دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جب یہ قصہ معلوم ہوا تو فرمایا: میں ہوتا تو ان کو نہ جلاتا اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ایسا عذاب نہ دو جو اللہ تعالیٰ (جہنم میں) دیں گے میں ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: "جو شخص دین تبدیل کرے اس کو قتل کر دو" کے تحت قتل کر دیتا۔"

۲: عن عكرمة قال قال ابن عباس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من بدل دينه فاقتلوه۔ (نسائی ص ۱۶۹ ج ۲: سنن ابن ماجہ ص ۱۸۲)

ترجمہ:..... "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دین تبدیل کر کے مرتد ہو جائے اس کو قتل کر دو۔"

۳: عن ابن عباس رضى الله عنه قال: كان عبد الله بن سعد بن ابى سرح يكتب لرسول الله صلى الله عليه وسلم فازله الشيطان فلعن بالكفار فامر به رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقتل يوم الفتح فاستجار له عثمان بن عفان فاجاره رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

(ابوداؤد ص ۲۵۱ ج ۲: نسائی ص ۱۶۹ ج ۲)

ترجمہ:..... "حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن ابی سرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب وحی تھا۔ اسے شیطان نے بہکا یا تو وہ مرتد ہو کر کفار سے مل گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اس کے قتل کا حکم فرمایا (جس سے معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا قتل ہے ناقل) مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے پناہ طلب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پناہ دے دی (چنانچہ وہ بعد میں دوبارہ مسلمان ہو گیا)۔"

۴: عن انس ان عليا ابى بناس من الزط يعبدون وثناً فاحرقهم قال ابن عباس رضي الله عنهما قال

رسول الله صلى الله عليه وسلم: من بدل دينه فاقتلوه۔ (سنن نسائی ص ۱۶۹ ج ۲: مسند احمد ص ۳۲۳ ج ۱)

ترجمہ:..... "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس زط (سوڈان) کے کچھ لوگ لائے گئے جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور وہ بتوں کی پوجا کرتے تھے آپ ﷺ نے ان کو آگ میں جلا دیا اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "جو شخص اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جائے اس کو قتل کر دو۔"

عن ابی موسیٰ قال اقبلت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم... فقال: ...ولکن اذهب الیہا
 موسیٰ و یا عبد اللہ بن قیس الی الیہن ثم اتبعہ معاذ بن جبل فلما قدم علیہ النبی لہ وسادة قال:
 انزل و اذا رجل عندہ موثق قال: ما هذا قال: کان یهودیاً فاسلم ثم یمود قال: اجلس! قال: لا
 اجنس حتی یقتل قضاء اللہ و رسولہ ثلاث مرات فامر بہ فقتل... الخ۔
 (بخاری ص: ۱۰۲۳ ج: ۲، مسلم ص: ۱۲۱ ج: ۲، ابوداؤد ص: ۲۳۲ ج: ۲، نسائی ص: ۱۶۹ ج: ۲، سنن کبریٰ ص: ۱۹۵ ج: ۸)

ترجمہ: "حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ
 نے فرمایا: ابوموسیٰ یا عبد اللہ بن قیس! یمن جاؤ اس کے بعد آپ نے معاذ بن جبل کو بھی میرے پیچھے یمن بھیج دیا حضرت
 معاذؓ یمن پہنچے اور ان کے بیٹھنے کے لئے مسند لگائی گئی تو انہوں نے دیکھا کہ (حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس) ایک آدمی بندھا ہوا
 ہے حضرت معاذؓ نے پوچھا: اس کا کیا قصہ ہے؟ فرمایا: یہ شخص پہلے یہودی تھا پھر اسلام لایا اور اب مرتد ہو گیا ہے آپؐ نے
 فرمایا: جب تک اس کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے مطابق قتل نہیں کر دیا جاتا میں نہیں بیٹھوں گا انہوں نے تین بار یہ جملہ
 ارشاد فرمایا چنانچہ حضرت ابوموسیٰؓ نے اس کے قتل کا حکم دیا جب وہ قتل ہو گیا تو حضرت معاذؓ تشریف فرما ہوئے۔"

عن عبد اللہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم... لا یجزل دم رجل مسلم یشہد ان لا
 الہ الا اللہ و انی رسول اللہ الا باحدی ثلاث: الشیب الزانی و النفس بالنفس و التارک لددینہ المفارق
 للجماعة۔

(ابوداؤد ص: ۲۳۲ ج: ۲، نسائی ص: ۱۶۵ ج: ۲، ابن ماجہ ص: ۱۸۲، سنن کبریٰ ص: ۱۹۳ ج: ۸، ترمذی ص: ۲۵۹ ج: ۱، مسلم ص: ۵۹ ج: ۲)
 ترجمہ: "حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان کلمہ لا الہ الا اللہ کی
 شہادت دے اس کا خون بہانا جائز نہیں سوائے ان تین آدمیوں کے: ایک وہ جو شادی شدہ ہو کر زنا کرے دوسرا وہ جو کسی کو ناحق
 قتل کر دے اور تیسرا وہ جو اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جائے۔"

عن حارثة بن مضرب انہ اتی عبد اللہ فقال: ما بینی و بین احد من العرب حنة وانی مررت
 بمسجد لبني حنیفة فاذا هم یومنون بمسیلمة فارسل الیہم عبد اللہ فجی بہم فاستتابہم غیر ابن
 النواحة قال لہ: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لو لا انک رسول لضربت عنقک
 فانت الیوم لست برسول فامر قرظہ بن کعب فضرب عنقه فی السوق ثم قال: من اراد ان ینظر
 الی ابن النواحة فقتیلا بالسوق۔ (ابوداؤد ص: ۲۳ ج: ۲)

ترجمہ: "حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور آپؐ نے
 فرمایا کہ) میرے اور عرب کے درمیان کوئی عداوت نہیں ہے پھر فرمایا: میں مسجد بنو حنیفہ کے پاس سے گزرا وہ لوگ مسیلمہ کذاب
 کے ماننے والے تھے حضرت عبد اللہؓ نے ان کی طرف قاصد بھیجا تا کہ ان سے توبہ کا مطالبہ کرے پس سب سے توبہ کا مطالبہ کیا

مہاسوائے ابن نواحہ کے آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ اگر کوہ صمد نہ ہوتا تو میں تمہیں قتل کر دیتا (اس لئے کہ وہ مرتد ہونے کے علاوہ مرتد مسلمان کا قاصد تھا ناقل) پس آج تم قاصد نہیں ہو اس کے بعد آپ ﷺ نے (حاکم کوہ) قرظہ بن کعب کو حکم دیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے چنانچہ بازار ہی میں اس کو قتل کر دیا گیا اور فرمایا: جو ابن نواحہ کو دیکھنا چاہے وہ بازار میں قتل شدہ موجود ہے۔

۸: عن بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدۃ معاویۃ بن حیدۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من بدل دینہ فاقتلوا ان اللہ لا یقبل توبۃ عبد کفر بعد اسلامہ۔ (مجمع الزوائد: ۲۶۱: ج ۶)

ترجمہ: ... حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اس کو قتل کر دو بے شک اللہ تعالیٰ اس بندے کی توبہ قبول نہیں کرتے جو اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جائے۔

۹: عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا ینبغی ان یمن بک کافر بعد ما اذاعہ فادعہ فان تاب فاقبل منه وان لم یتب فاضرب عنقه وایما امرأۃ ارتدت عن الاسلام فادعہا فان تابت فاقبل منها وان ابیت فاستتبعہا۔ (مجمع الزوائد: ۲۶۳: ج ۶)

ترجمہ: ... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن بھیجا تو فرمایا: جو شخص اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے اسے اسلام کی دعوت دو اگر توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کر لو اور اگر توبہ نہ کرے تو اس کی گردن اڑا دو اور جو عورت اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جائے اسے بھی دعوت دو اگر توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کر لو اگر توبہ سے انکار کرے تو برابر توبہ کا مطالبہ کرتے رہو (یعنی اس کو قتل نہ کرو)۔

۱۰: عن جریر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: اذا ابی العبد الی الشریک فقد حل دمہ۔ (ابوداؤد: ۲۴۳: ج ۲، مشکوٰۃ: ۳۰۷)

ترجمہ: ... حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ اسلام سے کفر کی طرف واپس لوٹ جائے اس کا قتل کرنا حلال ہو جاتا ہے۔

۱۱: عن الحسن رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من بدل دینہ فاقتلوا۔ (نسائی: ۱۶۹: ج ۲)

ترجمہ: ... حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اسلام چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لے اس کو قتل کر دو۔

۱۲: عن زید بن اسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من غیّر دینہ فاضربوا عنقه۔ (موطائے مالک: ۶۳۰: ج ۱، جامع الاصول: ۴۷۹: ج ۳)

ترجمہ: ... حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اسلام چھوڑ کر دوسرا

دین اپنائے اس کی گردن کاٹ دو۔

امام مالک علیہ الرحمہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

قال مالك ومعنى قول النبي صلى الله عليه وسلم فيما نرى والله اعلم من غير دينه فاضربوا عنقه، وانه من خرج من الاسلام الى غيره مثل الزنادقة واشباههم فان اولئك اذا ظهر عليهم قتلوا ولم يستتابوا لانه لا يعرف توبتهم وانهم كانوا يسرون الكفر ويعلنون الاسلام فلا يرى يستتاب هؤلاء ولا يقبل منهم قولهم: واما من خرج من الاسلام الى غيره واظهر ذلك فانه يستتاب فان تاب، والا قتل، ذلك لو ان قوما كانوا على ذلك رايت ان يدعوا الى الاسلام ويستتابوا فان تابوا قبل ذلك منهم وان لم يتوبوا قتلوا، ولم يعن بذلك فيما نرى والله اعلم من خرج من اليهودية الى النصرانية ولا من النصرانية الى اليهودية ولا من يغير دينه من اهل الاديان كلها الا الاسلام فمن خرج من الاسلام الى غيره واظهر ذلك فذلك الذي عني به۔

(موطا امام مالک ص: ۶۳۰ میر محمد کتب خانہ کراچی)

یعنی امام مالک علیہ الرحمہ سے ارتداد کی تعریف میں منقول ہے کہ کوئی شخص اسلام سے نکل کر کسی دوسرے مذہب میں داخل ہو جائے تو اس کی گردن کاٹ دی جائے جیسے کوئی زندیق ہو جائے ایسے لوگوں کے بارہ میں اصول یہ ہے کہ جب زندیق پر غلبہ تسلط حاصل ہو جائے تو اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے کیونکہ ان لوگوں کی جی توبہ کا اندازہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ لوگ کفر کو چھپاتے ہیں اور اسلام کا اظہار کرتے ہیں پس میرا (امام مالک) خیال یہ ہے کہ ان کے کفر کی بنا پر ان کو قتل کر دیا جائے ہاں اگر کوئی اسلام سے نکل کر مرتد ہو جائے تو اس سے توبہ کرائی جائے توبہ کر لے تو فیہا ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: "من بدل دینہ فاقتلوه" کا معنی یہ ہے کہ جو شخص اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے مذہب کو اختیار کر لے وہ مرتد ہے لہذا وہ شخص مرتد نہیں کہلائے گا جو اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین پر تھا اور اس نے اپنا وہ مذہب چھوڑ کر کوئی دوسرا دین و مذہب اختیار کر لیا لہذا نہ تو اس سے توبہ کرائی جائے گی اور نہ ہی اس کو قتل کیا جائے گا مثلاً: اگر کوئی یہودی نصرانی بن جائے یا کوئی نصرانی مجوسی بن جائے خواہ وہ ذمی ہی کیوں نہ ہو نہ تو اس سے توبہ کرائی جائے گی اور نہ ہی اس کو قتل کیا جائے گا۔

۱۴: عن عبد الرحمن بن محمد بن عبد الله بن عبد القاري رحمه الله عن ابيه انه قال: قدم على عمر بن الخطاب رضي الله عنه رجل من قبل ابي موسى الاشعري فسأله عن الناس فاخبره، ثم قال له عمر بن الخطاب: هل كان فيكم من مغربة خير؟ فقال نعم رجل كفر بعد اسلامه قال: فما فعلتم به؟ قال: قربناه فضربنا عنقه فقال عمر: افلا حبستموه ثلاثا واطعتموه كل يوم رغيفا واستبتموه لعله يتوب ويراجع امر الله؟ ثم قال عمر اللهم اني لم احضر ولم آمر ولم ارض اذا بلغني۔ (موطا امام مالک ص: ۶۳۰ میر محمد کتب خانہ جامع الاصول ص: ۴۷۹ ج: ۳)

ترجمہ: ”حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبد القاری علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں حضرت ابوموسیٰؓ کی جانب سے یمن کا ایک شخص آپؐ کی خدمت میں آیا آپؐ نے پہلے تو وہاں کے لوگوں کے حالات معلوم کئے پھر اس سے پوچھا کہ وہاں کی کوئی نئی یا انوکھی خبر؟ اس نے کہا: جی ہاں! ایک آدمی اسلام لایا تھا مگر بعد میں وہ مرتد ہو گیا آپؐ نے فرمایا: پھر تم لوگوں نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا: ہم نے اس کو پکڑ کر اس کی گردن اڑا دی آپؐ نے فرمایا: تم نے پہلے اسے تین دن تک قید کر کے اس سے توبہ کا مطالبہ کیوں نہ کیا؟ ممکن ہے وہ توبہ کر لیتا؟ پھر فرمایا: اے اللہ! نہ میں وہاں حاضر تھا نہ میں نے اس کے قتل کا حکم دیا اور جب مجھے اس کی اطلاع ملی تو میں ان کے اس فعل پر راضی بھی نہیں ہوں۔“

گویا مرتد کے قتل سے پہلے استخبار اس کو توبہ کا ایک موقع ملنا چاہئے تھا چونکہ مرتد کو وہ موقع نہیں دیا گیا تو حضرت عمرؓ نے ترک مستحب کی اس بے احتیاطی کو بھی برداشت نہیں کیا اور اس سے برأت کا اظہار فرمایا۔
امام ترمذی علیہ الرحمہ مرتد کی سزا کے بارہ میں فقہائے امت کا مذہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْمَرْتَدِّ وَاخْتَلَفُوا فِي الْمَرْأَةِ إِذَا ارْتَدَّتْ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعَدِّ قَتْلُهَا وَهُوَ قَوْلُ الْأَوْزَاعِيِّ وَاحْمَدُ وَاسْحَنُ وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ تَحْبِسُ وَلَا تَقْتُلُ وَهُوَ قَوْلُ سَفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَغَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ۔“ (ترمذی ابواب الحد و باب ما جاء في المرتد ص: ۵۰ ج: ۱)

ترجمہ: ”... ”مرتد مر“ میں اہل علم کا یہی موقف ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے ہاں اگر کوئی خاتون مرتد ہو جائے تو امام اوزاعیؒ، احمد اور اسحق کا موقف ہے کہ اسے بھی قتل کیا جائے لیکن ایک جماعت کا خیال ہے کہ اسے قتل نہ کیا جائے بلکہ قید کر دیا جائے اگر توبہ کر لے تو فیہا ورنہ زندگیاں بھر اسے جیل میں رکھا جائے۔ سفیان ثوریؒ علیہ الرحمہ اور اہل کوفہ کا بھی یہی مسلک ہے۔“

قتل مرتد سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

چنانچہ ائمہ اربعہ: امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ علیہم الرحمہ بالاتفاق اس کے قائل ہیں کہ اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے تو مستحب یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اس کے شبہات دور کئے جائیں اس کو توبہ کی تلقین کی جائے اور دوبارہ اسلام کی دعوت دی جائے اگر اسلام لے آئے تو فیہا ورنہ اسے قتل کر دیا جائے ملاحظہ ہو ائمہ اربعہ کی تصریحات:

فقہ حنفی: چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے:

”وَإِذَا ارْتَدَّ الْمُسْلِمُ عَنِ الْإِسْلَامِ وَالْعِيَاذُ بِاللَّهِ. عَرَضَ عَلَيْهِ الْإِسْلَامُ فَإِنْ كَانَتْ لَهُ شُبْهَةٌ كَشَفَتْ عَنْهُ وَيَحْبَسُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ أَسْلَمَ وَالْإِقْتِلُ۔“ (ہدایہ ج: ۵۸۰ ص: ۱)

ترجمہ: ”اور جب کوئی مسلمان نعوذ باللہ! اسلام سے پھر جائے تو اس پر اسلام پیش کیا جائے اس کو کوئی شبہ ہو تو دور کیا جائے اس کو تین دن تک قید رکھا جائے اگر اسلام کی طرف لوٹ آئے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔“

فقہ شافعی: فقہ شافعی کی شہرہ آفاق کتاب المجموع شرح المہذب میں ہے:

میں۔ رشتوں کا جمل بننا شروع کر دیا۔

پہاچھ مچ کو وہ اپنے آپ کو مسلمان باور کراتے تو شام کو اسلام سے بیزاری کا سوانگ رچا کر مسلمانوں کو اسلام سے بدظن کرنے کی سازش کرتے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وقالت طائفة من اهل الكتاب آمنوا بالذي انزل على الذين آمنوا وجه النهار واكفروا آخره لعمهم يوم جعون۔ (آل عمران: ۷۲)

ترجمہ: ”اور اہل کتاب کے ایک گروہ نے (حق سے پھیرنے کی یہ سازش تیار کی اور آپس میں) کہا کہ تم (ظاہری طور پر) ایمان لے آؤ اس (دین و کتاب) پر جو اتارا گیا ایمان والوں پر دن کے شروع میں اور اس کا انکار کر دو اس کے آخری حصہ میں تاکہ اس طرح یہ لوگ پھر جائیں (دین و ایمان سے)۔“

گویا وہ یہ باور کراتا چاہتے تھے کہ اگر اسلام میں کوئی کشش یا صداقت ہوتی تو سوچ سمجھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے اس سے باہر کیوں آتے؟ یقیناً جو لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد اسے خیر باد کہہ رہے ہیں انہوں نے ضرور اس میں کوئی کئی کئی یا کمزوری دیکھی ہوگی؟

حالانکہ جن لوگوں نے اسلامی احکام و آداب کا مطالعہ اور غور و فکر کر کے اسے قبول کیا اور نبی امی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا، تاریخ گواہ ہے کہ ان میں سے کبھی کسی نے اس سے بیزاری تو کیا اس پر سوچا بھی نہیں جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث ہرقل میں حضرت ابوسفیان اور ہرقل کے مکالمہ میں اس کی وضاحت و صراحت موجود ہے چنانچہ جب ہرقل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ ملنے پر ابوسفیان سے جواب بھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے حریف تھے یہ پوچھا کہ:

”هل يتردد احد منهم عن دينه بعد ان يدخل فيه سخطه له؟ قال: لا۔“

ترجمہ: ”ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا کہ کیا اسلام قبول کرنے والوں میں سے کوئی اس کو ناپسند کر کے یا اس سے ناراض ہو کر مرتد بھی ہوا ہے؟ ابوسفیان نے کہا: نہیں۔“

پھر اسی حدیث کے آخر میں ہرقل نے اپنے ایک ایک سوال اور ابوسفیان کے جوابات کی روشنی میں اس کی وضاحت کی کہ میں اپنے سوالوں اور تیرے جوابات کی روشنی میں جن نتائج پر پہنچا ہوں وہ یہ ہیں کہ:

”وسائلتک هل يتردد احد منهم عن دينه بعد ان يدخل فيه سخطه، فزعمت ان لا، و كذلك الايمان اذا خالط بشاشة القلوب۔“ (بخاری ص: ۶۵۳ ج: ۲)

ترجمہ: ”اور میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ کیا اسلام قبول کرنے والوں میں سے کوئی شخص اسلام سے ناراض ہو کر یا اس سے متنفر ہو کر کبھی مرتد بھی ہوا ہے؟ تو آپ نے کہا تھا کہ ایسا نہیں ہوا تو سنو! یوں ہی ہے کہ شرح صدر کے ساتھ جب ایمان کسی کے دل میں اتر جاتا ہے تو نکلا نہیں کرتا۔“

چونکہ اسلام جبر و تشدد کا مذہب نہیں اور نہ ہی کسی کو جبراً دھرم اسلام میں داخل کیا جاتا ہے بلکہ قرآن و حدیث میں وضاحت و سہولت کے ساتھ یہ بات مذکور ہے کہ جو شخص دل و جان سے اسلام قبول نہ کرے نہ صرف یہ کہ اس کا اسلام معتبر نہیں بلکہ ایسا شخص قرآنی اصطلاح میں منافق ہے اور منافق جہنم کے نچلے درجے کی بدترین سزا کا مستحق ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

ان المنافقين في الدرك الاسفل من النار۔ (النساء: ۱۳۵)

ترجمہ: ”بے شک منافق ہیں سب سے نیچے درجہ میں دوزخ کے۔“

اسی لئے جبراً دھرم اسلام میں داخل کرنے کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا گیا:

لا اکراه في الدين قد تبين الرشد من الغي۔ (البقرہ: ۲۵۶)

ترجمہ: ”... دین اسلام میں داخل کرنے کے لئے کسی جبراً اکراہ سے کام نہیں لیا جاتا اس لئے کہ ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے۔“

لیکن اس کا یہ معنی بھی نہیں کہ جو شخص برضا و رغبت اسلام میں داخل ہو جائے اور اسلام قبول کر لے اسے مرتد ہونے کی بھی اجازت دے دی جائے یہ بالکل ایسے ہے جیسے ابتداء فوج میں بھرتی ہونے کے لئے کوئی جبراً اور زبردستی نہیں کی جاتی لیکن اگر کوئی شخص اپنی رضا و رغبت سے فوج میں بھرتی ہو جائے تو اب اسے اپنی مرضی سے فوج سے نکلنے یا فوجی نوکری چھوڑنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ اگر فوج کا یہ قانون جائز ہے تو اسلام کا یہ دستور کیونکر جائز نہیں؟

اس کے علاوہ عقل و شعور کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جو شخص اپنی مرضی اور رضا و رغبت سے اسلام میں داخل ہو جائے اسے اسلام سے برہنگی اور مرتد ہونے کی اجازت نہیں دی جانی چاہئے کیونکہ بالفرض اگر نعوذ باللہ! کسی کو اسلام یا اسلامی تعلیمات میں کوئی شک و شبہ تھا تو اس نے اسلام قبول ہی کیوں کیا تھا؟ لہذا ایسا شخص جو اپنی مرضی اور رضا و رغبت سے اسلام میں داخل ہو چکا ہے اب اسے مرتد ہونے کی اس لئے اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ اسلام چھوڑ کر نہ صرف اپنے دین و مذہب کو بدلتا ہے بلکہ اس نتیجے اور بدترین فعل کے ذریعہ وہ دین و شریعت اسلامی تعلیمات اسلامی معاشرہ کو داغ دار کرنے اسلامی تعلیمات کو مطعون و بدنام کرنے اور نئے مسلمان ہونے والوں کی راہ روکنے کی بدترین سازش کا مرتکب ہوا ہے اس لئے اسلام قبول کرنے سے پہلے اس کی مثال کھانے کا فرکے تھی لیکن اب اس کی حیثیت اسلام کے باغی کی ہے اور دنیا کا مسلمہ اصول ہے کہ جو شخص کسی ملک کا شہری نہ ہو ورنہ اس ملک کے قوانین کو تسلیم نہ کرے تو اسے اس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا لیکن جب کوئی شخص کسی ملک کی شہریت اپنالے تو اسے اس ملک کے شہری قوانین کا پابند کیا جائے گا چنانچہ اگر کوئی خود سر کسی ملک کی شہریت کا دعویدار بھی ہو اور اس کے احکام و قوانین اور اصول و ضوابط کے خلاف اعلان بغاوت بھی کرے تو اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں لہذا اگر کوئی شخص کسی ملک اس کے قوانین و ضوابط یا کسی ملک کے سربراہ سے بغاوت کی پاداش میں سزائے موت کا مستحق ہے تو کیا وجہ ہے کہ اسلام اسلامی قوانین اور پیغمبر اسلام سے بغاوت کا مرتکب سزائے موت کا مستحق نہ ہو؟

اگر دیکھا جائے اور اس کا بغور جائزہ لیا جائے تو سزائے ارتداد کا یہ اسلامی قانون عین فطرت ہے جس میں نہ صرف مسلمانوں

کا بلکہ اسلامی مملکت کے تمام شہریوں کا بھی فائدہ ہے۔ اس لئے کہ دین اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے اور اس دین و مذہب میں دنیا کی فوز و فلاح اور نجات آخرت کا مدار ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

۱۰: ۱۰۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً۔

(المائدہ: ۳)

ترجمہ: ”آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔“

۱۱: ۲۔ و من یتبع غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منه و هو فی الآخرۃ من الخاسرین۔ (آل عمران: ۸۵)

ترجمہ: ”اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین و مذہب کو اپنائے گا اللہ کے ہاں اسے قبولیت نصیب نہیں

ہوگی اور وہ آخرت میں خسارہ میں ہوگا۔“

لہذا جو شخص اسلام قبول کرنے کے بعد ارتداد کا مرتکب ہوا ہے اس کی مثال اس باؤلے کتے یا بکے انسان کی ہے جسے اپنا ہوش ہے اور نہ دوسروں کا اگر کوئی ”عقل مند“ اس کی جان پر ترس کھا کر اسے چھوڑ دے تو بتلایا جائے کہ وہ انسانیت کا دوست ہے یا دشمن؟ ٹھیک اسی طرح مرتد کی جان بخشی کرنا بھی معاشرہ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے اور اس کی ہلاکت اسلامی معاشرہ کے لئے امن و عافیت اور سکون و اطمینان کا ذریعہ ہے۔

”تمام مہذب ملکوں حکومتوں اور مہذب قوانین میں باغی کی سزا موت ہے اور اسلام کا باغی وہ ہے جو اسلام سے مرتد ہو جائے“ اس لئے اسلام میں مرتد کی سزا موت ہے لیکن اس میں بھی اسلام نے رعایت دی ہے دوسرے لوگ باغیوں کو کوئی رعایت نہیں دیتے، گرفتار ہونے کے بعد اگر اس پر بغاوت کا جرم ثابت ہو جائے تو سزائے موت نافذ کر دیتے ہیں وہ ہزار معافی مانگے تو بہ کرے اور قسمیں کھائے کہ آئندہ بغاوت کا جرم نہیں کروں گا اس کی ایک نہیں سنی جاتی اور اس کی معافی ناقابل قبول سمجھی جاتی ہے اسلام میں بھی باغی یعنی مرتد کی سزا قتل ہے مگر پھر بھی اسے اتنی رعایت ہے کہ تین دن کی مہلت دی جاتی ہے اس کو تلقین کی جاتی ہے کہ توبہ کر لے معافی مانگ لے تو سزا سے بچ جائے گا افسوس ہے کہ پھر بھی اسلام میں مرتد کی سزا پر اعتراض کیا جاتا ہے۔

اگر امریکا کے صدر کا باغی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کرے اور اس کی سازش پکڑی جائے تو اس کی سزا موت ہے اور اس پر کسی کو اعتراض نہیں روس کی حکومت کا تختہ الٹنے والا پکڑا جائے یا جنرل ضیا الحق کی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والا پکڑا جائے تو اس کی سزا موت ہے اور اس پر دنیا کے کسی مہذب قانون اور کسی مہذب عدالت کو کوئی اعتراض نہیں لیکن تعجب ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی پر اگر سزائے موت جاری کی جائے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ سزا نہیں ہونی چاہئے اسلام تو باغی مرتد کو پھر بھی رعایت دیتا ہے کہ اسے تین دن کی مہلت دی جائے اس کے شبہات دور کئے جائیں اور کوشش کی جائے کہ وہ دوبارہ مسلمان ہو جائے معافی مانگ لے تو کوئی بات نہیں اس کو معاف کر دیا جائے گا لیکن اگر تین دن کی مہلت اور کوشش کے بعد بھی وہ اپنے ارادہ پر اڑا رہے تو پتہ نہ کرے تو اللہ کی زمین کو اس کے وجود سے پاک کر دیا جائے کیونکہ یہ ناسور ہے خدا نخواستہ کسی کے ہاتھ میں ناسور ہو جائے تو ڈاکٹر اس کا ہاتھ کاٹ دیتے ہیں اگر انگلی میں ناسور ہو جائے تو انگلی کاٹ دیتے ہیں اور سب دنیا جانتی ہے

کہ یہ ظلم نہیں بلکہ شفقت ہے، کیونکہ اگر ناسور کو نہ کاٹا گیا تو اس کا زہر پورے بدن میں سرایت کر جائے گا جس سے موت یقینی ہے پس جس طرح پورے بدن کو ناسور کے زہر سے بچانے کے لئے ناسور کو کاٹ دینا ضروری ہے اور یہی دانائی اور عقلمندی ہے اسی طرح ارتداد بھی ملت اسلامیہ کے لئے ایک ناسور ہے اگر مرتد کو توبہ کی تلقین کی گئی اس کے باوجود اس نے اسلام میں دوبارہ آنے کو پسند نہیں کیا تو اس کا وجود ختم کر دینا ضروری ہے ورنہ اس کا زہر ہر رفتہ رفتہ ملت اسلامیہ کے پورے بدن میں سرایت کر جائے گا۔ الغرض مرتد کا حکم ائمہ اربعہ کے نزدیک اور پوری امت کے علماء اور فقہاء کے نزدیک یہی ہے جو میں عرض کر چکا ہوں اور یہی عقل و دانش کا تقاضا ہے اور اسی میں امت کی سلامتی ہے۔

ان مذکورہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوا ہوگا کہ اسلام اور اسلامی آئین ہر غیر مسلم و کافر کی جان کے درپے نہیں بلکہ اسلامی آئین و دستور صرف اور صرف ان فتنہ پردازوں کا راستہ روکتا ہے اور انہیں کڑی سزا کا مستحق گردانتا ہے جو معاشرہ کے امن و امان کے دشمن اور اسلام سے بغاوت کے مرتکب ہوں بایں ہمہ اسلام و اسلامی آئین ایسے لوگوں کو بھی فوراً کیفر کردار تک نہیں پہنچاتا بلکہ انہیں اپنی اصلاح کا موقع فراہم کرتا ہے اگر وہ سدھر جائیں تو نبھا ورنہ اس بدترین سزا کے لئے تیار ہو جائیں اس کے باوجود بھی اگر کوئی بد نصیب اس سے فائدہ نہ اٹھائے اور اپنی جان کا دشمن بنا رہے تو اس میں اسلام کا کیا قصور ہے؟

جیسا کہ ارتداد و مرتد کی تعریف کے ذیل میں پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ جو شخص اسلام لانے کے بعد اسلام کو چھوڑ کر کوئی بھی دوسرا دین و مذہب اختیار کر لے وہ مرتد ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔

اس پر یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں کے علاوہ دوسرے ملاحدہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر دوسرے مذاہب کے پیروکار اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہو سکتے ہیں تو ایک مسلمان اپنا مذہب تبدیل کیوں نہیں کر سکتا؟ اگر کسی یہودی اور عیسائی کے مسلمان ہونے پر قتل کی سزا لاگو نہیں ہوتی تو ایک مسلمان کے یہودیت یا عیسائیت قبول کرنے پر اسے کیوں واجب القتل قرار دیا جاتا ہے؟ اسی طرح اگر کوئی ہندو یا قادیانی مسلمان ہو سکتا ہے تو ایک مسلمان نعوذ باللہ! قادیانی یا ہندو کیوں نہیں بن سکتا؟

عام طور پر ارباب سب کفر و شرک اس سوال کو اس رنگ آمیزی سے بیان کرتے ہیں کہ ایک سیدھا سادا مسلمان نہ صرف اس سے متاثر ہوتا ہے بلکہ سزائے ارتداد کو نعوذ باللہ! غیر معقول و غیر منطقی اور آزادی اظہار رائے و آزادی مذہب کے خلاف سمجھنے لگتا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ اس مغالطہ کے جواب میں بھی چند معروضات پیش کر دی جائیں:

الف: جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ یہودی، عیسائی یا دوسرے مذاہب کے لوگ اپنا مذہب بدلیں تو ان پر سزائے ارتداد کیوں جاری نہیں کی جاتی؟ اصولی طور پر ہم اس سوال کا جواب دینے کے مکلف نہیں ہیں بلکہ ان مذاہب کے ذمہ داروں بلکہ ٹھیکے داروں کا فرض ہے کہ وہ اس کا جواب دیں۔

تاہم قطع نظر اس کے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا یہ طرز عمل صحیح ہے یا غلط؟ اتنی بات تو سب کو معلوم ہے کہ دنیائے عیسائیت و یہودیت اگر اپنے مذہب کے معاملہ میں تنگ نظر نہ ہوتی تو آج دنیا بھر کے مسلمان اور امت مسلمہ ان کے ظلم و تشدد کا نشانہ کیوں

اس سے ذرا اور آگے بڑھیں تو اندازہ ہوگا کہ انبیائے بنی اسرائیل کا قتل ناحق ان کی اسی تنگ نظری کا شاخسانہ اور تشدد پسندی کا منہ بولتا ثبوت ہے ورنہ بتلایا جائے کہ حضرات انبیائے کرام کا اس کے علاوہ کون سا جرم تھا؟ صرف یہی ناں کہ وہ فرماتے تھے کہ پہلا دین و شریعت اور کتاب منسوخ ہوگئی ہے اور اب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمارے ذریعے نیا دین اور نئی شریعت آئی ہے اور اسی میں انسانیت کی نجات اور فوز و فلاح ہے۔

اسی طرح یہودیوں اور عیسائیوں پر فرض ہے کہ وہ بتلائیں کہ حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا علیہما السلام کو کیوں قتل کیا گیا؟ ان معصوموں کا کیا جرم تھا؟ اور کس جرم کی پاداش میں ان کا پاک و پاکیزہ اور مقدس لہو بہا یا گیا؟
اس کے علاوہ یہ بھی بتلایا جائے کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ کے قتل اور ان کے سولی پر چڑھائے جانے کے منصوبے کیوں بنائے گئے؟

مسلمانوں کو تنگ نظر اور سزائے ارتداد کو ظلم کہنے والے پہلے ذرا اپنے دامن سے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور لاکھوں مسلمانوں کے خون ناحق کے دھبے صاف کریں اور پھر مسلمانوں سے بات کریں۔

ب:..... یہ بات تو طے شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت و راہ نمائی کے لئے حضرات انبیائے کرام اور رسل بھیجے کا سلسلہ شروع فرمایا جس کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی تو اس کی انتہا یا تکمیل و اختتام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہوئی۔

سوال یہ ہے کہ ان تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے دین و شریعت اور کتب کی کیفیت یکساں تھی یا مختلف؟
اگر بالفرض تمام انبیائے کرام کی شریعتیں ابدی و سرمدی تھیں تو ایک نبی کے بعد دوسرے نبی اور ایک شریعت کے بعد دوسری شریعت کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی؟ مثلاً اگر حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت ابدی و سرمدی تھی اور اس پر عمل نجات و آخرت کا ذریعہ تھا تو اس وقت سے لے کر آج تک تمام انسانوں کو حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کا تابع ہونا چاہئے تھا اگر ایسا ہے تو پھر یہودیت و عیسائیت کہاں سے آگئی؟

لیکن اگر بعد میں آنے والے دین شریعت کتاب اور نبی کی تشریف آوری سے پہلے نبی کی شریعت اور کتاب منسوخ ہوگئی تھی..... جیسا کہ حقیقت بھی یہی ہے..... تو دوسرے نبی کی شریعت اور کتاب کے آجانے کے بعد سابقہ شریعت اور نبی کی اتباع پر اصرار و تکرار کیوں کیا جاتا ہے؟

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جب دوسرا نبی شریعت اور کتاب آگئی اور پہلا دین شریعت اور کتاب منسوخ ہوگئی تو اس منسوخ شدہ دین شریعت کتاب اور نبی کے احکام پر عمل کرنا یا اس پر اصرار کرنا خود بہت بڑا جرم اور اللہ تعالیٰ سے بغاوت کے مترادف ہے۔

اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی ملک کے قانون میں ترمیم کردی جائے یا اس کو سرے سے منسوخ کر دیا جائے اور اس کی جگہ دوسرا جدید آئین و قانون نافذ کر دیا جائے اب اگر کوئی عقل مند اس نئے آئین و قانون کی بجائے منسوخ شدہ دستور و قانون پر

عمل کرتے ہوئے قانون کی مخالفت کرے تو اسے قانون شکن کہا جائے گا یا قانون کا محافظ و پاسبان؟

لہذا اگر کسی ملک کا سربراہ ایسے عقل مند کورانج و نافذ جدید آئین و قانون کی مخالفت اور اس سے بغاوت کی پاداش میں باغی قرار دے کر اسے بغاوت کی سزا دے تو اس کا یہ فعل ظلم و تعدی ہوگا یا عدل و انصاف؟ کیا ایسے وقت پر کسی عقل مند و دانشمند ہوگا کہ اگر جدید آئین و قانون کو چھوڑنا بغاوت ہے تو منسوخ شدہ آئین و قانون کو چھوڑنا کیونکر بغاوت نہیں؟ اگر جدید آئین سے بغاوت کی سزا موت ہے تو قدیم و منسوخ شدہ آئین کی مخالفت پر سزائے موت کیونکر نہیں؟

ج: جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ادیان اور ان کی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں اس سلسلہ میں گزشتہ سطور میں عقلی طور پر ثابت کیا جا چکا ہے کہ سابقہ انبیاء کی شریعتوں پر عمل باعث نجات نہیں اور نہ نئے دین نئی شریعت اور نئے نبی کی ضرورت ہی کیوں پیش آتی؟ تاہم سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام میں سے ہر ایک نے اپنے بعد آنے والے دین و شریعت اور نبی کی آمد سے متعلق اپنی امت کو بشارت دی ہے اور ان کی اتباع کی تلقین بھی فرمائی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَ رَسُولٌ مُّصَدِّقًا لِّمَا

مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ. (آل عمران: ۸۱)

ترجمہ: "اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتاوے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔"

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت انجیل کے علاوہ خود قرآن کریم میں بھی موجود ہے کہ:

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ. (الصافات: ۶)

"اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد اس کا نام ہے احمد۔"

چنانچہ سابقہ انبیائے کرام میں سے کسی نے یہ نہیں فرمایا کہ میری نبوت اور دین و شریعت قیامت تک ہے اور میں قیامت تک کا نبی ہوں دنیا کے یہودیت و عیسائیت کو ہمارا چیلنج ہے کہ اگر کسی نبی نے ایسا فرمایا ہے تو اس کا ثبوت لاؤ: "قل ھا تو ابرہانکم ان کنتم صادقین۔" ہمارا دعویٰ ہے کہ صبح قیامت تک کوئی یہودی اور عیسائی اس کا ثبوت پیش نہیں کر سکے گا جب کہ اس کے مقابلہ میں آقائے دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی اور خاتم النبیین فرمایا گیا جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

۱: قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا. (الاعراف: ۱۵۸)

ترجمہ: "تو کہہ: اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف۔"

۲: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ. (الانبیاء: ۱۰۷)

ترجمہ: "اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر کر جہاں کے لوگوں پر۔"

۳: "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ" (الاحزاب: ۴۰)

ترجمہ: ”محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے، لیکن رسول ہے اللہ کا اور خاتم النبیین۔“

۱: ”وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً۔“ (سبا: ۲۷)

ترجمہ: ”اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سوسارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو۔“

اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی فرمایا:

۱: ”انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔“ (ترمذی ج: ۲ ص: ۲۵)

ترجمہ: ”میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔“

۲: ”انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم۔“ (ابن ماجہ ص: ۱۷۷)

ترجمہ: ”میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔“

۳: ”لو کان موسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی۔“ (مشکوٰۃ ص: ۲۰)

ترجمہ: ”اگر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔“

اب جب کہ قرآن کریم نازل ہو چکا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں اور قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین و شریعت کا سکہ قیامت تک چلے گا اس لئے جو شخص اس جدید درائج قانون اور آئین کی مخالفت کرے گا اور سابقہ منسوخ شدہ دین و شریعت یا کسی خود ساختہ مذہب جیسے موجودہ دور کے متعدد باطل و بے بنیاد ادیان و مذاہب..... مثلاً: ہندو پارسی سکھ ذکر زرتشتی اور قادیانی وغیرہ..... کا اتباع کرے گا وہ باغی کہلانے کا۔ دین و شریعت قرآن و سنت اور عقل و دیانت کی روشنی میں اس کی سزاوی ہوگی جو ایک باغی کی ہونی چاہیے اور وہ قتل ہے۔

خلفائے راشدین اور قتل مرتد کا بیان

افضل الناس بعد الانبیاء خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عمل

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الخلفاء میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور مدینہ کے ارد گرد میں بعض عرب مرتد ہو گئے تو خلیفہ وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شرعی حکم کے مطابق ان کے قتل کے لئے کھڑے ہو گئے اور عجب یہ کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسا اسلامی سپہ سالار اس وقت ان کے قتل میں بوجہ نزاکت وقت تامل کرتا ہے۔ لیکن یہ خدا کی حدود تھیں جن میں مداخلت سے کام لینا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نظر میں مناسب نہ تھا۔ اس لئے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے جواب میں بھی یہی فرمایا ہیاہیات مصلی النبی ﷺ وانقطع الوحی واللہ لا جاهدہم ما استمسک السیف فی یدہ۔ (تاریخ الخلفاء ص: ۶۱ فصل فی تاریخ فی خلافت)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں ضرور ان سے اس وقت تک جہاد کرتا رہوں گا جب تک میرا ہاتھ نکو اور پکڑ سکے گا۔

یہاں تک کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بھی بحث کے بعد حق واضح ہو گیا اور اجماعی قوتوں سے مرتدین پر جہاد کیا گیا اور ان

میں سے بہت سے تیغ کر دیئے گئے۔

حوالی مدینہ سے فارغ ہو کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سیلہ کذاب کی طرف متوجہ ہوئے جو نبوت کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم مرتد قرار دیا گیا تھا۔ چنانچہ ایک لشکر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں اس کی طرف روانہ کیا جس نے سیلہ کذاب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ (فتح الباری، ج ۳، خلاصہ، ص ۳۳ فصل فی ما وقع فی غزاة طبع مع اصح المطابع کراچی)

اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت مرتد ہے۔ اگرچہ وہ کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے یا کوئی تاویل کرے۔ کیونکہ سیلہ کذاب جس کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قتل کرایا ہے وہ آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت کا منکر نہیں تھا۔ بلکہ اپنی اذان میں اشہد ان محمدًا رسول اللہ کا اعلان کرتا تھا۔ (تاریخ طبری، ج ۱، ص ۱۰۰ اردو قیس اکیلی لاہور) پھر جس جرم میں اس کو مرتد واجب القتل سمجھا گیا وہ صرف یہ تھا کہ آپ ﷺ کی نبوت کو ماننے کے باوجود اپنی نبوت کا بھی دعویٰ کرتا تھا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کا بعینہ یہی حال ہے۔

پھر ۱۲ ہجری میں بحرین میں کچھ لوگ مرتد ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کے لئے علاء ابن الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ کو روانہ کیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۳۳)

اسی طرح عمان میں بعض لوگ مرتد ہو گئے تو ان کے قتل کے لئے عکرمہ رضی اللہ عنہ ابن ابی جہل کو حکم فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۶۳) اہل بصرہ میں سے چند لوگ اسلام سے پھرے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بعض مہاجرین کو ان کے قتل کے لئے بھیجا۔

(تاریخ الخلفاء، ص ۶۳)

اسی طرح زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ کو ایک مرتد جماعت کے قتل کے لئے حکم فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۶۳) یہ تمام واقعات وہ ہیں جو اسلام کے سب سے پہلے خلیفہ اور افضل الناس بعد الانبیاء کے حکم سے ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں ان کا ظہور ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت تھی جو کسی خلاف شرع حکم کو دیکھنا موت سے زیادہ ناگوار سمجھتی تھی۔ کیسے ہو سکتا تھا کہ اگر معاذ اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی کسی خلاف شریعت حکم کا ارادہ کرتے تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی اطاعت کر لیتے اور خون ناحق میں اپنے ہاتھ رنگتے؟ لہذا یہ واقعات اور اسی طرح باقی تمام خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ کے واقعات تنہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وغیرہ کا عمل نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماعی فتویٰ ہے کہ شریعت میں مرتد کی سزا قتل ہے۔

خلیفہ ثانی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور قتل مرتد

آپ معلوم کر چکے ہیں کہ مذکورہ صدر تمام واقعات میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور شریک مشورہ تھے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے چند مرتدین کے متعلق اپنے لوگوں سے کہا کہ ان کو تین روز تک اسلام کی طرف بلانا چاہئے اور روزانہ ان کو ایک ایک روٹی دی جائے۔ اگر تین روز تک نصیحت کے بعد بھی ارتداد سے توبہ نہ کریں تو قتل کر دیا جائے۔ کنز العمال

ج ۱ ص ۱۲ تا ۱۳ اس قسم کی متعدد روایات ہیں

خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی اور قتل مرتد

کنز العمال میں بحوالہ بیہقی نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: من کفر بعد ایمانہ طائعا فانه یقتل۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۳۳ حدیث ۱۳۷۰ باب حکم الاسلام)

جو شخص ایمان کے بعد اپنی خوشی سے کافر ہو جائے اس کو قتل کیا جائے۔

سلمان ابن موسیٰ نے حضرت عثمان کا دائمی طرز عمل یہی نقل کیا ہے کہ مرتد کو تین مرتبہ توبہ کرنے کے لئے فرماتے تھے۔ اگر قبول نہ کرتا قتل کر دیتے تھے۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۳۳ حدیث ۱۳۷۱)

امام الحدیث عبدالرزاق نے نقل کیا ہے کہ ایک مرتد حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے اس کو تین مرتبہ توبہ کی طرف بلایا۔ اس نے قبول نہ کیا تو قتل کر دیا۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۳۳ حدیث ۱۳۷۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اہل عراق میں سے ایک مرتد جماعت کو گرفتار کیا اور ان کی سزا کے بارے میں مشورہ کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط لکھا۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا

اعرض علیہم دین الحق فان قبلوها فاحمل عنهم وان لم یقبلوها فاقتلهم

(کنز العمال ج ۱ ص ۳۳ حدیث ۱۳۷۳)

ان پر دین حق پیش کرو۔ اگر قبول کر لیں تو ان کو چھوڑ دو۔ ورنہ قتل کر دو۔

خلیفہ رابع حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور قتل مرتد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بعض مرتدین کو قتل کیا۔

(بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۳ باب حکم المرتد والمرتدہ)

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب علی کرم اللہ وجہہ نے بنی ناجیہ کے قتال کے لئے لشکر بھیجا تو اس میں میں بھی شریک تھا۔ ہم نے دیکھا کہ ان لوگوں میں تین فرقے ہیں۔ بعض پہلے نصاریٰ تھے پھر مسلمان ہوئے اور اسی پر ثبات قدم رہے۔ اور بعض نصاریٰ تھے اور ہمیشہ اسی مذہب پر رہے۔ اور بعض لوگ وہ تھے کہ پہلے نصرانیت چھوڑ کر مسلمان ہو گئے تھے اور پھر نصرانیت کی طرف لوٹ گئے۔ ہمارے امیر نے اس تیسرے فرقے سے کہا کہ اپنے خیال سے توبہ کرو۔ اور پھر مسلمان ہو جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا تو امیر نے ہمیں حکم دیا۔ ہم سب ان پر ٹوٹ پڑے اور مردوں کو قتل اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔

(کنز العمال ج ۱ ص ۳۳ حدیث ۱۳۷۶ باب الارتداد وادحکامہ)

4352۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ كَفْرَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ، إِلَّا بِأَحَدٍ ثَلَاثٍ: الثَّيِّبِ الزَّالِمِ، وَالنَّفْسِ بِالنَّفْسِ، وَالتَّارِكِ لِدِينِهِ الْمُفَارِقِ لِلْجَمَاعَةِ

نیز حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے، میں اللہ کا رسول ہوں، اس کا خون تین تین سے کسی ایک صورت میں جائز ہو سکتا ہے، شادی شدہ زانی، جان کے بدلے میں جان اور اپنے دین کو ترک کر کے (مسلمانوں کی) جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے والا شخص۔“

4353 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْبَاهِلِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَجِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، إِلَّا بِأَحَدِي ثَلَاثٍ: رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ، فَإِنَّهُ يُؤْتَمُّ، وَرَجُلٌ خَرَجَ مُحَارِبًا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ، فَإِنَّهُ يُقْتَلُ، أَوْ يُضَلَبُ، أَوْ يُنْفَى مِنَ الْأَرْضِ، أَوْ يُقْتَلُ نَفْسًا، فَيُقْتَلُ بِهَا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہیں، اس کا خون تین تین سے کسی ایک صورت میں حلال ہو سکتا ہے، ایک وہ شخص جو شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کا ارتکاب کرے، اسے سنگسار کر دیا جائے گا، ایک وہ شخص جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کے لیے نکلے، اسے قتل کر دیا جائے گا، یا صلیب پر چڑھا دیا جائے گا، یا جلا وطن کر دیا جائے گا، یا پھر کسی نے کسی کو قتل کیا ہو، تو اس کے بدلے میں اسے قتل کیا جائے۔“

4354 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى: أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِيَ رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ، أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِي، فَيَكْلَاهُمَا سَأَلَ الْعَمَلُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ، فَقَالَ: مَا تَقُولُ يَا أَبَا مُوسَى - أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنُ قَيْسٍ؟ - قُلْتُ: وَاللَّهِ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا أَظْلَعَانِي عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا، وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ، وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكَ تَحْتَ شَفِيتِهِ قَلَصْتُ، قَالَ: لَنْ تَسْتَعِيلَ - أَوْ لَا تَسْتَعِيلَ - عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ، وَلَكِنْ أَذْهَبَ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسَى - أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنُ قَيْسٍ - فَبَعَثَهُ عَلَى الْيَمَنِ، ثُمَّ أَتْبَعَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ مُعَاذٌ قَالَ: الزَّلْ، وَالْقَى لَهُ وَسَادَةً، وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوتَى، قَالَ: مَا هَذَا؟ قَالَ: هَذَا كَانَ يَهُودِيًّا، فَأَسْلَمَ

4352 - إسناده صحيح، عبد الله، هو ابن مسعود، ومسروق، هو ابن الأجدع، والأعمش، هو سليمان بن مهران، وأبو معاوية، هو معمر بن حازم الصيرفي، وأخرجه البخاري (6878)، ومسلم (1676)، وابن ماجه (2534)، والترمذي (1460)، والسنائي في "الكبرى" (3465) و (6898) من طريق سليمان الأعمش، بهذا الإسناد، وهو في "مسند أحمد" (3621)، و"صحيح ابن حبان" (4407) و (5976).

أَحَدُهُمَا: وَكَانَ قَدْ اسْتَعِيبَ قَبْلَ ذَلِكَ

حضرت ابوسعید اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تشریف لائے، میں ان دنوں (یعنی کا) حکمران تھا، ایک شخص پہلے یہودی تھا، پھر مسلمان ہوا پھر وہ اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گیا، جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا: میں اپنی سواری سے اس وقت تک نیچے نہیں اتروں گا، جب تک اسے قتل نہیں کر دیا جاتا، تو اسے قتل کر دیا گیا، یہاں ایک راوی یہ الفاظ نقل کیے ہیں: اس سے پہلے اسے توبہ کا موقع دے دیا گیا تھا۔

4356 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حَفْصٌ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ هَذِهِ الْقِصَّةُ قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى يَرْجُلٌ قَدِ ارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ، فَدَعَا عَشْرِينَ لَيْلَةً أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا، لِحُجَّةٍ مُعَاذٍ، فَدَعَا قَائِلَ فُضِّرَبَ عَنْقُهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو. عَنْ أَبِي بَرْزَةَ لَمْ يَذْكُرِ الْإِسْتِثْنَاءَ، وَرَوَاهُ ابْنُ فَضِيلٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بَرْزَةَ عَنْ أَبِيهِ. عَنْ أَبِي مُوسَى لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْإِسْتِثْنَاءَ.

یہی واقعہ ایک اور سند کے ہمراہ ابوبوردہ کے حوالے سے منقول ہے، وہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوسعید اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا، جو اسلام کو چھوڑ کے مرتد ہو گیا تھا، تو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیس دن تک، یا اس کے قریب (دنوں تک) اسے اسلام کی دعوت دی، پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تشریف لائے، انہوں نے بھی اسے دعوت دی، اس نے تسلیم نہیں کیا، تو اس کی گردن اڑ دی گئی۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبدالمالک نامی راوی نے ابوبوردہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، اس میں انہوں نے توبہ کروانے کا ذکر نہیں کیا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوسعید اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، اس روایت میں بھی توبہ کروانے کا ذکر نہیں کیا ہے۔

4357 - حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ الْقَاسِمِ هَذِهِ الْقِصَّةُ قَالَ: فَلَمْ يَنْزِلْ حَتَّى طُرِبَ عَنْقُهُ وَمَا اسْتِثْنَاءُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اس وقت تک سواری سے نیچے نہیں اترے، جب تک اس شخص کی گردن نہیں اڑ دی گئی، انہوں نے اس شخص سے توبہ بھی نہیں کروائی۔

4358 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ النَّخَوِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ بْنُ أَبِي سَرْجٍ يَكْتُمُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَزَلَّهُ الشَّيْطَانُ فَلَحِقَ بِالْكَفَّارِ، فَأَمَرَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْتَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَاسْتَجَارَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَأَجَارَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

❦❦ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن سعد بن ابوسرح نبی اکرم ﷺ کے لیے کتابت کرتا تھا، شیطان نے اسے بہکایا، تو وہ کفار کے ساتھ جا کر مل گیا، فتح مکہ کے دن نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے امان کی درخواست کی، تو نبی اکرم ﷺ نے اسے امان دے دی۔

4359- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا أَشْبَاهُ بْنُ نَضْرٍ، قَالَ: رَزَعَهُ السُّدِّيُّ، عَنْ مُضْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ، اخْتَبَأَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي نَزْرٍ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَجَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بَايِعْ عِنْدَ اللَّهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَتَنَظَّرَ إِلَيْهِ فَلَا تَأْ، كُلُّ ذَلِكَ يَأْتِي، فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: أَمَّا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هَذَا حَتَّى رَأَى كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ، فَيَقْتُلُهُ، فَقَالُوا: مَا نَنْدِرِي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا فِي نَفْسِكَ، أَلَا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْتِكَ؟ قَالَ: إِنَّهُ لَا يَنْتَبِعِي لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُونَ لَهُ خَائِنَةٌ الْأَعْيُنُ

❦❦ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے دن عبداللہ بن سعد، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس چھپ گیا وہ اسے لے کر آئے اور نبی اکرم ﷺ کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا، انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! عبداللہ سے بیعت لے لیجئے (یعنی اسلام کی بیعت لے لیجئے) نبی اکرم ﷺ نے سراٹھا کر تین مرتبہ اس کی طرف دیکھا، ہر مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی درخواست پر عمل نہیں کیا، تین مرتبہ کے بعد آپ ﷺ نے اس سے بیعت لے لی، پھر آپ ﷺ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تمہارے درمیان کوئی سمجھ دار آدمی نہیں تھا جب میں نے اس سے بیعت لینے سے ہاتھ روک لیا تھا، تو وہ اٹھ کر اس کی طرف جاتا اور اسے قتل کر دیتا؟ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمیں اندازہ نہیں ہوسکا کہ آپ ﷺ کے ذہن میں کیا ہے؟ اگر آپ ﷺ آنکھ کے ذریعے ہماری طرف اشارہ کر دیتے (تو ہم اس پر عمل کر لیتے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی نبی کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ اس کی آنکھ خیانت کرنے والی ہو۔

4360- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا أَبَقِيَ الْعَبْدُ إِلَى الْبَيْتِ، فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ

❦❦ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جب کوئی غلام مفرور ہو کر مشرکین کے علاقے کی طرف چلا جائے، تو اس کا خون حلال ہو جاتا ہے“

4360- حدیث صحیح، و هذا إسناد مختلف في وقفه و رفعه على أبي إسحاق - وهو عمرو بن عبد الله الشيباني - لكن لا يضر وقف من وقفه، لأنه ثبت مرفوعاً من غير طريق أبي إسحاق السبيعي، ولأنه في حكم المرفوع. وأخرجه النسائي في "الكبرى" (3501) عن قتيبة بن سعيد، بهذا الإسناد. وأخرجه النسائي (3502) من طريق القاسم بن يزيد، عن إسرائيل بن يونس السبيعي، عن جده، به. وخالف القاسم خالد بن عبد الرحمن وأحمد بن خالد الوهبي عند النسائي (3503) و (3504) فروياه عن إسرائيل، عن جده، موقوفاً. وأخرجه مرفوعاً مسلم (69) من طريق داود بن أبي هند والنسائي (3498) من طريق منصور بن المعتمر، ومسلم (70)، والنسائي (3499) من طريق جرير بن عبد الحميد.

بَابُ الْحُكْمِ فِي مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: جو شخص نبی اکرم ﷺ کی گستاخی کرے اس کا حکم

4361- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ مُوسَى الْحُتْلِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَنِيُّ، عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عُثْمَانَ الشَّعَامِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ أَعْمَى كَانَتْ لَهُ أُمٌّ وَلَدِ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَقَعُ فِيهِ، فَيَنْهَاهَا، فَلَا تَنْتَهِي، وَيَرْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، قَالَ: فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ، جَعَلَتْ تُقَعُّ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَشْتُمُهُ، فَأَخَذَ الْبَغُولُ قَوْضَعَهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا، فَوَقَعَ بَيْنَ رِجْلَيْهَا طِفْلٌ، فَلَطَخَتْ مَا هُنَاكَ بِالدَّمِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَمَعَ النَّاسُ فَقَالَ: أَنْشُدُ اللَّهَ رَجُلًا فَعَلَّ مَا فَعَلَ لِي عَلَيْهِ حَتَّى إِلَّا قَامَ، فَقَامَ الْأَعْمَى يَتَخَضَّلُ النَّاسَ وَهُوَ يَتَزَلُّزَلُ حَتَّى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا صَاحِبُهَا، كَانَتْ تَشْتُمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي، وَأَرْجُرُهَا، فَلَا تَنْزَجِرُ، وَلِي مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ اللَّؤْلُؤَيْنِ، وَكَانَتْ بِي رَفِيقَةً فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتُمُكَ، وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَخَذْتُ الْبَغُولَ قَوْضَعَهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آلا أَشْهَدُوكَ أَنَّ دَمَهَا هَذِهِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک نابینا شخص تھا، جس کی ایک ام ولد تھی، وہ نبی اکرم ﷺ کو برا کہتی تھی اور آپ کی شان میں گستاخی کرتی تھی، وہ شخص اسے روکتا تھا، لیکن وہ عورت باز نہیں آتی تھی، وہ شخص اسے ڈانٹتا تھا، لیکن وہ عورت پھر بھی باز نہیں آتی تھی، ایک رات اس نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخانہ گفتگو شروع کی، آپ ﷺ کو برا کہنا شروع کیا، تو اس نابینا نے ایک برچھالے کر اس عورت کے پیٹ پر رکھا اور اس پر وزن ڈال کر اس عورت کو قتل کر دیا، اس عورت کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ایک بچہ گرا، تو وہاں اتنا خون تھا کہ وہ اس میں لت پت ہو گیا، اگلے دن نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس صورت حال کا ذکر کیا گیا، لوگ اکٹھے ہو گئے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میں اس شخص کو اللہ کا واسطہ دے کر یہ کہتا ہوں کہ خواہ وہ جو شخص بھی ہے، جس نے یہ کیا ہے، اگر میرا اس پر کوئی حق ہے تو وہ ختم ہو جائے، راوی کہتے ہیں: تو وہ دیہاتی لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا وہ لڑکھڑاہا تھا وہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اس عورت کا قاتل ہوں، وہ آپ ﷺ کو برا کہتی تھی اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی میں اسے منع کرتا تھا لیکن وہ رکتی نہیں تھی، میں اسے ڈانٹتا تھا وہ باز نہیں آتی تھی، میرے اس سے دو بچے بھی ہیں، جو موتیوں کی طرح ہیں، اس کا میرے ساتھ بڑا اچھا تعلق تھا، گزشتہ رات اس نے آپ ﷺ کو برا کہنا شروع کیا اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی، تو میں نے برچھالے کر اسے اس کے پیٹ پر رکھا اور اس پر وزن ڈال کر اسے قتل کر دیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

خبردار! تم لوگ گواہ ہو جاؤ، اس عورت کا خون رائیگاں ہے۔

4362. حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَرَّاجِ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقْعُ فِيهِ، فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ فَأَبْطَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی عورت نبی اکرم ﷺ کو برا کہتی تھی اور آپ ﷺ کی شان میں منافی کرتی تھی، ایک شخص نے اس کا گلہ کھونٹ دیا، یہاں تک کہ وہ مر گئی تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔

4363. حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يُوسُفَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنِ الشَّيْبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَنُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْجٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَتَغَيَّظَ عَلَيَّ رَجُلٌ، فَأَشْتَدَّ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: تَأْذِنُ لِي يَا خَلِيفَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قَالَ: فَأَذْهَبْتُ كَلِمَتِي غَضَبُهُ، فَقَامَ: فَدَخَلَ، فَأَرْسَلَ إِلَيَّ، فَقَالَ: مَا الَّذِي قُلْتَ أَيْفَا، قُلْتُ: الَّذِي لِي أَضْرِبُ عُنُقَهُ، قَالَ: أَكُنْتُ فَأَعْلَا لَوْ أَمَرْتُكَ، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: لَا وَاللَّهِ مَا كَانَتْ لِبَشَرٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا لَفْظُ يَزِيدَ، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: أَمَّا لَمْ يَكُنْ لِأَبِي بَكْرٍ أَنْ يَقْتُلَ رَجُلًا إِلَّا بِإِخْدَى الْفَلَاحِ أَلَيْسَ قَالَتْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُفِّرَ بَعْدَ إِيْمَانٍ، أَوْ رَقَابَةً إِخْصَانٍ، أَوْ قَتْلَ نَفْسٍ بَغْيًا نَفْسٍ، وَكَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْتُلَ

ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا، انہیں ایک شخص پر غصہ آیا، انہوں نے اس پر سخت مار مار مار کا اظہار کیا، تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! آپ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دیتا ہوں، وہی کہتے ہیں: میری بات پر ان کا غصہ ختم ہو گیا، وہ کھڑے ہوئے گھبرا کے اندر تشریف لے گئے، انہوں نے مجھے پیغام بھجوایا اور فرمایا: انجی تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: آپ مجھ اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دیتا ہوں، انہوں نے دریافت کیا: اگر میں تمہیں ہدایت کرتا تو کیا تم نے ایسا کر لیتا تھا؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! انہوں نے فرمایا: نہیں! اللہ کی قسم! حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی انسان کے لیے (یہ درست) نہیں ہے۔

ابو داؤد، ترمذی، تہذیب، روایت کے یہ الفاظ یزید کے نقل کردہ ہیں۔

ابو احمد بن حنبل بیان کرتے ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ کسی شخص کو قتل کریں، سوائے تین میں سے کسی ایک صورت کے جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”انسان کے بعد انفر اختیار کرتا، شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرنا، یا پھر جان کے بدلے میں جان“

نبی اکرم ﷺ کو اس بارے میں حق حاصل تھا کہ آپ کسی کو قتل کروادیں۔

گستاخ رسول ﷺ کی سزا کا بیان

علامہ ابن عابدین حنفی شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام محمد بن سحنون کی روایت ہے۔ تمام علماء کا اس پر اجماع ہے حضور ﷺ کو گالی دینے والا آپ کی شان میں کمی کرنے والا کافر ہے اور تمام امت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک امام جس کا نام عبداللہ بن نواحہ تھا۔ قرآن کی آیات کا مذاق اڑایا اور منافقین کے رد و بدل سے یہ الفاظ کہے، قسم ہے آنا پینے والی عورتوں کی جو اچھی طرح گوند متی ہیں پھر روٹی پکاتی ہیں پھر شید بناتی ہیں پھر خوب لقمے لیتی ہیں اس پر حضرت نے اسے قتل کا حکم سنایا اور لمحہ بھر بھی تاخیر نہیں فرمائی۔

(مصنف ابن ابی شہ، کتاب الجہاد)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے تاریخی الفاظ ملاحظہ ہوں۔ جو شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کرے، اس کا خون حلال اور مباح ہے (کتاب الخفاء)

اس جملے کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس کے لئے عدالتی کارروائی ہو تو فیہا ورنہ پورا معاشرہ سستی اور کوتاہی پر مجرم ہوگا۔ ان ہی خیالات کا اظہار بارہا پنجاب ہائی کورٹ کے معزز جج میاں نذیر اختر فرما چکے ہیں۔ اب سنیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ نے ایک موقع پر شامین دین و رسول کو قتل کرنے کے بعد جلا دینے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ روایت بھی بخاری کی ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میرے والد گرامی کہتے تھے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کسی نبی کو سب کرے اسے قتل کر دو اور جو کسی صحابی کو برا بھلا کہے اسے کوڑے مارو۔ (المجمیع للطبرانی، باب الامین)

الاشباہ والنظائر میں ہے۔ کافر اگر توبہ کرنے تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے لیکن اس کافر کی توبہ قبول نہیں جو نبی کریم ﷺ کے حضور گستاخیاں کرتا ہے۔ نسائی شریف کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب کیا۔ آپ کے ایک عقیدت مند نے اجازت چاہی کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حق صرف حضرت محمد ﷺ کا ہے کہ انہیں (جو اس کرنے والے کو) قتل کر دیا جائے۔ (سنن نسائی، کتاب تحریم الدم، حدیث (4077))

ابن ماجہ نے روایت کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک مرتد کو قتل کی سزا دی۔ اس پر فتح القدیر کا مولف لکھتا ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کے خلاف غلیظ زبان استعمال کرے اس کی گردن اڑادی جائے۔ (فتح القدیر، کتاب السیر)

حدیث عبدالرزاق روایت فرماتے ہیں: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کچھ مرتدوں کو آگ میں جلا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے ابوبکر! آپ نے خالد کو کھلا چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اللہ کی تلواریں کو نیام میں نہیں ڈال سکتا (مصنف عبدالرزاق، کتاب الجہاد، حدیث (9470))

حضور انور ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو شہر نور میں ایک بوڑھا جس کی عمر ایک سو بیس سال تھی اور نام اس کا ابوعفک

تھا۔ اس نے انتہائی دشمنی کا اظہار کیا۔ لوگوں کو وہ حضور ﷺ کے خلاف بھڑکاتا، نظمیں لکھتا جن میں اپنی بد باطنی کا اظہار کرتا۔ جب حارث بن سويد کو موت کی سزا سنائی گئی تو اس ملعون نے ایک نظم لکھی جس میں حضور ﷺ کو گالیاں بکسیں۔ حضور ﷺ نے جب اس کی گستاخیاں سنیں تو فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اس غلیظ اور بد کردار آدمی کو ختم کر دے۔

سالم بن عمیر نے اپنی خدمات پیش کیں۔ وہ ابو عصفک کے پاس گئے دریاں حالیکہ وہ سو رہا تھا۔ سالم نے اس کے جگر میں تلواریں زور سے کھودی۔ ابو عصفک چیخا اور آنجہانی ہو گیا۔ (کتاب المغازی للواقدي، ص 163/1)

حویث بن نقید رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتا۔ ایک بار حضرت عباس مکہ سے مدینہ جا رہے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام مکتوم رضی اللہ عنہا مدینہ جانے کے لئے ان کے ساتھ نکلیں۔ ظالم حویث نے سواری کو اس طرح ایڑھ لگائی کہ دونوں شہزادیاں سواری سے گر گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے موت کی سزا سنائی۔ فتح مکہ کے موقع پر حویث نے خود کو ایک مکان میں بند کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے تلاش کر لیا اور اپنے آقا ﷺ کے حکم پر اسے قتل کر دیا۔

(کتاب المغازی للواقدي، 281/2)

بخاری شریف کی روایت ہے۔ معاویہ بن مغیرہ نامی ایک گستاخ کو رسول اللہ ﷺ نے گرفتار کر دیا اور فرمایا ایک سچا مسلمان ایک ہی سانپ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا، اے معاویہ بن مغیرہ! تم اب کسی صورت میں بھی واپس نہیں جاسکتے۔ پھر فرمایا اے زبیر! اے عاصم! اس کا سر قلم کر دو۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے اور یہ حنفی فقہ کی معروف کتاب ہے۔ جب کوئی شخص حضور ﷺ یا انبیاء میں سے کسی بھی نبی کی توہین کرے اس کی شرعی سزا قتل ہے اور اس کی توبہ یقیناً قبول نہیں ہوگی۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ منسوب کسی چیز میں عیب نکالنے والا شخص کافر ہے۔ جبکہ الاشباہ کے مصنف نے فرمایا اور وہ واجب القتل ہوگا۔ جس طرح کسی شخص نے حضور ﷺ کے بال مبارک کے بارے میں (بطور اہانت) تصغیر کا صیغہ استعمال کر کے تنقیص کی۔ (فتاویٰ قاضی خان، کتاب السیر، 574/3)

علامہ حصاص رازی لکھتے ہیں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا جو شخص حضور ﷺ کی ذات پاک کے خلاف بے ادبی کی جسارت کرے وہ مرتد ہے اور قتل کا مستحق ہے۔ (احکام القرآن للرازی، سورہ توبہ، 128/3)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ جو شخص کہے حضور ﷺ کی چادر یا ٹخن میل کچلا ہے اور اس قول سے مقصود عیب لگانا ہو، اس شخص کو قتل کر دیا جائے گا۔

علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے کسی شخص کے علم کو حضور ﷺ کے علم سے زیادہ جانا اس نے توہین کی۔ اس لئے وہ واجب القتل ٹھہرا۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں یمن کے گورنر مہاجر بن امیہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی وہاں ایک عورت مرتد ہوئی۔ اس نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی والا گیت گایا۔ گورنر نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور سامنے والے دو دانت توڑ دیئے۔

کائنات المخلوقات

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا۔ اگر تو لیصلہ کر کے عمل نہ کرا چکا ہوتا تو میں اس عورت کے قتل پر سزا کا عذر صادر کرتا۔ کیونکہ نبیوں کے گستاخ قابل معافی نہیں ہوتے۔

گستاخی میں جہالت کے عدم اعتبار کا بیان

علامہ عبد الرحمن الجزیری فرماتے ہیں۔ اور اسی کی مانند وہ شخص ہے جو کسی ایسے نبی کو گالی دے جس کی نبوت پر تمام امت کا اجماع ہو؛ اس کو بغیر توبہ کا کہے قتل کیا جائے گا، اور اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ اگر اس نے توبہ کر بھی لی تو تب بھی نبی کو گالی دینے کی حد میں اسے قتل کیا جائے گا؛ اور اس مسئلہ میں اس کی جہالت کا عذر معتبر نہیں ہوگا؛ کیوں کہ کفر میں کسی کی جہالت معتبر نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس کے نشہ میں مست ہونے کا؛ عقل توازن کے کھو جانے کا، اور غضبناک ہونے کا عذر مانا جائے گا، بلکہ اسے ہر حال میں قتل کیا جائے گا۔ (مفہم اہل مذاہب اربعہ، ۱۹۹/۵)

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا قتل میں مذاہب اربعہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کی سزا یہی ہے کہ وہ واجب القتل ہے۔ اس کی توبہ قبول نہیں، چاروں مذاہب میں یہی ہے۔ علامہ زین الدین ابن نجیم البحر الرائق میں ارشاد فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کرنے والے کی سزا قتل ہے۔ اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دل میں بغض رکھا وہ مرتد ہو گیا، اور شاتم رسول تو اس سے بھی بدتر ہے، ہمارے نزدیک وہ واجب القتل ہے؛ اور اس کی توبہ سے سزائے موت موقوف نہیں ہوگی۔ یہ مذہب اہل کوفہ اور امام مالک کا بھی ہے۔ اور یہ حکم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ علماء نے یہاں تک فرمایا کہ گال دینے والے نشے میں ہو تب بھی قتل کیا جائے گا اور معاف نہیں ہوگا۔ (فتح اللہ شرح الہدایہ، کتاب الردۃ)

علامہ خیر الدین رطبی حنفی فتاویٰ بزازیہ میں لکھتے ہیں: شاتم رسول کو بہر طور حد اُقتل کرنا ضروری ہے۔ اس کی توبہ بالکل قبول نہیں کی جائے گی، خواہ یہ توبہ گرفت کے بعد ہو یا اپنے طور پر تائب ہو جائے کیونکہ ایسا شخص زندیق کی طرح ہوتا ہے، جس کی توبہ قابل تسبب ہی نہیں اور اس میں کسی مسلمان کے اختلاف کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس جرم کا تعلق حقوق العباد سے ہے، یہ صرف توبہ سے ساقط نہیں ہو سکتا، جس طرح دیگر حقوق (چوری، زنا) توبہ سے ساقط نہیں ہوتے اور جس طرح حد تہمت توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔ یہی سیدنا ابو بکر علیہ الرحمہ، امام اعظم علیہ الرحمہ، اہل کوفہ اور امام مالک علیہ الرحمہ کا مذہب ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ دارالافتاء)

امام ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ امت کی رائے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ گستاخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل واجب ہے اور امام مالک علیہ الرحمہ، امام ابویوسف علیہ الرحمہ، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ، امام اسحاق علیہ الرحمہ اور امام شافعی علیہ الرحمہ حتیٰ کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان تمام کا مسلک یہی ہے کہ اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ (فتاویٰ شامی) علامہ ہر بنی کی اپنی کتاب خلاصہ الفتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ محیط میں ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گال دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی اہانت کرے، آپ کے دینی معاملات یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں سے کسی وصف کے بارے میں عیب جوئی کرے چاہے گالی دینے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہو خواہ اہل کتاب وغیرہ میں سے ہو ذی یا حربی، خواہ یہ گالی اہانت اور عیب جوئی جان بوجھ کر ہو یا سہواً اور غفلت کی بناء پر نیز سنجیدگی کے ساتھ ہو یا مذاق سے، ہر صورت میں ہمیشہ کے لئے یہ شخص کافر ہوگا اس طرح کہ اگر توبہ کرے گا تو بھی اس کی توبہ نہ عند اللہ مقبول ہے اور نہ عند الناس اور تمام متقدمین اور تمام متاخرین و مجتہدین کے نزدیک شریعت مطہرہ میں اس کی قطعی سزا قتل ہے۔ حاکم اور اس کے نائب پر لازم ہے کہ وہ ایسے شخص کے قتل کے بارے میں ذرا سی نرمی سے بھی کام نہ لے۔ (خلاصہ الفتاویٰ)

علامہ خطابی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے بدگو کے قتل کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو اور اگر یہ بدگوئی اللہ تعالیٰ کی شان میں ہو تو ایسے شخص کی توبہ سے اس کا قتل معاف ہو جائے گا۔ (فتح القدیر)

علامہ بزاز علیہ الرحمہ نے اس کی علت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور حق العباد توبہ سے معاف نہیں ہوتا جس طرح تمام حقوق العباد اور جیسا کہ حد قذف (تہمت کی سزا) توبہ سے ختم نہیں ہوتی۔ بزاز علیہ الرحمہ نے اس کی بھی تصریح کی ہے کہ انبیاء میں سے کسی ایک کو برا کہنے کا یہی حکم ہے۔

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام مالک علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابن قاسم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام مالک علیہ الرحمہ سے مصر سے ایک فتویٰ طلب کیا گیا، جس میں میرے فتویٰ کے بارے میں، جس میں کہ میں نے شاتم رسول علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا تھا، تصدیق چاہی گئی تھی۔ اس فتویٰ کے جواب میں امام مالک علیہ الرحمہ نے مجھ ہی کو اس فتویٰ کا جواب لکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں نے یہ جواب لکھا کہ ایسے شخص کو عبرتناک سزا دی جائے اور اس کی گردن اڑادی جائے۔ یہ کلمات کہہ کر میں نے امام مالک علیہ الرحمہ سے عرض کی کہ اے ابو عبد اللہ! (کنیت امام مالک علیہ الرحمہ) اگر اجازت ہو تو یہ بھی لکھ دیا جائے کہ قتل کے بعد اس لاش کو جلادیا جائے۔ یہ سن کر امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا، یقیناً وہ گستاخ اسی بات کا مستحق ہے اور یہ سزا اس کے لیے مناسب ہے۔ چنانچہ یہ کلمات میں نے امام موصوف کے سامنے ان کی ایماء پر لکھ دیے اور اس سلسلے میں امام صاحب نے کسی مخالفت کا اظہار نہ کیا۔ چنانچہ یہ کلمات لکھ کر میں نے فتویٰ روانہ کر دیا اور اس فتویٰ کی روشنی میں اس گستاخ کو قتل کر کے اس کی لاش کو جلادیا گیا۔ (الافتاء)

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں ابن کثانہ کا حکام کا فتویٰ

مضبوط میں ابن کثانہ علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی یہودی یا نصرانی بارگاہ رسالت میں گستاخی کا مرتکب ہو تو میں حاکم وقت کو مشورہ دیتا ہوں اور ہدایت کرتا ہوں کہ ایسے گستاخ کو قتل کر کے اس کی لاش کو پھونک دیا جائے یا براہ راست آگ میں جھونک دیا جائے۔ (الافتاء، ج ۱، از قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ)

حکم قتل پر علمائے مالکیہ کی دلیل کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ اور تمام اہل مدینہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم ذمی نبی اکرم ﷺ کو سب و شتم کرے اور

تو بین رسالت کا مرتکب ہو تو اسے بھی قتل کیا جائے گا۔ اگر گالی دینے والا ذاتی ہو تو اسے بھی امام مالک اور اہل مدینہ کے مذہب میں قتل کیا جائے گا۔ علامہ ابن حنون سے یہ بھی نقل کیا ہے۔

اگر گالی دینے والا مسلمان ہے تو کافر ہو جائے گا، اور بلا اختلاف اس کو قتل کر دیا جائے گا، اور یہ آئمہ اربعہ وغیرہ کا مذہب ہے۔ (الصارم المسلول ص ۵)

امام ابو عبیدہ القاسم بن سلام فرماتے ہیں۔ کہ جس نے نبی ﷺ کی ذات میں کیے گئے ہجو کے ابیات میں سے ایک سطر بھی حفظ کی، اس انسان نے کفر کیا۔ اور بعض سلف نے کہا ہے کہ: جو انسان نبی کریم ﷺ کی ہجو کی روایات نقل کرتا ہو اس سے حدیث لینا بالاجماع حرام ہے۔ (شفاء المصابع، اتمام القرآن ۸۶/۳)

علامہ احمد بن وردیر مالکی علیہ الرحمہ اقرب المسالک کی شرح الصغیر میں لکھتے ہیں: من سب نبیا مجمعا علی نبوتہ، او عرض بسب نبی، بان قال عند ذکرہ، اما انا فلست بزنا او سارق فقد کفر. و کذا ان الحق بنی نقصاً، ون جس نے کسی ایسے نبی کو گالی دی جس کی نبوت پر سب کا اتفاق ہے یا اس کام کیا جو گالی سے مشابہ ہے (یعنی غیب نکالا) اس طرح کہ اس کے تذکرہ کے وقت کہا: اے پر میں نہ ہی زانی ہوں اور نہ ہی چور ہوں۔ اس سے وہ کافر ہو جائے گا۔ اور ایسے ہی اگر اس نے کسی نبی پر کوئی نقص (کو تا ہی) لگایا: (مثلاً اس نے کہا بیشک اس کے بدن میں ٹکڑا پن ہے یا شل ہے یا ان کے علم وافر ہونے پر نقص لگایا) (اس سے بھی وہ کافر ہو جائے گا) اس لیے کہ ہر نبی اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم ہوتا ہے اور ان کا سردار اور تمام مخلوق سے بڑھ کر عالم ہوتا ہے۔ (شرح الصغیر ۱۳۴/۳)

قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علمائے مالکیہ نے ایسے گستاخ ذی کے قتل کے حکم پر قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کیا ہے: اور اگر وہ اپنی قسموں کو توڑیں اور عہد شکنی کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے بارے میں بدگوئیاں کریں، تو ان کفر کے سرغٹوں سے لڑو۔ (التوبہ)

اس آیت قرآنی کے علاوہ علمائے مالکیہ نے سرکارِ دو عالم کے عمل سے بھی استدلال کیا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن اشرف کو اس کی گستاخیوں کی سبب سے قتل کروایا تھا۔ اس گستاخ کے علاوہ اور دوسرے گستاخ بھی تعمیل حکم نبوی میں قتل کیے گئے تھے۔ (الافتاء)

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جو شخص بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا دین یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نجات میں نقص و عیب نکالے یا اسے ایسا شبہ لاحق ہو، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیقِ شان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عداوت اور نقص و عیب کا پہلو نکلتا ہو، وہ دشنام دہندہ ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والے کا ہے اور وہ یہ کہ اسے قتل کیا جائے۔ اس مسئلہ کی کسی شاخ کو نہ مستثنیٰ کیا جائے اور نہ اس میں شک و شبہ روا رکھا جائے خواہ گالی صراحتاً دی جائے یا اشارۃً۔ وہ شخص بھی اسی طرح ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

پر لعنت کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانا چاہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بددعا کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق نہ ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی چیز کے بارے میں رکب، بے ہودہ اور جھوٹی بات کرے یا جن مصائب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو چار ہوئے ان کی سبب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب لگائے یا بعض بشری عوارض کی سبب سے، جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو چار ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کی شان کرے، اس بات پر تمام علماء اور ائمہ الفتویٰ کا عہد صحابہ سے لے کر اگلے تاریخی ادوار تک اجماع چلا آ رہا ہے۔ (امام ہاسلر)

امام قرطبی علیہ الرحمہ اپنی مشہور تفسیر میں لکھتے ہیں: مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں کہا کہ کعب بن اشرف کو بد عہدی کر کے قتل کیا گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کہنے والے کی گردن مار دی جائے۔ (کیونکہ کعب بن اشرف کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں تھا بلکہ وہ مسلسل بدگوئی اور ایذا رسانی کی سبب سے مباح الدم بن گیا تھا)۔

اسی طرح کا جملہ ایک اور شخص ابن یامین کے منہ سے نکلا تو کعب بن اشرف کو مارنے والے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کی مجلس میں یہ بات کہی جا رہی ہے اور آپ خاموش ہیں۔ خدا کی قسم! اب آپ کے پاس کسی عمارت کی چھت تلے نہ آؤں گا اور اگر مجھے یہ شخص باہر مل گیا تو اسے قتل کر ڈالوں گا۔ علماء نے فرمایا ایسے شخص سے توبہ کے لیے بھی نہ کہا جائے گا بلکہ قتل کر دیا جائے گا جو نبی کی طرف بد عہدی کو منسوب کرے۔ یہی وہ بات ہے، جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن مسلمہ علیہ الرحمہ نے سمجھا، اس لیے کہ یہ تو زندہ ہے۔ (تفسیر قرطبی)

اسلام (کافر ساب) کے قتل کو ساقط نہ کرے گا۔ کیونکہ یہ قتل نبی علیہ السلام کے حق کی سبب سے واجب ہو چکا ہے، کیونکہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے عزتی کی ہے، آپ پر نقص و عیب لگانے کا ارادہ کیا ہے، اس لیے اسلام لانے کی سبب سے بھی اس کا قتل معاف نہ ہوگا اور نہ یہ کافر مسلمان سے بہتر ہوگا، بلکہ بدگوئی کی سبب سے باوجود توبہ کے دونوں کو چاہے کافر ہو یا مسلم قتل کر دیا جائے گا۔ (تفسیر قرطبی)

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام شافعی علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابوبکر فارسی لکھتے ہیں۔ کہ قاضی شوکانی نے آئمہ و فقہاء شافعیہ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: آئمہ شافعیہ میں سے ابوبکر فارسی نے کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جس نے نبی علیہ السلام کو گالی دی اور صریحاً قذف و تہمت لگائی وہ تمام علماء کے اتفاق سے کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ توبہ کر لے تو اس سے سزائے قتل زائل نہیں ہوگی کیونکہ اس کے نبی ﷺ پر تہمت لگانے کی سزا قتل ہے اور تہمت کی سزا توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی۔ (نیل الاوطار ۴/۲۱۳)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: نبی علیہ السلام پر طعن کرنے کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ پر عیب لگایا اور تنقیص و تحقیر کی اور اسی سے نبی علیہ السلام کو گالی دینے والے کے قتل کی سزا اخذ کی گئی ہے۔ اسی طرح جس نے دین اسلام میں طعن کیا اور اسے تحقیر و تنقیص کے ساتھ ذکر کیا اس کی سزا بھی قتل ہے۔ (ابن کثیر ۲/۴۲۷)

علامہ شربینی شافعی علیہ الرحمہ معنی المحتاج میں لکھتے ہیں: جو کسی رسول کی تکذیب کرے یا اسے گالی دے یا ان کی ذات میں یا

نام میں حقارت آمیز رویہ رکھے ہو وہ کافر ہو جائے گا۔ (علی الحجاب ۱/۱۳۹)

بقی آئمہ و فقہاء شافعیہ کی رائے کے بارے میں ابن تیمیہ لکھتے ہیں: مسائل اختلافیہ پر مشتمل کتب میں جس رائے کی پیروی نصرت کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کو گالی دینا عہد و معاہدہ کو توڑ دیتا ہے اور یہ فعل اس کے قتل کو واجب کر دیتا ہے: اس رائے پر امام شافعی سے ذکر کیا ہے۔ (توہین رسالت کی شری سزا ۱۷۰)

علامہ ابو بکر فارسی لکھتے ہیں کہ قاضی شوکانی نے آئمہ و فقہاء شافعیہ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: آئمہ شافعیہ میں سے ابو جعفر فارسی نے کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جس نے نبی علیہ السلام کو گالی دی اور صریحاً کفر و تمہت لگائی وہ تمام علماء سے اتفاق سے کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ توبہ کر لے تو اس سے سزائے قتل زائل نہیں ہوگی کیوں کہ اس نے نبی علیہ السلام پر تمہت لگانے کی سزا قتل ہے اور تمہت کی سزا توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی۔ (میل ۱۱۱۱ طار ۷۳ ۲۱۳)

امام شافعی علیہ الرحمہ سے صراحتاً منقول ہے کہ نبی کریم اکو گالی دینے سے عہد ٹوٹ جاتا ہے اور ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہیے۔ ابن المنذر، الخطابی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے ان سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ اپنی کتاب الام میں فرماتے ہیں: جب حاکم وقت جزیرہ کا عہد نامہ لکھتا چاہے تو اس میں مشروط کا ذکر کرے۔ عہد نامے میں تحریر کیا جائے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا کتاب اللہ یا دین اسلام کا تذکرہ نازیبا لفاظ میں کرے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری اٹھ جائے گی، جو امان اس کو دی گئی تھی، ختم ہو جائے گی اور اس کا خون اور مال امیر المومنین کے لیے اس طرح مباح ہو جائے گا جس طرح حربی کافروں کے اموال اور خون مباح ہیں۔ (اسلام اسلول)

امام محمد علیہ الرحمہ بن سخون بھی اجماع نقل کرتے ہیں۔ اس بات پر علماء کا اجماع منعقد ہوا ہے کہ نبی کریم اکو گالی دینے والا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اس کے بارے میں عذابِ خداوندی کی وعید آئی ہے۔ امت کے نزدیک اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے اور جو شخص اس کے کفر اور اس کی سزا میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(در مختار، نسیم الریاض، شرح الشفاء)

صحیح بخاری کے مشہور شارح جلیل القدر محدث ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب فتح الباری میں لکھتے ہیں: ابن المنذر نے اس بات پر علماء کا اتفاق نقل کیا کہ جو نبی اکو گالی دے، اسے قتل کرنا واجب ہے۔ آئمہ شوافع کے معروف امام ابو بکر القاسمی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کو تمہت کے ساتھ برا کہے، اس کے کافر ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے، وہ توبہ کرے تو بھی اس کا قتل ختم نہ ہوگا کیونکہ قتل اس کے تمہت لگانے کی سزا ہے اور تمہت کی سزا توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب المغنی میں کہا ہے۔ بیشک جو کوئی نبی کریم ﷺ کی والدہ پر بہتان لگائے اسے قتل کیا جائے گا اگرچہ وہ توبہ ہی کیوں نہ کر لے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ بس اگر وہ اخلاص کے ساتھ توبہ کرے گا تو اس کی توبہ اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوگی۔ اور اس توبہ کی سبب سے اس سے حد ساقط نہیں ہوگی۔ مزید برآں وہ لکھتے ہیں: "اور آپ

مذہب پر بہتان تراشی کرنا اس کا وہی حکم ہے جو آپ کی والدہ پر بہتان تراشی کا ہے۔ بیشک آپ ﷺ کی والدہ پر بہتان کی سزا قتل اس لیے ہے کہ اصل میں یہ نبی کریم ﷺ پر بہتان تراشی ہے؛ اور آپ ﷺ کے نسب میں طعن ہے۔ (المغنی ۱۲/۵۱۲)

علامہ خرقی حنبلی علیہ الرحمہ کہتے ہیں۔ جو کوئی نبی کریم ﷺ پر بہتان تراشی کرے، اسے قتل کیا جائے گا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ (کافی: ۱۵۹۳)

علامہ ابن عقیل حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی نبی کو گالی دے تو اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اس لیے کہ یہ آدمی کا حق ہے جو ساقط نہیں ہوتا۔ (لوامع الوارد البھیۃ ۱/۳۹)

جو شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے، خواہ وہ مسلم ہو یا کافر، تو وہ واجب القتل ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں: ہر آدمی جو ایسی بات کرے جس سے اللہ تعالیٰ کی تنقیص شان کا پہلو نکلتا ہو، وہ واجب القتل ہے؛ خواہ مسلم ہو یا کافر، یہ اہل مدینہ کا مذہب ہے۔ ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف گالی کا اشارہ کرنا ارتداد ہے، جو موجب قتل ہے۔ یہ اسی طرح جس طرح صراحتاً گالی دی جائے۔

ابوطالب سے مروی ہے کہ امام احمد علیہ الرحمہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہو۔ فرمایا: اسے قتل کیا جائے، کیونکہ اس نے رسول کریم کو گالیاں دے کر اپنا عہد توڑ دیا۔

حرب علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد علیہ الرحمہ سے ایک ذی کے بارے میں سوال کیا کہ جس نے رسول کریم کو گالی دی تھی۔ آپ نے جواب دیا کہ اسے قتل کیا جائے۔

امام احمد علیہ الرحمہ نے جملہ اقوال میں ایسے شخص کے واجب القتل ہونے کی تصریح ہے، اس لیے کہ اس نے عہد شکنی کا ارتکاب کیا۔ اس مسئلہ میں ان سے کوئی اختلاف منقول نہیں۔ (مستدرک)

خلاصہ یہ ہے کہ رسول کریم کو گالی دینے والے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کے کفر اور اس کے مستحق قتل ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ چاروں ائمہ (امام اعظم علیہ الرحمہ، امام مالک علیہ الرحمہ، امام شافعی علیہ الرحمہ، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ) سے یہی منقول ہے۔ (نہائی ثانی)

ائمہ اربعہ کی تصریحات کے بعد چاروں مذاہب کے جید اور محقق علمائے کرام نے اس خاص مسئلہ پر چار اصول کتب تصنیف فرما کر اتمام حجت کر دیا ہے اور ان میں گستاخ رسول کی سزا اپنے اپنے زاویہ نظر سے حد اقل قرار دی گئی ہے۔

گستاخان رسول ﷺ کا انجام واقعات کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایسی رفعتیں اور ایسی بلندیاں عطا فرمادی ہیں کہ آپ ﷺ کی عظمت کا سورج ہمیشہ کے لیے نصف النہار ہو گیا۔ ان بلندیوں تک پہنچنا تو دور کی بات ان کی حقیقت اور کنہ کی معرفت بھی انسانی دسترس سے باہر ہے۔ ”ورفعنا لک ذکرك“ کا مژدہ سنا کر جہاں آپ ﷺ کی شان اقدس کو اوج شریہ پر

پہنچایا گیا وہیں اس شان و عظمت کی حفاظت کا ایسا بندوبست فرمایا گیا کہ جس بد بخت نے جب بھی اس کی طرف اپنا ناپاک ہاتھ بڑھانے کی کوشش کی قدرت نے اس کو قیامت تک کے لئے رسوائے زمانہ بنا کر نشان عبرت بنا دیا۔ آئیے! آج ایسے ہی چند بد بخت گستاخوں کے انجام کا تذکرہ کرتے ہیں۔

(۱) یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جس طرح ابولہب رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا، ویسے ہی اس کا بیٹا بھی گستاخ رسول تھا۔ اس بد بخت نے رسول ﷺ کو ایسی تکلیف پہنچائی کہ آپ ﷺ نے اس کے لیے ان الفاظ سے بددعا فرمائی:

”اے اللہ! اس پر تو اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرما۔“

اسے جب اس کو اس نقصان کی دعا کا پتہ چلا تو باوجود کافر ہونے کے نیند حرام ہو گئی۔ ہر وقت وہ اس خطرے سے دو چار رہتا تھا کہ کب محمد [ﷺ] کی بددعا رنگ لائے گی اور قدرت اس سے انتقام لے گی۔ ایک دفعہ وہ تجارتی قافلے کے ہمراہ سفر پر رواں دواں تھا کہ رات کا اندھیرا چھا گیا۔ اس نے لوگوں سے کہا: سازے قافلے والے سامان میرے ارد گرد رکھ دو اور خود بھی میرے آس پاس حلقہ بنا کر پڑاؤ ڈالو تاکہ کوئی جانور حملہ آور نہ ہو سکے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ مگر رات کے کسی وقت نجانے کہاں سے کوئی درندہ آیا اور اس ملعون کو چیر پھاڑ کر چلا گیا۔ گستاخ رسول ﷺ کا یہ انجام لوگوں نے دنیا میں اپنی آنکھوں سے دیکھا، نجانے گستاخ رسول ﷺ کا آخرت میں کیا بنے گا۔

(۲) ایک عیسائی پادری نے اپنی تقریر شروع کرتے ہی پیغمبر اسلام ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی شروع کر دی۔ اتفاق سے وہاں قریب ہی ایک تاتار خانی سپاہی کا شکاری کتا بندھا ہوا تھا۔ اس کتے کے کان میں جب پادری کے الفاظ پڑے تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ سخت طیش میں آ گیا ہے اور پھر اس نے اپنی رسی چھڑا کر پادری پر حملہ کر دیا۔

لیکن عین اسی لمحے لوگ آگے بڑھے، پادری کو اس عذاب سے خلاصی دلائی اور کتے کو دوبارہ باندھ دیا گیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر بعض لوگوں نے پادری سے کہا کہ تم نے ایک قابل احترام ہستی کے بارے میں نازیبا باتیں کہیں، اس لئے کتے نے تم پر حملہ کر دیا۔

لیکن اس بد بخت کا اصرار تھا کہ میں چونکہ تقریر کے دوران اشارے کر رہا تھا، اس لئے کتا یہ سمجھا کہ میں اس پر حملہ آور ہونے لگا ہوں۔

بس اس لیے اس نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ یہ کہ کر پادری نے دوبارہ اپنی تقریر شروع کر دی اور کچھ دیر بعد پھر رسول ﷺ کی شان میں نازیبا الفاظ کہنا شروع کر دیے۔ کتے نے دوبارہ وہ الفاظ سنے تو وہ پھر طیش میں آ گیا۔ اور اس نے اپنی رسی چھڑائی اور اس بد بخت پر حملہ آور ہو گیا۔ اب کی بار کتے نے اس کی گردن کو دبوچ لیا اور اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک کہ وہ بد بخت انسان تڑپ تڑپ کر مر نہیں گیا۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی گستاخی کرنے والے سے قدرت کا یہ انتقام دیکھ کر وہاں موجود چالیس ہزار افراد نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔

(۳) غزوہ احد میں دشمنان اسلام رسول ﷺ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ عتبہ بن ابی وقاص نے آپ ﷺ پر

بوری پتھر پھینکا جس کی وجہ سے آپ ﷺ گر پڑے۔ آپ ﷺ کا سامنے کا دانت مبارک شہید ہو گیا۔ چہرہ مبارک بھی زخمی ہو گیا اور نچلے ہونٹ سے خون بہنے لگا۔ رسول ﷺ ان گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں گر گئے، جس کو ابو عامر فاسق نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے میدان جنگ میں کھودا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی گود میں لے کر آپ ﷺ کو باہر نکالا۔ عبداللہ بن قتیہ نے بھی آپ ﷺ کو بڑی اذیت پہنچائی تھی اور آپ ﷺ کی تہمت کے چہرے مبارک کو بھی زخمی کیا تھا۔

طبرانی کی روایت میں ہے کہ اس نے رسول ﷺ کا چہرہ انور زخمی کیا اور دانت مبارک بھی شہید کیے تھے۔ یہ کہتا تھا: میرا یہ دار سہمال اور میں قتیہ کا بیٹا ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنے چہرے سے خون صاف کرتے ہوئے اس کا یہ فخریہ قول سن کر فرمایا: **بئسک اللہ۔ اللہ تجھے ذلیل و خوار کرے۔** اس بددعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے اس پر ایک پہاڑی بکرا مسلط کیا، جس نے سینک مار مار کر اس کا جواز جوڑ الگ کر دیا۔

اے مسلمانو! ہم اپنے آقا ﷺ کی حرمت و ناموس کا انتقام لینے کے لیے اگر اور کچھ نہیں کر سکتے تو آئیے اس بل کر یہ دعا ہی کریں۔ ”اے اللہ ان گستاخوں میں سے ہر ایک پر اپنے کتوں میں سے ایک ایک کتا مسلط فرما۔“ (آمین ثم آمین)

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا اور اس کا انجام

قرآنی نصوص، احادیث مبارکہ، عمل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، فتاویٰ ائمہ اور اجماع امت سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہے کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا قتل ہے اس کی معافی کو قبول نہ کیا جائے۔ لہذا مسلم ممالک کے حکمرانوں کو چاہیے کہ ان کے اس منافقانہ طرز عمل سے متاثر ہونے کے بجائے ایک غیور مسلمان کا موقف اختیار کریں۔ جس کا نقشہ اس رسالے کے اگلے صفحات قارئین کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

یہود و نصاریٰ شروع دن سے ہی شان اقدس میں نازیبا کلمات کہتے چلے آ رہے ہیں۔ کبھی یہودیہ عورتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں، کبھی مردوں نے گستاخانہ قصیدے کہے۔ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھو میں اشعار پڑھے اور کبھی نازیبا کلمات کہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شان نبوت میں گستاخی کرنے والے بعض مردوں اور عورتوں کو بعض مواقع پر قتل کر دیا۔ کبھی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حکم دے کر اور کبھی انہیں پورے پروگرام کے ساتھ روانہ کر کے۔ کبھی کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے حب نہی صلی اللہ علیہ وسلم میں خود گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر کو چیر دیا اور کسی نے نذرمان لی کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور قتل کروں گا۔ کبھی کسی نے یہ عزم کر لیا کہ خود زندہ رہوں گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ۔ اور کبھی کسی نے تمام رشتہ داروں کو ایک طرف رکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خود یکھنے کے لئے گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور یہودیوں کے سردار کا سر آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ جو گستاخان مسلمانوں کی کواروں سے بچے رہے اللہ تعالیٰ نے انہیں کن عذابوں میں مبتلا کیا اور اس رسوائی کا وہ شکار ہوئے اور کس طرح گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر نے اپنے اندر رکھنے کے بجائے باہر پھینک دیا تاکہ دنیا کیسے عبرت بن جائے کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انجام کیا ہے انہیں تمام روایات و واقعات کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے یہ

اور اہل انہوں اور بیگانوں کو پیغام دے رہے ہیں کہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور بات کا حلیہ نہ بگاڑنا۔ ذات اور بات کا حلیہ بگاڑنے سے امام الانبیاء علیہما السلام کی شان اقدس میں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آپ اپنی دنیا و آخرت تباہ کر بیٹھو گے۔ رسولی مقدر بن جائے گی۔

جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے والوں کے بارے میں ارشاد فرما رہے ہیں۔

(ان الذین یؤخون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعدلہم عذابا مہینا) (احزاب ۵۶)۔
ہے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا و آخرت میں ان پر لعنت ہے اور ان کیلئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آئیے گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انجام دیکھئے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسی حوالے سے کارہائے نمایاں ملاحظہ فرمائیے اور اسی بارے میں ائمہ سلف کے فرامین و فتاویٰ بھی پڑھئے پھر فیصلہ فرمائیے کہ ان حالات میں عالم اسلام کی کیا ذمہ داری ہے۔

یہودیہ عورت کا قتل:

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

(ان یہودیۃ کانت تشتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتقع فیہ، فخنقہا رجل حتی ماتت، فاطل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دمہا) (رواہ ابوداؤد، کتاب الحدود باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک یہودیہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دے دیا۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ام ولد کا قتل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ:

ایک اندھے شخص کی ایک ام ولد لونڈی تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی وہ اسے منع کرتا تھا وہ گالیاں دینے سے باز نہیں آتی تھی وہ اسے جھڑکتا تھا مگر وہ نہ رکتی تھی ایک رات اس عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا شروع کیں اس نے ایک بھالائے کر اس کے پیٹ میں پیوست کر دیا اور اسے زور سے دبا دیا جس سے وہ مر گئی۔ صبح اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا۔ میں اس آدمی کو قسم دیتا ہوں جس نے کیا۔ جو کچھ کیا۔ میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر ایک ٹامینا آدمی کھڑا ہو گیا۔ اضطراب کی کیفیت میں لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے آکر کہا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے منع کرتا تھا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے سے باز نہیں آتی تھی۔ میں اسے جھڑکتا تھا مگر وہ اس

نہ پرواہ نہیں کرتی تھی اس کے بطن سے میرے دو ہیروں جیسے بیٹے ہیں اور وہ میری رفیقہ حیات تھی گزشتہ رات جب وہ آپ کو گالیاں دینے لگی تو میں نے بھالالے کر اس کے پیٹ میں ہبوست کر دیا میں نے زور سے اسے دبایا یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری گفتگو سننے کے بعد فرمایا تم گواہ رہو اس کا خون ہر ہے۔

(ابوداؤد، الحدود، باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنسائی بحرم الدم، باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

گستاخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور گستاخ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حکم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

(قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سب نبيا قتل، ومن سب اصحابه جلد)

(رواہ الطبرانی المعجم ص 236 جلد 1)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی اسے قتل کیا جائے اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالی دی اسے کوڑے مارے جائیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

(كنت عند ابی بکر رضی اللہ عنہ، فتغیظ علی رجل، فاشتد علیہ، فقلت: ائذن لی یا خلیفۃ رسول اللہ اضرب عنقه قال: فاذهب کلبتی غضبه، فقام فدخل، فارسل الی فقال: ما الذی قلت انفا، قلت: ائذن لی اضرب عنقه، قال: اکت فاعلا لو امرتک، قلت: نعم قال: لا والله ما کانت لبعث بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) (رواہ ابوداؤد، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا آپ کسی شخص سے ناراض ہوئے تو وہ بھی جواباً بدکلامی کرنے لگا۔ میں نے عرض کیا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! مجھے اجازت دیں۔ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ میرے ان الفاظ کو سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سارا غصہ ختم ہو گیا۔ آپ وہاں سے کھڑے ہوئے اور گھر چلے گئے۔ گھر جا کر مجھے بواہا اور فرمانے لگے ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ نے مجھے کیا کہا تھا۔ میں نے کہا۔ کہا تھا۔ کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے اجازت دیں میں اس گستاخ کی گردن اڑا دوں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اگر میں تم کو حکم دے دیتا۔ تو تم یہ کام کرتے؟ میں نے عرض کیا اگر آپ رضی اللہ عنہ حکم فرماتے تو میں ضرور اس کی گردن اڑا دیتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ نہیں۔ اللہ کی قسم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ کسی کے لئے نہیں کہ اس سے بدکلامی کرنے والے کی گردن اڑا دی جائے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے کی ہی گردن اڑائی جائے گی۔

عصماء بنت مروان کا قتل:

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

(ہجرت امرأۃ من خطبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: (من لی بہا؟) فقال رجل من قومہا: یا رسول اللہ، فنهض فقتلہا فاخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: (لا ینتطح فیہا عنزان)

- خطبہ - قبیلے کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوک - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس عورت سے خون قتل کر دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بکریاں اس میں سینگوں سے نہ ٹکرائیں یعنی اس عورت کا خون رائیگاں ہے اور اس کے معامے میں کوئی دوا پس میں نہ ٹکرائیں۔ بعض مورخین نے اس کی تفصیل یوں بیان کی ہے۔

عصماء بنت مروان بنی امیہ بن زید کے خاندان سے تھی وہ یزید بن زید بن حصن انطقی کی بیوی تھی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا و تکلیف دیا کرتی۔ اسلام میں عیب نکالتی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لوگوں کو اکساتی تھی۔ عمیر بن عدی انطقی کہ جب اس عورت کی ان باتوں اور اشتعال انگیزی کا علم ہوا۔ تو کہنے لگا۔ اے اللہ میں تیری بارگاہ میں نذر مانتا ہوں اگر تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخیر و عافیت مدینہ منورہ لوٹا دیا تو میں اسے ضرور قتل کر دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بدر میں تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر سے واپس تشریف لائے تو عمیر بن عدی آدھی رات کے وقت اس عورت کے گھر میں داخل ہوئے۔ تو اس کے ارد گرد اس کے بچے سوئے ہوئے تھے۔ ایک بچہ اس کے سینے پر تھا جسے وہ دودھ پلا رہی تھی۔ عمیر نے اپنے ہاتھ سے عورت کو ٹٹولا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ عورت اپنے اس بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ عمیر نے بچے کو اس سے الگ کر دیا۔ پھر اپنی تلوار کی جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو عمیر کی طرف دیکھ کر فرمایا کیا تم نے بنت مروان کو قتل کیا ہے؟ کہنے لگے۔ جی ہاں۔ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

عمیر کو اس بات سے ذرا ڈر سا لگا کہ کہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف تو قتل نہیں کیا۔ کہنے لگے۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس معاملے کی وجہ سے مجھ پر کوئی چیز واجب ہے؟ فرمایا دو بکریاں اس میں سینگوں سے نہ ٹکرائیں۔ پس یہ کلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلی مرتبہ سنا گیا عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارد گرد دیکھا پھر فرمایا تم ایسے شخص کو دیکھتا پسند کرتے ہو جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی مدد کی ہے تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔ (الصارم المسلول 130)

ابوعفک یہودی کا قتل:

مورخین شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابوعفک یہودی کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ:

(ان شیخا من بنی عمرو بن عوف یقال لہ ابو عفک وکان شیخا کبیرا قد بلغ عشرين ومائة سنة حیر، قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینة، کان یحرض علی عداوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم

بدخل فی الاسلام، فلما خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی بدر ظفروہ اللہ بما ظفروہ، فحسده وبعی لقال، وذاکر قصیدۃ تتضمن ہجو النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذم من اتبعہ (الصارم المسلول 138)۔

بنی عمرو بن عوف کا ایک شیخ جسے ابو عوف کہتے تھے وہ نہایت بوڑھا آدمی تھا اس کی عمر 120 سال تھی جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ تو یہ بوڑھا لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر بھڑکاتا تھا اور مسلمان نہیں ہوا تھا جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف نکلے غزوہ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی تو اس شخص نے حد کرنا شروع کر دیا اور بغاوت و سرکشی پر اتر آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مذمت میں بھوکرتے ہوئے ایک قصیدہ کہا۔ اس قصیدے کو سن کر سالم بن عمیر نے نذرمان لی کہ میں ابو عوف کو قتل کروں گا یا اسے قتل کرتے ہوئے خود مر جاؤں گا۔ سالم موقع کی تلاش میں تھا۔ موسم گرما کی ایک رات ابو عوف قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے محن میں سویا ہوا تھا سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ اس کی طرف آئے اور اس کے جگر پر تلواریں رکھ دی جس سے وہ بستر پر چیخنے لگا۔ لوگ اس کی طرف آئے جو اس کے اس قول میں ہم خیال تھے وہ اسے اس کے گھر لے گئے۔ جس کے بعد اسے قبر میں دفن کر دیا اور کہنے لگے اس کو کس نے قتل کیا ہے؟ اللہ کی قسم اگر ہم کو معلوم ہو جائے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے تو ہم اس کو ضرور قتل کر دیں گے۔

انس بن زہیم الدیلی کی گستاخی:

انس بن زہیم الدیلی۔ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوک اس کو قبیلہ خزاعہ کے ایک بچے نے سن لیا اس نے انس پر حملہ کر دیا انس نے اپنا زخم اپنی قوم کو دکھایا۔

واقعی نے لکھا ہے کہ عمرو بن سالم خزاعی قبیلہ خزاعہ کے چالیس سواروں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدد طلب کرنے کیلئے گیا انہوں نے آکر اس واقعہ کا تذکرہ کیا جو انہیں پیش آیا تھا جب قافلہ والے فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انس بن زہیم الدیلی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوک ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔ (الصارم المسلول 139)

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت:

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من یکفینی عدوی میری دشمن کی خبر کون لے گا؟ تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ۔ نے اس عورت کو قتل کر دیا۔ (الصارم المسلول 163)

مشرک گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

(ان رجلا من المشرکین شتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (من یکفینی عدوی؟) فقام الزبیر بن العوام فقال: انا فبارزہ، فاعطاه رسول اللہ صلی اللہ

عنیہ وسلم سلبہ) (الصارم المسلول: 177)

”مشرکین میں سے ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اس شریک کو تو خبر دے گا؟ تو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سامان حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔
کعب بن اشرف یہودی کا قتل:

کعب بن اشرف ایک سرمایہ دار متعصب یہودی تھا اسے اسلام سے سخت عداوت اور نفرت تھی جب مدینہ منورہ میں بدر کی فتح کی خوش خبری پہنچی۔ تو کعب کو یہ سن کر بہت صدمہ اور دکھ ہوا۔ اور کہنے لگا۔ اگر یہ خبر درست ہے کہ مکہ کے سارے سردار اور اشرف مارے جا چکے ہیں تو پھر زندہ رہنے سے مر جانا بہتر ہے۔ جب اس خبر کی تصدیق ہو گئی تو کعب بن اشرف مقتولین کی تعزیت کے لئے مکہ روانہ ہوا مقتولین پر مرثیے لکھے۔ جن کو پڑھ کر وہ خود بھی روتا اور دوسروں کو بھی رلاتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قتال کے لئے لوگوں کو جوش دلاتا رہا۔ مدینہ واپس آ کر اس نے مسلمان عورتوں کے خلاف عشقیہ اشعار کہنے شروع کر دیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں بھی اشعار کہے۔ کعب مسلمانوں کو مختلف طرح کی ایذائیں دیتا۔ اہل مکہ نے کعب سے پوچھا کہ ہمارا دین بہتر ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین۔ تو اس نے جواب دیا کہ تمہارا دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے بہتر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حرکات کی وجہ سے اس کے قتل کا پروگرام بنایا اور قتل کے لئے روانہ ہونے والے افراد کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع کی قبرستان تک چھوڑنے آئے۔ چاندنی رات تھی پھر فرمایا جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ: (قال رسول الله صلى الله عليه وسلم) (من لكعب بن الاشرف، فإنه قد اذى الله ورسوله) فقال محمد بن مسلمة فقال: انا يا رسول الله اتحب ان اقتله، قال نعم قال: فاخذني ان اقول شيئا، قال: قل)

(رواہ البخاری کتاب المغازی باب قتل کعب بن الاشرف، رواہ مسلم کتاب الجہاد والسیر باب قتل کعب بن الاشرف حنفی البہود)
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دی ہے اس پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ اور عرض کی۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے ہیں کہ میں اسے قتل کر آؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ مجھ کو یہ پسند ہے۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ کہنے کی اجازت دے دیں یعنی ایسے مبہم کلمات اور ذمہ معنی الفاظ جنہیں میں کہوں اور وہ سن کر خوش و خرم ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اجازت ہے۔“

محمد بن مسلمہ کعب بن اشرف کے پاس آئے آ کر اس سے کہا کہ یہ شخص (اشارہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھا) ہم سے صدقہ مانگتا ہے اس نے ہمیں تھکا مارا ہے اس لئے میں تم سے قرض لینے آیا ہوں۔ جواباً کعب نے کہا۔ ابھی آگے دیکھنا اللہ کی قسم بالکل اکتا جاؤ گے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا۔ چونکہ ہم نے اب ان کی اتباع کر لی ہے جب تک ہم اس کا انجام نہ دیکھ لیں اسے چھوڑنا

مناسب نہیں ہے۔ میں تم سے ایک دو سق غلہ قرض لینے آیا ہوں کعب نے کہا۔ میرے پاس کوئی چیز گروی رکھ دو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا۔ تم کیا چیز چاہتے ہو۔ کہ میں گروی رکھ دوں۔ کعب نے کہا۔

اپنی عورتوں کو گروی رکھ دو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا تم عرب کے خوبصورت جوان ہو تمہارے پاس ہم اپنی عورتیں کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں۔ کعب نے کہا۔ پھر اپنے بیٹوں کو گروی رکھ دو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا۔ ہم اپنے بیٹوں کو گروی کس طرح رکھ سکتے ہیں۔ کل انہیں اس پر ہر کوئی گالیاں دے گا کہ آپ کو ایک دو سق غلے کے عوض گروی رکھا گیا تھا۔ یہ ہمارے لئے بڑی عار ہوگی البتہ ہم آپ کے پاس اپنے اسلحہ کو گروی رکھ سکتے ہیں جس پر کعب راضی ہو گیا محمد بن مسلمہ نے کعب سے کہا کہ میں دوبارہ آؤں گا۔ دوسری دفعہ محمد بن مسلمہ کعب کے پاس رات کے وقت آئے۔ ان کے ہمراہ ابونا نکلہ بھی تھے یہ کعب کے رضائی بھائی تھے۔ پھر انہوں نے اس کے قلعے کے پاس جا کر آواز دی۔ وہ باہر آنے لگا۔ تو اس کی بیوی نے کہا مجھے تو یہ آواز ایسی لگتی ہے جیسے اس سے خون ٹپک رہا ہے کعب نے جواب دیا کہ یہ تو محمد بن مسلمہ اور میرے رضائی بھائی ابونا نکلہ ہیں اگر شریف آدمی کورات کے وقت بھی نیزہ بازی کیلئے بلایا جائے تو وہ نکل پڑتا ہے محمد بن مسلمہ اور ابونا نکلہ کے ہمراہ ابو عبس بن جبر، حارث بن اوس اور عباد بن بشر بھی تھے۔

محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھیوں کو ہدایت کی تھی کہ جب کعب آئے تو میں اس کے سر کے بال ہاتھ میں لوں گا اور اسے سونگھنے لگوں گا۔ جب تمہیں اندازہ ہو جائے کہ میں نے اس کا سر مضبوطی سے پکڑ لیا ہے تو پھر تم اس کو قتل کر ڈالنا۔ کعب چادر لپٹے ہوئے باہر آیا۔ اس کا جسم خوشبو سے معطر تھا۔ محمد بن مسلمہ نے کہا۔ میں نے آج سے زیادہ عمدہ خوشبو کبھی نہیں سونگھی۔ کعب نے کہا۔ میرے پاس عرب کی وہ عورت ہے جو عطر میں ہر وقت بسی رہتی ہے اور حسن و جمال میں بھی اس کی کوئی مثال نہیں محمد بن مسلمہ نے کہا۔ کیا مجھے تمہارے سر کو سونگھنے کی اجازت ہے؟ کعب نے کہا اجازت ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کعب کا سر سونگھا اس کے بعد اس کے ساتھیوں نے سونگھا پھر انہوں نے کہا۔ دوبارہ سونگھنے کی اجازت ہے؟ کعب نے کہا۔ اجازت ہے۔ پھر جب محمد بن مسلمہ نے پوری طرح سے اسے قابو کر لیا تو اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ تیار ہو جاؤ چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

پھر رات کے آخری حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھتے ہی فرمایا: اَفْلَحْتَ الْوَجُوهُ الْاَنْجَرِيْنَ؟ انہوں نے جواباً عرض کیا وہ جھک یا رسول اللہ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک، اے اللہ! کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس کے بعد کعب بن اشرف کا قلم کیا ہوا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے الحمد للہ کہا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ (صح ابوداؤد 7/272)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَحَارَبَةِ

باب: ڈاکہ زنی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4364 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ

قَوْمًا مِنْ عُكْلٍ - أَوْ قَالَ: مِنْ عُرَيْتَةٍ - قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاجْتَمَعُوا الْمَدِينَةَ. فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَالْبَائِغِهَا، فَانْطَلَقُوا. فَلَمَّا مَضَوْا، قَتَلُوا رَاضِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاسْتَأْفَوْا النَّعَمَ، فَبَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُهُمْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آثَارِهِمْ، فَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَتَّى جِئَ بِهِمْ، فَأَمَرَ بِهِمْ، فَقَطَعَتْ أَيْدِيَهُمْ، وَأَرْجُلُهُمْ، وَبُشِّرَ أَعْيُنُهُمْ، وَأُلْقُوا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ، فَلَا يُسْقَوْنَ. قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: فَهَؤُلَاءِ قَوْمٌ سَرَقُوا، وَقَتَلُوا، وَكَفَرُوا بِعَدَائِمَائِهِمْ، وَخَارَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عکل (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) عربینہ قبیلے سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، مدینہ منورہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں آئی، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اونٹنیوں کے پاس چلیں جائیں، آپ ﷺ نے انہیں ہدایت کی کہ وہ ان کے پیشاب اور ان کے دودھ کو پیئیں، جب وہ لوگ چلے گئے، تو وہاں تندرست ہو گئے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے، اس بات کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو دن کے بتدائی حصے میں ملی، نبی اکرم ﷺ نے ان کے تعاقب میں لوگ روانہ کیے، ابھی دن نہیں چڑھا تھا کہ وہ لوگ انہیں پکڑ کے لے آئے، نبی اکرم ﷺ کے علم کے تحت ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے، ان کی آنکھوں میں سلاخیں پھیر دیں گئیں اور انہیں پتھر لی زمین پر ڈال دیا گیا، وہ پانی مانگتے تھے، انہیں پانی نہیں دیا جاتا تھا۔ ابو قلابہ کہتے ہیں: یہ وہ لوگ تھے، جنہوں نے چوری کی، قتل کیا، ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا، اور اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔

4385 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوبَ، بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ فِيهِ: فَأَمَرَ بِمَسَامِيرَ فَأُخِجَتْ فَكُغَلُّهُمْ، وَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ، وَأَرْجُلُهُمْ، وَمَا حَسَنَهُمْ.

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت سلاخیں گرم کی گئیں اور وہ ان کی آنکھوں میں پھیر دی گئیں آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کو ادیئے اور آپ ﷺ نے انہیں داغ نہیں لگوائے (یعنی خون بند کروانے کی کوشش نہیں کی)۔

4366 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ح وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ فِيهِ: فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ظَلَمِهِمْ قَافَةً، فَأَتَى بِهِمْ، قَالَ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي ذَلِكَ: (أَتَمَّا جَزَاءُ الَّذِينَ يُخَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا) (المائدة: ٥٥) الْآيَةَ.

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں:

”نبی اکرم ﷺ نے ان کے تعاقب میں لوگوں کو بھیجا، انہیں لایا گیا، اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی:

”وہ لوگ، جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں، اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں، ان کی سزا یہی ہے۔“

4367 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، وَقَتَادَةُ، وَمُحَمَّدٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، ذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمْ يَكْدِمُ الْأَرْضَ بِفِيهِ عَظْشًا حَتَّى مَاتُوا ﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں:

”نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت میں کٹوا دیئے۔“

اس روایت کے آغاز میں یہ الفاظ ہیں: وہ لوگ اونٹوں کو ہانک کرنے گئے اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ پیاس کی شدت کی وجہ سے زمین کو چاٹ رہا تھا، یہاں تک کہ وہ لوگ (اسی حالت میں) مر گئے۔

4368 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ نَحْوَهُ، زَادَ: ثُمَّ تَنَهَى عَنِ الْمِثْلَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ خِلَافٍ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، وَسَلَّامُ بْنُ مَسْكِينٍ، عَنْ ثَابِتٍ، جَمِيعًا عَنْ أَنَسٍ، لَمْ يَذْكُرَا: مِنْ خِلَافٍ، وَلَمْ أَجِدْ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ قَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ مِنْ خِلَافٍ إِلَّا فِي حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:

”پھر مثلہ کرنے سے منع کر دیا گیا۔“

اس روایت میں انہوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت میں کاٹے گئے تھے، یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، اور ان دونوں نے بھی یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت میں کاٹے گئے تھے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حماد بن سلمہ کی نقل کردہ روایت کے علاوہ اور کسی روایت میں یہ الفاظ مجھے نہیں ملے کہ ان کے

4367 - إسناده صحيح. حميد: هو ابن أبي حميد الطويل، وقناة: هو ابن دعامه الشنوبية، وثابت: هو ابن أسلم السائي، وحماد: هو ابن سمة. وأخرجه مختصر الترمذي (72) و (1951) و (2164) من طريق حماد بن سلمة، به وأخرجه السائي في "الكبرى" (3483) من طريق حماد بن سلمة، عن قناة وثابت، به. وأخرجه البخاري (5685) من طريق سلام بن مسكين، عن ثابت وحده، به. وأخرجه البخاري (4192) و (5727)، ومسلم (1671)، والنسائي (290) و (3481) و (3482) من طريق سعيد بن أبي عروبة، والبخاري (5686)، ومسلم (1671) من طريق همام بن يحيى، والبخاري (1501) من طريق شعبة بن الحجاج، لأنهم عن قناة وحده، به. وأخرجه مسلم (1671)، والنسائي (7527) من طريق هشيم بن بشير، وابن ماجه (2578) و (3503) من طريق عبد الوهاب الثقفي، والسائي (3477) من طريق عبد الله بن عمر وغيره، و (3478) و (7524) من طريق إسماعيل بن جعفر المدني، و (3479) و (7525) من طريق خالد بن الحارث و (3480) من طريق ابن أبي عدي، كلهم عن حميد الطويل وحده، به.

ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت میں کانے گئے تھے۔

4369 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ، أَخْبَرَنِي عُمَرُو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ - قَالَ أَحْمَدُ: هُوَ يَعْنِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ - عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ نَاسًا أَغَارُوا عَلَى إِبِلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَأْذَنُوا، وَارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ، وَقَتَلُوا رَاعِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا، فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ، فَأَخَذُوا، فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ، قَالَ: وَنَزَلَتْ فِيهِمْ آيَةُ الْمَحَارَبَةِ، وَهُمْ الَّذِينَ أَخْبَرَ عَنْهُمْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْحَجَّاجُ حِينَ سَأَلَهُ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کچھ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے اونٹوں پر حملہ کیا اور انہیں ہانک کر لے گئے، وہ لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو گئے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے چمداہے کو، جو موسیٰ شخص تھا، قتل کر دیا، نبی اکرم ﷺ نے ان کی تلاش میں لوگوں کو بھیجا، انہیں پکڑ کر لایا گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں۔

راوی بیان کرتے ہیں: محاربہ کے حکم سے متعلق آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی، یہ وہ لوگ ہیں، جن کے بارے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حجاج بن یوسف کو بتایا تھا، جب اس نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تھا۔

4370 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الشَّرْحِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهَبٍ، أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمَّا قَطَعَ الَّذِينَ سَرَقُوا الْقَاحَةَ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ بِالنَّارِ، عَاتَبَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي ذَلِكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: (لَمَّا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا) (المائدة: ۳۴) الْآيَةَ

﴿﴾ ابو الزناد بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کے (ہاتھ پاؤں) کٹوا دیئے، جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے جانور چوری کیے تھے، اور آپ ﷺ نے ان لوگوں کی آنکھوں میں آگ کی سلائیاں پھیروا دیں، تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں عتاب کرتے ہوئے یہ آیت نازل کی:

”بے شک، وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں، زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں، ان کا بدلہ یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے، یا انہیں معلوب کر دیا جائے۔“

4371 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ح وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: كَانَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تَنْزَلَ الْحُدُودُ يَعْنِي حَدِيثَ أَنَسٍ

﴿﴾ محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں: یہ روایت حدود کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی ہے، یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نقل

کردہ روایت۔

4372 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يُزَيْدِ النَّخَوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: (لَأَمَّا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ) (المائدة: ۳۳) إِلَى قَوْلِهِ: (عَفْوٌ رَحِيمٌ) (البقرة: ۱۷۸)، نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي الْمُسْرِكِينَ، فَمَنْ تَابَ مِنْهُمْ قَبْلَ أَنْ يُقْتَلَ عَلَيْهِ، لَمْ يَمْنَعْهُ ذَلِكَ أَنْ يُقَامَ فِيهِ الْحَدُّ الَّذِي أَصَابَهُ

❁❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: (ارشاد باری تعالیٰ ہے:)

”بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں ان کی جزاء یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا مصلوب کر دیا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت میں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلا وطن کر دیا جائے“ یہ آیت یہاں تک ہے

”مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا“

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی تھی، ان پر قابو پانے سے پہلے ان میں سے جو شخص توبہ کر لیتا ہے تو یہ چیز اس کے لیے اس بارے میں رد کاوٹ نہیں بنے گی، کہ اس پر وہ حد قائم کی جائے، جو اس پر لاگو ہونی ہے۔

شرح

مذکورہ احادیث میں آیت میں پندرہ مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر: (۱) اس آیت کے سبب نزول میں علماء کا اختلاف ہے، جمہور کا نظریہ یہ ہے کہ عربین کے بارے میں نازل ہوئی، ائمہ نے روایت کیا ہے اور یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عکک قبیلہ یا عربیہ قبیلہ کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انہیں مدینہ طیبہ کی ہوا اس نہ آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اونٹوں کے پاس جانے کا حکم دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ان کے پیشاب اور ان کے دودھ پئیں، وہ چلے گئے جب وہ ٹھیک ہو گئے تو انہوں نے نبی مکرم ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے، نبی مکرم ﷺ کو ان کی خبر دن کے آغاز میں پہنچی آپ نے ان کے پیچھے آدی بھیجے دن چڑھنے کے ساتھ ہی انہیں پکڑ کر لایا گیا، آپ ﷺ نے ان کے متعلق حکم دیا تو ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے گئے اور ان کی آنکھوں میں لوہے کی سلاخیں ڈالی گئیں اور پتھر یلے نیلے پر ڈالے گئے وہ پانی طلب کرتے رہے لیکن انہیں پانی نہ دیا گیا، ابو قلابہ نے کہا: یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے چوری کی، قتل کیا اور ایمان لانے کے بعد کفر کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔ (سنن ابی داؤد کتاب الحدود، جلد ۲ صفحہ ۲۴۴)

ایک روایت میں ہے ان کی آنکھوں میں کیل گرم کر کے لگانے کا حکم دیا تو ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں لگائی گئیں اور ان

کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے گئے اور انہیں داغ نہ گیا۔ (سنن ابی داؤد کتاب الحدود، جلد ۲ صفحہ ۲۴۴)

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ان کے پیچھے پیروں کے نشان دیکھنے والے بھیجے، پس انہیں لایا، اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ نازل کیا۔ (آیت) ”انما جزوا الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا“۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، جلد ۲، صفحہ ۲۴۴) ایک روایت میں ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ان میں سے ایک کو دیکھا جو پیاس کی وجہ سے زمین چاٹ رہا تھا حتیٰ کہ وہ مر گئے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، جلد ۲، صفحہ ۲۴۴)

بخاری میں ہے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے ایک گروہ میں بھیجا حتیٰ کہ میں نے انہیں پالیا جب کہ وہ اپنے شہر کے قریب پہنچ چکے تھے، ہم انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے،

حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ کہتے تھے پانی، رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: آگ۔ اہل سیرت و تواریخ نے حکایت کیا ہے کہ انہوں نے چرواہے کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے تھے اور ان کی آنکھوں میں کانٹے چبھوائے تھے حتیٰ کہ وہ مر گیا تھا، اسے مدینہ طیبہ میں مردہ داخل کیا گیا تھا، اس کا نماز سار تھا اور وہ نوبیا تھا، یہ مرتدین کا فعل چھ بھری میں ہوا تھا، بعض روایات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں قتل کرنے کے بعد آگ سے جلادیا تھا۔

(تفسیر طبری، جلد ۶، صفحہ ۲۴۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ضحاک سے مروی ہے کہ یہ اہل کتاب کی ایک قوم کے سبب نازل ہوئی ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان عہد تھا، انہوں نے عہد کو توڑا تھا اور ڈاکہ ڈالا تھا اور زمین میں فساد برپا کیا تھا۔ (تفسیر طبری، جلد ۶، صفحہ ۲۴۹)

مصنف ابی داؤد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا: (آیت) ”انما جزوا الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیہم وارجلہم من خلاف او نفعوا من الارض، ذلک لہم خزیرہ فی الدنیا ولہم فی الآخرۃ عذاب عظیم، الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیہم فأعلموا ان اللہ غفور رحیم“۔

مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ان میں سے جو توبہ کر لے گا اس سے پہلے کہ اس پر قدرت حاصل ہو جائے، اس پر حد قائم کرنے سے مانع نہ ہوگا اس جرم کی وجہ سے جو اس نے کیا تھا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، جلد ۲، صفحہ ۲۴۴، ۲۴۵)

جن علماء نے فرمایا یہ آیت مشرکین کے بارے میں ہوئی ہو وہ عکرمہ رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ ہیں، یہ ضعیف ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد (آیت) ”قل للذین کفروا ان ینتہوا یغفر لہم ما قد سلف“۔ (الانفال: ۳۸) اور نبی مکرم ﷺ کا ارشاد الاسلام یدہم ما قبلہ“۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، جلد ۱، صفحہ ۷۶) (مسلم)

اس کا رد کرتا ہے، پہلا قول صحیح ہے، کیونکہ احادیث کی نصوص اس کے بارے میں ثابت ہیں، امام مالک، امام شافعی، ابو ثور اور اصحاب الرائے نے کہا: یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی جو مسلمانوں میں سے نکلیں، ڈاکہ ڈالیں اور زمین میں فساد برپا کریں، ابن المنذر نے کہا: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول صحیح ہے، ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کے لیے حجت قائم کرتے ہوئے

کہا: اس آیت میں دلیل ہے کہ یہ شرکوں کے علاوہ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی اور وہ یہ ارشاد ہے: ”الا الذین تابوا من قبل ان تقدوا علیہم“۔ علماء کا اجماع ہے کہ مشرکین جب ہمارے ہاتھوں میں آجائیں اور وہ اسلام قبول کر لیں تو ان کے خون حرام ہوں گے، پس یہ دلیل ہے کہ یہ آیت اہل اسلام کے بارے میں نازل ہوئی۔

طبری نے بعض اہل علم سے حکایت کیا ہے اس آیت نے نبی مکرم ﷺ کے عزیزین کے بارے میں فعل کو منسوخ کر دیا،

(تفسیر طبری، جلد ۶، صفحہ ۲۵۱)

پس حدود پر امر موقوف ہو گیا، محمد بن سیرین نے روایت کیا ہے فرمایا: یہ حدود کے زوال سے پہلے تھا، یعنی حضرت انس کی حدیث، ابوداؤد نے یہ ذکر کیا ہے ان میں سے ایک قوم نے کہا: جن میں لیث بن سعد بھی ہے رسول اللہ ﷺ نے عرینہ کے وفد کے ساتھ جو کیا تھا وہ منسوخ ہو گیا، کیونکہ مرتد کا مثلہ جائز نہیں، ابوالزناد نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جب اونٹ چوری کرنے والوں کے ہاتھ کاٹے اور ان کی آنکھوں میں آگ سے گرم کر کے سلاخیں لگائی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر عتاب فرمایا اس بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”انما جزوا الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا“ (آیت)۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب اللہ، جلد ۲، صفحہ ۲۴۴)

ابوالزناد نے کہا: جب مثلہ سے منع کیا گیا تو دوبارہ کبھی ایسا نہ کیا، ایک جماعت سے حکایت ہے کہ یہ آیت اس فعل کے لیے ناسخ نہیں، کیونکہ وہ مرتدین کے بارے واقع ہوا خصوصاً صحیح مسلم میں اور کتاب النساء وغیرہ میں ثابت ہے فرمایا: ان لوگوں کی آنکھوں میں سلاخیں پھیری تھیں۔ (صحیح مسلم، کتاب القصاص، جلد ۲، صفحہ ۵۸)

کیونکہ یہ قصاص تھا، یہ آیت محارب مومن کے بارے میں ہے،

میں کہتا ہوں: یہ عمدہ قول ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ کا بھی یہی معنی ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”الا الذین تابوا من قبل ان تقدوا علیہم“ یہ معلوم ہے کہ کفار کے احکام قدرت کے بعد تو بہ کے ساتھ ان سے عقوبت کے زوال میں مختلف نہیں ہوتے جس طرح قدرت سے پہلے ساقط ہوتے ہیں اور مرتد نفس ردت کے ساتھ قتل کا مستحق ہوتا ہے، بغیر محاربیت کے اسے نہ جلا وطن کیا جاتا ہے نہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے جاتے ہیں اور نہ اس کا راستہ چھوڑا جاتا ہے بلکہ اسے قتل کیا جاتا ہے اگر اسلام قبول نہ کرے، اور اسے سولی پر بھی نہیں چڑھایا جاتا پس یہ دلیل ہے کہ آیت جس پر مشتمل ہے اس سے مراد مرتد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کفار کے حق میں فرمایا: ”قل للذین کفروا ان ینتہوا یغفر لہم ما قد سلف“۔ (الانفال ۲۸) اور محاربین کے بارے میں فرمایا (آیت) ”الا الذین تابوا“ یہ واضح ہے جو کچھ ہم نے باب کی ابتدا میں ثابت کیا ہے اس میں نہ کوئی اشکال ہے نہ لوم ہے اور نہ عتاب ہے کیونکہ وہ کتاب کا مقتضی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم“۔ (بقرہ: ۱۹۴) پس انہوں نے مثلہ کیا تھا تو ان کا مثلہ کیا گیا مگر یہ احتمال ہے کہ عتاب اس وجہ سے ہوا اگر صحیح ہے کہ قتل میں زیادتی ہوئی تھی اور وہ سلاخیں گرم کر کے انکی آنکھوں میں ڈالنا تھا اور انہیں

پیا سا چھوڑ دینا تھا حتیٰ کہ وہ مر گئے واللہ اعلم۔

طبری نے سدی سے حکایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے عربین کی آنکھوں میں سلاخیں نہیں ڈالیں تھیں، اس کا ارادہ فرمایا تھا، پس اس سے منع کے بارے میں یہ آیت نازل ہو گئی۔ (تفسیر طبری، جلد ۶، صفحہ ۲۵۶)

یہ بالکل ضعیف ہے کیونکہ اخبار ثابت کرتی ہیں کہ سلاخیں انکی آنکھوں میں ڈالی گئی تھیں، بخاری میں ہے: سلاخیں گرم کی گئیں اور ان کی آنکھوں میں لگائی گئیں۔ (صحیح بخاری، کتاب الحدود، جلد ۲، صفحہ ۱۱۰۵)

علماء کے درمیان اختلاف نہیں کہ اس آیت کا حکم اہل اسلام میں محاربین میں مرتب ہے اگرچہ مرتبین یا یہود کے بارے میں نازل ہوئی تھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد: (آیت) ”انما جزوا الذین یحاربون اللہ ورسولہ“۔ میں استعارہ اور مجاز ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سے نہ محارب کیا جاتا ہے اور نہ اس پر غلبہ پایا جاتا ہے، کیونکہ وہ صفات کمال کا حامل ہے اس کے لیے اضداد و انداد سے تتریب واجب ہے معنی یہ ہے کہ وہ اولیاء اللہ سے محارب کرتے ہیں اپنے اولیاء کو اپنی ذات سے تعبیر فرمایا ان کی ذات کی بڑائی بیان کرنے کے لیے، جس طرح الفقراء الضعفاء۔ کو اپنی ذات سے تعبیر فرمایا: (آیت) ”من الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً“۔ (بقرہ: ۲۴۵) یہ فقراء پر مہربانی پر براہیفتہ کرنے کے لیے فرمایا اس کی مثال سنت میں ہے: استطعتک فلم تطعمنی (صحیح مسلم، کتاب البر و الصلہ جلد ۲، صفحہ ۳۱۶)

میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا تھا، اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے، سورۃ بقرہ میں گزر چکی ہے۔

مسئلہ نمبر: (۲) علماء کا ان کے بارے میں اختلاف ہے جو محاربہ کے اسم کے مستحق ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہمارے نزدیک محارب وہ ہے جو لوگوں پر شہر میں یا جنگل میں حملہ کرے اور ان کے نفوس اور ان کے اموال کی وجہ سے مختلف اقوال مروی ہیں انہوں نے ایک مرتبہ ایک مرتبہ مصر میں محاربہ کو ثابت کیا اور ایک مرتبہ نفی کی، ایک طائفہ نے کہا: اس کا حکم شہر یا گھروں میں، راستوں میں، دیہاتوں میں برابر ہے، اور ان کی حدود ایک ہیں، یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، ابو ثور کا قول ہے، ابن المنذر نے کہا: اسی سے یہ ہے، کیونکہ تمام پر محاربہ کا اسم واقع ہوتا ہے، کتاب عموم پر دلالت کرتی ہے، کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی قوم کو آیت سے بغیر حجت کے نکالے، ایک طائفہ نے کہا: شہر میں محاربہ نہ ہوگا، بلکہ شہر سے باہر ہوگا، یہ سفیان ثوری، اسحاق، نعمان کا قول ہے، دھوکہ دینے والا محارب کی طرح ہے دھوکہ دینے والا وہ ہے جو مال حاصل کرنے کے لیے کسی انسان کو قتل کرتا ہے۔ اگر ہتھیار کو نہ لہرایا لیکن اس پر اس کے گھر میں داخل ہوا یا سفر میں اس کو ملا اور اسے زہر کھلا دیا، اسے قتل کیا تو اس کو حد اقل کیا جائے گا، نہ کی قصاصاً قتل کیا جائے گا۔

مسئلہ نمبر: (۳) محارب کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے، ایک جماعت نے کہا: اس کے فعل کے مقدار اس پر سزا ہو گئی، جس نے لوگوں کو ڈرایا اور مال لیا تو اس کے ہاتھ اور پاؤں برعکس کاٹے جائیں گے، اگر مال لیا اور قتل کیا تو اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے اور پھر اسے سولی پر لٹکایا جائے گا، جب قتل کرے اور مال نہ لوٹے تو اسے قتل کیا جائے گا اگر نہ مال لوٹا ہو اور نہ قتل کیا ہو تو

اسے جلا وطن کیا جائے گا۔ (تفسیر طبری، جلد ۶، صفحہ ۲۵۸)

یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے۔

ابو مجلز، نخعی، عطا خراسانی وغیرہم سے مروی ہے امام ابو یوسف نے کہا: جب مال بھی لوٹا ہوا اور قتل بھی کیا ہو تو اسے سولی پر لٹکایا جائے گا اور اسے سولی پر قتل کیا جائے گا۔ (احکام القرآن للجصاص، جلد ۲، صفحہ ۴۰۹)

لیث نے کہا: نیزہ کے ساتھ سولی پر لٹکا ہوا قتل کیا جائے گا، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جب قتل کرے گا تو اسے قتل کیا جائے گا اور جب مال لے گا اور قتل نہیں کرے گا تو اس کے ہاتھ اور پاؤں برعکس کاٹے جائیں گے جب مال لے گا اور قتل بھی کرے گا تو سلطان کو اس میں اختیار ہوگا اگر چاہے تو اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دے اگر چاہے تو ہاتھ پاؤں نہ کاٹے اور اسے قتل کر دے اور سولی پر لٹکا دے۔ (احکام القرآن للجصاص، جلد ۲، صفحہ ۴۰۹)

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہر صورت میں قتل ہوگا، اسی طرح کا قول اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب مال لوٹے گا تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا اور اسے داغا جائے گا پھر بایاں پاؤں کاٹا جائے گا اور اسے داغا جائے گا اور اسے چھوڑ دیا جائے گا، کیونکہ یہ جنایت حرابت کی وجہ سے چوری پر زائد ہے، جب قتل کرے گا تو اسے قتل کیا جائے گا، جب مال لوٹے گا اور قتل کرے گا تو اسے قتل کیا جائے گا اور سولی پر لٹکایا جائے گا۔ (احکام القرآن للجصاص، جلد ۲، صفحہ ۴۰۹)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: تین دن سولی پر لٹکایا جائے گا، فرمایا: اگر کوئی شخص آیا ڈرایا، دھمکایا اور دشمن کے لیے معاون تھا تو اسے قید کیا جائے گا، امام احمد نے فرمایا: اگر قتل کرے گا تو اسے قتل کیا جائے گا اگر مال لے گا تو اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے، جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، ایک قوم نے کہا: قتل سے پہلے سولی پر لٹکانا مناسب نہیں اس طرح تو اس کے اور اس کی نماز، کھانے، پینے کے درمیان حائل ہوا جائے گا، شافعی سے حکایت کیا گیا ہے کہ سولی پر لٹکا کر قتل کرنا ناپسند سمجھتا ہوں، کیونکہ نبی مکرم ﷺ نے مثلہ سے منع کیا تھا ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ظاہر آیت پر امام کو اختیار دیا گیا ہے اسی طرح مالک نے فرمایا اور یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور یہ سعید بن مسیب، عمر بن عبدالعزیز، مجاہد ضحاک نخعی کا قول ہے تمام نے فرمایا: امام کو محاربین کے حکم میں اختیار ہے وہ ان پر ان احکام میں سے جو چاہے لگائے جو قتل اور سولی پر لٹکانے کے ہاتھ پاؤں کاٹنے اور جلا وطن کرنے میں واجب کیے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قرآن میں جہاں ”او“ آیا ہے اس میں اختیار ہے یہ قول ظاہر آیت کے زیادہ قریب ہے اور پہلے قول والے جنہوں نے کہا: ”او“ ترتیب کے لیے ہے اگرچہ ان کا اختلاف ہے، مگر تو ان کے اقوال کو پائے گا کہ وہ محارب پر دو حدوں کو جمع کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: اسے قتل کیا جائے گا اور اسے سولی پر لٹکایا جائے گا، بعض نے کہا: اسے سولی پر لٹکایا جائے گا اور قتل کیا جائے گا، بعض نے کہا: اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے اور جلا وطن کیا جائے گا، اس طرح نہ آیت ہے اور نہ ”او“ کا معنی لغت میں اس طرح ہے، یہ نحاس کا قول ہے، پہلے قول والوں نے اس حدیث سے حجت پکڑی ہے جو طبری نے حضرت انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جبریل سے محارب کا حکم پوچھا تو جبریل نے کہا: جو لوگوں کو ڈرائے، مال لوٹے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اس کے مال لوٹنے کی وجہ

سے اور اس کا پاؤں کاٹا جائے گا اس کے ڈرانے کی وجہ سے اور جو قتل کرے اسے قتل کرو اور جو ان جرموں کو جمع کرے اسے سون پر لٹکاؤ، ابن عطیہ نے کہا: صرف ڈرانے والے کے لیے جلا وطنی باقی ہے۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۱۸۵ دار الکتب العلمیہ)

اور ڈرانے والا قاتل کے حکم میں ہے لیکن اس کے باوجود اس میں استحسانا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہلکا عذاب و عقاب دیکھتے ہیں۔

مسئلہ نمبر: (۴) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ”اوینفوا من الارض“۔ اس کے معنی میں اختلاف ہے، سدی نے کہا: اسے گھوڑوں اور پیدل لوگوں کے ساتھ تلاش کیا جائے گا حتیٰ کہ اسے لایا جائے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی حد قائم کی جائے گی یا وہ طلب کرنے والوں سے دارالسلام سے بھاگ کر نکل جائے، حضرت ابن عباس، حضرت انس بن مالک اور مالک بن انس حسن، سدی، ضحاک، قتادہ، سعید بن جبیر، ربیع بن انس اور زہری رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے، رمانی نے اپنی کتاب میں اس کو بیان کیا ہے، امام شافعی سے مروی ہے وہ وہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکالے جائیں گے اور انہیں تلاش کیا جائے گا تا کہ ان پر حد و قائم کی جائیں، یہ لیث بن سعد اور زہری کا بھی قول ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی کہا: اسے شہر سے نکالا جائے گا جس میں اس نے ایسی حرکت کی اور دوسرے شہر کی طرف بھیجا جائے گا اس کو زانی کی طرح قید کیا جائے گا، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی کہا اور کوفیوں نے کہا: ان کی نفی سے مراد انہیں قید کرنا ہے پس اسے دنیا میں وسعت سے، دنیا کی تنگی کی طرف جلا وطن کیا جائے گا۔

وہ اس طرح ہو جائے گا گویا جب وہ قید کیا گیا ہے تو زمین سے جلا وطن کیا گیا ہے مگر اپنی قرار گاہ سے، انہوں نے بعض قیدیوں کے ان اشعار سے محبت پکڑی ہے:

خرجنا من الدنيا ونحن من اهلها فلسنا من الاموات فيها ولا الاحياء:

اذا جاءنا السجان يوم لعاجة عجبنا وقلنا جاء هذا من الدنيا:

مکحول نے حکایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب پہلے شخص ہیں جنہوں نے جیلوں میں قید کیا، فرمایا: میں اسے قید رکھوں گا حتیٰ کہ میں اس سے توبہ جان لوں اور میں انہیں ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف جلا وطن نہیں کروں گا کہ یہ انہیں اذیت دے گا۔

(معالم التنزیل، جلد ۲، صفحہ ۲۹۸)

ظاہر یہ ہے کہ الارض سے مراد ایسی زمین ہے جس میں مصیبت نازل ہوتی ہے پہلے زمانہ میں بھی لوگ اس زمین سے اجتناب کرتے تھے جس میں گناہ ہوتے تھے، اسی سے حدیث ہے ”جو شخص اپنے سینے کے ساتھ مقدس زمین کی طرف جھکا“۔

امام کے لیے مناسب ہے کہ اگر اس محارب کا خوف ہو کہ وہ دوبارہ ڈاکہ اور فساد کی طرف لوٹے گا تو وہ اسے اس شہر میں قید کر دے جس کی طرف جلا وطن کیا گیا ہے اگر یہ خوف نہیں ہے کہ وہ جنایت کی طرف لوٹے گا تو اسے چھوڑ دیا جائے گا، ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا صریح مذہب ہے کہ اسے جلا وطن کیا جائے گا اور جہاں جلا وطن کیا جائے گا وہاں اسے قید کر دیا جائے گا، یہ اغلب ہے اس کے بارے میں جس کا دوبارہ ڈاکہ کرنے کا اندیشہ ہو، طبری نے اس قول کو ترجیح دی ہے اور

یہ واضح ہے، کیونکہ جس زمین میں مصیبت نازل ہوئی ہے یہ آیت کی نص ہے اور خوف کی بناء پر اس کے بعد اسے قید کیا جائے گا اگر وہ توبہ کرے اور اس کی حالت بہتر سمجھی جائے تو چھوڑ دیا جائے گا۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۱۸۵، دارالکتب العلمیہ)

مسئلہ نمبر: (۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ”اوینفوا من الارض“ نفی کا معنی ہلاک کرنا ہے اس سے اثبات اور نفی ہے نفی کا معنی ختم کرنے کے ساتھ ہلاک کرنا ہے، اسی سے النفا یہ ہے جو ردی مال کے لیے بولا جاتا ہے اسی سے النفی اس پانی کو کہتے ہیں جو ڈول سے نکل جاتا ہے۔

راجز نے کہا:

کان متنیہ من النفی مواقع الطیر علی الصفی:

مسئلہ نمبر: (۶) ابن خويز منداد نے کہا: محارب جو مال لے گا اس میں نصاب کا اعتبار نہیں ہوگا جس طرح چوری کرنے والے میں اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے، بعض علماء نے فرمایا اس نصاب میں (۱/۴) دینار کی رعایت رکھی جائے گی، ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب الرائے نے فرمایا: ڈاکو کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر جب وہ اتنا مال لے جس پر چور کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس پر محارب کے حکم کے ساتھ حکم لگایا جائے گا، یہ صحیح قول ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر (۱/۴) دینار کی چوری میں قطع ید مقرر فرمائی اور حرا بہ میں کوئی چیز متعین نہیں فرمائی بلکہ محارب کی جزا کا ذکر فرمایا پس یہ اس بات کا تقاضا ہے کہ ایک دانہ پر بھی محارب کی جزا مکمل ہے، یہ اصل پر اصل قیاس ہے اس میں اختلاف ہے۔

اعلیٰ کا ادنیٰ کے ساتھ قیاس اور ادنیٰ کا اسفل کے ساتھ قیاس ہے اور یہ عکس القیاس ہے یہ کیسے صحیح ہے کہ محارب کو چور پر قیاس کیا جائے وہ چوری مال لیتا ہے اگر محسوس کرے کہ کوئی بیدار ہو گیا ہے تو بھاگ جاتا ہے حتیٰ کہ اگر چور ہتھیار کے ساتھ کسی کے گھر میں داخل ہوا اگر اسے منع کیا جائے یا شور مچایا جائے اور وہ اس پر لڑے تو وہ محارب ہے اس پر محارب کا حکم جاری ہوگا قاضی بن عربی نے کہا: میں لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے ایام میں تھا تو ایک شخص ایک چور کو پکڑ کر لے آیا وہ چھری کے ساتھ گھر میں داخل ہوا تھا وہ گھر کے مالک کے دل پر چھری لے کر اسے روکے رہا جب کہ وہ سویا ہوا تھا اور اس کے ساتھی مال لوٹتے رہے، میں نے ان پر محاربین کا حکم لگایا، یہ اصل دین سے۔۔۔۔۔ کی بلندی کی طرف بڑھو، اور جاہلین کی پستی سے نکلو۔

(احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۶۰۸)

میں کہتا ہوں: البیغ کا مطلب پہاڑ کی چوٹی ہے اس سے غلام بیغہ ہے جب بچہ بلوغت کی طرف بلند ہو، الحفیض، وادی کی

مخفی سطح کو کہتے ہیں اسی طرح اہل لغت نے کہا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۷) اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حرا بہ میں قتل کیا جائے گا جو قتل کرے گا اگرچہ مقتول قاتل کا ہم پلہ نہ بھی ہو، امام

شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہیں:-

(۱) مکافات کا، اعتبار کیا جائے گا، کیونکہ اس نے قتل کیا ہے پس اس میں مکافات کا اعتبار ہوگا جس طرح قصاص ہے یہ ضعیف

قول ہے، کیونکہ قول یہاں صرف قتل پر نہیں ہے وہ فساد و عام پر ہے لوگوں کو اس نے ڈرایا اور مال چھینا تھا۔ (۲) (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲ صفحہ ۶۰۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) ”انما جزوا الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا“ اللہ تعالیٰ نے محارب پر حد و قائم کرنے کا حکم دیا جب دو چیزیں جمع ہیں محاربتہ اور فساد فی الارض اور شریف و ضیح، رنج و دانی کا فرق نہیں۔

مسئلہ نمبر: (۸) جب ڈاکو نکلیں اور قافلہ سے ٹال کریں اور بعض ڈاکو قتل ہو جائیں اور بعض قتل نہ ہوں تو سب کو قتل کیا جائے گا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسے قتل کیا جائے گا جس نے قتل کیا، یہ بھی ضعیف ہے، کیونکہ جو جنگ میں حاضر ہوتے ہیں وہ مال غنیمت میں شریک ہوتے ہیں اگرچہ تمام جنگ کرتے نہیں ہیں، قتل پر جو معاون ہوتا ہے اس پر بھی اتفاق ہے اور وہ جاسوسی کرنے والا ہے تو محارب اولی اس جرم میں شامل ہوگا۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲ صفحہ ۶۰۲)

مسئلہ نمبر: (۹) جب محارب (ڈاکو) لوگوں کو ڈرائیں اور ڈاکہ ڈالیں تو انہیں دعوت اسلام دیئے بغیر امام کا انہیں قتل کرنا واجب ہے اور مسلمانوں پر ان کے قتل پر تعاون واجب ہے اور مسلمانوں سے ان کی اذیت روکنا واجب ہے، اگر وہ شکست کھا جائیں تو ان کا پیچھا نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ انہوں نے قتل کیا ہو اور مال لوٹا ہو، اگر انہوں نے ایسا کیا ہو گا تو ان کو پکڑنے کے لیے اور جنایت کی حد قائم کرنے کے لیے ان کا پیچھا کیا جائے گا اور زخمیوں کا تعاقب نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ اس نے قتل کیا ہو، اگر ڈاکو پکڑے گئے اور ان کے پاس مال تھا جو کسی خاص شخص کا تھا تو وہ مال اسے واپس کیا جائے گا مگر یہ کہ اس نے قتل کیا ہو، اگر ڈاکو پکڑے گئے اور ان کے پاس مال تھا جو کسی خاص شخص کا تھا تو وہ مال اسے واپس کیا جائے گا یا اس کے ورثاء کو دیا جائے گا، اگر اس کا مالک نہ ملے تو وہ بیت المال میں رکھا جائے اور جنہوں نے کسی کا مال تلف کیا ہو گا تو وہ اس کے ضامن ہوں گے اور ان کے لیے دیت نہ ہوگی جنہوں نے قتل کیا جب تو بہ سے پہلے ان قدرت ہو جائے گی اگر وہ تو بہ کریں گے اور تو بہ کرتے ہوئے آئیں گے تو یہ صورت ہوگی۔

مسئلہ نمبر: (۱۰) امام کو ان پر کوئی اختیار نہیں اور ان سے وہ حد ساقط ہوگی جو اللہ کے لیے ان پر تھی وہ آدمیوں کے حقوق کے بدلے پکڑے جائیں گے ان سے نفس اور زخم کا قصاص لیا جائے گا اور ان پر وہ ہوگا جو انہوں نے مال اور خون میں سے ضائع کیا ہوگا وہ مقتول کے اولیاء کے لیے ہوگا، ان کے لیے عفو اور ہبہ جائز ہوگا جس طرح محاربین کے علاوہ دوسرے مجرموں کے لیے ہوتا ہے یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب الرائے کا مذہب ہے۔

جو مال ان کے پاس ہوگا وہ لے لیا جائے گا اور جس کو وہ ہلاک کر چکے ہوں گے اس کی قیمت کی ضمانت دیں گے، کیونکہ یہ غصب ہے اس کی ملکیت ان کے لیے جائز نہیں وہ مال مالکوں کو دیا جائے گا یا امام اپنے پاس رکھے گا حتیٰ کہ وہ اس کا مالک جان لے، صحابہ اور تابعین کی ایک قوم نے کہا: مال طلب نہیں کیا جائے گا مگر وہ جو موجود ہوگا اور جو ہلاک ہو چکا ہوگا وہ طلب نہیں کیا جائے گا یہ طبری نے ولید بن مسلم کی روایت سے امام مالک سے روایت کیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فعل سے یہی ظاہر ہے جو انہوں نے حارثہ بن بدر غدانی سے کیا تھا وہ محارب تھا پر اس نے پکڑے جانے سے پہلے تو بہ کر لی تھی تو آپ نے اس کے لیے اموال اور خون کے ستوط کی تحریر لکھی۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۱۸۶ دار الکتب العلمیہ)

ابن خویز منداد نے کہا: محارب کے بارے میں امام مالک سے روایت مختلف ہے جب اس پر حد قائم کی جائے گی اور اس کے لیے مال نہ ہوگا تو کیا جو اس نے کیا تھا اس کا بطور دین پیچھا کیا جائے گا یا ساقط ہو جائے گا جیسے چور سے ساقط ہو جاتا ہے؟ مسلمان اور ذی اس میں برابر ہیں۔

مسئلہ نمبر: (۱۱) اہل علم کا اجماع ہے کہ سلطان اس کا والی ہوتا ہے جس پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے، اگر محارب کسی شخص کا بھائی یا باپ ڈاکہ میں قتل کرتا ہے تو خون طلب کرنے والے کے لیے محاب (ڈاکو) کے امر سے کچھ نہیں ہے، ولی کے لیے معاف کرنا جائز نہیں، امام اس پر حد قائم کرے گا، علماء نے اس کو اللہ کی حدود کے قائم مقام بنایا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ محاربین کے احکام تھے ہم نے بڑے بڑے احکام جمع کر دیے اور عجیب اقوال جو اس آیت کی تفسیر میں کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں۔

مسئلہ نمبر: (۱۲) مجاہد نے کہا: اس آیت میں محارب سے مراد زنا اور چوری ہے اور یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اپنے نبی کی زبان پر بیان فرمایا ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور زانی کو کوڑے لگائے جائیں گے اور اسے جلا وطن کیا جائے گا اگر وہ کنوارہ ہوگا، اور زانی کو رجم کیا جائے گا اگر وہ شادی شدہ مسلمان ہوگا، اور محارب کے احکام اس آیت میں اس کے مخالف ہیں مگر جو ہتھیار کے لہرانے کے ساتھ لوگوں کو ڈرانے کا ارادہ کرے تاکہ فروج پر غلبہ پائے یہ بہت بڑا ڈاکہ ہے اور مال لینے سے بھی زیادہ قبیح ہے۔ یہ (آیت) ”وَيَسْمَعُونَ فِي الْأَرْضِ فساداً“ کے معنی میں داخل ہے۔

مسئلہ نمبر: (۱۳) ہمارے علماء نے فرمایا: چور سے اللہ کی قسم اٹھوائی جائے گی اگر وہ چوری سے باز آ جائے گا تو اسے چھوڑ دیا جائے گا اگر وہ انکار کرے گا تو قتل کیا جائے گا، اگر تو نے چور کو قتل کر دیا تو وہ براء مقتول ہے اور اس کا خون رائیگاں ہے۔

نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ بتائیے اگر میرے مال پر تجاوز کیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے اللہ کی قسم لے“۔ اس شخص نے کہا: اگر وہ مجھ سے انکار کریں؟ فرمایا: ”اللہ کی قسم لے“ اس نے کہا: اگر وہ مجھ پر انکار کریں؟ فرمایا: ”اللہ کی قسم لے“۔ اس نے کہا: اگر وہ مجھ پر انکار کریں؟ فرمایا: ”تو اس سے لڑا اگر تو قتل ہو جائے گا تو جنت میں ہوگا اور اگر تو اسے قتل کرے گا تو وہ آگ میں ہوگا“۔

بخاری و مسلم نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے لیکن اس میں قسم کا ذکر نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ: بتائیے اگر کوئی شخص میرا مال لینے کے ارادہ سے آئے؟ فرمایا: ”تو اسے اپنا مال نہ دے“۔ اس نے کہا: بتائیے اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ فرمایا: ”تو شہید ہے“۔ اس نے کہا: اگر میں اسے قتل کر دوں؟ فرمایا: ”وہ دوزخ میں ہے“۔ ابن المنذر نے کہا: ہم نے اہل علم کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے وہ چوروں سے لڑنے اور ان سے اپنے نفسوں اور اپنے اموال کا دفاع کرنے کا نظریہ رکھتے تھے، یہ حضرت ابن عمر، حسن بصری، ابراہیم نخعی، قتادہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، اسحاق، نعمان رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب ہے۔ عوام اہل علم کا بھی یہی قول ہے کہ ایک شخص کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے نفس، اہل اور مال کے دفاع میں لڑے جب ظلم کا ارادہ کیا گیا ہو، یہ ان اخبار کی وجہ سے ہے جو نبی مکرم ﷺ سے مروی ہیں

جن میں آپ ﷺ نے کسی وقت کو خاص نہیں فرمایا اور نہ کسی حال کو خاص فرمایا ہے، مگر سلطان اگر ظلم کرے تو بھی خروج نہ کرے، اہل حدیث کی جماعت کا اجماع ہے کہ اگر اپنے نفس اور مال کا دفاع ممکن نہ ہو مگر سلطان پر خروج کے ساتھ اور اس سے جنگ کے ساتھ تو سلطان سے نہ لڑے اور نہ اس پر خروج کرے، یہ ان اخبار کی وجہ سے ہے جو رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں جن میں ظلم و جور کے باوجود صبر کا حکم ہے اور ان سے نہ لڑنے اور ان سے خروج نہ کرنے کا حکم ہے جب تک وہ نماز قائم کریں،

میں کہتا ہوں: ہمارے مذہب میں اختلاف ہے جب کوئی خفیف چیز طلب کی جائے جیسے کپڑا، کھانا وغیرہ تو کیا وہ انہیں دی جائے گی یا ان سے جنگ کی جائے گی؟ یہ اختلاف ایک اصل پر مبنی ہے وہ یہ ہے کیا ان سے قتال کا حکم ہے، کیونکہ یہ برائی کو روکنا ہے یا ضرر کے دفع کرنے کے باب سے ہے؟ اس بنا پر قتال سے پہلے ان کو دعوت دینے میں اختلاف ہے۔

مسئلہ نمبر: (۱۴) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ”ذالک لہم خزئی فی الدنیا“۔ محاربیت کی شفاعت اور اس کے ضرر کے عظیم ہونے کی وجہ سے دنیا میں ان کے لیے رسوائی ہے، محاربیت کا نقصان بہت بڑا ہے، کیونکہ اس میں لوگوں پر کسب کا راستہ مسدود کرتا ہے، کیونکہ اکثر لوگوں کی معیشت تجارت ہوتی ہے اور تجارت کا رکن اور ستون زمین میں سفر کرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) ”واخرون یضرہون فی الارض یبتغون من فضل اللہ“۔ (النمل: ۶۰) جب راستہ پر ڈرایا جائے گا تو لوگ سفر سے رک جائیں گے اور وہ گھروں کو لازم پکڑنے کے محتاج ہوں گے اور تجارت کا دروازہ بند ہو جائے گا اور اس کی معیشت رک جائے گی، اللہ تعالیٰ نے ڈاکوؤں پر سخت حدود کو مشروع فرمایا یہ دنیا میں رسوائی ہے تاکہ انہیں برے فعل سے روکا جائے اور تجارت کا باب کھولا جائے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مباح فرمایا ہے جو تجارت کرنا چاہے اور آخرت میں محاربیت پر عذاب عظیم کی وعید سنائی ہے یہ معصیت دوسری معصیوں سے خارج اور مستثنیٰ ہوگی۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے جس میں نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”جس نے ان جرموں کا ارتکاب کیا پھر اسے دنیا میں اس کی سزا دی گئی تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے“۔ (صحیح بخاری، کتاب الحدود جلد ۲، صفحہ ۱۰۰۷)

یہ بھی احتمال ہے کہ رسوائی اس کے لیے ہو جس کو سزا دی گئی اور آخرت کا عذاب اس کے لیے ہو جو دنیا میں سزا سے بچ گیا اور یہ گناہ دوسرے گناہوں کے قائم مقام ہو، اور مومن ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا جیسا کہ گزر چکا ہے لیکن جتنا گناہ بڑا ہوگا سزا اتنی بڑی ہوگی پھر وہ شفاعت یا قبضہ کے ذریعہ وہ نکلے گا پھر یہ وعید، مشیت کے نفاذ کے ساتھ مشروط ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ”یغفر ما دون ذلک لمن یشاء“۔ (النساء: ۷۸)

خوف ان پر وعید کے حساب سے اور معصیت کی برائی کے اعتبار سے ان پر غالب ہوگا۔

مسئلہ نمبر: (۱۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ”الا الذین تابوا من قبل ان تقدر و علیہم“۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو توبہ کرنے والوں کی استثناء فرمائی جو قابو پائے جانے سے پہلے توبہ کر لیں اور ان سے اپنے حق کے سقوط کی خبر دی فرمائی: (آیت) ”فاعلموا ان اللہ غفور رحیم“۔ رہا قصاص اور انسانوں کے حقوق تو وہ ساقط نہیں ہوتے، اور جو قدرت کے بعد توبہ کرے آیت کا قائل اس بات کا مقتضی ہے کہ اس کو توبہ نفع نہ دے گی اور اس پر حدود قائم کی جائیں گی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا

آیت توبہ ہے کہ ہر حد توبہ سے ساقط ہو جاتی ہے۔ (زوال المسیر، جلد ۲، صفحہ ۲۰۶)

اس کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جس کا تعلق انسانوں کے حقوق سے ہے خواہ وہ قصاص ہو یا کوئی اور ہو قدرت پائے جانے سے پہلے توبہ سے ساقط نہیں ہوتا۔ بعض علماء نے فرمایا: استثنا سے مراد مشرک ہے جب وہ قاپو پائے جانے سے پہلے توبہ کرے اور ایمان لے آئے تو اس سے حدود ہو جائیں گی، یہ قول ضعیف ہے، کیونکہ وہ قدرت پائے جانے کے بعد ایمان لائے گا تو بالا جماع اسے قتل ہو جائے گا، بعض نے فرمایا: محاربین سے حد ساقط نہ ہوگی، ان پر قاپو پائے جانے کے بعد، واللہ اعلم۔

کیونکہ وہ توبہ میں جھوٹ کے ساتھ اور اس میں تصنع کے ساتھ متہم ہیں جب امام کا ہاتھ انہیں پکڑ لے گا یا اس لیے جب ان پر قاپو پایا گیا تو وہ ایسے مقام پر ہو گئے کہ انہیں سزا دی جائے اور ان کی توبہ قبول نہ کی جائے جیسا کہ پہلی امتوں میں جو عذاب کے ساتھ متہمس تھا یا وہ غرغره کی حالت تک پہنچ گیا ہے پھر اس نے توبہ کی ہے جب قاپو پائے جانے سے پہلے توبہ کر لیں تو ان پر توبہ کی تہمت نہیں ہے یہ اسے نفع بخش ہے جیسا کہ اس کا بیان سورۃ یونس میں آئے گا، رہے شرابی، زانی اور چور جب وہ توبہ کر لیں اور اصداغ کر لیں اور ان سے توبہ معروف ہو جائے پھر انہیں امام کی طرف لے جایا جائے تو امام کے لیے اسے حد کا نام مناسب نہیں، اگر انہیں امام کے پاس لے جایا جائے پھر وہ کہیں: ہم نے توبہ کی تو وہ نہیں چھوڑے جائیں گے وہ اس حالت میں محاربین کی طرح ہیں جب ان پر غلبہ پایا گیا، واللہ اعلم۔ (تفسیر قرطبی، لاہوری)

بَابُ فِي الْحَدِّ يُشْفَعُ فِيهِ

باب: کسی حد کے بارے میں سفارش کرنے کا حکم

4373- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْحِبٍ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ، فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا، - يَعْنِي - رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالُوا: وَمَنْ يَجْهَرُ إِلَّا أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، حَبِطَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَلَّمَهُ أَسَامَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَسَامَةُ، أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ؟ ثُمَّ قَامَ فَأَخْتَطَبَ، فَقَالَ: إِنَّمَا خَلَّتِ الدِّينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنْتُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَآيَمَ اللَّهُ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ، لَقَطَعْتُ يَدَهَا

4373- بسادہ صحیح، عروہ: هو ابن الربیع بن العوام، وابن شہاب: هو محمد بن مسلم ابن شہاب الزہری، واللیث: هو ابن سعد، وخرجه سعری (3475) و (3732) و (3733) و (4304) و (6787) و (6788)، ومسلم (1688)، وابن ماجہ (2547)، والترمذی (1493)، والبیہقی (7341 - 7349) من طرق عن الزہری، به. إلا أن النسخة في الموضع الثاني قال: أتى النبي - صلى الله عليه وسلم - يسأرك، وهو مخالف لرواية الجماعة عن الزہری، وهو في "مسند أحمد" (24138) و (25297)، و"صحیح ابن حبان" (4402).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: قریش ایک مخزومی عورت کے بارے میں بہت پریشان ہوئے، جس نے چوری کا ارتکاب کیا تھا، ان لوگوں نے کہا: اس عورت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کون بات کر سکتا ہے؟ پھر انہوں نے سوچا، یہ جرات صرف حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کر سکتے ہیں، جو نبی اکرم ﷺ نے محبوب ہیں، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں بات کی، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے اسامہ! کیا تم اللہ تعالیٰ کی ایک حد کے بارے میں سفارش کر رہے ہو؟ پھر نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”تم سے پہلے کے لوگ اس وجہ سے ہلاکت کا شکار ہو گئے کہ جب ان میں سے کوئی صاحب حیثیت شخص چوری کرتا تھا تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور شخص چوری کرتا تھا تو وہ اس پر حد جاری کر دیتے تھے، اللہ کی قسم! اگر میری صاحبزادی فاطمہ نے چوری کی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کٹوا دیتا۔“

4374- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَتْ امْرَأَةٌ فَخْرُومِيَّةٌ تُسْتَعِيرُ الْبَقَاعَ وَتَجْعَلُهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَطْعِ يَدِهَا، وَقَصَّ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ، قَالَ: فَقَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهَا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى ابْنُ وَهَبٍ، هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ فِيهِ كُنَّا قَالِ اللَّيْثُ: إِنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ وَرَوَاهُ اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، بِإِسْنَادِهِ فَقَالَ: اسْتَعَارَتْ امْرَأَةً، وَرَوَى مَسْعُودُ بْنُ الْأَسْوَدِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا الْخَبَرِ، قَالَ: سَرَقَتْ قَطِيفَةً مِنْ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فَعَازَتْ بِرِئْسِ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مخزومی عورت کوئی چیز مانگ کر لے جاتی تھی اور پھر مکر جاتی تھی تو نبی اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد لیث کی نقل کردہ روایت کی مانند روایت ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک اور سند کے ساتھ زہری کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک عورت نے چوری کی، یہ فتح مکہ کے موقع کی بات ہے، یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابن شہاب کے حوالے سے منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: ایک عورت نے عاریت کے طور پر کوئی چیز لی۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: ایک عورت نے چوری کی، پھر وہ نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی پناہ میں آ گئی۔

بِثُوبِكَ كَانَ خَيْرًا لَكَ

میں نے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے چار مرتبہ (زنا کا ارتکاب کرنے) اقرار کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں سلسلہ کرتے ہوئے مگر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ہزال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”اگر تم اپنے کپڑے کے ذریعے اس پر پردہ ڈال دیتے، تو یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر تھا“

4378 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ الْمُثَنَّى أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ مَا عَزَا أَنْ يَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُخْبِرُهُ

میں نے اپنے والد کا یہ بیان کرتے ہیں: حضرت ہزال رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو اور آپ ﷺ کو اس بارے میں بتائیں۔

بَابُ فِي صَاحِبِ الْحَدِّ يَجِيءُ فَيُقِرُّ

باب: حد کا مجرم اگر خود آکر اقرار کر لے

4379 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ حَدَّثَنَا الْفَرِّيَّابِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عَقْمَةَ بْنِ وَاثِلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً خَرَجَتْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُرِيدُ الضَّلَاةَ فَتَقْطَعُهَا رَجُلٌ فَتَجْلِلُهَا فَقَطَعَتْ حَاجَتَهُ مِنْهَا فَصَاحَتْ وَانْطَلَقَ فَمَرَّ عَلَيْهَا رَجُلٌ فَقَالَتْ: إِنَّ ذَلِكَ فَعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا وَمَرَّتْ عِصَابَةٌ مِنَ السُّهَاجِرِينَ فَقَالَتْ: إِنَّ ذَلِكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا فَأَنْطَلَقُوا فَأَخَذُوا الرَّجُلَ الَّذِي ظَنَنْتُ أَنَّهُ وَقَعَ عَلَيْهَا فَأَتَوْهَا بِهِ فَقَالَتْ: نَعَمْ هُوَ هَذَا فَأَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَا أَمْرُ بِهِ قَامَ صَاحِبُهَا الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا صَاحِبُهَا فَقَالَ لَهَا أَذْهَبِي فَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ وَقَالَ لِلرَّجُلِ قَوْلًا حَسَنًا

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي الرَّجُلَ الْمَأْخُودَ وَقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا: ارْجِعْهُ. فَقَالَ: لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ اسْبَاطُ بْنُ نَصْرِ، أَيْضًا عَنْ سِمَاكٍ

عقمر بن واثل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں، ایک عورت گھر سے نکلی وہ نماز کے لیے جانا چاہ رہی تھی، اس کو ایک شخص ملا، اس نے اس عورت پر حملہ کر کے اس سے اپنی خواہش پوری کی، وہ عورت چلتی رہی لیکن وہ شخص چلا گیا، پھر ایک اور شخص وہاں سے گزرا، تو اس عورت نے کہا: اس شخص نے میرے ساتھ یہ کیا ہے، کچھ بہا جریں وہاں سے نرے، تو اس عورت نے کہا: اس شخص نے میرے ساتھ یہ کیا ہے، پھر وہ لوگ گئے، انہوں نے اس شخص کو پکڑا، جس کے

بارے میں عورت نے یہ بیان کیا تھا کہ اس نے اس عورت کے ساتھ زنا کیا ہے، وہ اس شخص کو لے کر اس عورت کے پاس آئے، اس عورت نے کہا: جی ہاں! یہ وہ شخص ہے، وہ لوگ اس شخص کو لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے، جب نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا، تو اس عورت کا مجرم شخص کھڑا ہوا، جس نے اس کے ساتھ زنا کیا تھا، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے یہ جرم کیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس عورت سے فرمایا: تم چلی جاؤ! اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت کر دی ہے، اور نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کے بارے میں اچھے کلمات کہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یعنی وہ شخص جسے پکڑا گیا تھا اور جس شخص نے اس عورت کے ساتھ زنا کیا تھا، اس کے بارے میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا: اسے سنگسار کر دو، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”اس شخص نے ایسی توبہ کی ہے، اگر تمام اہل مدینہ ایسی توبہ کر لیتے، تو یہ ان سب کی طرف سے قبول ہوتی۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسباط بن نصر نے بھی یہ روایت سنا کہ سے نقل کی ہے۔

بَابُ فِي التَّلْقِينِ فِي الْحَدِّ

باب: حد میں تلقین کرنا

4380 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَبِي الْمُنْذِرِ، مَوْلَى أَبِي ذَرٍّ، عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ التَّمِزُومِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أُتِيَ بِبَلِصٍّ قَدْ اعْتَرَفَ اعْتِرَافًا وَلَمْ يُوَجَدْ مَعَهُ مَتَاعٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ، قَالَ: بَلَى، فَأَعَادَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَأَمَرَ بِهِ فَقُطِعَ، وَجِئَ بِهِ، فَقَالَ: اسْتَغْفِرِ اللَّهَ وَتُوبَ إِلَيْهِ فَقَالَ: اسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ ثَلَاثًا

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: حضرت ابو امیہ مخزومی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک چور کو لایا گیا، جس نے اعتراف کر لیا تھا لیکن اس کے پاس سے سامان نہیں ملا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرا یہ خیال ہے کہ تم نے چوری نہیں کی: اس نے عرض کی: جی ہاں! (یعنی میں نے چوری کی ہے) نبی اکرم ﷺ نے دو مرتبہ یا تین مرتبہ اپنی بات دوہرائی، پھر آپ ﷺ کے حکم کے تحت اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور اسے لایا گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو، اس

4380- صحیح لعیبر، و هذا إسناد ضعيف لجهالة أبي المنذر مولى أبي ذر فلم يرو عنه غير إسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة، حماد: هو ابن سلمة، وحرره ابن ماجة (2597)، والنسائي في "الكبرى" (7322) من طريق حماد بن سلمة، بهذا الإسناد، وهو في "مسند أحمد" (22508)، وله شاهد من حديث أبي هريرة عند الطحاوي في "شرح معاني الآثار" 168/3، والدارقطني (3163)، والحاكم 381/4،

نے عرض کی: میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ طلب کرتا ہوں، تو نبی اکرم ﷺ نے تین مرتبہ دعا کی: اے اللہ! اس کی توبہ قبول کرے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

بَابُ فِي الرَّجُلِ يَعْتَرِفُ بِحَدٍّ وَلَا يُسَيِّئِهِ

باب: آدمی کا کسی قابل حد جرم کا اعتراف کرنا، لیکن اس کا نام نہ لینا

4381 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَمَارٍ حَدَّثَنِي أَبُو أَمَامَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا، فَأَقْبَلْتُهُ عَلَى، قَالَ تَوَضَّأْتُ حِينَ أَقْبَلْتُهُ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: هَلْ صَلَّيْتَ مَعَنَا حِينَ صَلَّيْنَا، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: اذْهَبْ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ عَفَا عَنْكَ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے قابل حد جرم کا ارتکاب کیا ہے، آپ مجھ پر حد جاری کر دیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم آئے تھے اس وقت تم نے وضو کر لیا تھا؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: جب ہم نے نماز ادا کی، تو کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی؟ اس نے عرض کی: جی ہاں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم جاؤ! اللہ تعالیٰ نے تم سے درگزر کر لیا ہے۔

بَابُ فِي الْإِمْتِحَانِ بِالضَّرْبِ

باب: مازپیٹ کر کے تفتیش کرنا

4382 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ بْنُ تَجْدَةَ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ، حَدَّثَنَا آزْهَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَرَازِيُّ، أَنَّ قَوْمًا مِنْ الْكَلَابِئِثِ سَرَقُوا لَهُمْ مَتَاعًا، فَأَتَهُمُ الْإِنْسَاءُ مِنَ الْحَاكِمَةِ، فَأَتُوا التُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَبَسَهُمْ أَيَّامًا ثُمَّ خَلَّى سَبِيلَهُمْ، فَقَالُوا: خَلَّيْتَ سَبِيلَهُمْ بِغَيْرِ ضَرْبٍ، وَلَا إِمْتِحَانٍ، فَقَالَ التُّعْمَانُ: مَا شِئْتُمْ، إِنْ شِئْتُمْ أَنْ أَضْرِبَهُمْ فَإِنْ خَرَجَ مَتَاعُكُمْ فَبِذَاكَ، وَإِلَّا أَخَذْتُ مِنْ ظُهُورِكُمْ مِثْلَ مَا أَخَذْتُ مِنْ ظُهُورِهِمْ، فَقَالُوا: هَذَا حُكْمُكَ، فَقَالَ: هَذَا حُكْمُ اللَّهِ، وَحُكْمُ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِنَّمَا آزْهَرُهُمْ بِهَذَا الْقَوْلِ، أَيْ لَا يَجِبُ الضَّرْبُ إِلَّا بَعْدَ الْإِعْتِرَافِ

4381 - إسناده صحيح، أبو عمار: هو شاذان بن عبد الله القرشي الدمشقي، والأوزاعي: هو عبد الرحمن بن عمرو الفقيه المشهور، وأخرجه لسانى فى "الكبرى" (7274 - 7272) من طرق عن الأوزاعي، و(7275) من طريق عكرمة بن عثمان، كلاهما عن أبي أمامة، وأخرجه لسانى (7271)

❁❁ از ہر بن عبد اللہ حرازی بیان کرتے ہیں: کلاع قبیلے کے کچھ لوگوں کا سامان چوری ہو گیا، انہوں نے اس بارے میں جولاہوں پر الزام عائد کیا، ان لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کی صحابی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا، انہوں نے انہیں کئی دن قید میں رکھا پھر چھوڑ دیا، وہ لوگ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور بولے: آپ نے ان کی پٹائی کیے بغیر ان سے تفتیش کیے بغیر انہیں چھوڑ دیا ہے، تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہو تو میں ان کی پٹائی کر دیتا ہوں، اگر تمہارا سامان مل گیا تو ٹھیک ہے، ورنہ میں اس کے بدلے میں تمہاری بھی اتنی پٹائی کروں گا، جتنی ان کے پٹائی کی ہوگی، ان لوگوں نے دریافت کیا: کیا یہ آپ کا فیصلہ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ اللہ کا فیصلہ ہے اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اصل میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو اس بات کے ذریعے ڈرانا چاہ رہے تھے، یعنی مار پیٹ اس وقت ہوتی ہے، جب اعتراف ہو چکا ہو۔

بَابُ مَا يُقْطَعُ فِيهِ السَّارِقُ

باب: چور کا ہاتھ کس چیز کی چوری پر کاٹا جائے گا

4383- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ، عَنْ عُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْطَعُ فِي رُبْعٍ دِينَارٍ فَصَاعِدًا

❁❁ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک چوتھائی دینار (یا اس سے زیادہ کی قیمت والی چیز) کی چوری پر ہاتھ کٹوا دیا تھا۔

4384- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، وَوَهْبُ بْنُ هَيَّانٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ السَّرَّاجِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، وَعُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبْعٍ دِينَارٍ فَصَاعِدًا، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: الْقَطْعُ فِي رُبْعٍ دِينَارٍ فَصَاعِدًا

❁❁ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

”ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ (قیمت والی چیز کی چوری) پر چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔“

احمد بن صالح نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ”ایک چوتھائی دینار یا زیادہ (قیمت والی چیز کی چوری پر) ہاتھ کاٹا جائے گا۔“

4383- إسناده صحيح. عمرة: هي بنت عبد الرحمن بن سعد بن زُرارة، والزهرى: هو محمد بن مسلم بن شهاب، وسفيان: هو ابن عيينة. وأخرجه لبحري (6789)، ومسلم (1684)، وابن ماجه (2585)، والترمذي (1511)، والنسائي في "الكبرى" (7361) و (7365) و (7366) و (7368) من طرق عن ابن شهاب الزهري، به. وأخرجه البخاري (6791)، ومسلم (1684)، والنسائي (7369) و (7370) و (7374) و (7375) و (7376) و (7379) و (7380) و (7383) من طرق عن عمرة بنت عبد الرحمن، عن عائشة. وأخرجه موقوفًا على عائشة النسائي (7357) و (7373 - 7371) و (7377)

4385 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي مَجْنٍ ثَمْنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کٹوا دیا تھا، جس کی قیمت تین درہم تھی۔

4386 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، أَنَّ نَافِعًا، مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، حَدَّثَهُمْ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ يَدَ رَجُلٍ سَرَقَ ثُرْسًا، مِنْ صُفَّةِ النِّسَاءِ، ثَمْنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کا ہاتھ کٹوا دیا تھا، جس نے عورتوں کے چوڑے سے ڈھال چوری کی تھی، جس کی قیمت تین درہم تھی۔

4387 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الشَّرْحِ الْعَسْقَلَانِيُّ، وَهَذَا لَفْظُهُ، وَهُوَ آتَمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مُثَنَّى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَطَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ رَجُلٍ فِي مَجْنٍ قِيمَتُهُ دِينَارٌ، أَوْ عَشْرَةُ دَرَاهِمٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری کی وجہ سے، ایک شخص کا ہاتھ کٹوا دیا تھا، جس کی قیمت ایک دینار (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں) دس درہم تھی۔

امام ابوداؤد بخیر فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

سرقہ کے معنی و مفہوم کا بیان

سرقہ سمن کے زبرد اور اور را کے زیر کے ساتھ چوری کے معنی میں ہے اور اصطلاح شریعت میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی مکلف کسی کے ایسے حرز مال میں سے کچھ یا سب خفیہ طور پر لے لے جس میں نہ تو اس کی ملکیت ہو اور نہ شبہ ملکیت ہو۔

علامہ طیبی شافعی نے کہا ہے کہ قطع السرقة میں اضافت بخذف مضاف مفعول کی طرف ہے یعنی معنی کے اعتبار سے یہ عنوان یوں ہے باب قطع ابل السرقة ہے۔

اسلامی شریعت میں کسی کا قیمتی مال حرز سے نکال کر لے جانا بغیر کسی حق ملکیت یا اسکے شبہ سے سرقہ کہلاتا ہے اور سرقہ کرنے والے کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ چوری کے مال کی کم سے کم مالیت نصاب کہلاتی ہے، چنانچہ نصاب کے بقدر یا اس سے زائد مال کی چوری ہوگی تو حد سرقہ کی پہلی شرط پوری ہو جائے گی۔ چوری کے مال کا قیمتی ہونا ضروری ہے مختلف فقہاء کے ہاں اس کی مختلف قیمتیں متعین کی گئیں ہیں تاہم کم از کم دس درہم پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ایک قول مروی ہے کہ اگر چوری چوتھائی دینار کے برابر ہو تو اس پر حد جاری ہوئی، دوسری روایت میں پانچ درہم کی قیمت بھی بیان کی گئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرات ابوبکر و عمر کے زمانے میں ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا جاتا تھا، پوچھا کہ ڈھال کی کیا قیمت ہوا کرتی تھی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ پانچ درہم۔ ایک اور روایت ہے کہ ایک چور نے کپڑا چرا لیا تو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا جس پر اعتراض کیا گیا کہ اس کپڑے کی مالیت دس درہم سے کم ہے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اس کپڑے کی مالیت کا اندازہ لگائیں جو آٹھ درہم بتایا گیا، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم واپس لے لیا۔ اسلامی شریعت کا ایک مصدقہ اصول ہے کہ بعد والا حکم ناسخ ہوتا ہے اور پہلے والے فیصلے کو منسوخ کر دیتا ہے چنانچہ نصاب کے بارے میں اگرچہ بہت سے اقوال ہیں لیکن دس درہم پر اکثریت کا اتفاق ہے کیونکہ خلافت راشدہ کے آخری زمانے میں اسی پر تعامل رہا۔ دس درہم کی فی زمانہ جو قیمت ہوگی وہ وقت کے لحاظ سے اس زمانے میں چوری کا نصاب ہوا کرے گی۔

حدیث کے مطابق چور کیلئے سخت وعید کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس وقت زانی زنا کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے ساتھ ایمان نہیں رہتا اسی طرح سے جو چوری کا ارتکاب کرتا ہے تو ایمان اس کے ساتھ نہیں رہتا اور جس وقت (شرابی) شراب پیتا ہے تو اس وقت ایمان نہیں ہوتا اور جس وقت کوئی شخص لوٹ مار کرتا ہے کہ جس کی جانب لوگ دیکھیں تو وہ ایمان دار نہیں رہتا۔ (سنن نسائی: جلد سوم: حدیث نمبر 1174 حدیث متواتر حدیث مرسل)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خداوند قدوس چور پر لعنت بھیجے وہ اندھے کی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے وہ دہری کی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے (یعنی معمولی سے مال کے واسطے ہاتھ کاٹ جانا قبول اور منظور کرتا ہے جو کہ خلاف عقل ہے)۔ (سنن نسائی: جلد سوم: حدیث نمبر 1177)

سرقہ کی لغوی تشریح کا بیان

یہ کتاب سرقہ ہے اور سرقہ کا لغوی معنی یہ ہے کہ چوری چھپے کسی دوسرے کی چیز کو اٹھا لینا ہے۔ اور اسی سے استراق سمع ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: سوائے اس شیطان کے جو چوری چھپے سن لے اور سرقہ کے لغوی معنی میں شرعی طور پر کچھ اوصاف کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ عن قریب ان کو بیان کریں گے۔ اور شرعی معنی میں ابتدائی طور پر اور انتہائی طور پر دونوں طرح سے لغوی معنی کا اعتبار کیا گیا ہے یا صرف انتہائی طور پر لغوی معنی کی رعایت کی گئی ہے۔ جس طرح کسی نے چوری چھپے دیوار میں نقب لگایا اور مالک سے لڑائی کرتے ہوئے سرعام مال لے لیا۔ جبکہ بڑی چوری یعنی ڈکیتی میں نگران (حکمران) کی آنکھ سے چوری کرتا ہے کیونکہ حکمران ہی سپاہیوں کے ساتھ راستوں کی حفاظت کرنے والا ہے۔ جبکہ چھوٹی چوری میں مالک یا اس کے نائب کی آنکھوں سے چوری کرتے ہوئے مال کو چراتا ہے۔ (دریہ: کتاب سرقہ: ۱۰۰)

چوری کے جرم پر بیان کردہ شرعی حد کا بیان

اور جب کسی عاقل و بالغ شخص نے دس دراهم کی چوری کر لی یا کوئی اس طرح چیز چوری کر لی جس کی قیمت ڈھلے ہوئے دس دراهم کے برابر ہو اور محفوظ جگہ سے چوری کی ہو جس میں کوئی شبہ نہ ہو تو چور پر قطع یہ واجب ہوگا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا" اور عقل و بلوغت کا اعتبار اس لئے بھی ضروری ہے کہ ان کے بغیر جنایت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ قطع جنایت کی سزا ہے۔ اور کثیر مال کا تقرر ضروری ہے کیونکہ قلیل مال میں رغبت کم ہوتی ہے۔ ہاں کم مال کوئی پوشیدہ طریقے سے نہیں لیتا پس اس سے چوری کا رکن ثابت نہ ہوگا۔ اور سزا کی حکمت بھی حاصل نہ ہوگی کیونکہ سزا کی حکمت اس مال میں ثابت ہوتی ہے جس کا وقوع کثیر ہو۔ اور وہ دس دراهم مقرر کرنا ہمارا مذہب ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ نصاب چار دینار ہے۔ جبکہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک اس کا نصاب تین دراهم ہے۔

حضرت امام شافعی اور امام مالک علیہما الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ڈھال کی قیمت چارے پر ہاتھ کاٹا جاتا تھا اور ڈھال کی قیمت کم از کم تین دراهم کا اندازہ ہے۔ اور کم پر عمل کرنا افضل ہے۔ کیونکہ اقل میں یقین ہوتا ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایک دینار کی قیمت بارہ دراهم تھی اور تین دراهم اس کا چوتھائی ہے۔

ہماری (احناف) کی دلیل یہ ہے کہ حد کو دور کرنے کیلئے وسیلہ بناتے ہوئے اس باب میں اکثر کو اختیار کرنا افضل ہے۔ کیونکہ قلیل میں عدم جنایت کا شبہ ہے اور شبہ حد کو ختم کرنے والا ہے۔ اور اس کی تائید نبی کریم ﷺ کے فرمان مبارک سے ہوتی ہے۔ ایک دینار یا دس دراهم میں ہاتھ کاٹنا جائے گا۔ اور دراهم کا لفظ عرف عام میں ڈھلے ہوئے سکے کو کہتے ہیں۔ اور یہی عرف دراهم کے مضروب کی شرط کی وضاحت کرتا ہے۔ جس طرح قدوری کے اندر امام قدوری علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے۔ اور ظاہر الروایت بھی یہی ہے اور سب سے زیادہ صحیح بھی یہی ہے۔ تاکہ جنایت کی رعایت کو مکمل کیا جاسکے۔ یہاں تک کہ اگر کسی نے چاندی کے دس ٹکڑے چوری کیے جن کی قیمت دس ڈھلے ہوئے سکوں سے تھوڑی ہو تو قطع واجب نہ ہوگا اور دراهم میں سات مثقال والے کے وزن کا اعتبار کیا جائے گا۔ کیونکہ کثیر شہروں میں یہی مشہور ہے۔ اور ماتن کا کہنا کہ "أَوْ مَا يَبْلُغُ قِيَمَتُهُ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ" میں اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ غیر دراهم کا اعتبار دراهم کی قیمت کے ساتھ کیا جائے گا۔ اگر چہ وہ سونا نہ ہی ہوں۔ اور چوری کرنا ایسے محفوظ مقام سے ہو جس میں شبہ نہ ہو۔ کیونکہ شبہ حد کو ختم کرنے والا ہے۔ (ہدایہ، کتاب الحدود، لاہور)

حدود کا شبہ سے ساقط ہو جانے کا بیان

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو دور کرو۔ اگر اس کے لیے کوئی راستہ ہو تو اس کا راستہ چھوڑ دو امام کا غلطی سے معاف کر دینا غلطی سے سزا دینے سے بہتر ہے۔

عبداللہ بن حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آپس میں حدود کو معاف کر دیا کرو پس جو حد مجھ تک پہنچی تو بیشک وہ واجب ہوگئی۔

(سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 982)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حد شرعی مجھ پر لاقح ہو چکی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حد کو مجھ پر جاری فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو سامنے سے آیا تھا تو نے وضو کیا تھا فرمایا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ہمارے ساتھ نماز پڑھی جب ہم نے نماز پڑھی کہا کہ جی ہاں۔ فرمایا کہ جا چلے جاؤ بیشک اللہ نے (وضو اور نماز کے طفیل) تیرے گناہ معاف فرمادیے۔

(سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 987)

حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں قاعدہ فقہیہ

الحدود تدبر بالشبہات۔ (الاشباہ ص ۶۳) حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ شک و شبہ سے شرعی حدود اٹھ لی جاتی ہیں۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حدود کو ساقط کر جب تم ان میں ساقط کرنے کی گنجائش پاؤ۔ (سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۸۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

چور کی حد کے لیے شرائط کا بیان

چوری پر سزا کی تحفید کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱، مال مسروق مال منقول ہو (یعنی چوری کا مال منتقل ہونے کے قابل ہو)۔

۲، شرعاً مال معصوم ہو (یعنی قیمت رکھنے والا مال ہو)۔ مال محرز ہو (جو مال حفاظت میں ہو)۔

۳، بقدر نصاب ہو (یعنی جس مال پر نصاب پورا ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ واجب ہو)۔ (الشریع البنائی ۲/ 543)

یعنی وہ مال جس کو اٹھانے کی طاقت رکھتے ہوئے قیمتی بھی ہو اور جس کے بچنے پر فائدہ بھی ہو سکے اور چوری کرتے وقت وہ مال کھل ہو، کسی باڑ یا تالا شدہ مکان یا چوکیدارہ میں نہ ہو، ان میں سے اگر ایک شرط نہ پائی گئی تو حد ساقط ہو جائیگی۔

علامہ عبدالرحمن جزیری لکھتے ہیں۔

۴، حاکم کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ چوری کا مال ایسا مال غنیمت نہ ہو جس میں چور کا بھی حصہ تھا یا مال بیت المال کا نہ ہو۔ اس لیے

کہ بیت المال میں سارق کا بھی حصہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مال خمس (زمین سے نکلے ہوئے خزانہ اور مال غنیمت) میں چوری کرنے والے کے لیے ہاتھ

کاٹنے کا فیصلہ نہیں فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اس میں اس کا بھی حصہ ہے۔ ۵، جبر کی صورت میں بھی سارق کا فعل موجب حد نہیں متصور

دائے ہاتھ اور دوبارہ چوری پر بایاں پاؤں کاٹنے کا بیان

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً مِمَّا كَسَبَا نَكَالًا مِّنْ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (المائدہ ۳۸)

اور جو مرد یا عورت چور ہو۔ تو انکا ہاتھ کاٹوان کے کئے کا بدلہ اللہ کی طرف سے سزا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (کنز الایمان)

اور اس کی چوری دو مرتبہ کے اقرار یا دو مردوں کی شہادت سے حاکم کے سامنے ثابت ہو اور جو مال چڑایا ہے وہ دس درہم سے کم کا نہ ہو۔ (جس طرح حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں ہے)۔ یعنی داہنا اس لئے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اَيْدِيَهُمَا آ یا ہے۔ پہلی مرتبہ کی چوری میں داہنا ہاتھ کاٹا جائے گا پھر دوبارہ اگر کرے تو بایاں پاؤں، اس کے بعد بھی اگر چوری کرے تو قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے۔ چور کا ہاتھ کاٹنا تو واجب ہے اور مال مسروق موجود ہو تو اس کا واپس کرنا بھی واجب اور اگر وہ ضائع ہو گیا ہو تو ضمان واجب نہیں۔ (تفسیر احمدی، خزائن القرآن مائدہ ۳۸)

چوری کی سزا قطعید ہونے کا بیان

حضرت ابن مسعود کی قرأت میں (فاقطعوا ایمانہما) ہے لیکن یہ قرأت شاذ ہے گو عمل اسی پر ہے لیکن وہ عمل اس قرأت کی وجہ سے نہیں بلکہ دوسرے دلائل کی بناء پر ہے۔ چور کے ہاتھ کاٹنے کا طریقہ اسلام سے پہلے بھی تھا اسلام نے اسے تفصیل وار اور منظم کر دیا اسی طرح قسامت دیت فرائض کے مسائل بھی پہلے تھے لیکن غیر منظم اور ادھورے۔ اسلام نے انہیں ٹھیک ٹھاک کر دیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے دو یک نامی ایک خزاعی شخص کے ہاتھ چوری کے الزام میں قریش نے کاٹے تھے اس نے کعبے کا غلاف چرایا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چوروں نے اس کے پاس رکھ دیا تھا۔

بعض فقہاء کا خیال ہے کہ چوری کی چیز کی کوئی حد نہیں تھوڑی ہو یا بہت محفوظ جگہ سے لی ہو یا غیر محفوظ جگہ سے بہر صورت ہاتھ کاٹا جائے گا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت عام ہے تو ممکن ہے اس قول کا یہی مطلب ہو اور دوسرے مطالب بھی ممکن ہیں۔ ایک دلیل ان حضرات کی یہ حدیث بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے کہ انداچا اٹا ہے اور ہاتھ کٹواتا ہے رسی چرائی ہے اور ہاتھ کاٹا جاتا ہے،

نصاب سرقہ میں مذاہب فقہاء کا بیان

جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ چوری کے مال کی حد مقرر ہے۔ گو اس کے تقرر میں اختلاف ہے۔ امام مالک کہتے ہیں تین درہم سکے والے خالص یا ان کی قیمت یا زیادہ کی کوئی چیز چنانچہ صحیح بخاری مسلم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹنا مروی ہے اور اس کی قیمت اتنی ہی تھی۔ حضرت عثمان نے اترنج کے چور کے ہاتھ کاٹے تھے جبکہ وہ تین درہم کی قیمت کا تھا۔ حضرت عثمان کا فعل گویا صحابہ کا جماع سکوتی ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ پھل کے چور کے ہاتھ بھی کاٹے جائیں گے۔

حنفیہ اسے نہیں مانتے اور ان کے نزدیک چوری کے مال کا دس درہم کی قیمت کا ہونا ضروری ہے۔ اس میں شافعیہ کا اختلاف ہے پاؤں یا دینار کے تقرر میں۔

امام شافعی کا فرمان ہے کہ پاؤ دینار کی قیمت کی چیز ہو یا اس سے زیادہ۔ ان کی دلیل بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چور کا ہاتھ پاؤ دینار میں پھر جو اس سے اوپر ہو اس میں کاٹنا چاہئے مسلم کی ایک حدیث میں ہے چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے مگر پاؤ دینار پھر اس سے اوپر میں۔ پس یہ حدیث اس مسئلے کا صاف فیصلہ کر دیتی ہے اور جس حدیث میں تین درہم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ کاٹنے کو فرماتا مروی ہے وہ اس کے خلاف نہیں اس لئے کہ اس وقت دینار بارہ درہم کا تھا۔ پس اصل چوتھائی دینار ہے نہ کہ تین درہم۔ حضرت عمر بن خطاب حضرت عثمان بن عفان حضرت علی بن ابی طالب بھی یہی فرماتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز لیث بن سعد اوزاعی شافعی اسحاق بن راہویہ ابو ثور داؤد بن علی ظاہری کا بھی یہی قول ہے۔

ایک روایت میں امام اسحق بن راہویہ اور امام احمد بن حنبل سے مروی ہے کہ خواہ ربع دینار ہو خواہ تین درہم دونوں ہی ہاتھ کاٹنے کا نصاب ہے۔ مسند احمد کی ایک حدیث میں ہے چوتھائی دینار کی چوری پر ہاتھ کاٹ دو اس سے کم میں نہیں۔ اس وقت دینار بارہ درہم کا تھا تو چوتھائی دینار تین درہم کا ہوا۔ نسائی میں ہے چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے کم میں نہ کاٹا جائے۔ حضرت عائشہ سے پوچھا گیا ڈھال کی قیمت کیا ہے؟ فرمایا پاؤ دینار۔

امام ابو حنیفہ اور ان کے ساتھیوں نے کہا ہے کہ جس ڈھال کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چور کا ہاتھ کاٹا گیا اس کی قیمت نو درہم تھی چنانچہ ابو بکر بن شیبہ میں یہ موجود ہے اور عبداللہ بن عمر سے۔ عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر و مخالفت کرتے رہے ہیں اور حدود کے بارے میں اختیار پر عمل کرنا چاہئے اور احتیاط زیادتی میں ہے اس لئے دس درہم نصاب ہم نے مقرر کیا ہے۔

حافظ ابن کثیر شافعی بعض فقہی مذاہب کے تائیدی دلائل ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بعض سلف کہتے ہیں کہ دس درہم یا ایک دینار حد ہے علی ابن مسعود ابراہیم نخعی ابو جعفر باقر سے یہی مروی ہے۔ سعید بن جیر فرماتے ہیں پانچوں نہ کاٹی جائیں مگر پانچ دینار پچاس درہم کی قیمت کے برابر کے مال کی چوری میں۔ ظاہر یہ کا مذہب ہے کہ ہر تھوڑی بہت چیز کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کا نہیں جمہور نے یہ جواب دیا ہے کہ اولاً تو یہ اطلاق منسوخ ہے لیکن یہ جواب ٹھیک نہیں اس لئے تاریخ نسخ کا کوئی یقینی عمل نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ انڈے سے مراد لوہے کا انڈا ہے اور رسی سے مراد کشتیوں کے قیمتی رے ہیں۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ فرمان باعتبار نتیجے کے ہے یعنی ان چھوٹی چھوٹی معمولی سی چیزوں سے چوری شروع کرتا ہے آخر قیمتی چیزیں چرانے لگتا ہے اور ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بطور افسوس کے اوپر چور کو نادم کرنے کے فرما رہے ہیں کہ کیسا ذلیل اور بخوف انسان ہے کہ معمولی چیز کیلئے ہاتھ جیسی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔

مذکور ہے کہ ابو العلام معری جب بغداد میں آیا تو اس نے اس بارے میں بڑے اعتراض شروع کئے اور اس کے جی میں یہ خیال بیٹھ گیا کہ میرے اس اعتراض کا جواب کسی سے نہیں ہو سکتا تو اس نے ایک شعر کہا کہ اگر ہاتھ کاٹ ڈالا جائے تو دیت میں پانچ سو دلوائیں اور پھر اس ہاتھ کو پاؤ دینار کی چوری پر کٹوا دیں یہ ایسا تناقض ہے کہ ہماری سمجھ میں تو آتا ہی نہیں خاموش ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا بولا ہمیں جہنم سے بچائے۔ لیکن جب اس کی یہ بکواس مشہور ہوئی تو علماء کرام نے اسے جواب دینا چاہا تو یہ بھاگ گیا پھر

جواب بھی مشہور کر دیئے گئے۔

قاضی عبدالوہاب نے جواب دیا تھا کہ جب تک ہاتھ امین تھا تب تک ٹمین یعنی قیمتی تھی اور جب یہ خائن ہو گیا اس نے ہڈی کر لی تو اس کی قیمت گھٹ گئی۔ بعض بزرگوں نے اسے قدرے تفصیل سے جواب دیا تھا کہ اس سے شریعت کی کامل حکمت ظاہر ہوتی ہے اور دنیا کا اسن و امان قائم ہوتا ہے، جو کسی کا ہاتھ بیوجہ کاٹ دینے کا حکم دیا تاکہ چوری کا دروازہ اس خوف سے بند ہو جائے۔ پس یہ تو عین حکمت ہے اگر چوری میں بھی اتنی رقم کی قید لگائی جاتی تو چوریوں کا انسداد نہ ہوتا۔ یہ بدلہ ہے ان کے کرتوت کا۔ مناسب مقام یہی ہے کہ جس عضو سے اس نے دوسرے کو نقصان پہنچایا ہے، اسی عضو پر سزا ہو۔ تاکہ انہیں کافی عبرت حاصل ہو اور دوسروں کو بھی تنبیہ ہو جائے۔ اللہ اپنے انتقام میں غالب ہے اور اپنے احکام میں حکیم ہے۔ جو شخص اپنے گناہ کے بعد توبہ کر لے اور اللہ کی طرف جھک جائے، اللہ اسے اپنا گناہ معاف فرما دیا کرتا ہے۔ ہاں جو مال چوری میں کسی کا لے لیا ہے چونکہ وہ اس شخص کا حق ہے، لہذا صرف توبہ کرنے سے وہ معاف نہیں ہوتا تا وقتیکہ وہ مال جس کا ہے اسے نہ پہنچائے یا اس کے بدلے پوری پوری قیمت ادا کرے۔ جمہور ائمہ کا یہی قول ہے، صرف امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ "جب چوری پر ہاتھ کٹ گیا اور مال تلف ہو چکا ہے تو اس کا بدلہ دینا اس پر ضروری نہیں"۔

دارقطنی وغیرہ کی ایک فرسٹ حدیث میں ہے کہ "ایک چور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا، جس نے چادر چرائی تھی، آپ نے اس سے فرمایا، میرا خیال ہے کہ تم نے چوری نہیں کی ہوگی، انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے چوری کی ہے تو آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو جب ہاتھ کٹ چکا اور آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا توبہ کرو، انہوں نے توبہ کی، آپ نے فرمایا اللہ نے تمہاری توبہ قبول فرمائی" (رضی اللہ عنہ)

ابن ماجہ میں ہے کہ "حضرت عمر بن سمرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہتے ہیں کہ مجھ سے چوری ہو گئی ہے تو آپ مجھے پاک کیجئے، فلاں قبیلے والوں کا انٹ میں نے چرا لیا ہے۔ آپ نے اس قبیلے والوں کے پاس آدمی بھیج کر دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا انٹ تو ضرور گم ہو گیا ہے۔ آپ نے حکم دیا اور ان کا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا وہ ہاتھ کٹنے پر کہنے لگے، اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے میرے جسم سے الگ کر دیا تو نے میرے ساتھ جسم کو جہنم میں لے جانا چاہا تھا" (رضی اللہ عنہ)

ابن جریر میں ہے کہ "ایک عورت نے کچھ زیور چرا لئے، ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسے پیش کیا، آپ نے اس کا داہنا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، جب کٹ چکا تو اس عورت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میری توبہ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا تم تو ایسی پاک صاف ہو گئیں کہ گویا آج ہی پیدا ہوئی۔ اس پر آیت (فمن تاب) نازل ہوئی۔

مسند میں اتنا اور بھی ہے کہ اس وقت اس عورت والوں نے کہا ہم اس کا فدیہ دینے کو تیار ہیں لیکن آپ نے اسے قبول نہ فرمایا اور ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ یہ عورت مخزوم قبیلے کی تھی اور اس کا یہ واقعہ بخاری و مسلم میں بھی موجود ہے کہ چونکہ یہ بڑی گھرانے کی عورت تھی، لوگوں میں بڑی تشویش پھیلی اور ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں کچھ کہیں سنیں، یہ واقعہ غزوہ فتح میں ہوا تھا، بالآخر یہ طے ہوا کہ حضرت اسامہ بن زید جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت پیارے ہیں، وہ ان کے بارے

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کریں، حضرت اسامہ نے جب اس کی سفارش کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ناگوار گزرا اور غصے سے فرمایا! اسامہ تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کر رہا ہے؟ اب تو حضرت اسامہ بہت گھبرائے اور کہنے لگے مجھ سے بڑی خطا ہوئی، میرے لئے آپ استغفار کیجئے۔ شام کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ سنایا جس میں اللہ تعالیٰ کی پوری حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ تم سے پہلے کے لوگ اسی خصلت پر تباہ و برباد ہو گئے کہ ان میں سے جب کوئی شریف شخص بڑا آدمی چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی معمولی آدمی ہوتا تو اس پر حد جاری کرتے۔ اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کریں تو میں ان کے بھی ہاتھ کاٹ دوں۔ پھر حکم دیا اور اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں پھر ان بیوی صاحبہ نے توبہ کی اور پوری اور پختہ توبہ کی اور نکاح کر لیا، پھر وہ میرے پاس اپنے کسی کام کاج کیلئے آتی تھیں اور میں اس کی حاجت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر دیا کرتی تھی۔ (رضی اللہ عنہما)

"مسلم میں ہے ایک عورت لوگوں سے اسباب ادھار لیتی تھی، پھر انکار کر جایا کرتی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا" اور روایت میں ہے یہ زیور ادھار لیتی تھی اور اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم حضرت بلال کو ہوا تھا۔ کتاب الاحکام میں ایسی بہت سی حدیثیں وارد ہیں جو چوری سے تعلق رکھتی ہیں۔ فائدہ اللہ۔ جمیع مملوک کا مالک ساری کائنات کا حقیقی بادشاہ، سچا حاکم، اللہ ہی ہے۔ جس کے کسی حکم کو کوئی روک نہیں سکتا۔ جس کے کسی ارادے کو کوئی بدل نہیں سکتا، جسے چاہے بخشے جسے چاہے عذاب کرے۔ ہر چیز پر وہ قادر ہے اس کی قدرت کامل اور اس کا قبضہ سچا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، ماخذہ ۳۸)

چوری کی سزا اور اس کا نصاب

یہ بات تو عنوان ہی سے معلوم ہو گئی کہ اسلامی قانون چور کی سزا قطع ید ہاتھ کاٹ دینا ہے لیکن اس بارے میں فقہاء کا باہم اختلاف ہے کہ کتنی مالیت کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے؟ چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ نصاب سرقہ مال کی وہ مقدار جس پر قطع ید کی سزا دی جائے گی کم از کم دس درہم تقریباً ساڑھے سات ماشہ چاندی ہے اس سے کم مالیت کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جائے گی اور حضرت امام شافعی چوتھائی دینار سونا یا تین درہم چاندی اور یا اس قیمت کی کسی بھی چیز کو نصاب سرقہ قرار دیتے ہیں ان کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں چوتھائی دینار چرانے والے کو قطع ید کی سزا دینا مذکور ہے اور اس وقت چوتھائی دینار تین درہم کے برابر تھا اور ایک دینار کی مالیت بارہ درہم کے برابر تھی۔ امام اعظم ابو حنیفہ کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ: حدیث (لا قطع الا فی دینار او عشر قدر اھم)

"ایک دینار یا دس درہم سے کم کی چوری پر قطع ید نہیں ہے۔"

نیز ہدایہ کے قول کے مطابق اس بارے میں "اکثر" پر عمل کرنا "اقل" پر عمل کرنے سے بہتر ہے کیونکہ معاملہ ایک انسانی عضو کے کاٹنے کا ہے اور "اقل" میں عدم جنایت کا شبہ ہو سکتا ہے۔

واضح رہے کہ فقہاء کے اس اختلاف کی بنیاد اس پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہاتھ کاٹنے کی سزا ایک

ڈھال کی چوری پردی گئی تھی چنانچہ حضرت امام شافعی کی طرف سے تو یہ کہا جاتا ہے کہ اس وقت ڈھال کی قیمت تین درہم تھی جب کہ حنفیہ کی طرف سے شمنی کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں اس کی قیمت دس درہم تھی حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص سے ابن ابی شیبہ نے یہی نقل کیا ہے نیز کافی میں بھی یہ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا دی گئی تھی تو اس کی قیمت دس درہم تھی۔

نصاب سرقہ میں امام شافعی کی مستدل حدیث

حضرت عائشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "چور کا ہاتھ اسی صورت میں کاٹ جائے جب کہ اس نے چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ کی مالیت کی چوری کی ہو۔" (بخاری و مسلم مشکوٰۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 744) یہ حدیث حضرت امام شافعی کے اس مسلک کی دلیل ہے کہ چوتھائی دینار سے کم مالیت کی چوری پر ہاتھ نہ کاٹا جائے گویا ان کے نزدیک نصاب سرقہ کی کم سے کم مقدار چوتھائی دینار ہے ملا علی قاری نے اپنی کتاب میں اس حدیث کے تحت بڑی تفصیل بحث کی ہے اور اس مسئلہ میں علماء کے جو اختلافی اقوال ہیں ان کو نقل کر کے امام ابو حنیفہ کے مسلک کو بڑی مضبوط دلیلوں سے ثابت کیا ہے۔

نصاب سرقہ میں امام مالک کی مستدل حدیث

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کے چرانے پر جس کی قیمت تین درہم تھی، چور کا دہانہ ہاتھ کٹوا دیا تھا۔" (بخاری و مسلم مشکوٰۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 745)

علامہ شمنی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس روایت کے معارض ہے جو ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص سے نقل کی ہے جس میں انہوں نے کہا کہ اس ڈھال کی قیمت دس درہم تھی حضرت ابن عباس اور عمرو ابن شعیب سے بھی اسی طرح منقول ہے نیز شیخ ابن ہمام نے بھی ابن عمر اور ابن عباس سے یہی بات نقل کی ہے کہ اس ڈھال کی قیمت دس درہم تھی اور شمنی نے ہدایہ کے حاشیہ میں بھی یہی لکھا ہے چنانچہ اسی بنیاد پر ابو حنیفہ کا یہ مسلک ہے کہ قطع ید ہاتھ کاٹنے کی سزا اسی چور پر نافذ ہوگی جس نے کم سے کم دس درہم کے بقدر مال کی چوری کی ہو اس سے کم مالیت کی چوری پر یہ سزا نہیں دی جائے گی جہاں تک ابن عمر کی روایت کا تعلق ہے جس سے اس ڈھال کی قیمت تین درہم متعین کی حالانکہ حقیقت میں وہ ڈھال دس درہم کی مالیت کی تھی جیسا کہ اکثر روایتوں سے ثابت ہوا اس موقع پر شیخ عبدالحق اور ملا علی قاری نے اپنی اپنی شرح میں بڑی تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے اہل علم ان کی کتابوں سے مراجعت کر سکتے ہیں۔

نصاب سرقہ میں امام اعظم ابو حنیفہ کی مستدل حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کا ہاتھ کاٹا ڈھال کی چوری کرنے کی وجہ سے جس کی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی (یہ حدیث دلیل ہے حضرت امام ابو حنیفہ کی امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو محمد بن سلمہ اور سعدان بن یحییٰ نے ابن اسحاق سے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے)۔

نصاب سرقہ میں احناف کے موقف کی ترجیح کا بیان

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جحفہ یا ترس ڈھال کی قیمت سے کم میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا گیا اور یہ دونوں (ڈھالیں) قیمت والی ہیں۔ (صحیح مسلم: جلد دوم: حدیث نمبر ۱۱۱۹)

صحیح مسلم کی اس حدیث میں ہے کہ ڈھال کی قیمت سے کم چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا۔ لہذا چوری کا نصاب کم از کم ڈھال ٹھہرا کیونکہ اس سے کم نصاب میں عدم حد کے سبب شبہ پیدا ہو گیا ہے اور قانون یہ ہے کہ شبہ سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں۔ لہذا احناف کے موقف کے مطابق نصاب سرقہ کم از کم دس دراهم ہے۔

نصاب سرقہ میں بعض احادیث و آثار کا بیان

یہ حکم، جیسا کہ واضح ہے، ایک اصولی نوعیت کا حکم ہے اور قرآن نے اپنے اسلوب کے مطابق اس کی اطلاقی تفصیلات مثلاً یہ کہ چور کے دونوں ہاتھ کاٹے جائیں یا ایک اور اگر ایک تو کون سا ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے؟ نئے صراحۃً تعرض نہیں کیا، تاہم حکم کے الفاظ اور اس کو محیط عقلی قرائن اس حوالے سے پوری رہنمائی فراہم کرتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کی روشنی میں اپنے عمل کے ذریعے سے ان پہلوؤں کی وضاحت فرمائی ہے۔

عقل عام اور اخلاقیات قانون کے مسلمہ تصورات کے تناظر میں اس صورت کے لیے بیان کی ہے جب باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے مالک کی حفاظت اور نگرانی میں پڑے ہوئے کسی مال کو چرایا جائے۔ اتفاقاً موقع پا کر کسی غیر محفوظ چیز کو اٹھا لیتا سرے سے اس کے دائرہ اطلاق میں ہی نہیں آتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی وضاحت کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص راستے میں چلتے ہوئے کسی کے باغ سے کچھ پھل توڑ لے یا کسی کھلی جگہ پر بغیر حفاظت کے پڑے ہوئے غلے میں سے کچھ لے لے یا راہ چلتے کسی جانور کو ہٹکا لے جائے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاسکتا۔

امام شافعی نے حکم کو محیط ان عقلی قرائن کو نظر انداز کرتے ہوئے یہ رائے قائم کی ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چوری کی مذکورہ صورتوں کو قطعید سے مستثنیٰ قرار نہ دیا ہوتا تو قرآن مجید کے ظاہر کی رو سے ہر اس شخص کا ہاتھ کاٹنا لازم ہوتا جس نے سرقہ کا ارتکاب کیا ہو ۲ حالانکہ ہماری بیان کردہ توجیہ سے واضح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کردہ استثنا قرآن کے عموم میں کوئی تخصیص پیدا نہیں کرتا، بلکہ درحقیقت سرقہ کے صحیح مصداق کی تعیین و توضیح کی حیثیت رکھتا ہے اور اگر آپ کی تصریحات موجود نہ ہوتیں تو بھی قانونی دانش ان صورتوں کو قرآن کی بیان کردہ سزا سے لازماً مستثنیٰ قرار دیتی۔ یہی وجہ ہے کہ فقہانے اس استثنیٰ کو منصوص صورتوں تک محدود رکھنے کے بجائے اسے ایک عمومی ضابطے پر محمول کیا ہے اور اس کی روشنی میں چوری کی بہت سی دیگر صورتوں کو بھی قطعید سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

اس ضمن میں چوری کی سزا کے نفاذ کے لیے سرقہ مال کی مقدار کا مسئلہ بالخصوص توجہ طلب ہے۔ قرآن نے یہاں کسی مخصوص نصاب کی شرط کی تصریح نہیں کی، لیکن یہ شرط حکم کے پس منظر میں موجود ہے، اس لیے کہ قانون کا موضوع جرم کی اسی صورت کو بنایا جاتا ہے جسے عقلاً و عرفاً کسی باقاعدہ قانونی سزا کا مستوجب سمجھا جائے، جبکہ یہ بات معلوم ہے کہ معمولی اور حقیر

کتاب الخمر

چیزوں کی چوری سے صرف نظر کیا جاتا ہے اور اس ضمن میں قانون کو بالعموم حرکت میں نہیں لایا جاتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم میں مضر اسی شرط کو واضح کرتے ہوئے چور کا ہاتھ کاٹنے کے لیے ایک ڈھال کی قیمت کو معیار قرار دیا اور آپ کے دور میں عمومی طور پر اسی پر عمل ہوتا رہا۔ ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی چور کا ہاتھ ایک زرہ یا ڈھال سے کم قیمت کے مال میں نہیں کاٹا گیا۔

یہاں تنقیح طلب سوال یہ ہے کہ کیا ڈھال کو معیار قرار دینے کا حکم شرعی حیثیت رکھتا ہے اور ہر زمانے میں ہر معاشرے کے لیے اسی کو واجب الاتباع معیار کی حیثیت حاصل ہے؟ فقہانے ڈھال کی قیمت کی تعیین میں اختلاف کے باوجود اصولی طور پر ڈھال ہی کو شریعت کا مقرر کردہ غیر متبدل نصاب سرقہ قرار دیا ہے، تاہم اکابر صحابہ اور تابعین کی آراء سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس میں مقرر کردہ معیار، یعنی ڈھال کی قیمت کو نہیں، بلکہ اس کے پیچھے کارفرما اصول، یعنی قیمتی اور غیر قیمتی چیز میں فرق کو اصل اہمیت کا حامل سمجھتے تھے۔ چنانچہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لم تقطع يد سارق على عهد النبي صلى الله عليه وسلم في ادنى من ثمن المجن ترس او حفة و كان كل واحد منهما ذا ثمن. (بخاری، رقم ۶۲۹۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی چور کا ہاتھ زرہ یا ڈھال سے کم قیمت چیز میں نہیں کاٹا گیا اور یہ دونوں چیزیں قیمتی تھیں۔

ایک دوسری روایت میں فرماتی ہیں: لم یکن یقطع علی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الشء التافہ. (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۸۱۱۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں معمولی چیز کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا۔ اسی طرح جلیل القدر تابعی عروہ بن زبیر فرماتے ہیں: کان السارق علی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقطع فی ثمن المجن و کان المجن یومثلہ ثمن و لم یکن یقطع فی الشء التافہ. (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۸۱۱۰)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چور کا ہاتھ ایک ڈھال کی قیمت میں کاٹا جاتا تھا، کیونکہ اس وقت ڈھال ایک قیمتی چیز سمجھی جاتی تھی۔ کسی معمولی چیز کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا۔

صحابہ کے فتاویٰ اور فیصلوں کے مطالعہ سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے کہ انھوں نے مختلف مقدمات میں، مقدمے کی نوعیت کے لحاظ سے، کسی مخصوص نصاب کی پابندی کے بغیر قطع ید کی سزائیں دی یا تجویز کی ہیں اور قیمتی اور غیر قیمتی اشیاء میں اپنے اپنے ذوق اور صواب دید کے لحاظ سے فرق قائم کیا ہے:

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ انھوں نے لوہے کا ایک خود چرانے پر جس کی قیمت ایک پوتھائی دینا تھی، چور کا ہاتھ کاٹ دیا۔

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ چور کا ہاتھ ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ قیمت کی چیز چرانے پر

کاٹ جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسی چیز کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹ دیا جس کو میں پانچ یا تین درہم میں بھی لینا پسند نہ کرتا۔

حضرت عمرہ بیان کرتی ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مقدمے میں تین درہم کا ایک لیموں چرانے پر چور کا ہاتھ کاٹ دیا۔ لیکن ایک دوسرے مقدمے میں ایک آدمی کو جس نے کپڑا چرایا تھا، حضرت عمر کے پاس لایا گیا تو انھوں نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، تاہم حضرت عثمان نے کہا کہ اس کپڑے کی قیمت دس درہم سے کم ہے۔ چنانچہ تحقیق کی گئی تو اس کپڑے کی قیمت ۱۰ درہم نکلی پس حضرت عمر نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا۔

حضرت ابو ہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے چار درہم سے کم کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کو درست قرار نہیں دیا۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ پانچ انگلیوں کا ہاتھ پانچ درہم چرانے پر ہی کاٹا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جوتوں کا ایک جوڑا چرانے پر چور کا ہاتھ کاٹ دیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ مکے کے راستے میں لوگوں کے چابک چرایا کرتے تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اگر دوبارہ تم نے ایسا کیا تو میں تمہارے ہاتھ کاٹ دوں گا۔

اسی پہلو کو پیش نظر رکھتے ہوئے دور اول میں فقہاء کے ایک گروہ نے ڈھال یا اس کی قیمت کو معیار ماننے یا صحابہ سے منقول فتاویٰ اور فیصلوں میں سے کسی کو اختیار کرنے کے بجائے قیاس کے اصول پر ایک دوسرا معیار پیش کیا اور کہا کہ چونکہ بکریوں کی زکوٰۃ کا نصاب کم سے کم چالیس بکریاں ہے، اس لیے چور کا ہاتھ کاٹنے کے لیے بھی کم از کم چالیس درہم کو نصاب قرار دینا چاہیے۔

دراودا صفہانی نے اسی بنیاد پر یہ رائے اختیار کی ہے کہ قلیل یا کثیر مال کی حد بندی اور اس کی بنیاد پر نصاب سرقہ کی تعیین کا مدار اصلا عرف و عادت پر ہے۔ امام رازی، ان کے استدلال کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

نحن لا نوجب القطع في سرقة الحبة الواحدة ولا في سرقة التبنة الواحدة بل في اقل من يجرى فيه الشح والضنة وذلك لان مقادير القلة والكثرة غير مضبوطة فرما استحققر المثلث الكبير آلافاً موفقة وربما استعظم الفقير طسوجاً ولما كانت مقادير القلة والكثرة غير مضبوطة وجب بناء الحكم على اقل ما يسمى مالا (رازی، مفتاح العیب ۱/۷۸۶)

ہم ایک دانے یا ایک تنکے کی چوری پر نہیں، بلکہ اس کم سے کم مقدار پر قطع یہ کو لازم ٹھہراتے ہیں جس کے بارے میں انسان اپنے اندر بخل اور کنجوسی محسوس کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قلت اور کثرت کی کوئی متعین مقدار طے نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ ایک عظیم بادشاہ ہزاروں لاکھوں کی رقم کو حقیر سمجھ سکتا ہے، جبکہ ایک فقیر ممکن ہے کہ ایک طسوج کو بھی بہت بڑی چیز خیال کرے۔ چونکہ قیمت اور کثرت کی کوئی متعین مقدار طے نہیں کی جاسکتی، اس لیے قطع یہ کے حکم کا مدار اس کم سے کم مقدار پر رکھنا پڑے گا جسے مال کہا جاسکتا

اب اگر سرقہ میں نصاب مقرر کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ معمولی چیزوں کی چوری پر سزا نہ دی جائے، بلکہ کسی ایسی چیز کی چوری پر قطع ید کی سزا نافذ ہو جو عقلاً و عرفاً کسی خاص قدر و قیمت کی حامل ہو تو ظاہر ہے کہ ہر معاشرے کا عرف مختلف ہوتا ہے اور اس میں قدر و قیمت رکھنے والی چیزیں بھی ایک جیسی نہیں ہو سکتیں۔ عرب کے بدوی معاشرے میں ڈھال وغیرہ کو ایک قیمتی چیز کی حیثیت حاصل تھی اور اس بنا پر اس کو معیار مقرر کرنا بھی درست تھا، لیکن ظاہر ہے کہ دوسرے معاشرہ میں صورت حال اس سے مختلف ہے۔ اس بات کو درست مان لینے کا تقاضا یہ ہے کہ ڈھال کو تمام معاشرہ اور زمانوں کے لیے معیار قرار دینے کے بجائے اس کا تعین ہر علاقے اور ہر دور کے اہل حل و عقد کی صواب دید پر چھوڑ دیا جائے جو اپنے اپنے عرف، ضروریات اور حالات کے لحاظ سے حد سرقہ کے لیے نصاب متعین کریں۔

سرقہ بیضہ والی حدیث کے نسخ و تاویل کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چور پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ وہ بیضہ چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 746)

امام نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ بلا تعین کہن گاروں پر لعنت بھیجنا جائز ہے اور یہی بات اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد آیت (اللعنة الله على الظالمين) سے بھی ثابت ہے ہاں کسی شخص کو متعین کر کے یعنی اس کا نام لے کر اس پر لعنت بھیجنا جائز نہیں ہے۔

نصاب سرقہ کے سلسلے میں یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ چوتھائی دینار یا تین درہم سے بھی کم مالیت کی چوری پر قطع ید کی سزا جاری ہو سکتی ہے جب کہ چاروں ائمہ میں سے کسی کے بھی مسلک میں چوتھائی دینار یا تین درہم سے کم میں قطع ید کی سزا نہیں ہے اس اعتبار سے یہ حدیث تمام ائمہ کے مسلک کے خلاف ہے لہذا ان سب کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہاں بیضہ سے بیضہ آہن مراد ہے کہ جسے خود کہا جاتا ہے اور جس کو مجاہدین اور فوجی اپنے سروں پر پہنتے ہیں اسی طرح رسی سے کشتی کی رسی مراد ہے جو بڑی قیمتی ہوتی ہے علاوہ ازیں بعض حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ ابتداء اسلام میں انڈے اور رسی کے چرانے پر قطع ید کی سزا دی جاتی تھی مگر بعد میں اس کو منسوخ قرار دے دیا گیا،

بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ اس ارشاد کی مراد یہ ہے کہ اس کو چوری کی عادت اسی عادت اسی طرح پڑتی ہے کہ چھوٹی چھوٹی اور کمتر چیزیں چراتے چراتے بڑی بڑی اور قیمتی چیزیں چرانے لگتا ہے جس کے نتیجے میں اس کو قطع ید کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔

نصاب سرقہ میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ہاتھ کاٹا ایک ڈھال چوری کرنے کے بدلے میں جس کی قیمت تین درہم تھی۔ اس باب میں حضرت سعد، عبد اللہ بن عمرو، ابن عباس ابو ہریرہ، ام ایمن سے بھی روایات منقول

ہیں۔ حضرت ابن عمر کی حدیث حسن صحیح ہے بعض صحابہ کرام کا اسی پر عمل ہے حضرت ابو بکر بھی ان میں شامل ہیں انہوں نے پانچ درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹا حضرت عثمان اور حضرت علی سے منقول ہے کہ انہوں نے چوتھائی دینار کی چوری پر ہاتھ کاٹا۔ حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید سے منقول ہے کہ پانچ درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے۔ بعض فقہاء تابعین کا اس پر عمل ہے۔

امام مالک، شافعی، احمد، اسحاق کا یہی قول ہے کہ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ کی چیز چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا جائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک دینار یا دس درہم سے کم کی چیز میں ہاتھ نہ کاٹا جائے یہ حدیث مرسل ہے اسے قاسم بن عبد الرحمن نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے لیکن قاسم کا ابن مسعود سے سماع نہیں۔ بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ سفیان ثوری، اور اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے وہ فرماتے ہیں کہ دس درہم سے کم میں ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

(جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 1487)

بَابُ مَا لَا قَطْعَ فِيهِ

باب: کس چیز کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا

4388 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ جَبَانَ، أَنَّ عَبْدًا سَرَقَ وَدِيَّانَ مِنْ حَائِطِ رَجُلٍ، فَعَرَسَهُ فِي حَائِطِ سَيِّدِهِ، فَخَرَجَ صَاحِبُ الْبُودِي يَلْتَمِسُ وَدِيَّةً، فَوَجَدَهُ، فَاسْتَعْدَى عَلَى الْعَبْدِ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، وَهُوَ أَمِيرُ الْبَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ، فَسَجَنَ مَرْوَانَ الْعَبْدَ وَآرَادَ قَطْعَ يَدَيْهِ، فَأَنْطَلَقَ سَيِّدُ الْعَبْدِ إِلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ، وَلَا كَثْرٍ، فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنَّ مَرْوَانَ أَخَذَ غُلَامِي، وَهُوَ يُرِيدُ قَطْعَ يَدَيْهِ، وَأَنَا أَحِبُّ أَنْ تَمْشِيَ مَعِيَ إِلَيْهِ فَتُخْبِرَهُ بِالَّذِي سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَشَّنِي مَعَهُ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ حَتَّى آتَى مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، فَقَالَ لَهُ رَافِعٌ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ، وَلَا كَثْرٍ، فَأَمَرَ مَرْوَانَ بِالْعَبْدِ فَأَرْسَلَ: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْكَثْرُ: الْجُمُاعُ

محمد بن یحیی بیان کرتے ہیں: ایک غلام نے کسی شخص کے باغ میں سے کھجور کا ایک پودا چوری کیا اور اسے اپنے آقے کے باغ میں لگا دیا، اس پودے کا اصل مالک اپنے پودے کو تلاش کرنے کے لیے نکلا، تو اس نے اسے پایا، پھر اس نے اس غلام کے خلاف مردان بن حکم کے سامنے مقدمہ پیش کیا، جو مدینہ منورہ کا ان دنوں گورنر تھا، مردان نے اس غلام کو قید کر دیا اور اس کا ہاتھ کٹوانے کا ارادہ کیا، تو اس غلام کا آقا حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے اسے بتایا کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”ثمر (پھل) کثر (کھجور کے درخت کا گوند) کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا“

اس شخص نے کہا کہ مروان نے میرے غلام کو پکڑ لیا ہے اور وہ اس کا ہاتھ کٹوانا چاہتا ہے تو میں یہ چاہتا ہوں آپ میرے ساتھ اس کے پاس چلیں اور آپ اسے یہ بتائیں جو آپ ﷺ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنا ہے، تو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ پیدل چلتے ہوئے اس کے ساتھ گئے اور مروان بن حکم کے پاس آئے حضرت رافع نے اس سے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”پھل اور کثر (یعنی کھجور کے درخت کا گوند کی چوری) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا“

تو مروان کے حکم کے تحت اس غلام کو چھوڑ دیا گیا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کثر ہمار (یعنی کھجور کے درخت کا گوند) ہے۔

4389 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَجَلَدَهُ مَرَّةً وَانْجَلَدَتْ وَخَلَّ سَبِيلُهُ

ترجمہ: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: مروان نے اسے کچھ کوڑے لگوائے اور پھر اسے چھوڑ دیا۔

4390 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الثَّيْرِ الْمُعْلَقِ فَقَالَ: مَنْ أَصَابَ بِفِيهِ مِنْ ذِي حَاجَةٍ غَيْرَ مُتَّحِنٍ خُبْنَةً، فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَمَنْ خَرَجَ بِشَيْءٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ غَرَامَةٌ مِثْلِيهِ وَالْعُقُوبَةُ، وَمَنْ سَرَقَ مِنْهُ شَيْئًا بَعْدَ أَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِيرُ، فَبَلَغَ ثَمَنَ الْبَحْرَيْنِ، فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ، وَمَنْ سَرَقَ ذَوْنَ ذَلِكَ فَعَلَيْهِ غَرَامَةٌ مِثْلِيهِ وَالْعُقُوبَةُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْجَوَّحَانُ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں:

آپ ﷺ سے (درخت پر) لٹکی ہوئی کھجور کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو ضرورت مند منہ میں است ذال کر (کھالے) اور اپنے پلو میں کچھ نہ رکھے، تو اس پر کوئی (سزا یا گناہ) لا، منہ میں ہوگا، اور جو اس میں سے چھ لے کر چلا جائے، تو اس پر اس سے دو گنا ادائیگی کا تاوان ہوگا، اور سزا بھی ہوگی، اور جب اسے سکھانے کی جگہ پر محفوظ کر لیا گیا ہو، تو جو اس کے بعد اس میں سے چوری کرے گا، اگر اس چوری شدہ سامان کی قیمت ڈھال کی قیمت جتنی ہو، تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، اور جو شخص اس سے کم کی چوری کرے گا، تو اسے دو گنی ادائیگی جرمانے کے طور پر ادا کرنا ہوگی اور سزا بھی ملے گی۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جریر سے مراد ”جو خان“ ہے (یعنی جہاں کھجور کو خشک کیا جاتا ہے اور ذخیرہ کیا جاتا ہے)۔

معموں اشیا کی چوری عدم حد کا بیان

برودہ: معموں چیز جو دارالاسلام میں مباح طریقے سے مل جاتی ہو جس طرح لکڑی، گھاس، بانس، مچھلی، پرندہ، تنکاری، نور، یہود

”ہر ہونٹ پر ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔ کیونکہ اس کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حقیر چیز کی چوری پر قطع ید نہ تھا۔“

بروہ چیز جس کی جنس مباح ہو اور اس میں رغبت نہ ہو تو وہ حقیر ہے کیونکہ اس میں دلچسپی کم ہے اور اس کو دینے میں طبیعت بخل کرنے والی نہیں ہے اور مالک کیلئے ناگوار بھی نہیں ہے۔ لہذا اسی دلیل کے سبب نصاب سے کم چوری پر حد واجب نہیں ہے کیونکہ ان اشیاء کی حفاظت ناقص ہوتی ہے کیا آپ غور نہیں کرتے کہ لکڑی دروازوں کے باہر رکھی ہوتی ہے اور گھر میں تعمیر کا مٹاؤں کیلئے لے جاتے ہیں جبکہ اس میں کوئی اہرا نہیں ہے۔ پرندے اڑ جانے والے ہیں اور شکاری جانور بھاگ جانے والے ہیں لہذا جب یہ اشیاء اپنی اصلی حالت پر ہوں اور ان میں لوگوں کی شرکت ہو تو ان کی یہ شرکت مباح ہونے کا شبہ پیدا کرنے والی ہے۔ اور شبہ سے حد دور ہونے والی ہے۔

اور خشک نمکین مچھلی اور تازہ مچھلی یہ دونوں سمک میں داخل ہیں اور لفظ طیر میں مرغی، بطخ، اور کبوتر داخل ہیں اسی دلیل کے سبب جس کو ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی مطلق ہونے کے سبب کہ پرندوں میں قطع ید نہیں ہے۔ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ تر مٹی، خشک مٹی اور گوبر کے سوا ہر چیز میں قطع ید ہے امام شافعی علیہ الرحمہ کا قول بھی اسی طرح ہے۔ جبکہ ہماری بیان کردہ دلیل ان کے خلاف حجت ہے۔ (بدایہ کتاب الحدود، ۱۱۰ اور)

عرف میں غیر محفوظ چیزوں کی چوری پر عدم حد کا بیان

مدد امجد علی غفرلہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حقیر چیزیں جو عادتاً محفوظ نہ رکھی جاتی ہوں اور باعتبار اصل کے مباح ہوں اور ہنوز ان میں کوئی ایسی صنعت، بھی نہ ہوئی ہو جس کی وجہ سے قیمتی ہو جائیں ان میں ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا جیسے معمولی لکڑی، گھاس، نرکل، مچھلی، پرند، گیر (لال مٹی)، چونہ، کولے، نمک، مٹی کے برتن، پکی اینٹیں۔ اسی طرح شیشہ اگرچہ قیمتی ہو کہ جھٹوٹ جاتا ہے اور ٹوٹنے پر قیمتی نہیں رہتا۔ اسی طرح دو چیزیں جو جلد خراب ہو جاتی ہیں جیسے دودھ، گوشت، تر بوڑھا، خربزہ، لکڑی، کھیر، ساگ، ترکاریاں، ورتیا رکھنے جیسے روئی بلکہ قحط کے زمانہ میں غلہ گیسوں، چاول، جو وغیرہ بھی اور تر میوے جیسے انگور، سیب، ناشپاتی، ابھی، انار اور خشک میوے میں ہاتھ کاٹنا جائیگا جیسے اخروٹ، بادام وغیرہ جبکہ محفوظ ہوں۔ اگر درخت پر سے پھل توڑے یا کھیت کاٹ لے گیا تو قطع نہیں، اگرچہ درخت مکان کے اندر ہو یا کھیت کی حفاظت ہوتی ہو اور پھل توڑ کر یا کھیت کاٹ کر حفاظت میں رکھا اب چورائے گا تو قطع ہے۔ (بہار شریعت، کتاب الحدود)

جدد خراب ہونے والی اشیاء کی چوری پر عدم حد کا بیان

اور جو چیزیں جلد خراب ہونے والی ہیں جس طرح دودھ، گوشت اور تازہ پھل ہیں ان کو چرانے پر حد واجب نہ ہوگی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ثمر اور کثر میں قطع ید نہیں ہے۔ اور کثر کھجور کے درخت کا گوند ہے اور ایک قول یہ ہے کہ کھجور کے پتوں سے پودے ہیں۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ طعام (کھانے) میں قطع ید نہیں ہے اور اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو جلد خراب ہو جائے وان سے جس طرح کھانے کیلئے فوری طور پر تیار شدہ چیز ہے اور وہ اشیاء جو اس کے حکم میں ہیں جس طرح گوشت اور پھل سے

اسی دلیل کے سبب گندم اور شکر میں بہ اتفاق قطع ید ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: کہ ان چیزوں میں بھی قطع ید نہ ہوگا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کثر میں قطع ید نہیں ہے۔ مگر جب اس کو کھیت میں رکھے تو چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔

ہم کہتے ہیں کہ استثناء عرف کے مطابق ہے اور اہل عرب خشک کھجور کو کھیتوں میں رکھنے کے عادی تھے۔ جبکہ خشک پھلوں میں ہمارے نزدیک بھی حد واجب ہے۔ فرمایا: درخت پر واقع پھل اور کھیت کی کٹائی کے بغیر چوری پر قطع ید نہ ہوگا کیونکہ یہ محفوظ نہیں ہوتے۔ (ہدایہ کتاب الحدود، لاہور)

میوے کی چوری پر عدم حد میں فقہی مذاہب

حضرت رافع ابن خدیج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درخت پر لگے ہوئے میوے اور کھجور کے سفید گائے کی چوری میں قطع ید کی سزا نہیں ہے۔

(مالک، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، دارمی، ابن ماجہ مشکوٰۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 747)

حضرت رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ پھلوں اور کھجوروں کے خوشوں کی چوری کرنے پر ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ بعض راوی، یحییٰ بن سعید سے وہ محمد بن یحییٰ بن صہبان سے وہ اپنے چچا واسع بن صہبان سے وہ رافع سے اور وہ نبی کریم سے اسی حدیث کے مثل نقل کرتے ہیں مالک بن انس اور کئی راوی یہ حدیث یحییٰ بن سعید سے وہ محمد بن یحییٰ بن صہبان سے وہ رافع بن خدیج سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اور اس میں واسع بن صہبان کا ذکر نہیں کرتے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 1490)

یہ حدیث حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی مستدل ہے وہ اس کی بنیاد پر فرماتے ہیں کہ تر میوہ پھل چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا خواہ وہ میوہ محرز ہو یا غیر محرز۔ غیر محرز کی تعریف پیچھے گذر چکی ہے اسی پر گوشت دودھ اور ان چیزوں کو بھی قیاس کیا گیا ہے جو دیر پانہ ہوں اور جلدی ہی خراب و متغیر ہو جاتی ہوں کہ ان کی چوری میں بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا امام اعظم علاوہ دوسروں نے ان سب چیزوں کی چوری میں قطع ید کی سزا کو واجب کیا ہے چنانچہ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی کا یہی مسلک ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ وہ چیزیں جو بہت معمولی اور حقیر ہوں اور جو دارالسلام میں ہر شخص کے لئے مباح کے درجہ میں ہوں جیسے گھاس لکڑی نرسل مچھلی پرندہ ہرنال اور چونا وغیرہ ان کی چوری کرنے والا بھی قطع ید کا سزاوار نہیں ہوگا۔

حضرت عمرو ابن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت پر لگے ہوئے پھلوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ان پھلوں میں سے کچھ اس وقت چرائے جب کہ ان کو درختوں سے توڑ کر جمع کر لیا گیا ہو اور ان (چرائے ہوئے پھلوں) کی قیمت ایک ڈھال کی قیمت کے برابر ہو تو وہ قطع ید کا سزاوار ہوگا۔" (ابوداؤد، نسائی)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ درخت پر لگے ہوئے پھل کی چوری میں قطع ید کی سزا نہیں ہے کیونکہ وہ محرز نہیں ہے ہاں جب وہ

پہل درخت پر سے توڑ لئے گئے اور ان کو خشک ہونے کے لئے کھلیان میں جمع کر دیا گیا تو اب ان کی چوری میں قطع ید کی سزا واجب ہوگی کیونکہ اس صورت میں وہ محرز ہو گئے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ حدیث امام ابو حنیفہ کے سوا جمہور علماء کی دلیل ہے کیونکہ امام ابو حنیفہ تو یہ فرماتے ہیں کہ پھل جب تک خشک نہیں ہوا ہے اس کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے خواہ وہ پھل محرز ہو یا غیر محرز۔ اس حدیث کے بارے میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ حدیث میں "جب کہ ان کو توڑ کر جمع کر لیا گیا ہو" کی قید کا تعلق ان پھلوں کے خشک ہو جانے کے بعد سے ہے جیسا کہ عرب میں رواج تھا (کہ جس طرح درخت سے پھلوں کو توڑ کر خشک ہونے کے لئے کھلیان وغیرہ میں پھیلا دیا جاتا ہے تھا اس طرح پھلوں کو ان کے خشک ہونے کے بعد کسی جگہ جمع بھی کر دیا جاتا تھا) اور حنفیہ کے نزدیک بھی ان پھلوں کی چوری میں قطع ید کی سزا جاری ہوگی جو خشک ہونے کے بعد کھلیان وغیرہ میں جمع کئے گئے ہیں۔ پھل جب تک خشک نہ ہوں اس وقت تک ان کی چوری میں قطع ید کی سزا نہیں ہوگی خواہ وہ درخت پر لگے ہوئے ہوں یا ان کو توڑ کر کھلیان وغیرہ میں جمع کر دیا گیا ہو جیسا کہ "ثمر" (تازہ پھل) کے بارے میں پچھلی حدیث میں بیان کیا جا چکا ہے۔

علاوہ ازیں یہ بات مد نظر رہنی چاہئے کہ یہ حدیث نہ صرف پچھلی حدیث (لا قطع فی ثمر والا کثر) کے مطلق مفہوم کے معارض ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد حدیث (والا قطع فی الطعام) (کھانے کی چوری میں قطع ید کی سزا نہیں ہے) کے بھی معارض ہے چونکہ حدود کے باب میں ضروری ہے کہ مسلمان کی جان اور اس کے اعضاء کے تحفظ کے پیش نظر حد جاری کرنے میں حتی الامکان احتیاط و رعایت کے تمام گوشوں کو ملحوظ رکھا جائے اور ہر ایسے نکتہ و پہلو کو ترجیح دی جائے جس سے نفاذ حد کم سے کم قابل عمل رہے اس لئے ان احادیث کے تعارض کی صورت میں اس حدیث کو ترجیح دی جانی چاہئے جس کا مفہوم پھل کی چوری کے سلسلے میں بالکل مطلق ہے اس موقع پر بھی ملا علی قاری نے اپنی کتاب مرقات میں بڑی تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے اہل علم ان کی کتاب سے مراجعت کر سکتے ہیں۔

معمولی اشیاء کی چوری پر عدم حد میں مذاہب اربعہ

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت بھی فرمائی ہے کہ ایک ڈھال کی قیمت سے کم کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ ایک ڈھال کی قیمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بروایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما دس درہم، بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما تین درہم، بروایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ پانچ درہم اور بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک چوتھائی دینار ہوتی تھی۔ اسی اختلاف کی بنا پر فقہاء کے درمیان کم سے کم نصاب سرقہ میں اختلاف ہوا ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سرقہ کا نصاب دس درہم ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چوتھائی دینار۔

(پھر بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہ دی جائے گی۔ مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے کہ لا قطع فی ثمر ولا کثر (پھل اور ترکاری کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹا جائے)۔ لا قطع فی طعام (کھانے کی چوری میں قطع ید نہیں ہے)۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ لم یکن قطع السارق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الشئ التافہ (حقیر چیزوں کی چوری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا)۔ حضرت علی رضی اللہ

عندہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے اور صحابہ کرام میں سے کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا کہ لا قطع فی الطیر (پرندے کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے)۔ نیز سیدنا عمرو علی رضی اللہ عنہما نے بیت المال سے چوری کرنے والے کا ہاتھ بھی نہیں کاٹا اور اس معاملہ میں بھی صحابہ کرام میں سے کسی کا اختلاف منقول نہیں ہے۔ ان مآخذ کی بنیاد پر مختلف ائمہ فقہ نے مختلف چیزوں کو قطع ید کے حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترکاریاں، بھل، گوشت، پکا ہوا کھانا، غلہ جس کا بھی کھلین نہ کیا گیا ہے، کھیل اور گانے بجانے کے آلات وہ چیزیں ہیں جن کی چوری میں قطع ید کی سزا نہیں ہے۔ نیز جنگل میں پڑتے ہوئے جانوروں کی چوری اور بیت المال کی چوری میں بھی وہ قطع ید کے قائل نہیں ہیں۔ اسی طرح دوسرے ائمہ نے بھی بعض چیزوں کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ان چوریوں پر سرے سے کوئی سزا ہی نہ دی جائے گی۔ مطلب یہ ہے کہ ان جرائم میں ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔

بَابُ الْقَطْعِ فِي الْخُلْسَةِ وَالْخِيَانَةِ

باب: اچک لینے یا خیانت کرنے کی وجہ سے ہاتھ کاٹنا

4391- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ عَلَى الْمُتَهَبِّ قَطْعٌ. وَمَنْ انْتَهَبَ مُهَبَّةً مَشْهُورَةً فَلَيْسَ مِثْلًا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”لوٹنے والے پر (ہاتھ کو) کاٹنے کی سزا لازم نہیں ہوگی اور جو شخص اعلانیہ طور پر کوئی چیز لوٹتا ہے، وہ ہم میں سے نہیں۔“

4392- وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ عَلَى الْخَائِنِ قَطْعٌ

اسی سند کے ساتھ یہ بات بھی منقول ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”خیانت کرنے والے پر (ہاتھ کاٹنے) کی سزا لازم نہیں ہوگی“

4393- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ. زَادَ وَلَا عَلَى الْمُخْتَلِسِ قَطْعٌ

ابو داؤد: هَذَا الْحَدِيثَانِ لَمْ يَسْمَعْهُمَا ابْنُ جُرَيْجٍ مِنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، وَبَلَغَنِي عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّمَا سَمِعَهُمَا ابْنُ جُرَيْجٍ مِنْ يَاسِينَ الزِّيَّاتِ

قال أبو داود: هَذَا الْحَدِيثَانِ لَمْ يَسْمَعْهُمَا ابْنُ جُرَيْجٍ مِنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، وَبَلَغَنِي عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّمَا سَمِعَهُمَا ابْنُ جُرَيْجٍ مِنْ يَاسِينَ الزِّيَّاتِ

قال أبو داود: وَقَدْ رَوَاهُمَا الْمُغِيرَةُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَسَمِعَ

نے فرمایا: اسے میرے پاس لانے سے پہلے تم نے ایسا کیوں نہیں کیا:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ منقول ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: وہ مسجد میں سوئے ہوئے تھے اسے دوران ایک چور آیا اور اس نے ان کے سر کے نیچے سے ان کی چادر چرائی، ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ان کے سر کے نیچے سے چادر کھینچ لی، وہ بیدار ہو گئے انہوں نے شور مچایا تو وہ چور پکڑا گیا۔

زہری نے یہ روایت صفوان بن عبد اللہ کے حوالے سے نقل کی ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: وہ مسجد میں سو گئے انہوں نے اپنی چادر کو تکیہ بنالیا، ایک چور آیا اس نے ان کی چادر لی، انہوں نے اس چور کو پکڑ لیا، اسے ساتھ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

بَابُ فِي الْقَطْعِ فِي الْعَوْرِ إِذَا مُجِدَّتْ

باب: عاریت کے طور پر لی ہوئی کسی چیز کو واپس کرنے کے انکار پر ہاتھ کاٹنا

4395- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ - قَالَ مُعَلَّدٌ: عَنْ مَعْمَرٍ - عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ امْرَأَةً مُخْزُومِيَّةً كَانَتْ تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ فَتَجْعَلُهُ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا، فَقُطِعَتْ يَدُهَا

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ جُوَيْرِيَّةٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَوْ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، زَادَ فِيهِ، وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ خَطِيبًا، فَقَالَ: هَلْ مِنْ امْرَأَةٍ تَائِبَةٍ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولِهِ؟ - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - وَتِلْكَ شَاهِدَةٌ، فَلَمْ تَقُمْ، وَلَمْ تَتَكَلَّمْ وَرَوَاهُ ابْنُ عُثَيْمٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: فِيهِ قَشْدٌ عَلَيْهَا

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: بنو مخزوم سے تعلق رکھنے والی ایک عورت چیزیں عارضی استعمال کے لیے لیتی تھی، پھر بعد میں واپس دینے سے انکار کر دیتی تھی، تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ زائد ہیں:

نبی اکرم ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”کیا کوئی عورت ہے، جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرے“ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ بات ارشاد فرمائی وہ عورت اس وقت وہاں موجود تھی، لیکن وہ کھڑی نہیں ہوئی اس نے کوئی بات نہیں کی۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک اور سند کے ساتھ یہ بات منقول ہے: اس کے خلاف گواہی دے دی گئی۔

4396- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ قَارِبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنِ اللَّيْثِ، قَالَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ

شِهَابٍ، قَالَ: كَانَ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَعَارَتْ امْرَأَةٌ - تَعْنِي - حُلِيًّا عَلَى

أَبِیْنَتِیْ أَنْ یُعْرِفُوْنَ، وَلَا تُعْرِفْ هِیَ، فَبَاعَتْهُ، فَأَخَذَتْ، فَأَتَى بِهَا النَّبِیُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَ بِقَطْعِ
یَدِهَا وَهِيَ الَّتِی شَفَعَ فِيهَا أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَقَالَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ

☞ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک عورت نے کچھ معروف لوگوں سے زیور عارضی استعمال کے لیے لیے جبکہ
اس عورت کی معروف حیثیت نہیں تھی، پھر اس نے وہ زیورات فروخت کر دیئے، اسے پکڑ کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا۔
نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کی ہدایت کی، یہ وہی عورت ہے، جس کے بارے میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے
سفر کی تھی، اس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے وہ بات ارشاد فرمائی تھی، (جو نقل کی گئی ہے)

4397- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ،

عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَتْ امْرَأَةٌ مَخْزُومِيَّةً تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ وَتَجْعِدُهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِقَطْعِ يَدِهَا، وَقَصَّ نَحْوَ حَدِيثِ قُتَيْبَةَ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، زَادَ فَقَطَعَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهَا

☞ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بنو مخزوم سے تعلق رکھنے والی ایک عورت ساز و سامان عارضی طور پر لیتی تھی
اور پھر (واپس کرنے سے) انکار کر دیتی تھی، تو نبی اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔
اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے، جس میں یہ الفاظ زائد ہیں:
”تو نبی اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا“

بَابُ فِي الْمَجْنُونِ يَسْرِقُ أَوْ يُصِيبُ حَدًّا

باب: مجنون کا چوری کرنا یا قابل حد جرم کا ارتکاب کرنا

4398- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ
إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رُفِعَ الْقَلَمُ
عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الْمُبْتَلَى حَتَّى يَذُرَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَكْبُرَ

☞ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:
”تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے، سوئے ہوئے شخص سے، جب تک وہ بیدار نہیں ہو جاتا، پاگل سے، جب تک وہ
ٹھیک نہیں ہو جاتا اور بچے سے، جب تک وہ بڑا (یعنی بالغ) نہیں ہو جاتا“

4399- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ،

4398- مسند صحیح، حماد: ہو ابن ابی سلیمان النخعی، وإبراهیم: ہو ابن یزید النخعی، والأسود: ہو ابن یرید النخعی
برہمہ وحررہ ابن ماجہ (2041)، والنسائی فی الکبریٰ (5596) من طریق حماد بن سلمہ، بهذا الإسناد، وهو فی "مسند احمد"
(24694)، و"صحیح ابن حبان" (142).

قَالَ: ابْنُ عُمَرَ يَمُجُّونَهُ قَدْ زَنَتْ، فَاسْتَشَارَ فِيهَا أَنَسًا، فَأَمَرَ بِهَا عُمَرَ أَنْ تُزَيِّجَ، مُرَّيَهَا عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: مَا شَأْنُ هَذِهِ، قَالُوا: مَجْنُونَةٌ بَيْنَ فُلَانٍ زَنَتْ، فَأَمَرَ بِهَا عُمَرَ أَنْ تُزَيِّجَ، قَالَ: فَقَالَ: ارْجِعُوا رِفًا ثُمَّ آتَاهُ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْقَلَمَ قَدْ رَفَعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَبْرَأَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَعْقِلَ، قَالَ: بَلَى، قَالَ: فَمَا بَالُ هَذِهِ تُزَيِّجُ، قَالَ: لَا شَيْءَ قَالَ: فَأَرْسَلَهَا، قَالَ: فَأَرْسَلَهَا، قَالَ: فَجَعَلَ يُكَبِّرُ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں: حضرت عمرؓ نے عورت کے پاس ایک پاگل عورت کو لایا گیا، جس نے زنا کا ارتکاب کیا تھا، حضرت عمرؓ نے لوگوں سے اس عورت کے بارے میں مشورہ لیا، پھر حضرت عمرؓ نے اس کے بارے میں یہ حکم دیا کہ اسے سنسار کر دیا جائے، حضرت علی بن ابوطالبؓ اس عورت کے پاس سے زورے (جب اسے سنگسار کرنے کے لیے لے جایا جا رہا تھا) تو انہوں نے دریافت کیا: اس عورت کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ بوفلاں سے تعلق رکھنے والی پاگل عورت ہے، اس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے اس کے بارے میں حضرت عمرؓ نے یہ حکم دیا ہے کہ اسے سنگسار کر دیا جائے، تو حضرت علیؓ نے فرمایا: اسے واپس لے کر جاؤ، پھر حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور بولے: اے امیر المؤمنین! کیا آپ یہ بات نہیں جانتے کہ تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھایا گیا ہے، پاگل شخص سے، جب تک وہ ٹھیک نہیں ہو جاتا، سوئے ہوئے شخص سے، جب تک وہ بیدار نہیں ہو جاتا اور بچے سے، جب تک وہ سمجھدار (یعنی بالغ) نہیں ہو جاتا، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: جی ہاں! تو حضرت علیؓ نے دریافت کیا: پھر اس کو کیوں سنگسار کیا جائے؟ تو حضرت عمرؓ نے کہا: اس پر کوئی سزا لاگو نہیں ہوگی، حضرت علیؓ نے عرض کی پھر آپ اسے چھوڑ دیں: راوی کہتے ہیں، تو حضرت عمرؓ نے اسے چھوڑ دیا اور ساتھ اللہ اکبر کہنے لگے۔

4400- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، مَخْوَةٌ، وَقَالَ أَيُّضًا: حَتَّى يَعْقِلَ، وَقَالَ: وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَشْفَى، قَالَ: فَجَعَلَ عُمَرُ يُكَبِّرُ،

ترجمہ: یحییٰ بن روایت ایک سند کے ہمراہ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: ”یہاں تک کہ وہ سمجھدار ہو جائے“

اور یہ الفاظ ہیں: ”پاگل سے، یہاں تک کہ اسے افاقہ ہو جائے“

اس میں یہ الفاظ بھی ہیں: حضرت عمرؓ نے اللہ اکبر کہنا شروع کر دیا۔

4401- حَدَّثَنَا ابْنُ الشَّرَحِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي صَبِيحَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مُرَّ عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِمَعْنَى عُثْمَانَ، قَالَ: أَوْ مَا تَذْكُرُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ، عَنِ الْمَجْنُونِ الْمَغْلُوبِ عَلَى عَقْلِهِ حَتَّى يَفِيقَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَخَلَّى عَنْهَا

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں: حضرت علی بن ابوطالبؓ کے پاس سے (اس کے بعد حسب

سبق حدیث ہے) جس میں یہ الفاظ ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ کو یہ بات یاد نہیں ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

”تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھایا گیا ہے، ایسے پاگل سے جس کی عقل مغلوب ہو چکی ہو، جب تک وہ ٹھیک نہیں ہو جاتا، سوئے ہوئے شخص سے، جب تک وہ بیدار نہیں ہو جاتا اور بچے سے، جب تک وہ بالغ نہیں ہو جاتا“
تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے ٹھیک کہا ہے، راوی کہتے ہیں: تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔

4402 - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ، ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، الْمَعْنَى، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ، قَالَ هَنَّادُ الْجَنْبِيُّ: قَالَ: أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ قَدْ فُجِرَتْ، فَأَمَرَ بِرُجُمِهَا، فَمَرَّ عَلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَأَخَذَهَا فَخَلَّى سَبِيلَهَا، فَأُخْبِرَ عُمَرُ، قَالَ: ادْعُوا إِلَيَّ عَلِيًّا، فَجَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ، عَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَبْلُغَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الْمَغْشُوعِ حَتَّى يَكْرَأَ، وَإِنَّ هَذِهِ مَغْشُوعَةٌ يَبْنِي فُلَانٌ لَعَلَّ الَّذِي أَتَاهَا وَهِيَ فِي بِلَاطِهَا، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: لَا آخِرِي، فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَأَنَا لَا آخِرِي

ہناد جنبی بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت کو لایا گیا، جس نے زنا کا ارتکاب کیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے، انہوں نے اس عورت کو چھڑوا دیا اس بات کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے فرمایا: علی کو میرے پاس بلا کر لاؤ، حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور بولے: اے امیر المؤمنین! آپ یہ بات جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھایا گیا ہے بچے سے جب تک وہ بالغ نہیں ہو جاتا، سوئے ہوئے شخص سے جب تک وہ بیدار نہیں ہو جاتا اور پاگل سے جب تک وہ ٹھیک نہیں ہو جاتا“

اور یہ عورت بنو فلاں کی پاگل عورت ہے، شاید جس وقت اس کے ساتھ کسی شخص نے یہ جرم کیا، اس وقت یہ اپنی آزمائش کی کیفیت (پاگل پن کے دورے) میں ہو، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: میں یہ نہیں جانتا، حضرت علی رضی اللہ عنہ بولے: میں بھی نہیں جانتا (کہ اُس نے اس خاص کیفیت میں جرم کیا تھا، یا اس کے بغیر کیا تھا؟)

4403 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي الصُّخْرِ، عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَتَحَلَّمَ، وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَادَ فِيهِ: وَالْخَرَفِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تین لوگوں سے قلم اٹھایا گیا ہے، سوئے ہوئے شخص سے،

جب تک وہ بیدار نہیں ہو جاتا، بچے سے، جب تک وہ بالغ نہیں ہو جاتا، اور پاگل سے، جب تک وہ عقل مند نہیں ہو جاتا۔
امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے منقول ہے، تاہم اس میں لفظ "خرف" زائد ہے۔

بَابُ فِي الْغُلَامِ يُصِيبُ الْحَدَّ

باب: نابالغ بچے کا قابل حد جرم کا ارتکاب کرنا

4404 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمِيْرٍ، حَدَّثَنِي عَطِيَّةُ الْقُرَظِيُّ قَالَ: كُنْتُ مِنْ سَبِي بَنِي قُرَيْظَةَ، فَكَانُوا يَنْظُرُونَ، فَمَنْ أَلْبَسَ الشَّعْرَ قُتِلَ، وَمَنْ لَمْ يُنْبِثْ لَمْ يُقْتَلْ، فَكُنْتُ فِيْمَنْ لَمْ يُنْبِثْ.

عطیہ قرظی بیان کرتے ہیں: میں بنو قریظہ کے قیدیوں میں تھا، لوگوں نے جائزہ لیا، جس شخص کے زیر ناف بال آگ چکے تھے، اسے قتل کر دیا گیا، جس کے نہیں آگے تھے، اسے نہیں قتل کیا گیا، تو میں ان لوگوں میں شامل تھا، جن کے زیر ناف بال نہیں آگے تھے۔

4405 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمِيْرٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَكَشَفُوا عَائِي، فَوَجَدُوا هَآلَمْ تَنْبِثُ، فَجَعَلُونِي مِنَ السَّهْبِيِّ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: ان لوگوں نے میرے زیر ناف حصے کا جائزہ لیا، تو انہوں نے پایا، وہاں بال نہیں آگے ہیں، انہوں نے مجھے قیدیوں میں شامل کر دیا۔

4406 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعٍ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجْزَأْ، وَعَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ عَشْرَةَ سَنَةً فَأُجَازَهُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: غزوہ اُحد کے دن، انہیں نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا، اس وقت ان کی عمر چودہ برس تھی، نبی اکرم ﷺ نے انہیں اجازت نہیں دی، پھر غزوہ خندق کے موقع پر انہیں نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا، اس وقت وہ پندرہ سال کے تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اجازت دیدی۔

4407 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ نَافِعٌ، حَدَّثْتُ بِهَذَا الْحَدِيثِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فَقَالَ: إِنَّ هَذَا الْحَدِيثَ مِنَ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ

4404 إساده صحيح. سفیان: هو ابن سعيد الثوري ومحمد بن كثير: هو القلي. وأخرجه ابن ماجه (2541)، والترمذي (1675)، والسنائي في "الكبرى" (8567) من طريق سفیان الثوري به. وهو في "مسند أحمد" (18776)، و"صحيح ابن حبان" (4780).

روایت ۴۴۰۸: نافع بیان کرتے ہیں: میں نے عمر بن عبدالعزیز کو یہ حدیث سنائی، تو انہوں نے کہا: یہ چھوٹے اور بڑے (یعنی بالغ اور نابالغ کے درمیان عمر کی) حد ہے۔

بَابُ فِي الرَّجُلِ يَسْرِقُ فِي الْغَزْوِ أَيْقَطْعُ؟

باب: چور کا جنگ کے دوران چوری کرنا، کیا اس پر ہاتھ کاٹا جائے گا؟

4408 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي حَيُّوَةُ بْنُ شَرِيحٍ، عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقُتَيْبَانِيِّ، عَنْ شَيْخِهِ بْنِ بَيْتَانَ، وَيَزِيدُ بْنُ صُبْحٍ الْأَصْبَحِيِّ، عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ بُسْرِ بْنِ أَرْطَاةَ فِي الْبَحْرِ، فَأَتَى بِسَارِقٍ يُقَالُ لَهُ: مُصَدِّرٌ، قَدْ سَرَقَ بُخْتِيَّةَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تُقَطِّعُ الْأَيْدِي فِي السَّفَرِ، وَلَوْلَا ذَلِكَ لَقَطَعْتُهُ

جنادہ بن ابوامیہ بیان کرتے ہیں: ہم حضرت بسر بن ارطاة کے ہمراہ سمندر میں سفر کر رہے تھے، ایک چور کو لا یا گیا، جس کا نام مصدر تھا، اس نے ایک بختی اونٹنی چوری کی تھی، تو حضرت بسر رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”سفر کے دوران ہاتھ نہیں کاٹا جاسکتا“

اگر یہ فرمان نہ ہوتا، تو میں اس کا ہاتھ کٹوا دیتا۔

بَابُ فِي قَطْعِ النَّبَاشِ

باب: کفن چور کا ہاتھ کاٹنا

4409 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي عَمْرَانَ، عَنِ الْمُشَعَّثِ بْنِ طَرِيفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، فَقَالَ: كَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتُ يَكُونُ الْبَيْتُ فِيهِ بِالْوَصِيفِ - يَعْنِي الْقَبْرَ - قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ - أَوْ مَا خَاةَ اللَّهِ وَرَسُولُهُ - قَالَ: عَلَيْكَ بِالصَّبْرِ، أَوْ قَالَ: تَصْبِرُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ: يُقَطِّعُ النَّبَاشُ لِأَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْمَيِّتِ بَيْتَهُ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا عالم ہوگا؟ جب لوگوں کو موت لاحق ہو جائے گی اور اس وقت میں غلام کے عوض میں گھر ہوگا (نبی اکرم ﷺ کی گھر سے مراد قبر تھی) میں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) جو اللہ اور اس کا رسول میرے لیے پسند کریں (میں دعویٰ کروں گا) تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم پر صبر کرنا

لازم ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) تم صبر کرنا۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حماد بن ابوسلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کفن چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا، کیونکہ وہ مردے کے گھر میں داخل ہوتا ہے۔

کفن چور پر عدم حد کا بیان

اور کفن چور کے ہاتھ کو نہ کاٹا جائے گا۔ یہ حضرت امام اعظم اور امام محمد علیہما الرحمہ کے نزدیک ہے جبکہ امام ابو یوسف اور امام شافعی علیہما الرحمہ نے کہا کہ ہاتھ کاٹا جائے گا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کفن چور کو ہاتھ کاٹیں گے۔ کیونکہ کفن محقوم مال ہے اور مستقوم مال کی طرح حفاظت میں ہے۔

طرفین کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ چھپنے والے پر قطع ید نہیں ہے اور اہل مدینہ کی زبان میں مختل کفن چور کو کہتے ہیں۔ کیونکہ ملکیت میں شبہ پیدا ہو چکا ہے اس لئے میت کے حق میں کوئی ملکیت نہیں ہے اور وارث کو بھی کوئی ملکیت حاصل نہیں ہوتی جبکہ میت کی ضرورت مقدم ہے اور اس کے مقصود یعنی ڈانٹ ڈپٹ میں بھی خلل پیدا ہو چکا ہے کیونکہ اس طرح کی جنایت بہ ذات نادرا الوجود ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کی روایت کردہ حدیث غیر مرفوع ہے یا پھر وہ سیاست محمول کی جائے گی اور جب قبر بند تالے میں ہو تب صحیح قول کے مطابق اختلاف ہے اور اسی دلیل کے سبب جس کو ہم بیان کر چکے ہیں اور اسی طرح جب کسی نے قافہ میں تابوت میں رکھی ہوئی میت کا کفن چوری کر لیا تب بھی یہی اختلاف ہے۔ (ہدایہ، کتاب الحدود، لاہور)

امانت میں خیانت کی یا مال لوٹ لیا یا اچک لیا تو قطع نہیں۔ اسی طرح قبر سے کفن چورانے میں قطع نہیں اگرچہ قبر مقفل مکان میں ہو بلکہ جس مکان میں قبر ہے اس میں سے اگر علاوہ کفن کے کوئی اور کپڑا وغیرہ چورایا جب بھی قطع نہیں بلکہ جس گھر میں میت ہو وہاں سے کوئی چیز چورائی تو قطع نہیں، ہاں اگر اس فعل کا عادی ہو تو بطور سیاست ہاتھ کاٹ دیں گے۔ ذی رحم محرم کے یہاں سے چورایا تو قطع نہیں اگرچہ وہاں کسی اور کا ہو اور ذی رحم محرم کا مال دوسرے کے یہاں تھا وہاں سے چورایا تو قطع ہے۔ شوہر نے عورت سے یہاں سے یا عورت نے شوہر کے یہاں سے یا غلام نے اپنے مولیٰ یا مولیٰ کی زوجہ کے یہاں سے یا عورت کے غلام نے اس کے شوہر کے یہاں سے چوری کی تو قطع نہیں۔ اسی طرح تاجروں کی دوکانوں سے چورانے میں بھی قطع نہیں ہے جبکہ ایسے وقت چوری کی کہ اس وقت لوگوں کو وہاں جانے کی اجازت ہے۔ (درمختار، کتاب الحدود)

بَابُ فِي السَّارِقِ يَسْرِقُ مَرَارًا

باب: ایک چور کا بار بار چوری کرنا

4410- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ الْهَلَالِيُّ حَدَّثَنَا جَدِّي عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّى قَالَ: جِئْتُ بِسَارِقٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اقْتُلُوهُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا سَرَقَ، فَقَالَ: اقْطَعُوهُ، قَالَ: فَقُطِعَ، ثُمَّ جِيءَ بِهِ
الثَّانِيَةَ، فَقَالَ: اقْتُلُوهُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا سَرَقَ، فَقَالَ: اقْطَعُوهُ، قَالَ: فَقُطِعَ، ثُمَّ جِيءَ بِهِ الثَّالِثَةَ،
فَقَالَ: اقْتُلُوهُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا سَرَقَ، فَقَالَ: اقْطَعُوهُ، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ الرَّابِعَةَ، فَقَالَ: اقْتُلُوهُ، فَقَالُوا:
يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا سَرَقَ، قَالَ: اقْطَعُوهُ، فَأُتِيَ بِهِ الْخَامِسَةَ، فَقَالَ: اقْتُلُوهُ، قَالَ جَابِرٌ: فَأَنْطَلَقْنَا بِهِ فَقَتَلْنَاهُ،
لَمْ أَجْزِزْ نَاكَ فَالْقَيْنَاهُ فِي بَيْتٍ، وَرَمَيْنَا عَلَيْهِ الْحِجَارَةَ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک چور کو نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم
اسے قتل کر دو لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس نے چوری کی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اس کا (ہاتھ) کاٹ دو، راوی
کہتے ہیں: تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر اسے دوسری مرتبہ (چوری کے الزام میں) لایا گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کر دو،
لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس نے چوری کی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اس کا (ہاتھ) کاٹ دو، راوی بیان کرتے
ہیں: اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر اسے تیسری مرتبہ (چوری کے جرم میں) لایا گیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کر دو، لوگوں نے
عرض کی: یا رسول اللہ! اس نے چوری کی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اس کا کاٹ دو، پھر اس شخص کو چوتھی مرتبہ (چوری کے جرم میں)
لایا گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اسے قتل کر دو، لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس نے چوری کی ہے، نبی اکرم ﷺ نے
فرمایا: تم اس کا کاٹ دو، پھر اسے پانچویں مرتبہ (چوری کے جرم میں) لایا گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کر دو، حضرت جابر رضی اللہ
عنہ کہتے ہیں: ہم اسے لے کر گئے اور ہم نے اسے قتل کر دیا، پھر ہم نے اسے تھپیٹ کر ایک کنویں میں ڈالا اور اس پر پتھر ڈال دیئے۔

چوری میں تعدد پر حد سرقہ کا بیان

اور جب کسی شخص نے کوئی سامان چرایا اور اس چوری میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا اس کے بعد وہ مال مالک کو واپس کر دیا گیا
ہے۔ اس کے بعد چوری دوبارہ وہی مال پھر چوری کر لیا اور وہ مال اسی حالت میں موجود بھی ہے تو اب چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا جبکہ
تیس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے ایک روایت اسی طرح ہے اور امام شافعی علیہ الرحمہ کا قول بھی اسی طرح ہے۔ کیونکہ نبی
کریم ﷺ نے فرمایا: اگر چور دوبارہ چوری کرے تو اس کے ہاتھ کاٹ دو۔ اور اس ارشاد گرامی میں کوئی تفصیل ذکر نہیں ہوئی ہے
بس دوسری جنیت پہلی کی طرح کاٹل ہے۔ بلکہ تقدم کے سزا کے اعتبار سے پہلی سے زیادہ بری ہے اور یہ اسی طرح ہو جائے گا کہ
جب مالک نے چور کو کوئی سامان فروخت کر دیا اور اس کے بعد مالک نے اس سے وہ سامان خرید لیا اور اس کے بعد اس چور نے وہ
سامان چور کر لیا ہو۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ قطع ید نے عصمت کے مقام کو ساقط کر دیا ہے جس طرح بعد میں ان شاء اللہ معلوم ہو جائے

مالک کی طرف مال واپس کرنے کے سبب اگرچہ عصمت واپس لوٹنے والی ہے مگر محل، ملکیت، قیام موجب قطع کی طرف نظر
کرتے ہوئے یہ نہیں سمجھیں گے کہ سقوط عصمت کا شبہ برقرار ہے یہ خلاف اس صورت کے جس کو امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے بیان کیا

ہے۔ کیونکہ تبدیل سبب کے سبب ملکیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور یہ بھی دلیل ہے کہ چور کا دوبارہ چوری کرنا شاذ و نادر ہے۔
اس لئے کہ وہ زجر کی مشقت کو برداشت کر چکا ہے پس اس پر حد قائم کرنا مقصد سے خالی ہوگا جبکہ مقصد جنایت کو کم کرنا ہے یہ
اسی طرح ہو جائے گا جس طرح محدود فی القذف والے نے دوبارہ پہلے مقدمہ پر تہمت لگائی۔

فرمایا: اور جب چوری شدہ مال اپنے اصلی حالت سے بدل گیا ہے یعنی وہ سوت تھا اس کو کسی نے چوری کر لیا اور چور کا ہاتھ
کاٹ دیا گیا اور وہ مالک کو واپس کر دیا اس کے بعد مالک نے کپڑے کی بنائی کرا لی اس کے بعد اس کو اسی چور نے چوری کر لیا تو اب
اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا کیونکہ عین بدل چکا ہے۔ پس سوت کو غصب کرنے والا بننے کے سبب اس کا مالک ہو جائے گا اور ہر مسئلہ
میں تبدیل کا یہی قانون ہے۔ (قاعدہ فقہیہ) اور جب محل بدل چکا ہے تو محل کے متحد ہونے اور اسی محل میں قطع ید کے پائے جانے
کے سبب شبہ ختم ہو چکا ہے پس دوبارہ قطع ید واجب ہو جائے گا۔ (ہدایہ، کتاب اللہ، ج ۲، لاہور)

سبب ملکیت کی تبدیلی ذات میں تبدیلی کو واجب کرتی ہے، قاعدہ

تبدل الملك يوجب تبدل لافي العین۔ (نور الانوار)

سبب ملکیت کی تبدیلی ذات میں تبدیلی کو واجب کرتی ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کسی چیز کے سبب ملکیت میں تبدیلی
آجائے یعنی وہ سبب جس کی وجہ سے ملکیت تھی وہ سبب بھی تبدیل ہو جائے تو اسکی وجہ سے اس کی ذات میں تبدیلی ہو جائے گی اور حکم
بھی تبدیل ہو جائے گا۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو کچھ گوشت صدقہ دیا گیا تھا انہوں نے وہ
رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ کیا، آپ نے فرمایا: یہ گوشت بریرہ کیلئے صدقہ تھا اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۴۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

کیونکہ جب تم نے اسے حاصل کیا تو وہ تمہارے لئے صدقہ تھا اور جب تمہاری ملکیت میں آگیا اور پھر تم نے ہمیں دیا تو وہ
ہمارے لئے ہدیہ ہوگا کیونکہ ملکیت کی تبدیلی عین یعنی ذات میں تبدیلی کو واجب کرتی ہے۔ (نور الانوار)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بیٹا باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا مگر یہ کہ وہ
اپنے باپ کو کسی کا غلام دیکھے اور پھر اسے خرید کر آزاد کر دے۔ (مسلم ج ۱ ص ۴۹۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

فقہاء احناف فرماتے ہیں کہ ہر ذی رحم محرم جب ملکیت میں آئے گا تو وہ آزاد ہو جائے گا اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ نبی کریم
ﷺ نے بالعموم فرمایا: جو شخص اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہو گیا تو وہ آزاد ہے۔

(سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۸۱، قدیمی کتب خانہ کراچی) (ہدایہ اخیرین ج ۳ ص ۴۴۹، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

ذی رحم محرم پر ملکیت حاصل ہونے پر وہ سبب جو عام غلاموں میں ہوتا ہے وہ تبدیل ہو گیا کیونکہ سبب غلامیت سے زیادہ قوی
سبب ذی رحم محرم ہونا ہے اور قوی سبب کے ہوتے ہوئے ضعیف سبب ساقط ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو ذی رحم محرم ہوں گے وہ
اپنے رشتہ دار کی ملکیت میں آتے ہی آزاد ہو جائیں گے۔

بَابُ فِي تَعْلِيْقِ يَدِ السَّارِقِ فِي عُنُقِهِ

باب: چور کے ہاتھ کو اس کی گردن میں لٹکا دینا

4411- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُخَيْرِيزٍ، قَالَ: سَأَلْنَا فَضَالَ بْنَ عُبَيْدٍ، عَنْ تَعْلِيْقِ الْيَدِ فِي الْعُنُقِ لِلْسَّارِقِ، أَمِنَ الشُّنَّةَ هُوَ، قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَارِقٍ، فَقُطِعَتْ يَدُهُ، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا، فَعُلِقَتْ فِي عُنُقِهِ

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن مخیریز بیان کرتے ہیں: ہم نے حضرت فضالہ بن عبید اللہ سے چور کا ہاتھ گردن میں لٹکانے کے بارے میں دریافت کیا، کیا یہ سنت ہے؟ تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک چور کو لایا گیا جس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا، تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اس کا (کٹا ہوا ہاتھ) اس کی گردن میں لٹکا دیا گیا۔

بَابُ فِي بَيْعِ الْمَمْلُوكِ إِذَا سَرَقَ

باب: جب غلام چوری کرے، تو اسے فروخت کر دینا

4412- حَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَرَقَ الْمَمْلُوكُ فَبِعْهُ وَلَوْ بِنَشٍ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب غلام چوری کرے، تو اسے فروخت کر دو، خواہ نصف اوقیہ کے عوض میں کرو“

سارق غلام کی حد میں مذاہب اربعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر غلام چوری کرے تو اس کو بیچ ڈالو اگرچہ نش کے بدلے میں اس کو بیچنا پڑے۔ (ابوداؤد، سنن ابی داؤد، ماجہ)

نش نون کے زبر اور شین کے ساتھ (نصف اوقیہ یعنی بیس درہم کو کہتے تھے مراد یہ ہے کہ چوری کرنے والے غلام کو بیچ ڈالو اگرچہ اس کو کتنی ہی کم قیمت میں کیوں نہ بیچنا پڑے کیونکہ چوری کا ارتکاب کر کے وہ عیب دار ہو گیا ہے اور عیب دار غلام کو اپنے پاس رکھنا مناسب نہیں ہے۔

حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور اکثر اہل علم یہ فرماتے ہیں کہ اگر غلام چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے خواہ وہ

4411- إسنادہ ضعيف لصعب الحجاج - وهو ابن أوطاة - ثم هو مدلس وقد عمن. وبه أعلى الحديث الثاني في "المحتبى" (4983)، والربيعي في "نصب الرابة" 370 / 3، وقال أبو بكر بن العربي في "عارضه الأهودى": 227 / 6 لم يثبت. وأخرج ابن ماجه (2587)، والترمذى (1513)، والسنن في "الكبرى" (7433) و (7434) من طريق حجاج بن أوطاة، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (23946).

بھگوڑا ہو یا غیر بھگوڑا۔ اس بارے میں امام اعظم ابو حنیفہ کا قول یہ ہے کہ اگر خاوند بیوی میں سے کوئی ایک دوسرے کا مال ہے تو عام طور پر خاوند بیوی کو ایک دوسرے کے مال پر اور غلام کو اپنے آقا اور اس کے گھروالوں کے مال و اسباب پر خود ان کی اجازت سے دسترس حاصل ہوتی ہے اس صورت میں حرز کی شرط پوری طرح نہیں پائی جاتی جو قطع ید کی سزا کے لئے ضروری ہے۔

بَابُ فِي الرَّجْمِ

باب: سنگسار کرنا

4413 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتٍ الْمَرْزُوقِيُّ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يُزَيْدِ

النَّخَوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: (وَاللَّائِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا) (النساء: ١٥)، وَذَكَرَ الرَّجُلُ بَعْدَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ جَمَعَهُمَا، فَقَالَ: (وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِيهَا مِنْكُمْ فَأَكْذُوهُمَا فَإِنْ كَانَا مِنْهُمَا مِائَةً جَلْدَةٍ) (النساء: ١٥)، فَتَنَسَّحَ ذَلِكَ بِأَيَّةِ الْجُلْدِ، فَقَالَ: (الرَّائِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ

﴿﴾ عکرمہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ”تمہاری عورتوں میں سے جو زنا کا ارتکاب کرے، تو اس کے خلاف چار گواہ پیش کرو، اگر وہ گواہی دیں، تو انہیں گھروں میں بند رکھو، یہاں تک کہ انہیں موت آجائے، یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی راستہ مقرر کر دے“ پھر اللہ تعالیٰ نے عورت کے بعد مرد کا ذکر کیا اور پھر ان دونوں کو اکٹھا کر کرتے ہوئے فرمایا: ”تم میں سے جو بھی دونوں (یعنی مرد اور عورت) اس کا ارتکاب کریں، تو انہیں ایذا پہنچاؤ، اگر وہ دونوں توبہ کریں اور اصلاح کر لیں، تو ان دونوں سے درگزر کرو“

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: تو کوڑے لگانے سے متعلق آیت نے اسے منسوخ کر دیا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد میں سے ہر ایک کو ایک سو کوڑے لگاؤ“

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: زانیہ عورت اور زانی مردان میں سے ہر ایک کو تم سو کوڑے مارو، اور ان پر شرعی حکم نافذ کرنے میں تم کو ان پر رحم نہ آئے، اگر تم اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہونی چاہیے

زنا کا لغوی معنی

زنا کا لغوی معنی ہے پہاڑ پر چڑھنا، سائے کا سکڑنا، پیشاب کو روک لینا، حدیث میں ہے: لا یصلی احدکم وھو زناہ تم میں سے کوئی شخص پیشاب روکنے کی حالت میں نماز نہ پڑھے۔ (مسند ابن عباس، ج ۱، ص ۶۰، مجمعۃ الشفاۃ العربیہ بیروت)

اسی طرح حدیث میں ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ وہ پیشاب اور پاخانے کو روک رہا ہو۔ اس حدیث کی سند قوی ہے۔

(صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۲۰۷۲، مسند الطحاوی رقم الحدیث: ۱۹۵، تفسیر الطبرانی رقم الحدیث: ۵۶۶، مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث: ۱۷۷۱، ۱۷۶۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کھانا آجائے تو نماز (کامل) نہیں ہوتی اور نہ اس وقت جب نمازی پیشاب اور پاخانے کو روک رہا ہو۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۵۶۰، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۸۹، شرح الترمذی رقم الحدیث: ۸۰۲، تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۱۶۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربیہ بیروت ۱۴۲۱ھ)۔

علامہ راغب اصفہانی نے لکھا ہے کہ زنا کا معنی ہے کسی عورت کے ساتھ بغیر شرعی کے وطی (مباشرت) کرنا۔

(معارف الصحاح، ۱۷۰، النہایہ ج ۲ ص ۲۸۴، المعرقات ج ۱ ص ۲۸۴)

قاضی عبدالنبی بن عبدالرسول احمد نگری لکھتے ہیں:

الزنا: اس اندام نہانی میں وطی (مباشرت، جماع) کرنا جو وطی کرنے والے کی ملکیت یا ملکیت کے شبہ سے خالی ہو۔

(دستور احکام، ج ۲ ص ۱۱۳، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ)

سید مرتضیٰ حسین زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں:

لغت میں زنا کا معنی کسی چیز پر چڑھنا ہے اور اس کا شرعی معنی ہے کسی ایسی شہوت انگیز اندام نہانی میں حشفہ (آلہ تناسل کے سر) کو داخل کرنا جس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو۔ (تاج المعروس ج ۱ ص ۱۶۵، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ)۔

فقہاء حنبلیہ کے نزدیک زنا کی تعریف

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

اہل علم کا اس شخص کے زانی ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جو کسی ایسی عورت کی قبل (اندام نہانی) میں وطی کرے جو حرام ہو اور وطی کسی شبہ سے نہ ہو اور دبر (سرین) میں وطی کرنا بھی اس کی مثل زنا ہے کیونکہ یہ بی بی اس عورت کی فرج (شرمگاہ) میں وطی کرنا ہے جو اس کی ملکیت میں نہیں ہے اور نہ ملکیت کا شبہ ہے۔ لہذا یہ قبل (اندام نہانی) میں وطی کی طرح ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (انساء) تمہاری وہ عورتیں جو بے حیائی کا کام کرتی ہیں۔

اور دبر میں وطی کرنا بھی بے حیائی کا کام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کے متعلق فرمایا: (الاعراف: ۸) کیا تم بے حیائی کا کام کرتے ہو؟

یعنی مرد، مردوں کی ذہن میں وٹھی کرتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ پہلے قوم لوط کے لوگ عورتوں کی ذہن میں وٹھی کرتے تھے چہ مردوں کی ذہن میں وٹھی کرنے لگے۔

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں: اگر کوئی شخص مردہ عورت سے وٹھی کرے تو اس میں دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس پر حد ہے اور یہی امام اوزاعی کا قول ہے، کیونکہ اس نے آدم زاد کی فرج میں وٹھی کی ہے پس یہ زندہ عورت سے وٹھی کے مشابہ ہے، نیز اس سے کہ یہ بہت عظیم گناہ ہے کیونکہ اس میں بے حیائی کے ارتکاب کے علاوہ مردہ کی عزت کو بھی پامال کرنا ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس پر حد نہیں ہے اور یہ حسن کا قول ہے۔ ابو بکر نے کہا میرا بھی یہی قول ہے مردہ سے وٹھی کرنا وٹھی نہ کرنے کی مثل ہے، کیونکہ اس پر شہوت نہیں آتی اور لوگ اس سے کراہت محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے اس سے زجر کو مشروع کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور حد کو زجر کے لئے مشروع کیا گیا ہے۔ اور نابالغ لڑکی سے زنا کرنے کا حکم یہ ہے کہ اگر اس سے وٹھی کرنا ممکن ہو تو اس سے وٹھی کرنا زنا ہے اور اس سے وٹھی کرنے پر بالغہ سے وٹھی کی طرح حد واجب ہوگی۔

علامہ ابن قدامہ ضہلی لکھتے ہیں: اگر کس شخص نے محرم سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح بالاجماع باطل ہے، اور اگر اس سے وٹھی کر لی تو اکثر اہل علم کے قول کے مطابق پر اس پر حد واجب ہے۔ حسن، جابر بن زید، امام مالک، امام شافعی، امام ابو یوسف، امام محمد، اسحاق، ابو ایوب، ابن ابی خنیثمہ کا یہی قول ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ثوری کا قول یہ ہے کہ اس پر حد نہیں ہے، کیونکہ یہ ایسی وٹھی ہے جس (کے جواز) میں شبہ پیدا ہو گیا ہے اس لئے اس وٹھی سے حد واجب نہیں ہوگی، جیسے کوئی شخص اپنی رضاعی بہن کو خرید کر اس سے وٹھی کرے۔ اور شبہ کا بیان یہ ہے کہ اس نے محرم سے نکاح کر لیا اور نکاح اباحت وٹھی کا سبب ہے (اور حضرت آدم کی شریعت میں محرم مثلاً بہن سے نکاح جائز تھا) اس شبہ کی وجہ سے اس پر حد لازم نہیں ہوگی۔ (لیکن ایسے شخص کو تعزیراً قتل کر دیا جائے گا، کیونکہ ایک شخص نے اپنی سوتیلی ماں سے شادی کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا سر قلم کرنے کا حکم دیا۔ (یعنی اس پر حد جاری نہیں کی)۔ نیز حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص محرم سے وٹھی کرے اس کو قتل کر دو۔

(جامع ترمذی ص ۲۳۱ مطبوعہ نور محمد کراچی، اور یہی امام ابو حنیفہ کی دلیل ہے۔)

علامہ ابن قدامہ ضہلی متوفی ۶۲۰ھ لکھتے ہیں کہ امام احمد کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس پر حد واجب ہے، کیونکہ اس نے ایسی عورت کے ساتھ وٹھی کی ہے جس کے حرام ہونے پر اجماع ہے اور اس میں ملکیت کا کوئی شبہ نہیں ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس پر حد نہیں ہے جیسا کہ جامع ترمذی، سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ میں ہے۔ حضرت براء کہتے ہیں میری اپنے چچا سے ملاقات ہوئی درآں حالیکہ ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا۔ میں نے کہا کہاں جا رہے ہیں، انہوں نے کہا ایک شخص نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کر لیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کی گردن مارنے اور اس کا مال ضبط کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ نیز جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص محرم سے وٹھی کرے اس کو قتل کر دو۔“

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں کہ امام احمد یہ قول رائج ہے کیونکہ یہ حدیث کے مطابق ہے۔ نیز علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں کہ جو شخص

بغیر نکاح کے محرم سے زنا کرے اس میں بھی وہی اختلاف ہے جو نکاح کے بعد وطی کرنے میں اختلاف ہے۔

(المغنی ابن قدامہ ج ۹ ص ۵۵-۵۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

فقہاء شافعیہ کے نزدیک زنا کی تعریف

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: مراد اپنی حشفہ (سپاری) کو کسی ایسی فرج (اندام نہانی) میں داخل کر دے جو طبعاً مشتمل ہو اور اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو تو اس وطی پر حد واجب ہوتی ہے اگر زانی محسن (شادی شدہ) ہو تو اس کی حد رجم ہے اور اس کے ساتھ اس کو کوڑے نہیں لگائے جائیں گے، اور اگر غیر محسن (غیر شادی شدہ) ہو تو اس کی حد کوڑے اور شہر بدر کرنا ہے، اس میں مرد اور عورت برابر ہیں۔

محسن ہونے کی تین شرطیں ہیں: پہلی شرط مکلف ہونا ہے، اس لئے بچہ اور مجنون پر حد نہیں لگے گی لیکن ان کو زجر و توبیخ کی جائے گی، دوسری شرط ہے حریت پس غلام، ام ولد اور جس کا بعض حصہ غلام ہو محسن نہیں ہیں، اور تیسری شرط ہے نکاح صحیح ہونا۔

(روضۃ الطالبین دعوۃ المصلحین ج ۱ ص ۸۶ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۵ھ)

فقہاء مالکیہ کے نزدیک زنا کی تعریف

علامہ ابو عبد اللہ شتانی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ ابن حاجب مالکی نے زنا کی یہ تعریف کی ہے، کسی ایسے فرد کی فرج میں عداً وطی کرے جو اس کی ملک میں بالاتفاق نہ ہو ”فرج کی قید سے وطی خارج ہو گئی جو غیر فرج میں ہو، اور آدمی کی قید سے وہ وطی خارج ہو گئی جو جانور کے ساتھ وطی ہو، کیونکہ جانور کے ساتھ وطی کرنے میں حد نہیں، تعزیر ہے۔ (اکمال آمال العلم ج ۱ ص ۱۵۵ دار المکتب العلمیہ بیروت طبعی قدیم)

فقہاء احناف کے نزدیک زنا کی تعریف

ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں جو شخص دار العدل میں احکام اسلام کا التزام کرنے کے بعد اپنے اختیار سے زندہ مشتبہ عورت کی قبل (اندانی نہانی) میں وطی کرے دار آں حالیکہ قبل حقیقتاً ملکیت اور حق ملک اور حقیقتاً نکاح اور شبہ نکاح اور نکاح اور ملک کے موضع اشتباہ کے شبہ سے خالی ہو۔ (بدائع الصنائع ج ۷ ص ۲۲) علامہ ابن ہمام نے بھی یہی تعریف کی ہے۔ (فتح القدیر ج ۷ ص ۲۲ سحر)

اس تعریف کی قیود کی وضاحت حسب ذیل ہے:

وطی: عورت کی اندام نہانی میں بقدر سپاری آلہ تناسل کو داخل کرنا، پس جس وطی سے حد واجب ہوگی اس میں بقدر سپاری داخل ہونا ضروری ہے اور اس سے کم میں حد واجب نہیں ہوگی۔

حرام: کسی مکلف شخص نے اجنبی عورت سے وطی کی ہو تو اس کو حرام کہا جائے گا، اگرچہ بچہ یا مجنون نے وطی کی تو اس پر حرام کا حکم نہیں لگے گا، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تین شخصوں سے قلم تکلیف اٹھا لیا گیا، بچہ سے حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے، سوئے ہوئے سے حتیٰ کہ وہ بیدار ہو جائے اور مجنون سے حتیٰ کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔ اس حدیث کو امام ترمذی (رقم: ۱۹۲۳) اور امام ابوداؤد (رقم: ۱۴۴۰) نے

قبل

عورت کی اندام نہانی کو کہتے ہیں اس قید کی وجہ سے مرد یا عورت کی ذہن (سرین) میں وطی امام ابو حنیفہ کے نزدیک زنا کی تعریف سے خارج ہوگئی، اس کے برخلاف امام ابو یوسف، امام محمد اور فقہاء مالکیہ، اور فقہاء حنبلیہ عورت کی ذہن میں وطی کو بھی زنا قرار دیتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ ذہن میں وطی کو لواطت کہتے ہیں اور اس کی حد میں صحابہ کا اختلاف تھا اگر یہ زنا ہوتا تو اختلاف نہ ہوتا، نیز زنا اس لئے حرام ہے کہ اس سے نسبت مشتبہ ہوتا ہے اور بچہ ضائع ہوتا ہے اور لواطت میں صرف نطفہ ضائع ہوتا ہے جیسا کہ عزل میں ہے۔

عورت: اس قید کی وجہ سے جانور کے ساتھ وطی، زنا کی تعریف سے خارج ہوگئی، کیونکہ یہ ایک نادر چیز ہے اور طبیعت سلیمہ اس سے نفرت کرتی ہے۔

زندہ: اس قید کی وجہ سے مردہ کے ساتھ وطی، زنا کی تعریف سے خارج ہوگئی، کیونکہ یہ بھی ایک نادر امر ہے اور طبیعت سلیمہ اس سے نفرت کرتی ہے۔

مشتہاۃ: یعنی اس عورت سے وطی کی جائے جس پر شہوت آتی ہو اتنی چھوٹی لڑکی جس پر شہوت نہ آتی ہو اس سے وطی کرنا زنا نہیں ہے۔ (ہر چند کہ اتنی چھوٹی لڑکی سے وطی کرنے والے پر تعزیر ہوگی)۔

حالت اختیار: یعنی وطی کرنے والے کو اختیار ہو، اسی طرح حد کے وجوب کے لئے وطی کرانے والی عورت کا مختار ہونا بھی ضروری ہے، اس لئے مکروہ (جس پر جبر کیا گیا ہو) پر حد نہیں ہے، کیونکہ حافظ البیہقی نے امام طبرانی کی متعدد اسانید کے ساتھ یہ حدیث ذکر کی ہے: حضرت عقبہ بن عامر، حجت عمران بن حصین، حضرت ثوبان، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت سے خطا، نسیان اور جس کام پر جبر کیا گیا ہو (کے گناہ کو) اٹھالیا گیا۔

(مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۵۰، دارالکتب العربی)

اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ اگر عورت پر جبر کر کے اس کے ساتھ وطی کی جائے تو اس پر حد نہیں ہے، لیکن مرد میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور محققین مالکیہ کے نزدیک اگر مرد پر جبر کر کے اس سے وطی کرائی جائے تو اس پر حد ہے نہ تعزیر۔ فقہاء حنابلہ کے نزدیک اس پر حد لگائی جائے گی کیونکہ اس کے آلہ کا منتشر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اگر وہ اپنے اختیار سے وطی کر رہا ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک مرد پر بھی حد نہیں ہے کیونکہ انتشار اس کے مرد ہونے کی دلیل ہے، اختیار کی دلیل نہیں ہے۔ امام ابو یوسف، اور امام محمد کا بھی یہی نظریہ ہے۔

دارالعدل:

دارالعدل سے مراد دارالسلام ہے، کیونکہ دارالحرب اور دارالکفر میں قاضی کو حد جاری کرنے کی قدرت نہیں ہے یعنی اگر کوئی شخص دارالحرب میں یا دارالکفر میں زنا کرے گا تو بھی وہ اسلامی سزا سوزوں یا رجم کا مستحق ہے، لیکن چونکہ قاضی اسلام، دارالکفر

یہ دار الحرب میں اسلام سزائیں نافذ کرنے پر قادر نہیں ہے اس لئے اس پر حد جاری نہیں ہوگی، دار الکفر میں بھی زانی سزا کا مستحق ہے اور اس کا یہ فعل گناہ ہے جیسا کہ سود، چوری، ڈاکہ، قتل اور دیگر جرائم اور دار الحرب میں ناجائز اور گناہ ہیں، اسی طرح زنا بھی وہاں ناجائز اور گناہ ہے۔

احکام اسلام کا التزام: اس قید کی وجہ سے حربی مستامن خارج ہے، کیونکہ اس نے احکام اسلام کا التزام نہیں کیا، مسلمان اور ذمی اور زنا کریں گے تو ان پر حدی جاری کی جائے گی۔

حقیقت ملک سے خالہ ہونا: اگر کسی شخص نے ایسی باندی سے وطی کر لی جو مشترکہ ہے اس کی اور کسی کی ملکیت میں ہے، یا اس نے ایسی باندی سے وطی کی جو اس کی محرم تھی تو چونکہ وہ حقیقتاً اس کی ملکیت میں تھی اس لئے اس کا یہ فعل ہر چند کہ ناجائز ہے لیکن رونا نہیں ہے اور اس پر حد نہیں ہے۔

حقیقت نکاح سے خالی ہونا: اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے حالت حیض یا نفاس میں وطی کر لی یا روزہ دار یا محرمہ بیوی سے وطی کر لی یا ایلا یا ظہار کے بعد وطی کر لی تو ہر چند کہ یہ فعل گناہ ہے لیکن زنا نہیں ہے، کیونکہ عورت حقیقتاً اس کے نکاح میں موجود ہے۔
شہ ملک سے خالی ہونا: جب ملک یا نکاح میں شہ ہو جائے تو حد نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۹۶۱) شبہات کی بناء پر حدود ساقط کر دو۔

مثلاً اگر کسی شخص نے بیٹے کی باندی سے وطی کر لی تو اس پر حد نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کو یہ شہ ہوا ہو کہ بیٹے کے مال کا میں مالک ہوں۔ امام ابن ماجہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میرا مال بھی ہے اور اولاد بھی اور میرا باپ میرا مال ہڑپ کرنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا: (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۲۹۱) تو اور تیرا مال تیرے باپ کی ملکیت ہے۔

اسی طرح مکاتب کی باندی سے وطی کرنا بھی زنا نہیں ہے، کیونکہ مکاتب جب تک پوری رقم ادا نہ کرے مالک کا غلام ہے سو اس کی باندی بھی اس کی ملکیت ہے۔

شبہ نکاح سے خالی ہونا

یعنی عقد نکاح میں شبہ نہ ہو۔ مثلاً کسی شخص نے بغیر ولی یا بغیر گواہ کے نکاح کر کے وطی کر لی، یا نکاح متعہ کر کے وطی کر لی تو اس کا یہ فعل زنا نہیں ہے خواہ وہ اس نکاح کے عدم جواز کا اعتقاد رکھتا ہو کیونکہ اس نکاح کے جواز اور عدم جواز میں علماء کے اختلاف کی وجہ سے اس نکاح میں شبہ آگیا۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے نسبی، رضاعی یا سرالی کے رشتہ سے کسی محرم سے نکاح کر لیا یا دو بہنوں کو نکاح میں جمع کر لیا یا کسی عورت سے اس کی عدت میں نکاح کر لیا اور اس عقد نکاح کی وجہ سے وطی کر لی تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر حد نہیں ہوگی خواہ اس کو نکاح کی حرمت کا علم ہو، کیونکہ اس وطی میں اس کو شبہ لاحق ہو گیا ہے۔ لہذا یہ وطی زنا نہیں ہے البتہ اس پر تعزیر ہے۔

فقہ مالکیہ، فقہ شافعیہ، فقہاء حنبلیہ، امام ابو یوسف اور امام محمد نے یہ کہا ہے کہ جو وطی ابداً حرام ہو اس سے حد لازم آتی ہے

اور یہ نکاح باطل ہے اور اس کے شیعہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ البتہ جو وہی ابداً حرام نہ ہو جیسے بیوی کی بہن یا جس نکاح میں اختلاف ہے جیسے بغیر ولی یا بغیر گواہوں کے نکاح، اس وہی کی وجہ سے حد لازم نہیں آتی۔

امام ابو حنیفہ اور جمہور فقہاء کے درمیان عشاء اختلاف یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جب نکاح کا اہل شخص اس محل میں نکاح کرے جو مقاصد نکاح کے قابل ہو تو وہ نکاح وجوب حد سے مانع ہے، خواہ وہ نکاح حلال ہو یا حرام اور خواہ وہ بچہ متعلق حلیہ ہو یا مختلف فیہ اور خواہ اس کو حرمت کا علم ہو یا نہ ہو، جمہور فقہاء اور صاحبین کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص اس عورت سے نکاح کرے جس سے نکاح کرنا ابداً حرام ہو یا اس کی تحریم پر اتفاق ہو تو اس نکاح سے وہی پر حد لازم آتی ہے اور اگر وہ نکاح ابداً حرام نہ ہو یا اس کی حرمت میں اختلاف ہو تو پھر اس نکاح سے وہی پر حد لازم نہیں آتی۔ (بدائع ص ۷ ج ۲ ص ۲۵، مفتی بھٹائی ص ۱۱۵، المہذب ج ۲ ص ۲۶۸، المیزان الکبریٰ ج ۲ ص ۱۵۷، ملاحیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۲ ص ۲۵۱، مفتی ج ۸ ص ۱۲۴، رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۳۷)

حد زنا کی شرائط

حد زنا جاری کرنے کے لئے جن شرائط پر فقہاء کا اتفاق ہے، وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ زنا کرنے والا بالغ ہو، نابالغ پر بالاتفاق حد جاری نہیں ہوتی۔

۲۔ زنا کرنے والا عاقل ہو، پاگل اور مجنون پر بالاتفاق حد جاری نہیں ہوتی۔

۳۔ جمہور فقہاء کے نزدیک زانی کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے، شادی شدہ کافر پر فقہاء حنفیہ کے نزدیک حد جاری نہیں ہوتی، البتہ اس کو کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ فقہاء شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک زنا اور شراب خوری کی کافر پر کوئی حد نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ کا حق ہے اور اس نے حقوق البیہ کا التزام نہیں کیا، فقہاء مالکیہ کے نزدیک اگر کافر نے کافرہ کے ساتھ زنا کیا تو اس پر حد نہیں ہے، البتہ تادیب اس کو سزا دی جائے گی اور اگر اس نے مسلمان عورت سے جبراً زنا کیا تو اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اگر باہمی رضا مندی سے زنا کیا تو عبرتناک سزا دی جائے گی۔

۴۔ زانی مختار ہو اگر اس پر جبر کیا گیا ہے تو جمہور کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے اور فقہاء حنابلہ کے نزدیک اس پر حد ہے اور اگر عورت پر جبر کیا گیا تو اس پر بالاتفاق حد نہیں ہے۔

۵۔ عورت سے زنا کرے، اگر جانور سے وہی کی ہے تو مذہب اربعہ میں بالاتفاق اس پر حد نہیں ہے، البتہ تعزیر ہے اور جمہور کے نزدیک جانور کو بالاتفاق قتل نہیں کیا جائے گا اور اس کو کھانا جائز ہے۔ فقہاء حنابلہ کے نزدیک اس کا کھانا حرام ہے۔

۶۔ ایسی لڑکی سے زنا کیا ہو جس کے ساتھ عادتاً وہی ہو سکتی ہو اگر بہت چھوٹی لڑکی سے زنا کیا ہے تو اس پر حد نہیں ہے نابالغ لڑکی پر حد نہیں ہوتی۔

۷۔ زنا کرنے میں کوئی شبہ نہ ہو اگر اس نے کسی اجنبی عورت کو یہ گمان کیا کہ وہ اس کی بیوی یا باندی ہے، اور زنا کر لیا تو جمہور کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر حد ہے، جس عقد نکاح کے جواز یا عدم جواز میں

اختلاف ہو اس نکاح کے بعد وطی کرنے پر حد نہیں ہے، مثلاً بغیر ولی یا بغیر گواہوں کے نکاح ہو، اور جو نکاح بالاتفاق ناجائز ہے جیسے عمار سے نکاح یا دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس نکاح کے بعد وطی کرنے پر حد نہیں ہے اور جمہور کے نزدیک حد ہے۔

۸۔ اس کو زنا کی حرمت کا علم ہوا اگر وہ جہل کا دعویٰ کرے اور اس سے جہل متصور ہو تو اس میں فقہاء مالکیہ کے دو قول ہیں۔

۹۔ عورت غیر حربی ہو اگر وہ حربیہ ہے تو اس میں فقہاء مالکیہ کے دو قول ہیں۔

۱۰۔ عورت زندہ ہو اگر وہ مردہ ہے تو اس سے وطی کرنے پر جمہور کے نزدیک حد نہیں ہے اور فقہاء مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے

کہ اس پر حد ہے۔

۱۱۔ مرد کا حشفہ (آلہ تناسل کا سر) عورت کی قبل (اندام نہانی) میں غائب ہو جائے اگر عورت کی ذہن میں وطی کر لے تو جمہور

کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے، اسی طرح لواطت (اغلام) پر بھی حد نہیں ہے، اگر اجنبی عورت کے پیٹ یا رانوں سے لذت حاصل

ن تو اس پر بھی تعزیر ہے۔

۱۲۔ زنا دار السلام میں کیا جائے، دار الکفر یا دار الحرب میں زنا کرنے پر حد نہیں ہے، کیونکہ قاضی اسلام کو وہاں حد جاری

کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ (لفظ اسلامی بیروت ۱۴۰۵ھ)

احسان کی تحقیق

فقہاء اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر زانی محسن (شادی شدہ) ہو تو اس کو رجم کیا جائے گا خواہ مرد ہو یا عورت اور اگر وہ غیر

محسن ہے تو اس کو کوڑے مارے جائیں گے اس لئے احسان کا معنی سمجھنا ضروری ہے۔

سید محمد مرتضیٰ زبیدی حنفی لکھتے ہیں:

احسان کا اصل میں معنی ہے منع کرنا، عورت اسلام، پاکدامنی، حریت اور نکاح سے محسنہ ہوتی ہے، جو ہری نے ثعلب سے نقل

کیا ہے ہر پاک دامن عورت محسنہ ہے اور ہر شادی شدہ عورت محسنہ ہے۔ حاملہ عورت کا بھی محسنہ کہتے ہیں کیونکہ حمل نے اس کو

دخول سے ممنوع کر دیا۔ مرد جب شادی شدہ ہو تو محسن ہے۔ حضرت ابن مسعود نے ”فاذا احصن فان اتین بفاحشة“ کی

تفسیر میں کہا باندی کا احسان اس کا مسلمان ہونا ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا باندی کا احسان اس کا شادی شدہ ہونا ہے۔ زجاج

نے محسنین غیر مسافحین کی تفسیر میں کہا مرد کا احسان اس کا شادی شدہ ہونا اور پاک دامن (غیر زانی) ہونا ہے اور فرج کا

احسان، زنا سے رکنا ہے، اور احصنت فرجھا کا معنی پاک دامن رہنا اور زنا سے باز رہنا ہے اور المحصنت من النساء کا معنی شادی شدہ

خواتین ہے۔ (تاج العروس ج ۹ ص ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱)

(۱) عقل (۲) بلوغ (۳) حریت (۴) اسلام (۵) نکاح صحیح (۶) خاوند اور بیوی دونوں کا ان صفات پر ہونا (۷) نکاح صحیح

کے بعد خاوند کا بیوی سے وطی کرنا لہذا بچہ، مجنون، غلام، کافر نکاح کا سدء عدم وطی اور زوجین کے ان صفات پر نہ ہونے سے احسان

ثابت نہیں ہوگا۔ (بدائع الصنائع ج ۷ ص ۳۸۔ مطبوعہ کراچی ۱۴۰۰ھ)

زنا کی ممانعت، اور دنیا اور آخرت میں اس کی سزا کے متعلق قرآن مجید کی آیات

(نبی اسرائیل: ۳۲) اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ، بے شک وہ بے حیائی کا کام ہے اور برابر راستہ ہے۔

(النور: ۲) زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد ان میں سے ہر ایک کو تم سو کوڑے مارو، اور ان پر شرعی حکم نافذ کرنے میں تم کو ان پر رحم نہ آئے، اگر تم اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو، اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہونی چاہیے۔

(الفرقان: ۲۹-۲۸) اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کرنے کو اللہ نے حرام کر دیا ہے اس کو ناحق قتل نہیں کرتے اور زنا نہیں کرتے، اور جو شخص یہ کام کرے گا وہ سخت عذاب کا سامنا کرے گا قیامت کے دن اس کے عذاب کو دگنا کر دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ ذلت والے عذاب میں رہے گا۔

اے نبی جب آپ کے پاس مومن عورتیں ان چیزوں پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے، نہ چوری کریں گی نہ زنا کریں گی نہ اپن اولاد کو قتل کریں گی اور نہ کوئی ایسا بہتان باندھیں گی جس کو وہ خود اپنے ہاتھوں اور پیروں کے سامنے گھڑ لیں اور نہ کسی نیک کام میں آپ کی حک عدولی کریں گی تو آپ ان کو بیعت کر لیں اور ان کے لئے استغفار کریں۔ بے شک اللہ بہت بخشنے والا، بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

زنا کی ممانعت، مذمت اور دنیا اور آخرت میں اس کی سزا کے متعلق احادیث اور آثار

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا، جہل برقرار رہے گا، شراب پی جائے گی اور زنا کا ظہور ہوگا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۸۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۶۷۱، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۶۰۵، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۰۴۵، مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث: ۵۰۴۵، مسند عبد بن حمید رقم الحدیث: ۱۹۹۰)

(۲) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے سامنے سے گزرتی ہے کہ لوگوں کو اس خوشبو آئے وہ عورت زانیہ ہے۔ (یعنی وہ عورت لوگوں کے دلوں میں زنا کی تحریک پیدا کرتی ہے) (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۱۷۳، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۷۸۶، مسند احمد ج ۴ ص ۳۹۹، مسند عبد بن حمید رقم الحدیث: ۵۵۷، مسند ابوزر رقم الحدیث: ۱۵۵۱، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۴۰۴۵، المستدرک ج ۲ ص ۳۹۶، سنن بیہقی ج ۲ ص ۲۹۶)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا، بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ (سرور یا حاکم) اور متکبر فقیر۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۷۲، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۷۱۳۸، شعب الایمان رقم الحدیث: ۵۴۰۵)

(۴) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں سے اللہ محبت رکھتا ہے اور تین آدمیوں سے اللہ بغض رکھتا ہے۔ جن تین آدمیوں سے اللہ محبت رکھتا ہے وہ یہ ہیں: ایک شخص لوگوں کے پاس جا کر سوال کرے، اس

کا سوا ان کے ساتھ کسی رشتہ داری کی بناء پر نہ ہو، اور وہ لوگ اس کو منع کر دیں، پھر ایک شخص ان کے پیچھے سے جائے اور چپکے سے اس کو دے دے، اور اس کے عطیہ کو اللہ کے سوا کوئی نہ جانتا ہو، یا وہ شخص جس کو اس نے عطیہ دیا تھا اور وہ لوگ جو رات کو سفر کریں حتیٰ کہ نیند ان کو بہت زیادہ مرغوب ہو جائے پھر وہ ٹھہر جائیں اور اپنے سر رکھ کر سو جائیں پھر ان میں سے ایک شخص بیدار ہو کر نماز میں قیام کرے اور میری حمد و ثنا کرے اور میری آیت کی تلاوت کرے، اور وہ شخص جو کسی لشکر میں ہو اس کا دشمن سے مقابلہ ہو وہ لشکر شکست کھ جائے اور وہ شخص آگے بڑھ کر حملہ کرے حتیٰ کہ وہ شخص شہید ہو جائے یا فتح یاب ہو، اور جن تین آدمیوں سے اللہ بغض رکھتا ہے وہ یہ ہیں: بوڑھا زانی، متکبر فقیر اور مالدار ظالم۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۵۶۸، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۶۱۹، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۱۲۲۳، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۲۸۹، مسند احمد ج ۵ ص ۱۵۳، صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث: ۲۴۵۶، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۳۳۹۹، المستدرک ج ۲ ص ۱۱۳)

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں سورج کو گہن لگ گیا۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا: سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان کو کسی کی موت کی وجہ سے گہن لگتا ہے نہ کسی کی حیات کی وجہ سے۔ پس جب تم ان نشانیوں کو دیکھو تو اللہ سے دعا کرو، اللہ اکبر کہو اور نماز پڑھو، اور صدقہ کر دو پھر فرمایا: اے امت! اللہ کی قسم! کسی شخص کو اللہ سے زیادہ اس پر غیریت نہیں آتی کہ اس کا بندہ زنا کرے یا اس کی بندی زنا کرے۔ اے امت! اگر تم ان چیزوں کو جان بوجھ کر میں جانتا ہوں تو تم ضرور کم ہنسو اور تم ضرور زیادہ روؤ۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۰۴۴، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۹۰۱، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۷۷، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۴۷۱، ۱۴۷۰)

(۶) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب سے اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کیا تم میں سے کسی شخص نے خواب دیکھا ہے، پھر کوئی شخص جو اللہ چاہتا وہ خواب بیان کرتا۔ ایک دن صبح کے وقت آپ نے فرمایا بے شک آج رات (خواب میں) دو فرشتے آئے اور وہ مجھے اٹھا کر لے گئے، انہوں نے مجھ سے کہا آپ چلے میں ان کے ساتھ چلتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ ننگے مرد اور ننگی عورتیں ایک تنور کی مثل میں تھیں اس کا بالائی حصہ ننگ تھا اور نچلا حصہ کشادہ تھا اور اس کے نیچے سے آگ جل رہی تھی جب آگ کے شعلے بھڑکتے تو وہ لوگ اوپر اٹھ جاتے اور جب آگ کم ہوتی تو وہ نیچے گر جاتے۔ فرشتوں نے بتایا وہ زانی مرد اور زانی عورتیں تھیں۔ الحدیث۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۳۸۶، ۷۰۴۷، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۲۷۵، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۲۹۴، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۷۶۵۸)

(۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے زنا کیا یا شراب پی اللہ اس سے ایمان کو نکال لیتا ہے جیسے انسان اپنے سر سے قمیص اتارتا ہے۔

(المستدرک ج ۲ ص ۲۲، شعب الایمان رقم الحدیث: ۵۳۶۶، الکبائر لزمی ص ۸۳-۸۲، الترغیب والترہیب للمذہبی ج ۳ ص ۲۵۲، دار حدیث قاہرہ)

(۸) حضرت ام المؤمنین میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت اس وقت تک اچھے حال میں رہے گی جب تک ان کی اولاد زنا کی کثرت سے نہ ہو، اور جب ان کی اولاد زنا کی کثرت سے ہوگی تو عنقریب

اللہ ان میں عام عذاب نازل فرمائے گا۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۲۳۳، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۷۰۹۱، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۲۵۷)

(۹) امام طبرانی نے حضرت شریک، ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص زنا کرتا ہے اس سے ایمان نکل جاتا ہے، پس اگر وہ توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

(المجم الکبیر رقم الحدیث: ۷۲۲۴، شعب الایمان رقم الحدیث: ۵۳۶۶، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۰۱، الترغیب والترہیب للمذہبی رقم الحدیث: ۵۳۶۶، عقدا فی نے کہا اس کی سند جید ہے ج ۱۲ ص ۶۱، الاصابہ ج ۳ ص ۲۴۹، قدیم)۔

(۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس وقت زانی زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جس وقت شرابی شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جس وقت چور چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، اور جس وقت کوئی لیرا کسی شریف آدمی کو لوٹتا ہے اور لوگ اس کی نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۵۱۸، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۵۷، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۴۸۷، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۹۳۶، شعب الایمان رقم الحدیث: ۵۳۶۳، تاریخ دمشق الکبیر ج ۵ ص ۸۶، رقم الحدیث: ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، مطلقہ اراحیا، التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ)

(۱۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس قوم میں خیانت کا ظہور ہوتا ہے اس قوم کے دلوں میں رعب ڈال دیتا جاتا ہے اور جس قوم میں زنا بہ کثرت ہوتا ہے ان میں موت بہ کثرت ہوتی ہے اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے ان سے رزق منقطع ہو جاتا ہے اور جو قوم ناحق فیصلے کرتی ہے ان میں خون ریزی زیادہ ہوتی ہے اور جو قوم عہد شکنی کرتی ہے ان پر اللہ دشمن کو مسلط کر دیتا ہے۔ (سنن کبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۲۴۶، الموطا رقم الحدیث: ۱۰۶، الاسعد کارج ۱۴ ص ۲۱۱، رقم الحدیث: ۲۰۰۹)

(۱۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے زیادہ بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا تم اللہ کو شریک بناؤ حالانکہ اس نے تم کو پیدا کیا ہے، اس نے پوچھا پھر کون سا ہے؟ فرمایا تم کھانے کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل کر دو، اس نے پوچھا پھر کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کر دو، پھر اللہ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی: آیت..... (الفرکان: ۶۸)

اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت نہیں کرتے اور نہ کسی ایسے شخص کو قتل کرتے ہیں جس کے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہو اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو شخص یہ کام کرے گا اس کو عذاب کا سامنا ہوگا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۸۶۱، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۶، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۱۸۲، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۳۱، سنن انسائی رقم الحدیث: ۱۳۴، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۱۰۹۸۷)

(۱۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم زنا سے بچتے رہو، کیونکہ اس میں چار خصلتیں ہیں:

(۱) اس سے چہرے کی رونق چلی جاتی ہے۔

(۲) رزق منقطع ہو جاتا ہے۔

(۳) رحمان ناراض ہوتا ہے۔

(۴) اور دوزخ میں غلود ہوتا ہے۔ (یعنی بہت دیر تک رہنا)

(المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۷۰۹۲، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۲۵۴، اس کی سند میں عمرو بن جمح متروک ہے)

(۱۴) حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عرب کی ہلاک ہونے والی

عورتو! مجھے سب سے زیادہ تم پر زنا کا اور شہوت خفیہ (ریا کاری) کا خوف ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۱۲۲)

(۱۵) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تین آدمی جنت

میں داخل نہیں ہوں گے، بوڑھا، زانی، امام کذاب اور متکبر فقیر۔

(مسند البزار رقم الحدیث: ۱۳۰۸، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۳۴، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۵۵)

(۱۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اہل ذمہ پر ظلم کیا جائے تو دشمنوں کی

حکومت ہو جائے گی اور جب کثرت کے ساتھ زنا کیا جائے گا تو لوگ بہ کثرت قید ہوں گے اور جب قوم لوط کا عمل بہ کثرت کیا جائے

گا تو اللہ مخلوق کے اوپر سے اپنا ہاتھ اٹھائے گا، پھر یہ پرواہ نہیں کرے گا کہ وہ کس دادی میں ہلاک ہوتے ہیں۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۱۷۵۲، حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۱۵۵)

(۱۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بوڑھے زانی

اور بوڑھی زانیہ کی طرف نہیں دیکھے گا۔

(المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۸۳۹۶، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۳۴، حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۱۵۵)

جانتا اور اس کے باقی راوی ثقافت ہیں)

(۱۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ معمر زانی اور متکبر فقیر کی طرف نہیں

دیکھے گا۔ (المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۱۳۱۹۵، حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۱۵۵)

(۲۵۵)

(۱۹) حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا متکبر مسکین، بوڑھا زانی اور اپنے عمل سے اللہ

پر احسان جتنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۳۶، حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۱۵۵)

میں نہیں جانتا اور اس کے باقی راوی ثقافت ہیں مجمع الزوائد ج ۶ ص ۲۵۵)

(۲۰) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا سات آسمان اور سات زمینیں بوڑھے زانی پر لعنت کرتی ہیں اور زانیوں کی فروج کی

بدبو سے اہل دوزخ کو بھی ایذا ہوگی۔ (مسند البزار رقم الحدیث: ۱۵۴۸، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۳۷، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۲۵۵)

(۲۱) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا آدمی رات کو آسمانوں کے

دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر ایک منادی ندا کرتا ہے کہ کوئی دعا کرنے والا ہو تو اس کی دعا قبول کی جائے، کوئی سائل ہو تو

اس کو عطا کیا جائے، کوئی مصیبت زدہ ہو تو اس کی مصیبت دور کر دی جائے پس ہر دعا کرنے والے مسلمان کی دعا قبول کر لی جائے۔
 سو اس عورت کے جو پیسے لے کر زنا کراتی ہے اور سو اس شخص کے جو ظالمانہ ٹیکس لیتا ہے۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۱۰۲۲، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۸۸) ۲۷۹. حافظ سنذری نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے الترغیب والترہیب ج ۱ رقم الحدیث: ۱۱۶۳، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۸۸

(۲۲) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا زانیوں کے چہروں میں آگ بھڑک رہی ہوگی۔
 (الترغیب والترہیب ج ۳ رقم الحدیث: ۳۵۲۴، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۲۵۵، اس کی سند پر اعتراض ہے۔)

(۲۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زنا فقر پیدا کرتا ہے۔
 (شعب الایمان رقم الحدیث: ۵۴۱۸، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۲۵)

(۲۴) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں سو گئے، اور مجھ سے کہا اس پر چڑھیے میں نے کہا اس میں کی طاقت نہیں رکھتا، انہوں نے کہا ہم آپ کے لئے چڑھنا آسان کر دیں گے، پھر میں چڑھا حتیٰ کہ میں اس پہاڑ کے وسط میں پہنچ گیا، ناگاہ میں نے بہت زور کی آوازیں سنیں۔ میں نے پوچھا یہ کیسی آوازیں ہیں؟ انہوں نے کہا یہ دوزخ کے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں ہیں، (الی قول) ہم چلتے رہے حتیٰ کہ میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے بدن بہت پھولے ہوئے تھے اور ان سے سخت بدبو آ رہی تھی، میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ مقتولین کفار ہیں، وہ پھر مجھے آگے لئے گئے وہاں ایسے لوگ تھے جن کے بدن بہت پھولے ہوئے تھے اور ان سے سخت بدبو آ رہی تھی گویا کہ وہ پاخانے کی بدبو تھی میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا یہ زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورتیں ہیں: الحدیث

(صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث: ۱۹۸۶، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۱۹۸۵)
 (۲۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان نکل جاتا ہے گویا کہ وہ اس کے اوپر سائبان ہو اور جب وہ اس سے توبہ کرتا ہے تو اس کا ایمان لوٹ آتا ہے۔
 (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۶۹، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۶۲۷، المسند رک ج ۱ ص ۲۲، سنن بیہقی ج ۱ ص ۳۶۶)

(۲۶) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ آئے اور ہم اکٹھے جاتے۔ آپ نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ سے ڈرو اور رشتہ داروں سے ملاپ رکھو، رشتہ داروں سے میل جول سے زیادہ جلد پہنچنے والا اور کوئی ثواب نہیں ہے اور بغاوت سے (یا زنا سے) بچو کیونکہ اس سے زیادہ جلد پہنچنے والا اور کوئی عذاب نہیں ہے، اور تم ماں باپ کی نافرمانی سے بچو کیونکہ ایک ہزار سال کی مسافت سے جنت کی خوشبو آتی ہے اور ماں کبریائی صرف اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ رقم الحدیث: ۳۰۱۹، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۵)

(۲۷) راشد بن سعد المقرائی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا یہ لوگوں کے پاس سے گزر رہا تھا جن کی کھال آگے کی قینچیوں سے کاٹی جا رہی تھی۔ میں نے کہا اے جبریل سے گزرا جس سے سخت بدبو آ رہی تھی میں نے پوچھا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں جو زنا کرانے کے لئے خود کو مزین کرتی تھیں اور وہ

کام کرتی تھیں جو ان کے لئے جائز نہ تھے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۶۷۵، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۹۰)

(۲۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عاداتا زنا کرنے والا بت پرست کی مثل ہے۔ (مسوئی الاطلاق للحرثی رقم الحدیث: ۷۷۷، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۹۱، تاریخ دمشق الکبیر لابن مبارک ج ۲ ص ۱۷۲ رقم الحدیث: ۴۹۳۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ)

حافظ منذری نے کہا صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ عادی شرابی بت پرست کی طرح اللہ سے ملاقات کرے گا اور اس میں شک نہیں کہ زنا شرابی نوشی سے بڑا گناہ ہے۔ (الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۲۳۷، بیروت ۱۴۱۹ھ)

(۲۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس بستی میں زنا اور سود کا ظہور ہوا انہوں نے اپنے اوپر اللہ کے عذاب کو حلال کر لیا۔ (یہ حدیث صحیح ہے)

(المسند رک ج ۲ ص ۲۷، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۴۳، شعب الایمان رقم الحدیث: ۵۹۱۷)

(۳۰) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس قوم میں زنا اور سود کا ظہور ہوا انہوں نے اپنے اوپر اللہ کے عذاب کو حلال کر لیا۔ (مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۴۹۸۱، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۹۴، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۱۸)

(۳۱) حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ تم زنا کے متعلق کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا یہ حرام ہے اس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے۔ یہ قیامت تک کے لئے حرام ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اگر کوئی شخص دس عورتوں سے زنا کرے تو یہ اس کی بہ نسبت زیادہ آسان ہے (یعنی ان کی اس کی سزا اس سے کم ہے) کہ وہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔

(مسند احمد ج ۶ ص ۸، اس کے راوی ثقات ہیں، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۹۷)

(۳۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے گا، اس کی طرف اللہ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا اور نہ اس کو پاک کرے گا اور فرمائے گا دوزخ میں دوزخیوں کے ساتھ داخل ہو جائے۔ (مسوئی الاطلاق للحرثی رقم الحدیث: ۴۸۵، مسند فقرہ من الہی رقم الحدیث: ۳۳۷۱، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۹۸)

(۳۳) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس عورت کے بستر پر بیٹھا جس کا شوہر غائب ہو، قیامت کے دن اللہ ایک اثر دے گا اس کے اوپر قادر کر دے گا۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۳۲۷۸، المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۳۲۳۷، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۴۹، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۵۸)

(۳۴) حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص اس عورت کے بستر پر بیٹھا ہے جس کا شوہر غائب ہو، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کو قیامت کے اثر دھوں میں سے کوئی سیاہ اثر دھا بھینچھوڑ رہا ہو۔ (الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۵۰، حافظ، یعنی نے کہا اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقات ہیں، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۲۵۸)

(۳۵) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجاہدین کی بیویوں کی حرمت، جہاں یرتہ

کتاب الحدیث

جائے والوں کے لئے ان کی ماؤں کی مثل ہے اور مجاہد جس شخص کے اوپر اپنی اہلیہ کو چھوڑ کر جائے اور وہ اس میں خیانت کرے تو اس کو قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا اور مجاہد اس کی نیکیوں میں سے جس قدر چاہے گا، لے لے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ اس کی نیکی چھوڑ دے گا؟ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۸۷، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۱۹۶، سنن نسائی رقم الحدیث: ۳۱۸۹)

(۳۶) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کے ایک عابد نے ساٹھ سال اپنے گرجے میں اللہ کی عبادت کی، پھر بارش ہوئی اور زمین سرسبز ہو گئی۔ راہب نے اپنے گرجے سے باہر جھانکا اور سوچا کہ میں گرجے سے باہر نکل کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں اور زیادہ نیکی حاصل کروں۔ وہ گرجے سے اُترا، اس کے ہاتھ میں ایک روٹی یا روٹیوں تھیں، جس وقت وہ باہر کھڑا تھا تو ایک عورت آ کر اس سے ملی وہ دونوں ایک دوسرے سے کافی دیر تک باتیں کرتے رہے حتیٰ کہ اس عابد نے اس سے اپنی خواہش پوری کر لی، پھر اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی پھر وہ ایک ترم تالاب میں نہایا، اس کے بعد ایک سائل آیا تو اس نے ان دو روٹیوں کی طرف اشارہ کیا، پھر اس کی ساٹھ سال کی عبادت کا زنا کے گناہ کے ساتھ وزن کیا گیا تو گناہ کا پلڑہ بھاری نکلا، پھر ان روٹیوں کی نیکی کا وزن کیا گیا تو نیکیوں کا پلڑہ بھاری نکلا سو اس کو بخش دیا گیا۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کا بیان ہے ساٹھ سال کی عبادت ایک زنا کے گناہ سے ضائع کر دی اور دو روٹیوں کو صدقہ کرنے کی نیکی سے اس کے گناہ بخود دیا، وہ جس گناہ پر چاہے پکڑ لیتا ہے اور جس نیکی کو چاہتا ہے نواز دیتا ہے۔

(صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۳۷، الترمذی و الترمذی رقم الحدیث: ۱۲۹۹، ۱۳۸۷، ۲۵۳۱)

(۳۷) شعبی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن ایک عورت کو رجم (سنگسار) کیا تو کہا میں نے اس کو رسول اللہ ﷺ کی سنت سے رجم کیا ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۸۱۲)

(۳۷) شیبانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے رجم (سنگسار) کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، میں نے سوچا سورۃ نور کے نزول سے پہلے یا اس کے بعد؟ انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۸۱۳، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۷۰۲)

اس سوال کا منشاء یہ ہے کہ اگر رجم سورۃ نور کے نازل ہونے سے پہلے ہوا ہے تو ہو سکتا ہے کہ سورۃ نور کے نازل ہونے کے بعد وہ منسوخ ہو گیا ہو کیونکہ سورۃ نور میں زانیوں کو کوڑے مارنے کا حکم ہے اور اگر سورۃ نور کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سو کوڑے مارنے کا حکم رجم کرنے کے متافی نہیں ہے یعنی کوڑے اگر زنا کریں تو ان کو سو کوڑے مارے جائیں اور اگر شادہ شدہ زنا کریں تو ان کو رجم (سنگسار) کیا جائے۔ اور تحقیق یہ ہے کہ سورۃ نور کے نزول کے بعد رجم کیا گیا ہے کیونکہ سورۃ نور کے نزول کے متعلق ہم بیان کر چکے ہیں کہ تین قول ہیں، ۱، ہجری، ۵، ہجری، ۶، ہجری اور صحیح یہ ہے کہ سورۃ نور شعبان ۵، ہجری میں نازل ہوئی ہے اور رجم اس کے بعد کیا گیا ہے کیونکہ رجم کے موقع پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ موجود تھے اور وہ ۷، ہجری میں اسلام لائے تھے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی والدہ کے ساتھ ۹، ہجری میں مدینہ آئے تھے۔ (فتح الباری ج ۴ ص ۷۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۲۰ھ)

(۳۹) حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ اسلم کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا

اور اس نے بتایا کہ وہ زنا کر چکا ہے اور اس نے چار مرتبہ قسم کھا کر اپنے متعلق زنا کرنے کا اقرار کیا اور وہ شخص شادی شدہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو رجم (پتھر مار مار کر ہلاک) کر دیا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۱۸، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۱۳۲، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۷۱۵۸، مسند احمد رقم الحدیث: ۱۵۱۵۵، عالم الکتب بیروت)

(۴۰) حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے حکم لو، مجھ سے حکم لو، اللہ نے زنا کرنے والیوں کی سزا کی راہ بیان فرمادی اگر کنواری کنوارے کے ساتھ زنا کرے تو ان کو سو کوڑے مارو، اور ایک سال کے لئے شہر بدر کر دو، اور اگر شادی شدہ، شادی شدہ کے ساتھ زنا کرے تو ان کو رجم (سنگسار) کر دو۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۲۹۰، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۱۶۰، ۴۱۷۰، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۲۳۴، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۱۳۴، سنن کبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۱۱۰۹۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۵۰۰)

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے زانیہ عورتوں کے متعلق فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی سزا کی سبیل بیان فرمائے گا اس حدیث میں آپ نے یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا کی راہ بیان کر دی ہے اور اپنا وعدہ پورا فرمادیا ہے، سورۃ النساء کی وہ آیت یہ ہے:

(النساء: ۱۵)

تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کا کام کریں ان کے خلاف تم انہوں میں سے چار گواہ طلب کرو، پس اگر وہ شہادت دے دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں قید رکھو حتیٰ کہ موت ان کی زندگیاں پوری کر دے یا اللہ ان کو کوئی اور سزا مقرر فرمادے۔

سو جس سزا کے مقرر کرنے کا سورۃ نساء میں ذکر کیا گیا تھا وہ کنواری عورت کو کوڑے مارنے اور شادی شدہ کا رجم کرنے کا حکم ہے۔ کوڑے مارنے کا حکم سورۃ نور میں ہے اور رجم کرنے کا ذکر ان احادیث میں ہے، ہم نے رجم کے ثبوت میں ۵۳ احادیث مرفوعہ، ۴ آثار صحابہ اور ۵ فتاویٰ تابعین ذکر کیے ہیں، ان کی تفصیل شرح صحیح مسلم ج ۴ ص ۸۱۶-۸۰۴ میں مذکور ہے وہاں ملاحظہ فرمائیے۔ اور یہ اس قدر کثیر احادیث اور آثار ہیں کہ یہ کہنا صحیح ہے کہ رجم کا حکم تو اتارے ثابت ہے۔

میں نے یہاں پر زنا کی ممانعت اور اس کی دنیاوی اور اخروی سزا کے متعلق چالیس احادیث ذکر کی ہیں، احادیث تو ان کے علاوہ اور بھی ہیں لیکن نبی ﷺ نے چالیس احادیث کی تبلیغ کرنے پر جو نو بیس سنائی ہے میں نے اس کے حصول کی امید میں چالیس احادیث ذکر کی ہیں، وہ حدیث یہ ہے:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو جس شخص نے میری امت کو ان کے دین سے متعلق چالیس حدیثیں پہنچائیں، اللہ اس کو اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ فقیہ ہوگا اور میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں گواہی دوں گا۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر ج ۵ ص ۹۹، ۱۱۱، رقم الحدیث: ۱۱۸۲۸، ۱۱۸۲۸، مظلومہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ، المطالب العالیہ رقم الحدیث: ۲۰۷۶، الجامع الصغیر رقم الحدیث: ۸۶۳۷، حافظ سیوطی نے اس حدیث کو صحیح ہونے کی رمز کی ہے، جمع الجوامع رقم الحدیث: ۲۱۸۵۸، مشکوٰۃ رقم الحدیث: ۲۵۸)

یہ چالیس احادیث میں نے زنا سے ترہیب اور تکویف کی ذکر کی ہیں آکر میں، میں زنا سے بچنے کی ترغیب کے سلسلہ میں بھی

ایک حدیث درج کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی نظر کسی عورت کے حسن کی طرف (بہ قصد) پڑ جائے پھر وہ اپنی نظیر پھیر لے اللہ اس کے دل میں اس کی عبادت میں حلاوت اور لذت پیدا کر دیتا ہے۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۵۴۳۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ)

زنا کی حد میں عورت کے ذکر کو مقدم کرنے کی توجیہ

قرآن مجید میں احکام بیان کرنے کا عام اسلوب یہ ہے کہ صرف مردوں پر کسی حکم کو فرض کیا جاتا ہے اور عورتیں اس حکم میں بالتبع داخل ہو جاتی ہیں لیکن اس آیت میں زنا کرنے والی عورتوں اور مردوں دونوں کا ذکر کیا گیا ہے، نہ صرف یہ بلکہ عورتوں کے ذکر کو مقدم کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل میں زنا کا سبب اور اس کا محرم عورت ہوتی ہے، عورت سے جنسی لذت حاصل کرنے کے لئے مرد فعل زنا کا مرتکب ہوتا ہے اور (المائدہ: ۳۸) چور مرد اور چور عورت کے ہاتھوں کو کاٹ دو۔

اس آیت میں چور مرد کا ذکر چور عورت سے پہلے فرمایا کیونکہ اکثر و بیشتر اس فعل کو صدور مرد سے ہوتا ہے۔

کوڑے مارنے کے مسائل اور فقہی احکام

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جس چیز کے ساتھ کوڑے لگائے جائیں گے، وہ چابک ہو یا درخت کی شاخ اور وہ چابک یا شاخ متوسط ہو نہ بہت سخت ہو نہ بہت نرم ہو۔ حدیث میں ہے:

امام مالک، زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک شخص نے اپنے اوپر زنا کا اعتراف کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو مارنے کے لئے ایک چابک منگوائی تو ایک ٹوٹا ہوا چابک لایا گیا، آپ نے فرمایا اس سے سخت مارو تو درخت کی ایک نئی شاخ لائی گئی جس کے پھل بھی نہیں اُتارے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا اس سے ذرا کم لاؤ، پھر ایک استعمال شدہ اور نرم شاخ لائی گئی، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے کوڑے مارنے کا حکم دیا، پھر آپ نے فرمایا: اے لوگو! اب وقت آ گیا ہے کہ تم اللہ کی حدود کے ارتکاب سے باز آ جاؤ اور جس شخص نے اپنا پاک کاموں میں سے کوئی کام کر لیا اس کو چاہیے کہ وہ اللہ کے ستر کے ساتھ اپنا پردہ رکھے، کیونکہ جس کا جرم ہم پر ظاہر ہوگ، اس کے اوپر اللہ کی کتاب کو جاری کر دیں گے۔

(موطا امام مالک رقم الحدیث: ۱۵۸۸، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ)

فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ جس شخص پر کوڑے لگائے جائیں اس کے کپڑے اُتارے جائیں یا نہیں، امام مالک اور امام ابو حنیفہ نے یہ کہا کہ اس کے کپڑے اور عورت کے کپڑے نہ اُتارے جائیں البتہ وہ کپڑے اُتار دیئے جائیں جو ضرب سے بچتے ہوں۔ امام اور زاعی نے کہا مرد کے کپڑے اُتروانے میں امام کو اختیار ہے چاہے اس کے کپڑے اُتروائے چاہے نہیں۔ شعبی اور نخعی نے کپڑے اُتارنے سے منع کیا ہے۔ حضرت ابن مسعود نے کہا کہ اس کے کپڑے اُتارے جائیں غالباً ان کی مراد یہ ہے۔ ثوری بھی یہی قول ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک نے جو کہا ہے کہ اس کے کپڑے اُتارے جائیں غالباً ان کی مراد یہ ہے کہ مرد کے ستر کے علاوہ اس کے کپڑے اُتار دیئے جائیں۔

اس میں بھی اختلاف ہے کہ حد جاری کرتے وقت انسان کے کن اعضاء پر کوڑے مارے جائیں؟ امام مالک نے کہا کہ حدود اور تعیز رات میں صرف پیٹھ پر کوڑے مارے جائیں۔ امام شافعی اور ان کے اصحاب نے کہا کہ چہرے اور نازک اعضاء کے سوا تمام جسم پر کوڑے مارے جائیں، سر پر مارنے میں اختلاف ہے۔ جمہور نے کہا کہ سر کو بچایا جائے اور امام ابو یوسف نے کہا کہ سر پر ضرب لگائی جائے، حضرت عمر اور حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ سر پر ضرب لگائی جائے، امام مالک کی دلیل یہ حدیث ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حلال بن اُمیہ نے اپنی بیوی پر شریک بن سحاء کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی اور نبی ﷺ کے سامنے اس کو پیش کیا، تب نبی ﷺ نے فرمایا تم گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد قذف کے کوڑے لگائے جائیں گے، اس نے کہا یا رسول اللہ! جب ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے اوپر کسی مرد کو دیکھے تو کیا وہ گواہوں کو تلاش کرنے جائے گا؟ آپ نے پھر یہی فرمایا کہ تم گناہوں کو پیش کرو ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد قذف لگائی جائے گی، پھر لعان کے احکام نازل ہوئے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۶۷۱، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۲۵۴، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۱۷۸، مسند احمد رقم الحدیث: ۱۲۴۷۷، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۲۸۲۴، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۴۴۵۱)

کوڑوں کے ساتھ ایسی ضرب لگائی جائے، جس سے چوٹ لگے، درد ہو لیکن زخم نہ آئے۔ امام مالک اور ان کے اصحاب نے کہا ہے کہ تمام قسم کی حدود میں ضرب مساوی ہو اس سے کوئی زخم نہ پڑے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے کہ تعزیر میں سخت ضرب لگانی چاہیے، زنا کی ضرب شراب نوشی کی ضرب سے زیادہ شدید ہے اور شراب نوشی کی ضرب قذف (تہمت) کی ضرب سے زیادہ شدید ہے۔

پہلے شراب نوشی کی حد میں اختلاف تھا۔ عبدالرحمن بن اذھر بیان کرتے ہیں کہ میں نے غزوہ حنین کے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے تھے، آپ کے پاس ایک شخص کولایا گیا جو نشہ میں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے کہا جو آپ کے پاس تھے، تمہارے ہاتھ میں جو چیز آئے اس سے اس کو مارو، اور رسول اللہ ﷺ نے مٹی اٹھا کر اس پر ماری، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کولایا گیا جو نشہ میں تھا، انہوں نے اس کو چالیس کوڑے مارے۔

ابن و برہ کلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا میں جب ان کے پاس پہنچا تو وہاں حضرت عثمان بن عفان، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا حضرت خالد بن ولید نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے، انہوں نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ لوگ اب شراب بہت پینے لگے ہیں اور اس کی سزا معمولی سمجھتے ہیں۔ حضرت عمر نے کہا یہ کبار اصحاب تمہارے سامنے بیٹھے ہیں ان سے پوچھو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہماری رائے یہ ہے کہ جب آدمی نشہ میں ہوتا ہے تو ہڈیاں بکتا ہے اور جب ہڈیاں بکتا ہے تو لوگوں پر تہمت لگاتا ہے اور تہمت لگانے والے کی حد اسی (۸۰) کوڑے ہیں۔ حضرت عمر نے مجھ سے کہا حضرت علی نے جو کہا ہے وہ حضرت خالد کو پہنچا دو پھر انہوں نے اسی (۸۰) کوڑے مارے اور حضرت عمر نے بھی اسی (۸۰) کوڑے مارے۔

زانی کوڑے مارنے کے بعد شہر بدر کرنے میں مذاہب فقہاء

اگر دلی مرد یا زانیہ عورت محسن نہ ہو تو قرآن مجید میں اس کی سزا سو کوڑے مارنا بیان فرمائی ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

(النور ۲۰) زانیہ عورت اور زانیہ کرنے والے مردان میں سے ہر ایک کے سو کوڑے مارو۔

بعض احادیث میں سو کوڑے مارنے کے علاوہ ایک سال کے لئے شہر بدر کرنے کا بھی حکم ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۱۳۰۰ میں ہے۔ فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا غیر شادی کے زانیہ کی حد میں سو کوڑوں کے علاوہ شہر بدر کرنا بھی داخل ہے یا نہیں؟

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں کہ غیر شادی شدہ کے زانیہ کرنے کی حد میں جہور کا یہ نظریہ ہے کہ اس کو سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کے لئے شہر بدر بھی کیا جائے۔ خلفاء راشدین سے بھی یہی مروی ہے، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے، القہار، تابعین میں سے عطاء، طاؤس، ثوری، ابن ابی لیلیٰ اور ابو ثور کا بھی یہی نظریہ ہے۔ امام اشافعی اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے اور یہی امام احمد کا مذہب ہے، اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد بن حسن یہ کہتے ہیں کہ شہر بدر کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان دونوں کو شہر بدر کرنا انہیں فتنہ میں ڈالنے کے لئے کافی ہے، اور ابن مسیب سے یہ روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ربیعہ بن امیہ بن خلف کو شراب نوشی کی بناء پر خیبر میں جلاوطن کر دیا۔ وہ ہر قل کے پاس جا کر نصرانی ہو گیا تب حضرت عمر نے فرمایا: اس کے بعد میں کبھی کسی کو شہر بدر نہیں کروں گا۔ نیز اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف کوڑے لگانے کا حکم دیا ہے اور اگر شہر بدر کرنے کو واجب قرار دیا جائے تو نص قرآن پر زیادتی لازم آئے گی۔

(المعنی مع الشرح الکبیر ۱۰ ص ۱۳۰، دار الفکر یہ بیروت ۱۴۰۱ھ)

زانی اور زانیہ کو شہر بدر کرنے میں فقہاء احناف کا موقف اور دلائل

علامہ ابو الحسن مرعینی حنفی (صاحب ہدایہ) لکھتے ہیں: غیر شادی شدہ کی حد میں کوڑوں اور شہر بدر کرنے کو جمع نہیں کیا جائے گا امام شافعی حد میں ان دونوں سزاؤں کو جمع کرتے ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی)

کنوارہ کنواری کے ساتھ زانیہ کرے تو اس کو سو کوڑے مارو اور ایک سال کے لئے شہر بدر کر دو۔

نیز اس سے زانیہ کا دروازہ بند ہو جائے گا، کیونکہ دوسرے شہر میں ان کے جان پہنچان والے کم ہوں گے۔

علامہ مرعینی حنفی لکھتے ہیں: ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فالجوداؤس کوڑے مارو، اللہ تعالیٰ نے کل سزا سو کوڑے بیان کی ہے اور اس کے علاوہ کنوارے شخص کی اور کوئی سزا بیان نہیں کی (پس اگر ایک سال شہر بدر کرنے کو زانیہ کی حد کا جز قرار دیا جائے تو اخبار آحاد سے نص قرآن پر زیادتی لازم آئے گی اور یہ جائز نہیں ہے، اس کے برخلاف شادی شدہ کو رجم کرنا اخبار آحاد سے نہیں بلکہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور احادیث متواترہ سے قرآن مجید کے عام کو خاص کرنا جائز ہے، اس لئے یہ کہا جائے گا کہ قرآن مجید میں الزانی سے مراد کنوارہ زانیہ ہے اور کوڑے مارنے کا حکم کنواروں کے بارے میں ہے اور شادی زدہ زانیہ کی سزا یعنی اس کو رجم کرنا احادیث متواترہ سے ثابت ہے جیسا کہ عنقریب اس کی وضاحت کی جائے گی۔

علامہ مرغینانی لکھتے ہیں: زانی کو شہر بدر کرنا زنا کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے کیونکہ اپنے شہر میں تو خاندان والوں سے حیا آئے گی اور دوسرے شہر میں اس کو زنا کرنے سے کوئی حجاب نہیں ہوگا۔ نیز دوسرے شہرے میں اس کے کھانے، پینے، رہائش، کپڑوں اور علاج معالجہ کی ضروریات کا کوئی کفیل نہیں ہوگا اس وجہ سے یہ خطرہ ہے کہ شہر بدر کی ہوئی عورتیں اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے زنا کو کسب معاش بنالیں اور یہ زنا کی بدترین قسم ہے، اور اس کی تائید اس سیہوتی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا: فتنہ میں مبتلا کرنے کے لئے شہر بدر کرنا کافی ہے۔ اور جس حدیث میں کنوارے کی حد میں کوڑوں اور شہر بدر کرنے کو جمع کیا ہے وہ اسی طرح منسوخ ہے جس طرح اس حدیث کا وہ حصہ منسوخ ہے جس میں شادی شدہ کی حد میں رجم اور کوڑوں کو جمع کیا گیا ہے، کیونکہ پوری حدیث اس طرح ہے کنوارہ، کنواری کے ساتھ زنا کرے تو اس کو سو کوڑے مارو اور ایک سال کے لئے شہر بدر کر دو۔ اور شادی شدہ، شادی شدہ کے ساتھ زنا کرے تو اس کو سو کوڑے مارو اور پتھروں سے رجم کر دو۔ (صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد)

علامہ ابوالحسن کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ جس حدیث میں کوڑے مارنے کے ساتھ شہر بدر کرنے کا حکم ہے اسی حدیث میں رجم کے ساتھ کوڑے مارنے کا بھی ذکر ہے اور جب جمہور فقہاء باوجود اس حدیث کے رجم کی سزا کے ساتھ کوڑے مارنے کا اضافہ نہیں کرتے تو کنوارے کی سزا میں کوڑے مارنے کے ساتھ شہر بدر کرنے کا اضافہ کیوں کرتے ہیں۔ یہ صراحتاً ترجیح بلا مرجح ہے بلکہ ترجیح یا بالمرجوع ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ذکر کردہ حد پر زیادتی لازم آتی ہے۔ علامہ بیہقی بن شرف نواسی زیر بحث حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: شادی شدہ کی حد میں رجم کے ساتھ کوڑوں کو جمع کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت نے کہا ان کو جمع کرنا واجب ہے پہلے کوڑے لگائے جائیں پھر رجم کیا جائے۔ حضرت علی، حسن بصری، اسحاق بن راہویہ، داؤد، اہل ظاہر اور بعض اصحاب شافعی کا یہی قول ہے، اور جمہور فقہاء نے یہ کہا ہے کہ صرف رجم کرنا واجب ہے۔ قاضی عیاض نے بعض محدثین سے نقل کیا ہے کہ جب شادی شدہ زانی بوڑھا ہو تو کوڑے لگا کر رجم کیا جائے اور اگر جوان ہو تو صرف رجم کیا جائے۔ یہ مذہب باطل اور بے اصل ہے۔ اور جمہور کی دلیل یہ ہے کہ احادیث کثیرہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے شادی شدہ کو صرف رجم کرنے پر اقتصار کیا جیسا کہ حضرت معاذ اور غامدہ کے قصہ سے ظاہر ہے (صحیح مسلم ج ۲ ص ۶۰ مطبوعہ نور محمد) نیز احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غیر شادی شدہ کو صرف کوڑے مارے اور شہر بدر نہیں کیا اور کثیر آثار صحابہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جیسا کہ ہم انشاء اللہ عنقریب واضح کریں گے۔

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی (صاحب ہدایہ) لکھتے ہیں: ہاں! اگر امام کے نزدیک شہر بدر کرنے میں مصلحت ہو تو وہ جس قدر عرصہ مناسب سمجھے شہر بدر کر سکتا ہے، یہ تعزیر اور سیاست ہے کیونکہ بعض اوقات اس کا فائدہ ہوتا ہے اس لئے یہ امر امام کی رائے پر موقوف ہے اور بعض صحابہ سے جو شہر بدر کرنے کی روایت ہے وہ بھی تعزیر اور سیاست پر محمول ہے۔

(ہدایہ اولین ص ۴۹۳-۴۹۴، مکتبہ امدادیہ ملتان)

ائمہ ثلاثہ کے دلائل کے جوابات اور فقہاء احناف کے دلائل

ائمہ ثلاثہ نے شہر بدر کرنے کی جن روایات سے استدلال کیا ہے وہ صرف تین صحابہ کی روایات ہیں حضرت عبادہ بن صامت،

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ، اور جو روایت صرف تین صحابہ سے مروی ہو وہ خبر متواتر یا خبر مشہور نہیں ہے صرف خبر واحد ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ احادیث خبر مشہور ہیں تو زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوگا کہ نبی و سنی کسی غیر شادی شدہ زانی کو شہر بدر کیا یا شہر بدر کرنے کا حکم دیا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فعل بطور حد کیا ہو بلکہ یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے یہ فعل بطور تعزیر کیا ہو لہذا ان احادیث سے شہر بدر کرنے کا حد ہونا ثابت نہیں ہوا۔

غیر شادی شدہ زانی کو صرف کوڑے مارنے کے ثبوت میں احادیث

امام ابو داؤد کرتے ہیں:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر یہ اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے جس کا اس نے نام بھی لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے پاس کسی شخص کو بھیج کر اس سے اس کے متعلق پوچھا اس عورت کا زنا کرنے سے انکار کیا تو آپ نے اس شخص کوڑے مارے اور اس عورت کو چھوڑ دیا۔

(سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۴۱۶۶، بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بنو بکر بن لیث کا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے چار بار یہ اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے، آپ نے اس کو سو کوڑے لگائے پھر آپ نے فرمایا: اس عورت کے خلاف گواہ لاؤ، عورت نے کہا خدا کی قسم یا رسول اللہ! یہ شخص جھوٹا ہے، پھر آپ نے اسی کو اسی کوڑے حد قذف لگائی۔

(سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۴۱۶۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بنو بکر لیث کا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے چار بار یہ اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے، آپ نے اس کو سو کوڑے لگائے پھر آپ نے فرمایا: اس عورت کے خلاف گمراہ لاؤ، عورت نے کہا خدا کی قسم یا رسول اللہ! یہ شخص جھوٹا ہے، پھر آپ نے اس کو اسی کوڑے حد قذف لگائی۔

(سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۴۱۶۷)

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا گیا کہ اگر غیر شادی شدہ باندی زنا کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا جب وہ زنا کرے تو اس کو سو کوڑے مارو، اور اگر پھر زنا کرے تو پھر کوڑے مارو اور اگر پھر زنا کرے تو پھر کوڑے مارو، پھر اس کو بیچ دو خواہ رسی کے ایک ٹکڑے کے عوض بیچنا پڑے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۸۳۷، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۷۰۴، سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۴۱۶۶، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۴۳۳)

ان دونوں حدیثوں میں اس کی تصریح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر محصن کو حد میں سو کوڑے مارے یا سو کوڑے مارنے کا حکم دیا اور ایک سال کے لئے شہر بدر کیا نہ شہر بدر کرنے کا حکم دیا اس لئے جن احادیث میں شہر بدر کرنے کا حکم ہے وہ سیاست پر محمول ہیں۔

رجم کی تحقیق

تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ شادی شدہ مسلمان مرد یا عورت زنا کرے تو اس کی حد رجم ہے اور فقہاء اسلام میں سے

کسی مستند شخص نے اس اجماع کی مخالفت نہیں کی۔ بعض خارجیوں نے اس اجماع کی اگر مخالفت کی ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، البتہ ہمارے زمانے میں منکرین حدیث کی ایک جماعت پیدا ہوئی جنہوں نے سنت کی حجیت کا انکار کیا اور مستشرقین نے اسلام کے خلاف جو کچھ زہراً گلا اس کو انہوں نے قبول کر لیا۔ ان لوگوں نے جہاں اسلام کے اور بہت سے اجتماعی اور مسلمہ عقائد کا انکار کیا ہے ان میں سے ایک رجم کا مسئلہ ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں زانی کی سزا صرف کوڑے مارنا ہے اور نہ ہی احادیث میں رجم کا ذکر ہے وہ اخبار آحاد ہیں اور خبر واحد سے قرآن مجید کو منسوخ کرنا جائز نہیں ہے۔

منکرین سنت کا یہ قول قطعاً باطل اور مردود ہے اول تو یہ غلط ہے کہ قرآن مجید میں رجم کا اصلاً ذکر نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید میں ارشادِ رجم کا ذکر موجود ہے جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب ہم واضح کریں گے اور ثانیاً یہ مفروضہ بھی غلط ہے کہ رجم کا حکم اخبار آحاد سے ثابت ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ رجم کا حکم پچاس سے زیادہ صحابہ سے مروی ہے اور یہ احادیث معنا اخبار متواترہ ہیں۔

قرآن مجید سے رجم کا ثبوت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: (المائدہ: ۳۲)

اور وہ کیسے آپ کو منصف بنائیں گے حالانکہ ان کے پاس تورات ہے جس میں اللہ کا حکم موجود ہے!

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ (جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۴۳۲۵ میں ہے) یہود زنا کرنے والوں سے یہ کہتے تھے کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ اگر وہ منہ کالا کرنے اور کوڑے مارنے کا حکم دیں تو اس پر عمل کرنا اور اگر رجم کا حکم دیں تو ان سے دور رہنا۔ علامہ ابن کثیر نے ان آیات کے شان نزول میں لکھا ہے کہ سنن ابوداؤد میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک مرد اور ایک عورت کا مقدمہ لایا گیا جنہوں نے زنا کیا تھا، آپ نے فرمایا تم اپنے مذہب کے دو سب سے بڑے عالموں کا لاؤ وہ صورتوں کو لائے آپ نے ان کو قسم دے کر پوچھا ان زنا کرنے والوں کا حکم تورات میں کیا لکھا ہے؟ انہوں نے کہا تورات میں ہے کہ جب چار آدمی یہ گواہی دیں کہ انہوں نے ان کو اس طرح زنا کرتے دیکھا ہے جیسے سلائی سرمہ دانی میں جاتی ہے تو ان کو رجم کر دیا جائے، آپ نے فرمایا تم ان کو رجم کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا ہماری حکومت چلی گئی اور ہم قتل کو ناپسند کرتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے گواہوں کو بلایا اور چار آدمیوں نے آکر یہ گواہی دی کہ انہوں نے اس طرح دیکھا ہے جیسے سلائی سرمہ دانی میں ہوتی ہے، تب رسول اللہ ﷺ نے انہیں رجم کرنے کا حکم دیا۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تورات کے حکم کے مطابق انہیں رجم کرنے کا حکم دیا۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۹-۲۸، دار الفکر بیروت ۱۹۹۰ھ)

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: (تفسیر کبیر ج ۴ ص ۳۶۲)

اس آیت میں حکم اللہ سے مراد بالخصوص رجم ہے کیونکہ یہودیوں نے رخصت حاصل کرنے کے لئے آپ کو حکم بنایا تھا۔

قرآن مجید اور احادیث میں جو یہ ذکر ہے کہ تورات میں حکم اللہ یعنی رجم موجود ہو، اس کی تفصیل تورات میں حسب ذیل ہے: پر اگر یہ بات سچ ہو کہ لڑکی میں کنوارے پن کے نشان نہیں پائے گئے۔ تو وہ اس لڑکی کو اس کے باپ کے گھر کے دروازہ پر

نکال لائیں اور اس کیشمر کے لوگ اسے سنگسار کریں کہ وہ مرجائے کیونکہ اس نے اسرائیل کے درمیان شرارت کی کہ اپنے باپ گھر میں قاحشہ پن کیا۔ یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دفع کرنا (استثناء: ۲۲-۲۱)

اگر کوئی کنواری لڑکی کسی شخص سے منسوب ہوگئی اور کوئی دوسرا آدمی اسے شہر میں پا کر اس سے محبت کرے تو تم ان دونوں کو اس شہر کے پھانگ پر نکال لانا اور ان کو تم سنگسار کر دینا کہ وہ مرجائیں لڑکی کو اس لئے کہ وہ شہر میں ہوتے ہوئے نہ چلائی اور مرد کو اس لئے کہ اس نے اپنی ہمسایہ کی بیوی کو بے حرمت کیا۔ یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دفع کرنا (استثناء: ۲۴-۲۳)

یہ قرآن مجید کا عجاز ہے کہ تورات میں آج تک یہ آیت موجود ہے حالانکہ ہر دور میں تورات میں تحریف ہوتی رہی، بلکہ قدرت خداوندی دیکھئے کہ یہ آیت انجیل میں بھی موجود ہے، یوحنا کی انجیل میں ہے:

اور فقیہ اور فریسی ایک عورت کو لائے جو زمانہ میں پکڑی گئی تھی اور اسے بیچ میں کھڑا کر کے یسوع سے کہا اسے استاد! یہ عورت زمانہ میں عین فعل کے وقت پکڑی گئی ہے۔ تورات میں موسیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ایسی عورتوں کو سنگسار کریں۔ پس تو اس عورت کی نسبت کیا کہتا ہے؟ انہوں نے اسے آزمانے کے لئے یہ کہا تا کہ اس پر الزام لگانے کا کوئی سبب نکالیں مگر یسوع جھک کر انکی سے زمین پر لکھنے لگا جب وہ اس سے سوال کرتے ہی رہے تو اس نے سیدھے ہو کر ان سے کہا کہ جو تم میں بے گناہ ہو وہی پہلے اس کو پتھر مارے

(یوحنا: باب ۸ آیت ۸-۷)

تورات اور انجیل کے ان اقتباسات سے یہ واضح ہو گیا کہ شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کا حکم پچھلی آسمانی کتابوں میں موجود تھا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو اس وقت (نزل قرآن کے وقت) کی موجودہ کتابوں کا جو مصدق قرار دیا ہے وہ اسی حکم کے اعتبار سے ہے اور اللہ کی قدرت ہے کہ ہزار ہا تحریفات کے باوجود رجم کا یہ حکم تورات اور انجیل میں آج بھی موجود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزانی یہودیوں کے متعلق جو رجم کا فیصلہ فرمایا تھا اس کے متعلق سورہ مائدہ میں جو آیات نازل ہوئی تھیں، اسی سیاق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (المائدہ: ۱۸)

ہم نے حق کے ساتھ یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے اور آنحالیکہ یہ ان آسمانی کتابوں کی مصدق اور نگہبان ہے جو اس کے سامنے ہیں سو آپ ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ کیجئے اور جو حق کے پاس آیا ہے، اس سے دور ہو کر ان کی خواہشات کے پیچھے نہ لگیے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آسمانی کتابیں تورات اور انجیل موجود تھیں اور خود قرآن مجید ناطق اور شاہد ہے کہ ان کتابوں میں تحریف کی جا چکی ہے، ان کے باوجود قرآن مجید فرماتا ہے کہ قرآن کا مصدق اور نگہبان ہے اور جس چیز کا قرآن مجید مصدق ہے وہ رجم کا حکم ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم اللہ قرار دیا ہے اور اسی کا قرآن مجید نگہبان ہے اور یہ وجہ ہے کہ آئے دن کی تحریفات کے باوجود تورات اور انجیل میں رجم کا حکم آج بھی موجود ہے اور یہ قرآن مجید کا معجزہ اور اس کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔

رجم کی منسوخ التلاوت آیت

امام بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

عرض کیا: اس آیت کو لکھ دیجئے تو آپ نے اس بات کو ناپسند کیا، اور جب غیر شادی شدہ بوڑھا زنا کرے تو اس کو صرف کوڑے لگائے جاتے ہیں اور جب شادی شدہ شخص زنا کرے تو اس کو رجم کیا جاتا ہے، اس حدیث کی سند صحیح ہے اور بخاری اور مسلم نے اس کو روایت کیا۔ (المعجم ج ۴ ص ۳۶۰، مکہ مکرمہ)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے متعدد طریق اور اسانید سے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور انہوں نے اس کے منسوخ اختلافات ہونے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس کے الفاظ میں اختلاف ہے بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں: انہوں نے جو لذت حاصل کی ہے (اس وجہ سے رجم کرو)

نیز اس آیت کے الفاظ کے عموم پر عمل نہیں ہوتا کیونکہ مطلقاً بوڑھے شخص کو رجم نہیں کیا جاتا بلکہ اس بوڑھے شخص کو رجم کیا جاتا ہے: شو شادی شدہ ہو اور اگر غیر شادی شدہ ہو تو اس کو کوڑے لگائے جاتے ہیں، جیسا کہ حضرت عمر بن العاص نے واضحیت سے بیان فرمایا ہے۔ (فتح الباری ج ۱۲ ص ۱۴۳، لاہور)

اس آیت کے منسوخ اختلافات ہونے پر ایک دفعہ ایک فاضل شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ حدیث میں ہے: (مشکوٰۃ ص ۳۲) میرا کلام، کلام اللہ کو منسوخ نہیں کرتا

پھر حدیث سے یہ آیت کیسی منسوخ ہو گئی؟ میں نے اس کے جواب میں کہا کلام اللہ سے مراد قرآن مجید ہے اور قرآن مجید کے الفاظ منضبط ہیں اور وہ الفاظ تو اتر سے ثابت ہیں اور اس آیت کے الفاظ غیر منضبط ہیں اور ان الفاظ کا ثبوت تو اتر سے نہیں ہے اس لئے یہ الفاظ قرآن مجید نہیں ہیں۔ لہذا ان کے منسوخ اختلافات ہونے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

آیت رجم کی بحث

میرے شیخ علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں:

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر پر بیٹھ کر فرمایا: لوگو! میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں جس کا کہنا میرے لئے مقدر کر دیا گیا ہے، میں نہیں جانتا شاید میری موت میرے سامنے ہو، جو شخص میرے بات کو سمجھ کر اسے یاد رکھے اسے چاہیے کہ جہاں تک وہ پہنچ سکتا ہو وہاں تک میری بات لوگوں کو بتادے اور جسے خوف ہو کہ اس بات کو نہ سمجھ سکے گا تو میں اسے اپنے اوپر مھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دیتا وہ بات یہ ہے کہ ”بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے ساتھ بھیجا اور ان پر کتاب نازل فرمائی اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اس میں رجم کی آیت بھی تھی، ہم نے وہ آیت پڑھی اور اسے سمجھ اور اسے یاد رکھا، رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا اور حضور کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔ مجھے خوف ہے کہ طویل زمانہ گزر جانے کے بعد کوئی کہنے والا کہہ دے کہ خدا کی قسم اللہ کی کتاب میں ہم رجم کی آیت نہیں پاتے تو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے فریضہ کو ترک کر کے گمراہ ہو جائیں۔ اللہ کی کتاب میں رجم برحق ہے ہر اس آزاد مرد اور عورت پر جس نے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کیا، بشرطیکہ شرعی گواہ قائم ہو جائیں یا (عورت کا) حمل ظاہر ہو جائے یا اقرار ہو۔ (بخاری شریف جلد ثانی ص ۱۰۰۹، مجمع مسلم ج ۲ ص ۶۵، موطا امام مالک ص ۶۸۵)

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ قرآن مجید کی آیت الزانیۃ والزانی میں سو کوڑوں کی سزا کا ذکر آزاد غیر شادی شدہ زانی

اور زانیہ کے لئے ہی ہے اور رجم کی سزا کا تعلق غیر شادی شدہ سے نہیں بلکہ وہ شادی شدہ کے لئے مخصوص ہے۔ صرف اتنی بات میں رد ہے اور ہم بارہا بتا چکے ہیں کہ وہ احادیث جن میں رجم کی سزا مذکور ہے وہ متواتر المعنی ہونے کی وجہ سے قطعی الثبوت ہیں جس طرح قرآن کی آیات وحی الہی ہیں اسی طرح سنت اور حدیث نبوی بھی وحی الہی ہے اور اسی بناء پر اس کا دلیل شرعی ہونا ہم قرآن مجید سے ثابت کر چکے ہیں، جو چیز قرآن سے ثابت ہو، اس سے جس حکم کا ثبوت ہو جائے وہ عین قرآن کے مطابق ہے، اسے خلاف قرآن کہنا کسی طرح درست نہیں ہے۔

دیکھئے قبلہ اولیٰ کے قبلہ ہونے کا حکم قرآن میں وارد نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہے، اسی طرح پانچ نمازیں، ان کی تعداد رکعات اور ادا کرنے کی ترتیب مثلاً نماز میں رکوع، سجود، قیام اور قعود اور ان سب ارکان کی ترتیب سب سنت نبوی سے ثابت ہے، اگر سنت اور حدیث کو نظر انداز کر کے صرف اقیمو الصلوٰۃ اور التوا للزکوٰۃ کو سامنے رکھ لیا جائے تو نہ اقامت صلوٰۃ کے حکم پر عمل ہو سکتا ہے نہ ہی ایفاء زکوٰۃ کے فریضہ سے سبکدوش ہونا ممکن ہے اس لئے سنت اور حدیث کو لازمی طور پر تسلیم کرنا پڑے گا تاکہ قرآن کے معنی سمجھ میں آجائیں اور مراد الہی کے مطابق احکام قرآنیہ پر عمل کرنا ممکن ہو۔

آیت رجم کا نزول اور اس کا منسوخ الحلاوت ہونا احادیث صحیحہ کی روشنی میں واضح ہو چکا ہے۔ اس کے باوجود ہم نزول الفاظ اور نسخ تلاوت کے قطعی اور متواترہ کا قول نہیں کرتے لیکن یہ ضرور کہتے ہیں کہ رجم کے معنی تواتر اور قطعیت کے ساتھ قرآن بن پاک میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (المائدہ: ۱۳)

اور اے رسول وہ یہودی کس طرح آپ کو اپنا حکم بناتے ہیں حالانکہ ان کے پاس تورات ہے، جس میں اللہ کا حکم پایا جاتا ہے۔ (مقالات کاظمی ج ۳ ص ۱۰۰-۳۹۹، مکتبہ فریدیہ ساہیوال، ۱۴۰۷ھ)

رجم کی احادیث متواترہ

رجم کی صحیح مرفوع متصل احادیث تریپن (۵۳) صحابہ سے مروی ہیں جن کو مسلم اور مستند جلیل القدر محدثین نے اپنی تصانیف میں متعدد اسانید کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان کے علاوہ ثقہ تابعین کی چودہ (۱۴) مرسل روایات ہیں چودہ (۱۴) آثار صحابہ اور پانچ (۵) فتاویٰ تابعین ہیں جن کو اکابر محدثین اسانید کثیرہ کے ساتھ اپنی مصنفات میں درج کیا ہے یہ کل چھیاسی (۸۶) احادیث ہیں۔ ہم نے جن اعداد و شمار کا ذکر کیا ہے، یہ ان کتب احادیث سے حاصل کئے گئے ہیں جو ہمارے پاس موجود اور دستیاب ہیں۔ ان کے علاوہ بے شمار کتب احادیث ہیں جو ہماری دسترس سے باہر ہیں اس لئے حتمی اور قطعی طور پر انہیں کہا جاسکتا ہے کہ رجم کے سلسلہ میں کتنی احادیث مرفوعہ، مرسلہ، آثار صحابہ اور فتاویٰ تابعین موجود ہیں۔ بہر حال ہم نے جو اعداد و شمار تتبع اور تلاش سے حاصل کئے ہیں ان کی بناء پر یہ اطمینان اور یقین ہو جاتا ہے کہ رجم کا ثبوت جن احادیث سے ہے وہ معنات متواترہ ہیں اور اس عد سے اس بات پر شرح صدر ہو جاتا ہے کہ یہ احادیث اس قوت میں ہیں کہ ان سے قرآن مجید کی وضاحت کی جاسکتی ہے اور ان احادیث متواترہ کی بناء پر یہ قول صحیح اور برحق ہے کہ قرآن مجید میں جس زانیہ اور زانی کو سزا سو کوڑے مارنا بیان ہے اس سے آزاد اور غیر محسن (غیر شادی شدہ) زانی اور زانیہ مراد ہیں۔ رہے آزاد اور محسن (شادی شدہ) زانیہ اور زانی تو ان کی حد رجم کرنا ہے جیسا کہ احادیث متواترہ میں

اس کا بیان ہے۔

مکرمین و مجرمین یہ شبہ وارد کرتے ہیں کہ سنت سے قرآن مجید کے عموم قطعی کی تخصیص کیسے کی جاسکتی ہے؟ اس کا جواب انہی سے کہ لازمیہ و الزامی میں عموم قطعی نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید میں باندہوں کے زنا کی سزا کے متعلق ہے: (احزاب: ۶۵) یعنی باندہوں کی آزاد و عورتوں کی سزا کا نصف ہے۔

یعنی باندہوں کی سزا پہاںس کوڑے ہے، اس سے معلوم ہوا کہ آیت نور میں جو زانیوں کی سزا سو کوڑے بیان کی گئی ہے اس سے ہر زانی اور زانیہ مراد نہیں ہے بلکہ آزاد زانیہ اور زانی مراد ہے کیونکہ باندہوں کی سزا سورۃ نساء میں اس کی نصف بیان کی گئی ہے اور جب اس آیت میں خود قرآن مجید سے تخصیص ہو گئی تو اس کا عموم قطعی نہ رہا اور یہ ہر زانیہ اور زانی کو شامل نہیں ہے، اس لئے اگر سنت متواترہ سے اس میں تخصیص کی جائے اور اس بناء پر اس کو غیر شادی شدہ زانیوں کے ساتھ مختص قرار دیا جائے تو اس میں بے استبعاد ہے!

رہے آزاد اور شادی شدہ زانی تو ان کی سزا رجم ہے جیسا کہ احادیث متواترہ میں اس کا بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: زانی مرد صرف زانیہ عورت یا مشرکہ عورت سے نکاح کرے گا اور زانیہ عورت صرف زانی مرد یا مشرکہ مرد سے نکاح کرے گی اور مومنوں پر اس (نکاح) کو حرام کر دیا گیا ہے۔ (النور: ۲۰)

زانیہ کے لئے صرف زانی سے نکاح کی اجازت کی احادیث

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے ام مھرول نامی ایک عورت سے نکاح کرنے کی رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی وہ عورت زنا کرتی تھی اور اس پر اجرت لیتی تھی تو نبی ﷺ نے اس شخص کے سامنے یہ آیت پڑھی:..... (النور: ۲۰)

(مسند احمد ج ۲ ص ۵۹ قدیم، مسند احمد رقم الحدیث: ۷۱۰۰، ۷۰۹۹، ۶۴۸، ۷۱۰۰، ۷۱۰۱، ۷۱۰۲، ۷۱۰۳، ۷۱۰۴، ۷۱۰۵، ۷۱۰۶، ۷۱۰۷، ۷۱۰۸، ۷۱۰۹، ۷۱۱۰، ۷۱۱۱، ۷۱۱۲، ۷۱۱۳، ۷۱۱۴، ۷۱۱۵، ۷۱۱۶، ۷۱۱۷، ۷۱۱۸، ۷۱۱۹، ۷۱۲۰، ۷۱۲۱، ۷۱۲۲، ۷۱۲۳، ۷۱۲۴، ۷۱۲۵، ۷۱۲۶، ۷۱۲۷، ۷۱۲۸، ۷۱۲۹، ۷۱۳۰، ۷۱۳۱، ۷۱۳۲، ۷۱۳۳، ۷۱۳۴، ۷۱۳۵، ۷۱۳۶، ۷۱۳۷، ۷۱۳۸، ۷۱۳۹، ۷۱۴۰، ۷۱۴۱، ۷۱۴۲، ۷۱۴۳، ۷۱۴۴، ۷۱۴۵، ۷۱۴۶، ۷۱۴۷، ۷۱۴۸، ۷۱۴۹، ۷۱۵۰، ۷۱۵۱، ۷۱۵۲، ۷۱۵۳، ۷۱۵۴، ۷۱۵۵، ۷۱۵۶، ۷۱۵۷، ۷۱۵۸، ۷۱۵۹، ۷۱۶۰، ۷۱۶۱، ۷۱۶۲، ۷۱۶۳، ۷۱۶۴، ۷۱۶۵، ۷۱۶۶، ۷۱۶۷، ۷۱۶۸، ۷۱۶۹، ۷۱۷۰، ۷۱۷۱، ۷۱۷۲، ۷۱۷۳، ۷۱۷۴، ۷۱۷۵، ۷۱۷۶، ۷۱۷۷، ۷۱۷۸، ۷۱۷۹، ۷۱۸۰، ۷۱۸۱، ۷۱۸۲، ۷۱۸۳، ۷۱۸۴، ۷۱۸۵، ۷۱۸۶، ۷۱۸۷، ۷۱۸۸، ۷۱۸۹، ۷۱۹۰، ۷۱۹۱، ۷۱۹۲، ۷۱۹۳، ۷۱۹۴، ۷۱۹۵، ۷۱۹۶، ۷۱۹۷، ۷۱۹۸، ۷۱۹۹، ۷۲۰۰، ۷۲۰۱، ۷۲۰۲، ۷۲۰۳، ۷۲۰۴، ۷۲۰۵، ۷۲۰۶، ۷۲۰۷، ۷۲۰۸، ۷۲۰۹، ۷۲۱۰، ۷۲۱۱، ۷۲۱۲، ۷۲۱۳، ۷۲۱۴، ۷۲۱۵، ۷۲۱۶، ۷۲۱۷، ۷۲۱۸، ۷۲۱۹، ۷۲۲۰، ۷۲۲۱، ۷۲۲۲، ۷۲۲۳، ۷۲۲۴، ۷۲۲۵، ۷۲۲۶، ۷۲۲۷، ۷۲۲۸، ۷۲۲۹، ۷۲۳۰، ۷۲۳۱، ۷۲۳۲، ۷۲۳۳، ۷۲۳۴، ۷۲۳۵، ۷۲۳۶، ۷۲۳۷، ۷۲۳۸، ۷۲۳۹، ۷۲۴۰، ۷۲۴۱، ۷۲۴۲، ۷۲۴۳، ۷۲۴۴، ۷۲۴۵، ۷۲۴۶، ۷۲۴۷، ۷۲۴۸، ۷۲۴۹، ۷۲۵۰، ۷۲۵۱، ۷۲۵۲، ۷۲۵۳، ۷۲۵۴، ۷۲۵۵، ۷۲۵۶، ۷۲۵۷، ۷۲۵۸، ۷۲۵۹، ۷۲۶۰، ۷۲۶۱، ۷۲۶۲، ۷۲۶۳، ۷۲۶۴، ۷۲۶۵، ۷۲۶۶، ۷۲۶۷، ۷۲۶۸، ۷۲۶۹، ۷۲۷۰، ۷۲۷۱، ۷۲۷۲، ۷۲۷۳، ۷۲۷۴، ۷۲۷۵، ۷۲۷۶، ۷۲۷۷، ۷۲۷۸، ۷۲۷۹، ۷۲۸۰، ۷۲۸۱، ۷۲۸۲، ۷۲۸۳، ۷۲۸۴، ۷۲۸۵، ۷۲۸۶، ۷۲۸۷، ۷۲۸۸، ۷۲۸۹، ۷۲۹۰، ۷۲۹۱، ۷۲۹۲، ۷۲۹۳، ۷۲۹۴، ۷۲۹۵، ۷۲۹۶، ۷۲۹۷، ۷۲۹۸، ۷۲۹۹، ۷۳۰۰، ۷۳۰۱، ۷۳۰۲، ۷۳۰۳، ۷۳۰۴، ۷۳۰۵، ۷۳۰۶، ۷۳۰۷، ۷۳۰۸، ۷۳۰۹، ۷۳۱۰، ۷۳۱۱، ۷۳۱۲، ۷۳۱۳، ۷۳۱۴، ۷۳۱۵، ۷۳۱۶، ۷۳۱۷، ۷۳۱۸، ۷۳۱۹، ۷۳۲۰، ۷۳۲۱، ۷۳۲۲، ۷۳۲۳، ۷۳۲۴، ۷۳۲۵، ۷۳۲۶، ۷۳۲۷، ۷۳۲۸، ۷۳۲۹، ۷۳۳۰، ۷۳۳۱، ۷۳۳۲، ۷۳۳۳، ۷۳۳۴، ۷۳۳۵، ۷۳۳۶، ۷۳۳۷، ۷۳۳۸، ۷۳۳۹، ۷۳۴۰، ۷۳۴۱، ۷۳۴۲، ۷۳۴۳، ۷۳۴۴، ۷۳۴۵، ۷۳۴۶، ۷۳۴۷، ۷۳۴۸، ۷۳۴۹، ۷۳۵۰، ۷۳۵۱، ۷۳۵۲، ۷۳۵۳، ۷۳۵۴، ۷۳۵۵، ۷۳۵۶، ۷۳۵۷، ۷۳۵۸، ۷۳۵۹، ۷۳۶۰، ۷۳۶۱، ۷۳۶۲، ۷۳۶۳، ۷۳۶۴، ۷۳۶۵، ۷۳۶۶، ۷۳۶۷، ۷۳۶۸، ۷۳۶۹، ۷۳۷۰، ۷۳۷۱، ۷۳۷۲، ۷۳۷۳، ۷۳۷۴، ۷۳۷۵، ۷۳۷۶، ۷۳۷۷، ۷۳۷۸، ۷۳۷۹، ۷۳۸۰، ۷۳۸۱، ۷۳۸۲، ۷۳۸۳، ۷۳۸۴، ۷۳۸۵، ۷۳۸۶، ۷۳۸۷، ۷۳۸۸، ۷۳۸۹، ۷۳۹۰، ۷۳۹۱، ۷۳۹۲، ۷۳۹۳، ۷۳۹۴، ۷۳۹۵، ۷۳۹۶، ۷۳۹۷، ۷۳۹۸، ۷۳۹۹، ۷۴۰۰، ۷۴۰۱، ۷۴۰۲، ۷۴۰۳، ۷۴۰۴، ۷۴۰۵، ۷۴۰۶، ۷۴۰۷، ۷۴۰۸، ۷۴۰۹، ۷۴۱۰، ۷۴۱۱، ۷۴۱۲، ۷۴۱۳، ۷۴۱۴، ۷۴۱۵، ۷۴۱۶، ۷۴۱۷، ۷۴۱۸، ۷۴۱۹، ۷۴۲۰، ۷۴۲۱، ۷۴۲۲، ۷۴۲۳، ۷۴۲۴، ۷۴۲۵، ۷۴۲۶، ۷۴۲۷، ۷۴۲۸، ۷۴۲۹، ۷۴۳۰، ۷۴۳۱، ۷۴۳۲، ۷۴۳۳، ۷۴۳۴، ۷۴۳۵، ۷۴۳۶، ۷۴۳۷، ۷۴۳۸، ۷۴۳۹، ۷۴۴۰، ۷۴۴۱، ۷۴۴۲، ۷۴۴۳، ۷۴۴۴، ۷۴۴۵، ۷۴۴۶، ۷۴۴۷، ۷۴۴۸، ۷۴۴۹، ۷۴۵۰، ۷۴۵۱، ۷۴۵۲، ۷۴۵۳، ۷۴۵۴، ۷۴۵۵، ۷۴۵۶، ۷۴۵۷، ۷۴۵۸، ۷۴۵۹، ۷۴۶۰، ۷۴۶۱، ۷۴۶۲، ۷۴۶۳، ۷۴۶۴، ۷۴۶۵، ۷۴۶۶، ۷۴۶۷، ۷۴۶۸، ۷۴۶۹، ۷۴۷۰، ۷۴۷۱، ۷۴۷۲، ۷۴۷۳، ۷۴۷۴، ۷۴۷۵، ۷۴۷۶، ۷۴۷۷، ۷۴۷۸، ۷۴۷۹، ۷۴۸۰، ۷۴۸۱، ۷۴۸۲، ۷۴۸۳، ۷۴۸۴، ۷۴۸۵، ۷۴۸۶، ۷۴۸۷، ۷۴۸۸، ۷۴۸۹، ۷۴۹۰، ۷۴۹۱، ۷۴۹۲، ۷۴۹۳، ۷۴۹۴، ۷۴۹۵، ۷۴۹۶، ۷۴۹۷، ۷۴۹۸، ۷۴۹۹، ۷۵۰۰، ۷۵۰۱، ۷۵۰۲، ۷۵۰۳، ۷۵۰۴، ۷۵۰۵، ۷۵۰۶، ۷۵۰۷، ۷۵۰۸، ۷۵۰۹، ۷۵۱۰، ۷۵۱۱، ۷۵۱۲، ۷۵۱۳، ۷۵۱۴، ۷۵۱۵، ۷۵۱۶، ۷۵۱۷، ۷۵۱۸، ۷۵۱۹، ۷۵۲۰، ۷۵۲۱، ۷۵۲۲، ۷۵۲۳، ۷۵۲۴، ۷۵۲۵، ۷۵۲۶، ۷۵۲۷، ۷۵۲۸، ۷۵۲۹، ۷۵۳۰، ۷۵۳۱، ۷۵۳۲، ۷۵۳۳، ۷۵۳۴، ۷۵۳۵، ۷۵۳۶، ۷۵۳۷، ۷۵۳۸، ۷۵۳۹، ۷۵۴۰، ۷۵۴۱، ۷۵۴۲، ۷۵۴۳، ۷۵۴۴، ۷۵۴۵، ۷۵۴۶، ۷۵۴۷، ۷۵۴۸، ۷۵۴۹، ۷۵۵۰، ۷۵۵۱، ۷۵۵۲، ۷۵۵۳، ۷۵۵۴، ۷۵۵۵، ۷۵۵۶، ۷۵۵۷، ۷۵۵۸، ۷۵۵۹، ۷۵۶۰، ۷۵۶۱، ۷۵۶۲، ۷۵۶۳، ۷۵۶۴، ۷۵۶۵، ۷۵۶۶، ۷۵۶۷، ۷۵۶۸، ۷۵۶۹، ۷۵۷۰، ۷۵۷۱، ۷۵۷۲، ۷۵۷۳، ۷۵۷۴، ۷۵۷۵، ۷۵۷۶، ۷۵۷۷، ۷۵۷۸، ۷۵۷۹، ۷۵۸۰، ۷۵۸۱، ۷۵۸۲، ۷۵۸۳، ۷۵۸۴، ۷۵۸۵، ۷۵۸۶، ۷۵۸۷، ۷۵۸۸، ۷۵۸۹، ۷۵۹۰، ۷۵۹۱، ۷۵۹۲، ۷۵۹۳، ۷۵۹۴، ۷۵۹۵، ۷۵۹۶، ۷۵۹۷، ۷۵۹۸، ۷۵۹۹، ۷۶۰۰، ۷۶۰۱، ۷۶۰۲، ۷۶۰۳، ۷۶۰۴، ۷۶۰۵، ۷۶۰۶، ۷۶۰۷، ۷۶۰۸، ۷۶۰۹، ۷۶۱۰، ۷۶۱۱، ۷۶۱۲، ۷۶۱۳، ۷۶۱۴، ۷۶۱۵، ۷۶۱۶، ۷۶۱۷، ۷۶۱۸، ۷۶۱۹، ۷۶۲۰، ۷۶۲۱، ۷۶۲۲، ۷۶۲۳، ۷۶۲۴، ۷۶۲۵، ۷۶۲۶، ۷۶۲۷، ۷۶۲۸، ۷۶۲۹، ۷۶۳۰، ۷۶۳۱، ۷۶۳۲، ۷۶۳۳، ۷۶۳۴، ۷۶۳۵، ۷۶۳۶، ۷۶۳۷، ۷۶۳۸، ۷۶۳۹، ۷۶۴۰، ۷۶۴۱، ۷۶۴۲، ۷۶۴۳، ۷۶۴۴، ۷۶۴۵، ۷۶۴۶، ۷۶۴۷، ۷۶۴۸، ۷۶۴۹، ۷۶۵۰، ۷۶۵۱، ۷۶۵۲، ۷۶۵۳، ۷۶۵۴، ۷۶۵۵، ۷۶۵۶، ۷۶۵۷، ۷۶۵۸، ۷۶۵۹، ۷۶۶۰، ۷۶۶۱، ۷۶۶۲، ۷۶۶۳، ۷۶۶۴، ۷۶۶۵، ۷۶۶۶، ۷۶۶۷، ۷۶۶۸، ۷۶۶۹، ۷۶۷۰، ۷۶۷۱، ۷۶۷۲، ۷۶۷۳، ۷۶۷۴، ۷۶۷۵، ۷۶۷۶، ۷۶۷۷، ۷۶۷۸، ۷۶۷۹، ۷۶۸۰، ۷۶۸۱، ۷۶۸۲، ۷۶۸۳، ۷۶۸۴، ۷۶۸۵، ۷۶۸۶، ۷۶۸۷، ۷۶۸۸، ۷۶۸۹، ۷۶۹۰، ۷۶۹۱، ۷۶۹۲، ۷۶۹۳، ۷۶۹۴، ۷۶۹۵، ۷۶۹۶، ۷۶۹۷، ۷۶۹۸، ۷۶۹۹، ۷۷۰۰، ۷۷۰۱، ۷۷۰۲، ۷۷۰۳، ۷۷۰۴، ۷۷۰۵، ۷۷۰۶، ۷۷۰۷، ۷۷۰۸، ۷۷۰۹، ۷۷۱۰، ۷۷۱۱، ۷۷۱۲، ۷۷۱۳، ۷۷۱۴، ۷۷۱۵، ۷۷۱۶، ۷۷۱۷، ۷۷۱۸، ۷۷۱۹، ۷۷۲۰، ۷۷۲۱، ۷۷۲۲، ۷۷۲۳، ۷۷۲۴، ۷۷۲۵، ۷۷۲۶، ۷۷۲۷، ۷۷۲۸، ۷۷۲۹، ۷۷۳۰، ۷۷۳۱، ۷۷۳۲، ۷۷۳۳، ۷۷۳۴، ۷۷۳۵، ۷۷۳۶، ۷۷۳۷، ۷۷۳۸، ۷۷۳۹، ۷۷۴۰، ۷۷۴۱، ۷۷۴۲، ۷۷۴۳، ۷۷۴۴، ۷۷۴۵، ۷۷۴۶، ۷۷۴۷، ۷۷۴۸، ۷۷۴۹، ۷۷۵۰، ۷۷۵۱، ۷۷۵۲، ۷۷۵۳، ۷۷۵۴، ۷۷۵۵، ۷۷۵۶، ۷۷۵۷، ۷۷۵۸، ۷۷۵۹، ۷۷۶۰، ۷۷۶۱، ۷۷۶۲، ۷۷۶۳، ۷۷۶۴، ۷۷۶۵، ۷۷۶۶، ۷۷۶۷، ۷۷۶۸، ۷۷۶۹، ۷۷۷۰، ۷۷۷۱، ۷۷۷۲، ۷۷۷۳، ۷۷۷۴، ۷۷۷۵، ۷۷۷۶، ۷۷۷۷، ۷۷۷۸، ۷۷۷۹، ۷۷۸۰، ۷۷۸۱، ۷۷۸۲، ۷۷۸۳، ۷۷۸۴، ۷۷۸۵، ۷۷۸۶، ۷۷۸۷، ۷۷۸۸، ۷۷۸۹، ۷۷۹۰، ۷۷۹۱، ۷۷۹۲، ۷۷۹۳، ۷۷۹۴، ۷۷۹۵، ۷۷۹۶، ۷۷۹۷، ۷۷۹۸، ۷۷۹۹، ۷۸۰۰، ۷۸۰۱، ۷۸۰۲، ۷۸۰۳، ۷۸۰۴، ۷۸۰۵، ۷۸۰۶، ۷۸۰۷، ۷۸۰۸، ۷۸۰۹، ۷۸۱۰، ۷۸۱۱، ۷۸۱۲، ۷۸۱۳، ۷۸۱۴، ۷۸۱۵، ۷۸۱۶، ۷۸۱۷، ۷۸۱۸، ۷۸۱۹، ۷۸۲۰، ۷۸۲۱، ۷۸۲۲، ۷۸۲۳، ۷۸۲۴، ۷۸۲۵، ۷۸۲۶، ۷۸۲۷، ۷۸۲۸، ۷۸۲۹، ۷۸۳۰، ۷۸۳۱، ۷۸۳۲، ۷۸۳۳، ۷۸۳۴، ۷۸۳۵، ۷۸۳۶، ۷۸۳۷، ۷۸۳۸، ۷۸۳۹، ۷۸۴۰، ۷۸۴۱، ۷۸۴۲، ۷۸۴۳، ۷۸۴۴، ۷۸۴۵، ۷۸۴۶، ۷۸۴۷، ۷۸۴۸، ۷۸۴۹، ۷۸۵۰، ۷۸۵۱، ۷۸۵۲، ۷۸۵۳، ۷۸۵۴، ۷۸۵۵، ۷۸۵۶، ۷۸۵۷، ۷۸۵۸، ۷۸۵۹، ۷۸۶۰، ۷۸۶۱، ۷۸۶۲، ۷۸۶۳، ۷۸۶۴، ۷۸۶۵، ۷۸۶۶، ۷۸۶۷، ۷۸۶۸، ۷۸۶۹، ۷۸۷۰، ۷۸۷۱، ۷۸۷۲، ۷۸۷۳، ۷۸۷۴، ۷۸۷۵، ۷۸۷۶، ۷۸۷۷، ۷۸۷۸، ۷۸۷۹، ۷۸۸۰، ۷۸۸۱، ۷۸۸۲، ۷۸۸۳، ۷۸۸۴، ۷۸۸۵، ۷۸۸۶، ۷۸۸۷، ۷۸۸۸، ۷۸۸۹، ۷۸۹۰، ۷۸۹۱، ۷۸۹۲، ۷۸۹۳، ۷۸۹۴، ۷۸۹۵، ۷۸۹۶، ۷۸۹۷، ۷۸۹۸، ۷۸۹۹، ۷۹۰۰، ۷۹۰۱، ۷۹۰۲، ۷۹۰۳، ۷۹۰۴، ۷۹۰۵، ۷۹۰۶، ۷۹۰۷، ۷۹۰۸، ۷۹۰۹، ۷۹۱۰، ۷۹۱۱، ۷۹۱۲، ۷۹۱۳، ۷۹۱۴، ۷۹۱۵، ۷۹۱۶، ۷۹۱۷، ۷۹۱۸، ۷۹۱۹، ۷۹۲۰، ۷۹۲۱، ۷۹۲۲، ۷۹۲۳، ۷۹۲۴، ۷۹۲۵، ۷۹۲۶، ۷۹۲۷، ۷۹۲۸، ۷۹۲۹، ۷۹۳۰، ۷۹۳۱، ۷۹۳۲، ۷۹۳۳، ۷۹۳۴، ۷۹۳۵، ۷۹۳۶، ۷۹۳۷، ۷۹۳۸، ۷۹۳۹، ۷۹۴۰، ۷۹۴۱، ۷۹۴۲، ۷۹۴۳، ۷۹۴۴، ۷۹۴۵، ۷۹۴۶، ۷۹۴۷، ۷۹۴۸، ۷۹۴۹، ۷۹۵۰، ۷۹۵۱، ۷۹۵۲، ۷۹۵۳، ۷۹۵۴، ۷۹۵۵، ۷۹۵۶، ۷۹۵۷، ۷۹۵۸، ۷۹۵۹، ۷۹۶۰، ۷۹۶۱، ۷۹۶۲، ۷۹۶۳، ۷۹۶۴، ۷۹۶۵، ۷۹۶۶، ۷۹۶۷، ۷۹۶۸، ۷۹۶۹، ۷۹۷۰، ۷۹۷۱، ۷۹۷۲، ۷۹۷۳، ۷۹۷۴، ۷۹۷۵، ۷۹۷۶، ۷۹۷۷، ۷۹۷۸، ۷۹۷۹، ۷۹۸۰، ۷۹۸۱، ۷۹۸۲، ۷۹۸۳، ۷۹۸۴، ۷۹۸۵، ۷۹۸۶، ۷۹۸۷، ۷۹۸۸، ۷۹۸۹، ۷۹۹۰، ۷۹۹۱، ۷۹۹۲، ۷۹۹۳، ۷۹۹۴، ۷۹۹۵، ۷۹۹۶، ۷۹۹۷، ۷۹۹۸، ۷۹۹۹، ۸۰۰۰، ۸۰۰۱، ۸۰۰۲، ۸۰۰۳، ۸۰۰۴، ۸۰۰۵، ۸۰۰۶، ۸۰۰۷، ۸۰۰۸، ۸۰۰۹، ۸۰۱۰، ۸۰۱۱، ۸۰۱۲، ۸۰۱۳، ۸۰۱۴، ۸۰۱۵، ۸۰۱۶، ۸۰۱۷، ۸۰۱۸، ۸۰۱۹، ۸۰۲۰، ۸۰۲۱، ۸۰۲۲، ۸۰۲۳، ۸۰۲۴، ۸۰۲۵، ۸۰۲۶، ۸۰۲۷، ۸۰۲۸، ۸۰۲۹، ۸۰۳۰، ۸۰۳۱، ۸۰۳۲، ۸۰۳۳، ۸۰۳۴، ۸۰۳۵، ۸۰۳۶، ۸۰۳۷، ۸۰۳۸، ۸۰۳۹، ۸۰۴۰، ۸۰۴۱، ۸۰۴۲، ۸۰۴۳، ۸۰۴۴، ۸۰۴۵، ۸۰۴۶، ۸۰۴۷، ۸۰۴۸، ۸۰۴۹، ۸۰۵۰، ۸۰۵۱، ۸۰۵۲، ۸۰۵۳، ۸۰۵۴، ۸۰۵۵، ۸۰۵۶، ۸۰۵۷، ۸۰۵۸، ۸۰۵۹، ۸۰۶۰، ۸۰۶۱، ۸۰۶۲، ۸۰۶۳، ۸۰۶۴، ۸۰۶۵، ۸۰۶۶، ۸۰۶۷، ۸۰۶۸، ۸۰۶۹، ۸۰۷۰، ۸۰۷۱، ۸۰۷۲، ۸۰۷۳، ۸۰۷۴، ۸۰۷۵، ۸۰۷۶، ۸۰۷۷، ۸۰۷۸، ۸۰۷۹، ۸۰۸۰، ۸۰۸۱، ۸۰۸۲، ۸۰۸۳، ۸۰۸۴، ۸۰۸۵، ۸۰۸۶، ۸۰۸۷، ۸۰۸۸، ۸۰۸۹، ۸۰۹۰، ۸۰۹۱، ۸۰۹۲، ۸۰۹۳، ۸۰۹۴، ۸۰۹۵، ۸۰۹۶، ۸۰۹۷، ۸۰۹۸، ۸۰۹۹، ۸۱۰۰، ۸۱۰۱، ۸۱۰۲، ۸۱۰۳، ۸۱۰۴، ۸۱۰۵، ۸۱۰۶، ۸۱۰۷، ۸۱۰۸، ۸۱۰۹، ۸۱۱۰، ۸۱۱۱، ۸۱۱۲، ۸۱۱۳، ۸۱۱۴، ۸۱۱۵، ۸۱۱۶، ۸۱۱۷، ۸۱۱۸، ۸۱۱۹، ۸۱۲۰، ۸۱۲۱، ۸۱۲۲، ۸۱۲۳، ۸۱۲۴، ۸۱۲۵، ۸۱۲۶، ۸۱۲۷، ۸۱۲۸، ۸۱۲۹، ۸۱۳۰، ۸۱۳۱، ۸۱۳۲، ۸۱۳۳، ۸۱۳۴، ۸۱۳۵، ۸۱۳۶، ۸۱۳۷، ۸۱۳۸، ۸۱۳۹، ۸۱۴۰، ۸۱۴۱، ۸۱۴۲، ۸۱۴۳، ۸۱۴۴، ۸۱۴۵، ۸۱۴۶، ۸۱۴۷، ۸۱۴۸، ۸۱۴۹، ۸۱۵۰، ۸۱۵۱، ۸۱۵۲، ۸۱۵۳، ۸۱۵۴، ۸۱۵۵، ۸۱۵۶، ۸۱۵۷، ۸۱۵۸، ۸۱۵۹، ۸۱۶۰، ۸۱۶۱، ۸۱۶۲، ۸۱۶۳، ۸۱۶۴، ۸۱۶۵، ۸۱۶۶، ۸۱۶۷، ۸۱۶۸، ۸۱۶۹، ۸۱۷۰، ۸۱۷۱، ۸۱۷۲، ۸۱۷۳، ۸۱۷۴، ۸۱۷۵، ۸۱۷۶، ۸۱۷۷، ۸۱۷۸، ۸۱۷۹، ۸۱۸۰، ۸۱۸۱، ۸۱۸۲، ۸۱۸۳، ۸۱۸۴، ۸۱۸۵، ۸۱۸۶، ۸۱۸۷، ۸۱۸۸، ۸۱۸۹، ۸۱۹۰، ۸۱۹۱، ۸۱۹۲، ۸۱۹۳، ۸۱۹۴، ۸۱۹۵، ۸۱۹۶، ۸۱۹۷، ۸۱۹۸، ۸۱۹۹، ۸۲۰۰، ۸۲۰۱، ۸۲۰۲، ۸۲۰۳، ۸۲۰۴، ۸۲۰۵، ۸۲۰۶، ۸۲۰۷، ۸۲۰۸، ۸۲۰۹، ۸۲۱۰، ۸۲۱۱، ۸۲۱۲، ۸۲۱۳، ۸۲۱۴، ۸۲۱۵، ۸۲۱۶، ۸۲۱۷، ۸۲۱۸، ۸۲۱۹، ۸۲۲۰، ۸۲۲۱، ۸۲۲۲، ۸۲۲۳، ۸۲۲۴، ۸۲۲۵، ۸۲۲۶، ۸۲۲۷، ۸۲۲۸، ۸۲۲۹، ۸۲۳۰، ۸۲۳۱، ۸۲۳۲، ۸۲۳۳، ۸۲۳۴، ۸۲۳۵، ۸۲۳۶، ۸۲۳۷، ۸۲۳۸، ۸۲۳۹، ۸۲۴۰، ۸۲۴۱، ۸۲۴۲، ۸۲۴۳، ۸۲۴۴، ۸۲۴۵، ۸۲۴۶، ۸۲۴۷، ۸۲۴۸، ۸۲۴۹، ۸۲۵۰، ۸۲۵۱، ۸۲۵۲، ۸۲۵۳، ۸۲۵۴، ۸۲۵۵، ۸۲

میں تھس گیارہ غار کے سر پر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے وہاں پیشاب کیا اور ان کا پیشاب میرے سر پر پڑا، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں مجھ سے اندھا کر دیا، میں اپنے اس (قیدی) ساتھی کے پاس پلٹا وہ بہت بھاری جسم کا تھا حتیٰ کہ اذکر گھاس کے پاس پہنچا اور میں نے اس کی بیڑیاں کھولیں، پھر میں اس کو اٹھا کر لے گیا اور وہ بھی میری مدد کرتا رہا، حتیٰ کہ میں اسے لے کر مدینہ پہنچ گیا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا میں عتاق سے نکاح کر لوں؟ میں نے یہ سوال دو مرتبہ کیا، رسول اللہ ﷺ خاموش رہے اور مجھ کوئی جواب نہیں دیا حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہو گئی: زانی مرد صرف زانیہ عورت یا مشرک عورت سے نکاح کرے گا، اور زانیہ عورت صرف زانی مرد یا مشرک مرد سے نکاح کرے گی اور مومنوں پر اس (نکاح) کو حرام کر دیا گیا ہے۔ (النور: ۳)

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۱۷۷، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۰۵۱، سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۲۲۸، المسند رک ج ۲ ص ۱۶۶، سنن کبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۱۵۲)

زانیہ سے مومن کے نکاح کی ممانعت کی توجہیات

سورۃ النور: ۳، اور مذکور الصدر احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مسلمان مرد زانیہ عورت سے نکاح نہیں کر سکتا اور کوئی مسلمان عورت زانی مرد سے نکاح نہیں کر سکتی، اس مسئلہ میں فقہاء کے مسالک حسب ذیل ہیں:

(۱) یہ ممانعت عام نہیں ہے بلکہ ام مہزول اور عتاق کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ ابھی احادیث کے حوالوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

(۲) ابوصالح نے کہا یہ ممانعت اہل العفہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

(۳) حسن بصری نے کہا یہ ممانعت ہر زانی اور ہر زانیہ کے لئے عام نہیں ہے بلکہ اس زانی اور زانیہ کے ساتھ مخصوص ہے جس کو حد میں کوڑے لگ چکے ہوں اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس زانی کو کوڑے مارے جا چکے ہوں، وہ صرف اپنی مثل کے ساتھ نکاح کرے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۰۵۲، المسند رک ج ۲ ص ۲۶۶، مسند احمد ج ۲۲ ص ۲۲۴، کنز العمال رقم الحدیث: ۱۱۲۹۷)

(۴) اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اکثر اور غالب زنا کرنے والے اپنی مثل زانیہ سے ہی نکاح کرنے میں رغبت رکھتے ہیں۔ کفری نے کہا ہے کہ فاسق خبیث جو زنا کرتا ہے وہ کسی نیک خاتون سے نکاح کرنے کو پسند نہیں کرتا، وہ اپنی مثل فاسق یا مشرک سے نکاح کرنے کو پسند کرتا ہے، اسی طرح فاسق خبیث عورت کسی نیک باشرع اور متقی مرد سے نکاح کرنے کو پسند نہیں کرتی بلکہ اس سے متنفر ہوتی ہے (جیسا کہ اس دور میں آزاد اور فیشن اہل الزنا ماڈرن لڑکیاں کسی نمازی داڑھی رکھنے والے شخص سے نکاح کرنے سے نفرت کرتی ہیں) بلکہ وہ اپنے جیسے فاسق (آزاد فیشن زدہ) مرد سے نکاح کرنے کو پسند کرتی ہیں اور یہ حکم عام، اکثر اور غالب افراد کے اعتبار سے ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ نیک کام تو صرف پرہیزگار لوگ کرتے ہیں حالانکہ بعض اوقات فاسق لوگ بھی نیک کام کر لیتے ہیں، اسی طرح اس آیت کا محمل یہ ہے کہ زنا کرنے والا مرد اور زنا کرنے والی عورت صرف اپنے جیسے شخص سے نکاح کرنا پسند کرتے

ہیں۔

زانیہ سے مؤمن کے نکاح کی ممانعت کا منسوخ ہونا

(۵) علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی مالکی متوفی ۶۶۷ھ لکھتے ہیں: (النور: ۳۲۰)

تم میں سے جو مرد اور عورت بے نکاح ہوں، ان کا نکاح کر دو اور اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کا بھی۔

اس آیت میں مطلقاً بے نکاح مردوں اور عورتوں کا نکاح کرنے کا حکم دیا ہے خواہ وہ زنا کار ہوں یا نہ ہوں اور جن سے ان کا نکاح کیا جائے خواہ وہ زنا کار ہوں یا نہ ہوں۔

ابو جعفر النخاس نے کہا یہ اکثر فقہاء اور اہل فتویٰ کا قول ہے کہ جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا ہو اس کے لئے اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہے اور اس کے علاوہ دوسرے شخص کے لئے بھی اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہے۔ حضرت ابن عمر، سالم، جابر بن زید، عطاء، طاؤس، امام مالک بن انس اور امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا بھی یہی قول ہے، امام شافعی نے کہا سعید بن مسیب کا قول صحیح ہے کہ یہ آیت ان بشاء اللہ منسوخ ہے۔

روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا اور دونوں کو سو سو کوڑے مارے پھر ان کا ایک دوسرے کیساتھ نکاح کر دیا اور ان کو ایک سال کے لئے شہر بدر کر دیا۔ حضرت عمر، ابن مسعود اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا اس کا اول زنا ہے اور اس کا آخر نکاح ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کسی کے باغ سے پھل چوری کرے پھر اس کے مالک سے اس باغ کے پل خرید لے، اس نے جو چوری کی تھی وہ حرام ہے اور جو مال خریدا ہے وہ حلال ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی نے اسی اثر سے استدلال کیا ہے۔

(المجامع الاحکام القرآن ج ۱۲ ص ۱۵۶-۱۵۷، ملخصاً، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ، تہیان القرآن، سورہ نور، ماہور)

4414- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ، عَنْ شَيْبَلٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: السَّبِيلُ: الْحَدُّ قَالَ سُفْيَانُ: (فَأَذُوهُمَا) (النساء: 15): الْبِكْرَانِ. (فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ) (النساء: 15): الثَّيِّبَاتُ

﴿﴾ مجاہد بخلاف فرماتے ہیں: ”السبیل“ سے مراد حد ہے۔ سفیان کہتے ہیں: ان دونوں کو اذیت پہنچاؤ، اس سے مراد یہ ہے: جب وہ کنوارے ہوں، ان کو گھروں میں روک لو، اس سے مراد وہ عورتیں ہیں، جو شادی شدہ ہوں۔

4415- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ حَظَّانِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذُوا عَنِّي، خُذُوا

4415- اسنادہ صحیح۔ الحسن: هو ابن أبي الحسن البصري، وقطادة: هو ابن دعامة السدوسي، ويحيى: هو ابن سعيد القطان، وأخرجه مسلم (1690)، وابن ماجه (2550)، والنسائي في "الكبرى" (7105) من طريق قتادة بن دعامة، بهذا الإسناد، وأخرجه السنائي (7104) من طريق يونس بن عبيد، عن الحسن البصري، به. وهو في "مسند أحمد" (22666) و (22703)، و"صحیح ابن حبان" (4427) و (4443).

عَنْی. قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا: الثَّيْبُ بِالثَّيْبِ جُلْدُ مِائَةٍ وَزَنْقٌ بِالْحِجَارَةِ. وَالْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جُلْدُ مِائَةٍ وَتَفْئِ سَنَةٍ.

﴿﴾ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”مجھ سے احکام حاصل کر لو، مجھ سے احکام حاصل کر لو، اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے لیے طریقہ مقرر کر دیا ہے:

”شادی شدہ نے اگر شادی شدہ کے ساتھ زنا کیا ہو، تو انہیں ایک سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ہتھ مارے جائیں

گے، کنوارہ اگر کنواری کے ساتھ زنا کرتا ہے، تو ایک سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کے لیے جلا وطن کر دیا

جائے گا“

4416- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سَفْيَانَ، قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ مَنصُورٍ،

عَنِ الْحَسَنِ، بِإِسْنَادٍ يَحْتَجُّ وَمَعْنَاهُ، قَالَ: جُلْدُ مِائَةٍ وَالزَّجْمُ

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں:

”ایک سو کوڑے ہوں گے اور سنگسار کرنا ہوگا“

4417- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ، حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ رَوْحٍ بْنِ خُلَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ يَغْنِی

الْوُهَيْبِيُّ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دَلْهَمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُعَبِّقِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - هَذَا الْحَدِيثُ - فَقَالَ تَائِسُ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: يَا أَبَا تَائِبٍ، قَدْ نَزَلَتْ الْخُذُودُ، لَوْ أَنَّكَ

وَجَدْتَ مَعَ امْرَأَتِكَ رَجُلًا كَيْفَ كُنْتَ صَانِعًا؟ قَالَ: كُنْتُ ضَارِبَهُمَا بِالسَّيْفِ حَتَّى يَسْكُنَا، أَفَأَنَا أَذْهَبُ

فَأَجْمَعُ أَرْبَعَةَ شُهَدَاءَ؟ فَإِنِّي ذَلِكُ قَدْ قَضَى الْحَاجَةَ، فَأَنْظَلُّوْا فَاجْتَمَعُوا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَمْ تَرَ إِلَى أَبِي تَائِبٍ قَالَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

كُفَى بِالسَّيْفِ شَاهِدًا ثُمَّ قَالَ: لَا لَا، أَخَافُ أَنْ يَتَّبَعَ فِيهَا الشُّكْرَانُ وَالْغِيَرَانُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى وَكَيْعٌ، أَوَّلَ هَذَا الْحَدِيثِ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ دَلْهَمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ قَبِيصَةَ بِنِ

خُرَيْبٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُعَبِّقِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَهَذَا إِسْنَادُ حَدِيثِ ابْنِ الْمُعَبِّقِ، أَنَّ

رَجُلًا وَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْفَضْلُ بْنُ دَلْهَمٍ لَيْسَ بِالْحَافِظِ، كَانَ قَصَابًا بِوَأَسِطَ

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: (جب یہ آیت نازل ہوئی:) تو

کچھ لوگوں نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اسے ابوثابت! حدود کا حکم نازل ہو گیا ہے، اگر آپ اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو

پاتے ہیں، تو آپ کیا کریں گے؟ انہوں نے جواب دیا: میں انہیں تلوار مار کر خاموش کر دوں گا (یعنی قتل کر دوں گا) کیا میں اس موقع

پر چار گواہ ڈھونڈنے جاؤں گا؟ اتنی دیر تک وہ اپنی خواہش پوری کر کے چلا بھی گیا ہوگا، لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اکٹھے

ہوئے، لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ نے ابوثابت کو ملاحظہ فرمایا؟ اس نے یہ بات کہی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (اس طرح کی صورت حال میں) گواہ کے طور پر تلوار ہی کافی ہوتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! مجھے یہ اندیشہ ہے کہ نئے کے شکار لوگ اور غصے کے حیز لوگ یکے بعد دیگرے ایسا کرنا شروع کر دیں گے۔

امام ابو داؤد بریلوی فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت سلمہ بن محقق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، یہ سند حضرت ابن محقق رضی اللہ عنہ کی روایت کی ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: ایک شخص نے اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کر لی۔ امام ابو داؤد بریلوی فرماتے ہیں: فضل بن ولیم نامی راوی حافظ حدیث نہیں ہے، یہ واسطہ میں تعاب تھا۔

4418 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّخَعِيُّ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَطَبَ، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، فَكَانَ فِيهِ الْوَلُّ عَلَيْهِ آيَةُ الرَّجْمِ، فَقَرَأَهَا وَوَعَيْنَاهَا، وَرَجَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا مِنْ بَعْدِهِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ ظَالَ بِالْعَاسِ الزَّمَانُ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ: مَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةِ اللَّهِ تَعَالَى، قَالَ رَجَّمَ اللَّهُ لَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ: زَادَ عُمَرُ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، لَكُنْتُمْهَا

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دے ہوئے ارشاد فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا اور ان پر کتاب نازل کی، تو جو کچھ آپ پر نازل ہوا، اس میں سنگسار کرنے سے متعلق آیت بھی تھی، جسے ہم نے تلاوت کیا اور اسے محفوظ کیا، نبی اکرم ﷺ نے سنگسار کروایا، آپ کے بعد ہم نے بھی سنگسار کیا، مجھے یہ اندیشہ ہے کہ جب طویل زمانہ گزر جائے گا، تو کوئی شخص یہ نہ کہے: کہ ہمیں اللہ کی کتاب میں سنگسار کرنے سے حکم کے متعلق آیت نہیں ملتی، تو وہ شخص ایک ایسے فرض کو ترک کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائے گا، جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا تھا، سنگسار کرنا حق ہے، اس شخص کو جو زنا کا مرتکب ہوتا ہے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو، جبکہ وہ شادی شدہ ہو اور اس کا جرم ثابت ہو جائے، یا عورت حاملہ ہو جائے، یا مجرم عتراف کر لے، اللہ کی قسم! اگر لوگوں کے یہ کہنے کا اندیشہ نہ ہوتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی کتاب میں اضافہ کر دیا ہے، تو میں اس آیت کو نوٹ کروادیتا۔

بَابُ رَجْمِ مَا عَزِزَ بِنِ مَالِكٍ

باب: حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو سنگسار کرنے کا تذکرہ

4419 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ نَعِيمٍ بِنِ هَزَالٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ مَا عَزِزُ بْنُ مَالِكٍ يَتِيمًا فِي حَجْرٍ أَبِي، فَأَصَابَ جَارِيَةً مِنَ الْحَنِيِّ، فَقَالَ لَهُ أَبِي:

اُتِیَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبِرُهُمَا صَنَعْتَ لَعْلَهُ يَسْتَغْفِرُ لَكَ، وَأَلْتُمَا لِي بِذَلِكَ رَجَاءً أَنْ يَكُونَ لَهُ مَخْرَجًا، فَأَتَاهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي زَنَيْتُ فَلَقِمَ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَعَادَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي زَنَيْتُ فَلَقِمَ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَعَادَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي زَنَيْتُ، فَلَقِمَ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ، حَتَّى قَالَهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكَ قَدْ قُلْتَهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَبِمَنْ قَالَ: بِفُلَانَةٍ، فَقَالَ: هَلْ ضَاغَعْتَهَا، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: هَلْ بَاشَرْتَهَا، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: هَلْ جَامَعْتَهَا، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُزَجَّمَ، فَأُخْرِجَ بِهِ إِلَى الْحَرَّةِ، فَلَمَّا رَجِمَ فَوَجَدَ مَشَّ الْحِجَارَةِ جَزَعًا فُخِرَ بِشَتْدِ فَنَقِيَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَنَسٍ وَقَدْ عَجَزَ أَحْصَاؤُهُ، فَتَوَخَّاهُ بِوُضُفٍ بَعِيرٍ فَرَمَاهُ بِهِ فَقَتَلَهُ، ثُمَّ آتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: هَلَّا تَرَ كُتُوبَهُ لَعْلَهُ أَنْ يَتُوبَ، فَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَيْهِ

❁❁ یزید بن نعیم ہزال اپنے والد (نعیم بن ہزال) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ میرے والد (حضرت ہزال رضی اللہ عنہ) کا زیر پرورش یتیم لڑکا تھا، اس نے قبیلے کی ایک لڑکی کے ساتھ زنا کر لیا، تو میرے والد نے اس سے کہا: تم نبی اکرم ﷺ کے پاس جاؤ اور تم نے جو کچھ کیا ہے، اس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کو بتاؤ، تاکہ نبی اکرم ﷺ تمہارے لیے دعائے مغفرت کریں، میرے والد اس کے ذریعے یہ چاہتے تھے کہ اس کے لیے کوئی راستہ نکل آئے، راوی بیان کرتے ہیں: وہ شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق مجھے پر سزا لگو کریں، نبی اکرم ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا، اس نے دوبارہ عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حکم کے مطابق مجھے سزا دیں، نبی اکرم ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا، اس نے پھر عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حکم کے تحت مجھے سزا دیں، یہاں تک کہ اس نے چار مرتبہ یہ کلمات کہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے چار مرتبہ یہ کلمات کہہ دیے ہیں، تم نے کس کے ساتھ زنا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: لداں عورت کے ساتھ، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم اس کے ساتھ لپٹے تھے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم نے اس کے ساتھ صحبت کی تھی؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا، تو اسے پتھر لی زمین کی طرف لے جایا گیا جب اسے سنگسار کیا گیا اور اسے پتھر لگے، تو اسے تکلیف ہوئی تو وہ بھاگا، صرف عبد اللہ بن انس اس تک پہنچ سکے، باقی لوگ اس تک نہیں پہنچ سکے، تو حضرت عبد اللہ بن انس رضی اللہ عنہ نے اپنے اونٹ کا پایا نکالا، وہ اسے مار کر اسے قتل کر دیا، پھر وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اس بات کا ذکر کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا؟ تاکہ وہ توبہ کرتا اور ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے۔

4420 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْجٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ:

ذَكَرْتُ لِعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، قِصَّةَ مَا عَزَّ ابْنُ مَالِكٍ، فَقَالَ: لِي حَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيْنِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ حَدَّثَنِي ذَلِكَ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَهَلَّا تَرَ كُتُوبَهُ مَنْ يَسْتَشْتُمُ مِنْ

رَجَالٍ أَسْلَمَ مِنْهُمْ لَا أَتْلُهُمْ. قَالَ: وَلَمْ أَعْرِفْ هَذَا الْحَدِيثَ. قَالَ: لَمُنْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ. فَقُلْتُ: إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ يُحَدِّثُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُمْ جِدْنِ ذُكُورًا لَهُ جَزَعٌ مَاعِزٍ مِنَ الْحِجَارَةِ حِدْنٌ أَصَابَتْهُ: أَلَا تَرَى كُتُبَهُ وَمَا أَعْرِفُ الْحَدِيثَ. قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهَذَا الْحَدِيثِ. كُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَ الرَّجُلَ، إِنَّا لَمَّا خَرَجْنَا بِهِ فَرَجَعْنَا. فَوَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ صَرَخَ بِنَا: يَا قَوْمُ زِدُونِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَإِنَّ قَوْمِي قَتَلُونِي، وَغَرُّونِي مِنْ نَفْسِي، وَأَخْبَرُونِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ قَاتِلِي، فَلَمْ نَنْزِعْ عَنْهُ حَتَّى قَتَلْنَاهُ. فَلَمَّا رَجَعْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخْبَرْنَاهُ قَالَ: فَهَلَا تَرَى كُتُبَهُ وَجِئْتُمُونِي بِهِ لِيَسْتَنْبِطَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ، فَأَمَّا لِيَتْرَكَ حَدِيثًا. قَالَ: فَعَرَفْتُ وَجْهَ الْحَدِيثِ

ذو: محمد بن اسحاق کہتے ہیں: میں نے عاصم بن عمر کے سامنے حضرت معاذ بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: حسن بن محمد بن علی بن ابوطالب (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے حسن) نے مجھے یہ بات بتائی، وہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کے بارے میں "کہ تم لوگوں نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا" مجھے یہ بتایا کہ تم اسلم قبیلے سے تعلق رکھنے والے جس شخص کے بارے میں یہ چاہو جس پر میں تہمت عائد نہیں کرتا (اس سے اس بارے میں پوچھ سکتے ہو) انہوں نے یہ بتایا: میں اس حدیث سے واقف نہیں تھا، میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، میں نے کہا: اسلم قبیلے سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ یہ بات بیان کرتے ہیں کہ جب ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس بات کا ذکر کیا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ پتھر لگنے کی وجہ سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم لوگوں نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا؟ (میں نے کہا:) میں اس حدیث سے واقف نہیں ہوں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! میں اس حدیث کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں، میں ان لوگوں میں شامل تھا، جنہوں نے اسے پتھر مارے تھے، جب ہم اسے ساتھ لے کر نکلے اور ہم نے اسے پتھر مارنے شروع کیے، تو جیسے ہی اسے پتھر لگے اس نے پکار کر ہمیں کہا: اے لوگو! مجھے نبی اکرم ﷺ کے پاس واپس لے جاؤ، کیونکہ میری قوم نے مجھے مرواد دیا ہے انہوں نے میری جان کے بارے میں مجھے غلط فہمی کا شکار کیا ہے، انہوں نے تو مجھے یہ بتایا تھا کہ نبی اکرم ﷺ مجھے قتل نہیں کریں گے (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) لیکن ہم اس سے پیچھے نہیں ہٹے، یہاں تک کہ ہم نے اسے قتل کر دیا، جب ہم واپس نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو اس بارے میں بتایا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا اور اسے میرے پاس لے کر کیوں نہیں آئے؟ (نبی اکرم ﷺ کا مقصد یہ تھا) کہ نبی اکرم ﷺ اسے ثابت قدم رہنے کا کہتے، اس کا یہ مطلب نہیں تھا: نبی اکرم ﷺ نے حد کو ختم کر دینا تھا۔

راوی کہتے ہیں: تو مجھے حدیث کے اصل پس منظر کا پتہ چلا۔

4421 - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْجٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي الْحَدَّاءَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ

عَبَّاسٍ، أَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ، أَمَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ إِنَّهُ زَلَى، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَأَعَادَ عَلَيْهِ

مِرَارًا. فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَسَأَلَ قَوْمَهُ: أَتَجْتُنُونَ هُوَ؟ قَالُوا: لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ. قَالَ: أَفَعَلْتُمْ بِهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُزَجَّمَ، فَاِنْطَلَقَ بِهِ فَرَجَمَ. وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت معز بن مالک رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کی: انہوں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے منہ پھیر لیا، انہوں نے چند مرتبہ آپ ﷺ کے سامنے اپنی بات دہرائی، لیکن نبی اکرم ﷺ نے ان سے اپنا منہ پھیر لیا، نبی اکرم ﷺ نے ان کی قوم کے افراد سے دریافت کیا: کیا یہ پاگل ہے؟ لوگوں نے عرض کی: اسے کوئی بیماری نہیں ہے، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم نے واقعی یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں یہ حکم دیا کہ اسے سنگسار کر دیا جائے، تو اسے لے جایا گیا اور اسے سنگسار کر دیا گیا، نبی اکرم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کی۔

4422 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ مَا عَزَبَ بَيْنَ مَالِكِ بْنِ جَبْرِ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَجُلًا قَصِيرًا، أَعْضَلَ، لَيْسَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ، فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ أَنَّهُ قَدْ زَنَى، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلَعَلَّكَ قَبَلْتَهَا، قَالَ: لَا، وَاللَّهِ إِنَّهُ قَدْ زَنَى الْآخِرَ، قَالَ: فَرَجَمْتَهُ، ثُمَّ خَطَبَهُ، فَقَالَ: أَلَا كُنَّا نَفْرَتَانِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، خَلَفَ أَحَدُهُمَا لَهُ نَيْبٌ كَتَبَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ يَمْنَحُ أَحَدَهُمَا الْكُتْبَةَ، أَمَا إِنَّ اللَّهَ إِنْ تَمَكَّنِي مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ إِلَّا نَكَلْتُهُ عَنْهُنَّ

﴿﴾ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت معز بن مالک رضی اللہ عنہما کو دیکھا، جب انہیں نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا، وہ ایک چھوٹے قد کے نومند شخص تھے، ان کے جسم پر (اوپری حصے پر) چادر نہیں تھی، انہوں نے چار مرتبہ اپنے خلاف یہ گواہی دی تھی کہ انہوں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: شاید تم نے صرف اس عورت کا بوسہ لیا ہو، انہوں نے عرض کی: جی نہیں! اللہ کی قسم! میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، راوی کہتے ہیں: تو نبی اکرم ﷺ نے اسے سنگسار کر دیا، پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”خبردار! جب بھی ہم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتے ہیں، تو کوئی شخص پیچھے رہ جاتا ہے جو (عورتوں کو مانوس کرنے کے لیے) یوں آواز نکالتا ہے، جس طرح بکرا (بکری کو اپنے پاس کرنے کے لیے) آواز نکالتا ہے، پھر وہ کسی عورت کو تھوڑی سی (لذت) دے دیتا ہے، بے شک اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ان میں سے کسی شخص پر قابو دیا، تو میں اسے عبرت کا نشان بنا دوں گا۔“

4423 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سِمَاكِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، يَهَذَا الْحَدِيثَ وَالْأَوَّلَ أَيْضًا قَالَ: فَرَدَّدَهُ مَرَّتَيْنِ، قَالَ سِمَاكِ: فَحَدَّثْتُ بِهِ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، فَقَالَ: إِنَّهُ رَدَّدَهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ.

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے، تاہم پہلی روایت زیادہ مکمل ہے، اس روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دو مرتبہ اسے واپس کیا تھا۔

ساک کہتے ہیں: میں نے یہ روایت سعید بن جبیر کو بیان کی تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے اسے چار مرتبہ واپس کیا تھا۔

4424- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ أَبِي عَقِيلٍ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: قَالَ: قَالَ: شُعْبَةُ، فَسَأَلْتُ سَمَاءَ عَنِ الْكُثْبَةِ، فَقَالَ: اللَّيْنُ الْقَلِيلُ

وہ: شعیبہ بیان کرتے ہیں: میں نے ساک سے (حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ) کثبہ کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: اسے مراد تھوڑا سا درود ہے۔

4425- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ: أَحَقُّ مَا بَلَغَنِي عَنْكَ، قَالَ: وَمَا بَلَغَكَ عَنِّي، قَالَ: بَلَغَنِي عَنْكَ أَنْتَ وَقَعْتَ عَلَى جَارِيَةِ بَنِي فُلَانٍ، قَالَ: نَعَمْ، فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ، فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: تمہارے بارے میں جو اطلاع مجھ تک پہنچی ہے، کیا وہ درست ہے؟ انہوں نے دریافت کیا: میرے بارے میں آپ ﷺ تک کیا اطلاع پہنچی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارے بارے میں مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم نے بنو فلان کی لڑکی کے ساتھ زنا کیا ہے، اس نے عرض کی: جی ہاں! اس شخص نے چار مرتبہ یہ گواہی دی، راوی کہتے ہیں: تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اسے سنگسار کر دیا گیا۔

4426- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَعْتَرَفَ بِالزَّيْنَتَيْنِ، فَطَرَدَهُ، ثُمَّ جَاءَ فَأَعْتَرَفَ بِالزَّيْنَتَيْنِ، فَقَالَ: شَهِدْتُ عَلَى نَفْسِكَ أَرْبَعَ مَوَاتٍ، اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت معاذ بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے دو مرتبہ زنا کا اعتراف کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں واپس کر دیا، پھر وہ آئے انہوں نے دو مرتبہ زنا کرنے کا اعتراف کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اپنے خلاف چار مرتبہ گواہی دیدی ہے تم لوگ اسے لے جاؤ اور اسے سنگسار کرو۔

4427- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرِمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ حَكِيمٍ، يُحَدِّثُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ: لَعَلَّكَ قَبِلْتَ، أَوْ عَمَزْتَ، أَوْ نَظَرْتَ، قَالَ: لَا، قَالَ: أَفَبِكُتَّهَا، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَعِنْدَ ذَلِكَ أَمَرَ بِرُجْمِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ مُوسَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَهَذَا لَفْظُ وَهْبٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معز بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ہو سکتا ہے کہ تم نے صرف بوسہ لیا ہو یا چٹکی بھری ہو یا صرف دیکھا ہو؟ انہوں نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! راوی کہتے ہیں: اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔
 موسیٰ نامی راوی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کا ذکر نہیں کیا ہے، اور روایت کے یہ الفاظ وہب کے نقل کردہ ہیں۔

4428- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الصَّامِتِ، ابْنَ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: جَاءَ الْأَسْلَمِيُّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَنَّهُ أَصَابَ امْرَأَةً حَرَامًا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، كُلُّ ذَلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقْبَلَ فِي الْخَامِسَةِ، فَقَالَ: أَنْكُتَهَا، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: حَتَّى غَابَ ذَلِكَ مِنْكَ فِي ذَلِكَ مِنْهَا، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: كَمَا يَغِيبُ الْمِرْوَدُ فِي الْكُحْلَةِ، وَالرِّشَاءُ فِي الْبَيْتِ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلْ تَدْرِي مَا الزِّنَاءُ، قَالَ: نَعَمْ، أَتَيْتُ مِنْهَا حَرَامًا مَا يَأْتِي الرَّجُلُ مِنْ امْرَأَتِهِ حَلَالًا، قَالَ: فَمَا تُرِيدُ بِهَذَا الْقَوْلِ، قَالَ: أُرِيدُ أَنْ تُظْهِرَنِي، فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ، فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِهِ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: انْظُرْ إِلَى هَذَا الَّذِي سَتَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَلَمْ تَدْعُهُ نَفْسُهُ حَتَّى رُجِمَ رَجْمَ الْكَلْبِ، فَسَكَتَ عَنْهُمَا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً حَتَّى مَرَّ بِعِيفَةِ جَمَاهِ شَانِلٍ بِرَجُلِهِ، فَقَالَ: أَيْنَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ، فَقَالَا: هُنَّ ذَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: انْزِلَا فَكُلَا مِنْ جِيفَةِ هَذَا الْحِمَارِ، فَقَالَا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، مَنْ يَأْكُلُ مِنْ هَذَا، قَالَ: فَمَا يَلْتَمِا مِنْ عِزِّضٍ أَجِيكُمَا إِنَّمَا أَشَدُّ مِنْ أَكْلِ مِنْهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهُ الْآنَ لَفِي أَنْهَارِ الْجَنَّةِ يَنْقَبِضُ فِيهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اسلم قبیلے سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے اپنے بارے میں یہ گواہی دی کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ حرام طور پر صحبت کی ہے، اس نے چار مرتبہ یہ گواہی دی، ہر مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراض کرتے رہے، پانچویں مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا: کیا تم نے اس کے ساتھ صحبت کی ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہاں تک کہ تمہاری شرمگاہ اس کے اندر داخل ہوئی؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: جس طرح سنائی سر سے دانی کے اندر غائب ہو جاتی ہے اور رسی؟ دل کے اندر چل جاتی ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم جانتے ہو زنا کیا ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! میں نے اس کے ساتھ حرام طور پر وہ کام کیا ہے، جو کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ حلال طور پر کرتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اب تم یہ بتا کر کیا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کی: میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کر دیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اسے سنگسار کروایا گیا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے دو آدمیوں کو سنا، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: اس شخص کو کیسوا، اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی پردہ پوشی کی لیکن اس نے اپنے آپ کو نہیں چھوڑا، یہاں تک کہ اسے

کہتے کی طرح سنگسار کر دیا گیا، نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کو کچھ نہیں کہا، پھر آپ ﷺ کچھ دیر چلتے رہے، یہاں تک کہ آپ کا گزرا ایک مردہ گدھے کے پاس سے ہوا جس کے پاؤں اوپر کی طرف اٹھے ہوئے تھے، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: فلاں اور فلاں کہاں ہیں؟ ان دونوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم دونوں یہاں ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم دونوں نیچے اترو اور اس گدھے کا گوشت کھاؤ، ان دونوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! اسے کون کھائے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ابھی کچھ دیر پہلے تم نے اپنے بھائی کی عزت پر جو حملہ کیا تھا، وہ اس (مردار گدھے کا گوشت) کھانے سے زیادہ شدید ہے، اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، وہ (یعنی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ) اس وقت جنت کی نہروں میں ڈبکیاں لگا رہا ہے۔

4429- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ ابْنِ عَمْرِو أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِنَحْوِهِ زَادَ: وَاخْتَلَفُوا عَلَيَّ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: رُبُّهُ إِلَى شَجَرَةٍ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: وَقِفْ

❦❦ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، جس میں یہ الفاظ زائد ہیں: بعض راویوں نے اس بارے میں مجھ سے مختلف نقل کیا ہے، بعض نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں، اسے ایک درخت کے ساتھ باندھ گیا تھا، اور بعض نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: اسے کھڑا کر دیا گیا تھا۔

4430- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَعْرَضَ بِالزَّانَا، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ اعْتَرَفَ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، حَتَّى شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيْكَ جُنُودٍ قَالَ: لَا، قَالَ: أَحْصَيْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ فِي الْبُصْلِ، فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ، فَأَذْرَكَ فَرَجَمَ حَتَّى مَاتَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ

❦❦ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اسلم قبیلے سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے زنا کرنے کا اعتراف کیا، نبی اکرم ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا، اس نے پھر اعتراف کیا، آپ ﷺ نے پھر منہ پھیر لیا، یہاں تک کہ اس نے اپنے بارے میں چار مرتبہ یہ گواہی دی، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم پاگل ہو؟ اس نے عرض کی:

4430- إسناده صحيح. وهو في "مصنف عبد الرزاق" (1337)، ومن طريقه أخرجه البخاري (6820)، ومسلم بإثر (1691)، والترمذي (1492)، والسنائي في "الكبرى" (2094) و (7138). لكن انفرد محمود بن غيلان عن عبد الرزاق عبد البخاري بقوله: وصلى عليه. قال البيهقي: 218/ 8 وهو خطأ، وانظر تمام الكلام على هذا الاختلاف فيما سلف برقم (3186). وأخرجه البخاري (5270) و (6814)، ومسلم بإثر (1691)، والسنائي (7136) من طريق يونس بن يزيد الأيلي، ومسلم بإثر (1691)، والسنائي (7137) من طريق اس جريح، كلاهما عن الزهري، به. وسكتا في روايتهما عن الصلاة عليه. وهو في "مسند أحمد" (14462)، و "صحيح ابن حبان" (3094) و (4440).

جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم شادی شدہ ہو؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! راوی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا، تو اسے عید گاہ میں سنگسار کر دیا گیا، جب اسے پتھر لگے، تو وہ بھاگا، اسے پکڑ لیا گیا اور سنگسار کر دیا گیا، یہاں تک کہ وہ مر گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں اچھے کلمات ارشاد فرمائے، لیکن آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کی۔

4431- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْجٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا، وَهَذَا لَفْظُهُ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: لَبَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ، خَرَجْنَا بِهِ إِلَى الْبَقِيعِ، فَوَاللَّهِ مَا أَوْثَقْنَاهُ، وَلَا حَفَرْنَا لَهُ، وَلَكِنَّهُ قَامَ لَنَا - قَالَ أَبُو كَامِلٍ -: قَالَ: فَرَمَيْنَاهُ بِالْعِظَامِ وَالْمَدْرِ، وَالْخَزَفِ فَاشْتَدَّ، وَاشْتَدَّ خَلْفُهُ، حَتَّى آتَى عَرْضَ الْحَرَّةِ، فَانْتَصَبَ لَنَا فَرَمَيْنَاهُ بِجَلَامِيدِ الْحَرَّةِ حَتَّى سَكَتَ، قَالَ: فَمَا اسْتَغْفَرَ لَهُ، وَلَا سَبَّهَ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے معز بن مالک رضی اللہ عنہ کو سنگسار کرنے کا حکم دیا، تو ہم اسے ساتھ لے کر بقیع (کے میدان) کی طرف گئے، اللہ کی قسم! نہ تو ہم نے اسے باندھا، نہ ہی اس کے لیے کوئی گڑھا کھودا، وہ ہمارے سامنے کھڑا ہو گیا، یہاں ابوکامل نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ہم نے اسے ہڈیاں، کچے پتھر اور کنکریاں ماریں، وہ بھاگا، تو ہم بھی اس کے پیچھے بھاگے، یہاں تک کہ وہ پتھریلی زمین کی طرف آیا اور ہمارے سامنے کھڑا ہو گیا، ہم نے اسے وہاں کے بڑے بڑے پتھر مارے، یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گیا (یعنی انتقال کر گیا) راوی بیان کرتے ہیں: تو نبی اکرم ﷺ نے نہ تو اس کے لیے دعاء مغفرت کی اور نہ ہی اسے برا کہا۔

4432- حَدَّثَنَا مُؤَمِّلُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَحْوَهُ وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ، قَالَ: ذَهَبُوا يَسْبُونَهُ فَنَهَاهُمْ، قَالَ: ذَهَبُوا يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ فَنَهَاهُمْ، قَالَ: هُوَ رَجُلٌ أَصَابَ ذَنْبًا حَسِيبُهُ اللَّهُ

﴿﴾ ابونضرہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، لیکن یہ مکمل نہیں ہے، راوی بیان کرتے ہیں: لوگوں نے اسے برا کہنا چاہا، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں منع کر دیا، راوی کہتے ہیں: لوگوں نے اس کے لیے دعاء مغفرت کرنا چاہی، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں منع کر دیا، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”وہ ایک ایسا شخص ہے، جس نے گناہ کا ارتکاب کیا، تو اللہ تعالیٰ اس سے حساب لے گا“

4433- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى بْنِ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ غِيلَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَنَكَهَ مَاعِزًا

﴿﴾ ابن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت معز رضی اللہ عنہ کو سونگھ بھی تھا (کہ کہیں وہ نشے کی حالت میں تو نہیں ہیں۔)

4434 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْأَهْوَازِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا بِشِيرُ بْنُ السُّهَاجِرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَتَخَذُ أَنَّ الْغَامِذِيَّةَ وَمَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ لَوْ رَجَعَا بَعْدَ اعْتِرَافِهِمَا - أَوْ قَالَ: لَوْ لَمْ يَرْجِعَا بَعْدَ اعْتِرَافِهِمَا - لَمْ يُطْلَبُ بِهِمَا، وَإِنَّمَا رَجَعَهُمَا عِنْدَ الرَّابِعَةِ

عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے اصحاب یہ کہہ کرتے تھے: کاش غامذ یہ عورت اور ماعز بن مالک نبی ﷺ اعتراف کرنے کے بعد رجوع کر لیتے (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) اگر وہ دونوں اعتراف کرنے کے بعد واپس نہ آتے، تو نبی اکرم ﷺ انہیں نہ بلواتے، نبی اکرم ﷺ نے چوتھی مرتبہ (اعتراف کرنے) پر انہیں سزا کر دیا تھا۔

4435 - حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ صَبِيحٍ، قَالَ عَبْدَةُ: أَخْبَرَنَا حَرِثُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلَاتَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْجَلَّاحِ، حَدَّثَهُ، أَنَّ الْجَلَّاحَ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ كَانَ قَاعِدًا يَغْتَبِلُ فِي الشُّوقِ، فَمَرَّتْ امْرَأَةٌ تَحْمِلُ صَبِيئًا، فَتَارَ النَّاسَ مَعَهَا، وَتُرْتُ فِيْمَنْ تَارَ، فَأَتَتْهُنَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَقُولُ: مَنْ أَبُو هَذَا مَعَكَ؟ فَسَكَتَتْ، فَقَالَ شَابٌّ حَذَوْهَا: أَنَا أَبُوهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: مَنْ أَبُو هَذَا مَعَكَ؟ قَالَ الْفَقِي: أَنَا أَبُوهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَعْضِ مَنْ حَوْلَهُ يَسْأَلُهُمْ عَنْهُ، فَقَالُوا: مَا عَلِمْنَا إِلَّا خَيْرًا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَحْصَيْتِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرِيهِ فَرَجَمَ، قَالَ: فَخَرَجْنَا بِهِ فَنَحْرَقْنَا لَهُ حَتَّى أَمَكْنَا، ثُمَّ رَمَيْنَاهُ بِالْحِجَارَةِ حَتَّى هَذَا، فَبَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ عَنِ السَّرْجُومِ، فَأَنْطَلَقْنَا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَا: هَذَا جَاءَ يَسْأَلُ عَنِ الْحَبِيبِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَهُوَ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، فَإِذَا هُوَ أَبُوهُ، فَأَعْتَاهُ عَلَى غُسْلِهِ وَتَكْفِينِهِ وَدَفْنِهِ، وَمَا أُخْرِى قَالَ: وَالصَّلَاةُ عَلَيْهِ، أَمْ لَا، وَهَذَا حَدِيثُ عَبْدَةَ وَهُوَ أَتَمُّ.

خالد بن جلد ج بیان کرتے ہیں: ان کے والد حضرت جلد ج نے انہیں یہ بتایا: وہ بازار میں بیٹھے ہوئے کام کر رہے تھے، اسی دوران ایک عورت گزری جس نے ایک بچے کو اٹھایا ہوا تھا، تو لوگ اس کی وجہ سے اٹھ کھڑے ہوئے، میں بھی اٹھنے والوں میں شامل تھا، میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو نبی اکرم ﷺ یہ دریافت کر رہے تھے: یہ جو بچہ تمہارے ساتھ ہے، اس کا باپ کون ہے؟ وہ عورت خاموش رہی، اس کے مقابل ایک نوجوان بولا: یا رسول اللہ! میں اس کا باپ ہوں، نبی اکرم ﷺ اس عورت کے طرف متوجہ ہوئے آپ نے دریافت کیا: تمہارے ساتھ جو ہے، اس کا باپ کون ہے؟ اس نوجوان نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اس بچے کا باپ ہوں، نبی اکرم ﷺ نے اپنے آس پاس موجود لوگوں کی طرف دیکھا، آپ ﷺ ان سے اس نوجوان کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے تھے، لوگوں نے عرض کی: ہمیں صرف بھلائی کا علم ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس

یہاں سے دریافت کیا: کیا تم شادی شدہ ہو؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا، تو اسے سب کر دیا گیا، راوی بیان کرتے ہیں: ہم اسے لے کر نکلے، ہم نے اس کے لیے گڑھا کھودا اور اسے اس میں گاڑ دیا، پھر ہم نے پتھر مارے، یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا، پھر ایک شخص آیا اس نے سنگسار شدہ شخص کے بارے میں دریافت کیا: ہم اسے لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے، ہم نے عرض کی: یہ شخص اس خبیث کے بارے میں دریافت کرتا ہوا آیا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے شہ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے، تو وہ آنے والا شخص اس کا باپ تھا، ہم نے اس کو غسل دینے اور کفن دینے اور دفن کرنے میں اس کی مدد کی۔

راوی کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے نماز جنازہ ادا کرنے کا ذکر کیا تھا، یا نہیں کیا تھا، روایت کے یہ الفاظ عیدہ کے نقل کردہ ہیں اور یہ روایت زیادہ مکمل ہے۔

4436- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ، وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الْأَنْطَاكِيُّ، حَدَّثَنَا زُوَيْدٌ، جَمِيعًا قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، وَقَالَ: هِشَامُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الشَّعْبِيُّ، عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْجُهَنِيِّ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلَّاجِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ هَذَا الْحَدِيثِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت لجلال جلیل اللہ کے حوالے سے منقول ہے، تاہم اس میں روایت کا کچھ حصہ ہے۔

4437- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَاهُ فَأَقَرَّ عِنْدَهُ أَنَّهُ زَنَى بِامْرَأَةٍ مِمَّا هَالَهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَرْأَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ ذَلِكَ فَأَنْكَرَتْ أَنْ تَكُونَ زَنَتْ، لِحِلَّةِ الْحَدِّ وَتَرَكَّهَا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں نقل کرتے ہیں: ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے یہ اعتراف کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے، اس نے آپ کے سامنے اس عورت کا نام بھی ذکر کیا، نبی اکرم ﷺ نے اس عورت کو پیغام بھیج دیا اور اس عورت سے اس بارے میں دریافت کیا، تو اس نے زنا کرنے سے انکار کر دیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اس مرد کو حد کے طور پر کوڑے لگوائے اور آپ ﷺ نے اس عورت کو سزا نہیں دی۔

4438- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الشَّرَحِ الْمَعْنَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَجُلًا زَنَى بِامْرَأَةٍ، فَأَمَرِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَبَدَ الْحَدَّ، ثُمَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ مُحْصَنٌ، فَأَمَرِيهِ فَرُجِمَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، مَوْفُوعًا عَلَى جَابِرٍ، وَرَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ بِنَحْوِ ابْنِ وَهَبٍ، لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا زَنَى فَلَمْ يُعْلَمْ

بِأَخْصَانِهِ، فُجِّلَهُ، ثُمَّ عَلِمَ بِأَخْصَانِهِ فَرُجِمَ

❀❀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا، نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اس مرد پر حد کے کوڑے لگائے گئے پھر یہ بات بتائی گئی کہ وہ شادی شدہ ہے تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اسے سنگسار کر دیا گیا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت کے طور پر نقل کی گئی ہے۔

ایک اور سند کے ساتھ یہی روایت منقول ہے، جس میں نبی اکرم ﷺ کا ذکر نہیں ہے، راوی بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے زنا کا ارتکاب کیا، یہ پتہ نہیں چلا کہ وہ شادی شدہ ہے، اسے کوڑے لگادیے گئے، پھر پتہ چلا کہ وہ شادی شدہ ہے، تو اسے سنگسار کر دیا گیا۔

4439 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَبُو يَحْيَى الدَّرَازُ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي

الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَجُلًا زَنَى بِامْرَأَةٍ فَلَمْ يَعْلَمْ بِأَخْصَانِهِ، فُجِّلَهُ، ثُمَّ عَلِمَ بِأَخْصَانِهِ، فَرُجِمَ

❀❀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا، اس مرد کے شادی شدہ ہونے کے بارے میں پتہ نہیں چل سکا، اسے کوڑے لگوائے گئے، پھر پتہ چلا کہ وہ شادی شدہ ہے تو اسے سنگسار کر دیا گیا۔

سنگسار کے حکم سے متعلق بحث و نظر کا بیان

دلیل نمبر ۱:- وَاللَّائِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاَسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةٌ مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا

فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَقَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا۔

جو بدکاری کرے تمہاری عورتوں میں سے تو گواہ لاؤ ان پر اپنوں میں سے چار مرد، پھر اگر وہ گواہی دیں تو بند رکھو ان عورتوں کو

گھر میں، یہاں تک کہ ان کو موت اٹھالے، یا اللہ ان کے لیے کوئی راہ مقرر کر دے۔ (سورۃ النساء: 15)

اس آیت مبارکہ میں ان عورتوں کے بارے میں جو زنا کی مرتکب ہوں حکم دیا گیا ہے کہ ان کے جرم پر چار مسلمان مردوں کی

شہادت قائم کی جائے اور شہادت سے ان کا جرم ثابت ہو جائے تو ان کو گھروں میں بند رکھا جائے یہاں تک کہ ان کے بار میں اللہ

تعالیٰ کا کوئی حکم نازل ہو جائے۔ اس کی تفسیر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الہی کے ذریعے یہ فرمائی ہے کہ زنا کا مرتکب شادی

شدہ (محسن) ہو تو اس کو رجم (سنگسار) کیا جائے اور غیر شادی شدہ (غیر محسن) ہو تو اس کو سو 100 کوڑے لگائے جائیں۔

كان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انزل علیہ کرب لذلك وترید لہ وجہہ قال فانزل علیہ

ذات یوم فلقی كذلك فلما سری عنه قال خذوا عني فقد جعل الله لهن سبيلاً: الشيب بالبكر

والبكر بالبكر، الشيب جلد مائة ثم رجم بالحجارة والبكر جلد مائة ثم نفى سنة. (صحیح مسلم رقم 3200)

آپ علیہ السلام پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے چینی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور

چہرہ انور کا رنگ بدل جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو آپ علیہ السلام پر یہی کیفیت طاری ہو گئی اور جب وحی کی یہ کیفیت ختم ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے لے لو، مجھ سے لے لو۔ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے لیے رد مقرر کر دی۔ شادی شدہ مرد و عورت اس کے مرتکب ہوں تو ان کی سزا سو 100 کوڑے لگانا اور پھر سنگسار کرنا ہے۔ کنوارے مرد و عورت اس کے مرتکب ہوں تو 100 کوڑے پھر ایک سال کی جلا وطنی۔

فائدہ: غیر شادی شدہ کے لیے ایک سال کی جلا وطنی انتظامی فیصلہ ہے۔

دلیل نمبر 2: اسی طرح سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس آیت کی یہی تشریح و تفسیر صحیح بخاری جلد 2 ص 657 پر موجود ہے۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما... لهن سبیلان یعنی الرجم للشیب والجلد للہکمر۔ یہ بالکل ایسے ہے جیسے نماز اور زکوٰۃ کا حکم قرآن مجید میں ہے اور نماز کیسے پڑھنی ہے؟ اور زکوٰۃ کیسے ادا کرنی ہے؟ اس کا طریقہ آپ علیہ السلام نے بتایا ہے اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس نماز اور زکوٰۃ کا قرآن کریم نے حکم نہیں دیا وہ خارج از ملت ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں زانی محسن [شادی شدہ] کی سزا رجم [سنگسار] ہے۔ یہ بھی حق تعالیٰ شانہ نے "أَذْنَبَ عَنكَ اللَّهُ نُسَبًا" کے مجمل الفاظ میں ذکر فرمائی ہے اور پھر اس کی تشریح خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ علیہ السلام نے بذریعہ وحی فرمائی ہے۔

دلیل نمبر 3: سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 41 تا 50 یہود کے "قصر رجم" کے متعلق نازل ہوئیں۔ جن کی وضاحت صحیح مسلم جلد 2 ص 70 پر موجود ہے۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللهم انی اول من احیی امرک اذا مات وہ فامر بہ فرجم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے تیرے اس حکم کو زندہ کیا جسے لوگوں نے بالکل چھوڑ دیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر [اس شخص کو] رجم [سنگسار] کر دیا گیا۔

دلیل نمبر 4: امام بغوی رحمہ اللہ نے اس قصہ کا خلاصہ یہ نقل کیا ہے کہ خیر کے یہودیوں میں ایک شادی شدہ جوڑے نے زنا کا ارتکاب کیا تھا۔ جس کے لیے ان کی شریعت [تورات] میں رجم [سنگساری] کی سزا مقرر تھی مگر یہودیوں نے خواہش نفس کی پیروی میں اس پر عمل درآمد معطل کر رکھا تھا۔ جب ان کے یہاں یہ واقعہ پیش آیا تو اس خیال سے کہ "شریعت محمدی" ان کی شریعت تورات سے نرم ہے۔ انہوں نے یہ مقدمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھجوا دیا۔ چنانچہ ایک وفد ان مجرموں کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جسے یہود نے بطور خاص یہ ہدایت کی تھی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مطلب کے مطابق فیصلہ کریں تو قبول کر لیں ورنہ نہیں۔ وفد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر شادی شدہ مرد اور عورت زنا کا ارتکاب کریں تو ان کی کیا سزا ہے؟ [جواب دینے سے پہلے] آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم میرا فیصلہ مانو گے؟ انہوں نے اقرار کیا۔ اسی وقت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا یہ حکم لے کر نازل ہوئے کہ ان کی سزا رجم [سنگساری] ہے۔ ان لوگوں نے جب یہ فیصلہ سنا تو بوکھلا گئے اور تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا کہ آپ ان سے یہ فرمائیں کہ وہ آپ کے فیصلے کو ماننے یا نہ ماننے کے بارے میں "ابن صوریہ" کو حکم [ثالث] بنالیں اور ابن صوریہ کے حالات اور صفات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائے۔ آپ علیہ السلام نے یہودی وفد سے فرمایا: کیا تم اس نوجوان کو جانتے ہو؟ جو سفید

رنگ کا ہے مگر ایک آنکھ سے معذور ہے؟ انہوں نے اقرار کیا کہ ہم پہنچاتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا کہ تم اسے کیسا سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا علمائے یہود میں روئے زمین پر اس سے بڑا عالم نہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اسے بلاؤ، چنانچہ اسے بلایا گیا۔ آپ علیہ السلام نے اسے قسم دے کر پوچھا کہ تورات میں اس جرم کی سزا کیا ہے؟ وہ بولا قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم آپ نے مجھ کو دی ہے اگر آپ مجھے قسم نہ دیتے تو مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ اگر غلط بیانی کروں گا تو تورات مجھے جلا ڈالی گی میں کبھی ظاہر نہ کرتا۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلام کی طرح تورات میں بھی زانی کی سزا یہی ہے کہ ان دونوں کو سنگسار کر دیا جائے۔ مگر جب ہمارے اشراف میں زنا کی کثرت ہوئی تو کچھ عرصہ تک تو یہ رہا کہ اشراف کو چھوڑ دیتے اور پسماندہ طبقے پر حد جاری کرتے لیکن ہم نے یہ طے کیا کہ جرم کی بجائے ایک ایسی سزا مقرر کر دی جائے جو شریف و وضع سب پر جاری ہو سکے وہ تھی منہ کالا کر دینا جوتے لگانا اور گدھے پر الٹا سوار کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا ”اللھم انی اول من احیا امرک اذا ماتوہ“ یا اللہ میں پہلا شخص ہوں جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا، جبکہ انہوں نے اس کو مٹا ڈالا تھا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ان دونوں کو جرم [سنگسار] کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ

11S اس حکم کو ”ما انزل اللہ“ [اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ] کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر عمل کرنے کا تاکید حکم فرمایا۔ اس معاملے پر کسی قسم کی رعایت روادار کھنے سے ”لا تتبع اھواءھم“ [ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں] کہہ کر شدت سے منع فرمایا۔

12S جو لوگ اس ”ما انزل اللہ“ سے پہلو تہی کرتے ہیں ان کو دوڑ کر کفر میں گرنے والے اور زبان سے اسلام کا دعویٰ کرنے کے باوجود دل کا کافر فرمایا۔ ”الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنُ قُلُوبُهُمْ“۔

13S جو اس حکم خداوندی کو تسلیم کر کے اس کے مطابق فیصلہ کرنے پر آمادہ نہ ہوں ان کو صاف صاف الفاظ میں کافر، ظالم اور فاسق فرمایا ہے۔ سورۃ مائدہ آیت نمبر 44 تا 46

جب جرم کے حکم کی قرآن کریم اتنی شدت کے ساتھ تاکید کرتا ہے اور اس سے پہلو تہی کرنے اور تسلیم نہ کرنے والوں کو اسلام کے زبانی دعویٰ اور مگر دل کے کافر، ظالم اور فاسق کہتا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ قرآن کریم کی کون سی آیت یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی سنت ہے جس نے اس شدید اور مؤکد حکم کو منسوخ کر دیا ہو؟

دلیل نمبر 5: صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت [اختلاف الفاظ کے ساتھ] موجود ہے: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت دو شخص آئے ایک نے کہا کہ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجیے دوسرے نے کہا ہاں! یا رسول اللہ واقعی ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجیے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنا واقعہ بیان کروں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں بیان کرو اس نے کہا میرا ایک بیٹا اس شخص کے ہاں نوکر تھا اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا۔ مجھے لوگوں نے بتایا کہ میرے بیٹے پر جرم [سنگساری] کی سزا جاری ہوگی، میں نے اس کے فدیہ میں اس شخص کو سو

یہ اور ایک لونڈی دی۔ پھر میں نے اہل علم سے دریافت کیا انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑوں اور ایک سال کی سزا ہے اور رجم [سنگساری] کی سزا اس کی بیوی پر ہے: فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لا قضین بینکمما بکتاب اللہ المائۃ الشاة والخادم رد علیک وعلى ابنتک جلد مائة وتغریب عام عندی انیس فاغدا لی امرأة هذا فان اعترفت فارجمها۔ (صحیح بخاری ج 2 ص 1008)

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا اور وہ یہ ہے کہ تیری بکریاں اور لونڈی تجھے واپس کر دی جائیں گی اور تیرے بیٹے پر سو کوڑوں اور ایک سال کی جلا وطنی کی سزا جاری ہوگی اور ہاں اے انیس! تم اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو رجم کرو۔

اس حدیث مبارک میں آپ علیہ السلام نے رجم [سنگساری] کی سزا کو قسم اٹھا کر کتاب اللہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ قرآن مجید میں سزائے رجم [سنگساری] مذکور نہیں ہے تو آپ علیہ السلام اس کو کتاب اللہ کی طرف منسوب کیوں کرتے؟ سوال نمبر 2:

آپ کا دوسرا سوال یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب سزائے رجم [سنگساری] کے واقعے کب وقوع پذیر ہوئے یہ واقعات سورۃ النور کے نزول سے پہلے کے واقعات ہیں یا سورۃ النور کی آیات کے نزول کے بعد وقوع پذیر ہوئے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے زنا کی حد طے فرمائی اگر یہ دونوں واقعات آیات کے نزول سے پہلے کے ہیں تو کیا پھر رجم درست ہے؟ جواب:

دلیل نمبر 1: رجم [سنگساری] کے موقع پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے جبکہ وہ اسلام ہی سات ہجری میں لائے گئے۔ مسلم [ابو ہریرۃ] عام خیر (عمۃ القاری ج 1 ص 331)

دلیل نمبر 2: علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے مزید کہا ہے "و ابن عباس انما جاء مع امہ الی المدینۃ سنۃ تسع" اس موقع پر ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے اور انہوں نے اپنی والدہ کے ساتھ سن 9 ہجری میں مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

دلیل نمبر 3: رجم [سنگساری] کا ایک واقعہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ سن 9 ہجری میں مسلمان ہوئے۔

دلیل نمبر 4: امت کے دو جلیل القدر محدث: علامہ ابن حجر عسقلانی اور علامہ عینی رحمہما اللہ دونوں فرماتے ہیں کہ اس بات پر دلیل موجود ہے کہ رجم کا حکم سورۃ النور کے نزول کے بعد ہوا "وقد قام الدلیل علی ان الرجم وقع بعد سورۃ النور" کیوں کہ سورۃ النور کا نزول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے قصہ میں ہوا تھا اور یہ واقعہ سن 4، 5 یا 6 ہجری میں ہوا تھا۔

(فتح الباری ج 12 ص 120، عمۃ القاری تحت باب رجم المحسن)

اس سے واقعہ سن 9 یا 10 ھ کا ہی ہو سکتا ہے یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ سورۃ النور کے نزول کے بعد بھی یہ حکم برقرار رہا۔
سوال نمبر 3: آپ کا تیسرا سوال یہ تھا کہ ”کیا حیات طیبہ میں ان دو واقعات کے علاوہ کوئی تیسرا واقعہ موجود ہے؟“
جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں آپ کے ذکر کردہ دو واقعات کے علاوہ بھی کئی واقعات ایسے ہیں جو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں رونما ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سزا رجم [سنگساری] نافذ فرمائی۔ چنانچہ

دلیل نمبر 1: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہما کی حدیث تفصیلاً پہلے گزر چکی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مقدمات کا فیصلہ سناتے ہوئے فرمایا تھا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میں تمہارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے مطابق کروں گا۔ چنانچہ خاتون نے جب اپنے گناہ کا اقرار کیا تو ”فامر بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرجست“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رجم [سنگساری] کا حکم دے دیا، لہذا اس کو سنگسار کر دیا گیا۔

1: بخاری جلد 2 ص 1008، مسلم جلد 2 ص 369، ابوداؤد ص 4606، نسائی ج 2 ص 5308، ترمذی ص 6172، ابن ماجہ ص 7186، ابوامامہ ص 349۔

دلیل نمبر 2: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت نماز کے پہ گھر سے نکلی تو راستے میں ایک شخص نے اُسے پکڑا اور اپنے نفس کی پیاس بجھائی۔ اس پر وہ عورت چیخ مچائی تو وہ مجرم بھگ کر دو ہوا۔ اسی دوران ایک آدمی وہاں سے گزرا تو وہ عورت (بدحواسی کی وجہ سے) یہ کہہ رہی تھی کہ اس شخص نے میرے ساتھ یہ برا کام کیا ہے۔ اسی اثناء میں مہاجرین کی ایک جماعت بھی اُس عورت کی طرف آنکلی۔ تو وہ عورت یہی کہہ رہی تھی: ”اس شخص نے میرے ساتھ یہ برا کام کیا ہے۔“ چنانچہ یہ حضرات بھاگے اور اُس شخص کو پکڑ لیا جس کے بارے میں عورت کا خیال تھا کہ اُس نے اُس کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ وہ اُس شخص کو پکڑ لائے اور عورت سے پوچھا: یہی وہ شخص ہے؟ عورت بولی: ہاں! یہ وہی ہے۔ وہ اس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اسے رجم [سنگساری] کر دیا جائے۔ اس سزا کا سننا تھا کہ اصل مجرم کھڑا ہو گیا اور حضور کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! اصل مجرم میں ہوں، میں نے ہی اس کے ساتھ زیادتی کی۔ صورت حال واضح ہو جانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا: جا (تو بے تصور تھی)، اللہ نے تجھے معاف کر دیا اور اُس بے تصور شخص سے بھی کلمات خیر ارشاد فرمائے۔ پھر اصل مجرم کے بارے میں جس نے اُس عورت سے بدکاری کی تھی، ارشاد فرمایا: ”أرجوہ“ اسے رجم کر دو۔ (ترمذی ج 1 ص 269)

دلیل نمبر 3: حضرت لجلان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں بازار میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ ایک عورت بچے کو اٹھائے ہوئی گزری، لوگ اس کے ساتھ ہو لیے میں بھی ان میں شریک ہو گیا۔ عورت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اس بچے کا باپ کون ہے؟ عورت خاموش رہی ایک نوجوان نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا باپ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس عورت سے سوال کیا، نوجوان نے پھر کہا: میں اس کا باپ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے تحقیق فرمائی کہ اس نوجوان کو جنوں تو نہیں؟ عرض کیا گیا کہ نہیں یہ تندرست ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نوجوان سے

پہلے شادی شدہ ہو تو اس نے اہانت میں جواب دیا "فامر بہ فرجم" اس کے بارے میں حکم فرمایا پس اس کو رجم کر دیا گیا۔ (مسند ابی داؤد ج 2 ص 609، مسند احمد ج 3 ص 479)

دلیل نمبر 4: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کتب حدیث میں مذکور ہے اس میں ہے کہ رجلاً زنی بعد رمضان فأنه یرجم بشادی شدہ شخص اگر زنا کرے تو اس کو رجم کیا جائے گا۔

(صحیح مسلم ج 2 ص 59، ابوداؤد ج 2 ص 598، سنن ابی داؤد ج 2 ص 165، 168)

یہ وہ روایات ہیں جن میں صراحتاً شادی شدہ زانی کی سزا رجم [سنگساری] نقل کی گئی ہے۔

ان تمام احادیث کو مجموعی نظر دیکھنے کے بعد اس امر میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا کہ آپ علیہ السلام نے شادی شدہ زانی کی حد رجم [سنگساری] ارشاد فرمائی ہے اور کتب حدیث اور تاریخ میں دور نبوی کا کوئی ایک بھی واقعہ ایسا نہیں ملتا جس میں آپ علیہ السلام نے ایسے مجرم کو سنگسار کرنے کا حکم نہ فرمایا ہو۔

سوال نمبر 4: آپ کا سوال یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چار خلفاء راشدہ کا دور آیا کیا خلفاء راشدین نے کسی کو پتھر مروا دیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلامی ریاست 22 لاکھ مربع میل تک پھیل گئی دنیا کی درجنوں ثقافتیں زبانیں اور نسلیں اسلامی ریاست کے زیر سایہ آگئیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا سزا تجویز کی؟ کیا ان کے احوال میں مجرموں کو پتھر مارے گئے اگر ہاں تو کیا پتھر مارنے والوں کو خلیفہ کی رضامندی حاصل تھی؟

جواب: جی بالکل! خلفاء راشدین کے احوال میں بھی شریعت کے اس حکم پر عمل کیا جاتا رہا۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

دلیل نمبر 1: عن انس رضی اللہ عنہ قال رجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر و عمر۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کا حکم نافذ فرمایا اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں بھی جب ایسے واقعات پیش آئے تو دونوں خلفاء نے بھی رجم [سنگساری] کا حکم نافذ فرمایا۔

(مجمع الزوائد ج 2 ص 264، الطالب العالی ج 2 ص 116)

دلیل نمبر 2: مومنوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مشہور خطبہ تقریباً حدیث کی تمام معتبر کتب بالخصوص صحیح بخاری ج 2 ص 1008 میں موجود ہے: قال عمر لقد خشيت ان يطول بالناس زمان حتى يقول قائل لا نجد الرجم في كتاب الله فيضلوا بترك فريضة انزلها الله الا وان الرجم حق على من زنى وقد احصن اذا قامت البينة او كان الحبل او الاعتراف وقد رجم رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ورجناہ بعده۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگوں پر زمانہ گزرے گا تو کوئی کہنے والا کہے گا گمراہی کتاب اللہ میں رجم [سنگساری] کا حکم [نہیں پاتے] پس وہ ایک ایسے فریضے کو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا چھوڑ کر گمراہ ہوں گے اور بے شک اس زانی پر جو شادی شدہ ہو رجم [سنگساری کی سزا] برحق ہے، جبکہ گواہی قائم ہو جائے یا حمل ظاہر ہو جائے یا وہ از خود اقرار

کر لے۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رجم کی سزا نافذ فرمائی اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ سزا جو سزا توں نافذ کی۔

نوٹ: اس کے علاوہ بھی امام بخاری نے اس پر باب باندھ کر کئی اور بھی احادیث نقل فرمائی ہیں۔

امید ہے کہ آپ کو اپنے سوال (کہ ان دونوں واقعات میں اعتراف گناہ کے بعد سزا دی گئی تفتیش یا گواہی کی بنیاد پر نہیں کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں شکایت گواہی اور تفتیش کی بنیاد پر بھی کسی کو سنگسار کیا گیا؟ اگر نہیں تو کیا ہم تفتیش کے بعد کسی کو سنگسار کر سکتے ہیں؟) کا جواب مل چکا ہوگا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ "اذا قامت البینۃ" جب گواہ گواہی دے دیں اس کی واضح دلیل ہے۔

دلیل نمبر 3: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں رجم [سنگساری] کی سزا کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ قد رحمت کہ اس عورت کو رجم [سنگسار] کر دیا گیا: (سوط امام مالک ص 686)

دلیل نمبر 4: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور میں رجم [سنگساری] کی سزا کا واقعہ موجود ہے۔ عن علی حین رجم المرأة یوم الجمعة قال رجعتها بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم. (بیج بخاری جلد 2 ص 1006)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب جمعہ کے دن ایک عورت کو رجم کیا تو فرمایا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق رجم [سنگسار] کیا ہے۔

حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے علاوہ بھی بہت ساری روایات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حضرت نصر بن دہر رضی اللہ عنہ حضرت ہزال رضی اللہ عنہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ حضرت ابو امامہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ

اجماع امت:

ظاہر بات ہے جس سزا پر قرآن کا حکم واضح طور پر موجود ہو، آپ علیہ السلام کی احادیث متواترہ ہوں، خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نافذ کردہ فیصلے موجود ہوں اس میں کسی مسلمان کو اختلاف کی گنجائش کب ہو سکتی ہے؟ چنانچہ صحابہ کرام سے لے کر آج تک امت اس بات پر متفق ہے اور اس پر اجماع ہے کہ شادی شدہ زانی کی سزا رجم (سنگساری) ہے، اس سلسلے میں چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

دلیل نمبر 1: فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہدایہ کے مصنف امام مرغینانی [صاحب ہدایہ] لکھتے ہیں "واذا وجب الحد مکان الزانی محصناً رجمه بالحجارة حتی يموت..." و علی هذا اجماع الصحابة "شادی شدہ زانی کی حد اس کو رجم کرنا ہے"

پتھروں کے ساتھ یہاں تک کہ وہ مر جائے اور اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ (ہدایۃ فتح اللہ ج 5 ص 210)

دلیل نمبر 2: شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ لکھتے ہیں " (رجمہ بالحجارة حتى يموت) علیہ اجماع الصحابة ومن تقدم من علماء المسلمين " اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور وہ علماء مسلمین جو پہلے نزر چکے ہیں۔ (ہدایۃ فتح اللہ ج 5 ص 210)

دلیل نمبر 3: امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں لکھتے ہیں " واجمع العلماء علی وجوب جلد الزانی البکر مائة ورجم المحصن وهو الشيب ولم يخالف في هذا احد من اهل القبلة " اس پر علماء کا اجماع ہے۔ کہ غیر شادی شدہ زانی کی سزا سو کوڑے اور شادی شدہ زانی کی سزا رجم ہے اور اس کا اہل قبلہ میں سے کوئی مخالف نہیں۔ (شرح مسلم ج 2 ص 65)

دلیل نمبر 4: علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری شرح صحیح البخاری میں لکھتے ہیں: قال ابن بطال اجمع الصحابة وائمة الامصار علی ان المحصن اذا زنى عامداً عالماً مختاراً فعلیه الرجم۔ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں صحابہ کرام اور ائمہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ محصن [شادی شدہ] زانی با اختیار اور جان بوجھ کر زنا کرے تو اس کی سزا رجم [سنگساری] ہے۔ (فتح الباری ج 12 ص 143)

سوال نمبر 5: آپ کا سوال ہے کہ "زنا کے گناہ کا فیصلہ کون کر سکتا ہے؟"

جواب: کتب فقہ میں آپ کے اس سوال کا جواب بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ یہ حق صرف قاضی وقت کو ہے۔

سوال نمبر 6: آپ کا سوال ہے کہ "کیا اسلام میں زنا کے علاوہ کوئی ایسا دوسرا گناہ کوئی ایسا دوسرا جرم موجود ہے جس کی حدود کے لیے چار گواہوں کی ضرورت ہو؟"

جواب: اس کا جواب ہے کہ شریعت میں زنا جیسے قبیح جرم کے علاوہ کوئی ایسا گناہ نہیں جہاں سزا دیتے وقت چار گواہوں کی گواہی کی ضرورت پیش آئے۔

سوال نمبر 7: گواہوں کے متعلق آپ کا سوال یہ تھا کہ "اور یہ چار گواہ بھی وہ لوگ ہوں جن کے تقویٰ جن کی صداقت پر کوئی شخص اعتراض نہ کر سکے اور یہ چار صادق اور متقی لوگ اللہ کو حاضر ناظر جان کر یہ گواہی دیں ہم نے یہ سارا عمل اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور اگر کسی ایک گواہ کی صداقت یا تقویٰ چیلنج ہو جائے تو کیا اس کے باوجود حد نافذ ہو سکتی ہے؟"

جواب: گواہوں کے بارے میں کتب فقہ میں یہ بات بہت وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ ایسے گواہوں کی گواہی قبول ہوگی جن میں 5 شرطیں پائی جاتی ہوں:

1: العقل (گواہ؛ سمجھدار ہو) 2: البلوغ (گواہ؛ بالغ ہو) 3: الحرية (گواہ؛ آزاد ہو) 4: الاسلام (گواہ؛ مسلمان ہو) 5: العفة عن الزنا (گواہ؛ خود زانی نہ ہو) (بدائع الصنائع ج 5 ص 498)

اگر کسی گواہ میں مذکورہ پانچ شرائط میں سے کوئی شرط ختم ہو جائے یا وہ اپنے موقف سے انکار کر لے تو شریعت نے انسان کی عزت و حرمت کا خیال کرتے ہوئے کہا ہے کہ حدود و شبہات کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہیں۔ اس وجہ سے اب اس پر حد نافذ نہیں ہوگی۔ البتہ معاملے کی نزاکت کے پیش نظر تعزیری کارروائی کی جاسکتی ہے۔

بَابُ الْمَرْأَةِ الَّتِي أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجْمِهَا مِنْ جُهِينَةَ

باب: اس عورت کا تذکرہ، جس کو سنگسار کرنے کا نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا تھا

جس کا تعلق جہینہ قبیلے سے تھا

4440- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، أَنَّ هِشَامًا الدَّسْتَوَائِيَّ، وَأَبَانَ ابْنَ يَزِيدَ، حَدَّثَاهُمَا الْمَعْنَى، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ امْرَأَةً، قَالَ فِي حَدِيثِ أَبَانَ: مِنْ جُهِينَةَ، أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ إِنَّهَا زَنْتٌ، وَهِيَ حُبْلَى، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيًّا لَهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَحْسِنِ إِلَيْهَا، فَإِذَا وَضَعَتْ فَجِيئَ بِهَا، فَلَمَّا أَنْ وَضَعَتْ جَاءَ بِهَا، فَأَمَرَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابَهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجَتْ، ثُمَّ أَمَرَهُمْ فَصَلُّوا عَلَيْهَا، فَقَالَ عُمَرُ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، تُصَلِّي عَلَيْهَا وَقَدْ زَنْتَ، قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ تَأَبَّثْتُ تَوْبَةً لَوْ قُتِلَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتُ أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَاءَتْ بِنَفْسِهَا لَمْ يَقُلْ عَنْ أَبَانَ: فَشَكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابَهَا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جہینہ قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک عورت، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کی: اس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے اور وہ حاملہ ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس عورت کے سر پر ست کو بلوایا، نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو، جب یہ بچے کو جنم دے دے، تو اسے لے کر آ جانا، جب اس عورت نے بچے کو جنم دیا، تو وہ ولی اسے لے کر آیا، نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اس عورت کے کپڑے مضبوطی سے باندھ دیئے گئے، پھر آپ کے حکم کے تحت اسے سنگسار کر دیا گیا آپ ﷺ نے لوگوں کو ہدایت کی، انہوں نے اس کی نماز جنازہ ادا کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ نے اس کے نماز جنازہ ادا کی ہے، جس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اس نے ایسی توبہ کی ہے، کہ اگر وہ مدینہ کے ستر افراد کے درمیان تقسیم ہو، تو ان سب کے لیے کافی ہو، کیا تمہیں اس سے زیادہ افضل کوئی اور کام ملتا ہے کہ اس نے اپنی جان قربان کر دی۔“

4440- [سنادہ صحیح، أبو المہلب: هو البخرمی، عم أبي قلابة، مختلف في اسمه، وأبو قلابة: هو عبد الله بن زيد البخرمی، ويحيى: هو ابن أبي كثير، وهام الدستوائي: هو ابن أبي عبد الله، وأخرجه مسلم (1696)، وابن ماجه (2555)، والترمذی (1500)، والسنائي في "الكبرى" (2095) و (7150) و (7151) و (7156) و (7157) من طريق يحيى بن أبي كثير، بهذا الإسناد، وقد وقع خطأ في رواية الأوراعي عن يحيى بن أبي كثير عبد ابن ماجه والسنائي في الموضوعين الثاني والخامس حيث سمي أبا المہلب: أبا المهاجر، وقد به عليه السنائي بائر (7151)

ایک روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں: اس کے کپڑے سختی سے باندھ دیئے گئے۔

4441- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، قَالَ: فَشُدَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا

يَعْنِي: فَشُدَّتْ

⊗⊗ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اس کے کپڑے مضبوطی سے باندھ دیئے گئے۔

4442- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ الْمُهَاجِرِ، حَدَّثَنَا

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ امْرَأَةً - يَعْنِي - مِنْ غَامِدٍ، أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ فَجَرْتُ، فَقَالَ: ارْجِعِي، فَرَجَعَتْ، فَلَمَّا أَنْ كَانَ الْغَدُ أَتَتْهُ، فَقَالَتْ: لَعَلَّكَ أَنْ تَرُدَّنِي كَمَا رَكَدْتُ مَا عِزَّ بِنِ مَالِكَ، فَوَاللَّهِ إِنِّي لَكُحْبَلِي، فَقَالَ لَهَا: ارْجِعِي، فَرَجَعَتْ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ أَتَتْهُ، فَقَالَ لَهَا: ارْجِعِي حَتَّى تَلِدِي، فَرَجَعَتْ، فَلَمَّا وَلَدَتْ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ، فَقَالَتْ: هَذَا قَدْ وَلَدْتُهُ، فَقَالَ لَهَا: ارْجِعِي فَأَرْضِعِيهِ حَتَّى تَطْطِيبَهُ فَنَجَّاهُ ثَبْرًا وَقَدْ فَطَمْتُهُ، وَفِي يَدِهِ شَيْءٌ يَأْكُلُهُ، فَأَمَرَ بِالصَّبِيِّ فُدِّعَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمَرَ بِهَا فَخُفِرَ لَهَا، وَأَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ، وَكَانَ خَالِدٌ فِيهِمْ يَرِجُمُهَا، فَرَجَمَهَا بِحَجَرٍ فَوَقَعَتْ قَطْرَةً مِنْ دِمَائِهَا عَلَى وَجْهِهِ، فَسَبَّهَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَهْلًا يَا خَالِدُ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكِّي لَغُفِرَ لَهُ، وَأَمَرَ بِهَا فَصُلِّيَ عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ

⊗⊗ عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک عورت، یعنی غامد قبیلے سے تعلق رکھنے والی عورت، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کی: میں نے گناہ کیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم واپس چلی جاؤ، وہ واپس چلی گئی، اگلے دن پھر وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کی: شاید آپ ﷺ مجھے اسی طرح واپس کرنا چاہتے تھے، جس طرح آپ ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو واپس کیا تھا، اللہ کی قسم! میں حاملہ ہوں، نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: تم واپس چلی جاؤ، وہ واپس چلی گئی، اگلے دن وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: تم واپس چلی جاؤ، جب تک تم بچے کو جنم نہیں دیتی، عورت واپس چلی گئی، جب اس نے بچے کو جنم دے دیا، تو وہ بچے کو ساتھ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی: میں اسے جنم دے دیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم واپس جاؤ اور اسے دودھ پلاؤ، جب تک اس کا دودھ چھڑا نہیں دیتی (راوی کہتے ہیں:) پھر وہ عورت اس بچے کو اس وقت لے کر آئی، جب وہ اس کا دودھ چھڑوا چکی تھی اور بچے کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی، جسے وہ کھا رہا تھا، اس بچے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا، تو اسے ایک مسلمان شخص کے حوالے کر دیا گیا، پھر نبی اکرم ﷺ نے اس عورت کے بارے میں حکم دیا، تو اس کے لیے ایک گڑھا کھودا گیا اور نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اسے سنگسار کر دیا گیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اسے سنگسار کرنے والوں میں شامل تھے، انہوں نے اس عورت کو ایک پتھر مارا، تو اس عورت کے خون کا ایک قطرہ، ان کے رخسار پر آ کر لگا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ اسے برا بھلا کہنے لگے، نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: ٹھہر جاؤ! اسے

خامد! اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے، اگر بھتہ وصول کرنے والا شخص بھی ایسی توبہ کرے، تو اس کی مغفرت ہو جائے۔“

پھر نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت، اس عورت کی نماز جنازہ بھی ادا کی گئی اور اسے دفن کر دیا گیا۔

4443 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاجِ، عَنْ زَكْرِيَّا بْنِ عِمْرَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ شَيْخًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَمَ امْرَأَةً، فَخَفَرَهَا إِلَى الشُّدُودِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَفْهَمَنِي رَجُلٌ عَنْ عُثْمَانَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ الْغَسَّانِيُّ: جُهِينَةُ وَغَامِدُ وَبَارِقُ وَوَاحِدُ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک عورت کو سنگسار کر دیا، تو آپ ﷺ نے اس کے لیے سینے تک گڑھا کھودوایا۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے عثمان کے حوالے سے یہ بات مجھے سمجھائی۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غسانی کہتے ہیں: جہینہ، غامد اور بارق ایک ہی قبیلہ ہے۔

4444 - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثْتُ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا بْنُ سُلَيْمٍ، بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ زَادَ: ثُمَّ رَمَاهَا بِحَصَاةٍ مِثْلَ الْحِصَّةِ، ثُمَّ قَالَ: ازْمُوا وَاتَّقُوا الْوُجْهَ، فَلَمَّا طَلَيْتُ أَخْرَجَهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا وَقَالَ: فِي الثَّوْبَةِ نَحْوُ حَدِيثِ بُرَيْدَةَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:

”پھر آپ ﷺ نے، اسے اتنی چھوٹی کنکریاں مردائیں، جو چنے جیسی ہوتیں ہیں“

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے پتھر مارو، لیکن لیکن چرے پر مارنے سے بچنا“

جب وہ عورت مر گئی، تو آپ نے اسے باہر نکلوایا، آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی۔ اس کی توبہ کے بارے میں آپ کے وہ الفاظ منقول ہیں، جو بریدہ کی نقل کردہ روایت میں ہیں۔

4445 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ، وَقَالَ الْآخَرُ: وَكَانَ أَفْقَهُهُمَا: أَجَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ، وَأَذِنَ لِي أَنْ أَتَكَلَّمَ، قَالَ: تَكَلَّمْ، قَالَ: إِنَّ ابْنِي

4445: إسناده صحيح. ابن شهاب: هو محمد بن مسلم الزهري الإمام، ومالك: هو ابن أبي نعيم الترمذي (1498 - 1496)، والسناسي: البصري (2314)، ومسلم (1697)، وابن ماجه (2549)، والترمذي (1498 - 1496)، والسناسي: الكوفي (5931) و (5932) و (7152 - 7155) و (11292)

كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا - وَالْعَسِيفُ: الْأَجِيرُ - فَزَنَى بِأَمْرَاتِهِ. فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ. فَأَفْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ. وَبِجَارِيَةٍ لِي. ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ. فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ. وَتَغْرِيبَ عَامٍ. وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى أَمْرَاتِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا قُضِيَتْ بَيْنَكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ. أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدَّ إِلَيْكَ وَجَلْدَ إِيَّاهُ مِائَةً. وَغَزَبَهُ عَامًا. وَأَمَرَ أَنْ يُسَالِفَ الْأَنْسَلِيَّ أَنْ يَأْتِيَ أَمْرًا الْآخَرَ. فَإِنْ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا. فَأَعْتَرَفَتْ. فَرَجَمَهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: دو آدمی اپنا مقدمہ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان میں سے ایک نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کر دیں، دوسرے شخص نے کہا، جو ان دونوں میں زیادہ سمجھدار تھا، جی ہاں! یا رسول اللہ! آپ ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق ہی فیصلہ کیجئے گا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں، تو میں کچھ عرض کروں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ہوا! اس نے عرض کی: میرا بیٹا اس شخص کے ہاں ملازم تھا، اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کر لیا، لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا، تو میں نے اس کے قدیے کے طور پر ایک سو بکریاں اور ایک کنیز ادا کر دی، پھر میں نے اہل علم سے دریافت کیا: تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو ایک سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے گا، اب یہ اس کی عورت کو سنگسار کیا جائے گا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، میں تم دونوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ دوں گا، جہاں تک تمہاری بکریوں اور کنیز کا معاملہ ہے، تو وہ تمہیں واپس ملیں گی، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بیٹے کو ایک سو کوڑے لگوائے اور اسے ایک سال کے لیے جلاوطن کر دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ اس عورت کے پاس جائیں، اگر وہ اعتراف کر لے، تو اسے سنگسار کروادیں، اس عورت نے اعتراف کر لیا، تو انہوں نے اسے سنگسار کروادیا۔“

بَابُ فِي رَجْمِ الْيَهُودِيِّينَ

باب: دو یہودیوں کو سنگسار کرنے کا تذکرہ

4446- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ. عَنْ نَافِعٍ. عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَدْ كَرُّوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَأَمْرًا زَنِيًّا. فَقَالَ لَهُمْ

4446- إسناده صحيح. وهو في "الموطأ". 819/ 2 وأخرجه البخاري (1329) و (3635)، ومسلم (1699)، وابن ماجة (2556)، والترمذي (1501)، والسنائي في "الكبرى" (7175 - 7178) و (7294) و (11002) من طرق عن نافع، به. وروايات بعضها محصورة. وأخرجه السنائي في "الكبرى" (7179) من طريق يحيى بن وثاب، عن ابن عمر: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- -رحم يهوديا زهودية. وهو في "مسند أحمد" (4498)، و"صحيح ابن حبان" (4431) و (4432) و (4434) و (4435).

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَجِدُونَ فِي التَّوْرَةِ فِي شَأْنِ الزِّنَا فَقَالُوا: نَفَضْنَاهُمْ وَيُجَدُّونَ فَقَالَ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ. إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ فَأَتُوا بِالتَّوْرَةِ فَنَشَرُوهَا فَجَعَلَ أَحَدُهُمْ يَدُهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ
ثُمَّ جَعَلَ يَقْرَأُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: ارْفَعْ يَدَيْكَ. فَرَفَعَهَا فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ
فَقَالُوا: صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ. فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ. فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
عُمَرَ: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنِي عَلَى الْمَرْأَةِ يَقْبِهَا الْحِجَارَةَ

❁❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کچھ یہودی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے
آپ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا کہ ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے ان سے
دریافت کیا: زنا کے بارے میں تم لوگ تورات میں کیا حکم پاتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا: ہم ایسے لوگوں کو رسوا کرتے ہیں، انہیں
کوڑے لگاتے ہیں، تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ غلط کہہ رہے ہو، تورات میں تو سنگسار کرنے کا حکم موجود
ہے، وہ لوگ تورات لے کر آئے، انہوں نے اسے کھولا ان میں سے ایک شخص نے اپنا ہاتھ سنگسار کرنے کے حکم سے متعلق آیت پر
رکھ دیا، پھر وہ اس کے پہلے والے اور بعد والے حصے کو پڑھنے لگا، تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: تم اپنا ہاتھ
اٹھاؤ، اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا، تو اس کے نیچے سنگسار کرنے کے حکم سے متعلق آیت موجود تھی، ان لوگوں نے کہا: اے حضرت
محمد ﷺ! آپ ﷺ نے ٹھیک کہا، اس میں سنگسار کرنے کے حکم سے متعلق آیت موجود ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کے
بارے میں یہ حکم دیا تو ان دونوں کو سنگسار کر دیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے اس مرد کو دیکھا کہ وہ اس عورت پر جھکا ہوا تھا اور اسے
پتھروں سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔

4447- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدُ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنِ الْمَوَازِينِ
عَازِبٍ قَالَ: مَرُّوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُودِيٍّ قَدْ جُمِعَ وَجْهُهُ، وَهُوَ يُطَافُ بِهِ،
فَنَاشَدَهُمْ: مَا حَدُّ الزَّانِي فِي كِتَابِكُمْ؟ قَالَ: فَأَحَالُوهُ عَلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ. فَشَدَّهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ: مَا حَدُّ الزَّانِي فِي كِتَابِكُمْ؟ فَقَالَ: الرَّجْمُ. وَلَكِنْ ظَهَرَ الزِّنَا فِي أَشْرَافِنَا. فَكَرِهْنَا أَنْ يُتْرَكَ
السَّخَرِيُّ، وَيُقَامَ عَلَى مَنْ دُونَهُ. فَوَضَعْنَا هَذَا عَنَّا. فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ. ثُمَّ
قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَحْيَا مَا أَمَاتُوا مِنْ كِتَابِكَ

❁❁ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک یہودی کو لے کر گزرے، جس
کا منہ کاٹ گیا تھا، وہ وہ لوگ اسے چکر لگوا رہے تھے، نبی اکرم ﷺ نے انہیں اللہ کا واسطہ دے کر دریافت کیا کہ ان کی کتاب میں
زانی کی سزا کیا ہے؟ تو انہوں نے یہ بات اپنے میں سے ایک شخص کی طرف کر دی، نبی اکرم ﷺ نے اسے قسم دے کر دریافت کیا

کہ تمہاری کتاب میں زنا کرنے والے کی سزا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: سنگسار کرنا، لیکن ہمارے معززین میں زنا مباح ہو گیا، تو ہمیں یہ اچھا نہیں لگا کہ ہم معزز آدمی کو چھوڑ دیں اور کم تر آدمی کو سزا دے دیں، تو ہم نے یہ سزا ہی ختم کر دی، پھر نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اس یہودی کو سنگسار کر دیا گیا، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”اے اللہ! میں وہ پہلا شخص ہوں، جو تیری کتاب کے اس حکم کو زندہ کر رہا ہے، جسے انہوں نے ختم کر دیا تھا۔“

4448- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: مَرَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُودِيٌّ مُحْتَمٍ مُجْلُودٍ، فَدَعَاهُمْ، فَقَالَ: هَكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي؟ فَقَالُوا: نَعَمْ، فَدَعَا رَجُلًا مِنْ عُلَمَائِهِمْ قَالَ لَهُ: نَشَدْتُكَ بِاللَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَةَ عَلَى مُوسَى، أَهَكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي فِي كِتَابِكُمْ؟ فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَا، وَلَوْلَا أَنَّكَ نَشَدْتَنِي بِهَذَا لَمْ أُخْبِرْكَ، تَجِدُ حَدَّ الزَّانِي فِي كِتَابِنَا الرَّجْمَ، وَلَكِنَّهُ كَثُرَ فِي أَشْرَافِنَا، فَكُنَّا إِذَا أَخَذْنَا الرَّجُلَ الشَّرِيفَ تَرَكْنَاهُ، وَإِذَا أَخَذْنَا الرَّجُلَ الضَّعِيفَ أَقْمَنَّا عَلَيْهِ الْحَدَّ، فَقُلْنَا: تَعَالَوْا فَتَجْتَمِعْ عَلَى شَيْءٍ نَقِيبُهُ عَلَى الشَّرِيفِ وَالْوَضِيعِ، فَاجْتَمَعْنَا عَلَى التَّحْبِيسِ وَالْجُلْدِ، وَتَرَكْنَا الرَّجْمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَحْيَا أَمْرَكَ إِذْ أَمَرْتَهُ، فَأَمَرَ بِهِ، فَرَجِمَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: (يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ) (البقرة: 41) إِلَى قَوْلِهِ: (يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا) (البقرة: 41) إِلَى قَوْلِهِ (وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ) (البقرة: 44) فِي الْيَهُودِ إِلَى قَوْلِهِ (وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ) (البقرة: 45) فِي الْيَهُودِ إِلَى قَوْلِهِ (وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ) (البقرة: 47) قَالَ: هِيَ فِي الْكُفَّارِ كُلِّهَا، يَعْنِي هَذِهِ الْآيَةُ

❁❁ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی کو نبی اکرم ﷺ کے پاس سے لے جایا گیا، جس کا منہ کالا کیا گیا تھا اور اسے مارا بھی گیا تھا، نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو بلوایا اور دریافت کیا: کیا تم لوگ زنا کرنے والے کی حد یہی پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے ان کے علماء میں سے ایک شخص کو بلوایا اور اس سے فرمایا: میں تمہیں اس اللہ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں، جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی، کیا تم لوگ اپنی کتاب میں زنا کرنے والے کے حد یہی پاتے ہو؟ اس نے جواب دیا: اللہ جانتا ہے جی نہیں! اگر آپ نے مجھے یہ واسطہ نہ دیا ہوتا، تو میں آپ کو نہ بتاتا، ہم اپنی کتاب میں زنا کرنے والے کی حد سنگسار کرنا پاتے ہیں، لیکن یہ ہمارے معززین میں زیادہ ہو گیا، تو جب ہم کسی معزز آدمی کو پکڑتے تھے تو اسے چھوڑ دیتے تھے جب کمزور شخص کو پکڑتے تھے، تو اس پر حد جاری کر دیتے تھے، تو ہم نے کہا: تم لوگ آگے بڑھو ہم لوگ کسی چیز پر متفق ہو جاتے ہیں، جسے ہم صاحب حیثیت اور کمزور ہر شخص پر لاگو کر سکیں، تو ہم اس بات پر اکتھے ہوئے، کہ منہ کالا کر دیں گے اور کوڑے لگا دیں گے اور ہم نے سنگسار کرنے کو ترک کر دیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”اے اللہ! میں وہ پہلا شخص ہوں، جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا، اس وقت جب ان لوگوں نے اسے ختم کر دیا تھا۔“

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے سنگسار کر دیا گیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

”اے رسول! وہ لوگ جو کفر کی طرف تیزی کرتے ہیں، وہ تمہیں غمگین نہ کریں“ یہ آیت یہاں تک ہے ”وہ لوگ یہ کہتے ہیں اگر تمہیں یہ دے دیا گیا، تو اسے حاصل کر لو، اگر نہیں دیا گیا، تو اس سے بچ جاؤ“

یہ آیت یہاں تک ہے ”اور جو شخص اس کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا، جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے، تو یہی لوگ کافر ہیں“

یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی

”اور جو لوگ اس چیز کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے جسے اللہ نے نازل کیا ہے تو یہی لوگ ظلم کرنے والے ہیں“ اس سے مراد بھی یہودی ہے۔

یہ آیت یہاں تک ہے

”اور جو لوگ اس کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے، جو اللہ نے نازل کیا ہے تو یہی لوگ فاسق ہیں“

(راوی کہتے ہیں: یہ تمام آیات کفار کے بارے میں ہیں۔)

4449 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ، حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: آتَى نَفَرٌ مِنْ يَهُودٍ، فَدَعَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْقُبِّ، فَأَتَاهُمْ فِي بَيْتِ الْمِنْدَرِاسِ، فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ: إِنَّ رَجُلًا مِنَّا زَانٍ بِامْرَأَةٍ، فَأَحْكُمْ بَيْنَهُمْ، فَوَضَعُوا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَادَةً فَجَلَسَ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ: بِالتَّوْرَةِ، فَأُتِيَ بِهَا، فَزَعَّ الْوِسَادَةَ مِنْ تَحْتِهِ، فَوَضَعَ التَّوْرَةَ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ: آمَنْتُ بِكَ وَبِمَنْ أَنْزَلَكَ ثُمَّ قَالَ: ائْتُونِي بِأَعْلِيكُمْ، فَأُتِيَ بِفَتًى شَابٍ، ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةَ الرَّجْمِ، ثُمَّ حَدَّثَنِي مَا لَكَ، عَنْ نَافِعٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کچھ یہودی آئے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وادی ثقف میں لے گئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس، ان کی ایک درس گاہ میں آئے، ان لوگوں نے کہا: اے ابوالقاسم! ہم میں سے ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان فیصلہ کر دیں، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تکیہ رکھ دیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس تورات لے کر آؤ، اسے لایا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نیچے سے تکیہ نکالا اور تورات کو اس کے اوپر رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھ پر، اور جس نے تجھے نازل کیا ہے، اس پر ایمان رکھتا ہوں، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس اپنے سب سے بڑے عالم کو لے کے آؤ، تو ایک نوجوان کو لایا گیا۔ اس کے بعد راوی نے سنگسار کرنے سے متعلق واقعہ نقل کیا ہے، جو امام مالک رحمہ اللہ کی نافع کے حوالے سے نقل کردہ روایت کی مانند ہے۔

4450 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَنَبَسَةُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ: سَمِعْتُ رَجُلًا، مِنْ مُزَيْنَةَ يَتَّبِعُ الْعِلْمَ، وَيَعِيهِ، ثُمَّ اتَّفَقَا وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، فَحَدَّثَنَا عَنْ ابْنِ

مُزَيَّرَةً - وَهَذَا حَدِيثٌ مَعْمُورٌ وَهُوَ آتَمٌ - قَالَ: رَأَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ وَامْرَأَةً فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اذْهَبُوا
 بِنَا إِلَى هَذَا النَّبِيِّ، فَإِنَّهُ نَبِيٌّ بُعِثَ بِالتَّخْفِيفِ، فَإِنْ أَفْتَانَا بِفُتْيَا كُنَّا الرَّابِحِينَ قَبْلَنَا هَا، وَاحْتَجَجْنَا بِهَا عِنْدَ
 اللَّهِ. قُلْنَا: فُتْيَا نَبِيٍّ مِنْ أَنْبِيَائِكَ، قَالَ: فَأَتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي
 أَصْحَابِهِ، فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ، مَا تَرَى فِي رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنِيًّا، فَلَمْ يُكَلِّمَهُمْ كَلِمَةً حَتَّى آتَى بَيْنَ يَدَيْهِمْ
 لِقَامٌ عَلَى الْبَابِ، فَقَالَ: أَنْشُدْكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي أُنْزِلَ فِي التَّوْرَةِ عَلَى مُوسَى مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَةِ عَلَى مَنْ رَأَى
 إِذَا أَحْصَنَ، قَالُوا: يُعْتَمَرُ، وَيُجَبَّ، وَالتَّجْبِيَةُ: أَنْ يُجَمَلَ الرَّابِعَانِ عَلَى جَمَارٍ، وَتُقَابِلُ الْفَيْتُهُمَا،
 وَيُطَافُ بِهِمَا، قَالَ: وَسَكَتَ شَابٌّ مِنْهُمْ، فَلَمَّا رَأَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَتَ، أَلْظَمَ بِهِ الْيَشْدَةَ،
 فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِذْ نَشَدْتُنَا، فَإِنَّا نَجِدُ فِي التَّوْرَةِ الرَّبِّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَمَا أَوَّلُ مَا
 ارْتَخَضْتُمْ أَمْرَ اللَّهِ؟ قَالَ: رَأَى ذُو قَرَابَةِ مِنْ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِنَا، فَأَخَّرَ عَنْهُ الرَّبِّمَ، ثُمَّ رَأَى رَجُلٌ فِي أُسْرَةٍ مِنَ
 النَّاسِ، فَأَرَادَ رَجْعَهُ، فَجَالَ قَوْمُهُ كُونَهُ، وَقَالُوا: لَا يُزِجُّ صَاحِبُنَا حَتَّى يَجِيءَ بِصَاحِبِكَ فَتَرْجِعَهُ، فَاصْطَلَحُوا
 عَلَى هَذِهِ الْعُقُوبَةِ بَيْنَهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِنِّي أَحْكُمُ بَيْنَا فِي التَّوْرَةِ فَأَمَرَ بِهِمَا فُرَجَا،
 قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَبَلَّغْنَا أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِمْ (إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يُحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ
 الَّذِينَ أَسْلَمُوا) (البقرة: 44)، كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ

❦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہودیوں سے تعلق رکھنے والے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کر لیا،
 ان میں سے کسی ایک نے دوسرے سے کہا: تم ہمیں اس نبی کے پاس لے جاؤ، کیونکہ وہ ایک ایسے نبی ہیں، جن کو تخفیف کے احکام
 کے ہمراہ معبود کیا گیا ہے، اگر تو انہوں نے ہمیں کوئی ایسا جواب دیا، جو سنگسار کرنے سے کم ہوا، تو ہم اسے قبول کر لیں گے اور اللہ
 تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کو حجت کے طور پر پیش کر دیں گے، ہم یہ کہیں گے: یہ ایک ایسا فتویٰ ہے، جو تیرے نبی نے دیا ہے، راوی کہتے
 ہیں: وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، نبی اکرم ﷺ اس وقت اپنے اصحاب کے درمیان مسجد میں تشریف
 فرما تھے، ان لوگوں نے عرض کی: اے ابوالقاسم! ایسے مرد اور عورت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ جنہوں نے زنا کا
 ارتکاب کیا ہو، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ ان کی درسگاہ والے گھر تشریف
 لائے، آپ ﷺ دروازے پر کھڑے ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اس اللہ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں،
 جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی تھی، تم لوگ تورات میں ایسے شخص کی کیا سزا پاتے ہو؟ جو شادی شدہ ہونے کے باوجود
 زنا کر لیتا ہے، ان لوگوں نے جواب دیا: یہ کہ اس کا منہ کالا کیا جائے، اسے گدھے پر اٹا بٹھایا جائے اور اس کی پٹائی کی
 جائے۔ (راوی کہتے ہیں:) تجبیہ سے مراد یہ ہے کہ زنا کرنے والوں کو گدھے پر بٹھایا جائے اور ان کی پشت ایک دوسرے کی
 طرف ہو اور پھر ان کا چکر لگوا یا جائے، راوی بیان کرتے ہیں: ان میں سے ایک نوجوان خاموش رہا: جب نبی اکرم ﷺ نے اسے
 ملاحظہ کیا کہ وہ خاموش ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے زیادہ شدت کے ساتھ، اسے قسم دی، تو وہ بولا: اے اللہ تعالیٰ کے نبی! جب

آپ ﷺ نے ہمیں یہ قسم دی ہے، تو (میں یہ بتانے پر مجبور ہوں) کہ ہم تورات میں سنگسار کرنے کی سزا پاتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں رخصت کو سب سے پہلے کیوں اختیار کیا؟ اس نے جواب دیا: ہمارے ایک بادشاہ کے قریبی رشتے دار نے زنا کیا تو اسے سنگسار نہیں کیا گیا، پھر ایک خاندان کے ایک شخص نے گنہ کیا، بادشاہ نے اسے سنگسار کرنے کا ارادہ کیا تو اس کے قبیلے کے لوگ رکاوٹ بن گئے، انہوں نے کہا: ہمارے ساتھی کو اس وقت تک سنگسار نہیں کیا جاسکتا، جب تک تم اپنے بندے کو لا کر اسے سنگسار نہیں کرتے تو ان لوگوں نے آپس میں اس صلح پر اتفاق کر لیا (کرایے شخص کا منہ کالا کروادیا جائے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تورات میں جو موجود ہے، میں اس کے مطابق فیصلہ دیتا ہوں، نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کے بارے میں حکم دیا تو انہیں سنگسار کر دیا گیا۔

زہری کہتے ہیں: ہم تک یہ روایت پہنچی ہے، یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی:

”بے شک ہم نے تورات نازل کی ہے، جس میں ہدایت اور نور ہے، اس کے مطابق ان انبیاء نے فیصلے دیئے ہیں، جو مسلمان تھے“ (راوی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ بھی ان انبیاء کرام میں سے ایک تھے۔

4451 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى أَبُو الْأَصْبَغِ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ يُحَدِّثُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَكُنْتُ أُرِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوَارَةِ فَتَرَكُوهُ وَأَخَذُوا بِالشَّجَبِيهِ يُضْرَبُ مِائَةً بِحَبْلِ مَطْلَبٍ يَقَارِ وَيُحْمَلُ عَلَى حِمَارٍ وَجْهَهُ مَتَابِلِ دُبُرِ الْحِمَارِ فَاجْتَمَعَ أَخْبَارٌ مِنْ أَخْبَارِهِمْ فَبَعَثُوا قَوْمًا آخِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: سَلُوهُ عَنْ حَدِيثِ الزَّائِي وَسَبَّاحِ الْحَدِيثِ فَقَالَ فِيهِ: قَالَ: وَلَمْ يَكُونُوا مِنْ أَهْلِ دِينِهِ فَبَحَكُمُ بَيْنَهُمْ فَخِيفَ فِي ذَلِكَ قَالَ: (فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُمُ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہودیوں سے تعلق رکھنے والے ایک مرد اور عورت نے زنا کر لیا، وہ دونوں شادی شدہ تھے، یہ اس وقت کی بات ہے، جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے، ان لوگوں پر تورات میں سنگسار کرنے کی سزا لازم کی گئی تھی، انہوں نے اسے ترک کر دیا اور گدھے پر الٹا بٹھا کر گھومنے کی سزا کو اختیار کر لیا، نیز ایسے شخص کو تار کول لگی ہوئی رسی کے ساتھ سومرتبہ مار دیا جاتا تھا، اسے گدھے پر بٹھایا جاتا تھا اور اس کا منہ گدھے کی پیٹھ کی طرف رکھا جاتا تھا، ان کے علماء اکٹھے ہوئے انہوں نے کچھ دوسرے لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور بولے: تم ان سے زنا کرنے والے کی سزا کے بارے میں دریافت کرو، اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی، جس میں یہ الفاظ ہیں: ”کیونکہ نبی اکرم ﷺ ان کے دین سے تعلق نہیں رکھتے تھے، تو اب آپ ﷺ نے ان کے درمیان فیصلہ کرنا تھا، اس بارے میں آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا (اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی)

”اگر وہ تمہارے پاس آتے ہیں، تو تم ان کے درمیان فیصلہ کر دیا عراض کرو“

4452- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْعِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو اسَامَةَ، قَالَ مُجَالِدٌ: أَخْبَرَنَا، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: جَاءَتِ الْيَهُودُ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنْهُمْ زَنِيًّا، فَقَالَ: ائْتُونِي بِأَعْلَمِ رَجُلَيْنِ مِنْكُمْ، فَأَتَوْهُ بِأَبْنَيْ صُورِيَا، فَتَشَدَّهُمَا: كَيْفَ تَجِدَانِ أَمْرَ هَذَيْنِ فِي التَّوْرَةِ؟ قَالَا: نَجِدُ فِي التَّوْرَةِ إِذَا شَهِدَ أَرْبَعَةٌ أَنََّّهُمَا زَاوَا ذَكَرَةً فِي فَرْجِهَا مِثْلَ الْمَيْلِ فِي الْبُكْحَلَةِ رُجْمًا، قَالَ: فَمَا تَمْنَعُكُمَا أَنْ تَرْجُمُوهُمَا؟ قَالَا: كُتِبَ سُلْطَانُنَا، فَكِرْمُنَا الْقَتْلَ، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّهُودِ، فَجَاءُوا بِأَرْبَعَةٍ، فَشَهِدُوا أَنََّّهُمَا زَاوَا ذَكَرَةً فِي فَرْجِهَا مِثْلَ الْمَيْلِ فِي الْبُكْحَلَةِ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجْمِهِمَا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہودی اپنے ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے، جنہوں نے زنا کیا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے دو بڑے عالموں کو لے کر میرے پاس آؤ، تو وہ لوگ صوریا کے دو صاحبزادوں کو لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے، نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کو قسم دے کر دریافت کیا: تم دونوں نے ان دونوں کے بارے میں تو بت میں کیا حکم پایا ہے؟ ان دونوں نے جواب دیا: ہم تو رات میں یہ پاتے ہیں کہ جب چار لوگ گواہی دے دیں کہ انہوں نے مرد کی شرمگاہ کو عورت کی شرمگاہ میں یوں دیکھا ہے جس طرح سلائی سرے دانی میں ہوتی ہے، تو ان دونوں مرد اور عورت کو سنگسار کر دیا جائے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو پھر تم نے ان دونوں کو سنگسار کیوں نہیں کیا؟ ان دونوں نے جواب دیا: ہماری حکومت رخصت ہو چکی ہے، اس لیے ہم قتل کرنے کو پسند نہیں کرتے، نبی اکرم ﷺ نے گواہوں کو بلایا، وہ لوگ چار گواہ لے کر آئے، انہوں نے یہ گواہی دی کہ انہوں نے مرد کی شرمگاہ کو عورت کی شرمگاہ میں یوں دیکھا ہے، جس طرح سلائی سرے دانی میں ہوتی ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

4453- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، وَالشَّعْبِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا يَذْكُرُ فَدَعَا بِالشُّهُودِ فَشَهِدُوا،

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ مذکور نہیں ہے: نبی اکرم ﷺ نے گواہوں کو بلوایا اور انہوں نے گواہی دی۔

4454- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ هُشَيْمٍ، عَنِ ابْنِ شُرْمَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، بِتَخْوِ مِنْهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

4455- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَسَنِ الْبَصِيعِيُّ، حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّهُ

سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ، سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: رَجِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ وَامْرَأَةً زَنِيًّا

(۱۰) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک یہودی مرد اور عورت کو سلسلہ زنا کے ساتھ ان دونوں نے زنا کا ارتکاب کیا تھا۔

بَابُ فِي الرَّجُلِ يَزْنِي بِمَحْرِمِهِ

باب: آدمی کا اپنی محرم عورت کے ساتھ زنا کرنا

4456 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَنِدٍ، حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ، عَنْ أَبِي الْحَكَمِ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَطُوفُ عَلَى أَبِي لَيْلَى حِينَ رَأَى أَقْبَلَ رَكْبًا - أَوْ فَوَارِسًا - مَعَهُمْ لِيَوَاءَ، فَجَعَلَ الْأَعْرَابُ يَطِيفُونَ بِي لِمَنْزِلَتِي مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا تَوَاقَبْتُمْ، فَاسْتَخَرُوا مِنْهَا رَجُلًا فَضَرَبُوا عُنُقَهُ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ، فَقَدْ كَرُوا أَنَّهُ أَعْرَسَ بِأَمْرَأَةٍ أَبِيهِ

(۱۰) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں اپنا گم شدہ اونٹ ڈھونڈ رہا تھا، اسی دوران میں سے کچھ گھوڑ سوار آئے، ان کے ساتھ ایک جھنڈا بھی تھا، دیہاتیوں نے میرے گرد گھومنا شروع کر دیا کیونکہ مجھے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں خاص قرب حاصل تھا، جب وہ ایک قبہ کے پاس آئے، انہوں نے اس میں سے ایک شخص کو نکالا اور اس کی گردن اڑا دی، میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: اس نے اپنی باپ کی بیوی کے ساتھ شادی کی ہے۔

4457 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ قُسَيْطٍ الرَّقِّيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَيْسَةَ، عَنْ عَبْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَقِيتُ عُمَى وَمَعَهُ رَايَةٌ، فَقُلْتُ لَهُ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ نَكَحَ أَمْرَأَةً أَبِيهِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ، وَأَخْذَ مَالَهُ

(۱۰) یزید بن براء اپنے والد (حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میری ملاقات اپنے چچا سے ہوئی، ان کے پاس ایک جھنڈا تھا، میں نے ان سے دریافت کیا: آپ کہا جا رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ نے مجھے ایک شخص کی طرف بھیجا ہے، جس نے اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ نکاح کر لیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کی گردن اڑا دوں، اور اس کا مال حاصل کر لوں۔

بَابُ فِي الرَّجُلِ يَزْنِي بِمَحْرِمَاتِهِ

باب: آدمی کا اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ زنا کرنا

4458 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا آدَانُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَوْفَةَ، عَنْ حَبِيبِ

4456-إساده ضعيف لا يضر به كما بيناه في "مسند أحمد" (18557). أبو الحکم: هو سليمان بن الحکم، ومطرف: هو ابن طريف الحارثي، وخالد بن عبد الله: هو الواسطي. وأخرجه النسائي في "الكبرى" (5466) من طريق جرير بن عبد الحميد، و(7182) من طريق أبي ربيع، كلاهما عن مطرف به. وهو في "مسند أحمد" (18608) و(18620).

بن سالم أَن رَجُلًا يُقَالُ لَهُ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَنْظَلٍ وَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ، فَرَفَعَ إِلَى الثَّعْبَانِ بْنِ بَشِيرٍ، وَهُوَ أَمِيرٌ عَلَى الْكُوفَةِ، فَقَالَ: لَا قِصْدَ فِيكَ بِقَضِيَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ كَانَتْ أَخْلَتْهَا نَتَّ جِلْدُكَ مِائَةً، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَخْلَتْهَا لَكَ رَجْمُكَ بِالْجَارَةِ، فَوَجَدُوهُ قَدْ أَخْلَتْهَا لَهُ، فَجَلَدُوهُ مِائَةً قَالَ قَتَادَةُ: كَتَبْتُ إِلَى حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، فَكَتَبَ إِلَيَّ بِهَذَا

روایت ابوداؤد حبیب بن سالم بیان کرتے ہیں: ایک شخص جس کا نام عبدالرحمن بن حنظل تھا، اس نے اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کر لی، یہ مقدمہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے پاس پیش ہوا، وہ اس وقت کوفہ کے گورنر تھے، انہوں نے فرمایا: میں تمہارے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق فیصلہ دوں گا، اگر وہ عورت اس کنیز کو تمہارے لیے حلال کر دیتی ہے، تو میں تمہیں ایک سو کوڑے لگاؤں گا، اور اگر وہ تمہارے لیے حلال نہیں کرتی، تو میں تمہیں پتھروں کے ذریعے سنگسار کر دوں گا، تو اس عورت نے اس شخص کے لیے اس کنیز کو حلال قرار دیا، تو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے اسے ایک سو کوڑے لگوائے۔

قنادہ بیان کرتے ہیں: میں نے حبیب بن سالم کو خط لکھا، تو انہوں نے یہ روایت مجھے لکھ کر بھیجی۔

4459- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْقُطَةَ،

عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ الثَّعْبَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي الرَّجُلِ يَأْتِي جَارِيَةَ امْرَأَتِهِ، قَالَ: إِنْ كَانَتْ أَخْلَتْهَا لَهُ جُلْدَ مِائَةٍ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَخْلَتْهَا لَهُ رَجْمُهُ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ایسے شخص کے بارے میں نقل کرتے ہیں: جو اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کر لیتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اگر وہ عورت اس کنیز کو اس شخص کے لیے حلال قرار دیتی ہے، تو اسے سو کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر وہ اس کنیز کو اس شخص کے لیے حلال قرار نہیں دیتی، تو میں اسے سنگسار کر دوں گا۔“

4460- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ

قَبِيصَةَ بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُعَبِّثِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ فِي رَجُلٍ وَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ، إِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فَهِيَ حُرَّةٌ، وَعَلَيْهِ لِسِيْدَتُهَا مِثْلُهَا، فَإِنْ كَانَتْ ظَاوَعَتْهُ، فَهِيَ لَهُ، وَعَلَيْهِ لِسِيْدَتُهَا مِثْلُهَا

4458- بسادہ صغیر لا ضطرار، كما قال الترمذی بإثر الحديث (1518)، والنسائی فيما نقله عنه الترمذی فی "اختصار السر" 6/ 271، وابن عدى فی "الکامل" فی ترجمة حبیب بن سالم، 813/ 2 وقال البخاری فيما نقل عنه الترمذی فی "العلل الکبیر" 615/ 2 أنا أنفی هذا الحديث، وقال الحطاسی: هذا الحديث غیر متصل، وليس العمل علیه، قلنا: لكن قال البخاری فيما نقله عنه الترمذی فی "العلل" 2/ 616: سمعت إسحاق بن منصور يدكر عن أحمد وإسحاق أنهما قالوا بحديث حبیب بن سالم عن النعمان، وقال النسائی فی "الکبری" بإثر الحديث (7195): ليس فی هذا الباب شيء صحيح يحتاج به، أبان: هو ابن يزيد العطار، وأخرجه النسائی فی "الکبری" (5529) و (7190) من طريق أبان بن يزيد العطار، بهذا الإسناد، وقال فی آخره: قال قتادة: فكتب إلى حبیب بن سالم، فكتب إلى بهذا، وأخرجه ابن ماجة (2551)، والترمذی (1517)، والنسائی (5530) و (7189)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، وَمَنْصُورُ بْنُ زَادَانَ، وَسَلَامٌ، عَنْ الْحَسَنِ
هَذَا الْحَدِيثَ بِمَعْنَاهُ، لَمْ يَدْ كُزْ يُونُسُ، وَمَنْصُورٌ، قَبِيصَةٌ

حضرت سلمہ بن محقق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے بارے میں یہ فیصلہ دیا جس نے اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کی تھی (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مرد نے اس کے ساتھ زبردستی کی، تو وہ کنیز آزاد ہوگی اور مرد پر یہ لازم ہوگا کہ اس کنیز کی مالکین کو اس جیسی کنیز (یا قیمت) ادا کرے اور اگر کنیز نے اپنی رضامندی کے ساتھ اس کے ساتھ صحبت کی تھی، تو وہ کنیز مرد کی ملکیت ہوگی اور مرد پر لازم ہوگا کہ وہ اس کنیز کی مالکین کو اس کی مانند (کنیز یا اس کی رقم) ادا کرے۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

4461. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ الدِّهْمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ
سَلَمَةَ بْنِ الْحَبَّاقِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَإِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِيَ وَمِثْلُهَا مِنْ
مِثَالِهِ لَسَيِّدَتِهَا

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: اگر اس کنیز نے رضامندی کے ساتھ اس کے ساتھ یہ عمل کیا تھا، تو اس کنیز کی قیمت جتنا مال اس کی مالکین کو ادا کرنا ہوگا۔

بَابُ فِي مَنْ عَمِلَ عَمَلِ قَوْمِ لُوطٍ

باب: جو شخص قوم لوط جیسا عمل کرتا ہے، اس کا حکم

4462. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَلِيٍّ الثَّقَلِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي
عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ وَجَدَ مُؤَاةً يَغْتَبِلُ
عَمَلِ قَوْمِ لُوطٍ، فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سُليْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، وَرَوَاهُ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ
عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ، وَرَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ رَفَعَهُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

4460-إسناده ضعيف لجهالة قبيصة بن حريث، وقال البخاري: في حديثه نظر، وقال النسائي: لا يصح حديثه، وقال العقيلي: في هذا الحديث اضطراب (قلنا: يعني في منته)، وقال الخطابي: حديث منكر، وقبيصة بن حريث غير معروف، والحجة لا تقوم بمثله. وقد روى هذا الحديث من طريقين ضعيفين عن قتادة فجاء فيهما ذكر جون بن قتادة، بدل قبيصة كما بيانه في "المسند" (20063). ورواه مجهول، وهو في "مصنف عبد الزقاق" (13417)، ومن طريقه أخرجه النسائي في "الكبرى" (5531) و (7195). وهو في "مسند أحمد" (20060) و (20069).

”تم جس ایسے شخص کو پاؤ جس نے قوم لوط کا سامان لیا ہو تو یہ قتل کرنے والے اور اس کے ساتھ یہ قتل کیا گیا، انہی قتل مردوں۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث کے طور پر منقول ہے۔

4463 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ رَاهَوِيَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ خُثَيْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، وَمُحَمَّدَ بْنَ عَدِيٍّ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي الْبَكْرِ يُؤْخَذُ عَلَى النَّوَطِيَّةِ، قَالَ: يُزَجَّمُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ عَاصِمٍ يُضْعِفُ عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو
 (۱۰۰) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اگر کنوارہ قوم لوط کا سامان کرتا ہے آوات ستار لیا جائے گا۔
 امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عاصم کی نقل کردہ روایت عمرو بن ابی عمرو کی نقل کردہ روایت کو ضعیف قرار دیتی ہے۔

بَابُ فِيمَنْ آتَى بَهِيمَةً
باب: جو شخص جانور کے ساتھ بد فعلی کرتا ہے

4464 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ آتَى بَهِيمَةً فَأَقْتَلَوْهُ وَأَقْتَلَوْهَا مَعَهُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: مَا شَأْنُ الْبَهِيمَةِ، قَالَ: مَا أَرَادَ قَالَ ذَلِكَ إِلَّا أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُؤْكَلَ لَحْمُهَا، وَقَدْ عَمِلَ بِهَا ذَلِكَ الْعَمَلُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَيْسَ هَذَا بِالْقَوِي

(۱۰۰) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 ”جو شخص کسی جانور کے ساتھ بد فعلی کرے، اسے قتل کر دو اور اس کے ساتھ جانور کو بھی قتل کر دو۔“

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا، جانور کا کیا قصور ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میرا خیال ہے کہ آپ نے اس بات کو ناپسند کیا کہ اس کا گوشت کھایا جائے، جبکہ اس کے ساتھ یہ عمل کیا گیا ہو۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت قوی نہیں ہے۔

4465 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، أَنَّ شَرِيكًَا، وَأَبَا الْأَحْوَصِ، وَأَبَا بَكْرٍ بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثُوهُمْ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَيْسَ عَلَى الذِّبْيِ يَأْتِي الْبَهِيمَةَ حَدٌّ
 قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا قَالَ عَطَاءٌ، وَقَالَ الْحَكَمُ: أَرَى أَنْ يُجْلَدَ وَلَا يُبَلَّغَ بِهِ الْحَدُّ وَقَالَ الْحَسَنُ: هُوَ

بَحْثُ زَوَانِي

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ عَاصِمٍ يُضْعِفُ عَمْرُو بْنَ أَبِي عَمْرٍو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جو شخص کسی جانور کے ساتھ بد فعلی کرتا ہے، اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عطاء رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح کہا ہے اور حکم کہتے ہیں: میرا خیال ہے، اسے کوڑے لگانے جائیں گے، جو حد تک نہ پہنچتے ہوں۔ حسن کہتے ہیں: وہ زنا کرنے والے شخص کی مانند ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عاصم کی نقل کردہ روایت عمرو بن ابوعمرہ کی نقل کردہ روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

بَابُ إِذَا أَقْرَأَ الرَّجُلُ بِالزَّانَا، وَلَمْ تُقَرَّ الْمَرْأَةُ

باب: جب مرد زنا کا اقرار کر لے، اور عورت اقرار نہ کرے (تو کیا کیا جائے؟)

4466 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ظَلْقُ بْنُ غَنَامٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ خَفِصٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَجُلًا أَتَاهُ فَأَقْرَأَ عِنْدَهُ أَنَّهُ زَنَى بِامْرَأَةٍ سَخَاءَ هَالَةٍ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَرْأَةِ، فَسَأَلَهَا عَنْ ذَلِكَ، فَأَنْكَرَتْ أَنْ تَكُونَ زَنْتِ، فَجَلَدَهُ الْحَدَّ وَتَرَكَهَا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما نے اکرم ﷺ کے بارے میں نقل کرتے ہیں: ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے آپ کے سامنے یہ اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے، اس نے اس عورت کا نام نبی اکرم ﷺ کو بتایا، نبی اکرم ﷺ نے اس عورت کو بلوایا، آپ ﷺ نے اس عورت سے اس بارے میں دریافت کیا تو اس عورت نے زنا کرنے کا انکار کیا، نبی اکرم ﷺ نے مرد کو کوڑے لگوائے اور عورت کو چھوڑ دیا۔

4467 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ حَارُونَ الْمُزْدِيُّ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ قِيَاظٍ الْأَكْبَنِيِّ، عَنْ خَلَادِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَكْرِ بْنِ لَيْثٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقْرَأَ أَنَّهُ زَنَى بِامْرَأَةٍ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَجَلَدَهُ مِائَةً، وَكَانَ يَكْفُرًا، ثُمَّ سَأَلَهُ الْبَيْتَةَ عَلَى الْمَرْأَةِ، فَقَالَتْ: كَذَبَ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَجَلَدَهُ حَتَّى الْفَرِيَّةِ ثَمَانِينَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: بکر بن لیث قبیلے سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے یہ اعتراف کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے، اس نے چار مرتبہ یہ اعتراف کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اسے ایک سو کوڑے لگوائے، کیونکہ وہ کفارہ تھا، پھر نبی اکرم ﷺ نے اس سے عورت کے خلاف ثبوت مانگا، اس عورت نے کہا: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! اس نے جھوٹ بولا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو جھوٹا الزام لگانے پر 80 کوڑے

لکوائے۔

بَابُ فِي الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ دُونَ الْجَمَاعِ، فَيَتُوبُ قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَهُ الْإِمَامُ
باب: جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ صحبت کرنے کے علاوہ کچھ کر لے اور پھر امام کے اسے
پکڑنے سے پہلے وہ توبہ کر لے

4468 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرِّهٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا يَمَالُكُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، وَالْأَسْوَدِ، قَالَا: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي عَاجْتُ امْرَأَةً مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ، فَأَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُونَ أَنْ أَمْسُهَا، فَأَنَا هَذَا، فَلَمْ عَلَيَّ مَا شِئْتُ، فَقَالَ عُمَرُ: قَدْ سَتَرَ اللَّهُ عَلَيْكَ لَوْ سَتَرْتَ عَلَى نَفْسِكَ، فَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَأَنْطَلَقَ الرَّجُلُ، فَاتَّبَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا، فَدَعَاهُ، فَتَلَا عَلَيْهِ، (وَلَمْ يَلَمْزْهُ الصَّلَاةَ ظَرْفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ) (هود: 114) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَمْ تَخَاصَّ امْرَأَةً لِلنَّاسِ كَافَّةً، فَقَالَ: لِلنَّاسِ كَافَّةً ﴿١﴾ ﴿٢﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کی: میں نے مدینہ منورہ کے آخری کنارے کے قریب ایک عورت کے ساتھ بوس و کنار کیا، میں نے اس کے ساتھ صحبت نہیں کی، اب میں موجود ہوں، آپ ﷺ مجھے جو چاہے سزا دیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر پردہ رکھا تھا، تم اپنی ذات پر پردہ رکھتے (تو یہ مناسب ہوتا) نبی اکرم ﷺ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا، وہ شخص چلا گیا، نبی اکرم ﷺ نے اس کے پیچھے ایک اور شخص کو بھیجا آپ ﷺ نے اسے بلوایا اور اس کے سامنے یہ آیت تلاوت کی:

”وَنُفِثَ فِي دُونِ كُنَارِوْنَ فِي أَوْحَادٍ مِمَّنْ يَنْفَحُونَ بِأَنفُسِهِمْ مِنْهُ وَمَنْ يَمْسُقْ يُسْأَلُ“ یہ آیت کے آخر تک ہے۔

تو حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا یہ اس کے لیے مخصوص ہے؟ یا سب لوگوں کے لیے ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ سب لوگوں کے لیے ہے۔

بَابُ فِي الْأَمَةِ تَزْنِي وَلَمْ تُحْصَنَ

باب: ایسی کنیز جو محصنہ نہ ہو، اور وہ زنا کا ارتکاب کرے

4469 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ يَلَمْزْهُا - وَهَذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ مِنْ أَجْلِ يَمَالُكُ - وَهُوَ ابْنُ حَرْبٍ - وَقَدْ تَوَبَّعَ الْأَسْوَدُ: هُوَ ابْنُ يَزِيدَ النَّخَعِيُّ، وَعَلْقَمَةُ: هُوَ ابْنُ لَيْسَ النَّخَعِيُّ، وَإِبْرَاهِيمُ: هُوَ ابْنُ يَزِيدَ النَّخَعِيُّ، وَأَبُو الْأَحْوَصِ: هُوَ سَلَامُ بْنُ سَلِيمٍ. وَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ (2763)، وَالتِّرْمِذِيُّ (3372)، وَالسَّانِيُّ فِي "الْكَبَرِيِّ" (7283) مِنْ طَرِيقِ أَبِي الْأَحْوَصِ، وَالنَّسَائِيُّ (7282) مِنْ طَرِيقِ أَبِي عَوَانَةَ الشَّكْرِيُّ، وَمُسْلِمٌ (2763)

تُخَصَّن. قَالَ: إِنَّ زَنْتَ فَأَجْلِدُوهَا. ثُمَّ إِنَّ زَنْتَ فَأَجْلِدُوهَا. ثُمَّ إِنَّ زَنْتَ فَيَبِغُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ: لَا آخِرِي فِي الثَّالِفَةِ، أَوِ الرَّابِعَةِ، وَالضَّفِيرُ: الْحَبْلُ

(۱۰۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے ایسی کنیز کے بارے میں دریافت کیا گیا، جو شادی شدہ نہ ہو، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر وہ زنا کرتی ہے، تو اسے کوڑے مارو، پھر اگر وہ زنا کرتی ہے، تو اسے کوڑے مارو، پھر اگر زنا کرتی ہے، تو اسے کوڑے مارو، خواہ ایک رسی کے عوض میں کر دو۔

ابن شہاب کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ تیسری یا چوتھی مرتبہ راوی نے یہ کہا: ضفیر سے مراد رسی ہے۔

4470 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا زَنْتَ أَمَةً أَحَدًا كُمْ فَلْيَحْذَهَا، وَلَا يُعْطَرْهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَإِنْ عَادَتْ فِي الرَّابِعَةِ فَلْيَحْذَهَا، وَلْيَبِغْهَا بِضَفِيرٍ، أَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعْرِ

(۱۰۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جب کسی شخص کی کنیز زنا کا ارتکاب کرے، تو وہ شخص اس پر حد جاری کرے، البتہ عار نہ دلائے، ایسا تین مرتبہ ہو گا، اگر چوتھی مرتبہ وہ پھر ایسا کرتی ہے، تو اس کو کوڑے مارے اور رسی کے عوض میں اسے فروخت کر دے۔“ (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں) بالوں کی رسی کے عوض میں فروخت کر دے۔

4471 - حَدَّثَنَا ابْنُ نَفِيلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ فِي كُلِّ مَرَّةٍ: فَلْيُطْرَبْهَا كِتَابُ اللَّهِ وَلَا يُتْرَبْ عَلَيْهَا، وَقَالَ فِي الرَّابِعَةِ: فَإِنْ عَادَتْ فَلْيُطْرَبْهَا كِتَابُ اللَّهِ، ثُمَّ لْيَبِغْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعْرِ

(۱۰۰) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: آپ ﷺ نے ہر مرتبہ یہ فرمایا: وہ اللہ کی کتاب کے حکم کے مطابق اسے مارے، لیکن اسے عار نہ دلائے۔ چوتھی مرتبہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا: اگر وہ پھر ایسا کرے، تو اسے اللہ کی کتاب کے حکم کے مطابق مارے اور پھر اسے فروخت کر دے، خواہ بالوں کی بنی ہوئی رسی کے عوض میں کرے۔

بَابُ فِي إِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَى الْمَرِيضِ

باب: بیمار پر حد جاری کرنا

4472 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، قَالَ:

الْخَبَرُ إِلَى أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ اشْتَكَى رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتَّى أَطْبَعُوا قَعَادَ جِلْدَةٍ عَلَى عَظْمِهِ. فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ جَارِيَةٌ لِبَعْضِهِمْ فَهَشَّ لَهَا، فَوَقَعَ عَلَيْهَا، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رَجَالٌ قَوْمِهِ يَعُوذُونَهُ أَخْبَرَهُمْ بِذَلِكَ، وَقَالَ: اسْتَفْتُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنِّي قَدْ وَقَعْتُ عَلَى جَارِيَةٍ دَخَلْتُ عَلَى قَدْ كَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالُوا: مَا رَأَيْنَا بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ مِنَ الطَّرِيقِ مِثْلَ الَّذِي هُوَ بِهِ، لَوْ تَحَلَّنَا إِلَيْكَ لَتَفَسَّخْتَ عِظَامَهُ، مَا هُوَ إِلَّا جِلْدٌ عَلَى عَظْمٍ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَأْخُذُوا لَهُ مِائَةَ شَمْرَاجٍ، فَيَضْرِبُوهَا صَرْبَةً وَاحِدَةً

❁❁ ابوامامہ بن سہل بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک انصاری صحابی نے اسے بتایا کہ ان لوگوں میں سے ایک شخص بیمار ہو گیا، وہ اتنا کمزور ہو گیا کہ صرف اس کی ہڈیوں پر کھال باقی رہ گئی، کسی شخص کی کنیز اس کے پاس آئی، اسے دیکھ کر اس کی خواہش بیدار ہوئی، اس نے اس کنیز کے ساتھ محبت کر لی، جب اس کی قوم کے لوگ اس کے پاس عیادت کرنے کے لیے آئے تو اس نے لوگوں کو اس بارے میں بتایا اور بولا: تم لوگ نبی اکرم ﷺ سے میرے بارے میں مسئلہ دریافت کرو، ایک کنیز میرے پاس آئی، تو میں نے اس کے ساتھ محبت کر لی، لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا، ان لوگوں نے عرض کی: ہم نے کسی شخص میں وہ بیماری نہیں دیکھی، جو اس شخص میں ہے، اگر ہم اٹھا کر اسے آپ کے پاس لائیں، تو اس کی ہڈیاں الگ الگ ہو جائیں گی، اس کی یہ حالت ہے کہ صرف اس کی ہڈیوں پر چمڑا باقی ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ اس کے لیے کوئی ایسی ڈالی حاصل کریں، جس میں ایک سو بار یک شاخیں ہوں اور پھر وہ لوگ اسے ایک ہی مرتبہ مار دیں۔

4473- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ أَبِي جَبْرِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: فَجَرْتُ جَارِيَةً لِأَبِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا عَلِيُّ، انْطَلِقْ فَلَقِمَ عَلَيْهَا الْحَدَّ، فَاِنْطَلَقَتْ فَإِذَا بِهَا دَمٌ يَسِيلُ لَمْ يَنْقَطِعْ، فَأَتَيْتُهُ، فَقَالَ: يَا عَلِيُّ، أَفَرَعْتَ قُلْتُ: أَتَيْتُهَا وَدَمُهَا يَسِيلُ، فَقَالَ: دَعُهَا حَتَّى يَنْقَطِعَ دَمُهَا، ثُمَّ لَقِمَ عَلَيْهَا الْحَدَّ، وَأَقِيمُوا الْحُدُودَ عَلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ أَبُو الْأَخْوَصِ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، وَرَوَاهُ شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى فَقَالَ فِيهِ: قَالَ: لَا تَضْرِبُ بِهَا حَتَّى تَضَعَ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ

❁❁ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے گھرانے کی ایک کنیز نے زنا کا ارتکاب کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے علی! تم جاؤ اور اس پر حد جاری کرو، حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں آیا تو میں نے دیکھا اس کا خون بہہ رہا تھا، وہ ابھی منقطع نہیں ہوا، میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اے علی! کیا تم فارغ ہو گئے؟ میں نے عرض کی: جب میں اس کنیز کے پاس آیا تو اس کا خون بہہ رہا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے چھوڑ دو! جب تک اس کا خون بہنا منقطع نہیں ہو جاتا، پھر اس پر حد قائم کرنا، جو لوگ تمہارے زیر ملکیت ہیں، تم ان پر حد و قائم کیا کرو۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: "تم اسے اس وقت تک نہ مارنا، جب تک وہ بچہ کو جہنم نہیں دیتی" تاہم پہلی روایت زیادہ درست ہے۔

بَابُ فِي حَدِّ الْقَذْفِ

باب: قذف کی حد

4474 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ، وَمَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْيَسْتَعِيُّ، وَهَذَا حَدِيثُهُ، أَنَّ ابْنَ أَبِي عَدِيٍّ، حَدَّثَهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَ عُنْدِي، قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَذَكَرَ ذَلِكَ، وَتَلَا - تَعْنِي - الْقُرْآنَ، فَلَمَّا نَزَلَ مِنَ الْمِنْبَرِ، أَمَرَ بِالرَّجُلَيْنِ وَالْمَرْأَةِ فَضُرِبُوا أَحَدُهُمْ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب میری براءت کے بارے میں آیت نازل ہو گئی، تو نبی اکرم ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کی تلاوت کی، جب آپ منبر سے نیچے اترے تو آپ ﷺ نے دو مردوں اور ایک خاتون کے بارے میں حکم دیا، تو انہیں حد لگائی گئی۔

4475 - حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، لَمْ يَذْكُرْ عَائِشَةَ، قَالَ: فَأَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَأَةٍ مِمَّنْ تَكَلَّمَ بِالْفَاحِشَةِ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ، وَمُسْطَحُ بْنُ أَثَّالَةَ، قَالَ الثَّقَفِيُّ: وَيَقُولُونَ: الْمَرْأَةُ حَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر نہیں ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دو مردوں اور ایک عورت کے بارے میں حکم دیا، جنہوں نے اس تہمت کو زیادہ پھیلا یا تھا، وہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ تھے، نفلی بیان کرتے ہیں: انہوں نے یہ بیان کیا ہے، وہ خاتون سیدہ حمہ بنت جحش رضی اللہ عنہا تھیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر (اس کے ثبوت میں) چار گواہ نہ پیش کر سکیں تو تم ان کو اسی (۸۰) کوڑے مارو اور ان کی شہادت کو کبھی بھی قبول نہ کرو اور یہی لوگ فاسق ہیں سوا ان لوگوں کے جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، بے حد مہربان ہے (النور: ۵-۴)

قذف کا لغوی معنی

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ قذف کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قذف بالمحارة کا معنی ہے پتھر پھینکنا اور قذف المحصنة کا معنی ہے پاک دامن عورت کو زنا کی تہمت لگانا اور یہ مجاز ہے اور ایک قول یہ ہے کہ قذف کا معنی ہے گالی دینا اور حدیث میں ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی کو شریک کے ساتھ تہمت لگائی، اصل میں قذف کا معنی ہے پھینکنا پھر یہ لفظ گالی دینے

اور زنا کی تہمت میں استعمال ہوا۔ (تاج العروس ۶ ص ۲۱۷، مصر)
قذف کا شرعی معنی

علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ قذف کا اصلاحی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قذف کا شرعی معنی ہے کسی محسن (مسلمان پاک دامن) کو زنا کی تہمت لگانا اور فتح القدر میں ہے: اس پر اجماع ہے کہ حد کا تعلق اس کے ساتھ ہے کیونکہ قرآن مجید ہے: "جو لوگ محسنات (مسلمان اور پاک دامن) عورتوں کو زنا کی تہمت لگائیں اور پھر اس پر چار مرد گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی (۸۰) کوڑے مارو" اسی آیت میں لفظ رمی سے زنا کی تہمت مراد ہے حتیٰ کہ اگر کسی شخص کو دیگر گناہوں کی تہمت لگائی تو اس پر حد قذف واجب نہیں ہوگی بلکہ تعزیر واجب ہوگی، اور اس آیت میں جو چار گواہ نہ لانے کی شرط لگائی ہے اس سے زنا کی تہمت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ صرف زنا کے ثبوت کے لئے چار گواہوں کی ضرورت ہے۔ ہر چند کہ اس آیت میں محسنات کا لفظ ہے جو مونث کا صیغہ ہے لیکن یہ حکم مردوں کو بھی شامل ہے اور یہ بات نہیں کہ صرف عورت کو زنا کی تہمت لگانے سے حد قذف واجب ہوتی ہے بلکہ مسلمان اور پاک دامن عورت یا مرد جس کو بھی زنا کی تہمت لگائی گئی اور اس کے ثبوت میں چار گواہ نہ لائے جاسکیں تو تہمت لگانے والے پر حد قذف واجب ہوگی۔ (البحر الرائق ج ۵ ص ۳۰-۲۹، مطبوعہ مصر ۱۳۱۱ھ)

قرآن مجید کی روشنی میں قذف کا حکم

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: (النور: ۴)

اور جو لوگ مسلمان پاک دامن عورتوں کو (زنا کی) تہمت لگائیں پھر چار مرد گواہ نہ لائیں ان کو اسی (۸۰) کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کو قبول نہ کرو اور یہی لوگ فاسق ہیں۔ (النور: ۲۳)

بے شک جو لوگ پاک دامن بے خبر مسلمان عورتوں کو (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔

احادیث کی روشنی میں قذف کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، جس شخص کے قتل کو حق کے سوا اللہ نے حرام کیا ہے، اس کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، ہتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ موڑنا اور پاک دامن مسلمان بے خبر عورت کو زنا کی تہمت لگانا۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث: ۲۷۶۶، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۹، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۸۷۴، سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۶۷۱، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۱۱۳۶۱)

اہم ابوداؤد درودایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب میری برأت نازل ہوگئی تو نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور قرآن مجید تلاوت کی اور منبر سے اترنے کے بعد آپ نے دو مردوں اور ایک عورت پر حد لگانے کا حکم دیا سو ان کو حد لگائی گئی۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۴۷۴، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۶۸، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۵۶۷، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۴۷۵)

محمد بن اسحاق نے بھی اس حدیث کو روایت کیا اور کہا جن دو مردوں اور ایک عورت نے تہمت لگائی تھی آپ نے ان کو حد قذف لگانے کا حکم دیا، حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ اور عورت حمنہ بنت جحش تھیں۔

احسان کی شرائط میں مذاہب فقہاء

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ جب کوئی مکلف شخص محض کوزنا کی تہمت لگائے تو اس پر حد قذف واجب ہوتی ہے اور احسان کی پانچ شرائط ہیں:

(۱) عقل (۲) حریت (۳) اسلام (۴) زنا سے پاک دان ہونا (۵) وہ شخص اتنا بڑا ہو کہ جماعت کر سکتا ہو یا اس سے جماع کیا جاسکتا ہو۔

تمام متقدمین اور متاخرین علماء نے احسان میں ان شرائط کا اعتبار کیا ہے۔ البتہ داؤد ظاہری نے یہ کہا ہے کہ غلام کو تہمت لگانے سے بھی حد واجب ہوگی۔ امام احمد سے بلوغ کے متعلق مختلف روایات منقول ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ یہ شرط ہے، امام شافعی، ابو ثور اور فقہاء احناف کا بھی یہی قول ہے کیونکہ بلوغ مکلف ہونے کی ایک شرط ہے اس لئے عقل کے مشابہ ہے اور اس لئے کہ بچہ کے زنا سے حد واجب نہیں ہوتی اس لئے اگر بچہ کسی کوزنا کی تہمت لگائے تو اس پر حد بھی نہیں ہونی چاہیے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ بلوغ کی شرط نہیں ہے کیونکہ وہ آزاد، صاحب عقل اور پاک دامن ہے اور اس تہمت سے اس کو عار لاحق ہوتا ہے اور اس قول کا صدق ممکن ہے اس لئے وہ بڑے شخص کے مشابہ ہے یہ امام مالک اور اسحاق کا قول ہے، اس روایت کی بناء پر اس کو کم از کم اتنا بڑا ہونا چاہیے جو جماع کر سکتا ہو اور لڑکا کم از کم دس سال کا اور لڑکی نو سال کی ہو۔

(الغنی مع الشرح الکبیر ج ۱ ص ۱۹۹، دار الفکر بیروت ۱۴۰۱ھ)

احسان کی شرائط میں مذاہب احناف

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: احسان یہ ہے کہ جس شخص کو تہمت لگائی گئی ہے وہ (۱) آزاد، (۲) عاقل (۳) بالغ (۴) مسلمان اور (۵) زنا کے فعل سے پاک دان ہو۔ آزاد ہونے کی شرط اس لئے ہے کہ قرآن مجید میں آزاد پر احسان کا اطلاق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (النساء: ۲۵) ان لونڈیوں کی مزا آزاد عورتوں کی نصف ہے۔

اور عقل و بلوغ کی شرط اس لئے ہے کہ بچہ اور مجنون کوزنا کی تہمت سے عار لاحق نہیں ہوتا کیونکہ ان سے فعل زنا کا تحقق نہیں ہوتا اور اسلام کی شرط اس لئے ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (سنن دارقطنی) جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا وہ محض نہیں ہے۔

اور زنا سے پاک دامن ہونے کی شرط اس لئے ہے کہ جو پاک دامن نہ ہو اس کو عار لاحق نہیں ہوگا اور تہمت لگانے والا اس تہمت میں سچا ہوگا۔

کوڑے مارنے کا حکم

علامہ المرغینانی لکھتے ہیں: امام کو ایسے کوڑے کے ساتھ مارنے کا حکم دینا چاہیے جس میں گرہ یا پھل نہ ہوں (یعنی درخت کی

ایسی شاخ سے مارا جائے جس میں گرہ نہ ہو اور نہ پھل ہوں) اور متوسط ضرب کے ساتھ مارنا چاہیے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کورے مارنے لگے تو انہوں نے درخت کی شاخ سے پھل کاٹ دیئے اور متوسط ضرب وہ ہوتی ہے کہ نہ تو اس سے چوٹ کا نشان پڑے اور نہ ایسی ضرب ہو جس سے بالکل تکلیف نہ ہو، کیونکہ پہلی صورت میں ہلاکت کا خدشہ ہے اور دوسری صورت میں کوڑے لگانے کا مقصد فوت ہو جائے گا، مجرم جس کے کوڑے لگائے جائیں اس کے کپڑے اُتار لئے جائیں اور صرف چادر (تہبند) باقی رہے اور اس کے جسم کے تفرق اعضاء پر کوڑے مارے جائیں کیونکہ ایک جگہ کوڑے مارنے سے اس کی ہلاکت کا خدشہ ہے اور اس کے سر، چہرہ اور شرمگاہ پر کوڑے نہ مارے جائیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حد لگانے والے سے فرمایا اس کے چہرے اور شرمگاہ سے اجتناب کرو، تمام حدود میں مجرم کو کھڑا کر کے کوڑے مارے جائیں کیونکہ حضرت علی نے فرمایا: مردوں کو کھڑا کر کے کورے ماریں، کوڑے مارتے وقت کوڑے مارنے والا کوڑے کو اپنے سرے سے اوپر نہ اٹھائے۔ کوڑے مارے جانے میں مرد اور عورت کے مساوی احکام ہیں۔ البتہ عورت کے صرف قاتلون کپڑے اُتارے جائیں گے سارے کپڑے اُتار کر یا صرف تہبند میں حد نہیں لگائی جائے گی اور اس کو بٹھا کر حد لگائی جائے گی۔ (ہدایہ اولین ۲۹۰-۲۸۹، مسکن)

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں کہ کوڑے مارنے کے لئے درخت کی ایسی شاخ لی جائے جس میں کوئی گرہ نہ ہو نہ کوئی پھل ہو، نہ وہ سوکھی ہوئی خشک شاخ ہو، اگر وہ خشک شاخ ہو تو اس کو چھیل کر نرم کر لیا جائے۔ کیونکہ امام ابن ابی شیبہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ حکم کیا جاتا تھا کہ درخت کی شاخ سے پھل کاٹ لئے جائیں پھر اس کو دو پتھروں کے درمیان رکھ کے کوٹ کر نرم کیا جائے پھر اس سے کوڑے لگائے جاتے۔ علامہ ابن ہمام کہتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ ایسی شاخ میں کوئی گرہ نہ ہو نہ پھل ہو، کیونکہ امام عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے لائق حد رم کیا ہے مجھ پر حد جاری کیجئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹیکوڑا منگوا یا تو ایک سخت ٹہنی لائی گئی جس میں پھل تھے آپ نے فرمایا اس سے کم لاؤ پھر ایک نرم شاخ لائی گئی آپ نے فرمایا اس سے کچھ زیادہ لاؤ، پھر ایک درمیانی شاخ لائی گئی۔ آپ نے فرمایا یہ ٹھیک ہے پھر آپ نے اس سے کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ متوسط شاخ سے کوڑے لگائے جائیں۔ (فتح القدیر ج ۱ ص ۱۶-۱۵، بکمر)

خلاصہ یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک آزاد، عاقل، بالغ، مسلمان اور پاک دامن مرد یا عورت پر کسی مکلف نے زنا کی تہمت لگائی اور اس پر چار گواہ نہیں پیش کئے تو اس پر اسی (۸۰) کوڑے حد لازم ہوگی۔

جس پر حد قذف لگ چکی ہو اس کی شہادت قبول کرنے میں اختلاف فقہاء

جو شخص کسی پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگائے پھر اس پر چار گواہ نہ پیش کر سکے اس کے متعلق تین حکم بیان فرمائے۔ ایک یہ کہ اس کو اسی (۸۰) کورے مارو، دوسرا یہ کہ ان کی شہادت کو کبھی قبول نہ کرو اور تیسرا یہ کہ وہی قاسق ہیں۔ اس کے بعد فرمایا سو! ان لوگوں کے جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے۔

اس پر اجماع ہے کہ اس استثناء کا تعلق کوڑے مارنے کی سزا کے ساتھ نہیں ہے یعنی اگر کسی شخص نے تہمت لگانے کے بعد اس

تہمت سے رجوع کر لیا اور یہ کہا کہ میں نے جھوٹ بولا تھا تو اس کو پھر بھی اسی (۸۰) کوڑے مارے جائیں گے۔ البتہ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ اس توبہ کے بعد اس کی شہادت قبول کی جائے گی یا نہیں۔ قاضی شریح، ابراہیم نخعی، حسن بصری، سفیان ثوری، درام، عظیم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ اس کی توبہ اب بھی قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کی شہادت کو کبھی بھی قبول نہ کرو اور اس سے استثناء کا تعلق توبہ قبول نہ کرنے کے ساتھ ہے یعنی تہمت لگانے کے بعد اس نے توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی تو پھر اس کی شہادت قبول کی جائے گی۔ (الجامع الاحکام القرآن ۱۶۵۱۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ)

ائمہ ثلاثہ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ صحیح بخاری میں ہے:

حضرت ابوبکرہ، شب بن معبد اور نافع نے حضرت مغیرہ بن شعبہ پر زنا کی تہمت لگائی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان تینوں کو اسی (۸۰)، کوڑے مارے کیونکہ یہ چار گواہ نہیں پیش کر سکے تھے۔ پھر فرمایا کہ جو ان میں سے توبہ کر لے گا اس کی شہادت قبول کر لی جائے گی۔ شب اور نافع نے اپنے آپ کو جھوٹا قرار دیا اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ اپنے قول پر قائم رہے۔ (صحیح بخاری کتاب الشہادات)

حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

زہری نے عید بن مسیب سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکرہ، نافع اور شب نے حضرت مغیرہ کے خلاف زنا کی شہادت دی اور زیادہ ابن ابوسفیان نے ان کی شہادت کے خلاف شہادت دی، حضرت عمر نے ان تینوں کو کوڑے مارے اور فرمایا تم میں سے جس نے اپنی شہادت سے رجوع کر لیا اس کی شہادت قبول کر لی جائے گی۔ حضرت ابوبکرہ نے اپنی شہادت سے رجوع کرنے سے انکار کر دیا۔ ان چاروں نے حضرت مغیرہ کو الرقطاء ام جمیل بنت عمرو الحلالیہ کے پیٹ کے اوپر دیکھا، انہوں نے جا کر حضرت عمر سے شکایت کی حضرت عمر نے حضرت مغیرہ کو معزول کر دیا اور ان کی جگہ حضرت ابوموسیٰ کا بصرہ کا گورنر بنادیا، اور حضرت مغیرہ کو حاضر کیا گیا۔ اول الذکر تینوں نے ان کے خلاف زنا کی شہادت دی اور زیادہ ابن ابوسفیان نے قطعی شہادت نہیں دی اور کہا میں نے بہت قبیح منظر دیکھا تھا اور میں نہیں جانتا کہ انہوں نے یہ فعل کیا تھا یا نہیں۔

تب حضرت عمر نے ان تینوں پر حد قذف جاری کی۔ حاکم نے المستدرک میں روایت کیا ہے کہ زیاد نے کہا کہ میں نے ان دونوں کو ایک لحاف میں دیکھا میں نے ان کا زور زور سے سانس سنا اور اس کے بعد کیا ہوا اس کا مجھے پتہ نہیں۔

(فتح الباری ج ۵ ص ۵۸۴-۵۸۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۲ھ، تبیان القرآن، سورہ نور، لاہور)

بَابُ الْحَدِّ فِي الْخَمْرِ

باب: شراب نوشی کی حد

خمر (شراب) کے معنی و مفہوم کا بیان

قاموس میں لکھا ہے کہ خمر اس چیز کو کہتے ہیں جس کے استعمال (یعنی جس کو پینے) سے نشہ و مستی پیدا ہو جائے۔ اور وہ انگور کے شیرے کی صورت میں ہو یا عام کہ وہ انگور کا شیرہ ہو یا کسی چیز کا عرق و کاڑھا وغیرہ ہو، زیادہ صحیح یہی ہے کہ اس کا عام مفہوم مراد یا

(۱) یعنی نشہ لانے والی چیز خواہ وہ انگور کا شیرہ ہو یا کسی دوسری چیز کا شیرہ وغیرہ کیونکہ شراب مدینہ میں حرام ہوئی ہے اور اس زمانہ میں شہر کی شراب کا کوئی وجود نہیں تھا بلکہ وہ کجگور سے بنائی جاتی تھی خمر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ لغت میں خمر کے معنی ہیں ڈھانپنا چھپانا، خلط رونا اور چونکہ شراب انسان کی عقل کو ڈھانپ دیتی ہے اور اس کے فہم و شعور کی قوتوں کو خلط و خبط کر دیتی ہے اس لئے اس کو خمر کہا گیا۔

قرآن کے مطابق حرمت شراب کا بیان

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَإِجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنتَهُونَ (سورۃ المائدہ: ۹۱)

”اے ایمان والو! یہ شراب اور جو اور بت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں شیطان کی کارستانیوں ہیں سو بچو ان سے تاکہ تم فلاح پاؤ۔ یہی تو چاہتا ہے شیطان کہ ڈال دے تمہارے درمیان عداوت اور بغض اور شراب اور جوئے کے ذریعے اور روک دے تم کو یاد الہی سے اور نماز سے تو کیا تم باز آنے والے ہو؟“

شراب اور جو طبعی طور پر حرام کام ہیں۔ چونکہ یہ شیطانی عمل ہیں شیطان یہ چاہتا ہے کہ بندے کو صراطِ مستقیم سے ہٹا کر ناکامی کے راستوں پر ڈال دے اسی شراب کی وجہ سے عزت، غیرت، گھر بار، اولاد، پیسہ، کاروبار، وغیرہ سب برباد ہو جاتے ہیں سب سے بڑھ کر نقصان اس کے ایمان کا ہوتا ہے کیونکہ شراب اور ایمان کبھی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”ایمان اور دائمی شراب نوشی کبھی جمع نہیں ہو سکتے ممکن ہے کہ ان دونوں میں سے ایک دوسری کو نکال دے۔“ (سنن نسائی)

یہ دنیا تو چند روزہ ہے اور اس کے مقابلے میں آخرت کی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہے چند لمحوں کے مقابلے میں اور چند لمحوں کی لذت کے لئے ہمیشہ کی زندگی برباد کرنا نہایت ہی گھائے کا اور خسارے کا سودہ ہے۔ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو شراب جیسی لعنت سے بچائیے۔ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں بھی حرام کیں ہیں تو ان کے عوض ان سے بہتر عطا بھی کیں ہیں شراب حرام کی تولد یذمہ مشروبات اور روح اور جسم کو فائدہ دینے والی چیزیں حلال کیں۔ کھانے کی گندی چیزیں حرام کیں تو پاکیزہ کھانے حلال کیے۔

شراب سے متعلق حکم نزول کا بیان

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ”جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ”اے اللہ ہمارے لئے شراب کے بارے میں واضح اور بین (روشن) حکم نازل فرما تو اس وقت سورۃ بقرہ کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ”وہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیجئے ”ان دونوں میں بڑا گناہ ہے“ بس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا یا گیا اور ان پر یہ آیت مبارکہ پڑھی گئی تو انہوں نے پھر یہ کہا اے اللہ شراب کے بارے میں ہمارے لئے واضح حکم نازل فرما تب سورۃ نساء کی آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ ”اے ایمان والو! تم نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نشے میں ہو“ جب نماز کھڑی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی اعلان کرتا تھا خبردار کوئی نشے والا نماز کے قریب نہ آئے۔“

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان کو یہ آیت مبارکہ سنائی گئی انہوں نے پھر یہی کہا 'اے اللہ ہمارے لئے شراب واضح اور بین حکم نازل فرما پھر سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۹۱ نازل ہوئی۔ "کیا تم باز آؤ گے یا نہیں؟" تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ باز آ گئے۔ (سنن نسائی جلد سوم ص ۵۷۳ حدیث نمبر ۵۳۴۲) (سنن ابی داؤد جلد سوم ص ۵۴ حدیث نمبر ۳۱۸۵) (مسلم شریف)

احادیث کے مطابق حرمت شراب کا بیان

حضرت انس کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب نوشی کی حد (سزا میں کھجور کی ٹہنیوں (چھڑیوں) اور جوتوں سے مارا) (یعنی مارنے کا حکم دیا) اور حضرت ابو بکر نے (اپنے دور خلافت میں شراب پینے والے کو چالیس کوڑے مارے۔) (بخاری، مسلم) اور روایت میں حضرت انس ہی سے یوں منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شراب نوشی کی حد (سزا) میں چالیس کھجور کی ٹہنیوں اور جوتوں سے مارتے تھے یعنی مارنے کا حکم دیتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 763)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، زانی زانیہ نہیں کرتا اس حال میں کہ وہ مومن ہو اور نہ شراب پینے والا شراب پیتا ہے اس حال میں کہ وہ مومن ہو، اور نہ چوری کرنے والا چوری کرتا ہے اس حال میں کہ وہ مومن ہو، اور نہ اچکا اچکنے کے وقت جب لوگ اس کی طرف آنکھ اٹھاتے ہیں مومن رہتا ہے، اور ابن شہاب سے بواسطہ سعید بن مسیب و ابوسلمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح منقول ہے مگر اس میں بہہ کا لفظ نہیں ہے۔ (بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 1690 حدیث حوالہ)

شراب کی حرمت نازل ہونے پر صحابہ کرام کا عمل:

حضرت عبداللہ یعنی ابن مبارک حضرت سلیمان تیمی سے وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "اس دوران میں اپنے قبیلے کے لوگوں یعنی اپنے چچاؤں کے پاس کھڑا تھا اور میں لوگوں میں سب سے چھوٹا تھا ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ شراب کو حرام کر دیا گیا ہے جبکہ میں انکی خدمت کر رہا تھا میں انہیں ترکجھوروں سے بنائی گئی شراب پلا رہا تھا انہوں نے کہا کہ اسے التاد تو میں نے اس کو التادیا۔" (نسائی جلد سوم ص ۵۸۰ حدیث نمبر ۵۳۲۵)

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی زیرنگرانی قبیلوں کے لئے کچھ شراب خریدی تھی۔ (اور ابھی یہ حرام نہیں ہوئی تھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے بہادو اور منکے توڑ دو۔"

(ترمذی شریف ص ۶۵۶ حدیث نمبر ۱۳۰۲)

شراب کی حرمت کا سبب و علت

شراب جس کو ام الخبائث کہا گیا ہے، بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی جزو زندگی کا درجہ رکھتی تھی اس لئے بعثت نبوی کے بعد ابتداء اسلام میں بھی اس کا رواج برقرار رہا، اور عام طور پر لوگ اس کو پینے پلانے میں مبتلا رہے لیکن اس کی برائی اور اس کے نقصان کی وجہ سے مسلمانوں کے دل میں کھٹک بھی پیدا ہوتی تھی، اور حضرت عمر کے قول (انہا تذهب المال و تذهب العقل) (یہ شراب مال کو بھی برباد کرتی اور عقل کو بھی ختم کرتی ہے) کے پیش نظر لوگوں میں یہ احساس تمنا بھی روز بروز بڑھتا جاتا تھا کہ اس کی

اباحت جتنی جلد ختم ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے، اور چونکہ پوری سوسائٹی اس لعنت میں گرفتار تھی اور ایک ایسی عادت تھی جس کی جڑیں پورے معاشرے میں بہت دور تک پھیلی ہوئی تھیں اس لئے مصلحت شریعت یہ تھیں کہ اس کی حرمت کا نفاذ دفعتاً کرنے کی بجائے بتدریج رو بہ عمل میں لایا جائے کہ شریعت کا مقصد بھی پورا ہو جائے اور لوگ اس لعنت سے بھی نجات پا جائیں، چنانچہ جب کچھ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے بارے میں دریافت کیا تو اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی

(يَسْأَلُ لَوْلَاكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَتَاعٌ لِلْفُلَاسِ وَآثُ مُهْتَمًا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا) (البقرہ: ۲۱۷)

"(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرمادیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور (بظاہر) ان میں لوگوں کے لئے کچھ فائدے ہیں لیکن ان کا گناہ ان کے فائدوں سے بہت بڑھا ہوا ہے۔"

جو سعید رو میں پہلے ہی سے شراب کے مضر اثرات کا احساس رکھتی تھیں اور جو لوگ اس کی برائی سے طہا بیزار تھے ان کے لئے تو بس اتنا ہی کافی تھا کہ قرآن کریم نے "شراب" کو گناہ کہہ دیا لہذا انہوں نے شراب نوشی قطعاً ترک کر دی، لیکن چونکہ اس آیت میں شراب کی حرمت کا کوئی واضح اور قطعی حکم نہیں ہے اس لئے لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے بے نوشی کا مشغلہ بدستور جاری رکھا۔ اور پھر اس سلسلہ میں یہ دوسری آیت نازل ہوئی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ (۴۰- النساء: ۴۰)

"اے ایمان والو! تم ایسی حالت میں نماز کے پاس مت جاؤ کہ تم نشہ کی حالت میں مست ہو، یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو۔"

اس آیت نے شراب نوشی کے جاری مشغلہ پر ایک ضرب لگائی، اور نماز کے اوقات میں شراب نوشی بالکل ترک کر دی مگر البتہ نماز کے علاوہ اوقات میں بعض لوگوں کے یہاں اب بھی شراب نوشی کا مشغلہ بند نہیں ہوا اور آخر کار ۳۷ھ میں یہ تیسری آیت نازل ہوئی جس میں حرمت شراب کو واضح کر دیا گیا بیا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوا لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ۔

شرابی پر اجرائے حد کی شرائط کا بیان

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مسلمان، عاقل، بالغ، ناطق، غیر مضطر، بلا اکراہ شرعی، خمر کا ایک قطرہ بھی پیے تو اس پر حد قائم کی جائے گی جبکہ اسے اس کا حرام ہونا معلوم ہو۔ کافر یا مجنون یا نابالغ یا گونگے نے پی تو حد نہیں۔ اسی طرح اگر پیاس سے مر اجاتا تھا اور پانی نہ تھا کہ پی کر جان بچاتا اور اتنی پی کہ جان بچ جائے تو حد نہیں اور اگر ضرورت سے زیادہ پی تو حد ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے شراب پینے پر مجبور کیا یعنی اکراہ شرعی پایا گیا تو حد نہیں۔ شراب کی حرمت کو جانتا ہو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ واقع میں اسے معلوم ہو کہ یہ حرام ہے دوسرے یہ کہ دارالاسلام میں رہتا ہو تو اگرچہ نہ جانتا ہو حکم یہی دیا جائیگا کہ اسے معلوم ہے کیونکہ

دارالاسلام میں جہل غدر نہیں ہے لہذا اگر کوئی حربی دارالحرب سے آ کر شرف باسلام ہوا ہے۔ اور شراب پی اور کہتا ہے مجھے معلوم ہے
تھا کہ یہ حرام ہے تو حد نہیں ہے۔ (درمکار، کتاب الحدود)

4476 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى. وَ هَذَا حَدِيثُهُ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ رُكَّانَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقِفْ فِي الْخَمْرِ حَدًّا. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: شَرِبَ رَجُلٌ فَسَكِرَ فَلَقِيَ نَحِيلَ فِي الْفَجِّ. فَأَنْطَلَقَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمَّا حَاذَى بَدَارَ الْعَبَّاسِ انْقَلَبَتْ فَدَخَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ فَأَلْتَزَمَهُ. فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ. وَقَالَ: أَفَعَلَهَا وَلَمْ يَأْمُرْ فِيهِ بِشَيْءٍ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ حَدِيثُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ هَذَا
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے شراب نوشی کی کوئی باقاعدہ سزا متعین نہیں کی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے شراب پی اسے نشہ ہو گیا، وہ گلی میں لہرا کر چلنے لگا، اسے پکڑ کر نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا جانے لگا، جب وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے آیا، تو وہ کھسک کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہو گیا اور ان سے لپٹ گیا، جب اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا، تو آپ ﷺ مسکرا دیئے، آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا اس نے ایسا کیا تھا؟ نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا۔
امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ان روایات میں سے ایک ہے، جسے نقل کرنے میں اہل مدینہ منفرد ہیں اور روایت کے یہ الفاظ حسن بن علی نامی راوی کے نقل کردہ ہیں۔

4477 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ. حَدَّثَنَا أَبُو خَمْرَةَ عَنْ تَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ابِرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فَقَالَ: اضْرِبُوهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ وَالضَّارِبُ بِتَوْبِهِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْزَاكَ اللَّهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُولُوا هَكَذَا. لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا، جس نے شراب پی ہوئی تھی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اسے مارو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: تو ہم میں سے کسی نے اسے ہاتھ کے ذریعے مارا، کسی نے جوتے کے ذریعے مارا، کسی نے کپڑے کے ذریعے مارا، جب وہ وہاں سے واپس جانے لگا، تو حاضرین میں سے کسی نے

4476- وأخرج الساجي في "الكبرى" (5271) و (5272) من طريق ابن جريج، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (2963).
ويخالف هذا الحديث حديث أس بن مالك الآتي عند المصنف برقم (4479) ولفظه عند مسلم (1706): أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أتى برجل قد شرب الخمر، فجعله يجري بين يديه نحو أربعين. وفي رواية أخرى عند مسلم (1706): أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يصرب بالنعال والجريد أربعين. ويخالفه أيضاً حديث حذيفة بن المنذر، عن علي بن أبي طالب الآتي عند المصنف (4480). وهو في "صحيح مسلم" (1707).

کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں رسوا کرے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس طرح نہ کہو، تم اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔

4478 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ أَبِي تَاجِيَةَ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَحْيَةُ بْنُ شُرَيْحٍ وَابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ ابْنِ الْهَادِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ فِيهِ بَعْدَ الطَّرِبِ: ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: بَكِّثُوا فَأَقْبِلُوا عَلَيْهِ يَقُولُونَ: مَا أَتَقِيْتُ اللَّهَ مَا خَشِيتُ اللَّهَ وَمَا اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَرْسَلُوهُ وَقَالَ فِي آخِرِهِ: وَلَكِنْ قُولُوا: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ وَبَعْضُهُمْ يَزِيدُ الْكَلِمَةَ وَتُخَوِّهَا

❁❁ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس میں الفاظ ہیں: اس کی پٹائی ہو جانے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: اسے تنبیہ کرو! تو لوگوں نے اسے یہ کہنا شروع کیا: کیا تمہیں اللہ کا خوف نہیں آیا، اللہ کا ڈر نہیں آیا، کیا تمہیں نبی اکرم ﷺ سے شرم نہیں آئی؟ پھر ان لوگوں نے اسے چھوڑ دیا۔

روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ یہ کہو: اے اللہ! تو اس کی مغفرت کر دے، اے اللہ! تو اس پر رحم کر، بعض راویوں نے کوئی کلمہ زیادہ نقل کیا ہے، یا اس کی مانند نقل کیا ہے۔

4479 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامُ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامِ الْمَعْنَى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَدَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيدِ وَالتِّعَالِ وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَرْبَعِينَ فَلَمَّا وُلِّيَ عُمَرُ دَعَا النَّاسَ فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ ذَنُّوا مِنْ الرِّيفِ - وَقَالَ مُسَدَّدٌ: مِنَ الْبُقَرَى وَالرِّيفِ - فَمَا تَرَوْنَ فِي حَدِّ الْخَمْرِ؟ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: نَرَى أَنْ تَجْعَلَهُ كَأَخْبِ الْحُدُودِ فَجَلَدَ فِيهِ ثَمَانِينَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ جَلَدَ بِالْجَرِيدِ وَالتِّعَالِ أَرْبَعِينَ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ضَرَبَ بِجَرِيدَتَيْنِ نَحْوَ الْأَرْبَعِينَ

❁❁ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے شراب نوشی پر کھجور کی شاخوں اور جوتوں کے ذریعے پٹائی کروائی تھی، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے لگوائے تھے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، تو انہوں نے لوگوں کو بلوایا ان سے فرمایا: لوگ اپنی زرعی پیداوار کے قریب ہو گئے ہیں۔

یہاں مسدد نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: لوگ اپنے دیہاتوں اور کھیتوں میں چلے گئے ہیں، تو اب تم لوگ شراب نوشی کی حد کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو؟ تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ کو جواب دیا: ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ اس کی سزا سب سے ہلکی حد کے طوز پر مقرر کر دیں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب نوشی پر 80 کوڑے لگوائے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قتادہ نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے: آپ ﷺ نے کھجور کی چھتری اور

جوتوں کے ذریعے چالیس ضربیں لگوائیں تھیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: نبی اکرم ﷺ نے دو شاخوں کے ذریعے تقریباً چالیس ضربیں لگوائیں تھیں۔

شرابی کی حد میں اسی کوڑوں پر اجماع صحابہ کرام

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں نشے کی حالت میں پائے جانے والے شخص کو جسے کسی بھی چیز سے نشہ ہوا ہو اسے چالیس کوڑے مارتے تھے، لیکن اپنی خلافت کے آخری ایام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خاص واقعہ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے اس جرم کی سزا اسی کوڑے جاری کر دی۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے ابو افرہ کلبی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں تھے اور ان کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ ابو افرہ کلبی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ بکثرت سے نوشی اختیار کرتے جا رہے ہیں اور سزا کو کم سمجھ رہے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سب بیٹھے ہیں ان سے دریافت کر لو، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ شراب نوشی کی سزا اسی (80) کوڑے مقرر کر دیں کیونکہ جب کوئی آدمی شراب پیتا ہے تو اسے نشہ ہوتا ہے اور نشہ میں ہڈیاں ہلکتا ہے اور لوگوں پر تہمت لگاتا ہے اسی لیے تہمت کی سزا ہی شراب نوشی کی سزا مقرر کر دیں جو کہ 80 کوڑے ہے۔ چنانچہ اس رائے کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب نوشی کی سزا 80 کوڑے مقرر کرنے کا فرمان جاری کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس لیے بھی 80 کوڑے مقرر کی کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شراب نوش کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتیوں کے چالیس جوڑے مردائے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر جوتی کی جگہ ایک کوڑا مقرر کیا۔ شراب نوشی کے ساتھ اگر کوئی اور جرم بھی جمع ہو جاتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی سزا بھی حد کے ساتھ جمع کر دیتے، جیسے انہوں نے اپنے بیٹے عبدالرحمن پر حد کے ساتھ تعزیر بھی جمع کی۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان کے دوران ۷۰ نوشی پر ایک شخص کو اسی درجے شراب نوشی کے اور بیس کوڑے رمضان کی بے حرمتی کے بھی لگائے۔ جو شخص جتنی مرتبہ شراب پئے گا اتنی مرتبہ ہی اس پر حد جاری کی جائے گی۔ چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آٹھ مرتبہ شراب پی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر آٹھ مرتبہ ہی حد جاری فرمائی۔

شرابی پر اس وقت حد جاری ہوگی جب اس کا نشہ اتر جائے گا اور کوڑے جو مارے جائیں گے وہ زیادہ شدید نہیں ہونے چاہئیں بلکہ ہلکے لیکن درد پہنچانے والے ہوں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب چڑھائی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں تجھے ایک ایسے شخص کے پاس بھیجتا ہوں جو تیرے ساتھ کوئی نرمی نہیں کرے گا۔ چنانچہ اسے مطیع بن اسود عدوی کے پاس بھیج دیا گیا اور ان سے کہا کہ اگلے دن صبح اس پر ۷۰ نوشی کی حد جاری کر دینا۔ چنانچہ اگلے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ

خود گئے تو دیکھا کہ وہ اس سے نوش کو سخت قسم کے کوڑے مار رہے ہیں،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کتنے مارے جا چکے ہیں جواب دیا کہ ساٹھ، حضرت عمر نے حکم دیا اس کوڑے کی شدت کے جب باقی بیس چھوڑ دو۔ شراب نوشی کی حد میں چالیس کی بجائے اسی کوڑوں کا تقرر چونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا اس لیے بعض فقہاء ان اضافی چالیس دروں کو تعزیر کا مقام دیتے ہیں تاہم جمہور علمائے امت کل اسی کی تعداد کو ہی حد گردانے ہیں کیونکہ اس تعداد پر صحابہ کرام کا اجماع واقع ہوا ہے اور جس مقدس گروہ سے جمع و تدوین قرآن میں کسی غلطی کا احتمال نہیں ہوا تو کیا اس گروہ سے دیگر معاملات میں غلطی کے احتمال کے امکان سے قرآن مجید کی صحت مشکوک ہو سکتی ہے۔

4480 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرَّهٍ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ التَّمِيمِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الدَّانَاجُ حَدَّثَنِی حُضَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ الرَّقَاشِيُّ هُوَ أَبُو سَاسَانَ قَالَ: شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَأَبِي الْوَلِيدِ بْنِ عُفَّةٍ فَشَهِدَ عَلَيْهِ عُمَرَانُ وَرَجُلٌ آخَرُ فَشَهِدَا أَنَّهُ زَاكِرٌ بِهَا - يَغْنِي الْخَمْرُ - وَشَهِدَ الْآخَرُ أَنَّهُ رَاةٌ يَتَقَيُّا فَقَالَ عُثْمَانُ: إِنَّهُ لَمْ يَتَقَيَّا حَتَّى شَرِبَهَا فَقَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَمْ عَلَيْهِ الْحَدُّ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ: لَمْ عَلَيْهِ الْحَدُّ فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلِي حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَهَا فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ: لَمْ عَلَيْهِ الْحَدُّ قَالَ: فَأَخَذَ الشُّوْطَ فَجَلَدَهُ وَعَلِيٌّ يَعْنِي فَلَمَّا بَلَغَ أَرْبَعِينَ قَالَ: حَسْبُكَ جَلْدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ أَحْسَبُهُ قَالَ: وَجَلْدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ وَعُمَرُ ثَمَانِينَ وَكُلُّ سُنَّةٍ وَهَذَا أَحْسَبُ دَلَالًا

⊗⊗⊗ ابوصاسان بیان کرتے ہیں: میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا، ولید بن عقبہ کو ان کے پاس لایا گیا، حمران اور ایک اور شخص نے اس کے خلاف گواہی دی، ان میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس شخص کو شراب پیتے ہوئے دیکھا ہے، جبکہ دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے اس شخص کو قے کرتے ہوئے دیکھا ہے، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ قے اسی وقت کرے گا، جب اس نے شراب پی ہوئی ہوگی، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس پر حد جاری کر دیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم اس پر حد جاری کر دو، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ کی پیش کا نگران اسی کو بنا لیں، جو اس کی ٹھنڈک کا نگران ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا: تم اس پر حد جاری کر دو، انہوں نے کوڑا لیا، اسے مارنے لگے، حضرت علی رضی اللہ عنہ گنتی کرتے رہے، جب وہ چالیس تک پہنچ گئے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بس! اتنا ہی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چالیس کوڑے لگوائے تھے۔

(راوی کہتے ہیں:) میرا خیال ہے، روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس کوڑے لگوائے تھے، البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے 80 کوڑے لگوائے تھے، تاہم ان میں سے ہر ایک طریقہ سنت ہے اور میرے نزدیک یہ زیادہ پسندیدہ ہے (کہ چالیس کوڑے لگوائے جائیں)۔

4481 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ الدَّانَاجِ عَنْ حُضَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَلَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ وَأَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ وَكَتَلَهَا عُمَرُ

ثَمَانِينَ، وَكُلُّ سُنَّةٍ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ الْأَصْمَعِيُّ: وَلِخَارِهَا مِنْ تَوَلَّى قَارَهَا: وَلِشَدِيدِهَا مَنْ تَوَلَّى هَيْئَهَا

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا كَانَ سَيِّدَ قَوْمِهِ حُضَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ أَبُو سَاسَانَ

⑤ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے شراب نوشی پر چالیس کوڑے لگوائے تھے، حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس لگوائے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے 80 کی تعداد میں پورا کیا، ان میں سے ہر ایک طریقہ سنت ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اصمعی کہتے ہیں: روایت کے یہ الفاظ "اس کی تپش کانگراں اسی کو بنائیں جو اس کی ٹھنڈک کا

کانگراں ہے" اس سے مراد یہ ہے: سختی کانگراں اسے بنائیں، جو اس بارے میں نرمی کانگراں ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضین بن منذر ابوساسان اپنی قوم کے سردار تھے۔

شرح

لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں: آپ کہیے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ

فائدے (بھی) ہیں اور ان کا گناہ ان کے فائدہ سے زیادہ بڑا ہے اور یہ آپ سے سوال کرتے ہیں۔ کہ کیا چیز خرچ کریں آپ

کہیے کہ جو ضرورت سے زائد ہو اسی طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیات بیان فرماتا ہے تاکہ تم تدبیر کرو۔ (البقرہ: ۲۱۹)

قرآن مجید سے خمر (شراب) کی تحریم کا بیان:

اس سے پہلی آیت میں جہاد کا بیان کیا گیا تھا اور عربی میں شراب پینے کا عام رواج تھا اور شراب اور جہاد دونوں ساتھ ساتھ

نہیں چل سکتے کیونکہ شراب کے نشہ میں انسان کو اپنے پرانے کی تمیز نہیں رہتی تو ایسا شخص کافروں سے جہاد کب کر سکتا ہے نیز وہ

شراب کے نشہ میں جوا کھیلنا کرتے تھے اور جیتی ہوئی رقم غریبوں میں تقسیم کرتے تھے اور یہ ظاہر یہ اچھا کام تھا اس لیے صحابہ نے ان

دونوں کا حکم معلوم کیا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اگرچہ اس میں کچھ لوگوں کا فائدہ ہے، لیکن ان کا نقصان زیادہ ہے کیونکہ شراب کے نشہ

سے عقل زائل ہو جاتی ہے اور انسان جھوٹ بولتا ہے اور گالم گلوچ کرتا ہے اور جوئے کے ذریعہ دوسروں کا امام ابن جریر طبری اپنی

سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

زید بن علی بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خمر (شراب) کے متعلق تین آیتیں نازل کی ہیں: ایک یہ آیت ہے (شراب پینے

سے وقتی جوش اور ہیجان پیدا ہوتا ہے اور جوئے کے ذریعہ آسانی سے جیتی ہوئی رقم حاصل ہو جاتی ہے اور زمانہ جاہلیت میں یہ رقم

غریبوں پر خیرات کر دی جاتی تھی، ان فوائد کی بناء لوگوں نے آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ

اگرچہ ان میں کچھ فائدہ ہے لیکن ان کا نقصان زیادہ ہے) تب لوگوں نے شراب پینے کے معمول کو جاری رکھا حتیٰ کہ دو آدمیوں نے

شراب پی کر نماز پڑھی اور نماز میں بدکلامی کی تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(آیت) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں تم نماز کے قریب نہ جاؤ حتیٰ کہ تم یہ جان لو کہ تم کہہ رہے ہو۔
 پھر جو لوگ شراب پیتے تھے وہ نماز کے اوقات میں شراب سے اجتناب کرتے تھے حتیٰ کہ ایک دن ابو القموس نے نشہ کی حالت میں مقتولین بدر کے نوحہ اور مرثیہ میں چند اشعار پڑھے جن میں مقتولین بدر کی تعظیم اور تکریم کی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی تو آپ غضب میں گھبرائے ہوئے چادر کو گھسیٹتے ہوئے آئے جب اس نے آپ کو دیکھا تو آپ نے اس کو مارنے کے کوئی چیز اٹھائی اس نے کہا: میں اللہ اور اس کے غضب سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں! یہ خدا! میں اب کبھی شراب نہیں پوں گا تب یہ آیت نازل ہوئی:

(آیت) "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رَجَسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوا لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ. إِنَّمَا يَرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ..." (البائتہ: ۹۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! خمر (شراب) جوایتوں کے چڑھاؤں کی جگہ اور بتوں کے پاس فال نکالنے کے تیرمض ناپاک ہیں ان سے اجتناب کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان کا صرف یہ ارادہ ہے کہ وہ شراب اور جوئے کے سبب سے تمہارے درمیان بغض اور عداوت پیدا کر دے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے تو کیا تم باز آنے والے ہو؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیت سنی تو کہا: ہم باز آئے ہم باز آئے۔

(جامع البیان ج ۲ ص ۲۱۱ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

اس آیت میں شراب کی حرمت پر دس دلیلیں ہیں:

(۱) شراب کا ذکر جوئے بتوں کے چڑھاؤں کی جگہ اور بتوں کے پاس فال نکالنے کے تیروں کے ساتھ کیا ہے اور یہ سب حرام ہیں۔

(۲) شراب کو جس (نجس) فرمایا اور ہر نجس چیز حرام ہے۔

(۳) شراب کو شیطانی کام فرمایا اور شیطانی کام حرام ہیں۔

(۴) شراب پینے سے اجتناب کا حکم دیا لہذا اس سے اجتناب کرنا فرض ہوا اور جس سے اجتناب فرض ہوا اس کا ارتکاب

حرام ہے۔

(۵) حصول فلاح کو شراب سے اجتناب پر معلق فرمایا اس لیے اس سے اجتناب فرض اور اس کا ارتکاب حرام ہوا۔

(۶) شراب کے سبب سے شیطان عداوت پیدا کرتا ہے اور عداوت حرام ہے اور حرام کا سبب بھی حرام ہوتا ہے لہذا شراب

حرام ہوئی۔

(۷) شراب کے سبب سے شیطان بغض پیدا کرتا ہے اور بغض حرام ہے۔

(۸) شراب کی تاثیر سے شیطان اللہ کے ذکر سے روکتا ہے اور اللہ کے ذکر سے روکنا حرام ہے۔

(۹) شراب کی تاثیر سے شیطان نماز سے روکتا ہے اور نماز سے روکنا حرام ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ نے استغناء، انتہائی بلیغ ممانعت کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم (شراب نوشی سے) باز آنے والے ہو؟

احادیث سے خمر (شراب) کی تحریم کا بیان:

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دنیا میں خمر (شراب) پی وہ

آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ زنا کرتے وقت زانی میں ایمان (کامل) نہیں ہوتا اور خمر پیتے وقت شرابی

میں ایمان (کامل) نہیں ہوتا اور چوری کرتے وقت چور میں ایمان (کامل) نہیں ہوتا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۶ مطبوعہ نور محمد ص ۱۳۸۱ کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو عبیدہ، حضرت ابوطحہ اور حضرت ابی بن کعب کو ادھ پکی

کھجوروں اور چھوروں کی شراب پلا رہا تھا کہ ایک آنے والے نے کہا: خمر کو حرام کر دیا گیا، تو حضرت ابوطحہ نے کہا: اے انس! اٹھو

اور اس تمام شراب کو انڈیل دو۔

حضرت ابو مالک یا حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ عنقریب میری امت

میں ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، ریشم، خمر اور آلات موسیقی کو حلال کہیں گے اور عنقریب کچھ لوگ پہاڑ کے دامن میں رہیں گے جب

شام کو وہ اپنے جانوروں کا ریوڑ لے کر لوٹیں گے اور ان کے پاس کوئی فقیر اپنی حاجت لے کر آئے گا تو کہیں گے: کل آنا۔ اللہ تعالیٰ

پہاڑ گرا کر ان کو ہلاک کر دے گا، اور دوسرے لوگوں (زنا، شراب اور آلات موسیقی کو حلال کرنے والوں) کو مسخ کر کے قیامت کے

دن بندر اور خنزیر بنادے گا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۷ مطبوعہ نور محمد ص ۱۳۸۱ کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمر نے دعا کی کہ اے اللہ! خمر کے متعلق شافی حکم بیان فرما تو سورۃ بقرہ

کی یہ آیت نازل ہوئی: (آیت) ”يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ“۔ (البقرہ: ۲۱۹) عمر نے پھر دعا کی تو یہ آیت نازل ہوئی:

(آیت) ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَى“ (النساء: ۴۳) تب رسول اللہ ﷺ کے منادی نے

نداء کی کہ کوئی شخص نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جائے، عمر نے پھر دعا کی: اے اللہ! خمر کے متعلق شافی حکم نازل فرما تو یہ آیت

نازل ہوئی: (آیت) ”فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ“۔ (المائدہ: ۹) حضرت عمر نے کہا: ہم باز آ گئے۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۶ مطبوعہ مطبع مجبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر وہ چیز جو عقل کو ڈھانپ لے وہ خمر ہے اور ہر

نشہ آور چیز حرام ہے اور جس شخص نے کسی نشہ آور چیز کو پیا اس کی چالیس دن کی نمازیں ناقص ہو جائیں گی اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا اور اگر اس نے چوتھی بار شراب پی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو طیبۃ الخبال سے پلائے۔ پوچھا گیا کہ طیبۃ الخبال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: دوزخیوں کی پیپ۔ (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۲ مطبوعہ مطبع مہتابی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے خمر پر لعنت فرمائی ہے اور خمر پینے والے پر پلانے والے پر بیچنے والے پر خریدنے والے پر خمر کو (انگوروں سے) نچوڑنے والے پر اس کو بنانے والے پر خمر کو لادنے والے پر اور جس کے پاس لاد کر لائی جائے۔ (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۱ مطبوعہ مطبع مہتابی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص خمر پئے اس کو کوڑے مارو اگر وہ چوتھی بار پئے تو اس کو قتل کر دو۔ (جامع ترمذی ص ۲۲۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں:

حسن بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خمر پینے کی بناء پر اسی کوڑے مارے۔

(المصنف ج ۷ ص ۲۷۹ مطبوعہ کتب اسلامی بیروت ۱۴۲۹ھ)

امام طحاوی روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص خمر پئے اس کو اسی کوڑے مارو۔

(شرح معانی الآثار ج ۳ ص ۹۱ مطبوعہ مطبع مہتابی پاکستان لاہور ۱۴۰۴ھ)

خمر کی تعریف میں ائمہ مذاہب کا نظریہ اور امام ابوحنیفہ کے موقف پر دلائل:

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور اس کے پینے پر حد واجب ہے خواہ قلیل مقدار میں پئے یا کثیر مقدار میں۔ (الجامع الاحکام القرآن ج ۲ ص ۵۲ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے متعلق شمس اللائمہ سرخسی لکھتے ہیں:

قرآن مجید نے خمر کو حرام کیا ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک خمر اس کے شیرے کا نام ہے جو پڑے پڑے جوش کھانے لگے اور جھاگ چھوڑ دے اس کو دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے: (آیت) ”ارینی اعصر خمرا“ (یوسف: ۳۶) میں نے خمر کو نچوڑ رہا ہوں یعنی انگوروں کو نچوڑ رہا ہوں جو خمر ہو جائیں گے۔ (المبسوط ج ۲ ص ۲۴ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ)

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ کے نزدیک صرف خمر حرام قطعی ہے اس کا پینا، پلانا، بیچنا، خریدنا، رکھنا سب حرام قطعی ہے خمر کے علاوہ تین مشروب اور حرام ہیں: ایک بازق ہے یعنی انگور کا پکا ہوا شیرہ جو پکنے کے بعد ایک تہائی رہ جائے یا جو پڑے پڑے جوش کھانے لگے اور جھاگ چھوڑ دے دوسرا سکر ہے یعنی تازہ کھجوروں کا کچا شیرہ جب جھاگ چھوڑ دے تیسرا تقیع الزیبیب ہے یعنی کشمش کا کچا شیرہ جو

أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا شَرِبُوا الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُمْ، ثُمَّ إِنْ شَرِبُوا فَاجْلِدُوهُمْ، ثُمَّ إِنْ شَرِبُوا فَاجْلِدُوهُمْ، ثُمَّ إِنْ شَرِبُوا فَاقْتُلُوهُمْ

﴿﴾ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب لوگ شراب پیئیں، تو تم انہیں کوڑے لگاؤ، پھر جب پیئیں، تو انہیں کوڑے لگاؤ، پھر اگر وہ پیئیں، تو انہیں کوڑے لگاؤ، پھر اگر وہ پیئیں، تو انہیں قتل کر دو۔“

4483 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فِي هَذَا الْمَعْنَى قَالَ: وَأَخْبَسَهُ قَالَ فِي الْخَامِسَةِ: إِنْ شَرِبَهَا فَاقْتُلُوهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا فِي حَدِيثِ أَبِي غُطَيْفٍ فِي الْخَامِسَةِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے: تاہم اس میں یہ الفاظ

ہیں: پانچویں مرتبہ میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا: ”وہ پیئیں، تو انہیں قتل کر دو۔“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو غطفیف کی روایت میں بھی اسی طرح ہے: پانچویں مرتبہ میں یہ فرمایا تھا۔

4484 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الْأَنْطَاكِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذُئْبٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَكَرَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ سَكَرَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ سَكَرَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا حَدِيثُ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوهُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا حَدِيثُ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ شَرِبُوا الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوهُمْ، وَكَذَا حَدِيثُ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَذَا حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالشَّيْخُ يَزِيدُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي حَدِيثِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَإِنْ عَادَ فِي الثَّالِثَةِ، أَوْ الرَّابِعَةِ، فَاقْتُلُوهُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب کوئی مدہوش ہو جائے، تو تم اس کو کوڑے مارو، پھر اگر وہ مدہوش ہو، تو اسے کوڑے مارو، پھر اگر وہ مدہوش ہو، تو اسے کوڑے مارو، اگر وہ چوتھی مرتبہ ایسا کرے تو اسے قتل کر دو۔“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان منقول

”جب کوئی شراب پیئے، تو اسے کوڑے مارو، جب وہ چوتھی مرتبہ پھر ایسا کرے، تو اسے قتل کر دو“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان منقول

ہے:

”اگر وہ چوتھی مرتبہ شراب پیئے، تو اسے قتل کر دو“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت اسی طرح منقول ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور حضرت ثرید بن حصیب کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے: تیسری مرتبہ (روای کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں) چوتھی مرتبہ پھر ایسا کرے تو اسے قتل کر دو“

4485- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الصَّبِيِّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا عَنْ قَبِيصَةَ بِنِ ذُوَيْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ فِي الثَّالِثَةِ أَوْ الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوهُ. فَأُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فَجُلِدَ، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ فَجُلِدَ، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ فَجُلِدَ، وَرَفَعَ الْقَتْلَ، وَكَانَتْ رُحْصَةً، قَالَ سُفْيَانُ: حَدَّثَ الزُّهْرِيُّ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَعِنْدَهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ وَخُثُولُ بْنُ رَاشِدٍ، فَقَالَ لَهُمَا: كُونَا وَافِدَيْنِ أَهْلَ الْعِرَاقِ بِهَذَا الْحَدِيثِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الشَّرِيدُ بْنُ سُوَيْدٍ وَشَرَحْبِيلُ بْنُ أَوْيسٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، وَأَبُو غُظَيْفٍ الْكِنْدِيُّ، وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو شخص شراب پیئے، اسے کوڑے مارو، اگر وہ پھر ایسا کرے، تو پھر کوڑے مارو، اگر وہ پھر ایسا کرے، تو اسے قتل کر دو۔ (روای بیان کرتے ہیں: ایک شخص کو لایا گیا، جس نے شراب پی تھی، انہوں نے اسے کوڑے لگوائے پھر اسے لایا گیا، تو انہوں نے پھر کوڑے لگائے، پھر اسے لایا گیا، انہوں نے پھر اسے کوڑے لگائے، پھر اسے لایا گیا، انہوں نے پھر اسے کوڑے لگائے اور قتل نہیں کیا، تو یہ رخصت ہو گئی۔

سفیان کہتے ہیں: جب زہری نے یہ روایت بیان کی، اس وقت ان کے پاس منصور بن معتمر اور خثول بن راشد موجود تھے، زہری نے ان دونوں سے کہا: آپ دونوں اہل عراق کے پاس میری یہ حدیث لے کر چلے جائیں۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

4486- حَدَّثَنَا إِسْحَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ، حَدَّثَنَا شَرِيكَ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَا أَدِي - أَوْ مَا كُنْتُ لِأَدِي - مَنْ أَقَمْتُ عَلَيْهِ حَدًّا، إِلَّا شَارِبَ الْخَمْرِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْرِ فِيهِ شَيْئًا، إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ قُلْنَا لَا تَحْنُ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اس شخص کی دیت ادا نہیں کروں گا، جس پر میں نے حد جاری کی ہو، اور (وہ

اس دوران مر جائے) البتہ شراب نوشی کرنے والے کا معاملہ مختلف ہے، (یعنی اگر اس پر حد جاری ہوتے ہوئے، وہ مر جاتا ہے تو اس کی دیت ادا کروں گا) کیونکہ نبی اکرم ﷺ اس کے بارے میں باقاعدہ سزا مقرر نہیں کی یہ سزا وہ ہے، جس کو ہم نے اپنے طور پر مقرر کیا تھا۔

4487 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ الْبَصْرِيُّ، ابْنُ أَبِي رَشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، أَنَّ ابْنَ شَهَابٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَزْهَرَ، قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآنَ وَهُوَ فِي الرَّحَالِ يَلْتَمِسُ رَحْلَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَتَى بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ، فَقَالَ لِلنَّاسِ: اضْرِبُوهُ فَبَيْنَهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِالنِّعَالِ، وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِالْعَصَا، وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِالسِّتَاقِ. قَالَ ابْنُ وَهْبٍ: الْجَرِيدَةُ الرَّطْبَةُ - ثُمَّ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَرَابًا مِنَ الْأَرْضِ فَرَمَى بِهِ فِي وَجْهِهِ

حضرت عبدالرحمن بن ازہر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں گویا اس وقت بھی نبی اکرم ﷺ کو دیکھ رہا ہوں، آپ لوگوں کی رہائشی جگہوں کے درمیان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی رہائش تلاش کر رہے تھے، اسی دوران ایک شخص کو لایا گیا، جس نے شراب پی رکھی تھی، تو آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: اس کی پٹائی کر دو، تو ان میں سے کسی نے اسے جوتوں کے ذریعے مارا، کسی نے لاشی کے ذریعے مارا، اور کسی نے اسے بیتخہ کے ذریعے مارا۔

ابن وہب کہتے ہیں: اس سے مراد تازہ شاخ ہے، پھر نبی اکرم ﷺ نے مٹی لی اور اس کے چرے پر پھینک دی۔

4488 - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرِّجِ، قَالَ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ خَالِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَزْهَرِ، أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَارِبٍ وَهُوَ يَخْذُنُ، فَخُتِيَ فِي وَجْهِهِ الثَّرَابُ، ثُمَّ أَمَرَ أَصْحَابَهُ فَضَرَبُوهُ بِنِعَالِهِمْ، وَمَا كَانَ فِي أَيْدِيهِمْ، حَتَّى قَالَ لَهُمْ: اذْفَعُوا فَرَفَعُوا، فَتَوَقَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ جَلَدَ أَبُو بَكْرٍ فِي الْخَمْرِ أَرْبَعِينَ، ثُمَّ جَلَدَ عُمَرُ أَرْبَعِينَ صَدْرًا مِنْ أَمَارَتِهِ، ثُمَّ جَلَدَ ثَمَانِينَ فِي آخِرِ خِلَافَتِهِ، ثُمَّ جَلَدَ عُمَانُ الْخَدَنَيْنِ كُلَّيْهِمَا ثَمَانِينَ وَأَرْبَعِينَ، ثُمَّ أَثْبَتَ مُعَاوِيَةُ الْخَدَنَيْنِ

عبداللہ بن عبدالرحمن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے پاس شرابی کو لایا گیا، آپ ﷺ اس وقت حنین میں موجود تھے، نبی اکرم ﷺ نے اس کے منہ پر مٹی پھینکی، پھر آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا، تو انہوں نے اپنے جوتوں کے ذریعے اور جو کچھ ہاتھ میں موجود تھا، اس کے ذریعے اس کی پٹائی کی، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: رک جاؤ، تو وہ رک گئے۔

جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شراب نوشی کے جرم میں چالیس کوڑے لگوائے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت کے ابتدائی دور میں چالیس کوڑے لگوائے، پھر انہوں نے اپنے عہد خلافت کے آخری دور میں 80

کوڑے لگوانا شروع کر دیئے، اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ دونوں طرح کی سزا دیا کرتے تھے، کبھی 80 کوڑے لگوا دیتے تھے، کبھی چالیس لگوا دیتے تھے، اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کی سزا 80 کوڑے مقرر کر دی۔

4489- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَلَمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَزْهَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَذَابَ الْفَتَحِ وَأَكَأَ غُلَامٌ شَابًا يَتَخَلَّلُ النَّاسَ يَسْأَلُ عَنْ مَلِكٍ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَأَتَى بِشَارِبٍ فَأَمَرَهُمْ فَطَرَوْهُ بِمَا فِي أَيْدِيهِمْ فَمَلَأَهُمْ مِنَ ضَرْبِهِ بِالسُّوطِ وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِعَصَا وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِخِصْفِهِ وَخَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ فَلَمَّا كَانَ أَبُو بَكْرٍ: أَتَى بِشَارِبٍ فَسَأَلَهُمْ عَنْ ضَرْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي ضَرَبَهُ فَخَزَرَوْهُ أَرْبَعِينَ فَضَرَبَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ كَتَبَ إِلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ انْهَبَكُوا فِي الشُّرْبِ وَتَحَاقَرُوا الْحَدَّ وَالْعُقُوبَةَ قَالَ: هُمْ عِنْدَكَ فَسَلُّهُمْ وَعِنْدَهُ الْمُهَاجِرُونَ الْأَوَّلُونَ فَسَأَلَهُمْ فَأَجْمَعُوا عَلَى أَنْ يَطْرَبَ ثَمَانِينَ قَالَ: وَقَالَ عَلِيٌّ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا شَرِبَ افْتَرَى فَأَرَى أَنْ يُجْعَلَ كَعَذَابِ الْفَرِيزَةِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَذْخَلَ عُقِيلُ بْنُ خَالِدٍ بَنِي الزُّهْرِيِّ وَبَنِي ابْنِ الْأَزْهَرِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَزْهَرِ عَنْ أَبِيهِ

حضرت عبدالرحمن بن ابی ازہر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے فتح مکہ کی صبح نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، میں اس وقت نو جوان شخص تھا، نبی اکرم ﷺ لوگوں کے درمیان میں سے گزرتے ہوئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی رہائشی جگہ کے بارے میں دریافت کر رہے تھے، پھر آپ کے پاس ایک شرابی کو لایا گیا، تو آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا، تو لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ موجود تھا، انہوں نے اس کے ذریعے اس کی پٹائی کرنا شروع کی، کسی نے لاشی کے ذریعے مارا، کسی نے عصا کے ذریعے مارا، کسی نے جوتے کے ذریعے مارا، نبی اکرم ﷺ نے اس پر مٹی پھینکی، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور آیا، تو ان کے پاس ایک شرابی کو لایا گیا، انہوں نے لوگوں سے اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کے عمل سے متعلق دریافت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے شخص کو کس طرح مارا تھا؟ تو لوگوں نے یہ اندازہ لگایا کہ وہ چالیس ضربیں ہوں گی، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے چالیس ضربیں لگائیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا، تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں خط لکھا کہ لوگ شراب کی طرف زیادہ مائل ہو گئے ہیں اور وہ اس کی سزا کو معمولی سمجھتے ہیں، انہوں نے کہا: آپ ﷺ اس بارے میں اپنے پاس موجود لوگوں سے دریافت کر لیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت ”مہاجرین اولین“ موجود تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: تو ان سب کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ ایسے شخص کو 80 ضربیں لگائی جائیں، راوی بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب آدمی شراب پیئے گا، تو وہ جھوٹا الزام عائد کرے گا، تو میرا یہ خیال ہے کہ اس شخص کی سزا جھوٹا الزام عائد کرنے کی طرح کی ہونی چاہیے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عقیل بن خالد نامی راوی نے زہری اور حضرت ابن ابی ازہر رضی اللہ عنہ کے درمیان، اس حدیث میں

عبداللہ بن عبدالرحمن کا تذکرہ کیا ہے کہ انہوں نے اپنے والد سے یہ روایت نقل کی ہے۔

بَابُ فِي إِقَامَةِ الْحَدِّ فِي الْمَسْجِدِ

باب: مسجد میں حد جاری کرنا

4490- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ يَعْنِي ابْنَ عَمَالِدٍ، حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ، عَنْ زُفَرِ بْنِ وَثِيئَةَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، أَنَّهُ قَالَ: تَمَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسْتَقَادَ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنْ تُلْشَدَ فِيهِ الْأَشْعَارُ، وَأَنْ تُقَامَ فِيهِ الْحُدُودُ

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ مسجد میں قصاص لیا جائے، یا اس میں شعر سنائے جائیں، یا اس میں حدود قائم کی جائیں۔

مساجد میں حد و تعزیر جاری نہ کی جائیں

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ مسجد میں کسی پر کوئی حد جاری کی جائے اور نہ کسی کو کوئی تعزیر دی جائے کیونکہ اس پر تمام علماء کا اجماع و اتفاق ہے اور اس کی بنیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے۔

حدیث (قال جنبوا مساجد صبيانكم و محانيكم و رفع اصواتكم و شرائكم و بيع و اقامة حدودكم و جروها في جمعكم و ضعوا على ابوابها المطاهر)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی مسجدوں کو اپنے بچوں سے، دیوانوں سے، شور مچانے سے، خرید و فروخت کرنے سے، اور حد قائم کرنے سے بچائے رکھو، اور جمعہ کے دن مسجدوں کو اگر بیتی کی دھوئی دو نیز مسجدوں کے دروازوں پر طہارت (وضو) کی جگہ بناؤ۔

بَابُ فِي التَّعْزِيرِ

باب: تعزیر کا بیان

تعزیر کے معنی و مفہوم کا بیان

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ تعزیر بتا ہے عز و زور کے معنی عظمت و تعزیر منع اور روک کے ہیں اور

4490- حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف لا نقطاعه؛ لأن زفر بن وثيمة لم يلق حكيم ابن حزام وقد روى عنه موقوفاً كذلك. الشعبي: هو

محمّد بن عبد الله بن المهاجر. وأخرجه الطبراني في "الكبير" (3130)، وفي "مسند الشاميين" (1436)، والدارقطني (3101) و

(3102)، والبيهقي 328/ 8 و 103/ 10، والحاكم 378/ 4 من طرق عن محمد بن عبد الله بن المهاجر الشعبي، به. وأخرجه أحمد

(15580) عن حجاج بن محمد، عن الشعبي، عن زفر بن وثيمة، عن حكيم بن حزام موقوفاً عليه من قوله. وأخرجه مرفوعاً عن أبي شيبة 10/

42، وأحمد (15579)، والطبراني في "الكبير" (3131)، والدارقطني (3103)، وابن حزم في "المحلى" 11/ 123

اصطلاح شرح میں غیر مقرر سزا کو تعزیر کہتے ہیں جو حاکم اپنی رائے سے قائم کرے خاندان کا امینی بیوی کو باپ کا بچوں کو اور استاد کا شاگردوں کو سزا دینا تعزیر کہلاتا ہے نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے بچوں سے ڈنڈا نہ ہٹاؤ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ استاد کا اپنے شاگردوں کو سزا دینا بطور تعزیر ہے نہ کہ بطور حد تو اب آیا تعزیر واجب ہے کہ نہیں تو حق یہ ہے کہ جن جرموں میں تعزیر کا حکم ہے۔ وہاں تعزیر دی جائے اور جن جرموں میں اس کا حکم نہیں وہاں واجب نہیں اور تعزیر مجرم کے لحاظ سے دی جائے مجرم سرکش کو تعزیر بھی سخت دی جائے۔ شریف آدمی اتفاقاً گناہ کر بیٹھے تو تعزیر معمولی کافی ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ج ۵، ص ۸۶، نسبی کتب خانہ کجرات)

تعزیر کی اصل ہے عز و جس کے لغوی معنی ہیں منع کرنا، باز رکھنا، ملامت کرنا۔ اصطلاح شریعت میں اس لفظ (تعزیر) کا استعمال اس سزا کے مفہوم میں کیا جاتا ہے جو حد سے کم درجہ کی ہو اور تنبیہ اور تادیب کے طور پر کسی کو دی جائے اور اس سزا کو تعزیر ہی لئے کہتے ہیں کہ وہ آدمی کو اس فعل (گناہ و جرم) کے دوبارہ ارتکاب سے باز رکھتی ہے جس کی وجہ سے اسے وہ سزا (تعزیر) بھگتنی پڑی ہے۔

تعزیر کی تعریف اور اسکی سزا کا شرعی تعین

کسی گناہ پر بغرض تادیب جو سزا دی جاتی ہے اس کو تعزیر کہتے ہیں شارع نے اس کے لیے کوئی مقدار معین نہیں کی ہے بلکہ اس کو قاضی کی رائے پر چھوڑا ہے جیسا موقع ہو اس کے مطابق عمل کرے تعزیر کا اختیار صرف بادشاہ اسلام ہی کو نہیں بلکہ شوہر بیوی کو، آقا غلام کو، ماں باپ اپنی اولاد کو، استاد شاگرد کو تعزیر کر سکتا ہے۔ (رد المحتار وغیرہ) تعزیر دینے کی بعض صورتیں یہ ہیں۔

- (1) قید کرنا (2) کوڑے مارنا (3) گوشالی کرنا (کانوں کو مروڑنا) (4) ترش روئی سے اس کی طرف غصہ کی نظر کرنا۔

قرآن کے مطابق تعزیر کا بیان

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْخَرُوا قَوْمًا مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءً مِّنْ نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْبِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الْأَسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّهُ يَتَّبِعْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ. (حجرات، ۱۱)

اے ایمان والو! نہ مرد مرد سے مسخرہ پن کریں، عجب نہیں وہ ان چمنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے، اور نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ دو اور برے لقبوں سے نہ پکارو کہ ایمان کے بعد فاسق کہلانا برا نام ہے اور جو تو بہ نہ کرے، وہی ظالم ہے۔

دہشت گرد اور ہر اس پھیلانے والے ناپسندیدہ لوگ

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو بدگمانی کرنے، تہمت رکھنے اپنوں اور غیروں کو خوفزدہ کرنے، خواہ مخواہ کی دہشت دل میں رکھ لینے سے روکتا ہے اور فرماتا ہے کہ بسا اوقات اکثر اس قسم کے گمان بالکل گناہ ہوتے ہیں پس تمہیں اس میں پوری احتیاط چاہیے۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا تیرے مسلمان بھائی کی زبان سے جو کلمہ نکلا ہو جہاں تک تجھ سے ہو سکے اسے بھلائی اور اچھائی پر محمول کر۔ ابن ماجہ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کعبہ کرتے ہوئے فرمایا تو کتنا پاک گھر

ہے؟ تو کیسی بڑی حرمت والا ہے؟ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ مومن کی حرمت اس کے مال اور اس کی جان کی حرمت اور اس کے ساتھ نیک گمان کرنے کی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری حرمت سے بہت بڑی ہے۔ یہ حدیث صرف ابن ماجہ میں ہی ہے۔

صحیح بخاری شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بدگمانی سے بچو گمان سب سے بڑی جھوٹی بات ہے بھید نہ ٹٹلو۔ ایک دوسرے کی ٹوہ حاصل کرنے کی کوشش میں نہ لگ جایا کرو حسد بغض اور ایک دوسرے سے منہ پھلانے سے بچو سب مل کر اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو سب مسلمان وغیرہ میں ہے ایک دوسرے سے رد ٹھ کر نہ بیٹھ جایا کرو، ایک دوسرے سے میل جول ترک نہ کر لیا کرو، ایک دوسرے کا حسد بغض نہ کیا کرو بلکہ سب مل کر اللہ کے بندے آپس میں دوسرے کے بھائی بند ہو کر زندگی گزارو۔ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال اور میل جول چھوڑ دے۔

طبرانی میں ہے کہ تین خصلتیں میری امت میں رہ جائیں گی فال لینا، حسد کرنا اور بدگمانی کرنا۔ ایک شخص نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر ان کا تدارک کیا ہے؟ فرمایا جب حسد کرے تو استغفار کر لے۔ جب گمان پیدا ہو تو اسے چھوڑ دے اور یقین نہ کر اور جب شکون لے خواہ نیک لکھے خواہ بد اپنے کام سے نہ رک اسے پورا کر۔

ابوداؤد میں ہے کہ ایک شخص کو حضرت ابن مسعود کے پاس لایا گیا اور کہا گیا کہ اس کی ڈاڑھی سے شراب کے قطرے گر رہے ہیں آپ نے فرمایا اہیں بھید ٹٹولنے سے منع فرمایا گیا ہے اگر ہمارے سامنے کوئی چیز ظاہر ہو گئی تو ہم اس پر پکڑ سکتے ہیں سند احمد میں ہے کہ عقبہ کے کاتب و جین کے پاس گئے حضرت عقبہ گئے اور ان سے کہا کہ میرے پڑوس میں کچھ لوگ شرابی ہیں میرا ارادہ ہے کہ میں داروغہ کو بلا کر انہیں گرفتار کرادوں، آپ نے فرمایا ایسا نہ کرنا بلکہ انہیں سمجھاؤ بجاؤ ڈانٹ ڈپٹ کر دو، پھر کچھ دنوں کے بعد آئے اور کہا وہ باز نہیں آتے اب تو میں ضرور داروغہ کو بلاؤں گا آپ نے فرمایا افسوس افسوس تم ہرگز ہرگز ایسا نہ کرو سنو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کی پردہ داری کرے اسے اتنا ثواب ملے گا جیسے کسی نے زکوٰۃ درگور کر دہ لڑکی کو بچا لیا۔ ابوداؤد میں ہے حضرت معاویہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر تو لوگوں کے باطن اور ان کے راز ٹٹولنے کے درپے ہو گا تو تو انہیں بگاڑ دے گا یا فرمایا ممکن ہے تو انہیں شراب کر دے۔

حضرت ابودرداء فرماتے ہیں اس حدیث سے اللہ تعالیٰ نے حضرت معاویہ کو بہت فائدہ پہنچایا۔ ابوداؤد کی ایک اور حدیث میں ہے کہ امیر اور بادشاہ جب اپنے ماتحتوں اور رعایا کی برائیاں ٹٹولنے لگ جاتا ہے اور گہرا اثرنا شروع کر دیتا ہے تو انہیں بگاڑ دیتا ہے۔ پھر فرمایا کہ تجسّس نہ کر دینی برائیاں معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو تاکہ جہانک نہ کیا کرو اسی سے جاسوس ماخذ ہے تجسّس کا اطلاق عموماً برائی پر ہوتا ہے اور تجسّس کا اطلاق بھلائی ڈھونڈنے پر۔ جیسے حضرت یعقوب اپنے بیٹوں سے فرماتے ہیں: **يَا بَنِي يٰعِصٰی اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَآخِيهِ وَلَا تَأْتِسُوا مِنْ رُوحِ لَوْلِيَّاهُ لَا يَلِيْسُ مِنْ رُوحِ لَوْلِيَّاهُ لَا الْقَوْمُ الْكَفِرُؤُنَ** (یوسف: 87)، پھر تم جاؤ اور یوسف کو ڈھونڈو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اور کبھی کبھی ان دونوں کا استعمال شر اور برائی میں بھی ہوتا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے نہ تجسس کرو نہ حد و بغض کرو نہ منہ موڑو بلکہ سب مل کر اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ امام اوزاعی فرماتے ہیں تجسس کہتے ہیں کسی چیز میں کرید کرنے کو اور تجسس کہتے ہیں ان لوگوں کی سرگوشی پر کان لگانے کو جو کسی کو اپنی باتیں سنانا نہ چاہتے ہوں۔ اور مذہب کہتے ہیں ایک دوسرے سے رک کر آزر دہ ہو کر قطع تعلقات کرنے کو۔ پھر غیبت سے منہ فرماتا ہے ابوداؤد میں ہے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ غیبت کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو اپنے مسلمان بھائی کی کسی ایسی بات کا ذکر کرے جو اسے بری معلوم ہو تو کہا گیا اگر وہ برائی اس میں ہو جب بھی؟ فرمایا ہاں غیبت تو یہی ہے ورنہ بہتان اور تہمت ہے۔ ابوداؤد میں ہے ایک مرتبہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ صفیہ تو ایسی ایسی ہیں مسد درادی کہتے ہیں یعنی کم قامت، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ایسی بات کہی ہے کہ سمندر کے پانی میں اگر ملا دی جائے تو اسے بھی بگاڑ دے اور ایک مرتبہ آپ کے سامنے کسی شخص کی کچھ ایسی ہی باتیں بیان کی گئیں تو آپ نے فرمایا میں اسے پسند نہیں کرتا مجھے چاہے ایسا کرنے میں کوئی بہت بڑا نفع ہی ملتا ہو۔

ابن جریر میں ہے کہ ایک بی بی صاحبہ حضرت عائشہ کے ہاں آئیں جب وہ جانے لگیں تو صدیقہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اشارے سے کہا کہ یہ بہت پست قامت ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ان کی غیبت کی الغرض غیبت حرام ہے اور اس کی حرمت پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ لیکن ہاں شرعی مصلحت کی بنا پر کسی کی ایسی بات کا ذکر کرنا غیبت میں داخل نہیں جیسے جرح و تعدیل نصیحت و خیر خواہی جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فاجر شخص کی نسبت فرمایا تھا یہ بہت برا آدمی ہے اور جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا معاویہ مجلس شخص ہے اور ابوالجہم بڑا مارنے پٹنے والا آدمی ہے۔ یہ آپ نے اس وقت فرمایا تھا جبکہ ان دونوں بزرگوں نے حضرت فاطمہ بنت قیس سے نکاح کا مانگا ڈالا تھا اور بھی جو باتیں اس طرح کی ہوں ان کی تو اجازت ہے باقی اور غیبت حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے۔ اسی لئے یہاں فرمایا کہ جس طرح تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے گھن کرتے ہو اس سے بہت زیادہ نفرت تمہیں غیبت سے کرنی چاہیے۔ جیسے حدیث میں ہے اپنے دیئے ہوئے ہبہ کو واپس لینے والا ایسا ہے جیسے کتا جو تے کر کے چاٹ لیتا ہے اور فرمایا بری مثال ہمارے لئے لائق نہیں۔ حجۃ الوداع کے خطبے میں ہے تمہارے خون مال آبرو تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسی حرمت تمہارے اس دن کی تمہارے اس مہینے میں اور تمہارے اس شہر میں ہے۔ ابوداؤد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مسلمان کا مال اس کی عزت اور اس کا خون مسلمان پر حرام ہے انسان کو اتنی ہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی حقارت کرے۔

اور حدیث میں ہے اے وہ لوگو جن کی زبانیں تو ایمان لاچکی ہیں لیکن دل ایماندار نہیں ہوئے تم مسلمانوں کی غیبتیں کرنا چھوڑ دو اور ان کے عیبوں کی کرید نہ کیا کرو یا درکھو اگر تم نے ان کے عیب ٹٹولے تو اللہ تعالیٰ تمہاری پوشیدہ خرابیوں کو ظاہر کر دے گا یہاں تک کہ تم اپنے گھرانے والوں میں بھی بدنام اور رسوا ہو جاؤ گے، مسند ابویعلیٰ میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک خطبہ سنایا جس میں آپ نے پردہ نشین عورتوں کے کانوں میں بھی اپنی آواز پہنچائی اور اس خطبہ میں اوپر والی حدیث بیان فرمائی، حضرت ابن عمر نے ایک مرتبہ کعبہ کی طرف دیکھا اور فرمایا تیری حرمت و عظمت کا کیا ہی کہنا ہے لیکن تجھ سے بھی بہت زیادہ حرمت ایک ایماندار شخص کی اللہ کے نزدیک ہے۔ ابوداؤد میں ہے جس نے کسی مسلمان کی برائی کر کے ایک نوالہ حاصل کیا اسے جہنم

کی اتنی ہی غذا کھلائی جائے گی اسی طرح جس نے مسلمانوں کی برائی کرنے پر پوشاک حاصل کی اسے اسی جیسی پوشاک جہنم کی پہنائی جائے گی اور جو شخص کسی دوسرے کی بڑائی دکھانے ستانے کو کھڑا ہوا اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دکھاوے ستاوے کے مقام میں کھڑا کر دے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں معراج والی رات میں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ناخن تانبے کے ہیں جن سے وہ اپنے چہرے اور سینے نوچ رہے ہیں میں نے پوچھا کہ جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا یہ وہ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتیں لوٹتے تھے۔ (ابوداؤد) اور روایت میں ہے کہ لوگوں کے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا معراج والی رات میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا جن میں مرد و عورت دونوں تھے کہ فرشتے انکے پیلوؤں سے گوشت کانتے ہیں اور پھر انہیں اس کے کھانے پر مجبور کر رہے ہیں اور وہ اسے چارہ ہیں میرے سوال پر کہا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو طعنہ زن، غیبت گو، چغل خور تھے، انہیں جبراً آج خود ان کا گوشت کھلایا جا رہا ہے۔ (ابن ماجہ)

یہ حدیث بہت مطول ہے اور ہم نے پوری حدیث سورہ سنن کی تفسیر میں بیان بھی کر دی ہے قالہ اللہ۔ مسند ابوداؤد طرابلسی میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو روزے کا حکم دیا اور فرمایا جب تک میں نہ کہوں کوئی افطار نہ کرے شام کو لوگ آنے لگے اور آپ سے دریافت کرنے لگے آپ انہیں اجازت دیتے اور وہ افطار کرتے اتنے میں ایک صاحب آئے اور عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو عورتوں نے روزہ رکھا تھا جو آپ ہی کے متعلقین میں سے ہیں انہیں بھی آپ اجازت دیجئے کہ روزہ کھول لیں آپ نے اس سے منہ پھیر لیا اس نے دوبارہ عرض کی تو آپ نے فرمایا وہ روزے سے نہیں ہیں کیا وہ بھی روزے دار ہو سکتا ہے؟ جو انسانی گوشت کھائے جاؤ انہیں کہو کہ اگر وہ روزے سے ہیں تو قے کریں چنانچہ انہوں نے قے کی جس میں خون جے کے لوتھرے نکلے اس نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی آپ نے فرمایا اگر یہ اسی حالت میں مرجاتیں تو آگ کا لقمہ بنتیں۔ اس کی سند ضعیف ہے اور متن بھی غریب ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس شخص نے کہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں عورتوں کی روزے میں بری حالت ہے مارے پیاس کے مر رہی ہیں اور یہ دو پہر کا وقت تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی پر اس نے دوبارہ کہا کہ یا رسول اللہ! وہ تو مر گئی ہوں گی یا تھوڑی دیر میں مرجائیں گی آپ نے فرمایا جاؤ انہیں بلالاً جب وہ آئیں تو آپ نے دودھ کا مٹکا ایک کے سامنے رکھ کر فرمایا اس میں قے کر اس نے قے کی تو اس میں پیپ خون جامد وغیرہ نکلے جس سے آدھا مٹکا بھر گیا پھر دوسری سے قے کرائی اس میں بھی یہی چیزیں اور گوشت کے لوتھرے وغیرہ نکلے اور مٹکا بھر گیا، اس وقت آپ نے فرمایا انہیں دیکھو حلال روزہ رکھے ہوئے تھیں اور حرام کھا رہی تھیں دونوں جینہ کر لوگوں کے گوشت کھانے لگی تھیں (یعنی نسبت کر رہی تھیں) (مسند احمد)

مسند حافظ ابویعلیٰ میں ہے کہ حضرت ماعز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے آپ نے منہ پھیر لیا یہاں تک کہ وہ چار مرتبہ کہہ چکے پھر پانچویں دفعہ آپ نے کہا تو نے زنا کیا ہے؟ جواب دیا ہاں فرمایا جانتا ہے زنا کسے کہتے ہیں؟ جواب دیا ہاں جس طرح انسان اپنی حلال عورت کے پاس جاتا ہے اسی طرح میں نے حرام عورت سے کیا۔ آپ نے فرمایا اب تیرا مقصد کیا ہے؟ کہا یہ کہ آپ مجھے اس گناہ سے پاک کریں آپ نے فرمایا کیا تو نے اسی طرح دخول کیا تھا جس طرح سلائی سرمہ دانی میں اور لکڑی کنویں میں؟ کہا ہاں یا رسول اللہ! اب آپ نے انہیں رجم کرنے یعنی پتھراؤ کرنے کا حکم دیا چنانچہ یہ

رجم کر دئے گئے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اسے دیکھو اللہ نے اس کی پردہ پوشی کی تھی لیکن اس نے اپنے تئیں نہ چھوڑا یہاں تک کہ کتے کی طرح پھراؤ کیا گیا۔ آپ یہ سنتے ہوئے چلتے رہے تھوڑی دیر بعد آپ نے دیکھا کہ اسے میں ایک مردہ گدھا پڑا ہوا ہے فرمایا فلاں فلاں شخص کہاں ہیں؟ وہ سواری سے اتریں اور اس گدھے کا گوشت کھائیں انہوں نے کہا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ آپ کو بخشے کیا یہ کھانے کے قابل ہے؟ آپ نے فرمایا ابھی جو تم نے اپنے بھائی کی بدی بیان کی تھی وہ اس سے بھی زیادہ بری چیز تھی۔ اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ شخص جسے تم نے برا کہا تھا وہ تو اب اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔ اس کی اسناد صحیح ہے۔

مسند احمد میں ہے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ نہایت سڑی ہوئی مرداری بودالی ہوا چلی آپ نے فرمایا جانتے ہو؟ یہ بو کس چیز کی ہے؟ یہ بد بو ان کی ہے جو لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور روایت میں ہے کہ منافقوں کے ایک گروہ نے مسلمانوں کی غیبت کی ہے یہ بد بودار ہوا وہ ہے۔ حضرت سدی فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان ایک سفر میں دو شخصوں کے ساتھ تھے جن کی یہ خدمت کرتے تھے اور وہ انہیں کھانا کھلاتے تھے ایک مرتبہ حضرت سلمان سو گئے تھے اور قافلہ آگے چل پڑا پڑا ڈالنے کے بعد ان دونوں نے دیکھا کہ حضرت سلمان نہیں تو اپنے ہاتھوں سے انہیں خیرہ کھڑا کرنا پڑا اور غصہ سے کہا سلمان تو بس اتنے ہی کام کا ہے کہ کچی پکائی کھالے اور تیار خیمے میں آکر آرام کر لے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت سلمان پہنچے ان دونوں کے پاس سالن نہ تھا تو کہا تم جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے لئے سالن لے آؤ۔ یہ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میرے دونوں ساتھیوں نے بھیجا ہے کہ اگر آپ کے پاس سالن ہو تو دے دیجئے آپ نے فرمایا وہ سالن کا کیا کریں گے؟ انہوں نے تو سالن پالیا۔

حضرت سلمان واپس گئے اور جا کر ان سے یہ بات کہی وہ اٹھے اور خود حاضر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے اور کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تو سالن نہیں نہ آپ نے بھیجا آپ نے فرمایا تم نے مسلمان کے گوشت کا سالن کھالیا جبکہ تم نے انہیں یوں کہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی (میتا) اس لئے کہ وہ سوئے ہوئے تھے اور یہ ان کی غیبت کر رہے تھے۔ مختار ابوضیا میں تقریباً ایسا ہی واقعہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے اس خادم کا گوشت تمہارے دانتوں میں اٹکا ہوا دیکھ رہا ہوں اور ان کا اپنے غلام سے جبکہ وہ سویا ہوا تھا اور ان کا کھانا تیار نہیں کیا تھا صرف اتنا ہی کہنا مروی ہے کہ یہ تو بڑا سونے والا ہے ان دونوں بزرگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ ہمارے لئے استغفار کریں۔

مسند ابویعلیٰ میں ہے جس نے دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا (یعنی اس کی غیبت کی) قیامت کے دن اس کے سامنے وہ گوشت لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جیسے اس کی زندگی میں تو نے اس کا گوشت کھایا تھا اب اس مردے کا گوشت بھی کھا۔ اب یہ چیخے گا چلائے گا ہائے دائے کرے گا اور اسے جبراً وہ مردہ گوشت کھانا پڑے گا۔ یہ روایت بہت غریب ہے۔

پھر فرماتا ہے اللہ کا لحاظ کرو اس کے احکام بجا لاؤ اس کی منع کردہ چیزوں سے رک جاؤ اور اس سے ڈرتے رہا کرو۔ جو اس کی طرف جھکے وہ اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے تو بہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے اور جو اس پر بھروسہ کرے اس کی طرف رجوع

کرے وہ اس پر رحم اور مہربانی فرماتا ہے۔ جمہور علماء کرام فرماتے ہیں غیبت گو کی توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اس خصلت کو چھوڑ دے اور پھر سے اس گناہ کو نہ کرے پہلے جو کر چکا ہے اس پر نادم ہونا بھی شرط ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے اور جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی حاصل کر لے۔ بعض کہتے ہیں یہ بھی شرط نہیں اس لئے کہ ممکن ہے اسے خبر ہی نہ ہو اور معافی مانگنے کو جب جائے گا تو اسے اور رنج ہوگا۔ پس اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جن مجلسوں میں اس کی برائی بیان کی تھی ان میں اب اس کی سچی معافی بیان کرے اور اس برائی کو اپنی طاقت کے مطابق دفع کر دے تو اولاً بدلہ ہو جائے گا۔

مسند احمد میں ہے جو شخص اس وقت کسی مومن کی حمایت کرے جبکہ کوئی منافق اس کی مذمت بیان کر رہا ہو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو مقرر کر دیتا ہے جو قیامت والے دن اس کے گوشت کو نارِ جہنم سے بچائے گا اور جو شخص کسی مومن پر کوئی ایسی بات کہے گا جس سے اس کا ارادہ اسے مطعون کرنے کا ہو اسے اللہ تعالیٰ پل صراط پر روک لے گا یہاں تک کہ بدلا ہو جائے یہ حدیث ابوداؤد میں بھی ہے ابوداؤد کی ایک اور حدیث میں ہے جو شخص کسی مسلمان کی بھڑتی ایسی جگہ میں کرے جہاں اس کی آبروریزی اور توہین ہوتی ہو تو اسے بھی اللہ تعالیٰ ایسی جگہ رسوا کرے گا جہاں وہ اپنی مدد کا طالب ہو اور جو مسلمان ایسی جگہ اپنے بھائی کی حمایت کرے اللہ تعالیٰ بھی ایسی جگہ اس کی نصرت کرے گا۔ (ابوداؤد تفسیر ابن کثیر، ج ۱، ص ۱۱۱)

حدود اور تعزیر میں فرق

جس طرح حدود کا دائرہ حقوق اللہ ہونے کی بنا پر محدود ہے اسی طرح تعزیرات کا دائرہ حقوق العباد ہونے کی وجہ سے وسیع ہے حتیٰ کہ مذکورہ جرائم کبیرہ میں بھی اگر کسی معقول وجہ کی بنا پر حدود اللہ جاری نہ ہو سکیں تو چونکہ ان کا تعلق حقوق العباد سے بھی ہے اس بنا پر حکومت مختلف سزاؤں کے لئے قانون بنانے کی مجاز ہے۔ جرائم رئیسہ کے لئے بھی حالات و زمانہ کی رعایت سے تعزیری قوانین وضع کرنے کی ضرورت ہے اور ایسی عدالت کا قیام ضروری ہے جو ایسے مقدمات کی سماعت کرے جو محض اس بنا پر خارج کر دیئے گئے کہ ان کے لئے حدود کے درجہ کا ثبوت فراہم نہیں کیا جاسکا یا گواہ حضرات معیار پر پورے نہیں اترے اور اگر یہ انتظام نہ کیا گیا بلکہ جرائم رئیسہ کی سزا صرف حدود ہی رکھی گئیں تو مذکورہ جرائم کی بہت سی شکلیں ایسی پائی جائیں گی جن میں کوئی سزا نہ ہوگی اور جرم کی حوصلہ افزائی ہوتی رہے گی۔

تعزیر میں حکومت کے اختیارات کافی وسیع ہیں تعزیر کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے بلکہ اس کا معاملہ بھی حکومت کے سپرد ہے۔ الغرض تعزیرات کے باب میں حکومت کے اختیارات ہر لحاظ سے کافی وسیع ہیں جس قدر حالات بدلتے جا رہے ہیں اسی لحاظ سے جرائم کی رفتار میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور جرائم میں تنوع پیدا ہوتا جا رہا ہے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں سے اس سلسلہ میں کافی رہنمائی ملتی ہے ان تمام نظائر کو پیش نظر رکھتے ہوئے حالات و زمانہ کی رعایت کرتے ہوئے بہترین تعزیراتی قوانین وضع کئے جاسکتے ہیں۔

تعزیری سزاؤں کا بیان

اور جس شخص نے کسی غلام یا باندی یا ام ولد یا کافر پر زنا کی تہمت لگائی تو اس کو سزا دی جائے گی کیونکہ اس کا یہ تہمت لگانا جرم ہے

اور احسان کے نہ ہونے سبب حد کا وجوب ختم ہو چکا ہے۔ لہذا اس میں تعزیر واجب ہوگی۔ اسی طرح جب کسی شخص نے مسلمان پر زنا کے سوا کسی اور چیز کی تہمت لگائی اور اس کو یا فاسق، یا کافر یا خبیث کہا، یا سارق کہا کیونکہ قاذف نے اس کو تکلیف پہنچائی ہے اور اس پر عیب لگایا ہے۔ اور حدود میں قیاس کو کوئی دخل نہیں ہے۔ پس تعزیر واجب ہو جائے گی لیکن پہلی تعزیر میں سخت سزا دی جائے گی کیونکہ یہ اسی جنس سے ہے جس میں حد واجب ہوتی ہے اور دوسری صورت میں امام کی رائے کے مطابق سزا دی جائے گی۔ اور جب کسی نے دوسرے کو اے گدھے، اے خنزیر، کہا تو اس کو سزا نہیں دی جائے گی کیونکہ کہنے والے نے اس پر کوئی عیب نہیں لگایا ہے کیونکہ مخاطب میں اشیاء معدوم ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ہمارے عرف کے مطابق اس کو سزا دی جائے گی کیونکہ یہ گالی شہر کی جاتی ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ جس کو گالی دی گئی ہے اگر وہ شریف لوگوں میں سے ہے جس طرح فقہاء اور علوی خاندان کے لوگ ہیں تو کہنے والے کو سزا دی جائے گی۔ کیونکہ ان جملوں سے ان کو تکلیف پہنچاتا ہے اور جب وہ شخص یعنی جس کو گالی دی گئی ہے وہ عام لوگوں میں سے ہے تو گالی دینے والے کو سزا نہ دی جائے گی۔ اور سب سے اچھا قول یہی ہے۔ (ہدایہ، کتاب الحدود، لاہور)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص کسی دوسرے کو اے یہودی کہہ کر پکارے تو اسے بیس درے مارو اور جب کوئی اے مجھوے کہہ کر پکارے تو اسے بھی بیس درے مارو اور جو شخص کسی محرم عورت سے زنا کرے تو اسے قتل کر دو۔ اس حدیث کو ہم صرف ابراہیم بن اسماعیل کی سند سے جانتے ہیں اور ابراہیم بن اسماعیل کو حدیث میں ضعیف کہا گیا ہے براء بن عازب، قرہ بن ایاس مزی سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ یہ حدیث کئی سندوں سے منقول ہے۔ ہمارے اصحاب کا اسی پر عمل ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جانتے ہوئے کسی محرم عورت سے جماع کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 1504)

امام بیہقی نے روایت کی، کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ اگر ایک شخص دوسرے کو کہے اے کافر، اے خبیث، اے فاسق، اے گدھے تو اس میں کوئی حد مقرر نہیں، حاکم کو اختیار ہے جو مناسب سمجھے سزا دے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الحدود، باب من حدی فی التعریض)

کسی مسلمان کو کافر کہا تو تعزیر ہے رہا یہ کہ وہ قاتل خود کافر ہو گا یا نہیں اس میں دو صورتیں ہیں اگر اسے مسلمان جانتا ہے تو کافر نہ ہوا۔ اور اگر اسے کافر اعتقاد کرتا ہے تو خود کافر ہے کہ مسلمان کو کافر جاننا دین اسلام کو کفر جاننا ہے اور دین اسلام کو کفر جاننا کفر ہے۔ ہاں اگر اس شخص میں کوئی ایسی بات پائی جاتی ہے جس کی بنا پر تکفیر ہو سکے، اور اس نے اسے کافر کہا اور کافر جانا تو کافر نہ ہوگا۔ (در مختار، کتاب الحدود)

یہ اس صورت میں ہے کہ وہ وجہ جس کی بنا پر اس نے کافر کہا ظنی ہو یعنی تاویل ہو سکے تو وہ مسلمان ہی کہا جائیگا مگر جس نے اسے کافر کہا وہ بھی کافر نہ ہوا۔ اور اگر اس میں قطعی کفر پایا جاتا ہے جو کسی طرح تاویل کی گنجائش نہیں رکھتا تو وہ مسلمان ہی نہیں اور بیشک وہ کافر ہے اور اس کو کافر کہنا مسلمان کو کافر کہنا نہیں بلکہ کافر کو کافر کہنا ہے بلکہ ایسے کو مسلمان جاننا یا اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔

4491- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُزَيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَّجِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي بُرْذَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”دس سے زیادہ کوڑے (کسی بھی جرم کی سزائیں) نہ لگائے جائیں، البتہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حد میں (ایسا کیا جاسکتا ہے)۔“

4492- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو، أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ الْأَشَّجِ، حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَابِرٍ، أَنَّ أَبَاهُ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بُرْذَةَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: قَدْ كَرَّمَعْنَاهُ

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو بردہ انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

تعزیر کی زیادہ سے زیادہ سزا کا بیان

اور تعزیر کی سزا زیادہ سے زیادہ انتالیس (۳۹) کوڑے ہے جبکہ اس کی کم از کم سزا تین درے ہے۔ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تعزیر کی زیادہ سے زیادہ سزا پچھتر (۷۵) کوڑے ہیں۔ اور اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ جس نے حد کے سوا میں حد سے زیادہ سزا دی وہ تجاوز کرنے والا ہے۔ اور تعزیر کو حد تک پہنچانا معذور ہے لہذا طرفین نے حد کی کم از کم مقدار کا اندازہ کیا ہے۔ اور وہ قذف میں ایک غلام کی حد ہے۔ پس ان فقہاء نے سزا کو انہی طرف پھیر دیا ہے اور یہ مقدار چالیس کوڑے ہے۔ اور اس میں ایک کوڑا کم کر دیا جائے گا۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے آزادی کی کم از کم حد کا اعتبار کیا ہے اس لئے کہ آزادی اصل ہے۔ اس کے بعد ایک روایت کے مطابق اس میں ایک درہ کم کر دیا جائے گا۔ امام زفر علیہ الرحمہ کا قول بھی یہی ہے اور قیاس کا تقاضہ بھی اسی طرح ہے اور جو روایت یہاں پر ذکر کی گئی ہے اس میں پانچ دروں سے کم کیا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔ پس حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے اس کی تقلید کی ہے۔ پھر کتاب میں کم از کم مقدار تین درے بیان کی گئی ہے کیونکہ تین سے کم میں تو کوئی سزا ہی نہیں ہے۔

ہمارے مشائخ فقہاء نے کہا کہ تعزیر کی کم از کم سزا امام کے رائے پر موقوف ہے اور جس سے امام ڈرانے مقصد پالینا سمجھے گا وہ اس کا تعین کرے گا کیونکہ احوال عرف کی تبدیلی کے ساتھ انزجار تبدیل ہوتا ہے۔ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ جرم کی مقدار کے مطابق ہوگی اور اس کے چھوٹے بڑے ہونے کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور ان سے اک روایت یہ بھی ہے کہ ہر قسم کا جرم اس کے باب سے متعلق کیا جائے گا پس چھوٹا اور بوسہ لینے کو زنا کے قریب مانا جائے گا اور زنا کے سوا قذف کو حد قذف کے قریب قرار دیا جائے گا۔ (ہدایہ کتاب اللہ و ملاہ)

حضرت ابو بردہ بن دینار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو حد مقرر کی ہیں ان میں سے دس کوڑوں سے زیادہ کی سزا نہ دی جائے۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بطور تعزیر دس سے زیادہ کوڑے مارنے کی سزا دینا جائز نہیں ہے لیکن علماء نے لکھا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

اس بارے میں فقہاء کے اختلافی اقوال ہیں کہ بطور تعزیر زیادہ سے زیادہ کتنے کوڑے مارنے کی سزا دی جاسکتی ہے؟ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد کا قول یہ ہے کہ انیس سے زیادہ نہ ہو، جب کہ حضرت امام ابو یوسف یہ فرماتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ پچھتر کوڑے ہو سکتے ہیں، البتہ کم سے کم تعداد کے بارے میں تین کوڑے پر سب کا اتفاق ہے، اسی طرح اس مسئلہ پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ تعزیر میں جو کوڑے مارے جائیں ان کی تعداد حد میں مارے جانے والی تعداد تک نہ پہنچے لیکن سختی و شدت میں اس سے بھی بڑھ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر تعزیر ضرب سے ہو تو کم از کم تین کوڑے اور زیادہ سے زیادہ انیس کوڑے لگائے جائیں، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں یعنی قاضی کی رائے میں اگر دس یا کوڑوں کی ضرورت معلوم ہو تو دس، بیس کی ہو تو بیس، تیس کی ہو تو تیس لگائے یعنی جتنے کی ضرورت محسوس کرتا ہو اس سے کمی نہ کرے۔ ہاں اگر چالیس یا زیادہ کی ضرورت معلوم ہوتی ہے تو انیس سے زیادہ نہ مارے باقی کے بدلے دوسری سزا کرے مثلاً قید کر دے۔ کم از کم تین کوڑے یہ بعض متون کا قول ہے اور امام ابن ہمام وغیرہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک کوڑا مارنے سے کام چلے تو تین کی کچھ حاجت نہیں اور یہی قرین قیاس بھی ہے۔ اگر چند کوڑے مارے جائیں تو بدن پر ایک ہی جگہ ماریں اور بہت سے مارنے ہوں تو متفرق جگہ مارے جائیں کہ عضو بے کار نہ ہو جائے۔ (در مختار، کتاب الحدود)

بَابُ فِي ضَرْبِ الْوَجْهِ فِي الْحَدِّ

باب: حد کے دوران چہرے پر مارنا

4493- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ يَعْنَى ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا ضَرَبْتَ أَحَدَكُمْ فَلْيَتَّقِ الْوَجْهَ

*** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جب بھی کوئی شخص (کسی کو) مارے تو اس کے (چہرے پر مارنے سے) بچے۔“

بیوی کے چہرے پر مارنے کی ممانعت کا بیان

ازدواجی زندگی میں خوشیوں کے پھول اس وقت تک کھل نہیں سکتے جب تک کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق نہ جانیں اور ان کی ادائی کا عزم صمیم نہ کر لیں، نفرتیں مٹانے کے لئے دل میں خلوص و محبت پیدا کرنے کی ضرورت ہے، یہ محبت بھی اللہ تعالیٰ

کے لئے ہوئے اسلام کے احکام کی اللہ کا نام دیا شوہر پر بیوی کے حقوق دینے پر آمادہ ہو گیا اور پھر اس کے لئے دار ہاں یہاں ذکر کے جارہے ہیں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شوہر پر بیوی کے حقوق سے متعلق مرفوعہ روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے عقل حد و شرف میں آیا ہے: قَالَ أَنْ تَطْلُعَ بِهَا إِذَا طَلَعَتْ وَتَكْسُوَهَا إِذَا كَسَتْ وَأَنْ تَكْسِبَ وَلَا تَكْسِبَ وَلَا تَطْرِبَ وَلَا تَطْرِبَ وَلَا تَقْتَبِعَ وَلَا تَقْتَبِعَ إِلَّا إِلَى التَّحِيَّةِ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تو کھائے تو بیوی کو کھلا، جب تو پہنتا تو اسے بھی پہنا، بیوی کے چہرہ پر ہاتھ اور گھر کے سوا کہیں اور اسے ہاتھ نہ چھوڑ۔ (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۴۱۹۹)

اس حدیث شریف میں شوہر کو دو ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی اور تمہیں براہمنوں سے عقل کے ساتھ سلوک کیا کرنا پڑے گا۔ بیوی کے کھانا پینا اور لباس کی ذمہ داری شوہر کے ذمہ ہے، وہ جیسا کھاتا پیتا اور پہنتا ہے اسی معیار کا کھانا اور دینا اور پہنا دینا بیوی کو دینا شوہر کا اہم فریضہ ہے۔

پھر جن تین برائیوں سے شوہر کو منع فرمایا ان میں ایک یہ ہے کہ بیوی کے چہرہ پر ہاتھ مارے، دوسرے ہاتھ مار بیٹ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں البتہ بیوی تا فرمان اور سرکش ہو جائے تو الٹی سی مار مارنا جائز ہے مگر چہرہ پر نہیں مارنا چاہئے کیونکہ یہ تمام بدنی اعضا میں سب سے اشرف و اعلیٰ ہے۔

جس دوسری برائی سے شوہر کو منع کیا گیا وہ بیوی کو تنہا نہ چھوڑنا ہے، اس نصیحت قیہ کے مختلف معانی ہیں، لا بھکر کا ایک مطلب یہ ہے کہ شوہر بیوی کو بلا ضرورت تنہا کہیں آنے جانے کی اجازت نہ دے، آج کل ہمارے معاشرہ میں یہ بات بہت ہی عام ہوئی جا رہی ہے، گھر میں رہنے والی خواتین کو کھلے عام اجازت اور چھوٹ دی جا رہی ہے، وہ جہاں چاہے آئیں اور جائیں، شاپنگ، خرید و فروخت وغیرہ کے لئے تنہا نکلتا خواتین کے لئے کوئی عیب کی بات نہ رہی۔

اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ شوہر بیوی سے زیادہ ناراض نہ رہے، اس کی فطرت پر تنبیہ بھی کرے، پھر اسے درگزر بھی کر دے۔ اس کا تیسرا مفہوم یہ ہے کہ ہر عام یا دیگر اعزہ و اقارب کی موجودگی میں بیوی پر غصہ نہ ہو اور اس کو مورد ملامت نہ بنائے۔ تیسرا ممنوع عمل بیوی کے ظاہری یا باطنی میوب اور اخلاقی خرابیوں کی بنا پر اس کو عار دلانے رہتا اور اس کو قبیح و بد صورت کہنا اور بدنام کرنا ہے سب شوہر کی بد اخلاقی میں شمار ہوتے ہیں۔

بیوی میں کسی بھی قسم کا عیب اس کو مکمل داخلہ نہیں بناتا، حقیقت تو یہ ہے کہ انسان ہونے کی حیثیت سے بیوی اور شوہر دونوں میں بھی میوب پائے جاتے ہیں، شوہر اپنی زندگی خوشگوار بنانا چاہتا ہے تو بیوی کے میوب پر نہیں اس کی خوبیوں پر نظر رکھے۔

اسی لئے حدیث پاک میں آیا ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَفْرُكُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَتْ مِنْهَا لِحْظًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: حضرت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: توئی

مسلمان کسی عورت سے نفرت نہ کرے، اگر اس کی ایک عادت پسند نہ آئے تو دوسری صفت اسے پسند آئیگی۔

(صحیح مسلم، باب الوصیۃ بالنساء، حدیث نمبر: 3721)

حدیث مذکور سے بیوی کا یہ حق معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑی سی بات پر شوہر نظرتوں کی دیوار نہ بنائے، اس میں کوئی غلطی دیکھے تو حسن اخلاق اور پیار و محبت کے دائرہ میں سمجھائے، محض نظرتوں کے ساتھ بیوی کا سامنا کیا جائے تو زندگی دو بھر ہو جائے گی، اور چونکہ عورتوں کی جبلت و عادت میں کچھ فرق و امتیاز ہوتا ہے جو مردوں کی طبیعت سے میل نہیں کھاتا، اس کو بالکل سیدھا کرنے سے لڑنے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔

اسی لئے لطف و مہربانی، ملاحظت و حسن سلوک اور مہر و محل کے ساتھ ان سے نباہنے کی کوشش جاری رکھی جائے، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ النِّسَاءَ كَالطَّلَحِ إِذَا ذَهَبَتْ تَقْبِيهَا كَسَرَتْهَا وَإِنْ تَرَكَتَهَا اسْتَنْتَفَعَتْ بِهَا وَفِيهَا عَوَجٌ۔

(صحیح مسلم، کتاب الرضا، باب الوصیۃ بالنساء، حدیث نمبر: 3717)

یعنی عورت میڑھی پل کی طرح ہے، اگر تو اسے سیدھا کرنے چلے تو ٹوٹ جائے گی اور اسی حالت میں اسے چھوڑ دے تو فائدہ اٹھائے گا۔

ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنے میں عی کامیابی ہے، عورتوں کو بالکل سیدھا کرنے کی تمنا چھوڑ کر ان کو انکی حالت پر برقرار رکھنے سے ہی مرد کا فائدہ ہے۔ جیسا کہ کمان کو سیدھا کرنے سے وہ تیر اندازی کے قابل نہیں رہتی اور اس کی خوبی اس کے میڑھے رہنے میں ہے۔

شرح سنن ابوداؤد جلد ہفتم کے اختتامی کلمات کا بیان

الحمد للہ! شرح سنن ابوداؤد کی یہ جلد مکمل ہو چکی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری غلطیوں کو مہربانیوں کو معاف کر دے اور میں یہ بھی دعا کرتا ہوں۔

اے اللہ! میرے دین کو سنوار دے جو کہ میری آخرت کے کام کا حافظ اور نگہبان ہے اور میری دنیا کو سنوار دے کہ جس میں میری روزی اور زندگی ہے۔ اور میری آخرت کو سنوار دے کہ جس میں میری واپسی ہے۔ اور میری زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی میں زیادتی اور میری موت کو ہر شر سے میری راحت کا سبب بنادے۔ یا اللہ مجھ پر حق واضح فرما اور مجھے اس کی اتباع نصیب فرما اور مجھ پر باطل واضح فرما اور مجھے باطل سے بچنے کی توفیق عطا فرما دے۔ یا اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے مجھے حق و ایمان پر استقامت نصیب فرما۔ اور دنیا میں آنے والوں سے مجھے اور تمام مسلمانوں کو محفوظ فرما۔ آمین۔

محمد لیاقت علی عفی عنہ